DAMAGE BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_188553
UNIVERSAL
LIBRARY

تاریخ ہندوستان

سلطنت اسلامیہ کا بیان

جلد پنجم جسکا نام

اقبال نامہ اکبری ہے

اس جلد مین ابو المظفر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی عرش آشیانی کا بیان اول سے آخر تک بالتفصیل لکھا ہے اور اسمین اسکے کل آئین و قوانین کا بھی بیان ہے

مصنفہ

خان بہادر شمس العلما مولوی محمد ذکاء اللہ فیلو الہ آباد یونی ورسٹی سابق پروفیسر

ورنیکیولر سائنس اینڈ لٹریچر میور سنٹرل کالج الہ آباد

سنہ ۱۸۹۷ء

مطبع شمس المطابع ملی مین ہتمام منشی محمد عطاء اللہ مطبوع ہوئی

Checked 1985

اشتہار

کتب اخلاق مصنفہ خان بہادر شمس العلماء مولوی محمد ذکاء اللہ فیلوالہ آبادیونیورسٹی

اب ان کتابوں میں سچا سچا اچھا اچھا سیدھا سادہ بیان انسان کے عالم اخلاق کا ہے وہ یہ بتلاتا ہے کہ انسان کیا کیا کام کرتا ہے اور کیوں کرتا ہے اسکے کرنے میں اسکی کیا نیت ہوتی ہے۔ یہ اپنی تلونی مزاجی سے کاموں کے کیا کیا رنگ دکھاتا ہے۔ اور اس نیرنگی سے کیا کیا تعجب دلاتا ہے بے سروپا و بیہودہ حرکات سے کیسا کیسا ہنساتا ہے۔ کیا کیا جذبات اور توہمات رکھتا ہے۔ وہ سمجھاتا ہے کہ زمانہ انسان پر کیسا اپنا دباؤ ڈالتا ہے اور کیسے کیسے تغیر و انقلاب اوس کے کاموں میں پیدا کرتا ہے اور کتنے عرصہ تک اپنا اثر اور سہر رکھتا ہے۔ اور انسان کی ایسی ذری ذری سی باتوں کی جیسے ایماس۔ کنایہ۔ گفتگو۔ نشست۔ برخاست خیالات و افعال میں تشریح کرتا ہے۔ انسان کی زندگی کے سارے سانگ اور بہروپ بھر کے وہ تماشا کرتا ہے۔ وہ یہ تحقیق کرتا ہے کہ انسان کی زندگانی کیا ہے اور وہ کیا کر رہی ہے اور وہ کیا ہونی چاہیئے۔

خلاصہ یہ ہے کہ وہ آئینہ کی طرح دکھاتا ہے کہ انسان کیا ہے اور کیا نہیں ہے پس جس طالب علم کو عالم اخلاق کی سیر کا شوق ہو وہ ان مضامین کو پڑھے جنکی تعداد الف لیلیٰ کی کہانیوں سے بھی زیادہ ہے گو وہ الف لیلیٰ کی داستانوں کی برابر مرچ و دلکش و دلچسپ نہیں ہیں مگر خرد افزا دان سے زیادہ ضرور ہیں افسوس ہے کہ انسان اپنے عالم اخلاق کی سیر نہ کرے خصوصاً جبکہ وہ ایسی ارزان ہو کہ جیب کا قیمتاً اور محصول دیگر تین طرح سے ہو سکتی ہو۔ ایک ہندو نی دوسرے مسلمانی تیسری انگریزی طور سے تفصیل ان مضامین کی یہ ہے

تہذیب الاخلاق آریا ہندوؤں کی کتابوں سے ۱۳۸ مضامین قیمت ۶ر محصول ۰ر صفحہ ۱۵۲

مکارم الاخلاق مسلمانوں کی کتابوں سے ۲۴۶ " ۱۲ر " ۰۱ر " ۳۵۶

محاسن الاخلاق انگریزی کتابوں سے ۱۱۰۹ " ۷۲۵/۱۰۰ " ۱۳ر ۰۵ر " ۷۲۰/۲۴۸

Checked 1973

جلد پنجم
اقبال نامۂ اکبری

اس جلد میں ابوالمظفر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی کا بیان اول سے آخر تک ۱۰۰۰ صفحوں میں لکھا ہے۔ اکبر نامہ اور آئین اکبری اور طبقات اکبری اور منتخبات التواریخ سے زیادہ تر حالات نقل کئے گئے ہیں اور سکی مذہبی تحقیقات میں دبستان المذاہب سے مدد لی گئی ہے منتخب لباب خافی خان سے کچھ مضامین نقل ہوئے ہیں۔ ان بادشاہ کے امرا کا حال مآثر الامرا سے زیادہ تر لکھا ہے بہت کم ایسی فارسی تاریخیں ہونگی جنکی ورق گردانی اس بادشاہ کے حال کے دریافت کرنے میں نہ کی گئی ہوگی۔ انگریزی تاریخوں میں جو کچھ اسکی نسبت لکھا گیا ہے اکثر اوسکو نقل کیا ہے اس بادشاہ کے حالات اور واقعات کو ٹکڑے ٹکڑے سن و تاریخ کی قید کے سبب سے نہیں کیا ہے بلکہ ہر ایک واقعہ کا مسلسل بیان کیا ہے خواہ وہ کسی سنہ میں شروع اور کسی سنہ میں ختم ہو۔ اکثر ہم نے سنہ ہجری کو اور برادر سنہ جلوس کو نیچے لکھا ہے اور سنہ عیسوی کو بہت کم نہیں لکھا اسلئے ہم نے سنہ الٰہی و سنہ ہجری و سنہ عیسوی کی فہرست نیچے لکھی ہے جس سے ایک سنہ کے معلوم ہونے سے دوسرا سنہ معلوم ہو جائے گا +

سال الٰہی	سنہ ہجری	سنہ عیسوی	سال الٰہی	سنہ ہجری	سنہ عیسوی
۱	۱۲ ربیع الاول ۹۶۳ھ	۱۰ یا ۱۱ مارچ ۱۵۵۶ء	۲	۹ جمادی الاول ۹۶۴ھ	۱۰ یا ۱۱ مارچ ۱۵۵۷ء
۳	۲ جمادی الاول ۹۶۵ھ	" ۱۵۵۸ء	۴	۲۰ جمادی الآخر ۹۶۶ھ	" ۱۵۵۹ء
۵	۱۴ جمادی الآخر ۹۶۷ھ	" ۱۵۶۰ء	۶	۲۴ " ۹۶۸ھ	" ۱۵۶۱ء
۷	۵ رجب ۹۶۹ھ	" ۱۵۶۲ء	۸	۱۵ رجب ۹۷۰ھ	" ۱۵۶۳ء
۹	۲۷ " ۹۷۱ھ	" ۱۵۶۴ء	۱۰	۸ شعبان ۹۷۲ھ	" ۱۵۶۴ء
۱۱	۱۸ شعبان ۹۷۳ھ	" ۱۵۶۶ء	۱۲	۲۹ " ۹۷۴ھ	" ۱۵۶۷ء

سنہ الٰہی	سنہ ہجری	سنہ عیسوی	سنہ الٰہی	سنہ ہجری	سنہ عیسوی
۱۳	۱۱ رمضان ۹۷۵ سنہ	۱۰ یا ۱۱ مارچ ۱۵۶۸ سنہ	۱۴	۲۲ رمضان ۹۷۶ سنہ	۱۰ یا ۱۱ مارچ ۱۵۶۹ سنہ
۱۵	۲ شوال ۹۷۷ سنہ	〃 〃 ۱۵۷۰ سنہ	۱۶	۱۴ شوال ۹۷۸ سنہ	〃 〃 ۱۵۷۱ سنہ
۱۷	۱۴ 〃 ۹۷۹ سنہ	〃 〃 ۱۵۷۱ سنہ	۱۸	۶ ذیقعد ۹۸۰ سنہ	〃 〃 ۱۵۷۳ سنہ
۱۹	۱۷ 〃 〃 ۹۸۱ سنہ	〃 〃 ۱۵۷۴ سنہ	۲۰	۲۷ 〃 〃 ۹۸۲ سنہ	〃 〃 ۱۵۷۵ سنہ
۲۱	۹ ذی الحجہ ۹۸۳ سنہ	〃 〃 ۱۵۷۶ سنہ	۲۲	۲۰ ذی الحجہ ۹۸۴ سنہ	〃 〃 ۱۵۷۷ سنہ
۲۳	۲ محرم ۹۸۶ سنہ	〃 〃 ۱۵۷۸ سنہ	۲۴	۱۲ محرم ۹۸۷ سنہ	〃 〃 ۱۵۷۹ سنہ
۲۵	۲۴ 〃 〃 ۹۸۸ سنہ	〃 〃 ۱۵۸۰ سنہ	۲۶	۵ صفر ۹۸۹ سنہ	〃 〃 ۱۵۸۱ سنہ
۲۷	۱۵ صفر ۹۹۰ سنہ	〃 〃 ۱۵۸۲ سنہ	۲۸	۲۸ صفر ۹۹۱ سنہ	〃 〃 ۱۵۸۳ سنہ
۲۹	۸ ربیع الاول ۹۹۲ سنہ	〃 〃 ۱۵۸۴ سنہ	۳۰	۹ ربیع الاول ۹۹۳ سنہ	〃 〃 ۱۵۸۵ سنہ
۳۱	۲۹ 〃 〃 ۹۹۴ سنہ	〃 〃 ۱۵۸۶ سنہ	۳۲	۱۱ ربیع الثانی ۹۹۵ سنہ	〃 〃 ۱۵۸۷ سنہ
۳۳	۲۲ ربیع الثانی ۹۹۶ سنہ	〃 〃 ۱۵۸۸ سنہ	۳۴	۴ جمادی الاول ۹۹۷ سنہ	〃 〃 ۱۵۸۹ سنہ
۳۵	۱۴ جمادی الاول ۹۹۸ سنہ	〃 〃 ۱۵۹۰ سنہ	۳۶	۲۴ 〃 〃 ۹۹۹ سنہ	〃 〃 ۱۵۹۱ سنہ
۳۷	۵ جمادی الاخری ۱۰۰۰ سنہ	〃 〃 ۱۵۹۲ سنہ	۳۸	۱۷ جمادی الاخری ۱۰۰۱ سنہ	〃 〃 ۱۵۹۳ سنہ
۳۹	۲۸ 〃 〃 ۱۰۰۲ سنہ	〃 〃 ۱۵۹۴ سنہ	۴۰	۹ رجب ۱۰۰۳ سنہ	〃 〃 ۱۵۹۵ سنہ
۴۱	۲۰ رجب ۱۰۰۴ سنہ	〃 〃 ۱۵۹۶ سنہ	۴۲	۱ شعبان ۱۰۰۵ سنہ	〃 〃 ۱۵۹۷ سنہ
۴۳	۱۳ شعبان ۱۰۰۶ سنہ	〃 〃 ۱۵۹۸ سنہ	۴۴	۲۳ شعبان ۱۰۰۷ سنہ	〃 〃 ۱۵۹۹ سنہ
۴۵	۲ رمضان ۱۰۰۸ سنہ	〃 〃 ۱۶۰۰ سنہ	۴۶	۱۵ رمضان ۱۰۰۹ سنہ	〃 〃 ۱۶۰۱ سنہ
۴۷	۲۶ 〃 〃 ۱۰۱۰ سنہ	〃 〃 ۱۶۰۲ سنہ	۴۸	۶ شوال ۱۰۱۱ سنہ	〃 〃 ۱۶۰۳ سنہ
۴۹	۱۷ شوال ۱۰۱۲ سنہ	〃 〃 ۱۶۰۴ سنہ	۵۰	۲۸ 〃 〃 ۱۰۱۳ سنہ	〃 〃 ۱۶۰۵ سنہ

صحت نامۂ اقبال نامۂ اکبری جلد پنجم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۱۳	جلد ششم	جلد چہارم	۹۱	۳	آیا	لایا
۱۶	۲۱	پانی پت سے	پانی پت	۹۴	۵	دائم	ذمائم
۲۶	۱۷	فقیر خواجہ	خضر خواجہ	״	۱۱	لو	جو
۳۳	۱۶	قید ہونے	قید ہونیکا حال	۱۰۲	۱۴	پشہ	پنہ
۳۵	۳۰	بند ہار	بندہار	۱۰۸	۳۰	دونوں	دونو مین
۳۵	۱۳	نہین کرتا	کرتا	۱۱۲	۱۰	عادل خان	مقبول خان
۴۸	۱۷	منصب	کو منصب	۱۲۵	۱۳	کیے واپس	نے واپس
۴۹	۳	منوعہ	متنوعہ	۱۲۶	۱۵	کرین	کرے
۵۱	۸	سرزمین	سرزمین مین	۱۳۴	حاشیہ	دربار	دریاء
۷۰	۲۲	مُطلع	مطلع	۱۳۸	۶	کیا کیا	کہا - کہا
۷۳	۱۳	نہ کسی	بکسی	۱۳۵	۶	تار کی	تاریکی
۷۶	۷	سرکار ہند	سرکار منڈو	״	۱۲	فرمان پذیری	فرمان پزیری
״	۱۲	مبادی سال	مبادی حال	۱۴۰	حاشیہ	سلطان مرزا	سلطان مراد
۸۰	۱	بیونات	بیوتات	۱۴۲	۱۱	جبلی	جعلی
۸۰	۳	دہلی	دہین	۱۴۲	۱۹	خواجہ حسنری	خواجہ خضری
۸۵	حاشیہ	بانا - بنی	پانا - بنی	۱۴۳	۱	خان سے	خان نے
۸۷	۱	ندویر کی بجاے ہرگلہ	نرویر بناؤ	۱۵۹	۳۰	سقدار	شقدار
۸۷	۹	وہ اور	وہ	۱۷۱	۱۱	خان ہ	خان
۸۸	۱۵	دوڑے	دوڑین	۱۷۴	۴	کی	نے
۸۹	۱	اسکے	اس کو	۱۷۵	۱۶	سے	وہ بنے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۸۱	۲	ہوئے	ہوا
״	۳	کہ جھجھار	کو جھجھار
۱۸۵	۱۵	جدا جد	جُدا جدُا
۱۸۹	۲۲	خان اعظم	خان اعظم کے
۱۹۰	۳	اور جب لڑنے کہ	جب لڑنے چلا تو
۱۹۵	۱	ہوائے	ہوئے
۱۹۶	۱۲	ولادی	دلادے
۱۹۸	۱۴	مباخ - دے	مبلغ - دئے
۲۱۸	۱	داؤد بے	داؤد
۲۱۹	۲۲	ہرامر	ہرامیر
۲۲۱	۱۱	جقری	جفری
۲۲۲	۵	رخارف	زخارف
״	حاشیہ	ہناری	نیازی
۲۲۹	۴	لے	ملے
۲۳۹	۱	ہرعلی	مہرعلی
۲۴۰	۱۲	جاے	چاہیے
۲۴۷	۲	مقدمہ	مقدمۃ الجیش
۲۵۲	۸	یاتا رہے	پاتا ہے
״	۱۰	داود	وارد
۲۵۳	۱۶	کتے بل	کتوں
۲۵۸	۲۲	بعض خال	بعض جا
۲۶۱	۶	غنہ	عنبر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۶۱	۱۳	اس میں	اپس میں
۲۶۳	۴	خیلا	خیل
۲۹۳	۱۰	منتہا ر	منتہاء
״	۱۱	رودراس	رودزار ہین
״	۳۰	دربار	دریا
۳۰۰	حاشیہ	طاہرلاکس	طاہر
۳۰۳	۱۶	اپنے گروہ کے ساتھ یا آگیا	+
۳۰۹	۷	لیتے	لوتتے
۳۱۱	۳	بیٹھ کو	بیٹھ کر
۳۱۵	۲۱	درپے ہوا	درپے ہوئے
۳۱۸	۱۷	اعتماد خان کو	اعتماد خاں پاس
۳۴۳	۲۲	استر سے	استرے سے
۳۵۰	۷	بادام	یادام
۳۵۱	۲۱	دربار	دیار
۳۵۳	۱	کردیا	کردے
۳۵۴	۱۲	اورنیشنل	اورینٹل
۳۵۷	۱۵	ابوالحسن	ابوالحجن
۳۵۹	۹	لکھی	لکھا
۳۶۱	۲۲	مارٹوارڈ	مارواڑہین
۳۶۴	۴	امیر	امبیر
۳۷۳	۹	مرتے	مرنے
۳۷۶	۱	ایسی	اسی

فہرست مضامین اقبالنامہ اکبری

اکبر کی تخت نشینی کے وقت ہندوستان کی کیا حالت تھی ۱ - ملک کا حال ۱ - رعایا کا حال - ۳ - سپاہ کا حال ۳ - بادشاہ - مشیر و وزیر - قوانین عدالت ۴ -

ذکر بادشاہی ابو المظفر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی - ۶ -

تمہید - ۶ - اکبر کا پیدا ہونا اور اوسکا بالک پن - ۷ - اکبر کا ختنہ - ۱۰ - اکبر کا مکتب مین بٹھانا اور اوسکا نہ پڑہنا لکھنا اور کہیل کود مین مشغول رہنا - ۱۱ - اکبر کی تخت نشینی اور بیرام خان کی وزارت ۹۶۳ھ ہجری سنہ جلوس - ۱۲ - جلوس کے وقت ممالک محروسہ مین جو اعاظم امراء منتظم تہے - ۱۳ - ابو المعالی کا قید ہونا ۹۶۳ھ سنہ جلوس - ۱۳ - بادشاہ کا کابل سے بیگمات کا بلانا - سکندر شاہ سور کو شکست دینا ۹۶۳ھ سنہ جلوس - ۱۴ - حاجی خان کا نارنول کا محاصرہ کرنا ۹۶۳ھ سنہ جلوس - ۱۵ - مرزا سلیمان کا کابل کو محاصرہ کرنا ۹۶۳ھ سنہ جلوس ۵ - ہیمو بقال - ۱۷ - پانی پت کی لڑائی ہیمو سے ۹۶۴ھ سنہ جلوس - ۲۰ - پانی پت کی لڑائی کا نتیجہ اعظم - ۲۴ - بادشاہ کا دہلی جانا اور امراء کو خطاب و سپاہ کو انعام دینا ۹۶۳ھ - ۲۵ - میوات پر قبضہ - ۲۵ - ہیمو کے اہل عیال کی گرفتاری ۹۶۳ھ - ۲۶ - بادشاہ کا دہلی سے پنجاب جانا - ۲۶ - سکندر سور کے فتنہ کا زور کرنا اور اوسکا تعاقب ۹۶۴ھ - ۲۸ - قلعہ مانکوٹ کا محاصرہ ۹۶۴ھ - ۲۸ - نصرت مل کا مارا جانا - ۲۹ - قندہار کے معاملات ۹۶۴ھ سنہ جلوس - ۳۰ - کابل سے مریم مکانی اور بیگمات کا آنا ۹۶۴ھ سنہ جلوس - ۳۱ - سنبل مین فتوحات ۹۶۴ھ - ۳۲ - سرونج کی فتح ۹۶۶ھ - ۳۲ - مرزا عبد اللہ مغل کی دختر سے بادشاہ کا نکاح ۹۶۴ھ - ۳۳ -

بیرام خان کے ظلم و ستم - بادشاہ کے ساتہہ بے لطفی - ۳۳ -

مرزا ترددی بیگ کا قتل ۹۶۳ھ/۱۵۵۶ء سنہ جلوس - ۳۳ - مصاحب بیگ کا قتل ۹۶۵ھ/۱۵۵۸ء - ۳۵ - خواجہ جلال الدین محمود بحوق کا قتل - ۳۵ - ناصر الملک میر محمد خان کا معتمد ہونا ۹۶۶ھ/۱۵۵۹ء سنہ جلوس - ۳۶ - شیخ محمد خان کے ساتھ بیرام خان کی بدسلوکی ۹۶۷ھ/۱۵۵۹ء - ۳۸ - ہاتھیون کے سبب بادشاہ اور بیرام خان کی بے لطفی - ۳۹

بادشاہ اور بیرام خان کی باہم ناراضی کا علانیہ اظہار و بادشاہ کی خود مختاری کا اشتہار سنہ جلوس ۹۶۷ھ/۱۵۶۰ء - ۴۱

بادشاہ کا دہلی مین آنا ۹۶۷ھ - ۴۱ - بادشاہ کا اپنے اختیارات کا اشتہار دینا ۹۶۷ھ - بیرام خان کا بیدار ہونا اور اپنا چارہ کار تلاش کرنا ۹۶۷ھ - ۴۵ - بادشاہ کا فرمان خانخانان کے نام - ۴۷ - ماہم انگہ - ۴۸ - دہلی سے بادشاہ کا بیرام خان کے فتنہ کے دفع کرنے کے لئے روانہ ہونا ۹۶۷ھ/۵ - ۴۹ - قصبہ جھجھر سے بادشاہ کا دہلی مین آنا اور لشکر کو بیرام خان کی راہ روکنے کے لئے بھیجنا ۹۶۷ھ/۵ - ۵۰ - بیرام خان کی کہلی بغاوت و پنجاب مین آنا ۹۶۷ھ/۵ - ۵۱ - فرمان بادشاہ ۹۶۷ھ/۵ - ۵۱ - بیرام خان سے لڑنے کے لئے خان اعظم شمس الدین محمد خان اتگہ کا لشکر کے ساتھ بھیجنا ۹۶۷ھ/۵ - ۵۵ - بادشاہ کی فتح اور بیرام خان کی شکست ۹۶۷ھ/۵ - ۵۶ - بادشاہ کا کوہ سوالک مین جانا اور بیرام خان کے کار کا تمام پانا ۹۶۷ھ/۵ - ۵۷ - بیرام خان کا بادشاہ پاس آنا ۹۶۸ھ/۵ - ۵۸ - بادشاہ اور خانخانان کے معاملات مین مورخون کے بیانون کے اختلافات - ۵۹ - بیرام خان کی وفات جس کو ع سے ابو الفضل نے لکھی ہے ۹۶۸ھ - ۶۲ -

بیرام خان اور شاہ کی رنجشون کے درمیان جو واقعات پیش آئے - ۶۴ -

شاہم کے ساتھ عشق و عاشقی علی قلی خان زمان - ۶۴ - شاہ قلی خان محرم کا جوگی ہونا - ۶۷ - جلال خان و مظفر خان کی عشق بازی - ۶۷ -

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۱۳	۱۲	کاچی چک	کاچی چک سے	۵۸۹	۱۱	لالہ	الالہ
〃	۱۸	بیوی نے	بیوی سے	۵۹۷	۱۳	اٹادر	اٹاوہ
۴۱۵		مفتیوں کی کئی جگہ نقطے اڑ گئے ہین		۵۹۸	۹	بادشاہ	بادشاہ زادہ
۴۲۲	۱۴	دادگری	دادگری سے	۶۰۶	۱	اخیری	آخر
۴۲۶	حاشیہ	سورش	شورش	۶۱۲	۱۹	بادشاہ	بادشاہ کی
۴۳۱	۱	پر	پر ہے	۶۳۰	۱۵	۲ن	۱۰۱۲
۴۳۳	۸	پا	یا	۶۳۶	۱۹	شعین	شمعین
۴۴۵	۱	ارادہ تہا کہ جب	جب ارادہ کرتا	۶۴۰	۱۱	زرعی	ذرعی
〃	〃	سب	توسب	۶۴۷	۴۱	سواہ	سواد
۴۵۱	۸	کہے رہا	کر رہا	۶۴۸	۳	ینال	جنال
۴۸۵	۱۶	بہینہ	بھیلسہ	〃	۴	رمار	ہار
۴۸۶	۹	یکو	کو	۶۵۱	۲	خط	خطبہ
۴۹۸	۹	روپیہ	روپئے کے	۶۵۲	۲۲	مغیرون	معبرون
۵۰۹	۵	مرد	برید	۶۶۲	۱	پشت	پست
۵۱۶	۱۱	سترایہ	وسترایہ	۶۶۹	۱۳	اس	دس
۵۲۱	حاشیہ	ابرج	ایرج	۶۸۱	۲۱	آب در	آب و
۵۴۱	۱۸	بھرنے	ٹھیرنے	۶۹۸	۸	بردا	بار بردار
۵۴۸	۱۳	مین رنجور ہوا	رنجور رہا	۶۹۴	۱۰	دام ہوئے	دام
۵۵۲	۱۲	پونے	بوئے	۶۹۸	۳۰	جو	تو یہ
۵۵۴	۹	گفتار	کفتار	۶۹۹	حاشیہ	گشت	کشک
۵۵۷	۷	کتل	کتل	۷۱۶	۵	کرتا ہے	کہتا ہے
۵۵۹	۱۲	لکہون	لکھے	۷۲۰	۱۸	آدمی ہون	آدمی کے ہون

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۲۹	۸	لڑکے	لڑکے
۷۳۲	۹	اودہ پیپر	اودہ سسر
۷۳۵	۱	دہلی	ہی
۷۴۲	۳	نہون	ہون
۷۴۸	۱۵	تیز	تیزی
۷۵۷	۱۵	آمیز	آمیز سکہ
۷۶۸	۱	وہ	و
۷۷۴	۸	دیتے	رہتے
۷۷۸	۱	کے	نے
۷۸۰		نمبر ۷۹ و ۸۰ کا نہیں لکھا	
۷۸۳	۲	کسی	کس
۷۸۵	۱۶	صادرت	عادت
۸۰۶	۹	چاہتے	چاہئے
۸۱۹	۱	ونسے	اوستے
۸۲۱	۱۰	کا بیٹا	کے بیٹے
۸۲۳	۷	ھمیر	ضمیر
۸۲۵	۳۱	بکتا	یکتا
۸۲۷	۳۱	ممبر	منبر
۸۴۸	۱۰	کوش	کشش
۸۵۴	۱۳	سنہ ۹۹	سنہ ۹۰۹
۸۷۷	۱۷	پُھان	پٹھان
۸۷۹	۱	سے	سے ہی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۸۵	۱۴	عبداللہ خان والی	عبداللہ خان والی
۸۸۶	۳	آب انگو	آب انگور
۹۱۰	۱۶	مرکر	لڑکر
۹۲۵	۲	معیانی	میانی
۹۲۵	۱۴	عمایت	امارت
۹۳۴	۱۷	الفت	الف
۹۴۳	۱۳	اسمین	انکو
۹۷۶	۱۴	پہلے	پہلی
۹۸۸	۴	زبان	زبان زد
۹۹۳	۴	مین	مین عرضی
۹۹۷	۱۳	مادانباز	باوانباز
۱۰۰۶	۱۵	لڑائی	لڑائی
۱۰۱۱	۳	زور	اور
۱۰۱۲	۱۸	ٹرنیک	ٹرنک
۱۰۱۲	۳۱	دفول کاز	دیول گانو
۱۰۱۳	۸	پاس	وہ
۱۰۱۹	۱۵	پہلے سے	یہیں سے
۱۰۴۰	۲۲	کان طلا	کرم پلیہ طلا
۱۰۳۱	۱	مین	مین کانین
۱۰۳۵	۲	عزنہ	غزنہ
۱۰۴۹	۷	نقا بین	میں
+	+	+	+

ہمت کاٹ بین ادہم خان کا بھیجنا۔
نوجوان بادشاہ کی مشکلات اور اس کے اصول سلطنت - ۶۸ -
سلطنت کی حالت بیرام خان کے زمانہ تک - ۶۹ -
جو ممالک کہ سلطنت سے نکل گئے تھے ان کی فتح - ۷۲ -
قلعہ گوالیار کی فتح ۹۶۶ھ - ۷۲ - اصول فتوحات اکبری - مالوہ کی فتح پر لشکر کشی ۹۶۸ھ - ۷۴ - بادشاہ کا مالوہ جانا ۹۶۸ھ - ۷۶ - عبداللہ خان اوزبک کا مالوہ میں منتظم ہونا ۹۶۹ھ - ۸۰ - عبداللہ خان کا باغی ہونا - بادشاہ کا مالوہ جانا راہ میں ہاتھیوں کا شکار کھیلنا ۹۷۱ھ - ۸۰ -
ممالک شرقیہ کی فتوحات - ۸۲ -
جونپور میں خان زمان کی فتح ۹۶۸ھ - ۸۲ - بادشاہ کا ممالک شرقیہ میں جانا خان زمان خان کا قدمبوس ہونا ۹۶۸ھ - ۸۳ - قلعہ چنار گڑھ کا ہاتھ آنا ۹۶۹ھ - ۸۴ - خان زمان خان کا فتح پانا خان پٹنی پر - ۸۵ -
خان زمان علی قلی خان کی بغاوت دور کرنے کے لئے بادشاہ کے لشکر کا یورش کرنا اور اس یورش میں سوانح کا پیش آنا ۹۷۲ھ ہجری - ۸۶ -
اسکندر خان اوزبک کے پاس شرف خان کا جانا - ۸۶ - باغیوں کی شورش ۹۷۲ھ - ۸۷ - بادشاہ کا اسکندر خان کو لکھنو سے بھگانا ۹۷۲ھ - ۸۸ - کڑہ مانک پور کی لڑائی ۹۷۲ھ - ۸۹ - حاجی محمد خان سیستانی کا سلیمان کرارانی پاس بھیجنا ۹۷۲ھ - ۸۹ - خان زمان کا اطاعت اختیار کرنا ۹۷۲ھ - ۸۹ - لشکر بادشاہی کا بہادر خان سے شکست پانا ۹۷۲ھ - ۹۱ - علی قلی خان پر بادشاہ کا ایلغار ۹۷۳ھ - ۹۲ - جونپور کو بہادر خان کا تاراج کرنا - ۹۳ - بادشاہ کا مہم پنجاب و کابل سے فارغ ہو کر باغیوں کی سزا کے لئے آگرہ آنا ۹۷۴ھ - ۹۵ - آگرہ سے

جونپور بادشاہ کا جانا اور فتح پانا اور خان زمان اور بہادر خان کا قتل ہونا ۹۷۴ھ - ۹۶
اسکندر خان کے سر پر جو سپاہ لشکر کردگی محمد قلی برلاس بھیجی گئی تھی - ۹۹ - اسکندر کے
سر پر جو سپاہ لشکر کردگی محمد قاسم برلاس بھیجی ۹۷۲ھ - ۱۰۰ - خواجہ عبد المجید خان کا
ولایت پنہ کا فتح کرنا ۹۷۶ھ - ۱۰۱ - خواجہ عبد المجید آصف خان کا ولایت گڈہ کٹنگہ کا
فتح کرنا ۹۷۱ھ - ۱۰۲ - مہدی قاسم خان کا ولایت گڈہ مین مقرر ہونا - ۱۰۸ - ملک
گکھڑون پر بادشاہ کا فتح پانا ۹۷۰ھ - ۱۰۹ - جنگ پرونکہ کہ بادشاہ خود آپ لڑا ۹۶۹ھ - ۱۱

کل معاملات و مہمات کابل جو اس بادشاہ کے عہد سلطنت مین واقع ہوئے - ۱۱۲ -

منعم خان کا کابل مین تعین ہونا ۹۷۰ھ - ۱۱۲ - کابل سے غنی خان کا نکالا جانا ۹۷۰ھ - ۱۱۳
ابو الفتح اور فضیل بیگ کا قتل ہونا ۹۷۰ھ - ۱۱۵ - منعم خان کا کابل کی طرف جانا اور شکست
پانا ۹۷۰ھ - ۱۱۶ - منعم خان کا حال ۱۱۷ - ابو المعالی ۹۷۱ھ - ۱۱۷ - مرزا
اشرف حسین کی بغاوت اور ابو المعالی کی بغاوت ۹۷۰ھ - ۱۱۸ - ابو المعالی کا
کابل مین جانا اور نکالا جانا ۹۷۱ھ - ۱۱۹ - کابل سے مرزا محمد حکیم کا بھاگنا اور بادشاہ سے
اعتماد جانا - ۱۲۱ - مرزا سلیمان کا پھر کابل آنا اور مرزا محمد حکیم کا بھاگنا ۹۷۳ھ - ۱۲۴ -
مرزا محمد حکیم کی سرکشی ۹۷۴ھ - ۱۲۶ - بادشاہ کا اس فساد مٹانے کے لئے
پنجاب آنا - ۱۲۷ - مرزا سلیمان کا کابل سے بھاگنا - اور مرزا محمد حکیم کا پھر مسند حکومت پر
بیٹھنا ۹۷۴ھ - ۱۲۷ - مرزا محمد حکیم کا نور الدین و شاد مان کا بھیجنا اور خود پنجاب مین
آنا ۹۸۸ھ - ۱۲۸ - بادشاہ کا پنجاب جانا - ۱۲۹ - خواجہ شاہ منصور دیوان کی عمر کا
تمام ہونا - ۱۳۰ - مرزا حکیم کا ناکام کابل جانا ۹۸۹ھ - ۱۳۲ - بادشاہ کا سفر دریا سندہ
کی طرف - ۱۳۴ - بانکانتہہ ملہ کی زیارت - ۱۳۴ - بادشاہ کا حکم مرزا کو سمجھانا اور شاہزادہ
مراد کا لشکر سمیت بھیجنا ۹۸۹ھ - ۱۳۴ - بادشاہ کے لشکر کا مرتب ہونا اور مرزا پاس
بیگ لشکر کو بھیجنا ۹۸۹ھ - ۱۳۶ - کابل کے سفر کے باب مین ارکان دولت کی رائین ۹۸۹ھ - ۲۶

قلعہ اٹک بنارس کی تعمیر ۹۸۹ھ - ۱۳۹-

کابل کے واقعات - ۱۳۹-

بادشاہ کا ایلغار کرکے کابل جانا ۹۸۹ھ - ۱۳۹- سلطان مرزا کا فتح پانا اور مرزا حکیم کا شکست پانا - ۱۴۰- مرزا حکیم کا گھاہ بخشا جانا ۹۸۹ھ - ۱۴۴- مرزا محمد حکیم کی وفات ۹۹۳ھ - ۱۴۵- مرزا کے بیٹوں کا بادشاہ پاس آنا ۹۹۳ھ - ۱۴۶- ہندوستان و کابلستان کے تعلقات -

واقعات متفرقہ جو ۹۶۹ھ سے ۹۷۵ھ یعنے چھ سال جلوسی مین واقع ہوئے - ۱۴۷-

شاہ ایران کا خط ۹۶۹ھ - ۱۴۷- بادشاہ کا اجمیر جانا ۹۶۹ھ - ۱۴۸- مرزا شرف الدین حسین اور راجہ بہاری مل کے معاملات اور بادشاہ کا راجہ کی لڑکی سے بیاہ کرنا ۹۶۹ھ - ۱۴۹- قلعہ میرتھہ کی فتح ۹۶۹ھ - ۱۵۰- شمس الدین محمد خان زمان اتکہ کا بادشاہ پاس آنا ۹۶۹ھ - ۱۵۱- ادہم خان کا اتکہ خان کو مارنا ۹۶۹ھ - ۱۵۲- ادہم خان کا مارا جانا اور ماہم اتکہ کا مرنا ۹۷۱ھ - ۱۵۲- منعم خان کا بہاگنا اور پکڑا جانا ۹۷۱ھ - ۱۵۳-

بادشاہ کے تیر لگنا اور اور حالات - ۱۵۴-

بادشاہ کے تیر لگنا ۹۷۱ھ - ۱۵۴- خواجہ معظم کی بیوی کا قتل ہونا اور دیوانہ ہوکر مرنا ۹۷۱ھ - ۱۵۵- تھانیسر کے نہان میں کرو اور پوری کی لڑائی کا تماشا دیکھنا ۹۷۴ھ - ۱۵۷- فتح خان کی استمالت کے لئے قلیچ خان کا رہتاس بہیجنا ۹۷۲ھ - ۱۵۸- بادشاہ کا قلیچ خان کا دوبارہ فتح خان پاس بہیجنا ۹۷۳ھ - ۱۵۸- حدود و سامانہ مین شیر محمد کی تاخت و تاراج ۹۷۳ھ - ۱۵۹- تیموری مرزاؤن کا فساد ۹۷۴ھ - ۱۶۰- نگرچین بسانا و بنانا ۹۷۴ھ - ۱۶۲- قلعہ آگرہ کا بنیاد رکہنا - ۱۶۳- بادشاہ کی خدمت مین غیر ملکو نسے سبطرح آدمیونکا آنا - ۱۶۳- آمراء کی بغاوتین ۹۷۲ھ - ۱۶۴-

بیگانہ ملکونیز شہنشاہ اکبر کے متوجہ ہونے کا بیان - ۱۶۴-

قلعہ چیتور کے معاملات - ۱۶۵-

قلعہ چیتور کے فتح کرنے کے لئے بادشاہ کا جانا ۹۷۵ھ - ۱۶۶ - چیتور کا محاصرہ - ۱۶۷ - قلعہ چیتور کا بیان - ۱۷۴ - بندو مجنیون کا قلعہ سے نکلنا - ۱۷۵ - بادشاہ کا پیادہ پا اجمیر جانا ۹۷۵ھ - ۱۷۶ - قلعہ رنتھنبور کی فتح ۹۷۶ھ - ۱۷۶ - قلعہ کالنجر کی فتح ۹۷۷ھ - ۱۷۷ -

قلعہ گجرات اور محمد سلطان کے فرزندونکی بغاوت - ۱۷۸ -

بادشاہ کا سفر دیار گجرات کی تسخیر کے لئے ۹۸۰ھ - ۱۷۹ - سروہی کے راجہ کا مطیع ہونا ۹۸۰ھ - ۱۸۱ - بادشاہ کا کھنبایت مین جانا اور دریاے شور کی سیر کرنا ۹۸۰ھ - ۱۸۳ - مرزاؤن سے بادشاہ کی لڑائی ۹۸۰ھ - ۱۸۴ - ابراہیم مرزا پر بادشاہ کا ایلغار کرنا اور لڑنا اور اوسکو شکست دینا ۹۸۰ھ - ۱۸۵ - سورت کی فتح ۹۸۰ھ - ۱۸۶ - قلعہ سورت - ۱۸۸ - بادشاہ پاس گوا سے پرتگیزون کا آنا ۹۸۰ھ - ۱۸۸ - مرزاؤن کا حال ۹۸۰ھ - ۱۸۹ - پٹن کی فتح ۹۸۰ھ - ۱۸۹ - بھرجی حاکم بگلانہ کا بادشاہ کی اطاعت کرنا ۹۸۰ھ - ۱۹۰ - شرف الدین حسین مرزا کا بادشاہ پاس آنا ۹۸۰ھ - ۱۹۱ - بادشاہ کا تھوڑا سا کام سے زخمی ہونا ۹۸۰ھ - ۱۹۱ - کھرار خان حبشی کا مارا جانا - ۱۹۲ - بادشاہ کا احمد آباد مین آنا اور وہان سے آگرہ روانہ ہونا ۹۸۰ھ - ۱۹۲ -

ابراہیم حسین مرزا کا گرفتار ہونا - ۱۹۳ -

ابراہیم حسین مرزا کا گرفتار ہونا ۹۸۱ھ - ۱۹۳ - نگرکوٹ کا فتح ہونا اور راجہ بیرکا نوکر ہونا ۹۸۱ھ - ۱۹۵ - بادشاہ کا دوبارہ گجرات جانا اور فتح و نصرت کے ساتھ مراجعت کرنا ۹۸۱ھ - ۱۹۹ - بادشاہ کی خوش اخلاقی - ۲۰۱ - بادشاہ کا خود احمد آباد مین آنا اور محمد حسین مرزا پر فتح پانا ۹۸۱ھ - ۲۰۲ - بادشاہ کا گجرات سے دارالخلافہ کو آنا ۹۸۱ھ - ۲۰۸ - بنگالہ مین سلیمان حاکم بنگالہ کا شہنشاہ اکبر کا خطبہ پڑہوانا ۹۸۰ھ سلیمان کا مرنا اور بنگالہ و بہار مین فساد برپا ہونا ۹۸۰ھ - ۲۱۲ - گورکھپور کے معاملات - ۲۱۳ -

لودی اور داؤد اور خانخانان گوجر خان کے معاملات - ۲۱۴ - لودی کا مارا جانا - ۲۱۶ -
بادشاہ کا دارالخلافہ سے کشتیوں میں سوار ہوکر پٹنہ حاجی پور جانا ۹۸۶ھ/۱۹ - ۲۱۹ -
عیسیٰ خاں نیازی کی شکست ۹۸۶ھ/۱۹ - ۲۲۲ - حاجی پور پر لشکر کشی - ۲۲۲ -
داؤد کی صلح کے پیغام ۹۸۶ھ/۱۹ - ۲۲۳ - حاجی پور کی فتح ۹۸۶ھ/۱۹ - ۲۲۳ - قلعہ پٹنہ
کا بے جنگ ہاتھ آنا - ۲۲۴ - سپاہ جو بنگالہ کو روانہ ہوئی اوسکی فتوحات ۹۸۶ھ/۱۹ - ۲۲۵
داؤد کا شکست پانا ۹۸۶ھ/۱۹ - ۲۲۷ - منعم خان اور داؤد کی ملاقات ۹۸۶ھ/۱۹ - ۲۳۰ -
گھوڑاگھاٹ کی شویش ۹۸۳ھ/۱۹ - ۲۳۴ - لشکر بہار کی سلاخ اور مظفر خان کی گرفتاری
بادشاہ کی یورش ۹۸۳ھ/۱۹ - ۲۳۴ - افغان اور مظفر خان کی لڑائیاں ۹۸۳ھ/۱۹ - ۲۳۷ -
ولایت نگرہ پر تصرف ۹۸۳ھ/۱۹ - ۲۴۰ - منعم خان کا مرنا اور خان جہان کا اپنی جگہ مقرر ہونا
اور داؤد کا فتنہ برپا کرنا ۹۸۴ھ/۲۰ - ۲۴۰ - بہار کی سپاہ کا بنگالہ میں جانا ۹۸۴ھ/۲۱ - ۲۴۳ -
داؤد کے ساتھ لڑائیاں اور اس کا مارا جانا ۹۸۴ھ/۲۱ - ۲۴۴ - شہباز خان اور راجہ
گجپتی ۹۸۴ھ/۲۱ - ۲۴۷ - قلعہ شیر گڈہ ورہتاس کا فتح ہونا ۹۸۴ھ/۲۱ - ۲۴۸ -
خان جہان کی لشکر کشی سات گانو پر اور اوسکی عرضداشت ۹۸۴ھ/۲۳ - ۲۴۹ - خانجہان
کا مرنا اور اوسکی جگہ پر مظفر خاں کا مقرر ہونا ۹۸۶ھ/۲۳ و ۹۸۷ھ/۲۴ - ۲۵۰ -

امراء بہار و بنگالہ کی سرتابی اور اون کی سزا کے واسطے سپاہ کی روانگی - ۲۵۱ -

تمہید - ۲۵۱ - امراء بہار کی سرکشی ۹۸۸ھ/۲۴ - ۲۵۲ - امراء بنگالہ کی سرتابی
۹۸۸ھ/۲۴ - ۲۵۵ - بہار و بنگال کے سرکشوں کا بیان ۹۸۸ھ/۲۵ - ۲۶۰ - مظفر خان
کا مارا جانا ۹۸۸ھ/۲۴ - ۲۶۲ - بہار کے سرکشوں کا حال ۹۸۸ھ/۲۵ - ۲۶۵ - سرکشان
بنگالہ ۹۸۸ھ/۲۵ - ۲۶۷ - جونپور کا فساد ۹۸۸ھ/۲۵ - ۲۶۷ - لشکر شرقی کو مخالفوں کا نواح
ہاتھ لگنا ۹۸۸ھ/۲۵ - ۲۶۸ - شاہ منصور دیوان کا معزول ہونا ۹۸۸ھ/۲۵ - ۲۶۹ - سرکشوں
اور بادشاہ کے لشکر کی لڑائی ۹۸۸ھ/۲۵ - ۲۷۰ - بنگالہ کا حال ۹۸۸ھ/۲۵ - ۲۷۰ -

معصوم خان کابلی کا شبخون مارنا ۹۸۵ھ - ۲۷۱ - خان اعظم کے لشکر کا شاہی لشکر سے ملنا ۹۸۵ھ - ۲۷۲ - سعادت علی خان کا مارا جانا ۹۸۵ھ - ۲۷۲ - صوبۂ بہار کا انتظام و امراء شاہی مین باہمی رنجش ۹۸۵ھ - ۲۷۳ - شرف الدین حسین کا مرنا ۹۸۵ھ - ۲۷۴ - نیابت خان کا سزا پانا ۹۸۵ھ - ۲۷۴ - معصوم خان فرنخودی کی بغاوت ۲۷۵ - بہادر لسکی کا مارا جانا ۹۸۵ھ - ۲۷۶ - معصوم خان فرنخودی پر شہباز خان کا دوبارہ فتح پانا ۹۸۹ھ - ۲۷۷ - قتا خان کا مارا جانا ۹۸۹ھ - ۲۷۹ - عرب بہادر کی شکست ۹۸۹ھ - ۲۷۹ - معصوم خان فرنخودی کی تقصیرات کی معافی ۹۸۹ھ - ۲۸۰ - بہادر کا مارا جانا ۹۸۹ھ - ۲۸۰ - شہباز خان کا سزا پانا ۹۸۹ھ - ۲۸۱ - معصوم خان فرنخودی کا والا درگاہ مین آنا ۹۹۰ھ - ۲۸۱ - جشن نوروزی ۹۹۰ھ - ۲۸۲ - خان اعظم مرزا کوکہ کو بنگالہ کی کشاکش کے لئے نہ بھیجنا ۹۹۰ھ - ۲۸۳ - نور محمد کا مارا جانا ۹۹۰ھ - ۲۸۴ - بنگالہ کا تیسری دفعہ فتح ہونا ۹۹۱ھ - ۲۸۵ - شہباز خان کو بنگالہ بھیجنا ۹۹۱ھ - ۲۸۸ - وزیر خان کا فتح اور قتلوے لوحانی کا شکست پانا ۹۹۱ھ - ۲۸۸ - عرب بہادر کا شکست پانا ۹۹۱ھ - ۲۸۹ - شہباز خان کا فتح پانا اور معصوم خان کابلی کا آوارہ ہونا ۹۹۱ھ - ۲۹۰ - شہباز خان کا جدا ہونا اور مہاری کی شورش ۹۹۱ھ - ۲۹۱ - مرزا بیگ و اقشال اور بنگالہ کے آدمیون کا بادشاہ پاس آنا ۹۹۲ھ - ۲۹۲ - ملک بہار کا حال اور ترسون خان کا مارا جانا ۹۹۲ھ - ۲۹۳ - قتلو کرانی کا مطیع ہونا ۹۹۲ھ - ۲۹۵ - شہباز خان کا ملک بہاری سے ناکام پھرنا اور اوس کا چارہ گری کرنا ۹۹۲ھ - ۲۹۵ - معصوم خان کابلی کا شکست پانا ۹۹۳ھ - ۲۹۸ - دستم و اقشال کا ہزیمت پانا ۹۹۳ھ - ۲۹۹ - بادشاہی لشکر کی تفریق دو گروہون میں ہونا ۹۹۳ھ - ۲۹۹ - معصوم خان کابلی کا ذلیل ہونا ۹۹۳ھ - ۳۰۰ - ترخان دیوانہ و طاہر ترکش کا سزا پانا ۹۹۳ھ - ۳۰۰ - صادق خان کا بنگالہ مین

مقرر ہونا ۹۹۳ھ/۳۰ - ۳۰۱ - ضیلی زمیندار کا فرمان پذیر ہونا ۹۹۳ھ/۳۰ - ۳۰۱ - امراء کرانی کی شورش کا فرو ہونا ۹۹۳ھ/۳۰ - ۳۰۲ - دستم قتال کا مارا جانا ۹۹۳ھ/۳۰ - ۳۰۳ - صوبہ بنگالہ کا امن امان ۹۹۳ھ/۳۰ - ۳۰۳ - ملک کو کرہ ۹۹۴ھ/۳۰ - ۳۰۴ - صوبہ بہار میں راجہ مان سنگھ کا انتظام ۹۹۸ھ/۳۵ - ۳۰۴ - صوبہ بہار میں راجہ مان سنگھ کا انتظام ۹۹۸ھ/۳۵ - ۳۰۵ - اڑیسہ سے صلح کرکے بادشاہ کی سپاہ کا واپس آنا ۹۹۸ھ/۳۵ - ۳۰۵ - سرتابان مشرقی کا مطیع ہونا ۱۰۰۱ھ/۳۸ - ۳۰۸ - افغانون کا بے راہ ہونا ۱۰۰۱ھ/۳۸ - ۳۰۸ - لچھمی نراین کی فرمان پذیری ۱۰۰۵ھ/۴۱ - ۳۰۹ - بات کنور کا شکست پانا اور درجن سنگھ کا مارا جانا ۱۰۰۵ھ/۴۱ - ۳۱۰ - ضیلی زمیندار کا مارا جانا ۱۰۰۵ھ - ۳۱۱ - بنگالہ کے فتنہ اندوزوں کا سزا پانا ۱۰۰۹ھ/۴۵ - ۳۱۱ - بنگالہ کی خوش خبریان ۱۰۱۰ھ/۴۶ - ۳۱۱ - بنگالہ میں ایک فتح ۱۰۱۲ھ/۴۸ - ۳۱۳ - سان سب لڑائیون کا انجام اور نتیجہ - ۳۱۳ -

مہمات ومعاملات گجرات - ۳۱۴

مظفر حسین مرزا کی شورش افزائی ۹۸۵ھ/۴۳ - ۳۱۴ - وزیر خان اور راجہ ٹوڈرمل کی شمشیر سے مظفر حسین کا شکست پانا ۹۸۵ھ/۴۳ - ۳۱۴ - دوبارہ مرزا حسین کا شورش مچانا اور ناکام رہنا ۹۸۵ھ/۴۳ - ۳۱۶ - مظفر حسین مرزا کا گرفتار ہونا ۹۸۵ھ و ۹۸۶ھ/۴۳ - ۳۱۷ - اعتماد خاں گجراتی کا اعتبار بڑھانا ۹۸۸ھ/۴۵ - ۳۱۸ - مرزا خان کا سورت سے ناکام پھرنا - ۳۱۸ - شورش گجرات ۹۹۱ھ/۴۸ - ۳۱۸ - شیر خان فولادی کا ہزیمت پانا ۹۹۱ھ/۴۸ - ۳۲۳ - قطب الدین خان کا مارا جانا اور قلعہ بروج دشمنون کے ہاتھ آنا ۹۹۱ھ/۴۸ - ۳۲۵ - سلطان مظفر گجراتی کا شکست پانا ۹۹۲ھ/۴۸ - ۳۲۶ - مظفر خان گجراتی کا دوبارہ شکست پانا ۹۹۲ھ/۴۸ - ۳۲۸ - سید دولت کی آبرو کا جانا ۹۹۲ھ/۴۹ - ۳۳۰ - سلطان مظفر پر لشکر کشی کا نتیجہ ۹۹۲ھ - ۳۳۰ - قلعہ بروج کی فتح ۹۹۲ھ/۴۹ - ۳۳۱ - سلطان مظفر کی بے آبروئی

تیسری دفعہ ۹۹۳ھ/۲۹ - ۳۳۱ - سلطان مظفر گجراتی کی شورش کا اوٹھنا ۹۹۳ھ/۳۳ - ۳۳۴
سلطان مظفر گجراتی کی حیلہ کاری تباہ ہونا ۹۹۴ھ/۳۱ - ۳۳۵ - کچھ کی شورش ۹۹۵ھ/۳۲ - ۳۳۶
خان اعظم مرزا کوکہ کا فتح پانا اور مظفر گجراتی کا بے آبرو ہونا ۹۹۶ھ/۳۰ - ۳۳۷ - جونہ گڈہ
مین امراء کا جانا ۹۹۶ھ/۳۶ - ۳۳۹ - جونا گڈہ و سومنات کی فتح اور ولایت سورت
پر غالب ہونا ۹۹۷ھ/۳۷ - ۳۴۰ مظفر گجراتی کا گرفتار ہونا اور اپنے تئیں ہلاک کرنا ۱۰۰۱ھ/۳۰ ۳۴۱

مہمات گجرات کا بیان طبقات اکبری اور کتابون سے گجرات میں خانخان کے جانے تک - ۳۴۳ -

طبقات اکبری کے موافق مہمات گجرات کا بیان - ۳۴۳ - اہل ایشیا کا تقدیر و نجوم پر اعتقاد - ۳۵۰ -

معاملات پرتگیزون کے ساتھ جو گوہ مین ہتے تھے - ۳۵۱

حاجی حبیب اللہ کا گوہ جانا اور آنا ۹۸۳ھ/۲۳ و ۹۸۵ھ/۲۳ - ۳۵۱ - بندر فرنگ کی تسخیر کے لئے بادشاہی لشکر کا نامزد ہونا ۹۸۷ھ/۳۴ - ۳۵۳

ہندو مسلمانون کی تاریخین - ۳۵۳ -

میوار کی تاریخ - ۳۵۹

تمہید - ۳۵۹ - میواڑ کی حدود اور سلطنت - ۳۶۱ - کھمان و سرسی - ۳۶۲ -
کرنا و راہب - ۳۶۴ - سلطان علاء الدین کا حملہ چیتوڑ پر - ۳۶۴ - اجی سی و ہمیر ۱۲۶۹
کیتک سی - کلھا - موکل ۱۲۷۰ - کومبھو - ۱۲۷۰ - رانا راے مل ۱۲۷۱ - رانا سنگا - ۱۲۷۱
رانا سنگا - ۱۲۷۳ - رانا سنگا کے بیٹے ۱۲۷۳ - رانا اودے سنگھ اور اکبر کا چیتوڑ کا
فتح کرنا - ۱۲۷۶ - اودے پور - ۱۲۷۹ - پرتاب سنگھ کا رانا ہونا - ۱۲۷۹ -

مارواڑ - ۳۸۰ -

وجہ تسمیہ مارواڑ - ۳۸۰ -

صوبہ اجمیر و راجپوتانہ و رانا ے اودے پور کے معاملات - ۳۸۲

رانا اودے پور کی حکایت مسلمان بادشاہوں سے لڑکی بیاہنے کی ۳۸۳ - بادشاہ کا رانا پر فوج بھیجنا ۹۸۴ھ ۳۸۴ - بادشاہ کا گوگندہ جانا ۹۸۴ھ ۳۹۶ - ایدر کی فتح ۹۸۴ھ ۳۹۶ - ایدر کی اور اودے پور کی فتح ۹۸۴ھ ۳۹۷ - قطب الدین خان و راجہ بھگوت داس پر بادشاہ کا عتاب ۹۸۴ھ ۳۹۷ - ایدر کی اور نواح کی فتح ۹۸۶ھ ۳۹۸ - رانا کی استیصال کے لئے سپاہ کا بھیجنا ۳۹۸ - قلعہ کوھلیر کی فتح ۳۹۹ شہباز خان کا بادشاہ کی خدمت میں آنا ۹۸۶ھ ۳۹۹ اور دوبارہ بھیجنا ۹۸۸ھ ۳۹۹ - کلہ سیسودیہ کا مارا جانا ۹۹۲ھ ۴۰۱

قلعہ سوانہ و چندرسین پسر راجہ مالدیو کے معاملات و مہمات - ۴۰۱

چندرسین پسر راجہ مالدیو کی سرکشی اور اوسپر لشکر کشی ۹۸۱ھ ۴۰۱ - قلعہ سوانہ کی فتح ۹۸۱ھ و جلال خان کا واقعہ ۴۰۳ - قلعہ بوندی کی فتح ۹۸۵ھ ۴۰۵ - دودا کا بادشاہ پاس آنا و بھاگنا ۹۸۶ھ ۴۰۷ - سروہی اور جالور کی طرف لشکر کا جانا اور کامیاب ہونا ۹۹۴ھ اور سروہی اور ابو گڈہ کا فتح ہونا ۴۰۷

معاملات راجہ بدہ گڈہ - ۴۰۸

راجہ بدہ گڈہ کا شکست پانا ۹۸۵ھ ۴۰۸ - بدہ گڈہ کا بادشاہ پاس آنا ۹۸۶ھ ۴۰۸ راجہ بدہ گڑ کا مالش پانا ۹۹۰ھ ۴۱۰ - راجہ بدہ گڈہ کا نرکاہ لٹنا ۹۹۱ھ ۴۱۱

مہمات و معاملات کشمیر - ۴۱۲

تسخیر کشمیر کے لئے مرزا قراچہ بہادر برادر مرزا حیدر گورگان کو بھیجنا ۹۶۸ھ ۴۱۳ قاضی حبیب کا مارا جانا اور البر کی سفارت ۹۸۶ھ ۴۱۴ - یوسف خان کشمیری کا بادشاہ پاس آنا ۹۸۷ھ ۴۱۵ - یوسف خان کا کشمیر میں مرزبان ہونا ۹۸۸ھ ۴۱۶ یوسف خان کی سرکشی اور بادشاہ کی لشکر کشی ۹۹۴ھ ۴۱۷ - یوسف خان کا درگاہ والا میں آنا ۹۹۴ھ ۴۱۷ - تسخیر کشمیر کے لئے قاسم خان کا جانا ۹۹۴ھ ۴۲۰ کشمیر کا فتح ہونا ۹۹۴ھ ۴۲۰ یعقوب کا شوخون مانا اور نا کام رہنا ۹۹۴ھ ۴۲۶ یعقوب کی شورش کا دبنا ۹۹۵ھ ۴۲۶ - مرزا یوسف خان کا کشمیر کی پاسبانی کے لئے جانا ۹۵۵ھ ۴۲۷ - بادشاہ کا کشمیر جانا ۹۹۶ھ ۴۲۹ - بادشاہ کا

دار الملک کشمیر میں آنا ۹۹۳ھ/۱۵۸۴ء - ۴۳۲ - بادشاہ کے غروق کا آنا - ۴۳۳ - بادشاہ کی فراست کے لطیفے - ۴۳۳ - بادشاہ کا مراج میں کشتی میں جانا ۹۹۳ھ/۱۵۸۴ء - ۴۳۴ - بادشاہ پاس یعقوب کے بھائی کا آنا ۹۹۳ھ/۱۵۸۴ء - ۴۳۵ - بادشاہ کا کابل کی طرف جانا اور یعقوب کشمیری کا بادشاہ پاس آنا ۹۹۳ھ/۱۵۸۴ء - بار برداری کشمیر و سفر ۹۹۳ھ/۱۵۸۴ء - ۴۳۵ - کشمیر کے کج گرا سرکشوں کا سزا پانا یعقوب کا گرفتار ہونا ۹۹۹ھ/۱۵۹۰ء - ۴۳۶ - بادشاہ کا دوسری دفعہ کشمیر کا جانا ۱۰۰۰ھ/۱۵۹۱ء - ۴۳۷ - شورش کشمیر ۱۰۰۰ھ/۱۵۹۱ء - ۴۳۷ - قاضی علی کا مارا جانا اور حسین بیگ کا بچ جانا ۱۰۰۱ھ/۱۵۹۲ء - ۴۳۸ - کشمیر کی شورش کا مٹنا ۱۰۰۱ھ/۱۵۹۲ء - ۴۳۹ - یادگار کل کا سزا پانا ۱۰۰۱ھ/۱۵۹۲ء - ۴۴۱ - فتوحات شاہی ۱۰۰۲ھ/۱۵۹۳ء - ۴۴۲ - بادشاہ کا سری نگر آنا - ۴۴۲ - زعفران زار کی سیر و دیوالی - ۴۴۳ - بادشاہ کی بازگشت ہندوستان کو ۱۰۰۲ھ/۱۵۹۳ء - ۴۴۳ -

کشمیر کی سیر کو بادشاہ کا تیسری دفعہ جانا ۱۰۰۵ھ/۱۵۹۶ء - ۴۴۴ -

جیسل کی شورش - ۴۴۵ - سری نگر کے پاس ایک شہر کا آباد کرنا - ۴۴۶ - انتظام کشمیر - ۴۴۶ - قحط - ۴۴۶ - بادشاہ کا سفر - ۴۴۷ - رودکی - ۴۴۷ - مکو و جمو کی سرکشان ۱۰۰۵ھ/۱۵۹۶ء - ۴۴۸ - کشمیر کی شورش کا مٹنا ۱۰۰۹ھ/۱۶۰۰ء و مرزبان کشمیر کی سزا پانا ۱۰۱۳ھ/۱۶۰۴ء - ۴۴۹ -

معاملات تبت - ۴۵۰

حاکم تبت کی بیٹی سے سلیم کا نکاح ہونا ۱۰۰۱ھ/۱۵۹۲ء - ۴۵۰ - تبت میں ایلچیوں کا بھیجنا ۱۰۰۵ھ/۱۵۹۶ء - ۴۵۰ - علی زاد کی شورش کا ہونا ۱۰۱۲ھ/۱۶۰۳ء - ۴۵۱ - جمع کشمیر و زعفران کا محصول ۱۰۰۲ھ/۱۵۹۳ء - ۴۵۱ -

بھکر اور ملک سندھ کے معاملات ۴۵۲

ٹھٹھہ کے ارغونیوں کا شکست پانا ۱۰۰۰ھ/۱۵۹۱ء - ۴۵۵ - امر کوٹ کی فتح ۱۰۰۱ھ/۱۵۹۲ء - ۴۵۷ - رائے رائسنگہ کا ٹھٹھہ بھیجنا ۱۰۰۱ھ/۱۵۹۲ء - ۴۵۸ - مرزا جانی بیگ کا شکست پانا ۱۰۰۱ھ/۱۵۹۲ء - ۴۵۸ - مرزا جانی بیگ کا صلح کرنا اور سیوستان کا سپرد کرنا ۱۰۰۲ھ/۱۵۹۳ء - ۴۶۰ - مرزا جانی بیگ کا امد خان خانان کا بادشاہ کی خدمت میں آنا ۱۰۰۲ھ/۱۵۹۳ء - ۴۶۱ - مرزا جانی بیگ کے خاندان کا

بیان خطاب ترخان کا بیان ۔۴۶۳ ۔مرزا جانی بیگ کا مرنا ۱۰۰۹ھ ۔۴۶۳ ۔قلعہ بادصوی کی فتح ۱۰۰۵ھ ۔۴۶۴ ۔

قندھار کے معاملات ۔۴۶۵ ۔

قندھار کی فتح کے لئے لشکر کا بھیجنا ۹۹۹ھ ۔۴۶۵ ۔رستم مرزا کا بادشاہ پاس آنا ۱۰۰۲ھ ۔۴۶۶ ۔مظفر حسین مرزا کی معذرت ۱۰۰۱ھ ۔۴۶۸ ۔اور شاہ بیگ کا قبضہ قندہار پر اور دادر اور ملک گرم سیر کی فتح ۱۰۰۳ھ ۔۴۶۸ ۔قلعہ سیوی کی فتح ۱۰۰۳ھ ۔۴۶۹ ۔بلوچستان کی تنبیہ ۱۰۰۳ھ ۔۴۷۰ ۔آلوس کا کر کا سزا پانا ۱۰۰۴ھ ۔۴۷۰ ۔

معاملات ومہمات دکن ۔۴۷۱ ۔

راجہ کچلی کا ایلچی آنا ۹۹۸ھ ۔۴۷۱ ۔میر محسن رضوی مشہدی کا برسم رسالت دکن جانا اور آنا ۹۹۸ھ ۔۴۷۱ ۔وکیل بیجاپور ۹۹۸ھ ۔۴۷۲ ۔وکیل گلکنڈہ ۹۹۹ھ ۔۴۷۲ ۔برہان الملک کا بادشاہ پاس آنا ۹۹۱ھ ۔۴۷۲ ۔بادشاہ کا دکن میں سپاہ بھیجنا ۹۹۳ھ ۔۴۷۳ ۔لشکر کی تاخت برار پر اور سرگشتین ۹۹۳ھ ۔۴۷۴ ۔برہان الملک کا فتح دکن کے لئے بادشاہ کا بھیجنا ۹۹۳ھ ۔۴۷۷ ۔برہان الملک کا دکن میں جانا اور ناکام پھر آنا ۹۹۵ھ ۔۴۷۸ ۔برہان الملک کا دکن پر چیرہ دست ہونا ۹۹۹ھ ۔۴۷۸ ۔بادشاہ کا شاہان دکن پاس ایلچیون کا بھیجنا ۹۹۹ھ ۔۴۸۰ ۔بادشاہ کا دکن کی فتح کے ارادہ سے سلطان مراد کا مالوہ بھیجنا ۹۹۹ھ ۔۴۸۲ ۔برہان الملک اور اوس کے جانشینون کی سرگذشت ۱۰۰۳ھ ۔۴۸۳ ۔سلطان دانیال کا برہان الملک کی مالش کے واسطے دکن کو جانا ۱۰۰۴ھ ۔۴۸۴ ۔راجہ علی خان کا بادشاہ کے لشکر سے ملنا ۱۰۰۴ھ ۔۴۸۵ ۔بادشاہی سپاہ کا دکن آنا اور قلعہ احمد نگر کا محاصرہ کرنا ۱۰۰۳ھ ۔۴۸۵ ۔سپاہ دکن کی چیرہ دستی ۱۰۰۴ھ ۔۴۸۸ ۔صادق خان کا فتح پانا ۱۰۰۵ھ ۔۴۸۹ ۔بادشاہی سپاہ کا فتح اور دکنیوں کا شکست پانا ۱۰۰۵ھ ۔۴۸۹ ۔قلعہ کاویل کی فتح ۱۰۰۳ھ ۔۴۹۱ ۔بادشاہ کا احمد نگر کی فتح کے لئے چلنا ۱۰۰۴ھ ۔۴۹۱ ۔برار کے قلعونکی فتح ۱۰۰۴ھ ۔۴۹۱

ابوالفضل کا دکن جانا ۱۰۰۳ھ - ۴۹۴ - قلعہ کھیرلہ و ناسک کی فتح و ابوالفضل ۱۰۰۳ھ ۴۹۴
شاہزادہ مراد کا مرنا ۱۰۰۴ھ - ۴۹۴ - سپاہ دکن کا انتظام پانا ۱۰۰۴ھ - ۴۹۳ -
شاہزادہ دانیال کا دارائی دکن کے لئے مقرر ہونا ۱۰۰۴ھ و ابوالفضل - ۴۹۴ -
بیر کا فتح ہونا ۱۰۰۵ھ - ۴۹۵ - خزانہ کا گجرات سے آنا - ۴۹۸ - پادشاہ کا مالوہ میں
دکن کے ارادہ سے آنا ۱۰۰۸ھ - ۴۹۸ - پادشاہ کا آسیر کی فتح کے لئے جانا ۱۰۰۸ھ
ابوالفضل کا بادشاہ کی خدمت میں جانا ۱۰۰۸ھ - ۵۰۱ - ناسک کا فتح ہونا - ۵۰۳ شاہزادہ
دانیال کی بیہودہ حرکات ۵۰۳ - قلعہ احمد نگر کی فتح ۱۰۰۹ھ - ۵۰۴ - مالی گڈہ کی فتح
۱۰۰۹ھ - ۵۰۶ - پادشاہ پاس بہادر خان کا آنا ۱۰۰۹ھ - ۵۰۷ - قلعہ آسیر کا فتح ہونا
۱۰۰۹ھ ۵۰۷ - والیان دکن پاس بادشاہ کا ایلچیوں کو بھیجنا ۱۰۰۹ھ - ۵۰۹ -
دکن میں فتنہ کا اوٹھنا ۱۰۰۹ھ - ۵۰۹ - مرزا دانیال کا بادشاہ پاس آنا ۱۰۰۹ھ
علی پسر ولی خان کا فساد اوٹھنا ۱۰۰۹ھ ۵۱۰ - پسر شاہ علی کے علاج کے لئے ابوالفضل کا روانہ ہونا
۱۰۰۹ھ - ۵۱۰ - بادشاہ کی بازگشت دار الخلافہ آگرہ کی طرف ۱۰۰۹ھ - ۵۱۱ -
تلنگانہ کے معاملات و شیخ عبدالرحمن کا فتح پانا ۱۰۰۹ھ - ۵۱۲ - علی پسر شاہ علی کی لڑائی
۱۰۰۹ھ - ۵۱۴ - راجو کی شورش ۱۰۰۹ھ - ۵۱۵ - دنکو زمیندار کے بیٹوں کا گرفتار
ہونا ۱۰۱۰ھ - ۵۱۵ - آگرہ میں بادشاہ کا آنا ۱۰۱۰ھ - ۵۱۶ - ابوالفضل و راجو کی
لڑائیاں ۱۰۱۰ھ ۵۱۶ شورش تلنگانہ کی سوانح ۱۰۱۰ھ - ۵۱۷ - راجو کی شکست
۱۰۱۰ھ - ۵۱۷ - راجو و عنبر کے معاملات ۱۰۱۰ھ - ۵۱۸ - فرہاد خان کا شبخون مارنا اور
ناکام پھرنا ۱۰۱۰ھ - ۵۱۹ - قلعہ انبہ چوکا کی فتح و علے پسر شاہ علی کے معاملات ۱۰۱۰ھ
سپاہ کی بازگشت صلح کے ساتھ - ۵۲۰ - شاہزادہ دانیال کی عرضداشتیں ۱۰۱۰ھ ۵۲۱
عنبر حبشی کی شکست اور ایرج پسر خانخانان کی فتح ۱۰۱۰ھ - ۵۲۱ - ابوالفضل کا مارا جانا -
۱۰۱۱ھ - ۵۲۳ - شاہزادہ دانیال کی شادی عادل خان بیجاپوری کی بیٹی سے
اور شاہزادہ کا مرنا ۱۰۱۳ھ ۵۲۶ - خاتمہ مہمات دکن ۱۰۱۳ھ - ۵۲۷ -

شمال مشرقی افغانونکے ساتھہ لڑائیان تمہید ۵۳۷

افغانون کے ساتھہ لڑائی ۹۹۳ھ ۵۳۴ - کنور مان سنگھہ کی فتح ۹۹۴ھ ۵۳۴ - ان قومون کا اور اونکے ملک کا حال جو الفنسٹن صاحب نے لکھا ہے - ۵۳۵ - ابوالفضل کا بیان - ۵۳۷ - سپاہ کا یوسف زئی سے لڑنے کے لئے اور سواد اور بجور کی فتح کرنے کے لئے روانہ ہونا ۹۹۴ھ - ۵۳۸ - سواد کو بیربر کا جانا ۹۹۴ھ - ۵۳۹ - حکیم ابوالفتح کا جانا - ۵۳۹ - زین خان کا شکست پانا ۹۹۴ھ - ۵۴۰ - یوسف زئی سے بادشاہ کی لڑائیان اور اور معاملات ۹۹۴ھ ۵۴۴ - کنور مانسنگھہ کا زابلستان بھیجنا ۹۹۴ھ - ۵۴۵ - تورآن کے ایلچی کا باریاب ہونا ۹۹۴ھ - ۵۴۶ - بادشاہ کی مراجعت دارالخلافت فتح پور مین ۹۹۴ھ - ۵۴۶ - الوس یوسف زئی کی بدشواریان ۹۹۴ھ ۵۴۷ - ایلچی تورآن کا واپس بھیجنا ۹۹۴ھ ۵۴۷ - زین خان کوکلتاش کا روشنائی افغانون کی مالش کے لئے جانا اور اونکا سزا پانا ۹۹۴ھ ۵۴۸ - الوس غوریہ - ۵۵۰ - مطلب خان کی سرکردگی مین سپاہ کا روانہ ہونا اور جلالہ کا شکست پانا ۹۹۵ھ - ۵۵۰ - بجور و سواد کی فتح کے لئے زین خان کوکہ کا بھیجنا ۹۹۶ھ - ۵۵۱ - روشنائیون کا آوارہ ہونا - ۵۵۲ - سواد کا فتح ہونا ۹۹۶ھ کالیخان کا سزا پانا ۹۹۷ھ کی - ۵۵۳ - بادشاہ کا زابلستان مین جانا ۹۹۸ھ بنیر کی فتح ۹۹۸ھ - ۵۵۴ - زین خان کوکلتاش کا درگاہ والا مین آنا ۹۹۵ھ - ۵۵۴ - قاسم خان کا روشنائی افغانون سے لڑنے کے لئے مقرر ہونا ۱۰۰۰ھ - ۵۵۵ - زین خان کی فتوحات ۱۰۰۱ھ - ۵۵۵ - کنشان کا فتح ہونا ۱۰۰۱ھ - ۵۵۶ - بادشاہی لشکر کا تیراہ مین آنا ۱۰۰۴ھ - ۵۵۸ - جلالہ روشنائی کا مرنا ۱۰۰۹ھ - ۵۵۹ - الفنسٹن صاحب کا بیان ان مہمات کی نسبت - ۵۵۹ -

معاملات بدخشان و توران و خراسان ۵۶۰

عبداللہ خان والی توران کا حال - ۵۶۱

بعض حوادث بدخشان

خانم کا آنا اور خرم بیگم اور [illegible] کے درمیان نفاق ہونا ۹۸۲ھ - ۵۶۳ - بدخشان کا سلسلۂ انتظام ٹوٹنا ۹۸۲ھ - ۵۶۳ - بدخشان کی اور پریشانیاں ۹۸۳ھ - ۵۶۵ مرزا شاہرخ کو قتنہ انگیزوں کا دستاویز مشورش بنانا ۹۸۳ھ - ۵۶۵ - بادشاہ پاس مرزا شاہرخ کے ایلچیوں کا آنا ۹۸۵ھ - ۵۶۷ - بدخشان کی شورش اور مرزا محمد حکیم کی پوزش ۹۹۲ھ - ۵۶۹ - سلیمان مرزا و شاہ رخ مرزا کی ملاقات کا ہونا ۹۹۳ھ - ۵۷۰ - مرزا شاہ رخ کا بادشاہ پاس آنا ۹۹۳ھ - ۵۷۴ - شہنشاہ اکبر پاس مرزا سلیمان کا آنا ۹۹۵ھ - ۵۷۶ - مرزا سلیمان کا مرنا ۹۹۶ھ اور بدخشان کے فسادوں کے نتائج - ۵۷۷ - زابلستان کی راہ کا امن و امان ۹۹۶ھ - ۵۷۷ - محمد زمان کی بنا پیش گری کرنی ۹۹۸ھ - ۵۷۸ - محمد زمان کا عبدالمومن پسر عبداللہ خان فرمانروائے توران پر غالب ہونا ۹۹۸ھ - ۵۷۹ - ایلچی توران کا آنا ۹۹۹ھ - ۵۷۹ قاسم خان اور محمد زمان کا مارا جانا ۱۰۰۳ھ - ۵۷۹ - بدخشان میں شہنشاہ کا خطبہ پڑھا جانا ۱۰۰۹ھ - ۵۸۱

معاملات توران ۵۸۱

عبداللہ خان والی توران کا مرنا اور اوس کے بیٹے عبدالمومن کا جانشین ہونا ۱۰۰۶ھ - ۵۸۲ بادشاہ کا ارادہ توران کی فتح کا و عبدالمومن ۱۰۰۸ھ - ۵۸۲ - عبدالمومن فرمان فرمائے توران کا ایلچی آنا ۹۹۹ھ - ۵۸۳ -

شہنشاہ اکبر اور عبداللہ خان والی توران کے درمیان مراسلات اور سفیروں کا آنا جانا ۵۸۳

بادشاہ توران کا ایلچی بھیجنا ۱۰۰۱ھ - ۵۸۳ - بادشاہ کے نامے والی توران کے نام - ۵۸۴

دوسرا مکتوب نام فرزند اسے توران - ۵۸۸ - شہنشاہ ایران کے ساتھ مراسلت - ۵۹۱

شاہزادہ سلیم کی پیدائش اور اسکی ناہنجاریاں

شاہزادہ سلیم کی ناہنجاریاں ۵۹۳ - شاہزادہ کا آگرہ میں آنا جانا - ۵۹۶ - باپ بیٹوں کا ملاپ ۱۰۰۶ھ - ۵۹۸ - شہزادہ کا مہم اتالیق کے لئے حکم ہونا اور اوس کا عذر قبول ہونا ۱۰۰۷ھ - ۵۹۹ - شاہزادہ کی بدچلنیاں اور بادشاہ کا قصد الہ آباد جانے کا ۱۰۱۳ھ - ۶۰۰ - بادشاہ کا الہ آباد روانہ ہونا اور مریم مکانی کا انتقال شاہزادہ سلیم کا بادشاہ پاس آنا - ۶۰۲ - ہاتھیوں کی لڑائی ۱۰۱۳ھ - ۶۰۳ - بادشاہ کا بیمار ہونا جانشینی کے واسطے سازشوں کا ہونا اور موقوف ہونا ۱۰۱۴ھ - ۶۰۴ - بادشاہ کی وفات ۱۰۱۴ھ ۶۰۵

انتظام سلطنت اکبری ۶۰۶

دفتر اول منزل آبادی ۶۱۳

(۱) آئین منزل آبادی ۶۱۳ - (۲) آئین خزانہ آبادی - ۶۱۵ (۳) آئین جواہر (۴) آئین دارالضرب (ٹکسال) ۶۲۱ - (۷) سونے کے صاف کرنے کا آئین - ۶۲۱ (۱۰) آئین نقود شاہی ۶۲۱ (۱۱) سونے کے سکے ۶۲۱ - (۱) چاندی کے سکے (۱۱) آئین درم و دینار - ۶۲۸ (۱۵) آئین شبستان اقبال - ۶۳۱ - (۱۶) آئین منزل یورشون (بسفردن) میں - ۶۳۲ - (۱۷) آئین لشکر کے اوترنے کا - ۶۳۴ - (۱۸) آئین چراغ افروزی ۶۳۵ (۱۹) آئین شکوہ سلطنت - ۶۳۷ - (۲۰) آئین بادشاہ کی شاہی نگین ۶۳۹ (۲۱) فراشخانہ - ۶۳۹ - (۲۲) آئین آبدارخانہ - ۶۴۱ - (۲۳) آئین مطبخ - ۶۴۲ - (۲۴) آئین مصالح - ۶۴۴ (۲۵) آئین نان - ۶۴۴ - (۲۶) آئین صوفیانہ - ۶۴۴ - (۲۷) آئین اجناس - ۶۴۴ (۲۸) آئین میوہ خانہ - ۶۴۴ - (۲۹) آئین پیدائش طعم (مزہ) ۶۴۵ (۳۰) آئین خوشبوئی

(۳۱) گرگراق و توشکخانہ - ۶۴۵ (۳۲) آئین شال ۶۴۶ - (۳۳) آئین رنگوں کا
ورنگوں کی پیدائش - ۶۴۶ (۳۴) آئین تصویر خانہ ۶۴۷ - خط - ۶۴۷
کتاب خانہ ۶۴۹ - ترجمہ کتب ۶۴۹ - اتھرن بید ۶۵۱ - مہابھارت و
رامائن ۶۵۲ - تاریخ کشمیر ۶۵۳ - جامع رشیدی ۶۵۳ - تاریخ
الفی ۶۵۴ نلدمن ۶۵۴ - سنگاسن بتیسی - ۶۵۴ - مگزملر صاحب کا
بیان - ۶۵۵ - شبیہ کشی - ۶۵۵ - (۳۵) آئین فورخانہ - ۶۵۷ (۳۶)
آئین توپ - ۶۵۸ - (۳۷) آئین بندوق - ۶۵۸ (۳۹) آئین برغو کرنے کا
یعنے بندوقوں کے صاف کرنیکا - ۶۵۹ (۴۰) بندوقون کے درجے مقرر
ہونے کا - ۶۵۹ - (۴۱) ماہوارہ بندوچی - ۶۵۹ - (۴۱) آئین فلیتہ ۶۵۹
(۴۲) آئین مراتب فیل ۶۶۳ - (۴۳) آئین خوراک (۴۴) آئین خدمت گذاری
فیل - ۶۶۳ - (۴۵) آئین رخت ۶۶۳ - (۴۶) آئین خاصہ فیلان - ۶۶۴
(۴۷) آئین بادشاہ خاصہ سواری - ۶۶۴ (۴۸) آئین جرمانہ (۴۹) (۵۰) (۵۱)
(۵۲) (۵۳) آئین گھوڑون کے باب مین - ۶۶۵ - (۵۴) آئین بارگیر - ۶۶۶
(۵۵) آئین داغ - ۶۶۷ (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) آئین گھوڑونکے بابین ۶۶۷
(۶۰ - ۶۵) آئین اونٹوں کے - ۶۶۸ (۶۸) آئین گاؤخانہ - ۶۶۹ -
استرخانہ - ۶۷۰ - آئین شبان روزی بادشاہ - ۶۷۰ - (۷۳) آئین دربار ۶۷۳
(۷۴) آئین کورنش و تسلیم - ۶۷۴ - آئین ایستادونشست ۶۷۵ - (۷۶)
آئین آدمیون کے دیکھنے کا - ۶۷۵ - آئین رہنمونی - ۶۷۶ - احکام دین الٰہی
(۷۸) (۸۳) آئین ہاتھی - گھوڑے - اونٹ - گاؤ - استر (خچر) دیکھنے کا
باؤ گوشت - ۶۸۰ (۸۴) آئین جانورون کی کشتی کا اور اس پر شرطون
مقرر ہونے کا - ۶۸۱ - (۸۵ - ۹۰) آئین درباب عمارت - ۶۸۱

(۱) سپاہ کی تقسیم - ۶۸۲ - آئین جانداران - ۶۸۴ - (۳) آئین منصب دار - ۶۸۸
(۴) آئین احدی - ۶۹۳ - (۵) آئین سوار - ۶۹۳ - (۶) پیادون کے آئین ۶۹۴
بندوقچی - ۶۹۴ - دربان - ۶۹۴ - خدمتیہ ۶۹۵ - میوڑہ - ۶۹۵ شمشیر باز - ۶۹۵
پہلوان - ۶۹۶ - جیلہ - ۶۹۶ - کہار - ۶۹۷ - داخلی پیادے - ۶۹۷ (۷) جانورون
پر نقش پذیری یعنے داغ لگانے کا آئین (۸) داغ مکرر کا آئین - ۶۹۹ - (۹) آئین
کشتک یعنی چوکی - ۶۹۹ - (۱۰) آئین واقعہ نویسی - ۷۰۲ - (۱۱) آئین اسناد ۷۰۳

فرمان نبتی

(۱۲) آئین پایہ نگینہا - ۷۰۴ - (۱۳) فرمان بیاضی - ۷۰۴ - (۱۴) مواجب تنخواہ لینے
کا قاعدہ - ۷۰۴ (۱۵) آئین مساعدت - ۷۰۵ (۱۶) آئین انعام - ۷۰۶ (۱۷) آئین
خیرات - ۷۰۶ (۱۸) آئین فرمان متفرس (تلادان) - ۷۰۶ - (۱۹) آئین سیورغال ۷۰۷
(۲۰) آئین گردون گردان - ۷۱۳ - (۲۱) آئین دہ سیری - ۷۱۴ - (۲۲) آئین
[illegible] - ۷۱۴ - (۲۳) آئین خوش روزی (زنانہ بازار) - ۷۱۵ - (۲۴) آئین کدخدائی
(۲۵) آئین تعزیہ - ۷۱۷ (۲۶) آئین میر سحری - ۷۱۷ - (۲۷) آئین شکار - ۷۱۸
شیر کا شکار - ۷۲۲ - ہاتھیوں کا پکڑنا - ۷۲۳ - چیتہ کا شکار ۷۲۵ - چیتے کے
تجیب کرنا ۷۲۷ - سیاہ گوش - ۷۲۸ - آہو کا شکار آہو سے ۷۲۸ - شکار
نرگاؤ میش (بھینسے) ۷۳۱ - شکار پرندہ - ۷۳۱ - مرغابی - ۷۳۲ - دراج کا شکار ۷۳۳
پودنہ کا شکار - ۷۳۳ - لگڑ - ۷۳۳ - غوغائی - ۷۳۳ - غوک و عنکبوت - ۷۳۳
(۲۹) آئین نشاط بازی و چوگان بازی - ۷۳۳ - عشق بازی یعنی کبوتر بازی ۷۳۴
چوسر - ۷۳۴ - چندل مندل - ۷۳۴ -

دفتر سوم ملک آبادی

(۱) آئین تاریخ الہی - ۷۳۷ - (۲) آئین سپہ سالار - ۷۳۷ - (۳) آئین وزیر ۷۴۰

(۴) آئین میر عدل و قاضی - ۷۴۱ - (۵) آئین کوتوال - ۷۴۱ - (۶) آئین عمل گذار - ۷۴۴ - (۷) آئین بخشی - ۷۴۷ - (۸) آئین خزانچی - ۷۴۹ - (۹) آئین رسالے روزی - ۷۴۹ - (۱۰) آئین گز - ۷۵۶ - (۱۱) آئین طناب ۷۵۸
(۱۲) آئین بیگہ - ۷۵۸ - (۱۳) آئین زمین اسکے درجے و فرماندہی کا پانچ یعنی (محصول) ۷۵۹ - (۱۴) آئین چچر - ۷۶۳ - (۱۵) آئین بنجر - ۷۶۳
(۱۶) آئین نو زدہ سالہ - ۷۶۳ - (۱۷) آئین دہ سالہ - ۷۶۳ -

بادشاہ کے باقی حالات ۷۶۷

بادشاہ کی بیویاں - ۷۶۷ - بادشاہ کے بیٹے - ۷۶۷ - بادشاہ کی بیٹیاں - ۷۷۰
خلیہ شہنشاہ اکبر ۷۷۰ - بادشاہ کے قوائے جسمانی - ۷۷۱ - بادشاہ کا علم - ۷۷۱ - دلاویز منقولات شہنشاہ اکبر - ۷۷۲ -

نصایح اکبری - ۷۹۶ -

شہنشاہ اکبر کی رشتہ مندیان رجپوتون کے ساتھ اور رجپوتون کے مناصب ۷۹۸
مسلمان بادشاہون اور راجپوت راجاؤں کے درمیان بیاہ ہونے کے نتائج - ۸۰۱ -

بادشاہ کے شوق کی چیزیں ۸۰۲ -

ہاتھی اونٹ - ۸۰۲ - زبان کی تحقیقات - ۸۰۳ - تمباکو - ۸۰۵ - تفتیش حال رعایا - ۸۰۷ - ہمدردی رعایا - ۸۰۸ -

شہنشاہ اکبر کے مذہبی خیالات ۸۰۸

شہنشاہ اکبر سے ابوالفضل کی دوسری ملاقات - ۸۰۹ - عبادت خانہ و مباحثہ کا آغاز - ۸۱۱ - مباحثہ کا نتیجہ - ۸۱۲ - علماء پر ایک صدمہ عظیم کا واقع ہونا - ۸۱۴
حکیم ابوالفتح و حکیم ہمایون کا بادشاہ پاس آنا - ۸۱۶ - شریف آملی کا بادشاہ پاس آنا - ۸۱۸ - علماء کی تکفیر و تضلیل - ۸۲۰ - حج کا حال - ۸۲۰ - بادشاہ کے بے دین ہونے کے دلائل جو بدایونی نے لکھے ہیں - ۸۲۱ - عیسائی پادری - ۸۲۵

آفتاب پرستی - ۸۲۵ - آتش پرستی وہوم - ۸۲۶ - اکبر کی مخالفت اسلام - ۸۲۷
بادشاہ کا خطبہ پڑھنا - ۸۲۷ - کتابوں کے خطبوں میں نعت کا موقوف ہونا - ۸۲۸
بادشاہ کا مجتہد ہونا - ۸۲۸ - نوشتہ محضر - ۸۲۹ - بادشاہ کی ہنسی اجمیر میں
ننگے پانوں جانے پر - ۸۳۰ - قطب الدین خان وشہباز خان کا مقابلہ مذہب کے
باب میں - ۸۳۱ - تمغا وجزیہ وجونپور کے معاملات - ۸۳۲ - حاجی ابراہیم سرہندی
کا ایک جعلی کتاب کا پیش کرنا - ۸۳۳ - علماء ومشایخ پاس فرمانوں کا جانا - ۸۳۳
بادشاہ کا امام مہدی بنانا - ۸۳۳ - بادشاہ کا مذہب کے باب میں کھل کھیلنا
سنہ ۹۹۰ - ۸۳۵ - شیعہ سنی - ۸۴۱ - قاضیوں کی شراب نوشی - ۸۴۲ -
قدم رسول - ۸۴۲ - نماز پنجگانہ کا دربار میں موقوف ہونا - ۸۴۳ - میر فتح اللہ
شیرازی - ۸۴۳ - گوشت کی ممانعت وآفتاب پرستی - ۸۴۴ - جوگیوں کی
ملاقات اور اور بدعات - ۸۴۵ - چیلہ وجھروکہ درشن - ۸۴۶ - بادشاہ کا اوتار ہونا
مثنوی نہر شعاع وبادشاہ کا دین اختیار کرنا - ۸۴۷ - احکام دین الٰہی سنہ ۹۹۰ - ۸۵۰
صدر جہان سنہ ۹۹۲ - ۸۵۳ - دعا سنہ ۹۹۲ - ۸۵۶ - عبادت خانہ - ۸۵۶ - بادشاہ
کا مجتہد ہونا - ۸۶۰ - اشاعت دین الٰہی - ۸۶۵ - ہر تگیزوں نے جس طرح
دربار اکبری میں اپنا آنا لکھا ہے اور وہ اکثر انگریزی تاریخوں میں نقل ہوتا ہے - ۸۶۶

امرائے دربار اکبری ۸۷۲

ہشت ہزاری ۸۷۲ - ہفت ہزاری ۸۷۲ - پنج ہزاری ۸۷۲
امراء چار ہزاری وپانصدی ۸۹۹
چار ہزاری منصب دار ۹۰۰
منصب دار سہ ہزاری وپانصدی ۹۰۸
منصب داران سہ ہزاری ۹۰۹

منصب داران دو ہزار و پانصدی	۹۳۱
دو ہزاری منصب دار	۹۴۹
منصب دار ہزار پانصدی	۹۵۹
منصب داران یکہزاری دویست و پنجاہی	۹۶۰
منصب داران ہزاری	۹۶۰
منصب داران دہ صدی	۹۶۲
منصب داران ہشت صدی	۹۶۳
منصب داران ہفت صدی	۹۶۳
منصب داران شش صدی	۹۶۴
دانش اندوزان جاوید دولت	۹۶۶
ظاہر و باطن آشنا	۹۶۶
اہل باطن	۹۶۹
تقلید پیشہ و نقل پرست	۹۸۱
شعرائے عہد اکبری	۹۹۱
خواب سنی سن	۹۹۷
سورج کی تعریف	۱۰۰۴
دوازدہ صیغہ بون کا بیان	۱۰۰۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اقبال نامۂ اکبری

اکبر کی تخت نشینی کے وقت ہندوستان کی کیا حالت تھی

چونکہ مسلمانون کی سلطنت ہند کا زمانہ اکبر کے عہد دولت سے ایک اور ہی طور کا شروع ہوتا ہے اور
[illegible] اور سلطنتون کے ساتھ بدلتے ہین اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ
[illegible] کہ ہندوستان مین کیا ہو رہا تھا اس شہنشاہ
[illegible] ہندو [illegible] ہوئی [illegible]
[illegible] داخل تھے وہ ملک جسکو ۱۸۵۷ء مین ممالک مغربی کہتے
[illegible] ہیں [illegible] ممالک متوسط کے [illegible]
[illegible] عرصہ تک یہ دعوی کرسکتے ہین کہ [illegible]
[illegible] ہندوستان پر ایسے حملے ہوئے کہ دکن کے ہندو راجاؤن
[illegible] سے کچھ تعلق نہ رکھا۔ تلنگانہ۔ کرناٹک کے راجہ خود مختار ہوگئے۔ دلن ہی [illegible]
[illegible] جس سے ہمکو معلوم ہو کہ دکن مین کون کون سی سلطنتین قائم ہوئین +
[illegible] سلطنت دہلی کی کبھی مطیع نہین ہوئی۔ اس ملک مین
[illegible] اسکا طول [illegible] سے [illegible] تک پچھو میل تھا اور
[illegible] سو میل اور کہین چار سو میل تھا۔ مغربی [illegible]
[illegible] کو شرک کر دیا تھا اور بعض ریاستین اسمین خود مختار

غایت مغربی حصص ہند مین مملکت گجرات مین ایک مسلمان افغان بادشاہ آزاد تھا اور
وجہ ہمایون نے اُسے تاخت و تاراج کیا تھا۔ مگر ہندوستان سے اسکے خارج ہونے کی
بعد پھر یہ ملک آزاد ہوگیا اور پھر کسی نے اُسپر دست درازی نہین کی۔ اُس نے خود مالوہ پر
کامیابی کے ساتھ حملہ کیا اور اسمین زیادہ تر حصہ وہ شامل ہوگیا کہ جسکو اب سنٹرل انڈیا (ممالک
متوسطہ ہند) کہتے ہین۔ یہ مملکت اکبر کی تخت نشینی کے وقت آزاد تھی۔ یہی حال خاندیس کا تھا
اسی کیفیت راجپوتانہ کی تھی جسکا مفصل حال لکھتے ہین۔ مہمات رانا سنگا کا حال بابر کے عہد سلطنت
مین بیان ہو چکا ہے۔ رانا کو جو بابر نے شکست دی اسکا بڑا اثر میواڑ پر ہوا۔ اور جیتا ہوا ملک
شیر شاہ نے خارج کر دیا تو راجاؤن کو شیر شاہ کی اطاعت کرنی پڑی مگر شیر شاہ کی وفات
کے بعد۔ سلطنت مین جو خرابیان پیدا ہوئین تو پھر ریاست میواڑ آزاد ہوگئی۔ وہ اکبر کی
کی بڑی ریاستون مین سے گنی جاتی تھی اور اور راجپوتانہ کی ریاستون
[illegible]
[illegible] نے اپنی سپاہ
[illegible] سے پہلے ہمایون نے [illegible] راجہ
رہاپانی پت کی لڑائی مین فتح پائی تو جے پور مین راجہ بہاریا کا سا حال
اس زمانہ مین جو وہ پور کا راجہ جے پور کے راجہ پر [illegible]
مالدیو نے جیسی شیر شاہ کو تکالیف پہنچائین ایسی کسی اور [illegible]
یہ لکھا ہے کہ ہندوستان سے جب ہمایون بھاگا ہے تو راجہ [illegible]
نے اپنے ملک مین اُسے پناہ نہین دی۔ جب شہنشاہ اکبر دہلی مین تخت نشین ہوا ہے تو یہ
بالکل آزاد تھا اور راجپوتانہ مین سب راجون سے زیادہ عظیم الشان و جلیل القدر سمجھا جاتا تھا
جیسلمیر اور بیکانیر۔ ریگستان کے کنارہ کی ریاستین آزاد تھین۔ راجپوتانہ کی اور چھوٹی چھوٹی ریاستون کا
حال بھی ایسا ہی تھا۔ [illegible] کا حال بھی راجپوتانہ کا سا تھا۔ میوات بگھیل کھنڈ
اور چھ۔ چندیری۔ نروار۔ بن ناؤ اگرہ کی قربت کے
سکے موافق کبھی زیادہ کبھی کم اطاعت کرتی تھے

اور خراج دیتے تھے +

بادشاہ سلطان - شہنشاہ - جو چاہو کہو - وہ فقط اُن امرا کا بادشاہ ہوتا تھا - جنکو وہ اضلاع اور صوبون کی حکومت سپرد کرتا تھا - یہ امرا اپنے اپنے علاقون مین خود مختار بادشاہ ہوتے تھے - بادشاہ اُن اضلاع و صوبون کے اندرونی انتظام مین دخل نہین دیتا تھا - ہان اُن امرا کو جو نائب السلطنت ہوتے تھے بدلنے کا اختیار رکھتا تھا - یہ سب صوبے اصل مین نائب السلطنت کی ماتحتی مین آزاد ہوتے تھے - برائے نام بادشاہ کی اطاعت کرتے تھے اگر بڑی غرض لکھنی ہین کہ ہندوستان مین جو ممالک مسلمانون کے زیر حکومت تھے اُن مین سلطنت علی الاتصال نہین تھی بادشاہ فقط اپنے دربار اور میدان جنگ مین حکمران ہوتا تھا - مگر انکا یہ کہنا بادشاہ کی نسبت درست ہے مسلمانون کی نسبت صحیح نہین ہے اسلیے کہ وہ تو سلطنت کرتے ہی تھے خواہ بادشاہ کے زیر حکم ہون یا نہ ہون —

ہندوستان کا جو حصہ مسلمانون کے زیر حکومت تھا - اُسکی آبادی مین سات آٹھوین حصے ہندو رہتے تھے اسلیے کہ یہ مسلمانون کی حکمرانی سے راضی و خوش رہتے تھے وہ جزیہ دیتے تھے - مگر اپنے تمام مراسم مذہبی کے ادا کرنے مین آزاد تھے - کوئی [illegible] مین نہ تھی - مسلمانون کی گورنمنٹ کے تمام کارخانون مین ہندوؤن کا عنصر بڑا قوی تھا - اکثر [illegible] ناصب و عہدے ہاے جلیلہ ایسے تھے کہ وہ عالی نسب ہندوؤن کے ساتھ مخصوص تھے وہ فقط صوبے کے نائب السلطنت [illegible] زمانہ مین ہندو اپنے حصہ کے موافق بقدر تعلق مسلمانون کے مدد سپاہ سی کرتے تھے اور میدان [illegible] بھیجتے تھے —

[illegible] سپاہ [illegible] کے [illegible] ہون [illegible] اسکی ضرورت سمجھتا وہان وہ بھیجا [illegible] اسکے سوای اسکے ماتحت ایک اور سپاہ ہوتی جو اس مقامی سپاہ سے متعلق نہین [illegible] سپاہ کہلاتی تھی اور خاص تعداد اسکی ہر صوبے مین رہتی تھی وہ خزانہ شاہی سے تنخواہ پاتی تھی اور کچھ فوج ایسی بھی بادشاہون کی ہوتی تھی کہ اوسکو گھوڑے اور وردی اور ساز و سامان بادشاہون کی سرکار سے ملتا تھا مگر زیادہ تر سپاہ ایسی ہوتی تھی کہ وہ اپنی ہتھیار اور گھوڑے اپنے گھر سے لاتی اور چھوٹے بڑے گروہ اون کے سردارون سمیت آتے - الگ الگ سپاہی نوکر نہین ہوتا تھا —

جب کسی صوبے مین شور و فساد برپا ہوتا تو بادشاہی سپاہ کمک کے لیے بھیجی جاتی تھی اور اس سپاہ کا ایک علیحدہ افسر ہوتا تھا - اگر یہ سپاہ بہت ہوتی تو اوسکا افسر صوبے کے حاکم کا ہمسر برابر سمجھا جاتا تھا وہ خاص بادشاہ سے

اپنے کامون کی جوابدہی کرتا —
کبھی کبھی ضرورت کے وقت بادشاہ صوبون کے حاکمون کے نام فراہمی سپاہ کا فرمان صادر کرتا۔
صوبہ دار اپنے علاقہ کے زمیدارون سے مدد لیتا اور اپنے خاص صوبہ کی سپاہ سے مدد کرتا اور اگر
خزانہ مین روپیہ ہوتا تو نئی بھرتی کرتا۔

یورپ کے تمام شائستہ قومون کا اصول اعظم یہ ہے کہ اول خدا۔ پھر قانون۔ بعدازان بادشاہ۔ یہی
اصول قدیم سے مسلمانون کے ہان چلا آتا ہے کہ اول خدا۔ پھر پیغمبر یعنی (قانون) بعدازان بادشاہ
یہ اصول مسلمہ ہے جسکے موافق امورات سلطنت کے احکام اور انتظام مین امام خلیفہ۔ سلطان (بادشاہ)
پابند قانون تھا اور وہ خود مختار شتر بیمہار نتھا شریعت کا پابند رہنا اوسکے فرائض منصبی مین تھا
ہندوستان مین جن بادشاہون نے اپنے تئین مطلق العنان بنایا اور رعایا کی جان مال و اسباب
آزادی کا خود اپنے تئین مختار بنایا۔ تمام ملک کی زمین کا اپنے تئین مالک بنایا محصول و خراج کے
گھٹانے بڑھانے اور مقرر اور موقوف کرنے کا اختیار لیا۔ سپاہ کی پرورش اور جنگی اور ملکی منصب دارون
و عہدہ دارون کے موقوف و بحال و مقرر کرنے کا ایسا اقتدار اپنے ہاتھ مین لیا کہ جس دنی سے
ادنی کو وہ چاہین آسمان پر چڑھا دین اور جس اعلی سے اعلی درجہ کے آدمی کو چاہین
علاحدہ جسکو چاہین رعایا مین سے سخت سے سخت سزا دین۔ قید کر دین۔ جرمانہ۔ مصادرہ
پاؤن ناک کاٹ کر اڑا دین — دار پر چڑھا دین۔ اپنے غصہ مین یا کسی جرم کے شبہ مین جو جی
مین آئی کر بیٹھین انہون نے اسلام کے مسائہ مسلمہ کے خلاف کام کیا۔ بہت ہی کم بادشاہ مسلمان
ہندوستان مین ایسے ہوئے ہونگے جو ان اوپر کے اختیارات کو وہ کام مین لاسکے جن اختیارات
کے موافق عمل کرنے کے موانع بہت تھے۔ مسلمان تھوڑے ہندو بہت تھے۔ ہندون مین بعض
قومین بڑی شجاع و دلیر لڑنے والی موجود تھین جب اونکی مرضی کے خلاف کوئی کام ہوتا تو وہ
تلوار لیکر سامنے کھڑی ہوتین۔ سوای اسکے مسلمانون کی سلطنت کے ارث کا کوئی قانون نتھا
اس لیئے بادشاہ کے مرنے پر لڑائی جھگڑا ایسا کھڑا ہوتا کہ بادشاہون کو اپنے اختیارات پر پورا
عمل کرنے کا موقع نہین ملتا۔ اور اگر وہ کسی کام مین اپنی مرضی کو کام لاتا تو جا بجا بغاوتین برپا

بادشاہ۔ شیخ و وزیر۔ قوانین عدالت۔

ہوجاتین اگر بادشاہ اپنے ارادے پر اصرار کرتا تھا تو یہ موانع ایسے پیش آتے تھے کہ اوسکو بڑی مشکل مین ڈالتے تھے مسلمانون کے ہان شریعت کے موافق رعایا ایسی آزاد ہوتی ہے کہ سوای شریعت کے احکام کے کسی حکم کی بادشاہ کے پابندی نہین ہوتی اور . . . . . جب تک قانون شریعت اجازت نہ دے بادشاہ کو کسی رعایا پر کچھ اختیار نہ تھا جس قوم مین کہ ذاتی معاملات مین بادشاہ مدعی اور مدعا علیہ ہوسکتا ہو اُس مین مشکل ہے کہ کوئی بادشاہ خود مختار شتر بیمہار ہو کہ جو جی مین آئے وہ کرے اور پھر جسکے ساتھ یہ موانع پیش ہون جو اوپر بیان ہوئے جس بادشاہ نے اپنی خواہشات نفسانی اور ارادون کو بغیر پابندی شریعت ظاہر کیا وہ برباد ہوا۔ مہذب قومون مین مجلس شوری جسکو کونسل کہتے ہین ہوتی ہے اسکا ہونا مسلمانون کے ہان مذہبًا واجب تھا کہ جو مہم پیش آئے اسمین صلاح ومشورہ سے اہتمام کیا جاے اور اس مین جو بات ٹھہر جاوے اوسپر عزم مصمم کیا جاوے اور خدا پر توکل کرکے اُسکا آغاز کیا جاوے۔ ہندوستان مین بادشاہون کے ہان مجالس شوری نہین مگر مستشار موتمن کم ملتے تھے اس لیئے ان مجالس کے نیک نتیجے ظاہر نہین ہوتے تھے۔ بادشاہ کے ہان ایک وزیر اعظم ہوتا تھا اسکی حسن لیاقت پر اسکی کارپردازی موقوف ہوتی تھی کہ

[illegible]

جدا جدا ہوتی تھین۔ مگر انکی خدمات کی حدود [illegible] بادشاہ خود کرنے لگتا تھا۔ بادشاہ کے [illegible] آتے انکی عرضیان [illegible] حال کرتا جسکے [illegible] عدالت کا دور دورہ ہوتا تھا اور خود اسکو اپنی رعایا کا حال طرح طرح کا معلوم ہوتا رہتا تھا۔

[illegible]ون کی طرح مسلمانون کے ہان قانون شریعت کے ماتحت حکومت ہی۔ حکومت کے قانون شریعت نہ تھا۔ انکے ہان قرآن حدیث کے موافق علم فقہ مدون ہوا ہی جسمین سارے اصول قوانین پائے جاتے ہین جنپر اس زمانہ مین مہذب قومون کو فخر و ناز ہے۔ اکثر ایک عدالتون مین قاضیون کی تھی۔ اسکا قانون صرف شریعت تھا وہ اس شریعت کے موافق "

مقدمات کرتے تھے۔ بہت سی کتابین فتوؤن کی ہین۔ جو مسلمانون کے عدالت کی نظائر و
فیصلجات کی کتابین ہین اور بھی ہین جیسی کہ آجکل ہائی کورٹ عدالت کے نظائر کی کتابین ہین۔
یہ قاضی دیوانی کے مقدمات فیصلہ کرتے جیسے وراثت۔ حقیت۔ ملکیت۔ نکاح۔ طلاق
وغیرہ۔ اور تمام مقدمات جو سلطنت کے امن و عافیت پر کچھ اثر نہین کرتے تھے مگر ایک اور عدالت بادشاہ
کارکنون کی تھی جسمین فوجداری کے مقدمات فیصلہ ہوتے تھے اس عدالت مین گو کبھی کبھی قاضی
بھی استفسار و استفتی کیا جاتا۔ مگر اسکے قوانین کی حدود معین نہ تھی۔ یہ کارکن بادشاہ کی طرف
مقرر ہوتے۔ غرض جو کچھ قانونی عمل کیا اُس سے رعایا راضامند اور خوش تھی اور تمام عدالتون کا انتظام
قابل اطمینان تھا۔ مسلمانون اور ہندوؤن کی اغراض ایسی شامل ہوگئین تھین کہ مسلمان جو یہان
انگریز تھے اور ہندو جو پنیے سے بستے تھے عدالت دونونکو ایک آنکھ سے دیکھتی تھی اور قانون
دونون کی یکسان حمایت کرتا تھا۔ جسمین مسلمانون کی شریعت اور اس ملک کا رسم و راہ دونو شامل
تھے۔ ملک ایسا سرسبز و شاداب آباد رہتا تھا کہ باوجودیکہ سلسلہ جنگ جاری رہتا تھا اور اس کا تا
نہین ٹوٹتا تھا مگر رعایا سب خوشحال رہتی تھی ✣

ذکر بادشاہی ابو المظفر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی

دنیا مین اکبر جیسے بشر کم پیدا ہوتے ہین کہ [illegible] اور اجداد سے حکومت و
تعظیم و تکریم ہوئی ہو جو اولیاء کرام [illegible] ملاطین عظام کی ہوتی ہے۔ قاعدہ ہے کہ جو دنیا مین دالا رتبہ بزرگ
گذرے ہین وہ پیدا ہونیسے پہلے انکی ولادت کی بشارات غیبی معرض تحریر مین آتی ہین گو یہ
پر سبھی نہین ہوتین مگر عقیدت انکو منواتی ہے۔ چنانچہ اکبر کے لئے بھی ایسی بشارات غیبی۔ بیان کی جاتی
کہ وہ نور جو بے وسیلہ بشری و رابطہ صلبی حضرت النقوا کے بطن مین ظاہر ہوا تھا وہ باعث چند قرنون کی
کے بعد اس اکبر کے عنصر پاک مین نمودار ہوا۔ قاچولی بہادر کے روبایہ جو ہم نے پہلے بیان کئے ہین کہ
سات ستارے دیکھے تھے اسکی تعبیر بھی مولود والا صفات کی ذات سمجھی جاتی ہے بہت سی خواتین
جوان اور آتا نے دیکھے کہ بغل مین ہماری ماہ آیا۔ کہیں [illegible] پیشانی مین نور چمکا غرض
ایسے نورانی کرشمون سے اسی شہزادے سے [illegible] دلی جاتی ہے جیسی بشارت کہ کسی قدسی صفات کے

ولادت سے پہلے بیان ہوئی ہین وہ اس حمیدہ اوصاف کی نسبت بھی ذکر کی جاتی ہین۔ یہ حال تو
قبل از ولادت تھا۔ اور بعد رحلت ہندؤن نے اس قدرت الٰہی کو اپنے معبودون کی طرح پوجا
اور مسلمانون نے بھی اس کو ولی جانا۔ اب تک اسکی قبر مین یہ تصرف موجود ہی کہ قیصر ہند کا تاج سلطنت
اور دودمان فیاض نشان لارڈ نورتھ بروک جب اسکی قبر کی زیارت کو آیا تو اسنے اپنی جیب خاص سے
اس قبر پر دس ہزار روپیہ کا غلاف چڑھایا۔ بس اس سے زیادہ کوئی معیار انسان کی عزت کا نہین ہے
حیات اور وفات کے بعد خلائق کے عوام و خواص کا اور مخالف موافق کا مقبول ہو۔ مہذب قومین
اس تعظیم و تکریم سے اس شہنشاہ اکبر کا نام لیتی ہین ایسی کسی اور ایشیائی بادشاہ کا نہین بیشتیر بالاتفاق
یورپین نگستانی مورخ یہ کہتے ہین کہ اکبر ہی نے ہندوستان مین مسلمانون کی سلطنت کی جڑ جمائی۔ پہلے
بابر کے انتظام کا حال اکاش بیل کا سا تھا کہ آندھی کے جھکوکون مین ادھر سے اُدھر اُڑی پھرتی
ہون۔ سلطنت کی جڑ پکڑنے کے معنے یہ ہین کہ بادشاہ کی رعیت کے دل مین محبت ہو۔ اور زبان پر اُسکے لئے ہر وقت
ہو۔ بعض انگریز مورخون نے لکھا ہے کہ اکبر سلطنت ہند کا ہی نہین بلکہ ساری دنیا کا محسن تھا۔
ہمایون شہنشاہ کی سلطنت کے [illegible] ہم نے بیان کیا کہ کس طرح مریم مکانی حمیدہ بانو بیگم
[illegible] عشق مین ہمایون [illegible] کے کچھ اور نہ ہو سکا۔ اس ہمایون مبارک کا
[illegible] یہ ہوا کہ اول شب روز یکشنبہ ۱۹ ماہ رجب ۹۴۷ھ مین ۸ بجے ۲ منٹ پر شہزادہ والا گوہر
کوٹ مین پیدا ہوا۔ اس شہر کا عرض خط استوا۔
باپ اس وقت امرکوٹ سے چار فرسخ پر دلکشا
بہت جلد جاکر باپ کو یہ مژدہ سنا
نیاز کو خاکساری کے ساتھ ادا
یون مرتب ہوا سطر لون

تفاخر و معارج خلافت پر ارتفاع بتلایا۔ مولانا چاند پنڈت جوت گرامی۔ امیر فتح اللہ شیرازی نے آٹھ زائچے بنائے۔ گو اس سبب سے کہ فلک الافلاک کی حرکت و سکون مین نجمون کا اختلاف ہے اس لیے ان زائچون کے خانون مین اختلاف تھا مگر طالع کے سعید ہونے مین سبکا اتفاق تھا۔ یہ عجب اتفاق کی بات ہی کہ جناب مغفرۃ قصر ہند اور شہنشاہ اکبر کے زائچے ملتے جلتے ہین گو ایشیا مین اب تک ان جنم پتر ی کی قدر چلی جاتی ہے اور معلوم نہین کبتک چلی جائیگی۔ مگر فرنگستان مین تو وہ صرف ایک دل لگی رہ گئی ہے۔ ان جنم پتر ون کی تفصیل گو پڑھنے والون کو بڑی دلچسپ معلوم ہوگی مگر اسکا تار یکھنے کا مجھے سبھجا نا ہی۔ اسلیئے اسکو قلم انداز کرتا ہون۔ اکبر نامہ کی طرح چند صفحے سیاہ نہین کرتا۔ [illegible] اسکے بڑی لطیفہ سنجیان ہوئین ہین کہ ہمایون کو یہ نام خواب مین غیب سے بتلایا گیا تھا۔ اکبر کے حروف کے عدد بھی آفتاب کے عدد کی برابر دو سو تیئیس ۲۲۳ ہوتے ہین

اکبر جسے مہر سے نور عالم آرا پیدا ہوا۔ الہی ہی شہنشاہ والا کی

ہین ایک اور لطیفہ نکالا ہے کہ ابجد کے اٹھائیس حروف مین سے

ایک عنصر سے منسوب کیا ہے۔ اکبر مین جو چار حروف ہین ا ب

و ر خا کی ہی جسمین یہ کنایہ ہی کہ اس نام مین عناصر کا کما

کہ ہمین پانی ہوا اور نہ کوئی عنصر مکرر ہے۔ بس اس کا اعتد

ہم نے پہلے لکھا ہے کہ جب ہمایون مجبور ہو کر سندھ سے بھاگا اور قندھار کا قصد کیا اور شال مین وہ پہنچا تو اوسنے سُنا کہ مرزا عسکری قندھار سے آتا ہے اسلیے یہان سے بھی جلدی فرار کرنا ضرور ہوا۔ میان بیوی تو چلنے کو تیار ہو گئے مگر مشکل بچے کی تھی۔ موسم نہایت سخت تھا۔ گھوڑی کی سواری تھی۔ جلدی کا سفر تھا۔ ایک برس کا بچہ کب ان مصائب کا متحمل ہو سکتا تھا یہ سمجھکر کہ چچا اس ننھے بھتیجے سے کیا لڑیگا اور بدسلوکی کریگا منع پرتل اور خرگاہ اور اسکے ملازمونکے یہین چھوڑ کر ہمایون روانہ ہوا۔ ایران کی سرحد پر وہ پہنچنے ہی کو تھا کہ مرزا عسکری ہمایون کے لشکر مین آیا۔ اسکو بھائی کے نکلجانے کا سخت افسوس ہوا۔ مگر وہ بھتیجے کو دیکھکر خوش ہوا اور بہت پیار کیا اور اپنے ساتھ ۱۸ رمضان ۹۵۰ھ کو قندھار لے گیا اور اپنی بیوی سلطان بیگم کو اسکی پرورش سپرد کی اور اپنے محل کے قریب اسکو ایک محل مین رکھا۔ ماہم آغا۔ جیجی انگہ دانگہ خان ہمیشہ اسکی خدمت مین رہتے تھے۔ اُس وقت اس بچے کی عمر ایک سال تین مہینے کی تھی +

ایک دن ماہم انگہ والدہ ادھم خان نے جو اکبر کی خدمت مین رہتی تھین مرزا عسکری سے عرض کیا کہ بزرگون کی رسم یہ ہے کہ فرزند پاؤن چلنا شروع کرتا ہے تو باپ یا دادا یا کوئی اور بزرگ جو اوسوقت اس بچے کے باپ ہو اپنے سر پر سے [illegible] انعام مین مارتا ہے تو وہ تو نہال زمین پر گر پڑتا ہے۔ اب اس شاہزادہ کا باپ یہان نہین ہے اب آپ باپ کی جگہ ہین اس شگون کو آپ بجالائین مرزا نے اوسی وقت اپنی دستار اُتار کر اکبر کے پانوٗ مین ڈالی کہ وہ گر پڑا۔ انہین دنون مین ترک و تہمن کے لیئے حسن ابدال مین اوس کا سر مونڈن ہوا۔

چچا کی قید مین یہ بھتیجا ایک سال تک تھا کہ اسکے باپ کے دن پھرے کہ وہ شاہ طہماسپ سے لشکر لیکر مغربی افغانستان مین داخل ہوا ـــــ جب مرزا کامران کو کابل مین اسکی خبر ہوئی تو اوسنے کابل سے اپنے معتمد بھیجکر اکبر کو قندھار سے کابل مین لے آئین۔ جب قندھار مین مرزا عسکری پاس یہ معتمد آئے تو مرزا کے صلاح کار جمع ہوئے اور آپسمین صلاح مشورہ ہوا کہ شہزادہ کو کابل بھیجنا چاہیے یا نہین بعض نے یہ صلاح دی کہ ہمایون کا اقبال پھر چمکا ہے اسکو

باپ پاس نہایت احترام اور اعزاز کے ساتھ بھیجنا چاہیئے اور اسکے ذریعہ سے استعفاء جرائم کرنا چاہیئے بعض نے کہا کہ مرزا کامران کی خاطر کو ہاتھ سے نہین دینا چاہیئے۔ مرزا عسکری نے ایسے جرم نہین کئے ہین کہ ہمایون کو اپنا منہ بھی دکھا سکے غرض یہ آخر بات سب کو پسند آئی۔ گوجاڑی کا موسم نہایت سخت تھا۔ اکبر کو اور اسکی بہن بخشی بانو بیگم کو مع انکے ملازمین کو کابل روانہ کیا۔ اس لحاظ سے کہ کوئی راہ مین اسکو نہ پہچانے۔ اکبر کو میرک اور اسکی بہن کو بیچہ کہتے تھے۔ غرض راہ مین وہ پہچانا گیا مگر بخیر و عافیت کابل مین مع اپنی ملازمین کے پہونچا مرزا کامران نے بھتیجے کو اپنی پھوپھی خانزادہ بیگم کے حوالہ کیا جس نے اوسکی پرورش درانہ کی یہ حال ہم نے شکرنامہ مین بھی لکھا ہے۔ مرزا کامران ایک دن جشن کر رہا تھا اور اوس نے شاہزادہ اکبر کو بھی بلایا تھا اتفاقاً مرزا کامران کے بیٹے مرزا ابراہیم کے لیئے ایک نقارہ منقش شب برات کی تقریب کے سب سے تیار ہوا تھا اسکے لینے کی طرف اکبر کو میلان ہوا مرزا کامران نے کہا کہ دونو شاہزادی کشتی لڑین جو پچھاڑ دی وہ نقارہ لے لے۔ ابراہیم عمر مین ایک برس اکبر سے بڑا تھا اور بظاہر قوی معلوم ہوتا تھا غرض دونو مین کشتی ہوئی۔ اکبر نے ابراہیم کو پچھاڑ دیا اور نقارہ لے لیا جس سے مرزا کامران رنجیدہ خاطر ہوا اور اوسکو اپنے لیئے بدشگونی سمجھا۔ کچھ دنون کے بعد ہمایون نے کابل کو تسخیر کر لیا۔ اور وہ اپنے نونہال کو دیکھ کر نہال نہال ہوا رسم و عادت کے موافق اسکے ختنہ کی مراسم ادا کرنے کا ارادہ کیا۔ اوائل بہار مین وہ ارتہ باغ مین کہ نہایت دلکش و دلکشا تھا آیا اور حکم دیا کہ بیگمات اپنے اپنے درجے کے موافق اس باغ کی آئین بندی کرین اور چار باغ کی آئین بندی امراء اور اعیان شہر کرین۔ غرض امراء نے بڑی دھوم دھام سے آئین بندی کی اور ارباب صنائع اور طوائف محترفہ نے آرایش دکان و گرمی بازار مین نہایت مبالغہ کیا۔ بادشاہ بہان روز دن کو جشن کرتا کہ اس عرصہ مین حضرت مریم مکانی بھی تشریف لائین۔ بیگمات کا جگھٹ لگا انمین اکبر نے اپنی ماں کو پہچان لیا اور اوسکے گلے چمٹ گیا۔ رسم ختنہ ادا ہوئی۔ بادشاہ رگیے وان مین گیا اور وہان خوشی مین آخر امام قلی قورچی سے خود کشتی لڑا اور مرزا ہندال اور یادگار ناصر مرزا کو

آپس مین کشتی لڑوائی اور امرا کی جورین بندھوائین۔

پھر ہمایون بدخشان کی تسخیر کو گیا کہ مرزا کامران نے کابل پر تسلط کرلیا اور شہزادہ اکبر بھی اسکی قید مین آیا۔ ہمایون نے بدخشان سے پھر آنکر کابل کا محاصرہ کیا اور مرزا کامران نے اکبر کو توپ کے برابر رکھا جسکا بیان مفصل ہم ہمایون کی سلطنت مین کرآئے ہین غرض کابل پھر فتح ہوا۔ اور ہمایون نے اپنے بیٹے کو صحیح سالم دیکھا۔ اب اس سال کی ساتوین شوال کو اکبر کی عمر چار سال چار مہینہ چار دن کی ہوئی تھی کہ رسم وعادت کے موافق بادشاہ نے اکبر کی مکتب نشینی کی رسم ادا کرنے کا ارادہ کیا۔ جب ساعت اس مکتب نشینی کی آئی تو اکبر کہین جاکر چھپ گیا ہر چند اسکی جستجو مین تگاپو کی مگر وہ ہاتھ نہ آیا ہر چند اسکی تعلیم مین کوشش کی گئی اور کئی معلم بدلے گئے مگر اس نے مکتب مین معلم سے کچھ علم نہ حاصل کیا امی ہی رہا۔ جو اوستاد سے نہین بلکہ اپنی ہی طبع خداداد سے استعداد حاصل کی کہ جسکو ارباب حکمت واصحاب ریاضت وصاحبان علوم ظاہری وواقفان صنائع کلی وجزوی دیکھکر دنگ ہوتے تھے۔

پھر ہمایون کابل سے بدخشان گیا اور وہان سے کابل مین آیا اور یہان سے بلخ فتح کرنے گیا کہ مرزا کامران نے پھر اس سے دغا کی۔ ہمایون نے کابل کی حکومت اکبر کے سپرد کی جسکی عمر اس وقت آٹھ سال کی تھی۔ اور محمد قاسم خان برلاس کو اسکا اتالیق مقرر کیا۔ مرزا کامران نے کابل پر قبضہ کرلیا اور اکبر پھر تیسری دفعہ چچا کے ہاتھ مین گرفتار ہوا۔ مگر ہمایون نے کابل کو فتح کرلیا۔ اور بیٹا بیٹے کو اس پاس گیا۔ اس فتح نمایان کے جلد ومین جو اوسنے انعام وجاگیرین تقسیم کین تو اوس نے اپنے بیٹے کو محروم نہین رکھا چرخ کے ضلع مین اوسکو جاگیر عطا کی اور حاجی محمد خان سیستانی کو اوسکا وزیر مقرر کیا۔ اب ہمایون کی مصیبت کا زمانہ ختم ہوچکا تھا۔ روز بروز بہتری ہوتی جاتی تھی۔ پھر ہمایون نے ولایت غزنین اکبر کو حوالہ کی اس وقت دس سال کی عمر تھی۔ ہمایون کو اکبر کی تربیت وتعلیم کا بڑا خیال تھا اسکو کھیل کود کا بڑا شوق تھا۔ ایک دفعہ ہمایون نے تنبیہ کے طور پر ایک منشور لکھا جسمین یہ حضرت نظامی کی بیت پیشانی پر لکھی ؎ غافل منشین بیچ وقت بازی است ✤ وقت ہنر است وکارسازی است ✤ اول ملازادہ عصام الدین سے درس لیا تھا۔ مگر خود صاحب بازی کے عشق مین گرفتار تھے۔ اس لیے وہ

معزول ہوئی۔ انکی جگہ مولانا بایزید مقرر ہوا۔ کئی ملاؤن کے نام کے قرعہ ڈالے گئے تو مولانا عبدالقادر کے نام قرعہ نکلا۔ وہ اوستاد مقرر ہوئی۔ رسوم و عادات کے موافق معلم مقرر ہوتے رہے۔ مگر شاہزادہ اپنے کھیلون مین مصروف رہا۔ اول سرزمین کابل مین سب جانورون مین بزرگ تر شتر کو دیکھا اسکے تماشون مین مصروف ہوا پھر اسپ تازی کا شوق ہوا۔ چوگان بازی مین کمال پیدا کیا پھر کبوتر بازی کی دھت ہوئی پھر سگ دوانی کی طرف میلان خاطر ہوا۔ ایک دن سفید سنگ مین کتون کے شکار مین کچھ آدمیون کو کوہ پر مقرر کیا کہ وہ ہرنون کو گھیر کر بیابان مین لائین اور کچھ آدمیون کو شکاری کتے حوالہ کئے۔ مگر یہ شاہزادہ کو لڑکا سمجھکر اپنی کھانے مین مشغول ہوئے۔ ہرن نکل گئے اور کتے نہ چھوڑی گئے تو وہ آدمیون پر خفا ہوا اور یہ حکم دیا کہ کتون کیطرح اُنکے گلے مین پٹا ڈال کر سارے لشکر مین پھرائین جب ہمایون نے یہ حال سنا تو وہ بہت خوش ہوا اور فرمایا کہ عنقریب سلطنت عظیم پر وہ کامیاب ہوگا۔ اسکی طبیعت مین سیاست شاہانہ اور ایجاد آئین کے اصول ہین۔ اکبر کی عمر بارہ سال آٹھ مہینے کی تھی کہ وہ ذی الحجہ ۹۶۱ھ مین باپ کے ساتھ ہندوستان کی یورش کے لیئے کابل سے روانہ ہوا۔ جب ہمایون پنجاب وغیرہ کو فتح کرکے سرہند مین پہونچا تو ایک لشکر کا حصہ اس شہزادہ کے نام پر مقرر ہوا۔ اس شہزادہ کو چیتے کے شکار کی لت یہین سے لگی۔ ولی بیگ پدر خان جہان کو ماچھیواڑہ کی جنگ مین افغانون کا ایک چیتہ ہاتھ لگ گیا تھا اس نے اُس چیتے کو بدیع وعجیب عیدگاہ اقبال کے شیر شکار کی پیشکش مین دیا یہ پہلی دفعہ تھی کہ اسنے چیتے کو دیکھا اس چیتے کا نگہبان دوندو تھا جسکو خطاب فتح خان کا ملا اور وہ قراولون مین نوکر تھا۔

ہم حضرت ہمایون کی تاریخ مین لکھ آئے ہین کہ جب سلطان سکندر شاہ سوشکست کھاکر کوہ سوالک کی طرف بھاگا تو پادشاہ نے ایک سپاہ اوسکے دفع کرنے کے لیے روانہ کی بیرام خان کو اس کا سپہ سالار بنایا اور اسکے ساتھ اکبر کو اسکا شاگرد بناکر دشمن شکاری کی مشق کے لیئے ساتھ کردیا۔ پنجاب کے دامن کوہ مین یکایک ہمایون کے مرنے کی خبر آئی اکبر کو باپ سے بہت محبت تھی وہ اس خبر کو سنکر بہت رویا۔ اور باپ کی روح کے ثواب کے لیئے بہت صدقات دیے۔ اس وقت اکبر کو لیکر بیرام خان کلانور مین آیا۔ جمعہ کے دن ۲ ربیع الثانی ۹۶۳ھ مطابق ۱۵۵۶ء کو بڑی دھوم دھام سے کلانور کے باغ مین تخت خلافت پر بیٹھا۔ یہ اسکی تخت نشینی کی تاریخین ہین ؎ جلوس خداوند عالم پناہ

اکبری تخت نشینی اور بیرام خان کی وزارت
سنہ ۹۶۳ھ

کام بخش ۔ اس وقت بادشاہ کی عمر تیرہ برس نو مہینے کی تھی اگرچہ اس عمر مین بھی عقل کی صفائی اور ذہن کی رسائی وہ رکھتا تھا کہ کب کسی کو اس سن مین نصیب ہوتی ہی۔ مگر پھر بھی اسکی نازک عقل مین سلطنت کے بار اوٹھانے کی تاب و توان نہ تھی۔ تمام مالی وملکی مہمات کا اختیار بیرام خان کے ہاتھ مین رہا اگر غور سے دیکھیں تو بیرام خان خانخانان جیسا اتالیق وسپہ سالار اور وزیر مشیر عقیدت شعار خیرخواہ بادشاہ کو نہ ملتا اور حل وعقد امور خلافت تمام لشکر کا انتظام اسکی رای وافی درایت اور کف کافی کفایت مین نہ دیا جاتا تو ہندوستان مین خاندان مغلیہ کا جمنا دشوار ہوتا کہ جو بے سبب سے اسکو خان بابا کہتا تھا

اس جلوس کے وقت ممالک محروسہ مین یہ عالم منتظم تھا۔ مرزا سلیمان بدخشان مین آرایش و آسایش کے ساتھ حکمران مقرر تھا۔ کابل غزنین اور انکی تمام حدود مین ہوشمند و کاردان منعم خان منتظم تھا اور محمد حکیم مرزا مع مستورات کے اسکے پاس آسودہ حالی سے رہتا تھا۔ قندھار مع توابع ولواحق کے کہ بیرام خان کی جاگیر مین تھا وہ شاہ محمد قلاتی کے سپرد تھا دارالملک دہلی کے دادوہون کا نام پہلے بیان کر چکے ہین دارالخلافہ اگرہ اور اسکے نواح اسکندر خان اوزبک کی حکومت سے رونق پاتے تھے سرکار سنبل کا انتظام علی قلی خان شیبانی کی تدبیر سے ہوتا تھا۔ سرکار کالپی مین عبداللہ خان اوزبک کی سرداری انتظام کرتی تھی۔ میوات مین تردی بیگ خان کے ملازم امن رکھتے تھے۔ بیانہ اور کول جلالی اور اوسکے حدود مین قیاخان لوازم خدمت بجالاتا تھا۔ بیانہ مین حیدر محمد خان بادشاہ کے احکام کو جاری کرتا تھا ان سب کے نام بادشاہ نے احکام بھیجے کہ وہ اپنی اپنی جاگیر مین برقرار رہین ۔

ہم نے پہلے بیان کیا ہی کہ شاہ ابوالمعالی حسین و تیز فہم و شجاع ہمایون کا بڑا لاڈلا تھا اور اسکو اپنی دانش کے بھروسہ پر بیرام خان کی ہمسری کا خیال پیدا ہوا۔ بادشاہ کو لڑکا سمجھا اگر شیطان شرارتین کرنے لگا۔ بادشاہ نے اپنے جلوس کے جشن مین اسکو بلایا تو وہ یہ چند عذر بدتر از گناہ اپنی نہ آنے کے درمیان لایا کہ ابھی مین ہمایون کی تعزیت سے فارغ نہین ہوا اگر آیا تو حضرت شہنشاہ کا سلوک میرے ساتھ کس طرح ہوگا۔ مجلس مین کہان بیٹھونگا۔ امرا مجھ سے کس طرح پیش آینگے۔ جیسے [illegible] مین مبالغہ کیا گیا تو وہ آیا۔ اور سو جمعیتین ساتھ لایا حضرت شہنشاہ کے داہنی طرف آنکر بیٹھا [illegible]

جلوس کے وقت ممالک محروسہ مین جو عالم منتظم تھا اسکا بیان

ابوالمعالی کا قید ہونا اور [illegible]

وقت آیا تو دسترخوان بچھا۔ وہ بھی کھانا کھانے کے لیے بلایا گیا۔ جب اوس نے ہاتھ دھونے کے لیے پھیلائے تو لک خان قوچین نے جو بڑا چابک دست قوی بازو تھا تیز دستی کرکے پیچھے سے انکر اس کے دونو ہاتھ پکڑکے دستگیر کرلیا اور اور لوگون نے بھی اس خدمت مین اسکی ہمدستی کی۔ ابوالمعالی فرط حیرت سے دست و پا ہوا۔ آدمی جو اوسکے ساتھ تھے وہ خاندان شاہی کے نمک پروردہ تھے ان سنے اوسے چھوڑ دیا اور بادشاہ کا دامن پکڑا آئین . . سلطنت و قانون سلطنت مین بند و زندان کو اس سبب سے مستحسن جانتے ہین کہ اسمین فتنہ انگیز امتحان کی کسوٹی پر کسے جاتے ہین اور بند سے پند پاتے ہین آدمی ایک طلسم بدیع نما اور معمای مشکل کشا ہے۔ ایک جرم کے ظہور سے اوسکو عدمخانہ مین نہین بھیجنا چاہیے اس لئے کہ اس عالی نہاد کی بنیاد کو سوای قدرت ایزدی کے کوئی تعمیر نہین کرسکتا اس لئے دانش پیشہ منظمون نے اس کاخ والا اساس کے ڈھانے کو مستحسن نہین جانا ع کہ نتوان سرکشتہ پیوند کرد ٭ مگر جس آدمی کی بدگوہری - بددرونی - شورانگیزی - فتنہ اندوزی بارہا تجربہ مین آگئی ہو اوسکو زندان مین بھیجنا کارآگاہون کا کام نہین ہے۔ اشرار کی نیستی مین کوشش کرنا جہلو نام کے ساتھ لطف کرنا ہے اسلیئے بیرام خان نے اس قیدی کا کام تمام کرنا چاہا تھا مگر اکبر نے رحم دلی کے سبب سے منع کیا اور کہا کہ یہ میری جلوس کا اوّل سال ہے اس کو سید کے خون سے آلودہ نہ کرو - اس فتنہ انگیز کے پاؤن مین بیڑیان ڈالکر لاہور بھیجدیا۔ اور یہان اسکو پہلوان کلکز عسس لاہور کے سپرد کیا اوسنے بے پروائی سے یا بداندیشی سے اسکی نگاہداشت مین احتیاط نہ کی۔ وہ بندی خانہ سے بھاگ گیا۔ لاہور مین مرزا شاہ اور ایک جماعت نے پہلوان کلکز کو مقید کیا۔ پہلوان نے بیعزتی کے خوف سے زہر کھاکر اپنے تئین زندان جسمانی سے خلاص کیا۔ منعم خان فرمانروای کابلستان نے خوش ہوکر ابوالمعالی کے بھائی میرہاشم کو بہ لطائف الحیل طلب کرکے مقید کیا۔ اسکی جاگیر مین بکھر و غیرہ و غور بند ضحاک وغیرہ تھے

بادشاہ کو سلطان سکندر شاہ سور کا استیصال منظور تھا لیکن اسکو بیگمات بہت یاد آتی تھین اور بہت سے جان سپار ملازم ہندوستان مین تازہ آئے تھے وہ بھی اپنے بال بچون کو یاد کرتے تھے اور کابل جانے کا قصد رکھتے تھے اس لئے بادشاہ نے اپنے معتمد اولیائی دولت کو کابل بھیجکر بیگمات اور تمام ملازمون کے اہل و عیال کو یہان لانے کے لیئے بھیجا کہ ملازم یہان

ثابت قدم ہو کر اپنی ولایت کے جانے کا قصد نہ کرین - خود جلوس کے پانچوین دن کوہستان سوالک جسکو ہما چل بھی کہتے ہین کوچ کیا -

پادشاہ قصبہ دھمری کے قریب آیا - پیر محمد خان آگے لشکر لیکر کوہستان سوالک کے حوالی مین غنیم پاس جا پہنچا - اور کچھ لڑکر سکندر شاہ کو شکست دی وہ جنگلون اور پہاڑون مین بھاگ گیا پادشاہی لشکر پادشاہ سے آن ملا - چونکہ برسات کا موسم آگیا تھا - پادشاہ قصبہ جالندھر مین آسایش خلایق کی خاطر سے آگیا اور یہان باغ مین مقیم رہا -

جب پادشاہ ہمایون کے مرنے کی خبر پھیلی تو حاجی خان نے جو شیر شاہ کے غلامون سے تھا اوسنے ایک جمعیت فراوان کو لیکر نارنول کا محاصرہ کیا - جہان کا مجنون خان قاقشال جاگیردار تھا وہ قلعہ مین متحصن ہوا - راجہ بہاری مل کچھواہہ حاجی خان کے ہمراہ تھا - جب اہل قلعہ کا خانہ تنگ ہوا تو راجہ مذکور نے درمیان مین پڑکر صلح سے قلعہ لے لیا مجنون خان کو پادشاہ پاس بھیجدیا - آیندہ بیان ہوگا کہ اس راجہ کو شہنشاہ اکبر نے اپنی عنایات سے مہاراجہ بنا دیا - اور اسکے سارے بیٹون اور پوتون اور نواسون کو مراتب و مناصب بلند مرحمت کیے - اس وقت تردی بیگ دہلی مین حاکم تھا وہ حاجی خان کے سر پر گیا - نارنول کو اسکے ہاتھ سے چھڑایا - اور سرکشون کو تادیب و تنبیہ کرکے دارالملک دہلی کو واپس چلا آیا -

پادشاہ جالندھر مین تھا کہ اُس پاس یہ خبر آئی کہ مرزا سلیمان حاکم بدخشان نے بغاوت اختیار کی - پادشاہ نے کمک کا اہتمام کیا - اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب حضرت ہمایون کی رحلت کی خبر کابل و بدخشان مین پھیلی تو مرزا سلیمان اور اس کے بیٹے ابراہیم نے کوہستان بدخشان سے لشکر جمع کرکے کابل پر دست اندازی شروع کی اسکے کئی سبب ہوسکتے ہین اوّل یہ کہ اہل بدخشان مین اخلاص کم نشان ہے - دوّم مرزاؤن نے اپنی معاملہ نافہمی اور نادانی سے سوداگر کو چھوڑکر اپنے نقصان کا معاملہ اختیار کیا - سوّم بدذاتی و بددولتی سے اپنا فائدہ اور دون کے نقصان مین دیکھا - چہارم تیرہ باطن کو تہ اندیشون کے اغوا انکی نظر کج کو سوای اپنے نفع و سود کے کسی اور طرف نہین دیکھنے دیا پنجم خرم بیگم نے مرزا

حاجی خان کا نارنول کا محاصرہ کرنا - مرزا سلیمان کا کابل کی طرف محاصرہ کرنا - ۹۷۳ھ

اگسا یا وہ مرزا کی کوچ (بیوہ منکوحہ) تھی اور مرزا نے اپنی کو چک دلی سے اپنے ملکی اور مالی مہمات کا مدار ٹھیرایا تھا۔ وہ مرزا ھندال کی تعزیت کے لیئے کابل مین آئی تھی۔ مگر حقیقت مین وہ مرزا سلیمان و مرزا ابراہیم سے رنجیدہ ہوکر اور حج کا بہانہ بناکر یہان آئی تھی اور رنجیدگی کا باعث یہ تھا کہ جب اس بیگم کو اپنی رائے و تدبیر کے سبب سے بدخشانی مالی و ملکی کا اختیار حاصل ہوا اور اوس نے کسی گروہ پر نوازش اور کسی گروہ سے کاوش شروع کی تو حسد پیشہ ان نے اپنی بددماغی سے ناشائستہ باتین اسکی نسبت کہنی شروع کین اور اسکے چھوٹے بھائی حیدر بیگ کے ساتھ متہم کیا تو فوراً ابراہیم نے آزردہ ہوکر حیدر بیگ کو مار ڈالا۔ بیگم رنجیدہ ہوکر کابل مین آئی بعد ازان زاؤ نکو نے اس کام سے پشیمانی ہوئی اور اپنے آدمیون کو بھیجکر اسکو بلا لیا اس بیگم نے کابل کا ظاہری حال دیکھکر مرزا سلیمان کو بھیجا کہ دارالملک کابل کا لے لینا نہایت آسان ہے۔ مگر ہمایون کے خوف سے مرزا جھجکا رہا اور جب یہ خبر اگر پیش آیا تو کابل پر چڑھائی کا ارادہ کیا۔ منعم خان کو جب حقیقت حال پر اطلاع ہوئی تو اس نے سب امین جنگ صاف کرنا مناسب جانا۔ اسباب قلعہ داری کا مہیا کرکے قلعہ نشینی اختیار کی۔ قلعہ کابل کی شکست ریخت و برج بارہ کی مرمت کرائی۔ پہلے اس سے کہ مرزا کابل مین آئے بادشاہ کو اس حال کی عرضداشت لکھی۔ مرزا کی نگاہ اپنی کثرت سپاہ اور بادشاہ کی قلت لشکر پر تھی اس لیئے وہ کوچ پر کوچ کرتا ہوا سال اول الٰہی مین کابل مین آیا اور قلعہ کا محاصرہ کیا۔ مرزا کے آدمی قلعہ کے باہر سے حملہ کرتے اور بادشاہ کی سپاہ قلعہ کے اندر سے توپ و تفنگ سے انکو پرے ہٹاتی۔

جب بادشاہ کے پاس منعم خان کی عرضداشت پہونچی تو اوس نے لشکر بھیجنے کا ارادہ کیا۔ مگر ایک جماعت نے عرض کیا کہ آدمی جو بیگمات کو لینے گئے ہین کمک کے لیئے کافی ہونگے۔ یہ گروہ اگرچہ لڑائی مین شریک نہین ہوا۔ مگر ہندوستان سے بادشاہ کے لشکر آنے کی خبر نے متحصنون کی دلنوازی اور مخالفون کی خاطر شکنی کی۔ مرزا نے یہ تدبیر کی کہ قاضی خان بدخشی کو کہ اسکے مخصوصون مین سے تھا اور علم و عقل مین ممتاز تھا۔ بسمت رسالت منعم خان کے پاس بھیجا۔ منعم خان نے اسکے ساتھ ایسا سلوک کیا کہ اسکو یقین ہوگیا کہ اہل حصار ہاتھ آئے دولت ہے اور اسکی [illegible]

منعم خان کی تدبیر العبۃ قابل ستایش ہی کہ باوجود کمال تنگی و بے سامانی کے ایسے دور بین ایلچی کو خلاف واقع کمال استعداد اور فراغی احوال کا یقین دلایا۔ بعد اسکے منعم خان نے فرستادہ کو واپس کیا اور یہ پیغام کہلا بھیجا کہ حصار کے اندر اس قدر آدمی ہین کہ مین باہر آن کر لڑ سکتا ہون مگر احتیاط نہین لڑتا۔ برسون کا سامان قلعہ داری اور آذوقہ موجود ہے۔ سوا اسکے ہندوستان کا لشکر مورو ملخ سے زیادہ چلا آتا ہی تو اپنے اندیشۂ ناصواب سے درگذر اور کافر نعمتی مین اپنے تئین خاص و عام مین انگشت نما نہ کر۔ مرزا کو یہ خیال تھا کہ قلعہ مین آذوقہ کم ہی اور یہان کے آدمی بادشاہ سے کہ لڑکا ہی بیوفائی کرینگے مگر ایلچی کی زبانی یہ حال سنکر اسکو ناامیدی ہوئی۔ قاضی خان کو پھر قلعہ مین بھیجا اور ان شرائط پر صلح کی۔ اوّل اسکے نام کا خطبہ پڑھا جاے دوم یہ کہ آب باران سے بدخشان تک اسکے متعلق ہو۔ منعم خان نے شرائط کو قبول کر لیا۔ اسکا خطبہ پڑھا اور نون اپنا چھاپا اُس سے چھپایا۔ مرزا نے مقدم بیگ کو آب باران کا منتظم مقرر کیا۔ خود بدخشان چلا گیا۔

جب کابل کو مرزا سے نجات ہوئی تو بیگمات ہندوستان کو روانہ ہوئین اور بادشاہ کی خدمت مین آگئین۔ خرد سال بادشاہ کو تخت نشینی کی ابتدا مین چندر وزنک میدان جنگ مین صرف ایک ہی اپنا دشمن سکندر سور معلوم ہوتا تھا۔ جسکے برباد کرنے کے لیے بادشاہ نے اسی بھیجا تھا۔ پھر اس نے خود اسکے استیصال کے واسطے اپنا لشکر بھیجا تھا۔ پنجاب کا قبضہ مین رکھنا مقدم تھا پھر کابل مین ہنگامہ برپا ہونے کی خبر آئی۔ یہ شد و شد ابھی بادشاہ کی خاطر جیسی کہ چاہیے مہمات سکندر سے فارغ نہین ہوئی اور کابل کی طرف نگران تھی کہ مرزی الحجہ کو جالندھر مین اُس پاس خبر آئی کہ دارالملک دہلی کو ہیمو نے لیا۔ اسکا مجمل بیان یہ ہے کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہین کہ ہیمو نے ابراہیم کو کہ مدعی سلطنت تھا لڑائیان لڑکر شکست دی اور سب جگہ غالب آیا۔ سلطان محمد کو جسنے اپنے تئین سردار بنایا تھا شکست دیکر ملک عدم کو روانہ کیا۔ تاج خان کرانی اور رکن خان لوحانی کو جنگون مین ہزیمت دی۔ غرض بائیس لڑائیون مین سلطان عدلی شاہ کے مخالفون پر یہ یکتا بنیا فیچا ب ہوا اور عنان اقبال ان کامیابیون سے اسکے دل مین سلطنت کی ہوس پیدا ہو گئی۔ جب ہمایون نے ہندوستان کو فتح کیا تو وہ اور مشاغل مین مشغول تھا مگر جب شہنشاہ اکبر تخت پر بیٹھا تو شاہ عدلی کو چنارگڈھ مین

چھوڑا اور خود آگرہ کو بے محاصرہ و جنگ کے لیتا ہوا دہلی کی طرف متوجہ ہوا۔ آگرہ مین سکندر خان حاکم تھا وہ بُدا ہو کر بیس آدمیون کے ساتھ دہلی مین آیا وہ ہیمو سے لڑ نہین سکتا تھا اس لیئے قلعہ سے بھاگا ہیمو کے فوج نے تعاقب کر کے اوسکی فوج کے دو تین ہزار آدمی زخمی و قتل کیئے کچھ بھاگے کچھ دریا مین ڈوبے۔ اور اُنا وہ سے میاں خان۔ کالپی سے عبداللہ خان اوزبک اور بیانہ سے حیدر محمد خان دہلی مین آگئے۔ مصلحت وقت دیکھ کر تمام سرکارون اور صوبون سے امرا دہلی مین مجتمع ہوئے۔ دہلی مین تردی بیگ ناظم تھا۔ اوس نے سامان پیکار تیار کیا۔ اور جانفشانون کو مملکت کی سب طرفون سے اکھٹا کیا۔ علی قلی شیبانی کے سوا سب ہی امرا اسمین شریک ہوئے۔ علی قلی کے شریک ہونے کا یہ سبب تھا کہ شادی خان نے جو شاہ عدلی کے امرا بزرگ مین سے تھا اور سرکار سنبل کے اکثر پرگنے اسکے تصرف مین تھے اسکے دفع کرنے کے لیے وہ متوجہ ہوا تھا اور اوس نے اپنے ملازمون محبت خان۔ لطیف خان۔ غیاث الدین کو اپنے سے پہلے بھیجا تھا کہ آپ جب سے گذر کر اسکے آنے کے منتظر رہین مگر یہ جماعت اپنی مردانگی کے نشہ مین ایسی مست تھی کہ تدبیر و احتیاط سے ہاتھ اوٹھایا۔ ناگہان شادی خان نے اُنپر حملہ کیا۔ ان معاملہ نا فہمون نے بے دھنگی جنگ کی اوشکست کھا کر بھاگے۔ لطیف خان مع ایک جماعت کے دریا مین ڈوبا۔ علی قلیخان نے اس سانحہ کی خبر سنکر بادشاہ کے امرا کے ساتھ جو اسکی کمکی کے تھے مشورہ کر کے شالستہ آئین کے ساتھ شادی خان سے لڑنے کو روانہ ہوا۔ صبح روز کی صبح کو لڑنے کا اُس نے ارادہ کیا تھا اوسکی شب کو تردی بیگ کا یہ نوشتہ آیا کہ ہیمو چلا آتا ہی اسکے ساتھ ساز و سامان جنگ بہت ہی۔ مناسب وقت یہی ہی کہ اول اسکے آشوب کو دور کرین۔ یہ امر سب مہمات مین اہم ہے فوراً یہان چلے آؤ۔ علی قلیخان نے اپنے کام کو چھوڑا اور دہلی کی طرف چلا۔ پہلے اس سے کہ وہ دہلی پہونچے۔ پیر محمد شروانی اندیشہائے تباہ ساتھ لے کر دہلی مین آیا۔ ہیمو کے پاس پچاس ہزار سوار۔ ہزار فیل۔ اکاون کمان یا نسو توپین تھین۔ اسکو اپنی کامیابیون کے سبب سے اپنی بزرگی پر گھمنڈ تھا۔ بادشاہ کو لڑکا سمجھا تھا۔ سنہ نہ غرہ شہر ذی حجہ ۹۶۳ھ کو ہیمو دہلی کے نزدیک آیا۔ اور تغلق آباد کے حوالی مین اُترا۔ تردی بیگ نے بھی دہلی مین ثبات قدمی کی۔ سب طرح کی مستحکم تدبیرین کین اور امرا خوانین کو باہم جمع کر کے بزم مشورہ آراستہ کی۔ شیر مرد تو احتیاط کے سبب سے اور شترِ دل بیدلی کی

وجہ سے جنگ پر راضی نہ تھے وہ یہ کہتے تھے کہ ہمکو مناسب ہے کہ جب تک شاہنشاہ نہ آئے جسطرح سو ہو سکے قلعہ کو استحکام دین اور شبخون کے مارنے کی گھات مین بیٹھے رہین ایک گروہ یہ کہتا تھا کہ علی قلیخان اور اس حدود کے امرا کے آنے تک جنگ کو موقوف رکھنا چاہیئے۔ ایک گروہ بہادرون کا جنکو معرکۂ رزم عشرت گاہ بزم سو زیادہ تر خوش معلوم ہوتی ہے کہتا تھا کہ کارزار کرنے مین زیادہ توقف کرنا نہین چاہیئے ؎ زمانہ ازان کس نیسندا کند + کہ او کار امروز فردا کند + آخر یہی قرار پائی اور سب جنگ پر دل نہاد ہوے۔ چہارشنبہ دوم ذی حجہ دونوطرف کی فوجین آراستہ ہوئین قول نے تردی بیگ کی شہامت سے انتظام پایا اور اسی قول مین یہ امرا بھی شریک ہوئے افضل خان و اشرف خان و مولانا پیر محمد شروانی کہ برسم وکالت یرام خان کی جانب سے انتظام مہام کے لیئے آیا تھا۔ یا اس شرارت کے ارادہ سے کہ تردی بیگ کے ہنگامۂ آراستہ کو برہم زدہ کرے اور بنے بنائے کام کو بگاڑے۔ حیدر محمد خان و قاسم مخلص حیدر بخشی و علی دوست خان بارنیگی اور ایک ورجماعت نے ہراانغار کو استحکام دیا تھا اور اسکندر خان اور ایک اور جماعت نے جرانغار کو زینت دی تھی۔ عبداللہ اوزبک، و قیا خان لعل خان اور ایک ورجماعت ہراول مین معرکہ آرائی کرتی تھی۔ ہیمو کی جانب بھی سپاہ جیسی کہ نبرد کے لیئے آراستہ ہونی چاہیئے آراستہ تھی — طرفین کے بہادر کارزار مین جان لڑاتے تھے۔ تردی بیگ کے لشکر ہراول اور جرانغار نے اپنی مردانگی سے غنیم کے ہراول اور براانغار کو اپنے آگے سے ہٹا دیا۔ اور بہت کچھ غنائم کو حاصل کیا۔ چار سو ہاتھی چھین لیئے۔ حسین خان جلو ائی کو کہ مخالف کے امراء عظام مین سے تھا قتل کیا۔ . . . . . .

تین ہزار سو زیادہ مخالفون کے آدمی مارے۔ ہیمو نے سو ہاتھی منتخب کرکے ایک بہادر لشکر لیا اور حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ پادشاہی لشکر کا ایک گروہ بیگوڑون کے پیچھے گیا اور ایک گروہ لوٹ پر جھک پڑا تردی بیگ خان پاس تھوڑے آدمی تھے۔ وہ یہ تماشا دیکھ رہا تھا۔ کہ ہیمو نے اُس پر بہادرانہ حملہ کیا اُسکے ساتھیون نے یاوری نہین کی مولانا پیر محمد خان شروانی نے بھی اس لیئے کہ سپہ سالار تردی بیگ کو شکست ہو فرار اختیار کیا۔ تردی بیگ نے بھی جان کو عزیز رکھکر بھاگنے سے عار نہ کیا۔ فتح کی صورت بگڑ گئی شکست ہوئی۔ دانشورون کے اس تجربہ پر کسی نے نظر نہ کی کہ ان شیر دلون کی نسبت جو پیکار کی تلاش مین ہتھیار

گریز نہ زیادہ زخمی ہوتے ہین - بہ نسبت ان جوانمردون کی جو حریص مرگ ہوتے ہین بیباک جنگ کرتے ہین وہ لوگ جلد ہلاک ہوتے ہین کہ جان کو عزیز سمجھتے ہین اور موت سے بھاگتے ہین - ہیمو نے تردی بیگ کا تعاقب نہین کیا کہ وہ اسکے بھاگنے کو خداع عظیم جانتا تھا جو یہاور کہ ہیمو کے لشکر مفرور کے تعاقب مین گئی تھی وہ بھی تردی بیگ کی راہ پر دوڑے - ہیمو دارالملک دہلی مین داخل ہوا اور اپنا لشکر دہلی مین جمایا - اور جہ ابراجیت لقب رکھا - اور ہندوستان سے مغلون کے بالکل استیصال کرنے کا عزم جزم کیا - تردی بیگ اور امرا یہ کر سکتے تھے کہ علی قلیخان شیبانی اور امرا و سردارون کو متفق کر کے شکست کا تدارک کرتے یا حوالی دہلی مین رہ کر بادشاہ کی کمک کا انتظار کھینچتے مگر ان کامون مین سے کوئی کام نہ کیا - سیدھے سرہند کو بھاگے اور ملک کو دشمن کے لیئے خالی چھوڑ گئے جسکو اسنے بے تکلف لے لیا - میرٹھ مین علی قلی شیبانی کو یہ خبر ہوئی وہ تنہا ہیمو سے نہین لڑ سکتا تھا اس لیئے وہ بھی سرہند مین چلا آیا - جب جالندہر مین بادشاہ کے پاس اس حادثہ کی خبر پہنچی تو وہ سنکر گھبرایا اور کیون نہ گھبراتا آخر کم عمر تھا - تمام امیرون کی آنکھون کے سامنے ہمایون کا زمانہ آگیا - اور جب یہ اور سنا کہ ہیمو کے پاس لاکھ سپاہیون کی فوج اور ہزار ہاتھی ہین اور یہان ساری کرامات بیس ہزار سپاہ ہے تو اور بھی جان نکل گئی سب امرا کہنے لگے کہ ایسی حالت مین مقابلہ کرنا اپنی جان سے ہاتھ دھونے ہین - بہتر ہے کہ جنت مکانی کی طرح کابل کو ہم سب جائین اور وہان سے دوسرے سال سب ملکر درست کر کے آئین اور چھینا ہوا ملک لے لین - جب اکبر نے یہ حال دیکھا کہ سوائے پنجاب کے سارا ملک مغلون کے قبضہ مین چلا گیا ہے اور اب امیرون کے دل ہارنے سے پنجاب بھی ہاتھ سے چلا تو وہ بڑا دلگیر ہوا اور بیرام خان کو خان بابا کہہ کے کہنے لگا کہ مین نے اپنی تمام ملکی و مالی مہمات کا مدار آپ کی صلاح و مشورہ پر رکھا ہے جو کچھ صلاح دولت ہو وہ عمل مین لائین - اور میری حکم پر موقوف نہ رکھین خان بابا نے کہا کہ حضور کا سارا دربار میری دشمنون سے بھرا پڑا ہے بھلا میری کون سنے گا ورنہ اس معرکہ کا سنبھال لینا کون بڑی بات ہے - اسپر اکبر نے ہمایون کی روح کی اور اپنے سر کی قسم دی کہ آپ کسی دشمن سے نہ ڈرین اور یہ مصرعہ پڑھا ؎ دوست گر دوست بود ہر دو جہان دشمن باش - یہ سنکر بیرام خان نے انجمن آراء جمع کی - یہ مقولہ سچ ہے کہ ضرور نہین کہ مشورہ کارون کے مجمع مین ہمیشہ دانائی ہو - اکثرون نے بالاتفاق کہا کہ اس اجنبی ملک مین اپنے تئین ہاتھیون کے پانوں تلے

ہیمو نے بادشاہ کی فوج سے ۲۲ کوس

کھلوانا اور اپنا گوشت چیل کوون کو کھلانا کیا عقل کی بات ہی۔ بہتر ہے کہ کابل چلین سال آیندہ
مین آکر ہیمو سے لڑین بھڑین۔ اسپر بیرام خان نے کہا کہ جس ملک کو دو دفعہ لاکھون جانین
دیکر لیا ہو۔ اسکو نامردی سے چھوڑ کر چلے جانا ڈوب مرنے کی جگہ ہے۔ بادشاہ تو ہنوز بچہ ہے
اسپر کون الزام لگائیگا۔ مگر ہم سفید بالون پر روسیاہی کا وسمہ لگے گا۔ دہلی کو ہم نے دو دفعہ کھویا
اور لیا۔ خواہ کچھ ہی جان جوکھون کیون نہ ہو اسکو لینا ضرور ہے اصل دہلی ہے۔ کابل اسکے آگے بے مول ہے
دہلی اگر پاس ہو تو کابل کا لے لینا کیا بات ہے۔ خانخانان اکبر نے باوجود صغر سنی کے زبان سے فرمایا کہ
ہان ہان وہی کرنا چاہیئے کہ خان بابا کہتا ہے۔ اب ہم کہان جائینگے بغیر لڑے بھڑے مری ہاتھ سے
ہندوستان نہین چھوڑینگے۔ غرض اس نوعمر بادشاہ کی باتون نے کہنہ سال امیرون کے دلون پر ایسی تاثیر
کی کہ انکی رگون مین شجاعت و غیرت کا خون جوش مین آیا اور سب تلوارین ٹیک کر کھڑے ہو گئے —
بیرام خان اور اکبر نے اسوقت ہندوستان کی سلطنت کے آگے کابل کی ریاست کو ہیچ جانا۔ اوسکو
معلوم تھا کہ ہیمو دہلی مین سلطنت جمانے کے لیے ضرور ہے کہ پنجاب کو فتح کریگا۔ اسلیئے انہون نے دہلی کے
فتح کے لیئے پیش قدمی کی۔ سلطان سکندر کی طرف سے بادشاہ کی خاطر جمع نہ تھی اسلیئے خضر خواجہ خان
کو کہ سلاطین مغل کی نسل سے تھا اور بابر بادشاہ کی دختر گلبدن بیگم سے اوسکا نکاح ہوا تھا۔ پنجاب
کی پراگندگیون کے دور کرنے کے لیئے اور سکندر شاہ کے دفع کرنے کے واسطے متعین کیا۔ اور بادشاہ نے خود
ہیمو کے قلع قمع کا قصد کیا۔ اس لیئے تردی بیگ خان اور اور امراء کے نام فرمان جاری کیا کہ وہ قصبہ
مین پہنچ کر اونکی دلدہی بھی کی کہ ایسے واقعات کے پیش آنے سے بیدل نہین ہونا چاہیئے اور خود کوہ
دی حجہ یعنی عید قربان کے روز جالندھر سے چلا۔ ستلج سے عبور کر کے ۱۸ کو سہرند (سرہند) مین آیا۔ یہان
علی قلی شیبانی اور امراء شکست یافتہ فرمان بھیجنے سے سرہند مین آگئے۔ اس وقت یہ واقعہ پیش آیا کہ
تردی بیگ کو بیرام خان نے مار ڈالا۔ اسکا حال ہم پیچھے لکھینگے اس عرصہ مین ہیمو دہلی مین اپنی
کبر مآبی کرتا رہا۔ اور سپاہ کو جمع کرتا رہا۔ جب اسکو خبر پہونچی کہ اکبر سرہند مین آگیا ہے تو اوس نے اپنے
توپخانہ کو پانی پت سے بھیجا جو دہلی سے شمال مین تیس کوس کے (۵۳) میل فاصلہ پر ہے۔ اور خود مع
سوارون پیادون کے پیچھے جانے کا ارادہ کیا۔ مگر اکبر بھی پانی پت کی طرف سرہند سے چلا آتا تھا

احتیاطاً اس نے علی قلیخان شیبانی کو دس ہزار سواروں کے ساتھ پہلے روانہ کیا تھا۔ علی قلیخان پانی پت مین آیا اور جب اسکو خبر ہوئی کہ ہیمو کا توپخانہ وہان آگیا ہے اور سپاہ بھی اوسکے ساتھ نہین ہے تو وہ اوسپر چڑھ گیا اور توپ خانہ چھین لیا اسکے ساتھ جو آدمی تھے وہ بے جنگ بھاگ گئے۔ ہیمو کو اس واقعہ سے بڑا افسوس ہوا۔ یہ توپین اس پاس ترکی سے آئین تھین اور روئی کی گٹھلی کی نکاسے دیکھی جاتی تھین اکبر اور بیرام روز پنجشنبہ دوم محرم ۹۶۴ھ مطابق ۵ نومبر ۱۵۵۶ء کو پانی پت کے میدانون مین آئے تو اونہون نے دیکھا کہ ہیمو کی سپاہ انکی طرف حرکت کر رہی ہے۔

ہیمو نے اپنی سپاہ کو تین حصّون مین تقسیم کیا تھا۔ دست راست کی سپاہ شادی خان کاکر کو اور دست چپ کی اپنے بھائی رمن کو جو بڑا تیز چالاک بہادر تھا حوالہ کی اور تیسری حصّہ کا اہتمام خود لیا۔ ہاتھی سپاہ کے مقابلہ مین پانچسو ہاتھی آئین جنگ کے موافق کھڑے کیے۔ یہ وہ ہاتھی تھے کہ ہندوستان کے بادشاہون نے جمع کیے تھے۔ تیز پائی اور چربدستی انکی مشہور تھی۔ وہ عمارات عالی کو اپنی ایک جنبش مین ویران کرتے تھے۔ اپنی کھلاڑیون مین مضبوط درختون کو جڑ سے اکھیڑ کر پھینک دیتے تھے۔ میدان جنگ مین اونکو گھوڑون سمیت سونڈ مین اوٹھا لیتے تھے وہ ہتھیارون سے سجے ہوئے تھے اونکی سونڈون پر دشنے اور حربے لگے ہوئے تھے۔ اونکی پیٹھ پر رعد انداز اور تخش افگن بیٹھے ہوئے تھے۔ رجپوت و افغان تین ہزار سوار ہیمو کے ساتھ تھے۔ شیر شاہ و سلیم شاہ کے وقت کے بڑے بڑے بہادر اپنے نامور ہاتھیون پر سوار تھے اور ہیمو خود اپنے ایک بھاری ہاتھی پر جسکا ہوائی نام تھا سوار تھا اوسنے اوّل بادشاہ کے ہراول کے میسرہ پر حملہ کیا اور اسکو پراگندہ کر دیا۔ اسکے ہاتھیون سے بادشاہ کے میمنہ اور میسرہ کے قدم اوکھڑے اور بعض بڑے بڑے نامور بہادر قتل ہوئے۔ مثل محمد قاسم خان نیشاپوری حسین قلیخان و شاہ قلیخان محرم لعلخان بدخشی۔ بادشاہ کے لشکر نے جب دیکھا کہ انکے گھوڑے ہاتھیون کے سامنے نہین کھڑے رہتے تو وہ پیادہ پا ہوکر تلوارین ہاتھ مین لیکر دشمن پر پڑے ہیمو کے افسر انکو روک نہ سکے وہ خود قلب سپاہ پر جسمین بیرام خان افسر تھا جھکا۔ اس جوانمرد جنگ آزمودہ سپہ سالار کی سپاہ نے تیر اندازی کرکے سواروں کو گرایا۔ علی قلیخان شیبانی کا لشکر ایسی جگہ متعین تھا کہ وہان ہاتھیون کا گذر نہین ہوسکتا تھا اس نے پیچھے جاکر تیر اندازی اور تیغ زنی کی۔ ہیمو قوی حملے کرتا تھا

اور بادشاہ کے بڑے بڑے ... بھاگ درون کو پست پاکر تا تھا اسکی طرف سے بھی بھگوان داس جو بڑا تیز دست بہادر تھا اور شادی خان دونو ہلاک ہوئے۔ ناگاہ اس گیرودار میں ہیمو کے ایک تیر ایسا لگا کہ اسکی آنکھ کو پھوڑ کر سر سے پار نکل گیا۔ اسکی سپاہ جو تگ تاز کر رہی تھی جب اوس نے دیکھا کہ دشمن کا تیر نشانہ پر لگا تو اوسکی ہمت شکستہ ہوگئی وہ پراگندہ ہوئی۔ اسی ہنگامہ مین شاہ قلی خان محرم چند سپاہیون کے ساتھ اس ہاتھی کے پاس پہونچا کہ جس پر ہیمو سوار تھا مگر اسکو معلوم تھا کہ وہ اسپر سوار ہے۔ اسنے فیلبان کے مارنے کا قصد کیا کہ ہاتھی کو پکڑے۔ سو فیلبان بیچارہ اپنی جان کے خوف کے مارے پکارا کہ ہیمو اسی ہاتھی پر سوار ہے۔ شاہ قلیخان نے فیلبان کو امان دی اور انعام بادشاہی کا امیدوار کیا۔ اس ہاتھی کو اور چند ہاتھیون کے ساتھ لیکر میدان جنگ سے جدا ہوا۔ بعض لکھتے ہین کہ ہیمو۔ بیہوش تھا۔ ہاتھی کا فیلبان مارا گیا تھا بے سرا ہاتھی جنگل کو جاتا تھا کہ شاہ قلی نے پکڑ لیا۔ جب ہیمو کے لشکر کو شکست ہوئی تو فیلبانون کو تیرون سے بادشاہ کا لشکر مارتا تھا اور ہاتھی ہوا کی طرح بھاگتے تھے۔ اس لڑائی مین میدان جنگ مین پانچہزار آدمی ہیمو کے قتل ہوئے اور جو بھاگ کر مارے گیے اونکا شمار معلوم نہین۔ پندرہ سو ہاتھی بادشاہ کے ہاتھ لگے اس عرصہ مین شاہ قلیخان محرم ہیمو۔ کو باندھ کر بادشاہ کے روبرو لایا۔ ہرچند اُس سے باتین کین مگر اس نے کسی بات کا جواب نہ دیا۔ معلوم نہین کہ جانکر جواب نہین دیا یا اسمین جواب دینے کی توانائی نہین تھی یا شرم کے مارے بات کرنی پسند نہ کی۔ بیرام خان خانخانان نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اس کافر کو تلوار سے قتل کیجے تاکہ بہر کیف غزا مین اسم مبارک کے ساتھ غازی کا لفظ زیادہ کیا جائے اور ثواب اعظم حاصل ہو۔ مگر اس رحم دل کم عمر بادشاہ نے فرمایا کہ مین اس بندے ہوئے مردہ کافر کو مار کر غازی نہین بن سکتا۔ نہ اس ثواب موہومہ کی امید مین بیرام خان نے ہیمو کا سر تلوار سے جدا کیا۔ بادشاہ نے اُسکا سر کابل کے دربر اور دھڑ دہلی کے دروازہ پر لٹکانے کے لیے بھیجدیا۔

جہانگیر نے توزک جہانگیری مین اور ابوالفضل نے اکبر نامہ مین یہ ایک لطیفہ لکھا ہے کہ جب ہمایون دارالسلطنت دہلی مین اسکندر کی فتح کے بعد آیا ہے تو بابر کے اشارہ سے اکبر تصویر خانہ مین تصویر کی مشق کرتا تھا۔ سید علی مصور اسکو اس بدیع صنعت کی کوشش بتلاتا تھا۔ ایک دن اوس نے آدمی کی تصویر بنائی جسمین اسکے سب عضو

بند بند جدا جدا بنای - ایک شخص نے اکبر سے پوچھا حضور نے یہ کسکی تصویر بنائی ہے اس نے جواب دیا کہ ہیمو کی حال آنکہ اس وقت ہیمو کا نام ونشان بھی وہ نہین جانتا تھا جبوقت بیرام خان نے اصرار کیا کہ بادشاہ ہیمو کو اپنے ہاتھ سے قتل کرے تو اُس وقت اوس نے اس تصویر کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ مین پہلے ہی ہیمو کے بند بند جدا کرچکا ہون —

ابوالفضل نے ایک اور لطیفہ لکھا ہے کہ جب بادشاہ جالندھر سے ہیمو کے استیصال کے لیئے چلا تو ایک دن میر آتش کو حکم دیا کہ مسرت خاطر اور آدمیون کے تماشے کے لیئے اقسام آتشبازی کو سرانجام دے اور ہیمو کی صورت کی آتشبازی بناکے آگ لگائی تھوڑی دیر مین یہ گلزار آتش تیار ہوا — ہیمو کی صورت بھی آئی جسمین آگ لگائی گئی اس بزم بازی مین اس نے پہلے ہی اپنے کو تمنی بدخواہ کو سوختنی بنایا —

پانی پت کی لڑائی کا مختصر حال

پانی پت مین تیس برس پہلے اکبر کے دادا بابر کو یہان فتح حاصل ہوئی تھی اور اس سے پہلے اس کے جدامجد امیر تیمور صاحبقران کو اسی میدان مین ظفر نمایان حاصل ہوئی تھی مگر نتیجہ ان دونو لڑائیون کا سوای اسکے نہ تھا کہ ایک فتح حاصل ہوئی — مگر اکبر کو جو یہ فتح حاصل ہوئی تو اسکا نتیجہ اعظم یہ پیدا ہوا کہ اسکے خاندان نے ساری ہندوستان مین دوسو برس تک بڑی شان وشوکت کے ساتھ سلطنت کی — جب اسکا تنزل شروع ہوا کہ اسی پانی پت کے میدان مین شمال سے ایک حملہ آور نے آکر اسی خاندان کے بادشاہ کو شکست دی اور بعد اسکے ایک بیگانہ قوم نے بحر اطلانٹک کے جزیرہ سے نکل کر اسکا کام تمام کیا قطع نظر اسکے اکبر کی اس فتح کو اس کے باپ دادا کی فتوحات پانی پت پر اور طرح سے بھی فضیلت ہے — اس وقت ہیمو پاس وہ اسباب جمع تھا کہ ہندوستان کے فرمان فرمایون کو میسر نہ تھا — سپاہیان کارطلب کا ہجوم — مبارزان کارزار کی فراوانی — اسباب توپخانہ کی افزونی — فیلان زبردست کی کثرت — امرا افغان کو جسمین سقدم شاہ دی خان میواتی تھا — ہیمو نے مناصب اضافہ کا امیدوار کیا تھا اور خزانہ کا منہ کھول دیا تھا — بہت انعام دیئے اور سپاہ کی تسلی کی — اسکی سپاہ مین تیس ہزار افغان اور راجپوت تھے — شیر شاہ اور سلیم شاہ کے وقت کے بڑے بڑے بہادر اپنے ہاتھیون پر بیٹھے ہوئے تھے بادشاہ کی سپاہ مین

کل دس ہزار آدمی تھے جنمین پانچ ہزار قابل نبرد تھے اس قلیل سپاہ سے بادشاہ نے ہمیو ۔ کی کثیر سپاہ پر فتح پائی ۔ امیر تیمور کو تو سلطان ابراہیم سے پانی پت کی لڑائی مین ۱۲۰ ہاتھی ہاتھ آئے شہنشاہ اکبر کو پندرہ سو ۔ اور اسی پر اور غنائم کا قیاس کرنا چاہیئے ۔ بڑا خزانہ اور جواہر خانہ ہاتھ لگا جو سپاہ کو تقسیم کیا ۔ احمد ہاتھی اور توپخانہ سرکار شاہی مین داخل ہوا ۔ یہ لڑائی جمعہ کے دن صبح کو ۱۰ ماہ محرم ۹۶۳ھ کو موضع کھروندہ مین واقع ہوئی جو پانی پت کے پاس ہے اور پھر وہان ایک مشہور سرای بنائی گئی ۔ بگجرات ہیمو را ۔ اس فتح کی تاریخ ہوئی ۔

اسی فتح کے روز سکندر خان اوزبک ہزیمت یافتون کے تعاقب کے لیئے اور دارالملک دہلی کی حراست کیواسطے روانہ کیا اس نے کچھ شریر اور معطل آدمیون کو زندان زندگانی سے خلاصی دی اور ملک کی پراگندگی کا منتظم ہوا ۔ دوسرے روز بادشاہ ایک دن مین بغیر کسی مقام کے پانی پت سے دہلی مین آیا جہان اسکا دادا تیس برس پہلے آیا تھا اور باپ اس کو چھوڑکر بھاگا تھا ۔ مگر اس طفل چہاردہ سالہ نے وہ اپنا کرشمہ دکھایا کہ اپنے باپ دادا پر سبقت لیگیا ۔ دہلی مین ہر صنف و ہر طبقہ کو آدمیون نے نکر شکریہ ادا کیا ۔ مجنون خان قاقشال اسکے راجہ بہاری مل کا اخلاص جو اُس نے نارنول کے محاصرہ مین مشاہدہ کیا تھا بادشاہ سے عرض کیا ۔ بادشاہ نے اسکو طلب کیا ۔ جس وقت کہ راجہ اور اُس کے فقرا بادشاہ سے خلعت رخصت لینے بارگاہ بادشاہی مین آئے تھے ۔ بادشاہ مست ہاتھی پر سوار تھا بشورش مستی مین ہاتھی جسطرف دوڑ جاتا تھا ۔ آدمی ہٹ جاتے تھے کوچہ [illegible] طرف گیا تو وہ اپنی جگہ سے نہ ہلے جیسے کھڑے تھے ویسے ہی کھڑے رہے ۔ انکا اس طرح کھڑا رہنا اسکو بہت بھایا ۔ راجہ سے اس نے فرمایا کہ ہم تجھ کو نہال کرینگے چنانچہ ایسا ہی اسنے کیا جسکا ذکر آگے آئیگا ۔ فتح کی خوشی مین جشن ہونا شروع ہوا ۔ انعام و اعزاز دیئے گئے ۔ جس جس وقت نے کہ جہان سپاری مین ہمت دکھلائی تھی اُن پر طرح طرح کی نوازش کی گئی ۔ شریف و وضیع خرد و بزرگ کو عطایا و بخشین انمین سے خان زمان خان کے خطاب سے علی قلی خان ہمایونی سرفراز ہوا ۔ اور سرکار سنبھل مع سیالک کے کل پرگنات نے اس کو جاگیر مین دیئے گئے ان حدود کے انتظام کے واسطے اسکو رخصت کیا ۔ عبداللہ خان اوزبک کو شجاعت خان کا خطاب ملا ۔ سرکار کالپی اسکو مرحمت ہوئی ۔ اسکندر خان کو خان عالم کا خطاب ملا ۔ پیر محمد خان شروانی کو ناصر الملک کا خطاب عنایت ہوا ۔ اور اُسکو اپنی خدمت مین رکھا ۔ میان خان کو دارالخلافہ آگرہ کی حدود کا انتظام سپرد ہوا ۔ غرض ہر ناحیہ کا انتظام بادشاہ نے مقرر کیا ۔

اس اثنا مین خبر آئی کہ شیر شاہ کے غلام حاجی خان نے الور اور تمام میوات مین فساد مچا رکھا ہے بادشاہ نے مولانا پیر محمد ناصر الملک کو فوج دیکر اسکی تنبیہ کیواسطے روانہ کیا ہے ۔ حاجی فقط اس لشکر کی ہیبت سے بھاگ گیا

بادشاہ کا دہلی مین جانا اور امرا کو خطاب و سپاہ کو انعام دینا ۔ ۱۸۳ ۔ میوات پر قبضہ

ساری میوات پر بادشاہ کا قبضہ ہوگیا۔ یہان کی حدود مین ایک قصبہ نیونی ماچاری (ماجاری) نہایت مستحکم تھا۔ اس قصبہ مین ہیمو کا مال و اسباب اندوختہ کیا ہوا موجود تھا ۔ وہین اس کے اہل و عیال تھے۔ اس کا باپ اسی برس کا بوڑھا زندہ تھا۔ اس بڈھے نے بھی بادشاہ کے لشکر سے ایک کارزار کی جس مین وہ گرفتار ہوا۔ عصر الملک اس سے کہا کہ بڑی میان اب مسلمان ہوجاؤ۔ اس نے کہا کہ جس مذہب کی اطاعت مین میری اسی برس گذری ہون اس آخر وقت مین اس کو خلاف اور نئی دین کی موافقت نہین کرسکتا اور فقط جان کے خوف سے بیجھے تمہارے طریقہ کو نہین اختیار کرسکتا۔ اس جواب کا جو اس لانا پیر محمد نے زبان تیغ سے دیا۔ اور اوسکا سارا مال و اسباب و اہل و عیال و بچا سب ساتھ لیکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ حاجی خان جسکو اپنا امن سمجھا اور وہان چلا گیا نہایت رانا کو جو اس رانا کا بیٹا تھا کہ بابر سے لڑا تھا طرح طرح سے تنگ کیا۔ آخر کو ان دونون جمیر کے نواح مین بھگا کارزار گرم ہوا جسمین حاجی خان اور اوسکے وکیل مظفر خان نے کارہای نمایان دکھائے۔ رانا کی شکست پا جمیر اس کو بڑا گھمنڈ تھا کچھ کام نہ آئی اس شکست پائی اجمیر اور نا گور اور اسکی مضافات پر حاجی خان کا قبضہ ہوگیا وہ بڑا صاحب اقتدار ہوگیا۔ اسکے سپہسالار کی خبر سنکر محمد قاسم خان نیشاپوری و سید محمود بارھہ۔ شاہ قلیخان محرم اور ایک جماعت کو دفع کرنیکے لیے بادشاہ نے تعین کیا۔ اب ادہر تو دشمنون سے خالی ہوا میوات مطیع ہوا۔ زمینداروں کی تسلی و تشفی کے واسطے بادشاہ نے میواتیون سے ناتہ رشتہ کرنا شروع کیا۔ حسن خان میواتی کی چچازاد بہائی جمال خان کی دو لڑکیان تھین ایک کے ساتھ بادشاہ نے خود شادی کی اور دوسری کے ساتھ بیرم خان کی شادی کرائی۔ اس وقت یہ ناتہ رشتہ کرنا بھی انتظام ملکی کے حق مین اکسیر کا حکم رکھتا تھا۔ بادشاہ کا ارادہ تھا کہ ممالک شرقیہ ہندوستان کی طرف توجہ کرے کہ اس اثنا مین خبر آئی کہ نواحی لاہور مین نصیر خواجہ خان اور سکندر سور کے مابین لڑائی ہوئی اور خواجہ کو شکست ہوئی وہ لاہور مین آگیا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے۔ ہم نے پہلے لکھا ہے کہ پیر محمد خان سے سلطان سکندر شکست پاکر جنگلون اور پہاڑون مین چلا گیا تھا اور خضر خواجہ خان سکندر شاہ کی اطاعت کے لیے مقرر ہوا تھا وہ مع امرا نظام کے جاکر لاہور مین رہتا تھا۔ جب یہ خبر آئی کہ ہیمو نے دہلی فتح کرلی تو بادشاہ دہلی کی طرف متوجہ ہوا۔ ملا عبداللہ سلطان پوری نے سکندر شاہ کو یہ مقدمات لکھہ بھیجے کہ پہاڑون سے نکلو۔ پنجاب کو لے لو۔ یہ خوب موقع ہے۔ اس ملا کو افغانون نے تو شیخ الاسلام کا خطاب دیا تھا اور حضرت

ہیمو کے اہل و عیال کی گرفتاری ۹۶۳ھ

بادشاہ کا دہلی سے پنجاب جانا

ہمایون نے اُسکو مخدوم الملک بنایا تھا۔ وہ ظاہر مین بادشاہ کی محبت کا دم بھرتا تھا اور دل مین افغانون سے الفت رکھتا تھا۔ اُس کے کہنے سے سلطان سکندر نے پنجاب کے کوہستانی زمینداروں کو اپنے ساتھ لیا۔ پنجاب سے روپیہ خوب وصول کیا۔ خضر خواجہ خان لاہور کو حاجی محمد خان شیبانی کو سپرد کرکے خود سکندر سے لڑنے گیا۔ دو ہزار منتخب سپاہی ساتھ لیکر موضع جنداری مین کہ لاہور سے دس کوس پر ہے سکندر کے لشکر کثیر سے جا بھڑا۔ مگر میدان جنگ مین اس کے آگے نہ ٹھہر سکا شکست پاکر لٹا لاہور مین آیا اس اثنا مین ملا عبداللہ کی روبہ بازی کا حال حاجی محمد خان شیبانی کو معلوم ہوگیا تو اُسنے ملا کو شکنجہ مین دھرا اور زمین مین آدھا گاڑکر ساری عمر کا جمع کیا ہوا روپیہ اوس سے اوگلوایا۔ غرض بڑی تعذیب سے اسکی جان کو جسم سے نکالا۔ جب بادشاہ کو یہ خبر پہنچی تو اوس نے بہت جلد سیال کوٹ اور اُسکے حدود مین سکندر خان خان عالم کو خضر خواجہ کے اعتضاد کے لیے بھیجا۔ مگر پنجاب سے اُمرا جو یہان وارد صادر ہوئے اونکی زبانی متواتر بادشاہ نے سُنا کہ سکندر خان سور نے بڑا لشکر جمع کیا ہے اور مانکوٹ کو اپنا مامن بنایا ہے۔ جہان وہ میدان مین شکست پاکر محفوظ رہ سکتا ہے فتح مذکور پانے سے اس کے ہمراہیون کی عزت بڑھ گئی ہے جب تک بادشاہ وہان نہ جائیگا یہ مشکل کام آسان نہین ہوگا اس لیئے بادشاہ نے ممالک شرقیہ ہندوستان کی عزیمت سو قوف کی۔ یورش پنجاب کا ارادہ مصمم کیا۔ بادشاہ کے آدمیون نے دیوان لسان الغیب مین فال دیکھی یہ بیت نکلی ؎ سکندر را نمی بخشید آبے ۔۔ بزور و زر نمیگیرد این کار

اس سے بادشاہ کے مخلصون کو ایک اعتضاد ہوا۔ بالفرض فال کو کب معتبر جانتے ہین مگر ایسی اوقات مین کہ خاطر مضطرب ہوتی ہے ایسے تفاولات پریشان دلون کو اطمینان دیکر خوش کرتے ہین بادشاہ کا تو اس مقولہ پر جو اسکی سلطنت کی جان ہی عمل تھا کہ جو کام کیا جائے وہ پورا کامل طور پر کیا جائے۔ غرض چہارم شہر صفر ۹۶۳ھ کو مہدی قاسم کو دہلی سپرد کی اور خود پنجاب کی طرف روانہ ہوا۔ منزل بمنزل آہستہ شکار کھیلتا ہوا چلا۔ ترک تاجیک فوج فوج اسکی خدمت مین چلے آتے تھے۔ خصوصاً کابل و قندہار و بدخشان سے جدید و قدیم ہوا خواہون کی جمع کثیر اسکی درگاہ مین آئی۔ جب جالندھر کی حدود مین بادشاہ آیا تو سکندر نے اس نواح مین فتنہ فساد برپا کر رکھا تھا وہ کوہ سوالک مین چلا گیا۔ بادشاہ کو اسکے فتنہ کا شانا منظور تھا اُس نے راہ کی دشواری کی پروا نہ کی وہ سکندر کے پیچھے کوہ سوالک مین چلا گیا۔ یہان کا

یہان کا عالم ہی اور تھا وہ ہندوستان کے خودسروں اور گردن کشوں کی گریزگاہ تھا۔
قصبہ دیپے سوھدہ میں پہنچا اور پھر قصبہ دھمری میں آیا۔ یہان جشن نوروزی تھا جس سے سال دوم الٰہی شروع
ہوا (سال الٰہی ہر جشن نوروز سے شروع ہوتا ہے) یہاں بادشاہ پاس یہ خبر آئی کہ سلطان سکندر کوہ
سوالک میں آکر بھاگ آیا ہے کہ اسکا خیال یہ ہے کہ بادشاہی لشکر کوہ پہاڑوں کی تنگ راہوں کے چکروں میں لاکر
شکار کرے گا بادشاہ نے اس بات کی کچھ پروا نہ کی اور ناصر الملک کو بہادروں کی جماعت کثیر کے
ساتھ روانہ کیا کہ اس پہاڑ کے زمینداروں کو تاخت و تاراج کرے۔ اسنے تھوڑے عرصہ میں پہاڑ کے
بہت سے راجاؤں کی تنبیہ و تادیب کی اور سب کا مال و اسباب لیا۔ سکندر پاس جو کوہستانیوں کی
جمعیت تھی وہ پریشان اور بے جنگ تیار ہوگئی۔ بادشاہ ان گھگھڑوں کے پیچھے روانہ ہوا۔ قلعہ مانکوٹ
میں سکندر چلا گیا۔ مانکوٹ کا قلعہ جاڑا استوار قلعوں سے ہوتا ہے سلیمان نے اس وقت کہ گکھڑوں کا
استیصال اسکو منظور تھا مانکوٹ قریب قریب پہاڑوں کے بنایا ہے (غرض) بنایا ہے ایک پہاڑی کی چوٹی
پر ایک قلعہ سنگین سا روح سے بنایا ہے جسکے دیکھنے والے کو ایک ہی قلعہ معلوم دیتا ہے اصل وہ
کہ جہاں قلعہ بنائے ہیں ایسی محکم ہے کہ اوسکو قلعہ خدا داد کہنا چاہیے اور اوپر یہ مستحکم قلعہ بنائے
جسکے دشمن کو اپنی بری ہوں کی شکل دکھاتے ہیں اسپر لشکر کا بھیجنا مشکل اور اگر پہنچ بھی جائے تو وہاں
کے رہنے والوں کو زیر دست بنانا بہت دشوار۔ میٹھا پانی وہاں کثرت سے اور جسقدر چاہیے
اسکی ہمیشہ ان قلاع غظیمہ کے بنانے سے سلیم شاہ کا اصلی مطلب تھا کہ جب ہمایون ہندوستان کو
آئے تو وہ لشکر پنجاب کے لیئے اسے مقرر و امن بنائے اور لاہور آجاکر وہاں بسائے اور وہاں
بڑا لشکر رکھ کر پنجاب کی حدود پر فرمان روائی کرے۔ اور لاہور کے خراب ہونے کی وجہ یہ تھی کہ یہ
شہر اقسام تجار و اصناف مردم کا مسکن تھا تھوڑی توجہ سے وہاں لشکر عظیم اور اسکا سارا ساز
و سامان میسر ہوسکتا تھا اسکو خوف رہتا تھا کہ خاندان تیمور کا لشکر وہاں استعداد فراوان
بہم نہ پہنچائے جسکا علاج کچھ بہو سکے مگر یہ ارادہ اسکا موت نے پورا نہ ہونے دیا۔
جب شہنشاہ اکبر کو معلوم ہوا کہ اس قلعہ میں سکندر متحصن ہے تو اوس نے اس قلعہ کے محاصرہ کا
حکم دیا بادشاہ کی فوج نے قلعہ کو گھیر کر اپنے دائرہ کا مرکز بنالیا اور آداب قلعہ گیری کے

موافق اپنے مورچل بنائے - پہلے ہی دن قلعہ سی افغان باہر نکلے تھے کہ ادہم خان نے اُنپر حملہ کرکے شکست دی - غرض ہر روز جنگ و ست سردار اور کارطلب بر دست پادشاہ کے مورچون سی نکل کر پیشدستی مین دست بردی کرتے تھے اور اہل قلعہ توپ و تفنگ کی مار سی کسی شخص کو قلعہ کے گرد نہ پھرنے دیتے تھے - محاصرہ کے لوازم بوجہ احسن سرانجام پاتے تھے اور مورچل اور سرکوب بڑھتے جاتے تھے - ناصر الملک کا مورچہ سب سے آگے بڑھا ہوا تھا اسنے کارہائے نمایان کئے تھے - آٹھ مہینے تک لشکر شاہی اوسپر جھولا کیا اور کچھ نہ کرسکا - سکندر خان کو یہ امید تھی کہ سلطان عدلی ضرور مشرق سی سازوسامان مہیا کرکے دہلی اور آگرہ پر چھاپا ماریگا - پادشاہ کا لشکر اسطرف جائیگا یون قلعہ ان کوٹ بچ جائیگا - مگر جب اُسنے سنا کہ سلطان عدلی حاکم بنگالہ کے ساتھ لڑکر اُس جہان سی گذر گیا - اور ہیمو بقال کا حال بھی یہی ہوا تو اسکو ناامیدی پر ناامیدی ہوئی اور محصنان قلعہ پریشان خاطر و پراگندہ دل ہوئے - اسحالت یاس مین مجبور ہوکر نہایت عجز و انکسار کے ساتھ اپنے کاروان معتمد بھیجکر التماس کی کہ بادشاہ سلامت اپنے معتمدون مین سے کسی کو قلعہ کے اندر بھیجے کہ میری خاطر جمع کو تسلی پذیر کرے مجھے لشکر بادشاہی کا ضمیمہ بنائے - پادشاہ نے انگہ خان کو قلعہ کے اندر بھیجا اسکے سامنے سکندر نے نخوات سے یہ اظہار کیا کہ مین عقل عاقبت اندیش نہین رکھتا تھا - کوتاہ بینی کی - میرا منشا نہین ہے کہ بادشاہ کی ملازمت مین حاضر ہون مین اپنے بیٹے کو بندگی کے لئے بھیجتا ہون اور امیدوار ہون کہ کوئی جگہ میرے لئے نامزد ہوجاے - کہ مین وہان چند روز رہکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہون مین خدا کی قسم کھاتا ہون کہ تا زندہ ام بندہ ام اس فرستادہ کے ملائمت کے ساتھ خدمت کی اور ناصر الملک کے لئے جو خانخانان کی وکالت رکھتا تھا بلکہ کل سلطنت تھا نقد و جنس بھیجے اس لئے مشار الیہ نے سکندر کی دولت خواہی سی اسکی التماس کا خلاصہ بیرام خان سی عرض کیا - بیرام خان نے اسکو بادشاہ سی عرض کیا - پادشاہ نے اسکے لئے خریدا اور بہار جاگیر مین دئے اس نے اپنے بیٹے عبدالرحمن کو اُمرا معتمد مین سی غازی خان کی ہمراہ بھیجدیا - اور پیشکش اور چند ہاتھی برگزیدہ اس پاس بھیجے - ۲۷ رمضان سنہ کو قلعہ کی کنجیان اولیاء دولت کے سپرد ہوئین - وہ حصار کے زندان سی نکل کر خیمہ و بہار مین گیا - اور یہان سی ۱۰ شوال بعد جہان سی گیا - قلعہ ماکوٹ کی حراست ابوالقاسم برادر محمد قاسم موجی کو سپرد ہوئی - چھ مہینے کچھ دنون بعد کوہ سوالک سی ۲ شوال کو پادشاہ لاہور مین آیا - یہان کے ایام توقف مین یہ سانحہ پیش آیا کہ نتھ مل زمیندار قتل ہوا - یہ زمیندار اپنی کم بختی سے سکندر شاہ کی ہمراہ ہوا - زمینداروں کی اکثر یہ دستور و رسم ہے کہ وہ کسی کے ساتھ یکجہت نہین ہوتے سب طرف دیکھتے رہتے ہین جسجانب کو غالب و زور آور جانتے ہین

اوسکی ہمراہ ہوتے ہین جب جنت آشیانی کا انتقال ہوا سکندر شاہ سور نے ہنگامہ برپا کیا تو یہ اُسکے ساتھ ہوگیا اور اسکے ہنگامہ کو آرایش دی۔ جب پادشاہ کے لشکر کو دیکھا کہ وہ قلعہ مانکوٹ کا محاصرہ کررہا ہے اور اہل قلعہ پر بُری بنی ہوئی ہے تو زمیندارانہ حیلے بناکر لشکر شاہی سے آن ملا۔ بیرام خان کو جب اس کے فساد برپا کرنے کی حقیقت معلوم ہوئی تو اسکو مار ڈالا اور اسکی بجاے اسکے بھائی بختیل کو مقرر کیا۔

بہادر خان برادر زمان خان جسنے زمین داور مین فتنہ وفساد اوٹھایا تھا شرمندہ وشرمندہ زمین داور سے آنکر پادشاہ کا زمین بوس ہوا۔ بیرام خان کی سفارش سے پادشاہ نے اس کے اعمال ناشائستہ کی سزا نہ دی۔ مگر اس سفارش سے اسکی نخوت اور بدکاری اور بڑھ گئی۔ عطوفت اصلی یہ ہے کہ آدمی کو بدکاری کی سزا دیکر اس طرح پر نیست کرے کہ پھر بدی کے گرد نہ پھرے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب حضرت ہمایون نے ہندوستان کی طرف توجہ کی تو بیرام خان کی جاگیر مین قندھار مقرر تھا۔ وہ شاہ محمد علاقی کے اہتمام سے آراستہ تھا۔ زمین داور بہادر خان کی داوری کے لیئے تفویض ہوئی تھی جب ہندوستان میر ہمایون پادشاہ ہوگیا تو بہادر خان نے قندھار کے لینے کا ارادہ کیا۔ اول مکر وفریب سے چاہا کہ کاوفرستی کرکے قندھار کو اپنے تصرف مین کرلون مگر حرام نمکی سے کارکشائی نہوئی۔ اس سرگزشت کی شرح یہ ہے کہ بہادر خان نے اپنا رازبستہ فرخ حسین پسر خواجہ قاسم ہزارہ پر کھولا اور کئی مسلح آدمیون کو اس کے گھر مین جو شہر قندھار کے اندر تھا چھپایا اور ایک دن مقرر کیا کہ دروازہ کے نگہبانون کا کام تمام کرین۔ اور بہادر خان بھی دروازہ ماشورہ سے آئے اور باہم اتفاق کرکے شاہ محمد کو مار کر قندھار پر قبضہ کرلین مگر جس روز یہ کام ہونے کو تھا جاسوسون نے اسکی خبر حارسان قلعہ کو پہنچا دی اُس وقت ان آدمیون کی گرفتاری کے لیئے آدمی متعین ہوئی۔ سازش کرنیوالے سراسیمہ ہوکر دروازہ ماشورہ پر دوڑے۔ وہان دروازہ مقفل تھا قفل کو توڑ نہ سکے کچھ خندق مین گرے۔ کچھ دیوار سے اپنے پانو سر کے بل گرے کچھ بھاگ کر منافقون کے گھر مین چھپے جنکو تلاش کرکے شاہ محمد نے مار ڈالا۔ جب بہادر خان کا یہ داؤ نہ چلا تو وہ زمین داور مین آیا اور لشکر تیار کیا اور قندھار پر آکر لڑنا شروع کیا۔ شاہ محمد نے سوچا کہ ہندوستان کی کمک تو بہت دور ہے فرمان روای ایران سے ملتجی ہوا کہ حضرت ہمایون نے یہ قرار دیا تھا کہ فتح ہندوستان کے بعد قندھار شاہ ایران کے ملازمون کو حوالہ کیا جائیگا اگر آپ سکیجانین تو ایک جماعت کو بھیجدین کہ وہ بہادر خان کا بھی

فتنہ ہا رکے معاملات سنہ ۹۶۲ھ سنہ جلوس۔

ج کرے اور قندہار بھی آن کر لے لے۔ شاہ ایران نے سیستان و فرہ و گرم سیر سے تین ہزار
رکمان بسرداری علی یار بیگ افشار بھیجدیئے۔ بہادر خان کو اس لشکر کی خبر نہ تھی اس کے سر پر یہ
بلائی ناگہانی آئی تو وہ اس سے سخت لڑائی لڑا۔ دو دفعہ وہ گھوڑے سے گرا۔ آخر کو بھاگا زمین داور
اور اس حدود مین ٹھیہر نہین سکتا تھا۔ شرمندگی کا مارا پادشاہ کی خدمت مین مانکوٹ مین آیا اسکو پادشاہ نے
ملتان۔۔ جاگیر مین دیا اور محاصرہ مین ایک مورچل اسکے سپرد کیا اس نے کام خوب کیا۔ اسی طرح شاہ محمد
قلاتی نے شاہ ایران سے کمک لیکر اور عہد و پیمان کر کے بہادر خان کو ہزیمت دی مگر وہ اپنے عہد و
پیمان پر قائم نہ رہا۔ پہلے شاہ ایران نے اپنے بھائی سلطان حسین مرزا کو ایک لشکر کے ساتھ قندہار لینے کے
لیئے بھیجا۔ شاہ محمد نے لوازم قلعہ داری مین سعی کی اور قلعہ کے محاصرہ مین استداد ہوا۔ ایک دن بہادر خان نے
قلعہ سے نکل کے خلیفہ ساہو کے مورچہ پر حملہ کیا اسکو زخمی اور جمع کثیر کو قتل کیا۔ سلطان حسین مرزا سے کچھ کام
نہ بنا وہ قلعہ چھوڑ گیا۔ پادشاہ ایران نے اور لشکر بہت سا بھیجا کہ کسی نہ کسی طرح قلعہ فتح ہو۔ علی قلیخان نے
اسکا بیڑا اوٹھایا تھا اوس نے قلعہ کے لے لینے مین سخت کوشش کی مگر تیر و بندوق نے اوسکو ملک عدم مین
پہنچایا۔ ایران کے لشکر مین تفرقہ پڑا سلطان حسین مرزا جو سر آسیمہ قلعہ کے گرد بیٹھا تھا کہ اس اثنا مین شاہ محمد
قلاتی نے پادشاہ پاس اپنی عرضداشت بھیجی اور حقیقت حال پر آگاہ کیا۔ پادشاہ نے جواب مین یہ حکم بھیجا
کہ جب آشیانی نے فتح ہند و ستان کے بعد شاہ ایران ۔۔۔۔۔ کو قندہار حوالہ کرنے کا وعدہ
کیا تھا وہ پورا کیا جاوے اور تو نا حق ایران کی سپاہ سے لڑا انکی عذر خواہی کر کے ہماری پاس جلد آ۔ اسنے
ایسی کیا۔ سلطان حسین مرزا کو قلعہ حوالہ کیا۔

اسی محاصرہ کے اثناء مین یہ خوش خبری آئی کہ مریم مکانی مع اور بیگمات کے لاہور مین آگئین ہین اور بادشاہ
کے اشارہ کی منتظر ہین۔ ہمنے پہلے لکھا ہے کہ پادشاہ نے انکے لینے کے واسطے معتمد بھیجے تھے مگر اس آنے مین کچھ اس
سبب سے توقف ہوا کہ کابل مین مرزا سلیمان کی شورش شروع ہوئی اور کچھ اس وجہ سے کہ ہیمو کے ہنگامہ کی
کابل مین بری خبرین اوڑ رہی تھین۔ کابل کے دہلی دروازہ پر ہیمو کا سر لٹکنا تو سب طرح سے اطمینان
ہوا۔ یہ بیگمات کابل سے روانہ ہوئین منعم خان بھی انکے ساتھ ہوا اور محمد قلیخان برلاس کو کابل سپرد کیا
مگر جب وہ جلال آباد مین آیا تو اوسکو تردی بیگ کا حال معلوم ہوا کہ بیرم خان نے اوسے قتل کیا اس لیئے

کابل سے مریم مکانی اور بیگمات کا

وہ اُلٹا کابل گیا اور محمد قلیخان بیگ کو ہندوستان روانہ کیا۔ راہ مین بادشاہ کے دو اعیانی بہنون کا انتقال ہوا۔ بادشاہ ماہم انگہ کو جو اسکی آسایش گہوارہ سے آرایش تخت تک ہمیشہ ملازمت مین رہی تھی اور نیک خدمتین کرتی تھی۔ استقبال کے لیئے لاہور بھیجا۔ وہ لاہور جاکر ان بیگمات کو بادشاہ کے لشکر کی طرف لائی۔ بادشاہ بھی محاصرہ بیرام خان کو سپرد کرکے ایک منزل استقبال کو گیا۔ مریم مکانی نے اپنے نورِ بصر کو دیکھ کے آنکھون کو روشن کیا۔ بڑی خورمی و خوشوقتی ہوئی۔ پھر بادشاہ لشکر مین آیا جہان استقبال سے سپاہ دلتنگ ہو رہی تھی مگر بہت سی نئی سپاہ کے آنے سے اور اہل و عیال کے ہندوستان مین پہنچنے سے وہ تازہ دم ہو کے زیادہ قلعہ کشائی مین اہتمام کرنے لگے۔

خان زمان خان نے رکن خان لوہانی کو جو شاہ عدلی کے امراء بزرگ مین سے تھا شکست دی اور حدود سنبل مین گردن کشون کو لکھنؤ تک مطیع کیا۔ پھر حسن خان بچکوتی کو دفعہ کیا۔ اس سرگذشت کا مجمل بیان یہ ہے کہ ہندوستان کے مشہور زمینداروں مین سے حسن خان تھا اور وہ اپنی برادری اور خویشون اور بادشاہی نوکرون مین ممتاز تھا اور ہندوستان کے فرمانروایون کے عہد مین مستحکم مقامون مین رہ کر غارت و تباہ کرنے کے منصوبے باندھا کرتا تھا۔ جب بادشاہ قلعہ مانکوٹ کے محاصرہ مین مصروف ہوا تو وہ ایک لشکر گران جمع کرکے سنبل کو غارت و تباہ کرنے لگا اور جلال خان سور کو کہ افغانون کے بڑے سردارون مین تھا اپنا ساتھی بنا لیا۔ خان زمان کو جب اسکا حال معلوم ہوا تو یہان کے امراء بادشاہی کو ساتھ لے کر لکھنؤ سے باہر اس سے لڑا۔ حسن خان پاس بیس ہزار سوار جنگی تھے۔ اور خان زمان خان پاس چار ہزار۔ مگر بادشاہ کی سپاہ کو فتح ہوئی۔ بہت غنیمت ہاتھ لگی اس نے دو ہاتھی جو بڑے نامی تھے وہ بادشاہ کی نذر مین بھیجے۔

سنبل مین فتوحات

سنہ ۹۶۲ھ مین جب بادشاہ دارالخلافہ آگرہ مین تھا تو اوس نے سنا کہ افغانون کی ایک قوم ہے جسکو میانہ کہتے ہین اوس نے سرونج کی حدود مین فتنہ و فساد اوٹھا کے شورش و آشوب کا ارادہ رکھتی ہے بادشاہ نے کمال خان گکھر کو جو اس خدمت کی لیاقت رکھتا تھا بھیجا۔ اس نے جاکر ان افغانون کو ٹھیک بنایا اور فتح و ظفر کے ساتھ بادشاہ کی خدمت مین جلد آیا

سرونج کی فتح

سنہ ۹۶۲ھ مین عبداللہ مغل کی بیٹی سے کہ اصل نسل کی شریف تھی بادشاہ کا نکاح ہوا۔ بیرام خان کو

مرزا عبدالله مغل کی دختر سے بادشاہ کا نکاح ۹۶۲ھ

اس نکاح مین تامل اس سبب سے تھا کہ اسکی بہن مرزا کامران کی بیوی تھی اس لیئے وہ اسکو کامرانیہ سمجھا تھا۔ مگر ناصر الملک نے اسکو سمجھایا کہ ایسے کامون مین توقف نہایت ناخوش ہے۔ اس سمجھانے سے بیرام خان نے بادشاہ کے نکاح کا اہتمام خود کیا۔ اور جشن شاہانہ مرتب کیا ہم نے پہلے لکھا ہے کہ مانکوٹ فتح کرکے ۲ شوال کو لاہور مین بادشاہ آیا کہ پنجاب کا بندوبست نظم کرے وہ یہان چار مہینے چودہ روز رہا۔ ۱۵ صفر ۹۶۵ھ دار الملک دہلی کو روانہ ہوا۔ جب جالندہر مین آیا تو ہمایون کی بھانجی سلیمہ سلطان بیگم سے بیرام خان کا انعقاد کیا۔ ہمایون نے نسبت کھیرائی تھی اور فرمایا تھا کہ ہندوستان کی فتح کے بعد یہ عقد نکاح ہوگا۔ اب بیرام خان نے نکاح کی درخواست بادشاہ سے کی اسنے نکاح کردیا۔ ماہم انگہ نے اسکا سارا اہتمام کیا جمادی الاخری بادشاہ دہلی مین دوبارہ آیا۔ خانخانان کے مہمات و معاملات مالی و ملکی کا مالک تھا اور آیندہ اور دو سال تک رہا۔ اب ہم وہ تمام حالات لکھتے ہین جس سے بیرام خان کا زوال ہوا

بیرام خان کے ظلم و ستم۔ بادشاہ کیساتھ بے لطفی

معلوم نہین کہ بیرام خان جیسے عاقل و دانشمند و فرزانہ کے دماغ مین اختیارات شاہانہ نے کیون فتور ڈالا کہ وہ ایسا مغرور بن آگیا کہ اپنے سامنے کسی کو نہین دیکھ سکتا۔ جس کسی کو دیکھتا کہ وہ میری ہمسری کا دعوی رکھتا ہے اسکا سر تن پر نہ رکھتا۔ اب ہم اُن امیرون کا حال لکھتے ہین جنکو اس نے قید کیا یا کسی طرح ذلیل کیا یا مار ڈالا ابو المعالی کے قید ہونے ۹۶۳ھ مین پہلے ہم نے لکھا ہے۔ اب تردی بیگ کے قتل کا بیان لکھتے ہین جسکے لکھنے کا وعدہ کیا تھا وہ بھی اسی سنہ کا واقع ہے۔

مرزا تردی بیگ کا قتل ۹۶۳ھ

تردی بیگ خان کو بیرام خان اپنا ہمسر سمجھکر ہمیشہ اسکی طرف سے اندیشہ مین رہتا تھا۔ تردی بیگ بھی اپنے تئین لشکر شاہی کا سپہ آرا سمجھکر بیرام خان کے برباد کرنے کی تدابیر کے سوچ بچار مین وقت فرصت کے انتظار مین رہتا تھا۔ ہر ایک نے تعصب مذہب جو دین برانداز ہی تھم دین سمجھکر ایک دوسرے کو پامال کرنے کا ضمیمہ بنا رکھا تھا اور فرصت کی تلاش مین رہتا تھا۔ باوجود اس مخالفت کے جسکا منشاء نافہمیدگی و نادان بینی و حسد تھا ایک دوسری کو مکر و تزویر سے تو قان کہتا تھا

توخان کے معنے ترکی زبان مین ہمزاد پیر اور بزرگ کے ہین تردی بیگ دہلی مین شکست کھاکر بادشاہ سے سرہند مین ملا وہ اپنے نزدیک یہ سمجھا تھا کہ بھاگنے سے جان بچگئی۔ مگر یہ معلوم نہ تھا کہ خندق سے نکل کر کنوئین مین گرنا پڑیگا اور بیرام خان اسکی جان کے لیئے عزرائیل بنے گا۔ اس شکست سے مرزا کی وقعت مین فرق آ گیا تھا۔ رقیب کو یہ موقع خوب ہاتھ آیا۔ اس نے مرزا سے دوستی اور محبت کو اور بڑھایا اور مولانا پیر محمد خان شروانی کی سعی سے اپنے گھر مین بلایا اور طہارت کا بہانہ بناکے خود تو خرگاہ سے باہر گیا اور مرزا کو یہان چھوڑ گیا۔ فرمان بروں نے اُس کا کام تمام کیا اور مرزا کے رازداروں خواجہ سلطان علی میر منشی کو اور اسکے قریب کے قرابت دار خنجر بیگ کو پکڑکر قید کیا۔ بادشاہ اوس وقت شکار مین مصروف تھا جب بادشاہ کو صورت واقعہ پر اطلاع ہوئی تو وہ ظاہر مین تو چین بجبین ہوا لیکن دل مین اوس نے کہا کہ اسکا بدلہ خدا بیرام خان سے لیگا۔ جب بادشاہ شکار سے واپس آیا تو بیرام خان نے پیر محمد کی زبانی عرض کرایا کہ مینے جو یہ دلیری کی کہ بغیر حضور کے حکم کے تردی بیگ کو قتل کیا تو اس مین سوائے دولت خواہی درگاہ عالی کے کوئی امر دامنہ تھا۔ تردی بیگ نے دیدہ و دانستہ فریب و بدنیتی سے فرار کے عار کو اختیار کیا اسکی بے اخلاصی اور نفاق سب پر ظاہر ہے کہ اوّل سے آخر تک اس سے جیسے ناپسندیدہ حرکات صادر ہوئی ہین اگر ایسی تقصیرات کی سزا مین تغافل کیا جائے تو مہمات مین خلل پڑنا ہے اس گستاخی سے کہ مین نے حضور سے اجازت نہین لی شرمندہ ہون۔ اس جرأت کا سبب یہی ہے کہ مین جانتا تھا کہ حضور اپنے لطف و عطوفت کے سبب سے اس کے مارنے پر راضی نہین ہونگے اس صورت مین اس ضروری کام کی حضور منع فرماتے پھر اسکے خلاف کرنا گستاخی کو اندازہ سے بڑھا دیتا۔ اور استیصال امر موجب خلل ملک و فساد لشکر ہوتا۔ امید ہے کہ نظر عفو سے یہ میرا کام منظور ہو کہ اور بدرون حیرت پاکر تقصیر پر دلیر نہ ہون۔ بادشاہ نے بیرام خان کی معذرت کو قبول کرلیا اور اسکو بلا کر گلے لگایا اور کہا کہ بار بار مین نے یہ کہا ہے کہ اختیار اختیار تمھارا ہے مگر خان خانان کی یہ جرأت بادشاہی امرا اور مقربین کو خصوصاً باہم انکو نہایت ناگوار گذری اور وہ اس سے حسد کرنے لگے۔ فرشتہ نے لکھا کہ ثقات سے یہ بات سنی گئی کہ اگر تردی بیگ کو بیرام خان نہ مارتا تو لشکر چغتائی کا انتظام نہ رہتا پھر شیر شاہ کا زمانہ آگیا ہوتا یہ سچ ہے ؎ کسے را کہ دیدی تو در جنگ پشت ۔ بکش گرعدو در مصاف

تاریخ بدایونی مین لکھا ہے کہ تردی بیگ کے نفاق کو خان زمان اور گدہون کی شہادت سے بیزار ہوکر
بادشاہ کی خاطر نشان کرکے ایک طرح کی اجازت اسکے قتل کے لیے حاصل کرلی تھی تو قتل کیا۔

مصاحب بیگ سپہ خواجہ کلان جو بادشاہ کی خدمت مین قرب و روئی رکھتا تھا اور اپنی حقوق سابق کے
ادعا کے سبب سے خانخانان کی اطاعت مین سر نہ جھکاتا تھا اور اسکی ساتھ کج ادائی کرتا تھا یہ وہ اچھا نہ
کرتا تھا۔ خان خانان اسکا متحمل نہ ہوسکتا تھا اس نے مصاحب بیگ کے پانوٗن مین بیڑیان ڈال کر
بیت اللہ بھیجنا چاہا۔ مگر ناصر الملک اُس کے قتل پر مصر ہوا۔ آخر کار یہ قرار پایا کہ کاغذ کے پرچہ پر
ایک طرف قتل دوسری طرف نجات لکھا جائے اور وہ اوچھال کر پھینکا جاے۔ جو رخ اوپر آئے وہی حکم
سمجھا جاے۔ اسکے موافق عمل کیا جائے۔ جب یہ کاغذ پھینکا گیا تو قتل اوپر آیا اسپر عمل ہوا۔ واہ کیا
انصاف ہوا۔ ایک بے گناہ کی جان لینا لڑکون کا کھیل جوتی کی چٹ پٹ کرنے کا ہوگیا۔ اس سے
بھی اور امرا و ناراض ہوئے۔ بادشاہ کو بھی ناگوار گذرا ؎ خطر است در قرب شاہ بسے
کہ باشاہ خویشی ندارد کسے ؎

مصاحب بیگ کے بعد اس خواجہ کی موت آئی۔ وہ بادشاہ قلی تھا۔ مزاج کا بیباک تھا کسیکی
تواضع۔ بے تقریب خوشامد و چاپلوسی نہین کرتا تھا۔ بزرگان دُنیا اپنی کام کی روائی کے لیئے سب کو اپنی
درگاہ کا چاپلوس بنانا چاہتے ہین اس سبب سے اکثر امرا اُسکو دوست نہین رکھتے تھے۔ ظرافت و مسخرا
اسکی عادت مین داخل تھا۔ یہ عیب بزرگون کے لیئے سب سے بدتر ہے۔ سب سردارون و ہانسی کرتا تھا
لباس ظرافت مین جسکو نادان خوش طبعی کہتے ہین دوراز کار باتین کرکے زندگی بسر کرتا تھا۔ کوئی شخص
نہین بچا تھا کہ پہلو مین اسنے ظرافت کا خار نہ لگایا ہو۔ محمد قلی خان برلاس نے اسکو غزنین کی حکومت دی
تھی۔ ارباب غرض کو موقع ملا کہ منعم خان کی خاطر کو اس سے برآشفتہ کیا۔ اس نے کسی انتقام دیرینہ کا
فکر تازہ کیا۔ ہندوستان مین بیرام خان کی خاطر کو اس نے برہم زدہ کیا اور اسکے قتل کے درپے کیا۔ وہ دور بین
اور نیک ذاتی کہان ہے کہ اپنے صاحب کی دولت کو منظور رکھکر ہندہا کار آمد کو اپنی اغراض نفسانی
کے واسطے تیر انتقام کا ہدف نہ بنائین اور اپنے سود و زیان پر نظر نہ کرکے ارباب استعداد کی
کار کا ملاحظہ کرین۔ اب خواجہ حیران تھا کہ کیا کرون ہندوستان مین خدا یوزبان بے پروا۔

بیرام خان کا استیلاء - نہ ہندوستان مین آسکتا تھا - نہ کابل مین رہ سکتا تھا - بیوفا کی کو وہ اپنا عار سمجھتا تھا کہ کسی اور پاس چلا جاتا - منعم خان نے اسکی تسلی کیواسطے آدمی بھیجے - عہد و پیمان کے اسکو بلایا اور مقید کیا - پھر اشارہ کرکے اسکی آنکھون مین نشتر لگوائی - مگر تقدیر سے ان نشترون سے اسکی آنکھون کی بینائی نہ گئی - وہ ہندوستان کو جاتا تھا کہ منعم خان نے آدمیون کو بھیجکر اسکو اور اسکے چھوٹے بھائی جلال الدین کو گرفتار کرایا اور قید خانہ مین مقید کیا - اور اس دولت خواہ پادشاہ کا خون اپنی غرض کے لیئے کیا - بیرم خان نے بھی اسکے قتل کا فرمان درست کرکے یہان سے بھیجدیا - پادشاہ نے اس بے گناہ کے انتقام کو منتقم حقیقی کے سپرد کیا -

فتنہ اندوز - نا توان ہین - حسد پیشہ - بے سعادت - کہ حقیقت مین قضا سے دلتنگ اور خدا سے بیجنگ ہوتے ہین اور کوتہ خردی سے اورون کی شادی سے اندوہگین ہوتے ہین اور اور آدمیونکی غمگینی اور اندوہ سے شادمانی کرتے ہین ایسے آدمیون نے بیرام خان کی خاطر کو پیر محمد خان سے متغیر کرادیا - ناصر الملک فرط عقیدت و اخلاص سے دلخواہی و کارکشائی کی مراسم بجالاتا اور مہمات ملکی و مالی کو سرانجام دیتا - نہ خدمت گزاری مین پیچھے ہوتا - نہ دل مین کوئی گرہ ڈالتا - اپنی درستی اور راستی پر اعتقاد رکھتا - ضرور ایسا شخص مرجع خواص و عوام اور محل ازدحام طوائف انام ہمیشہ ہوتا ہے - اس سبب سے بے حوصلہ حسد آلودہ دل اُس سے خون ہوتا ہے - تیرہ رای افترا اور بہتان اسپر لگاکے کارشکنی کرتے ہین - بزرگون کی خاطر تو بسبب فزونی شغل و عدم فرصت کے ان مگس طبیعتون کی تشخص سے پریشان ہوتی ہے - پیر محمد خان خلق کا ملاذ و معاذ بن گیا - حسد پیشون کا خون جوش مین آیا - انہون نے سخن سازی اور فتنہ اندازی مین اہتمام کرنا شروع کیا - بیرام خان کے انحطاط کا زمانہ قریب تھا - اسکا پیمانہ دولت عنقریب لبریز ہونے کو تھا - اس نے سررشتہ تدبیر کا سامان ہی ہاتھ سے چھوڑ دیا اور اپنے تئین اہل حسد کے ہاتھ مین حوالہ کیا - ناصر الملک کی بلند ہمتی کے کانون سے وہ تو بیخبر مین پڑا - حسد پیشون نا توان بینون و غرض گویون کی حرف و حکایات سے اس نے اپنے مخلص کو جسکو اس نے خود معتبر کیا تھا بغیر کسی ایسے امر کے جس سے وہ مستوجب عزل ہوتا معزول کیا - تقریب اس کی

ناصر الملک سے پیر محمد خان کا مقید ہونا ۹۷۲ھ

ہوئی کہ ناصر الملک بیمار ہوا۔ بیرام خان اسکی عیادت کو گیا۔" ترک نے جو دربان تھا نادانستگی کے سبب سے بیرام خان سے کہا کہ مین آپ کے آنے کی خبر کرتا ہون۔ یہ سنکر خانخانان متغیر ہوا اور کہا ؎ بلے خود کردہ را درمان نہ باشد ؎ ملا پیر محمد اس واقعہ سے واقف ہو کر گھر سے باہر دروازہ پر آیا نہایت تواضع اور خجالت سے عذر خواہی کرنے لگا کہ دربان نے حضور کو پہچانا نہین اسکے جواب مین بیرام خان نے کہا کہ آپ نے تو مجھے پہچانا نہین آپ کا دربان مجھے کیا پہچانتا وہ گھر مین آیا۔ کچھہ آدمی اسکے ساتھ داخل ہوئے۔ کچھہ وہان ٹھیر کر تیوری پر بل ڈالے ہوئے باہر آیا۔ ناصر الملک کے فکر مین لگا۔ یار لوگون کو موقع ہاتھ لگا۔ انھون نے بہت باتین بنائین۔ خاصکر شیخ گدائی نے۔ چند روز بعد اپنے نوکرون کے ہاتھ ناصر الملک پر بیرام خان نے پیغام بھیجا کہ تو طالب علمی اور فقیر کے لباس مین قندہار مین آیا تھا۔ چونکہ تو نے اخلاص مین تو اپنے تئین صادق دکھلاتا تھا اور ہمیشہ خدمات پسندیدہ بجا لاتا تھا۔ تجھہ کو مراتب و مناصب بزرگ پر سربلند کیا۔ ملائی کے پایہ سے سپہ آرائی کے درجہ پر پہنچایا مگر تو اتنا حوصلہ تھا کہ ایکا ہی ساغر مین بدمست ہو گیا۔ ہم کو خطرہ ہی کہ تجھہ سے مفاسد عظیمہ ظہور مین آئینگے جسکا علاج دشوار ہوگا بہتر یہی ہے کہ پھر اپنے فقیری گدڑون مین گوشہ گزینی اختیار کرو۔ علم و نقارہ اور اسباب جاہ و جلال اور اپنے تکبر اور ترفع کے مواد حوالہ کرو اور اپنی مہمات ... مزاج مین مشغول ہوتا کہ اس کے بعد جو ہماری رای مین آئے وہ ہم تیرے لیے تجویز کرین پیر محمد ایک آزاد مرد تھا اس نے کچھہ پروا نہ کی خوشی خوشی اسباب مارت واپس بھیجدیا اور شگفتہ خاطر ہو کر عزلت اختیار کی۔ پھر بداندیشون کی کوشش سے بیرام خان نے اسکے ساتھ ایک جماعت کو ہمراہ کر کے قلعہ بیانہ مین بھیجدیا۔ وہان اس نے بعض آدمیون کی معرفت حج شرارت و خیریت مین متوسط الحال تھے سفر حجاز کی اجازت حاصل کی اور وہ گجرات کو روانہ ہوا وہ رادھن پور مین پہنچا تھا کہ مرزا شرف الدین حسین داہم خان کا خط پہنچا کہ جہان ہو وہین ٹھیر جاؤ۔ آگے نہ جاؤ۔ دیکھو پردۂ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہی وہ الٹا پھر کر جیسلمیر مین مقیم ہوا جب بیرام خان کو یہ حال معلوم ہوا شاہ قلی خان محرم و حرم خان کو ایک جماعت کے

ساتھ بھیجا کہ اسکو گرفتار کرین۔ جب یہ جماعت وہان پہنچی تو طرفین مین جنگ ہوئی لیکن رات ہوگئی پیر محمد خان چند آدمیون کے ساتھ بھاگ گیا۔ سارا مال اسباب وسکا دشمنون کے ہاتھ آیا۔

القصہ بیرام خان نے اپنی بے پروائی سے حسد پیشون کے اغوا سے اس مخلص کاردان کو ہاتھ سے کھویا اور اپنے پانوں مین آپ کلہاڑی ماری۔ بادشاہ اس قضیہ کو اغراض فاسدہ پر مبنی سمجھا اور اسکے بھی مخالفات ایزد کارساز کے سپرد کیا۔ بیرام خان پر اپنا ملال ظاہر نہین کیا۔ پیر محمد خان کے بعد بیرام خان نے حاجی محمد خان شیبانی کو کہ قدیم نوکرون مین سے تھا منصب وکالت تفویض کیا۔ اگرچہ اس وکالت کا اطلاق اسپر کیا جاتا تھا مگر معنے اسکے شیخ گدائی تھا۔ جو شیخ جمالی کنبوہ شاعر دہلوی کا صاحبزادہ تھا ہمایون کی شکست ثانی کے بعد جب بیرام خان گجرات مین گیا تھا تو شیخ نے اوسکے ساتھ ان ایام غربت مین سلوک کیا تھا اسکے عوض مین بیرام خان نے بھی شیخ کو ہندوستان کے تمام اکابر پر تقدیم دے کر منصب جلیل القدر صدارت کا اسکو دیا تھا۔ اسکے گھر مجلس سماع مین جو ٹہری ہر تکلف وکان تذویر ہوتی تھی خانخانان اور خود شہنشاہ جایا کرتے تھے۔ دنیا عجب مردافگن بادہ ہے اس نے شیخ کو بھی چت کیا۔ مساکین وضعفاء کے ساتھ توجہ کرنی چھوڑی۔ قدیم خاندانون کی اراضی معاش واوقاف پر قلم مارنا شروع کیا۔ تکبر کہ قدیم دولتون کا بنیاد افگن ہی نو دولتون کا ذکر تو کیا ہی وہ اختیار کیا اور اپنے تئین اور اپنے مربی کو پایہ والا سے نیچے گرایا اس کا حال آگے پڑھو +

بادشاہ شکار کھیلنے گوالیار گیا وہان اس سے شکارلون نے عرض کیا کہ شیخ محمد غوث کے ہمراہ سوداگر بہت گائین آگرہ مین لائے ہین بادشاہ نے حکم دیا کہ قیمت دیکر گائین سوداگرون سے خریدی جائین۔ پھر لوگون نے کہا کہ شیخ محمد اور اسکے عزیزون پاس سوداگرون کی گایون سے بھی بہتر گائین ہین۔ اگر مرحمت کے وقت اسکے گھر حضور تشریف فرما ہون تو وہ ان گایون کو حضور کی نذر کریگا۔ آگرہ مین بادشاہ اس کے گھر گیا۔ شیخ نے اس کے قدمون کو بیرام خان کی آفت کا حرز جانا۔ اور کل اپنی گائین اور گجرات کے بہت سے تحفے تحائف پیش کش مین دیئے اور جلوے اور عطریات حاضر کیئے۔ آخر مجلس مین بادشاہ سے شیخ نے پوچھا کہ آپ نے کسی کے ہاتھ پر بیعت بھی کی ہے بادشاہ نے جواب دیا کہ نہین۔ شیخ نے اپنا ہاتھ دراز کرکے بادشاہ کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ ما دست شمار اگر فیتم

شیخ محمد خان کے ساتھ بیرام خان کی بدسلوکی کا حال

اوس وقت بادشاہ نے مروت وحیا کے سبب سے کچھہ نہ کہا مسکرا کر رہگئے مگر رات کو جب بزم جام وباده مرتب ہوئی تو گایون کے لینے پر اور شیخ کی دراز دستی پر بڑے قہقہے اڑے ؎ بزیر دلق ملمع کمندہا دارند + دراز دستی این کوتاہ آستینان بین + شیخ کا بڑا بھائی بہلول پگھول تھا جسکا ذکر پہلے ہے کہ مرزا ہندال نے اسکا خون اپنی گردن پر لیا تھا - یہ دونو بھائی اگرچہ فضائل وکمالات سے عاری تھے مگر بعض اوقات پہاڑون مین جاکر ریاضات اور دعوات اسما کرتے تھے اور اس کو اپنے جاہ واعتبار کی دستاویز بناتے تھے - امراء سادہ لوح زود فریب کے وساطت سے سلاطین کی صحبت مین جاتے تھے اور اپنی ولایت کی متاع بیچتے تھے - برادر کلان ساری عمر بادشاہ ہمایون کی خدمت مین رہا - جب شیر شاہ کا زمانہ آیا تو وہ ہمایون کے خاندان کا دولت خواہ مشہور تھا ... محمد غوث افغانون کے خوف سے گجرات چلا گیا - کہتے ہین کہ صحرا وجنگل مین بارہ برس تک مٹی کھاکر زندگی بسر کی غرض وہ بڑا مشائخ ہند مشہور تھا - جب شہنشاہ اکبر کی سلطنت ہندوستان مین ہوئی تو دارالخلافہ آگرہ مین وہ خود مع عیال واطفال کے آیا - شہنشاہ خود اسکے گھر گیا ہندوستان کی زمین مین نفاق وحسد باہم لازمہ ذاتی ہے شیخ گدائی کو اپنی دکان پر اسکی دکان کھلنی گوارا نہ ہوئی ؎ بہ نزد خرد این سخن روشن است + کہ ہم پیشہ ہم پیشہ را دشمن است + شیخ گدائی بیرام خان کا نفس ناطقہ بن رہا تھا - اس نے اسکو ایسا بہکا دیا کہ وہ شیخ سے آشنا نہ ہوا بلکہ مجالس متعدد منعقد کرکے وہ رسالہ پڑھوایا جسمین شیخ نے معراج کا حال لکھا تھا کہ معراج مین مجالست ومکالمت خدا تعالی کے ساتھ ہوئی اور اسی قسم کے عجیب وغریب دعوی سادہ لوحون کے دلون کو اپنی طرف کھینچنے کے لئے کیے - یہ باتین عقلاً ونقلاً مذموم ومطعون تھین - اس سبب سے شیخ لعنت ملامت کے تیرون کا نشانہ بنا - وہ ان گستاخیون کا متحمل نہ ہوسکا گوالیار مین جاکر گوشہ نشین ہوا - ۷ رمضان ۹۷۰ھ کو یہین انتقال کیا کہتے ہین ایک لاکھ شنکہ اسکی تنخواہ مقرر ہوئی تھی +

شہنشاہ اکبر اپنے امراء کے قتل اور مقید اور ذلیل ہونے کو بیرام خان کے ہاتھ سے دیکھتا تھا اور اسکے مکافات کو خدا کے سپرد کرتا تھا مگر اس کا دل روز بروز اپنے اتالیق کی طرف سے ہٹتا جاتا تھا - آدمیون نے تو ان دونو مین بے لطفی کروائی ہی تھی ہاتھیون نے اور بھی اس بے لطفی کو اپنی

ہاتھیون کے سبب سے بادشاہ اور بیرام خان کی بے لطفی -

قد کی حد سے بڑھایا۔ ان ہاتھیون کا پہلا واقعہ یہ ہے کہ بادشاہ کو ہاتھیون کی کشتی کا بڑا شوق تھا۔ ایک دفعہ مانکوٹ کے محاصرہ کی دفعون مین بادشاہ ہاتھیون کی کشتی کا تماشا دیکھتا تھا دو ہاتھیون مین لڑائی بڑی دیر تک رہی اور یہ دونو ہاتھی لڑتے ہوئے خانخانان کے خیمہ کے پاس گئے اور لیگ کا ہجوم اور تماشائیون کا ازدحام عوام کا غوغا ہوا اس ہل چل مین کچھ خیمے اکھڑ گئے اس سے ابن خانخانان کو توحش ہوا۔ کوئی کہتا ہے کہ خیمہ گاہ کا بازار لٹ گیا۔ بیرام خان کو بادشاہ کی طرف سے وہم ہوا کہ شاید یہ کام بادشاہ کے اشارہ سے ہوا کہ میری جان جائے۔ بعض فتنہ انگیزون نے اسکی تصدیق کرکے اس کی پریشان خاطری کو اور بڑھایا کہتے ہین کہ خانخانان ان دنون کچھ بیمار تھا کئی دنبل نکل آئے تھے صدمہ جسمانی پر یہ آفت روحانی اور آئی اس نے اپنے محرمون کی معرفت ماہم کے پاس پیغام بھیجا کہ مین نے بادشاہ کی کوئی تقصیر نہین کی۔ دولتخواہی کے سوا کوئی امر ظہور مین نہین آیا۔ فتنہ سازون نے کس طرح کوئی میرا گناہ ثابت کیا جو اس بے عنایتی کا سبب ہوا کہ مست ہاتھیون کو میرے خیمہ مین گھسا دیا۔ ماہم انگہ نے اسکو ایسی باتین تسلی بخش لکھین کہ جس سے اسکی شورش خاطر کم ہوگئی۔ خافی خان لکھتا ہے کہ بادشاہ نے امیر کبیر شمس الدین خان کو خانخانان کی تسلی کو واسطے بھیجا اور بہت قسمین کھاکر کہا کہ ہاتھی اس طرف اتفاقیہ چلے گئے تھے۔ فیلبانون کو کھینچ لیجاؤ وہ چاہے ان کو سزا دی۔ بیرام خان کی جو کم بختی کے دن آئی ہوئی تھے اس نے ہاتھیون کو جو بادشاہ کو شوق کی چیز تھی خواہ مخواہ امیرون مین تقسیم کرکے فیلخانہ خالی کرنا شروع کیا جس سے بادشاہ آزردہ خاطر ہوا۔ دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ایک دفعہ بادشاہ کا ہاتھی بدمست ہوکر فیلبان کے بس کا نہ رہا اس نے بیرم خان کے ہاتھی کو جاکر ایسا مارا کہ اوسکی آنتین نکل پڑین۔ بیرام خان نے غصہ مین آن کر فیلبان کو مار ڈالا یہ ادب اخلاص سے بعید تھا۔ اسپر ارباب خبرت نے بڑی نفرین کی اور اس سے زیادہ عجوبہ واقعہ یہ ہے کہ بادشاہ کا ایک ہاتھی بدمست ہوکر دریای جمن مین چلا گیا وہان بیرام خان کشتی مین بیٹھا ہوا سیر کررہا تھا۔ یہ ہاتھی کہ فیلبان کے بس مین نہین رہا تھا بیرم خان کی کشتی کی طرف لپکا جس سے خانخانان پر حالت غریب طاری ہوئی۔ پھر فیلبان فیل پر غالب ہوا اور بیرم خان کو اس حیوان کے آسیب سے بچایا۔ جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا تو باوجود بیگانہی کی

فیلبان کو باندھکر بیرام خان کی دلجوئی و دلدہی کے لیئے اُنکے پاس بھیجدیا۔ بیرام خان نے کہ ادبار آگیا تھا اس فیلبان کو قتل کیا۔ کچھ خیال نہین کیا کہ یہ بادشاہ کا فیلبان ہے اور بادشاہ نے اپنی مردمی کے سبب سے اسے بھیجا ہے قطع نظر اس سے اسنے یہ نجانا کہ برمست چہ گرفت خصوصًا اس حیوان بدمست پر۔ یہ حیوان عظیم جب بدمست ہوتا ہی تو کسی کے بس کا نہین ہوتا +

بادشاہ اور بیرام خان کی باہم ناراضی کا علانیہ اظہار و بادشاہ کی خود مختاری کا اشتہار سنہ ۹ جلوس ۹۶۷ھ ۱۵۶۰ء

بیرام خان کی مردانگی اور فرزانگی مین کسکو کلام ہے۔ بادشاہ کے ساتھ جو عقیدت اور اخلاص اسکو تھا اسمین کون شبہ کرسکتا ہے مگر اسکی ادبار کا زمانہ جو آیا تو ایسی ناممکن حرکات اس سے سرزد ہونے لگین کہ بادشاہ بھی اسکی تند مزاجی اور خود مختاری سے عاجز ہوگیا۔ امرا رچغتائیہ بھی اسکے حکم کے متحمل نہ ہوئے۔ اُدہر بیرام خان۔ اور اسکے مصاحب ولی بیگ اور شیخ گدائی کمبوہ بادشاہ کے مخالف ہوئے اِدھر بادشاہ اور بعض اسکے مصاحب بیرام خان کے زوال کی تدبیر سوچنے لگے۔

خدا تعالیٰ کی حکمتین تو خدا ہی جانتا ہے مگر اسکی مصلحتین تھوڑی سی عاقل بھی پہچانتا ہے۔ یہ قدیم سے رسم چلی آتی ہے کہ جب کوئی شخص اندوہ دراز مین گرفتار ہوتا ہے تو اس سے پہلے چند امر ایسے صادر ہوتے ہین کہ انمین خدا تعالیٰ کی رضامندی نہین پائی جاتی۔ آدمی جب عالم اسباب مین اپنے جمال کا جلوہ دکھائی تو خرد کی کہ سب سے زیادہ بزرگ عطیہ الٰہی ہے پیروی کرکے ایسے کام کرے ہی استرضاء الٰہی ہو اور ہرگز اسکو مبطل و ہرزہ نہ کرے۔ اول ان آدمیون کو کہ مشغلے بہت [illegible] ہین یہ اہتمام کرنا چاہیے کہ اپنی صحبت مین خوشامدگویون کو کمتر دخل دے اگر زمانہ کی وضع [illegible] کلی دشوار کرے تو ناگزیر از روی بصیرت و بصارت ایک دو ملازمون اور آشناؤنکو [illegible] کہ وہ خلوتون مین کلمہ حق کو سناتے رہین سچی بات بہت تلخ ہوتی ہے اور اکثر طبیعتون [illegible] اجون کو ناگوار گذرتی ہے۔ خوشامدگویون کی کثرت ہوتی ہے اور بافراط مشغلہ کو [illegible] علل کی اور صواب و خطا کی تمیز کے لیئے فرصت کم ہوتی ہے اور بادہ کامروائی ہوش ربا

ہوتا ہے۔ ہزارون کا مروا ؤن مین ایک ایسا ہوتا ہے کہ فراخ حوصلگی کے سبب سے مایۂ ہوش کو بجا رکھے۔ زمانہ گذشتہ کو دیکھیئے کہ فرمانروایون کی بے توجہی سے خوشامدگویون نے کس قدر گھر اور خاندان خراب کیئے ہین کارخانہ انتظام عالم مین خوشامد ناگزیر ہے لیکن اس قدر کہ عقل کے ترازو پر تحقیق ہو اور یہ اسپر منحصر ہے کہ اصول معاملات مین کوئی امر فروگذاشت نہ ہو اور عقل گرہ کشا کو یکبارگی ہاتھ سے نہ دے کہ خواہش و غضب کہ خرد کے فرمان بر ہونے چاہئین بے پروائی سے فرمان روا ہو جائین ؎

قطعہ

چاہ است و راہ و دیدہ بینا و آفتاب	تا آدمی نگاہ کند پیش پائے خویش
چندین چراغ دارد و بے راہ می رود	بگذار تا نیفتد و بیند سزائے خویش
دشمن بدشمن آن نہ پسندد کہ بگزرد	بانفس خود کند بہ مراد ہوائے خویش

بیرام خان اپنے تمکین معاملہ دانی و عقیدت و اخلاص بادشاہی مین یگانہ روزگار جانتا تھا اور خوشامدگویون کے ہجوم نے یہ عقیدہ اپنی ذات کی نسبت پیدا کر دیا تھا کہ بغیر اسکے ہمارے سلطان کا انتظام نہین ہو سکتا اس لیئے وہ تیرہ رای کوتاہ بین ہم صحبتون کی سبب سے بیراہ جاتا تھا۔ اور اور اپنے اعمال سے خجالت زدہ ہوتا تھا۔

ہمایون نے بیرام خان کو شہنشاہ اکبر کا اتالیق بنایا تھا یہ نوجوان سعادتمند اسکو اپنی محبت کے سبب سے خان بابا کہتا تھا اس سبب سے اسکی حرکات ناشائستہ بہت درگذر کرتا تھا۔ مگر جب یہ کام اندازہ سے باہر ہو گیا اور ولی بیگ ذوالقدر شیخ گدائی کینوہ کی خوشامدگوئی سے بیرام خان [illegible] خام پکانے شروع کیئے۔ بادشاہ انپر مطلع ہوا تو اوس نے یک جہت اخلاص پیشون مین [illegible] کہ عقل و تدبیر و اخلاص مین یکتا تھے واد ہم خان و مرزا شرف الدین حسین اور [illegible] آستان نشینون کی جماعت مین راز سربستہ کو کھولا کہ بیرام خان کو اور اس کے خوشامدگو [illegible] مجلس کو سزای لایق دے اور خواب غفلت سے بیدار کرے اور خود اورنگ آرائی کرے اول یہ [illegible] بیان مین ہوا جہان [illegible] شکار کو گیا تھا ہر نوجوان بادشاہ کے گرد ایسے آدمی ہو۔ جنکو ہمیشہ یہ خیال ہوتا ہے کہ اگر شاہانہ اختیارات سوا بادشاہ کے کسی اور کے ہاتھ مین

تو وہ بادشاہ کے اور انکے اپنے حق مین زہر ہونگے۔ ان آدمیون کے اس خیال کے وجوہ کی تحقیق کی ضرورت نہین اکثر وہ اپنی خودغرضی پر مبنی ہوتی ہین اور شاذ و نادر وہ بغیر اپنی کسی خودغرضی کے نوجوان بادشاہ کے خاص اخلاص کے سبب سے ہوتی ہین جسکو وہ چاہتے ہین کہ اپنے اختیارات شاہانہ کو جسکا وہ مستحق ہے کام مین لائے شہنشاہ اکبر کے پاس بھی ایسے آدمی تھے جنسے اسنے اپنا راز کہا۔ ان بادشاہ قلیون کا زمانہ بھی بیرام خان کے ہاتھ سے ایسا ہی تنگ تھا جیسا کہ خود بادشاہ کا تھا۔ اُس وقت مین کہ بے اخلاصی کی باد سموم کا طوفان چل رہا تھا۔ تھوڑا سا اخلاص بھی بہت معلوم ہوتا۔ وہ اس اندیشہ صواب مین اہتمام کرنے لگے۔ ماہم انگہ نے یہ راز سربستہ شہاب الدین احمد خان کو لکھا وہ دہلی کا حاکم تھا اور رائے و تدبیر و حق شناسی مین ممتاز تھا۔

اُس کام کے ارادہ سے دارالخلافہ آگرہ سے ۲ جمادی الاخری ۹۶۷ھ کو بادشاہ نے کوچ کیا اور ظاہر یہ کیا کہ مین کول شکار کھیلنے جاتا ہون۔ دریای جمن سے عبور کیا تو مرزا ابوالقاسم پسر مرزا کامران کو اس شکار مین کہ صید مقصود ہاتھ لگے بلا لیا اسکی طرف ہمیشہ بیرام خان کو تعلق خاطر اور توجہ باطنی تھی اسکی مجلس مین بداندیش اسکو بادشاہ بنانے کی نظر سے دیکھتے تھے۔ ایکا بلانا عقل و دین کا کام تھا کہ کور باطنون کے ہاتھ مین عناد و فساد کا عصا نہ رہے۔

بادشاہ جلیسر مین آیا اور سکندرہ کے طرف کوچ کیا کہ محمد باقی بقلانی سے کہ ادھم خان کا خسر تھا ماہم انگہ نے بلا کر محرم راز کیا مگر اس فرومایہ نے اس خبر کو بیرام خان تک پہونچایا۔ مگر بیرام خان نے اسکی بات کو بے وقعت جان کر کچھ خیال نہ کیا۔ بادشاہ شکار کھیلتا ہوا کول مین آیا ماہم انگہ نے ارادہ کیا کہ بادشاہ کو دہلی لے چلون وہان بادشاہ کی والدہ مریم مکانی اور اُسکا رشتہ دار شہاب الدین احمد بھی ہے وہان جو صلاح و مشورہ باہم ہو اوس پر عمل ہو۔ غرض یہ سوچ سمجھ کر اس نے بادشاہ سے عرض کیا کہ دہلی مین حضور کی والدہ کی دشمنون کی طبیعت علیل ہے اور آپ کے دیدار کے لیئے بیتاب ہین یہ سُنکر بادشاہ کو تاب نہ رہی وہ فوراً دہلی کو روانہ ہوا۔ خواجہ مین شہاب الدین احمد خان مع اپنے بھائیون

بادشاہ کا دہلی مین آنا ۹۶۷ھ

اور خویشون کے استقبال کے لیئے حاضر ہوا - اتبا ہم انگہ اسکا داماد اور شہاب الدین احمد ایک سے دو ہوئے - بادشاہ - ۲۸ - جمادی الاخری ۹۶۹ھ کو دہلی مین آیا ماہم انگہ بادشاہ کو سمجھاتی تہی کہ بادشاہ بادشاہ نہین ساری بادشاہی اختیارات بیرام خان کے ہاتھ مین ہین - کوئی بادشاہ بغیر اختیار کے نہین ہوتا - یہان یہ غضب ہے کہ بادشاہ بھی بیرام خان کے اختیار مین ہی - ایک دن ماہم انگہ اور اسکے ہمدمون کی جماعت ترسان لرزان اشک ریزان بادشاہ سے عرض کرنے لگی کہ جسوقت بیرام خان کو معلوم ہوگیا کہ ہم دہلی مین حضور کو لے گئے تو وہ ہمکو زندہ نہین چھوڑیگا پیسہ پر رکھ کر بوٹیان اڑائیگا - پھر بادشاہ بھی اسکا کچہ نہ کر سکے گا - اس سے بہتر ہے کہ حضور ہم کو حج جانے کی اجازت دین - یہان ہم حضور کی بہت خدمت کر چکے ہین اب وہان خدا کے گھر مین آپکے لیئے دعا مانگینگے - بادشاہ بھلا اس اپنی پیاری انا کی جدائی کو کب گوارا کر سکتا تھا - مگر خان بابا کے حقوق کو بھی یکلخت دل سے نہین مٹا سکتا تھا اور معزول نہین کر سکتا تھا اس لیئے اس نے بیرام خان کو اس مضمون کا خط لکھا کہ مین دہلی مین اپنے ارادہ سے اپنی ماں کی عیادت کو آیا ہون آمین شہاب الدین احمد اور ادہم خان اور ماہم انگہ کا دخل کچہ نہین ہے - ان کو تمہاری طرف سے اندیشہ ہے - ایک استمالت کا خط لکھ بھیجو کہ خاطر انکی مطمئن ہو اس فرمان کا بھیجنا تھا کہ خانخانان کے دشمنون کی بن آئی اونہون نے اوپر اوپر جھوٹی سچی خبرین اڑائین اور دقوعی اور غیر دقوعی باتون سے طرح طرح قسمین کھا کر اور شہادتین دیکر بادشاہ کی طبیعت کو خانخانان سے بالکل منحرف کیا - جب بیرم خان پاس بادشاہ کا فرمان پہونچا تو وہ بہت .. سٹ پٹایا - اوسکے جواب مین بہت معذرت قسم مغلظہ کے ساتھ کی اور اپنے دو دوستون اور حاجی محمد خان کے ساتھ قرآن شریف بھی بھیجا اور عرضداشت لکھی کہ خدا میرا منہ کالا کرے اگر کبھی میں خیر خواہ کے دل مین بادشاہ کے دلی نیک خواہون کی طرف سے بدی آئی ہو مگر اسکا کام بگڑ چکا تھا - بادشاہ نے نہ قسم کو نہ معذرت کو سنا نہ قرآن شریف کا خیال کیا بلکہ حاملان عریضہ کو بھی واپس جانے کی اجازت نہ دی - بادشاہ نے اپنی عقل سے اور مخلصون کی رہنمونی سے اپنے مخصوصون اور قدیمی متعلقین کو مناشیر بھیجدیئے کہ بیرام خان نے ہجوم مشاغل دنیوی کے سبب سے

راہ سداسے اختیار کیا اسلیئے وہ ہماری نظر سے گر گیا۔ ہم دہلی مین چلے آئے۔ جو شخص کہ ہم سے اخلاص رکھتا ہے یا معاملہ فہم ہے اور نجات اپنی چاہتا ہے اور اپنا مقصد حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اس فرمان کے پہنچتے ہی ہماری خدمت مین حاضر ہو کہ ہر شخص کو مراتب والا اور منصب گرامی سے ہم سرافراز کرین۔ کہ یہ ہماری زمانہ اختیار کا آغاز ہے۔

شمس الدین خان اتگہ کو جو بہیرہ مین تھا لکھا کہ جب فرمان کے مضمون سے مطلع ہو تو لاہور پر آن کر متصرف ہو اور شحنہ کو میر خان محمد کلان کو سپرد کر کے بہت جلد ہماری پاس حاضر ہو۔ اُس نے حکم کی تعمیل کی۔ اب منعم خان کو کابل مین بھی فرمان گیا۔

شمس الدین خان محمد اتگہ جب بادشاہ کی خدمت مین آیا تو اسکو بیرام خان کا علم و نقارہ و تمغ توغ عنایت ہوا اور پنجاب کی حکومت و حراست تفویض ہوئی۔ تھوڑے زمانہ مین دور و نزدیک کے کان مین بیرام خان سے بادشاہ کے تغیر مزاج کا آوازہ پہنچ گیا تو تمام امیر و منصب دار بیرام خان کو چھوڑ چھوڑ کر بادشاہ کی خدمت مین آنے لگے۔ بادشاہ کی بھلائی کو تو کیا برائی کو بھی بیرام خان کی بھلائی سے اچھا جاننے لگے اسکی سخت گیری اور نا خدا ترسی کے آگے بادشاہ کی برائی کی کچھ اصل نہ سمجھتے تھے۔ سب سے اول اس سے قیا خان گنگ جدا ہوا۔ بادشاہ کی ناراضی کے آثار کے ظاہر ہوتے ہی کوئی پایہ کا آدمی بیرام خان کا طرفدار نرہا۔ بیرام خان گو بڑا عاقل تھا مگر ایسا غافل ہوا کہ دار الخلافہ آگرہ سے دار السلطنت دہلی تک بادشاہ شکار کھیلتا گیا اور یہ نہ سمجھا کہ وہ مجھ شکار کر رہا ہے میرے اقبال کو برعکس کے لابقا بنا رہا ہے وہ اس فارغ دلی و آزاد خاطری سے اپنے استقلال کا دم مارتا تھا اور غرور کے نشہ مین مست ایسا تھا کہ اگر اس قسم کی باتین سنتا تو وہ باور نہ کرتا۔ اگر انکے سچے ہونے کا خیال دل مین کچھ آتا تو اپنے پندار مین ایسا گرفتار تھا کہ انکی کچھ وقعت نہین کرتا تھا۔ اب تک وہ بادشاہ کو لڑکا اور شاگرد اور اپنے تئین خان بابا اتالیق سمجھتا تھا۔ یہ نہین جانتا تھا کہ شاگرد اسکا اُستاد ہو گیا ہے ؎ کس نما موخت علم تیر از من ۔ کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد ۔ اسکا وہ آقا بنا چاہتا ہے۔

جسوقت کہ بادشاہ کے فرمان امرا پاس پہنچے اور نزدیک و دور خبر ہو گئی کہ بادشاہ بیرام خان سے ناراض ہو گیا تو اسکو یقین ہوا کہ اس بار بادشاہ کا شکار دوسری طرز پر ہوا ہے کہ مجھے نظر سے

خود کارخانہ سلطنت کے انتظام پر متوجہ ہوا ہے۔ اس نے مرزا قاسم خان کی خبر لوچھی مگر وہ یہان کہان تھا پادشاہ پاس تھا۔ ناگزیر حیلہ و تدبیر کرنے لگا ـــــ پادشاہ کی خدمت مین محمد خان و حاجی محمد خان سیستانی و خواجہ امین الدین محمود کو روانہ کیا کہ اسکی نہایت لوازم فروتنی و نیازمندی کو بجا لائین اور تقصیرات کا عذر کرین اور جرم بے باکی سے کام بنائین۔ جب پادشاہ پاس یہ لوگ آئے تو پادشاہ کی باتین وہ ہوش افزا سُنین کہ نہایت شرمندہ و سرافگندہ ہوئے اور ان کی جواب دہی مین اپنی مصلحت نہ سمجھی۔ پادشاہ نے انکو رخصت بھی نہ کیا۔ ان لوگون کے لکھنے سے اور اپنے متعلقین کے متفرق ہونے سے بیرام خان سراسیمہ ہوا۔ سررشتۂ تدبیر اسکے ہاتھ سے نکل گیا۔ دل مین بہت سی تدبیرین سوچین انمین اس تدبیر کو مقدم جانا کہ چل کر پادشاہ کے قدمون مین گرے اور روئے پیٹے اس طرح اپنا علاج کرے۔ جب اس حقیقت حال کو ہوشمند خبردار لونے پادشاہ کے کانون مین پہنچایا تو ایک جماعت نے یہ رائے دی کہ خواہ کسی طرح بیرام خان آئے اوسکا آنا خدشۂ فریب سے خالی نہین ہوگا پہلے اس سے کہ وہ یہان دہلی مین آئے پادشاہ کو لاہور لے چلیئے اور اس کی ملاقات پادشاہ سے نہ ہونے دیجیئے۔ ابھی جنگ ظاہری کا اسباب مہیا نہین ہے معلوم نہین ملاقات کے بعد کیا صورت پیش آئے۔ اگر بیرام خان لاہور مین آئے تو کابل مین پادشاہ کو لیجایئے دوسری جماعت کہتی تھی کہ کہین نہ جائے خوب جنگ کیجیئے۔ پادشاہ نے یہی سوچ بچار کرکے نبرد و کارزار پر اپنی رائے کو قرار دیا۔ ترسون محمد خان و میر حبیب اللہ کو بھیجا کہ بیرام خان کو آنے سے منع کرین اور لکھ دین کہ اب کی دفعہ اس سے مین نہین ملونگا خواہ کیسے ہی دوستی کے لباس مین وہ آئے۔ جب یہ تدبیر نہ چلی تو بڑا مرد دو اندیشہ ہوا۔ اگرچہ ولی بیگ و شیخ گدائی اسکو صلاح دیتے تھے کہ پہلے اس سے ہجوم عام مین اپنا کام دلخواہ کر لینا چاہیئے لیکن کبھی اس نے یہ ارادہ نہین کیا کہ اپنے آقا کے فرزند پر تلوار اوٹھائے اسکو شرم آتی تھی کہ جسکی ہوا خواہی کا اظہار زبان سے ساری عمر کیا ہو اب اس سے پیکار کیجیے ابتک اسکو یہ خیال چلا جاتا تھا کہ بغیر اسکے ممالک ہندوستان کا انتظام نہین ہوگا اس لئے بہتر ہے کہ دوستی کے لباس مین دشمنی کیجیئے کہ دفعتہً بدنامی جاودانی کا داغ پیشانی پر نہ لگے کبھی اسکو سوجھتی تھی کہ مالوہ کی تسخیر کے لیئے بہادر خان کو بھیجا ہے اسکو خود لشکر لے جاکر فتح کیجیئے اور

اور وہان آرام کرکے فرصت کار کی طلب مین رہیئے بعض اوقات اسکا اندیشہ یہ جو لاحق ہوتا تھا
کہ دارالخلافہ آگرہ کو چھوڑیئے اور سنبل کی راہ علی قلیخان کو اپنے ساتھ متفق کیجیئے اور افغانوں کے ایک
مین آنکر چند روز رہیئے اسباب جمعیت وہان سرانجام دیجیئے کبھی تجرد کو اپنے ساتھ انتخاب کرکے کہتا تھا
کہ مدت سے میرا ارادہ تھا کہ ترک و تجرید کو اختیار کرکے باقی عمر کو اماکن شریفہ و عتبات علیہ مین بسر کیجیئے۔
اندنون مین پادشاہ خود انتظام ممالک مین مصروف ہوا ہی اس سے بہتر کیا توفیق ہوگی کہ اپنی
نیت کو قوت سے فعل مین لاؤن اور پادشاہ سے اسکی درخواست کرون۔ اسنے اپنے اتالیق
کو مصلحت جانا اور بہادر خان کو جو مالوہ کی طرف متوجہ تھا اولٹا بلاکر پادشاہ پاس بھیجا کہ آہستہ تجرد
اسکا سب کے نشان خاطر ہو جائے۔ ظاہر مین یہ حج کی نیت تھی مگر باطن مین کج اندیشی تھی۔ اول
اسکندر خان کے بیٹے کو غازی خان کی ہمراہ رخصت کیا کہ وہان ممالک محروسہ مین شورش برپا
کرے اور اطراف مین مکاتبات پنہانی بھیج کر خود الور گیا کہ وہان سے اہل و عیال کو لے کر پنجاب کی
جانب جائے اگر کام تدبیر سے نہ بن پڑے تو ریاست کا سامان درست کرے کہ وقت مناسب
کام آئے۔

جب بیرام خان کے اس اندیشہ نادرست کی خبر پادشاہ کو ہوئی تو اوس نے یہ فرمان جو
پند نامہ ہوش افزا ہے بیرام خان کو لکھا کہ تم نے ایک جماعت سے جو اس تمہاری رنجش و آزار کا
سبب ہوئی ہے مشورہ کرکے مآل و حال کا ملاحظہ نہ کیا۔ اونکے بہکانے سے ولایتون کے برہم کرنے
کے درپے ہوئے۔ اسکندر کے بیٹے اور غازی خان کو روانہ کیا کہ ملک مین شورش مچائین مہدی
قاسم خان کو مکتوب لکھکر اسکے دیوان مبارک کے ساتھ بھیجا کہ لاہور کی طرف ہم آتے ہین قلعہ کو نگاہداشت
کرو اور کسی اور کو نہ دے دینا۔ تاتار خان دیپ بھتیہ کو بھی پیغام دیا ہے اور اطراف و جوانب مین
خبرین بھیجی ہین کہ ہر طرف سے خلل پیدا ہو اور خود الور گئے ہو کہ وہان سے لاہور جاؤ۔ اگرچہ ہم کو
یقین ہے کہ ان امور کی ابتدا تم سے خود نہین ہوئی — کسی اغوا اور ضلالت کی باعث ہوئی
ہوگی جس سے مہمات کی نوبت یہانتک پہونچی ہے اب تم آپ ہی کہو کہ یہ کیا صورت ہی کہ تم نے چالیس
برس تک اس خلاص وارادت کی اور طرح طرح کی عنایت و رعایت حاصل کرکے عزت و دولت کی

بادشاہ کا فرمان خانخانان کے نام۔

منتہا پر پہونچے۔ تمہارا نام ہمارے دودمان عالی شان کے اکرام و احسان کے سبب سے اکثر معمورۂ عالم مین کمال صدق و اخلاص سے مشہور ہوا اس آخر عمر مین بغاوت کرتے ہو اپنے خدا سے اس معاملہ مین نہین شرم کرتے با وجود اس سرکشی و آزار و امور نامناسب کے ہم اب تک تمہاری خاطر کو عزیز رکھتے ہین اور تمہاری خیریت چاہتے ہین ہماری اور تمہاری ملاقات مین تاخیر و توقف واقع ہو گیا ہے۔ اگر تمہارے لیئے ان حدود مین کوئی سرحد اور ولایت ہم مقرر کرین تو ارباب غرض پھر اس طرح کی باتین کرینگے کہ جنسے تمہاری خاطر آزردہ ہوا اس لیئے ہمارے نزدیک مناسب یہ ہے کہ جیسا تم نے عرضداشت مین درخواست کی ہے کہ حرمین شریفین کے طواف کا ارادہ ہے پس اس نیت پر عازم جازم ہو کر متوجہ ہو۔ اپنے آدمی بھیجدو کہ جو کچھ تمہکو نذر کرنا ہو وہ آکر سمرقند و لاہور سے لے جائین اور تمہاری پاس پہنچا وین جب حج کرکے ہمارے پاس آؤگے تو ہم تم سے بہت اچھی طرح ملینگے اور جو تم چاہو گے آمین ہم مضائقہ نہین کرینگے اور تمہاری خدمات سابقہ کو ملاحظہ کرکے پیشتر سے بیشتر خاطر جوئی کرینگے۔ بارے غرض کہنے سے تم منحرف ہو کر بدنام نہ ہو۔ ہماری بدولت مقاصد دنیوی کی نہایت پر پہنچے ہو۔ ہماری دلالت سے سعادت اخروی سے بھی بہرہ ور رہو۔ مگر بیرام خان نے اس فرمان پر کچھ لحاظ نہین کیا۔ مانند اپنی عقل سے مہمات کا انتظام کرتی تھی۔ اس لیئے شہاب الدین احمد خان و خواجہ جہان کو اپنا پیش دست بنایا تھا۔ جو امرا رہا دشاہی اس پاس آتے تھے اونکو دلاسا دیتی تھی اور جمہور خلایق کی دلدہی کا سامان کرتی تھی ۔ روز بروز اطراف مملکت سے امرا اور یکہ جوانان چلے آتے تھے اس نے مصلحت ملکی اور معاملہ نافہم ظاہر پرستون کے لیئے بہادر خان برادر علی قلیخان منصب بزرگ وکالت کا پادشاہ سے دلا دیا اس پر فہم پیشہ معاملہ دان کام کی کنہ کو تو پہنچے نہین بیان درازی کرنے لگے کہ اس کالت کے مہم خطیر و امر عظیم کے واسطے وقوف کامل و تجربہ تام و دیانت وافر درکار ہے فراخ و کدفرا وان درکار ہے اور ان صفات کے ساتھ کمال آزادگی بھی ہونی چاہیئے کہ اپنے سود و زیان سے درگذر کرکے اپنی ہمت اپنی صاحب کی مزید کار مین مصروف رکھے۔ اگر اپنے ذاتی منفعت کا خیال اس شخص سے نکلتا ہو کہ جس نے اسکے بار کو اٹھایا ہو تو اس کے کار مین کوشش کرنی خلوص کے ساتھ

اس کا طریقہ صحیح کل ہو پادشاہ جو ہوتا ہے خدا اسکو ہزارون آدمیون مین سے منتخب کرکے اہل عالم کو اس کے سپرد کرتا ہے طوائف متلونہ وطبقات ملل ونحل اسکی رائے زرین کے تفویض کرتا ہے اگر امر پادشاہ کا وکیل ایسے خدیو کا نشان بخ ہو تو نظام عالم کے سی ہو سکتا ہے لہذا مختلف وادیان متنوعہ جنکے اختلاف افتراق مین حکمت بالغہ الٰہی ہی کیسے رفاہیت پا سکتے ہین مگر نفس امر مین یہ بات آدمیون کی ناہمیدگی سی تھی کیونکہ یہ امر مستعار ظاہر بینون کی مصلحت پر مبنی تھا اور اس کی اس شورش کا دفع کرنا مقصود تھا کہ ترکان سادہ لوح کی ایک جماعت نے قیا خان گنگ و سلطان حسین جلایر و محمد امین دیوانہ کے ساتھ اتفاق کرکے شہاب الدین احمد خان خواجہ جہان اور اس قسم کے آدمیون کا قصد کیا تھا۔ اس سبب سے پادشاہ نے ان فتنہ اندوزون کی آشوب کی آگ بجھانے کے لیئے منصب کلیت بہادر خان کو دیدیا۔ قیا خان کی قدیم خدمات مستحسن کے سبب سے بھڑائچ اور اوسکی حدود دیدین۔ محمد امین دیوانہ بھاگ کر صحرا مین آوارہ ہو گیا جب ان بداندیشون کے ہنگامہ مین سنگ تفرقہ پڑا تو بہادر خان کو اٹاوہ جاگیر مین وکیر رخصت کیا۔ ان دونون مین بہادر خان پر رسم وکالت کا اطلاق ہوتا تھا مگر معنی اصطلاحی کے باہم انگہ پر صادق آتے تھے وہی وکالت کرتی تھی۔ اسی ظاہر پرست صورت کو کہا دیکھتا ہے اس کا رشگرف مین خرد اور حوصلہ کی ضرورت ہے یہ دونو صفت باہم انگہ پر ختم تھین ؎

ای بسا زن کہ نہد گام خرد مردانہ ۔۔

بیرام خان کی کوئی تدبیر درست نہ بیٹھتی تھی وہ سہ شنبہ ۱۲ رجب دارالخلافہ آگرہ سی الور کی طرف چلا۔ راستہ مین بیانہ مین اوس نے شاہ ابوالمعالی و محمد امین دیوانہ کو کہ فتنہ و فساد کے دور کرنے کے لیئے قلعہ بیانہ مین مقید کیئے گیئے تھے چھوڑ دیا۔ ظاہر مین تو اُن سے یہ کہا کہ پادشاہ پاس جاؤ مگر رہائی سی مقصود اصلی یہ تھا کہ فتنہ برپا کرین۔ جب پادشاہ کو بیرام خان کی آگرہ سی الور کی طرف روانہ ہونے کی اور وہان سے پنجاب کی طرف جانے کی خبر ہوئی تو پادشاہ کی یہ رای ہوئی کہ دارالملک دہلی سے چلکر حدود ناگور مین قیام کیجیئے کہ بیرام خان کے اس حدود مین پاؤن نہ جمین اور اگر ممالک پنجاب مین جانے کا قصد کرے تو سر راہ روکا جاے۔ جمعہ ۲۲ رجب کو بادشاہ نے دہلی سے کوچ کیا۔ پھر احتیاطاً میر عبداللطیف قزوینی کی معرفت یہ مواعظ اپنی طرف سی لکھکر بیرام خان کو سنائی کہ ای میرے

بادشاہ کا بیرام خان کے فتنہ و فساد کے دور کرنے کے لیئے

خان بابا تمہاری حقوق خدمت و حقائق عقیدت سب میرے دل مین منقش ہین اور جہان مین وہ مشہور ہین مین لڑکپن کا مقتضا رتھا کہ مین سیر و شکار مین مصروف رہتا تھا۔ اور سارے مہمات سلطنت اور انتظام تم کو سپرد کر رکھا تھا جو اب تک تم نے چاہا وہ کیا۔ مین نے اسمین کچھ دخل نہین دیا۔ اب میرا ارادہ ہے کہ خود کاروبار جہانبانی اور معدلت گستری کرون۔ اب تم جیسے خیر خواہ خردمند کو چاہیئے کہ اس بات کو عطیات الٰہی سے سمجھکر خدا کا شکر کرو اور کچھ عرصہ کے لیئے مہمات دنیا کے شغل سے دل و ہٹھا کر حج کو جاؤ۔ خلاؤ ملا رہین تم ہمیشہ سعادت حج کا شوق ظاہر کیا کرتے تھے۔ ہندوستان مین جسجگہ اور جسقدر چاہو جاگیر لے لو اور اسکے محاصل کو اپنے آدمیون کی معرفت اگھواکے فصل بہ فصل سال بہ سال اپنی سرکار مین منگالو۔

جب پادشاہ جھجھر مین ۱۲ رجب کو آیا تو بیرام خان کی رہ گزر روکنے کے لئے خود اپنا جانا پادشاہ نے مناسب نہ جانا۔ ادھم خان۔ شرف الدین حسین مرزا۔ پیر محمد خان۔ شاہ ابو المعالی خان و مجنون خان اور ایک جماعت کو ناگور کی طرف روانہ کیا کہ اگر بیرام خان واقع مین سفر حجاز کا قصد نہ کرے اور اس سفر کی شہرت دینے سے بھی غرض ہو کہ دھوکہ دیکر پنجاب چلا جاؤن اور وہان شورش برپا کرون تو اوسکو یہ لشکر سزا دی اور نہین تو اہتمام کرکے اُس کو ممالک محروسے سے باہر کردے ناگور اور اسکے حدود مرزا شرف الدین حسین کو حوالہ کیئے امرا و عظام اس خدمت کے اہتمام مین آئین شائستہ کے ساتھ مصروف ہوئے اور خود پادشاہ چار شنبہ ۱۷ شعبان کو دہلی مین آگیا۔ بیرام خان سرکار میوات مین تھا کہ پادشاہ کی فوج کے آنے کی خبر اسکے لشکر مین منتشر ہوئی دفعۃً اسکے ہنگامہ کی رونق دور ہوئی سوا دلی بیگ اور اسکے دو بیٹون حسین قلی بیگ و اسمعیل قلی بیگ کے کہ بیرام خانکی خویش تھے و شاہ قلیخان محرم و حسین خان اور چند اور آدمیون کے کوئی اُس پاس نہ رہا۔ ساری سپاہ اسکی فوج فوج بن کر پادشاہ پاس جانی شروع ہوئی۔

پادشاہ کا لشکر اُس کی طرف جب فوج فوج چلا تو اُس نے دیکھا کہ اب مجال توقف نہین ہے دل سے ریاست کا خیال دور کرکے ایک عرضداشت بھیجی کہ جسمین طرح طرح سے نیازمندی اور عذرخواہی کی اور جدائی کا افسوس ظاہر کیا اور حرمین شریفین کی زیارت کے لیئے رخصت مانگی اور

قصہ بیرام خان کا پادشاہ کی رکاب سے جدا ہوکر حج کو جانے کے ارادہ سے آگرہ کی طرف روانہ ہونا

چند فیل وتمن ولوغ وعلم ونقارہ وسائر ادوات امارت کو حسین قلی بیگ کے ہمراہ بھیجدیا امراء کو لکھ دیا کہ آپ میری طرف کس لئے تصدیع فرماتے ہین - میرا خود دل دنیا اور اسکے کاروبار سے سرد ہوگیا ہے اسباب ریاست بادشاہ پاس بھیجدیا ہے - امراء اس دم مین آن کر پھر گئے - حسین قلی دہلی مین بادشاہ پاس آیا اور خلق مین مشہور ہوگیا کہ بیرام خان حج کو گیا - شیخ گدائی بادشاہ کی خدمت مین آیا - اگرچہ لائق سیاست تھا مگر بادشاہ نے اوسپر مرحمت کی - اس عرصہ مین ناگاہ یہ شہرت افواہ ہوئی کہ بیرام خان پنجاب کی صوبہ کی طرف آیا ہے کہ ایک شورش برپا ہوئی نہین -

بیرام خان کی بغاوت و پنجاب آنا ۹۶۷ھ

بادشاہ کی سپاہ کے بھیجنے کے سبب سے وہ ممالک محروسے سے نکل کر بکانیر مین آیا - راے کلیان اوسکا بیٹا رای سنگھ جو اس سرزمین سب سے بڑا رتبہ رکھتے تھے وہ بیرام خان سے ملنے آئے - بیرام خان کو یہ مقام دلپذیر معلوم ہوا - وہ یہان چند روز رہا - پھر وہ یہان سے پنجاب کی طرف گیا اور بادشاہ سے کھلی بغاوت اختیار کی اور سرحد کے امراء کو لکھا کہ مین سفر حجاز پر متوجہ تھا لیکن جب مجھے معلوم ہوا کہ بادشاہ سے ایک جماعت نے جھوٹ موٹ کی باتین لگا کر مجھے آوارہ کیا ہے اور بادشاہ کا مزاج میری طرف سے متغیر کر دیا ہے خصوصًا ماہم انگہ نے کہ وہ اپنے تئین مستقل سمجھتی ہے اور کہتی ہے کہ مین نے بیرام خان کو نکلوا دیا اسلیئے مینے ارادہ کیا ہے کہ ایک فرمان بدکرداروں کو سزا دیکر بادشاہ سے سفر مبارک کی تازہ رخصت لون اور اس طرح اور مقدمات لکھ بھیجا اور خواجہ درویش اوزبک جو پنجاب کے امراء عظام مین سے تھا اس پاس مظفر علی بھیجا کہ اسکو لے آئے جب بادشاہ کو یہ اخبار معلوم ہوئے تو اُنہ نے فرمان جو ایک نصیحت نامہ ہی بھیجا -

فرمان بادشاہ ۹۶۷ھ

خان خانان کو معلوم ہو - کہ ہمارے خاندان کے پروردہ نعمت اور تربیت کردہ عنایت ہو اور تمہاری حقوق خدمات ہماری درگاہ مین ثابت ہین - حضرت والد ماجد نے امر عظیم القدر ہماری اتالیقی کا تم کو اس لئے سپرد کیا تھا کہ صدق نیت و اخلاص تمھارا دیکھا تھا - جب والد کا انتقال ہوا تو اخلاص اور وفاداری مین کمر صدق وجان سپاری باندھ کر مہمات وکالت کے تم متعہد ہوئے - ہم نے بھی خدمات کی مشقت اور نیک اندیشی تمہاری دیکھ کر حل معقد رتق وفتق امور کو ایسا تمہارے قبضہ اختیار مین چھوڑ دیا کہ اس سے زیادہ متصور نہین ہو سکتا - بُرا بھلا جو تمہارے دل مین آیا وہ تم نے کیا ہمنے

کچھ دخل نہیں دیا۔ تم سے اس پانچ سال کے عرصہ مین چند امور ناشائستہ ایسے ظہور مین آئے کہ خاطر بھی کو تم سے فتور ہوا۔ اسکی مثال شیخ گدائی کی تربیت ہی۔ کہ تم نے باین ہمہ زیرکی و دانائی خاصل و قابلیت حسب و نسب آدمیون کو چھوڑ کر اپنی مصاحبت و آشنائی کے لیئے اسکو انتخاب کیا باوجودیکہ وہ منصب عبارت کا متعہد تھا و ظہور مناشیر پر مہر کرتا تھا ہمنے اسکو تسلیم سے معاف کیا تھا۔ باوجود اسکی کمالی جہل و نادانی کے محافل مین جمیع سادات صحیح النسب و علماء جلیل الحسب پر جنکے ہم عظمت و شان و حالت کا ملاحظہ کر کے مراسم تعظیم و احترام بجا لاتے تھے۔ ہم نے اسکو تقدیم دی باوجودیکہ وہ خاندان ہمایون کی محبت و دوستداری کی شیخیان کرتا تھا۔ اس لئے عمداً اس فرقہ کی ذلت و خواری کو تجویز کیا۔ تم نے اس اپنے تربیت کردہ کو جو دلون کا مردود اور نظرون کا مطرود تھا اس طائفہ پر ترجیح دی۔ اور انکے بزرگون کی ارواح مقدسہ سے کسی طرح شرم و آزرم نہ رکھی اسکو اس مرتبہ پر پہنچایا کہ وہ سوار ہمارے سامنے آتا اور ہم اس سے مصافحہ کرتے تھے اپنے ملحق نوکرون کی جنکی حالت و لیاقت معلوم۔ خطاب سلطانی و خانی و علم و نقارہ معمور جاگیرین اور سیر حاصل والایتون سے ممتاز کیا اور حضرت جنت آشیانی (ہمایون) کے وقت کے خوانین سلاطین کے امراء معتمدون کو جنکی اصالت و حالت و استحقاق سب پر روشن تھا کمال بے اعتباری کے ساتھ خشک ٹیون سے محتاج کیا۔ ان سب کے خون و ناموس کا قصد کیا۔ باہری ملازمون اور خدمتگارون کو جنھون نے ہمسون امیدواری اور خدمت کی تھی اور وہ رعایت و عنایت کے مستحق تھے انکے لیئے ادنیٰ معیشت بھی تجویز نہین کی۔ وہ جماعت کہ شکار اور سواری مین میری ملازمت مین ہوتے تھے اور ہزار محنت و مشقت سے خدمت کرتے تھے۔ انکے خون بیگناہ کے تم پیاسے تھے طرح طرح کی بے اعتدالیان انکے ساتھ تم کرتے تھے۔ اور اگر اپنے نوکرون مین سو گناہ مثل قتل۔ چوری۔ راہ زنی۔ تاراج اور طرح کا فسق و فجور ظہور مین آتے تو سب معاف تھے۔ اور اگر ہماری ملازمون مین سے کچھ ذرا قصور ہوتا یا کوئی جھوٹا بہتان اُنپر باندھ دیتا تو ان کے قتل و حبس و تاراج مین تاخیر نہ ہوتی۔ ہماری خبر ہونے تک انکی بے آبروئی ہوتی۔ و طرح طرح کی انپر جفا ہوتی۔ بعضے آدمی نہایت کمینے اور سفلے تمہاری خدمت مین رہتے تھے اور خوشامد کرتے تھے۔ جیسے کرشنا چتلی نارنجی۔ محمد طاہر لنگ ساربان۔ اور تم اپنی سادگی سے اس طائفہ کو

راست گو جان کر تربیت کرتے تھے۔ اور انکو تقویت دیتے تھے۔ شاہ قلی نے بے حیائی کر کے فرمان نہ سنا۔ محمد طاہر نے ایسا جواب درشت دیا کہ وہ اسکا مستحق تھا کہ زبان اسکی کاٹی جاتی بلکہ قتل کیا جاتا۔ لنگ سا زبان نے تمہاری حضور مین ایک جماعت کے روبرو ایسا درشت لفظ کہا کہ وہ بھی سیاست کا مستحق تھا۔ ولی بیگ کو تم خود جانتے ہو کہ وہ قزلباش مین کیا عزت و اعتبار رکھتا تھا۔ بغیر کسی خدمت و اصالت و حالت کے اسکو تم نے اپنا داماد بنا کر امراء عظام سے بڑا بنا دیا۔ یہان تک کہ سید قلی مرزا پر کہ علو سیادت و انتساب سلطنت مین ممتاز تھا تقدیم وی حسین قلی کو جسنے اب تک ایک مرغی پر بھی تینچہ نہین لگایا تھا۔ اسکندر خان عبداللہ خان و بہادر خان کو برابر تم نے عایت کی اور آباد جاگیرین اسکو دین اور خوانین عظام کو ویران جاگیرین دیکر خوش کیا۔ ان دنون مین اکثر مجالس مین ایسی حرکات تم سے سرزد ہوئی تھین کہ وہ ہماری خاطر کی باعث رنجش و آزار ہوتی تھی چونکہ ہمکو تمھاری خاطر عزیز تھی اور تم کو دولتخواہ اپنے خاندان کا ہم سمجھتے تھے۔ اور تمہارے قول و فعل پر اعتماد رکھتے تھے ان تمام ناہموار اعمال و کردار کو تم مین خیر خواہی و محض نیک اندیشی تصور کرتے تھے۔ دیدہ و دانستہ اپنے کرم علیم سے انسے درگذر کرتے تھے۔ ان دنون مین ہمکو معلوم ہوا کہ تم نے اس جماعت باغیہ کی باتون مین آکر یہ قصد کیا ہے کہ معدودے چند کہ ہماری ہمراہ ہین ان کو علیحدہ کر کے ہم کو تنہا کر دین۔ اس شرارت کے دفع کرنے کے لیے دارالخلافت اگرہ سے دارالملک دہلی کی طرف متوجہ ہوئے ہین اور تم کو لکھا کہ بعضے امور تم سے ایسے ظہور مین آئے ہین کہ ہم نہین چاہتے کہ تم ہماری ملازمت کرو۔ اگرچہ تمنے ہم کو بہت آزار پہنچایا ہین مگر بدستور تمکو خان خانان جانتے ہین اور کہتے ہین۔ تمہاری خاطر سے ہم نے سخت قسمین کھا کر کہا کہ ہم تمہارے جان و مال و ناموس کا قصد نہین رکھتے ہین۔ ہم نے خود جہات جہان بانی کو اپنے ہاتھ مین لیا ہے جو تم چاہتے ہو عرضداشت مین لکھ کر عرض کرو جو ہمارے نزدیک مناسب ہوگا اسپر حکم دینگے۔ ہمکو یہ خیال تھا کہ جسوقت تم یہ خبر سنوگے کہ ہم خود جہات سلطنت مین مشغول ہوئے تو تم سرد رہو گے اور تسلیم و رضا مین راسخ دم و ثابت قدم رہو گے۔ ہمارے خاندان کے حقوق نعمت و تربیت کہ چالیس سال سے تمہارے ذمہ پر ہین اور تم نے من المہد الی اللحد اس سی پرورش پائی ہے بالکل فراموش خاطر کر کے اس جماعت مفسد و مفتن کے کہنے مین آگئے کہ وہ اپنی اغراض نفسانی کے سبب چاہتے ہین کہ ابن اخوت کے جریدہ مین تم کو لاویے اور اس آخر عمر مین سعادت اخروی سے محروم کرے۔ شقاوت ابدی مین مبتلا کرے۔ چنانچہ اس نے اپنی کمال شقاوت اور خساست و خود پسندی سے تم کو بے اراد کر دیا۔ ولد

اسکندر کو تمنے پیغام دیا کہ مخالفت و منازعت کرے نتا رخان پنجم بھیتہ پاس آدمی بھیجا کہ دامن کوہ مین آن کر ہماری و دست اندازی ان حدود مین کرے خود لاہور کا خیال کر کے چلے ہو کہ وہان جاکر فتنہ و فساد کی بنیاد قائم کروا و رمخالفت کا طریقہ اختیار کرو اور ممالک محروسہ کے اطراف مین خلل ڈال کر ہماری دودمان کے چراغ کو اپنے دم سرد سے ٹھنڈا کرو ؎ چراغے را کہ ایزد بر فروزد ؎ ہر آنکس تف کند ریشش بسوزد ؎ پیرۂ غرور و پندار نے تمہارے دیدۂ اعتبار کو کور کر دیا ہے۔

ہمکو تمہارے اخلاص و اعتقاد پر کہ تمہارے چہرۂ احوال و جبہۂ اعمال سے واضح ہے اب تک ایسا اعتبار چلا آتا ہے کہ ایسی شرارتون کے کام کرنے تم سے دور معلوم ہوتے ہین اور ہمکو ان پر یقین نہین ہوتا اس لئے کہ تم ہماری خاندان کے پروردۂ نعمت و تربیت کردہ ہو۔ تم پر ہمارے حکم کی اطاعت واجب و لازم ہے ہم بر سبیل حجت فرماتے ہین کہ اپنے ان افعال و اعمال قبیحہ سے درگذر کرو اور اس جماعت مخذول العاقبت کو جسنے تمہاری دولت و عزت کو نقصان پہنچایا ہے اور وہ اپنی اغراض کے سبب سے باغی بنانا چاہتی ہے عقید کر کے ہماری پاس بھیجدو جیسے ہم نے اس پانچ سال مین تمھاری خاطر کی ہے کہ جو کچھ تم نے کیا خواہ معقول یا نامعقول تمہاری صوابدید سے عدول نہین کیا اس لئے تمکو بھی چاہیئے کہ ہماری حکم کو سمعاً و طاعۃً انقیاد کر کے برخلاف نہ کرو۔ جب تم اس حکم پر عمل کروگے ہمارا دل تم سے صاف ہو جائیگا اور تمہاری جرائم و تقصیرات کو بالکلیہ معاف کر دینگے۔ جسوقت ہماری ملازمت کو جاہوگے اور وقت بھی اسکا اقتضا کریگا تو ہم تمکو بلائینگے کہ تمہارا احتساب رفع ہو۔

اب تک ہم کو تمہاری خدمات ملحوظ و منظور ہین گو ان خدمات کی عوض مین بھی برابر رعایتین ہو چکی ہین ہم یہ نہین چاہتے کہ تمہارا نام کہ مدتون اخلاص و ارادت و انقیاد و اعتقاد کے ساتھ امصار و بلاد مین مشہور تھا۔ اب بغاوت و عناد و فساد کے ساتھ منتشر ہو اور آخر عمر مین قزاقہ بخت کے زمرہ مین تمہارا حشر ہو۔ تمہارے عبودیت کے حقوق کے سبب سے ہم نے تم کو آگاہ کیا۔ زنہار کچھ اور خیال نہ کرنا اور خوب یقین رکھو کہ اگر از روی جہل و کوتہ اندیشی کے راہ ہوگے اور نخوت و پندار سے اپنا دماغ پریشان کر کے اہل ادبار کی سلک مین آؤگے تو ہمارا لشکر تمہاری درپے ہوگا اور ہماری اقبال کا عنفوان اور تمہارے ادبار کا آغاز ہے اس لئے یقین ہوتا ہے کہ ہم کو فتح عظیم ہو اور تم شرمسار گرفتار ہو۔ بیدولتی اس معنی پر استدلال

نہین کرنے دیتی کہ ان پانچ سال مین تم نے اپنے آدمیون کے ساتھ کیسی رعایت کی ہے وہ اس واقعہ کے دن کام آئین کو تہ اندیشی و نادانی کے سبب سے آدمی نہین جانتا کہ دولت عنایت الٰہی کے ساتھ ہے جسوقت یہ عنایت نہو تو کوئی بیدولت کام مین نہین آتا۔ چنانچہ تم نے اپنی آنکھون سے دیکھ لیا کہ جن آدمیون کو تم فرزند و برادر کہتے تھے اور کبھی انکی جدائی کا گمان نہین کرتے تھے وہ امیر جدا ہو گئے اور جو رہ گئے ہین وہ بھی ایک یک کر کے علٰحدہ ہو جائینگے اور ہماری درگاہ مین آجائینگے اور رفتہ رفتہ تمکو تنہا چھوڑ دینگے ایسی جگہ سوای تسلیم و رضا کے کوئی اور چیز فائدہ نہین دیتی ؎ سر نیاز بباید نہاد و گردن طوع * کہ ہر چہ حاکم عادل کند ہمہ داوہست

خانخانان اس دستور العمل سعادت سے پند پذیر نہ ہوا بلکہ اور شورش پر زیادہ آمادہ ہوا۔ وہ بیکانیر سے پنجاب کیطرف متوجہ ہوا۔ جب قلعہ تبرھندہ مین پہنچا۔ یہ شیر محمد دیوانہ کی جاگیر مین تھا وہ اس کے مخصوصون مین سے تھا کوئی کہتا ہے کہ متبنی تھا۔ اپنے بیٹے عبدالرحیم کو مع اہل و عیال و احمال و اثقال کے اس قلعہ مین شیر محمد کو حوالہ کیا اور خود وہان سے چلا۔ شیر محمد نے اپنے اصلی ولینعمت کے حق کو بہتر سمجھکر اس سے فرار کیا۔ اسکے تمام اسباب و اشیا پر کہ تبرھندہ مین چھوڑ گیا تھا متصرف ہوا اور اہل و عیال کو ملازمت مین لایا۔ بیرام خان نے جو درویش محمد اوزبک مظفر علی کو اپنے مال و عیال کی طلب مین شیر محمد پاس بھیجا تو اوس نے مقید کر کے بادشاہ پاس بھیجدیا اور بادشاہ کو اپنا صاحب حقیقی سمجھکر ولی نعمت مجازی کو چھوڑ دیا اور بیچ مچ بادشاہ کا خیر خواہ بن گیا۔ جب بیرام خان تہارہ کے نزدیک پہنچا تو مرزا عبداللہ مغل نے قلعہ کو مضبوط کیا۔ ولی بیگ نے اوس سے لڑ کر شکست پائی۔

بادشاہ دہلی مین تھا۔ جب اسکو معلوم ہوا کہ بیکانیر سے بیرام خان پنجاب کیطرف گیا تو بادشاہ نے اول لشکر شمس الدین محمد خان کو دیکر اس لئے بھیجا کہ خانخانان کو پنجاب مین نہ گھسنے دے اور پھر خود بادشاہ سامان یورش تیار کر کے پنجاب روانہ ہوا اور خواجہ عبدالمجید مخاطب آصف خان کو دہلی سپرد کی اور اوسکو یہ نصیحتین کین کہ اپنے جاہ و خرد پر مغرور نہ ہونا۔ نعمت رسیدگی کا پاس ہمیشہ رکھکر اپنی سربلندی کو فروتنی پر منحصر سمجھنا اور اپنی مزد خدمت ہماری عنایت و تربیت کو سمجھنا۔ چشم و دل و دست و زبان کو آدمیون کے مال سے کوتاہ رکھنا۔

بیرام خان کی بغاوت کی شورش ہوئی تو مصلحت و احتیاط کے لیئے حسین قلی بیگ کو قید کر کے اجمیر خان

بیرام خان کے ساتھ کے ۹۶۷ سنہ ۵

کو سپرد کیا اور اُسے کہدیا کہ اگر حسین قلی بیگ کو کوئی گزند پہنچی گی تو تجھ سے باز خواست ہوگی۔
۲۰ ذی قعدہ کو دار الملک دہلی سے اس فتنہ کے دور کرنے کے لیے روانہ ہوا بادشاہ نے جو لشکر پہلے
روانہ کیا تھا وہ پرگنہ دکدار مین جو نواحی پرگنہ جالندھر مین ستلج و بیاہ کے درمیان واقع ہے پہونچا اور
گونا چور پر جو دکدار سے متعلق ہے بیرام خان کو جا کر اس نے روکا۔ بیرام خان جالندھر کے لینے مین
اہتمام کر رہا تھا کہ انگہ خان کے لشکر کے آنے کی خبر سنی۔ وہ ان انگہ خان کو کیا سمجھتا۔ اس سے لڑنے کو تیار ہوا
طرفین سے بہ آئین جنگ لشکر تیار ہوئی۔ بیرام خان پاس لشکر بہت نہین تھا مگر کیفیت کے اعتبار سے زیادتی رکھتا تھا
اور لشکر بادشاہی سے زیادہ اعتماد کے لایق تھا۔ بادشاہ کے لشکر مین سے اکثر نے اپنی بدنہادی و بددلی
و دوزبانی سے بیرام خان کو نوشتے بھیجے تھے۔ غرض موضع گوناچور مین اوائل ذی الحجہ ۹۶۷ھ مین
طرفین سے کوشش و پیرانہ ظہور مین آئین۔ بادشاہ کا لشکر اول بھاگا۔ دشمن کا لشکر اس کے پیچھے پڑا
اور بیرام خان خوش خوش جا تا تھا کہ انگہ خان کی فوج ایک پشتہ کی پناہ مین کھڑی تھی کہ وہ اس کے سامنے
آئی۔ بیرام خان ہاتھیون کو آگے کر کے مدافعت کے لیے کھڑا ہوا مگر آخر کار شکست پائی۔ بادشاہی لشکر
نے مخالف کی سپاہ کو پراگندہ کر دیا۔ اسمعیل قلی خان کو زندہ گرفتار کیا۔ ولی بیگ بھی ہو کر پکڑا گیا اور
اعیان مخالف گرفتار ہوئے۔ اور بہت غنیمت بادشاہ کے لشکر کے ہاتھ لگی۔ انگہ خان نے بھگوڑون کا دو
تک دور اندیشی کے سبب سے تعاقب نہین کیا۔

بادشاہ شکار کھیلتا ہوا نواحی سہرند مین تھا کہ خبر داروں نے اس فتح کی خبر سنائی۔ لوازم شکر و سپاس
وقوع مین آئے۔ مراسم نشاط و شادمانی کی تقدیم ہوئی۔ مہام سلطنت نے انتظام تازہ پایا۔ کوتہ
حوصلون کو فراخی مشرب نصیب ہوئی۔ بیچارون سادہ لوحون کو سررشتہ دانش ہاتھ لگا۔ دولت نے
مغروروں کے ہاتھ سے خلاصی پائی۔ بادشاہ وقت کو ناحق شناسون کی ستم شریکی سے نجات
ہوئی۔ خردمندون کو افزایش دریافت نصیب ہوئی۔ دولت نے خندہ دکھایا۔ اقبال نے چہرہ کشادہ
کیا۔ عالم نے طراوت تازہ پائی۔ زمین و زمان کو از سر نو تازگی ہوئی۔ کور باطن حسد پیشہ خاکساری کے
گڑھے مین گری۔ اور ادبار کی خاک اس کے سر پر پڑی۔ انصاف پیدا اور عدالت آشکارا ہوئی۔ یہ
بادشاہ کے زمانہ اختیار کی فتح اول تھی۔ بادشاہ سہرند مین مقیم تھا کہ معظم خان حسب الحکم اور امراء کی تھ

بادشاہ کی فتح اور بیرام خان کی شکست ۹۶۷ھ

دوشنبہ ۸ ارذالحجہ ۹۶۷ھ کو بادشاہ کی خدمت مین آیا اسکو منصب عالی وکالت اور خطاب خانخانی کا اور خلعت مرحمت ہوا اور شمس الدین اتکہ خان بھی یہین آیا اسکو حامد داقو و حامۂ فتاحی بیرام خان اور اعظم خانی کا خطاب ملا وہ اپنی ساتھ مرزا ولی بیگ اور بڑے بڑے سردارون کو پاؤن مین زنجیر اور گلے مین طوق ڈال کر اور بہت سی غنائم لایا تھا ولی بیگ نے زندان مین زندگانی سے نجات پائی۔ اسکا سر ممالک شرقیہ مین عبرت کے لیئے بھیجا گیا مگر جب یہ سر پر گنہ اُٹاوہ پہنچا تو یہان کے جاگیردار بہادر خان نے سر لیجانے والے کو مار ڈالا مگر یہ حال بادشاہ پر نہ کھلنے دیا +

یہان سے بادشاہ سہ شنبہ ۶ ر ذی الحجہ ۹۶۷ھ کو شکار کھیلتا ہوا لاہور مین گیا اور منعم خان نے یہان کا سارا اہتمام اتکہ خان کو حوالہ کیا اور جب بادشاہ کو یقین ہوا کہ تلواڑہ مین راجہ گنیش پاس بیرام خان ہے تو وہ سہ شنبہ ۱۰ محرم ۹۶۷ھ کو کوہ سوالک کی طرف چلا۔ اس نواح مین تلواڑہ ایک جاے مستحکم دریاے بیاس کے کنارہ پر ہے بادشاہ نے یہ چاہا کہ ارباب غرض کی مکر و تزویر بغیر اس مہم کو خود انجام دے۔ ماچھیواڑہ مین بادشاہ کا منتظر لشکر تھا کہ وہ یہان آیا اور منعم خان جسکو اس فوج کا انتظام سپرد تھا وہ بادشاہ پاس آیا۔ حوالی سوالک مین اس لشکر نے تنگنا ہاے کوہستان مین جاکر کوہی راٹون اور راجاؤن کو شکست دی اور ملک کو تاخت و تاراج کیا اور جانبین سے بڑے بڑے حملے ہوئے خوب لڑائیان ہوئین ۔ بادشاہی لشکر مین سلطان حسین خان جلایر کہ ایک جوان بہت خوش قامت و متناسب الاعضا رشجاع تھا لڑائی مین مارا گیا جب اسکا سر جدا کرکے بیرام خان پاس مبارکباد کہنے کو لوگ لائے تو اُس نے اپنی آنکھون پر رومال رکھا اور اسکی حسن خدمات کو یاد کیا اور ہاے ہاے کرکے رونے لگا۔ اور کہنے لگا کہ میری زندگی پر سو نفرین کہ جسکے لیئے میری شامت نفس کے سبب سے ایسے جوان ضائع ہون۔ جب بیرام خان نے نواحی کوہستان مین بادشاہ کے خود آنے کا حال سُنا تو عاقبت اندیشی یہ کی کہ جمال خان اپنے معتمد غلام کو بادشاہ کی خدمت مین بھیجا جس نے بیرام خان کی طرف سے بادشاہ سے عرض کیا کہ مجھ سے بعض امور بطریق اضطرار نہ بر سبیل اختیار سرزد ہوئے ہین جس سے مجھے نہایت ندامت ہے۔ میرے قصور معاف ہون۔ بادشاہ نے اپنے لطف و کرم سے

بادشاہ کا کوہ سوالک مین جانا اور بیرام خان کے کار کا تمام ہونا ۹۶۷ھ

اسکی ساری تقصیرات معاف کردین اور اسکی تسلی خاطر کے لیئے مولانا عبداللہ سلطان پوری کو اور اپنے مقربون کے ساتھ بھیجا کہ اسکو مطمئن کرکے ہماری پاس لے آؤ۔ ان آدمیون سے بیرام خان کی تسلی نہ ہوئی اور اس نے کہا کہ مین اپنے کیئے سے خود خجل ہون اور ہر طرح کی سیاست کا مستحق ہون پادشاہ کے مکارم اخلاق سے خاطر جمع ہوئی مگر کل ارکان چغتائی اور امرا اولیا دولت سے ہراسان ہون اگر منعم خان آن کر میری تسلی اور یمین درست اور عہد مؤکد کرے تو مین پادشاہ کی۔ درگاہ مین سجدہ کرنے کو موجود ہون پادشاہ سے اجازت لے کر باقی عمر مکہ شریفہ مین گذارونگا اور اپنے گناہون کی تلافی کرون گا پادشاہ نے اس درخواست کو منظور کرلیا۔

بیرام خان کا پادشاہ کے پاس آنا ۹۶۸ھ

جب پادشاہ حدود قصبہ جاجی پور مین آیا۔ جو دامن کوہ ستلج و بیاہ کے درمیان واقع ہی تو اوس نے منعم خان اور امراء کو بھیجا کہ بیرام خان کو ہماری عنایتون کا وعدہ کرکے مطمئن کرکے ہماری پاس لے آؤ جب یہ امراء تنگنائے وحشت مین کہ جہان بیرام خان نے پناہ لی تھی گئے تو زمیندارون کا ہجوم ہوا اور ممالک ہندوستان مین زمیندارون کی جمعیت کا جو قاعدہ مقررہ ہے اوسکے موافق لڑنے کو تیار تھے۔ تنگ راہون کو طے کرکے یہ پادشاہی امراء اس قلعہ مین پہنچے جہان بیرام خان تھا۔ منعم خان کو دیکھتے ہی بیرام خان کا دل بحال ہوگیا کہ پادشاہ کا زبانی جو پیغام آیا تھا وہ بیان واقع تھا آگے بڑھ کر وہ آیا اور اُس سے ملا اور نہایت رقت کی۔ منعم خان اسکی استمالت کرکے پادشاہ پاس لایا۔ بابا زنبور اور شاہ قلیخان محرم نے بیرام خان کا دامن پکڑ کر بڑی گریہ اور زاری کی کہ ہرگز نہ جا اس مین غدر و مکر ہے۔ ہرچند منعم خان نے انکو دلاسا دیا مگر سود مند نہ ہوا تو اوسنے انسے کہا کہ تم رات کو یہین مقیم ہوکر خبر کے منتظر رہو۔ جب خاطر جمع ہو تو ملازمت پر متوجہ ہونا۔ یہ خوف زدہ بیرام خان کو چھوڑ کر چلے گیے اسکی ہمراہ نہ گیئے۔ بیرام خان پادشاہ کی خدمت مین محرم ۹۶۸ھ مین آیا۔ روپاک گردن مین ڈالے ہوئے سجدہ بجالایا اور پادشاہ کے قدمون پر سر رکھکر کر دیا شرم گناہ یا شوق عفو سے خوب چلا چلاکر رویا۔ پادشاہ نے اپنے ہاتھون سے اسکا سر اوٹھایا اور اپنے رومال سے اسکے آنسوؤن کو پوچھا پرسش احوال بزبان عذر پذیر سے فرمائی اور اس قانون کے موافق کہ ایام وکالت مین بیرام خان کی جاتی پادشاہ کے دست راست پر مقرر تھی وہان بٹھایا اور منعم خان کو اس کے پہلو مین جگہ دی اور

اور امرا اور ارکان سلطنت و اعیان مملکت اپنی اپنی جگہ بیٹھے۔ اور مرحمت اور مکرمت کی زبان سی
استقبال و انبساط اور التفات فرمایا کہ گرد حجاب و غبار خجالت بیرام خان کی پیشانی سے زائل ہوگیا۔ مگر
اصل بات یہ ہی مصرعہ اگر گناہ بہ بخشد شرمساری ہست ۔ پھر بادشاہ نے اوٹھ کر اپنے ہاتھ سے
خلعت فاخرہ مرحمت کیا اور خوشی خاطر سے اسکو سفر حجاز کی رخصت دی حزم و دوراندیشی کی راہ سی
ترسون محمد خان و حاجی محمد خان سیستانی کو ہمراہ کیا کہ ممالک محروسہ کی انتہا تک اسکی ساتھ جائین
اور اسکو مخوف مسالک سی باہر نکال دین۔ یہ دونو حدود ناگور سے واپس آگئے۔ کہتے ہین کہ بیرام
خان نے حاجی محمد خان سیستانی سے شکایت کی کہ تو کل حقوق قدیم کو فراموش کر گیا اور تیری بیوفائی اور
مخالفت سے سبھی کو فت مجھے پہونچی ہے ایسی کسی اور سے نہین پہنچی حاجی محمد خان نے جواب مین کہا کہ تیرے
باوجود دعوی اخلاص و رفاقتی تربیت حضرت جنت آشیانی اور مراحم اشفاق شاہنشاہی ہائے
ہوکر تلوار ہاتھ مین لی اور اس سی جو کچھ ظہور مین آیا وہ آیا۔ میرا تمہاری ترک صحبت کرنا کیا دور تھا
مین کیا کرتا۔ اس سی بیرام خان شرمندہ ہوا اور خاموش ہوگیا۔

ہم نے جو بادشاہ اور خانخانان کے درمیان رنجشون کے معاملات بیان کیے ہین وہ یا دوتر
ابوالفضل کے اکبرنامہ سے نقل کیے ہین جس سی یہ ثابت ہوتا ہے کہ بیرم خان کی ذات سی بادشاہ
کے دل مین عداوت کا خیال کبھی نہین آیا مگر اسکے ساتھ ایک جماعت شریرون کی تھی جنکی خوشامد
گوئی سے خانخانان سی حرکات ناپسندیدہ سرزد ہوتی تھین اور بغاوت پر آمادہ کراتی تھین وہ
انکو سزا دینی چاہتا تھا۔ اب رموز خصوصاً خافی خان اپنی تاریخ منتخب اللباب مین یہ لکھتا ہی کہ
بیرام خان کے دل مین بادشاہ سی کبھی بغاوت کا خیال نہین آیا۔ ایک گروہ ایسے آدمیون کا بادشاہ کے
ساتھ ہوگیا جو بیرام خان کی طرف سی حق ناحق باتین لگا لگا کر بھڑکاتے تھے وہ اس بدکردار فرقہ
کے کیفر کردار کے منصوبے مین رہتا تھا بمجبوری اسکو بادشاہ سی لڑنا پڑا۔ جب بیرام خان نے بریالیسہ
کی راہ لی تو جس منزل مین وہ پہنچا وہان کے زمیندار اور حاکم کہ اسکے دشمنون کے متوسل تھے تصدیع
دیتے اسکو متواتر خبر پہنچی کہ بدخیون کے اشارے سے مخالفون کا ارادہ ہے کہ اسکو ہلاک کرین۔ اکثر
ہمراہی اسکو چھوڑ کر بھاگ گئے تو اس وسوسہ کے سبب سے سانگانیر سے کوہ اراولی فاگرہ سی تین کوس ہے

بادشاہ اور خانخانان کے معاملات مین مہم رخون کے بیان کے متعلق

اس نے مراجعت کی اور حج کے ارادہ کو فسخ کر کے دنیا کے ساتھ پھر دلبستگی کر نیسے بڑی بدنامی اٹھائی
اس عرصہ مین مولنا میر محمد خان اپنے ہمدمون کی تحریر سے پھر بادشاہ کی خدمت مین آئے اور از سر نو
انکو خطاب عطا ہوا اور اضافہ منصب ہوا اور فیل و نقارہ ملا اور امیرون کی رفاقت کے ساتھ بیرام خان
کی تنبیہ کے لیئے نامزد ہوا۔ بیرام خان جسنے دوبارہ بیت اللہ کے سفر کا ارادہ کیا تھا۔ مگر اس کی
راہین ایسی رکی ہوئی تھین کہ وہ جا نہین سکتا تھا۔ برگشتگی ایام کے سبب سے وہ پنجاب کی طرف متوجہ ہوا
کہ قندہار و مشہد مقدس کی راہ سے زیارت مرقد حضرت امام رضا و نجف اشرف کی کر کے عازم بیت اللہ
ہو جب اس نے سنا کہ ملا میر محمد اسکی تنبیہ کے لیئے مقرر ہوا ہے تو ناچار جان و آبرو کی محافظت کے لیئے
اس نے سپاہ کی نگاہ داشت اور جمعیت مین کوشش کی اور قندہار جانے کے قصد سے
پنجاب کی راہ اختیار کی۔ جب پیر محمد سرہند کے قریب آیا تو اوس نے بیرام خان کی شکایتین اور اوسکی
بغاوت کے ارادے ایسے شد و مد کی ساتھ بادشاہ کو لکھی کہ بادشاہ بیرام خان سے پہلے کی
نسبت دہ گنا آزردہ خاطر ہو گیا۔ جب بیرام خان کے لیئے میدان ایسا تنگ ہوا تو بادشاہ
سے اوس نے یہ عرض کیا کہ میرے حاسدون کے اغوا اور آزرو کے موافق حضور نے تیس پشت کی خدمت
دیرینہ میری پامال تہمت کفران نعمت ہوئین اور میرے دشمنون نے رافضی کے خون کو حلال
سمجھکر اسکا فتوی دیدیا مین اپنی جان کی محافظت کے واسطے جو سب مذہبون مین واجب ہے
چاہتا ہون کہ چند آدمیون کی مدد و رفاقت سے اس بلا سے اپنے تئین نجات دون اور اس
ہیئت سے کہ اہل غرض کے اظہار کے موافق مجھے اسباب بغاوت پر حضور آمادہ جانتے ہین تو اس خداوند
کی خدمت مین حاضر ہونے کو اگر وہ نفس الامر مین بیت اللہ ہی کا ارادہ ہو کفر جانتا ہون۔
سارا عالم جانتا ہے کہ ہم ترکون کے خاندان مین نمک حرامی کبھی نہین ہوتی اسواسطے مین نے
مشہد کی راہ اختیار کی ہے کہ روضہ امام رضا و عتبات نجف اشرف و کربلا کے طواف کے بعد
اپنی ولی نعمت کی بقا عمر اور سلطنت کے لیئے از سر نو کعبۃ اللہ کا احرام کرون۔ التماس یہ ہے
کہ اگر بندہ کو حضور نمک حرام و واجب القتل جانتے ہین تو کسی بے نام و نشان کو یقین کیجیئے کہ بیرام کا سر
کاٹ کے نیزہ پر لٹکائیے کہ حضور کے اور بدخواہون کو تنبیہ اور عبرت ہو۔ مصرعہ

گر قبول افتد زہے عز و شرف + اگر یہ نہین تو فوج کا سردار سوائے ملا سے خارجی (ملا
پیر محمد) کوئی اور مقرر ہو۔ یہ نمک حرام میرا نمک خوردہ ہے اور فدوی ہی کا اخراجی ہے۔
جب پادشاہ پاس یہ عرضداشت پہنچی تو اوس نے پیر محمد کو بلا لیا اور شمس الدین اتکہ کو بھیجدیا۔
جس سے اسکی لڑائی ہوئی۔ اور مورخون نے یہ لکھا ہے کہ بیرام خان کو شکست ہوئی مگر خافی خان نے
یہ لکھا ہے کہ اتکہ خان کو شکست ہوئی پھر بیرام خان نے اپنے ولی نعمت کی سپاہ سے لڑنا مناسب نہین جانا
کوہ سوالک مین چلا گیا اور پادشاہ اس شکست کی خبر سنکر لاہور مین آیا منعم خان جب کابل سے
آیا تو بیرام خان کی تنبیہ کے لیے لکھی جنگل کیطرف متوجہ ہوا۔ جب کوہستان مین داخل ہوا تو
یہان کے زمیندار بیرام خان کی حمایت کے لیئے جمع ہوئے مگر بیرام خان نے دیکھا کہ ولی نعمت کے
ساتھ سوای اطاعت کے دونو صورتون مین مردود جہان ہونا ہے اس لیئے زمیندارون کو
قصد فاسد سے منع کیا اور امان چاہی۔ دونو ہاتھ باندھ کر اور دستار گلے مین ڈال کر
پادشاہ کی خدمت مین آخر قدمون مین گرا اور خوب رویا۔ پادشاہ نے اپنے دست مبارک
سے سر اوٹھایا اور دست شفقت سینہ پر رکھکر خلعت خاصہ مرحمت کیا۔ زبان سے فرمایا کہ حق
مورونثی تیرا ہمپر ہے اگر ارادہ نوکری کا ہو تو سرکار کا ہی و چندیری تیری اقطاع مین معہ تر
کیجاتی ہے۔ اور اگر ہماری مصاحبت کا شوق ہو تو اپنی مجلس مین مصاحب مقرر کرتا ہون۔ سب
طرح سے تیری غمخواری کرونگا۔ اگر بیت اللہ کا ارادہ ہے تو عزت و آبرو کے ساتھ روانہ
کرونگا۔ بیرام خان نے جواب مین عرض کیا کہ الحمد للہ جو انسان کی آرزو کی انتہا ہوتی ہے وہ
حضرت فردوس مکانی و جنت آشیانی اور حضور کی رکاب سے تین ظہور مین آئی۔ اب میری دل
کی مراد تھی کہ قدمبوسی کی سعادت از سر نو حاصل کرکے اور عفو جرائم کرا کے کعبۃ اللہ جاؤن وہ
حاصل ہوئی۔ مین نہین جانتا کہ اس نعمت کا شکر کہ بتناء دلی حاصل ہوئی کس زبان سے ادا کرون
اور کس طرح بجا لاؤن اور اس بیت کا مضمون پڑھا ؎

زانجا کہ لطف شامل خلق کریم تست　　جرم نہ کردہ عفو کن و ما جرا مپرس

امیدوار ہون کہ اپنے فضل بے پایان سے عفو جرائم کرکے بدرقہ فاتحہ بیت اللہ مرحمت فرمائین

بچاس ہزار روپئے اور لوازم سفر از روے لطف و کرم عنایت ہوئے اور وہ رخصت ہوا۔ بیرام خان
نگہ کو ۹۶۷ھ مین مع فرزندون و چند ہمراہیون کے روانہ ہوا۔ بندر کھنبایت متعلقہ احمد آباد مین آیا
یہان چند مقام کیئے۔ مبارک خان لوحانی جسکے باپ بھائی بیرم خان نے اپنے ہاتھ سے مارا تھا
وہ دشمنون کی رہنمونی سے رفیق راہ ہوا اور فرصت کا منتظر رہا۔ ایک دن ایک خم کاری سے بیرام خان
کا کام تمام کیا اور افغانون نے کہ وسکے ہمرکاب گروہ کنارہ مین تھے اسکے خیمہ و خانہ پر آن پڑے اور
لوٹ لیا وقت والسپین کوئی کہتا ہے کہ پیشہادت جاری تھا اور کہتا تھا کہ صد شکر ولی نعمت کی
راہ مین سفر بیت اللہ مین درجہ شہادت پر پہنچا۔ شہید شد محمد بیرام۔ اسکی تاریخ ہوئی
مرزا عبد الرحیم اسکا چار سال کا لڑکا اور سلیمہ سلطان بیگم اور متعلق احمد آباد مین آئے۔ یہان سے بادشاہ
نے انکو بلا لیا سلیمہ سلطان بیگم سے کہ حسن و جمال مین کمال رکھتی تھی اور شاعر تھی اس سے بادشاہ نے
نکاح کیا +

بعض مورخون کے نزدیک بیرام خان بغاوت اور نمک حرامی کی تہمت سے بری اور پاک تھا اور
بعض کے نزدیک وہ اہل یغی مین تھا۔ ابو الفضل نے بیرام خان کی وفات کا حال اس طرح لکھا ہے
بیرام خان اصل مین نیک ذات و خجستہ صفات تھا۔ مگر بد مصاحبی سے جو سب سے زیادہ بدتر آدمی
کے واسطے ہے اوس نے اول اپنے حسنات دیکھے پھر خوشامد کی افزونی سے مستی کا اضافہ
ہوا۔ قاعدہ ہے کہ جو شخص اپنی نیکیون اور ہنر پر نظر رکھتا ہے تو اوسکی پیش گاہ مین خوشامدیون کا
بازار گرم ہوتا ہے خوشامد کو بیان واقع سمجھ کر خود پرست و خود آرا ہو جاتا ہے۔ بیرم خانکو
بھی یہ واقعہ پیش آیا کہ اوروں کے عیوب دیکھنے مین ایسا مصروف ہوا کہ اپنے عیب کے دیکھنے مین
مشغول ہوا اور بادشاہ کی صحبت عدم اشتغال مہمات ملکی کے پردہ مین بادشاہ کے حسن معنوی
کو نہ دیکھ سکا۔ خوشامدیون سے اسکا خانہ ایسا خراب نہین ہوا جیسا کہ راست کردار معاملہ
نافہم سے جو اسکے کوتاہ عقل دوست تھے۔ یہ اسکی بڑی سعادتمندی تھی کہ وہ بادشاہ کو راضی کر کے
اور خود خوش ہو کر عزت و ناموس و اہل و عیال و اسباب و اموال کے ساتھ اماکنہ شریفہ کی زیارت
کو گیا وہ اول شہر گجرات مین پہنچا کہ پہلے نہروالہ مشہور تھا اوسنے چند روز آرام کے لیئے قیام کیا

بیرام خان کی وفات جسکے بعد ابو الفضل نے اسکی سوانح عمری لکھی ہے

ان ایام مین اس شہر کی ریاست خوشی خان فولادی سے تعلق رکھتی تھی اور طوائف افغان اسکے
شریر شورافزا تھے ایمن مبارک خان لوحانی بھی تھا کہ اسکا باپ جنگ ماچھیواڑہ مین بیرام خان کی
امیری مین مارا گیا تھا۔ اس دیوانہ افغان نے انتقام کا ارادہ کیا اور بیرام خان کا قصد کیا۔
سو اسکے سیم شاہ پسر شیر شاہ کی کشمیری بیوی اور اس بیوی سے اسکی بیٹی دونو بیرام خان کی
قافلہ کے ساتھ تھین اور اسکا حجاز کا قصد تھا اور یہ قرار پا گیا تھا کہ اس لڑکی سے پسر بیرام خان
کی نسبت ہوگی اس سبب سے بھی افغانون مین شورش تھی۔ بیرام خان پٹن کے باغون اور
مکانات کی سیر کیا کرتا تھا۔ ایک دن دل کش سیر گاہ کولاب بزرگ کے نشیمن مین کشتی پر بیٹھ کر
سیر کرنے گیا تھا کشتی سے اوتر کر سوار ہوتا تھا کہ مبارک خان اور چالیس اور افغان کولاب کے
کنارہ پر بیرام خان کے مارنے کے قصد سے بیٹھے تھے یہ معلوم ہوتے تھے کہ اُس سے ملنے آئے ہین
بیرام خان نے اس جماعت کو طلب کیا۔ جب مبارک خان گیا تو اس نے ایسا خنجر مارا کہ اسکے سینہ
سے پار ہوگیا دوسرے افغانون نے تلوار مار کر بالکل کام تمام کیا۔ اس حال مین کلمہ اللہ اکبر اسکی
زبان پر تھا لیون اس نے درجہ شہادت پایا۔ اسکی حکومت مین ایک سادہ لوح سید نے اس کی
مجلس مین اوٹھ کر کہا تھا کہ نواب کی شہادت کی نیت سے فاتحہ ہم پڑھتے ہین تو بیرام خان نے
مسکرا کر کہا تھا کہ مین شہادت چاہتا ہون مگر نہ اتنی جلد اسکے ہمراہی متحیر و متوحش ہو کر تو کہین مین
کہین ہو گئے۔ بیرام خان خاک و خون مین پڑا تھا کہ فقرا اور مساکین کی ایک جماعت نے اس کے
قالب خونین کو شیخ حسام کے مقبرہ کے گرد خاک کے حوالہ کیا روز جمعہ ۱۴ جمادی الاولی ۹۶۸ھ کو واقعہ
پیش ہوا۔ تاریخ اس واقعہ کی یہ ہوئی ۔

قطعہ	
بیرام بطوف مکہ جو بربست احترام	در راہ شد از شہادتش کام تمام
در واقعہ ہا تفے پئے تاریخش:	گفتا کہ شہید شد محمد بیرام

پھر وہ حسین قلی خان خان جہان کی سعی سے مشہد مقدس مین مدفون ہوا۔
اس حادثہ مین پٹن کے اوباشون و فتنہ پردازون نے بیرام خان کے لشکر پر دست درا

کیا اور کوئی چیز نہین چھوڑی اس مرحوم مظلوم کے گھر مین اس حادثہ سے ایک آشوب عظیم ہوا محمد امین دیوانہ و بابای زنبور و خواجہ ملک عبدالرحیم کہ بیرام خان کا خلف الصدق تھا اور اس وقت چار سال کا تھا اپنی والدہ اور بعض خدمتگارون کے ساتھ احمد آباد کو روانہ ہوئے۔ اس کے پیچھے بھی افغان پڑے۔ مگر یہ مصیبت زدہ لڑتے ہوئے احمد آباد مین پہونچ گئے۔ چار مہینے یہان توقف کیا محمد امین دیوانہ اور بعض خدمتگار عبدالرحیم کو لیکر پادشاہ پاس چلے۔ پہلے اس سے کہ وہ پہنچین پادشاہ نے بیرام خان کی وفات کی خبر سنکر عبدالرحیم کے بلانے کا فرمان لکھا تھا وہ حدود جالور مین انکو ملا۔ اس فرمان کا حاصل یہ تھا کہ عبدالرحیم ہمارے پاس آکر تربیت پاہی ۹۶۹ھ کے اوائل مین وہ پادشاہ پاس آگرہ مین آگیا باوجودیکہ بہت لوگون نے بدگوئی و بدانداشی کی مگر پادشاہ نے اوسکو تربیت کیا۔ لڑکپن مین اسکو مرزاخانی کا خطاب دیا پھر بتدریج و تربیت مدارج عالی پر پہنچایا اور پھر مرتبہ اعلیٰ خانخانی کا پایا

بیرم خان اور بادشاہ کی رنجشون کے درمیان جو واقعات پیش آئے

ہم ہر واقعہ کو مسلسل بیان کرتے ہین جس سے وہ بخوبی سمجھ مین آئے۔ اسکو سنہ کی قید سے ہم حصے کرکے نہین بیان کرتے۔ جو واقعات بیچ مین چھوٹ جاتے ہین انکو اس واقعہ کے تمام و کمال بیان کے بعد لکھ دیتے ہین۔

علی قلی خان زمان کی عشق و عاشقی کی داستان بھی عجیب ہی۔ ہم اس داستان کے ناپاک بیان سے اپنی تاریخ کے اوراق کا منہ کالا اس سبب سے کرتے ہین کہ بعض چھوٹے چھوٹے واقعات بھی ایسے ہوتے ہین کہ انکے بیان کرنے سے تاریخ مین نتائج عظیم پیدا ہوتے ہین۔ یہ واقعہ ایسا ہی ہے۔ جنت آشیانی کے عہد مین شاہم بیگ نامی سپہ سالار ایران ایک نوجوان سادہ رو تھا حسن صوری و جمال ظاہری مین اسکی شہرت تھی وہ بادشاہ کے قورچیون یعنی خواصون مین نوکر تھا حضرت جنت آشیانی کا منظور نظر تھا بعد واقعہ تاگریز کے وہ بدستور شاہی قورچیون مین منسلک ہوا علی قلی خان زمان جسکو اپنے شیعہ مذہب مین ایسا غلو تھا کہ معلوم ہوتا تھا تقیہ اسکے مذہب مین نہین

شاہم کے ساتھ عشق و عاشقی کی علی قلی خان زمان —

روا وسپہر عاشق ہوا۔ اُس نے شاہم بیگ کو جو جالندھر مین پادشاہ کے پاس تھا بلالیا۔ اس نے یہان آنکر اپنی حُسن فروشی کا بازار ایسا گرم کیا کہ خان زمان کی عقل و ہوش کو خرید لیا۔ وہ اسکے ساتھ وہ سلوک کرتا جو سلاطین کے لیئے مخصوص ہی۔ اسکو مسند پر بٹھاتا اور اسکے آگے خود دست بستہ کھڑا ہوتا اور شاہم شاہم کہتا جو اس راز سے محرم تھے۔ اونہون نے مولانا پیر محمد کی معرفت پادشاہ کو اس امر سے اطلاع دی۔ پادشاہ نے خان زمان کو لکھا کہ آدمی زاد خوشامدگو بد ذاتون کی صحبت سے اور فرمانبرداری آزسے سلطان شہوت وغضب کا مغلوب ہوتا ہے اور طرح طرح کے بُرے کام کرتا ہے۔ اب تو اپنے کیئے سے پشیمان ہوکر اس کردار ناشائستہ کا تدارک نیکو خدمتی سے کر۔ اور شاہم بیگ کو ہمارے پاس بھیجدے۔ ہم تیرا قصور معاف کردینگے۔ اگر بیخبر دی اور بشیر می سی احکام پادشاہی سے نافرمانی کریگا تو تیری سزا تیرے بغل مین موجود ہے۔ علی قلی خان کو معشوق کا فراق طبیعت پر شاق تھا اس مین گفتگو شروع کی۔ پادشاہ نے سلطان حسین خان جلائر کو قصبہ سندیلہ اس نظر سے عنایت کیا کہ وہ خان زمان خان کو زیادہ سرکش نہ ہونے دے خان زمان نے یہ قصبہ پہلے اسمٰعیل خان پھر ابراہیم خان اوزبک کو اپنی طرف سے جاگیر مین دیا تھا قاعدہ ہے کہ کسی جماعت کا سردار بدعملی وحرام نمکی سے موصوف ہوتا ہے تو اوسکے پیرو بھی اگزیر بے بہرہ ہوتے ہین اس لیئے اسمٰعیل خان نے پرگنہ مذکور نہ دیا اور لڑنے کے لیئے کھڑا ہوا۔ سلطان حسین خان کو پادشاہ کی حمایت پر بھروسا تھا اُس نے بزور پرگنہ کو لیا اسمٰعیل خان علی قلی کے پٹھون مین گھس کر ایک لشکر کثیر اسپر چڑھا لایا۔ سلطان حسین خان اُس سے لڑا اور فتحیاب ہوا۔ سب سے بدتر مرنا حرام نمکی مین مرنا ہے۔ سو ایک جماعت کثیر کا مرنا ایسا ہوا۔ علی قلی خان کا خود ارادہ ہوا کہ لشکر لے کر سلطان حسین خان کے روبرو جاوے لیکن عقلمندون نے اس اندیشہ نادرست کی روسیاہی سے باز رکھا۔ وہ بھی نصیحت پذیر ہوکر اپنا چارۂ کار کرنے لگا۔ ناصر الملک بھیہ اس کے احوال کی نگہوش کرتا اور اسکے سر پر لشکر بھیجنے کا اہتمام کرتا۔ بیرام خان کو علی قلیخان کی خاطر ایسی منظور تھی کہ اپنی بزرگ منشی سے اسکے ناہنجار کامونکو یہ سمجھاتا کہ وہ ہوئے ہی نہین۔ علی قلیخان کو گھر مین وہ نصیحتین کرتا مگر عشق کب اونکو سننے دیتا اور اپنے کام سے باز رکھنے دیتا تھا۔ اب مکر وحیلے کرنے لگا۔ اُس وقت ناصر الملک بالکل صاحب اختیار تھا

اور مہمات ملکی و مالی اسی کی رائے زرین کے حوالہ تھین۔ وہ اپنی نیک دلی سے بادشاہ کی خیرخواہی کے لیئے بیرام خان کا پاس ولحاظ نہین کرتا تھا۔ اس کے پاس اپنے ایک معتمد نوکر برج علی کو بھیجا۔ اس نے وہان جاکر اسی بیڈول باتین کہین کہ ناصر الملک نے اسے خوب پیٹوایا اور پھر قلعہ دہلی کی برج سے گرا کر نیستی کی خندق مین گرایا اور اسکو اپنی نام کا مظہر بنایا۔ بیرام خان اس سے نہایت آزردہ ہوا اور دل مین اسکے کینہ ناصر الملک کے ساتھ پیدا ہوا جسکا انتقام اس نے لیا۔ جسکا بیان پہلے ہم نے کیا۔ مجبوری علی قلیخان کو آخر بادشاہ کے حکم کی اطاعت کرنی پڑی۔ شاہم بیگ کو اپنے سے دور کرنا پڑا وہ اس سے جدا ہوکر قصبہ سرہرپور مین گیا کہ عبدالرحمن پسر مؤید بیگ کی جاگیر مین تھا وہ عبدالرحمن سے معشوقی کا علاقہ رکھتا تھا۔ اسکے گھر مین رہنے لگا۔ آرام جان کو یاد کیا۔

آرام جان کا قصہ یہ ہے کہ وہ ایک کسبی تھی۔ علی قلی خان اس کو چہ گرد پر بھی عاشق تھا اور اس سے نکاح کرلیا تھا۔ مگر بیبیا کی اور بے آزرمی سے اپنی مجلس خاص مین کہ شاہم بیگ جسمین ہوتا اور بزم شراب ہوتی وہ اس عورت کو بلاتا۔ وہ گانی اور سرمایہ فساد و افساد ہوتی۔ شاہم بیگ کو اس سے تعلق خاطر پیدا ہوا۔ علی قلی ہوا و ہوس کا مغلوب تھا۔ اس نے اپنی وسیع آمدنی کے تین حصے کیئے۔ ایک حصہ اپنے خرچ مین لاتا اور دو حصے شاہم بیگ کو دیتا۔ یہان تک کہ اس آرام جان اپنی نکاحی بیوی کو شاہم بیگ کے حوالہ کیا کچھ دنون اسکے ساتھ اوس نے مزے اڑائے۔ پھر جسطرح یہ عورت اسکو ہاتھ لگی تھی اسی طرح اُس نے عبدالرحمن کے حوالہ کردی۔ اس نے اس سے نکاح کرلیا۔ شاہم بیگ اس کے یہان مہمان تھا۔ عین مستی و بیہوشی مین وہ اس آرام جان کی یاد مین بے آرام ہوا۔ عبدالرحمن کو بھی علی قلیخان سمجھا۔ مگر اسمین حمیت تھی اس نے اس درخواست کو نامنظور کیا۔ اسپر شاہم بیگ کو غصہ آیا اور تمام حقوق آشنائی اور دوستی کو یکبارگی چھوڑا۔ جس رابطہ کی ہوا و ہوس پر بنا ہوتی ہے وہ اسی قدر ثبات رکھتا ہے۔ شاہم بیگ نے شورش مین آکر عبدالرحمن بیگ کو باندھ لیا۔ مؤید بیگ برادر یا پدر عبدالرحمن بیگ کو جب اس سرگذشت کی خبر ہوئی۔ وہ مسلح ہوکر شاہم بیگ پر چڑھ گیا۔ وہان اسکے آدمیون سے لڑائی ہوئی جسمین شاہم بیگ کے ایک تیر لگا۔ جس سے اسکی جان نے پرواز کی۔ عبدالرحمن بیگ نے نجات پائی وہ سیدھا بھاگ کر بادشاہ پاس آیا۔ اور مورد عنایات شاہی ہوا۔ جب یہ واقعہ علی قلیخان نے

سنا تو اس نے عبدالرحمن خان بیگ کا تعاقب کیا مگر گنگا کے کنارہ تک آکر نا امید پھر گیا۔ شاہم بیگ کی لاش کو کولاب جونپور کے کنارہ پر دفن کیا اور قبر پر ایک عمارت عالیشان تعمیر کی۔

تجرد گزینی کا عجیب سانحہ ہے کہ قبول خان ناچنے کا فن خوب جانتا تھا اس سے شاہ قلیخان محرم تعلق خاطر رکھتا تھا۔ بادشاہ کو اپنے امراء و ملازمون کا بطور و طریقہ پسند نہ تھا خواہ اسمین پاکبازی کیون نہ ہو۔ کیونکہ اسمین بھی ناخوشی ہوتی ہے جسکو اہل ہوش خوب جانتے ہین بادشاہ کو مطلق ایسے کام پسند نہ تھے۔ شاہ قلی اپنی طبیعت کا مغلوب تھا وہ اس کام سے باز نہین آتا تھا بادشاہ نے اس لڑکے کو اُس سے جدا کر کے اپنے پاسبانون کے حوالہ کیا۔ شاہ قلی نے اپنے گھر بار کو آگ لگائی اور بھبوت بدن کو ملکر جوگی بن گیا۔ بیرام خان نے اسکے ولاسے کے لیئے غزل کہی پھر وہ اپنے اس کام سے منفعل ہوا بادشاہ نے اوسکو بحال کر دیا۔

بادشاہ پاک نہاد تھا۔ وہ جمیع خلایق کو خصوصاً اپنے مقربون کو چاہتا تھا کہ وہ عفت اختیار کرین وہ اپنے آدمیون کی اصلاح اطوار و اوضاع مین عطوفت پدری و رافت اتالیقی کرتا تھا اور ناشائستہ حرکت نہین کرنے دیتا تھا۔ اُسکو دلی نفرت اس عشقبازی سے تھی جسکا بیان ہوتا ہے۔ بادشاہ نے جب سُنا کہ جلال خان۔ اسکے ندیمون مین سے ایک جوان صاحب حُسن کے ساتھ بے اعتدالیان کرتا ہے تو اوسکو نہایت ناگوار ہوا۔ اُس نے اس معشوق کو جبراً اس سے علحدہ کر لیا تو وہ دیوانہ ہوگیا۔ اور رات کو اپنے معشوق کو ہمراہ لے کر راہ فرار اختیار کی۔ مرزا یوسف اور ایک جماعت کثیر اسکے تعاقب مین بادشاہ نے بھیجی وہ اس گرفتار ہوا و ہوس کو مع جوان کے مقید کر کے لائے۔ اسکے مناسب حال تادیب ہوئی کہ جلوخانہ مین مدتون کھڑا رہا۔ مگر پھر بادشاہ نے قصور معاف کر دیا اور اپنا ندیم بنا لیا۔ وہ اس ندیمی کے کام مین بے بدل تھا۔

مظفر خان پر یہ آفت آئی کہ سب کو حیرت ہوئی کہ اُس نے ایک سادہ رو قطب خان سے علاقہ خاطر ایسا پیدا کیا کہ عقل و ہوش اسکے گم ہوگئی۔ بادشاہ نے قطب خان کو طلب کر کے نگہبانون کے حوالہ کیا کہ مظفر خان کے فریب مین آکر بلای عظیم مین مبتلا نہ ہو۔ مظفر خان نے ناامیدی سے لباس فقیر پہنکر صحرا کی راہ لی۔ بادشاہ نے اسکی نادانی اور بے تمیزی پر نظر نہ کر کے پھر مہربانی کی کہ اسکا پا۔ خدمت گا

جلال خان و مظفر خان کی عشق بازی۔

شہ قلی خان محرم کا جوگی ہونا۔

اضلاع بنگال و بہار مین خاندان سور اور افغان فرمان روائی کرتے تھے۔ کل دکن اور مغربی ہندوستان کا بڑا حصہ اُسکی مُطیع سلطنت سے باہر تھے۔

اسمین شبہ نہین اپنے اتالیق بیرام کی پنج سالہ حکومت مین اکبر نے اس مسئلہ پر خوب غور کرلی تھی کہ ہندوستان پر کس طرح سلطنت کرنی چاہیئے کہ کل امراء عرباء اور رعیت و رؤساء کے دلون کا بادشاہ مالک ہوجائے اور وہ اوسکو اپنے قوم کا بادشاہ سمجھنے لگین اس مسئلہ مین بڑی دشواریان تھین۔ سلاطین اسلام کی چار سو برس کی سلطنت مین کبھی یہ کوشش نہین کی گئی کہ ہندوستان مین جو مختلف قومین آباد رہتی ہین اُنمین ایک ملی بادشاہ کے ساتھ پیدا کی جائے۔ رعایا اور بادشاہ کی اغراض آپس مین وابستہ اور پیوستہ ہوجائین ہر بادشاہ اپنی قوت اور عظمت کے سبب سے اس مدت تک سلطنت کرتا رہا کہ کوئی قوی اس سے زیادہ پیدا ہوا۔ بار بار خاندانون کے تغیر نے سلطنتون کے سریع الزوال ہونیکا اصول قائم کردیا تھا ہر خاندان کی سلطنت زود زوال سمجھی جاتی تھی۔ بنگالہ سے گجرات تک ان خاندانون کی شاخین تھین جو سلطنت کی مدعی تھین۔ انمین سے ہر ایک یہ جانتا تھا کہ ان مغلون کی سلطنت چند روزہ ہے ابھی کوئی نیا حملہ آور آئیگا اسکا کام تمام کردیگا ہمایون نے سلطنت کے سریع الزوال ہونے کے اصول کو اور بھی قائم کردیا تھا قنوج مین شکست پاکر جو وہ بھاگا تو مغلون کی سلطنت کا نشان کوئی باقی نہ تھا۔ ہندوستان کی ساری سرزمین مین اس کی ایک شاخ کا بھی پتا نہ تھا۔

ان واقعات نفس الامری کو اکبر خوب سمجھتا تھا اور اپنے دل مین یہ سوال سوچتا تھا کہ مین کیا عمل کرون کہ امراء و رؤساء و عرباء و رعیت پرانی باتون کو بھول جائین میرا فتح کرنے سے یہ مقصد ہو کہ سبکو متحد کرون اور جب فتح کرلون تو وہ اصول قائم کرون کہ سب قسم کے آدمیون کو وہ مطبوع و مرغوب ہون جیسے انکو رؤساء پسند کرین ویسے ہی رعایا پسند کرے اور دونو متفق ہوکر اسکو یہ سمجھین کہ وہ ہمارا مائی باپ ہی جو سب طرح سے ہماری محافظت کرتا ہے۔ وہ ہر بلا کو ہم سے دور رہتا ہے مگر ہمکو یقین دلاتا ہے کہ ہمارے

قدیمی حقوق اور استحقاق سب قائم رہین گے انمین کچھہ خلل نہین واقع ہوگا۔ جو شخص سب سے زیادہ قابل و لائق ہوگا وہ اسکے حق کو دیکھو گا خواہ وہ کسی مذہب کا کسی قوم کا کسی ذات کا ہوگا۔ وہ انہین قوانین کو عمل مین لائیگا جس مین سب قسم کے آدمیون کے لیئے انصاف و عدل ہو۔ یہ اصول اکبر کے دل مین تھا کہ مین قائم کرون۔ اکبر کا دل خدا نے پاک و صاف بنایا تھا کہ وہ اسکے سبب سے ہمہ تن اس مین مصروف ہوا کہ اس وسیع ملک کی سب قومون کو متحد کردون اور خود انکا سرگروہ بنجاؤن۔ اس لیئے اس نے صلح کل کا مذہب اختیار کیا۔ شیعہ سنی ہندو مسلمان یہود و نصاریٰ سب اس کے نزدیک برابر تھے۔ کوئی عہدہ بڑے سے بڑا ایسا نہ تھا کہ جسپر ہندو ممتاز نہ تھے۔ مسلمانون کے ہر فرقے کے آدمی بقدر لیاقت چھوٹے بڑے عہدے رکھتے تھے۔ اسکو مذہب یا نسل خاندان کا کچھہ خیال نہ تھا۔ اسکی مان گورے کالے نہ تھی۔ اس صلح کل کے مذہب نے رعایا کو اس کی خیر خواہی مین متفق کرایا۔ بعض متعصب مصنفون نے اس پر یہ الزام لگایا کہ اُس نے اوصاف الٰہی کا دعویٰ کیا۔ ہان یہ بات انکی اس معنی کر سچ ہے کہ اس زمانہ مین اور اس ملک مین جہان زور ہم معنی حق تھا وہ خدا کا رسول ایسا پیدا ہوا کہ اوس نے خدا تعالیٰ کے اوصاف و قدرت کو اس پیرایہ مین ظاہر کیا کہ ہندوستان کے آدمیون مین موانست۔ مسالمت مذہبی۔ عدل و رحم۔ سب کے حقوق مساوات داخل کرے۔ جو منصوبے اُس نے باندھے تھے اونکی تکمیل کے لیئے ایک عرصہ دراز کی ضرورت تھی مگر سردست اس نے استحکام سلطنت کے لیئے جو منصوبے ضروری تھے وہ اختیار کیئے اول کل ہندوستان کی سلطنت ایک ہاتھہ تلے اس طرح لائی جائے کہ کل رؤسا و عیت پر اقتدار اور انکے دل مین اسکا وقار ایسا پیدا ہو کہ وہ سب اُس کے دل و جان سے وفادار ہو جائین دوم جو ملک پہلی سلطنت کے قبضہ و تصرف سے باہر نکل گئے ہین اونکو دوبارہ حاصل کرے۔ سوم ملک کے نظم و نسق مین انقلابات عظیم سے خلل پڑ گئے ہین انکو درست کرے۔

اب آیندہ ہم شہنشاہ اکبر کی تاریخ کے دو حصے کرتے ہین۔ پہلے حصہ مین ممالک کی فتوح کا بیان کرکے دوسرے حصہ مین اسکے انتظام و اخلاق وغیرہ کا بیان لکھین گے۔

جو ممالک کہ سلطنت سے نکل گئے تھے اُون کی فتح

جب بادشاہ قلعہ مان کوٹ کے محاصرہ مین مصروف تھا تو یہ واقع پیش آیا تھا کہ قلعہ گوالیار جو ہندوستان کے مشہور قلعون مین تھا۔ اور اسحکام مین اپنی نظیر کمتر رکھتا تھا۔ وہ مبارز خان شاہ عدلی کے قبضہ مین تھا۔ بھیل خان (سہیل خان) جو سلیم شاہ کا غلام تھا وہ یہان قلعہ دار تھا۔ راجہ رام شاہ نے جسکے باپ دادا اس قلعہ کے حاکم تھے بہت سے راجپوتون کو ساتھ لے کر قلعہ کا محاصرہ کیا اور اہل قلعہ کو نہایت تنگ کیا۔ آگرہ سے قیا خان گوالیار کی طرف متوجہ ہوا۔ رام شاہ نے قلعہ کا پیچھا چھوڑا۔ اور قیا خان کے روبرو لڑنے کے لیئے ہوا۔ مگر اسکو شکست ہوئی اور قیا خان نے قلعہ گوالیار کا محاصرہ کیا۔ یہ مضبوط قلعہ استواری و مکمی مین پہلے زمانہ کے فرزانون کا ایک کارنامہ اور قدیم کارآگاہون کا ایک ایسا اثر بدیع ہے کہ نیروی بازو سے اسکا تسخیر کرنا دشوار ہے۔ جب ۹۶۲ھ مین بادشاہ آگرہ مین آیا تو حبیب علیخان و مراد و علی سلطان اور ایک جماعت [illegible] خان کی کمک کے لیئے بھیجا۔ بھیل خان نے قلعہ داری کے اہتمام مین کسی بات کو اوٹھا نہین رکھا اسکے خیر خواہون نے اسے سمجھایا کہ اگرچہ قلعہ مستحکم ہے اور اسباب قلعہ داری مہیا ہے مگر بادشاہ کے لشکر سے مقابلہ مشکل۔ اسکی سمجھ مین بھی یہ بات آگئی۔ اس لیئے ربیع الآخر ۹۶۶ھ کو حاجی محمد خان سیستانی کو بلایا۔ اُس نے اسکی خاطر پیرایان کو مطمئن کیا اور بادشاہ پاس لے آیا۔ اس نے قلعہ کی کنجیان اولیاء دولت کو سپرد کین وہ اسکے مقاصد کے ابواب کی مفتاح بنین۔

قلعہ گوالیار کی فتح ۹۶۶ھ

اکبر نے اپنی کل فتوحات مین جو اصول اختیار کیئے اُنکو ابوالفضل اس طرح بیان کرتا ہے

اصول فتوحات اکبری

بنی نوع آدم کے افراد کے ہر طبقہ کے لیئے ایک عبادت لازم اور ایک طاعت واجب ہے سلاطین پر بھی یہ عبادت لازم ہے کہ وہ آسودگی رعایا کے اندیشہ مین رہین اپنی ساری ہمت خسروانہ کو زیردستون و شکست یابون کی ترفیہ حال مین صرف کرین سوختگان کے سر پر سے ستمگارون و فتنہ سازون کا بھاری بوجھ اوٹھائین۔

اوّل تدبیرات لائقہ کے ساتھ مہمّات درست کرواور نیک اندیش مقرر کرین اگر ایسا گروہ
دیر مین بہم پہونچے تو امراء مختلف کو جو آپسمین تعارف رکھتے ہون اپنی خرد و رہین کی نیروسی تعیّن
کرے تاکہ اس طریقہ سے خلق کے چھوٹے بڑون کے حالات معلوم ہوتے رہین۔ دوم اپنی تفرس کی نظر
کو کام مین لائے۔ کہ وہ فروغ آگہی رکھتا ہے اور لطف و قہر مین ملاحظہ درست کرے۔ سوم ہر روش سے
اپنی خرد والا کو نظر دور رہین اور فراخ حوصلہ کی قوت کے ساتھ کام مین لائے۔ ارباب استعداد کو کہ
وہ مشرب اخلاص رکھتے ہون قوت و قدرت دے اور انکے اعتبار کے پایہ کو بڑھائے اور اپنے
اعتبار کی پاسبانی کرے اور اپنی بزرگی کے وقت مین خردی کی آنکھ سے نہ دیکھے۔ اور بے اختلاط
گروہ مین سے ہر یک کے ساتھ اُسکی حالت کے مناسب پیش آئے۔ اور ارباب فتنہ و فساد کو
کہ وہ شورش کرکے اپنی ہوا و ہوس سے افساد کو اصلاح جانتے ہین بعد از نصیحت مناسب وقت تنبیہ
کرے۔ اور فرمان دہان والا جیسی کہ اپنے ملک کی معموری مین اپنی خصلت عالی کو مصروف رکھتے ہین
اسی طور سے اورونکی ولایتون مین ہمت معدلت پژوہ کو مشغول رکھین۔ تسخیر ملک اور جہان کشائی
کو اپنی بساط آگاہی پر مبنی کرین تاکہ روز بروز ملکات کے نتائج سے عمر و دولت نشاط و فراخی
مملکت مین افزونی ہو۔ یہ سب صفات پادشاہ مین فطری ہین نہ کسبی۔ انگریزی مورخ نہایت
اصول کو اپنے طرز پر اس طرح ادا کرتے ہین کہ اکبر نے اپنے دشمنون کو دوست بنانے کا طریقہ یہہ
اختیار کیا تھا کہ انکو یقین دلا دیتا تھا کہ مین تم کو مایوس نہین کرونگا۔ بلکہ ان کو جاہ و منصب دونگا
اور عزت زیادہ کرونگا۔ اسکا مقصد اصلی یہ تھا کہ مین سب کو متحد کرون اپنے مغلوب تباہ شدون
پر ہمیشہ زیادہ سخاوت و فیاضی کرتا۔ بجای اسکے کہ انکی قوت و قدرت اس سے باہر علٰحدہ رہتی وہ
اسکو اپنی قوت مین شامل کرلیتا۔ جو مخالفین ابتدا مین اسکی مخالفت کرتے تو وہ ان کے دل
مین یہ بات بٹھا دیتا کہ میری فتح سے اور تمہاری اطاعت سے تمہاری عزت و جاہ مین
کچھہ بٹا نہین لگے گا۔ بلکہ اونکی اور ترقی ہو جائیگی۔ سب جگہ ان اصولون کو جو ابوالفضل نے
انگریزی مورخ بیان کرتے ہین اسکی ساری فتوحات اور تسخیر ممالک مین توضیح
تھ دیکھوگے +

مالوہ کی فتح پر لشکر کشی ۹۶۸ھ

ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ شیر شاہ نے اپنی عہد سلطنت مین مالوہ کی حکومت شجاعت خان کو سپرد کی تھی۔ یہ سردار خاص اسکی خیل کا تھا جب وہ مرگیا تو باز بہادر اسکا بیٹا جانشین ہوا اب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ ممالک مالوہ مین باز بہادر کے ظلم سے رعایا پر بڑا ستم ہو رہا ہے تو بادشاہ نے یہ چاہا کہ وہان لشکر بھیجکر اس ملک کے طبقات خلائق کو آسیب حوادث سے بچاوے اس لئے ۹۶۶ھ مین مالوہ کی فتح کے لیئے بہادر خان کو بھیجا تھا۔ مگر بیچ مین بیرام خان کا جھگڑا کھڑا ہوگیا۔ اِس لئے خانخانان نے آگے پیچھے سے اولٹا بلالیا۔ مگر اب پھر بادشاہ نے ۹۶۸ھ مین پہلے سے بہت زیادہ لشکر بڑے زور و شور کے ساتھ مالوہ کی فتح کے لیئے بھیجا۔ اور ادھم خان کو اسکا سپہ سالار مقرر کیا کہ جنوب کی جانب یورش کرے اور مالوہ کے سم ستون کے زخمونکا مرہم بنے اور داد و دہش کرے۔ اگر والی مالوہ اپنی بیخبردی کے خواب گران سے بیدار ہوکر اطاعت کرے اور اپنے ایام بیہوشی کا تدارک۔ تو اوسکو مراحم خسروانی کا امیدوار کرے۔ آستان بوسی کے لیئے بھیجدے۔ ہم اوسکی لیاقت کے موافق صدر انعام دین گے اگر وہ اطاعت و خدمت پر راضی نہ ہو تو اوسکو ایسی سزا دی کہ جس سے اورون کو عبرت ہو۔ یہ لشکر آئین شائستہ کے ساتھ روانہ ہوا۔ نہ ایسا تند جاتا تھا کہ اُردو بازار اوسکے ساتھ چل سکے نہ ایسا سست چلتا تھا کہ کسی کو گمان اوسپر خوشتن داری کا ہو۔ بیت

رہرو آن نیست کہ تنہا گہ آہستہ رود ✤ رہرو آن است کہ آہستہ و پیوستہ رود

جب یہ لشکر مالوہ کے قریب پہنچا تو باز بہادر کی مدہوشی و بدمستی تحقیق معلوم ہوئی۔ کہ وہ تغلب و تسلط کے ساتھ ہنگامہ حکومت کو گرم کر رہا ہے تو ترتیب صفوف و تزئین اخواج و غا اسی طرح ہوئی باز بہادر ذاتی بیخبر و خدا ترسی بے جوہر تھا۔ وہ مہمات ملکی پر توجہ نہ کرتا تھا۔ شراب جسکی حکیمون نے ایک قدر معین اور وقت مشخص قرار دیا ہے اور ترتیب ترکیب عنصری کے لحاظ سے اوس کی بعض طبائع و امزجہ کے ساتھ نسبت تجویز کی ہے وہ ہمیشہ رات دن اس سے [illegible]
اپنے غفلت کے اسباب کو بڑھاتا۔ اور نغمہ و اسباب طرب جنکو دانشمندو
کے لیئے تجویز کیا ہے کہ کاروبار خلایق کے فرط مشاغل سے طبیعت کو فا

طبیعت وانبساط حال کے لیئے توجہ کرے یہ مفسد مدبر اسکو مقصد عظمیٰ سمجھکر اس مین ہمیشہ اوقات
گرامی کو جسکا بدل نہین ہے صرف کرتا۔ بخوت مستی وتجبر مستانہ مین اپنا زمانہ بسر کرتا اس سے
غافل تھا بیت درین مجلس چنان کن پردہ سازی ۔ کہ ناید شحنہ در شمشیر بازی +
سارنگ پور مین جہان اسکی غفلت سرای تھی جب لشکر پہنچا تو وہ اپنی مدہوشی سے قدری بیدار
ہوا۔ خمار آلود سارنگ پور سے نکل کر تین کوس پر منزل کی اور لشکر جمع کر کے لڑنے کا ارادہ کیا۔
طرفین کے لشکرون مین دو تین کوس کا فاصلہ تھا۔ فریقین سے ہمیشہ دلاور لوازم نبرد کو بجا لاتے بادشاہ
کے لشکر نے نقلہ غلہ کی جسکو ہندی زبان مین بنجارہ کہتے ہین راہین بند کر دین۔ ایک دن جنگ عظیم
ہوئی ادھم خان کو فتح ہوئی۔ بازبہادر بھاگ گیا۔ خاندیس کی طرف جاکر برہان پور مین آیا۔ اس کا
تمام مال اسباب وحرم خانہ جسمین اسکی سرمایۂ نشاط و پیرایۂ حیات یا ترین دلولی زنان تھین ہاتھ آئے
جب یہ لڑائی ہو رہی تھی تو ہندوستان کی رسم کے موافق چند اپنے معتمد آدمی عورتون اور پاترون
کے سر پر مقرر کیے تھے کہ اگر اوسکی شکست کی خبر تحقیق اونکو معلوم ہو جائے تو تمام عورتون اور پاترون
کو تیغ سے بیدریغ مار ڈالین کہ وہ بیگانون کے ہاتھ مین نہ پڑین۔ جب بازبہادر کی شکست کی خبر
ان دیو نژادون کو معلوم ہوئی تو اونھون نے ان پری پیکرون کا نقش ہستی آب تیغ سے
مٹایا بعض کو زخمی کیا جنمین کچھ رمق حیات باقی تھی۔ ایک جماعت کی جان باقی تھی کہ بادشاہی
لشکر پہنچ گیا جس سے انکی جان بچگئی۔ ان عورتون کی سرد فتر روپ متی ایک نازنین پدمنی تھی
اسکا حسن عالم مین مشہور تھا۔ بازبہادر اوسپر عاشق تھا اور ہمیشہ ہندی اشعار اوسکے عشق مین کہتا
ایک بیدادگر نے چند زخم کاری لگائے تھے کہ لشکر آنے سے یہ طاؤس نیم بسمل نیمجان باہر نکلگیا
جب بازبہادر بھاگ گیا تو ادھم خان سراسیمہ وحیران سارنگ پور مین گیا کہ وہان دفائن وخزائن
پر قبضہ کرے۔ وحرم خانہ و پاترون وگائینون پر متصرف ہو۔ جنکا نغمہ حسن وحسن نغمہ شہرۂ آفاق
تھا اور جنکے ناز وکرشمے کی داستانین کوچہ و بازار مین بیان کیجاتی تھین ان سب چیزونپر
وہ قابض ہوا۔ اس پدمنی روپ متی کی جستجو مین آدمی بھیجے۔ جب یہ خبر اوسکے کان مین پہنچی تو خون
وفا جوش مین آیا ۔ ہر ہلاہل کا پیالہ اوسکامی بازبہادر کا مردانہ پیا اپنے ناموس کو اپنے

ساتھ قبر مین لے گئی۔ بعض مورخ یہ لکھتے ہین کہ وہ ادہم خان کی نیند مین آئی۔ جب اسکو یقین ہوگیا کہ منت سماجت سے اسکی عفت نہین بچ سکتی تو اس نے ادہم خان سے ایک وقت کا وعدہ کیا۔ اوسوقت وہ خوب بن سنور کر پلنگ پر لیٹی ۔ زہر کا پیالہ پی لیا۔ ادہم خان جب پلنگ کے پاس آیا تو اُس نازنین کو بستر مرگ پر آرام کرتے ہوئے دیکھا۔

جب ادہم خان کو فتح ہوئی تو اُسکو مستی لگی۔ پیر محمد خان اسکے واعظ بغیر ض تھے لیکن اس نے کچھ نصیحت نہ سُنی۔ جو مُلک فتح ہوا تھا وہ اس طرح تقسیم ہوا کہ سارنگ پور اور چند پرگنے ادہم خان کو کہ اس مہم کا ظاہر سردار تھا۔ اور منڈوا اجین پیر محمد خان کو جو حقیقی سردار تھا۔ سرکار رہنہ۔ قیاخاں کو اور مندسور اور اوسکی حدود وصادق خان کو ملی۔ ادہم خان جمیع شرائف و نفائس اشیا و ذخائر و دفائن جو ایک زمانہ دراز کے جمع کئے ہوئے تھے اور مشہور پاتروں کامل سازندون کو لے کر عیش و عشرت مین مشغول ہوئی۔ اور چند زنجیر فیل غنائم مین سے اور عرائض فتح بادشاہ پاس بھیجے

جب مالوہ مین ادہم خان کی فتح سے فساد پیدا ہوا تو بادشاہ نے اسکے احوال کی اصلاح ہم جانی اور وہان کا ارادہ مصمم کیا۔ بادشاہانہ حسن تدابیر سے کہتی ہین کہ مبادی سال مین نظر سرکار کے خاتمہ پر ہو۔ اور نظر دور بین بدایت فکرت مین حسن خاتمت و نقش نہایت پر نظر کرے

بادشاہ یکشنبہ ۱۲ شعبان ۹۶۲ھ کو آگرہ سے مالوہ کی یورش دلکش کے لئے چلا۔

جب بادشاہ قلعہ منجھور پر پہنچا تو اس جگہ کے حاکم رای سرجن نے پیشکش لایق اپنی آدمیون کے ہاتھ بھیجی بادشاہ نے اس قلعہ کی تسخیر کا ارادہ نہین کیا۔ پھر وہ قلعہ گاگرون کے حوالی مین آیا۔ وہ بھی مالوہ کے مضبوط قلعون مین تھا۔ مگر معلوم ہوا کہ بازبہادر نے اپنے متعدون مین سے کسی کے حوالہ یہ قلعہ کر رکھا ہے اور بادشاہ کے لشکر نے اسے فتح نہین کیا۔ بادشاہ نے اسکا محاصرہ لشکر سے کرایا کہ قلعہ دار نے قلعہ کی کنجیان حوالہ کردین اور بادشاہ کی خدمت مین چلا آیا۔ اور یہان سے بادشاہ سارنگپور کی طرف چلا۔ اتفاق زمانہ سارنگ پور سے گاگرون کی تسخیر کے ارادہ سے ادہم خان آیا تھا اسکو بادشاہ کے آنے کی خبر نہ تھی۔ اسکی مان ماہم انگہ نے قاصد تیز رو بھیجا کہ اوسکو بادشاہ کے آنے کی خبر کردین مگر وہ بادشاہ کی تیز روی کو نہ پہونچ سکا۔ ادہم خان نے جب بادشاہ کو دفعۃً دیکھا

تو بھچک رہ گیا۔ اسکی رکاب پر بوسہ دیا۔ بادشاہ نے اپنی ناراضی کا اظہار کچھ نہیں کیا۔ سارنگ پور مین آیا۔ ادھم خان کے گھر مین اُترا۔ ادھم خان۔ نفائس ولطائف بادشاہ کے سامنے لایا مگر بادشاہ اس سے خوش نہین ہوا۔ اس لئے کہ آئین اخلاص یہ ہے کہ غیبت صوری کے زمانہ مین حاضر معنوی روحانی ہو کر اپنے صاحب کے اکرام اور احترام مین اہتمام لازم جانے اور اپنی خواہش کو دلنیعمت کی رضا مین محو کردے مگر اخلاص نہ ہر سر مین ہوتا ہے نہ ہر دل مین۔ بادشاہ کی تربیت و عاطفت کے برابر تزویر و تلبیس کی دکان آراستہ کرنی کیا معاملہ گزاری ہے حساب دانی سے سوداگری بھی اسکو نہ آئی۔ وہ ناپاکبازی کی بساط پر نرد دغا کھیلتا تھا اور اپنا مُنہ کالا کرتا تھا۔ وہ ریا کے ساتھ بادشاہ کا تعلق کرتا تھا اس لئے بادشاہ خوش نہ ہوتا تھا۔ ہر کار اسکا پسندیدہ خاطر نہ ہوتا تھا۔ ابھی بادشاہ کے التفات نہیں پہنچے تھے اسلئے وہ ادھم خان کے گھر کے کوٹھے پر رات کو سویا۔ یہ بے سعادت بدنیت اس گھات مین منتظر فرصت تھا کہ شاید بادشاہ کی نظر اسکے حرم خانہ پر پڑے تو وہ اسکا بہانہ بنا کے بادشاہ کا کام تمام کرے۔ مگر بادشاہ کا دل اس ناپاک خیال سے خالی تھا وہ آرام سے رات بھر سویا۔ اور ادھم خان کو قدرت اور فرصت اپنے کام کے کرنے کی نہین ملی۔

دوسرے روز باہم انگہ آگئی۔ اب اوس نے بادشاہ کی ضیافت اور پیشکش کا سامان کیا اور اپنا سارا مال واسباب اور تمام حرمین و بہترین جو ہاتھ لگا تھا وہ بادشاہ کی نذر مین دیا جسمین سے بادشاہ نے ادھم خان کو دیدیا۔ سارنگ پور مین بادشاہ چار روز رہا۔ ۲ رمضان ۹۷۳ھ کو آگرہ کو روانہ ہوا۔ ادھم خان نے بادشاہ کی پہلی منزل مین یہ شرارت کی کہ مابہا درکی دو نادر جمیلہ حرمین کہ بادشاہ کی نذر کی تھین اونکو بھگا کر لے گیا جب بادشاہ کو خبر ہوئی تو اوس نے کوچ موقوف کیا اور انکی تلاش مین آدمی بھجوائے۔ دونو گرفتار ہو کر آئین۔ مگر باہم انگہ نے یہ خیال کر کے کہ ان عورتون کی زبانی اسکے بیٹے کا بھانڈا پھوٹے گا دونو بیگناہون کو مروا ڈالا کہ سر بریدہ آواز نہ کند۔ بادشاہ نے چشم پوشی کی راہ مین بادشاہ نے ایک شیر کو اپنے ہاتھ سے شمشیر سے مارا۔ ۱۹ رمضان ۹۷۳ھ کو اپنے دار الخلافہ مین داخل ہوا۔ اب اس یورش مین ایک مہینہ سات روز لگے۔ چار روز مین سارنگ پور مین توقف ہوا۔ سولہ روز جانے مین اور ستّرہ روز آنے مین صرف ہوئے

بادشاہ جب آگرہ مین آیا تو اوس نے ادہم خان کو اپنے پاس بلالیا اور اوسکی جگہ پیر محمد خان شروانی کو ریاست مالوہ مستقل طور پر عطا کی۔ اس طرح ماہم انگہ اپنے بیٹے کے آنے سے خوش ہوئی و صوبہ مالوہ کی جمہور رعایا ادہم خان کے ستم سے نجات پاکر امن و آمان مین کا مروا ہوئی۔ پیر محمد خان کو ایک ستمگار کی شرکت سے خلاص ہوئی۔ باز بہادر حدود آواس مین جاکر اپنی جمعیت سرانجام کر رہا تھا یہ خبر سُنکر پیر محمد خان نے ایک فوج آراستہ کی اور اس طرف کی عزیمت کی۔ اس کو اپنی بہتوری کا نشا تھا۔ اسمین عقل و تدبیر پر شجاعت غالب تھی۔ وہ قلعہ بجاگڈہ کی تسخیر پر متوجہ ہوا یہان باز بہادر کی طرف سے اعتماد خان قلعہ کا منتظم تھا۔ اس نے قلعہ کو مستحکم کیا۔ وہ بذاتہ رفعت و متانت مین مشہور تھا۔ محاصرہ مین امتداد ہوا۔ روز بہادرون نے اس قلعہ کے لیئے کوشش کی۔ ایک دن سحر کو خسرو شاہ چند کمند لگاکر قلعہ کے اندر دو سو جوانون کو لے گیا۔ جب صبح ہوئی اہل قلعہ خواب غفلت سے بیدار ہوئے اور لڑنے پر تیار ہوئے۔ خوب لڑے۔ مگر آخر کار نا چار الامان کی فریاد کرتے ہوئے پریشان ہوئے۔ اعتماد خان ایک آدمی کو ہمراہ لے کر پیر محمد خان پاس آمان لے لیئے آتا تھا کہ ایک تیر اوسکے ایسا لگا کہ جان گئی اسکے ہمراہی نے جہانتک ہو سکا شمشیر بازی کی مردانگی سے جان دی کچھ آدمی تلوار سے بچے تھے کہ اونہون نے امان مانگ کر جان بچائی۔ پیر محمد خان نے چند روز یہان رہ کر قلعہ کا انتظام کیا۔ پھر سلطان پور مین گیا۔ تھوڑی سی لڑائی سے اسکو ممالک محروسہ مین داخل کیا وہ قلعہ بجاگڈھ مین واپس آیا یہان اسکو خبر لگی کہ میران مبارک شاہ والی خاندیس پاس باز بہادر پناہ گزین ہوا ہے۔ میران نے اسکے ساتھ اپنا لشکر کیا ہے۔ پیر محمد خان نے اپنا زائد اسباب قلعہ مین چھوڑا۔ ہزار جوان ساتھ لیئے اور یہ ارادہ کیا کہ ایلغار کرکے ناگاہ آسیر برہان پور مین پہنچکر مخالفون کی جماعت کا کام تمام کرے۔ دریاے نربدہ سے گذر کر چالیس کوس ایکرات مین چلا۔ آسیر سے دو کوس ایک چھوٹا سا قلعہ تھا۔ اسکو ایک ساعت مین فتح کرلیا میران نے قلعہ آسیر سے اس قلعہ کی محافظت کے لیئے آدمی بھیجے تھے۔ اسوقت کہ پیر محمد خان قلعہ فتح کرکے خاندیس کے دارالحکومت برہان پور کی طرف جاتا تھا ناگاہ لشکر غنیم کے سپاہی دور سے دکھائی دیئے۔ پیر محمد خان نے خسرو شاہ اور یار علی بلوچ کو بھیجا کہ اس لشکر کو دفع کرے

انہون نے جاکر تھوڑے عرصہ مین اس جمعیت کو پریشان کردیا اور اُلٹے چلے آئے صبحکو وہ
برہان پور مین آئے اور اس شہر عظیم کو غارت اور تاراج کیا بہت نقد و جنس اونہون کو ہاتھ آئے
میران قلعۂ آسیر مین بیٹھا تھا۔ پیر محمد خان نے صلاح وقت دیکھکر معاودت کی کہ اس پاس خبر آئی
کہ باز بہادر خاندیس کے لشکر لئے ہوئے نزدیک آگیا ہے۔ وہ اس لشکر کو لیکر بیجاگڈھ مین لڑنے کو
گیا تھا مگر جب اس نے سُنا کہ پیر محمد خان کچھ آدمیون کے ساتھ آسیر و برہان پور کو تسخیر کرنے گیا
ہے تو وہ سوچ سمجھکر اس طرف آیا۔ ایسے وقت مین کہ مخالف کا لشکر غنیمت کے مال سے لدا ہوا متفرق
ہوکر اولٹا جاتا تھا۔ باز بہادر کے قریب آنے کی خبر لشکر مین پھیلی۔ پیر محمد خان نے اہل دانش کو بلا کر مشورہ
کیا۔ اکثر آدمیون نے متفق ہوکر کہا کہ اس وقت جنگ مناسب نہین ہے۔ لشکر نے بہت سفر کیا ہے
اور فتوحات حاصل کی ہین اور ہر شخص غنیمت سے گرانبار ہو رہا ہے۔ مناسب یہ ہے کہ جنگ کو طرح دیکر
آب نربدہ سے اُتریں۔ ٹھنڈے مین آرام کریں۔ اور تازہ اور سیاہ لے کر لڑنے پر متوجہ ہون
مگر پیر محمد خان نے یہ صلاح نہ مانی اور لڑنے پر متوجہ ہوا۔ ہمراہیون نے پہلوتہی کی۔ لوازم
ہمراہی بجا نہ لائے۔ تھوڑی سی لڑائی سے بھاگ گئے۔ پیر محمد خان کو یار علی بلوچ عتب لے آیا کہ
اب توقف کی کیا جگہ ہے۔ وہ نربدہ کے کنارہ پر شام کو پہنچا۔ ہرچند لوگون نے سمجھایا کہ غنیم دور ہے
رات کو یہین آرام کرو۔ مگر اس نے یہ ارادہ کیا کہ دریا مین گھوڑے پر سوار ہوکر پار چلا جاؤن
سراسیمہ ہوکر دریا نربدہ مین گھوڑے پر سوار ہوکر وہ چلا۔ دریا مین ایک قطار خچرون کی تیر کر
جاتی تھی کہ اُس کے گھوڑے کے پہلو سے وہ لگی گھوڑا بھی سوار کی عقل کی طرح اپنی جگہ سے پھر گیا
پیر محمد خان پانی مین گرا۔ جماعت اسکی نزدیک تھی اس نے بد دروئی سے اسکے بچانے مین کوشش
نہین کی وہ ہاتھ پاؤن مار کر ہلاک ہوا۔ یار لوگون نے لطیفہ کے طور پر کہا کہ در آب فی النار شد
غرض ایک مخلص کاروان جوان مرد عالی ہمت مفت جان سے گیا۔ پادشاہی امرا جو مہابن
جاگیردار تھے وہ اپنی جاگیرین چھوڑ چھوڑ کر پادشاہ پاس آئے اور باز بہادر کا مالوہ پر پھر تصرف
ہوگیا۔ پادشاہ نے عبداللہ اوزبک کو جو جان سپار بزرگ منش اور اس ملک سے خوب واقف
مالوہ کی تسخیر کے لئے بھیجا۔ امور سیاست و دار و گیر اُس کے سپرد کئے اور خود

بادشاہ نے کوکہ وزرائے ہیوناتہ مین ممتاز تھا اوسکی ہمراہ کیا کہ ولایت کا نظم و نسق اور جاگیرونکی تخصیص اور محال خالصہ کا تعین وہ کرے۔ خان کا اسکو خطاب دیا اور حکم دیدیا کہ جب ملک فتح ہوجائے تو عبداللہ خان اوزبک ہی رہ کر ملک کشائی کرے اور یمین خان اِس ملک کی رعایا اور واقعیں اور تمام وضیع و شریف ساکنین کو استمالت و عواطفت شاہی سے قوی دل کرے۔ بادشاہ لشکر کے گذرنے سے جو تفرقہ پیدا ہوا ہے اسکی تلافی کرے اور صلاح دولت دیکھکر امراء اور کل ملازمین مین جاگیرون کی تقسیم کرے۔ یہ سب کام کرکے ہمارے پاس چلا آئے۔ حکم عالی کی بموجب عبداللہ خان اوزبک یہان آیا ۹۶۹ھ کے اوائل مین وہ مالوہ کی تسخیر کے لئے متوجہ ہوا۔ بازبہادر اس لشکر کی روانگی کا حال سُنکر بھاگ گیا وہ جانتا تھا کہ اس سے لڑنے کی مجھ مین تاب نہین ہے۔ غرض نہ تلوار کی بجلی چمکی نہ تیرون کا مینہہ برسا ولایت مالوہ پر لشکر شاہی کا قبضہ ہوگیا بادشاہ کے لشکر نے بازبہادر کا تعاقب کرکے اسکا بہت لشکر مارا۔ بازبہادر مالوہ سے نکل کر مدتون دربدر پھرا پھرا۔ اول بھرجی زمیندار یکلانہ پاس گیا۔ پھر چنگیز خان پاس گیا۔ پھر شیر خان فولادی سے توسل ڈھونڈا یہان نظام الملک کنی کا امیدوار ہوا۔ سب جگہ سے حیران پریشان ہوکر راجواڑے کے رانا اُدے سنگھ سے چندروزہ التجا کی۔ جب بادشاہ نے اسکی شکستہ حالی دیکھی تو حسن خان خزانچی کو بھیجکر اوسکو اپنے پاس ۹۷۰ھ مین بلالیا اور نوازشہاے خسروانہ سے سربلند ہوا سلاطین مالوہ کے پائے تخت منڈو مین عبداللہ خان اوزبک نے بطریق استقلال حکمرانی شروع کی۔ اس ملک کے بلاد اور قصبات و قریات امراء مین انکے رتبے کے موافق تقسیم ہوئے۔ اولیائے دولت نے ہین و سارنگ پور اور محال جاگیر مین آرام لیا۔ معین خان انقسام جاگیر و انتظام ملکی کے بعد بادشاہ کی خدمت آیا۔

بادشاہ اپنی سلطنت کے ذمے فرض وقت سمجھتا تھا کہ ہمیشہ ملک کے احوال سے اور اعیان دولت کے اوضاع سے خبردار رہے۔ اور ان تنگ حوصلہ خودسرون کا اپنی تدبیر و رائے سے علاج پہلے سے کرے کہ وہ کامیاب دولت ہوکر ملک مین فساد کرین۔ جب اس نے سنا کہ عبداللہ فتح کرکے صدر مقام کو گیا ہے بادشاہ کا ملک پرور وہ تھا مالوہ مین شورش برپا کررہا ہے اور اپنی تسلط فی دکھائی دیئے۔ پہ

سے بادشاہ سے کفران نعمت کرنے کو ہے تو یورش مالوہ کا قصد مصمم کیا اور ہاتھیون کے شکار کا بھی
ارادہ کیا۔ اس نے ۱۲ ذیقعدہ ۹۷۰ھ کو اسی موسم مین سفر کیا کہ برکے فیلبان کج خرام نے مستی و مدہوشی
سے تمام زمین و زمان مین جوش و خروش کر رکھا تھا۔ ہر وقت مستی سے بھٹکتے تھے اور سیلاب وان کر کے نشیب و
فراز کو نہین جانتے تھے سرکشی اور گردن فرازی سے کجک برق کے فرمان پذیر نہین ہوتے تھے۔ بادشاہ نے
ضرور سیہپری کی طرف کوچ کیا۔ یہان ہاتھیون کا کھیت تھا۔ اہلی ہاتھیون سے وحشی ہاتھیون کو پکڑا۔
اسی طرح شکار کھیلتا ہوا مالوہ کی طرف اس برسات مین چلا کہ امتداد برق و باران و اشتداد خلاب
و سیلاب و فور گل و لای لنرج سے اور گڑھون کی کثرت سے جو زمین مالوہ مین ہو تی ہین بادشاہ کے
لشکر کا چلنا دشوار تھا۔ گھوڑے دریائی گھوڑون کی طرح تیرتے تھے۔ شتر جہازون کی طرح طوفان
نوردی کرتے تھے۔ راہ مین اس قدر کیچڑ تھی کہ اسمین گھوڑون کے پانوٗن سینہ تک دھس جاتے تھے
اور سبک رفتار اونٹون کو اپنے بال بھی گران معلوم ہوتے تھے۔ جرثقیل سی ہزار دشواری حرکت کرتی تھے
اگرچہ منزلون مین سرسبزی کے لئے چارہ دانہ میسر نہین ہوتا تھا مگر سبزہ تر و تازہ راہ مین ایسا ملتا تھا کہ جانور
اُس سے سیر ہو کر خوش رہتے تھے۔ بادشاہ منڈو مین آیا۔ اثناء راہ مین اشرف خان و اعتماد خان کو
پہلے سے روانہ کیا تہا کہ وہ عبداللہ خان اوزبک کو جو اپنے اعمال ناشائستہ سے متوہم خائف ہے
عنایات شاہی کی نوید سُنا کر اس پاس لے آئین کہ وہ سرکش نہ ہو۔ بادشاہ سارنگ پور مین
اور یہان سے اُجین مین کہ پہلے ملوک مالوہ کا تختگاہ تھا آیا اور پھر دھار مین آیا۔ یہان کی ہوا
بڑی خوشگوار تھی۔ یہان عبداللہ خان کے پاس سے اشرف خان اور اعتماد خان آئے جنکی زبانی
معلوم ہوا کہ عبداللہ خان ان شرائط سے صلح کرنی چاہتا ہے کہ کوئی اسکو مالی و جانی ضرر نہ پہونچے اور
ولایت منڈو اُس پاس بدستور سابق مفوض رہے بعض امرا اُس پاس رہین منعم خان خانخانان
کی سفارش سے ان شرائط کو بادشاہ نے منظور کر لیا۔ اور اعتماد خان اور دربار خان کے ہاتھ
عفو تقصیر اور اسکی ملتمسات کو منظوری کا پیغام بھیجدیا۔ عبداللہ خان اس سبب سے کہ خائن تھا خائف
تھا وہ منڈو سے بھاگ کر لوانی مین چلا گیا۔ بادشاہ نے اس کے تعاقب مین لشکر روانہ کیا اور خود
۲۷ ذی الحجہ ۹۷۱ھ کو لوانی مین آیا۔ اثناء راہ مین اعتماد خان اور دربار خان واپس آئے عبداللہ خان

حضور کی موعظت کو خدا لعیت سمجھا - پادشاہ نے ہراول سے لڑائی شروع کی - پادشاہ ایلغار کرکے اپنے لشکر کی کمک کو گیا لڑائی مین ایسی جگہ پہنچا کہ تیر اوسکے سر پر گذرتے تھے - پادشاہ کی اس جنبش سے اُس کے لشکر کو دشمن پر فتح عظیم ہوئی باوجودیکہ پادشاہی لشکر دشمن کے لشکر سے بہت کم تھا - اس نواح کے کل زمیندارون اور رئیسون نے پادشاہ کی اطاعت اختیار کی - عبداللہ خان بھاگا - پادشاہی لشکر نے اس کے پیچھے جاکر حملہ کیا - وہ اپنے بال بچون کو جنگل مین چھوڑ کر اور اپنے بیٹے کو ساتھ لے کر بھاگ گیا - اور سرحد گجرات مین پہنچا - پادشاہ ۲ محرم ۹۷۲ھ کو مندو مین آیا - اور تمام ممالک محروسہ مین فتحنامے بھیجے - ایک مہینے یہان توقف کیا - یہان سنا کہ چنگیز خان حاکم گجرات کے پاس عبداللہ خان گیا ہے - پادشاہ نے اسکے نام فرامنعم الملک کے ہاتھ بھیجا کہ وہ عبداللہ خان کو باندھ کر ہمارے پاس بھیجدے یا اپنے ملک سے اس کو باہر نکال دے - چنگیز خان نے اس فرمان کے جواب مین لکھا کہ مین بندۂ پادشاہ ہون فرمان پذیری ناگزیر ہے حضرت خطاپوش و عطاپوش ہین اگر اس مرتبہ اسکا گناہ بخش کر نوازش کرین تو اسکو حضور کی خدمت مین بھیجدون یہ بندہ نوازی سے دور نہ ہوگا - اگر یہ التماس قبول نہ ہو تو مین اسکو اس ولایت سے دور نکال دونگا - پادشاہ نے اس صوبہ کا ایسا عمدہ جدید انتظام کیا کہ تمام سردار اور رئیس اس سرزمین کے اس کے آگے سجدہ کرنے لگے اور آخر محرم ۹۷۲ھ مین آگرہ کی طرف روانہ ہوا - قراہبا درخان کو اور امرا کے ساتھ منڈو مین مقرر کیا - راہ مین ہاتھیون کا شکار کھیلتا ہوا ۳ ربیع الاول ۹۷۲ھ کو دارالخلافہ آگرہ مین آیا - یہان منعم الملک چنگیز خان کی عرضداشت مذکور اور پیشکش لایا +

ممالک شرقیہ کی فتوحات

ان چند برسون مین علی قلیخان خان زمان خان نے ممالک شرقیہ مین افغانون پر فتوحات عظیم حاصل کین پہلے لکھ چکے ہین کہ حدود سنبل مین خان زمان منتظم مقرر ہوا تھا تو اوس نے لکھنؤ تک ملک پر قبضہ کرلیا جب بیرام خان کا جھگڑا تمام ہوا تو افغانون نے جانا کہ ہم کو فرصت ہے اُنہون نے مبارز خان عدلی کے بیٹے کو اپنا سردار بنایا - اور شیر خان اسکا نام رکھا اور سب نے متفق ہوکر یہ ارادہ کیا

لگائیے۔ خان زمان نے یہ خبر پاکر جونپور کے قلعہ کو مستحکم کیا۔ سوای اسکندر خان اوزبک کے اس
نواح کے تمام سرداروں کو جمع کیا۔ افغانون کا لشکر بڑا زور آور تھا۔ بیس ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادے
اور پانسو ہاتھی تھے۔ اُس سے آگے جاکر لڑنا مصلحت وقت نہین معلوم ہوتا تھا۔ افغان ایک لشکر گران
لے کر گومتی کے کنارہ پر جونپور کے پاس آگئے۔ یہ شہر اسی ندی کے کنارہ پر واقع ہے اور تیسرے روز ندی سے
پار اُترے سپاہ کو لڑنے کے لئے مرتب کیا۔ خان زمان بھی لشکر آراستہ کرکے لایا۔ شائستہ آئین کے
ساتھ لڑائی شروع ہوئی۔ خان زمان کے لشکر نے حسن خان بچکوتی کے لشکر کو تیرون کی مار سے بھگا دیا
مگر شیر شاہ نے لشکر شاہی کو بھگا کر شہر کے کوچون تک پہنچایا۔ پھر خان زمان نے اس لشکر کے پیچھے آکر
تیرون کی بوچھاڑ سے دشمن کے لشکر کو پریشان کر دیا اور بڑی فتح حاصل کی اور بہت سی غنیمت اور
بہت سی ہاتھی اس کے ہاتھ آئے۔ اس فتح سے خان زمان خان کا ایسا مغز چلا کہ وہ بادشاہ کو
ایک لشکر کا سمجھا اور اوسکی قوت و قدرت کو بے حقیقت جانا۔ ساری غنیمت کو خود ہی ہضم کرنا چاہا۔ کتاب
بیباک ایسا ہوگیا کہ بادشاہ کو خود گوشمالی کے لئے آنا پڑا عقلمند جانتے ہین کہ جو شخص نیک ذاتی۔ خیر اندیشی
کے صفات سے موصوف ہوتا ہے اور اپنے احوال کے روزنامچہ کو مطالعہ کرتا ہے جب وہ مخالف پر
نصرت پاتا ہے اور کاردان معاون اُس پاس جمع ہوتے ہین اور اسباب دنیا میسر ہوتا ہے تو وہ
نیازمند زیادہ ہو جاتا ہے اور اپنے ولینعمت کے شکر کے لوازم کو بجا لاتا ہے اُس شکر کا تتمہ حسن عقیدت
اور لطف خدمت کو بناتا ہے اور مراسم یکجہتی کو بڑھاتا ہے اور خالق کے سامنے زیادہ ضراعت اور
مخلوق سے بہت تواضع کرتا ہے اپنے صاحب کی بندگی اخلاص مین زیادہ کوشش کرتا ہے اپنے نوکرون
کی قدردانی کرکے ان کے ساتھ حسن سلوک زیادہ کرتا ہے لیکن ان سب کے خلاف کام کرتا ہے جسے
صورت کے آدمیت سے بہرہ نہین رکھتا سوای نام کے اصالت اسکو نصیب نہین ہوتی۔ وہ تھوڑے سے
اعتبار اور برآمد کار سے اپنے پایہ کو بھول جاتا ہے اول خدا کے ساتھ اسکا طریقہ کچھ اور ہو جاتا ہے دوم اپنے
ولینعمت و صاحب کے ساتھ تکبر و ترفع کی طرز اختیار کرکے کچھ اور باتین دل مین سوچنے لگتا ہے سوم اپنے
ہمراہیون اور ہم نشینون کے ساتھ اترانے لگتا ہے چہارم جمہور انام کے ساتھ ستم و عنف سے
سلوک کرتا ہے وہ یہ جانتا ہے کہ مین اپنی بزرگی کا اسباب مرتب کرتا ہون۔ دانا جانتا ہے کہ

بادشاہ کا مالک شرفیین جانا خان زمان خان کا قدر نہ جان کر سرکشی ہونا

اپنے ادبار اور ہلاکت کے لئے معرکہ کررہا ہے۔ اس بیان کا مصداق علی قلیخان زمان کا حال ہے کہ ان دنون جو اوس نے شیر شاہ پسر سلطان عدلی کو لڑکر شکست دی تو اوسکا دماغ آسمان پر چڑھ گیا۔ قریب تھا کہ اوسکا بھائی اچھوٹ جائے کہ بادشاہ کی عقل کامل کا یہ اقتضا ہوا کہ برسم شکار اس حدود کی طرف چلئے۔ اس نے زبان سے کہا کہ اگر اس بدسرشت کو سعادت سے کچھ بہرہ ہوگا تو خواب غفلت سے بیدار ہوکہ ہماری قدمبوس کے لئے حاضر ہوگا ہم اس کی تقصیرات معاف کرکے موافقت کرینگے وہ ہمارا ہی لگایا ہوا درخت ہے بزرگون کی گزیدہ ترصفت یہی ہے کہ عذر کو قبول کرین اور گناہ بخشین آدمی ہشیاری وسستی کی معجون مرکب ہی۔ اگر وہ ملازمت کے لئے نہ حاضر ہو تو پہلے اس سے کہ مرض مزمن ہو اور اوس کا معالجہ دشوار ہو اسکا کام تمام کیا جاے اور اس مرزبوم کو ستمگار کے ہاتھ سے خلاصی دی جائے۔ غرض پنجشنبہ ۹۶۸ھ کو وہ بلاد شرقیہ کی طرف متوجہ ہوا۔ دارالخلافہ آگرہ کی حراست معین الدین احمد خان فرخودی کو سپرد کی۔ جب حدود کالپی مین بادشاہ کا گذر ہوا۔ عبدالصمد خان اوزبک کے گھر مین اترکر اسکی عزت بڑھایا۔ پھر یہان سے کڑہ گیا یہان شکار کھیلا تو خان زمان خان اور اوسکا بھائی بہادر خان خواب غفلت سے بیدار ہوئے اور بادشاہ کی خدمت مین آئے۔ انکے بھلے دن کچھ باقی تھے۔ غنیمت کا سا مال و اسباب اور نامور ہاتھی بادشاہ کی پیشکش مین دیئے۔ بادشاہ نے انکی تقصیرات معاف کین اور فرمایا کہ پھلدار درختون کے کاٹنے سے جب آدمی ناخوش ہوتا ہے تو انسان کو کہ ایک برومند شجر ایزدی ہے قطع کرنے سے کیا ثمرہ ملتا ہوگا اس لئے ہم تمہاری نجالت وضراعت کے سبب سے قصور معاف کرتے ہین۔ کڑہ مین بادشاہ بیس روز رہا۔ یہان انتظام بخوبی کرکے آگرہ کو روانہ ہوا اور دس روز مین ۱۷ ذی الحجہ ۹۶۸ھ دارالخلافہ آگرہ مین داخل ہوا۔ اس سفر مین ایک مہینہ چودہ روز لگے۔ جانے مین چودہ روز آنے مین دس روز ٹھیرنے مین بیس روز۔

اس سفر مین چنارگڈھ اولیاء بادشاہی کے ہاتھ آیا۔ یہ ایک حصن حصین ہی کہ اور بادشاہون نے اسکو شمشیر اور لشکر و فزونی تدبیر سے تسخیر کیا ہے اس لئے کہ باہر کے آدمی تو اسکے ارتفاع و استحکام کے سبب سے اندر دخل نہین دیسکے اور اندر کے آدمیون کو باہر کے آدمیون کی ضرورت اس سبب سے نہین ہوتی کہ کھانے پینے کا سامان افراط سے موجود ہوتا ہے۔ مجمل بیان اس واقعہ کا یہ ہے کہ جب شیر شاہ

۹۶۹ھ فتح چنارگڈھ کا بیان

پر سلطان عدلی کو شکست ہوئی تو یہ قلعہ فتو کو جو اسکی خسیل کے خواص مین تھا ہاتھ آگیا وہ اس حصار کو اپنا مامن سمجھکر اس کا استحکام کرتا تھا۔ کہ بادشاہ نے خواجہ عبدالمجید آصف خان کو اس کی تسخیر کے لیئے . . . . . .

نامزد کیا مگر فتو کی یہ دانشمندی اور سعادتمندی تھی کہ وہ یہ سمجھا کہ افغانون کے ادبار کے دن آگئے ہین لڑنے سے سوای ذلت کے کچھ اور نہین حاصل ہوگا۔ اُس نے بادشاہ سے درخواست کی کہ فتح محمد آئے اور میرا ہاتھ پکڑکر حضور کے روبرو لیجائے۔ بادشاہ نے اسکی درخواست کو قبول کیا۔ شیخ محمد اسکو بادشاہ کے سامنے لایا اس نے مرتبہ امارت اسکو مرحمت کیا۔

فتح خان بٹنی اور اُس کے بھائی حسن خان اور ملو خان اور ایک جماعت کثیر نے قلعہ رہتاس مین ایک لشکر آراستہ کیا اور وہان سے آنکھ ولایت بہار اور بعض بعض محال پر کہ خان زمان سے متعلق تھین اپنے تصرف مین کرلیا اور سلیم شاہ کے بیٹے اوازخان کو اپنا سردار بناکر شورش و فساد برپا کیا۔ اس فتنہ کے مٹانے کے لئے خان زمان اور اس حدود کے امراء متوجہ ہوئے مگر افغانون کا لشکر پرزور تھا۔ خان زمان نے لڑنے مین مصلحت نہ جانی۔ سون ندی کے کنارہ پر اندھیاری (اندھاری) کے مقام پر قلعہ بناکر اقامت کی۔ اندرون مین مولانا علاء الدین لاری و ملا عبداللہ سلطان پوری و شہاب الدین خان و وزیر خان بادشاہ کی طرف سے یہان اس لئے آئے ہوئے تھے کہ خان زمان کو نصائح ارجمند کرکے اسکا عقید تمند بنائین اور سلیمان کرانی حاکم بنگالہ جو خان زمان سے ملا تھا اور اس نے خطبہ شاہنشاہی پڑھوایا تھا اس پر بادشاہ کے الطاف کا اظہار کریں اور اگر ہوسکے تو اوسکو بادشاہ پاس لائین۔ ان امیرون نے خان زمان کے قلعہ مین پہنچ کر بادشاہ کی عنایت کی نوید اسکو پہنچائی۔ یہ سب خان زمان پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ افغانون نے لشکر آراستہ کرکے اور فیلان مست کو لیکر خان زمان کے قلعہ پر حملہ کیا۔ خان زمان نے بھی لشکر لے کر لڑنا شروع کیا۔ مگر افغانون نے خان زمان کو فوراً شکست دی اور اوسکا سارا لشکر بھاگ گیا اور اوسکے منازل اور محل کو افغانون نے لوٹنا شروع کیا۔

خان زمان اپنے قلعہ کی دیوار کے نیچے کمین مین بیٹھا ہوا تھا کہ کچھ کام کرے یا گوشہ گیری

خان زمان خان کا حسن یا ناخان ہی پر

کرے۔ حسن خان پشتی ہاتھی پر سوار ایک جماعت کو لیکر روبرو آیا۔ خان زمان کے آدمی بھاگے تھوڑے آدمی مرنے کا ارادہ کرکے قلعہ کے ایک برج پر چڑھ گئے۔ وہان دیگ (توپ) لگی ہوئی تھی اس کو بھر کر افغانون کی فوج پر چلائی اسکے چھوٹتے ہی گولہ حسن خان کے ہاتھی پر لگا۔ جس سے ہاتھی مرگیا اور فوج بھاگی۔ یہ تائید ایزدی تھی کہ خان زمان کے لشکر مین کوہ پارہ ایک ہاتھی تھا جو مست ہورہا تھا اور زنجیرون سے بندھا ہوا تھا۔ جبوقت کہ خان زمان خان کا لشکر بھاگا ہے۔ یہ افغان فیلون کو کھول کر لگیے تھے اس ہاتھی نے اپنی بدمستی مین افغانون کے ایک ہاتھی کو مار ڈالا۔ جس سے وہ شور مچا کہ افغانون کے لشکر نے جانا کہ بادشاہی لشکر داخل ہوا اس خوف سے وہ بھاگنے لگا تو بادشاہی لشکر نے اسکا تعاقب کیا اور ایک فتح عظیم اسکو حاصل ہوئی اور بہت غنیمت اور ہاتھی ہاتھ آئے۔ خان زمان نے جونپور کو مراجعت کی اور زنانیہ سے بادشاہ کے امیرون کو جو آئے تھے واپس بھیجا۔

خان زمان علی قلی خان کی بغاوت دور کرنے کے لئے بادشاہ کے لشکر کا یورش کرنا اور اس یورش مین سوانح کا پیش آنا سنہ ۹۷۲ ہجری

اہل ہوش دنیا کو کہتے ہین کہ وہ شراب کا حکم رکھتی ہے مصرعہ کانچنان آنچنان پری کند یعنی جیسا آدمی ہوتا ہے ویسا ہی اسکو بناتی ہے اگر آدمی سعادت مند ہے تو وہ اسباب دنیوی کو ہزار نیکیون کا سرمایہ بناتا ہے۔ اپنی سعادت کو بڑھاتا ہے۔ اپنی ذات کو آرائش دیتا ہے دین و دنیا دونو سنوارتا ہے۔ اگر وہ فطرت مین بدگوہر و تیرہ درون و سیاہ بخت ہے تو ہمیشہ ذخائر دنیا کو ہزار وبال کا سرمایہ بناتا ہے۔ اپنی ترفع صدری سے خلق کو صدہا طرح کے آزار پہنچاتا ہے۔ روز بروز اسکا تاریک دل اور زیادہ سیاہ ہوتا جاتا ہے۔ نہ وہ قدر نعمت

اسکندر خان اور بابک کے پاس اشرف خان کا جانا۔

جانتا ہے زمانے و لیاقت کو پہچانتا ہے۔ اپنی حالت کے موافق کر و تدبیر کرتا ہے۔ کبھی اپنی کام سے پردہ اوٹھا کر ظاہر و باطن مین بغاوت کرتا ہے۔ اس حال کا مصداق علی قلیخان کا احوال ہے جسکی تفصیل آگے لکھی جاتی ہے۔

جب بادشاہ نے سنا کہ اسکندر خان اوزبک سرکشی کا خیال رکھتا ہے تو وہ اغماض کرکے ہاتھی کا شکار کھیلنے چلا گیا۔ اور اسکندر خان پاس اس مضمون کا فرمان اشرف خان کے ہاتھ بھیجا کہ تم بغاوت کے خیال سے باز آؤ اور میرے پاس چلے آؤ مین تمھارے قصورون کو معاف کردونگا اسکندر خان کی جاگیر مین ملک اودھ تھا۔ جب یہان اشرف خان آیا تو اوسکی تعظیم کی۔ اور فرمان کی ظاہری فرمانبرداری کی۔ اور بادشاہ پاس جانے کے لئے مدتون تک ایسے حیلے کرتا رہا کہ اب سامان تیار ہو جائے تو چلتا ہون۔ مگر در پردہ وہ اور اہل نفاق کے ساتھ ساز رکھتا تھا اور کچھ اور ہی خیالات پکاتا تھا۔ آخرکار اُس نے اشرف خان سے کہا کہ ابراہیم خان نیازی آق سقال یعنی ریش سفید ہے۔ اور ہمسایہ مین رہتا ہے۔ ہم تم اُس سے چل کر ملین۔ اس ارادہ سے وہ اودھ سے سرھرپور مین جو ابراہیم خان کی جاگیر تھی گئے۔ پھر وہان سے علی قلیخان پاس دوڑے گئے۔ جب ان جماعتون کا مجموعہ ہوا تو سب نے بغاوت کے اظہار مین جرأت کی آپسمین یہہ مشورہ ٹھیرا کہ بادشاہ تو بہت دور ہاتھی کے شکار مین مشغول ہے۔ ہم دوجوق ہو جائین۔ اسکندر خان اور ابراہیم خان لکھنو کی راہ قنوج پر دوڑے اور اسکے بدو مین خلل پیدا کرے اور علی قلیخان اوسکا بھائی بہادر خان مانک پور کی جانب سے مجموعہ قافلہ پر جو یہان کا جاگیردار ہے چڑھ جائین اور شرارت برپا کرین۔ اشرف خان کو بطور قیدیون کے رکھا۔ ابراہیم خان و سکندر خان لکھنو کی طرف اور علی قلیخان و بہادر خان کڑہ مانک پور کی طرف چلے گئے۔

باغیون کی شورش ۹۷۰ھ

جب ان حدود کے امراء سارے مثل شاہم خان جلائر شاہداغ خان و محمد امین وغیرہ نے ان نمک حرامون کے اتفاق کرنے کا اور فتنہ انگیزی برپا کرنے کا حال سنا تو انہون نے جمعیت کا سامان کرکے ان باغیون کو روکنا چاہا۔ ان امراء اور سکندر خان و ابراہیم خان کے

درمیان قصبہ نیمکارمین پیکار ہوئی۔ محمد امین دیوانہ نے بری طرح دشمن پر حملہ کیا۔ اسکے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی وہ اُس سے گرا اور قید ہوا۔ شاہم خان اور شاہباغ خان نے جب محمد امین کا حال دیکھا تھا تو انکو چاہیئے تھا کہ وہ اسکا چارہ کار کرتے اور بہادری دکھاتے مگر وہ دشمن کی کثرت سپاہ کے خوف سے قلعہ نیمکارمین چلے گئے اور بادشاہ کو اس حال سے اطلاع دی۔ علی قلیخان اور بہادر خان مانکپور دوڑے گئے اور اس کی حدود مین تاخت و تاراج کرنے لگے کہ مجنون قاقشال مرد معرکہ دیدہ تجربہ کار تھا۔ صف جنگ کو مناسب نہ جانا قلعہ مانک پور مین متحصن ہوا۔ آصف خان پاس قاصد بھیجکر اسکو بلایا۔ آصف خان کو جب اطلاع ہوئی تو وہ ولایت گڈھ کچھ سپاہ سپرد کرکے بہت سپاہ لیکر کڑہ مین آیا۔ مجنون خان کو آصف خان کے آنے سے تقویت ہوئی وہ قلعہ مین سے اپنی سپاہ کو باہر علی قلیخان کی فوج سے لڑنے کے لئے بھیجنے لگا۔ ان دونونے بادشاہ کو حقیقت ماجرا لکھ بھیجی۔

بادشاہ شکار سے فارغ ہوکر آگرہ مین آگیا تھا کہ اوسکو متواتر عرائض سے اہل بغاوت کا حال معلوم ہوا تو اوس نے ارادہ کیا کہ باغیون کے خاردار درخت کو پہلے اس سے کہ وہ ہوا مین سربلند کرے اور جڑ کو قائم کرے اپنے طیش و غضب کی تند باد سے بیخ و بن سے اکھیڑ کر پھینک دے اس لئے اُس نے لشکر کے جمع کرنے کا حکم دیا۔ اسکے جمع ہونے سے پہلے منعم خان کو بہت سے بہادرونکے ساتھ برسم مقدمہ بھیجا اور بعد اس کے خود اپنے چلنے کا سامان درست کیا۔ تھوڑے دنون مین بڑا لشکر تیار ہوا اور دو ہزار زنبورہ فیل اسکی ہمراہ ہوئے۔

آگرہ ترسون خان کو حوالہ کرکے پنجشنبہ ۲۳ شوال ۹۷۲ھ کو دریاے جمن سے پار ہوا۔ گرمی کا موسم تھا رات کو سفر ہوتا تھا۔ منزل بمنزل چل کر قنوج کی سوا دمین پہنچا۔ منعم خانخانان آگے بھیجا گیا تھا وہ یہان آملا۔ قتیا خان بھی باغیون کے گروہ مین تھا خانخانان کی سفارش سے بادشاہ نے اوسکا قصور معاف کیا اور وہ بادشاہ پاس آگیا۔ بادشاہ کو معلوم ہوا کہ سکندر خان لکھنؤ مین ہے بادشاہ آدہی رات کو گھوڑے پر سوار ہوکر بطور اغبا راایک شبانہ روز مین لکھنؤ مین جا پہنچا یوسف محمد خان کو کلتاش و شجاعت اور کچھ دربہادرون کو ہراول بناکے بھیجا۔ اسکندر خان لشکر شاہی کے خوف سے لکھنؤ سے بھاگ گیا۔ بادشاہ نے یہان آرام لیا۔ لشکر اس کے پیچھے

بادشاہ کا اسکندر خان کو لکھنؤ سے بھگانا ۹۷۲ھ

روانہ کیا اسکے جو کوئی باغیون مین سے ہاتھ لگا اس نے آب شمشیر سے اسکے کاسۂ سر مین خاک بھری
اسکندر خان جان بچاکر علی قلیخان سے جا ملا۔ پادشاہ کے لشکر کے گھوڑے تھک گئے تھے اس لئے
اور زیادہ تعاقب نہین کیا۔ علی قلیخان اور بہادر خان مجنون خان اور آصف خان سے مقابلہ
کر رہے تھے یہ حال سنکر متزلزل ہوئے اور کثرہ سے جونپور چلے گئے اور بنہ و بار کو چھوڑ کر گذر
تر ہن سے دریاے گنگ کو عبور کیا۔ دریا کے پار جاکر قلعۂ صنون مین پناہ لی۔ پادشاہ جونپور مین آیا
راہ مین آصف خان مجنون خان اُس سے ملے۔ آصف خان نے جو گڈھ کو فتح کیا تھا تو اپنی سپاہ
کو آراستہ کیا تھا اس سپاہ رزمخواہ کو جو پانچہزار تھی پادشاہ کو ملاحظہ کرایا جس سے پادشاہ بہت
خوش ہوا۔ پادشاہ جمعہ کے روز ۱۴ ذی الحجہ کو جونپور مین آیا۔ ان ممالک کی اصلاح مین مصروف
ہوا بے اعتدال مفسدون کے ظلم سے وہ خراب ہو رہا تھا۔

پادشاہ نے علی قلی خان اور اور اہل عصیان کے تعاقب مین آصف خان کو بھیجا۔ ایل
بغاوت حاجی پور کے نزدیک و بروڑی قلب جگہہ مین مقیم ہوئے اور سلیمان کرانی جو بنگالہ
مین حکمران تھا اور فتح خان پٹنی اور اوسکا بھائی حسن خان رہتاس مین رعایت رکھتا تھا۔ ان
افغانون سے علی قلیخان نے کمک مانگی یہ افغان استمداد پر مستعد ہو گئے۔ پادشاہ نے حاجی
محمد خان سیستانی کو سلیمان کرانی پاس بنگالہ بھیجا کہ وہ اسکو علی قلیخان کی معاضدت و مظاہرت سے
ڈرائے۔ حاجی محمد خان رہتاس پہنچا۔ خود سر افغانون کی ایک جماعت نے اسکو بنگالہ نہ جانے
دیا اور علی قلی پاس بھیجا جب وہ علی قلیخان کے پاس آیا تو اس سبب سے کہ وہ روا بط اسکے ساتھ رکھتا
تھا اور اس طمع سے کہ وہ اسکے موافق ہو جائے بہت عزت و حرمت سے پیش آیا۔ [illegible]
اسکو رکھا۔ حاجی محمد خان ہمیشہ اسکو سود مند نصیحتین کرتا رہتا تھا۔ انصاف یہ ہے کہ [illegible]
تخویف و تحذیر کے لئے اسکا رہنا بہت کام آیا کہ اسکی ہدایت سے باغی اطاعت کی راہ پر آئے
پادشاہ کے لشکر کی برابر علی قلیخان چلتا رہا مگر کچھہ اسکو فائدہ نہ ہوا اب اس نے سکندر خان
اور بہادر خان کو ایک جماعت کے ساتھ ولایت سرار مین بھیجا کہ وہان لوٹ مچائین جب
پادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو شاہ بداغ و سعید خان و قتیا خان اور امرا کو بسرکردگی امیر

کڑہ مانک پور کی لڑائی ۹۷۲ھ
حاجی محمد خان سیستانی کا سلیمان کرانی پاس بھیجا جانا
علی قلیخان کا افغانون سے مدد مانگنا

معزالملک کو حکم ہوا کہ باغیون کو سر راہ روکین کہ اس حدود مین جا کر وہ فتنہ نہ برپا کرین۔
یہ لشکر خیر آباد تک دوڑا گیا۔ پادشاہ علی قلیخان کا یہ علاج کر کے خاطر مطمئن کے ساتھ الہ آباد مین
آیا علی قلیخان نے اب مکر و تزویر کی راہ اختیار کی۔ سرو قد نامی عورت کو کہ جو پہلے جنت مکانی کی
خدمت گارن تھی منعم خان پاس بھیجا اور اسکی معرفت منعم خان کو یاد دلایا کہ ہم تم ہی قدیمی دوست
آشنا ہین اور پھر اور اپنے معتمد آدمیون کو بھیجکر اون سے یہ درخواست کی کہ صلح کرا دے۔
منعم خان نے کہنہ عملہ کی صلاح سے دشمنون کے استیصال سے دست کشی کی تھی اس نے علی قلیخان کی
ملتمس کو پادشاہ سے عرض کر کے سفارش کی اس نے قبول کی اور غیاث علی قزوینی کو بھیجا کہ وہ
علی قلیخان کو مراحم خسروانی کا یقین دلا دے اور وہان کی صحبت کے اسرار پر واقف ہو کر ان کے
دقائق پر پادشاہ کو مطلع کرے۔

منعم خان نے علی قلیخان کو لکھا کہ مناسب یہ ہے کہ ہم تم قاصد و پیغام بغیر ملکر عقیدت و خدمت
کے استحکام مین اہتمام کرین اندنون شہرت ہو رہی تھی کہ علی قلیخان کے قتل کے لئے عادل خان و
جمال خان بلوچ مقرر ہوئے ہین اس لئے اسکو منعم خان پاس آنے مین توقف ہوا وہ بھی چاہتا تھا
کہ معاملہ مصالحت بذریعہ مراسلت و مکاتبت انجام پائے۔ منعم خان اس بات کو نہین قبول کرتا تھا
آخر کو یہ قرار پایا کہ دریا کے درمیان دونو مین ملاقات ہو ہر ایک کے ساتھ چند آدمی ہون
یون ان دونو مین کشتی کے اندر ملاقات ہوئی اور گلے ملے۔ اگلی پچھلی محبت کی جھوٹی سچی باتین
ہوئین پھر عہد و پیمان زبانی مقرر ہوے۔ مرزا غیاث الدین علی نے پادشاہ سے سارا حال
عرض کیا۔ اس نے خواجہ جہان کو علی قلیخان پاس اور زیادہ اطمینان کے لئے بھیجا۔
خواجہ نے علی قلیخان سے ملکر مجنون خان قاقشال دبا باخان اور بعض امرا کی اس سے
آشتی کرا دی۔ اس باب مین بڑی گفتگو ہوئی کہ وہ پادشاہ کے پاس جاے اس نے کہا کہ
مین نے پادشاہ کی ایسی ناسپاسی کی ہے کہ اس کے روبرو جانے کی دلیری کبھی نہین
کر سکتا۔ اب مین اپنی والدہ کو اور ابراہیم خان کو جو ہماری ریش سفید ہے پادشاہ پاس
بھیجتا ہون۔ پھر خود حاضر ہونگا۔

دوسرے روز علی قلیخان کی والدہ اور ابراہیم خان اور بعض اور امرا پیشکش کے لئے بڑے بڑے ہاتھی لے کر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ ابراہیم خان کی گردن مین تیغ و کفن ڈال کر بادشاہ کے روبرو خانخانان آیا۔ بادشاہ نے قصور معاف کیا اور خانخانان سے یہ فرمایا کہ اگرچہ یہ ظاہر ہی کہ یہ بدنصیب اپنے عہد کی وفا نہین کرتے مگر تیری خاطر سے انکے قصور معاف کرتا ہون اور جاگیر پر انکی بدستور برقرار رکھتا ہون۔ خانخانان اس عنایت شاہانہ سے بہت خوش ہوا۔ ابراہیم خان کی گردن سے تلوار اور کفن جدا کیا اس مژدہ عفو کو والدہ علی قلی کو سنوایا وہ محل مین بیٹھی گریہ وزاری کر رہی تھی اور نوید بخشایش کی منتظر تھی۔

لشکر بادشاہی کا بہادر خان سے شکست پانا ۹۷۲ھ

چند روز کے بعد بادشاہ پاس یہ خبر آئی کہ میر معز الملک و بہادر خان کی لڑائی ہوئی اس سرگذشت کی تفصیل یہ ہی کہ علی قلیخان نے سرکار سرداریہ مین بہادر خان و سکندر کو بھیجا تھا کہ وہان شورش برپا کرین۔ ناگاہ بادشاہ کی سپاہ انکے مقابلہ کے لئے سامنے آئی تو انکے اوسان گئے جب میدان اپنے تئین تنگ سمجھے تو یہ کہہ کیا کہ ظاہر مین میر معز الملک کو کہلا بھیجا کہ ہمارا کیا مقدور ہے کہ ہم بادشاہ کے لشکر کا مقابلہ کرسکین اب ہمارے جرائم کے معاف کرانے کا واسطہ بنین تو۔ ہم بڑے بڑے ہاتھی بادشاہ کی پیشکش کے لئے بھیجین۔ جب ہمارے گناہ بادشاہ معاف کردے تو ہم خود اوسکی ملازمت مین حاضر ہون۔ میر معز الملک نے لکھا کہ تمہارا گناہ و جرائم اس قسم کے نہین ہین کہ وہ معاف کئے جائین وہ تو آب شمشیر سے دھوئے جائینگے۔ بہادر خان نے معز الملک کو لکھا کہ آؤ ہم تم بالمشافہ اس امر کا فیصلہ کرین اسکو معز الملک نے قبول کیا۔ دونون نے اپنے اپنے مقدمات پیش کئے مگر صلح نہوئی اور باتون مین کچھ زمانا گذرا۔

جب بادشاہ کو اس سرگذشت کا حال معلوم ہوا تو اوس نے لشکر خان و راجہ ٹوڈرمل کو حکم دیا کہ وہ اپنے آدمیون کے ساتھ لشکر سے جالین اگر صلاح حال جنگ مین دیکھین تو لشکر کے ضمیمہ بنین اور اگر اس جماعت کی التماس کے قبول مین صلاح دیکھین تو ہمارے فضل و رحمت سے انکو مایوس نہ کرین۔ ان دو دولتخواہون نے جب مخالفون سے کہا کہ تم جو عقیدت و اخلاص زبانی ظاہر کرتے ہو اگر وہ سچا ہے تو عزم درست و خاطر مطمئن کے ساتھ بادشاہ کے آستانہ پر چلو

وگرنہ حیلہ و بہانہ بنانا مردون کا کام نہین ہے - مگر زبان سے اُنکا دل موافق نہ تھا اس لئے مصالحت نہ ہوئی - نواحی خیرآباد مین مخالفون نے اپنے پاؤن جمائے - پادشاہ کے لشکر کو اسکی خبر نہ تھی کہ علی قلی کے قصور پادشاہ نے معاف کردئے ہین - راجہ اور لشکر خان نے جنگ کو قرار دیکر ترتیب صفوف و تسویہ افواج کیا - دوسری طرف بھی فوج آراستہ ہوکر کھڑی ہوئی - پادشاہ کے لشکر کو شکست فاحش ہوئی - کچھہ امیر مخالف سے جاملے - کچھہ اپنے مال کی حفاظت مین لگے - کچھہ نفاق و نمک حرامی کے سبب سے نہ لڑے - راجہ ٹوڈرمل و قیا خان و اعتماد خان لشکر لے کر میدان مین کھڑی ہوئے مگر شکست یافتہ لشکر کو نہ لڑا سکے - غرض یہ پراگندہ سپاہ جمع ہوکر قنوج مین چلی آئی اور پادشاہ کو حقایق سرگذشت پر مطلع کیا -

پادشاہ انکے عفو جرائم کر چکا تھا اس لئے اُس نے اس شکست کی کچھ پروا نہ کی - امرا کو طلب کیا اس جنگ کے سبب سے اہل نفاق کو رنش سے محروم ہوئے اور اخلاص مند عنایات خاص کے ساتھ مخصوص ہوئے -

جب پادشاہ نے منعم خان کی استدعا سے علی قلی خان کے جرائم معاف کئے تھے اور اوسکو اور بہادر خان کو جاگیر مکرمت کی تھی تو اسکی التماس کا قبول ہونا اس شرط پر مشروط تھا کہ پادشاہ کا لشکر بہتک انکی حدود مین ہے - خان زمان دریا سے عبور نہ کرے اور جب پادشاہ آگرہ مین جائے تو وہ اپنے وکیل پادشاہ کے پاس بھیجکر منا شیر جاگیر دفتر شاہی سے حاصل کرین اور اپنی جاگیر کو متصرف ہون - مگر جب پادشاہ چنار اور بنارس کی سیر کو گیا تو علی قلیخان دریا سے عبور کرکے محمدآباد مین آیا اور اپنے آدمیون کو غازی پور اور جونپور روانہ کیا - پادشاہ شکار کھیل کر بنارس مین آیا کہ علی قلی نے خلاف شرط کام کیا کہ آب گنگ سے عبور کیا - خواجہ جہان مظفر خان و راجہ بھگونت داس کو آہستہ آہستہ منزل بمنزل روانہ کیا اور خود شب یکشنبہ رجب ۹۷۲ھ کو بارادہ بنگالہ کے روانہ ہوا - جعفر خان تکلو و قاسم علیخان کو غازی پور مین مقرر کیا - جب وہ قلعہ غازیپور کے دروازہ پر پہنچے تو ایک برج سے مخالفین کود کر علی قلی پاس دوڑے گئے اور اسکو مطلع کیا - وہ یہ خبر سنکر سراسیمہ ہوا اور کشتی مین سوار ہوکر دریا پار بھاگ گیا - پادشاہ دریاء جونپور و گومتی سے

علی قلیخان کا پادشاہ کے لشکر سے عبور کرکے محمدآباد مین آنا

ہاتھی پر سوار ہوکر پار گیا اور آخر شب آرام کرکے سحر کو پھر سوار ہوا - کچھ دن چڑھا تھا کہ اپنے لشکر سے ملا - علی قلیخان اپنا اسباب و خیمہ جہوڑ کر بھاگ گیا تھا - خبر آئی کہ وہ آب سردار سے پار اُترنے کو ہی - بادشاہ کا لشکر اُس کے پیچھے گیا - اشیاء و اموال سے بھری ہوئی کشتیان اوس نے پکڑ لین اور ارمغان فتح اوسکو سمجھے - کہتے ہین کہ محمد خان بے خبر محمد آباد مین تھا - بادشاہ کا لشکر اسکو گرفتار کرلیتا - مگر منعم خان نے اپنے رونق کے لیئے اسکا گرفتار ہونا نہ چاہا - اور یہ غا کی کہ اول اُس نے اس رات کو اسپر حملہ نہین کیا کہ لشکر پہنچا تھا - دوم آدمی بھیجکر اوسکو بھگا دیا - جب بادشاہ مئو مین آیا تو اوسکو معلوم ہوا کہ بہادر خان جونپور مین آکر اپنی ماکو لے گیا اور اشرف خان کو مقید کرلیا - اسکا ارادہ ہے کہ بادشاہ کے لشکر سے لڑے - اسلئے بادشاہ آب سردار سے پار اُتر کر اپنی لشکر سے آن ملا - اس اجمال کی تفصیل یہ ہی کہ جب علی قلیخان کے تعاقب مین بادشاہ کی ایلغار کی خبر سکندر خان اور بہادر خان کو پہونچی اور انکو معلوم ہوا کہ والدہ علی قلیخان اشرف خان کے پاس گرفتار ہے اور اُس پاس چندان لشکر نہین ہے - جونپور کے قلعہ کا لے لینا نہایت آسان ہے تو وہ بہت جلد چلکر جونپور مین پہنچے - اشرف خان نے قلعہ داری کا سامان کچھ تیار نہین کیا تھا وہ قلعہ کے دروازہ کو جلا کر اندر داخل ہوئے اور اشرف خان کو مقید کرلیا اور اپنی والدہ کو خلاص کرکے ہمراہ لیا - باوجودیکہ عمر بھر سے اسکی اور اسکے بھائی کی جاگیر مین جونپور تھا - اور اہل شہر سے بہت سے روابط اور انکی خدمات کے حقوق تھے مگر اس نے سب پر دست اندازی کرکے پائمال کیا اور انکو غریب بنا دیا - بہت سے تاجرون کو لوٹ کر بنارس مین وہ گیا اور یہان بھی کچھ لوٹا مارا - پھر ترمانیہ مین گیا - وہان خبر معلوم ہوئی کہ علی قلیخان کے تعاقب سے بادشاہی لشکر پھر آیا سکندر خان اور بہادر خان گذر نرھن سے دریاے کنگ سے پار اترے - بادشاہ جونپور مین آیا - اُس نے یہان اقامت کا ارادہ کیا کہ جب تک علی قلیخان دستگیر نہ ہو یہان سے وہ نہ جائے - جب علی قلیخان کو یہ حقیقت حال معلوم ہوئی تو اسنے مرزا میرک رضوی کہ اسکے خاص ہم نشینون مین تھا بادشاہ پاس بھیجا اور اپنے عجز و درماندگی کا اظہار کیا - اپنے شریکون مین سے ہر ایک کی تقصیر کا عذر کیا اور

جونپور کو بہادر خان کا تاراج کرنا

منعم خان نے ہزار زبان سے چاپلوسی کی کہ وہ قصور معاف کراوے۔ خانخانان بادشاہ کا مزاحدان تھا وہ خود اس امر عظیم پر جرأت نہین کرسکتا اس لئے اوس نے ارباب عزت کی ایک جماعت کو جسکی خدا پرستی کے سبب بادشاہ احترام کرتا تھا شریک کیا۔ اس نے بادشاہ کے روبرو بخشش و بخشایش کی داستانین بنائین بادشاہ نے ارباب بینی کے قصور معاف اس شرط سے کردیئے کہ وہ اپنی متاع اعمال و دائم افعال سے توبہ نصوح کرکے بادشاہ کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کرین اور دولتخواہی اور جان سپاری مین ثابت قدم رہین۔ جب ان باتونکے آثار ایسے ظاہر ہونگے تو انکو جاگیرین بدستور سابق ملینگی۔ خانخانان اور اس جماعت نے بادشاہ کی اس عنایت کا شکریہ ادا کیا۔ بادشاہ نے اپنے معتمدون کو علی قلی پاس بھیجا کہ اسکی ندامت کو توبہ سے استحکام دین بخشش و بخشایش کی نوید سے اطمینان بخشین۔ خود جونپور سے آگرہ کی طرف دوشنبہ ۱۱ شعبان سنہ ۹۷۳ کو مراجعت کی مظفر خان و منعم خان کٹرہ مین گھر گئے کہ وہ آدمی بوعلی قلیخان پاس گئے تھے واپس آئے۔

جب علی قلیخان پاس بادشاہ کے معتمد گئے اور اسکی تسلی کی تو اس نے دوام عبودیت کے لئے عہد قسم کے ساتھ کیا۔ پہلے بادشاہ بہادر خان کو بھائی کہا تھا اور علی قلیخان کو بہت دوست سمجھا تھا۔

جب سمجھانے والے واپس آئے تو مظفر خان منعم خان کٹرہ سے روانہ ہوئے۔ مظفر خان کو منعم خان کی طرف سے توہم ہوا وہ بادشاہ پاس التماس کرکے پہلے آیا اور بزرگانہ زبان کی دورویٔ کا حال خوب بیان کرکے بادشاہ کی خاطر نشان کیا۔ جس سے مظفر خان کا پایہ اعتبار بلند ہوا بعض میرونکو جو بادشاہ نے سزا دی تو منعم خان بھی ہشیار رہا۔ جسوقت بادشاہ مہمات پنجاب کی تنظیم سے فارغ ہوکر مراجعت کررہا تھا تو منعم خان خانخانان کی عرائض دولتخواہانہ آگرہ سے بادشاہ پاس آئین کہ علی قلیخان و بہادر خان و اسکندر خان نے پھر خط بندگی سے سر نکالا ہے اور مرزا حکیم کے نام کا خطبہ پڑھوایا ہے۔ مرزا کو اپنے اغراض فاسد کیواسطے مصیبت مین ڈالتے ہین یہ نہین جانتے تھے کہ بادشاہی ایک عطیہ ہوتا ہے کہ جس کی ہزارون

بادشاہ کا علم پنجاب کا کل سے فارغ ہوکر باغیون کی سزا کے لئے آگرہ آنا سنہ ۴۷ ۱۲

شرطین ہین جب تک وہ کسی مین فراہم نہین ہوتین وہ بادشاہی کے لائق نہین ہوتا محض نسب اور مال کا جمع ہونا۔ لشکر کا فراہم ہونا۔ بادشاہی کے لئے کافی نہین ہوتا۔ بادشاہ مین یہ صفات ہونی چاہیئے کہ والا فطرت عالی عطوفت۔ فراخ حوصلہ۔ فراوان تحمل۔ دریافت بلند۔ وافی کرم۔ اصلی شجاعت۔ عدل وافر۔ نیت درست۔ جد عظیم۔ عمل شائستہ۔ فکر عمیق تغافل مستحسن لایق عذر پزیرہ۔ یہ سب صفات قدیمی کتابون مین حکمائے لکھی ہین۔ سواے اسکے وہ اپنی خواہش نابائستہ وغضب ناشائستہ کو دانش پر غالب کرے۔ صلح کل اسکا مذہب ہو طوائف انام وطبقات عل پر قادر ہو۔ اور انکو ایک نظر تربیت و عاطفت سے دیکھے۔ یہ سب صفات شہنشاہی مین اسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہی کسے کہتے ہین اور سلطنت کے معنے کیا ہین ✣ غرض اس گروہ کی بغاوت بادشاہ کو ناگوار معلوم ہوئی اس لئے مرزا امیرک رضوی کو جو علی قلیخان کی طرف سے آیا تھا۔ خان باقی خان کے سپرد کیا۔ اور خود الہ آباد کی طرف چلا کہ ارباب بغی وفساد کو سزا دے۔ پنجاب کا خود ہی انتظام کرکے فارغ ہوا جب بادشاہ دہلی مین آیا باقی خان کے پاس سے مرزا امیرک رضوی بہاگ گیا

اور خانخانان نے تمام ممالک محروسہ کا حال سنایا۔ علی قلیخان و بہادر خان اور مخالفون کی عصیان کا طومار پڑھا۔ قاعدہ ہے جو مبداء فطرت مین بدنہاد ہے جو ہر ہوتا ہے اسکو مرحمت و نصیحت سودمند نہین ہوتی بلکہ اسکو زیان پہنچاتی ہے۔ مدارا و موعظت کو ضعیف سمجھکر اور شورش زیادہ کرتا ہے۔ دانش منش بزرگون کو کوئی اور چارہ نہ تھا کہ بدرون بدکارونکا علاج حسب ضرب کے سواے کچھ اور کرتے۔ جب یہ علاج بھی اُن خراب باطنون پر اثر نہ کرتا تو انکا عدم خانہ مین بھیجنا خلق کے حال پر بلکہ خود انکے احوال پر رحم کرنا تھا۔ اشغال سلطنت کے متکفل اس رمز سیاست کو نہ سمجھے اونہون نے اول ہی مرتبہ ان باغیون کا علاج نہ کرایا مدارا کرکے یہ فساد پھیلایا ✣

علی قلیخان کو جب یہ خبر ہوئی کہ بادشاہ مرزا محمد حکیم کے فساد مٹانے مین مصروف ہے جسکا بیان آگے آئیگا۔ تو اس وقت باغیون نے فرصت کو غنیمت گنا اور یہہ خیالات فاسد کرنے لگے کہ علی قلیخان اپنی جمعیت کے ساتھ راہ لکھنو سے گنگ کے کنارہ تک

تمام ولایت پر تصرف کرے - بہادر خان کٹرہ و مانکپور مین آصف خان و مجنون خان کی برابر جائے - اسکندر خان و ابراہیم خان سرکار اودھ اور اسکے حدود پر متصرف ہو - پس یہہ قرار دیکر وہ اُس سے جدا ہوئے سرکار قنوج مین شور و شر پیدا کرنے کے لئے علی قلیخان روانہ ہوا - ان حدود مین کوئی سردار ایسا نہ تھا کہ اسکے ساتھ جاگیردار یہان کے متفق ہو کر فتنہ انگیزونکا مقابلہ کرتے - اس لیئے یہ جاگیردار قنوج مین چلے گئے - جب علی قلیخان نے قنوج مین گرد و اطراف اُڑائی تو مرزا یوسف خان یہان کا جاگیردار قلعہ شیرگڈھ مین متحصن ہوا - خلائق پریشان ہوئی اسنے عرائض متواتر بادشاہ پاس بھیجنی شروع کین -

بادشاہ ایسا حق شناس تھا کہ رعیت کی آسودگی کو اپنی آسایش خیال کرتا تھا اور اپنی شادمانی خلائق کی رفاہیت سمجھتا تھا پس جو شخص ایسے بادشاہ کی فرمانبرداری نہین کرتا تھا وہ اپنی ہلاکت مین اہتمام کرتا تھا خصوصًا وہ شخص کہ اس خاندان کا پروردہ نعمت ہو - اور یسکے ذریعہ سے اسباب نیوی اور بزرگی ظاہری فراہم کیا ہو - اس سے زیادہ نامردی و نامردانگی و نامعاملہ فہمی ہوگی کہ اپنے اسباب بزرگی کو لینعمت سے سرکشی مین صرف کرے اسکی مثال علی قلی خان کا احوال ہے کہ جب بادشاہ نے آگرہ مین اسکی عصیان و طغیان کا حال سنا تو منعم خان خانخانان کو آگرہ اور اُس کے حدود کی حراست سپرد کی اور دو ہزار ہاتھی اپنے ساتھ لے جانے کے لیئے منتخب کیئے - قیا خان - مظفر خان - مرزا قلی قلیچ خان اور امراء کو حکم دیا کہ جلد جاکر مرزا یوسف کی معاونت کرین جو قنوج مین گھر رہا ہے سہ شنبہ ۲۶ شوال ۹۷۳ھ کو خود کوچ کیا -

جب بادشاہ قصبہ سکیتہ مین آیا تو علی قلیخان قنوج سے بھاگ کر اپنے بھائی بہادر خان پاس کٹرہ چلا گیا وہ آصف خان اور مجنون خان کی برابر فتنہ انگیزی کرتا تھا - بادشاہ گنگا پار قصبہ پونان مین آیا تو محمد قلی برلاس کو سردار بنا کر اور اسکے ساتھ نامور بہادر اور کارگذار دلاور کر کے ۱۲ ذیقعدہ ۹۷۳ھ کو اسکندر خان سے لڑنے کے لئے بھیجا کہ وہ اودھ مین فتنہ برپا کر رہا تھا اور خود کٹرہ مانکپور کی طرف چلا - جب رای بریلی مین آیا تو آصف خان - اور

کٹرہ کی جو منکپور یا دشاہ کا جانا اور فتح یا نا اور خان ان و بہادر خان کا گریز

مجنون خان کی عرائض آئین کہ علی قلیخان ۔ اور اسکا بھائی گوالیار کی حدود مین گنگا سے پار ہوکر جانا چاہتے ہین۔ بمجرد اس خبر کے سُننے کے پادشاہ نے ایلغار کا ارادہ کیا۔ امرا جو پادشاہ کے پاس تھے معلوم نہین پست فطرتی سے یا کسالت سے یا تن پرستی سے یا اس لئے کہ باغیونکا کام انجام پانے سے انکی خود فروشی کی کساد بازاری ہو اس ایلغار پر راضی نہ ہوئے۔ مگر پادشاہ نے ۲۰ ذی القعدہ کو قصبہ مذکور سے ایلغار کیا۔ ایک رات اور آدھے دن مین وہ مانک پور مین آیا۔ محب علیخان یہان کا جاگیردار لوازم خدمت بجالایا۔ لشکر پادشاہ کے ساتھ بہت تھوڑا پہنچ سکا۔ آصف خان پادشاہ سے آملا۔ اسکو حکم ہوا کہ وہ اپنے لشکر مین جاے جو خان زمان کی برابر پڑا ہے۔ کچھہ دیر نہ ہوئی تھی کہ ہتوا میورہ کہ بڑا معتبر قاصد تیز رو تھا خبر لایا کہ علی قلیخان و بہادر خان گنگا سنگرور مین گنگا کا پل باندھکر اُتر گئے۔ پادشاہ نے اس خبر کے سنتے ہی راجہ بھگونت داس اور خواجہ جہان کو یہان لشکر مین چھوڑا اور خود اتوار کے دن گنگا سے ہاتھی پر بیٹھکر پار اُترا۔ صرف گیارہ آدمی ساتھ تھے اور دو نامی ہاتھی تھے۔ رات کو پادشاہ نے آرام کیا۔ فتنہ گروہکا لشکر ایک کوس پر تھا۔ اس وقت مجنون خان اور آصف خان بھی آگئے۔ مجنون خان تو رات ہی کو حملہ کرنے کو کہتا تھا۔ مگر آصف خان نے کہا کہ دن مین آدمی شرم چشم اور آزرم رو کے سبب اچھی طرح کام کرتے ہین۔ پادشاہ کو یہ رای پسند آئی۔

علی قلیخان اور بہادر اپنی خود کامی مین ایسے مغرور تھے کہ رات بھر شراب مین اُڑائین اور ناچ دیکھتے رہے اور بازی لشکن لشکن کھیلتے رہے عجب یہ ہے کہ ان مستون کے خیمہ مین ایک آدمی نے غل مچاکر کہا کہ پادشاہ دریا سے عبور کرکے بے شمار لشکر لیکر آگیا ہے مگر اونہون نے جانا کہ آصف خان یا مجنون خان کے لشکر کی خبر دیتا ہے۔

۳ ذی الحجہ مین جو پادشاہی فتح کا خرمہ اور باغیون کی عمر کا سلخ تھا پادشاہ لڑنے کو تیار ہوا۔ اول پادشاہ ہاتھی پر سوار ہوا مگر ہوا گرم بہت تھی تو گھوڑے پر سوار ہوا۔ علی قلیخان اور بہادر خان بھی جنگ کے لئے تیار ہوئے۔ لڑائی ہوئی۔ باغیون کو شکست ہوئی۔ وہ ایسے بےاوسان بھاگے کہ انکو آگا پیچھا کچھہ نہ دکھائی دیتا تھا۔ نہ تن کی خبر تھی نہ سر کی۔ بہادر خان کا گھوڑا

چراغ پا ہوا وہ زندہ گرفتار ہوا - علی قلیخان کے تیر پر تیر لگا وہ ہاتھی سے گرا - ایک فیلبان نے اپنے ہاتھی کے پانوٗ سے کچل ڈالا - اسی فیلبان سے علی قلیخان نے کہا کہ مین بڑا آدمی ہون اگر زندہ مجھے پادشاہ پاس لیجائیگا تو بڑا انعام پائیگا - مگر اسنے مکار سمجھکر کچھ خیال نہ کیا - پادشاہ علی قلیخان کا حال پوچھتا تھا کہ بہادر خان کو نظر پڑا کر پادشاہ کے روبرو لایا اوسے پادشاہ نے کہا کہ مین نے تیر اکیا کیا تھا جو یہ تلوار مجھ پر لوتنے کھینچی - ندامت اور خجالت کے سبب سے اوسکو کچھ اور جواب نہ بن آیا - سوا اوس کے کہ اس نے کہا کہ الحمد للہ اس آخری وقت مین اس پادشاہ کا دیدار نصیب ہوا جسکی ذات گناہون کی عفو کرنے والی ہے - پادشاہ نہین چاہتا تھا کہ اسکو نیست کرے - مگر اولیاء دولت نے بہت کہہ کر پادشاہ سے حکم دلایا - کہ اوسکے تن کو سر سے تلوار نے ہلکا کیا - پادشاہ کو علی قلیخان کے حال دریافت کرنے کی بڑی جستجو تھی - کوئی کہتا بھاگ گیا - کوئی کہتا کہ لڑائی مین مارا گیا -

جب اسکا فوجدار بابو خان آیا تو اوس نے کہا کہ اوسکو ہاتھی نے مار ڈالا - تو پادشاہ نے حکم دیا کہ ان نمکحرام مغلون کا سر جولائے - وہ ایک مہر طلا پائے - اور جو ہندوستانیون کا ایک سر لائے وہ ایک روپیہ انعام پائے - عوام سر ون کے پیچھے دوڑے - علی قلیخان کا بھی سر ایک شخص لایا - اسکے خواجہ سرا نے اسے پہچانا اور بتایا کہ وہ ہمیشہ پان (پان) اوسی سے کھاتا تھا دیکھو کہ اسطرف داہنی کنپٹی پر اوسکی سیاہ نگاہی دیکھنے سے یقین ہوا کہ یہ اوسی کا سر ہے - پادشاہ نے خدا کا شکر ادا کیا اور اولیاء دولت جنہون نے جان سپاری اور حق گذاری کی تھی - انکو از دیاد مناصب و اعتلائے مراتب سے سرافراز کیا - فتحیابون کے ساتھ علی قلیخان و بہادر کے سرون کو آگرہ - دہلی - ملتان اور ملک گجرات مین بھیجا - یہ فتح الہ باس کے پاس قصبہ سکرول مین ہوئی تھی - وہان ایک شہر آباد کرکے اسکا نام فتحپور رکھا - پھر پادشاہ الہاباس گیا - راہ مین اور باغیون کے جرم عفو کرتا گیا بہادر خان کی عورتین اور پاترین پادشاہ کے ہاتھ آئین بنارس مین پادشاہ گیا تو نادانی سے شہر کا دروازہ لوگون نے بند کیا - اس لئے پادشاہ نے شہر کو کچھ لٹوایا تھا پھر منع کر دیا - شہاب خان کو جونپور کی حراست کے لئے اور قلیچ خان کو سرحد پور بھیجا بعضی اوزبک وہان تھے - بنارس مین تین روز رہ کر پادشاہ جونپور مین آیا - یہان کی رعایا کہ بہت دنون سے لکد کوب مین

آرہی تھی انکے حال پر عنایت کی پھر کڑہ مین وہ آیا - پادشاہ نے جاگیرداروں کو اپنی اپنی جاگیرون مین بھیجدیا - اور منعم خان خانخانان کو آگرہ سے بلایا - بعضے نامی باغی پکڑے آئے - وہ ہاتھیون کے پیرون تلے کچلے گئے - بعدازان سب باغیون کے معافی جرائم کا اشتہار دیدیا -

آگرہ سے جب منعم خان کڑہ کے قریب پادشاہ پاس آگیا تو اوسکو تمام محال جاگیر علی قلی خان وبہادر خان اور جونپور وبنارس وغازی پور سے لیکر آب خوشاب تک تفویض ہوئے - پادشاہ آگرہ مین ۱۱ محرم ۹۷۵ھ کو آگیا - فتح اکبر مبارک - اسکی تاریخ ہوئی +

اسکندر خان کے سر پر جو سیاہ بسر کردگی محمد قلیخان برلاس بھیجی گئی تھی اوسکا احوال یہ ہے کہ وہ کوچ بکوچ یکشنبہ ۲۷ ذی الحجہ شہر اودھ کے میدان مین پہونچی - اس لشکر کے آنے سے اسکندر خان قلعہ اودھ مین متحصن ہوا - امراء نے اسکا محاصرہ کیا اور اپنے مورچال قائم کئے اور لڑنا شروع کیا - شہر کے پہلو مین ایک تل (ٹیلہ) بلند تھا - جسکا نام سرگ دواری تھا - اور وہ قلعہ وشہر دونو کا سرکوب تھا - اسکندر اپنے ہمراہیون کی ایک جماعت کو اس مقام پر لگیا اور وہان توپ اور بندوق سے لڑنا شروع کیا - اول اس مقام کو محمد قلیخان برلاس نے بڑی دلیری اور جوانمردی سے چھین لیا جب اوزبک اس ٹیلہ سے نیچے گرے تو بڑے سراسیمہ ہوئے - اس اثناء مین پادشاہ کے لشکر کے فتح کی اور علی قلیخان اور بہادر کے قتل کی خبر اندر اور باہر مشہور ہوئی - جس سے اولیاء دولت کا استظہار ہوا اور اعدا کی کمر ٹوٹی - اسکندر خان نے اس خبر کو مخفی کیا - گو اسکا اشتہار ہو گیا تھا - اور امراء شاہی سے صلح کی گفتگو شروع کی اور اسمین ردّ بدل ہوتی رہی - اسکندر نے متذبذب ہوکر اولیاء دولت کو حرف وحکایت مین لگایا اور خود رات کو قلعہ کے ایک دروازہ سے نکل کر کشتی مین بیٹھ دریا سے عبور کیا اور گرداب خطر سے نیم جان نکل گیا - جب اولیاء شاہی کو اسکے بھاگنے کی خبر ہوئی تو انہون نے شہر پر قبضہ کیا - اسکندر نے دریا مین اسکر

اسکندر خان کے سر پر جو سیاہ بسر کردگی محمد قلی برلاس بھیجی گئی تھی

کشتیان نہین چھوڑی تھین - اس لئے بادشاہی لشکر کو تو ان کشتیون کے جمع کرنے مین دو تین روز کا توقف ہوا اس اثنا مین اسکندر نے اہل وعیال کی طرف سے خاطر جمع کرکے پیغام بھیجا کہ مین اپنے عہد پر قائم ہون ـــــ راجہ ٹوڈرمل کی اور اس کی ملاقات کشتی مین ہوئی مگر اس ملاقات کا نتیجہ نقش برآب اور گرہ بر باد تھا اولیاء دولت نے قسمین کھائین - اور لوازم استمالت کو بجالائے مگر اسکندر اپنے قول پر نہ قائم رہا اور کہنے لگا کہ مجھہ سے ایسی تقصیرات سرزد ہوئی ہین کہ بادشاہ کی درگاہ مین جانے کی دلیری نہین کرسکتا - مناسب یہ ہے کہ بوسیلہ استعفا جریمہ کے میری جاگیر کو بحال کرادو اور کوئی خدمت اس صوبے مین نامزد کراؤ - تاکہ نیک خدمتی کی دست آویز پر بادشاہ کی سعادت ملازمت حاصل کرون - غرض یون ہی باتین بنا کر وہ گورکھپور چلا گیا بادشاہ نے بھی یہ سمجھہ کر کہ وہ ممالک محروسہ سے باہر چلا گیا اسکا کچھہ تعرض نہ کیا اور اس کی تمام جاگیر محمد قلی برلاس کو عنایت کی -

اسکندر خان اوزبک سلیمان کرانی حاکم بنگالہ پاس گیا - کچھہ دنون وہان وہ رہا - افغانون نے اسکا اپنے پاس رکھنا مناسب نہ جانا اسکی گھات مین لگے کہ اسکندر خان نے منعم خان سے التجا کی جو کچھہ مجھہ سے ہوا نادانستگی مین ہوا - مین اس سے خجل ہون - اگر اس عاصی کی درگاہ والا مین شفاعت کرادیجے تو اس دنیا مین میری زندگی ہو جائے اور زندگانی باقی بھی ہاتھہ آئے - منعم خان نے اس کے نوشتہ کو اپنی عرضداشت کے ساتھہ بادشاہ کے سامنے پیش کیا - بادشاہ نے فرمان اس کے امیدوار ہونے کا بھیجدیا وہ خود اور یوسف ولد سلیمان اوزبک کو ہمراہ لیکر آیا کرکے بادشاہ پاس چلا آیا - افغانون کو خبر بھی نہ ہوئی - اسکی تقصیر معاف ہوئی - تھوڑے زمانہ مین ممالک شرقیہ مین کالکھنو اسکندر خان کو عنایت ہوئی -

سال دہم ۹۷۲ھ کے واقعات مین سے یہ ہے کہ بادشاہ نے حسن خان خزانچی کو ولدیت اڑیسہ مین کہ ہندوستان کے شرقی اور جنوبی سمت مین واقع ہے اور جس زمانہ سے کہ ہندوستان فتح ہوا ہے کسی سلاطین اسلام کا پرتو بھی اس پر نہین پڑا اور ولایت اڑیسہ کے فرمان روا ہمیشہ باعتبار اقتدار کے ممتاز رہے - خصوصاً راجہ مکند جو بالفعل یہان فرمان روائی کرتا تھا - افغانون کا

اسکندر اوزبک کی سرکوبی کے لئے گجرات سے لشکر کا بھیجا جانا ۹۷۲ھ

تسلط جب سے کہ بنگالہ پر ہوا تھا اُن کے دل مین اس ملک کے فتح کرنے کی تمنا تھی۔ لیکن یہ امید بار آوری کی بر نہ آئی۔ اس لئے کہ اس کے گرد بڑے عقبات خطرناک اور پست و بلند پہاڑ اور جنگل سخت دشوار گذار تھے کہ بادشاہون کو اس مملکت پر دست تصرف پہنچنا مشکل تھا۔ اور اوس سرزمین مین لشکر لیجانا متعسر تھا۔ جو شخص ولایت بنگالہ سے بھاگ کر جگناتھ کے راجہ پاس چلا جاتا پھر والی بنگالہ کے ہاتھ نہ آتا۔ چنانچہ راجہ کی پناہ مین ابراہیم سور گیارہ برس مین کچھ ملک اسکو دیدیا۔ ہر چند سلیمان کرانی نے اوسپر تسلط پانے کے لئے سر پٹکا مگر کچھ نہ کر سکا بلکہ اُس سے ڈرتا رہا۔ جب بادشاہ جونپور مین تھا تو اس نے حسن خان خزانچی کو اور مہاپاتر کہ فنون شاعری سے ماہر اور موسیقی مین بے مثل تھی یہان کے راجہ پاس بھیجا کہ وہ اطاعت اختیار کرے۔ راجہ نے ان دونون کی بڑی تعظیم و تکریم کی اور بادشاہ کی بندگی اختیار کی اور عریضہ بھیجا کہ اگر سلیمان بادشاہ کی اطاعت نہ اختیار کرے اور علی قلیخان سے ارتباط پیدا کرے تو مین ابراہیم جو اسکا خصم و حریف ارسلطنت ہے ساتھ لیکر بنگالہ مین جاؤن اور سلیمان کے لئے وہ کار پردازی کرون کہ اور فتنہ انگیزون کو عبرت ہو۔ راجہ نے تین مہینے کے بعد حسن خان اور مہاپاتر کے ساتھ اپنا ایلچی اور ہاتھی پیشکش بھیجے۔

خواجہ عبدالمجید خان دیوان قوم کا تاجیک تھا۔ اہل قلم کے طبقہ مین داخل تھا۔ مگر قلم سے سیف پر تصدی کیا تھا اور سیف و قلم کا جامع اور طبل و علم کا صاحب ہوا تھا۔ خطاب آصف خانی رکھتا تھا۔ تیغ زنی مین ترک سکا لوہا مانتے تھے۔ وہ کڑہ مین کہ ایک ولایت وسیع ہے جاگیر رکھتا تھا تو اوس نے اپنی کاردانی اور کارطلبی کے سبب سے خود یہ ارادہ کیا کہ وسیع مملکت پٹنہ کو اپنے تصرف مین لائے۔ راجمندر یہان کا راجہ تھا مدتون سے اس کے باپ دادا یہان راج کرتے چلے آتے تھے۔ آصف خان نے اسکو نصائح ارجمند کے ساتھ یہ پیغام دیا کہ اب آپ کلاہ خودسری کو سر سے اوتاریئے اور حلقۂ عبودیت گوش اطاعت مین پہنیئے۔ ممالک محروسہ کے خراج گزارون مین آکر امن و آمان سے کامیاب ہو جیئے۔ غازی خان سوری کو جو بادشاہ کی باغی ہو کر آپ سے ملا ہے بھیجدیجئے۔ مگر راجہ اس اطاعت و عبودیت کی درخواست سے اور زیادہ مغرور ہو گیا اور جنگ پر آمادہ ہوا۔ آصف خان شائستہ سامان کے ساتھ اس کے سر پر چڑھ گیا۔ راجہ نے بھی غازی خان سوری کو ساتھ لیا اور راجپوت و افغانون کا لشکر لے کر

خواجہ عبدالمجید خان کا ولایت پٹنہ کا قصد کرنا ۹۷۱ھ

لڑنے کو کھڑا ہوا۔ طرفین کے لشکروں نے جنگ میں جان لڑائی۔ بے اندازہ زد و گیر کے بعد آصف خان غالب آیا۔ راجہ راجیندر شکست پاکر قلعہ باندھو میں کہ یہاں کے قلعوں میں سب سے زیادہ مستحکم و متحصن ہے بہت عیشت پادشاہ کے لشکر کے ہاتھ لگی اور نامور راجاؤں کی استدعا اور استشفاع سے بادشاہ کا فرمان صادر ہوا کہ راجہ راجیندر نے ہماری اطاعت اختیار کی اور وہ ہمارے پاس آنے کو ہے۔ اس لئے اس کے ملک پر کوئی تاخت نہ کرے۔ اس فرمان کے موافق آصف خان وہاں سے مراجعت کرکے اپنی جاگیر میں آگیا۔

خواجہ عبدالمجید آصف خان نے اپنی حسن خدمت سے ولایت گڈھ کو بڑے اہتمام سے فتح کرلیا۔ ہندوستان میں ممالک وسیع ہیں ان میں ایک ملک کو گونڈوانہ کہتے ہیں جسمیں قوم گونڈ بستی ہے۔ اس قوم میں آدمیوں کی تعداد کثیر ہے۔ اکثر وہ جنگلوں میں رہتے ہیں۔ یہیں وطن اختیار کرکے اکل و مشارب مناکح میں سرگرم رہتے ہیں۔ یہ قوم ہندوؤں کی رذیل قوموں میں سے ہے۔ ہندو اس قوم کو دین و دنیا کے قوانین اور آداب سے باہر جانتے ہیں اور کمین ذات سمجھتے ہیں۔ اس ولایت کے مشرقی حصہ رتن پور کرولایت جہاڑکھنڈ میں سے ہے متصل ہے۔ اسکے مغرب کو اتصال رای سین سے ہے جو صوبہ مالوہ کے مضافات میں سے ہے اس کا طول بڑھ سو کوس ہے اسکے شمال میں ولایت پیشہ ہے اور جنوب میں دیار دکن عرض اسی کوس۔ اس ملک کو ولایت گڈھ کنٹنگ کہتے ہیں۔ ایک مملکت وسیع ہے جسمیں بڑے بڑے قلعے و حصن بلند واقع ہیں۔ اور شہر و قصبات آباد ہیں۔ ستر ہزار دہات اسمیں بستے تھے سب شہروں میں بڑا شہر گڈھ ہے اور کنٹنگ ایک گانوں کا نام ہے۔ ان دونوں اسموں کے ساتھ ملکر یہ ملک موسوم ہوا ہے۔ اسکا دارالحکومت قلعہ چوراگڈھ ہے۔ پہلے زمانہ میں یہاں راجہ ایک نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ بہت سے راجا و راؤ راج کرتے تھے۔ اب بھی گو نظم و نسق سابق درہم برہم ہوگیا ہے اتنے راجہ ہیں۔ گڈھ کا راجا۔ کرولا کا راجہ۔ ھرپا کا راجہ۔ سلوانی کا راجہ۔ دانکی کا راجہ۔ کھولا کا راجہ۔ گدھ کا راجہ مندلا کا راجہ۔ دیوہار کا راجہ۔ لانجی کا راجہ۔ سیاوانی ملک میں زیادہ تر پیادہ پا ہوتی ہے اور سوار کم۔۔۔ ہندوستان میں جب سے مسلمانوں کی حکومت ہوئی تو انہوں نے

آصف خان کا ولایت گڈھ کو فتح کرنا

ان راجاؤن کے مستحکم قلعون کے فتح کا ارادہ کیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ خیال تک نہین کیا۔ ان دنون مین کہ آصف خان جاگیردار کڑہ ہوا ولایت پنہ کو فتح کیا۔ تو اس ملک مین رانی درگاؤتی راج کرتی تھی ۔ شجاعت وسخاوت وتدبیر مین نامور تھی ۔ اور اپنی صفات برگزیدہ کے سبب سے سارے ملک کو اپنی قلمرو مین رکھتی تھی ۔ ۲۳ ہزار آباد موضع اسکے تصرف مین تھے ۔ بارہ ہزار موضعون مین اسکے شقدار تحصیلدار رہتے تھے ۔ اور باقی موضع آباد تھے جنکے راجہ لوگ اسکے مطیع تھے ۔ اسکا شوہر یہان کا راجہ دلپت تھا ۔ جب وہ مرگیا تو اسکا بیٹا بیرنارائن پانچ برس کا جانشین ہوا ۔ اور رانی درگاؤتی نے راجہ احہار کایتہ اور راجہ مان برہمن کو اپنے ساتھ شریک کرکے راج کے سارے کاروبار کا اہتمام اپنے ذمہ لیا جنمین وہی غالب رہی ۔

لوازم شجاعت مین وہ کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتی تھی ۔ اپنی عقل دوراندیش سے عجیب عجیب کام کرتی تھی ۔ بازبہادر سے بہت دفعہ بڑی بڑی لڑائیان لڑی اور ہر ایک حرب مین غالب رہی ۔ بیس ہزار سوار وایک ہزار ہاتھی اپنے پاس جمع کرلئے ۔ سارے راجاؤن کے خزانے اسکے ہاتھ آئے تیر وبندوق خوب لگاتی تھی ۔ ہمیشہ شکار کو جاتی تھی اور جانورون کو بندوق سے شکار کرتی تھی یہ اسکی عادت تھی کہ جب وہ سنتی کہ کہین شیر آیا ہے تو جب تک اسکو بندوق سے نہ مارلیتی پانی نہ پیتی ۔ غرض اسکی بزم اور رزم دونو کی داستانین ہندوستان مین بہت مشہور ہین ۔ خوشامدیون کے سبب سے اسکو اپنی ظاہری کامرانی پر غرور ہوگیا تھا ۔

جب آصف خان نے پنہ کو فتح کیا تو درگاؤتی کو اپنے لشکر وشجاعت وعقل پر ایسا بھروسہ تھا کہ وہ اپنے زبردست ہمسایہ سے ذرا خوف نہین کرتی تھی ۔ آصف خان نے اس ہمسائگی کی حالت مین ملائمت وموانست کا طریقہ جاری رکھا ۔ جاسوسون اور مہوشیار تاجرون کو بھیجکر اسکے داخل وخارج کا واقعی حال دریافت کرلیا کہ اس رانی کے پاس بہت خزانے اور دفینے ہین تو اس بلاد کی عروس کے ہم آغوش کرنے کا اور اس کے ساتھ کدخدا ہونے کا خیال وہ دل مین لایا ۔ اول لہو ولعب کے طور پر اس شاہد کے خط وخال پر دست درازی شروع کی اور سرحد کے مواضع و قریات کو تاخت وتاراج کرنا آغاز کیا ۔ اسی سال ۹۷۳ھ مین بادشاہ کے حکم سے دس ہزار

پیادے اور سوار لیکر گڈھ کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ اور حدود کے جاگیرداروں محب علیخان و مراد خان و وزیر خان و بابا ے قتال وغیرہ اور ایک جماعت کثیر کو جمع کیا۔ رانی کا مرانی کے ساتھ بے خبر راج کر رہی تھی کہ اوسکو خبر لگی کہ لشکر شاہی دمو مین آپہنچا۔ اسکی عملداری مین یہ بڑا شہر تھا۔ اس سے اسکی کلول مین غلہ ... لگا۔ لشکر اسکا گردآوری کے لئے اور اپنے اہل و عیال کو کسی امن مین بھیجنے کے لئے متفرق ہوا۔ رانی پاس پانچسو آدمی رہ گئے۔ اسپر بھی رانی اپنی جرأت پر اعتماد کرکے بادشاہ کے لشکر کے مقابل لڑنے کھڑی ہوئی۔ غرور کا قاعدہ ہے کہ تہور پیدا کردیتا ہے راجہ ادھار نے جو اشغال حکومت کا شغل تھا خیراندیشی سے رانی سے اپنے لشکر کے متفرق ہونے کا اور شاہی لشکر کے زیادہ ہونے کا حال بیان کیا تو رانی نے جواب دیا کہ اس لشکر کا برہم زدہ ہونا تو تیری بیوقوفی کے سبب سے ہے مین نے مدتون اس دیار مین ریاست کی ہے۔ بھلا میری طبیعت مین بھاگنے کا خیال کب آسکتا ہے بعزت جینے سے باعزت مرنا خوشتر ہے۔ اگر بادشاہ دادگر یہان ہوتا تو مین اُس پاس جاتی۔ یہ لوگ میری قدر کیا جانین۔ یہی بہتر ہے کہ جوانمردانہ مرجاؤن۔ چار منزل وہ بادشاہ کے لشکر سے لڑتی چلی تو دو ہزار آدمی اس پاس جمع ہوئے۔ آصف خان نے دمو مین توقف کیا۔ عیاذ الملک نے رانی سے متفق ہوکر کہا کہ جنگ کرنا مستحسن ہے۔ مگر سرشتۂ تدبیر کو ہاتھ سے دینا شجاعت و فرزانگی کا آئین نہین ہے۔ چند روز مضبوط مقامون مین ٹھیر کر انتظار کرنا چاہیے کہ متفرق لشکر جمع ہوجائے۔

رانی یہ بات سنکر گڈھ کے مغرب رویہ ایک درخت زار مین چلی گئی۔ شمال رویہ اسکے ایک اور درخت زار تھا اسمین وہ آہستہ آہستہ روانہ ہوئی اور موضع نرئی مین کہ گڈھ کے مشرق رویہ ہے پہنچی وہان آدمیون کی درآمد و برآمد دشوار تھی۔ چارون طرف اسکے اونچے اونچے پہاڑ تھے۔ ندی گور اسکے آگے تھی۔ ایک جانب اسکے دریا نربدا بہتا تھا۔ نہایت تنگ ہولناک ایک گریوہ تھا جسکو دریا جاکر ملے کرنا پڑتا تھا تو اس موضع پر رسائی ہوتی تھی۔ آصف خان دمو مین رانی کے آنے کی خبر سنکر ٹھیرا۔ اسکو نہ معلوم ہوا کہ رانی کہان غائب ہوگئی یہ ملک ایسا تھا کہ اسمین کسی کا پتا لگانا دشوار تھا۔ آخر وہ گڈھ مین آیا۔ مواضع و قریات پر عمل دخل شروع کیا۔ رانی کی خبر پاکر اس کے پیچھے گیا۔ اسکی رانی کو خبر ہوئی تو اوس نے اپنے لشکر کے سرداروں کو بلاکر مشورہ کیا کہ اگر کسی اور جگہ

جانا مصلحت ہو تو بتا دُ کہ لشکر کے جمع ہونے تک وہان بسر کرون۔ میرے دل مین تو یہ ارادہ ہے۔ کب تک درختون کی پناہ مین بسر کرونگی۔ میدان جنگ مین جاکر بسر کرون جسکا جی چاہے میری ساتھ چلے اور جنہین اپنی راہ لے میری طرف سے اوسکو اجازت ہے۔ لڑائی مین ان دو صورتون کے سوا کہ مرنا ہے یا فتح پانی کوئی اور تیسری صورت نہین ہے۔ آخر سب آدمیون نے اسکا ساتھ دیا۔ پانچ ہزار آدمی اس پاس جمع تھے۔ نظر محمد اور آق محمد نے اور بہادرون کی جمع کیشر نے سرگریوہ کو آنکلنے کی جگہ تھی بزور لے لیا۔ رانی سلاح در بر مغفر بر سر ہاتھی پر سوار اپنے بہادرون کے ساتھ جنگ پر مستعد ہوئی۔ شائستہ طور پر آہستہ آہستہ روانہ ہوئی۔ دلیرون اور دلاورون سے کہتی تھی آگے بہت تیز نہ بڑھو۔ دشمن کو آگے آنے دو۔ غرض ایک جنگ عظیم ہوئی۔ بہت آدمی مارے گئے تین سو مغل قید ہوئے۔ اور رانی نے غلبہ کر کے بھگوڑون کا تعاقب کیا۔ اور گریوہ سے باہر آئی۔ دن ختم ہونے کو تھا۔ رانی نے پوچھا کہ کیا صلاح ہے۔ ہر شخص نے اپنی مردانگی کے موافق بات کہی۔ رانی نے کہا کہ آج ہی کی رات شب خون مار کر دشمن کا کام تمام کرنا چاہیے۔ اگر یہ نہین منظور تو رات کو آرام کر کے صبح کو آمادۂ جنگ ہون۔ مگر اس مین یہ خوف ہے کہ اس گریوہ کے سر پر آصف خان قبضہ کر لیگا۔ تو پخانہ لگا دیگا۔ پھر آسان کام مشکل ہو جائیگا کوئی اسکی صلاح سے متفق نہ ہوا۔ وہ رات کو ٹھیرے۔ رانی نے ماتم رسیدون کو پرسہ دیا گھر آئی تو بعض اپنے دلی دوستون سے شبخون مارنے کے لئے کہا۔ مگر کسی نے اسکا کہا نہ مانا۔ صبح کو وہی ہوا جو اس نے کہا تھا۔ رانی ہاتھی پر سوار ہوئی اور ہاتھیون کو اپنے اپنے مقام پر کھڑا کیا اور لڑنا شروع کیا۔ مردانہ حملے کئے۔ عجیب کارنامے دکھائے۔ تیسرے پہر تک ہنگامۂ جنگ گرم رہا۔ رانی کے بیٹے راجہ بیر ساہ نے تین دفعہ بادشاہ کے لشکر کو بھگا دیا مگر آخر کو وہ زخمی ہوا۔ جب رانی کو بیٹے کا یہ حال معلوم ہوا تو اس نے کہا کہ اسکو میدان جنگ سے لیجا کر کسی امن مین بھیجدین۔ اس حکم کی تعمیل سے لشکر مین سراسیمگی جماعت کثیر میدان جنگ سے نکل گئی اور لشکر مین فتور پڑا۔ تین سو آدمی اس پاس رہ گئے

مگر اسکے عزم مین کچھہ سستی نہین ہوئی اپنے بہادرون کو جنگ مین سرگرم کرکے اہتمام کرتی رہتی کہ ناگاہ کمان کے قضا خانہ سے ایک تیر اسکی کنپٹی مین لگا۔ اس نے حرکت کرکے اس تیر کو زور سے کھینچکر نکال لیا مگر اسکا پیکان اندر رہا وہ نہ نکلا۔ دوسرا تیر آن کر گردن مین لگا اسکو بھی اپنی ہمت سے نکال لیا۔ مگر درد کی افراط سے غشی نے غلبہ پایا جب رفتہ رفتہ ہوش مین آئی تو ادھار کو کہ جو قوم کا گھبیلا تھا اور شجاعت اور یکجہتی مین امتیاز رکھتا تھا اور اسکے آگے ہاتھی پر بیٹھا تھا اس نے مخاطب ہوکر کہا کہ مین نے اس لئے تجھے تربیت کیا تھا کہ کسی دن کام آئے آج وہ دن ہے کہ جنگ مین مغلوب ہوئی ہون مبادا ناموس ونگ سے مغلوب ہون او مخالف کے ہاتھ لگون۔ حق نمک ادا کر۔ اور اس خنجر آبدار سے میرا کام تمام کر۔ ادھار نے کہا کہ مجھہ مین کہان توانائی ہے کہ اس کام کو کرون۔ جس ہاتھ نے علیہ لئے ہون وہ ایسا کار دور از کار کیسے کرسکتا ہے۔ مگر ہان مجھہ سے یہ ہوسکتا ہے کہ اس معرکہ جانکاہ سے باہر لیجاؤن۔ اس فیل باوقار پر مجھہ کو بھروسہ ہے۔ جب ادھار کی نرم دلی کی یہ بات سُنی تو اس نے دشنام اسکو دی کہ مجھہ پر یہ عار تو گوارا کرتا ہے اور خنجر لے کر اپنا کام تمام کیا۔ مردانہ اس دُنیا سے رخصت ہوئی اور اس کے وفادار دوستون نے بھی وفاداری کرکے اپنی نقد حیات کو اس کے کام مین صرف کیا۔ آصف خان کو ایک فتح بزرگ حاصل ہوئی ہزارہا ہاتھی اور بہت سا مال ہاتھ آیا۔ ملک وسیع ممالک محروسہ مین داخل ہوا رانی کی مدت حکومت سولہ برس تھی۔

جب رانی کی حکومت رانی ٹھنڈی ہوئی۔ آصف خان نے دو مہینے کے بعد قلعہ چوراگڈھ کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ یہ قلعہ دفائن۔ نفائس جواہر سے بھرا ہوا تھا۔ پہلے راجاؤن کے زمانہ دراز کی کمائی یہان اندوختہ تھی جسکو وہ اپنی سلامتی کا سبب سمجھتے تھے اب وہ ہلاکت کا سبب ہوئی۔ بادشاہ کی سپاہ نے ان خزانون کی طمع مین قلعہ کے فتح کرنے مین جان لڑادی۔ رانی کا بیٹا کہ جنگ گاہ سے یہان قلعہ مین آیا تھا کچھہ تھوڑا سا لڑا تھا کہ قلعہ فتح ہوگیا۔ اور راجہ مرگیا۔ بھوج کا پوتہ اور میان بھیکا ری رومی کو ہندوستان کے راجاؤن کی رسم کے موافق جوہر (جیوہر) کی رسم کا مہتمم مقرر کیا۔ چوب و پنبہ وخس وروغن اور اس قسم کی چیزین جمع کین اور خواہی نخواہی عورتون کو اسمین دھکیل خاکستر کیا

جس کسی عورت نے اس مین تقاعد کیا اسکو بھوج نے مار ڈالا تعجب کی بات یہ ہے کہ جب یہ جرثن محل سب خاکستر ہو گیا اور اسکو ٹٹولا تو دو آدمی زندہ نکلے۔ لکڑیان اُنپر ایسی حائل ہوئین کہ آگ سے بچا دیا۔ ایک اُنمین رانی کی بہن کملاوتی اور دوسرے پراگڈھ کے راجہ کی بیٹی تھی یہ دونو عورتین کہ طوفان آتش سے زندہ بچین بادشاہ کی خدمت مین بھیجی گئین۔

القصہ جب قلعہ فتح ہوا تو سونا چاندی۔ زرمسکوک وغیرمسکوک۔ ومرصع آلات و جواہر و لآلی و سیمکل و تماثیل و اصنام مرصع مکمل۔ جانورون کی صورتین ساری سونے کی بنی ہوئین۔ اور اور نفائس و اجناس بے حساب آصف خان اور اوسکے آدمیون کے ہاتھ آئے۔ کہتے ہین کہ آصف خان کے فقط حصے مین تو دیگین اشرفیون کی سوا اور بہت اسباب کے ہاتھ آئین۔ جب آصف خان کو ایسی دولت ہاتھ لگی کہ جس سے وہ صاحب خزاین و جواہر ہو گیا تو اسکا اعتبار بہت بڑھ گیا۔ مگر اُس کی عقل درست نہ تھی۔ اس بادۂ ہوش ربا نے اوسکا حوصلہ ظاہر کر دیا کہ ان نفائس اجناس و شرائف جواہر مین سے بادشاہ پاس کچھ نہ بھیجا۔ اسمین اخلاص تھا نہ انصاف۔ نہ یہ سمجھا کہ اس حرکت سے میرا دبار آئیگا ہزار ہاتھیون مین سے دو سو بادشاہ پاس بھیجے۔ باقی ہاتھیون کو ہضم کر گیا اور ساری دولت و جواہر خاک پوش کیا۔ اور کڑھ اور گڈھ مین تحیہ لگا کے حکومت کرنے لگا۔

جب بادشاہ تیسری دفعہ علی قلیخان زمان کی تادیب کے لئے جونپور کی جانب گیا ہے تو اوس نے آصف خان کو بلایا۔ وہ بادشاہ سے آکر جونپور مین ملا۔ بادشاہ نے اوسکو سپاہ مین منصب ارجمند و پایۂ عالی دیا۔ مگر خیانت گزین کو ہمیشہ خوف دامنگیر رہتا ہے وہ فتنہ اندوزون کی باتون مین آکر گڈھ کو بھاگ گیا۔ اس نے اپنی کوتاہ خردی اور خست نفس و کفران نعمت کے سبب سے چورا گڈھ کے خزانون کو چھپایا تھا۔ ہر چند اہلکاران سلطنت کو ..... وہ رشوت دیتا تھا۔ مگر اُن بھوکا پیٹ تو خاک سے بھی نہین بھرتا اس لئے یہ رشوت کام نہ آئی۔ یہ رشوت خوار ہمیشہ اس کو رمز و ایما مین ایسی باتین سناتے رہتے تھے جس سے اسکو توہم رہتا۔ اندنون مین کرشن شائستہ بادشاہ نے اُسے عنایت کیا تو بڑے بڑے آدمیون کو اُسپر حسد ہوا۔ تسویلات و تدویرات مین کوشش کرنا اُنکا کام ہی ہوتا ہے۔ اسکے ناقص درک۔ معاملہ نافہم۔ فتنہ اندوز دوستون نے

مہدی قاسم خان کا ولایت گڈھ مین مقرر ہونا ۔ آصف خان کا قصور معاف ہونا

ایکیا بات کی ہزار باتین دور دور یہ بنائین کہ جنسے وہ بیدل ہوا۔ روز یکشنبہ ۲۰ صفر ۹۷۰ھ کو مع اپنے بھائی وزیر خان کے ولایت گڈھ کی طرف چلا۔ اور سب اسباب و خیمہ پہین چھوڑا۔ بادشاہ کو جب یہ خبر ہوئی تو شجاعت خان کو مع اور بہادرون کے اسکے تعاقب مین بھیجا۔ گنگا کے کنارہ پر اسکی آصف خان سے خوب بندوق چلی۔ مگر رات ہو گئی تھی اس لئے آصف خان گڈھ کو بچ گیا اور شجاعت خان اسکا تعاقب معقول سمجھا وہ بادشاہ پاس چلا آیا۔

جب بادشاہ آگرہ مین آیا تو اس نے آصف خان کی جونپور سے بھاگ جانے کے سبب سے مہدی قاسم خان کو ملک گڈھ کی حراست کے لئے متعین کیا کہ وہ جاکر وہان بندوبست کرے اور آصف خان کو پکڑ کر بھیجدے۔ مہدی قاسم خان شائستہ آئین کے ساتھ لشکر لیکر چلا تھا اور ہنوز گڈھ مین نہ پہنچا تھا کہ آصف خان خبردار ہو کر تحسر و تاسف کے ساتھ ولایت گڈھ کو چھوڑ کر وحشیون کی طرح جنگل کو چلا گیا۔ مہدی قاسم خان گڈھ پر باستقلال متصرف ہوا اور آصف خان کے پیچھے پڑا۔ علی قلیخان ہمیشہ اس تدبیر مین رہتا تھا کہ آصف خان کو اپنا رفیق بنائے اس حالت مین اسکو خطوط لکھے۔ وہ مع اپنے بھائی وزیر خان کے جونپور مین علی قلیخان سے جا ملا۔ مہدی قاسم نے ولایت گڈھ کا انتظام کر لیا۔ جب علی قلیخان کی کمند خدیعت اور دام محبت مین آصف خان پھنس گیا تو اسکو یہ صحبت خوش نہ آئی۔ اور علی قلیخان کے تجسس بھیجا اور ترفع بے معنی سے وہ رمیدہ خاطر ہوا۔ علی قلیخان طمع سے اسکے اموال کی تاک مین لگا۔ آصف خان بھاگنے کی فرصت پانے کا منتظر رہتا تھا۔ اس اثنار مین علی قلیخان نے آصف خان کو بہادر خان کے ہمراہ بھیجا۔ وزیر خان کو اپنے پاس رکھا۔ وزیر خان نے حقیقت حال اپنے بھائی کو لکھی اور دونون بھائیون نے مل کر ٹھیرالیا کہ کب فرار کرینگے۔ ایک رات بہادر خان آصف خان سے جدا ہو کر کڑہ مانک پور کی راہ لی اور وزیر خان بھی اسی راہ پر جونپور سے بھاگا۔ بہادر خان کو جب آصف خان کا حال معلوم ہوا تو اس نے تعاقب کیا اور قلعہ چنادہ پر اسے جالیا۔ دونون لڑائی ہوئی۔ آصف خان شکست پاکر گرفتار ہوا۔ بہادر خان نے اوسکو عماری دار فیل پر سوار کر کے روانہ کیا۔ بہادر خان کے آدمی قوانچی تھے کہ وزیر خان اور اسکا بیٹا بہادر خان آن

پہنچے۔ اور اُنہون نے مستعد ہو کر بہادر خان کے آدمیون کو پریشان کر دیا۔ بہادر خان نے حکم بھیجا کہ ہاتھی پر آصف خان کا کام تمام کرین۔ دو تین تلوارین اس کے لگین اور تین انگلیان اسکی اور لگین اور ناک پر زخم آیا کہ اسکے بھائی اوزبیجے نے ایسی بہادری کی کہ اسکو چھڑا لیا اس کارزار مین بہادر و پسر وزیر خان نے بڑے کارنمایان کئے۔ یہ سب حدود دکھڑہ مین آگئے آصف خان نے بادشاہ کی خیرخواہی کا سچے دل سے ارادہ کر کے اپنے بھائی وزیر خان کو مظفر خان پاس اُسوقت بھیجا کہ بادشاہ پنجاب کو جاتا تھا مظفر خان نے بادشاہ سے عرض معروض کر کے اسکی تقصیرات کو معاف کرایا۔ اور آصف خان کے نام فرمان بھجوایا کہ وہ بالفعل حدود مانکپور مین مجنون خان قاقشال کے ساتھ رہے اور جب ہم آگرہ مین آئین تو وہ ہماری خدمت مین حاضر ہو +

بادشاہ کی نیت درست و اندیشہ راست سے مہمات ملکی و مالی مربوط ہوتے ہین جو بادشاہ صاحب اقبال ہوتے ہین وہ شوکت ظاہری اور عظمت معنوی سے اپنے تئین بھولتے نہین جاتے وہ دلون کے آباد کرنے مین سعی کرتے ہین خرد و بزرگ کی رفاہیت مین اپنی ہمت لگاتے ہین۔ اور خزائی دولت مندی سے بقدر گنجایش مطابق اپنی نیت کے عمل کر کے اہل جہان کے پاسبان ہوتے ہین۔ ایزد دانا ایسے بادشاہون کے کام بناتا ہے اور دولت اور عظمت انکی بڑھاتا ہے اور انکے مخالفون کو دوستون سے آزار پہنچا کر اور اقسام نکبت اور انواع نکبت مین گرفتار کر کے مخدوم کرتا ہے جنکا باطن دنیا کی ہوا و ہوس سے خراب ہوتا ہے انکے لئے برخلاف نتیجے پیدا ہوتے ہین اسکا چراغ دولت شعلۂ خس کیطرح کم بقا۔ نہال اقبال اوسکا سایہ درخت کیطرح زود زوال ہوتا ہے اسکی تمثیل ہم آگے بیان کرتے ہین +

ملک گکھروں پر بادشاہ کا فوج بھیجنا ۹۷۰ھ

گکھرون کا ملک دریاے سند اور دریاے بہت کے درمیان پہاڑون کے غارون گھاٹیون اور شعاب تلال کے درمیان واقع ہے۔ کوہ سوالک سے لیکر کشمیر کی حدود تک انہین کا ملک گنا جاتا ہے اس ملک مین ہمیشہ انہین کا تسلط رہا۔ گو سلاطین ہند نے لشکر گران اور استعداد و فراوان سے مدتون تک اس ملک کی امنیت مین صرف کیا ہے اسکا حال پہلے بہت دفعہ لکھا گیا ہے +

مگر اس زمانہ ۹۷۰ھ مین بادشاہ کی حسب الخواہ یہ کام ہو گیا اور ملک اُس کے تصرف مین آگیا جسکا بیان آگے ہوتا ہے کہ قوم گکھر ہمیشہ سے خاندان تیموریہ کی دولتخواہی اور یک جہتی کا دم بھرتی تہی۔ اس لئے بادشاہ کی توجہ اس ملک کے تسخیر کیطرف نہ ہوتی تہی سلطان آدم بادشاہ کی خدمت مین ۹۶۴ھ مین حاضر ہوا تھا اور اپنے ملک کی حکمرانی کا فرمان لکھا کر لے گیا تھا۔ ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ سلطان آدم کا بھتیجا کمال خان کسی طرح سے گوالیار کے قیدیون مین سے بچا تھا اور حضرت جنت مکانی کی خدمات بجا لاتا تھا اور خان زمان خان جسوقت پسر عدلی سے لڑا تھا تو وہ سرکار لکھنؤ اور پرگنہ ھسوہ اور فتحپور اور محال جاگیر مین رکھتا تھا حکم بادشاہی سے جمعیت شائستہ ہمراہ لیکر وہ شریک خدمت ہوا اور اس جنگ مردآزما مین اسنے کارنمایان ظہور مین آئے۔ جب بادشاہ کو اسکا بچا حال معلوم ہوا تو بادشاہ نے کمال عنایت سے فرمایا کہ جو اسکا مقصد ہو اپنا وہ عرض کرے ہم اوسی پورا کرینگے تو اوس نے عرض کیا کہ مجھپر میری حیثیت سے زیادہ حضرت شہنشاہ نے عاطفت فرمائی۔ اب جب وطن کے سبب سے یہ آرزو ہے کہ مجھے میرے باپ کا ملک ملجاوے۔ جب سے مین ناکام ہوا اور سلیم شاہ کی قید مین پڑا میرے ملک موروثی پر میرا چچا آدم متصرف ہوا۔ اس غم سے ہزارون غم میرے دل مین ہین۔ پہلے خاندان سور کی تاریخ مین ہم نے اس قوم اور سور افغانون کی معاملات بیان کر دیئے ہین۔

جب کمال خان نے اپنی ناکامی کو معروض کیا اور اپنے توطن قدیم کے لئے التماس کیا تو۔ بادشاہ نے یہ حکم جاری کیا کہ گکھرون کی جو ولایت سارنگ خان کے تصرف مین تھی اور اب وہ سلطان آدم پاس ہے اسکے دو حصے کئے جائین اور ایک حصہ اسکو حوالہ کیا جاے دوسرے حصے پر کمال خان متصرف ہو۔ پنجاب کے جاگیردارون کو حکم ہوا کہ اگر سلطان آدم اس حکم سے سرتابی کرے تو اوس ولایت مین پنجاب سے افواج جاکر اسکی نافرمانی کا پاداش کرے سر اسکی گود مین رکھے کہ اور وحشی سرشت صحرا پرورون کو عبرت ہو۔ کمال خان اپنے مقصد حاصل کرنے کے لئے پنجاب مین آیا۔ بادشاہ کے فرمان کے مطابق امراء عظام نے سلطان آدم سے حکم شاہی گذارش کیا۔ اس نے بادشاہ کے حکم کو نہ مانا اور

اور عذر بدتر از گناہ پیش کئے اور اپنے تسلط مستعار سے ہاتھ نہ اوٹھایا کہ کمال خان اپنے ملک موروثی پر کامیاب ہوتا۔ امراء نے فرط احتیاط سے پادشاہ سے یہ حال عرض کیا تو از سر نو حکم شاہی صادر ہوا کہ گو سلطان آدم نے اول مرتبہ رابطہ عبودیت کو توڑا مگر اس سبب سے کہ عنایت پادشاہی اسپر چلی جاتی ہے اگر اپنا آدھا ملک اپنے برادر زادہ کو دیدے تو آدھا ملک اس پاس رہنے دو اگر وہ ایسا ہی اپنی نافرمانی پر ثابت قدم رہے تو اوسکی تادیب کے لئے کمال خان کو سارا ملک دلادو۔ سلطان آدم نے پھر سرکشی کی۔ افواج شاہی اوسکے سر پر چڑھی۔ قصبہ بھیلان مین ایک جنگ عظیم ہوئی۔ گکھڑون کی سرشت مین جرأت و جلادت داخل ہے۔ جدال و قتال واقع ہوا۔ مگر آخر کو پادشاہی لشکر کو فتح ہوئی۔ اور آن صحرائی وحشی نژادون کو ہزیمت ہوئی۔ سلطان آدم دستگیر ہوا اور اسکا بیٹا لشکری خان بھاگ کر کشمیر گیا۔ اور کچھ دنون گمنام رہا۔ تھوڑے دنون بعد وہ بھی اسیر ہوا۔ گکھڑون کا تمام ملک پادشاہ کے قبضہ مین آیا۔ وہ کمال خان کو بالاستقلال دیا گیا۔ سلطان آدم اور اوسکا بیٹا اوسکے حوالہ ہوا۔ اس نے بیٹے کو تو وہان بھیجا جہان سے کوئی آنہین سکتا اور باپ جب تک مرا قید سے نہ چھوٹا۔ اگر وہ پادشاہ کے حکم کی اطاعت کرکے آدھے ملک پر قناعت کرتا تو کل ملک سے محروم نہ ہوتا۔ اس نافرمانی نے اسکو اور اسکے خانمان کو برباد کردیا۔

جنگ پرو نگر مابین پادشاہ خود و راجہ [illegible] ۹۶۹ھ

دارالخلافہ آگرہ سے تین کروہ پر ایک قصبہ سکینہ تھا اسکے دہات کے باشندے بڑی سرکش خصوصاً پرگنہ ٹھکینہ کے آٹھ موضعون کے باشندے سرکشی۔ دزدی۔ آدم کشی۔ بے باکی۔ و بے اعتدالی مین اپنا جواب نہین رکھتی تھی وہ خود کھوٹے تھے اور اونکے محال و مساکن قلب تھے۔ تہور جسکو ناوان مردانگی کہتے ہین وہ انمین تھا۔ ہمیشہ حکام و عمال انکے بیداد کے ہاتھ سے فریاد کرتے تھے ۹۶۹ھ مین پادشاہ یہان شکار کھیلنے آیا تو ایک برہمن تھا پہ نامی فریادی آیا کہ یہان کے آدمیون نے میرے بیٹے کو مار ڈالا ہے اور اسکا اسباب لوٹ لیا ہے۔ اس مظلوم کی نالش سنکر اس فرقہ متمردہ کی تادیب کے لئے صبحکو خود پادشاہ گیا تو وہ سرکش بھاگ کر موضع پرونگہ مین پہنچے۔ یہان پادشاہ نے پہلے اپنے آدمی بھیجکر فہمایش کرائی کہ راہ راست اختیار کرین مگر اونہون نے نہ مانا اور

موضع کو مستحکم کرکے جنگ کے لئے کھڑے ہوئے۔ انکی جمعیت چار ہزار آدمیونکی تھی اور بادشاہ کے پاس دو ہزار آدمی تھے۔ طرفین مین ہنگامہ زد و خورد گرم ہوا۔ بادشاہ نے دیکھا کہ ہوا کی شدت سے اور آگ کی گرمی سے جوان موضع کے اطراف مین لگ رہی تھی۔ کچھ آدمی اس کے مددخونکے سایہ مین بیٹھے تھے۔ اسنے چشم پوشی کرکے بادشاہ خود لڑائی مین مصروف ہوا۔ بادشاہ نے دیکھا کہ ایک جیبہ پوش مقبل خان ایک کوٹھی پر ایک دشمن سے کشتی لڑرہا ہے اور اسکو کوٹھے سے پھینکنا چاہتا ہے کہ دشمن کے اور آدمی آگئے اور اوسکا کام تمام کرنے کو مین تو اوس نے ہاتھی لپکایا اور کوٹھے کے نیچے آنکر اپنے آدمیون کو اوپر چڑھایا۔ ایک آدمی خود بادشاہ کے اوپر سے چڑھا اور مقبل خان کو بچایا دشمن کا کام تمام کیا۔ سرکش ایک مضبوط حویلی مین تھے۔ بادشاہ نے خود جاکر اس حویلی کی دیوارونکو ہاتھیون سے ڈھوایا اور ایک ہزار سرکشون کو قتل کرایا۔ بادشاہ کی سپر پر جو تیرون کے سات تیر لگے جسمین پانچ پانچ انگل اسکے اندر گھس گئے۔ اور دو باہر لٹکتے رہے۔ عادل خان نے بادشاہ کو پہچانا نہین اسکی یہ بہادری دیکھکر کہا کہ تو اپنا نام بتا کہ مین بادشاہ سے تیری اس بہادری کا ذکر کرکے سفارش کرون۔ بادشاہ نے اپنی صورت اسکو دکھائی اور اسکا شکریہ ادا کیا۔ پہرون باقی تھا کہ بادشاہ اس کام سے فارغ ہوا۔ اس سے سرکشون کو بڑی عبرت ہوئی۔

کل معاملات مہمات کابل جو اوس بادشاہ کے عہد سلطنت مین واقع ہوئے

ہم اول کابل کا بیان وہانتک بیان کرچکے ہین کہ مرزا سلیمان کا خطبہ کابل مین منعم خان نے پڑھوایا اور مرزا سلیمان بدخشان چلاگیا اب آگے داستان سنو۔ جب بادشاہ نے منعم خان کو اوسنے کابل اپنے پسر غنی خان کے سپرد کیا۔ حیدر محمد خان اخته بیگی کو اسکا مساعد و معاون بنایا کہ حدود کابل کی مہمات کا انتظام دونو ملکر کرین۔ مگر۔ دونو کوتہ حوصلہ اور طفل مشرب تھے آپسمین نہ بنی بگاڑ ہوا تو بادشاہ پاس دہلی مین غنی خان کی عرضداشت آئی جس سے معلوم ہوا کہ حیدر محمد آخته بیگ ناراض ہے۔ بادشاہ نے منعم خان سے مشورہ لے کر حیدر محمد کو بلالیا۔ اور

منعم خان کا کابل مین تعین ہونا ۹۷۰ھ

غنی خان کی اعانت اور کمک کے لئے بہت سے امیر اور ایک جماعت کثیر بسر کردگی
ابوالفتح بھیجدی۔ یہ ابوالفتح منعم خان کا سگا بھتیجا اور فضیل بیگ کا بیٹا تھا۔ چند روز غنی خان
اور ابوالفتح نے معاونت و موافقت سے کام کیا اور ملک مین امن و امان رہا۔

بادشاہ کو ہمیشہ کابل اور اسکے حدود کے انتظام کی اور روہان کے سوانح کے استحضار کی طرف
توجہ رہتی تھی۔ اسنے سنا کہ ماہ چوچک بیگم والدۂ مرزا محمد حکیم نے غنی خان کو اسکی بے اعتدالیونکے
سبب عشرت سرائے کابل سے باہر نکال دیا۔ بادشاہ نے منعم خان کو مرزا محمد حکیم کا اتالیق
مقرر کرکے کابل کو رخصت کیا۔ اس سرگذشت کی تفصیل یہ ہے کہ اگرچہ فضیل بیگ آنکھوں سے
اندھا تھا۔ مگر گربزی و شرارت مین ہمہ تن چشم تھا اور اپنے بھتیجے غنی خان کی حکومت سے
ہمیشہ پیچ و تاب کھاتا تھا غنی خان اصل مین ہوشمندی و سعادتمندی سے بے نصیب تھا
پھر اوسپر ریاست کی سرمستی نے اسے اور بھی پایۂ اعتدال سے گرا دیا تھا اور بدمصاحبی نے
کہ آدمی زاد کی بدترین آفات ہے اور بھی اسکو شقاوت کے گڑھے مین دھکیلا تھا اس نے
ماہ چوچک بیگم اور اسکی جماعت کو اپنے ساتھ متفق کیا۔ شہر یور سنہ ۹ مین غنی خان ایک دن
فالیز برزمہ کی طرف گیا تھا کہ اس نے شہر کو مستحکم کرکے قلعہ کے دروازے بند کر دیے اور شہر آراستہ
کرکے کھڑا کر دیا کہ غنی خان کو شہر مین آنے نہ دے وہ سیاہ سنگ کے پشتہ پر دروازہ کے
سامنے آیا مگر کچھ نہ کر سکا اور پہلوان عیدی کوتوال کو ایلچی بنا کے بھیجا کہ مکر و تزویر سے کام چلائے
اس نے جاکر غنی خان سے کہا کہ تو بادشاہ کے حکم سے یہان کی حکومت کے لئے نہین مقرر
ہوا۔ تیری سمگاری اور بے اعتدالی سے یہان کے آدمی تنگ آگئے ہین اس لئے مناسب
یہ ہے کہ صحیح سلامت بادشاہ کی خدمت مین جاے اور روہان اپنے اطوار کو درست کرے
اور بادشاہ کا فرمان یہان کی حکومت کے لئے لائے تو اوسپر عمل کیا جاے۔

اسی گفتگو مین غنی خان سے آدمی جدا ہونے شروع ہوئے۔ وہ ایک عرصہ تک پڑا
رہا کہ شہر مین جانے کی کوئی صورت نہ ہوئی اور قریب تھا کہ گرفتار ہو جاے کہ حمزہ
عرب اور میر مستغیث الدین غیثاری پوری کی ہدایت سے وہ جلال آباد مین آگیا۔

کابل سے غنی خان کا نکالا جانا سنہ ۹

اور شہر مین اوسکا تمام مال واسباب غارت ہوا۔ کابلیون کو یہ دلیری اس سبب سے ہوئی
کہ اسنے تولک خان قوچین سے بدسلوکی کی تھی جسکی سرگذشت یہ ہے کہ غنی خان کو جوانی
اور ریاست کی مستی نے شقی بنا دیا تھا وہ اپنا فائدہ اورون کے نقصان مین دیکھتا تھا
ستیزہ کاری اور سرزہ درائی مین کمر باندھتا تھا کسی کے پایۂ قدر کو جانتا نہ تھا۔ بدمستانہ سلوک
کرتا تھا۔ تولک خان قوچین نامور دلاورون اور جنت آشیانی کے مقربون مین سے تھا
اس سبب سے اسکو مع اسکے عزیزون کے گرفتار کرکے قید کردیا ؎ بد بالتو نہ کرد ہرکہ
بدکرد۔ + آن بد بیقین بجائے خود کرد + بعض ارباب صلاح نے بیچ مین پڑکر اسکو قید
سے خلاص کرایا تولک خان نے اس بے آبروئی کے سبب سے یہان کا رہنا چھوڑا۔
بابا خاتون کے موضع مین صبر کئے منتظر بیٹھا رہا۔ کہ کب موقع ملے کہ انتقام لون۔ اندنومین
بلخ سے ایک قافلہ آیا تھا۔ اسکا اسباب انتخاب کرنے کے لئے غنی خان چار یکاران مین
کچھ تھوڑے آدمیون کو ساتھ لیکر آیا۔ یہان آنکر بزم بدمستی ترتیب دی اور ترانۂ خودپرستی
ساز کیا۔ تولک خان نوگاہ و بیگاہ انتظام کی گھات مین لگائے رہتا تھا۔ اسکو خوب
یہ موقع ہاتھ لگا۔ آدھی رات کو وہ غنی خان پر چڑھ گیا۔ وہ شراب پیئے خواب مین تھا
اسکو پکڑ لیا۔ اور زبانی سرزنش مین اپنی بھڑاس نکال کر دل کو ٹھنڈا کیا۔ یہ سمجھکر کہ جب
حاکم کو گرفتار کر لیا تو شہر لینا کیا بڑی بات ہے۔ وہ لشکر لے کر شہر پر گیا۔ مگر ناکام رہا۔
صلح اسطرح ہوگئی کہ کابل کا پانچوان حصہ سنار سے حد ضحاک تک اس پاس رہے اور
غنی خان خلاص ہو + ابیات درانديش اے حکیم از کار ایام + کہ پاداش
عملہا بی سرانجام + سلامت بائدت کس را میازار + ادب را در عوض تیر است بازار +
غنی خان نے کابل مین آکر اپنی جگہ ابھی گرم نہین کی تھی کہ اُس نے عہد و پیمان کے
دفتر کو چھپیر پر رکھا اور جمعیت تمام کے ساتھ تولک خان سے انتقام لینے کے لئے اس کے
سر پر چڑھ گیا۔ تولک خان اس سے لڑ نہ سکا۔ کوئی لکھتا ہے کہ وہ بادشاہ پاس
ہندوستان بھاگا۔ کوئی کہتا ہے کہ وہ غنی خان سے لڑا اور اس کا سارا کنبا مارا گیا

غنی خان فتحیاب ہوکر کابل مین آیا۔ تحکم و ترفع خود رائی و خود آرائی مین مصروف ہوا۔ اور سرکار محمد حکیم کو بے حقیقت سمجھکر اس کی پروا نہ کی۔ اس سبب سے مرزا کی آدمی اور کل اہل کابل اس سے تنگ دل ہوے۔ وہ فضیل بیگ اور اوسکے بیٹے ابوالفتح کے ساتھ شریک ہوکر اسکے دفع کے درپے ہوئے۔ غنی خان ایک دن فالیز پر گیا۔ تو خربوزہ خوردہ ابفالیز کا چہرہ کو نہ سمجھا۔ رات کو یہین آرام کیا ابوالفتح بیگ اور شہر کے نامورون نے مرزا محمد حکیم کو قلعہ کابل کے آہنین دروازہ پر لاکر نقارہ اور نفیر کا آوازہ بلند کیا اور ایک غلغلہ عظیم شہر والون نے مچایا۔ غنی خان یہ سنکر سراسیمہ ہوا۔ شہر کی طرف دوڑا۔ جب وسکے پاس آیا تو معلوم ہوا کہ ابواب موافقت مسدود اور مداخل مخالفت مفتوح۔ تو ناچار سے ایک گھوڑہ بھی اسکے شامیانہ پر لگا۔ غرض یہ حال دیکھ وہ ہراسان حسرت و حرمان کا داغ دل کی آرزو اور ارمان کا درد لیکر اور خان و مان و حکومت کابل سے دل برکندہ ہوکر ہندوستان کو چلا۔ جانے کے بعد ماہ چوچک بیگم نے مرزا محمد حکیم کی وکالت فضیل بیگ کو دی۔ مگر وہ نابینا تھا اس لئے اسکا بیٹا ابوالفتح بیگ باپ کی نیابت مین مہمات و معاملات فیصل کرتا تھا۔ باپ کے آنکھون کا اندھا تھا۔ مگر بیٹا عقل کا اندھا تھا۔ اس نے جاگیرین اندھا دھند تقسیم کین۔ بڑی بڑی جاگیرین سرکار مرزا کے ملازمون اور اپنی اچھی اچھی جاگیرین چن کر اپنے یگانون کے واسطے تجویز کین مرزا خضر خان کو کہ سرداران ہزارہ مین تھا غزنین آیا اور بابوس بیگ کو مقید کرکے اسکے حوالہ کیا۔ اسنے اس بیچارہ کا تمام اموال اور اسباب باقیماندہ لیکر اسکو مار ڈالا جس شخص کو نہ عقل صلاح بین ہو کہ اوسکی روشنی سے مسالک اعمال مین چلے۔ نہ دیدۂ بینا ہو کہ اورون کے احوال کو دیکھ کر عبرت پکڑے۔ نہ مصاحب خیر اندیش و رہبر ہو کہ اوسکے سخن پر اعتماد کرے تو وہ اس سراسر مکافات مین اپنے کئے کی سزا پاتا ہے

ابھی دو مہینے بھی نہ گذرے تھے کہ مرزا کی والدہ اور قدیمی ملازم اس کی ستم کی برداشت نہ کرسکے اونہون نے ایک دن دعوت مین اپنے خیمے مین بلایا اور

ابوالفتح اور فضیل بیگ کا قتل ہونا ۱۰۷۹ھ

اسکو خوب شراب پلاکر مست کیا۔ جب نشہ کا زور ہوا اور وہ سو گیا تو اوسکو اس جماعت نے کہ خونریزی سے محمد ہو رہی تھی مار ڈالا۔ سر کاٹ نیزہ پر لگایا۔ دھڑ کو پھینک دیا۔

جب ابوالفتح کی سرگذشت فضیل بیگ نے سنی وہ سب اپنا اسباب لے دلود کر اپنے داماد مرزا سنجر پسر خضر خان پاس جانا چاہتا تھا کہ اہل کابل نے اوسی بھاگنے کی فرصت نہ دی۔ اور بیٹے پاس جلد بھیجا دیا اس واقعہ کے بعد بیگم نے ولی بیگ کو وکیل سلطنت مقرر کیا۔ یہ بھی عقل کے پورے تھے اپنا لقب عادل شاہ رکھا۔ پادشاہی اپنے تئیں کم نہ سمجھا۔ جو خطاب پادشاہ دیتے ہیں وہ اس نے عطا کرنے شروع کئے۔ تھوڑے دنوں میں بیگم نے اسکی نیت کے فساد کو سمجھ کر اسکو عدم آباد میں بھیجدیا۔ خود آپ کابل کا انتظام کرنا شروع کیا اور مصلحت وقت سمجھکر حیدر قاسم کوہ بر کو جسکے باپ دادا بابر و ہمایون کے وقت سے امیر چلے آتے تھے مرزا کا وکیل مقرر کیا۔

جب پادشاہ کو مہمات کابل کی پریشانیون پر علم ہوا تو اس نے مرزا محمد حکیم کا اتالیق منعم خان کو مقرر کیا کہ وہان جاکر اپنے بیٹے کا انتظام وہ لے اور کابلیون کے احوال کی پریشانیون کا تدارک کرے اوسکے ساتھ اور امرا بھی گئے۔ منعم خان دوڑا دوڑ جلال آباد میں آیا اور اپنے ہمراہیون کے ساتھ جینے کی بھی پروانہ کی۔ ماہ۔ چوچک بیگم نے جب سنا کہ منعم خان آتا ہے تو وہ ڈری کہ معلوم نہیں منعم اپنے برادر و پسر و برادرزادہ کے انتقام کے لئے کیا کیا ستم برپا کریگا۔ اسنے اپنے امرا سے مشورہ لے کر ایک سپاہ کو اور اسکے ساتھ مرزا محمد حکیم کو کابل سے روانہ کیا کہ لغمانات میں جاکر منعم خان سے لڑین۔ اس نے کہا کہ اگر مصاف میں ہم غالب ہوئے تو اس سے بہتر کیا ہے اور اگر مغلوب ہوئے تو پادشاہ پاس بھاگ جائینگے۔

وہ غلامان میں منعم خان پہنچا تھا کہ اس پاس خبر آئی کہ عیدی سرمست جلال آباد میں آیا اور اوس نے قلعہ کو مستحکم کیا۔ دوسرے روز خانخاناں نے جلال آباد کے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اسی اثنا میں اس پاس خبر آئی کہ مرزا محمد حکیم اور لشکر کابل کا آپہونچا۔ چپارہا جے

منعم خان کا کابل کی طرف جانا اور شکست پانا

قریب مقام خواجہ رستم مین منعم خان اور لشکر کابل مین لڑائی ہوئی اور منعم خان کو شکست فاحش ہوئی۔ تین لاکھ ٹنکہ کا اسباب اسکا غارت ہوا۔ گر سپاہ لوٹ پر نہ جھک پڑتی تو منعم خان بھی گرفتار ہو جاتا۔

منعم خان کا حال سنہ ۹۷ھ ابوالمعالی سنہ ۹۷ھ

اب منعم خان بکرام مین آیا۔ پادشاہ پاس اپنے حال کی عرضداشت بھیجکر درخواست کی کہ حج کی اجازت پائے۔ اور اگر یہ اجازت نہ ہو تو پنجاب مین جاگیر عنایت کیجئے۔ پادشاہ نے اسے لکھا کہ جو تمہاری پہلے جاگیر تھی وہ بدستور تمہارے لئے مقرر ہوئی۔ یہان ہمارے پاس چلے آؤ۔ وہ اواخر سنہ ۹۷ھ مین پادشاہ پاس چلا آیا۔ مگر نہایت شرمندہ و خجالت زدہ رہتا تھا

ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ ابوالمعالی اپنے رنگ لیو و مکر و تزویر سے یا گمہبانون کی بدنیتی و گرسنہ چشمی سے اول سال جلوس مین لاہور سے کلکنہ کوتوال کی بند سے بھاگا تھا۔ باقی آیندہ حال اسکا بطریق اجمال لکھتے ہین۔ وہ کابل کی جہات سے بھی کچھ تعلق رکھتا ہے۔ یوسف کشمیری اسکا خدمت گار تھا۔ اسکے توسل سے وہ گکھرون کی ولایت مین گیا۔ کمالخان زمیندار نے اسے مقید کیا۔ حیلہ سازی کرکے یہان سے بھی بھاگا اور روہتاس مین کہ بھیرہ اور راجوری کے درمیان ایک قصبہ ہے گیا۔ اندنون مین حاکم کشمیر غازی خان سے کشمیر مین شورید گی ظاہر ہو رہے تھے۔ یہان ابوالمعالی پاس آٹھ سات سو کشمیری اور تین سو مغل اور فراہم ہو گئے شمس ملک چارورہ اور خواجہ حاجی ملازمان جنت مکانی نے آخر اور اسکے ہنگامہ کو رونق دیدی۔ دولتخان ملک حاکم کشمیر جسکو غازیخان مذکور نے کور کیا تھا اور کشمیر کے اور بڑے بڑے امیر اس پاس مجتمع ہوئے۔ اس جماعت کو لے کر وہ پٹن مین غازی خان سے لڑا۔ مگر ناکام رہا۔ آوارہ ہو کر پھر ہندوستان مین آیا۔ آشفتہ و پریشان تغیر وضع کرکے کانون گاؤن پھرتا پھرتا ساہیوال پور مین آیا۔ جو بہار خان کے برادر علی قلیخان کی جاگیر مین تھا۔ بہادر خان کے ایک نوکر تولک کے گھر مین چھپا پڑا رہا۔ تولک کی بیوی اپنے خاوند سے ناراض تھی اس نے بہادر خان سے جاکر کہدیا کہ ابوالمعالی میرے گھر مین چھپا ہوا ہے اور تیری مارنے کو

ارادہ رکھتا ہے۔ بہادر خان نے فوراً آنکر ابوالمعالی کو گرفتار کرلیا۔ اور مقید کرکے بیرام خان پاس بھجوادیا۔ اس نے اپنے بہنوئی ولی بیگ کو سپرد کیا کہ بکر کی راہ سے گجرات اسے بھیجے کہ وہان سے وہ حج کو جاوے۔ شاہ ابوالمعالی جب گجرات مین آیا تو یہان ایک خون کرکے دیارہ شرقیہ مین علی قلیخان کے پاس بھاگا۔ اس نے پھر اسکو مقید کرکے بیرام خان پاس بھجوایا۔ بیرام خان نے بیانہ مین اسکو مقید کیا۔ مگر جب اسکے کام مین تذبذب واقع ہوا اور وہ الوگیا تو راہ مین بیانہ مین اُسے قید سے رہا کردیا۔ پھر وہ پادشاہ پاس آیا۔ پادشاہ نے اس کو حج کے لئے بھجوایا۔

۹۷۱ھ مین وہ حج سے فارغ ہوکر ہندوستان مین آیا۔ حاجی ہونے سے اور زیادہ باجی ہوگیا۔ نہ وہ اپنے مرتبہ کی حد کو پہچانتا۔ نہ پادشاہ کے عفو کی قدر کرتا۔ نہ اخلاص گری دل مین رکھتا۔ نہ عقل معاملہ دان۔ وہ گجرات سے جالور مین آیا۔ مرزا شرف الدین حسین سے ملا وہ پادشاہ سے بگڑا ہوا بیٹھا تھا۔ اس مرزا کا حال سنو۔

مرزا شرف الدین حسین بڑا اشراف زادہ خواجہ احرار کی اولاد مین تھا۔ پادشاہ نے اس اشراف خاندانی کے سبب سے اپنی بہن بختی بیگم کا نکاح اس سے کیا تھا وہ بڑا اعتبار اور امیر الامراء کا خطاب کہتا تھا۔ اسکے لئے جاگیر سرکار ناگور اور اس کی حدود مقرر ہوئی تھی۔ معلوم نہین کہ مرزا کو کیا سودا ہوا کہ پادشاہ کی درگاہ سے صفر ۹۷۱ھ کو اجمیر و ناگور کی طرف بھاگ گیا۔ شش صفر اسکی تاریخ ہوئی۔ پادشاہ کو اس حرکت پر بڑا تعجب ہوا۔ اسکا سبب یا مالیخولیا کے کچھ اور نہ معلوم ہوا۔ پادشاہ نے حسین قلی بیگ پسر ولی بیگ ذوالقدر کو ناگور مین بجاے مرزا کے مقرر کیا اور حکم دیا کہ اگر مرزا اپنے کردار ناہنجار سے باز آوے تو اسکو ہمارے پاس بھیجدو اور اگر کار فرعنتی کرے تو اسکو ایسی سزا دو کہ اورون کو عبرت ہو۔ حسین قلی حاجی پور مین اہل و عیال کو چھوڑ کر ناگور اس طرح گیا کہ فتنہ پردازی کا منصوبہ مرزا کا نہ بن پڑا۔ وہ اجمیر مین اپنے معتمد ترخان دیوانہ کو حاکم مقرر کرکے جالور گیا جس نے اسپر قبضہ کیا تھا۔ جب پادشاہ کا لشکر اجمیر گیا تو اس دیوانہ نے عاقلانہ کام یہ کیا کہ

مرزا شرف الدین حسین کی بغاوت اور اس مین ابوالمعالی کی شرکت ۹۷۱ھ

ابوالمعالی کا کابل میں باغی اور مرزا سلیمان سے ملنا ۱۰۷

کہ قلعہ عہد و پیمان کرکے حسین قلی کو حوالہ کیا۔ حسین قلی نے قلعہ اپنے معتمد کو حوالہ کیا اور مرزا کو بھیجا کیا۔ اس کو ممالک محروسہ سے باہر نکال دیا +

جالور مین ابوالمعالی اور مرزا اشرف حسین مین ملاقات ہوکر یہ عہد و پیمان ہوئے کہ ابوالمعالی تو کابل جائے اور وہان سے مرزا محمد حکیم کو لاکر ہندوستان کا بادشاہ بنائے اور یہان جسقدر ہوسکے بغاوت پر لوگون کو مرزا آمادہ کرے۔ ابوالمعالی مرزا کے تین سو آدمی لے کر حاجی پور کی طرف گیا۔ جہان حسین قلیخان اور اور امراء کے اہل و عیال تھے مگر یہان پہلے بادشاہی لشکر آگیا تھا کچھہ کام اوسکا نہ بنا۔ مایوس ہوکر نارنول گیا۔ نارنول سے کچھہ خزانہ بادشاہ پاس جاتا تھا کہ ابوالمعالی نے اسے لوٹ لیا۔ اور شہر کو بھی غارت کیا۔ جب بادشاہی لشکر وہان بھیجا گیا۔ احمد بیگ و اسکندر بیگ نے نارنول سے بارہ کوس پر ابوالمعالی کے بھائی خانزادہ محمد کو گرفتار کیا۔ بادشاہی لشکر کے آنے کی خبر سنکر نارنول کو ابوالمعالی بھاگا۔ لشکر شاہی نے بھی اسکا پیچھا کیا۔ دھرسو کے مقام مین احمد بیگ و اسماعیل علی قلیخان کے آدمیون کو دوشتر بار زر رہا تھا آئے .. زر دوست آدمیون مین ایسا نزاع ہوا جس سے ان کو صاحبون مین کچھہ گفتگو و رنجش ہوئی۔ اس سبب سے اسمعیل قلی دھرسو مین رہا اور احمد بیگ و اسکندر بیگ آگے ایک منزل گئے۔ بدخشیون اور ماوراالنہریون نے بھی غدر مچایا۔ اناقلی ایک بیگرام ان سے جدا ہوکر ابوالمعالی پاس گیا اور کیفیت حال پر مطلع کیا وہ ایک درخت زار مین کمین مین بیٹھا۔ جب احمد بیگ و اسکندر بیگ نکلے تو اس نے کمین سے نکل کر انپر حملہ کیا۔ جب ابوالمعالی کو بادشاہ کے لشکر کے آمد کی خبر ہوئی تو وہ بھاگ کر کابل کی طرف بے راہ چلا بادشاہ اوسوقت متھرا مین شکار کھیل رہا تھا کہ اس نے ابوالمعالی کے تعاقب مین بداغ خان اور سردارون کو روانہ کیا اور حکم دیا کہ جب تک ابوالمعالی ہاتھہ نہ آئے تبگا پوسے وہ پا برنہ آئین جب ابوالمعالی ملک سندھ مین پہنچا تو اسنے شاہ بیگ والدہ مرزا محمد حکیم کو ایک عرضداشت بھیجی اور اسکی پیشانی پر یہ شعر لکھا ؎ تا برین در نہ دہی رخت عزت و جاہ آمدہ ایم ہمہ از بہر جاہ و نیا بہ پناہ آمدہ ایم ہ بیگم نے بھی اس عرضداشت کے جواب مین یہ مصرعہ لکھا ہی ع کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانہ تست

اسکے اعزاز و احترام کے ساتھ کابل مین بلایا۔ بیگم کو بعض آدمیون نے یہ سمجھا دیا تھا۔
ترمذ کے سادات کرام مین سے ابوالمعالی ہے۔ بلوچستان و کاشغر کے سلاطین سے
وہ سلسلہ پیوند رکھتا ہے جب وہ یہان آجائیگا تو اسکو گران قدر بناکے اپنی بیٹی ہمشیرہ مرزا
محمد حکیم کی شادی اس سے کر دینا جس سے سب اندیشے رفع ہو جائینگے اور سب طرف کے
کھٹکے اُٹھ جائینگے۔ یہ بیگم بڑی لیاقت رکھتی تھی اور اپنے خاص و زیرون اور اہلکارون سے
جسقدر خائف رہتی تھی۔ دیسی بیگانہ دشمنون اور اجنبی غنیمون سے نہین ڈرتی تھی۔ مگر اس کے
اہلکارون نے ایسی پٹی پڑھائی کہ اُس نے ابوالمعالی جیسے خبیث باطن کو کاروبار ریاست
سپرد کر دیا۔ اوّل یہ بدباطن ایسی چالین چلا کہ جس سے بیگم کو کچھ شبہ نہ رہا کہ یہ وزیر
بڑے کام کا ہاتھ آیا۔ اس نے اپنی بیٹی خیرالنساء بیگم کا نکاح اس سے کر دیا۔ جب
ابوالمعالی کو گھر مین یہ اختیار ملا تو اس نے بیگم کو اور اوسکے بڑے بڑے ملازمون کو نپوچھا
کہ تم کون ہو۔ اب شگون لیکر فراشہ خان اور شادمان جو بیگم سے پہلے سے رنجیدہ خاطر
ہوئے تھے ابوالمعالی سے جاکر ملے اور اسکو سمجھایا کہ بیگم جب تک قید حیات مین ہی تم کو امور
ملکی مین استقلال نہین ہوگا۔ فضیل بیگ و ابوالفتح اور شاہ بیگ کی طرح تم بھی جلد مارے
جاؤگے بہتر ہوگا کہ تم بیش دستی کرکے بیگم کا کام تمام کرو۔ مرزا محمد حکیم تو خرد سال ہے
اوسکو جس راہ پر چاہوگے لگا لوگے۔ ابوالمعالی کی سمجھ مین یہ بات آگئی۔ اوس نے وسط شعبان
مین بیگم کو عدم کا رستہ بتایا اوسوقت وکالت کا منصب بشیتی حیدر قاسم رکھتا تھا۔
دوسرے دن اوسکو قتل کیا اور اوس کے بھائی محمد قاسم کو مقید کیا تو چند امیرون نے
متفق ہوکر ابوالمعالی کے قتل کا قصد کیا۔ مگر انکا بھانڈا پھوٹ گیا۔ ابوالمعالی کو سارا
حال معلوم ہوگیا تو ان امیرون سے لڑائی ہوئی۔ ابوالمعالی کا پلہ بھاری رہا۔ اس سنگامے
مین محمد حیدر قاسم کے بھائی محمد قاسم کو قید سے رہائی ہوئی وہ بدخشان مین مرزا سلیمان
پاس گیا اور ابوالمعالی کی فتنہ انگیزی کا حال بیان کیا اور کابل چلنے پر اوسکو برانگیختہ
کیا۔ مرزا محمد حکیم نے باوجود خردسالی کے اپنی والدہ کے واقعہ سے غمناک ہوکر

ہوکر دولتخواہون کی تعلیم سے پوشیدہ اپنے آدمی مرزا سلیمان کے پاس بھیجے اور اوسکے آنے کی اور انتقام کی چارہ جوئی کی استدعا کی —

مرزا سلیمان کو جب اس حال کی اطلاع ہوئی تو وہ کابل پر آدھار رکھائے ہوئے بیٹھا تھا فوراً خرم بیگم کو ساتھ لیکر کابل کو روانہ ہوا - ابوالمعالی اپنی ہمشیرہ سے مرزا محمد حکیم کو اپنے ساتھ متفق جانتا تھا - ادہر یہ اسکوا ور کابلی لشکر کو لیکر آب خورد کے پل پر پہنچا اور ادھر مرزا سلیمان کا لشکر بھی یہان پل پر آیا دونون لشکرون مین لڑائی ہوئی - کابلیونکو شکست ہوئی - مرزا محمد حکیم کو لوگ لشکر کا افسر بنانے لگے اور اس بہانہ سے مرزا سلیمان کے پاس لے آئے اب حقیقت حال سے ابوالمعالی کو اطلاع ہوئی تو اپنے بھتیجون سے لڑنے سے دل برداشتہ ہوکر بھاگنے کی ٹھیرائی مگر دشمنون نے بھاگنے نہ دیا اسکو پکڑکر مرزا سلیمان کے پاس لائے اسنے مرزا محمد حکیم پاس سے بھیج دیا اسنے عید مضاسنہ کو اسے پھانسی دی

چو بد کردی مباش ایمن ز آفات ✣ کہ واجب شد طبیعت را مکافات ✣

مرزا سلیمان مہمات کابل کی سرانجام کرنے مین اور مرزا محمد حکیم کی تربیت مین مصروف ہوا - بدخشان سے اپنی لڑکی کو بلاکر مرزا سے نکاح کر دیا - امید علی کو کہ اسکے امرا معتمدین تھا مرزا کا وکیل بنایا اور خود بدخشان چلا گیا - خرم بیگم بجد تھی کہ کابل کو بدخشان مین مرزا سلیمان ملائے - مگر اس نے یہ بات نہ مانی اور کہا کہ اس کام کے جلد کرنے مین نیک نامی نہین ہے کچھ دنون بعد یہی صورت ہو جائیگی - بالفعل اس نے کابل پر قبضہ رکھنے کی بسم اللہ یہ کی کہ ولایت کابل کا تین چوتھائی حصہ جو عمدہ تھا وہ بدخشانیونکو جاگیر مین دیا اور ایک چوتھائی حصہ جو برا تھا وہ کابلیون کو جاگیر مین دیا -

مرزا سلیمان کو بڑا ارمان تھا کہ وہ کابل پر متصرف ہو - اور بدخشان کے کسی محال مین مرزا محمد حکیم کو رکھے اس لئے وہ دوستی کے لباس مین دشمنی کا کام کر گیا کہ بدخشیون کو کابل مین جاگیردار بنا کے خود بدخشان چلا گیا - جو کابلی عاقل تھے وہ کچھ سمجھے کہ مرزا سلیمان کا کیا اصل مقصد ہے مگر یہ مقصد انکے نزدیک اب مشکل تھا کہ اوسکے پورا

کابل پر مرزا محمد حکیم کے بھائی اور بدخشان کے حاکم ہونے کا حال ✣

ہونے کا یقین انکو نہ تھا۔ مرزا سلیمان نے اس پر اکتفا نہین کیا کہ کابل مین جن بدخشانیون کو جاگیر دار مقرر کر چکا تھا اونہین پر بس کرتا بلکہ اوسنے ذبدخشی عبدالرحمن بیگ پسر تولک ورتنگری بردی قوش بیگی کو ایک جماعت کے ساتھ داخل کیا تو پھر کابلیونکو مرزا سلیمان کے ارادہ کا پورا حال کھلا وہ اسکے معالجہ کے درپے ہوے۔ خواجہ حسن نقشبندی وباقی قاقشال سنبدوک بیگ وعلی محمد اسپ اوزبندہ علی میدانی نے جمع تمام میدانیون خواجہ خضریون کے و یار محمد آخوند و فیروز و خلیفہ عبداللہ نے بدخشانیون کے نکالنے کا عہدہ اہتمام کیا۔ حقیقت معاملہ مرزا محمد حکیم سے جواب سن تمیز کو پہنچ گیا تھا عرض کیا اور مرزا بھی تنگی معاش و بدخشانیون کی بدسلوکی سے تنگ ہو گیا تھا۔ وہ بھی انکے نکالنے کے درپے ہوا اوسنے ولایت مغربین جو مرزا سلیمان نے قراتیم و ابن حسین کابلی کو دی تھی اونسے انکو بدل کر قاسم بیگ پروانچی کو دیدی اور جلال آباد اور اوسکے حدود نیلاب تک جو مرزا سلیمان نے قاضی خان وغیرہ کو دیدی تھی وہ اوس سے لے کر خالصہ بنایا۔ غرض یون بتدریج اُس نے بدخشانیون کے تسلط کو اوٹھا کر انکو نکال دیا۔ اہل بدخشان یہان سے ذلیل ہو کر مرزا سلیمان پاس گئے اور غازیخان نے ہندوکوہ مین مرزا سلیمان سے ملاقات کر کے شرح و بسط کے ساتھ تمام حالات جو گذرے تھے عرض کئے مرزا سلیمان جلدی سے کابل کیطرف متوجہ ہوا۔ جب اس کے آنے کی خبر مرزا محمد حکیم کو ہوئی تو اوس نے کابل کے قلعہ کو باقی قاقشال اور اپنے تجربہ کار معتمدون کو سپرد کیا اور خود اپنے ہوا خواہون کی جماعت کو ساتھ لے کر جلال آباد اور پشاور کی طرف چلا۔ جب مرزا سلیمان کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ مرزا کے گرفتار کرنے کے لئے کابل کو چھوڑ کر جلال آباد کی طرف چلدیا۔ مرزا جلدی سے پشاور مین نواحی قبیلہ حبیب مین پہلا آیا اسکو خاکی گلہ بان نے خبر دی کہ مرزا سلیمان جلال آباد مین آگیا اور یہان حرم بیگم کو چھوڑ کر خود ان حدود کی طرف چلا ہے۔ مرزا نے آب سند سے عبور کر کے ایک عرضداشت اپنے بھائی پاس بھیجی جسمین کابل کی سرگزشت اور اپنی شرمندگی

معروض کرکے ہر طرح کی استعداد اور استعانت چاہی۔ اور آپ سندھ سے گزر کر قندھار
کیا۔ اندنون مین ولایت پنجاب میر محمد خان برادر کلان اتکہ خان کو تفویض ہوئی
تھی۔ مرزا نے اپنے دیوان خواجہ بیگ محمود کو اس پاس بھیجکر امداد طلب کی
میر محمد خان اور امراء پنجاب نے قاضی عماد کے ساتھ مرزا کی خدمت مین بہت سے
تحائف ... بھیجے۔ مرزا سلیمان نے جب سُنا کہ مرزا محمد حکیم آب سند سے پار چلا
گیا ہے تو وہ پشاور مین آن کر اولٹا جلال آباد مین چلا گیا۔ اثنای راہ مین
شنواری افغانون سے لڑائی ہوئی۔ بدخشانیون کا بازار لٹا۔ ہارون شنواری
جو سب مین بڑا سردار تھا وہ قتل ہوا۔ جلال آباد مین قنبر اور ایک جماعت کو
چھوڑ کر مرزا سلیمان کابل کیطرف متوجہ ہوا۔ اور آنکر کابل کا محاصرہ کر لیا۔
اہل قلعہ نے قلعہ داری مین اہتمام کیا۔ بادشاہ پاس نگر چین مین مرزا کی عرضداشت
پہونچی۔ بادشاہ نے قطب الدین خان کو مرزا کا اتالیق مقرر کیا اور میر محمد خان
کو حکم ہوا کہ پنجاب کا لشکر لیجا کر مرزا حکیم کو کابل مین مسند حکومت پر بٹھا دے۔
خزانہ عامرہ سے نقد وافی اور اسباب شوکت اور اجناس فراغت ساتھ لیجاے
حسب الحکم یہ سارا لشکر مرزا کے ساتھ گذرا اور اٹک بنارس سے گذر کر کابل کیطرف
چلا۔ مرزا پاس وہ اسباب ان جمع ہو گیا کہ اسکے خواب خیال مین نہ تھا۔ جب
لشکر جلال آباد مین آیا تو قنبر پاس جسکو مرزا سلیمان نے یہان چھوڑا تھا نصیحت
کی گئی کہ قلعہ حوالہ کرے مگر جب اس نے قلعہ نہ دیا تو دو سپر بادشاہی لشکر نے حمایت
اور سرد بانین لگا کر قلعہ کے اندر داخل ہوا۔ بدخشانیون نے اپنی قوت و
توانائی کے موافق دشمنون کی مدافعت کی۔ قنبر اور تین سو آدمی جو اُسکی ہمراہ
تھے سب ہلاک ہوئے۔ صرف دو آدمی بچے جنہون نے مرزا سلیمان کو یہ ساری
بکٹ کہانی سُنائی۔ اِدھر مرزا سلیمان نے یہ حال سُنا۔ اُدھر بادشاہی لشکر
کی آمد آمد کی خبر ہوئی تو وہ کابل کا محاصرہ چھوڑ کر بدخشان بھاگ گیا۔ راہ مین

آب پروان پر ایک سیل مین اسکا اسباب پر تال ڈوب گیا - کابل مین مرزا محمد حکیم آیا - لشکر شاہی کے افسرون نے اپنے وطن مین جاکر سیر مین کمین اور پھر ہندوستان کو معاودت کی اور مرزا حکیم کی چھوٹی بہن سکینہ بانو بیگم لشکر کے ساتھ بھائی سے ملنے یہان آئی - مہمات کابل کے انتظام کے واسطے خان کلان وہان آیا - مرزا محمد حکیم کی طبیعت مین سعادت ذاتی نہ تھی - اس لئے نہ عقل تحصیل مین اسمین بڑھتی تھی - نہ اخلاص مند سعادت منش ملازم اوسکو بہم پہونچتے تھے - جب حضرت شہنشاہی کی توجہ سے مہم کابل کا انتظام ہوگیا - اور خواجہ کلان وہان کے مہام کا سربراہ ہوا تو کابل کے فتنہ پردازون نے اپنی بدخوئی سے فتنہ انگیزی شروع کی - محمد حکیم باوجود حداثت سن کے عقل معاملہ رس سے بہرہ وافر انہین رکھتا تھا - ہمیشہ واہی باتون پر دل لگاتا تھا - میر محمد خان درست اخلاص و تیز مزاج تھا - ذراسی بات سے اسکا مزاج متغیر ہوجاتا تھا اور کام مین سختی کرنے لگتا تھا - اسلئے مرزا اور کابلیون سے اسکی نہ بنتی - مرزا اگرچہ تبعیت کا اظہار یک گونہ کرتا تھا مگر بڑے بڑے کام وہ بغیر استصواب خان کلان کے کرتا تھا - چنانچہ اس نے اپنی بہن کا نکاح خواجہ حسین نقشبندی سے کردیا جسکی پہلی شادی مان نے ابوالمعالی سے کی تھی نہ اسنے حضرت شاہنشاہی سے استصواب لیا اور نہ خان کلان سے صلاح لی - جب خواجہ کو اس نسبت عالی کا افتخار حاصل ہوا تو وہ مرزا کے گھر کا بندوبست کرنے لگا - اور جن کامون سے اوسکو مناسبت نہ تھی انمین دخل دینے لگا اور مرزا کے اکثر آدمی ایسی حرکتین کرنے لگے کہ خواجہ کلان کو ناگوار ہین اس لئے وہ وہان سے چلا آیا - میر محمد خان نے بھی کابل کو سلام کیا اور بادشاہ اور مرزا کے گھر کا اور کابل کا حال شرح وبسط سے لکھ بھیجا ——

اب پھر کابل کا میدان خالی ہوا امراء شاہی مین سے وہان کوئی باقی نہین رہا - مرزا سلیمان ہمیشہ کابل کی تاک مین لگا رہتا تھا - اب اسنے دیکھا کہ کابل بادشاہی امراء سے خالی ہے جسکے خوف سے بھاگا تھا وہ چوتھی دفعہ ۹۷۳ھ مین لشکر فراہم کرکے اور اپنی بیوی حرم بیگم کو لیکر کابل کیجانب روانہ ہوا - جب مرزا محمد حکیم کو اسکے آنے کی خبر ہوئی

مرزا سلیمان کابل پر آتا ہے اور محمد حکیم کو بھگا کر آپ قابض ہوتا ہے ۹۷۳ھ

تو اوس نے قلعہ کابل معصوم کو کہ کو سپرد کیا وہ اسکے معتمدان مین مردانگی و فرزانگی مین ممتاز تھا اور خود خواجہ حسن نقشبندی کو جو اسکا وکیل کل تھا ساتھ لیکر لشکر درہ اور غوربند مین گیا مرزا سلیمان نے کابل کا محاصرہ کیا۔ مگر اپنی کمند قدرت کو تسخیر قلعہ کے کنگرہ تک پہنچتے مین کوتاہ دیکھا اور مرزا کے حال سے اطلاع پائی کہ غوربند اور اوس کے نواح مین ہی تو حرم بیگم کی تلبیس سے کام نکالنا چاہا۔ یہ بیگم غوربند کو روانہ ہوئی اور مرزا سلیمان کو حوالی کابل مین چھوڑا — سخن سنج آدمیون کو مرزا حکیم پاس ایلچی بناکے بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ مین نے تجھہ کو ہمیشہ سگے بیٹے سے زیادہ عزیز سمجھا۔ خصوصًا جب سے کہ میرے اور تیرے درمیان رشتہ ہوا میرا دل چاہتا ہے کہ تجھہ مین اور تجھہ مین ایک جہتی رہے۔ اس دفعہ میرے آنے کی کچھہ غرض سوا اسکے نہین تھی کہ تجھہ سے ملون۔ اور نیا اور تباط مستحکم کرون بیگم کے دم مین مرزا محمد حکیم آگیا۔ اور یہ قرار پایا کہ قریہ قرا باغ مین کہ کابل سے بارہ کوس پر ہے وہ بیگم سے ملاقات کرکے قواعد ارتباط کو مستحکم کرے۔ بیگم پاس اپنے اپنے معتمد بھیجے کہ عہد و شرط بغیر کسی مکر و فریب کے قرار پائین جب یہ آدمی بیگم پاس آئے تو اوس نے سخت قسمین کھائین کہ کوئی فریب ہوگا زبان اور دل ایک ہونگے۔ قول کے موافق عمل ہوگا۔ مرزا کے آدمیون کے واپس جاکر اسکو قرا باغ مین آنے پر برانگیختہ کیا کہ بیگم سے ملاقات کرکے عقد فرزندی اور عہد نگاہی کمال وثوق کے ساتھ باندھا جائے بیگم نے یہ سمجھہ کر کہ میرا فریب چل گیا مرزا سلیمان پاس قاصد بھیجا کہ قرا باغ مین مرزا سے ملاقات کرنی ہے تم قلعہ کے کنارہ پر سپاہ کو چھوڑ کر تھوڑے آدمیون کے ساتھ قرا باغ کے حوالی مین چلے آؤ اور رشتہ کے پیچھے کمین گاہ مین بیٹھے رہو۔ جب مرزا آئے تو اوسے دستگیر کرلو۔ مرزا سلیمان اس خبر کو سنکر محمد قلی خانی کو کابل کا محاصرہ حوالہ کرکے راتون رات قرا باغ مین اس رشتہ کے پیچھے کمین مین بیٹھا مرزا کو ہر چند باقی قتال نے سمجھایا کہ بیگم تمکو اس بہانہ سے مرزا کے پنجہ مین پھنسانا اور جھوٹی قسمون کا جال ڈال کر دشمن کے کمند مین ڈالنا چاہتی ہے تم ہرگز نہ جاؤ جاؤگے تو پچھتاؤگے۔ مگر مرزا حکیم نے کچھہ نہ سنا اور چند آدمیون کے ساتھ قرا باغ روانہ

ہوا۔ اثنائے راہ مین ایک کابلی نے جو مرزا سلیمان کے لشکر کی ساتھ آیا تہا اس نے مرزا کے آدمیون سے کہا کہ مین رات کو مرزا سلیمان کے ساتھ آیا ہون اس پشتہ کی پناہ مین کمین گاہ مین مرزا کی امید مین بیٹھا ہے۔ جب مرزا نے یہ سنا تو اسکے کان کھڑے ہوئے۔ کابل کی طرف متوجہ ہوا۔ جب مرزا سلیمان کو اسکی خبر ہوئی تو اس نے مرزا کا تعاقب کیا اور اسکے چند آدمیون کو گرفتار کیا۔ خدا خدا کر کے باقی قاقشال اور اسکے بھائی مرزا کو دشمنون کے ہاتھ سے بچا کر غور بند مین لیگئے۔ خواجہ محمد حسن کا ارادہ ہوا کہ مرزا کو حاکم بلخ پاس لیجاوے۔ مگر باقی قاقشال اس کو بادشاہ کے خدمت مین مشرف ہونے کے لئے آب سنلاب پر لے آیا اور مرزا سے بادشاہ کی خدمت مین عرضداشت بھجوائی۔ بادشاہ کو کابل کا حال پہلے سے معلوم ہو گیا تھا۔ اس لئے مرزا کے خال فریدون کو وہان جانے کے لئے حکم دیا تھا۔ کہ مرزا خورد سال و بے پرواہے۔ وہ وہان جاکر اسکی مہمات کا منتظم ہو اور اس کی محافظت کرے کہ فتنہ اندوز آدمی مرزا کی صحبت مین نہ آنے پائین۔ یہ مرزا فریدون وہان ہنوز پہنچا نہ تھا کہ مرزا سلیمان کابل مین آگیا اور یہ واقعہ پیش آیا۔ جب مرزا محمد حکیم کے ایلچی عرضداشت لائے تو اوس نے خوشخبر خان کو نقود اور اجناس وافی اور خلعت و اسپ خاص دیکر مرزا کے پاس بھیجا اور امیر پنجاب کو حکم دیا کہ کابل کی یورش کا سامان کر کے مرزا سلیمان کو دفع کرین۔ خوشخبر خان جب مرزا پاس گیا تو اوس نے بادشاہ کے فرمان کو آنکھون پر رکھا۔

خوشخبر خان سے پہلے فریدون مرزا محمد حکیم پاس آگیا تھا۔ اس نے مرزا کو یہ بہکایا کہ کابل مین جو نقصان ہوا ہے بہت آسانی سے اسکا معاوضہ یون مل سکتا ہے کہ پنجاب اور لاہور پر قبضہ کر لیجئے اور خوشخبر خان کو گرفتار کیجئے۔ مرزا نے اپنی بیوقوفی سے فریدون کی اور باتین مان لین۔ مگر اتنی بات عقل کی کی کہ خوشخبر خان کے قید کرنے پر راضی نہ ہوا اور اوسکو رخصت کر دیا۔ سلطان علی المخاطب لشکر خان اور حسن خان جو درگاہ شاہی کے مردود تھے وہ اور فریدون کے ساتھ فساد اور افساد مین شریک ہو گئے۔

مرزا محمد حکیم کی سرکشی ۹۷۴ھ

غرض مرزا مین تو نہ عقل و رہین تھی نہ دل حقیقت گزین تھا وہ آب نیلاب سے گذر کر
لاہور کی سمت مین آیا اور اسکے آدمیون نے بھیرہ مین دست اندازی کی جب امرائے پنجاب کو یہ خبر
ہوئی تو میر محمد خان حاکم پنجاب نے لاہور کے قلعہ کو مستحکم کیا اور صورت حال پر بادشاہ کو
مطلع کیا۔

بادشاہ اس خبر کو سنکر آگ بگولا ہوا۔ مرزا محمد حکیم کو یہ خیال تھا کہ فریب و فسون سے امرائے پنجاب
میری جانب ہو جائینگے وہ لاہور مین مہدی قاسم کے باغ مین اترا۔ دوسرے روز قلعہ کے
کنارہ پر پہنچکر لشکر کی صف بندی کی۔ مگر قلعہ کی توپ و تفنگ نے کسی آدمی کو قلعہ کے پاس
پھٹکنے نہ دیا۔ اگرہ کو منعم خانخانان کو اور دیوانی مظفر خان کو دیکر بادشاہ ۳ جمادی الاولے
سنہ ۹۷۴ کو پنجاب کی طرف روانہ ہوا۔ دس روز مین دہلی مین آیا۔ یہان بزرگون کے مرقدونکی
زیارت کی اور انکے مجاورون اور معتکفون کو بہت کچھ نذر کیا اور حضرت جنت آشیانی
کے روضہ کی زیارت کی پنجاب کو روانہ ہوا۔ جب دریائے ستلج کے کنارہ پر پہنچا تو اوسکو معلوم
ہوا کہ مرزا اوسکے آنے کی خبر سنکر بھاگ گیا۔ اوسط رجب مین بادشاہ لاہور مین آیا۔ یہان
سب امرا اور رعایا کو خوشحال کیا۔ مرزا محمد حکیم بھاگکر کابل گیا تو اوسکو مرزا سلیمان سے خالی
پایا۔ اسکی سرگذشت اس طرح ہے کہ ہم نے پہلے لکھا ہے کہ محمد قلی شغالی اور ایک جماعت
کثیر کو قلعہ کابل کے محاصرہ مین چھوڑکر مرزا سلیمان مرزا حکیم کی گرفتاری کے لئے گیا تھا
معصوم کوکہ نے محمد قلی کو شکست پر شکست دی اور بدخشانیون کا سارا اسباب چھین لیا
محمد سلیمان مرزا کی دو بیٹیون کو محمد قلی ایک باغ کی چار دیواری مین چھوڑ گیا۔ کابلیون
نے انکو گرفتار کرنا چاہا۔ مگر معصوم کوکہ نے انکو اس حرکت ناشائستہ سے باز رکھا مرزا
حکیم کو مرزا سلیمان گرفتار نہ کرسکا تو کابل کے قلعہ کے محاصرہ مین مصروف ہوا۔ ادھر
اہل قلعہ نے بدخشانیون کو اپنے بہادرانہ حملون سے تنگ کیا ادھر وبا نے بھی اس کے
لشکر مین قدم رکھا اس لئے مرزا سلیمان نے صلح کرلی۔ اوّل بدخشان بیوی کو روانہ
کیا اور پھر آپ چلا گیا + مرزا محمد حکیم کی ناہنجاریان بادشاہ سنتا تھا مگر کوشمالی

بادشاہ کا اس فساد کے مٹانے کے لئے پنجاب آنا + مرزا سلیمان کا کابل سے بدخشان جانا + اور مرزا

نہین کرتا تھا وہ اکثر اپنے نوکرون سے کہا کرتا تھا کہ یہ مرزا والا ماجد کی نشانی ہے
بیٹا اور پیدا ہوسکتا ہے مگر بھائی نہین پیدا ہوسکتا۔ مگر یہ بھائی بادہ پیمائی اور ہرزہ نائی کی
بدمستی اور خوشامد گویون کی دمسازی سے باز نہین آتا تھا۔ کوئی ناصح عاقل اس پاس
ایسا نہین تھا کہ وہ اسکو بادشاہ کی بدمستی سے باز رکھتا اور سمجھاتا کہ آتش بلند کو تھوڑا
سا پانی نہین بجھا سکتا ناسور کہن کا مرہم خارش نہین بن سکتی۔ مرزا نے پہلے سالون
مین چاہا تھا۔۔۔ کہ ہندوستان کی عافیت گاہ مین حکومت کرے۔
اور پنجاب کا کابل پر اور قندھار پر قبضہ کرے۔

مگر مرزا سلیمان اسکو بدخشان کی طرف لے گیا۔ اس چیرہ دستی سے وہ اور دلیر ہوا
اور جب ہند مین ۹۸۸ھ مین دیار شرقی مین شورش پیدا ہوئی تو یہان کے فتنہ پردازون
نے اوسی بہکایا کہ ہمارا ارادہ ہے کہ آپ کے نام کا خطبہ پڑھوائین اور سکہ چلائین کچھ
اہل کابل نے اغوا کیا۔ اس نے ارادہ آذر ۹۸۸ھ مین حاجی نورالدین کو بھیجا کہ وہ آب سندھ تک
اس لواح مین مرزا یوسف خان اطاعت دار تھا اس نے ایک فوج کو بسرکردگی حسن بیگ روانہ کیا
سعید خان گکھر اور مجاہدین اسے راہ مین ملے۔ جلدی مین لشکر کمتر روانہ ہوا تھا اس لئے ارادہ
یہ تھا کہ چند روز بعد لڑائی ہو لشکر جمع ہوجائے۔ مگر لڑائی جلد ہوگئی اور بادشاہی لشکر کو
فتح ہوئی۔ ناگاہ ہرنون کا ریوڑ نظر آیا حسن بیگ کو شکار کا شوق بہت تھا وہ اسکے
پیچھے دوڑا۔ ایک ہرن کو تیر مار کر زخمی کیا۔ اتفاقاً نورالدین بھی اسطرف سیر و تماشے کو آیا
تھا۔ دونو آمنے سامنے آئے۔ ہرنون کے شکار سے آپسمین ایک دوسرے کے شکار کرنیکو
آمادہ ہوئے۔ ان دونومین خوب آویزش ہوئی۔ دونو کوشش مردانہ کام مین لائے
نورالدین زخمی ہوکر بھاگ گیا اسکے ساتھی کچھ اسیر ہوئے۔ بہت سے ڈوب مرے۔ وہ
خود حدود دیپالپور مین مارا گیا۔ اس ہنگامہ مین یہ معلوم ہوا کہ مرزا یوسف خان نے
سرحد پر دوربینی و حزم سگالی نہین کی بادشاہ نے اسے وہان سے بدل دیا اور کچھ مان سنگھ
کو حوالی سندھ کی حکومت سپرد کی۔ وہ اس ملک کے انتظام کے لئے سیالکوٹ سے روانہ

مرزا محمد حکیم کا نورالدین وشاہ رمان کا بھیجنا اور خود پنجاب مین آنا ۹۸۸ھ ۲۵

ہوا دور اندیشی کے سبب ایک فوج لشکر کردگی زین الدین علی آگے روانہ کی — حدود راولپنڈی مین ساحل سند پر شادمان کے پہنچنے کی خبر اس پاس آئی وہ جلد لڑنے کو چلا- نورالدین کے سانحہ سے مرزا اپنی غنودگی خرد سے واقف نہ ہوا- اوس نے شادمان کو بہت انبوہ کے ساتھ روانہ کیا- مرزا اسکو اپنے لشکر کی سپر سمجھتا تھا- ہندی کوہ مغرور آب سندھ سے گذرا- قلعہ نیلاب کے محاصرہ پر پانو جمائے زین الدین علی اور کنور مان سنگھ اور گماشتون نے استحکام حصار مین ہمت و حوصلہ کو صرف کیا تب کنور نزدیک آیا- توا بوخان کچھواھہ کو ہراول اور اپنے بھائی سورج سنگھ کو التمش بنایا- مخالف بے خبر تھا تیرہ کی آواز سے بیدار ہو کر پیکار کے درپے ہوا میدان جنگ کو رونق دی ناموس دوست حق دشمن آپس مین خوب لڑے- اس جنگ مین راجہ سورج سنگھ زخمی ہوا مگر شادمان نیست ہوا- شادمان سلیمان بیگ اندجانی کا بیٹا تھا- اسکا دادا القمان بیگ جنت مکانی کا منظور نظر تھا- اسکی مان مرزا کے گہوارہ کی خدمت مین رہتی تھی اس نے مرزا ہی کے ساتھ نشو و نما پایا تھا- بادشاہ نے یہ خبر سنکر فرمایا کہ مرزا شادمان کے مرنے کی خبر سنکر بیتابانہ ہندوستان کو آئیگا- ہماری پنجاب کی سفر کی بھی تیاری کرو- پیش بینی و معاملہ شناسی کے سبب سے رائے رائے سنگھ و جگناتھ و راجہ گوپال اور بہت سے اخلاص پیشہ امیرون کو بہت سے ہاتھیون کے ساتھ روانہ کیا- مرزا سند پاس حکم بھیجا کہ اگر مرزا دریاے سند کے عبور کرنے کا ارادہ کرے تو اوسکو سر راہ روکنا نہین مگر لڑائی مین توقف کرنا- ہم خود عنقریب پہنچ آئینگے اور جو ہمارے دل مین ہے وہ ظہور پائیگا — ۱۴ بہمن کو بادشاہ پاس خبر آئی کہ مرزا پنجاب کی طرف آیا ہے- بادشاہ کے اشارہ سے منجمون کی جماعت نے ساعت نیک بتانے کے لئے مشورہ کیا- بادشاہ کو دیا رشہ فتح کی نگرانی کا اندیشہ تھا- آسایش و ملک خلق کے لئے بادشاہ کو چاہئے یہ چاہا کہ سلطان سلیم کو امراء کے ساتھ دارالخلافہ مین چھوڑ جائے اور خود پنجاب مین آئے مگر شاہزادہ نے مریم مکانی کے وسیلہ سے ہمراہ

بادشاہ کا پنجاب جانا-

جانے کی درخواست کی - پادشاہ نے اُس کی ملتمس کو قبول کیا اور مرزا دانیال کو دارالخلافہ
مین چھوڑا - دوم محرم ۹۸۹ھ کو اس ساعت مین کہ مجنون نے بتائی پنجاب کی طرف روانہ
ہوا تھا - حزم و احتیاط سے جنگ کا سامان کیا اور پنجشنبہ و جمعہ کے کشکداردن کو
تو اپنے پاس رکھا - اور شنبہ و چہارشنبہ کے امراء سے برانغار کو آراستہ دی اور
دوشنبہ و شنبہ کے امیرون کو جرانغار اور یکشنبہ کے مبارزون کو ہراول بنایا
اور کوتھا نیسر مین پادشاہ آیا - شیخ جلال سے ملا - شیخ پیر خدا پرست تھا - اس لات
کے آدمی اسکے معتقد تھے - پادشاہ کے اشارہ سے ابوالفضل نے شیخ سے پوچھا کہ
آپ کی ساری عمر نیکون کی صحبت مین گذری - روحانی مرض کا علاج آپ بتلائیے
کہ دل سراسیمہ کو اختلاف کے تفرقہ سے نجات ہو - اول شیخ نے آنکھون کے آنسوؤن سے
جواب دیا اور پھر یہ بیت زبان پر لایا ؎ آہ زاستغنائے دلبر آہ آہ ✤ کز تعظم
بست بر کونین راہ ✤ سکندر ذوالقرنین ہمیشہ اپنی بزم سلطنت کے
خاصون سے کہا کرتا تھا کہ ندیم اور بزلہ گو اور ہوتے ہین اور ارکان دولت و بزرگان
درگاہ اور ہوتے ہین - اول کا کام یہ ہے کہ کسی شاداب نکتہ اور نادر حکایت
سے گو جھوٹی ہو وہ شگفتگی پیدا کرتے ہین - چراغ طرب مین روغن ڈالتے ہین اور
خوشحالی کو گزند دل شکنی کیحالت مین برقرار کرتے ہین - عروس نشاط کو شوخ طرفی
سے آراستہ رکھتے ہین - اور دوم بمنزلہ دست و بازو کے ہوتے ہین - سارا مقصد انکا
یہ ہوتا ہے کہ فساد عالم کا علاج کرین شکستہ کارون کا ترماک اور زمانہ کے کہن جو کا
مرہم بنین - زبان سے وہ بات کہین کہ پراگندگی زمانہ دور ہو - کار برہم شدہ
فراہم ہو جہان مین آسودگی بڑھے - شادمانی ایمنی کے ساتھ ہو - خوش ہونے
خبر بارسکا نایاب ہو تو خموشی و نیک اندیشی سے چارہ کار کرین - بارگاہ دولت
کو جو آسیب پہونچتا ہے زیادہ تر اسکا سبب یہی ہوتا ہے کہ یہ دو لوگ وہ اپنا کام
چھوڑ دیتے ہین اور ہمیشہ وہ اپنے کار پردازان دولت سے فرماتا کہ جو شخص

حواشی مصنف دیوان کی مکرر کا تمام ہونا —

ہماری خوشنودی کے خیال سے راستی کو چھوڑتا ہے اور درست عیا نہین ہتا اور
سیاہ ورعیت کو تنگ گیری سے ہماری کشائش طلب کرتا ہے اُس سے تھوڑے دنون
مین ہمارا دل پھر جاتا ہے اور ہماری سیاست سے وہ ٹھیک بنایا جاتا ہے۔ اس حال کا
مصداق خواجہ منصور شہ کی حالت ہے کہ وہ ہمیشہ جاہ طلبی و آزمندی سے محاسبات
دیوانی مین خردہ گیری و سخت گیری کرتا۔ آدمیون کی غمخوارگی اس کے دل ہی مین نہین آتی
تھی وہ اپنا گھر ہی بھرنا چاہتا تھا۔ یکدفعہ مین وہ ناستودہ کردار نیست ہوگیا جب
کنور مان سنگھ نے شادمان کو کشتہ کیا تو اوسکی رخت گاہ مین سے چند پروانے
مرزا محمد حکیم کے منشی کے ہاتھ کے لکھے ہوئے برآمد ہوئے کنور مان سنگھ نے انکو بادشاہ
پاس بھیجدیا۔ انمین سے ایک خواجہ کے نام تھا۔ جسکے مضمون کا خلاصہ یہ تھا کہ بہ جہتی
و نیک اندیشی کی عرائض تمہاری پیہم پہونچین اس سے ہماری توجہ تمہارے حال پر زیادہ
ہوئی۔ اب قریب اسکے نتائج سے تم متمتع ہوگے۔ بادشاہ نے اسکو بدکارون کی
سازش سمجھکر خواجہ کے منہ پر کچھ نہ کہا۔ نواحی سنبھل مین ملک مانی (ثانی) جو مرزا کے
قدیمی نوکرون مین تھا بنہ وبار کے ساتھ درگاہ مین آیا۔ یہ شہرت ہوئی کہ مرزا نے اسکو
اس لئے بھیجا ہے کہ بخش کو اپنا پیش رو بنائے اور جاپوسی کے لوازم بجا لائے۔
سادہ لوحون کو بہکا کر اپنے بس مین لائے اور بدکارون کو زیادہ تیز بنائے۔ دُور بینی
و احتیاط گزینی سے اسکو تصرف سے باز رکھا تو خواجہ سے بہت سی باتین اسکی جاداری
کی ظہور مین آئین طبقات اکبری مین یہ لکھا ہے کہ ملک مانی جو مرزا کا وزیر تھا اور
جسکا لقب وزیر خان تھا۔ خواجہ کی منزل مین اوترا اور خواجہ کی معرفت وہ بادشاہ
کی خدمت مین جانا چاہتا تھا۔ خواجہ نے بادشاہ سے اسکے ملنے کی تقریب کی
بادشاہ نے خواجہ کو خصوت مین طلب کرکے اس نامہ کو اُس سے پڑھوایا اوس نے
ایسے جواب دیئے کہ جس سے بدگمانی اور زیادہ ہوئی بادشاہ نے اسکو اختلاط سے
باز رکھا اور دور بینی کو کار فرمایا۔ ۱۹ کو ملک علی کوتوال شہر کو چہ نوشتہ بادشاہ کے

روبرو لایا۔ جنسے خواجہ کی تباہ سگالی تازہ ہوئی۔ ان نوشتون سے معلوم ہوا کہ فیروزپور جو خواجہ کی جاگیر مین تھا وہان کی سپاہ مرزا سے یکتائی رکھتی ہے اور عنقریب اُس سے ملنے کو ہے۔ اس سے پادشاہ کو غصہ آیا۔ اس نے حکم دیا کہ اگر خواجہ کسی راستی منش کو ضامن دے تو بدستور زندان مین رہے ورنہ وہ ٹھکانے لگایا جاے۔ جس سے کوتہ اندیشون کی گوشمالی ہو۔ اور بدگوہرون کی تنبیہ خواجہ نے جواب مین بیہودہ باتین بنائین مگر ضامن اسکو میسر نہ ہوا۔ ناگزیر بحکم سیاست ہوا۔ سرای کوٹ بچھوانہ مین درخت سے لٹکا کے اسکو پھانسی دیگئی۔ اس سے لشکر کو بڑی خوشی ہوئی۔ حقیقت مین حسود ان سخن ساز اور بادسرایان غرض گذار نے اسکو یہ دن دکھایا۔ خواجہ جیسا امارہ نویس خردہ گیر نکتہ سنج بار بردار شیوازبان مشخص گو کمتر پایا جاتا ہے۔ پادشاہ نے بارہا فرمایا کہ اسکے مرنے سے حساب کے بازار کی رونق گئی اور سررشتہ محاسبہ ہاتھ سے نکل گیا۔ خواجہ کے حالات کو طبقات اکبری مین یہ لکھا ہے کہ ملک علی کے قاصدون کو گذر لدھیانہ کی سرای مین ایک پیادہ ملا جسکے پاؤن سوجھ رہے تھے اس نے اُنسے کہا کہ مین خواجہ کی شقہ ارشرف بیگ کا ملازم ہون مہینے بیر خطوط خواجہ پاس بھیجے ہین۔ میرے پاؤن کا حال دیکھتے ہو کیا ہو رہا ہے۔ تم ان خطون کو لیکر جلد خواجہ پاس پہنچا دو۔ جب مہر توڑکر اُن خطون کو نکالا تو انمین ایک عرضداشت شرف بیگ کی تھی جسمین پرگنہ فیروزپور کا حال لکھا تھا دوسرا خط ایک شخص نے دوسرے شخص کے نام اسمضمون کا لکھا تھا کہ مین نے فریدون خان سے ملاقات کی وہ مجھے مرزا محمد حکیم پاس لیگیا۔ باوجودیکہ اور سارے پرگنون مین اپنے عمال اس نے بھیجدیے مین مگر ہمارے پرگنون مین نہین بھیجے ہمین معاف رکھا ہے۔ پادشاہ نے اس خط کو شرف بیگ کا خط خواجہ کے نام خیال کیا۔ خواجہ سے ارکان دولت ناراض تھے سب نے متفق ہوکر اسکو پھانسی لگوائی۔

ہندوستان مین کچھ شورش برپا تھی اور کچھ قزلباش سے آشوب کی آتشگاہ بن رہا تھا تو اس بار کے آدمیون نے اور کچھ کابل کے فتنہ پردازون نے اس آشفتہ رائے جوان بخت زمانہ

حرکات ناشائستہ سرزد گرائین اس نے کچھ سپاہ پہلے بھیجی کہ فتنہ برپا کرین مگر وہ سپاہ سرنگون ہوئی۔ اب اسکو چاہیے تھا کہ اپنے پندار سے باز رہتا مگر اسکے برخلاف وہ پیکار کے پیچھے ہوا۔ جب وہ دریاے سندھ سے پار اوترا تو اس نواح کے امرا فرمان شاہی کے کاربند ہوکر دارالملک لاہور مین جمع ہوکر قلعہ داری کے لئے آمادہ ہوئے۔ مرزا یوسف خان نے رہتاس کی پاسبانی کی مرزا سے کوئی پادشاہ ناشناسا بھی جا کر نہین ملا۔ روشناسونکا تو کیا ذکر ہے وہ سپاہ سے ناکام رہا۔ رعیت کا دل اپنی طرف نہ دیکھا۔ ہر لحظہ ناامیدی اسکے اندوہ کو بڑھاتی تھی۔ مگر ہرزہ گویون کی جھوٹی باتین اسکا دل خوش کرتی تھین پریشان خیالی مین وہ اپنا وقت کاٹتا تھا۔ ہوا کو باون مین کوٹتا تھا اور پانی کو چھلنی مین چھانتا تھا یہان تک کہ لاہور کے محاصرہ مین مشغول ہوا۔ شاہی مبارزون کی کنارہ کشی نے اسکے دل کو کچھ دلون خوش رکھا۔ وہ انکے کارنامے بہت سن چکا تھا۔ اس وقت اسکا دل لڑائی پر نہین لگا تھا۔ اسکے ارادون کی یاوری کرتا تھا۔ پادشاہ کے نہ آنے کی خبر سننے سے اسکے دل کو تقویت ہوتی تھی۔ جب پادشاہ پنجاب کو دارالخلافہ سے چلا تو مرزا لاہور کے قریب بڑی شورش مچا رہا تھا۔ مہدی قاسم کے باغ مین بیس روز تک خوب شادمانی کرتا رہا اور شیخ چلی کے سے خیالات کرتا رہا۔ سعید خان وراجہ بھگونت داس وکنور مان سنگھ وسید حامد ومحمد زمان اور جاگیرداران نے قلعہ کو کسی قدر استحکام دیا تھا۔ وہ کارزار کے لئے آمادہ رہتے تھے پادشاہ کا حکم پیکار کے ہنگامہ برپا کرنے کا نہ تھا۔ یہان در اپنے مورچون مین ہوشیار رہتے تھے۔ عمامہ بندیا وہ گویون کے اختلاط سے شہر کو باز رکھتے تھے۔ دروازے کھلے رکھتے تھے۔ مرزا کی طرف سے بارہا شیر خواجہ وناوعلی وقربان علی ومرزا اسکندر جوشش مردانگی کرتے تھے۔ مگر منہ کی کھاتے تھے۔ مرزا اپنے کار کی ناروائی سے زیادہ آشفتہ ہو رہا تھا کہ ناگاہ لشکر شاہنشاہی کے آنیکا آوازہ اسکے کان مین پہنچا۔ تو وہ حیران پریشان ہوکر آپ ہی عبور کرکے کابل کو بھاگا بہیرہ کے نواح مین دریاے بہت سے عبور کرنے مین کچھ اس کے آدمی سیل فنا مین ڈوبے۔ اوسنے کھیب کی راہ سے آب سند کو عبور کیا اور اپنے گھر پہنچ گیا۔ جب پادشاہ نے اسکا یہ حال سنا تو اوسنے

حکم بھیجا کہ مرزا کے تعاقب سے ہمارا لشکر باز رہے مبادا در ماؤن کی تشویش مین مرزا کی کشتی ڈوب جائے کہ پھر اس سلیم دل کا علاج کچھہ نہ ہوسکے۔ ہم عاقل ہوکر کب اسکی نقش ہستی کو اس طرح مٹانا چاہتے ہین امید ہے کہ وہ سعادت پذیر ہو۔ اور نیز میزان قدردانی مین بیٹے سے زیادہ بھائی ہوتا ہے۔

بادشاہ کا سفر دریا سندھ کی طرف۔ بالناتھ جوگی کی زیارت۔

بادشاہ ۲۴۔ فروری کو سہرند مین پہنچا۔ ۲۸ جوالی ماچھیواڑہ کی حوالی مین دریائے ستلج کا پل باندھہ کے عبور کیا۔ امراء پنجاب یہان آنکر ملازمت سے مشرف ہوئے۔

اب بادشاہ نے پنجاب سے ساحل سندھ کی طرف سفر کیا۔ یہان اسکا ارادہ ایک قلعہ بنانے کا تھا۔ کہ وہ سرکشون کو راہ پر لائے۔ اور بندگان خدمت گذار کی بزرگ پناہ ہے۔ اس نے راہ مین نگرکوٹ کی سیر کا ارادہ کیا اور اس ارادہ سے ۱۷۔ کو کلانور مین آیا۔ دھمراوی بہشت کو ایک باغ کی بنیاد یہان رکھی۔ نندنہ مین شکار کھیلا۔ بالناتھ ٹلہ کی زیارت کے لئے متوجہ ہوا۔ یہ ایک بڑا اونچا پہاڑ رہتاس کے قریب ہے۔ وہ بالناتھ جوگی کا نیاش کدھ ہے۔ اسکو لوگ بزرگ سمجھتے ہین اور بہت آدمی یہان آتے ہین۔ ہندوستان مین طرح طرح سے آزادی کی راہ کھلی ہوئی ہے۔

ایک گروہ کا نام جوگی ہے۔ پاتنجلی کے قانون پر چلتے ہین۔ فنا مین اپنی بقا جانتے ہین۔ بہت خلاف عادات انسے ظہور مین آتے ہین۔ اکثر انمین خرسندی و کم آزاری مین نامور ہین اور عرصہ آگہی مین تیز رو ہین۔ بالناتھ اس گروہ کا سرآمد ہے۔ بادشاہ کو تو پژوہش آگہی منظور تھی ہر طائفہ اور ہر جانب مین متوجہ ہونے کو ایزدی پرستش جانتا تھا۔ اس سبب سے وہ ایزد پیوند کی خلوتگاہ مین جانا تھا اس جوگی کے بھی پاس گیا۔ یہان سے ۱۳ خرداد کو ساحل سندساگر پر پہنچا۔ یہان سے اس نے اپنی شیرین گفتار عقیدت گزینون کو مرزا ماپس بھیجا کہ سخنان دلاویز ... اسکو سنائین ؎ توان ساخت دلہاے فولاد نرم + بہ نیروے پیوند گفتار گرم +

بادشاہ نے جو فرمان بھیجا اوسکا خلاصہ یہ تھا کہ ہر والاشکوہ باوجود توانائی اور قوت کے مالش سے باز رہ کر نصیحت کرتا ہے اسکا مطلب سوائے خیر سگالی اور خلوص کے کوئی امر اور نہین ہوتا۔

سعادت پذیر نیک اختر اپنی بیدانشی سے بیدار ہو کر شرمندہ چہرہ اور حق پذیر دل لیکر
اسکی انجمن مین آتے ہین اور ظاہری اور باطنی نیایش کرکے چارہ گری اپنی کرتے ہین اور
جو بدگوہر تیرہ رائے ہوتے ہین وہ حیلہ و بہانہ بناتے ہین اور بیہودہ حجتین گھڑتے ہین جنسے تباہ
ہوتے جاتے ہین - اے میرے بھائی تو مجھے بیٹے سے زیادہ پیارا ہے آگاہ ہو کہ اورسلاطین نثراد والا
ستارہ ہر سرزمین کے بزرگ میری عنایت سے بہرہ ور ہوئے ہین تو میرا بھائی ہو کر کب تک
ناسپاس رہیگا اور باجی ہمنشینون کی صحبت سے اپنا نقصان کریگا - ان مگس طینتون کی باتون پر
کان نہ لگا - اور اندیشۂ درست - دل نشیان و اعتقاد شائستہ و خاطر امیدوار لیکر میرے
پاس چلا آ کہ آیندہ زندگی تیری عزت و آبرو سے بسر ہو - نیک نامی ہو - دنیا اور عقبیٰ درست
ہو - اگر تو اپنی شرمندگی اور بدکاری کے سبب سے ہمارے پاس نہین آتا اور خوف کے مارے
ہماری خدمتگاری پر دل نہاد نہین ہوتا تو ہماری بخشش و بخشایش مشہور ہے - سب نزدیک و
دور کو اسکا یقین ہے - وہ بادشاہ ان نصائح کو افسانہ سمجھا اور اسکا جواب گفتار فیروز
مین لکھا - پھر بادشاہ نے اپنی محبت کے سبب سے مرزا کو اشارہ کیا کہ اگر دل و زبان دونون ایک
ہین اور وہمون کی زیادتی کے سبب سے چند روز تک ملازمت مین نہین آتا تو کسی اپنے
بیٹے کو اپنی بہن بخت النسا بیگم کے ساتھ روانہ کردے اور اگر یہ بھی منظور نہین ہے تو خود آپ
حسن نقشبندی کو اس سرزمین کے اعیان کے ساتھ بھیج کہ رسوم یمان و سوگند کو بجا لائے جب
ہم اسکو قبول کرلین تو بخشایش و مہربانی کی دست آویز بنا کے لیکر چلا آئے - مگر یہ باتین اس فرزند
کو خوابیدہ بخت بدشورید رائے کب سوجھتی تھین ناچار بادشاہ نے حکم دیا کہ راجہ مان سنگھ
دلاور خان کو ساتھ لیکر آب سندھ سے گذر کر پشاور مین جائے اور وہان کے سرکشونکو
نیکو خدمت بنائے - اور تیمور کو شاہزادہ سلطان مراد کو بہت سے امراء کے ساتھ دریا
سے عبور کرکے ولایت پشاور کو روانہ کیا اور کہدیا کہ اگر مرزا بیدار ہو کر فرمان پذیری
اختیار کرے تو اوسکو بہت سی نوازشون کا امیدوار کرے - اور نہین کابلستان مین
دوڑ جائے - پھر بادشاہ نے فوجون کو اس طرح ترتیب دیا کہ قول کو خود زینت دی مرزا

یوسف خان ورائے رائسنگھ راے دُرگا وگوجر خان وسورج سنگھ ومدن چوہان - و
شیخ عبدالرحیم و بالکارائے - وراجمند وٹھاکرسین وسلیم خان دکاکر علی وسید محمد موجی وکرم امید
کنبو وپرتھی راج وراماداس چوہان ومتھراداس وسونول داس وکلہ کچھواہہ اسکرن وکچرہ - و
جرارہ بیگ وشیخ ولی جلال ومیرحسن وایک جماعت کثیر اس سپاہ مین افسر مقرر ہوئے جرانغا کی
سپاہ ورای سہ جاد بخاری ومخصوص خان وسید مہدی قاسم وابوالقاسم نمکین وعرب وابوالقاسم و
سید حسین وحسن مسلی بیگ وعبداللہ بلوچ اور نامور جوانمردون کے سپرد ہوئی - برانغار کو قلیچ خان
وجلال خان وشیخ جمال بخشیار ونور بیگ ومرزا فولاد وجمال خان بلوچ وشیخ گکھڑ ملک درویش
جالونہ وعالم لوحانی ومولانا الہداد امروہہ وشہباز خان لودی نے رونق دی وراجہ مان سنگھ
ونورنگ خان وشیر وبہ خان ماد ھو سنگھ ومحمد بیگ تکلو ومان سنگھ درباری وجگمال سلہدار وبہادر خان
فوردار وسرجن پہلوان علی وسکت سنگھ وجگت راے وراجمند وبھگوان داس وشیخ کبیر وجاقلی و
نقیب لوانہ اور ایک گروہ اور ہراول کی آرایش مین مشغول ہوئی - پادشاہ نے پھر اپنی عاطفت فطری ورافت
ذاتی کے سبب سے حکیم ہاپس منشور حاجی حبیب کاسن کے ہاتھ بھیجا - یورش کا موسم نکلا جاتا تھا اور لشکر
کثیر کو تنگنا ؤن مین کسی قدر دشواری تھی - اسکو لکھا کہ تکلو کو چاہیئے کہ فرمان پذیری کی طرزون مین سے
کسی طرز کو قبول کرے تاکہ لشکر حدود بکرام سے واپس چلا جاے - اور تیرا کام نیکنامی کے ساتھ ہو اور پادشاہی
لوازش کی دستار و بزرسرانجام پائے + پادشاہ کو یہ خوف تھا کہ مبادا لشکر شاہی کے شکوہ وخوف سے
مرزا فرصت جو بیگانون مین نہ چلا جاے - ورکارگذارون کو حکم ہوا کہ دریا کا پل بنا ئین انہون نے
کشتیان جمع کرنے مین لگا یو کی اور لشکریان ہفت روز نے منازل دریائی کے بنانے مین سعی کی
پادشاہ نے ارادہ کیا تھا کہ اگر مرزا فرمان نہ مانے تو خود جاے -

جن دنون مین پادشاہ ساحل دریاے سندھ پر مقیم تھا - اور دریا سے پار زابلستان جانے کا قصد تھا
تو اکثر لشکر کے مخصوصون امرا اس یورش سے بازرکھنے مین کچھہ نارسائی کے سبب سے ایک گروہ تنگ حوصلگی
کی وجہ سے ایک طائفہ ولایت سردسیر کے خوف کے مارے ایک طبقہ تن پرستی وہند دوستی کے
سبب سے کچھ سفر کے نقصانون کی وجہ سے بعض مرزا کی ہوا خواہی کی وجہ سے دستانسرائی کرتے تھے -

مگر بادشاہ کیا پنے ارادہ سے باز رہتا تھا۔ ابوالفضل کو حکم دیا کہ ان سب کا بیان اور وجوہ کلیہ ہمارے سامنے پیش کرے۔ وہ جانے مین دیر اس لئے کرتا تھا کہ عقل مصلحت بین مرزا کی یاوری اور سعادت اندوزی دستگیری کرے مگر وہ اس دیر سے روز بروز زیادہ مغرور ہوتا جاتا تھا ؎ دشمنان از سخن نرم تو مغرور شدند + وقت باشد کہ زیان کار بود خوش سخنی + بادشاہ اکثر کہا کرتا کہ جس عضو مین فساد ہو جائے تو عاقلون نے اسکے قطع کرنے کا آئین مقرر کیا ہے کہ اور اعضا مین گزند نہ پہنچے۔ اس طرح اگر افراد انسانی مین کسی کے جوہر سعادت مین ایسا خلل پڑے کہ وہ اورون کو پراگندہ کرے تو اسکا نقش ہستی صفحہ جہان سے مٹانا چاہیئے۔ لیکن بادشاہ اپنی مہر و رافت کے سبب سے اسپر عمل نہین کرتا تھا۔ بادشاہ کو دریا سے عبور کرنے مین یہ خوف تھا کہ کہین مرزا کی زندگی نہ ختم ہو جاے۔ اسلئے اسمین توقف کرتا تھا جب عالی طفت اپنے اندازہ سے گذری اور ۔ ۔ ۔ مدار المہامی ہو گئی تو اس نے یکم تیر کو دریا سے عبور کیا اور جہان دریا، سندھ اور دریا، کابل ملتے ہین وہان فرکش ہوا اور آرزو سے بزرگ اور بہت سے پرتال کو سندھ کے کنارہ پر چھوڑا اور اس سرزمین کی حکومت قاسم خان کو سپرد کی کہ یہان کے سرکشون کو مطیع کرے اور عمدہ پل بنائے۔

مراد کو حاجی حبیب اللہ مرزا کی عرضداشت لایا جسمین مرزا نے کچھ پشیمانی و شرمندگی کا اظہار اور فرمان پذیری کا پیمان سوگند کے ساتھ کیا تھا لیکن بادشاہ کے فرمان کو نہ مانا۔ اس لئے اوسکی گفتار سچی نہ معلوم ہوئی۔ عذر اس وقت مقبول ہوتا ہے کہ گفتار و کردار ایک ہون ورنہ دستان سرا فریب آرا زبان سے نیائش گری اور عمل مین بیکاری کرتے ہین۔ پہلے بہت سے سادہ لوحون نے کارکرد اور گفتار کی ناشناسائی سے بہت نقصان اوٹھائے ہین۔ مدارا کے لئے شائستہ یہ ہے کہ گلشن سرائے نانی سے علخانہ نگارین تر نہ ہو تو کمتر بھی نہو ورنہ گریزی و ابلہ طرازی کو بازار مین لانا ہے۔ اس لئے بادشاہ نے اسکے عذر کو نہ مانا۔ اور شاہزادہ مراد کو بکرام سے آگے جانے کا حکم دیا اور خود بھی کوچ کرکے آب کابل کے کنارہ پر پہنچا۔ خواجہ محمد علی اور ایک جماعت کو پھر مرزا یاسن بھیجا کہ وہ کہان جاے۔ خود

پادشاہ دولت آباد مین آیا اس منزل مین ایک شاطر مزا کی عرضداشت و یاجبین کی دار گذشتہ سے پشیمانی اور آیندہ ہمان نیکو خدمتی کو عرض کیا تھا۔ مگر پادشاہ نے اسے جھوٹ سمجھکر نہ مانا۔ اور مجلس مشورہ آمرا کو ملا کر منعقد کی اور حکم دیا کہ ہر ایک اس عرضداشت کا جواب اپنی کارشناسی سے لکھے ــــ

۔ اور ابوالفضل کو حکم دیا کہ ہر ایک کی صوابدید کو دلنشین کرکے عرض کرے۔ پادشاہ کے حکم کی تعمیل ہوئی۔ ہر شخص نے وہی کہا جو پہلے کہا تھا۔ کسی کا ارادہ جانے کا نہ ہوتا تھا اس لئے سب نے اپنے اس مطلب کو کہ مزا کی خطا مین معاف ہون اور لشکر واپس مختلف رستون سے ادا کیا۔ ابوالفضل نے کہا کہ جب شاہزادہ مزا مراد کی سرکردگی مین ایک لشکر دوسری راہ پروانہ کیا گیا ہے اور یہان سے منزل مقصود تک پہنچنا آٹھ سات روز کی راہ ہے مجرد گمنام فرستادون کی گفتار اور جھوٹے نوشتون پر اعتبار کرکے مراجعت کرنا سزاوار نہین ہے۔ ہندوستان مین بارش کا موسم ہے۔ حدود سند مین برسات کے ختم ہونے تک توقف کرنا پڑیگا۔ اگر کوچ کیا جائیگا تو بارش مین اسباب سپاہ گری کا نقصان ہوگا اور کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ بہتر یہی ہے کہ جو کام قریب الاختتام ہے ۔ ۔ ۔ وہ پورا کیا جاے پھر مالش سزا یا بخشش نمایان کی جاے۔ اس کہنے پر ابوالفضل سے اہل مشورہ ناراض ہوئے ایک سلامت رو نے دوستانہ ابوالفضل سے یہ کہا کہ اگرچہ مین جانتا ہون کہ اس تیری صلاح سے شناسائی اور حق گوئی ظہور مین آئی ہے لیکن آشوب گاہ تعلق مین اہل زمانہ اور بارگاہ کے سلطنت کے چیرہ دستون کے ساتھ سازش و موافقت ناگزیر ہے ابوالفضل نے جواب دیا کہ رازگوئی کی انجمن مین اور مشورہ کے صفوت کدہ مین جو وقت کے مناسب بات ہو اسکے چھپانے سے اور اسکے خلاف پر مائل ہونے سے ناخوشی پیدا ہوتی ہے اور دین و دنیا کا زیان ہوتا ہے۔ صورت گاہ زود زوال کے لئے جان فرسای معنوی ہونا کیون آدمی قبول کرے۔ جو راہ فضول مین آوارہ نہین ہوتا اوسکے دامن پر گرد نہین بیٹھتی۔ مجھے جب تک پادشاہ پوچھیگا نہین مین کچھ نہین کہونگا

اور صلاح کار اپنی صلاح گذارش کرین سب نے متفق ہو کر کہدیا کہ حکیم مرزا کی بخشائش کیجائے اور جھوٹ موٹ یہ بھی کہدیا کہ ابوالفضل کی بھی یہی رائے ہے۔ وہ اسوقت درد سر وغیرہ کے سبب سے موجود نہ تھا۔ بادشاہ اس صلاح سے نہایت ناراض ہوا۔ ابوالفضل سے بھی خفا ہو گیا پھر جب ابوالفضل نے سارا حقیقت حال۔ عرض کی تو خفگی جاتی رہی۔ غرض بادشاہ منزل بمنزل زابلستان میں چلا کورکھتری میں پہنچا۔ یہاں ایک غار بڑا گھیرا ہے کہ اوسکے اندر تاضاں باستانی کے خلوتکدہ کی راہ ہے۔ راہ کی دشواری اور تاریکی اور پیچیدگی سے وہاں رسائی مشکل ہے۔ مگر بادشاہ تھا اسکے اندر گیا۔ پھر بادشاہ حصار بکرام میں آیا۔ یہاں کے عوام اس ولایت کو پرشاور کہتے ہیں اور اس شہر کا نام بھی یہی لیتے ہیں۔ یہاں کی حکومت یار علی ناظر کے سپرد ہوئی۔

انہیں ایام کے سوانح میں سے ہے کہ ۱۵ خرداد کو اقصای شرقی ممالک میں ایک فاحشہ کی بنیاد ڈالی اور کنک بنارس اسکا نام رکھا اور خواجہ شمس الدین خانی کو اسکی تعمیر کا اہتمام سپرد کیا۔ بڑے دنوں میں وہ بند ہو گیا۔ ہندوستان و کابلستان کے زر یان ایک عجیب برزخ بن گیا۔ گردنکشوں کی فریاں مدبری کا سرمایہ ہوا۔ مایہ آرزومندوں کی روزی کا وسیلہ بنا۔ مالداروں کی بضاعت کا اطمینان ہوا۔ مسافروں کے لئے امینی کا مقر تھا

کابل کے واقعات

بادشاہ کی نیت میں یہ تھا کہ مرزا کسی طرح راہ پر آجائے۔ اسلئے وہ آہستہ جاتا تھا۔ اور ہر منزل میں چند مقام کرتا تھا۔ شاہزادہ مراد کو بھی حکم بھیجدیا تھا کہ رفتار میں سرعت نہ کرے۔ مگر مراد خود سر بدگوہر اوان کی نشینی کے سبب سے کسی طرح بادشاہ پاس آنے پر راضی نہ ہوتا تھا۔ ہر چند اسکی بہن نے چاہا کہ بن بادشاہ پاس جاکر ملاقات کرون مگر وہ اسپر راضی نہ ہوا۔ کچ گرائی سے حسن بدخشان کی طرف چلا گیا۔ مرزا نے اپنے بنہ و بار کو مستحکم مقامات میں بھیجا اور قزاقی کے ارادہ پر آمادہ ہوا۔ جب اسکو معلوم ہوا کہ بادشاہ حدود بکرام میں مقیم ہے و لشکر بسر کردگی شاہزادہ مراد آتا ہے تو اس نے کارزار کا ارادہ کیا۔ بادشاہ نے آپ جریدہ تیزروی کو اختیار کیا۔ سلطان سلیم کو لشکر عظیم کی نگہبانی سپرد کی۔ اور حکم دیا کہ لشکر منزل بمنزل آہستہ روانہ ہو اور خود

قلعہ اٹک بنارس کی تعمیر ۹۸۹ھ — بادشاہ کا ارادہ کرکے کابل جانا ۹۸۷ھ

اور خود گرم رفتار ہوا و خیبر کے سخت گریوون کو طے کرکے حوالی دکہ مین دریا کے کنارہ کچھ
آرام کیا جلال آباد مین خان درویش خان و شمس الدین کروری کو لشکر کے آرام کے لئے متعین
کیا۔ بادشاہ پاس مرزا کی خبر روز آتی ہی کہ وہ کیا کرتا ہے بادشاہ باغ صفا مین تھا کہ کوئی
شخص مرزا کی خبر نہ لایا اور قزاول بہی آدھی راہ سے پھر آئے۔ افغانون نے راہ بند کرکے انہین آگے
نہین جانے دیا جب بادشاہ گندمک مین آیا تو حاجی محمد احدی جسکو بادشاہ نے بلانے کے لئے
بہیجا تھا وہ خبر لایا کہ لشکر شاہی کو گزند پہنچی ہے۔ بادشاہ نے رازگوئی کی مجلس جمع کی۔ ہر ایک سے
پوچھا کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ بعض نے کہا کہ جب تک لشکر آن کر ملے توقف کرنا چاہیئے بعض نے کہا
کہ ہم اتنے کم آدمی ہین کہ توقف کرنا مناسب نہین۔ واپس جاکر لشکر سے ملنا چاہیئے بعض نے کہا کہ آگے
بڑہنا چاہیئے۔ بادشاہ کے خوف سے مخالف پراگندہ ہو جائینگے غرض شہریار اپنی شجاعت خداداد
اور خاطر ہمیشہ بہار کے سبب سے آگے بڑہا لشکر آرامستہ کیا۔ قول مین خود رہا۔ اور برانغار مین خان
کو کلتاش۔ جرانغار مین مطلب خان تخہ بیگی واحدی ہراول مین نامزد ہوئی۔ پھر بادشاہ پاس فتح
کی خوشخبری آئی۔ مگر یہ عرضداشت کہ رم اللہ کمبوکی تہی اور قاصد افغان تہے اس لئے اسپر اطمینان
خاطر خواہ نہ ہوا۔ مگر جب بادشاہ سرخاب مین آیا تو شاہزادہ کی عرضداشت آئی جسمین فتح کا
بیان لکھا ہوا تھا۔

حکیم مرزا فرومایہ بدگوہر دون کی دمسازی سے کہ خانہ برباد کرنے والی ہوتی ہے بادشاہ کی
فرمان پذیری کی راہ سے باہر نکل گیا اور ہندوستان کی شرقی دیار کی شورش سے بادشاہ
پر خلاف ہوگیا۔ مگر جب یہان ہندوستان مین آن کر نا کام اولٹا گیا تو کبھی وہ اپنے نصیبونکو
روتا کبھی اپنی کج کرائی پر ہنستا کبھی اپنے اہل مجلس کو سرزنش کرتا۔ اس پریشانی مین تھا کہ بادشاہ
کی آمد آمد کا شہرہ ہوا۔ اپنے رای بودن نہ رای آوختین۔ نہ گوہر عقل کی صفائی تہی کہ بادشاہ
کی خدمت مین آتا۔ نہ اوسکے ہمراہیون مین ہوشمندی تہی کہ اسکے ہیٹون مین سے کسی کو بادشاہ
کی خدمت مین لاتے اسکی ہمیشہ اور خواجہ حسن دونو خوف کے مارے بدخشان کو چلے گئے
فریدون اور کچھ اور امرا کہ سرمایہ شورش تہے انکا کبھی یہ ارادہ ہوتا تھا کہ خیبر کے درہ کی

استواری کو اپنی پناہ بنائی - کبھی یہ ارادہ ہوتا تھا کہ بنگش کی راہ سے ہندوستان مین جاکر
فساد مچائے بعض کا یہ ارادہ تھا کہ حصار کابل کو استحکام دیکر کوہستان کی تنگناے مین زاویہ
نشین ہون - مگر بادشاہ کے لشکر کی خبر سنکر سب بے اوسان تھے کچھ سامان نہین کرتے تھے
کابل کی رعایا کو پسند نہ تھا کہ وہ اپنے شہر کے دروازون کو بند کرین کہ اپنے ولینعمت کو آنے
نہ دین - مرزا نے قلعہ کی کنجیان ارباب شہر کے حوالہ کین کہ بادشاہ کی نذر کرین اور خود قراباغ
مین چلا گیا - ہر شخص نے اپنا اسباب دردہ بھیجدیا - مرزا کو یہ خیال تھا کہ اگر بادشاہ کا لشکر زور
کرے تو تو ان میں بھاگ جائیے اور نہین تو ہین کوہ صحرا نوردی کرے جس شخص کے اندر خود
خرد نہ ہوا اور کوئی دوست تلخ گو نہ ہو تو وہ ہمیشہ ناکام رہتا ہے - مرزا غور بند کے کنارہ پر
سراسیمہ و پریشان پڑا تھا کہ کیا کرنا چاہیئے - یارون نے سمجھایا کہ بادشاہ کا لشکر پشاور سے آگے
قدم نہین بڑھائیگا - اسکے لشکر مین یکتا دلی نہین ہے - غرض اسکو ایسی پٹیان پڑھائین کہ وہ کارزار
کے لئے سرگرم ہوا اسکے ساتھ ان دوستون نے دشمنون کا کام کیا - مرزا نے فریدون کو بہت
ہمراہیون کے ساتھ بھیجا کہ آگے سرا مین رہ کر سپاہ و رعیت کے فراہم کرنے مین اہتمام کرے اسکے
پیچھے خود بھی جاکر لڑنے کے لئے تیار ہوا - جب بادشاہ کا لشکر قریب آیا تو اسکا لشکر پراگندہ تھا
مرزا نے ارادہ کیا کہ جب تک لشکر جمع ہو درہ سنجد مین ٹھیرے اور فریدون کمین گاہون مین ٹھیر کر
بادشاہی لشکر کو گزند پہنچائے - حیدر علی کو کابل روانہ کیا کہ وہان سے فارغ ہوکر نبرد گاہ مین
آئے - جب بادشاہی سپاہ کمین گاہ سے گذری اور سید حامد بخاری و مخصوص خان کہ لشکر
کے چندراول تھے - دور اندیشی کو چھوڑکر بہت آگے چلے گئے - سواے سید بہاء الدین اور چند اور
امیرون کے کوئی پیچھے نہ رہا - ۱۸ ارامرداد کو دشمنون نے پرتال شاہی پر دراز دستی کی اور بہت سا
اسباب لوٹ کر وہ لے گئے - جب چندراول سپاہ کو خبر ہوئی تو وہ دوڑے گئے - دشمن بھاگ گئے
احدی نے جو بادشاہ کو ناخوش خبر سنائی تھی جسکا اوپر ذکر ہوا وہ یہی شورش تھی جس نے اسکو
بری طرح بیان کیا شیخ جمال بختیار ایک طائفہ کو ساتھ لے کر یہ چاہتا تھا کہ چنار تو کی راہ سے اپنی
منزل گاہ پر پہنچے - اگر مغیم دو چار ہون تو اسپر دست برد کرے - اس روز مرزا چنار تو مین آیا تھا

۱۰۔ فریدون کے حال کا جویا تھا۔ ناگاہ ایک فوج کی دور سے سیاہی نظر آئی معلوم ہوا کہ لشکر بادشاہی کچھ آتا ہے۔ علی محمد اسپ کی سرکردگی میں مرزا کی سپاہ روانہ ہوئی شیخ خالیز مقیم تھا۔ اس نے جنگ گاہ کو خوب درست کیا۔ اس زد و خورد میں فریدون عقب سے آیا غنیم یہ سمجھا کہ لشکر شاہی کمک کو آیا۔ وہ لڑائی چھوڑ کر دور کھڑا رہا شیخ نے اوسکو بیگانہ لشکر جانا اور اس طرف لڑنے لگا۔ طرفین سے دلاوروں نے خوب دانگی دکھائی بادشاہی لشکر لڑتا بھڑتا خرد کابل میں شاہزادہ کے لشکر سے جا ملا۔ اوسی روز شگونہ قراول جان نثار ہوا۔ اور کئی سردار بادشاہی کام آئے۔ اس سے دشمنوں کی نخوت بڑھی۔ میر عبداللہ کے ہاتھ لشکر کے لئے خزانہ جاتا تھا وہ بھی سب لٹ گیا۔ حکیم مرزا ایک بلندی پر جو لشکر گاہ شاہی کے قریب تھا اترا۔ اس آویزش و تاراج سے اسکی سپاہ کا دل بڑھا۔ وہ سپاہ و رعیت کے فراہم کرنے میں ایک رات دن لگا رہا۔ ایک قدیمی دستور یہاں کے فتنہ انگیزوں اور مکر اندیشوں کا چلا آتا ہے وہ اپنے دشمن کے امراء و افسران کے نام چپلی خط بھیجتے ہیں جنسے معلوم ہو کہ وہ ہم سے سازش رکھتے ہیں تاکہ انکی نسبت بدگمانی ہو۔ چنانچہ مرزا کے آدمیوں نے بھی ایک جعلی گرفتہ کے ہاتھ خطوط قتیغ خان و مرزا یوسف خان و نورنگ خان و علی مراد خان اور بعض اور امراء چغتائی کے نام بھیجے اور انکے ساتھ یک جہتی کا بیان آئین کیا۔ مرزا یوسف خان نے آشفتہ ہو کر ان خطوں کو معرکہ میں پھاڑ کر پھینک دیا اور علی مراد نے جو خط لایا تھا اسکو بھی مار ڈالا۔ مخالفوں پر مرزا کی یہ تدبیر نہ چلی۔

۲۰۔ امرداد کی رات کو پہاڑ پر آگ روشن کر کے کابلیوں نے شورش مچائی اور شیخون لانے کا قصد کیا۔ قزاق و امیر خان اسلام آبادی اور افضل تو لکچی کو دائیں طرف سے اور نور محمد و خواجہ حضری اور ہزارہ کے پیادوں کو بائیں طرف سے روانہ کیا کہ اندھیری رات میں بادشاہ کے لشکر کو گزند پہنچائیں۔ شاہی لشکر ہوشیار تھا آمادہ پیکار ہوا

۲۰۔ امرداد چارشنبہ غرہ رجب کو مرزا تنگنا سے نکلا۔ نبرد گاہ کو آراستہ کیا + لڑائی شروع ہوئی ابھی ہراول کے سب دلیر نہ لڑے تھے کہ مرزا بھاگ گیا پھر فریدون

لڑنے آیا۔ امراو ہراول مین سے نورنگ خان سے لڑکر اوسکو پس پا کیا۔ نورکم بیگ اور مردان بیگ شیخ مبارک بادشاہی لشکر مین کام آئے۔ مرزا کو اس سے دلیری ہوئی۔ جب لشکر مین شمشیر زنی خوب ہونے لگی تو زابلیون کو کچھ غلبہ ہوا اسوقت راجہ مان سنگھ نے جنبش کی۔ اسطرح سے افسرون کو ہاتھیون پر بٹھا کر لشکر کو آراستہ کرکے لڑایا۔ اور توپون کو چلایا کہ اس نے دشمنون کی دل شکنی کی۔ غرض اس ہراول سے کہ چند دلاور آہنی حکم رکھتی تھی کابلیون کو شکست ہوئی۔ علی محمد اسپاہ رچندا ور ہوا خواہ مرزا کے بھاگ گئے انکا تعاقب اس سبب سے نہ ہوا کہ خبر شہ ہو رہی تھی کہ مرزا عقب سے حملہ کریگا۔ یون یہ فتح بزرگ آسانی سے حاصل ہوئی۔ اس بھاگنے مین دشمن کے بہت سپاہی کام آئے۔ مرزا کے آدمی شیخی بگھارا کرتے تھے کہ بادشاہ کے لشکر مین جتنے آدمی ایرانی تورانی ہین وہ سب مرزا سے ملجائینگے۔ رجپوتون اور افغانون کو ہم مارینگے اور ہندی شیخ زادون کو گرفتار کرینگے۔ اس افسانہ طرازی سے غنودہ خرد مرزا کا خواب پندار زیادہ ہو گیا تھا۔ بظاہر باطن بھی وہ نہین سمجھتا تھا کہ ایرانیون اور تورانیون کا اخلاص بادشاہ کے ساتھ سپہر راجپوتون کی بہادری اور ہندی شیخ زادون کی نادرہ کاری اور ہندوستانی زمیندارون کی جوانمردی کے کارنامے پوشیدہ نہین تھے۔ مرزا محمد حکیم کا ارادہ تھا کہ تاخت کرکے سر جائے مگر علی محمد اسپ نے اس سے کہا کہ پہلے مجھے فراشخانہ بیستی مین بھیجئے پھر اب تاخت و تاز کیجئے۔ غرض اسکے کہنے سے بادشاہ جنگ گاہ سے باہر گیا پھر اپنے بیٹے کو ہمراہ لیکر عقب مین پہنچا

شاہزادہ مراد اور مردانہ کو سیاہ سنگ مین آیا اور جشن فتح آراستہ کیا۔ بادشاہ سرخاب سے جگدلک کو جاتا تھا کہ اس فتح کی نوید شاہزادہ مراد نے اس پاس بھیجی۔ بادشاہ بھی سیاہ سنگ مین آیا۔ راجہ مان سنگھ اور شاہزادہ اسی راہ مین ملے۔ ترک و تاجیک جوق جوق اس سرزمین مین بادشاہ کی کورنش بجالائے۔ یہان چند روز رہ کر اس نے تمام سیر گاہیں دیکھین اور ان مقامون کا ملاحظہ کیا جہان وہ اپنی خردسالی مین جایا کرتا تھا۔ بادشاہ نے یہان رہ کر جاگیرزمینداروں کے

زخمون پر مرہم رکھی۔ جلال آباد کو ہاتھی روانہ کئے اور سید حامد و سید بہاء الدین کو اسکے ہمراہ کیا۔ انہین دنون مین بادشاہ کو معلوم ہوا کہ مرزا دیوانہ وار سراسیمہ غور بند مین ہے اور اوسکو یہ خیال ہے کہ اگر لشکر شاہی اسکا جویا ہو تو قلندر بن کر توران چلا جاے اس سے بادشاہ کو اندیشہ تھا کہ اگر ایسا ہوگا تو عبداللہ خان حاکم توران بادشاہ کو دق کریگا۔ اس نے لطیف خواجہ و قاضی عبداللطیف کو اندرز گوئی کے لئے بھیجا کہ الطاف شاہنشاہی اسکے دل نشین کرکے یہان لے آئین۔ ۲۹ کو ارک کابل مین بادشاہ آیا جشن عالی ترتیب دیا۔

مرزا حکیم کا گناہ بخشا جانا ۹۷۹ھ

بادشاہ ایسا خدا شناس یزدان پرست تھا کہ جہان اور اہل جہان کی آرایش مین بزم و رزم کے آراستہ کرنے مین دادار جان آفرین کی رضامندی کا طلب گار رہتا وہ اپنی کامون کو خویشتن داری سے آلودہ نہ کرتا۔ وہ اپنی نیک نیتی سے دشمنونکو دوست بنا لیتا۔ بڑے بڑے جرمونکا معاف کر دینا اور ملکون کا دیدینا اس کے آگے کوئی بڑی بات نہ تھی۔ ندامت گزینون کی پہلی نا ہنجاریان اسکی مہربانی مین مخل نہ ہوتی تھین۔ جب کسی کی پشیانی کی زبان پشیمانی کی گویائی کرتی تو فوراً قہر سے لطف پردہ مائل ہو جاتا۔ بعض جان نثار مخلصونکی راے یہ تھی کہ وہ کسی آدمی کو کمین گاہ مین لگا کر حکیم مرزا کو ٹھکانے لگائے۔ مگر اسکی راے یہ تھی کہ کیون اپنے نفس نیرنگ ساز کی خواہشون کی برامد کے لئے تائید ایزدی کی نیرو کو چھوڑ دے اور اپنی آسایش کے واسطے اپنے بھائی کی جانکاہی مین کوشش کرے۔ اگر کوئی شخص اپنی نیک اندیشی سے ہمارے خلاف کام کرتا ہے وہ عبادت کرتا ہے ورنہ بیچارا نادانی ہے۔ نادانی کے رنجورون کو آزار دینا روا نہین ہے جب بادشاہ کابل کے ملک مین تھا تو مرزا مرہی گیا ہوتا مگر اس جانکاہی کی حالت مین بادشاہ کے فرستادون نے بخشش و بخشایش کا مژدہ اسکو سنایا جس سے اسمین جان آگئی۔ اوّل اسکو وہ خواب و خیال سمجھا پھر اسکو فریب کاری جانا مگر جب نہ کیا جیسے حقیقت حال پر اسکو اطلاع ہوئی تو اوس نے سعادت کا دروازہ کھلا ہوا دیکھ کر گریہ

زاری کی اپنی نارسائی خرد و نامساعدی بخت و ہمراہیون کی بیوفائی اور اپنی شرمساری کی۔۔
داستان پڑھی اور کہا کہ مجھے اول بادشاہ کی آستان بوسی کرنی چاہیئے تھی اب میرا یہ حال ہے
کہ ہول دل ساتھ ہے۔ کس دل سے کس دست آویز سے بادشاہ کے حضور مین حاضر ہون۔ کیا
منہ دکھاؤن اور کیا آرزو لیجاؤن ہمیشہ وخواجہ حسن سے ہرچند کہا کہ بادشاہ کے پاس جاکر
عذرخواہی کرین مگر میری بدنصیبی سے وہ بدخشان چلے گئے۔ اب بادشاہ کے پیغام روح
افزا سے میری جان مین جان آئی۔ امیدوار ہون کہ اس مرتبہ حاضری سے مجھے مشرف کرکے بیٹے
اپنے بیٹے کو بادشاہ کی خدمت مین بھیجتا ہون۔ جب میری خاطر کو آرام ملے گا۔ تو مین بادشاہ
کی کورنش کے لئے حاضر ہونگا۔ اس مضمون کی عرضداشت لکھکر علی محمد اسپ کے ہاتھ بھیجی عرضہ
شہر یولطیف خواجہ و قاضی عبداللطیف نے بادشاہ سے مرزا کی پریشانی کا حال عرض کیا
بادشاہ کو وہ گران گذرا۔ حکم ہوا کہ ابھی بہادر پکڑکر مرزا کو لے آئین کہ اتنے مین علی محمد اسپانی پہنچا
کی خدمت مین آیا۔ وہ اس خاندان کا قدیمی رفیق تھا اس نے ایسی باتین بنائین کہ بادشاہ نے
مرزا کا قصور معاف کیا۔ اور از سر نو زابلستان اسکو عنایت کیا۔ بادشاہ کے یہان رہنے سے
مرزا سراسیمہ ہوتا۔ اسلئے وہ ہندوستان کو رہ نورد ہوا۔ اور سلطان مراد اور امراء کو
حکم ہوا کہ منزل بمنزل راہ سپر ہون۔ اور خود جلال آباد کو جہان اردوی بزرگ تھا ایلغار فرمائی۔

بادشاہ فتحپور سیکری مین تھا اور پنجاب مین سیر و شکار کا ارادہ رکھتا تھا کہ اس پاس خبر
آئی کہ مرزا حکیم مرزبان کابل ۱۰۰۱ھ مرداد کو دنیا سے رخصت ہوا اور زابلستان مین شورش برپا
ہوئی۔ بادشاہ نے اس اپنے بھائی کے ساتھ بہت نیک سلوک کئے۔ جب اس نے ابتدا
مین ناسپاسی کی تو اسکو خردسال اور نادیدہ کار سمجھکر کوئی گزند نہین پہنچائی اسکے ہمراہیونکو
جنھون نے اسکو دستاویز شورش بنایا تھا مناسب سزائین دین۔ جب اس نے ہندوستان
مین فتنہ پردازی کی اور بعد ازان لڑا بھی اسکی خطائین معاف کین اور کابلستان اسکو پھر عطا
کیا۔ لیکن اسپر بھی اس بھائی نے بادشاہ کی رضا جوئی نہین کی۔ بدکرداری اور کج گرائی سے
باز نہ آیا۔ بادہ پیمائی مین گرفتار ہوا اور ایسی بیمارپون کا چشمہ سار بنا۔ جنکا علاج خود اسکو

مرزا محمد حکیم کی وفات ۹۹۳ھ

ساغر زندگی اسکا لبریز ہوا۔ نابکار پاجیون کی صحبت سے اور احمق بد ذاتون کی دستاری سے اپنے تخل حیات کا ثمر چکھا نہ تھا۔ دولت دیکھی نہ گل مراد چنا۔ اس دنیا سے چلدیا۔ پادشاہ کو بھائی کا غم ہوا۔ اس کی اولاد کی پرورش کا خیال ہوا بعض کابلی اسکے بیٹون کو توران مین لیجانا چاہتے تھے۔ اور اس سے اپنا کام نکالنا چاہتے تھے۔ بادشاہ کو بھی توران جانے کا خیال تھا۔ پادشاہ نے ولی بیگ ذوالقدر و فتح اللہ کو بہت جلد کابل بھیجا کہ وہ ان ہیم زادون کج گرا کابلیون کو اپنے ارادہ سے باز رکھین اور کنور مان سنگھ کو حکم ہوا کہ تھوڑا لشکر لیکر بہت جلد کابل جاہی۔ مرزا کے پس ماندون کو اور آدمیون کو جو ترک و تاجیک ہون ہمارے پاس لے آئے فریدون مرزا یہ نہین چاہتا تھا کہ مرزا کے کم عمر بیٹے اور توزک بادشاہ کی خدمت مین جائین اس فکر مین تھا کہ انکو ماوراء النہر لے جائیے۔ کنور مان سنگھ آن پہونچا۔ شاہ بیگ پرشاور سے کابل مین آگیا۔ ساحل سندھ سے دریا پار خواجہ شمس الدین اور بہادر لشکر لے کر پہلے سے چلے پشاور مین لشکر جمع ہوگیا۔ خواجہ شمس الدین اسکو ساتھ لے کر چلا۔ کابلیون نے درہ خیبر کی راہ بند کردی تھی اُسے کھول لیا۔ راہ زن اور فتنہ اندوزون کو کونون مین بٹھا دیا۔ یہ لشکر جلال آباد مین آیا۔ مرزا نے اپنی زندگی مین بخت نسا بیگم کے ساتھ اپنے بیٹے افراسیاب کو روانہ کیا تھا مرزا شاہرخ کے بیٹون حسن و حسین کو بادشاہ کی خدمت مین بھیجا تھا۔ باپ کے مرنے کی خبر سنکر افراسیاب تو کابل چلا گیا تھا۔ مگر باقی اور سب جلال آباد مین موجود تھے وہ لشکر سے ملے ۲۰ آبان ۹۳ھ کو مان سنگھ بتحاک مین تھا۔ مرزا کیقباد اور افراسیاب و نو لشکر سمیت کنور مان سنگھ سے ملے اور بادشاہ کی نوازش کے امیدوار ہوئے سمیج کو وہ کابل مین آئے کشادہ دستی اور شیرین زبانی سے گرویدہ کر آدمیون کے دلون کو ہاتھ مین لائے۔ چہارم آذر کو کنور مان سنگھ نے ملک کی پاسبانی اپنے بیٹے جگت سنگھ و خواجہ شمس الدین کو حوالہ کی۔ اور خود مرزا حکیم کے ایلخانہ اور ملک کے سردارون کے ساتھ مراجعت کی ۲۵ کو قصبہ راولپنڈی مین بادشاہ پاس آیا۔ اوسوقت افراسیاب کی عمر چودہ برس کی اور کیقباد کی عمر پندرہ برس کی تھی ان پر بادشاہ نے سب طرح کی عنایت کی —

مرزا کے بیٹون کا بادشاہ پاس آنا ۹۳ھ

فرمدون کو جو فتنہ گری کا خوگر تھا اسکو زین خان کوکہ کے حوالہ کیا۔

ہندوستان کا بلستان کے تعلقات۔

مرزا کامران کے عہد سے ہندوستان کے بادشاہ سے کابلستان کا عجیب تعلق ہوگیا تھا کہ اگر ہندوستان پر کوئی مصیبت اور آفت آن پڑے تو کابلستان سے اسکو اعانت و استعانت کی کوئی امید نہ تھی اور اگر کابل مین زبردست حاکم ہو جائے تو اندیشہ تھا کہ وہ ہندوستان چھین لے۔ اگر وہان کوئی کم زور اور ضعیف حاکم ہو تو اس خوف سے اسکی امداد کرنی پڑتی تھی کہ کوئی اور زبردست بادشاہ اس پر غلبہ تسلط کرے اور ہندوستان سے ڈانڈا ملائے جس سے ہمیشہ خطرہ رہے ہمیشہ زبردست ہمسایہ خوفناک ہوتا ہے اور زبردست ہمسایہ کو کھائے بغیر چھوڑتا نہین اسلئے ان دونو ملکونمین برٹش گورنمنٹ مین بھی چلا آتا ہے۔

واقعات متفرقہ جو سنہ ۹۶۹ سی سنہ ۹۷۵ یعنی چھ سال جلوسی مین واقع ہوئے۔

شاہ ایران کا خط سنہ ۹۶۹

سنہ ۹۶۹ کا ایک واقعہ یہ ہے کہ بادشاہ پاس شاہ طہماسپ خان روائی ایران کا ایلچی آیا یہ ایک رسم قدیم چلی آتی ہے کہ بزرگان دانش منش دینی و دنیوی مبامن کی تحصیل کے لئے اور صوری و معنوی مقاصد کے حصول کے لئے اقربا ملند بزرگون کے ساتھ انشاب پیدا کرتے ہین اور ایک دلی و یک جہتی کی بنا کو مستحکم کرتے ہین اور اس طرز سے نظام دولت کو سرانجام دیتے ہین اس لئے شاہ طہماسپ نے اپنے چچا کے بیٹے سید بیگ بن معصوم بیگ کو ایلچی کے طرز پر یہان بھیجا کہ وہ حضرت جنت نشانی (ہمایون) کی تعزیت کرے اور جلوس شاہنشاہی کی تہنیت دے۔ وہ عربی عراقی گھوڑے اور نفائس واقمشہ و بدائع اشیا تحفہ کے طور پر ایک مکتوب کے ساتھ لایا جسکا مضمون یہ تھا کہ سب جانتے ہین کہ ہمارے اور بادشاہ غفران دست گاہ

(ہمایون) کے ساتھ خصوصیت ذاتی اور — نہایت رابطہ صوری ثابت ومحقق تھا اور ہم مین محبت و دوستی کا عہد اور یک جہتی و برادری کا عقد ہوا تھا۔ اس بادشاہ عالی شان کے اعتلا شان کی طرف ہمیشہ ہماری توجہ رہی۔ اب اس محبت موروثی کی تجدید کی جاتی ہے کہ جس سے مراسم مخالصت و موافقت کی تقدیم ہو۔ بادشاہ نے اس ایلچی کو دو لاکھ روپئے دیکر رخصت کیا۔ اور مکتوب کا جواب باصواب لکھا —

شہنشاہ نے آگرہ کے دارالخلافہ سے فتحپور کی طرف جانے کا قصد شکار کے ارادہ سے کیا جب منڈھاکر گانون کے قریب آیا تو خواجہ بزرگ خواجہ معین الدین قدس سرہٗ کے تفاخر و مناقب فخالون نے اسکے روبرو گائے۔ خواجہ کے جلائل کمالات و خوارق عادات بارہا اُسکی مجلس مین پہلے بھی مذکور ہوچکے تھے وہ ہمیشہ حق اور حقیت کا جویا رہتا تھا اور فرط طلب سے وہ ملک تقدس کے مسافرون سے توسل اور استمداد ہمت چاہتا تھا۔ اس سبب سے خواجہ کے مرقد کا شوق دل مین پیدا ہوا۔ عین شکارگاہ مین صید معنوی کا عزم مصمم ہوا۔ چہارشنبہ ۸۔ جمادی الاولی سنہ ۹۶۹ کو چند ہمراہیون کے ساتھ اجمیر کی طرف روانہ ہوا۔ جب موضع کلاولی مین وہ آیا تو چغتی خان نے عرض کیا کہ راجہ بہاری مل کچھواہہ رجپوتون کا بڑا راجہ ہے وہ ہمیشہ حضور کے خاندان کا دولت خواہ رہا ہے وہ ایک مدت سے شرف الدین حسین مرزا کی بدسلوکی سے پہاڑون مین متحصن ہے اگر ارشاد ہو تو اسکو بلالون۔ اس راجہ کے ستمزدہ ہونے کی کیفیت یہ ہے کہ میوات اور اسکے حدود مرزا شرف الدین کو جاگیر مین دی گئین تو مرزا نے یہ کہا کہ قصبہ انبیر پر قبضہ کرلون — یہ قصبہ لایت ماروڑ مین راجہ بہاری مل کے بزرگون کا دارالریاست تھا اس اثنا مین راجہ بہاری مل کے بڑے بھائی کے بیٹے سوجامل نے جو ریاست اپنی لینی چاہتا تھا مرزا سے مل کر لشکر کشی کرادی۔ مرزا پاس حمیت زیادہ نہ تھی اس طرح صلح کرلی کہ کچھ روپیہ راجہ نے مقرر کیا اور بہاری مل کے بیٹے جگن ناتھ کو اور بھتیجون راج سنگھ پسر سکرن اور کنگار پسر جگمال کو گرو کیا۔ جسکو ہندی مین کہتے ہین کہ دل لیا۔ اور اجمیر کی طرف مرزا چلا گیا اس سال مین اسکا ارادہ مصمم تھا کہ لشکر

آمد شاہ بہ عزم اجمیر سنہ ۹۶۹

مرزا شرف الدین حسین ابن مرزا حیدر کا راجہ بہاری مل کے مقابلہ اور بادشاہ کا راجہ کی لڑکی سے بیاہ کرنے کے سنہ ۹۷۱ھ

فراہم کرکے اس خاندان کا نام و نشان باقی نہ رکھے۔

شہنشاہ اکبر نے چغتہ خان کو اجازت دی کہ راجہ کو بلالے۔ جب وہ قصبہ ریوسہ مین آیا تو یہان کے آدمی فرار ہو گئے اسپر شہنشاہ نے ارشاد کیا کہ ہم تو سوا عنایت و رافت کے کوئی اور امر جمہور خلق کے ساتھ کرتے نہین۔ کوئی وجہ اس گروہ کے ملک کے ویران کرنے کی نہین ہو سکتی۔ مگر ان صحرانشین وحشیون نے جو مرزا شرف حسین سے آنکھ کھینچا ہوا ہے ہم کو قیاس کرکے وہ ہراسان ہوئے ہین۔ راجہ بہاری مل کے بھائی روپسی کا بیٹا جگمل شہنشاہ کی خدمت سے مشرف ہوا۔ روپسی اس قصبہ مین راجہ تھا۔ اسکو شہنشاہ نے بلایا وہ بھی آیا۔ دوسرے دن قصبہ سانگانیر مین چغتہ خان راجہ بہاری مل کو لایا اور بساط بوس کرایا۔ راجہ نے اپنی بیٹی کی شہنشاہ سے بیاہ کرنے کی درخواست کی اس نے منظور فرمائی۔ اور اسکو اس بیاہ کی تیاری کے لئے رخصت کر دیا۔ قصبہ مجھرین مین جب شہنشاہ آیا تو مرزا شرف الدین حسین مرزا اس پاس آیا شہنشاہ نے راجہ بہاری مل کی خاطر داری کے لئے اُس سے جگمل ناتھ وراج سنگھ و کنگا کو جو مرزا کے گرو مین تھے مانگے۔ مرزا نے اس کو قبول کیا مگر وقت کو ٹالتا رہا۔ شہنشاہ اسکو سچا جان کر اون کے آنے کا منتظر رہا پھر شہنشاہ نے اجمیر مین جاکر حضرت خواجہ کے روضہ منورہ کی زیارت کی۔ اسکا [illegible] مساوت کرون۔ اس لئے شرف الدین حسین کو میہ تھا (میر تھا) کی تسخیر کا حکم دیا اور اسکی کمک کے واسطے اور امرا مقرر کئے اور دار الخلافہ کو روانہ ہوا اور مرزا کو حکم دیا کہ گرگرفتہ کو حاضر کرے سانبھر مین مرزا اُن آدمیون کو لایا۔ راجہ بہاری مل نے اپنی بیٹی کی شادی شہنشاہ سے بڑی دھوم دھام سے کی یہ بہلاوی راجپوت راجہ ہے جس نے شہنشاہ کی اطاعت قبول کی اور اپنی بیٹی بیاہی۔ اس کے چار بھائی تھے۔ جنکے نام پورن مل۔ روپسی۔ اسکرن۔ جگمل تھے۔ اس خاندان نے رتبہ والا پایا۔ اسکی اولاد کی خیر خواہی اور والاجاہی کا بیان اپنے اپنے موقع پر ہوگا۔ جب شہنشاہ رنتھنبھور کے سواد مین آیا تو راجہ بہاری مل مع فرزندان اور خویشون کے خدمت شاہی مین آیا اور مان سنگھ خلف راجہ بھگونت داس خلف

راجہ بہاری مل اول دفعہ شہنشاہ کی نظر عنایت سے سرافراز ہوا۔ راجہ بہین سے رخصت ہوا۔ اور راجہ بھگونت داس اور مان سنگھ اور معزز رجپوتون کو وہ اپنی ساتھ لیکر دارالخلافہ مین بروز جمعہ ۲۷ جمادی الاخری سنہ ۹۶۹ کو داخل ہوا۔

اس زمانہ مین قلعہ میرتھ (میرٹھ) مالدیو راجہ مارواڑ کے قبضہ مین تھا۔ ہندوستان کی رسم و اسم کے اعتبار سے یہ راجہ اور رایون اور راجاؤن مین مزید اعتبار اور وفور اقتدار مین امتیاز رکھتا تھا۔ اس نے اس قلعہ کو جگمال کو جو اسکے بزرگ سرداران مین سے تھا حوالہ کیا تھا۔ اور پانچسو چیدہ رجپوت اسکی کمک کے واسطے مقرر کر رکھے تھے جنکا سردار دیودہ تھا۔ وہ جرأت و ہمت مین اس گروہ مین پیشدست تھا۔ حکم شاہی کے مطابق شرف الدین حسین افواج کے ساتھ اس قصبہ مین آیا اور بے محابا ہجوم کرکے لشکر کو قلعہ کے نیچے لے آیا۔ ابھی سیاہیون نے پنجہ چہرہ کی گردنہ جہاڑی تھی۔ گھوڑے آب و آتش مین غرق تھے۔ چار سوارون نے جاکر قلعہ کے دروازہ پر تیر لگائے۔ رجپوتون نے انپر خشت و سنگ و تیر و تفنگ چلائے۔ دو سوارونکو مار رکھا۔ دو کو زخمی کرکے بھگایا۔ پھر مرزا شرف الدین نے آہستہ کام کرنا اور قلعہ گیری کا اسباب فراہم کرنا شروع کیا۔ شہر مین قیام کیا۔ قلعہ نشینون سے لڑتے۔ قلعہ کے ایک برج کی تہ تک سرنگ لگائی گئی اور بارود سے بھری گئی اور اڑائی گئی۔ جس سے برج دھینے کی روئی کی طرح اڑگیا۔ حصار مین ایک بھٹیا قائم کیا۔ بادشاہی لشکر اندر گھسا۔ راجپوت جان سے ہاتھ دھوکر دن بھر خوب لڑتے رہے۔ رات کو دونو لشکر اپنے اپنے مورچون پر گئے۔ رجپوتو نے راتون رات قلعہ کے رخنون کو بھر کر مستحکم کر لیا۔ مگر آخر کار اہل قلعہ کا قافیہ ایسا تنگ ہوا کہ قلعہ انکے لئے زندان بن گیا۔ اہل قلعہ پناہ مانگتے تھے اور باہر جانا چاہتے تھے مگر مرزا راضی نہین ہوتا تھا۔ آخر کو یہ قرار پایا کہ اہل قلعہ تمام اسباب چھوڑکر باہر چلے جائین۔ ملک گیری کے آداب مین داخل ہے کہ زنہاریون کا عجز قبول کیا جائے۔ اس لئے لشکر شاہی نے انکو راہ دی۔ جگمال تو باہر چلا گیا۔ دیوی داس نے مرنے کا ارادہ کیا۔ اور سارا اسباب اپنا جلا دیا۔ چار پانچ سو سوارلے کر لشکر شاہی کے روبرو آیا۔ ایک رجپوتون کی جماعت جنمین جی مل اور لون کرن دان

بادشاہی لشکر مین تھے۔ اور وہ اہل قلعہ سے قدیم نزاع رکھتے تھے اسنے مرزا شرف الدین حسین سے کہا کہ ان آدمیون نے نقص عہد کیا کہ اپنے اسباب کو جلایا اور قرار دادیہ تھی کہ اسباب کو چھوڑ کر باہر جائینگے جب وہ اپنے پیمان پر ثابت نہین رہے تو انکو سلامت جانے دینا ایسے حال مین کہ وہ مغلوب ہین کرم و فتوت سے دور ہے۔ مرزا نے بھی یہ رای انکی پسند کی۔ لڑائی کی تیاری کی دیوتی داس بھی بھیر کر بادشاہی لشکر سے ایسی مردانہ لڑائی لڑا کہ داستان رستم کو دکھایا۔ بلکہ سکہ بجھوایا۔ آخر کار وہ گھوڑے سے گرا اور ایک گروہ نے اسکو پارہ پارہ کیا بعض یہ کہتے ہین کہ وہ زخمی ہو کر بھاگ گیا۔ بادشاہی لشکر فتحمند ہوا۔ اور تمام ولایت میرٹھ اور قلعہ میرٹھ۔ اولیاے دولت کے قبضہ مین آئے۔ جو جو بہت زندہ باقی رہے وہ مالدیو پاس چلے گئے۔ اس قلعہ نے میواڑ کے راجہ اور شہنشاہ کے درمیان جھگڑا شروع کرادی۔

اوائل ربیع الاول ۹۶۹ھ مین شمس الدین محمد خان اتگہ جسکو اعظم خان کا خطاب ملا تھا بخدمت شہنشاہ کی خدمت مین آیا۔ شہنشاہ نے اپنی عنایت سے معاقد مالی و ملکی کی تنظیم و تربیت رعیت کی مہام کا انصرام اوسکو سپرد کیا۔ ماہم انگہ حسن خدمات اور فروغی خرد و فراوانی عقیدت سے اپنے تئین وکیل السلطنت بالاستقلال سمجھتی تھی وہ اسبات سے آزردہ ہوئی منعم خان خانخانان کہ بظاہر وکیل ہو کر مسند وکالت کو آرایش دیتا تھا۔ وہ بھی آزردہ دل ہوا۔ وہ انصاف و فارغی خاطر فرصت چاہتی مشاغل دنیوی کہان ہین کہ ایسے شخص کو کہ مشاغل گیتی کا بوجھ اپنے سر پر اوٹھائے۔ اور اشغال مہمات کا متکفل ہو اسکو عظم عطیات الٰہی جانکر شکر بجالائین کہ اس زمانہ مین خان اعظم کو منعم خان ماہم انگہ امداد غیبی سے شمار کرتے۔ اور سچے دل سے آداب شکر بجالاتے ورنہ اس سے افگار درون اور آزردہ دل ہوتے۔ انصاف کی پیشگاہ مین حقیقت کار یہ ہے۔ جب کوئی خدمت گذار کا مون کو اچھی طرح کرے تو اس سے آزردہ ہونا بیراہ جانا ہے۔ اور خواہش نفس کا مغلوب ہونا۔ بلکہ اپنے پانوں سے آپ گرانا اور اپنے ہاتھ سے خراب کرنا ہے۔ ماہم خان چھوٹا بیٹا ماہم انگہ کا جسکی عقل درست نہ تھی جوانی مین مست و دولت مین مدہوش تھا۔ عہدہ سے معزول تھا ہمیشہ شمس الدین انگہ پر حسد کرتا تھا۔ منعم خان خانخانان بھی اس بیماری سے دردمند تھا مگر وہ دور کی سوچتا تھا یہ چھری تھا۔

شمس الدین محمد خان اتگہ کا بادشاہ پاس آنا ۹۶۹ھ

ادھم خان فتنہ و غدر پر تحریک کرتا تھا۔ شنبہ ۱۲ رمضان ۹۶۹ھ مین ایک عجیب امر یہ واقع ہوا کہ دولتخانہ کے دیوان مین منعم خان و انگہ خان و شہاب الدین احمد خان اور بڑے بڑے آدمی بیٹھے ہوئے مہمات سلطنت مین مشغول تھے۔ کہ ادھم خان بے اعتدالانہ ایک جماعت کے ساتھ جو اس سے زیادہ بے اعتدال تھی بارگاہ دولت مین آیا۔ حاضرین مجلس اسکی تعظیم کو سر و قد کھڑے ہوئے مگر انگہ خان نے بھی نیم قد سے تعظیم کی سر و قد تعظیم نہ دینے کا بہانہ بنا کے خنجر کھینچکر اوسکی طرف جھپٹا اور اپنے آدمیوں کو کہا کہ کیا دیکھتے ہو۔ ہاتھ صاف کرو۔ غرض اس بزرگ کو دولتخانہ کے صحن مین شہید کیا پھر اس بیباکی کو دیکھیئے کہ یہ خون کرکے بھاگا نہین۔ حرم سرائے کیطرف متوجہ ہوا۔ دولتخانہ سے صفہ پر گیا جو چارون طرف سے آدمی کے آدھے قد کی برابر اونچا تھا۔ تلوار ہاتھ مین تھی اندر جانے کا ارادہ تھا۔ حاضرین مجلس نے ایسی بیجوں چرائی کہ نہ اونہون نے اسے مارا نہ سنے ملکر اوسکو پکڑا۔ نہ وہ اسکے معنی سمجھا کہ تلوار ہاتھ مین لیکر کس ارادہ سے وہ محلسہ کے اندر جاتا ہے۔ جب اس قتل سے غوغا مچا تو بادشاہ نے قصر کی دیوار سے جہانک کر حال پوچھا۔ رفیق نے سارا ماجرا سنایا۔ تعجب کرکے اس سے دوبارہ پوچھا تو اسنے لاش کو دکھایا۔ بادشاہ غصہ مین بھر کر دوسرے دروازہ سے تلوار ہاتھ مین لیکر آیا۔ ادھم خان کو دیکھ کر کہا ای لاڈلے بچے تو نے میرے انگہ کو کیون مارا۔ اس گستاخ نے بادشاہ کے دونو ہاتھ پکڑ لئے۔ اور کہا کہ آپ تفحص کیجئے غور رسی فرمائیے۔ کچھ تلاش کیجئے۔ بادشاہ نے تلوار کو چھوڑ کر دونون ہاتھ اپنے چھڑائے اور اسکی تلوار کیطرف ہاتھ پھیلائے کہ اس اثنار مین وہ بھی اپنی تلوار کیطرف متوجہ ہوا شہنشاہ نے ایک گھونسا اسکے منہ پر مارا کہ وہ گرا۔ اس گھونسہ کا نشان اسکے چہرہ پر گزرنے کا نشان معلوم ہوتا تھا۔ فرحت خان و سنگ ام وہان کھڑے تھے۔ انکو شہنشاہ نے غصہ سے کہا کہ کیا تماشہ دیکھتے ہو اس دیوانہ کو باندھو۔ انہون نے اوسی باندھ لیا۔ حکم دیا کہ صفہ کے اوپر سے اوندھا منہ کرکے نیچے پھینکو۔ لوگون نے اسکا ملاحظہ کرکے اس طرح پھینکا کہ اسکی نیمجان باقی رہی تو بادشاہ نے پھر اسکو اوپر گھسٹوا کر نیچے پھینکا تو جان نکل گئی۔ منعم خان خانخانان و شہاب الدین احمد خان بھی غضب شاہنشاہی کے خوف کے مارے بھاگ گئے۔ یوسف محمد خان بزرگ انگہ خان نے اپنے باپ کے واقعہ کا حال سنا تو انگہ خیل کو مسلح ساتھ لیا اور ادھم خان اور ہاہم خان اور ہاہم انگہ کی طرف متوجہ ہوا۔ مگر جب اسنے

ادھم خان کا انگہ خان کو مارنا ۹۶۹ھ + ادھم خان کا مارا جانا اور ہاہم انگہ کا مرنا ۹۷۰ھ

پہان آکر دیکھا کہ خود شہنشاہ نے انصاف کر دیا تو وہ پھر کچھہ نہ بولا۔ شہنشاہ نے حرم سرا مین جاکر ماہم انگہ سے کہہ دیا کہ ادھم نے ہمارے انگہ کو مارا ہم نے اسے مارا۔ وہ یہ سنکر بادشاہ کے ادب کے سبب سے ظاہر مین روئی پیٹی نہین مگر دل اُسکا زخم جانستان سے مجروح ہوا۔ چہرہ کا رنگ فق ہو گیا ہیجڑے کو دیکھنا چاہتی تھی۔ مگر بادشاہ نے اسکی تسلی تشفی باتین کہہ کر روک لیا۔ اوسی روز بادشاہ نے دو لونڈیان دہلی بھیجدین۔ ماہم انگہ پہلے سے بیمار تھی۔ اب بیٹے کی سوگواری مین اور زیادہ مرض موئی اور بیٹے کے چہلم کے دن شوال مین جان بحق ہو گئی۔ بادشاہ کو اس اپنی انگہ کا نہایت غم ہوا وہ رویا اور اسکا جنازہ دہلی روانہ کیا۔ کچھہ قدم خود بھی اسکے ساتھ گیا۔ ان ماں بیٹوں کے مقبرہ پر ایک عمارت عالیشان تعمیر کرا دی جو ابتک تین سو برس گذرنے پر بادشاہ کی شان و شوکت نیک سیرت ہونے پر شہادت دیتی ہے +

آدمی زادکی نہاد مین دو امر غریب ہین۔ اوّل طبیعت کہ نہ اس مین تمیز ہے نہ اسکی آنکھین ہین دوم عقل کہ دور بین کارشناس ہے۔ اکثر آدمی بے پروائی سے تباہ اندیشون مین گرفتار ہو کر خرد کو کہ کارفرما صلاح اندیش ہے معزول کرتا ہے اور طبیعت کی فرمانبرداری کرتا ہے۔ اور زوال اسکے لیے کہ دشمن سوز فکر و تدبیر سے نہین کر سکتا۔ وہ بے فکری سے اپنے لیے آپ سامان کر لیتا ہے اسکی مثال خانخانان منعم خان کا حال ہے کہ بادشاہ نے اسکو کس اعزاز و احترام سے کابل سے بلایا۔ اور تفویض کارہا و حکومت کل عنایت کیا۔ ان نعمتون کی قدر اُس نے کچھہ نہ کی۔ اس خوف سے کہ واقعہ خان اعظم و اعظم خان مین وہ بھی اس آتش کی شعلہ افروزی مین متہم تھا اُسی روز بھاگ گیا۔ وہ اپنی نامعاملہ فہمی سے یہ سمجھتا تھا کہ بعد اس واقعہ کے اس خاندان کی کارگاہ حل و عقد اور جمیع مہمات ملکی و مالی کا سند و بست اسی کے اختیار و اقتدار مین بغیر کسی دوسرے آدمی کی شرکت کے ہوگا۔ مگر یہ بات بنی نہین تو اسکو یہ سودا خام ہوا کہ بادشاہ کی درگاہ سے بھاگ کر کابل اپنے بیٹے غنی خان حاکم کابل پاس جائے۔ اس ارادہ سے دارالخلافہ سے بھاگ کر دامن کوہ کی راہ لی محمد قاسم میر بحر اسکے ساتھ تھا جب بادشاہ نے سنا تو فرمایا کہ منعم خان کہین جانے کا نہین جلد آجائیگا۔ فرصت جو امیروان نے ہر چند بادشاہ سے تضرع و کنایۃً عرض کیا کہ اسکا اسباب و اموال ضبط کیا جائے مگر اس فراخ حوصلہ قدردان

منعم خان کا بھاگنا اور پھر آنا ۱۵۷۰ء

بادشاہ نے فرمایا کہ اگر بالفرض وہ کابل مین چلا جائیگا تو وہ بھی ہمارا ملک ہے اس حال مین بھی وہ ہمارا ملازم ہے۔ وہ تنگ دلی کے سبب سے بھاگا ہے یہ نہین ہے کہ وہ ہمارا دولتخواہ نہین ہے اگر وہ نہ آئیگا تو اوسکا مال و اسباب اس پاس ہم روانہ کردینگے۔ کوئی شخص اس کے اسباب کو انگلی نہ لگائے چھ روز کی آوارہ گردی کے بعد حوالی پرگنہ سوات مین منعم خان پہنچا۔ یہ پرگنہ میر محمد منشی کی جاگیر مین تھا اسکے نوکر قاسم علی سیستانی کو جو یہان شقدار تھا خبر ہوئی۔ کہ دو شاہی امیر جاتے ہین اسنے حاکر دونو کو گرفتار کرلیا۔ سید محمود بارہہ نے منعم خان کو پہچان کر بڑی خاطرداری کی۔ اور بادشاہ پاس لے آیا جس نے سر پر تیغ سیاست چلانے کی جگہ تاج ریاست رکھا۔ وہی منصب وکالت اور خطاب خانخانی عنایت کیا

بادشاہ کے تیر لگنا اور حالات

۲۵ جمادی الاولی ۹۶۱ھ کو دہلی مین وارد ہوا تھا ۲۷ کو شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ کے مزار منور پر زیارت کو گیا تھا۔ وہان سے اولٹا اپنے خیمہ گاہ کو آتا تھا۔ ماہم انگہ کے مدرسہ کے قریب ایک کافر غفلت کھڑا تھا۔ اسنے بادشاہ کو نشانہ بناکر تیر مارا وہ اسکے داہنے شانہ مین لگا اور ایک وجب اُتر گیا۔ تیر کے لگنے سے اس خطاوار کو گرفتار کیا۔ بادشاہ کے خیرخواہون نے عرض کیا کہ اوّل اسکے حال کی تشخیص کرین پھر اسکو خاک مین ملائین مگر شہنشاہ نے فرمایا کہ فوراً اسکو نشانہ اجل بناؤ توقف مین یہ اندیشہ ہے کہ معلوم نہین وہ ہمارے اخلاص مندون مین سے کس کو متہم کرے۔ اسی وقت اوسکو ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا۔ بادشاہ نے اپنا تیر نہایت استقلال سے نکلوایا۔ گھوڑے پر سوار ہوکر گھر آیا تھوڑے دنون مین زخم اچھا ہوا۔ اگرچہ بادشاہ نے اس نابکار کے تشخیص حال سے بمقتضاے دوربینی پردہ پوشی کی۔ مگر اس قدر مشخص ہوا کہ یہ شخص شرف الدین حسین کے باپکے غلامون مین تھا اور تغلق فولاد اسکا نام تھا۔ مرزا نے بادشاہ کے قتل کے لئے شاہ ابوالمعالی کے ساتھ اسکو کیا تھا۔ جب ہندوستان سے کابل کیطرف شاہ ابوالمعالی بھاگ گیا تو وہ اسی سبب سے یہان پڑا رہا کہ بادشاہ کی جان نکالون۔ بادشاہ کی کُنیا کا نام مہم تھا۔ اس بچے بادشاہ کے زخمی ہونے کے غم مین سات روز تک کچھ کھایا نہ پیا دیوانی ہوگئی۔

بادشاہ کے تیر لگنا ۱۶۱

کتا بھی کیا اپنی وفا دکھاتا ہے۔

سلطنت کے منصب والا کا یہ اقتضاء ہے کہ معاملات کی بازپرس مین دوست دشمن خویش و بیگانہ کو منظور نظر نہ رکھو اور مظلوم کی داد دی اور ظالم سے مظالم کی عوض ستادی اور دولت عظمیٰ کے مخصوص اپنی خصوصیت کی نسبت سرمایہ ستم و تیرہ نہ بنائے اور اگر کوئی ناہنجاری اُن سے ظہور مین آئے تو راست کردار بے خوف و خطر اس مظلمہ کی اطلاع دین۔ اور ستم رسیدون کے عرض احوال مین دلیری کرین۔ اس وقت شہنشاہ نے اپنے مین اسی خصلت کو خواجہ معظم کے معاملہ مین دکھایا۔ خواجہ معظم مریم مکانی کا برادر اخیافی (سوتیلا بھائی جسکا باپ الگ ہو) تھا وہ اس نسبت کے سبب سے بے اعتدالیان کرتا تھا۔ بارہا جنت آشیانی (ہمایون) کے زمانہ مین حرکات ناشائستہ کر چکا تھا مگر بادشاہ اپنی ہوی کے خاطر سے چشم پوشی کرتا تھا۔ یورش بدخشان جس سال مین ہوئی ہے اسنے خواجہ رشیدی دیوان جنت آشیانی کو ڈر کر کابل بھاگ گیا۔ مقربین شاہی نے اسکا قصور معاف کرایا۔ مگر پھر وہی اعمال ناپسندیدہ اس سے سرزد ہوئے جسکے سبب سے نکالا گیا۔ حجاز گیا۔ وہان حج کرکے اپنی شرارتون پر اور شرارتین بڑھا کر ہندوستان مین آیا۔ ایک دفعہ دولتسرای شاہنشاہی مین اعیان اور ارکان سلطنت جمع تھے۔ مرزا عبداللہ مغل کو بموجب گھوڑے مارے اور لاتین جوب لگائین۔ دوسری دفعہ بیرام خانخانان کے برشتی پیش آیا اور خنجر پر ہاتھ دوڑایا پھر وہ خارج ہوا۔ گجرات مین گیا اپنی بدخوئی کے ہاتھ مین گرفتار تھا وہان سے شہنشاہ پاس اول مرتبہ آگرہ مین آیا۔ اسکے ساتھ رعایت و عنایت کی گئی۔ بی بی فاطمہ جنت آشیانی کی اردو بیگنی تھی۔ اور شہنشاہ اکبر کے محل مین پایہ اعتبار رکھتی تھی۔ اسکی بیٹی آغا دختر خواجہ کی بیوی تھی۔ ہمیشہ اسکی ناجنسی و بدخوئی کے سبب سے زندان بلا مین گرفتار رہتی تھی اور طرح طرح کے آزار اوٹھاتی تھی۔ ایکدن مضطربانہ بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوکر یہ استغاثہ پیش کیا کہ خواجہ اپنے برگشتہ کو جاتا ہے اور میرے بیٹی کو ہمراہ لیجاتا ہے۔ اپنی بدخوئی اور بدگمانی سے بار بار رد کہہ چکا ہے کہ مین

خواجہ معظم کی بیوی کا فضل ہونا اور دلوانہ ہوکر مرنا ۱۶۹

تیری بیٹی کو مار ڈالونگا۔ مگر یہان دار الخلافہ مین حضور کے خوف سے اس امر کا مرتکب نہین ہوتا
معلوم نہین اپنی جاگیر مین لیجاکر اسکا حال کیا کرے شہنشاہ نے اس قدیم الخدمت عورت کی گریہ
وزاری پر رحم فرماکر ارشاد کیا کہ اب مین شکار کو جاتا ہون۔ تیری خاطر سے مین خواجہ معظم کے
گھر کے طرف سے جاؤنگا۔ وہ برسرراہ مجھے سلام کرنے آئیگا۔ مین اُسے سمجھا کر منع کردون گا
کہ وہ تیری لڑکی کو ساتھ نہ لیجاوے۔ جب بادشاہ اسکے گھر کی طرف چلا تو اس نے دستم خان و
مقبول خان کو بھیجکر خواجہ کو اپنے آنے کی اطلاع دی۔ بادشاہ کا مطلب جو اس اطلاع سے تھا
وہ سمجھ گیا۔ اس نے جھنجلا کر بادشاہ کے آدمیون سے کہدیا کہ تم جاکر حضور سے کہدو کہ وہ نہین آتا۔ اور غصہ
مین لال پیلا ہو کر اپنی حرم سرائے مین گیا۔ وہان زہرہ آغا حمام مین نہاکر کپڑے پہن رہی تھی کہ اس
سفاک نے خنجر سے اسکا کام تمام کیا۔ روزن خانہ سے سر نکال کے جسجگہ دستم خان کھڑا تھا خون سے
بھرا ہوا خنجر ڈالدیا۔ اور چلایا کہ مین نے خون کیا خون کیا جاکر کہدو۔ دستم خان نے اس خنجر کو حضور
مین پیش کیا۔ یہ دیکھکر شہنشاہ قہر و غضب مین بھر کر خواجہ کے گھر مین آیا۔ خواجہ بھی تلوار کے
قبضہ پر ہاتھ دھرے سامنے آیا۔ شہنشاہ نے للکار کر کہا کہ یہ کیا وضع ہے کہ شمشیر کے قبضہ پر ہاتھ دھرا
ہے۔ اگر تو نے اسکو ذرا حرکت دی تو تیرا سر اسی تلوار سے اڑا دونگا۔ خواجہ کے ہاتھ پاؤن دبدبہ
شاہی سے پھول گئے۔ آدمیون نے اُسے مقید کر لیا۔ اُسکا ایک گجراتی غلام تلوار لئے خواجہ کے پیچھے کھڑا
ہوا تھا اوسکے تیور بگڑے ہوئے شہنشاہ نے دیکھکر قتلق قدم خان سے فرمایا کہ بزن۔ یہ حکم ہوتے ہی
قدم نے اس صفائی سے اسکا سر اڑایا کہ بن سر اکچھ دیر تک کھڑا رہا۔ اسکی گردن سے خون بہتا رہا۔
دیوانہ خواجہ سے پوچھا گیا کہ تو نے اس عاجزہ کو کس گناہ کے سبب سے مارا۔ تو یہ سفاک بیباک بیہودہ
بکواس کرنے لگا۔ لات گھونسون سے خاموش کیا گیا۔ پھر دریا پر اسکو لاتین مارتے ہوئے بال کھینچتے ہوئے لائے
اسکے لئے اور اسکے ملازمون کے واسطے جو اسکی ہمدرد و آشفتہ دماغی مین ہم کاسہ تھے حکم ہوا کہ ہاتھ
اور گردن باندھ کر جمنا مین غوطے دیئے جائین۔ ہرچند خواجہ کو بہت غوطے دیئے گئے مگر وہ اپنی
سخت جانی سے ہرزہ گوئی سے باز نہ آیا۔ اور بزرگان دین کو گالیان دیتا رہا جس سے
جانتا تھا کہ بادشاہ کو سخت رنج ہوتا ہے۔ سب کو یقین تھا کہ ان غوطون مین موج فنا کی تھپیڑ و تھپیڑ

مرجاویگا۔ مگر وہ سنگدلی اور سخت جانی سے زندہ رہا تو شہنشاہ نے اسکو مقبل خان کے حوالہ کیا اور قید کرکے قلعہ گوالیار بھیجدیا۔ یہان دیوانہ ہوکر قید مین مرگیا۔

تھانیسر مین ایک ایسا بڑا تالاب ہے جسکو چھوٹا دریا کہنا چاہیئے۔ وہان ایک فضاء وسیع ہے جسکو کوزکھیت (کرکھیتر) کہتے ہین گرہن کے دن یہان ہندؤن کا بڑا اجتماع ہوتا ہے۔ سونا۔ چاندی۔ جواہر۔ اقمشہ۔ استعہ نفیسہ ہر و پوشیدہ پن ہوتے ہین۔ زر کو پنہان پانی مین ڈالتے ہین جس سے کہ گفتہ است نکوئی کن و در آب انداز۔ کا مضمون سمجھ مین آتا ہے۔ اس سال مین بادشاہ کے آنے سے پہلے بہت سے سناسی یہان جمع ہوگئے تھے۔ اسکے دو گروہ تھے ایک کا نام گرتھا۔ دوسرے کا نام پوری۔ ایک جگہ پر دونو کا جھگڑا ہوا۔ ہر ایک کہتا تھا کہ ہم وہان اُتریںگے۔ ان لوگون کی تجرد گزینی اس وجہ سے نہین ہے کہ اُنکا دل دنیا سے سرد ہے۔ اگر نفس الامر مین تارک دنیا ہوتے تو ہمیشہ آزمندہوکر شہوت و غصہ کے مغلوب و حرص و قہر کے مقہور نہین ہوتے۔ انمین نزاع کا باعث یہ تھا کہ تالاب کے کنارہ پر ایک مکان متعین تھا کہ وہان گرو لوگ بیٹھکر دام گدائی بچھاتے تھے۔ ہزارہون ہندو ان کو پُن دیتے تھے۔ ان دنون مین گرو کر نے غلبہ کرکے پوریون کی جگہ چھین لی۔ یہ کرون سے لڑ نہین سکتے تھے کہ اپنی جگہ اُن سے چھڑا لیتے انکے گرو کپسو پوری نام قصبہ نیالہ مین شہنشاہ کی خدمت مین داد خواہ آئے کہ ہماری جگہ گرو نے زبردستی چھین لی ہے۔ اگرچہ ہم انکا مقابلہ نہین کرسکتے مگر ہمت کرکے انسے لڑینگے اپنا خون بھی مین گرائینگے۔ یا اس قطعہ خاک کو ان سے لینگے۔ کرون کے گرو نے آنکر یہ عرض کیا کہ یہ جگہ ہمارو نی ہماری ہے پوریون نے چند مدت سے چھین لی ہے۔ اب ہم یہان آنکر بیٹھے ہین جبتک بدن سے جان کا تعلق ہے ہم کو اس زمین سے تعلق ہے جب بادشاہ تھانیسر مین آیا تو انکے معرکہ مین گیا۔ دونو گروہ ایسے اپنے اپنے جوش مین بھرے ہوئے تھے کہ شہنشاہ نے ہرچند انکو سمجھایا کہ لڑو بھڑو نہین مگر اس سمجھانے سے اور زیادہ بگڑے تو بادشاہ نے اونکو لڑنے کی اجازت دیدی۔ کہ وہ اپنے کئے کی سزا پائین۔ اتفاقاً اُس دن ان سناسیون کا ہجوم بہت زیادہ آگیا تھا۔ جانبین سے صفین آراستہ ہوئین۔ اوّل ہر طرف سے ایک مرد لاف زن آگے آیا اور تلوار سے لڑا

تھانیسر کے نہان میں گرو اور پوری کی لڑائی کا نظارہ دیکھنا ۱۴ سنہ ۹۷ء

پھر تیر و کمان سے۔ آخیمین خوب تیر باران ہوا۔ پوربون کے گروہ نے کرون پر تیر مارنے شروع کئے۔ پوری کم تھے اس لئے بادشاہ نے چند نفر کہ جنگ سنگ خوب جانتے تھے۔ اور پیچھاے تورانیون چیرونائے ہندوستان کو اشارہ ہوا کہ پوربون کی کمک کرو۔ اس کمک شاہی سے پوربون کا پلہ بھاری ہوا۔ انہون نے کرون کے گروہ آنند کو مار کر انکو پراگندہ کردیا۔ بادشاہ نے یہ تماشا دیکھکر اپنی سپاہ سے ایسا انتظام کرادیا کہ پھر کہیں فساد کا نام نہین ہوا۔ لاہور سے بادشاہ دہلی کو آتا تھا کہ راہ مین یہ واقعہ پیش آیا۔

سال نہم جلوس ۹۷۲ھ کے واقعات مین سے ایک یہ ہے کہ صوبہ بہار مین ہندوستان کے قلاع والا ارتفاع مین سے ایک قلعہ رہتاس ہے جو ایک پہاڑ پر نہایت بلند ہے اور عرض و طول اسکا پانچ کوس سے زیادہ ہے۔ زمین ہموار سے اس قلعہ کی سطح کا ایک کوس کا ارتفاع ہے اس مین سب سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ باوجود اس بلندی کے اسمین جسجگہ چاہو دو گز نیچے کھودو تو میٹھا پانی نکل آتا ہے۔ اس قلعہ کی بنا کی ابتدا سے کسی فرمانروا نے سوا شیر شاہ کے اس پر استیلا نہین پایا۔ ہم آیندہ لکھینگے ..... کہ شیر خان نے اسکو کس فریب سے لیا تھا۔ یہ قلعہ فتح خان پٹھی کے ہاتھ آیا۔ وہ شیر خان کے بڑے سردارون مین تھا۔ اس قلعہ کی پشت گرمی سے وہ سلیمان کرانی حاکم بنگالہ سے خودسری کرتا تھا اور دوربینی کے سبب سے شہنشاہ اکبر پاس بھی ہمیشہ عرضداشت بھیجتا رہتا تھا اور اسمین اپنی دولتخواہی کا اظہار کرتا تھا۔ جن دنون مین علی قلیخان کی بغاوت نے شہرت پائی تو بادشاہ نے قلیچ خان کو فتح خان پاس بھیجا کہ اوسکے احوال سے آگاہ ہو کر اسکو گوشمالی اور نصیحت ایسا سخت کرے کہ جب ہم جونپور مین آئین تو وہ وہان آجاے۔ قلیچ خان نے بہت جلد جاکر فتح خان کو اطاعت شاہی مین پختہ بنایا اور اوسکے چھوٹے بھائی حسن خان پٹھی کو دارالخلافہ مین بادشاہ کی خدمت مین لایا +

جب بادشاہ جونپور مین سال دہم ۹۷۳ھ مین آیا تو قلیچ خان کو بادشاہ نے دوبارہ فتح خان پاس اس نظر سے بھیجا کہ سلیمان حاکم بنگالہ نے قلعہ رہتاس پر فوج بھیج رکھی تھی کہ علی قلیخان کی مساعدت و معاضدت سے اسکو فتح کرلے۔ سلیمان کے لشکر نے علی قلیخان کے استظہار سے

قلیچ خان کی دوبارہ مالت کے لئے فتح خان کا پاس بھیجا جانا ۹۷۲ھ +

دوبارہ فتح خان پاس بھیجا جانا ۹۷۳ھ

فتح خان کو تنگ کر رکھا تھا - مگر اس اثنا مین جب اُس پاس خبر آئی کہ پادشاہی لشکر اُس کے سر پر چلا آتا ہے تو اُس نے محاصرہ سے ہاتھ اوٹھا کر قلعہ گیری کے دائرہ سے قدم باہر رکھا فتح خان دو رو ئی اور تزویر سے اپنا کام چلاتا تھا - جب سلیمان کے لشکر کی مزاحمت سے حوالی قلعہ خالی ہوا تو اوس نے ذخیرہ و آذوقہ کی گرد آوری مین اہتمام کیا اور اپنے بھائی حسنخان پاس جسکو قلیچ خان اپنی ہمراہ پادشاہ پاس لایا تھا مخفی پیغام بھیجا کہ آذوق و ذخیرہ کی طرف سے میرا دل بیفکر ہے تو جس طرح ہوسکے یہان قلعہ مین چلا آ - حسن خان کا علانیہ جانا تو دشوار تھا اس نے یہ بہانا بنایا کہ پادشاہ کسی خاص آدمی کو میری ہمراہ کر دے کہ وہان جاکر مین اپنے بھائی کو استمالت شاہی سے یہان لے آؤن کہ وہ قلعہ کی کنجیان حضور مین نذر دے - اس لیے پادشاہ نے یہ خدمت قلیچ خان کی حوالہ کی وہ فتح خان پاس گیا - اسنے ظاہری ملائمت منافقانہ بہت کی اور جھوٹے وعدے کرکے وقت کو ٹالا - قلیچ خان نے یہ حال دیکھ کر مراجعت کی - اور پادشاہ سے یہ سارا حال عرض کیا - پادشاہ نے اس قلعہ کی فتح کو ولایات شرقیہ کی فتح کے ساتھ موقوف رکھا

سال دہم جلوس ۹۷۳ھ کا ایک واقعہ یہ ہے کہ حدود سامانہ مین شیر محمد نے تاخت و تاراج کرنی شروع کی - خواجہ معظم کا خدمتگار وہ تھا - پھر بیرم خان پاس وہ آیا اس نے حسن صورت کی وجہ سے اپنا مقرب بنایا - اور اوسکے اقبال کے زمانہ مین اس نے اعتبار پایا اسکے اوبا کے زمانہ مین وہ سامانہ گیا تھا - ان دنون مین کہ پادشاہ علی قلی کی بغاوت مٹانے کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے فساد برپا کیا - ملا نور محمد ترخان نے کہ اُن حدود مین فوجدار تھا میر دوست محمد کو سامانہ مین مقرر کیا تھا - شیر محمد نے اسکو اپنے گھر مہمان بلایا اور اپنی مجلس مین ناگاہ ایک تیر اس کے سینہ مین لگایا اور کام تمام کیا - اس پرگنہ مین اس کا مال و اسباب جو تھا لے لیا اور پھر مالیر کیطرف گیا اس پرگنہ مین خالصہ کی مقدار کا سارا مال و اسباب لوٹ لیا اور آدمی جمع کرکے ولایت محروسہ مین تاخت کرنے لگا - ملا نور الدین نے ایک جماعت کو ساتھ لیا - اور موضع دہنوری مین کہ سامانہ کی حدود مین ہے پہونچا

حدود سامانہ مین شیر محمد کی تاخت و تاراج ۹۷۳ھ

شیر محمد اپنی عشرت مین مشغول تھا۔ ملا نورالدین فی الحقیقۃ کچھ نہ سمجھا۔ چند آدمیون کو لیکر مقابلہ کو آیا کہ اوسکے گھوڑے نے درخت کے تنہ سے ٹکر کھائی وہ گرا۔ پیادون کی جماعت نے اُسے قید کر لیا۔ ملا نے اُسے قتل کیا۔

تیموری مرزاؤن کا فساد سنہ ۹۶ھ

سال یازدہم سنہ ۹۶ھ کے واقعات مین سے یہ واقعہ ہے کہ خاندان تیمور کے شہزادون نے غدر مچایا جسکی تفصیل یہ ہے محمد سلطان فرزند رشید سلطان ابن سلیمن زا ابن بایقرا ابن منصور بن بایقرا بن عمر شیخ بن امیر تیمور تھا۔ والدہ محمد سلطان مرزا کی سلطان علی مرزا کی بیٹی تھی۔ اس مرزا نے اپنی فرمانروائی کے عہد مین محمد سلطان مرزا اپنے نواسے کو خود تربیت کیا تھا جب وہ مر گیا اور خراسان مین تفرقہ عظیم برپا ہوا تو محمد سلطان مرزا خضر فردوس مکانی (بابر) کی خدمت مین آیا جسنے اسپر بہت عنایت کی۔ اور جب جنت آشیانی (ہمایون) کی سلطنت ہوئی تو بدستور سابق اُنپر مہربانی شاہی رہی۔ اسکے دو بیٹے تھے ایک الغ مرزا۔ اور دوسرا شاہ مرزا۔ یہ دونو پادشاہ کے ملازم رہے۔ انکے معاملات جو ہمایون کے ساتھ ہوئے وہ ہمایون کی سلطنت کے تاریخ مین بیان ہو چکے ہین۔ الغ مرزا کو اپنے اعمال کی مکافات لشکر ہزارہ کی تاخت مین ملی اسکے دو بیٹے تھے سکندر مرزا اور محمد سلطان مرزا الغ مرزا کے کشتہ ہونے کے بعد شہنشاہ ہمایون نے ان لڑکون کی تربیت کی اور اسکندر مرزا کو الغ مرزا کا اور محمد سلطان مرزا کو شاہ مرزا کا خطاب دیا جب شہنشاہ اکبر کی سلطنت ہوئی تو اسنے محمد سلطان مرزا کو مع بنا بر دعا کے اپنی عنایت سے سرفراز کیا۔ محمد سلطان مرزا بہت بوڑھا ہو گیا تھا۔ اسکو سپاہ گری سے معاف رکھ کر پرگنہ اعظم پور کہ سرکار سنبل مین تھا خرچ معیشت کے لئے مرحمت کیا۔ کہ یہان آرام کر کے اشغال دعا مین مشغول ہوا بڑھاپے مین اسکے کئی بیٹے ہوئے۔ اوّل ابراہیم حسین مرزا۔ دوم محمد حسین مرزا سوم مسعود حسین مرزا چہارم عاقل حسین مرزا۔ شہنشاہ نے ان مرزاؤن مین سے ہر مرزا کو لائق جاگیریں سرکار سنبل مین دین۔ اکثر مہمات مین وہ پادشاہ کے ساتھ رہتے تھے۔ جب اس سے فارغ ہوتے تھے تو اپنی جاگیرون مین چلے جاتے تھے۔ ان دنون مین کہ پادشاہ مرزا حکیم کی شورش کے مٹانے کے لئے دارالخلافہ آگرہ سے پنجاب کو روانہ ہوا تو الغ مرزا اور شاہ مرزا اور ابراہیم حسین مرزا۔ و

محمد حسین مرزا نے علم بغاوت بلند کیا۔ اپنی ساتھ آدمیون کو جمع کرکے ولایت سنبل اور اوسکے نواح مین تاخت تاراج شروع کی۔ جب اس نواح کے سب جاگیردار اس سے لڑنے کے لئے کھڑے ہوے تو انمین اسسے مقابلہ کرنے کی طاقت نہین تھی۔ اس لئے وہ خان زمان و سکندر خان پاس چلے گئے مگر ان کجرو خودسرون کی ان شورش طلب بدنہادون کے ساتھ صحبت نہ تھی۔ کیونکہ انمین سے ہر ایک کو سری اور سرداری کا دعوی تھا۔ وہان سے پھر کر دوابہ مین آن کر اور فساد مچایا نیمکار (نیمکھار) مین گئے۔ کہ یہان کا جاگیردار بادشاہی خواہرزادہ حاجی خان سیستانی تھا وہ انکی مدافعت کے لئے کھڑا ہوا۔ مگر اس نے لڑکر شکست پائی اور ان شہزادون کو بہت اسباب اور نقد اور اشیا ہاتھ لگے۔ اس طرح لوٹتے مارتے دہلی کی حدود مین آئے۔ تاتار خان دہلی کو مستحکم کرکے اور نعم خان آگرہ سے چلکر انکے مدافعت کے لئے آئے تو مالوہ کو خالی سمجھکر اسطرف چلے قصبہ سنپت مین میر مغل الملک سے جو بادشاہ پاس پنجاب جاتا تھا دوچار ہوے۔ اسکا اسباب لوٹ لیا۔ نعم خان نے انکا تعاقب صلاح وقت نہ دیکھا وہ آگرہ چلا آیا۔ اس جماعت نے جاکر مالوہ کو قبضہ مین کرلیا۔ اوسوقت مالوہ مین محمد قلی برلاس حاکم تھا اور وہ بعض مہمات کی ضرورت کے سبب سے بادشاہ پاس گیا ہوا تھا۔ اسکے داماد خواجہ ہادی معروف بہ خواجہ کلان نے اجین کو مستحکم کیا۔ مگر اس کے جو ہمراہی تھے وہ ایسے ذلیل و رذیل تھے کہ وہ مرزاؤن سے جا ملے۔ خواجہ کی بساط مین جو کچھ تھا وہ اونہون نے لوٹ لیا۔ ھنڈیہ مین قدم خان برادر مقرب خان دکنی تھا۔ محمد حسین مرزا نے جاکر اسکا محاصرہ کیا۔ مقرب خان دکنی قلعہ سنتواس مین تھا۔ مہدی قاسم خان حج کو جاتا تھا اسکا بھانجا حسین خان اسکے ساتھ کچھ دور گیا تھا کہ وہ پھر کر سنتواس مین آیا تھا کہ مرزاؤن کا غوغا سنا تو اسنے بھی قلعہ سنتواس مین پناہ لی۔ ابراہیم حسین خان نے اسکا محاصرہ کیا۔ اس اثنا مین محمد حسین مرزا ھنڈیہ پر متصرف ہوا۔ قدم خان کو مارا۔ اسکے سر کو قلعہ سنتواس مین لائے تو مقرب خان کے ہاتھ پانوں پھول گئے۔ وہ مرزا پاس آنکر ملا۔ حسین خان بھی باہر آیا۔ مرزا نے ہرچند اسے نوکری کو کہا۔ مگر اس نے اسے قبول نہ کیا۔ جب بادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو اس نے حکم دیا کہ محمد سلطان مرزا کو اعظم ہمایون سری قلعہ بانہ مین پہنچا دے۔

جب بادشاہ چتوڑ کے قلعہ کو خود گیا تو اوسنے سال دوازدہم ۹۷۵ھ مین شہاب الدین احمد خان
کو اُن مرزاؤن کے مالوہ سے نکالنے کی خدمت حوالہ کی۔ شاہ بداغ خان و مراد خان و حاجی محمد خان
سیستانی اور ایسے ہی اور امیرون کو مالوہ مین جاگیرین دے کر انکے ذمہ اس کام کو کیا۔ وہ قلعہ
گاگرون سے رخصت ہو کر جلد اُجین مین پہنچے۔ مرزا پہلے اس سے کہ بادشاہی لشکر پہونچے
گجرات بھاگ گئے جسکی تفصیل یہ ہے کہ الغ مرزا جو سب مین بڑا تھا وہ بادشاہی لشکر کی خبر
سُنکر ابراہیم حسین مرزا اور محمد حسین مرزا پاس اجین مین گیا۔ تاکہ سب بھائی متفق ہو کر اپنے لئے کوئی
تدبیر نکالین۔ جب انکو یہ خبر ہوئی کہ لشکر شاہی قلعہ گاگرون کے قریب ہو گیا تو وہ سب منڈو مین
آئے۔ بادشاہی لشکر کا خوف اُنپر ایسا طاری ہوا کہ انکے قدم یہان بھی نہ تھمے۔ وہ گجرات کی
جانب بھاگے۔ اور چنگیز خان کا دامن پکڑا۔ وہ سلطان محمود گجراتی کا غلام تھا اور اب یہان
فرمان روائی کرتا تھا۔ اب آگے ہم حال لکھینگے کہ گجرات کے فتح ہونیسے ان مرزاؤنکا
کیا ستیاناس ہوا +

سال نہم ۹۷۲ھ کی سولخ مین سخ نگر چین کا بسانا ہے۔ ایک موضع گگرالی تھا۔ اس گل زمین کی
آب و ہوا دلکشا۔ اور زمین و صحرا کی طراوت بڑی دلکش تھی۔ اسمین اور دار الخلافہ مین ایک فرسنگ کا
فرق تھا۔ بادشاہ نے اس حصار دولت افزا مین دلکش عمارت بنا ئین اور جان پرور باغ لگائے
تھوڑے ہی عرصہ مین چابکدست معمارون نے انکو تیار کر دیا۔ اور اعیان مملکت اور ارکان خلافت نے
اپنے حسب حال یہان مکانات تعمیر کرائے اور باغ لگائے۔ بادشاہ نے اس جگہ کا نام
نگر چین یعنے مکان آرایش و آسودگی رکھا۔ یہان بادشاہ چوگان بازی اور سیر و شکار سے دل بہلا
خوش کیا کرتا تھا۔ نگر چین اس بادشاہی کے عہد مین بالکل ویران ہو کر بے نام و نشان ہو گیا
بادشاہ کبھی جاندارون کی حیات کے لئے زراعت و تخم ریزی و آبیدہی سے زمین کی
اصلاح کرتا کہ اسباب امیری میسر ہون۔ کبھی حفظ اموال و اقوات و حراست نام و ناموس اور
اولاد انسانی کی بقاء کی نگہبانی کے لئے مستحکم قلعے بناتا کہ دولت صوری و معنوی کی مراد حاصل
کرے ان دنون دار الخلافہ آگرہ مین کہ ہندوستان کا مرکز تھا۔ ملکی و مالی مصالح کے لئے

نگر چین اجین و منڈو ۹۷۲ھ
قلعہ گاگرون کا بنانا و رہنا

ایک ایسے قلعہ عالی کی تعمیر کا حکم دیا کہ وہ اس سلطنت کے لائق ہو۔ پہلے ایک قلعہ شہر کی شرقی سمت مین جمنا کے کنارہ پر تھا۔ حوادث روزگار کے تصادم سے اسکے ارکان مین اختلال آگیا تھا۔ اسکو بالکل اوکھیڑ ڈالا۔ اور اسکی جگہ حصن حصین و حصار رنگین بنایا۔ بنیاد اسکی ایسی گہری کھودی کہ وہ پانی سے بھی نیچی گئی۔ احاطہ اسکا ڈیڑھ میل تھا۔ دیوار کا عرض تین گز بادشاہی اور ارتفاع بیس گز تھا (۷۰ فیٹ) ہر روز تین چار ہزار معمار۔ چابک دست اور قوی بازو مزدور اور عملہ فعلہ ہمیشہ کام کرتا تھا۔ بنیاد سے کنگرہ تک دہ سنگ سرخ سے بنایا گیا۔ پتھرون کو آہنی حلقون سے ایسا مل دیا کہ اوسکے اندر بال برابر بھی درز نہ رہی۔ آٹھ سال مین یہ قلعہ مع کنگرون و فصیل و سنگ اندازون کے تیار ہوا اور ۳۵ لاکھ روپیہ اس مین خرچ ہوا۔ قاسم جان میر بحر و بر اسکی تعمیر کا مہتمم تھا۔ وہ نہایت لائق و قابل فسر و انجنیر (میر عمارت) تھا۔ یہ قلعہ ابتک موجود ہے فرنگستانی سیاح اسکو دیکھکر بہت تعریف کرتے ہین اس زمانہ مین وہ حقیقت مین ایسا مستحکم نہین جیسا وہ بظاہر دکھائی دیتا ہے اس زمانہ کی سائنٹفک انجنیری اسمین بہت نہین خرچ ہوئی۔ مگر پھر بھی وہ سارے شہر اور دریا پر اپنی فرمانروائی کی شان دکھاتا ہے۔ کہتے ہین کہ بادشاہ کا ارادہ فیتحپور سیکری مین اپنی دارالخلافہ بنانے کا تھا۔ اور وہان قلعہ کی بنیاد کے نشان بھی ہین مگر حضرت سلیم چشتی نے اُسے فرمایا کہ یہ مقام فقیر کے حوالہ کرو۔ اور اپنا قلعہ آگرہ مین بناؤ۔ فیتحپور سیکری کی آب و ہوا خراب تھی۔ کوئی دریا وہان نہ تھا اسلئے یہان جمنا کے کنارہ پر جسمین کشتیان و جہاز چل سکتے ہین یہ قلعہ تعمیر کرایا۔ شاہجہان نے اور عمارت بنوا کے اسکو اور زیادہ رونق دلائی جسکا بیان اسکی سلطنت مین ہوگا۔

بادشاہ کا اقبال سال بسال و ماہ بماہ و ہفتہ بہفتہ و روز بروز بڑھتا جاتا تھا ملکون کی فتوح۔ ولایتون کی معموری۔ راہون کی امنی۔ اور نرخ اشیاء کی ارزانی نے ترک و تاجیک و سپاہی و سوداگر و ملا و درویش اور تمام اقسام کی خلق کو چارون طرف سے بادشاہ کی خدمت مین بلایا۔ سال ہشتم ۹۷۰ھ مین کاشغر سے خواجہ معین خاوند محمود آئے۔ یہ خواجہ عبداللہ معروف خواجگان خواجہ کی اولاد مین سے تھے۔ جب وہ حوالی آگرہ مین آئے تو۔ اکثر امراء انکے استقبال کو گئے۔ اور شہنشاہ نے بھی درویش نوازی کی ہر اسم کو ادا کیا وہ

+ بادشاہ کی سلطنت مین غیر ملکی سیاحون کی آمد

پیشوائی کو گیا - مرزا شرف الدین حسین جنکا ذکر اوپر ہوا انہین کے صاحبزادہ تھے -

سال نہم ۹۷۱ھ مین سید اجل امیر مرتضی جو علامہ حرجانی کی اولاد مین سے تھے - اور فنون معقول و منقول مین ید طولی رکھتے تھے حرمین شریفین کا طواف کرکے پایہ سریر پر آئے - بادشاہ نے بھی انکے آنے کو مغتنم جانا -

امرا کی بغاوتین سات سال تک رہین - جب عبداللہ خان اوزبک مالوہ سے شکست پاکر گجرات بھاگا ہے تو اور اوزبک سردارون کے دلون مین یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ نوجوان بادشاہ بابر کی اولاد سے ہے جو اوزبک کے خون کی پیاسی تھی وہ اپنے باپ دادا کا بغض ہم سے نکالیگا اور ہمکو ذلیل و خوار کریگا ۹۷۲ھ مین اکثر اوزبک سردار باغی ہوئے خانزمان اور آصف خان سکندر خان وغیرہ نے سرکشی اختیار کی - بادشاہ نے ان باغیون کی لڑائیون کا خاتمہ اس خوبی سے کیا کہ وہ اسکی عقل و دانش کا کارنامہ ہے - ان باغیون کی لڑائیون کی صورتین مختلف رہین — ان مین بادشاہ کی فتح اکثر رہی - مگر کبھی کبھی باغیون کو بھی فتح ہوئی - ان صورتون مین بادشاہ نے اپنی اطاعت کے لئے نہین بلکہ انہین کے فائدہ کے لئے انکو اپنا دوست بنایا - بعض باغیون نے اطاعت اختیار کرکے اپنی حالت پہلے سے بہتر کرلی بعض نے اپنے قصور بارہا معاف کرائے - مگر اپنی شرارت سے باز نہ آئے - آخر کو بادشاہ نے اپنی ذاتی کوشش و سعی سے سب بغاوتون کو خاتمہ پر پہنچایا +

امرا کی بغاوتین ۹۷۲ھ

بیگانہ ملکون پر شہنشاہ اکبر کے متوجہ ہونیکا بیان

اب تم نے دیکھ لیا کہ کن کن بادشاہی سردارون نے بغاوت کی اور ان سرکشون کے دفع کرنے مین بادشاہ کو کیا کیا دشوارمان پیش آئین ادھر ان اپنے سردارون سے کارزار کرتا اودھر شیر شاہ کے جانشینون سے برسرپیکار رہتا - اس نے اپنے بدخواہون کو خواہ اپنی زور اور قوت سے غارت غول کیا - خواہ اپنی عنایت و مروت سے خیر خواہ بنایا - وہ اپنی پچیس برس کی عمر مین پختہ ہوگیا - تو اب اسکو فرصت ملی - کہ بیگانہ ملکون پر وہ متوجہ ہو - اول وہ چیتونکو

ملک پر متوجہ ہوا + **قلعہ چیتوڑ کے معاملات**

شہنشاہ اکبر ہمیشہ یہ چاہتا تھا کہ گردن افراز سرکشون کو پامال کرون۔ تمام ہندوستان کی وحدت انتظامی یعنی سب جگہ ایک ہی بادشاہی انتظام قائم کرون۔ آسودگی و آسایش خلق کو پہنچاؤن رعیت کے سکھ چین مین اپنی راحت سمجھون۔ جن فاسد دماغ گردن کشون کے دماغ مین سرداری کا مالیخولیا پیدا ہوتا تھا اُنکا معالجہ وہ خوب کرتا تھا۔ جب وہ اپنے دارالخلافہ مین پنجاب سے آیا تو اسکو محمد سلطان مرزا کے بیٹون کے فساد اوٹھانے کا حال معلوم ہوا جسکا علاج اس نے بخوبی کیا۔ اس کا آگے بیان آئیگا۔

مالوہ کو بادشاہ لشکر لئے جاتا تھا جب وہ دھول پور مین آیا۔ رانا اُدے سنگھ کا بیٹا سکت سنگھ شہنشاہ کی ہمراہ تھا۔ اس ہی بادشاہ نے خطاب کرکے فرمایا کہ ہند کے اکثر زمیندار اور بزرگ آستانہ بوسی سے سرافراز ہوئے۔ مگر تنہا رانا ہماری پائبوسی کو نہین آیا۔ اگر ہم ایلغار اسپر کرین تو ہماری خدمت تو کیا کریگا۔ بادشاہ نے یہ بات خوش طبعی سے اس سے کہی تھی کہ مالوہ کے فتنہ انداز غافل ہون کہ بادشاہ کا قصد اور طرف ہی۔ مگر یہ راجہ کا لڑکا اس رمز کو نہین سمجھا۔ بلکہ اسنے یہ جانا کہ حقیقت مین بادشاہ میرے باپ کو سزا دینے جاتا ہے اسکو اپنی اس بدنامی کا خوف ہوا کہ لوگ کہینگے کہ وہ خود جاکر بادشاہ کو باپ پر چڑھا لایا ہے۔ ان وجہون کے سبب سے وہ بھاگ گیا بہنی کی بھیس ہوئی۔ مغربی ہندوستان کے حصہ اعظم مین رانا اودیسنگھ جیتوڑ کا راجہ سب سے بڑا اور سب سے زیادہ قدیمی راجہ تھا۔ وہ اپنے خاندان کا افتخار اور کوہستان محکم اور متین قلعہ ملک و مال رجپوتون کی سپاہ جان نثار۔ غرض ساری سامان دنیا کے جس سے انسان کو نخوت ہوتی ہے رکھتا تھا۔ اسکا باپ رانا سنگا بابر سے لڑا تھا۔ اس نے اپنے غرور اور خودداری کے سبب سے یہ نہ جانا کہ اکبر کون ہے۔

اب بادشاہ نے رانا سے لڑنے کا ارادہ مصمم کیا۔ اواسط ربیع الاول ۹۷۵ھ کو وہ اس کام کے لئے چلا۔ اول ولایت ہندوارہ مین قلعہ مسیوی پور مین آیا۔ یہ رانا کا قلعہ آگرہ سے ۱۲۰ میل کے فاصلہ پر جنوب مغرب مین میواڑ کے تھا۔ رنتھنبور کے رائے سرجن ہاڈا کی سپاہ کے کچھ

آدمی آسمین تھے۔ وہ پادشاہی لشکر کے قریب آنے سے بھاگ گئے۔ پادشاہ دو روز یہان ٹھیرا اور یہان کی نواح وحوالی سے آذوقہ کا سامان قلعہ مین فراہم کرکے نظر بہادر کو اسکی حراست سپرد کی۔ یہان سے چھ کوس سفر کرکے وہ کوٹہ مین آیا۔ یہ بھی ان حدود مین ایک محکم جگہ تھی۔ یہ ولایت شاہ محمد قندھاری کو سپرد ہوئی۔ پھر وہ مالوہ کی سرحد پر گاگرون مین آیا۔ کوٹہ کی طرح یہان بھی قیام کیا۔ یہان سے لشکر سپرد کرکے شہاب الدین احمد خان مالوہ مین محمد سلطان مرزا کے بیٹون کی بغاوت کے دور کرنے کے لئے بھیجا گیا۔ وہ پادشاہی لشکر کے آنے کی خبر سنکر اجین سے منڈو مین بھاگے۔ جب یہان بھی انکے کان مین پادشاہی لشکر کے نقارون کی آواز آنے لگی تو الغ مرزا کی جان نکل گئی۔ اور باقی مرزا گجرات مین چنگیز خان پاس چلے گئے اسکے ساتھ ہی پادشاہ نے آصف خان اور اسکے بھائی وزیر خان کو حکم دیا تھا کہ قلعہ مانڈل کو فتح کرے۔ وہ رانا کے مستحکم قلعون مین سے تھا۔ اور راوت بھوی سونگی یہان قلعہ دار تھا۔ اسنے سخت مقابلہ کیا۔ مگر پادشاہی لشکر نے اسے فتح کرلیا۔

شہنشاہ اکبر پاس تین چار ہزار سوار تھے کہ وہ چیتوڑ کی طرف چلا کہ شاید رانا لشکر کی کمی کا خیال کرکے پہاڑون مین سے میدان مین باہر آئے۔ اور اسکا کام آسانی سے تمام ہو جاے۔ مگر اودے سنگ بہادر رانا سنگا کا نامرد وارث تھا۔ آسمین یہ کہان جرأت تہی کہ وہ اپنی جان نثار سپاہ کے ساتھ آنکہ اکبر کی برابر مرد میدان ہوتا۔ وہ جانتا تھا کہ پادشاہ پاس قلعہ گیری کا سامان اس قدر کم ہے کہ وہ قلعون کی طرف متوجہ نہین ہوگا۔ اس گمان سے قلعہ چیتوڑ کو مستحکم کرکے چند سال کا آذوقہ وہان جمع کیا۔ اور میر تھا کے جوان مرد جے مل کو اسے حوالہ کیا اور پانچہزار راجپوت نامور موسر اس قلعہ مین متعین کئے اور اطراف ونواح کو ایسا ویران کیا کہ دشمنون کو صحرا مین گھاس کا پتا بھی نہ ملے اور خود تنگنا رولی پہاڑ مین دور چلا گیا کہ عافیت مین اس خوف سے رہے جو اسکے ملک پر چھا رہا ہے۔ پادشاہ نے یہ سوچا کہ رانا کے پیچھے پہاڑون مین سرگردان پھرنے سے قلعہ چیتوڑ کا فتح کرنا بہتر ہوگا۔

پنجشنبہ ۱۹ ربیع الاول ۹۷۵ھ کو اس نے قلعہ چیتوڑ کے سامنے خیمے ڈالدیئے۔ اسی روز

قلعہ چیتوڑ کے فتح کرنے کے لئے بادشاہ کا جانا ۱۲

کالی گھٹاؤن نے پہاڑون کو گھیر لیا۔ اور قلعہ پر تاریک نقاب ڈالدی۔ عواصف ورياح کی شدت نے اور بوارق وصواعق کے صدمات نے زمین وزمان کو متزلزل کیا۔ اور ابر اور رعد کے شور نے کون ومکان مین جوش وخروش مچایا۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ انسان کے معاملات مین نیچر حصہ لینا چاہتا ہے۔ اور یہ شدید طوفان آیندہ طوفان کا چربہ اُتار رہا ہے۔ ایک سچا ہندو توان بادلون کی گرج کا ترجمان یہ ہوگا کہ وہ اندر کی آواز ہے اور یہ یقین کریگا کہ چیتوڑ کا محافظ دیوتا جو سورج ہے غصہ سے بول رہا ہے۔ اور رنج والم کی پیشین گوئی کر رہا ہے۔ غرض مسلمانون کو بادوباران کے طوفان سے اذیت ہوئی۔ ایک گھنٹہ مین ہوا صاف ہوئی تو قلعہ دور سے نظر پڑا۔ دوسرے روز بادشاہ نے پہاڑ کے گرد دورہ کیا۔ اور ارباب مساحت کو حکم دیا کہ وہ مساحت اور حساب صحیح کرین کہ اسکے موافق حملہ کی تیاری اور سپاہ کی تقسیم ہو۔ دورہ کوہ دو کروہ اور مابین کوہ آمد ورفت خلائق کی راہ پانچ کروہ پیمائش ہوئی۔ اسکی تسخیر کے لئے بخشیان عظام کو حکم ہوا کہ مورچون کی تقسیم کرین۔ جو بادشاہ کی ہمراہ سپاہ تھی اوسنے اپنے مورچے جمائے۔ اور جو سپاہ نئی آتی جاتی تھی وہ جدا اپنے مورچل بناتی تھی۔ اس طور سے ایک مہینے مین قلعہ کے تمام دور کو لشکر شاہی نے گھیر لیا۔ اسی مانہ مین بادشاہ نے اپنے امراء کو بھیجا کہ وہ پاس کے ملک کو تاخت وتاراج کرین اور اس حدود کے سرکشون کی تادیب وتنبیہ کرین۔ شہر رامپورہ کے لئے آصف خان کو ایک جماعت امراء کے ساتھ متعین کیا۔ اُس نے جاتے ہی تلوار کی کنجی سے فتح حاصل کی۔ لوگ بتاتے تھے کہ اودے پور کو ملیدگو ہیر کی طرف رانا ہے۔ اس لئے وہان حسین قلیخان کو روانہ کیا کہ رانا کو گرفتار کرے۔ حسین قلیخان شہر اودیپور مین جو رانا کی دارالایالت تھی آیا۔ یہان کے گرون کشون کو مار اد ھاڑا۔ اور جہان رانا کے آدمیون کی گروہون کو دیکھا انکو تہ تیغ کیا۔ اور بہت کچھ لوٹ کا مال حاصل کیا اور رانا کی جستجو مین نگاپور کی مگر اوسکا پتا نہ پایا تو بادشاہ نے اوسکو اپنے پاس بلالیا اس عرصہ مین لشکر کے بہادر چیتوڑ کے قلعہ پر حملہ آوری کرتے اور دلیری اور دلاوری کی داد دیتے خاص کر عالم خان وعادل خان لیکن کچھ سود مند نہ ہوا۔ اہل زمین کا

چیتوڑ کا محاصرہ۔

ہاتھ آسمان پر کب پہنچتا ہے کہ اس قلعہ پر انکی دسترس ہوتی۔ اکبر ہمیشہ تاکید کرکے تیز جلو بہادروں کو فرماتا کہ اس طرح کی تاخت کو شجاعت نہیں کہتے ہیں۔ بلکہ وہ تہور میں داخل ہے کہ ارباب دانش اسکو اعتدال سے باہر جانتے ہیں اور اخلاق ذمیمہ میں سے گنتے ہیں۔ ان آدمیوں کو تہور نے ایسا مغلوب کر رکھا تھا کہ بادشاہ کی نصائح ہوش افزا کو نہ سنتے تھے اور ہمیشہ قلعہ کے گرد دوڑتے جاتے تھے۔ اور بہت سے مردان نبرد اپنے شجاعت کے چہرہ پر زخموں کا گلگونہ ملتے۔ اور اس انجمن مردانہ ائی میں شہادت کا خوش مزہ جام پیتے۔ اسلئے کہ یہ صفدر جو تیر و تفنگ سے بچتے وہ برج و کنگرہ کے سطح کو پھلانگتے ہوئے گذر جاتے اور کچھہ کام نہ کرتے۔ اور اُس طرف سے جو وہ آتے تو گھوڑوں اور آدمیوں کا کام تمام کرتے اسواسطے بادشاہ نے ان سب باتوں پر خیال کرکے حملہ کی نہایت مناسب تدبیر یہ سوچی کہ وہ اپنی تمام سعی اور کوشش کو تین مورچلوں پر جمع کرے۔ اوّل مورچل لاکھوٹہ کے دروازہ کے محاذی۔ یہاں کا اہتمام اسنے خود کیا اور حسن خان چغتا اور راجہ بیتر داس و قاضی علی بغدادی اور اختیار خان فوجدار و کبیر خان کو اپنے ساتھہ شریک کیا۔ اس طرف خارا تراش نقابوں نے نقب لگانے میں بازوے ہمت کو قوی کیا۔ دوسرا مورچل شجاعت خان و راجہ ٹوڈرمل و قاسم خان میر بحر کو سپرد ہوا اس مورچل میں ایک تیر کے فاصلہ سے عین بارش میں کمر کوہ سے جس کے قلعہ پر قلعہ تھا ساباط کی بنیاد رکھی گئی۔ مورچل سوم کا اہتمام خواجہ عبدالمجید آصف خان و وزیر خان و اورنگ کو سپرد ہوا۔ بڑی بڑی توپوں کو اپنی جگہ سے یہاں لانے میں کام کو طول ہوتا تھا اس لئے بادشاہ نے خود یہاں اپنے سامنے توپیں ڈھلوائیں۔ مگر اونہوں نے کچھہ کام نہ دیا۔ بادشاہ کے پاس ایک دیگ بزرگ (بڑی توپ) آئی جو آدھہ من (۱۹ سیر) کا گولہ پھینکتی تھی۔

جب اہل قلعہ کو اس حال پر جو اُنکے وہم و خیال میں نہیں گذرتا تھا اطلاع ہوئی تو ہوش اڑ گئے کہ روز بروز اُنکے استیصال کا سامان زیادہ ہوتا جاتا ہے ناچار حیلہ و تزویر کے درپے ہوئے۔ ایک دفعہ سانڈ اسلحدار کو اور دوسری دفعہ صاحب خان کو بھیجا کہ بادشاہ سے عرض کریں کہ وہ بادشاہ کی اطاعت کرتے ہیں اور ہر سال پیشکش دینے کا اقرار کرتے ہیں۔ بعض اولیاء دولت نے

اس سخن کو سخن جان کر عرض کیا کہ اس قرار داد پر اس شغل کو چھوڑنا عین صلاح ہے لیکن سلطنت کی غیرت نے اس بات کو نہ مانا۔ اور بادشاہ نے فرمایا کہ خلاصی جب ہی انکو ہوگی کہ رانا اپنے تئین حوالہ کرے۔ بادشاہی آدمی ایسے بہ تنگ ہو رہے تھے۔ کہ اس محلکہ سے نکلنے مین کوشش کرتے تھے مگر کسی سے کچھ فایدہ نہ ہوتا تھا۔

فتح کے یقینی حاصل کرنے کے لئے اور اپنی سپاہ کی جان بچانے کے لئے بادشاہ نے ساباط بنانے کا حکم دیا۔ یہ ساباط بیچدار سلامت کوچے تھے جو قلعہ سے ایک تیر انداز کے فاصلہ سے شروع ہوئے تھے اور وہ دو دیوارون کے بیچ مین تھے۔ اور یہ دیوارین اوٹھا کر قلعہ کے قریب اس طرح لیگئے تھے کہ ٹوکری کی بناوٹ کے بڑے بڑے سیلین یعنی اسطوانہ کی شکل اندر سے خالی بنائے تھے اور انکے اندر مٹی بھری تھی۔ انہین باہر سے بھینس کی کھالون سے منڈھا تھا۔ اور سپاہ اونکو اپنی سپر متحرک بناتے تھے۔ اور انکو آگے آگے لڑھکاتے لیجاتے تھے اور انکی آڑ مین اپنا کام بناتے تھے جب وہ قلعہ کی دیوار کے نیچے پہنچے تو وہان کوٹھیان ڈالین اور سیڑھیان بناکے زمین کو اندر نقبین لگائین جنمین بارود بھری گئی اور پھر وہ اڑائین گئین ان کامون کے کرنے مین وقت اور روپیہ بہت صرف ہوا۔ باوجود احتیاطون کے جانین بہت تلف ہوئین پانچہزار گل کار و نجار و سنگتراش و آہنگر و نقاب رات دن کام کرتے تھے۔ انمن سے بحساب اوسط ہر روز سو دو سو آدمیون کو اہل قلعہ کے چابکدست توپچی اڑا دیتے تھے۔ یہ سب کاریگر اپنی خوشی سے آتے تھے۔ بادشاہ نے انکو بیگار مین پکڑنے کی ممانعت کردی تھی۔ اور اس کام کے عملہ فعلہ کو انعام دینے مین بادشاہ نے روپیہ کو ٹھیکری کر دیا تھا۔ اس لئے اس خطرناک کام مین جو کاریگر مارے جاتے تھے انکی جگہ اور آجاتے تھے۔ اور ساباط آگے بڑھتے چلے جاتے تھے مُردون پر کچھ خیال نہین کیا جاتا تھا ان کے جسم اینٹون کی جگہ دیوار مین چنے جاتے تھے۔ غرض باوجود ان سب موانع کے کام بہت ہوتا تھا۔ بادشاہ کے موچل خاص سے جو ساباط بنا تھا وہ ایسا وسیع تھا کہ دس سوار برابر برابر اوسکے اندر چلے جاتے تھے اور بلند ایسا تھا کہ فیل نشین نیزہ کو ہاتھ مین لیکر اوسکے نیچے چلا جاتا تھا۔ ان تیار لیون مین

تین ہفتے صرف ہوئے - قلعہ کو دو جگہ سے مجوف کیا تھا - ایک مجوفہ مین ایک سو بیس من بارود - اور دوسرے مجوفہ مین اسی من بارود بھری تھی - بادشاہ نے حکم دیدیا تھا کہ سپاہی مسلح و مکمل مترصد رہین کہ سرنگ کے اڑتے ہی جب دیوار پھٹے تو وہ اوسمین سے قلعہ کے اندر جاکر متصرف ہون - اور یہ بھی حکم دیا تھا کہ ہر نقب مین جدا جدا فتیلے لگائے جائین اور الگ الگ وہ اڑائی جائین - لیکن کبیر خان نے جو اس کام کا مہتمم تھا ایسی تدبیر کی کہ دونو ایک ہی دفعہ ایک شتابہ سے اڑائی جائین - نتیجہ سے یہ معلوم ہوا کہ شہنشاہ کی راے درست تھی - چہارشنبہ ۱۵ جمادی الاولی سنہ ۹۷۵ کو بارود مین آگ لگائی گئی - ایک برج بیخ و بنیاد سے اکھڑا اور اوسپر جو مخالف کی سپاہ لڑ رہی تھی اوسکو ہوا مین لے اڑا - اور اوسکو پراگندہ و پریشان کر دیا - دیوار کے پھٹتے ہی اوسپر بادشاہ کی سپاہ بے تشخیص و ملاحظہ چڑھ گئی کہ قلعہ کے اندر جائے - کہ ناگاہ دوسرا مجوفہ اڑا - اس سے وہ لشکر جو قلعہ کے اندر گھسنے کو تھا - اور دشمنون کا وہ گروہ جو اسکی مدافعت کے لئے آیا تھا - دونو اڑ گئے - جسمون سے انکی جانین جدا ہوئین - انکے اعضا کی پیوستگی مین سستی آئی - سنگ فرسنگون پر جا کر گرے - پچاس کوس کے گردہ مین اسکی مہیب آواز گئی - جس سے لوگون کو تعجب ہوا یہ خطا اس سبب سے ہوئی کہ ان دونون مجوف جاؤن مین فتیلہ کو ایک ہی جگہ سے روشن کیا تھا ایک جلد بارود مین جا لگا - اور دوسرا دیر مین پہنچا - چاہیئے یہ تھا جیسا کہ بادشاہ نے ارشاد کیا تھا - کہ جدا جدا شتابے لگا کے الگ الگ سرنگین اڑائی جائین - بادشاہی دو سو آدمی مرے - جنمین سے تین بادشاہ شناس تھے - سید جمال الدین پسر سید احمد سادات بارہ - میرک بہادر جوان محمد صالح پسر میرک خان کولابی اور بعض اور نامور کام آئے - دربار کوہ مین چالیس آدمی عافیت کے لئے بیٹھے - ان پر قلعہ کے اینٹ پتھر ایسے گرے کہ وہ مرے کے مرے رہ گئے - دشمنون کے بھی چالیس آدمی مرے - جب بادشاہی بہادرونکو یہ حال معلوم ہوا تو وہ اہل قلعہ سے لڑنے لگے اہل قلعہ بھی ایک طرف لڑنے مین جان لڑاتے اور دوسری طرف اپنی شکستہ دیوار کی مرمت کرتے تھوڑے عرصہ مین اونہون نے اپنی دیوار پہلی سی عریض و بلند بنالی - اُس روز آصف خان مورچال کی سرنگ مین شتابہ لگایا گیا - مگر وہ خوب نہین اڑی - مخالفون کے صرف تیس آدمی

بس سے مرے - بادشاہی لشکر کو اگرچہ کوئی آسیب نہین پہنچا - مگر اس نے کچھہ کام بھی نہین کیا
ان سرنگون کے اڑنے نے بادشاہ کے لشکر کی شجاعت اہل قلعہ سے کرائی اور انکی بخت برگشتہ
مگر بادشاہ کی توجہ پیشتر سے بیشتر ہوئی - بادشاہ نے لشکر کو سمجھایا کہ تیز دستی اسکے کامون مین
کچھہ کام نہین کرتی - صبر سے کام کو سرانجام دینا چاہیے - بادشاہ سامان کو قلعہ گیری کی
بہتر روش جانتا تھا اسکے انتظام مین اہتمام زیادہ کرتا تھا - بارہا وہ سابا طمین قلعہ کے نزدیک
جاتا اور بندوق اندازی کرتا - ایک دن وہ حصار کے گرد پھرتا تھا - مورچل لاکھوڑے کے
نزدیک آیا - بادشاہی لشکر پناہین بنا کر لوازم محاصرہ کی تقدیم کرتے تھے - ایک دیوار کی
پناہ مین بادشاہ کھڑا ہوا اور دیوار کے روزن مین سے بندوق اندازی کرنے لگا - قلعہ مین
ایک قدر انداز کم خطا ایسا تھا کہ اہل لشکر نے اوسکی شکایت بادشاہ سے کی کہ اسنے مورچل مین
ایک آفت مچا رکھی ہے کہ ناگاہ اسی بندوقچی نے جلال خان کے سر کو تاک کر بندوق لگائی
گولی اسکے کان مین لگتی ہوئی چلی گئی - کچھہ بڑا آسیب نہین پہنچا - بادشاہ نے کہا کہ جلال خان
قدر انداز مجھے نظر نہین آتا - اگر وہ دکھائی دے تو تیر انتقام لون - اجلدی مین اس بندوقچی
کی بندوق سے انتقام لیتا ہون یہ کہکر اوسنے اپنی بندوق اسکی بندوق کی طرف ماری
اسکی گولی روزن سے نکل کر بندوقچی کے ایسی لگی کہ وہ مرگیا - اس وقت تو یقین نہین ہوا کہ بندوق سے
بندوقچی کے لگی - مگر اس کی بندوق کے نیچے ہونے سے یہ قیاس پیدا ہوتا تھا مگر احوال تحقیق کرنے سے
معلوم ہوا کہ اس بندوقچی کا نام اسماعیل تھا اور وہ بادشاہ کی اس گولی سے مرگیا - اسی طرح
اہل حصار کے نامدار بادشاہ کی گولیون سے فنا ہوتے تھے - چوتھی ایک پہاڑی قلعہ کے نزدیک
اسکی جانب کے مورچل پر بادشاہ گیا - اتمام کار مین خود اہتمام کرتا تھا - وہان گولے
گولیان آتے تھے وہ کچھہ پروا نہ کرتا تھا - الا آہستہ آہستہ وہان جاتا تھا - کہ ایک گولہ
ایسا آنکر پڑا کہ پس آدمی اُس سے مرگئے - ایک دن خان عالم اسکے پاس کھڑا تھا کہ ایک گولی
آنکر اسکو لگی - اسکے جیبہ سے گذر کر نیچے کے کپڑون مین آئی اور پسینے سے ٹھنڈی ہوگئی - ایسے
ہی مظفر خان کے ایک بندوق لگی اور چیر رہی - یہ سب باتین لوگ بادشاہ کے قدمون کی

برکت کے سبب سے سمجھتے تھے۔ ہمت شاہنشاہی سے راجہ ٹوڈرمل اور خاسم خان میر بحر و بر نے مورچال کے کام کو بہت اچھی طرح انجام دیا۔ ساباط کے اوپر منازل و قنوات و کشا بنائے گئے۔ انکے تمام ہونے سے پہلے دو رات اور ایک دن بادشاہ یہان اہتمام کرتا رہا۔ اسکی سپاہ نے قلعہ کشائی پر دل لگا رکھا تھا اور قلعہ کی دیوار کو وہ ویران کرتے تھے۔ دشمن بھی خوب لڑتے تھے۔ اور بادشاہ خود بندوق انداز کی داد دیتا تھا اور سطح ساباط پر بین بین مقام کرکے اپنے پر دل دلیروں اور زنجیر گسل شیر و نکا تماشا دیکھتا تھا ان ایک دن دو رات مین اسکی سپاہ لڑنے مین ایسی مصروف رہی کہ خواب و خور کا خیال کچھ نہین کیا۔ ۵ شعبان صبح سہ شنبہ کو یہ قلعہ مفتوح ہوا۔ اس سانحہ کی شرح یہ ہی کہ شب گذشتہ سے قلعہ کے اطراف و جوانب سے لشکر نے ہجوم کرکے جنگ شروع کی اور کئی جگہہ دیوار مین رخنہ ڈال دیا۔ ساباط کے نزدیک بادشاہی سپاہ نے پیشدستی کرکے قلعہ کی دیوار استوار کو بہت گرا دیا اور جانفشانی اور جانستانی کی داد دی۔ آدھی رات گئی ہوگی کہ اہل قلعہ شگاف دیوار مین ہجوم کرکے ایک طرف جان کو فنا کرتے تھے اور دوسری طرف کرباس و پنبہ و روغن و ہیزم سے اس لئے پُر کرتے تھے کہ اگر بادشاہی سپاہ اسمین آئے تو اسمین آگ لگاکر کسی کو نہ آنے دین۔ اسی اثنا مین بادشاہ نے دیکھا کہ ایک شخص جسمین ہزار میمنی جوسرداری کی نشانی ہے پہنے ہوئے اس شگاف گاہ مین آنکر اہتمام کر رہا ہے مگر معلوم نہوا کہ کون ہی۔ بادشاہ نے اپنی خاص بندوق سنگرام کو لیکر اسکی طرف چھوڑا۔ شجاعت خان اور راجہ بھگونت داس سے کہا کہ مین سادی و بسکی کے سبب جمع شکار کرنے کے وقت ظہور مین آئی ہی یقین کرتا ہون کہ میری گولی اس آدمی کے لگی ہوگی۔ خانجہان نے کہا کہ شخص ہوارات کو آنکر اہتمام کرتا ہے اگر پھر وہ نہ آئے تو غالباً اس آدمی کو بندوق لگی ہوگی اس واقعہ پر ایک ساعت گذری تھی۔ کہ جیار قلی دیوانہ خبر لایا کہ اس شگاف گاہ مین مخالفون مین سے کوئی باقی نہین رہا ہی اسی حال مین قلعہ کے اندر کئی جگہہ آگ لگی ہوئی نظر آئی۔ امراء شاہی اس پر خیال کر رہے تھے کہ راجہ بھگونت داس نے معروض کیا کہ یہ آتش چیو ہر (چیو ہر) ہی کہ ہندوستان کی رسم ہی کہ جب ایسی حالت پیش آتی ہی تو صندل و عود وغیرہ کا خرمن اپنی کمنت کے موافق جمع کرتے ہین اور طرح طرح کی خشک لکڑیان اور روغن مہیا رکھتے ہین حکم بردار سنگدل معتمدون کو عورات پر متعین کرتے ہین جسوقت شکست متیقن ہوتی ہی اور مرد

ارے جاتے ہین۔ تو یہ سنگدل ان بے گناہ عورتون کو آتشکدہ کی آگ مین ڈال کر خاکستر کرتے ہین (فارسی مین اسکو جوہر کہتے ہین۔ اور حقیقت مین وہ جوہر ہے یعنی جانون کا کھونیوالا ثابت ہوگیا کہ بادشاہ کی بندوق نے شیر دل جیمل کو ہلاک کیا۔ جس سے قلعہ کا کام تمام ہوا۔ یہ آگ بھی جوہر کی تھی۔ قوم سیسودیہ خاصان رانا کے خانہ پتا مین۔ اور راٹھورون کے گھر مین۔ اور چوہانون کے گھر مین ایسے اہتمام سے یہ جوہر ہوئے۔ تین سو عورتین انمین جلین۔

جیمل کے مرنے سے ہر راجپوت بیدل ہوگیا۔ جب اسکی لاش شہر کو چلی تو سب پر مایوسی چھاگئی قلعہ کی دیوار پر کوئی نہ ٹھیرا۔ جب عورتین جل چکین تو مردون نے زعفرانی لباس پہنا اور پان کا بیڑا کھایا کہ اب مار کر مرنا چاہیئے۔ جب صبح ہوئی تو اکبر شہنشاہ نے حکم قلعہ کے اندر جانے کا دیا اور آسمان شکوہ ہاتھی پر بیٹھا اور اپنی سپاہ کو قلعہ کے اندر لیگیا۔ کئی ہزار سپاہ ہمراہ تھے جنگی ہاتھیون نے بڑی بڑی کام کئے۔ اول فتح مین پچاس ہاتھی اور آخر مین تین سو ہاتھیون نے قلعہ کے اندر دشمنونکو پامال کیا۔ یون تو ہر جگہہ گشتون کے پشتے لگے۔ مگر ان تین مقامون پر بڑی خونریزی ہوگئی رانا کے محل پر۔ مہادیو کے مندر پر۔ اور رامپورہ کے دروازہ پر۔ قلعہ کے ہر محلہ پر حملہ ہوا۔ ہر قدم پر خونریزی ہوئی۔ ہر بازار و گلی و ہر گھر ایک قلعہ تھا جسکو حملہ کرکے لیا۔ رات کے پچھلے پہر سے دن کے دو پہر تک لڑائی ہوتی رہی۔ راجپوت شیرون کی طرح لڑے۔ سورداس چوہان نے ایک ہاتھی کا دانت اپنی ایک ہاتھ مین پکڑکر دوسرے ہاتھ سے جمدھر مارا اور کہا کہ یہ میرا مجرا بادشاہ سے کہدینا۔ جب بادشاہ گوبند سیام کے مندر پاس آیا تو جسم لرزان ایک لڑکے کا جسکا نام پٹا تھا۔ ہاتھی کے پانون تلے کچلا گیا۔ اگرچہ اس لڑکے کی عمر سولہ برس کی تھی۔ مگر وہ سورج دروازہ کا محافظ تھا۔ اس نے بڑے بڑے مہادری کے کام کئے۔

تورانتوان پانچ انکی لڑکیان۔ دو چھوٹے لڑکے اور سپہ لارون و بڑی بڑی راجپوتون کی بیویان جوہر مین جلین۔ اور اس قلعہ مین آٹھ ہزار جنگ جو راجپوت تھے۔ رعایا جو اس لڑائی مین انکے ساتھ کٹ گئی اور خدمت گذاری مین کوئی کسر باقی نہین رکھی تھی۔ چالیس ہزار یا تیس ہزار سے زیادہ تھی۔ قلعہ پہلے ۱ محرم ۹۷۳ھ کو سلطان علاؤالدین نے چھ ماہ سات روز مین فتح کیا تھا۔ سلطان سے رعایا لڑی

قلعہ چیتوڑ کا بیان

نہ تھی اس لئے اسکو امن دیا گیا تھا۔ مگر بادشاہی لشکر سے وہ خوب کلہ بہ کلہ لڑی۔ اسلئے قتل عام کا حکم ہوا اور ایک جماعت کثیر ابتر ہوئی

مہم قلعہ چیتوڑ کے بیان جس طور سے راجپوت بیان کرتے ہین ہم آگے لکھینگے جس سے معلوم ہوگا سلطان علاء الدین اور شہنشاہ اکبر کی آئین فتح مین کیا کیا کارنمایان کئے۔ زمانہ دراز سے یہ قلعہ میواڑ مین اپنی متانت مین مشہور ہے۔ اور تاریخ وافسانہ دونو اسکی متانت اور استواری کی تعریف کرتے ہین ایک مسافر بوندی سے جنوب مغرب کو پھرتی دفعہ ندی بناس کی چکھیریون مین پھرتا ہوا اور بہت سے قلعون کے ڈھیر دیکھتا ہوا ایک میز ناکتل پر پہنچیگا۔ جو دریا بناس کے شرقی کنارہ پر کھڑا ہوا ہے۔ اسکو کتل چیتوڑ کہتے ہین وہ ایک دائرہ کی شکل کا ہے جسکا محیط تین میل ہے۔ وہ ایک بڑا کتل ہے۔ جسکو ٹی ٹان نے اپنے ہاتھون سے پہاڑ سے کھینچ لیا ہے۔ اسکا ارتفاع ۵۰۰ فیٹ ہے اور اسکا محیط قاعدہ پر قریب آٹھ میل کے ہے اسکو ہر طرف سے خوفناک ڈھلان اور دندانہ دار کھنڈ انے حفاظت کرتے ہین صرف اسکے جنوبی رخ پر آدمی چڑھ سکتا ہے اس پہاڑ کی چوٹی پر قلعہ کا حصار ہے جسکی جا بجا نیچر خود حفاظت کرتا ہے اور اسکے ضعیف مقامات جنوب مین ہین جنکو قلعہ بنانیوالون نے نیچر سے بھی زیادہ دہشت ناک متین کر دیا ہے۔ حصار کی دوہری فصیلین ہین جسکے باہر کی فصیل بلندی کوہ کے کنارہ پر ہے۔ اول تو پہاڑ ہی خود فصیل بنا ہوا ہے جسمین آدمی کا گذرنا دشوار ہے اور پھر اس مین جہان پانی کے چشمے یا کسی اور طرح کی بستی ہے۔ وہان بڑی بڑی اونچی دیوارین بنا دی ہین اور ان پر برج اور کنگورے بنائے ہین۔ جنوبی سرے پر سنگ نصف چاند کی شکل کی پہاڑی ہے۔ جسکو چیتوڑی کہتے ہین وہ قلعہ سے ۵۰ گز سے زیادہ فاصلہ پر نہ ہوگی۔ وہ چیتوڑ سے ملی ہوئی ہے لیکن اسکی نیچی ہے اسکو دانائی کے ساتھ قلعہ کے احاطہ سے باہر رکھا ہے مگر یہ ایک ضعیف مقام ہے جس سے حملہ آور وں نے فائدہ اوٹھایا ہے۔ اسکے ہمایہ مین قلعہ کی بلندی پر ایک رستہ پہاڑ مین کٹا ہوا بنا ہے جو اول شمال کیطرف جاتا ہے اور پھر پیچدار ہوکر اوپر جاتا ہے جسمین متواتر سات دروازے آتے ہین جنمین سے ہر ایک مین گذرنا پڑتا ہے۔ تو اسکی بلندی پر رسائی ہوتی ہے رامپول اور رامپور دروازے سب سے زیادہ اونچے ہین۔

کھمان رس مین (یہ ایک کتاب ہی جسمین رانا کھمان کی داستان لکھی ہے) لکھا ہے کہ میواڑ کے چوراسی مضبوط قلعون مین چترکوٹ (چیتوڑ کا قلعہ) سب سے زیادہ مستحکم و متین ہے۔ وہ زمین کے سطح سے اوپر نکلا ہوا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زمین نے اپنی پیشانی پر قشقہ لگایا ہے کسی دشمن کا ہاتھ اُس تک نہین پہنچ سکتا۔ اور نہ وہان کے رئیس کو خوف کا خیال دل مین آتا ہی اسکی چوٹی پر سے گنگا بہتی ہے۔ اسکی بلندی پر جانے کے راستے ایسے پیچدار ہین کہ اگر تم وہان کسی طرح پہنچ بھی جاؤ تو پھر وہان سے آنے کی امید نہین۔ پہاڑ پر برج اسکی حفاظت کے لئے بنے ہوئے ہین۔ انمین جو لوگ رہتے ہین وہ کبھی خواب مین بھی خوف سے نہین چونکتے۔ اسکے کوٹھارین غلے بھرے ہوئے ہین۔ اسکے تالاب و حوض اور کنوئین بھرے اور چھلکتے رہتے ہین رام چندر یہان خود آنکر بارہ برس رہے ہین۔ یہان چوراسی بازار ہین۔ لڑکون کے لئے مدارس ہر قسم کے علم کی تعلیم کے لئے بنے ہوئے ہین۔ قوم بنیہ کی بہت بستی ہے اور اٹھارہ قسم کے اہل حرفہ رہتے ہین۔ پھر اس کتاب مین قلعہ کے اندر اور گرد کے ہر ایک درخت اور جھاڑی اور پھول کا حال لکھا ہے سب قوم کے راجہ کھیلوت مین سوار اور پیادے بکثرت اُنکی ہمراہ ہین اور راجپوتون کی کل چھتیس قومین انکی باجگذار ہین۔ وہ چھتیس کلیان سنگھاسن ہین ایک تعجب کی بات یہ ہے کہ بادشاہ کو اس قلعہ کے قدر انداز و کم خطا بندوقچیونکی تلاش تھی وہ اسطرح قلعہ سے نکل گئے کہ بادشاہی لشکر تو لوٹ مین مصروف تھا۔ اونہون نے بیوی بچون کو اسیرون کی طرح مقید کیا۔ انکی نگہبانی ہین۔ اور بیچین رکھا اور ہر اور ہر پہرہ دار تھے گویا یہ معلوم ہوتا تھا کہ بادشاہی پیادہ قیدیون کو لئے جاتے ہین اس تدبیر سے ہزار بندوقچی باہر چلے گئے۔ غرض یہ قلعہ ۲۵ شعبان ۹۷۵ھ کو فتح ہوگیا۔ اور یہان بادشاہ نے قیام کیا۔ ۱۱ سنہ ۲۹ شعبان کو نقارہ مراجعت بلند آوازہ ہوا۔ خواجہ عبدالمجید آصف خان کو ساری سرکار مرحمت ہوئی۔ رانا نے اپنی تین حوالہ نہین کیا۔ وہ کچھ دنون پیچھا رہا اور سب آفتون سے بچا رہا۔ اسکے پاس دو قلعے رنتھنبور اور کالنجر تھے۔ جنکی فتح کا ذکر آگے آتا ہے +

بندوقچیون کا قلعہ سے نکلنا۔

جب قلعہ کے فتح کرنے کا بادشاہ نے ارادہ کیا تھا تو اوس نے یہ منت مانی تھی کہ اگر فتح ہوگی تو مین پیادہ پا خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کے روضہ کی زیارت کو اجمیر مین جاؤنگا۔ جب یہ فتح ہوئی تو اوس نے لشکر کو حکم دیا کہ وہ سوار آئے مین خود پیادہ پا جاؤنگا۔ لو مین چلتی تھین۔ ریت اڑتی تھی۔ اس مین وہ ۲۹ شعبان ۹۷۵ھ کو پیادہ پا چلدیا مگر جب اسطرح قصبہ نڈل مین آگیا تو شگون نہ قرار دل جو پہلے اجمیر روانہ کیا تھا وہان سے واپس آیا اُس نے عرض کیا کہ حضرت خواجہ نے خواب مین آکر پیادہ پا آنے سے منع کیا ہے کہ اس سے آپ کو تکلیف و شرمندگی ہوتی ہے۔ تو وہ سوار ہوا۔ اور جب اجمیر کا منزل رہا تو پھر پیادہ پا چلا۔ اور ۷ رمضان ۹۷۵ھ کو روضہ کی زیارت کی اور دس روز قیام کیا پھر اجمیر سے راہ مین شکار کھیلتا ہوا ۱۵ شوال ۹۷۵ھ کو آگرہ مین داخل ہوا۔

بادشاہ کا پیادہ پا اجمیر جانا ۹۷۵ھ

جب بادشاہ قلعہ چیتوڑ کو فتح کرکے آگرہ مین آیا تو اوسنے قلعۂ رنتھبور کی فتح کا ارادہ کیا۔ یہ قلعہ اجمیر سے ۱۱۵ میل ہے۔ اور وہ سردار اور فوج شاہی جو قلعہ چیتوڑ کو نہین گئی تھی وہ اس قلعہ کی فتح کرنے کے لئے بسرکردگی اشرف خان روانہ کئے یہ لشکر تھوڑی دور چلا تھا کہ یہ خبر آئی کہ ابراہیم حسین مرزا اور محمد حسین مرزا گجرات سے شکست پاکر مالوہ مین آئے ہین اور اجین کو لے لیا ہے۔ اس لئے بادشاہ نے اس لشکر کو مرزاؤن کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ جسکا حال ہم آیندہ لکھینگے۔ یون اس قلعہ کی تسخیر کے لئے سپاہ کی روانگی مین توقف ہوا۔

قلعہ رنتھبور کی فتح ۹۷۶ھ

بادشاہ دوشنبہ غرہ رجب ۹۷۶ھ کو حصار رنتھبور کی فتح کو دہلی سے روانہ ہوا اور سہ شنبہ ۱۲ شعبان کو قلعہ کے میدان مین آیا۔ یہ قلعہ کوہستان کے درمیان واقع ہے اس سبب سے اور قلعون کو برہنہ کہتے ہین اور اسکو خوش پوش۔ اور اس قلعہ کا اصل نام رن تہ پور ہے رن ایک بلند کوہچہ ہے جو قلعہ کا سرکوب ہے۔ قلعہ اس کے نیچے واقع ہے اس لئے اسکو رن تہ پور یعنی ایسا شہر کہ کوہ رن کے نیچے واقع ہے۔ وہ بہت بلند اور مستحکم ہے۔ ان دنون مین راؤ سرجن اس قلعہ پر تسلط رکھتا تھا۔ اس نے سب طرح کے سامان سے اسکو تیار کیا۔ اور اول ہی سے لڑائی کا ارادہ کیا تھا۔ بادشاہ نے اس قلعہ کے گرد پہاڑون کو دیکھ بھال کر گرداگرد مورچے بنائے

اور ایسا محاصرہ کیا کہ اہل قلعہ کسی طرح آجا نہیں سکتے تھے۔ اہل قلعہ توپ اندازی اور آتشبازی میں گرم ہوئے۔ بادشاہ نے سابا طکہ دشمنوں کے سر کوبی کے لئے بنائو۔ قاسم خان میر بر و بحر و راجہ ٹوڈرمل نے اس کام کا اہتمام نہایت خوبی و شتابی سے کیا درہ رن میں جابجا بدست معماروں اور سخت بازو خارا تراشوں اور آہنگروں اور نجاروں اور عملہ فعلہ عمارت نے ایک ایسا سابا ط بنایا کہ وہ حصار کی بلندی کا دست گریبان ہوا۔ ایسی بڑی بڑی توپیں کہ جنکو دو سو جوڑیاں بیلوں کی کھینچتی تھیں ہزار جر ثقیل سے بڑی مشکل سے ان پہاڑونکی نشیب و فراز اور پیچ راہوں میں آہنین بازو کہاروں اور سنگین دوش حمالوں نے کوہ پر چڑھائیں وہ توپیں قلعہ کے ڈھانے کے لئے چلائیں گئیں جنکی گونج پہاڑوں کے اندر کانوں کے پردے پھاڑتی تھی جنکے گولے ہر دفعہ دیوار میں ایک رخنہ ڈالتے رہتے تھے۔ غرض اس آتش زنی سے سورجن کی آتش بند ٹھنڈی ہوئی۔ سنے محاصرہ کی یہ کیفیت دیکھکر بادشاہ کی خدمت میں اپنے دو بیٹے اودے سنگھ و بھوج سنگھ بھیجے۔ انہوں نے باپکا جرم بادشاہ سے معاف کرایا۔ بادشاہ نے حسین قلیچخان کو سورجن سنگھ کے پاس بھیجدیا۔ وہ اسکو سہ شنبہ سوم شوال کو قلعہ سے بادشاہ پاس لایا۔ اس نے قلعہ کی چابیاں سونے کی کنجیاں بادشاہ کی نذر کیں اور تین روز کی اجازت مانگی کہ میں اپنا اسباب مال قلعہ سے باہر نکال کر قلعہ کو بندگان حضور کو سپرد کرونگا بادشاہ نے اسے اجازت دیدی اور اوس نے تین روز بعد اپنا اسباب مال نکال کر قلعہ کو مع انبار ہائے جمیع آلات و ادوات قلعہ داری کے بادشاہ کے حکم سے مہتر خان کو حوالہ کیا۔ وہ قلعہ کہ سلطان علاء الدین نے ایک سال میں فتح کیا تھا۔ بادشاہ نے ایک مہینہ میں فتح کرلیا۔ بادشاہ اجمیر میں درگاہ کی زیارت کرکے چہارشنبہ ۲۴ ذی قعدہ کو دارالخلافہ آگرہ میں آگیا۔

یہ قلعہ کالنجر وہی ہے جسکی تسخیر میں شیر شاہ کی جان گئی تھی۔ وہ پہاڑ پر نہایت بلند و مضبوط قلعہ ہے اس قلعہ پر راجہ رامچندر والی ولایت بہ متصرف تھا جب فغانون کا ادبار آیا تو اوس نے اس قلعہ کو بجلی خان پسر خواندہ بہار خان سے نہایت گران قیمت نقد دیکر خریدا تھا اور اُس پر اپنا قبضہ و تسلط جمایا تھا۔ جن دنون میں بادشاہ قلعہ رنتھور کی فتح کو گیا تھا تو اس نے

قلعہ کالنجر

مجنون خان قاقشال اور شاہم خان جلائر کو اور امراء کو جو شرقی سمت مین جاگیرین رکھتے تھے حکم دیا تھا کہ قلعہ کالنجر کو فتح کرین ان بادشاہی امراء نے جاکر اسکا محاصرہ کیا اور کسی اہل قلعہ کو باہر نکلنے کے لئے جاے باقی نہین رکھی قلعہ چنوار اور بتھو کی فتح کی شہرت نے یہان اہل قلعہ کا دل سرد کیا۔ راجہ رامچند نے امان طلب کی اور قلعہ بادشاہی ملازمون کے سپرد کردیا۔ بادشاہ پاس اس فتح کی خبر آگرہ مین چہارشنبہ ۲۴ ذی القعدہ ۹۷۷ھ مین آئی۔ مجنون خان قاقشال کو یہان کی قلعہ داری مرحمت ہوئی۔

فتح گجرات اور محمد سلطان کے فرزندون کی بغاوت

ہم نے پہلے بیان کیا ہی کہ محمد سلطان کے فرزندون نے بغاوت اختیار کی اور مالوہ مین جاکر اپنے پاؤن جمائے۔ اور جب لشکر شاہی مالوہ مین آیا تو وہ گجرات مین بھاگ گئے۔ سلطان محمود کی شہادت کے بعد اسکا غلام چنگیز خان قلعہ جانپانیر و سورت و برودج پر مسلط ہوگیا تھا۔ اور اس وقت وہ احمد آباد پر قبضہ کرنے کا قصد رکھتا تھا۔ ایسے وقت مین مرزاؤن کے آنے کو مغتنم سمجھا۔ اور خوب جمعیت لیکر احمد آباد پر چڑھا۔ حوالی شہر مین معرکہ نبرد گرم ہوا۔ اور اعتماد خان کو شکست دیکر احمد آباد پر متصرف ہوا۔ وہی یہان کا حکمران ہوا۔ مرزاؤن نے اس پیکار مین کارہاے نمایان دکھائے تھے۔ چنگیز خان نے اُن پر مہربانی کرکے حوالی برودج مین انکو جاگیرین دیدی تھین مگر یہ جاگیرین انکے ہزادون کی شاہ خرچی کے لئے کافی نہ تھین اسلئے انہون نے چنگیز خان کی اجازت بغیر اورون کی جاگیرون پر قبضہ کرنا شروع کیا اور ناحق کے حق اپنے جتانے اور شیخیان بگھارنی شروع کین چنگیز خان نے انکے رفع کرنے کے لئے لشکر بھیجا۔ اس سے تاب مقابلہ نہ لاسکے۔ خاندیس مین بھاگے۔ وہان بھی دنگہ و فساد کرکے اجین مین مالوہ کے قصد سے آئے۔ مراد خان جاگیردار اُجین اور مرزا عزیز اللہ دیوان سرکار مالوہ کو دو روز پہلے اہل فتنہ کا حال معلوم ہوگیا تھا انہون نے قلعۂ اجین کی تاسیس و تعمیر کرلی تھی۔ جب بادشاہ کو اس فتنہ و فساد کی خبر آئی تو علحدہ

رنتھنبور کی تسخیر کے لئے جو سپاہ جاتی تھی اُسکو مالوہ مین بھیجکر اس فتنہ کا دفع کرنا مقدم جانا۔ حسب الحکم
پادشاہی لشکر مالوہ کیطرف عنان تاب اور برسات کی شدت مین منزل پیما ہوا۔ پادشاہ نے
قلیچ خان و خواجہ غیاث الدین علی قزوینی کو اس لشکر کی کمک کے لئے اور بھیجدیا۔ جب سرونج مین لشکر
شاہی آیا تو شہاب الدین احمد خان کہ یہان کا جاگیردار تھا ان اُمراء سے سامان شائستہ کے
ساتھ ملا۔ اور سارنگ پور مین شاہ بداغ خان جو یہان کا حاکم تھا وہ بھی آنکر شریک ہوا
مرزاؤن نے جب اس لشکر کا حال سُنا تو وہ منڈو کیطرف بھاگے مُراد خان اور میر عزیز اللہ دیوان
اور تمام اُمراء عظام نے انکا تعاقب کیا۔ مرزا سراسیمہ ہوکر دریاء نربدہ کے پار گئے۔ بہت سے آدمی
انکے اس دریا مین ڈوب کر مر گئے۔ اس نواح مین جھجھار خان حبشی نے گجرات مین بتفرقہ برپا کرکے
چنگیز خان کو قتل کر ڈالا تھا۔ اسلئے مرزا گجرات کو اپنا مفر عظیم سمجھکر چلے گئے۔ پادشاہی لشکر نے آگے
تعاقب نہین کیا۔ ان مرزاؤن نے گجرات کو حاکم سے خالی پایا۔ قلعہ جانپانیر و سورت کو
بے جنگ و جدال لے لیا اور ابراہیم حسین قلعہ برو ج مین پہنچا۔ رستم خان ترکی غلام چنگیز خان
کا بہنوئی تھا اُس نے قلعہ کو مضبوط کیا اور اسمین متحصن ہوا۔ دو سال تک یہ مرزا قلعہ پر چھولا کیا۔
مگر کچھ نہ کرسکا۔ رستم خان ہمیشہ قلعہ سے نکلکر اون سے لڑتا اور اپنی رستمی دکھاتا مگر بیمدد تھا۔
امداد اور اعانت سے نا امید تھا اس لئے صلح کرلی۔ فند و مکر سے ارباب شرارت نے اسکی جان اس کے
حصار سے باہر نکال لی۔

یہ خدا پرست پادشاہ بغیر اپنی اغراض کے خلق کی آسودگی مین اپنی آسائش جانتا اور
ہمیشہ اہم اور مہم مین تمیز کرتا۔ زمانہ کی پراگندگیون و پریشانیون کے دور کرنیمین توجہ کرتا۔
شہرونکی فتح اور ممالک کی تسخیر مین اول فکر و اندیشہ اسکو یہ ہوتا کہ زمانہ کے ستم رسیدون کی غمخواری اور
اور غور رسی کرے اسیواسطے جس ملک مین فرمانروا ہشیار دل اور رعیت پروری کے ساتھ فرمانروائی
کرتا باوجود اسباب تسخیر کے اس ملک کی طرف وہ نگاہ طمع نہین کرتا۔ اسکے دل مین یہ بات جمی
ہوئی تھی کہ جسقدر ملک مین وسعت بڑھیگی تو ہندوستان مین سلطنتونکی کثرت ایک قہرمان
داد گر کی وحدت مین آئیگی۔ اور اسسے عموم رعایا اور خصوص خلائق کا حال اچھا ہوگا۔

پادشاہ کا سفر گجرات کی تسخیر کے لئے ۹۸۰ھ

اسلئے وہان ہی ولایات پر توجہ کرتا کہ جو عدالت دوست فرمانروایون سے خالی ہوتین اور انکو اپنی معدلت کی روشنی سے روشن کرتا۔ رعایا کو حوادث کی تفسیدگی سے بچاکر اپنے سایۂ عاطفت مین لاتا۔ اور وحدت قہری کی وحدت آزادی کے ساتھ دلخواہ صورت پیدا کرتا۔ قدرت ایزدی نے طبقۂ انام کی ... استعدادون مین تفاوت عظیم رکھا ہے۔ ایک طائفہ تو ایسا ہے کہ وہ بادشاہ کی خردمندی و حزم، نشست و برخاست و بخشش و بخشایش و خلق کی خطاؤن کے اغماض نظر کو دیکھکر اوسکو بزرگ جانتا ہے۔ اور یگانہ درگاہ الٰہی شمار کرتا ہے اور اسکی خدمت کو عبادت ایزدی جانتا ہے اور اپنے عقیدت و اخلاص کو بڑھاتا ہے۔ ایک گروہ ایسا ہے کہ وہ ان کاموں کو نہین دیکھتا۔ بلکہ سطوت صوری اور افراش ملک ظاہری کو دیکھکر بادشاہ کی بزرگی معنوی کا گرویدہ ہوکر ارادت کو گلے مین ڈالتا ہے اور اپنے تئین مخلصان جان نثار کے زمرہ مین داخل کرتا ہے۔ لہذا اس زمانہ مین کہ ملک ہلی شور انگیز مگس طینون سے پاک ہوا اور فتنہ انگیزون کو دل شکستہ و ناکام ملک کے گڑھے مین گرے تو بادشاہ نے تمام گجرات کی طرف توجہ کی۔ وہان کی رعایا بے حد سرکشی و تمرد دکھا رہی تھی۔

سلطان محمود والی گجرات نے اپنی بے پروائی سے چرب زبان دشمنون کو دوست بنایا۔ اور اُس کے تیرہ درون ملازمون نے اپنے صاحب منعم کے زیان مین اپنے فائدہ کو دیکھا تو اس دنیا سے وہ رخصت ہوا جسکا حال صوبۂ گجرات کی تاریخ مین مفصل بیان ہوگا۔ اس بنا پر کے امرائے خصوصاً سید مبارک اور اعتماد خان اور عماد الملک نے خود کامی اختیار کی۔ اور انہون نے سلطان احمد کے فرزندون مین سے کسی کو پیدا کرکے برائے نام اُسکو بادشاہ بنایا اور در پردہ خود حکمرانی کرنے لگے۔ اور جب بادشاہ سن رشد کو پہنچا تو اُسکا بھی کام تمام کیا۔ اور اوائل مین سے کسی کا چھوٹا سا لڑکا لے لیا جسکا نام مظفر تھا۔ اور یہ مشہور کیا کہ وہ سلطان محمود کا بیٹا ہے اُسکو تخت پر بٹھایا اور مظفر شاہ اسکا لقب رکھا اور مملکت کو اس طرح آپس مین تقسیم کر لیا کہ گجرات کا دار الحکومت احمد آباد اور کنبایت اور اکثر حصہ اس ولایت کا اعتماد خان کے تصرف مین آیا۔ سرکار پٹن موسیٰ خان و شیر خان فولادی کے حصہ مین آئی اور سورت۔ برمج۔ و بڑودہ و جانبانیر عماد الملک کے بیٹے چنگیز خان کے حصہ مین آئے

دندوقہ و دولقہ وغیرہ سید حامد مدنیرہ سید مبارک کو ملے۔ جونہ گڈھ ولایت سورٹھ مین خان غوری کے لئے معین ہوے۔ اعتماد خان اپنی گریزت سے اس سفلہ خرد سال کو اپنے پاس رکھتا تھا۔ ان بے سرے سرداروں مین آپس مین جھگڑا شروع ہوا چنگیز خان کہ تھجھا خان جمعی نے مار ڈالا۔ اور شیر خان فولادی کے ہتکانے سے احمد آباد سے بھاگ کر پٹن مین آیا۔ اور شیر خان فولادی نے احمد آباد پر لشکر کشی کی۔ اعتماد خان احمد آباد مین متحصن ہوا۔ اور اس نے مرزاؤن سے التجا کی۔ ایک ہنگامہ شورش برپا ہوا اور بازار فتنہ و فساد گرم ہوا۔ بادشاہ نے تسخیر گجرات کو اہم مہام مین جان کر اس شورش کے اسباب کا انتظام کیا۔ اور شنبہ ۲۰ صفر ۹۸۰ کو دار الخلافہ مین فتحپور سے گجرات کے تسخیر کے ارادہ سے سفر کیا۔ اور اجمیر مین پہنچکر بہت سے امیرونکو برسم منقلا گجرات کیطرف روانہ کیا اور خود دوشنبہ ۲۲ ربیع الثانی کو اجمیر سے سفر کیا کہ خود شکار کھیل کر خوش ہو۔ اور امرا جو آگے گئے ہین وہ کارطلبی مین اپنا جوہر دکھائین اور گجرات کو جلد تر بقصرف مین لاکر مستم رسیدہ رعایا کا تدارک کرین جب بادشاہ ناگور سے دو منزل تھا کہ شاہزادہ سلیم کی ولادت کا مژدہ اس پاس پہنچا جسکا حال ہم پیچھے بیان کرینگے۔ بادشاہ چہار شنبہ ۹ جمادی الاولی کو قصبہ ناگور مین آگیا۔

امرا عظام جو پہلے سے بھیجے گئے تھے وہ قصبہ بھادراجن (بھارہ راجن) مین کہ سروہی کے نزدیک ہے ٹھیرے ہوئے تھے۔ سروہی کے راجہ رائے رایسنگھ دیوڑہ نے راجپوتون کو برسم رسالت بھیجا۔ اور اطاعت کا دم بھرا۔ خان کلان ان راجپوتون مین سے ہر ایک کو پان دے دے کر رخصت کرتا تھا کہ ایک راجپوت نے اس کے جمدھر مارا کہ تین انگل اس کے شانہ سے نکلکر باہر آیا۔ اس راجپوت کو اور آدمیون نے مار ڈالا جب بادشاہ کو خبر ہوئی تو وہ یہان آیا اس نے سروہی مین فوجکو بھیجا کہ یہانکے سرکشون کو ہلاک کرے۔ یہان کے آدمی شعاب جبال مین بھاگ گئے۔ بہادر راجپوت اپنے معمول کے موافق مہادیو کے مندر پر جو سروہی سے ایک کوس پر تھا خوب جان لڑا کر لڑے۔ یہ مرمٹے مگر ہٹے نہین۔

بادشاہ نے رائے رایسنگھ کو حدود چودھپور اور سروہی مین مقرر کیا کہ اگر کوئی گروہ باغیونکا گجرات سے نکل کر ممالک محروسہ مین فساد مچائے۔ تو اسکو جانے نہ دے۔ جب بادشاہ

سروہی کے راجہ کا مطیع ہونا ۹۸۰ھ

گجرات کی حدود مین پہنچا تو یہان سے شاہ فخرالدین کو مشورہ دیکر اعتماد خان پاس بھیجا کہ اوسکو سمجھاکر ہمارے پاس لے آئے۔ وہ ہمیشہ عرضداشتین بھیجا کرتا۔ اور پادشاہ کے پاس آنے کی استدعا کرتا تھا۔ پادشاہ پاس خبر آئی کہ شیر خان فولادی نے حضور کے لشکر کے آمد کا حال سُنکر احمدآباد کا محاصرہ چھوڑدیا اور سورت اور جوناگڈھ کی طرف بھاگ گیا۔ اپنے بیٹون محمد خان و بدر خان کو بیٹن بھیجدیا کہ اہل عیال و اسباب کو وہان سے لے کر محکم مقامون مین پہنچادین اور اب وہ سب اپنا اسباب لیکر باپ پاس جاتے ہین اور ابراہیم حسین مرزا کہ اعتماد خان کی کمک کو آیا تھا وہ بھی اپنی محال مین گھر جاتا ہے۔ اعتماد خان حضور کی خدمت مین آتا ہے۔ پادشاہ نے راجہ مان سنگھ کو بھیجا کہ شیر خان کے بیٹون کو پکڑلائے ان لڑکون کی ساتھ کی جماعت نے بھاگ کر تنگناؤن مین پناہ لی۔ اور پادشاہ کی سپاہ نے اونکے اشیا و اسباب دستبرد کی۔ پادشاہ غرہ رجب سنہ ۹۸۰ کو شہر پٹن مین کہ پہلے نہروالہ شہر تھا آیا۔ یہان سے احمدآباد کی طرف چلا۔ موضع جوتانہ مین اسنے آدمی بھیجکر ننو مظفر شاہ کو پکڑوایا اور اوسکو کرم علی کے حوالہ کیا۔ گجرات کے عمدہ امرا میرابوتراب۔ اعتماد خان۔ اختیارالملک مشرقی۔ جھجھار خان حبشی و وجیہ الملک و مجاہد خان پادشاہ کی خدمت مین آئے۔ ۱۴ رجب سنہ ۹۸۰ کو پادشاہ کا خطبہ پڑھا گیا۔ جب پادشاہ قصبہ کبی مین پہنچا تو یہان امرا گجرات کو بلاکر ... فرمایا کہ اس ملک کو ہم نے اعتماد خان کے سپرد کیا اور وہ جن امیرون کو کہے گا ہم چھوڑ دینگے۔ مناسب یہ ہے کہ ہر امیر اپنا ضامن دے تاکہ مراسم حزم و دوراندیشی مین فتور نہ ہو۔ اور لوازم فتوت مین قصور نہ ہو۔ اعتماد خان کا ضامن میرابوتراب ہوا سب امیرون کا سوائے حبشیون کے اعتماد خان ضامن ہوا۔ پادشاہ نے فرمایا کہ حبشی جسطرح سے کہ سلطان محمود کے غلام تھے۔ ہمارے غلام رہینگے انکو امرا عظام کے حوالہ کیا۔

ہر ملک مین ہزارون رندواوباش و مفسد آدمی رہتے ہین اُنہون نے مشہور کیا کہ بادشاہ نے حکم دیا ہے کہ گجراتیون کے لشکر کو خلق لوٹ لے۔ یہ سنتے ہی بدمعاش و باش لوگ اُنپر جھک پڑے۔ پادشاہ نے خود آنکر اسکا یہ بندوبست کیا کہ غارتگرون سے مال چھین کر

یادشاہ کا کنبایت مین جانا اور دریاے شوری کی سیر کرنا ۹۸۰ھ

نالکون کو دلوایا۔ اور انکو فیلبان مست سے پامال کرایا۔ ۱۴ رجب کو پادشاہ احمد آباد مین آیا مظلومون پر نوازش کی ظالمون کی گدازش کی۔ آرزومندون کا کام نکلا۔ نیازمندون کی دعائین قبول ہوئین۔ جشن ہوا جسمین شادی پر شادی اور خرمی پر خرمی ہوئی۔ احمد آباد مصر جامع ہی۔ تین ہواسی پورے یعنی محلے اوسمین آباد ہین۔ ہر محلہ بمنزلہ شہر کے ہے

جب گجرات مین امن آمان ہوگیا۔ تو احمد آباد اور دریاے مہندری کی اس طرف کا ملک خان اعظم مرزا کوکہ کو عنایت ہوا۔ اور جانپانیر وسورت اور اسکے حوالی جنپر مرزا مستلط و متصرف تھے۔ ان امراے گجرات کو عنایت کئے کہ ابھی تازہ مطیع ہوئے تھے۔ انکا سرگروہ اعتماد خان گجراتی کو مقرر کیا۔ ان امراے قدیم و جدید نے اس مملکت کی مہمات کے انتظام کا عہد و پیمان لیا۔ اور خود پادشاہ نے مرزاؤن کے استیصال کا کام اپنے ذمے لیا۔ اب پادشاہ کا ارادہ ہوا کہ دریاے شوری کی سیر کرکے دارالخلافہ کو مراجعت کرے۔ ۲۲ شعبان ۹۸۰ھ کو وہ کنبائت کی طرف جو احمد آباد سے تیس کوس ہی چلا۔ امراے گجرات نے چند روز کی رخصت لی کہ شہر مین جاکر اپنے کامون کا سرانجام کرین۔ پادشاہ نے ان خود آرایون کے ایتلاق کے لئے حکیم عین الملک کو یہان چھوڑا۔

اثناے راہ مین پادشاہ نے سنا کہ اختیار الملک بھاگ گیا۔ اعتماد خان اور امراے گجرات سرکش ہونے کو ہین۔ پادشاہ نے شہباز خان کو بھیجا کہ اس خائف و خائن گروہ کے پاس چلا جائے اور اسکا علاج کرے۔ پادشاہ کنبایت مین آیا۔ روم و شام و ایران کے تاجر اسکی خدمت مین آئے۔ اُنپر اس نے بہت مہربانی کی۔ پھر اس نے جہاز مین سوار ہوکر سمندر کی سیر کی۔ اعتماد خان اور بعض اور امراے گجرات کو شاہباز خان گرفتار کرکے پادشاہ کے روبرو لایا۔ اونہون نے پیمان بندگی کو توڑا تھا۔ اسلئے اس جماعت مین سے ہر ایک کو پادشاہ نے اپنے امراے کے حوالہ کیا۔ یہ جماعت گجراتی ایک معجون مرکب ہر اس و فریب اور نادانی کی تھی جسمین قدرے راستی و سادگی و فروتنی بھی تھی۔ انکا سرگروہ اعتماد خان بنا۔ جب ان امراے نے پادشاہ کی آمد سنی تو سررشتۂ تدبیر انکے ہاتھ سے نکل گیا حیلہ اندازی

مرزاؤن سے بادشاہ کی لڑائی سنہ ۹۸۰ھ

کرکے بادشاہ کے پابوس ہوئے سب سوچتے تھے کہ کسی طرح پھر ان کو اس ملک کی ایالت بدستور سابق ملجائے مگر وہ یہ جانتے تھے کہ جب تک بادشاہ اس ملک میں ہے حکومت ملنی دشوار ہے۔ اسلئے انہوں نے ارادہ کیا کہ الگ الگ ہو کر شورش برپا کیجیے۔ اختیار الملک تو فرصت پاکر بھاگ گیا اور اعتماد خان اور اسکے ساتھ اور بھاگنے کو تھے کہ امیر ابو تراب و حکیم عین الملک نے انکو باتین بنا کر روکا کہ شاہنواز خان پہنچ گیا وہ اختیار الملک کے پیچھے نہین پڑا کہ اعتماد خان وغیرہ ناحق تلے سے نکلجائینگے۔ اس لئے وہ آج کل کر بادشاہ کے پاس لایا اگر بادشاہ انکو پہلے سے قید کرلیتا تو خلقت پہ بادشاہ کی خیرہ نگاہی اور بزرگ منشی ایسی ظاہر نہ ہوتی اب انکی گرفتاری کی وجہ معقول تھی خلقت اس سے نہایت مسرور تھی۔

جب بادشاہ کو ان نامعقول امیرون کی مہم سے فراغت ملی تو اوس نے مرزاؤن کے استیصال پر کمر باندھی۔ یہ مرزا مالوہ سے بھاگ کر گجرات مین آئے تھے تو بڑودہ اور اسکے حدود مین مرزا ابراہیم حسن کا غلبہ اور سورت اور اسکے نواح مین محمد حسین مرزا کا تصرف اور جانپانیر اور اسکے مضافات مین شاہ مرزا کا تعلق تھا۔ بادشاہ نے بندر کھنبایت کا انتظام حسن خان خزانچی کو تفویض کیا۔ اور خود بڑودہ کیطرف روانہ ہوا۔ اور شاہبازخان و قاسم خان و بازبہادر خان کو جانپانیر کو روانہ کیا کہ اس قلعہ کو دشمنون سے خلاص کرے خان اعظم مرزا کوکہ کو احمدآباد کی ایالت اور اس حدود کی حراست عنایت کی۔ ان سب امیرون کو بادشاہ کی رعیت پروری کے رموز و فراخی حوصلہ و دوستداری معدلت و دوام آگاہی و طبقات مردم کا حفظ مراتب اور عموم خلائق کی عرض ناموس کی حمایت و عاطفت عام و صلح کل خوب سمجھا دیئے اور فرمایا کہ مجھے خیال ہے کہ جو ہم نے تم مین جوہر کاردانی سمجھ رکھے ہین اس کا یقین تم دلادوگے۔ بادشاہ قصبہ بڑودہ مین آیا۔ دوسرے روز اس نے سنا کہ مرزاؤن نے قلعہ سورت کو مستحکم کیا ہے اور وہ حدود جانپانیر مین جمع ہوئے ہین۔ بادشاہ نے خان عام و سید محمود خان بارہ و راجہ بھگونت سنگھ و مان سنگھ اور بعض امیرون کو ان مرزاؤن کی سرزنش کے لئے روانہ کیا۔ آدھی رات کو بادشاہ کو خبر ہوئی کہ بادشاہ کے لشکر کی آمد کی خبر مرزا ابراہیم حسین نے سنکر قلعہ پرونج مین رستم خان رومی کو اس سبب سے مار ڈالا کہ اسکا

ابراہیم مرزا پر بادشاہ کا لشکر کشی کرنا اور اسکو شکست دینا ۹۸۰ھ

قصد بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہونے کا تھا۔ پہلے تو بادشاہ نے امیرون کو اُن میرزاؤن سے لڑنے کے لئے بھیجا تھا۔ مگر اب اسکا خود ارادہ انسے جاکر لڑنے کا ہوا۔

بادشاہ نے جو لشکر پہلے مرزاؤن کے لئے بھیجا تھا اوسکو اُلٹا بُلا لیا۔ اور اپنے ساتھ تھوڑا سا لشکر اوسنے لیا۔ اسکو خوف تھا کہ ابراہیم حسین مرزا لشکر کی کثرت سُنکر کہین اور نہ چلا جائے رات دو گھنٹے باقی تھی کہ بادشاہ گھوڑے پر سوار ہوا۔ ملک اشرف گجراتی راہ بتانے کے لئے ساتھ ہوا۔ مگر تیز روی مین راہ بھولا۔ اسلئے دشمن تک پہونچنے مین کچھ توقف ہوا۔ دشمن بھاگ کر دریا بیکانیر سے گذر کر قصبہ سرنال مین بہت سی جمعیت کے ساتھ چلا گیا۔ بادشاہ سے وہ چار کوس پر تھا۔ بادشاہ نے اپنے ساتھیون سے مشورہ کیا۔ اُنہون نے یہ عرض کیا کہ لشکر ابھی آیا نہین اور غنیم پاس جمعیت بہت ہے۔ دن کو لڑنا نہین چاہیئے رات کو شب خون مارنا چاہیئے بادشاہ نے کہا کہ مجھے شب خون پسند نہین۔ وہ تلبیس و تزویر کی صورت رکھتا ہے۔ یہی بہتر ہے کہ دن کے کام کو رات پر نہ ٹالین۔ بادشاہ تیز روی کرکے قصبہ سرنال مین کہ ایک ٹیلے پر واقع ہے پہنچا۔ اُس وقت بادشاہ کے ساتھ چالیس آدمی تھے کہ لڑنے کا ارادہ کیا۔ بادشاہ کا لشکر رستہ بھول گیا تھا۔ اسلئے اسکے آنے مین توقف ہوا غرض بادشاہ دو سو آدمیون کو ساتھ لے کر لڑنے گیا۔ دریا مین گھوڑا ڈال کر پار اُترا۔ دریا کا کنارا کیچڑ تھا بڑا تھا کہ بادشاہ کا لشکر اس کنارہ کی کیچڑ کے سبب سے . . . جدا جدا ہو گیا۔ ابراہیم مرزا لڑنے کھڑا ہوا۔ بادشاہ تھوڑے آدمیون کے ساتھ دروازۂ سرنال پر گیا تھا۔ کچھ آدمیون نے اوسے روکا۔ ان سب کو مار ڈالا۔ جب وہ شہر مین آیا تو معلوم ہوا کہ ابراہیم حسین دوسری طرف سے نکل کر لڑ رہا ہے۔ بادشاہ شہر سے نکل کر اس طرف گیا دوستون کی دلدہی اور دشمنون کی جان ستانی مین کوشش کی۔ بھوپت سنگھ برادر راجہ بھگونت سنگھ اس لڑائی مین کام آیا۔ یہان زمینین کیکرون سے خارستان بن رہی تھین۔ دو سوار ہم پہلو نہین گذر سکتے تھے۔ ان تنگناؤن مین بادشاہ آہستہ آہستہ جاتا۔ راجہ بھگونت اسکے ساتھ تھا۔ ہر طرف ہنگامہ جانفشانی اور جان ستانی گرم تھا۔ مخالفون مین سے تین آدمی دلیر شہر یار شیر دل کی طرف آئے۔ انمین سے ایک نے راجہ بھگونت سنگھ کے نیزہ مارا مگر وہ خالی گیا

راجہ نے اس کے برچھا ایسا مارا کہ اوسکا حال دگرگون ہوا۔ باقی دو آدمیون نے بادشاہ پر حملہ کیا۔ کانٹون کے جھاڑ جھنکار درمیان مین تھے۔ بادشاہ نے جب انکو دیکھا تو گھوڑے کو اس جھاڑی سے کدایا تو وہ دونو ڈر کر بھاگ گئے۔ ابراہیم مرزا کا دل لڑائی سے ہار گیا۔ اور دفعتہً وہ سراسیمہ ہوکر بھاگ گیا۔ بادشاہی لشکر نے اسکا تعاقب کیا اور اوسکے بہت آدمیون کو مارا۔ بادشاہ نے سرنال مین آکر شکرانہ ادا کیا۔ اور چارشنبہ ۱۸ شعبان کو اپنے لشکر سے آن ملا۔

بادشاہ نے شاہ قلیخان محرم وصادق کو بھیجا کہ قلعہ سورت کی حدود مین جاکر کسی اہل قلعہ کو باہر نہ جانے دین۔ مرزا کامران کی بیٹی گلرخ بیگم کو جو ابراہیم حسین مرزا اپنے بیٹے مظفر حسین مرزا کو نکال کر دکن مین چلی گئی۔ بادشاہی آدمی ہرچند اوسکے پیچھے پڑے مگر یہ فرزانہ عورت ایسی مردانہ گئی کہ کسی کے ہاتھ نہین آئی + بادشاہ کو تحقیق ہوگیا کہ مرزاؤن نے قلعہ سورت کو اپنی پناہ گاہ سمجھکر مستحکم کیا ہے اور تمام فوج جمع کرکے اوسکی حراست ہم زبان کو سپرد کی۔ جو پہلے جنت آشیانی کے قورچیون مین تھا مگر باغی ہوکر ان مرزاؤن سے مل گیا تھا۔ بادشاہ نے جب اسکی تسخیر پر توجہ کی اور راجہ ٹوڈرمل کو بھیجا کہ اس حصن حصین کے مداخل ومخارج کو ملاحظہ کرکے اطلاع کرے کہ اسکی تسخیر آسان طور پر کیجائے۔ یہ امر قرار پاگیا تھا کہ بادشاہ خود اس قلعہ کو فتح کریگا۔ راجہ نے اس دشوار کار کو آسان بتلایا۔ اس نے اقبال شاہنشاہی پر نظر کی اگر زمانہ کے مزاج کا ملاحظہ کرتا تو عرض مطلب مین یہ جرأت نہ کرتا۔ اُس وقت ایک نیا وسیع ملک ہاتھ آیا تھا۔ جہانداری کا ملک سے دُور تھا۔ چند مہینے سے لشکر برابر سفر کر رہا تھا۔ واقعہ طلب شورافزا ہر گوشہ مین بھرے تھے۔ کچھ اس دیار کے فتنہ انداز تھے۔ کچھ یار مشرق کے مناسب نہ تھا کہ بادشاہ خود اس قلعہ کو فتح کرتا۔ مگر بادشاہ جانتا تھا کہ اگر مین خود اپنی ذات سے اس قلعہ کی فتح مین نہین مصروف ہونگا تو ان سرکشون کی جڑ نہین کٹے گی وہ پھر بحال ہو جائینگے۔ ناحق طول ہوگا۔ اس لئے اوس نے اس دشوار کار کو آسان اس طرح کیا کہ خود اوسپر متوجہ ہوا۔ اس نے شاہم خان جلائر کو حکم دیا کہ فوج کو قلعہ جانبا نیر پر لے جائے۔ قاسم خان میر بر وبحر کو جو وہان ہے یہان سا باط و نقب لگانے کے لئے بھیجدے۔ جب بادشاہ نے احمدآباد اور اس نواح کا سب طرح سے بندوبست

سورت کی فتح ۱۸۰ھ

کردیا تو وہ گروہ دوشنبہ ۷ رمضان سنہ ۹۸۰ کو حوالی قلعہ مین ایک کوس پر آن پہنچا اور اُس روز مداخل و مخارج کو دیکھکر مورچلون کو اُمرا مین تقسیم کیا۔ دو تین روز بعد دولتخانہ عالی ایسا قلعہ کے نزدیک آیا کہ وہان توپ و تفنگ کے گولی و گولیان آتی تھین۔ داروغہ فراشخانہ نے عرض کیا کہ پاس یہان ایک کولاب (تال) ہے جسکو بلاب کہتے ہین اگرچہ وہ دیوار قلعہ سے متصل ہے لیکن زمین کی پستی و بلندی اور بعض درخت ایسے حائل ہین کہ وہ توپ و تفنگ کے مانع ہین۔ پادشاہ وہان اپنا دولت خانہ لے گیا غرض ایک مہینہ سترہ روز محاصرہ رہا۔ پادشاہ کے لشکر نے اہل قلعہ کا پانی کھینچنا بند کردیا۔ اور سرنگ لگانیوالون نے دیوار تک سرنگون کو پہنچا دیا۔ دمدمے ایسے اونچے بنائے کہ اہل قلعہ کو تیراندوز کرنے لگے۔ توپانداز ون نے کارپردازی نمایان کی۔ بہت گولہ بارود خرچ کیا۔ اہل قلعہ کا آنا جانا بالکل بند کردیا تو آنکا غرور ڈھا۔ ہمم زبان نے اپنے خسر مولانا نظام الدین لاری کو پادشاہ پاس بھیجا۔ اس زبان آور کاردان کی تقریر نے پادشاہ عجز دوست عاجز پرور پر تاثیر کی۔ اگرچہ امرا نے عرض کیا کہ اہل قلعہ مین جب تک قوت و طاقت جگر مین تھی تمرد و عصیان کیا اور اب جو دیکھا کہ پادشاہ کی فتح آج کل مین ہونیوالی ہے تو امان مانگتے ہین۔ انکو امان دینے کی جگہ قتل کرنا چاہیئے۔ مگر پادشاہ نے فرمایا ؎ بدی را بدی سہل باشد جزا + بر اہل صلاح بود نیکی روا + بمعنی کسانے کہ بے بُردہ اند + بدی دیدہ و نیکوی کردہ اند + مولوی نظام لاری پادشاہ سے رخصت ہوا۔ اہل قلعہ کو مژدۂ امان سنا دیا۔ پادشاہ نے حکم دیا کہ مولانا نظام الدین کے ساتھ قاسم علیخان و خواجہ دولت ناصر جائین اور ہمزبان اور تمام قلعہ کے آدمیون کو دلاسا دے۔ کر اپنے ہمراہ لائین۔ دیانت مند محرر جاکر تمام صامت و ناطق اموال قلعہ کو ضبط کرکے ہمارے سامنے پیش کرین۔ اور تمام آدمیونکی نام نویسی کرکے ہماری نظر سے گذارین۔ حکم کی تعمیل ہوئی۔ ہمزبان باوجودیکہ پادشاہ کو گالیان دینے مین بڑا زبان زور تھا اسکی زبان کاٹی گئی بعض اور مفسد مقید و حبس کے موکلون کو سپرد کئے گئے۔ یہ فتح ۲۴ شوال سنہ ۹۸۰ کو ہوئی تھی جسکی تاریخ ہمزبان داد قلعہ سورت ہوئی۔ دوسرے روز جو پادشاہ قلعہ کو دیکھنے گیا۔ وہان کی بڑی بڑی بھاری توپین نظر پڑین جنکو سلیمانی اس وجہ سے کہتے تھے کہ سلطان روم نے جس سال مین . . . .

کہ فرنگیون سے بنادر ہندوستان کے لے لینے کا ارادہ کیا تھا۔ تو اُس نے اُن توپون کو جو ناگڈھ
مین اپنے لشکر کے ساتھ جو جہازون مین آیا تھا بھیجا تھا۔ مگر کچھ موانع ایسے عارض ہوئے کہ لشکر سے کچھ کام
نہو سکا تو توپون کو قلعہ جوناگڈھ مین وہ چھوڑ گیا اور خود اپنے ملک کو چلا گیا۔ سمندر کے کنارہ پر یہ توپین
پڑی رہین۔ جب خداوند خان نے قلعہ سورت بنایا تو اُن توپون کو قلعہ پر لگایا۔ بادشاہ نے ان توپون کو
دارالخلافہ آگرہ مین بھجوایا۔ اس قلعہ کی حکومت و حراست قلیچ خان کو سپرد ہوئی۔

قلعہ سورت۔ ۲۰ سورت کے قلعہ کا حال یہ ہے کہ وہ چھوٹا سا ہے۔ مگر جدید قلعون مین نہایت متین و استوار ہے کہتے
ہین کہ صفر آقا نام غلام سلطان محمود گجراتی مخاطب خداوند خان نے ۹۳۷ھ مین دریا تاپتی کے
کنارہ پر اُسکو بنایا۔ جو سمندر سے ۲۰ میل ہے کہ فرنگیون کے حملون کو دفع کرے۔ جب تک یہ نہ بنا تھا
فرنگی مسلمانون کے ساتھ ہر طرح کی شرارت کرتے تھے۔ جب قلعہ بن رہا تھا تو کئی دفعہ جہاز تیار کر کے حملہ کرنے
کے لئے فرنگی آئے مگر کچھ نہ کر سکے۔ خداوند خان نے ہوشیار معمارون کو جو اوسوقت مین دستیاب
ہوئے بلا کر استحکام حصار مین اہتمام کیا۔ دقیقہ رس معمارون نے اسطرح قلعہ کو تعمیر کیا کہ قلعہ کی دو طرفین جو
خشکی کے متصل تھین ایک خندق ۲۰ گز عریض ایسی گہری کھودی کہ پانی نکل آیا اور پانی کے اندر سے
چونہ و خشت پختہ و سنگ سے وہ بنائی۔ پتھرون کو لوہے کے قلابون سے جوڑ کر انمین پارہ پلایا۔ کہ
کوئی درز انمین باقی نہین رہی۔ کنگرے اور سنگ انداز نہایت ہیبت ناک بنائے۔ اور ہر برج
پر چوکھنڈی بنائی جسکو اہل فرنگ پرتگیزون کا ایجاد بتاتے ہین۔ جب اہل فرنگ اس قلعہ کی تعمیر
کو زور سے نہ روک سکے تو زر سے انکو روکنا چاہا اور بہت روپیہ پیش کیا کہ قلعہ نہ بنایا جائے مگر
خداوند خان نے انکی اس درخواست کو نہ مانا اور قلعہ بنا لیا۔ جسکی دیوارین بیس گز بلند تھین
اور دو دیوارون کا آثار پانچ پانچ گز کا تھا۔ اور چارون طرف کی دیوارون کے آثار مل کر
پندرہ گز تھی۔

بندرگوہ سے ایک جماعت نصاریٰ بادشاہ کی خدمت مین آئی۔ اصل مین اس گروہ کو
اہل سورت نے اپنی حمایت کے لئے بلایا تھا کہ قلعہ ان کو سپرد کر کے آپ سلامت رہین جب
اس گروہ نے بادشاہ کے سامان قلعہ گیری اور شکوہ کو دیکھا تو اپنے تئین ایلچی بنا کر بادشاہ کی

آنا نصاریٰ کا بادشاہ پاس سنہ ۱۰۰۰ھ

بارگاہ مین آئے اور کورنش بجالائے اور اپنے ملک کی طرح طرح کی نفیس دستکاریان بادشاہ کو دکھائین بادشاہ نے انمین سے ہر ایک کو اپنی عنایت سے مخصوص کیا اور پرتگال کے عجائب و غرائب اور وہان کے اوضاع کا حال پوچھا غرض اس وحشی گروہ سے ایسی باتین کین کہ انکو موانست بادشاہ سے ہوگئی

مرزاؤن کا حال سنہ ۹۸۰ھ

محمد حسین مرزا اور شاہ مرزا تو پٹن کی حدود مین شورش کے کمین مین بیٹھے تھے۔ ابراہیم مرزا منزل مین تھے پاکر ان مرزاؤن سے ایدرمین۔ ابراہیم حسین مرزا کو جو شکست ہوئی تھی اسکے باب مین ان تینون بھائیون مین گفتگو ہوئی۔ بحث گیری سے درشتی پر اور درشتی سے رنجش پر نوبت آئی جسکا انجام یہ ہوا کہ ابراہیم حسین مرزا جو شمشیر زنی مین مشہور تھا۔ مگر دماغ عقل سے خالی رکھتا تھا اپنے بھائیون سے رنجیدہ ہوکر دارالخلافہ آگرہ کیطرف چلا (طبقات اکبری مین اس رنجش کا ذکر نہین ہی اوسمین لکھا ہے کہ وہ بھائیون کی سلام سے گیا) ان دو بھائیون نے اسکی کچھہ پروانہ کی۔ بادشاہ نے یہ حال سنکر سید محمود خان بارہہ اور شاہ قلیخان محرم و راجہ بھگونت سنگہ واس کو دارالخلافہ کی طرف تعین کیا کہ وہ ابراہیم مرزا کا تعاقب کرین۔ اس تعاقب سے مرزا ابراہیم کی شورش نے تسکین پائی جسکا آگے بیان ہوگا۔

محمد حسین مرزا و شاہ مرزا و فولادیون نے جو کوہستان مین پڑے پھرتے تھے پٹن پر چڑھائی کی سید احمد خان بارہہ نے قلعہ کی حراست مین کمر ہمت چست کی۔ جب خان اعظم مرزا عزیز کوکلتاش کو اسکی خبر ہوئی تو اس نے سپاہ جمع کی اور مالوہ کا لشکر جو گجرات کو آتا تھا وہ بھی اس پاس آگیا شیخ محمد بخاری کو بھی دولقہ سے خان اعظم نے بلالیا۔ خان اعظم اس لشکر کو لے کر پٹن کی طرف چلا ۱۸ رمضان سنہ ۹۸۰ کو حدود پٹن مین آیا۔ طرفین کے لشکر مرتب ہوکر لڑنے کے لئے میدان جنگ مین آئے شیر خان فولادی نے حیلہ سازی سے خان اعظم پاس آدمی مصالحت کے لئے بھیجے خان اعظم نے اسکا جواب دیا کہ اگر حرف صلح سچ ہے تو تم اپنی جگہ سے پیچھے ہٹ جاؤ ہم تمہاری جگہہ پر آجائین۔ ہمارے آئین مین پھرنا جائز نہین ہی۔ اس بات کو محافظون نے نہ مانا۔ وہ انکا صلح کا پیغام جھوٹا تھا۔

دونوطرف کی فوجین مرتب ہوکر میدان نبرد مین آئین۔ مرزاؤن کی ہراول کی فوج نے بادشاہی ہراول کو شکست دی۔ اور خان اعظم دست راست پر قطب الدین محمد خان تھا۔ اسکو بھی

جنگ پٹن کی ۱۸ رمضان سنہ ۹۸۰ھ

پریشان کیا۔ شاہ محمد انگا زخمی ہوکر بھاگ گیا۔ جب فوج کے ان دو حصون نے شکست پائی تو وہ احمد آباد کی طرف بھاگے۔ قطب الدین احمد کا خیمہ گاہ اکھڑ گیا۔ شیخ محمد بخاری جاگیردار دولقہ مارا گیا۔ جب اعظم خان نے یہ حال معائنہ کیا تو اوس نے ارادہ کیا کہ خود اسکا انتقام لے اور جب لڑکے کہ بداغ خان نے جو خود مرد معرکہ تھا ـــــ اعظم خان کی باگ اپنے ہاتھ سے پکڑ کر پھیر لی اور جانے نہ دیا۔ غنیم کا لشکر لوٹ کی تلاش مین متفرق ہوا اور اسکے غول مین تھوڑے آدمی رہ گئے۔ اعظم خان نے بداغ خان کے ساتھ اتفاق کرکے میدان جنگ مین آن کر غنیم کے قلب لشکر پر حملہ کرکے شکست دی اور بادشاہی لشکر کو فتح ہوگئی اور اس کے مخالف اطراف مین چلے گئے۔ شیر خان فولادی نہایت عجز و ناتوانی کے ساتھ امین خان حاکم جونہ گڈھ پاس گیا اور وہان آسایش سے رہا۔ اور محمد حسین مرزا اور امرا دکن کو گئے۔ یہ فتح ۱۸ رمضان ۹۸۰ھ کو ہوئی۔ ابوالفضل نے قطب الدین کو لکھا ہے کہ اوس نے حملہ کرکے فتح پائی۔ اعظم خان و امرائے مرزاؤن کا تعاقب کیا۔ مگر بادشاہ نے اسکو اپنے پاس سورت مین بلایا۔ اور امرا کو تعاقب مین بھیجا۔ اعظم خان نے پٹن کا انتظام کرکے بدستور سابق سید احمد خان بارہ کو حوالہ کیا اور ۲ شوال کو سورت مین بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور تمام امرا اور نوکرون کی جان سپاری کا فرداً فرداً بیان کیا۔ اثنار راہ مین قطب الدین محمد خان اور امرا کو معمور آباد مین بھیجا کہ اختیار الملک اور لشکر مفرور کی تنبیہ کرے وہ جنگلون کے حصار مین متحصن ہو رہے۔ قصبہ معمور آباد مین قطب الدین خان پہنچا تو اور فوج کو بھیجکر اختیار الملک اور حبشیون کو جنگل سے نکال کر قلعہ پر متصرف ہوا اور اپنے تھانے وہان بٹھائے اور قصبہ محمود آباد مین بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا

بگلانہ ایک ولایت ہے کہ جسکا طول سو کوس اور عرض تیس کوس ہے ہمیشہ دو ہزار سوار اور دس ہزار پیادے اسمین رہتے ہین۔ جمع اسکی ساڑھے چھ کروڑ دام ہے۔ اس ملک مین جو حاکم ہوتا ہے اسکو بھرجی کہتے ہین۔ سالیر و مولھیر دو نگین قلعے قلعہ کوہ پر واقع ہین۔ دو بڑے شہر انتا پور اور بختا پور اس مین ہین۔ یہ ملک گجرات اور دکن کے درمیان واقع ہے اس کے حاکمون کی یہ عادت ہمیشہ رہی کہ جس جانب کو غالب دیکھتے ہین اسکی ہر ایک طرح کی وہ اطاعت کرتے ہین

اس زمانہ مین کہ شہنشاہ نے گجرات کو فتح کیا تو بھرجی نے بادشاہ کی درگاہ مین حاضر ہوکر اور خدمات شائستہ بجالاکر سرخروئی حاصل کی۔

شرف الدین حسین جسکا پہلے حال بیان ہوا ہے کہ وہ بادشاہ سے باغی ہوگیا تھا وہ قولادیون سے ملگیا۔ اور جالور اُسکو دیدیا جسکو اس نے خود فتح کیا تھا۔ کچھ دنون پٹن مین رہکر چنگیز خان سے التجا کی پھر مرزاؤن سے ملگیا۔ اس وقت کہ حاکم خاندیس گجرات کی فتح مین ناکام رہا اسکا ہمراہ ہوا۔ پھر تباہ حال ہوکر محمد حسین مرزا سے ملا۔ جب مرزاؤن مین تفرقہ پڑا۔ تو دکن کو بھاگا۔ یہان کے زمیندارنے اسکو دولتخواہی بادشاہ کی نظر سے یا اپنے فوائد کی وجہ سے گرفتار کیا اور مال اسباب لوٹ لیا۔ ابراہیم حسین کی بیوی بھاگی تھی اسکی گرفتاری کے درپے یہ زمیندار ہوا۔ مگر ناکام رہا۔ مرزا کی دوبرس کی لڑکی اسکو ہاتھ لگی۔ بادشاہ نے اس لڑکی اور اور قیدیون کو اپنے آدمی بھیجکر بلالیا۔ لڑکی کو محلسرا مین دیدیا۔ اور اس خواجہ زادہ کو بھی سے کہ مست تھا ڈرایا اور پھر قیدخانہ مین بھیجدیا۔

شرف الدین حسین مرزا کا بادشاہ پاس آنا سنہ ۹۸۰ھ ۔ بادشاہ کا ہوزانکا مرنے سے رنجی ہونا سنہ ۹۸۰ھ

سال سیزدہم سنہ ۹۹۰ھ کا ایک سانحہ یہ ہے کہ بادشاہ کی مجلس مین ہندوستان کے شجاعون کا ذکر ہوتا تھا کہ وہ اپنی جان کی قدر کچھ نہین کرتے۔ چنانچہ بعضے راجپوت ایک برچھا کہ دو سنان رکھتا ہے لیکر کھڑے ہوتے ہین اور دو مردانہ ہمدم ورسے ان دونون سنانون (انیون) کے محاذی دوڑتے ہین کہ یہ سنان انکی پیٹون سے گذر جاتے ہین یہ سُنکر اس پہلوان الپی کے دل مین یہ آئی کہ شمشیر خاصہ کا قبضہ دیوار مین مضبوط گاڑا اور پھر تلوار کے سر پر سینہ رکھکر کہا کہ اگر راجپوت اس طور پر اپنی شجاعت ظاہر کرتے ہین تو ہم اس شمشیر پر حملہ کرتے ہین۔ سب دیکھنے والے یہ دیکھکر سکتے کے عالم مین تھے کہ مانسنگھ نے دوڑکر ایسی سبکدستی کی کہ اس شمشیر کو دور پھینکدیا۔ بادشاہ کی گھائی مین کچھ زخم لگا۔ اور نوکر شمشیر کو دورلے گئے۔

بادشاہ نے غصہ ہوکر مان سنگھ کو زمین پر دے مارا اور رگڑنے لگا کہ سید مظفر نے بادشاہ کی زخمی انگلیونکو مروڑکر مانسنگھ کو چھڑایا جس سے زخم بڑھ گیا مگر تھوڑے دنون مین اچھا ہوگیا بعض نے لکھا ہے کہ اہل مجلس مین سے کسی نے شراب کے نشہ مین راجپوتون کی شجاعت کی تعریف

جھجھار خان حبشی کا مارا جانا۔

کی تھی + جب پادشاہ سورت سے چلکر بروج مین آیا تو والدۂ چنگیز خان داد خواہ پادشاہ پاس آئی کہ اس جھجھار خان حبشی زرمست نے براہ دوستی میرے بیٹے کو بلاکر اسکا سیاغر زندگانی لبریز کیا۔ اگرچہ یہ بات مشہور تھی۔ مگر پھر بھی پادشاہ نے اس معاملہ کی خوب تشخیص وتحقیق کرائی۔ اور اسمین سوال وجواب ہوئے تو خوب جرح ہوئی۔ مدعی کا دعوی سب طرح سے سچ ثابت ہوا تو پادشاہ نے عدالت سے خاص وعام کے روبرو اس حبشی کو ہاتھی کے پانؤن تلے مسلوایا۔ جس سے اس بیچارے بڑھیا کے دل مین ٹھنڈک پڑی جھجھار خان حبشی گجرات کے امرا بزرگ مین سے تھا۔ اور جمعیت اور قوت مین ممتاز تھا ایسے قوی دست کو سزا دینے سے پادشاہ کی عدالت کی شہرت ہوگئی۔

پادشاہ کا احمد آباد مین آنا اور وہان سے آگرہ روانہ ہونا ۹۸۰ھ

۲ ذی القعدہ کو احمد آباد کے باہر پادشاہ کے خیمے لگے اور پادشاہ نے دس روز رہ کر یہان کا یہ انتظام کیا کہ اس سرزمین کو کہ ایک سلطنت کبری تھی۔ خان اعظم کو تفویض کی اور سرکار پٹن خان کلان کو عنایت ہوئی۔ سرکار بروج اور اسکی حدود قطب الدین خان عمر خان اعظم کو دولقہ و ڈندوقہ سید حامد بخاری کو اور ایسے ہی اور محال اور امرا کو مرحمت ہوئین۔ اگرچہ خان کلان وقطب الدین محمد خان عم خان اعظم عمر مین بڑے تھے مگر پادشاہ کی نزدیک آئین سلطنت مین عدالت یہی ہے کہ مدار عنایت عقل پر ہے نہ سال پر ع بزرگی بعقل است نہ بسال۔ اور اعتماد فزونی اخلاص پر ہو نہ درازی عمر پر۔ دور بینی عمدہ ہوتی ہے۔ نہ بزرگی جثہ۔ اہل جوہر معقول ہوتے ہین۔ نہ عظیم ہیکل محسوس۔ اساس فرماندہی شمائل اخلاق پر موقوف ہے۔

دوشنبہ ۱ ذی الحجہ سنہ ۹۸۰ کو پادشاہ آگرہ کو روانہ ہوا۔ جب سدھپور مین آیا تو خان اعظم کو یہ نصیحتین لکھین کہ فزونی آگاہی۔ فراخی حوصلہ۔ آدمیون کی خطاؤن سے اغماض نظر گناہگارونکا عذر قبول کرنا۔ فصل خصومات مین غور عظیم کرنا۔ اور جان وانجان کو یکسان جاننا۔ اوسکو اور امرا کو اپنی اپنی جاگیرون مین رخصت کیا۔ اور راجہ علی خان حاکم خاندیس جو آیا تھا وہ بھی رخصت ہوا۔ اور مظفر خان کو جو ایام محاصرہ سورت مین حاضر ہوا تھا اور اسکی

ناہمواریون کو بادشاہ نے معاف کردیا تھا۔ صوبہ مالوہ عنایت ہوا۔ مان سنگھ وشاہ قلی خان محرم کو اور بعض بعض امراء کو حکم ہوا کہ ایدر کی طرف سے ڈونگرپور اور اس کے حدود مین جائین اور پھر دارالخلافہ مین آئین +

ابراہیم حسین مرزا کا گرفتار ہونا

ابراہیم حسین مرزا کا گرفتار ہونا سنہ ۹۸۱ھ

۱۰ محرم کو اجمیر مین بادشاہ آیا اور زیارت سے مشرف ہوکر اپنے دارالخلافہ فتحپور مین دوم صفر سنہ ۹۸۱ھ کو آگیا۔ اس سفر مین بادشاہ سروہی مین تھا کہ اس اثنا مین امراء پنجاب کی عرضداشت آئی کہ مرزا ابراہیم گرفتار ہوگیا اور مرگیا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہی کہ ہمنے پہلے لکھا تھا۔ کہ وہ ایدر سے اپنے بھائیون سے جدا ہوکر دارالخلافہ کی طرف چلا ہے۔ اوس نے اپنے چھوٹے بھائی مسعود مرزا کو بھی ہمراہ لے لیا تھا۔ وہ گجرات سے ایلغار کرکے میرٹھ (میرتھا) کی نواح مین آیا۔ اور ایک قافلہ کو کہ گجرات سے آگرہ کو آتا تھا۔ اس قلعہ سے گیارہ کوس پر لوٹ لیا اور ناگور مین آیا۔ فرخ خان پسر خان کلان جو بادشاہ کی طرف سے یہان حاکم تھا وہ قلعہ مین متحصن ہوا۔ مرزا ابراہیم نے چند غریبون اور فقیرون کے گھر جو شہر سے باہر تھے لوٹے اور نارنول گیا۔ رای رام سنگھ اور امراء جو بادشاہ نے گجرات کے جانے کے وقت ہزار سوارون کے ساتھ جودھپور مین تعین کئے تھے۔ وہ ایلغار کرکے ناگور مین آئے اور فرخ خان کو ساتھ لیا۔ اور مرزا کے تعاقب مین چلے موضع کھتولی مین کہ ناگور سے بیس کوس پر ہے رات کو پہونچے۔ مرزا ہوشیار ہوکر بھاگنے کا انتظام کرتا تھا۔ ۲ رمضان سنہ ۹۸۰ کو لشکر کے آدمی ایک بزرگ حوض پر افطار کو آئے۔ مرزا کچھ تھوڑی دور گیا تھا۔ اُلٹا آیا۔ اور اُس نے اس سپاہ پر جو اسکے تعاقب مین تھی حملہ کیا۔ اس جماعت نے ثبات قدمی کرکے اپنی حفاظت کی۔ مرزا نے تین دفعہ اپنی سپاہ کے دو توپ بناکے دو طرف سے شاہی لشکر پر تیرون کا مینھ برسایا جب دیکھا کہ کچھ کام نہین نکلتا تو وہ بھاگ گیا۔ ایک توپ سپاہ کا رات کو اس سے جدا ہوگیا تھا وہ اس نواح کے مواضع و قریات مین گرفتار ہوا۔ اکثر آدمی انمین مارے گئے۔ انمین سے

سو آدمی زندہ فرخ خان کے ہاتھ سے گرفتار ہوئے۔ مرزا ابراہیم خان تین سو آدمیون کو ساتھ لیکر چلا۔ اور راہ مین جو قصبات آئے۔ اُنکو لوٹتا مارتا جمنا گنگا سے پار اُتر کر پیرگنہ سرکار سنبل اعظم پور مین جو اسکی جاگیر مین تھا آیا۔ اوسکو یقین تھا کہ سرکار سنبل اور اس کا قلعہ مثل کوہ کمایون جس کی خندق دریاے گنگ ہے ہاتھ آجائینگے۔ اور بہت جمعیت اس پاس جمع ہو جائیگی۔ مگر یہ صورت نہ ہوئی۔ حسین خان و محمد ی قاسم خان کانٹ گولہ کے جاگیردار اسکے رفع کرنے کے لئے مستعد ہوئے۔ پانچ چھ روز یہان رہ کر پنجاب کی طرف بھاگا۔ قصبہ پانی پت اور کرنال کو کہ سر راہ تھے غارت کرتا ہوا آگے چلا۔ راہ مین واقعہ طلب بہت اس کے ساتھ ہوئے اور خلق خدا کو آزار پہنچانے لگے مرزا دیپال پور مین آیا۔ تو اس نے سُنا کہ گرکوٹ کے فتح مین جو مرزا اور لشکر مصروف تھا وہ اس کے پیچھے آتا ہے تو اس نے لاہور کا ارادہ ترک کیا۔ اور ملتان کی طرف چلا۔ جب لشکر شاہی تلمبہ کے قریب آیا۔ تو معلوم ہوا کہ مرزا کل اس قصبہ مین آیا تھا۔ اور آج مقیم ہے۔ ترتیب افواج مین افسران سپاہ مشغول ہوئے۔ حسین قلی خان و اسماعیل قلی خان اور ایک اور جماعت قول ہنی۔ محب علیخان و مرزا یوسف خان برانغار مین مقرر ہوئے۔ خرم خان و دولت خان مہدی و شاہ غازی خان تبریزی جرانغار مین قرار پائے۔ جعفر خان۔ فتو۔ اور بعض اور دلاور ہراول مقرر ہوئے۔ اس طرح انتظام کرکے روان ہوئے۔ اس روز ابراہیم حسین مرزا کچھ آدمیون کے ساتھ شکار کو گیا ہوا تھا۔ مسعود مرزا نے جب لشکر شاہی کے آنے کا حال سُنا تو خود جنگ کے لئے مستعد ہوا اور سپاہ کو بلایا اور فوج کے قریب گیا۔ اور لڑائی مین مشغول ہوا مگر وہ گرفتار ہو گیا۔ اور بہت آدمی اوسکے مارے گئے۔ ابراہیم مرزا بہت تگا پو کرکے بھاگا اور ملتان کے قریب آیا۔ بلوچون نے اسکی راہ روکی۔ دریاے گارا سے جو اس دریا کا نام ہے جو بیاس اور ستلج کے ملنے سے بنتا ہے اُترنا چاہتا تھا۔ مگر رات تھی کشتیان نہ تھین اوسکے کنارہ پر سو رہا۔ قوم جھیل نے جو مچھلیان بیچا کرتے تھے۔ اس پر شب خون مارا مرزا کے ساتھ آدمی بعض مجروح و بعض مغلوب بے حال تھے وہ اس گروہ کو لے کر لڑنے

گھڑا ہوا ع صفِ مغلوب را ہموا ئی بسنداست + جمیل غالب ہوئی۔ مرزا کی گردن
مین سر کے پیچھے ایسا تیر لگا کہ وہ مُنہ کی راہ سے نکل گیا۔ اب مرزا نے اپنا حال دگرگون
پایا تو وہ لباس بدل کر اپنے آدمیون سے جدا ہوا۔ اس کے دو ایک قدیمی غلام قلندر کا
کا لباس پہنا کر باہر لیجانا چاہتے تھے۔ مگر مرزا کو ضعف اس قدر تھا کہ ناچار ایک روشناس
گوشہ نشین شیخ زکریا کے گھر مین مقام کرنا پڑا۔ شیخ نے بظاہر تو مرزا کے جراحت پر ملائمت کے
مرہم رکھی۔ مگر ملتان کے حاکم سعید خان کو خفیہ اطلاع دی ع۔ ہر کجا گوشہ نشینی است درو
مکرے ہست + سعید خان نے اپنے غلام دولت خان کو بھیجا۔ وہ مرزا کو مقید کر کے لے
آیا۔ پادشاہ کو اسکی اطلاع دی۔ پادشاہ نے قیدی کو اپنے پاس بلایا۔ مگر پادشاہ کے
پاس روانہ ہونے سے پہلے اون جہان کو روانہ ہوا۔ جب حسین قلیخان پادشاہ پاس صحیح و
سلیکہی مین آیا مسعود حسین مرزا کو اور اسکے تین سو آدمیون کو قید کر کے اس طرح لایا کہ مرزا
کی آنکھین سی ہوئی تھین اور قیدیون کے مُنہ گائے کی کھالون مین جنکے سینگ الگ نہین کیے
گئے تھے لپٹے ہوئے تھے + بدایونی لکھتا ہے انکے منہ گدھے۔ سُور کی کھالون مین لپٹے
ہوئے تھے + طبقات اکبری مین لکھا ہی کہ چرمہائے گاؤ در گلو انداختہ۔ جسکے معنے یہ ہین۔ گلون
مین تسمے گائے کے چمڑے کے پڑے ہوئے تھے۔ غرض ان قیدیون کی ایک عجیب ہیئت تھی
پادشاہ نے دیکھتے ہی فوراً مسعود حسین کی آنکھین کھلوائین۔ اور چند سرغنون کو تو بُری طرح مارا
باقی سب کو رہا کر دیا۔ سو آدمی مرزاؤن کے ساتھ ایسے بھی تھے۔ کہ خانی کا خطاب رکھتے تھے۔
انکو حسین خان نے جو سنبل سے چلکر اس لڑائی مین شریک ہوا تھا۔ اپنے گھر جانے کی اجازت دی
اور اس نے حسین قلیخان سے کہدیا کہ پادشاہ کی اجازت نہین ہے کہ کوئی قیدی مارا جاے
اس لئے مین نے ان قیدیون کو پادشاہ کے صدقہ مین چھوڑ دیا۔ اُسی روز سعید خان بھی حسین
مرزا کو پادشاہ کے روبرو لایا۔ انہین دنون مین پادشاہ نے حسین قلی خان کو خان جہان کا
خطاب دیا + اِس سنہ کے واقعات مین سے ایک یہ ہی۔

ابوالفضل نے اکبرنامہ مین یہ لکھا ہے کہ راجہ جے چند راجہ نگرکوٹ پادشاہ کی خدمت مین تھا

اس نے اپنی کمال اندیشی سے اپنے خرد سال بیٹے ہری چند کو راجہ گوبند چند جسوال کے حوالہ کیا تھا۔ اس زمانہ مین گوبند چند نے قلعہ مین آنکر لوازم قلعہ داری کا اہتمام کیا۔ مگر تاریخ بدایونی مین اس واقعہ کو اس طرح بیان کیا + بادشاہ کو ایام طفلی سے کل اصناف ہنود کی طرف رغبت دلی تھی۔ خاص کر برہمنون اور کیسون (شاعرون) کی طرف ایک برہمن کیسی برہمداس نامی کالپی کا رہنے والا ہنود کی مداحی مین نامور۔ فہم و ادراک مین بلند پایہ بادشاہ کا ملازم ہوا۔ بادشاہ کی ہمزبانی سے اس نے مزاج مین دخل پیدا کیا۔ روز بروز اس کی تربیت سے منصب عالی پر پہنچا۔ شرف ندیمی سے مشرف ہوا۔ اول کب رائے (یا کالشور) کا خطاب ہوا۔ بعد ازان راجہ بیر بر (یعنی بہادر نامور) کا خطاب ملا۔ راجہ جے چند حاکم نگرکوٹ سے بادشاہ کا مزاج برہم ہوا۔ جے چند کو مقید کیا۔ اور ولایت نگرکوٹ راجہ بیر بر کو جاگیر مین عنایت کی۔ اور حسین قلیخان کو حکم ہوا کہ مرزا یوسف خان و جعفر خان و فتح خان چناری و مبارک خان گکھر و غازی خان اور امرائے پنجاب کو لیکر ہری چند سے نگرکوٹ لیکر راجہ بیر بل کو دلا دی۔ راجہ بیر بر لاہور مین آیا۔ حسین قلیخان مع اور امراء پنجاب کے نگرکوٹ پر متوجہ ہوا۔ جب یہ سپاہ دھری کے قریب پہنچی تو یہان کا ناظم چھوٹو نام جو جے چند کا رشتہ دار تھا اور اپنی قلعہ کی استواری پر مغرور تھا۔ خود تو ایک گوشہ مین چھپ گیا۔ اور اسنے وکلاء کو پیش کش دیکر بھیجا اور عرض کیا کہ مین خوف کے سبب سے خدمت مین حاضر نہین ہوا۔ مگر ہراداری کا کفیل ہون۔ حسین قلیخان نے وکلاء کو خلعت دیکر رخصت کیا۔ اور ایک قریہ مین کہ سر راہ تھا اپنا تھانہ مقرر کیا اور آگے چلا +

جب قلعہ کوٹلہ مین پہنچا تو یہان مقام کیا۔ یہ قلعہ بہت بلند ہے۔ وہ پہلے کوالیار (پہاڑون مین ہی) کے راجہ رامچند سے متعلق تھا۔ مگر راجہ دھرم چند اور راجہ جے چند نے بزور اس سے چھین لیا تھا۔ راجہ جے چند کی طرف وہان جو افسر محافظ مقرر تھے انہون نے اس لشکر پر کہ لوٹنے گیا تھا تیر و تفنگ چلائے ..... جب حسین قلیخان خان جہان نے یہ حال سنا تو وہ گھوڑے پر سوار ہوکر اطراف قلعہ کو ملاحظہ کرنے گیا۔ قلعہ کے محاذی اس نے ایک پہاڑ

دیکھا کہ وہ قلعہ کا سرکوب ہو سکتا تھا۔ اس پہاڑ پر نہایت مشقت سے توپین چڑھائین اور وہان سے انہین قلعہ پر چلایا۔ گولون سے قلعہ کی عمارات شق ہونی شروع ہوئین اور بہت سے آدمی اس کی دیوار کے نیچے دب کر مر گئے۔ اور قلعہ مین بڑی کھلبلی پڑی۔ جب عصر کا وقت آیا تو حسین قلیخان اپنے خیمہ مین آیا۔ اور مورچے پر لشکر کو چھوڑ آیا۔ تو یون کے صدمون سے راجپوت جو قلعہ کے اندر تھے رات کو سب بھاگ گئے۔ جب صبح کو حسین قلیخان کو خبر ہوئی تو وہ ڈنکہ بجاتا ہوا قلعہ کے اندر گیا۔ اور راجہ گوالیار کو یہ قلعہ دیدیا۔ اسی کے باپ دادا کا وہ تھا۔ مگر یہان اپنا تھانہ بھی مقرر کیا۔

اب حسین قلیخان آگے چلا تو ایک جنگلستان ایسا آیا کہ درختون کی کثرت سے وہان مورو مار کا گذرنا مشکل تھا۔ ایک گروہ جنگل کو کاٹ کر راستہ بناتا تھا تو لشکر چلتا تھا متواتر کوچ کر کے اول جب ۹۸۰ کو راجہ رامچندر کے باغ چوگان مین کہ نگر کوٹ کے قریب تھا پہنچا۔ لشکریون نے اپنے زور بازو و شجاعت سے پہلے ہی حملہ مین حصار پھول کو جو مہامائی کا مندر تھا لے لیا۔ یہان سوا پجاریون کے اور کوئی نہین رہ سکتا تھا۔ راجپوتون کی ایک جماعت جنہون نے اپنا مرنا ٹھان لیا تھا خوب بہادری سے لڑی اور مری۔ وہ برہمن جو ایک لمحہ اس بتخانہ سے جدا نہ ہوتے تھے اور چند سال سے اسکی خدمت کرتے تھے انہون نے بھی لڑکر اپنی جان اس پر سے قربان کی۔ اس ہنگامہ فساد مین بت خانہ کو دارالامن سمجھ کر ہندوؤن کی دو سو گائین چلی آئی تھین بعض سادہ لوح ترکون نے ان کو ایسے وقت مین کہ تیر و تفنگ مینھ کی بوندیون کی طرح برس رہے تھے ذبح کیا اور انکے خون کو اپنے موزون مین بھر کر بتخانہ کی دیوارون اور چھتون پر پھینکا۔ نگر کوٹ کا شہر بند بیرونی ان کے قبضہ مین آگیا۔ انہی عمارات کو ڈھا کر لشکر کے اترنے کے لئے میدان صاف کیا۔ پھر قلعہ کے محاصرہ مین مصروف ہوئے۔ ساباط و سرکوب تیار کئے چند بھاری توپین اس پہاڑ پر کہ قلعہ کے محاذی تھا چڑھائین۔ ہر روز چند توپین قلعہ اور راجہ کے مکانات پر ماری جاتین۔ اتفاقاً ایک دن کارفرمائے توپ خانہ نے اس

مکان پر توپ لگائی جسکو تحکم سمجھ کر راجہ وہان کھانا کھانے آیا تھا۔ اسّی آدمیون کے قریب
اس مکان پر دب کر رہ گئے۔ انمین سے ایک بھوج دیو ولد راجہ بچھل راجہ مؤتھا۔ اوائل
شوال سنہ ۹۸۰ مین خطوط سے معلوم ہوا کہ مرزا ابراہیم نے ملک مین شورش برپا کی ہی اس لئے
بعض امراء کی یہ صلاح ہوئی کہ قلعہ کا صلح سے معاملہ کرکے اس کوہستان سے نکل کر مرزا
کی شورافزائی کا علاج پہلے اس کے آنے سے کرنا چاہیئے بعض امیرون کی یہ رای تھی کہ
بہت محنت اٹھاکر قلعہ کا کام اختتام کے قریب پہنچا ہے صلح نہین کرنی چاہیئے۔ امراء نے کہا
کہ اس قلعہ کے لینے اور نہ لینے کے ضرر و نفع کی مقدار معلوم۔ مگر مرزا کی فتنہ افزائی کا
ایک سانحہ عظیم ہے۔ خان جہان نے کہا کہ مین صلح اس شرط سے کرتا ہون کہ ہر ایک اہل مجلس
صورت مجلس کو لکھ کر اپنی مہر کردے۔ اگر اس محاصرہ کا اٹھا دینا بادشاہ کی مرضی کے
خلاف ہو تو ہر یک جوابدہی اپنی آپ کرے۔ اُمراء نے خط لکھ دیئے اور صلح ان شرائط
پر ٹھیری۔ جس سے راجہ بہت خوش ہوا اوّل راجہ اپنی لڑکی بادشاہ سے بیاہنے کے لئے
بھیجدے۔ دوم پیشکش لائق تیار کرے سوم اپنے معتبر آدمی جیسے فرزند و خویش مین ہماری
جمع خاطر کے لئے ہمراہ کرے کہ اگر شہریار کو یہ صلح نہ پسند ہو تو جب تک وہ قلعہ حوالہ کرے
یہ آدمی گرو (اول) مین رہین چہارم یہ ولایت راجہ بیربر کو ملی ہے بہت سے مبلغ اسکو
دئے۔ راجہ نے چارون شرطون کو قبول کرلیا۔ خان جہان نے پانچوین یہ شرط
پیش کی۔ راجہ گوپی چند آکر ملاقات کرے۔ راجہ کی تسلی کے واسطے مرزا یوسف خان کو
قلعہ کے اندر بھیجا کہ وہ راجہ کے آنے تک وہین رہی۔ راجہ انکے ساتھ چلا آیا۔ خان جہان نے
راجہ کو رخصت کیا۔ مگر راجہ نے کہا کہ اب تم غنیم سے لڑنے جاتے ہو مین تمہارے لشکر کے ساتھ
چلتا ہون۔ طبقات اکبری مین لکھا ہی کہ اہل قلعہ نے پانچ من سونا بوزن اکبر شاہی اور
اجناس قماش بادشاہ کی پیش کش کے لئے دے۔ راجہ جے چند کے محل کے سامنے ایک
مسجد (پیش طاق) بنایا گیا روز جمعہ اواسط شوال سنہ ۹۸۰ مین ممبر پر حافظ محمد بن قرنے
بادشاہ کے نام کا خطبہ پڑھا۔ خطیب نے بادشاہ کا نام جتنی دفعہ لیا اس کے سر پر سونا

نثار کیا گیا۔ سکہ جاری کیا گیا۔ اس لئے ملا حسین قتلیخان یہان سے روانہ ہوا +
بہت سے کام ایسے ہوئے ہین جو نگاہ حساد اندوزون کے لئے سرمایہ خوشدلی اور پراگندہ خاطر نفاق اندیشون کے واسطے باعث نشاط۔ مگر حقیقت مین وہ افزائش اقبال شاہنشاہی کی مقدمہ اور آمال و آمانی کی کنجی اور فتنہ فساد کے دروازہ کا قفل اور مواد اخلاص کی افزونی اور اہل نفاق کے لئے خمیر مایۂ ہلاکت ہوتے ہین +

اسی قبیل سے گجرات مین شورشون کا برپا ہونا اور بادشاہ کا انکے مٹانے کے لئے جانا تھا۔ جس کی شرح یہ ہے کہ جب بادشاہ خان اعظم کو کہ کو گجرات کے سب اختیارات دیکر دارالخلافہ کو روانہ ہوا۔ تو خان نے دیکھا کہ ایدر کی حدود مین رای نراین یہان کے زمیندار کا شیر خان فولادی کے بیٹون کے ساتھ اختیار الملک متفق ہوکر فساد برپا کر رہا ہے تو اس نے مہمات ملکی مین تاخیر کو مناسب نہ سمجھا۔ وہ احمد آباد نہ گیا اور ایدر کی طرف روانہ ہوا۔ مرزا تھیم اس نواح مین جاگیردار تھا وہ فتنہ اندوزون کے سامنے ٹھیر نہ سکا۔ خان سے آن ملا۔

خان اعظم اس گروہ کے استیصال مین مصروف تھا کہ محمد حسین مرزا نے تازہ فتنہ برپا کیا اسکی تفصیل یہ ہے کہ محمد حسین مرزا کو دولت آباد دکن کی حدود کی طرف سے خبر پہنچی کہ سورت سے بادشاہ اپنے دارالخلافہ کو روانہ ہوا۔ تو اس نے سورت کے لے لینے کا ارادہ کیا اور اس کے حدود مین آکر شورش برپا کی۔ مگر قلیچ خان نے اپنے قلعہ کو لڑائی کے لئے تیار کیا تو مرزا نے اس کے لینے کا منصوبہ چھوڑ دیا۔ برودج مین آیا اور قطب الدین خان کے ملازمون سے دل کڑا لے لیا۔ اور وہان سے کھنبایت مین آیا۔ حسن خان یہان کا شقدر اس سے مقابلہ نہین کر سکتا تھا وہ بھاگ کر احمد آباد چلا گیا۔ مرزا کو بے جنگ کھنبایت ہاتھ آگیا۔ خان اعظم نے سید حامد و سید بہاؤالدین و شیخ محمد مونگیری کو قطب الدین خان کی مدد کو بھیجا۔ ان تینون مین اختیار الملک اور وہ جماعت کہ پہاڑون کی تنگنای مین چلے گئے تھے باہر آئے۔

خان اعظم نے ایک مستحکم جا اپنی پناہ گاہ بنائی تھی۔ مخالفون کا گروہ اس پر دست اندازی نہین کر سکتا تھا۔ اب اس گروہ نے یہ ارادہ کیا کہ احمد آباد پر چڑھے۔ اگر

بادشاہ کا دوبارہ گجرات جانا اور فتح و اضرت سا کے ساتھ مراجعت کرنا ۱۹۱

اگر اعظم خان اپنی پناہ گاہ سے باہر نکلے تو اس سے لڑیئے نہین احمد آباد پر قبضہ کیجئے۔
جب خان اعظم کو ان مخالفون کی احمد آباد کی طرف جانے کی خبر معلوم ہوئی تو وہ
جلدی سے اس شہر مین آگیا۔ اسی رات کو محمد حسین مرزا کو کھنبایت مین شکست ہوئی
تو خان اعظم کے لشکر سے دور دور جاکر اختیار الملک اور پسران شیر خان فولادی سے مرزا
ملا۔ اس شکست کا حال یہ ہے کہ خان اعظم کے ملازمون اور قطب الدین خان و سید حامد بخاری
اور نورنگ خان سے جو کھنبایت مین پہنچے۔۔۔۔۔ مرزا لڑا۔ باوجودیکہ اس پاس کم آدمی
تھے مگر بہت ہاتھ پاؤن مارے اور شکست پائی سید بہاء الدین مارا گیا۔ آمراء نے اس
فتح کو غنیمت جانا۔ اسکا تعاقب نہین کیا۔

خان اعظم نے احمد آباد مین آکر اسکے مداخل و مخارج کو تحکم کیا۔ چند روز بعد مخالف بھی
احمد آباد مین آئے۔ دونو مین روز لڑائیان شروع ہوئین۔ اگرچہ پادشاہی لشکر اس قدر تھا کہ
اگر وہ صف آرا ہوتا تو فتح کرتا۔ مگر خان اعظم کو اپنے ملازمون اور قطب خان پر اعتماد نہ تھا۔
اس لئے وہ اس کام مین مبادرت نہین کرتا تھا۔ پادشاہ کی نصیحت اوسکو یاد تھی کہ اگر مخالف
جمع ہوکر ہنگامہ شورش گرم کرین تو جنگ مین نہایت حزم و احتیاط چاہیئے۔ ایک دن۔۔
فاضل بیگ خان نکل کر مخالفون سے لڑا اور زخمی ہوا جس سے وہ مرگیا اور سلطان خواجہ گھوڑے
سے گرکر خندق مین جا پڑا۔ اسکو سیون سے نکالا۔ سب کی یہ رای ہوئی کہ ان مخالفون سے
لڑنا نہین چاہیئے۔ خان اعظم نے ایک عرضداشت تمام حال کی لکھ کر سلطان خواجہ کے ہاتھ
پادشاہ پاس بھیجی۔ پادشاہ کو اس عرضداشت سے جب سارا حال معلوم ہوا تو ارادہ ہوا
کہ ایلغار کرکے وہان جاے۔ لشکر شاہی ابھی ایک برس لڑکر گجرات سے آیا تھا اس نے اپنی جاگیرون
سے روپیہ نہین وصول کیا تھا۔ اس لئے پادشاہ نے خزانہ شاہی سے روپیہ انکو دیدیا اور
بہت سا لشکر کا سامان تیار کیا۔ پادشاہ جانتا تھا کہ سارا لشکر بھیر بھگاہ سمیت جلد نہین
جا سکتا۔ اس لئے اس نے دو ہزار کارآزمودہ منچلے بہادر چنے چنائے دلاور سپاہی ساتھ
لئے اور راستہ کے حاکمون کو حکم بھیجا کہ جتنی کوتل ساندنیان ہون تیار کرکے اپنی انتخابی فوج کے

ساتھ سرراہ حاضر ہوئن - شجاعت خان - راجہ بھگونت سنگہ - سید محمود بارہہ - رائے رائے سنگہ کو پہلے سے روانہ کیا - مگر زبان سے یہ فرمایا کہ ہم سے پہلے سرکار پر کوئی نہین پہنچے گا - دہلی کی حراست راجہ ٹوڈرمل اور امیرون کو سپرد کرکے ۲۸ ربیع الآخر ۹۸۱ھ کو سوار ہوا - تین چار سو جان نثار اور نامی سردار اور منصب دار اس کے ساتھ تھے - سانڈھنیون پر بیٹھکر تل گھوڑا لگاتا دن دیکھا نہ رات - جنگل اور پہاڑ کاٹ ساڑھے سات سو میل سفر کو نو دن مین ختم کیا جسکو قافلہ دو تین ماہ مین طے کرتا ہے - بادشاہ کبھی گھوڑی پر کبھی سانڈھنی پر سوار ہوتا کبھی گاڑی مین بیٹھتا - گاڑیبان سے وہ کہہ دیتا کہ خواہ کیسا ہی تجھ کو آہستہ روی کے لئے لوگ کہین - مگر تو کچھہ نہ سننا —— اپنے آرام کی فکر اس سفر مین وہ نہین کرتا تھا - راہ مین جالور کی نواح مین ایک کاروان سے گھوڑی خرید بہ مٹن سے لشکر کو شائستہ طور پر مرتب کیا - راہ مین لشکر اس کے ساتھ جا بجا سے ہوتا گیا یہان سے خود سو سوار لے کر چلا - جب وہ موضع مالینہ مین پہنچا تو معلوم ہوا کہ مخالف یہان قلعہ کو مستحکم کرکے جنگ کے لئے تیار ہین - بادشاہ نے اپنے لشکر کو بھیجکر ان شخصون کو بھگایا اور مارا وہ قلعہ مین داخل ہوئے - بادشاہ نے محقر قلعہ کو اس لائق نہ جانا کہ خود اوسپر متوجہ ہوتا بعد ازان مرزا یوسف خان اور قاسم خان لشکر لئے آتے تھے - انکو دیکھکر اہل قلعہ بھاگ گئے - قلعہ فتح ہوگیا - بادشاہ جب احمد آباد سے تین کوس پر پہنچا تو - آصف خان کو احمد آباد مین بھیجکر سب امراء کو بلایا -

بادشاہ کی خوش اخلاقی -

جب بادشاہ کا لشکر غنیم کے قریب آیا تو یہ واقعہ عجیب پیش آیا کہ بادشاہ نے خود جیبہ (زرہ و بگتر) پہنا اور اپنے خاص ملازمین کو جیبہ تقسیم کر رہا تھا کہ جمیل پسر روپسی کو دیکھا کہ وہ باپ کا جیبہ ایسا بھاری پہنے ہوئے کھڑا ہے کہ اس کے بوجھ سے دبا جاتا ہی بادشاہ نے دیا کرکے اسکو خاص اپنا ہلکا پھلکا زرہ بگتر جیبہ خانہ سے منگا کر عنایت کیا اور اسکا بھاری زرہ بگتر بال دیو کے پوتے کرن کو دیدیا اس پاس جیبہ نہ تھا جب روپسی جمیل کے پاس گیا تو اس نے اپنی زرہ بگتر کو . . . . . .

.... پوچھا کہ کیا ہوا تو اُس نے تمام حال عرض کیا۔ روپسی اور مال دیو کے خاندان مین قدیم سے عداوت چلی آتی تھی۔ اس لئے وہ ایسا خفا ہوا کہ اس نے بادشاہ پاس آدمی بھیجکر زرہ بگتر اپنا منگایا۔ اس گستاخی پر بادشاہ خفا نہین ہوا۔ بلکہ نہایت خوش اخلاقی سے جواب دیا کہ زرہ بگتر کے عوض مین ہمنے اپنا خاص زرہ بگتر دیدیا ہے۔ یہ جواب سنکر روپسی نے اپنا زرہ بگتر اُتار کر پھینک دیا۔ اور کہا کہ اب ہم بغیر زرہ بگتر کے لڑینگے۔ بادشاہ نے اس معاملہ نافہم کو بجائے تادیب کرنے کے خود اپنا زرد بگتر اُتار کر پھینک دیا۔ اور فرمایا کہ مجھکو یہ گوارا نہین کہ میرے سردار مجھ سے زیادہ جان جوکھون مین پڑین۔ یہ مردی نہین ہے کہ مین مسلح ہون اور وہ بے سلاح ہون۔ پیچھے بادشاہ سے روپسی کی طرف سے معذرت ہوئی کہ اس نے بھنگ کے نشہ مین یہ حرکت کی ہے۔ بادشاہ نے اسکی معذرت قبول کرلی

بادشاہ نے ۵ جمادی الاول ۹۸۱ھ کو لڑائی مین فیروزی پائی جسکی تفصیل یہ ہے کہ جب بادشاہ کا لشکر غنیم کے قریب آیا تو غنیم سامنے نہ آیا۔ بعض مقربین بادشاہ نے عرض کیا کہ شبخون مارنا چاہیئے بادشاہ نے کہا کہ اس مین خدعہ ہے ؎ شب خون بود پیشہ بیدلان ازین ننگ دارند خیل یلان + بادشاہ نے نقارۂ جنگ بجایا۔ مخالفون کو اپنی کثرت پر غرور تھا محاصرہ تنگ کر رکھا تھا اور شیر خان فولادی کے آنے کے منتظر تھے۔ جب بادشاہ کا لشکر سابرمتی کی ندی پر آیا تو بادشاہ نے حکم دیا کہ فوج آئین کے ساتھ مرتب ہوکر دریا کو عبور کرے۔ امرائے لشکر گجرات کے منتظر تھے کہ اس اثنار مین تین سو سوار گجراتیون کے جو مقام سیج سے بھاگے تھے نمایان ہوئے۔ بادشاہ نے اپنے بندوقچیون کو حکم ان سے لڑنے کا دیا۔ سوار بھاگ کر اپنے مورچل مین چلے گئے۔ جب بادشاہ کے نقارہ اور کرنا کا آوازہ دشمن کے لشکر کے کان مین پہنچا تو محمد حسین مرزا سراسیمہ ہوکر برسم قراولی آیا۔ سبحان قلی ترک ورکی اور بہادر اس دریا کے کنارہ پر کھڑے مخالف کا تفحص حال کر رہے تھے۔ مرزا نے بہ آواز بلند اس فوج کا حال استفسار کیا۔ سبحان قلی نے مرزا کے ڈرانے کو جواب دیا۔ ای بے خبر تجھے خبر نہین کہ یہ شاہی لشکر ہے اور یہ لشکر شہنشاہ ہے۔ کیا کھڑا پوچھتا ہے جا اپنی جماعت کو

بادشاہ کا خود احمد آباد مین آنا اور مرزا پر فوج بھیجنا ۹۸۱ھ

رہبری کر۔ محمد حسین مرزا نے کہا کہ اے برادر تو مجھے ڈراتا ہے اور اپنی طرف سے باتین بناتا ہے۔ چودھوان دن ہے کہ میرے جاسوسون نے ایک خبر دی ہے کہ بادشاہ فتحپور مین ہی۔ اس پر سبحان خان نے قہقہہ مارا۔ مرزا نے کہا کہ اگر تو سچ کہتا ہے شہنشاہ یہان آیا ہے تو اسکے نشان کے ہاتھی کہان ہین جو اسکے ساتھ رہتے ہین۔ سبحان خان نے اسکا جواب دیا کہ بادشاہ کو نوان دن ہے کہ فتحپور سے چلا ہے۔ ہاتھیون کو کیا ہاتھ پر اٹھا لاتا ہے تو مرزا کو یقین بادشاہ کے آنے کا ہوا اور وہ اپنے لشکر مین ڈرا گیا اور لشکر یہ صفوف مین مصروف ہوا۔ جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ غنیم اسکے آنے سے بے خبر تھا۔ تو اپنی مردانگی اور فتوت کے سبب لڑائی مین اتنا توقف کیا کہ اسکو خبر ہو جاے۔ نقارہ بجا کر اپنے آنے کی اسکو اطلاع کی کہ قراول خبر لائے کہ غنیم جیسا پوشی وصف آرائی کر رہا ہے۔ حکم شاہی صادر ہوا کہ دریا سے عبور ہو۔ ہر چند امراء نے سمجھایا کہ خان کلان کے لشکر کو آنے دیجیے۔ مگر اس نے اپنا گھوڑا دریا مین ڈال دیا۔ دریا پایاب تھا لشکر اتر گیا۔

مرزا نے ولی خان پسر جھجار خان حبشی کو دست راست کی فوج کا سردار بنایا اور حبشیون اور گجراتیون کی ایک جماعت اسکے ساتھ کی محمد خان پسر شیر خان فولادی کو افغانون کی انبوہ کے ساتھ دست چپ سپرد کیا۔ شاہ مرزا بہت سے بدخشی و ماوراالنہری کہ جنکے خود استخوان حرام نمکی سے پرورش پائے تھے اپنے ہمراہ لیے اور بادشاہ سے لڑنے کو تیار ہوا۔ بیس ہزار سپاہ کی رعیت اس کے ساتھ تھی۔ بادشاہ دریا سے ایک کوس پر بلندی پر بیٹھا لشکر کا تماشا دیکھ رہا تھا کہ آصف خان نے آخر عرض کی۔ مرزا کوکہ کو حضور کے آنے کی خبر نہین ہوئی۔ جب کوئی حضور کی تشریف آوری کی خبر دیتا تھا تو اسکو وہ... میر بحر اور تمام دولتخواہون کے لطائف الحیل سمجھتا تھا جب اس کو قسمین دیکر خاطرنشان کیا کہ حضور تشریف لے آئے ہین تو اب وہ لشکر گجرات کو آراستہ کر کے آنے پر مستعد ہوا ہے۔ ابھی اس نے اپنی سرگذشت پوری نہین کی تھی کہ غنیم کا لشکر درختون مین سے نمودار ہوا۔ ہراول بادشاہی لڑنے گیا۔ مگر شکست پاکر اولٹا چلا آیا۔ بادشاہ نے راجہ

بھگوتدت داس سے کہا کہ اگرچہ غنیم کا لشکر بظاہر بہت ہے مگر عنایت ایزدی ہمارے ساتھ زیادہ ہے۔ آؤ ہم تم یک دل و یک روے و یک راہ ہوکر اُس فوج سے چلکر لڑین۔ جس لشکر کی بیرقین سرخ ہین وہ محمد حسین مرزا کا لشکر ہے اگر اسکا کام تمام کردیا تو بیڑا پار ہی۔ محمد حسین مرزا اپنے لشکر مین سب سے آگے بڑھ کر آتا تھا۔ شاہ قلی خان محرم و حسین خان بیگ نے عرض کیا کہ تاخت کا وقت ہی۔ بادشاہ نے فرمایا کہ عقل و دوربین معاملہ دان ہمیشہ واعظ و نگہبان و کارفرمائے آدمی زاد کی ہے۔ ابھی پلہ دور کا ہے اور ہم بظاہر کم ہین دور جاکر تاخت اور آویزش کرنے مین جمعیت لشکر مین پراگندگی ہوگی اور کوئی شائستہ کام نہین ہوگا۔ جوہر مردانگی ظاہر نہ ہوگا اور مسلک احتیاط ہاتھ سے جائیگا مثال اسکی توضیح کی کہ ہاتھ کی انگلیون کو باندھکر گھونسہ مارئیے تو وہ زیادہ اثر کریگا اور کارگر ہوگا بنسبت اسکے کہ پانچون انگلیون کو کھول کر ماریئے۔ وہ دانستہ آہستہ آہستہ پُردلی و مردانگی سے خرامان خرامان چلا۔ اپنے لشکر کو مدارج خرد سکھاتا۔ مراتب دلیری بتلاتا۔ جس سے وہ یک دل سے ہزار دل ہوتے انکا اخلاص بڑھتا۔ معاملہ دانی رونق پائی۔ بادشاہ کی فوج دشمن کے نزدیک ہوئی۔ مگر اس مین نظم و نسق نہ رہا۔ برانغار کی فوج شکست پاکر الٹی پھری۔ جب مخالف بہت نزدیک ہوا تو اسپر تاخت کی۔ اللہ اکبر کے غلغلہ کا اور سوران کے زمزمہ کا شور ہوا جسپر غلبہ عظیم ہوئی۔ ایک دو تلوارون کے ہاتھون کی رد و بدل مین بادشاہ کے دست راست کی فوج کو غنیم نے پس پا کیا۔ محمد حسین مرزا نے بادشاہ کی جانب چپ کی سپاہ کو مار ہٹایا۔ وہ یہ جانکر کہ کھیت میرے ہاتھ آیا کچھ آگے گیا تھا کہ بادشاہ کی فوج قول نے مرزا کے جرانغار و برانغار کو مار کر تباہ کردیا جسکی تفصیل آگے ہوتی ہے۔ مانسنگھ درباری اور رگھو داس کچھواہہ و محمد وفا و کرن نبیرہ مالدیو نے بڑی بڑی جوانمردیان کین۔ راگھو داس کی جان گئی اور محمد وفا زخمی ہوا۔ اس زد و خورد مین ایک جوان مردنے بادشاہ پر شمشیر کا ہاتھ چلایا جو اوسکے گھوڑے پر پڑا جس سے وہ چراغ پا ہوا۔ مگر اس شہسوار شہریار نے گھوڑے کو سنبھال کر شمشیر زن کو برچھا مارا کہ اسکے

اندر بیٹھ گیا - جب اس کو کھینچا تو سنان اس کی ٹوٹ گئی کہ دوسرے آدمی نے آن کر بادشاہ کی ران مین تلوار ماری مگر بادشاہ بچ گیا - ایک اور آدمی نے آخر نیزہ مارا - مگر جیسے گوجر نے برچھے سے اُسکو مار ڈالا - اُسی وقت قول بادشاہی درد مند ہو کر بادشاہ کے نزدیک ہوئی - اس فوج مین میر بخشی نے اپنی بدذاتی و بیخبری سے بادشاہ کی خبر نا خوش اُڑا دی تھی - بادشاہ نے جب اس قول کی فوج مین جاکر اپنی آواز اُسکو سُنائی تو اسکی جان مین جان آئی - اور دشمن کے دفعہ کرنے مین وہ متوجہ ہوئی - سید محمود خان بارھا اور رای رائے سنگھ و فرحت خان قول سے جدا ہو کر لڑے اور فتح پائی - بادشاہ آہستہ آہستہ احمد آباد کی طرف جاتا تھا اور مرزا کو کہ اور لشکر گجرات کے دیر لگانے کا سبب پوچھتا تھا کہ مغل کلاوت نے آخر کہا کہ سیف خان کوکلتاش مارا گیا - بادشاہ اسکے مرنے کے افسوس مین تھا کہ مژدۂ فتح پہنچا کہ محمد حسین مرزا گرفتار ہوا - قول شاہی سے لڑنے مین اسکے چہرہ پر زخم لگا تھا وہ بھاگا جاتا تھا کہ گھوڑا اُسکا ببولون کے کانٹون سے گرا - گدا علی جو کہ بادشاہی تھا وہ اس پاس گیا اس سے کہا کہ تو آ مین تجھے بچا لونگا - اس نے قبول کیا - اس کو اپنے آگے گھوڑے پر بٹھا کر بادشاہ پاس لے چلا - خان کلان کا ملازم ساتھ ہو لیا - جب وہ حضور والا مین آیا تو دونو مین سے ہر ایک نے دعوی کیا کہ مین نے مرزا کو پکڑا ہے - بادشاہ نے مرزا سے پوچھا کہ تم بتاؤ کس نے تم کو پکڑا ہے تو اُس نے جواب دیا کہ مجھے کسی نے نہین پکڑا - حضور کے نمک نے گرفتار کیا ہے - بادشاہ نے مرزا کے ہاتھ جو پیچھے بندھے ہوئے تھے کھلوا کر مان سنگھ درباری کے حوالہ کئے - شاہ مدد کو کہ مرزا کا کوکہ تھا بادشاہ کے روبرو لائے اسکو بادشاہ نے اپنے نیزہ سے مار ڈالا اسنے سرتال کی لڑائی مین بھوپت برادر راجہ بھگونت داس کو مارا تھا +

محمد حسین مرزا نے مان سنگھ درباری سے پانی مانگا - فرحت خان جیسے اس کے سر پر دو ہتڑ ماری کہ ایسے شور انگیز بدخواہ دولت کو پانی پلانا کس آئین مین درست ہے - بادشاہ نے جب ان کا شور سنا تو فرحت خان پر اعتراض کیا اور آب خاصہ طلب کر کے اسکو پلا کر اپنی عنایت سے سیراب کیا - ابر رحمت برسایا - برق مہربانی چمکائی - حوصلہ کا روزبازار دکھایا - قدردانی کی

آرائش پدید کی۔ جرم بخشی و مجرم نوازی کا رتبہ بلند کیا۔ اپنی والا فطرتی و فتوت و اہلیت مردانگی کی داد دی۔

ابھی بادشاہ پاس کو کہ مرزا نہین آیا تھا کہ بادشاہ آگے بڑھا جاتا تھا۔ اسنے رای رائنگھ کو حکم دیا کہ محمد حسین مرزا کو ہاتھی پر ڈال کر ساتھ لے چلو۔ اس وقت اکثر آدمی بادشاہ کے استراحت کے لئے گوشون مین چلے گئے تھے۔ سو آدمیون کے قریب بادشاہ کے پاس تھی کہ سامنے سے ایک فوج نمودار ہوئی جس مین پانچہزار آدمیون سے زیادہ معلوم ہوتی تھے بعض یہ سمجھے کہ فوج گجرات مرزا کوکہ کی ہے۔ بعض نے کہا کہ شاہ مرزا کا لشکر ہے۔ جو محمود آباد کو ابتداء جنگ مین بھاگ گیا تھا۔ کچھ دیر کے بعد معلوم ہوا کہ اختیار الملک اس لشکر کو لئے چلا آتا ہے۔ بادشاہ کا لشکر اپنی قلت اور دشمن کی کثرت کے سبب سے ڈرا نقارہ جنگ کا حکم ہوا۔ مگر نقارچی کے خوف کے مارے ایسے ہوش اڑے ہوئے تھے کہ اوسے بادشاہ کا حکم سنائی نہین دیا۔ برچھے سے ہوشیار کیا گیا۔ تو اوسنے نقارہ پر چوب لگائی شجاعت خان اور راجہ بھگونت سنگھ نے آگے بڑھکر مخالفون پر تیر چلائے۔ اس ہنگامہ مین بادشاہ کے حکم سے محمد حسین مرزا کا سر جدا کیا گیا۔ یہ فوج کہ پرشکوہ معلوم ہوتی تھی جبتی لشکر شاہی کے قریب آتی جاتی تھی۔ پراگندہ ہوتی جاتی تھی۔ اختیار الملک کچھہ آدمیون کو ساتھ لے کر اس سے جدا ہوا کہ مہلکہ سے نکل جائے۔ کہ خاریست زقوم کے صدمہ سے زین سے زمین پر گرا۔ سہراب ترکمان جو بادشاہی یکون مین تھا۔ اسکے پیچھے جاتا تھا۔ اسکا سر تن سے جدا کیا۔ یہ لشکر احمد آباد کا محاصرہ کر رہا تھا۔ جب اس نے سنا کہ بادشاہ آتا ہے اور محمد حسین مرزا گرفتار ہوگیا ہے تو وہ حواس باختہ ہوکر گریزان ہوا۔ اختیار الملک دو سو آدمیون کے ساتھ بادشاہ کے لشکر کی دست راست کی طرف سے اور فوج کلان فیلان آراستہ کے ساتھ بائین طرف سے بھاگ گئی۔ بادشاہ کو فتح حاصل ہوئی۔ نو دن مین بادشاہ نے وہ کام کیا جو برسون مین ہوتا ہے میدان جنگ مین دشمنون کے بارہ سو آدمی مارے گئے۔ اور زخمی جو ادھر اُدھر بھاگے انمین پانچسو جنگلون مین مر گئے۔ اور

پا پچھو سیجان نکل گئے۔ غرض ان مرزاؤن کا حال یہ ہوا کہ ابراہیم حسین مرزا تو سعید خان کی قید مین ہلاک ہوا محمد حسین مرزا اس لڑائی مین تلوار سے قتل ہوا۔ شاہ مرزا کہین بھاگ گیا۔ پادشاہ کی طرف سو آدمی مارے گئے جنمین نامور آدمی یہ تھے سیف خان کوکہ۔ سہراب خانہ زاد صادق خان وراگھو داس وعمر علی جلائر۔

جب پادشاہ کو اختیار الملک سے فراغت ہوئی کچھ دن باقی تھا کہ ایک فوج آراستہ نمودار ہوئی۔ قریب پہنچا کہ لشکر شاہی سے ایک مٹ بھیڑ ہو کہ شیخ محمود غزنوی نے اطلاع دی کہ مرزا کوکہ کا لشکر آتا ہے۔ پادشاہ اس سے خوش ہوا اور کوکہ مرزا پر ایسی عنایت وشفقت کی جیسے کہ باپ بیٹے پر کرتا ہے۔ اختیار الملک کو سپاہ وشاہ پاس سہراب لایا۔ پادشاہ سجدۂ شکر مین جیسا ہوا۔ عبرت عوام کے لئے اس نے باغیون کے سرون کا مینار بنایا۔ کوئی لکھتا ہے کہ آخر روز مین پادشاہ احمد آباد مین آیا۔ منازل سلاطین گجرات مین گیا اور فتح نامے تیز رو قاصدون کے ہاتھ چارون طرف روانہ کئے اور اپنے جان نثار مخلصون کو انعام اکرام دیا۔ اپنے دار الخلافہ آگرہ کی طرف مراجعت کا عزم مصمم کیا۔ مرزا کوکہ نے بعضے ارباب عمائم اور اصحاب گوشہ نشین کا شکوہ کیا کہ وہ ان فتنہ اندوزون کے ہمراہ تھے انمین سے ایک شیخ وجیہ الدین کہ علم معقول ومنقول مین متصف تھے اور آداب قناعت وعزلت واصلاح نفس مین اشتغال رکھتے تھے۔ انہون نے حرام خورون کا مال اپنے گھر مین بہت کچھ جمع کر رکھا تھا۔ جب شیخ سے پوچھا کہ آپ کو ان امور سے کیا مناسبت تھی۔ مولوی نے عرض کیا کہ آشنائی اور آنکھون کی شرم اسکا سبب ہوئی۔ کہ مین نے اپنے گھرون مین سے ایک گھر انکو دیدیا۔ وہ سچا معلوم ہوتا تھا اس لئے پادشاہ نے چھوڑ دیا۔ میر غیاث الدین قادری کے فرزندون کے گھر مین سے اختیار الملک کے اموال برآمد ہوئے۔ انکو بھی پادشاہ کی دور بینی اور غریب پروری سے نجات ہوئی۔ شیخ مظفر خویش شیخ عبد النبی کہ صدر گجرات تھے اور رشوت ستانی کے سبب سے مرزا نے ان کے سر پر جوتیان لگوائین تھین ان کو بھی پادشاہ نے معاف کر دیا بہت سے مخالفون کو زخمی پادشاہ کے روبرو آئے انکو بھی نجات دی

احمدآباد مین بادشاہ اعتماد خان گجراتی کے مکانات مین اترا ہوا تھا کہ شجاعت خان نے منعم خانخانان کی نسبت کلمات ناشائستہ زبان سے نکالے اور مجلس معلی کا ادب مرعی نہ رکھا اور دولت شاہی کے اس تورہ کا لحاظ نہین کیا کہ وہ حافظ حدود اور مرتب مراتب ہے اس بے ادب کی تادیب ضرور تھی۔ اس کو قاسم خان کے حوالہ کیا کہ اس کو خانخانان پاس لے جائے۔ اسکا جو جی چاہے وہ اسکا حال کرے۔ قطب الدین خان اور فوجدار خان کو برودج کی طرف بھیجا کہ شاہ مرزا اس طرف بھاگا ہے اسکا علاج کرے۔ راجہ بھگونت داس۔ اور شاہ قلی خان محرم اور شکر خان کو رخصت کیا کہ وہ ایدر کی راہ سے رانا کی ولایت مین جائین اور ان حدود کے سارے گردن کشون کو تابع بنائین اور جو سرکشی کرے اسکی تنبیہ و تادیب شائستہ کرکے خواب غفلت سے بیدار کرین۔ شہر پٹن کی حکومت بہتور خان کلان کو عنایت ہوئی۔ دندوقہ و دولقہ اور بعض اور محال وزیر خان کو مرحمت ہوئے +

گیارہ روز مین مملکت گجرات کی مہمات سے بادشاہ نے انفراغ پایا یکشنبہ ۱۲ جمادی الاولی ۹۸۱ھ کو دارالخلافہ کے قصد سے چلا۔ محمود آباد مین اول منزل ہوئی مرزا کوکہ کو رخصت کیا۔ خواجہ غیاث الدین علی قزوینی کو گجرات کی بخشیگری عنایت کی کہ وہ باستصواب مرزا کوکہ کے اپنے کام کو رونق دیا کرے اور آصف خان کا خطاب دیا۔ چار دن بعد جب ست پور مین بادشاہ آیا تو معلوم ہوا کہ راجہ بھگونت داس جو ایدر کی راہ سے بھیجا گیا تھا اس سے قصبہ دھنگر مین شیر خان فولادی کے غلام رادلیا نے قلعہ کو استحکام دیکر لڑنے کا ارادہ کیا تھا۔ مگر وہ لڑا نہین۔ جوگیون کے لباس مین قلعہ سے بھاگا جاتا تھا کہ گرفتار ہوگیا۔ بادشاہ اجمیر مین آیا اور شرائط زیارت روضہ خواجہ معین کی بجا لایا۔ اور حکم دیا کہ لشکر آہستہ آہستہ چلے اور خود بطور یلغار دارالخلافہ کو روانہ ہوا بکر مین آیا تھا کہ راجہ ٹوڈرمل جسکو دارالخلافہ سے بلایا تھا وہ یہان آیا۔ اسکو جمع گجرات کی تحقیقات اور بعض مہمات کی تنقیح کے لئے گجرات روانہ کیا۔ کہ بمقتضاء وفور کاردانی

بادشاہ کا گجرات سے دارالخلافہ کو آنا ۹۸۱ھ

عدالت و نصفت کے موافق بغیر اغراض نفسانی و دواعی طمع منع مقرر کرے اور اسکی نقل
پادشاہ پاس بھیجدے کہ متصدیان کارگاہ سلطنت اسکے موافق سپاہ و رعیت کے ساتھ عمل
کریں۔ ۸ جمادی الاخری کو پادشاہ دارالخلافہ مین داخل ہوا۔ تینتالیسویں دن ان کے جلوس
مین لگے۔ پادشاہ کے کارہا عظیم مین سب سے بڑا کام مہم گجرات کا انصرام دینا سمجھا جاتا ہے
سپاہ جو ایدر کی طرف بھیجی گئی تھی اس نے قلعہ بدھنگر پر قبضہ کیا۔ ایدر کا زمیندار نرائن داس بھاگا
وہ خدمات شائستہ بجالایا۔ پیشکش پادشاہ کے لئے روانہ کی۔ گوگندہ مین جہان رانا رہتا تھا
اس نے پادشاہ پاس نہ حاضر ہونے کے بہت سے عذر کئے۔ اور راجہ بھگونت داس کو اپنا
شفیع بنایا۔ اور چھوٹا بیٹا ساتھ کیا۔ اور عرض کیا کہ مین خود خوف کے مارے نہین حاضر ہوسکتا
بے خوف و ہراس کرکے حاضر ہونگا۔ کچھ دنون بعد راجہ ٹوڈرمل جو گجرات کی جمع مقرر کرکے پادشاہ
پاس آیا تھا تو اس سے بھی رانا نے یہی عذر پیش کیا۔ پادشاہ نے مظفر خان کو [illegible]
کیا جب اسے داغ سپاہ کا سخن درمیان آیا تو وہ حقیقت معاملہ پر پہنچا [illegible]
بنانے لگا۔ اس احوال کی تفصیل یہ ہے کہ آقا اور نوکر مین [illegible]
تھا۔ دون بہت زیرکہ ملازم جو عقل و اخلاص سے کچھ فروغ نہین رکھتے اور [illegible]
نقصان مین اپنا فائدہ سمجھتے ہین۔ بہت بے انصافی و بے تمیزی و قدرناشناسی عمل مین آتی
ہے۔ اس سبب سے نوکر تھوڑی سی ناملائمی مین بیوفا ہوکر دوسرا صاحب قبول کرلیتا ہے
اور تبدرائی سے اپنی بیوفائی کی برائی پر خیال نہین کرتا۔ آقا اور پیردار بھی مخلوق [illegible]
جمع مال مین کوشش کرتے ہین۔ ناموس کی بقا کا خیال نہین کرتے۔ کچھ نوکرون کو دیتے ہین اور
ناموس کی حوض مین درہم و دینار جمع کرتے ہین اس لئے پادشاہ نے [illegible]
قانون داغ اور ممالک محروسہ کا خالصہ بنایا۔ اعیان دولت کا پایہ مقرر کرنا۔ [illegible]
جمعیت و خدمت و اخلاص و بے غرضی و کارطلبی کی رعایت کرنی اور رواتب و [illegible]
و ادرارات مقرر کرنا یہ سب کام اپنی خرد دوربین سے عدالت کے موافق مقرر کرے
اس کا ذکر راجہ ٹوڈرمل سے بھی کیا تو اس نے یہی عرض کیا کہ یہ اندیشہ [illegible]

لیکن ظن غالب یہ ہو کہ منعم خان و مظفر خان اس معاملہ پر راضی نہ ہون۔ پادشاہ نے جب یہ باتیں مظفر خان سے کہین اوسنے خود آرائی اور معاملہ نشناسی سے اس آئین کے رواج مین تامل کیا اسلئے اکبر پادشاہ کی نظر عاطفت سے گر گیا۔ اکبر کا دوسرا بڑا کام یہ تھا کہ اوسنے بنگالہ و بہار کو فتح کیا +

جب مبارز خان عرف شاہ عدلی فرمانروائی ورپادشاہی کا مدعی تھا تو تاج خان کرانی اپنے بھائیون سمیت بہار مین آیا۔ محمد خان حاکم بنگالہ کے عہد مین شورش برپا کرتا رہا اور بہادر شاہ کے زمانہ مین گرمیٔ نفاق کو رواج دیتا رہا۔ جب بہادر شاہ اپنی موت مرگیا۔ اور اسکے بھائی جلال الدین نے بہار و بنگال کی ریاست کا دعوی کیا تو ان دونو بھائیون تاج خان و جلال الدین مین کبھی مخالفت سے کبھی موافقت سے بسر ہوئی تھی۔ بہت سے واقعات کے بعد جلال خان مرگیا۔ اور تاج خان ریاست بنگالہ اور بہار کا مالک ہوگیا اور یہ بھی تھوڑے دنون مین ملک عدم کو روانہ ہوا۔ اسکا چھوٹا بھائی سلیمان کرانی بنگالہ و بہار اور اُس کے حدود پر مستقل حاکم ہوا۔ خانخانان سے دوستی پیدا کرکے اپنے تئین مستقل کرلیا۔ بے سرے افغان سب اسکے گرد جمع ہوگئے اُس نے خزانے اور ہاتھی بہت سے جمع کئے۔ جب خانخانان اپنی بدافعالی کی سزا مین گرفتار ہوا اور شہنشاہ اکبر نے منعم خان خانخانان کو جونپور اور اوسکے نواح کی حکومت حوالہ کی جسکا حال پہلے بیان ہوچکا ہے۔ زمانیہ جسکو خانخانان نے آباد کیا تھا اُس مین خانخانان کی طرف سے اسد اللہ خان حاکم تھا۔ جب خانخانان مرگیا تو اسد اللہ خان نے سلیمان پاس آدمی بھیجکر ایک حاکم طلب کیا کہ زمانیہ اس کو سپرد کرکے نمک حرام بنے۔ مگر خانخانان کو جب اس امر کی اطلاع ہوئی تو اس نے آدمی بھیجکر اسد اللہ خان کو سمجھایا وہ نصیحت پذیر ہوا اور خانخانان کے گماشتہ قاسم مشکی کو زمانیہ سپرد کرکے خود خانخانان پاس چلا آیا۔ افغانون کا لشکر جو زمانیہ کے خیال سے آیا تھا وہ بے بہرہ پھر گیا۔ لودی کہ عقل و تدبیر مین افغانون کے اندر ممتاز تھا وہ سون ندی کے کنارہ پر سلیمان شاہ کا وکیل مطلق تھا اس نے

بنگالہ مین سلیمان نام کرانی کا بنگالہ کا بادشاہ ہونا اکبر کا خطبہ پڑھوانا ۹۸۰ھ

یہ دیکھکر کہ خانخانان صلاح جو اور مصالحہ طلب ہی اس سے دوستی پیدا کرلی اور اس طرح افواج شاہی کے صدمات سے اپنے ملک کو ایمن کرلیا۔ اسکے اور منعم خان کے درمیان تحف و ہدایا و رسل و رسائل بھیجے جاتے تھے جس سے رابطہ رسمی کو ہر ایک طرح کا استحکام ہوتا تھا جبوقت کہ بادشاہ قلعہ چتوڑ کی فتح کو روانہ ہوا تو راجہ اڑیسہ و رابراہیم کے استیصال کے درپے سلیمان تھا منعم خانخانان سے اسکو اطمینان نہ تھا۔ اسلئے وہ لودی کے وسیلہ سے سلسلہ یکجہتی کا محرک ہوا کہ اس سے خاطر جمع ہو۔ دوستانہ خط و کتابت کے بعد یہ امر قرار پایا کہ منعم خانخانان اسکی ملاقات کو آئے۔ خانخانان یہ سوچا کہ سلیمان سے ملنے سے ظاہری انتظام ہوجاویگا اگرچہ دور بین خیر خواہ اس اندیشہ ناصواب کے مانع ہوئے۔ مگر وہ سوچنے چنے امیر ہمراہ لیکر پٹنہ چلا۔ راہ ہی میں لودی نے آنکر تعظیم و احترام کی رسم کو ادا کیا۔ بعد ازاں سلیمان کا بڑا بیٹا بایزید آیا۔ جب پٹنہ پانچ چھ کوس رہا تو سلیمان استقبال کو آیا۔ اول خانخانان نے سلیمان کو اپنی منزل میں بلاکر جشن کیا۔ دوسرے روز سلیمان نے خانخانان کی مہمانی کی اور منبر پر شہنشاہ اکبر کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور سکہ چلایا اور لائق پیشکشیں دیں۔ اسکے اعیان میں سے ایک جماعت نے شورش انگیز ہوکر یہ چاہا کہ منعم خان کو گرفت کرکے بھیجئے لیکن لودی نے سمجھایا کہ اس شہنشاہ کے خانخانان کو گرفتار کرنے سے کیا فائدہ اٹھاؤگے۔ جو ہر مسلمین کو تربیت کرکے خانخانان بنا سکتا ہے۔ سوا اس کے ابراہیم شاہ ہمارا مخالف کمین میں بیٹھا ہوا ہے سلیمان نے تو لودی کا کہا مان لیا۔ مگر افغان غل مچاتے رہے۔ منعم خان آخر شکر بطائف الحیل اپنے لشکر سے جدا ہوا۔ اور لودی کی صلاح سے جریدہ چلا۔ بہت دور جا چکا تھا۔ کہ افغانوں کو خبر ہوئی۔ مگر اب وہ کیا کرسکتے تھے ناچار ملائمت اختیار کرنی پڑی۔ بایزید و لودی جریدہ خانخانان کے روبرو آئے۔ اعزاز و اکرام کرکے واپس گئے۔ خانخانان گنگا سے دو تین منزل چلا تھا کہ قلعہ چتوڑ کی فتح کی خبر اس پاس آئی۔ جس سے اولیاء دولت کو تقویت ہوئی۔ اور سلیمان دلجمعی کے ساتھ بنگالہ میں آیا۔ اور اپنے مہمات کے انصرام میں مشغول ہوا۔ ملک اڑیسہ کو جسمیں جگنناتھ کا مندر ہے اوس نے فریب سے لیا۔ اور وہاں کی

سلیمان کا مرنا اور بنگالہ اور بہار میں فساد ہونا

ابھ کو بعہدی کرکے مار ڈالا۔ اور ابراہیم کو جسکی عقل درست تھی نہ نصیبہ بلند تھا۔ اور سرگردان ہوکر راجہ اڑلیسہ پاس گیا تھا اور سروری کا اندیشہ اپنی ساتھ رکھتا تھا۔ اسکو قسم اور تزویر سے اس نے ہاتھ تلے لاکر عدم خانہ کو خصمت کیا۔ سلیمان کرانی اڑلیسہ بنگالہ و بہار کا مستقل فرمانروا ہوگیا۔ اس نے یہ عمل منافقانہ جاری کیا کہ ہمیشہ عرائض اور پیشکش بادشاہ کی پاس بھیجتا تھا اس سبب سے اسکے نفاق دلی کا پردہ فاش نہین ہوتا تھا۔ وہ ۹۸۰ھ مین مر گیا۔ اوسوقت بادشاہ خود مہم گجرات مین مصروف تھا منعم خانخانان کو حکم بھیجا کہ وہ بہار و بنگالہ و اڑلیسہ کو تسخیر کرے۔ سلیمان کا بڑا بیٹا بایزید باپ کا جانشین ہوا۔ اسکی بخردی کا صیغہ زیادہ سرزد ہوئی اسنے اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ باپ کے مغرور سرکشون کو اپنی مدارا سے مطیع کرتا تھا۔ اس نے اوسے چھوڑ دیا۔ خود رائی سے تنگگیری اور کینہ کشی اختیار کی اور اپنے باپ کے اعیان کا ذلیل کرنا اپنا پیشہ بنایا۔ عماد اسکے چچازاد بھائی کا بیٹا ہانسوی تھا وہ اس کا دشمن بھی تھا۔ اور یک جہتی اور دوستی بھی اسکے ساتھ رکھتا تھا۔ اس کی بدسلوکی سے رنجیدہ ہوا۔ اس حدود کے فتنہ جویون نے اسکو ملک کی طمع دلائی اور اسکو سمجھایا کہ بایزید کو ٹھکانے لگائے۔ اس بدبخت نے ان سب نسبتون کو جو اس کے ساتھ تھین چھتیر پر رکھا اور بایزید کو مار ڈالا۔ یہ شہنشاہ اکبر کی اقبالمندی ہی تھی کہ یہ کام وہ ہوا کہ اسکے اولیاء دولت ہزار گنا پورا کرتے تو نہ ہوتا۔ لودی اس ملک کا نفس ناطقہ تھا اسنے اس دیار کے اعیان سے اتفاق کرکے سلیمان کے چھوٹے بیٹے کو بادشاہ بنایا اور عماد ہانسوی کو قید کرکے قتل کیا۔ گوجر خان کرانی نے جو اس ملک کی شمشیر تھا برخلاف لودی کی رائے کے بایزید کے بیٹے کو صوبہ بہار کا فرمانروا بنایا۔ بنگالہ سے لودی بہت سا لشکر لیکر بہار کے قصد سے چلا اور منعم خانخانان کی بے توجہی ..... اور لودی کے فسون و فسانہ نے گوجر خان کو مطیع بنایا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب سلیمان کے مرنے کی شہرت ہوئی تو منعم خانخانان چنار گڈھ سے صوبہ بہار کی طرف متوجہ ہوا اسنے تنگری قلی و فرخ برخلیق مایندہ محمد تغلق سنگھ کشلی اور کیا جیو ہاجت کو حاجی پور بھیجا اور طالبی اور مرزا علی اور ندیم بیگ کو

پٹنہ بھیجا۔ گوجر خان مین ان سے لڑنے کی قوت نہ تھی۔ اس نے تحفے و ہدیے بھیج کر یک جہتی کا دم بھرا۔ اور یہ قرار دیا کہ بادشاہ کے ملازمون مین داخل ہوتا ہون اور بنگالہ کی فتح مین شائستہ خدمات بجالاؤنگا میری ملتمس ہے کہ بادشاہ کے ملازمون کے زمرہ مین داخل کرکے گورکھپور میرے اہل وعیال کی جاگیر مین دیا جاے اور صوبہ بہار امراے شاہی اپنی جاگیر مین لے لین۔ یا یہ کہ سرکار حاجی پور اور بہار اس سال مجھے دیدین کہ مین اسکا حاصل نقد سرکار اعلی مین داخل کرون۔ اور دوسرے سال مجھے بنگالہ مین جاگیر دیدین منعم خانخاناں نے اس کی درخواست قبول کی اور یہ ارادہ کیا کہ گورکھپور اس کو دیدے۔ اس اثنا مین لودی کہ اس دیار کی روباہ تھی حقیقت حال سے واقف ہوکر ہاشم خان سے کہ ہمیشہ دورنگی رکھتا تھا۔ اتفاق کرکے اس مہم کو اسنے درہم برہم کردیا۔ گوجر خان جب خانخاناں سے مایوس ہوا تو وہ لودی سے جاکر ملا۔ لودی کو یقین تھا کہ افغان خراب ہونگے باوجودیکہ وہ اوڈسے مخالفت رکھتا تھا۔ اس نے خانخاناں کے ساتھ صلح کا ڈول ڈالا۔ اس نے اتفاق اور آشنائی قدیم کو یاد دلایا۔ جو سلیمان کے ساتھ خانخاناں رکھتا تھا۔ اور یہ قرارداد ہوا کہ دو لاکھ روپیہ نقد اور ایک لاکھ روپیہ کا قماش پیشکش لیکر افواج بادشاہی ابھی چلی جاے منعم خان نے پیشکش لیکر مراجعت کی۔

اندنون مین خبر آئی کہ گورکھپور کو یوسف محمد نے لیا اور فساد مچایا۔ اس سرگزشت کی شرح یہ ہے کہ یوسف محمد پسر سلیمان اورنگ کو منعم خان بادشاہ پاس لے گیا تھا۔ بادشاہ نے نصیحت پذیری اور اصلاح مندی کے واسطے دارالخلافہ آگرہ مین مقید کیا تھا جب بادشاہ نے مہم گجرات کے لئے سفر کیا تو یہ بندی خانہ آگرہ سے کسی طرح نکل بھاگا اور آدمیون کو جمع کرکے گورکھپور کو پایندہ محمد سگ کش سے لیلیا۔ جب خانخاناں کو یہ حال معلوم ہوا تو اس نے اس فتنہ کے دور کرنے کے لئے خان محمد بہتوی اور پایندہ محمد سگ کش اور تنگری قلی کو بھیجا اور خود بھی قصبہ محمد آباد سے محمد قلیخان برلاس اور مجنون خان قاقشال اور امیرون کے ساتھ روانہ ہوا۔ اثنا راہ مین

قاقشال سب قاقشالون کو ہمراہ لے کر خانخانان کے لشکر سے بھاگ گیا۔ اسکے بھاگنے کا سبب یہ تھا کہ بارلوگون نے جھوٹی خبر اڑا دی تھی کہ مہم گجرات مین بابا خان وجباری خان وغیرہ شہباز خان کو مار کر مرزاؤن کے ساتھ مل گئے ہین۔ اس سبب سے مجنون خان قاقشال کی گرفتاری کا حکم بادشاہ نے بھیجدیا ہے منعم خان نے ہرچند اسکو تسلی دی مگر اس نے نہ مانا جب اُس پاس بابا خان وجباری خان کے خط آئے جنمین عنایات شاہی کا بیان لکھا ہوا تھا تو اس کی خاطر جمع ہوئی۔ منعم خان گورکھپور کو فتح کرکے واپس آیا تو مجنون خان اسکے لشکر مین داخل ہوکر آیا۔ خان خانان نے اسکی دلجوئی کی اسی اثنا مین داؤد لشکر گران لیکر جونپور پر متوجہ ہوا۔ اپنے سے آگے لودی کو منتخب لشکر اور ہاتھیون کے ساتھ روانہ کیا۔ اس نے زمانیہ پر قبضہ کیا۔ بعض کہتے ہین کہ اسکو دلہ کیا محمد قاسم خان مہردار امان لیکر نکل آیا۔ خانخانان نے بھی سزاول بھیج کر امراء کو چارون طرف سے جمع کیا۔ محمد قلیخان برلاس ومجنون خان وفیا خان وراجہ گجپتی اور ایک جمع کثیر کو آگے روانہ کیا اور خود آہستہ آہستہ چلا۔ خانخانان نے لسان الغیب مین فال دیکھی تو یہ شعر نکلا ؎

اے پادشہ خوبان داد از غم تنہائی ✤ دل بے تو بجان آمد وقت ست کہ بازآئی

اس غزل کو اپنے عریضہ مین ملفوف کرکے درگاہ والا مین بھیجا۔ لودی نے زمانیہ کو لے کر پانچ چھ ہزار سپاہ لیکر یوسف محمد گنگا پار بھیجے۔ یہ یوسف محمد گورکھپور سے بھاگ کر افغانون سے مل گیا تھا۔ مرزا حسین خان وراجہ گجپتی وغیرہ ملازمان شاہی اس لشکر سے لڑے اور اسکو شکست دی اور بہت آدمی مارے۔ اسکے بعد محمد قلیخان برلاس اور امراء بھی آگئے۔ لودی نے سیاہ آب (کالی ندی) اور آب گنگ کے درمیان قلعہ بنایا اور بھاری لشکر لیکر اُس مین ہو بیٹھا ہر روز اسکے اور بادشاہی لشکرون مین لڑائی ہوتی۔ اگرچہ بادشاہی لشکر دل نہاد ہوکر لڑتا مگر غنیم پاس لشکر وفیل وتوپخانہ بہت تھا۔ بادشاہ سورت کے قلعہ کی فتح مین مصروف تھا اس لئے منعم خان صلح چاہتا تھا۔ لودی اس کو قبول نہین کرتا تھا۔ امراء شاہی کا عجیب حال تھا۔ نہ رائے جنگ کردن نہ روے برگشتن کہ ناگاہ یہ واقعہ پیش آیا کہ داؤد شاہ بنگالہ سے مونگیر مین آیا۔ یہان یوسف خان کو مار ڈالا۔ وہ اس کے چچازاد بھائی تاج خان کا بیٹا

لودی اور داؤد اور خانخانان و گجپتی خان

تھا۔ اسکی طرف سے اسکو یہ اندیشہ تھا کہ لودی اسکو بلند پایہ کریگا۔ لودی تاج خان کا نوکر تھا اور اپنی بیٹی کو اس لڑکے کے ساتھ نامزد کر چکا تھا۔ داؤد سے لودی کے بد اندیشون نے جو کچھ کہا اسکو سچ جانا۔ جب لودی کو یہ خبر ہوئی تو وہ داؤد سے برگشتہ ہو گیا۔ اور منعم خان سے بڑی نیازمندی کے ساتھ مصالحت کا طالب ہوا۔ اور لائق پیشکش درگاہ والا مین بھیجین داؤد نے جب لودی کے برگشتہ ہونے کی اور اس کے آنے کی خبر سنی تو سراسیمہ ہو کر گڈھی کو مضبوط کیا۔ اور سپاہیون مین باپ کا خزانہ تقسیم کیا۔ لودی ۔ جلال خان سد ہوری اور کالا پہاڑ راجو پھر گئے۔ جب اسکی جمعیت مین تفرقہ پڑا۔ ناگزیر لودی جو داؤد کے قصد سے جاتا تھا وہ قلعہ رہتاس مین متحصن ہوا منعم خان سے استمداد چاہی۔ صریح لکھا کہ مین درگاہ والا کا ملازم ہون اور جلد آپ سے ملونگا اور آپ کے وسیلہ سے پادشاہ کی پابوسی سے مشرف ہونگا۔ منعم خان نے ہاشم خان و تنگری قلی وغیرہ کو کمک کے لئے بھیجا۔ پادشاہ کی آمد کا مترصد تھا۔ پادشاہ جب گجرات کی مہات سے فارغ ہو کر دارالخلافہ مین آیا تو وہ ممالک شرقیہ کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوا کہ مغرور گردن کشون کو ان حدود سے نکالے۔ نوارہ کا عملہ و انتظام پرمانند خویش راجہ ٹوڈرمل سے متعلق تھا۔ اس نوارہ مین جنگی کشتیان ہوتی تھین۔ جنمین توپ خانہ ہوتا تھا۔ پرمانند اور لشکر خان میر بخشی کو نوارہ کے ساتھ روانہ کیا۔ اور ان حدود کے امرا کبار اور جاگیردارون کے نام حکم بھیجا کہ یک جہتی اور اتفاق کو اپنا رویہ بنا کر منعم خان خانخانان کی صلاح سے باہر نہ جانا۔ اگرچہ پادشاہ نے بہت سا لشکر ان مہمات کے لئے نامزد کیا۔ مگر سب آدمیون کی یہ حالت نہین ہوئی کہ مراسم خدمت کو خائنانہ حاضرانہ کی برابر بجا لائین۔ اکثر ضعیف اعتقاد اور سوداگر طبیعت ہوتے ہین کہ خدمت بے بہا کو تردد بے مجرا کو اکارت جانتے ہین۔ اور منفعت نقد پر مرتے ہین۔ راجہ ٹوڈرمل کو کہ امانت و دیانت و عنایت و محرمیت مین امتیاز رکھتا تھا۔ پادشاہ نے مقرر کیا کہ وہ آدمیون کے حاضر کرنے مین اور لشکر کی شان دیکھنے مین اہتمام کرے۔ زربندہ گروہ اسکو جاسوس خدمت سمجھ کر کاہلی اور فتنہ اندوزی کی طرف مائل نہ ہون ۔ ۔ ۔

بندگان اخلاص مند کے شعار کے موافق وہ خدمت آرا ہوں اور ہماری غیبت مین جسقی چلاکی ایسی کرین جیسی ہماری حاضری مین منعم خانخانان ترہٹی کے کنارہ پر جہان گنگا جمنا دسہرہ تی ملتے ہین پہنچا تھا کہ راجہ ٹوڈرمل آنکر اس سے ملگیا۔ ان پاس تھوڑے عرصہ مین لشکر گران جمع ہوگیا لشکر شاہی کی ترتیب اس طرح ہوئی کہ قول سپاہ نے خانخانان کی شمشیر و تدبیر سے استحکام پایا اور جرانغار کا ناظم محمد قلیخان برلاس مقرر ہوا۔ ہراولی مین خان عالم کا طلب ہوا کچھ لشکر شاہی دریا سے پار گیا۔ تو وہ انبوہ افغانون کا بھاگ گیا۔ جو اس قلعہ مین تھا کہ افغانون نے ابھی بنایا تھا۔ اسی اثنار مین تنگری قلی خان کی تحریر آئی کہ داؤد خان سے لودی مل گیا اور ہم کو رخصت کیا۔ اور اب وہ برسر پرخاش ہی۔ قتلو خان و گوجر خان کے دمون مین لودی آگیا داؤد نے اسکو پیغام دیا کہ تو بجائے سلیمان کے ہے۔ اگر اس خاندان کی محبت کے سبب سے تو مجھ سے خفا ہوگیا ہے۔ حق دولت تو نے ادا کیا اور مین اس سے ناخوش نہین ہوا اور تجھ ہی سے جمیع امور مین مجھ استظہار ہے۔ اس وقت ہی کہ لشکر والا لشکر سر پر آیا ہے۔ تو بھی خبر اندیش رہا ہے۔ غنیمت پیکار کے لئے چست کر لشکر و غرانہ و توپ خانہ تیری ہمراہ کرتا ہون غرض گوجر خان کے وسیلہ سے داؤد اور لودی مین صلح ہوگئی۔ اور داؤد نے لودی کو اپنے سے پہلے لڑنے کو بھیجا۔ لودی نے لشکر شاہی کے روبرو قلعہ بنایا اور جنگ سیتزہ سے پیش آیا دریائے سون کے کنارہ پر لڑائیان کشتیون پر ہوتی تھین۔ ایک دفعہ لعل خان نے تیزدستی کر کے مخالفون کی چودہ کشتیان چھین لین۔ امین لعل خان کا بیٹا جان دینے سے سرخرو ہوا۔ دشمن بہت ہلاک ہوئے۔ اسی زمانہ مین لودی کا مارا جانا مشہور ہوا۔

لودی کا مارا جانا

اس قضیہ کی حقیقت اکبرنامہ مین یہ لکھی ہے کہ لودی مطمئن خاطر ہوکر ہنگامۂ نبرد کو گرم رکھتا تھا کہ داؤد اسکے بعد یہان آیا۔ جلال خان کدھوریہ کے گھر مین اترا اور آدمی بھیجا کہ لودی اور اسکے وکیل کالو اور بھول کو بلا لائے۔ ان سے بعض باتون کا مشورہ کرنا ہے۔ لودی بےسمجھی کے ساتھ بھول کے ساتھ آیا۔ کالو ساتھ نہ آیا۔ اس نے کہا کہ مجھے اس کام مین خیر نہین معلوم ہوتی۔ داؤد اول لودی کے لوازم تعظیم بجا لایا۔ اور پھر خود چلا گیا۔ قتلو اور ایک اور جماعت آئی لودی کو

گرفتار کرنے لگے کہ اس کے ملازم نے قتلو کے ایک تلوار ماری مگر لودی نے اس نوکر کو مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ لودی کو مقید کر لیا۔ افغانون مین ایک شورش برپا ہوئی۔ سب اعیان نے اس کے مارنے پر اتفاق کیا۔ داؤد نے اس سے پوچھا کہ کیا کرنا چاہیئے۔ لودی نے کہا کہ میری عرض وناموس مین دست درازی نہ کرنی چاہیئے۔ کوتہ اندیشون کے اغوا سے اس بلا مین پڑا ہون صلاح حال یہی ہی۔ کہ خلوت کدہ عدم مین آرام کرون۔ ان احمقون نے اسکو اور پھول کو۔۔ نہانخانہ عدم مین بھیجدیا۔ یہ بھی شہنشاہ اکبر کی اقبالمندی تھی کہ لودی افغان جس کو ہزار تدبیر سے دور کرنا دشوار تھا وہ مخالفون کے ہاتھ سے دنیا سے اوٹھ گیا۔ اسمٰعیل لودی کو کہ بہت ہی چھوٹا تھا منعم خان پاس لائے۔

طبقات اکبری مین اس واقعہ کو یون تحریر کیا ہے کہ لودی نے جلال خان کروری کو بھیجکر داؤد سے صلح کرنی۔ مگر داؤد ایک لوندا باش تھا۔ اور سلطنت کے کامون سے محض ناآشنا۔ ادھر قتلو خان نے جس پاس مدتون سے ولایت جگنا اتھو تھی بہکایا۔ ادھر سرمد بھگالی نے اسکو اکسایا۔ خود وہ عقل کا پورا ہی تھا۔ لودی کو کہ امیر الامرا اور مدار المہام تھا گرفتار کرکے مقید کر لیا۔ اور سرمد بھگالی کو حوالہ کیا۔ لودی نے بھی خانخانان مین قتلو اور سری دھر کو بلایا اور انکی زبانی داؤد کو پیغام بھیجا کہ اگر تو اپنے ملک کی اصلاح میری مانے مین سمجھتا ہی تو مار ڈال۔ اگرچہ میرے مارنے کے بعد تو بہت پشیمان ہوگا۔ تجھی ہمیشہ خیر خواہانہ نصیحت کرتا رہتا ہون۔ اب بھی یہ نصیحت کرتا ہون کہ مجھے مار کر تو بے تحاشا مغلون سے لڑ۔ تجھے فتح ہوگی ع ہرگز مشت پشین را بدل نیست + اور اگر تو یہ کام نہین کریگا تو مغل تجھپر چڑھ آینگے اور تو انکو نہ ہٹا سکے گا۔ مغلون کی مصالحت پر مت بھولنا وہ اپنے وقت پر کبھی نہین چھوڑتے۔ مین افغانون کا ادبار آچکا تھا۔ خدا انکا زوال چاہتا تھا۔ اور شہنشاہ کے عدل وانصاف کا آفتاب ستمگرون پر چمکانا منظور الٰہی تھا۔ داؤد نے یہ قرار دیا کہ لودی کو مار ڈالنا چاہیئے۔ کہ میری حکومت بالاستقلال خاطر جمعی کے ساتھ ہو۔ لودی سے قتلو وسری دھر عداوت رکھتے تھے جانتے تھے کہ اگر لودی زندہ نہ رہیگا تو انکو وکالت اور وزارت ملجائیگی۔ ان کو یہ موقع خوب ملا بغیر ضد

بناوٹ سے داؤد سے انہون نے لودی کے قتل کے مقدمات خوب گھڑے۔ داؤد بے بادۂ ارغوانی مین مست اور جوانی مین مغرور تھا۔ اس نے داؤد کو قتل کروادیا۔ ہاتھیون اور خزانون اور سب چیزون پر قبضہ کرلیا۔ وہ حماقت اور نادانی سے بیہوش تھا۔ دفع غنیم کی طرف اصلا متوجہ نہ ہوا اور اس صلح ناتمام پر کہ لودی نے کی تھی اعتماد کرکے کچھ پروا نہ کی۔ لودی اپنے حسن تدبیر و اصابت رای و جدت فہم سے مملکت بنگالہ کو آشوب سے بچاتا تھا آسکے قتل کرنے کا داؤد کو دلی افسوس تھا۔ باوجودیکہ اس پاس اتنا لشکر اور سامان جنگ تھا۔ مگر بغیر اس کے کہ شمشیر میان سے نکالے۔ یا تیر کمان مین لگائے۔ پٹنہ مین آن کر متحصن ہوا۔ اور اس کی مرمت کرکے مورچے جمائے۔ خانخانان ان حالات کو سنکر خوش ہوا اور دریا یسون سے شائستہ آئین سے پار اترا۔ مراسم احتیاط کے برتنے سے آسان کام مشکل ہوگیا۔ افغانون کا لشکر ایسا متفرق ہوگیا تھا کہ اگر لشکر بادشاہی ہمت کرکے تیز دستی کرتا تو آسانی سے کام انجام پاتا۔ چابکی و چستی کی جگہ تاخیر کی۔ لشکر تمام زرہ و بگتر پہن کر سوار ہوتا۔ راجہ ٹوڈرمل آگے جاتا۔ لشکر کے اوترنے کی جگہ تجویز کرتا۔ اور اس زمین کو آدمیون مین تقسیم کرتا۔ وہ جلدی سے قلعہ بناتے گہری خندق کھودتے۔ غرض پٹنہ تک بھی حزم و احتیاط جاری رہین۔ افواج شاہی نے یہان آکر مورچلون کو قسمت کیا اور محاصرہ کرلیا۔

برسات شروع ہونے کو تھی کہ منعم خان خانان کی متواتر عرضیان بادشاہ پاس آئین کہ حصار پٹنہ کے محاصرہ پر مدت گذر گئی ہے۔ قلعہ کے ایک جانب دریا ہے۔ قلعہ کے اندر آذوق خوب پہنچا رہتا ہے۔ انکے پاس سامان قلعہ داری دلخواہ ہے۔ لشکر و توپ خانہ خزانہ اور ہاتھی بہت ہین۔ ابر و باران کے موسم کے آنے نے اور آب باد کی طوفان خیزی نے لشکر شاہی کو متزلزل اور مضطرب کر رکھا ہے۔ اگر حضور تشریف لائین تو یہ مشکل آسان ہوجائے۔ اکبر علیخان اور اسکے بیٹے نے یہاں دلیرانہ لڑکر جان دی۔ عالم خان نے پہنچ پہاڑی پر گرم روی کرکے بڑے بڑے ہاتھی اور غنائم حاصل کئے۔ حسن خان چینی اس زمانہ کے

نہایت شجاع اور دلیرون مین تھا - وہ مخالفون کے لشکر سے جدا ہوکر بادشاہی لشکر مین آگیا تھا - منعم خان نے اوسکو عواطف شاہی سے مستمال کیا - اور سرکار سارن اسکی جاگیر مقرر کی - وہ اولیا دولت کی بھی اور اپنے گرمی ہنگامہ کے لئے ہمیشہ دشمنون کے استیصال کے لئے دلنشین باتین کیا کرتا تھا - اُس نے یہ دو کام بتائے - جن سے یہ عقدہ مشکل نما آسانی سے حل ہوجائیگا - اوّل دریا پن پن (یہ دریا پٹنہ سے ۶۰ میل پر مشرق مین گنگا کی داہنی کنارہ پر ہے) کا بند توڑ دینا چاہیئے - کہ اس موسم مین جو پانی ہر روز بڑھتا جاتا ہے وہ گنگا مین جا ملے گا اور نہین تو قلعہ کے چارونطرف پانی کھڑا ہوجائیگا - جس سے محاصرین پر کام دشوار ہوجائیگا - دوئم تدبیر کی کارفرمائی اور تیز دستی کے زور سے حاجی پور کو غنیم کے ہاتھ سے نکالنا چاہیئے کہ قلعہ مین آذوق اس شہر سے پہنچتا ہے - منعم خانخانان نے حاجی پور کی تسخیر کے لئے خان عالم کو حکم دیا مگر اس نے عذر کیا کہ مین شہنشاہ کے حکم سے ہراول مین افسر مقرر ہوا - اس لئے یہ معاملہ التوا مین پڑگیا - مجنون خان بند توڑنے کے لئے مقرر ہوا - اس نے راتون رات جاکر اس کام کو بخوبی سرانجام دیا سلیمان اور باقی گلی غنیم کے امراء کبار اس رات کو خواب غفلت مین سوتے تھے - شرمندگی کے مارے گھوڑا گھاٹ کو چلے گئے -

جب محاصرہ کو امتداد ہوا اور منعم خان کی یہ عرائض آئین تو بادشاہ نے خود یورش کا ارادہ کیا - اور بڑی بڑی کشتیون کے تیار کرنے کا حکم دیا اور یہ قرار دیا کہ حضرت شہنشاہ اور شاہزادے اور بعض بیگمات اور بساط رزم و بزم کے مقرب تو کشتیون مین جائین اور باقی لشکر خشکی کی راہ سے روانہ ہو - سب طرف لشکر بہت جلد جمع ہوگیا اسباب یورش مین کشتیان عجیب و غریب تھین - انمین طرح طرح کے منازل دلکشا اور مناظر فرح بخش بنائے گئے اور وہ باغ اور چمن جنگل زمین پر لگنا مشکل تھا وہ لگائے گئے ان خانہا (آبی دکشتی) کے سر پر ایک جانور کی شکل بنائی گئی کہ جسکو دیکھکر لوگ حیران ہوتے تھے - ایک بڑی کشتی کارخانہ کے واسطے تھی ہر امر کے لئے حسب مراتب

بادشاہ کا دارالخلافہ سے کشتیون مین سوار ہوکر مہینہ حاجی پور

کشتی مین منزل تیار کی گئی اس لشکر کی سربراہی مرزا یوسف خان رضوی کو سپرد ہوئی
ابوالفضل لکھتا ہے کہ سلطنت کرنے والون کا اور فرمان دہان دادگر کی آئین کا
اقتضاء یہ ہے کہ فرمان پذیرون کو توقناعت اسپر کرنی چاہیئے جو ان پاس ہو کہ وہ
ان چیزون کی گرد آوری مین جو انکے ہاتھ مین نہین پراگندہ دل نہ ہون۔ اسی طرح فرمانروا
انصاف گزین معدلت دوست کو لازم فطرت اور فرض وقت ہے کہ جن مملکتون کو
تصرف مین رکھتے ہین اکتفا نہ کرین۔ اور ملکون کی تسخیر مین دل لگانے کو عبادت جانین
اس مین منصف دانش پرورون نے زمانہ کی مزاج شناسی کرکے یہ نکتہ بیان کیا ہی
کہ معمورۂ عالم نے عالی فطرتون کی بے توجہی سے انقسام پایا ہے ایک فراخ حوصلہ
کاردان دادگر کو قرار ہو تو اختلاف کا غبار نہ پیدا ہوا اور اہل جہان کو آسائش ہو
اس سبب سے شہنشاہ اکبر اور ملکون کے تسخیر کی فکر کرتا تھا۔ اس مضمون کا ماحصل انگریزی
اس طرح بیان کرتے ہین کہ اکبر کی یہ رای تھی کہ جب تک سارے ہندوستان کا ایک
بادشاہ نہ ہو اس مین امن و آمان نہین رہ سکتا۔ اسی اصول کو برٹش گورنمنٹ نے اختیار
کرکے کل ہندوستان پر اپنی فرمان روائی جمائی ہے۔ انکے مدبرون کی بھی یہ رای تھی
کہ جبتک ہندوستان مین پیرے سونٹ پور یعنی ایک قوت سب پر غالب ہو ہندوستان
مین امن امان نہین قائم رہ سکتا۔ شاہ نے جب سامان یورش تیار کیا تو شہاب الدین احمد وکیل
دیوان خالصہ کو آگرہ تفویض کیا۔ اور سہ شنبہ ۹ صفر ۹۸۲ کو مع شاہزادون اور
بیگمات کے کشتی مین بیٹھا ؎ ساختہ از حکمت کار آگہان + خانہ گردندہ بگرداب جہان
نادرۂ حکم خدائے حکیم + خانہ روان خانگیانش مقیم + اہل سفر را ہمہ بروی گزار +
ہمراہ او ساکن و او در سفر + ایک کشتی مین ایک منزل مین ایک ہاتھی نامی
بال سندر مع دو تینوں کے سوار تھا اور ایک دوسری منزل مین فیل سمن۔ یہ عجیب تماشا
تھا کہ دریا مین طرح طرح کی کشتیان چل رہی ہین ان کے اونچے اونچے بادبان لگے ہوئے
ہین انکے نقش و نگار و پوشش طرفہ نگار بہار دکھا رہی ہین۔ دریا کی موجون کا تلاطم ہر

ہوا شدت سے چل رہی یا گھنگور گھٹائین اوٹھ رہی ہین - موسلا دہار مینھ برس رہا ہے - بجلی کوندتی چمکتی کڑکڑاتی ہے - بادل گرجتے ہین - قصبہ ٹانڈہ کے قریب جمنا کی طغیانی نے چند کشتیان و بودین قصبہ کالپی مین ایک دن توقف کیا - ایک برہمن کو اس قصبہ مین کہ اس نے دختر کو زوجہ بنایا تھا پھانسی دی - گو بعض نے یہ صلاح دی کہ اس برہمن کو مارنا نہین چاہیئے - جس سے معلوم ہو کہ ہندوون کے مذہب مین ایسی نامعقول حرکتین ہوتی ہین جسکے سبب سے مسلمانون کو ان سے نفرت ہو - الہاباس پہنچنے تک گیارہ کشتیان غرق ہوئین - نقار خانہ کو بھی آسیب پہنچا - مگر سب کشتیان سلامت باہر نکل آئین - جب بادشاہ چنار گڈھ مین پہنچا تو دریا کے چڑھاؤ اور ہوا کی شدت کو دیکھ کر اکثر... آدمیون نے خشکی کی راہ اختیار کی - مگر بادشاہ بے خوف و خطر کشتی مین سوار چلا - بنارس مین تین روز توقف کیا - ہر روز کشتی سے اُتر کر بادشاہ شکار بھی کھیلتا تھا - جونپور مین بادشاہ تھا - بادشاہ نے دل لگی سے عوام کی شوریدگی خاطر کے دور کرنے کے لئے سید میر عبدالکریم جفری سے اس پورش کے استخراج احوال کے لئے فرمایا تو اسنے علم جفر کے آئین ضوابط کے موافق مفردات حروف سے استنباط کرکے اس بیت کو ترتیب و تالیف کیا ؎

برزد ہی اکبر از بخت ہمایون ✣ برد ملک از کف داؤد بیرون

احمقون نے یہ واقعہ دستاویز تسکین بنایا - جب بادشاہ آگرہ مین تھا تو میر جفر دان نے یہ حکم لگایا تھا ؎ گرچہ باشد شکے جرار بیحد و شمار ✣ لیک باشد فتح و نصرت در قدوم شہریار

جب بادشاہ جونپور مین واپس آیا تو اس نے فال جفر یہ نکالی ؎

مژدہ فتح بنا گاہ رسد ✣ سر داؤد بدر گاہ رسد

کہتے ہین یہ علم اہل بیت کا حصہ ہے اور اس کی تحصیل کے لئے چند شرائط موقوف علیہ ہین غرض یہ بات اہل شیعہ نے گھڑ رکھی ہین - جفر کی فالین بھی مثل اور فالون کے جعلی اور اختراعی ہین جس کسی کو تھوڑی سی بھی قوت عقل ہو تو مثل انکی فالین ایجاد کر سکتا ہے - علم جفر کی بابت عارف جامی کے اس قول کو یاد رکھنا چاہیے ؎

	چند حرفے نوشتہ پہلوے ہم	وز عدد زیر شان نہادہ رقم	

بستہ با خود مخیلے با مثل	یکسر از حلیہ خسہ و عاطل
مرد را دقت اہل دل را دق	چیست این جعفر جعفر صادق
جعفر صادق از تو بیزار است	صادقان راز کاذبان عار است
طرفہ تر آنکہ این جاہ و جلال	کہ ندارند ز زمانہ مثال
بخرد گرچہ در جہان سمرند	این ز عارف ازان خران بخرند
این جواہر کہ فاضلان سفتند	وان معارف کہ عارفان گفتند
ہمہ در گوش شان باد است	طبع شان را جناب شان داد است

بادشاہ کی کشتیون نے جب گذر چونسہ پر لنگر ڈالے تو اس فتح کا مژدہ اسکو پہنچا کہ افغان بسرکردگی عیسی خان نیازی قیا خان کے مورچل پر حملہ آور ہوا اور جنگ عظیم ہوئی۔ عیسی خان کارزار کرنے اور کارسر کرنے مین مشہور تھا۔ مورچل سے شاہی لشکر نکل کر لڑا۔ اور راجہ ٹوڈرمل اسکی کمک کو آیا تو لشکر خان کے غلام کے ہاتھ سے عیسی خان مارا گیا اور فتح ہوئی بادشاہ اس فتح سے بہت خوش ہوا اور شاہزادون کو یہ مژدہ سنا کر انکے دل سے فکر دور کیا۔ غرض شہنشاہ ایسے پرشور موسم مین کہ ہمیشہ مینھ برستا اور سیل سیلابون کا زور تھا۔ چہارشنبہ ۱۵ ربیع الثانی سنہ ۹۸۲ کو پٹنہ کے قریب آیا۔ منعم خانخانان اس کے آنے کی خوشی مین آتشبازی اور توپون کی دھوان دھون کی دھوم دھام کی کہ مخالفون کو خوف پیدا ہوا۔ دوسرے روز بادشاہ نے قلعہ کے اطراف کا معائنہ کیا جاجی پور قلعہ کے محاذی تھا اور ان دونون شہرون کے درمیان گنگا کا دو کوس کا پاٹ تھا اور بڑے زور شور سے بہتا تھا۔ اس کی فتح کو قلعہ کے فتح ہونے کے لئے ضروری جانا۔ دوسرے روز مرزا علی علم شاہی اور شمس الدین بخاری اور راجہ گجپتی اور سپاہ کو عالم خان کی سرکردگی مین بھیجا۔ وہ کشتیون مین سوار ہوا۔ اور توپ خانہ ساتھ لے کر روانہ ہوئے انہین دنون مین داؤد کا ایلچی بادشاہ پاس آیا۔ خانخانان نے خالدین خان کو داؤد پاس بھیجکر یہ نصیحتین کی بھیجین۔ کہ ابھی سررشتہ کار تیرے ہاتھ مین ہے اپنی روزنامچہ کو پڑھ

عیسی خان نیازی کی شکست ۹۸۲ھ ۱۹ جاجی پور پر لشکر کشی۔

پادشاہ کے اقبال پر نظر کر۔ اپنے اوپر رحم کر۔ اور جانداروں کے خون اور آدمیوں کے مال و ناموس کی ویرانی کا سبب نہ ہو۔ دنیا کی مستی کا بھی ایک اندازہ ہوتا ہے۔ کس لئے تو ہوش مین نہین آتا۔ اور پادشاہ کے فتراک کا وابستہ نہین ہوتا۔ داؤد خان نے بہت تامل کرکے خالدین کے ساتھ اپنے اعیان مین سے ایک شخص کو بھیجا اور بہت سی نیازمندی کی باتین بنائین کہ مین سروری اپنے لئے نہین چاہتا۔ لودی نے مجھے اس پندار مین ڈالا۔ اور وہ اپنی سزا کے کردار کو پہنچا۔ مین اب اطاعت شاہنشاہی کے لئے تیار ہون۔ کچھ جگھ مجھے ملجاے۔ اس کو مین سرمایہ سعادت جانون گا۔ خرد سالی اور مستی شباب کے سبب سے مجھ سے خطائین ظہور مین آئین۔ جبتک مین انکی تلافی خدمات شائستہ سے نہین کرونگا۔ آستان بوس نہین ہوسکتا۔

پادشاہ اسکے دل کی باتون کو خوب سمجھا اور یہ جواب دیا کہ ہم ظل اللہ ہین۔ اندک پذیر اور بسیار بخش ہین۔ اگر داؤد سچا ہے تو ہمارے پاس چلا آئے۔ سارا دبارا سکا ہم دور کرینگے وگرنہ ان تین باتون مین سے ایک بات قبول کرے کہ ہزارون آدمیون کی جان و مال تلف نہ ہون۔ اول ایک آدمی اپنا ہمارے لشکر مین اور ہم اپنا ایک آدمی اسکے لشکر مین بھیجدین کہ وہ نبرد گاہ مین لشکر مین سے کسی آدمی کو نہ جانے دے۔ پھر مین اور تو دونو آنکھ جس ہتھیار سے تو کہے لڑین۔ جو کوئی فیروزمند ہوا سکا مالک ہو۔ اگر یہ بڑی ہمت نہ ہو تو تو اور مین ایک ایک اپنے سردار کو لڑنے کے لئے بھیجین کہ انمین سے جسے نصرت ہو اسی کے لشکر کی ظفر سمجھی جاے اور اگر کوئی شیر مرد ایسا اُس پاس نہ ہو تو ہاتھیون کو انتخاب کرکے لڑائین۔ جو غالب ہو۔ اُسی کی فتح ہو۔ پادشاہ کی یہ باتین سُنکر اُس افغان کی ہوش اُڑے۔ کسی بات پر راضی نہ ہوا پادشاہ پیچ پہاڑی پر ہاتھی پر سوار ہوکر گیا۔ یہ پیچ پہاڑی پانچ گنبد اینٹ کی ٹھوس قدیمی زمانہ کے بنی ہوئی ہین اور ایسی بلند ہین کہ پہاڑیان معلوم ہوتی ہین۔ یہان پادشاہ نے افغانون نے توپین چلائین۔ مگر وہ محفوظ رہا۔

پادشاہ شاہم خان کے مورچل مین گیا یہان سے حاجی پور نظر آتا تھا۔ پادشاہ کے لشکر اور افغانون کے لشکر مین لڑائی شروع ہوئی۔ لڑائی ترازو تھی۔ پادشاہ نے چند اپنی

داؤد کی صلح کے پیغام کا بیان ۱۹۷۲ھ

۱۱ ۱۷۷۲ء

جنگی کشتیان کمک کو بھیجین - قلعہ نشینون نے بھی اپنے جنگی جہاز لڑنے کو انسے بھیجے لڑائی
ہوئی - پادشاہی لشکر نے انکو بھگا دیا - حاجی پور کی فتح ہونے کا حال سنکے کہ میہم عالم خان کی
سپہ رد ہوئی تہی - وہ کشتیون مین سوار ہوکر رودبانون کی ہدایت سے اوپر کی طرف چلا
اور رات کو اس طرح کہ غنیم کو خبر نہ ہوئی اُس نہر مین پہنچا کہ دریاے گنگ سے جدا ہوتی ہے
اور حاجی پور تک جاتی ہے - قلعہ نشینون نے بھی کشتیون مین بیٹھکر مبارزت پر مبادرت
کی - اول لشکرون کے درمیان کشتیون ہی مین ضرب زنی - بندوق بازی ہوئی غالبًا
معلوم ہوتا تہا کہ افغانون کو فتح ہو - مگر پھر غراب شاہنشاہی نے جو اپنا زور ڈالا تو
دشمن سامنے نہ ٹھیر سکے - پادشاہ کی کشتیان چڑھاؤ پر مشکل سے جاتی تھین اس لئے
مخالفون کا کام انجام کو نہ پہنچا سکین - پھر یہ دریا نورد گنڈک نہری مین جاکر حاجی پور کی
طرف مڑے - قلعہ کے اوپر سے اُن پر توپون کے گولے برسنے لگے - مگر وہ کشتیون سے
اُتر کر گھوڑون پر سوار ہوئے - فتح خان پسر عادل خان و ابراہیم خان اللہ داد سروانی
کوچہ بند ہوکر سرگرم پیکار ہوئے - فتح خان صف آزمائی کرکے مارا گیا - بعضل و باشون نے
شہر مین آگ لگاکر لوٹنا شروع کیا - پادشاہی لشکر کو قلعہ ہاتھ آیا - راجہ بھیجی و مرزا علی بیگ
اور سید شمس الدین بخاری اور اس کے بیٹون نے خان عالم کی ہمسایہ مین خدمات نمایان کین
جب حاجی پور فتح ہوا اور داؤد خان پاس پیغام شاہی پہنچا اوپر مذکور ہوا انہی
تو غفلت سے ہوش مین آیا - اب اسکی تدبیر مین نور تہا نہ ضمیر مین فروغ - وہ قلعے
نکل کر کشتیون مین سوار ہوکر بھاگ گیا - گوجر خان جو اس گروہ کا مرشمشیر تہا ہاتھیون
اور سپاہیون کو لے کر خشکی کی راہ سے بھاگا - اب انکے ایسے ہوش اُڑے اور اوسان گئے - کہ
کشتی مین بیٹھنے والون نے قلت اور کثرت پر کچھہ خیال نہین کیا - آدمیون کے زیادہ
بیٹھنے سے کچھہ کشتیان ڈوب گئین نشستہ کچھہ سمجھہ نہ فراز کو نہ کشتی کو نہ دریا کو - خندق
اتنے جاندار مرے کہ وہ بھر گئی - دریا مین بھی بہت آدمی غرق ہوئے - قلعہ ٹنڈہ لون
بے جنگ ہاتھہ آگیا - پادشاہ قلعے کے اندر گیا اور سپاہ کو داؤد کے تعاقب مین بھیجا

قلعہ پٹنہ کا بے جنگ ہاتھہ آنا ۱۵۷۴ء

بطور ایلغار کے روانہ کیا مگر دشمن ایسے گریز پا تھے کہ یہ لشکر اس تک نہ پہنچ سکا۔ اس فتح مین دوسو پینسٹھ ہاتھی ہاتھ لگے اور بہت سی غنیمت حاصل ہوئی۔ دشمنون کے آدمی جو دریاے گنگ اور پن پن اور نہر مین ڈوبے تھے انکی لاشین نکال کر انکی کمر مین سے اشرفیون کی ہمیانیان بادشاہی لشکر نے نکال لین حسین خان پسر سلطان عدلی ہاتھ آیا اوسکو خان خانان نے قتل کرایا۔ اس فتح کی تاریخ یہ ہوئی ع ملک سلیمان زدا و در رفت + اب بعض امیرون کی راے یہ تھی کہ برسات مین بہار کے مخالفون کو نیست و نابود کرنا چاہیئے اور بعد برسات کے بنگالہ کو تسخیر کرنا چاہیئے۔ بعض کی راے یہ تھی کہ ابھی بنگالہ پر لشکر کشی نہ کرنی چاہیئے۔ پادشاہ نے اس دوسری راے کو پسند کیا۔ وہ خود اس مہم پر جاتا۔ لیکن عقلمندون کے اس قول کو جانتا تھا کہ جس خدمت کو ادنے امیر سرانجام دے سکتے ہون وہ طبقہ اوسط کو سپرد کرنی نہین چاہیئے اور جس خدمت کو کہ طائفہ اوسط سرانجام دے سکے وہ نوئینان بزرگ کو حوالہ نہین کرنی چاہیئے اور جو کام اس گروہ والا سے صورت اتمام پائے۔ فرزندون اور خویشون کو نہ دینا چاہیئے اور جو مقاصد اس گروہ سے سرانجام پاسکین اسکو خود پادشاہ کو نہین کرنا چاہیئے اس لئے اس نے بنگالہ کی فتح کا اہتمام منعم خانخانان کے سپرد کیا۔ اور تیس ہزار لشکر اور بہت اسباب ملک گیری کا اسکو حوالہ کیا اور آسانی کار کے لئے حدود بہار مین اسکی جاگیر مقرر کی۔ جونپور کو خالصہ بنایا۔ اسکی وزارت رضوی خان کو سپرد ہوئی۔ راجہ ٹوڈرمل کو علم و نقارہ حمت ہوا اور لشکر کے ساتھ بھیجا۔ غرض حسن خدمات کے جلد و مین اکبر بزرگ منصب اور سیر حاصل جاگیرین عطا کین خود جونپور کی طرف روانہ ہوا اس شہر مین آکر اس نے مقام کیا کہ بہار کے مفسدون کو تنبیہ کرے۔ قاسم خان جسکو کالو کہتے تھے اور محمود خان اور افغانون کی ایک اور جماعت نے حدود بہار مین فساد مچایا۔ میرزادہ علی خان و شاہ غازیخان شیر بزی اور جاگیرداروں نے بہار کے تمام مفسدون کو برباد کر دیا۔

پادشاہ نے جو سپاہ بنگالہ کی فتح کے لئے بھیجی تھی اسکی فتوحات کی

سنہ ۹۸۲ھ

تفصیل یہ ہو کہ اس نے قصبہ سورج گڈھ کو فتح کیا۔ یہان سے افغانون کو بھگایا پھر قصبہ منگیر پر تصرف کیا راجہ سنگرام زمیندار گورکھپور اور پورن مل راجہ کہید عورا وراس نواح کے بہت زمیندارون نے اطاعت اختیار کی۔ خانخانان اس موسم باران مین لشکر گران دریا کی دشکی کی راہ سے اپنی کاردانی کے سبب سے نہایت شائستہ طریقہ سے لے گیا۔ اور فیروزمندی مین اہتمام کیا۔ بھاگل پور اور کھیل گانو کھل گانو مین افغان ٹھیرے ہوئے تھے وہ جنگ کو آیا۔ جب موضع کونہین لشکر شاہی پہنچا تو یہان تحقیق معلوم ہوا کہ اسماعیل خان سلحدی جس کو داؤد نے خانخانان کا خطاب دیا تھا اسنے گڈھی کے حصن حصین کو بڑے اہتمام سے تمام کیا ہے۔ بڑی مشکل یہ آکر پڑی کہ بادشاہ کے لشکرگاہ سے گڈھی تک پانی ہی پانی بھرا ہوا تھا لشکر کا گذر نہین ہوسکتا۔ گڈھی کو دروازہ بنگالہ کہتے ہین۔ اسکے ایک طرف بڑے اونچے اونچے پہاڑ ہین۔ جنپر پیادہ کا چڑھنا دشوار ہے۔ سوار تو کیا چڑھے گا۔ اس طرف گنگا مین بہت سے دریا ملے ہین اور وہ بہت زور سے بہتے ہین۔ اس مرحلہ مین مجلس شورہ منعقد ہوئی اور یہ قرار پایا کہ یہین اس عقدہ کی کشائش کا طلبگار ہونا چاہیے۔ اس نواح کے زمیندارون نے بتلایا کہ ولایت تیلی راہ (پتلی یا تیلی) .. مین ایک پوشیدہ راہ ہے جسمین بار بردار چوپایہ تو نہین جاسکتا مگر تیز سوار جاسکتے ہین۔ پس اس راہ سے گڈھی کی فتح کا ارادہ کیا مجنون خان قاقشال اور قباخان دونو الگ الگ لشکر لیکر اس طرف روانہ ہوئے یہان دونو فوجون کے آنے سے گڈھی مین غنیم ایسا ڈرا کہ وہ بے لڑے بھاگ گیا۔ اس طرح گڈھی جو لڑنے سے بھی کمتر ہاتھ آتی ہے بہ آسانی ہاتھ آگئی۔ گڈھی کے فتح ہونے سے داؤد بھاگا مانڈہ پر دریا گنگ کے دوشقین ہوگئی ہین۔ ایک شعبہ ساتگام کو جاکر ملک ڈیہ پر منتہی ہوتا ہے اور دوسرا محمود آباد فتح آباد وسنارگانو وچٹگانو کو جاتا ہے۔ داؤد دریا کی راہ سے ساتگام کی طرف بھاگا۔ کالا پہاڑ وسلیمان وبابو سنگل گھوڑا گھاٹ کو بھاگے منعم خان مانڈہ مین کہ مرکز بنگالہ ہے پہنچا — اور راجہ ٹوڈرمل بھی یہان آیا۔ انتظام ایسا کیا کہ سب جگہ بنگالہ مین انتظام ہوجاے — چارون طرف سپاہ بھیجی محمد قلیخان برلاس کو ساتگام کی

طرف بھیجا کہ وہ داؤد کو سامان جنگ کرنے کی فرصت نہ دے۔ اور مجنون خان قاقشال کو گھوڑے گھاٹ کی طرف روانہ کیا کہ اس طرف کے فساد کو مٹائے۔ اور مراد خان کو فتح آباد و بنگلہ کی طرف روانہ کیا کہ اسمین امن قائم کرے۔ اعتماد خان کو سارنگانو مین بھیجا کہ ظالمون کے ہاتھ سے اس ملک کو چھٹائے۔

جنید کررانی کہ درگاہ شاہی سے فرار ہوا تھا اور داؤد کا چچازاد بھائی تھا۔ گجرات اور دکن سے مایوس ہو کر جھارکھنڈ مین فتنہ اندوزی اور شرانگیزی کی گھات مین بیٹھا۔ راجہ تودرمل نے جاکر اس فساد کو مٹادیا۔ قاقشال جب گھوڑاگھاٹ مین آئے تو سلیمان منگلی کہ یہان کا جاگیردار تھا۔ اور امرائے افاغنہ مین شجاعت مین ممتاز تھا جمعیت کرکے دشمن کی مدافعت کے لئے آیا۔ سخت محاربہ ہوا۔ مجنون خان کو فتح ہوئی۔ سلیمان منگلی مارا گیا سب اہل وعیال اسکے اسیر و دستگیر ہوئے۔ قاقشالون کو... بہت غنیمت ہاتھ لگی۔ سلیمان منگلی کی لڑکی سے مجنون خان نے اپنے بیٹے جباری کا نکاح کیا اور... کام لائے کو قاقشالون نے آپس مین تقسیم کرلیا۔ یہ سارا حال خانخانان کو لکھ بھیجا یہ سیرآباد ملک اولیاء دولت کے تصرف مین آیا جنید جھارکھنڈ سے پہاڑون مین جاکر چھپ گیا اور... فوج شاہی پھر کر بردوان مین آئی۔

اس زمانہ مین محمود خان پسر سکندر خان و محمد خان اور جنید اور خودسرون نے قصبہ سلیم پور مین شورش برپا کی۔ راجہ تودرمل نے شائستہ فوج بھیجکر معرکہ جنگ آراستہ کیا اور اس گروہ کو پھر خاک مین ملایا پسر سکندر خان بھاگ گیا جنید نے پہاڑون سے نکل کر شورش برپا کی راجہ تودرمل نے اس طرف توجہ کی جنید جھارکھنڈ سے داؤد پاس گیا تھا۔ خودسری از زیادہ طلبی کے سبب سے اس سے صحبت نہ نبھی وہان بغاوت کی اور نظر بہادر و ابوالقاسم نمکین اور امرا آگے آگے لشکر سے جاتے تھے۔ وہ اس سے دور دور رہے مگر جنید نے انپر حملہ کیا۔ راجہ تودرمل نے لشکر شاہی کو شکست سے بچایا۔ جنید تاب مقاومت نہ لایا جھارکھنڈ کی جانب بھاگا۔ اس کا فتنہ یہی فرو ہوا۔

داؤد کا شکست پانا ۹۸۲ھ ۱۹

یا۔ محمد ارغون قراول مولتیر کے نزدیک آیا اور تاخت و تاراج کی اور اسباب و اموال بہت تصرف مین لایا۔ اور اپار پٹرے نامور ہاتھی کو اس نے لے لیا۔ ہر چند منعم خان نے اسے طلب کیا۔ مگر اس نے معذرت کر کے نہ بھیجا اور جھارکھنڈ کی حدود مین جا کر مال جمع کیا۔ اور یہان سے شہر بلگھنہ تک لوٹتا مارتا جنگل لوٹی و کنکر مین جہان افغان اپنا بنہ و بار رکھتے تھے پہنچا۔ وہان دست برد کر کے خوب مال مارے۔ اسکی نیت مین یہ تھا کہ جھارکھنڈ سے بھاگ کر بادشاہ پاس چلا جاؤن اور اپنا جمع کیا ہوا مال مامن مین پہنچاؤن۔ جب وہ تارہ مین آیا تو بہوپت چوہان کی رہنمائی سے جنید نے اس پر شب خون مارا اور سارا اسکا اندوختہ اور مال سوداگری اور اس قافلہ بزرگ کا اسباب لوٹ لیا۔ چورون پر مور پڑے تو وہ لشکر شاہی مین راجہ ٹوڈرمل پاس آیا۔

محمد قلیخان برلاس ہوشمندانہ داؤد کی طرف مرحلہ پیما ہوا۔ جب سانگام مین کمس رہا تو داؤد بھاگ کر اڈیسہ مین چلا گیا۔ لشکر شاہی بندر سانگام مین آیا اس النواح کا انتظام کیا مسرعان راست گو نے اطلاع دی کہ سرھری کہ داؤد کا نفس ناطقہ ہے نفائس خزانہ کو چھیترمین لئے جاتا ہے۔ محمد قلیخان نے ہر چند سرعت کی کہ اس کو لوٹے۔ مگر سود مند نہ ہوئی۔ دشمن اپنی سبک پائی سے مامن مین پہنچ گیا۔ اس لشکر کے تمام اعیان کی رای یہ تھی کہ اپنی حدود مین آسائش سے رہین اس اثنا مین راجہ ٹوڈرمل اس فوج سے آن ملا۔ اس نے اوڈیسہ کے فتح کرنے اور داؤد کے استیصال کے لئے لشکر کو سختی سے ہمت افزا اور اخلاص طراز باتین سمجھائین اور اپنی دانش اور بردباری سے محمد قلیخان برلاس کو چلنے پر آمادہ کیا۔ مگر جب قصبہ مندل پور مین لشکر آیا تو محمد قلیخان کا آخر وقت آگیا۔ پان کھانے سے ایسی حرارت ہوئی کہ وہ بالکل سرد ہو گیا۔ کوئی اور سبب مرنے کا نہین معلوم ہوا ایک خواجہ سرا غلام کی بد اندیشی پر لوگون۔۔۔ کو گمان ہوا۔ اس سانحہ ناگزیر سے لشکر مین بے انتظامی ہوئی زمانہ کے واقعہ طلبون کا بازار گرم ہوا۔ اکبر آدمیون نے قیاخان کو جو خانخانان سے رنجیدہ رہتا تھا سردار بنا کے یہ ارادہ کیا کہ جھارکھنڈ سے

پادشاہ پاس چلے جائین - جنید کے دفعہ کرنے کو دست آویز کورنش بنائین راجہ ٹوڈرمل اپنے عقل و اخلاص کو بہت کام مین لایا مگر وہ سود مند نہ ہوا - خانخانان پاس آدمی بھیج کر روپیہ منگایا - اور ان زربندون کو بقدر آرامش روپیہ دیا منعم خان و شاہم خان و خواجہ عبداللہ اس لشکر سے آنکر لے تو کچھہ انتظام ہوگیا - داؤد کے استیصال کے واسطے یہ لشکر نا خوش راہ نورد ہوا -

داؤد جو اقصاے ہندوستان مین بھاگ گیا تھا - جب اس نے سنا کہ پادشاہ کے لشکر مین اختلاف ہے اور جہان خان نے جو اسکی طرف اڈیسہ مین ریاست رکھتا ہے اس کی دلدہی کی تو اس نے لڑنے کے ارادہ سے بغاوت کی - امراے شاہی بردوان سے نکل کر مدارن کی راہ سے کورج بکور چھتوہ مین آئے مگر اعیان لشکر کی پیشانی سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ لڑنے سے دل چرائے ہین - راجہ نے دور بینی کرکے یہ خیال کیا کہ لشکر کا حال یہی رہا تو لڑائی کے دن کہ عقیدت اور شجاعت کی جوشش کا زمانہ ہوتا ہے - کام کیونکر چلے گا - اس لئے اس نے خانخانان کو لکھا کہ اگر آپ اس لشکر سے بھائینگے تو لشکر کی بد دلی کم ہو جائیگی - خانخانان پاس پادشاہ کا حکم بھی آیا تھا کہ دیدہ وری اور دور بینی سے مہم کی زبونی کو آسان نہ شمار کرنا - داؤد کے استیصال کی بھی ہمت کرنا تاکہ ایک ہی دفعہ مین اس ملک کے رہنے والے اسکی شورش سے آسودہ ہو جائین - پادشاہ کے حکم کے موافق وہ چھتوہ مین لشکر شاہی سے آملا - داؤد بہت سا لشکر لیکر ہرپور مین آیا - جو بنگالے اور اڈیسہ کا برزخ ہے - اس نے مداخل کا استحکام کیا - پادشاہ کے لشکر مین بہت سے اعیان لشکر اور عموماً سپاہی کو بہی حوصلہ پستی فطرت و ناشناسائی کار و بد اندیشی باطن اور کاہلی سے اپنی خدمات پر دل نہاد نہین ہوتے تھے اور سب یہ چاہتے تھے کہ صلح ہو جاے - خانخانان نے کار آگاہون کی انجمن جمع کرکے اول اقبال شاہنشاہی کا دفتر کھول کر دلدہی اور چگونگی بخشی مین استادی کی اور بعد ازان اس عقدہ مشکل نما کی کشایش مین اور ناموس اور دولت کی پاسبانی مین سخن سر اہوا - ہر ایک نے

اپنی شناسائی و مردانگی کے اندازہ اور عقیدتمندی فراخی حوصلہ کے مقدار کے موافق جواب دیا بعض نے صلح کو جنگ پر مقدم رکھکر سلامت جوئی کی بعض نے محاربت کو مصالحت پر ترجیح دیکر جوہر مردانگی کو دکھایا بعض نے جنگ کو پسند کیا۔ مگر راہون کی صعوبت کے سبب سے تامل کیا بعض نے اپنی شجاعت کے سبب سے مشکل اور آسان کو یکسان سمجھکر پیکار کا شوق ظاہر کیا غرض راجہ تودرمل کی سعی اور منعم خان کی ثبات پائی سے لڑائی کی ٹھیری۔ مگر راہ اور تلاش کی روبرو جانے سے کام مشکل ہوتا تھا۔ الیاس خان لنگاہ اس ملک کی راہون سے خوب واقف تھا۔ اس نے ایک آسان رستہ بتلایا۔ اور کارطلب ملازمون نے اس رستہ کو صاف کرکے آسان گذار بنایا۔ اس راہ سے چستی وچالاکی سے لشکر ملک اڈیسہ مین آیا۔ داؤد کی ساری تدبیرین جو استحکام راہ کے لئے تھین وہ بیکار تھین وہ پھر کر پیکار پر آمادہ ہوا اور مقام نکرد ہی مین دونو لشکرون کا آمنا سامنا ہوا۔ طرفین سے دلاورون اور نام آورون مین تلوار چلنے لگی۔ جمعہ ۲۰ ذی قعدہ ۹۸۲ھ کو داؤد کو شکست ہوئی جسکی تفصیل یہ ہے کہ منعم خان نے لشکر اس طرح مرتب کیا کہ قول کا انتظام خود لیا۔ لشکر خان و ہاشم خان و محسن خان کو اپنا شریک بنایا۔ شجاعت خان و خان زادہ خان سے التمش کو رونق دی (التمش ایک ترکی لفظ ہی جسکے معنے ساٹھ کے ہین مگر اس فوج کو کہتے ہین جو ہراول اور سپہ سالار لشکر کے درمیان ہوتی ہے۔) فوج ہراول خان عالم کو اور برانغار شاہم خان جلائر اور جرانغار اشرف خان و راجہ تودرمل کو سپرد کی۔ سپاہ مخالف مین۔ قلب لشکر مین داؤد اور میمنہ مین سکندر برادر خان جہان اور میسرہ مین اسمٰعیل خان اور مقدمہ مین گوجر خان منتظم تھے۔ خان عالم اپنی نوجوانی سے میدان جنگ مین سب سے آگے بڑھکر تلوار چلاتا تھا وہ ابھی بہت آگے بڑھ گیا۔ خانخانان نے درشت گوئی کرکے اسکو واپس بلایا۔ ابھی بادشاہ کے لشکر مین انتظام نہین ہوا تھا کہ گوجر خان اپنے سبک پا تیز رو ہاتھیون کو آگے اور سپاہ کو پیچھے رکھکر لڑنے آیا۔ ان ہاتھیون کے دانتون اور سر و گردن مین درندے جانورون کی سیاہ اور دراؤنے پوست لگا دئے تھے جس سے انکی شکل عجیب ہوگئی تھی۔ بادشاہ کے ہراول کے گھوڑے

ان کے سامنے نہ ٹھیرے اور شکست ہوئی۔ شاہم خان کا گھوڑا تلوار کے زخم سے چراغ پا ہوا۔ وہ زمین سے زمین پر گرا۔ پھر وہ گھوڑے پر سوار ہو کر لڑا۔ مگر ایک ہاتھی نے اوس کو زمین پر دے پٹکا اور زمین کا پیوند بنا دیا۔ جب ناظم فوج کا یہ حال ہوا تو گوجر خان نے اس کی ساری فوج کو مار کر ہٹا دیا اور التمش پر جھکا۔ اسکے سردار خان زادہ محمد خان کو ملک بقا کا مسافر بنایا۔ اس سپاہ کو بھی اپنی جگہ سے مار کر ہٹایا۔ قول پر متوجہ ہوا۔ اور اوسمین ہل چل ڈالدی۔ منعم خانخانان لشکر کی دلدہی کرتا تھا۔ اسکے خود تین زخم لگے لشکر خان اور حاجی خان سیستانی اور ہاشم بھی زخمی ہوئے۔ منعم خان ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ اگرچہ سر کا زخم اچھا ہو گیا مگر بینائی مین فرق آگیا۔ گردن کے زخم نے اندمال پایا۔ مگر پیچھے مڑ کر نہین دیکھ سکتا کندھے کے زخم سے ہاتھ سر تک نہین پہنچ سکتا۔ غرض گوجر خان نے پادشاہی لشکر کا خستہ حال کیا اور اوسکو بالکل تاراج کیا۔ اور پکار پکار کر اپنے لشکر کی دلدہی اس طرح کرنے لگا کہ مین نے منعم خان کو زخمی کیا اب امتداد جنگ کس لئے ہے کوشش کرو اور کام ختم کرو۔ اب اسکا لشکر لوٹ پر جھک پڑا اور پریشان ہو گیا کہ اس اثنا مین میا خان اور اسکا بیٹا جو بھاگ گئے تھے پھر کر مرنے پر تیار ہوئے اور خواجہ عبداللہ اور سردار آپس مین مل کر آپ فتہ راجپوتی آوردند۔ یہ لشکر شاہی لڑ رہا تھا کہ ایک تیر گوجر خان کے ایسا لگا کہ وہ سفیر مرگ ناگہانی ہوا اسکے مرتے ہی اس کے ہمراہ اور ہم بازو دل شکستہ ہو کر بھاگے منعم خان بھی جو تین کوس بھاگ کر چلا گیا تھا الٹا میدان جنگ مین آکر لڑنے لگا۔ راجہ ٹوڈرمل اور داؤد کے لشکرون مین لڑائی ہوئی۔ ایک شخص نے راجہ کو منعم خان اور عالم خان کی خبر ناخوش سنائی تو راجہ نے مستقل ہو کر یہ کہا کہ شاہنشاہی اقبال ہمارا یاور ہے۔ اگر ایک مر گیا دوسرا زخمی ہوا تو اس سے لشکر شاہی کو کچھ گزند نہین پہنچتا اس عنقریب فتح ہوتی ہے شاہم خان بھی شکست پا کر آتا تھا اسکو سید شمس الدین نے تلخ و شیرین باتین کہہ کر پھر یاد دہ جنگ کیا۔ غرض پادشاہ کے لشکر شکست یافتہ نے پھر ہنگامہ کارزار خوب گرم کیا۔ اور داؤد کو بھگا دیا اس کے لشکر کو پریشان کر دیا۔ بہت آدمیون کا کشت و خون

تین روز تک ہوا اور خون سے صحرا لالہ زار بنا۔ رزم کی بزم مین بہت سے دلیر ایسے مست پڑے تھے کہ کبھی ہوشیار نہ ہوئے لشکر شاہی کو بہت غنیمت ہاتھ لگی۔ خانخانان کو ناامیدی کے بعد ارجمندی حاصل ہوئی۔ اس کے زخم نصرت کے مرہم سے بھر گئے۔ اگرچہ بنگالہ پہلے بھی بادشاہ کے تصرف مین آگیا تھا مگر حقیقت مین آجکے روز سے سمجھنا چاہیئے کہ یہ وسیع ملک فتح ہوا۔ منعم خان اسیرون کے جمع کرنے مین غصے کو کام مین لایا اور انکو قتل کیا اور ان کے سرون کے آٹھ مینار اونچے اونچے بنائے۔ لشکر خان نے جو لڑائی مین زخمی ہوا تھا اس کی بے پروائی سے نقاہت اُس پر غالب ہوئی اس نے قالب خالی کیا۔ یار محمد ارغون جسکا پہلے حال لکھا ہے کہ فیل اپارا سکو ہاتھ لگا تھا جسکو منعم خان نے طلب کیا وہ اس نے نہ دیا تھا اور اپنی نیکوکاری کو خودرائی سے برباد کیا تھا اس لڑائی مین بھی اس نے بعض ہلازمون سے غنائم کے چھپانے مین زیادتی کی۔ اس گروہ نے اپنی داد طلب کی۔ منعم خان کے دل مین پہلے ہی اس سے کینہ تھا اس کو ایسا پٹوایا کہ اس کا دم نکل گیا۔ اس پر یہ ظلم ہوا۔

منعم خان اور داؤد کی ملاقات ۲۰ ۹۸۲ھ

منعم خان نے داؤد کے تعاقب مین شاہم خان جلائر اور راجہ ٹوڈرمل کو بھیجا جب وہ قصبہ بھدرک مین پہنچا تو اس کو معلوم ہوا کہ جب داؤد بھاگا جاتا تھا تو جہان خان مدارالدولہ ہی کرکے اس کو کٹک مین لے گیا جو اس دیار مین بڑا مضبوط قلعہ ہے اس ملک کے آدمی اسکے گرد جمع ہوے اور ان لوگون کو یہ خیال تھا کہ اگر بادشاہی لشکر ادھر آئے تو اس سے میدان رزم گرم کیجئے اور جو شکست پہلے ناگہانی ہوگئی ہے اسکا عوض لیجئے اس خبر کو سنکر لشکر شاہی مین سراسیمگی پھیلی ہر چند راجہ ٹوڈرمل نے لشکر کو تسلی و تسکین دی مگر کارگر نہ ہوئی اس لئے راجہ نے خانخانان کو لکھا کہ اگر یہ سپاہ لڑائی مین کام نہ کرے گی تو بڑی دشواری پیش آئیگی اس لئے آپ اس کام کا اہتمام اپنے ذمہ لازم جانین۔ بے توقف یہان تشریف لائیے خانخانان کے زخم باوجودیکہ ہرے تھے مگر وہ سنگاسن مین بیٹھ کر اس شہر مین آیا۔ کچھ اپنی بخشش و بخشایش سے کچھ غصہ کی نگاہ سے لشکر کو جنگ پر آمادہ کیا جس سے حصار حصین مین افغانون کو لغزش ہوئی۔ نہ سامان قلعہ داری تھا

نہ اسباب پیکار نہ جاے گریز۔ داؤد کو متواتر شکستین ہو چکی تھین گوجر خان اسکا وزیر مارا گیا تھا۔ اس لئے اس نے مکر و فریب سے عجز و زاری کے ساتھ صلح کی درخواست کی فتو و شیخ نظام کو بھیجا۔ یہ فریب کار و جادو منش لشکر منصور کے سردارون کو زر و سخن سے صلح پر لائے۔ ان کمبخت سردارون نے داستان مصالحت کو غنیمت جانا اور اس کو اپنے مزید اعتبار کا ذریعہ جانا راجہ ٹوڈرمل حقیقت کار سے آگاہ تھا اس نے بہت ہاتھ پانوں مارے کہ صلح نہ ہو مگر غرضمندون نے اس کی ایک نہ سنی داؤد کے پیغام کا خلاصہ یہ تھا کہ مسلمانون کا تباہ کرنا اچھا نہین ہے۔ بندون اور نوکرون کی طرح بادشاہ کی خدمتگاری کے لئے بندہ حاضر ہے۔ مگر التماس یہ ہے کہ مملکت وسیع بنگالہ مین کسیجگہ جگہ مجھے بھی بجائے کہ اوقات گذاری اپنی جماعت کے ساتھ ہو جاے مین اس پر قانع ہو کر کبھی سرکشی نہین کرونگا۔ اُمراء نے ان شرائط کو خانخانان سے عرض کیا۔ اس نے امراء کی ملتمس کو اس شرائط سے منظور کیا کہ داؤد میرے پاس آئے اور میرے پاس اپنے عہد و پیمان کو سوگند سے موکد کرے۔ داؤد نے اس شرط کو قبول کیا۔ ابوالفضل نے لکھا ہے کہ خانخانان نے ہاشم خان کو بھیجکر شرائط صلح کی تنقیح کرائی۔ جسکا خلاصہ یہ ہے کہ اول داؤد بادشاہ کی نوکری تسلیم کرے اور نامور ہاتھی اور پیشکش درگاہ والا مین بھیجے اور کچھ دنون کے بعد خدمات پسندیدہ کرکے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہو اور بالفعل اپنے معتمد خویشون مین کسی کو درگاہ والا مین بھیجے داؤد نے شرائط منظور کرلین۔ غرہ محرم ۹۸۳ھ کو داؤد مع اپنے امراء کے خانخانان کے خیمہ مین آیا۔ اسکا استقبال اور اعزاز و احترام کیا گیا۔ داؤد نے کمر سے تلوار کھولکر خانخانان کے آگے رکھ دی۔ جسکے معنے یہ تھے کہ مینے سپہ گری کو چھوڑا اور اپنے تئین بادشاہ کے حوالہ کیا۔ جو بادشاہ کا دل چاہے اسکے ساتھ سلوک کرے طبقات اکبری مین لکھا ہے کہ اس نے یہ کہا کہ آپ جیسے عزیزون کو زخم پہنچتا ہے اس لئے مین سپاہ گری سے بیزار ہون۔ خانخانان نے تلوار لے کر اپنی خواص کو

سپہر محمد کی اور داؤد کا ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر بٹھایا۔ دونو نے کھانا پر تکلف ساتھ بیٹھ کر کھایا۔ غرض عہد و پیمان قسم کے ساتھ ہوئے صلح نامہ لکھا گیا۔ بعد اسکے خانخانان نے پادشاہ کی طرف سے ایک خلعت و شمشیر و کمر مرصع اسکو پہنایا۔ داؤد نے اپنی فروتنی دکھانے کے لئے دار الخلافہ کی طرف سجدہ کیا۔ اس دیار کے نفائس امتعہ و شرائف اسباب و زنا مور ہاتھی اور بہت سا خزانہ پیشکش کے طور پر دیا۔ شیخ محمد پسر بایزید کو جو اسکا بھتیجا تھا۔ پادشاہ کی خدمت کے لئے ہمراہ کیا۔ غرض اس روز خوب جشن ہوا اور جب وہ رخصت ہوا تو بعض محال اڈیسہ اس کو تیول مین دیے گئے۔ راجہ تو ڈرمل اس صلح کو پسند نہین کرتا تھا۔ اس نے نہ اس صلحنامہ پر دستخط کیے نہ وہ اس مجلس مین حاضر ہوا وہ فکرمند ہی رہا۔

گھوڑا گھاٹ کی سوانح شورش کا حال یہ ہی کہ جب خانخانان کٹک کو روانہ ہوا تو جلال الدین سور کی اولاد کالا پہاڑ و بابو گلی نے زمینداروں کے ساتھ اتفاق کرکے... شورش برپا کرکے قافلون پر گرے۔ قافلہ کچھ لٹے مگر ذلیل ہوکر وہان سے نکالے گئے اور گھوڑا گھاٹ کی ولایت پر افغان متصرف ہوئے اور قافلہ کے پیچھے پہنچے جھاڑ کر پڑے کہین انکا پانو جمنے نہ دیا وہ حوالی ٹانڈہ مین رہے خانخانان جلد غنیم کے روبرو آیا۔ دریا گنگ کے دو شعبے ہوتے ہین وہان ایک پل باندھا اور دوسرے پل کے باندھنے کی تیاری تھی کہ غنیم کے پیر اکھڑے اور بھاگے۔ خانخانان حدود ٹانڈہ تک آیا۔ یہان سے لشکر کو بسرکردگی مجنون خان ولایت گھوڑا گھاٹ مین بھیجا اس نے اس ملک کو فتنہ پردازون سے خالی کرکے لیا۔ مخالف پریشان ہوکر جنگلون مین ناپدید ہوئے۔

گھوڑا گھاٹ کی شورش ۹۸۳ھ

پادشاہ کو قلعہ رہتاس کی تسخیر منظور تھی۔ یہ قلعہ متانت مین بے نظیر تھا۔ اس کے اوپر بہت سے دہات آباد تھے وہان زراعت ہوتی تھی جس سے قلعہ کے نگہبانون کو کافی آذوق ملتا تھا۔ خوش گوار چشمے اس مین جاری رہتے تھے۔ باوجودیکہ وہ پہاڑ پر تھا مگر اس مین پانی تھوڑی دور پر کاوش سے نکل آتا تھا۔ اس قلعہ کو بیبت خان کررانی اور اسکے بیٹے بہادر خان استحکام دے کر خواب غفلت مین پڑے سوتے تھے کہ پادشاہ نے

قلعہ رہتاس کی تسخیر کا ارادہ اور مظفر خان کی

اس خدمت پر فرحت خان کو نامزد کیا اور مظفر خان کو ہمراہ کیا اور بڑے بڑے
امیرون کو لکھا کہ اس کی کمک کرین۔ مظفر خان نے اپنے اندوختہ سے لشکر کا سامان
درست کیا۔ جونڈہ اور سہسرام کو کہ بادشاہ نے اب تک کسی کو جاگیر مین نہین دی
تھے۔ اپنی شجاعت سے اُن پر قبضہ کیا اور اپنا سامان مہیا کیا۔ بہادر خان پسر
ہیبت خان قلعہ رہتاس سے نکل کر شورا فزا ہوا مظفر خان نے تیز دستی کرکے
اسکے مال و منال اور ہاتھی چھین لئے۔ اس زمانہ مین اور امراء قلعہ رہتاس کے محاصرہ
مین مصروف ہوئے۔ کچھ عرصہ گذرا تھا کہ بادشاہ کا فرمان مظفر خان پاس آیا
کہ اگر وہ اور ملازمون کے ساتھ اتفاق کرکے قلعہ کے تسخیر کی میعاد مقرر کرسکے تو اس
کام مین مصروف ہو۔ اور اگر اسکا تعہد نہ کرسکے اور اس کی تسخیر مین زمانہ دراز
لگے تو صوبہ بہار کے تمام متمردون کی سزا مین نگاہ کرکے ہمارے پاس چلا آئے
جو سرکش تجھہ سے التجا کرے اوسکو بخشش و بخشایش سے سربلند کرے اور جو نہ
کرے تو اسکو ایسی مالش دے کہ اورون کو عبرت ہو۔ مظفر خان نے اس فرمان کی
جواب مین عرض کیا کہ قلعہ گیری کا اسباب لشکر مین موجود نہین ہی اس لئے مین
کوئی تعہد نہین کرسکتا۔ مناسب یہی ہے کہ اس عرصہ دلگشا کو ناپاسون کے خار و خس سے
پاک کرون۔ بعد ازان وہ لشکر کو لے کر اس خدمت پر مستعد ہوا۔ بادشاہ جو لشکر
چھوڑ گیا تھا اوسکو ساتھ لیا۔ محسن خان و آفاق و عرب بہادر جو منعم خان کی جاگیر کا
اہتمام رکھتے تھے اس کے ساتھ شریک ہوئے اور انہون نے شائستہ کام کئے اور
سارے صوبے مین متمردون کو تتر بتر کردیا۔ ابراہیم پور سے آدم خان پٹنی اور
چرکان (جرکان) سے دریا خان کاشی بے جنگ بھاگ کر جھارکھنڈے مین چلے گئے
جب اس ملک مین کوئی کام باقی نہین رہا تو منعم خان کے گماشتون کو
مظفر خان کی روز بہی پر حسد ہوا اس لئے بے آزرمی سے اوسے رخصت کیا اس کی جاگیر
کوئی معین نہ تھی اس لئے جونڈہ اور سہسرام کو معاودت کی۔ خداداد برلاس اور خواجہ

شمس الدین نے اس کی رفاقت کی۔ اتنا ور اہ مین اُسے معلوم ہوا کہ ان دونو قصبون پر اہل ہتاس نے قبضہ کرلیا ہے۔ اپنی شمشیر و تدبیر سے ان قصبون کو دشمنون سے چھین لیا کچھ اپنے اندوختہ سے کچھ اِدھر اُدھر کی لوٹ مار سے اپنا کام چلایا کہ ناگاہ بہار مین شورش برپا ہوئی اور اس ملک کے ناظمون نے مظفر خان کو بلایا۔ اس نے اُنکے پہلے سلوک پر نظر نہ کی۔ وہان دوڑ کر خدمات شائستہ بجالایا جسکی تفصیل یہ ہے کہ خان خانان نے بہیر کو ولایت بہار اور جھارکھنڈ کے درمیان مین ہی عرب بہادر کو منتظم مقرر کیا تھا۔ حدود جھارکھنڈ سے حاجی خان و غازی خان دو بھائی افغانون کو ساتھ لے کر نکلے اور قلعہ بہیر پر قبضہ کرلیا اور اہل قلعہ کو شربت واپسین چکھایا۔ عرب بہادر بھاگ گیا۔ اس صوبہ کے امراء جمع ہوکر شورش کے مٹانے کے درپے ہوئے۔ افغان کوہستان کی تنگناؤن مین چلے گئے امراء نے انکی برابر جاکر توقف کیا۔ اب نہ اُنلے جانے کو نہ آگے بڑھنے کو مصلحت سمجھتے تھے۔ ایک دن افغانون نے گریوہ مین راجہ بھگونت داس کے ملازم تین سو راجپوت اور انکے سوا اور جوان مرد ڈارکھس گئے یہ احمقانہ کام انکا سرسبز نہ ہوا۔ ہزیمت اوٹھائی۔ تین بڑے سردار اور سو آدمی اس لڑائی مین کام آئے اس واقعہ سے امراء کے استقلال مین بھی خلل آیا۔ ناگزیر اپنے پہلے ناہموار سلوک سے شرمگین ہوکر کاردانون کو بھیجا اور مظفر خان سے استمداد چاہی۔ یہ عالی ہمت لشکر کو لے کر آموجود ہوا اعیان لشکر کی عرضیون مین منعم خان کی تحریر کے سبب سے فتور آگیا تھا۔ اس تحریر کا خلاصہ تھا کہ جھارکھنڈ کی راہ سے جنید بہار کی طرف جاتا ہے۔ تنگی بردی بہت سے لشکر کے ساتھ اس کام کے لئے مقرر ہوا ہے مگر جبتک کمک نہ پہنچے وہ جنگ پر مبادرت نہ کرے اور محمد خان گکھر کے مارے جانے کا اور یار محمد قراول کے لٹ جانے کا.. حال اس مین لکھا ہوا تھا۔

مظفر خان نے ثبات پائی اور دلدہی مین کوشش کرکے اس تحریر کا جواب لکھا کہ عقل و دین کا مقتضا یہ ہے کہ جو سرگزشت گزری ہے وہ پیکار مین مزید دلیری

اور افزونی اہتمام کا سبب ہو۔ پہلے اس سے کہ ان خود سروں سے جنید ملے ان کا کام تمام کیا جاے۔ یہ تو معلوم نہیں کہ دس روز میں اس نواح میں جنید آئیگا۔ مگر امید ہے کہ ایک روز میں دشمن پراگندہ کر دیئے جائینگے اس سے لشکر کی شکستہ ہمت میں توانائی آئی۔ وہ اس ملک کے راہ شناسوں سے راہ پوچھ کر گریوہ میں لشکر کو مرتب کر کے لیگیا اور خواجہ شمس الدین کو سپاہ کے ساتھ دشمن کے عقب میں بھیجا۔ دشمن نے جب دیکھا کہ غنیم کی سپاہ نے آگے اور پیچھے آکر گھیر لیا تو وہ بھاگا لشکر کو بہت غنیمت ہاتھ لگی امراء نے تعاقب کیا۔ دشمن نے گریوہ آرام پور میں جو جھارکھنڈ کی اعمال میں سے ہے جا کر لشکر کو مرتب کیا اور وہاں سے وہ پھرا۔ ان میں عمدہ سردار آدم خان پٹنی پسر فتح خان و دریا خان کاکر اور جلال خان سور و حسین خان و غازی خان و یوسف پٹنی و عمر خان کاکر اور محمود کا سوتھ منظفر خان نے بھی میدان کارزار کو آراستہ کی۔ جنگ عظیم ہوئی۔ حسین خان و غازی خان و جلال خان سور ہلاک ہوے۔ آخر کو جب افغانوں کا ہاتھ نہ چل سکا تو پاؤں سے کام لیا بھاگ نکلے۔ پادشاہی فوج کو فتح ہوئی اور وہ اپنی جگہ پر چلے گئے۔

جنید جسنے بہار کا قصد کیا تھا۔ جب اس واقعہ کا حال سنا تو اس نے کچھ توقف کیا پھر بہار میں جا کر شورش مچائی۔ اس دیار کے امراء پٹنہ میں جمع ہوے اور منظفر خان سے دوستانہ خط و کتابت کر کے اوس سے امداد چاہی۔ ان دنوں پادشاہ نے اس کو جاگیر میں غازی پور مرحمت کیا تھا اس سے اور بھی اس کا دل بڑھ گیا تھا۔ فتنہ انگیزوں کی استیصال میں اور زیادہ کوشش کرنے لگا۔ اور بن پن کا پل باندھ کر پار گیا۔

اس اثنار میں خانخانان کا پیغام منظفر پاس آیا کہ جنید سے لڑنے میں شتابی نہ کرے میں خود آتا ہوں۔ امراء نے اپنی عزیمت کو فسخ کیا۔ منظفر خان نے دوستانہ عقل اور کارستان معاملت کی تنقیح تفصیل کے ساتھ کی مگر سود مند نہ ہوئی۔ یہاں کے پھر جانے سے آزردہ خاطر تھا وہ ایسا کارطلب تھا کہ جنید سے تنہا لڑنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ مگر حاجی پور کی شورش برپا ہونے کا آوازہ بلند ہوا۔ اس طرف اُس کو جانا پڑا۔ یہاں

افغان اور منظفر خان کی لڑائیاں ۹۸۲ھ

اس کی طرف سے میر محمود توکتی انتظام کرتا تھا اس کو اور سو آدمیون کو تاجخان ہوا
و فتح خان موسی زئی و شہباز خان بھری و سلیمان ہوارا و رجھان رائے نے مار ڈالا وہ ....
خداداد برلاس اور عرب اور خواجہ شمس الدین کے ساتھ حاجی پور کی طرف گیا۔ دشمن کے سامنے
سے جانا دشوار تھا اس لئے وہ قصبہ بسوانہ مین گنگا سے اُتر گیا اور حاجی پور اور اوس کے
درمیان دریاے گنڈک طغیانی پر تھا۔ اودی کرن زمیندار چنپارن اس کے دوستون
مین ہو گیا۔ اسنے اپنے برادری کے آدمیون سے کشتیان دلوائین اور آسان راہ
بتائی۔ مظفر خان نے تین سو سپاہی بسرکردگی قاسم علی سیستانی اور عرب بہادر کے
اس راہ سے بھیجے۔ جب اسکے پہونچنے کی خبر آگئی تو وہ کشتیون مین لشکر کو خود سوار کر کے غنیم
کی برابر آیا۔ افغانون نے تیرون بندوقون سے بہت کچھ زور مارا مگر آخر کو بھاگنا
پڑا۔ حاجی پور فتح ہوا اور بہت سی غنیمت مظفر خان کو حاصل ہوئی۔ اس کو معلوم ہوا کہ
نہر مدھ گنڈک کے اس طرف فتح خان موسی زئی و جلال خان عربی و سلیم برمیہ اور ستری
اور سیری اور بہت سے افغان شورش برپا کرنے کے لئے جمع ہین مظفر خان اپنی کارطلبی
اور دور بینی کے سبب سے اس گروہ کے دفع کرنے کے درپے ہوا۔ وہ خود چند آدمیون کو لیکر
ندی پر گنڈگاہ کی تجویز کرنے گیا۔ اس ندی کا عرض بہت کم اور عمق بہت زیادہ تھا سامنے
دو سو سوار نظر آئے۔ ان سے لڑنے کے لئے خواجہ شمس الدین و عرب بہادر کو اشارہ کیا
وہ گئے کہ دشمن نے کمک طلب کی مگر اس فوج کو دیکھ کر اپنے لشکرگاہ مین وہ چلا گیا مگر جب
کمک ان پاس گئی تو وہ پھر لڑنے کے لئے آیا۔ مظفر خان بھی اپنے لشکر سے جا ملا۔ مگر اسکی
سپاہ تھوڑی سی لڑکر بھاگی اور بہت سی دریا مین غرق ہوئی۔ مظفر خان بھی دریا کی
موج خیزی مین جانا چاہتا تھا کہ خواجہ شمس الدین اسکی باگ پکڑ کر کوہستان کی طرف لیگیا
غرض مظفر خان کا حال نہایت تنگ ہو گیا پچاس آدمیون کے ساتھ دامن کوہ مین وہ
پڑا تھا۔

لشکر شاہی مین مظفر خان کے مارے جانے کی شہرت ہو گئی مگر اس کا ایک قاصد

لشکر مین جا پہنچا جس نے تردد دور کیا۔ خدا داد برلاس و سہر علی مین سو سو آدمی ساتھ
دریا سے پار ہو کر روبراہ ہوئے۔ دشمن سے لڑائی شام تک ہوئی رات کو دشمن بھاگ گیا۔
شکست کے بعد فتح سے لشکر شاہی مین غوغا و جوش ہوا۔ افغان بھاگ کر تاج خان
ہوار پاس گئے اس کی تدبیر کے موافق فتنہ انگیز ہوئے مال اور سپاہ کی افزونی
سے اور عقل کی کمی سے لڑنے پر تیار رہوئے۔ مظفر خان نہایت احتیاط سے آب
مدھ گندک سے پار گیا۔ اور اسباب نبرد کو فراہم کرنے لگا۔ وہ ایسی جگہ اترا کہ جسکے
تین طرف پانی تھا اور ایک طرف دلدل افغانون نے اسکے لشکر کے گرد دائرہ بنایا۔
مگر یہ جگہ ایسی قلب تھی کہ وہ ناکام رہے۔ جتنی کوشش ہوتی تھی اتنی ناامیدی بڑھتی
تھی۔ اب مظفر خان کا لشکر ایسا بڑھتا گیا کہ اس نواح کے زمیندار اس کے طرفدار
ہوتے گئے۔ پل بنایا خندق کھود کر ایک پناہ بنائی۔ اس کی آڑ مین لشکر کو مرتب کیا
پل پر سے لشکر گذرنے لگا۔ تو افغانون کے لشکر نے اس پر حملہ کیا۔ پادشاہی پیادے
بھاگے۔ تو سوارون کا دل بھی چھوٹا۔ بھاگنے والون کے صدمون سے پل ٹوٹا۔ تین سو
پیادے و سوار دریا مین ڈوبے۔ خواجہ شمس الدین و خداداد برلاس دشمنون پر
تیر اندازی کرتے تھے کہ ایک تیر حسین خان کے گھوڑے کے لگا وہی سپاہ کا سردار
تھا وہ گھوڑے سے گرا کہ افغانون کی جمعیت مین تفرقہ پڑا پھر شیر مردون نے پل بنایا
اور اوس سے لشکر کو اتارا۔ افغان بھاگ کر تاج خان کی قلبگاہ مین گئے مظفر خان
نے انکا تعاقب کیا۔ انکے قریب پہنچا۔ اکثر اعیان افغان خندق کی جا کو تلاش کرتے
تھے۔ انکو خبر نہ تھی کہ دشمن کا لشکر قریب آگیا ہے۔ ناگاہ مظفر خان کے آدمی ان کی
سر پر پہنچے وہ بھاگے بہت سے مارے گئے۔ ان مین سے تاج خان ہوار کا سر
حاجی خان پہلوان کاٹ کر لایا۔ اور جمال خان غلزئی زندہ گرفتار ہوا۔ اور بہت سے
اسپ شمشیر اور گرفتار کمند ہوئے۔ رات کی تاریکی اور درختون کے جھنڈ نے لشکر
شاہی کو انکے منازل پر جانے نہ دیا۔ مگر بہت سے بہادرون نے اس سرزمین مین

غنیمت پائی صبح کو لشکر اپنی منازل پر آیا وہ لشکر کے آنے سے پہلے دریا پر بھاگ کر چلے گئے تھے اس دریا کو وہ اپنی پناہ سمجھتے تھے مگر اس نے انکو ہلاک کیا۔ بہت دقت سے غرقاب سے وہ نکل کر ساحل نجات پر پہنچے وہ پریشان و پراگندہ ہوگئے۔ کچھ دریا مین ڈوبے۔ کچھ ادھر اُدھر پراگندہ ہوئے۔ انکا سارا گھر بار لٹا۔

جب اس یورش سے تسکین ہوئی تو ستری و چتری نے افغانون سے اتفاق کرکے ولایت بگرہ (نگرہ) پر تصرف کیا۔ اس ملک کا طول تین کوس اور عرض بیس کوس منگیر کے محاذی ہے۔ درمیان مین گنگا موج خیز تھی۔ مظفر خان نے وزیر جمیل و خداداد برلاس و خواجہ شمس الدین اور بعض امرا کو انکے استیصال کے لئے بھیجا لڑائی ہوئی فتح خان کہ مخالف گروہ کے اعیان کا سردار تھا مارا گیا اور اناسی آدمی اور مارے گئے۔ اور اس ملک پر قبضہ شاہی ہوگیا۔

منعم خان نے جب مظفر خان کی فیروزمندی دیکھی تو اس نے یہ چاہا کہ وہ یہان پر نہ رہے۔ بادشاہ پاس چلا جائے۔ اس پاس حکم تھا کہ جب ہمارے مظفر خان کو بادشاہ پاس بھیجدے۔ اب اس نے لکھا کہ یہان سے بادشاہ پاس چلے جاؤ۔ مگر اس وقت اس پاس بادشاہ کا یہ حکم آگیا کہ وہ ان حدود کی خدمات مین سرگرمی کرے۔ اور جب تک ہم نہ بُلائین وہ نہ آئے۔ گو منعم خان اس کو ہمارے پاس آنے کو کہے۔ جیسا وہ خانخانان کی تحریر سے پژمردہ خاطر ہوا تھا۔ ایسا ہی وہ بادشاہ کے فرمان سے شادمان و شگفتہ خاطر ہوا حاجی پور مین جاکر بساط انبساط بچھایا۔ بادشاہ نے اس ملک وسیع کی حراست گذر جو سے گڈھی تک اسکی تدبیر و شجاعت کو تفویض کی اور حکم دیدیا کہ سپاہ مین سب چھوٹے بڑے اس کی صلاح پر چلین وہ قوانین سلطنت اور احکام خلافت کا پابند ہوکر عدالت پیرا ہوا۔

داؤد کے ساتھ منعم خان مصلح کرکے گھوڑا گھاٹ دوڑا گیا ..... اور اس طرف کے فتنہ کو فرو کرکے وہ شہر گور مین آیا۔ یہ شہر پہلے زمانہ مین...

۹۷۲ھ مین منعم خان کا بنگالہ پر تصرف کرنا اور داؤد کا بھاگ کر اڑیسہ مین جانا اور منعم خان کا اپنی جگہ مظفر خان کو چھوڑ کر گور مین آنا

دار الملک تھا۔ اس کو افغانون نے اس لئے کہ اس کی آب و ہوا انکو ناموافق تھی چھوڑکر خواص پور ٹانڈہ کو اپنا دار السلطنت بنایا تھا۔ منعم خان نے اس نظر سے کہ گھوڑا گھاٹ خود فتنہ انگیزون کا سرچشمہ ہے لشکر کے قریب ہو جائیگا۔ اور ان حدود کی شورش بالکل فرو ہو جائیگی اور اس دلکشا جگہ مین عمدہ قلعہ موجود ہے اور بڑی بڑی عمارات بنی کھڑی ہین حکم دیدیا کہ تمام آدمی اور سپاہ اور رعیت خواص پور ٹانڈہ کو چھوڑکر گور مین آباد ہون۔ مگر اس سے وہ غافل تھا کہ تداول روزگار اور خرابی عمارت سے اس بنگلہ کی ہوا مین خواص سمیت آگیا ہے۔ خصوصاً یہ سمیت اور زیادہ ہو جاتی ہے کہ برسات کا موسم ختم ہوتا ہے۔ اور بنگالہ کے اکثر حصہ پر پانی پھر جاتا ہے ہر چند حقائق شناسون نے اسکو سمجھایا۔ مگر اس نے عام پسند توکل اختیار کرکے شہر گور مین ایک خلق کو گورغریبان سلایا۔ توکل کے معنے یہ ہین۔ مراتب تدبیر و فروغ خود کو کہ عالم اسباب کے نگہبان ہین ملحوظ کرکے اسکی کارسازی کو خدا کے حوالہ کرے۔ نہ عقل و اندیشہ و اسباب ظاہر کو ترک کرے یہی سبب ہے کہ ہمیشہ سراسر گرجنمین سے ہر ایک معرکہ آرائی کے لائق تھا۔ بستر خواب پر ہم آغوش نیستی ہوا اور عام آدمیون مین موت کا بازار گرم ہوا۔ یہان تک نوبت پہنچی کہ مردون کے دفن کرنیسے آدمی عاجز ہو گئے اور پانی مین بہانے لگے۔ اگرچہ اس سال مین تمام دیار مشرق مین تبدیل و فتنا چلی رہی تھی۔ مگر اس شہر مین اسکا طوفان اٹھ رہا تھا۔

خان خانان اپنی بات پر ایسا اڑا کہ اس مرگ عام سے خبر نہ ہوا کہ اس اثنا مین خبر مشہور ہوئی کہ جنید نے بہار مین فتنہ برپا کیا۔ اس بہانہ سے گور کے گورستان سے آدمیون کو نجات ہوئی۔ تعجب ہے کہ اس طوفان وبا مین منعم خان تندرست رہا۔ مگر ٹانڈہ مین جاکر رجب المرجب ۹۸۳ھ کو تھوڑی بیماری سے پیمانہ حیات اوسکا لبریز ہوا۔ اس سے لشکر کی جمعیت مین خلل عظیم واقع ہوا۔ اگرچہ اولیاء دولت نے شاہم خان کو سردار بنایا۔ اور اعتماد خان خواجہ سرا کو کارساز اپنا کیا۔ مگر اعیان لشکر کی بے اتفاقی اور اکثر کی وہم گرائی اور عام مصلحت بینون کی کوتہ حوصلہ اور ارباب نفاق کی شعلہ افروزی نے کسی ایک بات پر مشورہ نہ دیا۔ خیر اندیشون کی شمع افروزی سے نور یک جہتی نہ چمکا۔ جب داؤد نے

یہ قضیہ سنتے تو اس نے صلح کی پردہ کو اٹھا دیا اور شکست عہد کیا۔ نظر بہادر کو جو قصبہ بھدرک میں
محاصرہ کر لیا۔ عہد و پیمان کر کے اس کو مار ڈالا۔ مراد خان جلیسر سے ہمت ہار کے بے آویزش
کے ٹانڈہ میں آیا۔ شاہ بردی اس صوبہ کے کارخانہ کشتی اور توپخانہ کا سربراہ تھا اس سے
عیسیٰ خان زمیندار لڑا۔ اگرچہ شاہ بردی کو فتح ہوئی مگر تو ہم کے دفعہ سے اس سرزمین کو چھوڑ کر
توپخانہ اور نوارہ سمیت امراء سے آن ملا۔ غرض امراء بادشاہی کہ ٹانڈہ میں تھے ان کا
کوئی معتبر سردار نہ تھا وہ اس ملک کو خالی چھوڑ کر حاجی پور میں چلے آئے۔ سپاہ کے افسران جہاں
سے ایسے دل گرفتہ ہوئے کہ گنگا پار شہر گورہ میں آئے۔ اصل میں سب کی نیت میں یہ تھا۔ کہ
اس طرح اپنے اندوختہ کو اس دیار سے نکال لیں۔ اس لئے بات انہوں نے یہ بنائی کہ دریا
کو بیچ میں ڈال کر ہم جنگ پر دل نہاد ہوتے ہیں اور جدھر دیکھتے ہیں اگر اٹک کے آدمی بھی ہم
سے ملجائیں گے۔ جب دریا سے عبور کیا تو ۔۔۔ متعلق تھا کہ عرضداشت بادشاہ
کی طرف سے یہ خبریں مشتہر کیں اسکو آزمندوں اور نامور ہونے کی وجہ سے آگے بڑھنا کر
پٹنہ اور ترہت کی راہ سے بہار کی طرف روانہ ہوا ۔۔۔ جو بادشاہ کے فرمان خانخانان اور امراء بنگالہ کے نام لے گیا تھا غیرت خانی
سے اس سوزش میں منعم خان کے قیلخانہ اور مال کو اپنے تصرف میں لایا۔ اور ہزاروں
ابواب انعام و جر کے کھول کر یہ ظاہر کیا کہ بادشاہ کے حکم والا سے جو راست اموال میں کوشش
کرتا ہوں۔ مگر حقیقت میں آزمند ہو کر اپنے زعم میں اپنے گھر کو آباد کرتا۔ اور اپنے لئے
اسباب نکال ہمیشہ کے لئے سر انجام دیتا تھا خانخانان کے اولاد کوئی نہ تھی اس لئے
اسکا سارا مال صامت و ناطق دیوان اعلیٰ کی سرکار میں ضبط ہوا اور اس کی تفصیل بادشاہ کے
پاس بھیجی گئی۔ جب امراء کی عرضداشت ان واقعات کی بادشاہ کے سامنے پیش
ہوئی تو اس نے خان جہان کو جو پنجاب کا حاکم خود مختار تھا اور اب بدخشان کو لشکر
لیجانے کو تیار تھا اس کو بنگالہ کی فتح اور اس ناحیہ کے تصفیہ کے لئے مقرر کیا اور وہ بنگالہ کو
روانہ ہوا۔ راجہ ٹوڈرمل اس کے ہمراہ گیا۔ حکم نافذ ہوا کہ بنگالہ کے کل امراء اور زمیندار

خان جہان کو احکام خلافت کا کارفرما جانین اور اسکی صلاح دید کو ہماری مرضی سمجھین اور ملک کی فتح اور آبادانی مین تکا پو کرین۔ امرا بنگالہ صوبہ بہار مین بھاگل پور کے حوالی مین پہنچے تھے۔ کہ خان جہان لشکر لے کر وہان آگیا۔ یہ اہل غرض سراسیمہ ہوئے کہ نہ راے برگشتن ہمراہی گزیدن نہ روے تافتن و ظریمت درگاہ نمودن اکثر نے شرم کے ساتھ خوب تو ضیح سے کہا کہ ہمکو یہ ملک ناسازگار ہے۔ اور اس دیار کی ہوا مسموم ہے۔ ہزارون آدمیون کی جان لے چکی ہے۔ ہم معاودت نہین کرینگے بعض نے فتنہ اٹھایا کہ مذہب کو چھیڑو کہ خان جہان منزل باش ہے اور ہم اس کی سرداری نہین قبول کرینگے۔ راجہ ٹوڈرمل کی تدبیر آرائی اور خان جہان کی فراخ حوصلگی نے سب کو خاموش کر دیا۔ اور سب نے وسکی ہمراہی کو قبول کیا۔ اسماعیل قلیخان نے پیش دستی کی کہ وہ گڈھی کے فتح کرنے کو روانہ ہوا۔ داؤد نے یہان تین ہزار آدمی معین کئے تھے۔ اور ایاز خانہ جیسل کو یہان کا ناظم بنایا تھا۔ اس کو لشکر شاہی نے زندہ گرفتار کر لیا اور مار ڈالا۔ داؤد کو یہ خیال نہ تھا کہ بادشاہی لشکر ایسا جلد آجائیگا اب وہ اپنی چارہ گری مین مصروف ہوا اک محل کو اپنا معسکر بنایا جسکی ایک طرف دریا حصار بنا ہوا تھا۔ اور دوسری طرف پہاڑ تھا جو کسی کو جانے نہ دیتا تھا۔ آگے دلدل تھی جسنے رستہ بند کر رکھا تھا قطع نظر اس سے کہ وہ پناہ استوار تہی ولایت بنگالہ کی پیشگاہ تھی۔ چنانچہ اس مرحلہ دشوار گذار کے بیٹھنے والے جیسے حوادث سے محفوظ رہے ایسی ہی بالفعل یہ مملکت لشکر کی بے سپری سے عموماً محفوظ رہی۔ خانجہان نے دشمن کی برابر صفوف نبرد کو آمادہ کیا لیکن ہوائق سکانی اور زمانی نے عرصہ مبارزت کو آراستہ نہ ہونے دیا۔ ہر طرف سے جوانمرد آکر سرفشانی اور جانستانی کرتے جس سے انکی مردانگی ظاہر ہوتی بادشاہ پاس یہ پیغام آیا کہ اگر کوئی تازہ فوج کمک کو جلد بھیجی جائے تو بنگالہ کی فتح دلخواہ ہو جائے۔ ورنہ پھر برسات کا موسم آتا ہے جو بنگالہ مین طوفان مچاتا ہے۔

بادشاہ نے مظفر خان اور تمام امراء صوبہ بہار کے نام حکم بھیجدیا کہ

ا مد بنگالہ امین خان ۱۲ سنہ

تیار کرکے بنگالہ پر متوجہ ہوں۔ بادشاہ کو سپاہ بنگالہ کی تنگ دستی اور کم آذوقی کا حال بھی معلوم ہوگیا تھا۔ اس لئے نقد و جنس سے کشتیان مالا مال کرکے روانہ کیں۔ جس سے سپاہ بنگالہ کے ضعیف دلوں کا چارہ ہوا اور دشمن کے دلوں میں خطر پیدا ہوا۔ خواجہ عبداللہ نقشبندی اپنے مورچل سے آگے بڑھ کر گئے اور دشمنوں سے لڑ کے شکست پائی اور اپنی جان گنوائی۔

لشکر شاہی اک محل پر آیا اور اس سے داؤد کے ساتھ ہنگامۂ کارزار گرم ہوا جائے ایسی قلب نہی کہ میدان رزم آراستہ نہیں ہو سکتا تھا۔ یوں ہی جوان مرد اپنے جوہر مردانگی کو بازار رزم میں دکھلاتے تھے۔ مخالفوں کو یہ خیال تھا کہ برسات آئی ہے وہ اس لشکر شاہی کو پراگندہ کر دیگی۔ بادشاہی لشکر کے اعیان اکثر ابوس جہانی سے تھے۔ وہ یہ نہیں چاہتے تھے کہ یہ مہم بزرگ خان جہان کے اہتمام سے تمام ہو وہ قزلباش تھا۔ اُن میں وہ عقیدت نہ تھی کہ اپنے صاحب کے کام کے لئے کوشش اور ان کی مخالفت کا خیال نہ کرکے برآمد مراد میں کوشش کرتے۔ لشکر بنگالہ وبا کے پھیلنے سے اس ملک سے برداشتہ خاطر تھا۔ وہ یہ بھی کرتا تھا کہ یہ کام آگے نہ چلے اس میں عقل نہ تھی کہ پیمانہ زندگی کے پر ہونے میں زمان و مکان کو سود و زیان میں دخل نہیں ہے بلکہ جو مدت عمر کہ علم ایزدی میں ہے اس قدر ہوتی ہے۔ خواہ آدمی شیروں کے جنگل میں رہے یا حضرت بزم میں۔ نہ اس میں یہ اخلاص تھا کہ اپنے ولی نعمت کی خدمت میں جانفشانی کرکے اپنے اوپر احسان کرتا۔ ظاہر بین انکو کیفیت اور کمیت میں غنیم زیادہ معلوم ہوتا تھا۔ اس لئے وہ لڑنے پر دل نہیں لگاتا تھا۔ اور تساہلی جا کے سبب سے بھی ہنگامۂ نبرد رونق نہ پاتا تھا برسات کی شدت اور پانی کی طغیانی بھی رزم آرا نہیں ہونے دیتی تھی۔ اور غلہ کی کمی اور نرخ کی بیشی بھی ہمت ہرانی تھی۔

خانجہان اور راجہ ٹوڈرمل اخلاص مندی اور زمانہ کی مزاج شناسی کے سبب سے ہمت بخشی و جدکاری میں بڑی کوشش کرتے تھے۔ ہمراہیوں کی تنالائی کو

داؤد کے ساتھ لڑائی اور اس کا ارادا

بڑی قیمت پر خرید کرکے اپنے جوہر خدمت کو قابل تحسین بناتے تھے غرض اس لشکر کی صورت کہے دیتی تھی کہ اس سے کچھ کام نہوگا۔ لشکر بہار کا انتظار تھا جس کو بادشاہ بنگالہ مین جانے کا حکم دیچکا تھا۔ مظفر خان اسکو ٹال رہا تھا کہ بادشاہ کے سزاول اس پاس متواتر آئے۔ وہ لشکر تیار کرکے کالپور (یا گل پور) مین لایا اور یہین اقامت کا ارادہ کیا۔ اکثر بزرگان لشکر سے وہ سخن آرائی اور نکتہ گوئی کرتا کہ موسم باران نے طوفان مچا رکھا ہے اس ملک مین جانا اور کام کا نہ بنانا دل کا توڑنا ہے۔ مناسب یہ ہے کہ جب تک برسات ختم ہو یہین قیام کرین۔ خانجہان امتداد مقابلہ اور امتداد غربت سے تنگ ہو گیا ہے وہ معاملہ کرے طلوع سہیل کے شروع مین کہ ہوائین اچھی چلتی ہونگین پانی کم ہو گیا ہوگا اس وقت یکدلی کے ساتھ بنگالہ کی تسخیر اور افغانون کا استیصال مناسب ہوگا۔ اس اثنار مین محب علیخان آیا اس نے مظفر خان سے کہا کہ جب بادشاہ کا حکم جزم ہو کہ بنگالہ مین جاکر پیکار آرا ہو تو یہ مصلحت بینی اور تدبیر اندیشی و توقف گزینی شائستگی نہین رکھتی وہ عقیدت اور معاملت سے بعید ہین۔ بادشاہی حکم کی اطاعت کرکے ایک دل و یک جہت ہوکر مہم کے لئے جانا چاہیئے۔ اور جس کام کا طول کھینچ گیا ہے اسے سرانجام دینا چاہیئے۔ یہ بات محب علیخان نے ایسی سچی عقیدت و اخلاص سے کہی کہ سب کے دلنشین ہو گئی۔ اوس طائفہ نے بھی جو تاخیر کے درپے تھا خواہی نہ خواہی اسے قبول کرکے ایک یہ شاخسانہ نکالا۔ کہ کارشناس آدمیون کو بھیجکر پہلے لشکر بنگالہ سے عہد و پیمان استوار کرنے چاہئین کہ جب وہ لشکر بلجائین تو کارزار کو تاخیر مین نہ ڈالین اور اس بزرگ کام کو انجام دین مبادا اعیان لشکر جنگ پر دل نہاد ہوکر یہ بہانہ بنائین کہ حضرت شاہنشاہی کو آجانے دین۔ بادشاہ بنگالہ کے قصد سے ۲۵ ربیع الاول ۹۸۳ھ کو فتحپور سے چل چکا تھا جس سے موسم کی خرابی مین یہ لشکر بھی پھنس جائے۔ میر مغز الملک اور وزیر جمیل کو بھیجکر خاطر جمع کی گئی پھر یہ دونو لشکر ۲۹ ربیع الاخر ۹۸۳ھ کو مل گئے اور آپس مین خوب عیش و طرب کی مجلس و جشن ہوئے۔ خانجہان اور مظفر خان کے درمیان مشورہ ہوکر ترتیب افواج اور تسویف

اس طرح ہوئی کہ قول کو خان جہان آراستہ کرے۔ برانغار کو لشکر بہار روانہ دے
جرانغار کو راجہ تو ڈرمل و جباری و بابا قتال و اعتماد خان خواجہ سرا و راجہ گوپال راست
کریں۔ ہراول مین شاہم خان و مراد خان و خان محمد بہبودی و اسماعیل بیگ اوزبک
ہنگامہ فروز ہون۔ التمش مین اسماعیل قلیخان و قیا خان مقرر ہوئے اور غنیم کی فوج کی ترتیب
یہ تھی کہ قول مین داؤد اور دست راست مین کالا پہاڑ اور دست چپ مین جنید اور
ہراول مین خانجہان حاکم اڈیسہ مقرر ہوئے تھے۔ اسماعیل افغان کو داؤد نے خانجہان کا
خطاب دیا تھا۔ غرض شنبہ ۱۵ ربیع الثانی ۹۸۴ھ کو رزمگاہ کی طرف لشکر نے رخ
کیا۔ سب جگہ پانی پانی ہی تھا اور پل باندھنے کو بھی جگہ نہ تھی مگر دامنہ کوہ مین ایک
[illegible] جس کی بڑی خوشی ہوئی۔ مگر تھوڑی دور چلکر آب عمیق سپاہ کے
[illegible] تھی۔ سب عجز کی دلدل مین پھنسے ہوئے تھے مگر
[illegible] کا پانی اتر کر پایاب ہوا۔ غنیم حقیقت حال پر آگاہ ہو کر نبرد کا
[illegible] خان جرانغار کا لشکر لیکر لڑنے کو آگے بڑھا۔ دونون
[illegible] کا رزار گرم ہوا۔ سینون پر سنان چلنے لگے خون کی رو
[illegible] طرح بہنے لگی۔ بابا خان عنان تاب ہوا مگر جباری اور بہادر خان
[illegible] ہوئی اور قریب تھا کہ بادشاہی لشکر کو شکست ہو کہ راجہ تو ڈرمل
[illegible] آگیا اور [illegible] مین کالا پہاڑ زخمی ہوا۔ خان نے بھاگتے مین سمجھا
[illegible] اس لئے بادشاہی لشکر نے اسکا تعاقب نہین کیا۔ التمش چلے آگے۔ برانغار
[illegible] کچھ نہ لڑا۔ چنید کہ شمشیر افغانان تھا۔ فنون نبرد سے خوب آگاہ تھا۔
وہ اپنی جا پر سوتا تھا کہ بادشاہی لشکر کی توپ کا گولہ اسکو لگا جس سے اوسکی
[illegible] بادشاہی ہراول کو مراد خان دریا سے پار لے کر گیا۔ اور پیشدستی کی
[illegible] بادشاہی لشکر کو بھگا یا تھا کہ اوسکی مدد کو ہراول کا
[illegible] اور پھر سفر و سپاہ کو لڑنے کے لئے اول لایا۔ سپاہیونکی

شہباز خان راجپوتی کی شہادت ۹۸ھ

ہوا رین خون سے لال ہوئین - کسی نے جان سپاری کی - کسی نے گریز کی - لڑتے لڑتے کمرین شکستہ ہوئین - ہاتھ مین قوت رہی نہ سر مین نیرو - غنیم کا سرگروہ مقدمۃ خانجہان مارا گیا - اور مخالف کی جمعیت مین تفرقہ پڑا - وہ سراسیمہ ہوکر بھاگا - پادشاہی لشکر اسکے پیچھے پڑا - بہت سے سرکش دریاؤن اور ندیون کی طرف بھاگے اور وہان ڈوبے داؤد کا گھوڑا دلدل مین پھنسا - طالب بدخشی پسر خواجہ ابراہیم کہ مرزا ہندال کے معتبرون مین تھا اپنی بدگوہری سے داؤد کو عرصۂ کارزار سے اپنے گھوڑے پر لے گیا کہ مراد یہ تھی اور حسین بیگ گرد کو اسکی خبر ہوئی وہ داؤد کو مقید کرکے خانجہان پاس لائے - خانجہان نے اس سے پوچھا کہ وہ عہد و پیمان جو قسم کھا کر لیے تھے کہان گئے تو اس شرمندہ ہوکر جواب دیا کہ وہ شیر خان کے ساتھ تھے اب وہ از سر نو تمھاری ساتھ ہوجائین خان جہان نے یہ سنکر اسکا سر اڑا دیا - اور سید عبداللہ کے ہاتھ بادشاہ پاس سر اور ماندہ مین دھر بھجوایا - پادشاہ نے اس فتح کی خبر سنی بڑا جشن کیا - اور نامہ ممالک کے نام فتحنامے روانہ کیے - پادشاہ نے خود بنگالہ جانے کا قصد نہ کیا - ایک منزل چلکر وہین اُلٹا آگیا - جانے سے اس دور دست ملک ہنگام یورش سے اس کے لشکر کو تکلیف ہوتی - خانجہان کی حسن سعی اور راجہ ٹوڈرمل کی یاوری سے یہ ملک وسیع ہاتھ آیا جس سے عموم خلائق کو آسودگی ہوئی -

صوبہ بہار کے نامور زمینداروں مین سے راجہ گجپتی تھا - وہ ہمیشہ لشکر شاہی کی ہمراہی کرتا اور بنگالہ کی مہمات مین خدمات شائستہ بجالاتا - رخصت لے کر اپنی ولایت مین آیا - جب خانجہان افواج لیکر اسکے پاس ہوکر گذرا تو اسکو کچھ ایسا وہم پیدا ہوا کہ وہ لشکر کی ہمراہ نہ ہوا - جب لشکرون کے مقابلہ مین ملول ہوا تو وہ رہزنی کرنے لگا اور ضعیفون کو آزار پہنچانے لگا - واقعہ جو آدمیون کا ہجوم اسکے گرد ہوا - بلاد امصاریہ پھر رفتہ رفتہ اسکی فتنہ زائی کا ہنگامہ گرم ہونے لگا - قصد آرہ کے نواح مین اس کا علاقہ یہان کا جاگیردار فرحت خان اُس سے لڑ نہ سکا - ناچار متحصن ہوا - راجہ نے اوسی

گھیر لیا۔ اور داؤد سے مل گیا۔ بادشاہی ملازمون کی راہ روکنے لگا۔ پیشہ وخان کشتی
مین سوار ہوکر دارالخلافہ سے بنگالہ کو ایلچی کرکے جاتا تھا اسکو پکڑ کر مقید کرلیا۔ فرہنگ خان کے پیر فرحت خان
نے سنا کہ گجپتی نے اس کے باپ کو گھیر رکھا ہے تو وہ اپنے قبیل سے اس طرف متوجہ ہوا قراقاش خان
بھی اس نواح مین تھا وہ اسکے ساتھ گیا۔ جب فرہنگ خان کی راجہ کے نواڑہ سے لڑائی
ہوئی اور اوسکو وہ شکست دیکر دریا سون سے گذر گیا۔ پھر راجہ اس سے لڑنے کھڑا ہوا تو
فرہنگ خان نے گجپتی پر تلوار کے دو وار کئے قریب تھا کہ اسکو مار ڈالتا۔ مگر شمشیر بازوں نے فرہنگ خان
کے گھوڑے کے پے کاٹ دیے۔ وہ پیادہ ہوکر لڑا اور مارا گیا۔ پھر قراطاق خان اپنی مردانگی دکھا کر
نیست ہوا۔ فرحت خان مہر بدری کے سبب سے قلعہ سے باہر آیا اور جان سے گیا گجپتی غازی پور
کی غارت گری کے فکر مین ہوا کہ شہباز خان لشکر سمیت وہان جا پہنچا۔ گجپتی ڈر کر گذر چھوڑ
بھاگا۔ شاہی لشکر نے کشتیون کو جمع کرکے دریا کو عبور کیا۔ اور گجپتی کے وہ پیچھے پڑا۔ اس کا کچھ اسباب
وتوپ وکشتیان چھین لین۔ اتنا راہ مین قلعہ کا محاصرہ کیا۔ یہان کے قلعہ دار سنگرام نے قلعہ
کی کنجیان حوالہ کین شہباز خان نے قلعہ اپنے آدمیون کو سپرد کیا۔ اور گجپتی کے پیچھے پڑا مگر وہ ہاتھ نہ
آیا۔ لشکر شاہی نے معاودت کرکے ایک اور راہ لی۔ دوسرے روز دریا کے کنارہ پر گجپتی
آنکھ رات تک لڑا۔ اور اپنے سامنے سے لشکر کو عبور نہ ہونے دیا۔ سنگرام کی رہنمونی سے لشکر
اسکی بنگاہ کے لوٹنے کے لئے گیا۔ کئی جگہ بڑی بڑی لڑائیان ہوئین گجپتی نے لشکر شاہی کے بیجوڑ
مارا۔ مگر ناکام رہا اور جگدیس پور مین چلا گیا۔ یہ جگہ نہایت مستحکم ہے۔ دو مہینے تک جنگل کو
لشکر شاہی نے کاٹا پھر قلعہ کو فتح کیا اور گجپتی کے زر و زاد پر قبضہ کیا۔ گجپتی بھاگ کر . . .
کوہستان رہتاس مین چلا گیا۔ یہان اس کا بھائی بیری سال بہت سے بہادرون کے ساتھ
رہتا تھا۔ کہ لشکر شاہی نے دفعتہ جاکر اسکا کام تمام کیا۔ جب گجپتی پامال حوادث ہوا تو اسکا
بیٹا سرمرام قلعہ شیرگڈہ کی قلعہ داری کے لوازم مین مصروف ہوا شہباز خان مع لشکر کے
وہان آیا اور سامان قلعہ گیری کا مہیا کیا۔ اس سرزمین کے اکثر سرکش اس کے مطیع ہوگئے۔ اتفاق
سے یہ نیا گل کھلا کہ یہ قلعہ رہتاس جمعید کے ہاتھ آیا۔ اس نے اپنے معتمد سید محمد کو پیشکش

اور حبیب جنید مر گیا اور مظفر خان نے اس حصار کی تسخیر کا ارادہ کیا تو اہل قلعہ نے اپنے معتمدون کو شہباز خان پاس بھیجکر امان طلب کی۔ اُس نے کشادہ پیشانی سے قبول کی۔ قلعہ یون ہاتھ آگیا۔ مظفر خان بھی اس واقع کو سنکر بہت خوش ہوا۔ جب قلعہ رہتاس ہاتھ آیا شیر گڈھ کو سر برام نے حوالہ کر دیا۔ ان نیک خصلتون کو بجالا کر شہباز خان پادشاہ پاس گیا پادشاہ نے قلعہ رہتاس کی حراست محب علیخان کو سپرد کی۔

سات گانو مین داؤد کا زر و زاد تھا۔ اور متی و جمشید خاصہ خیل اور بہت افغانونے یہان شورش برپا کر رکھی تھی۔ جب میانہ ولایت بنگالہ ستمگرون سے صاف ہوا تو... خان جہان اس طرف متوجہ ہوا۔ متی نے داؤد کا اندوختہ گزیدہ جمع کیا تھا اور نیک بختی سے چاہتا تھا کہ بندگان پادشاہی مین داخل ہو۔ جمشید نے تمام افغانون کو اپنی ساتھ بلا کر اس سے لڑائی ٹھانی۔ متی اس سے لڑا مگر آخر کو کہین چھپ گیا۔ اوس کا سارا مال اسباب افغانون کے ہاتھ آیا۔ یوسف بلوچ و سرمست افغان اور متی کے کچھ دوست جمشید سے عوض لینے پر آمادہ ہوئے۔ وہ ایک دن ان لوگون کی دلدہی کرنے گیا تھا کہ اسکا پیمانہ زندگی آب خنجر سے انہون نے لبریز کیا۔ پادشاہی لشکر کی انگلی بھی زیر ہلی کہ شورش مٹ گئی۔ داؤد کی مان نے مع سب اپنے متعلقین کے پناہ مانگی اور یہ قرار پایا کہ جب لشکر حدود مانڈہ مین جاے تو وہ مع اپنے بیٹون کے خانجہان کی خدمت مین حاضر ہو۔ خان جہان نے اسکی نیازمندی کو قبول کیا۔ اور سات گانو سے پھر اپنی قرارگاہ پر چلا آیا۔ اس گروہ نے اپنے پیمان کا پاس کیا اور خان جہان پاس چلا آیا

سنہ ۹۸۵ھ مین خانجہان کی عرضداشت اس مضمون کی آئی کہ ملک بنگالہ قبضہ مین آیا و راجہ بھاگی مین ابراہیم نزل و موسیٰ زئی فتنہ و فساد کے گھات مین بیٹھے ہوئے ہین یہان کا زمیندار عیسیٰ باتین بنا کر اپنا وقت گذارتا ہے۔ شاہ بردی میر فوارہ بھی اپنے گھمنڈ مین پھول رہا ہے۔ خان جہان نے سپاہ آراستہ کر کے اس طرف بھیجی ہے۔ قصبہ کواس مین تو لکا مار داؤد نے مع اپنے متعلقین کے اور محمود خان خاصہ خیل

خان جہان کی لشکر کشی بنگالہ و اوڑیسہ کی طرف و فتح ہونا اوسکی و داؤد کی سنہ ۹۸۴ھ

مشہور بہ متی اور بہت سے سرکش افغان خان جہان کی پناہ مین آئے۔ بہت مال ہاتھ لگا اور بہت عمدہ اندوختے لئے گئے۔ نولکا اور متی مین دشمنی ہوئی خانجہان نے متی کو مار ڈالا۔ تاکہ مال جو لیا گیا ہے پوشیدہ رہے۔ شاہ بردی سمجھانے سے راہ پر آگیا ہے۔ قصبہ بھوال مین لشکر شاہی آیا۔ ابراہیم نرل و کریم داد اور اس سرزمین کے اور افغانون نے فرمان پذیری کی داستان درمیان مین لاکر کجبختی مین سخن بہرائی کی عیسیٰ نے جو گرہ نشین تھا ایک لشکر گران بھیجا جسکے سردار شاہ بردی اور محمد قلی تھے وہ دریا کو کنارہ سندھ سے گذر کر حدود کتیل مین آیا۔ یہان سخت لڑائی ہوئی عیسیٰ بھاگ گیا۔ اور بہت سے نفائس غنائم لشکر شاہی کو ہاتھ لگے۔ مگر عیسیٰ کے نامدار امرا مین سے مجلس دلاور و مجلس پرتاب ندیون اور دریاؤن سے نوارہ لائے۔ اور مارد ھاڑ کی آگ کو بھڑکایا۔ پادشاہی لشکر مین لغزش آئی اور اس نے پیٹھ دکھائی۔ اس چپقلش مین کچھ دریا لوزدون مین سے کشتیان چھوڑ کر بھاگے تھے۔ محمد قلی نے تیز دستی اور مردانگی سے مخالفون کی کشتیون پر قبضہ کرکے لڑنا شروع کیا۔ مگر وہ گرفتار ہو گیا کہ اس عرصہ مین تیلہ غازی زمیندار آگیا اور اس نے ایسی جرأت و بہادری کی کہ بادشاہ کے لشکر کو ناامیدی کی حالت مین مبتلا کیا اور دشمنون کو بھگا دیا اور بہت غنیمت ہاتھ آئی اس حال مین ابراہیم نرل نے اپنے بیٹے کو مع تحائف کے بھیج کر پناہ مانگی۔ آپہنچا خانجہان نے اسکو پناہ دیکر معاودت کی جمعت پور مین کہ حوالی ٹانڈہ مین ہے۔ عشرت و کامرانی سے وہ اوقات بسر کرنے لگا ۹۸۶ھ مین اسی مقام پر تاب تپ و درستگی شکم کے امراض مین ڈیڑھ مہینہ مبتلا رہا اور مر گیا۔ اسکی جگہ ایالت بنگالہ پر مظفر خان مقرر ہوا۔ ۲۰ فروردین ماہ الٰہی ۹۸۷ھ کو بنگالہ کی طرف روانہ ہوا سپاہ کی بخشیگری رضوی خان سے متعلق ہوئی اور شغل دیوانی میرادھم درای پتر داس کی کارروائی کو مفوض ہوئی اور شیخ ابوالفتح صدارت اور امینی پر مقرر ہوا۔ اور اور امرا کو بھی لکھا گیا کہ اسکی ہمراہ جائین۔ سب کو خلعت فاخرہ اور اسپ عنایت ہوئے اور

خانجہان کا مرنا اور اسکی جگہ مظفر خان کا مقرر ہونا ۹۸۶ و ۹۸۷ھ

اسمعیل قلیخان یعنی پسر خانجہان کو حکم دیا گیا کہ جب نیا مرزبان اس سرزمین مین آئے تو کشادہ پیشانی سے ملک اس کے حوالہ کرکے ہمارے پاس جلد آئے کہ اسکی سوگواری کے زخم پر نوازش شاہ کا مرہم لگے۔ بقیا خان اور بابا خان جباری اور کل امراء بنگالہ کے نام فرمان صادر ہوا کہ وہ سپہ آرا کی صوابدید سے باہر کوئی کام نہ کرین۔

اُمراء بہار و بنگالہ کی سرتابی اور انکی سزا کے واسطے سپاہ کشی کی روانگی۔

منصف پادشاہون کا بڑا فرض یہ ہے کہ وہ شہرون اور ملکون مین جنمین طوائف انام اور گوناگون جانور فراہم ہوتے ہین۔ دور بین معدلت اندوز فراخ حوصلہ ملازمون کے سپرد کرین۔ تاکہ فروغ بینش سے آدمیون کا جوہر روشن ہو۔ اور راستی کی ترازو مین تلے۔ داد دہی اور دولت افزائی اپنی شائستہ جگہ پکڑے اور کشادگی ہمت باوجود اور نا ملائم کش ہو۔ اور خوی گزیدہ کی قوت ناکامی کے وقت اپنی پاسبانی کرے اور پیش بینی کو اپنا یار بنائے۔ تاکہ روزگار کی پریشانی کا انتظام ہو۔ اسعد آسمود کی اخذ دانی بتوفیقہ تعالیٰ انہین باتون پر خیال کرکے بادشاہ نے امراء مذکور کو بنگالہ مین مقرر کیا تھا۔ گردش گردان بوقلمون کی نیرنگی اور دیرکین کی شگرف کاری بیان نہین ہوسکتی۔ اسکی سب سے بدتر خوبی یہ ہے کہ وہ بدسیرت فتنہ اندوزون کی پرورش کرتا ہے اور باطل ستیزون کے گروہ کے ہنگامہ کو رونق دیتا ہے اور نیک سگال سعادت گزینون کی خم افزائی اور خرد پژوہ حقیقت تشوہ کی جان گزائی کرتا ہے۔ دور بین ہشیار خرام اس نقش بدیع کی پردہ کشائی نہین کرتے اور چون و چرا کرنے مین خاموش رہتے ہین۔ ؎

بسے اندیشہ کردم پیش و پس را ✣ بجکمتہا و اورہ نیست کس را
درین بستان بان باید درو کرد ✣ خموشی را بحیرت پیش رو کرد

اس دشوار سمجھ کی گرہ کشائی دشوار ہے۔ سوانح روزگار کے دیکھنے والے کم ہین اور

کوتاہ حوصلہ ہین اور انکی آنکھ تمام نشیب و فراز کو نہین دیکھتی ہے وہ پانو مین کانٹا چبھنے کو آشوب جہان اور ایک شخص کے گزند پہنچنے کو بلای عام سمجھتے ہین۔ مگر تیز نگاہ حقیقت پژوہ جانتا ہے کہ زہر گیاہ اور تریاق دونو نشو ونما پاتے ہین اور جانورون مین دل صید کن اور جان شکر نشاط کرتا ہے آدمیون مین بہی نیک و بد کا ظہور اور خفا ہوتا ہے اور جس طرح ادویہ جسمانی مین دونو زہر اور تریاق کام مین آتے ہین ایسے ہی معالجہ روحانی مین دونو گروہ نیک و بد زمانہ شناس پر ظاہر ہے کہ نیک اختر والا گوہرون کی کارروائی اور بدکیش لئیمون کی تباہی سے ہستی کو فروغ ہوتا ہے اور اسباب دائمی سرانجام پاتا رہے۔ آسائش خلق مین فتنہ اندوزون کی سرافرازی اسی کے لئے ہوتی ہے کہ وہ زیان و نقصان کے گڑہے مین نگونسار کئے جائین ؎

این بادہ کہ روزگار دادد	یک مستی و صد خمار دارد
گر بر دو فراز از نشیبت	ہشدار کہ میدہد فریبت

اسی سے چار چمن ابہت کی بہار پیرائی اور نونہالان شہادت کی طراوت فیروزی ہوتی ہے۔ طرز تعلق کا دانا جانتا ہے کہ حق پرست دولتمندون کی کامیابی آرایش جمال ہے اور بطلان منش شقاوت اندوزون کی برآمد زیب و زینت جلال ہے۔ غرض ان دونون مین لطف ایزدی و جمال الٰہی۔ جلوہ دکھاتا ہے۔ اس تمہید کی تفصیل یہ ہے کہ امراء بہادر بادشاہ سے پھر گئے۔ ہر ایک اپنی اپنی آرزو کے پورا ہونے سے خوش ہو گیا۔ ۹۸۴ھ کے شروع مین بادشاہ نے پرگھوتم و مولانا طیب و شیخ نجم الدین و سمشیر خان خواجہ سرا کو بہار کی طرف روانہ کیا کہ اس صوبہ معمورہ کے انتظام مین اپنی کارروائی کام مین لائین ملک کی آبادی مین سپاہ کی تیمارداری مین سرکشون کی مخواری مین کوشش کرین مگر فرومایہ تنگ حوصلون نے پٹنہ مین جاکر ڈیرے ڈالدیے اور اپنی حرص کا دامن دراز کیا۔ کاردا غ مین سخت گیری اور خیرہ روئی اختیار کی اور اپنے اندھے پنے سے مدارا اور یورش پذیری کو کہ جسکے بغیر دارو گیر جہان

۹۸۴ھ

انتظام نہین پاتا۔ چھوڑ دیا۔ ایک دو نے تو اخلاص کے سبب سے اپنی طبیعت خرد دوست کا عقیدت سے علاج کیا۔ اور کئی ایک نے معاملہ پر نظر کرکے پہلی نعمتون کی فراموشی کو اپنے حال کی ناکامی سمجھکر کوئی شکوہ نہین کیا۔ اور بعض نے سوداگری سمجھکر محنت کی اور ظاہر مین اپنا کچھہ نہ بگاڑا۔ مگر بہت سے بد ذات ایسے طمع کے اسیر تھے کہ وہ اپنے بادشاہ سے برگشتہ ہوئے اور شورش مین سر اوٹھایا۔ اور مخالفت مین گردن بلند کی۔ دان کے دل مین اخلاص تھا اور نہ انکو اپنے معاملہ مین سود و زیان کی شناخت تھی نہ عقل صواب اندیش نے رائے ظاہر بین تھی۔ نہ کوئی دانا انکا ہمنشین نہ دل ہمت گزین تھا۔ پٹنہ اور اس کی نواح مین معصوم علی کابلی کے قطاع تھے دسعید بیگ بخشی دعرب جاگیردار سہسرانو کے تھے سعادت علی کے پاس پرگنے تمو دائن (نمو داری) کے تھے۔ حاجی کولابی اور بعض اور کی تیول مین دیوارہ تھا سعید بخشی اور اسکا بیٹا بہادر اور درویش علی سنجر تربت اور اس کے نواح مین خوان نعمت پر بیٹھے تھے۔ انہون نے اور آدمیون نے کارپردازون کی سخت گیری سے بغاوت اختیار کی اور قدم قدم آدمیون کو اس نے اپنی چرب بانی اور سخن سرائی سے بہکایا جیسے کہ شاہم خان جاگیردار حاجی پور اور میر معز الملک و میر اکبر و سماجی خان پرگنہ دار آرہ اور اس کے نواح کے تھے۔ سب ملکر شورافزا ہوئے۔ بادشاہ کا اخلاص چھوڑا۔ اور یہ نہ سمجھے کہ آدمی دیوار سے گرے تو ہنسی کی برابر ہوتا ہے۔ ہم جو بادشاہ کی اخلاص کی بلندی سے گرتے ہین ہمارا کیا حال ہوگا کسنے یہ کون دیکھا کہ وہ کیسے انسان کے بندۂ احسان ہوتے ہین اور کیسے اس کے ساتھ دوستی و موانست کرتے ہین اور ہمسران صفی مین کیسی وفاداری ہوتی ہے۔ آشنا دون یکجا نشینون اور احسان و نوازش کے اسیرون پر کون سے امر ناگزیر ہوتے ہین ان سب معاملہ ناشناس آزمندون نے ملکر اپنی خواہش کا دروازہ کھول دیا اور عموم لشکری پر کارد شوار کردیا وہ لوگ کہ مدد بندگی کے سبب سے بجاے سپاہ کے زر جمع کرتے وہ رشوت دینے سے عاجز ہوئے اور جو لوگ کہ سپاہ مین روپیہ صرف کرتے وہ ان حریصون کی پیٹ بھرنے سے متحیر ہوئے اس لئے دو لوگ روہون نے اس کو فتنہ اندوزی کا بہانہ بنایا

اور شورش کا خیال کیا۔ محب علیخان سب کو پٹنہ سے محب علی پور مین جو رہتاس کے قریب تھا لیگیا۔
اور داغ کے کام مین مصروف ہوا فقط وہی کام روائی کرتا۔ اور امرا سیاہ روئی اور
خیرہ چشمی کرتے اس اثنا مین کہ محب علی داغ مین سرگرم تھا بنگالہ سے ایک بڑا قافلہ آیا جس کی
سیاہ دردنی برملا تھی۔ مظفر خان نے خانجہان کے اندوختون اور منتخب ہاتھیون کو اور داؤد کی
مانو نکا کو مع سارے خاندان اور سامان کے فتح چند منگلی کے ہمراہ بادشاہ کے پاس روانہ کیا تھا
اسکے ساتھ بہت سی سپاہ تھی اور سوداگر پرتال لئے ہوئے ہمراہ تھے۔ فرصت جو نا سپاہیون لوٹنے
کی گھات مین لگے۔ اور آپس مین عہد و پیمان کرنے مین لگا پوکرنے لگے۔ محب علیخان نے انکو نصیحت
کرکے اس ناشائستہ حرکت سے باز رکھا اور اس سبب سے کہ عموم اہل کاروان فتنہ اندوزون کی
چیرہ دستی سے ہراسان تھے اس لئے سپاہ بسرکردگی جیش خان اس کے ہمراہ کردی اس
زمانہ مین فتنہ پردازون نے شہر پٹنہ کو لوٹ لیا۔ محب علیخان قلعہ رہتاس مین قلعہ داری کے
لئے چلا گیا۔ راے پرکھوتم اس خیال سے کہ معصوم خان فرنخودی کو لڑائی کے لئے لائے غازی پور
گیا شمشیر خان نبارس اس خیال سے گیا کہ راجہ تودرمل کی سپاہ کو جا کر آمادہ پیکار کرے۔
عرب عربدہ جو نے ارادہ کیا کہ قافلہ مذکور کو لوٹ لے مگر وہ گذر جونپور سے گذر گیا اور اوس کو
سوائے چند ہاتھیون کے جو پیچھے رہ گئے تھے کچھ اور ہاتھ نہ آیا۔ جیش خان نے مردآزمائی مین
کار پردازی کی مگر گرفتار ہو گیا۔ عرب نے یہ چاہا کہ محب علیخان کے ساتھ جیش خان کو ایسی بدباری
کرے کہ وہ اسکا ہمداستان ہو جاے۔ مگر جیش خان نے کہا کہ محب علیخان میری باتون مین نہین آئیگا
اور وہ کسی طرح آپ کے ساتھ یک دل نہین ہوگا۔ اگر آپ لدہی کا پیمان استوار کرین اور
میری خواہش کو قبول فرمائین تو مین رہتاس مین جا کر اہل قلعہ کو آپ کا طرفدار بناؤن۔ پھر
بہ آسانی اس مزربان کے پیمانہ حیات کو لبریز کرون اس طرح سے یہ بلند قلعہ ہاتھ آجائیگا
اور بناہ حوادث ہوگا۔ غرض یہ دوست دشمن نما اپنی چرب زبانی اور افسانہ گوئی سے
اس خطرگاہ سے نکلا اور اپنے خداوند پاس گیا اور یہ ساری باتین کہہ دین اسی اثنا مین
اس راے پرکھوتم کا واقعہ ناگزیر پیش آیا۔ جب وہ غازی پور مین گیا معصوم خان فرنخودی

بہانہ سازی اور حیلہ اندوزی اختیار کی اور اس کو گذر چونسہ روانہ کیا کہ میں وہان
آخر تجھ سے ملون گا۔ یہ سادہ لوح اسکے دم میں آگیا اور بکسر میں آیا اور اس ولایت کی
سپاہ جمع کی اور کئی جاگیردار اس کے ساتھ متفق ہوئے۔ ایک دن وہ گنگا کے کنارے
پر اشنان کر رہا تھا اور ایشور کی پوجا میں لگ رہا تھا کہ ناگہانی غوب بہت سی سپاہ لیکر
اس حدود میں آیا۔ قابو پاکر چہرہ دستی کی رای کے بیدل ساتھیوں نے آمادگی کا بہانہ کرکے کنارہ
کیا۔ وہ خود لڑائی میں سرگرم ہوا۔ زخمی ہوا۔ ہمراہی کشتی میں ڈال کر اوسکو غازی پور میں
لائے۔ دو روز بعد یہ نیک نام دنیا سے سدھارا۔ محب علی خان میدان جنگ میں آیا۔
جمش خان نے شربت جانفشانی پیا۔ عرب بھاگا۔ جب بادشاہ کو ان واقعات پر اطلاع
ہوئی تو راجہ ٹوڈرمل و شیخ فرید بخشی و مہر علیخان سلہ مزور راجہ اسکرن و رای لوہکرن و قمر
و قمر خان و شاہ خواجہ ابوالقاسم و ابوالمعالی و باقر سفرچی اور ایک گروہ انبوہ کو فرمان ہوا
کہ اس ملک میں جاکر ناسپاس بدسگالوں کو سزا دیں۔ ترسون خان موضع [illegible] خان
و غازی خان بخشی و رای سرجن اور اور جاگیرداران صوبہ الہ آباد و اودھ کو فرمان بھیجا
گیا کہ جب لشکر شاہی اس دیار میں آئے تو اسکے ساتھ ساز و سامان پسندیدہ لیکر یکجائی
و یکجہتی اسکے ساتھ کریں۔ اور ترسون خان اور راجہ کی صوابدید سے باہر نہ ہوں یہ
بھی اشارہ ہوا کہ صادق خان و باقی خان و الغ خان حبشی و طیغ خان و میر ابوالمظفر
چندیری و ترور سے اس طرف جائیں۔

جن اقبالمند بادشاہوں کی خدا تائید کرتا ہے وہ اپنی ہمت کو ان جوکھوں کے
آراستہ کرنے میں لگاتے ہیں۔ اوّل فرومایہ بداندیشوں کو جو روباہ بازی و حیلہ سازی
سے نیک منگالوں کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں انکے کار پر سے پردہ اوٹھاکر اپنی سلطنت
کے خس خاشاک سے پاک کرتے ہیں اور سعادتمند حقیقت اندوزوں کو جو نارسیدگی دولت
اور بدکاروں کی پیش آمد کے سبب سے ناشناسائی میں رہتے ہیں۔ شناخت کرکے عشرت سے
کامیاب کرکے اپنی دولت کو بڑھاتے ہیں۔ زیادہ تر روزی کے فراخ کرنے کو اسباب ملک

امراء اقبالمند کی سرفرازی و سزا یابی کے بیان میں

جمع کرنے کو۔ نا ملایم کے پیش لانے کو۔ اور آدمیون کو شکنجۂ غم مین کھینچنے کو آغاز سے انجام پر
پہنچاتے ہین۔ جو شخص کہ درستی دریافت کو شائستگی کردار کے ساتھ ہم آغوش رکھتا ہے
وہ آرامش سے بے آرامی مین نہین جاتا اور افزونی جاہ اور فراوانی مال سے اپنی آگہی کو
گزند نہین پہنچاتا۔ آزمایش کے دن دونو زمانون مین فرمان پذیری اور خدمتگذاری کو سرمہ
رکھتا ہے اور خوش ہوتا ہے اور اپنے نفس کی بیہودگی کو روکتا ہے مگر جسکی اصل سرشت بدگوہر
ہوتی ہے وہ شناخت کی شاخسار سے پھل نہین کھاتا ہے اور اگر کچھ اس سے فائدہ اٹھاتا
ہے تو کردار کی گلشن کے نسیم اس کو نہین پہونچتے اور وہ اپنی معیشت کی افزونی مین اپنا
چراغ ہوا مین رکھ دیتا ہے اور بدمست ہو جاتا ہے اور ناکامی مین سعادت سے
کنارہ کرکے بے اعتدالی کرتا ہے۔ یہی حال امراء بنگالہ کا ہے۔ ایمنی روزگار اور
آبادی اقطاع اور افزائش مال سے انکی بینائی زمان زمان تاریک ہوتی گئی۔ اور
بیدانشی اور کج گرائی سے اپنے فائدے زیان کاری مین سوچ کر روپیہ جمع کرتے اور
سپاہ پر نگاہ کمتر رکھتے اور شورش کے دانون گھات مین لگے رہتے۔ ان دنون مین
مظفر خان یہان آیا۔ اس نے اپنے بزرگ عہدہ کی قدر نہ کی اور ملک و لشکر کے انتظام
مین کوشش نہ کی حساب دانی کو جو اسکے اعتبار کا سرمایہ تھا چھوڑ دیا اور ہمیشہ اس
سے چین بہ جبین رہنے لگا اور زبان کو شکایت اور آزردگی سے آلودہ کرنے لگا ہم
نے لکھا ہے جس وقت وہ ریاست بنگالہ پر مقرر ہوا ہے تو اسکی امداد کے لئے دیوان اور
بخشی اور امین بھی مقرر ہوئے تھے۔ کوتاہ بینی سے اس نے انکو اپنا حریف جانا اور اسنے
آزردہ ہوا اور کام سے ہاتھ اوٹھا لیا اور شکوہ فروش ہو گیا اور اس گروہ کو جہات
سپرد کرکے خود رعیت اور سپاہ کی تیمارداری کو چھوڑ بیٹھا۔ یہ نہ سمجھا کہ ملک دار و گیر
جتنے یار و یاور زیادہ ہوتے ہین اتنا ہی انجام کار شائستگی کے ساتھ ہوتا ہے مان
لیا جائے کہ اس سودے مین اس کو زیان ہوا۔ پایۂ جاہ اسکا پستی کی طرف مائل ہوا مگر
ان کو ایسے فتنہ زار مین اس طرح جینا کیونکر سزاوار ہو سکتا تھا۔ اور تعلق کی

حالت مین مدارا نہ رکھنو سے کیسے منزل مقصود پر پہنچ سکتا تھا۔

دیار بنگالہ ایسی سرزمین ہے کہ اُس کی آب و ہوا کا اثر سفاپروری ہے جس سے ہمیشہ فتنے برپا ہوتے۔ خاندان کے خاندان تباہ ہوتے ہین۔ دولتین زوال پاتی ہین۔ اسواسطے بہلے زمانہ کی کتابون مین اس ملک کا نام بلغاک خانہ لیا جاتا ہے۔ ابن بطوطہ نے اسکو لکھا ہی کہ وہ ایک جہنم ہے جو نعمتون سے بھرا ہوا ہے۔ یا یون کہو کہ ایک آتشناک جنت ہے سیہ آرا اپنے جاہ کے پندار مین ایسا آیا کہ آشنا و بیگانے کو دلاسا نہ دیتا۔ اور اسکے کارپردا رشوت ستانی پر پل پڑے۔ زور سے زر کو لے کر اپنے لئے جمع کرنے لگے۔ کاش یہ آزمندی نہ ہوتی اور راہ آزرم سے بیراہی نہ ہوتی اور سرشتہ معاملہ دانی کو ناہنجاری سے نہ توڑتے جو کوئی زیردستون کا خانہ خراب کرکے اپنے مکان کو نگارین بناتا ہے وہ تھوڑی دلون مین اپنی آبرو کھوتا ہے اور اپنی زندگی کی بنیاد اکھیڑتا ہے۔ اول یہ ہوا کہ خان جہان کے اندوختون کے وہ درپے ہوئے۔ اسمعیل قلیچان اور تمام ترکمانون سے پرخاش شروع کی ترکمانون نے انکے معدہ حرص کو ناشتا دیکر گرگ آشتی کی اور پادستا و پاس چلے گئے۔ پھر علی العموم اس ناحیہ کے ترکمانون کے ساتھ زرطلبی و سخت گیری اس طرح کرنی شروع کی جیسے کہ صوبہ بہار مین کارگذار کر رہے تھے۔ بابا خان اپنا یہ دکھڑا رویا کرتا تھا کہ ستر ہزار روپیہ خرچ کرچکا ہون مگر ابھی سو سوار داغ نہین ہوئے ہین اور تبول داروں کا حال اس سے بھی زیادہ بدتر تھا۔ غرض ناظم اپنی آبادی کے لئے اورون کی خرابی کے درپے ہوئے۔ زردست شوریدہ مغزون نے آزار یا کے فرمان پذیری سے گردن نکال لی اور گنگا پار جاکر دارالملک ٹانڈہ کے گرد چلے گئے۔ اور یکم ذی الحجہ ۹۸۸ھ مین فتنہ برپا کیا۔ انہون نے مسودت چھوڑی حقوق نعمت رسیدگی فراموش کئے۔ نمک شناسی کو نظر سے پنہان کیا۔ بنگالہ مین بابا خان جباری۔ وزیر جمیل سرغنہ فتنہ تھے اور باقی اور سعید تو قبائی۔ و مرزا حاجی بیگ۔ و عرب بخشی و صالح و میر کی خان و مرتضی قلی ترکمان و فرخ بہی فساد کی ہنڈیا مین چمچا ری ڈال کر دور کھڑے ہو جاتے تھے۔ اور قبا خان حسا کم ڈیرہ و مراد خان حاکم فتح آباد اور شاہ تردی

حاکم سنارگانو کو بھی نیکو خدمتی کی توفیق نہ ہوئی۔ یک جہتی کرکے اپنی قوت نہ دکھائی بے راہ جانے کے اسباب بہت سے ہین۔ اول عقل کی کجگرائی ہی کہ وہ سیدھی راہ سے باہر نکالتی ہی اور سود کو تیان مین بتلاتی ہے دوم بدذاتی ہے کہ دل کو سیاہ کرتی ہے اور چراغ احسان سے روشنی نہین لیتی سوم افزائش مال جو نیک سرشت خردمندون کو گمراہ کرتا ہی بیخرد بدنہادون کا ذکر تو کیا ہے۔ چہارم حواشی جونپور مین معاملہ داغ مین رضوی خان کی دغابازی ہے خطاب بخشی گری کا اوسکے نام پر تھا۔ وہ طمع کرکے گدا طبع بنا۔ پہلے داغون کی تصحیح نہین کی اور از سر نو کام شروع کیا جس سے زر بندہ تنگ چشمون پر کار دشوار ہوا اور وہ اندیشۂ تباہ سے سراسیمہ ہوئے۔ پنجم کوئی مرد خیر سگال ایسا نہ تھا کہ اپنی دانا دلی و سیر چشمی و کاردانی و نیک اندیشی سے اس ہنگامۂ شورش کو فرو کرتا۔ زمست غافل نہ ایسے گرامی گوہر کی جستجو کرتے تھے ششم خالدین خان کی آبروریزی اسکی تول داری سے جلیسر کو نکال کر میر جمیل الدین حسین انجو کے حوالہ کیا اور چونکہ اُس نے روپیہ تحصیل کیا تھا۔ اسلئے مظفر خان نے مدارا کو چھوڑ کر شکنجہ مین ایک ہاتھ اسکا رکھ کر لگایا۔ اس سے اور زردوستون کو خوف پیدا ہوا جب خان جہان مرگیا تھا تو اسمعیل قلیخان نے بعض آدمیون کی جاگیرین بے حکم شاہی کے بڑھادین۔ پہلے مظفر خان نے ان کی بازخواست کو مصلحت وقت نہ دیکھا ہفتم روشن بیگ کو قتل کرنا۔ وہ پہلے خالصہ کا عمل گذار تھا۔ خیانت کے سبب سے کابل بھاگ گیا تھا۔ وہان سے فتنہ اندیشون کے اشارہ سے بنگالہ مین آیا۔ شورش افزائی اور بدآموزی پر مستعد ہوا۔ بادشاہ نے یہ حال سُن کر اسکی نسبت حکم فرمایا کہ وہ ٹھکانے لگایا جاوے۔ مظفر خان نے زمانہ کو نہ دیکھا اوس کے قتل کرنے سے یہ جانا تھا کہ اوسکے سرکش اسکے نیازمند ہونگے۔ برخلاف اس کے وہ اور سرکش ہوگئے۔ اور زردوستی اور خویشتن داری اور کین توزی پر آمادہ ہوئے۔ ہشتم شاہ منصور دیوان کی کفایت اندوزی جب بہار و بنگالہ فتح ہوئے تو بادشاہ نے اُس سے کہ اس ولایت کی آب و ہوا گھوڑون کو ناساز ہے اور آدمیون کے لئے بھی بعض حال

جان گزا ہین تو اُس نے بنگالہ مین سپاہ کا وظیفہ دس بیس اور بہار مین دس پندرہ روپیہ کر دیا تھا۔ خواجہ نے وقت کو نہ دیکھا۔ بنگالہ مین دس پندرہ اور بہار مین دس بارہ وظیفہ کا فرمان بھیجدیا۔ مظفر خان حکم کا پابند ہوا۔ اور اسی مارہ نویسی سر سال سے کی۔ اور بہت مال ان سے طلب کیا۔ فتنہ انگیز زر دوستون کو بدکاری کے لئے یہ بہانہ ہاتھ آیا۔ اگر وہ انصاف کرتا۔ بادشاہ کے حکم پر عمل کرتا تو یہ ناسپاسی اور گردن تابی ظہور مین نہین آتی۔ انہم بادشاہ کا مذہب صلح کل کا اختیار کرنا۔ جسکا ذکر بادشاہ کے مذہب کی باب مین بیان کرینگے۔ لوگون نے جانا کہ بادشاہ مذہب اسلام سے پھر گیا اسکو بھی انہون نے اپنی آزمندی اور حرص کا بہانہ بنایا مظفر خان نے مع اور بہت سے سردارون کے گنگا کے کنارہ پر ان فتنہ انگیزون سے معرکہ نبرد آزما ہوکر کیا نجات خان آیا نہین وزیر جمیل آیا۔ مگر دورو ئی اختیار کی۔ اس سرکش گروہ نے اپنا نقصان دیکھکر مصالحت کے لئے سلسلہ جنبانی کی۔ اعیان دولت نے اُس سے بے اعتنائی کی۔ وہ اس کے منتظر تھے کہ کوئی بندۂ خیر بنگالی تنگ گیرون کو بادشاہ کو سناکر فرمان عاطفت لے آئے۔ بادشاہ کا فرمان بھی مظفر خان کی نکوہش مین آیا اور انکو بخشش و بخشایش سے شاد کیا۔ لڑائی ہو ہی رہی تھی کہ تاسم نوچہ گھوڑے کی ڈاک مین اولیاء دولت پاس پہنچا تو اولیاء دولت کی آنکھین کھلین خوشامد و معذرت گذاری کرنے لگے۔ بادشاہ کے حکم سے خود سرون نے تازہ جان پائی انہون نے جشن کیا اور یہ چاہا کہ بعض اعیان لشکر کے ذریعہ سے مظفر خان پیمان نیک اندیشی استوار کرے تاکہ خوف ہمارا دور ہو اور ہم بندگی اختیار کرین۔ مظفر خان نے اپنے امراء کو اُن پاس بھیجا۔ اور اس گروہ کے سردارون نے خلوت کدہ مین اُن سے خاکساری کے ساتھ اتحاد و اتفاق کی باتین کین مگر یہ اتحاد خدا کو منظور نہ تھا اس لئے دوستی مین کدورت پیدا ہوئی اور گرد فتنہ اوٹھی۔ نرائن داس گھلوت اور رامچند بیرار کے بعض رجپوتون کے دل مین آئی کہ ان تھوڑے ایک ناسپاسون کے مار ڈالنے کا موقع

اس سے زیادہ اچھا نہین لگے گا - انمین سے ایک نے رائے سے کان مین چپکے سے یہ کہہ دیا - اس نے سادہ لوحی سے اور آدم شناسی سے رضوی خان سے گذارش کی اس نے رمز و اشارے سے اس گروہ کے سردارون کو مطلع کیا - انمین سے ہر ایک بہانہ بنا کے مجلس انجا سے باہر آیا اور فتنہ و فساد برپا کیا - ابو اسحاق نے رضوی خان کو جس نے بیوفائی سے پردہ داری کی پکڑ لیا - غرض ہر طرف سے ایک طوفان فتنہ اٹھا اور اس مین جوانمرد دن نے میدان جنگ مین خواب ابدی مین آرام کیا عقلمندون نے اس واقعہ سے جان لیا کہ پیمان توڑنا اور بیدلی کی راہ پر چلنا اور فرمان پذیری سے سر پھیرنا - اور راز گوئی کی جگہ کو نہ پہچاننا - زیان و بلا کو سر پر بلانا ہے - جب بادشاہ کو ان حالات پر اطلاع ہوئی تو وہ خود بنگالہ جاتا - مگر مرزا حکیم کا اندیشہ ہندوستان مین آنے کا لگا ہوا تھا اسلئے اس نے مرکز سلطنت سے سرکنا مناسب نہ جانا - داد و دہش سے کام چلایا -

بادشاہی لشکر و سرکشون مین دریاے گنگ کے کنارہ پر تیر و تفنگ روان رہتے - گو مخالفون کا انبوہ زیادہ تھا - مگر وہ لشکر شاہی سے ہزیمت پاتا - اس سبب سے بادشاہ کے کاپردازون کو سخت گیری پر اور جرأت ہوئی - مرزا یہ بیگ جانقشال لشکر کو ساتھ لے کر گنگا پار گیا اور ٹانڈہ کی طرف چلا کہ پادشاہ کے لشکر کو دور کرے - مظفر خان اور خواجہ شمس الدین اور امراء نے اس سے لڑ کر شکست دی - گردن فرازون نے پناہ مانگی اس محمد پیشہ بی کے زمانہ مین بزرگان دولت کا تکبر اور بڑھا اور لابہ گری اور چاپلوسی گذاری کام نہ آئی - اگرچہ بہار کی آشوب کی خبرین پہنچتے تھے مگر اس کی پروا کچھ نہ کرتے تھے اور اس کا خیال بھی نہ کرتے - بہار و بنگالہ کے سرکش اس مین مبتلا ہیں کہ مستی غرور کے درپے خمارنا کامی ضرور ہوتا ہے - بہار کے فتنہ انگیز بنگالہ کے سرکشون سے یون ملے کہ جب بہار کے سرکشون نے سنا کہ بادشاہ کی سپاہ آنیوالی ہے تو وہ حیرت مین ہوئے کہ اب رائے آویز کی طرف گریز تو اس سے نکلی مین انہون نے اپنے آدمیون کو بھیجکر بنگالہ کے سرکشون کے ساتھ کہ جنکی کا پیمان

بہار و بنگالہ کے سرکشون کا بہار مین ۹۸۸ھ

کرلیا۔ جب بہار کے سرکشون کے آنے کی خبر آئی تو مظفر خان نے تہمر خان و خواجہ شمس الدین کو بھیجا کہ وہ گڈھی کی جو بنگالہ کا دروازہ ہی پاسبانی کرین مگر ان کے پہنچنے سے ایک دن پہلے سرکشون نے اس گڈھی پر قبضہ کرلیا تھا۔ اگرچہ لڑائی ہوئی۔ مگر تہمر خان کے ہمراہیون نے بیدلی کی اور خواجہ شمس الدین زخمی ہوا۔ دونو اسلئے چلے آئے۔ اس زمانہ مین بابا جان قاقشال بہت سے آدمیون کو ساتھ لے کر اگ محل مین دریا گنگ سے پار جا کر بہار کے سرکشون کے ساتھ مل گیا۔ مظفر خان نے حسین بیگ غنہ غلی (عنبر علی) کو سپاہ کے ساتھ بھیجا کہ کھاری گنگ (گڈھی گنگ) پر مخالفون کو روکے۔ مگر دشمن دریا پار چلے آئے۔ مظفر خان کے پاس سے اور آدمی بھاگ کر انسے جا ملے۔ ہر روز بادشاہی لشکر سے لڑائی ہوتی۔ ناموس کی پاسبانی مین جانین جاتین۔ تیر و خدنگ کے مرغ ہوا مین اڑکر خون پینے کے لئے چونچ کھولتے۔ جام کی طرح ہاتھ مین شمشیر خون سے بھری ہوئی رہتی۔ اور اپنی جرعہ سے خاک کو مست کرتی۔ سردارون کے سر پاؤن مین روندے جاتے۔ خواجہ شمس الدین نے فتح پائی۔ مگر حسین بیگ کی جان گئی۔ دس روز تک لڑائی رہی۔ سرکشون کو ایسی شکستین پے درپے ہوئین کہ انکے دانت کھٹے ہوگئے تو انہون نے اس مین ایک مجلس راز جمع کی اور یہ کہا کہ ابھی یہ حال ہے جب لشکر شاہی آجائیگا تو معلوم نہین کیا حال ہوگا اس لئے بہتر ہوگا کہ اس ندی کی راہ سے گنگا مین جائین اور وہان سے اڑیسہ مین پناہ لین اور اگر کہین قابو پائین تو بادشاہی مورچل پر دست جرأت دراز کرین۔ غرض انہون نے ندی مین کشتی کا لنگر اوٹھایا اور قاقشال اور بہت سے اوغنہ گنگا مین آپس مین مل گئے۔ راہ مین بادشاہی مورچل پر توپ چلائی۔ جس سے سپاہیون کے پانون اکھڑے اور بے لڑے بھاگے اور زلف علی بدخشی اور کوکلتاش قندوزی کہ اس گروہ مین عمدہ تھے بہت سے آدمیون کو ہمراہ لے کر مخالف سے جا ملے۔ مظفر خان کو جب اس حال پر اطلاع ہوئی تو وہ سٹ پٹایا۔ بدگمانی اور بیدلی سے دیوانہ ہوگیا۔ نہ عقل چارہ گر اور سکی رہ نما ہتی نہ کسی فریادرس کی بات سننے کی طاقت تھی ہر چند

کارشناس خیر سگالون نے گذارش کی کہ اس گروہ کے ویرانی سے کیا بگڑا ہے لشکر کو شائستہ آئین کے ساتھ بھیجنا چاہیئے مگر یہ پند سود مند نہ ہوئی۔ اسکا حال روز بروز زیادہ آشفتہ ہوتا گیا۔ اختلاف رائے و تذبذب عقل و توہم بیجا و دشمن شناسی اور دوست داری جان سے انتظام اس کے ہاتھ سے گیا۔ نہ خود افواج شاہی کو لڑنے کے لئے بھیجتا نہ اور امراء کو جو ہر جگہہ پر اُس کے حکم کے انتظار مین بیٹھے تھے لڑنے کی اجازت دیتا۔ بہت سی گفتگو کے بعد خواجہ شمس الدین کو کچھ لشکر کے ساتھ بھیجا کہ وہان جاکر قابو کی تلاش مین بیٹھے اور حقیقت حال سے اطلاع دے ایک جماعت اپنے عیال کے اندیشہ سے اسکے ساتھ نہ گئی۔ ایک جماعت کو شتر دلی سے ہمراہی کی توفیق نہین ہوئی جب کلا رفرما کا دل برقرار نہ ہو تو فرمان پذیر کی گرفت کیا ہو سکتی ہے ع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ؎

خواجہ شمس الدین نے گذارش کیا کہ مین نے کچھہ راہ طے کی تھی کہ کیا دیکھتا ہون گروہ کے گروہ آدمی مختلف پاس چلے آتے ہین۔ اور اوسکے ہمراہی اُس سے روز بروز جدا ہوتے جاتے ہین تھوڑے سے دنون مین کوئی اُس پاس سوائے مطلب مصاحب کے پاس نہ رہا۔ ناچار وہ میدان کا زار مین آیا۔ . . . . . اور زخم کھاکر زندگانی کو تلنگانہ کی حوض مین بیجا۔ اس اثنار مین محمد علی ارلات آیا جسکو اس نے جانا کہ ایک دوست آیا مگر اس نے ایک نیزہ اسکے مارا جس سے وہ گر پڑا۔ مرنے کے قریب ہوا ناگاہ مرزا کھاکہ جس سے کچھہ امید امداد نہ تھی آیا۔ مہربانی کرکے معصوم خان پاس اسکو لے گیا۔ اس نے دلہی کرکے قاضی زادہ کو حوالہ کیا۔ ہاتھی پر سوار ہو کر جاتا تھا۔ [illegible] کی زیرگی شجاعت کا سبق پڑہتا تھا۔ اگرچہ لڑائی نہ تھی اور سرکشون کا گروہ بڑھتا جاتا تھا مگر انکو عجب طرح کا خوف و خطر تھا۔ ناگاہ ایک بڑا لشکر نظر آیا جو معلوم ہوتا تھا سرکشون کے گروہ کو پراگندہ کریگا۔ مگر اسکا سردار وزیر جمیل دشمنون سے دوستی کے قصد سے آیا تھا لڑنے کے لئے نہین آیا۔ وہ بادشاہی حقوق کو فراموش کرکے غنیم سے جا ملا

مگر پھر بھی دشمنون کو خوف تھا کہ مظفر خان سے لڑائی مین معلوم نہین کہ کیا حال ہوگا۔ اسی اثنا مین ان پاس خبر آئی کہ مظفر خان قلعہ نشین ہوگیا ہے جس سے وہ دلیر ہوئے اور جلد اسکو جا گھیرا۔ مظفر خان کے پاس سوائے میر جمال الدین آنجو و حکیم ابو الفتح و جعفر بیگ و باقر انصاری و تردی بیگ یکہ اویر عیسی ترکمان و چند اور ملازمون و خیلاتاشون کے کوئی پاس نہین رہا تھا۔ ناچار وہ شہر بند مانڈو مین بیٹھ رہا تھا۔ اور اندوختہ کو برا گنده کر رہا تھا۔ مگر بے ہنگام خوش خوئی و گرم خوئی سے کیا فائدہ ہوتا ہے اور بے وقت زر فشانی اور کالا دہی سے کیا ہنگامہ کو رونق ہوسکتی ہے۔ جو دانشمند فرزانہ ہوتے ہین وہ بیکاری کے زمانہ مین شیر مردون پر بخشش و عاطفت کرتے ہین اور ناکامی کی جانگزائی سے پہلے واقف ہوکر اس کی چارہ گری کرتے ہین سرکشون نے مظفر خان سے کہا کہ اگر وہ ہمارا طریقہ اختیار کرے تو ہم اسکو سب سے زیادہ پایہ والا پرا خصاص دینگے اور اگر اسکو یہ نہ منظور ہوگا تو ہم اسکو حجاز جانے کی اجازت دینگے۔ مظفر خان نے اسکا جواب یہ دیا کہ ناسپاہی و بیراہہ روی تو دین و دنیا کی زیان افزائی ہے۔ پاسبانی ناموس کے ساتھ مجھے دریا کی راہ سے بادشاہ پاس جانے کی اجازت دی جاوے سرکشون نے اس کی درخواست کو قبول کر لیا اور اقرار کیا کہ اسکو اپنا تھانی مال لیجانے دینگے مگر اس گروہ کی باتون پر اسکو اعتبار نہ تھا۔ اس لئے اس نے معصوم خان پاس بیس ہزار اشرفیان بھیجین اور پرانی دوستی یاد دلائی کہ اس کے ناموس کی پاسبانی کرے معصوم خان نے بھی اسکو جواب لدہی کے ساتھ دیا۔ مرزا شرف الدین حسین خان قلعہ سے بھاگ کر معصوم خان پاس آیا۔ یہ شرف الدین حسین خان وہی ہے جو واجب القتل تھا۔ مگر بادشاہ نے اسکو چند روز قید کرکے بنگالہ ۹۸۷ھ مین بھیجدیا تھا کہ اگر اس کی اطوار درست ہون تو اس ملک مین جاگیر دیدی جاوے۔ ورنہین حجاز بھیجدیا جائے اس خواجہ زادہ مین کوئی ندامت کا اثر نہ تھا۔ مظفر خان نے فرمان پذیری اور خیر اندیشی سے قلعہ مانڈو مین زندانی اس کو بنایا اور موسم کشتی کا منتظر تھا کہ یہ

طوفان آشوب اٹھا۔ اُس نے قلعہ کے نگاہبانون کے ساتھ سازش کرکے باہر جانے کی
تدبیر کی وہ قلعہ سے نیچے اُترا تھا کہ ایک جماعت کو اپنا اطلاع ہوئی تیر اس پر چلائے
مگر وہ زخمی ہوکر مخالفون سے جا کر مل گیا۔ اور مخالفون کو اُس نے یہ بتلا کر کہ اہل قلعہ
بڑے خوف زدہ ہورہے ہین انکو اور دلیر کیا۔ دوسرے دن سحر کو سرکشون نے اپنے
پیمان شکنی کو توڑ کر شورش برپا کی۔ قافلہ لون نے تاراج کرنے مین پیش دستی کی۔
ہر جانب سے ایک گروہ قلعہ پر چڑھ آیا اور اس مصر معمور کو لوٹ لیا۔ معصوم خان نے
اپنے قرار کے موافق بیگاہ مظفر خان پر آرام کیا تاکہ اسکے ناموس مین سرکش خلل انداز
نہ ہون اور بہت سا مال خود اس کے ہاتھ آئے۔ مظفر خان اپنے چند غلامون کے
ساتھ ہتھیار لگا کہ حیران تھا کہ کیا کرون نہ رائے پیکار نہ روے گریز۔ معصوم خان
ایک دو آدمیون کے ساتھ آیا۔ اور منافقون کی طرح اظہار تین کرنے لگا کہ مظفر خان
کے حرم سرائے مین خوفناک ہوا۔ معصوم خان وہان بھاگا گیا اور قلعہ سے باہر جان
سلامت لے گیا۔ سب سرکشون کو بہت دولت ہاتھ آئی۔ خاص کر مرزا شرف الدین
کو بہت روپیہ اسطرح ملا کہ اس برہم زدگی مین مظفر خان نے آٹھ لاکھ روپیہ صندوقون
مین بھر کر ایک کوٹھ مین ڈال دیا تھا کہ عافیت کے زمانہ مین کام آئے مگر مرزا کو اس کے
اطلاع ہوئی اُس نے اس روپیہ کو صندوقون سے نکال لیا اس مین پتھر بھر دیئے اس
روپیہ کے ذریعہ سے مدتون تک وہ شورش برپا کرتا رہا۔ سرکشون نے بعض امرا کو
قید کیا۔ بہت سے امرا سے مل گئے۔ حکیم ابو الفتح اور راے پتر داس دل کرکے
تدبیر سے بھاگ کر بادشاہ پاس چلے گئے۔ خواجہ شمس الدین کو سعید بیگ نے
آشنائی کا پاس کرکے اپنی پناہ مین رکھا۔ اس طرح جان کاہی کے آسیب سے
رستگاری ہوئی۔ مگر زر طلبی کے شکنجہ مین گرفتار رہا۔ جعفر بیگ نے بذرگوی
و تختہ سرائی سے اس باز خواست سے رہائی پائی۔ مظفر خان کو سرکشون نے مارڈالا
اور منصبون کے مقرر کرنے کے لیے اور ولایت کی تقسیم کے واسطے اور مرزا حکیم کے نام کا۔۔

خطبہ پڑہنے کے لئے انہون نے انجمنین منعقد کین - خانجہان کی بارگاہ کو لگایا اور آراستہ کیا اور اس مین سب اکھٹے ہوئے - خانجہان خان وکیل بنا - خاندوران خان کا خطاب ملا - بایا قاقشال خانخانان بنا - اور ریاست بنگالہ سپرد ہوئی - جاری خانجہان خان ہوا اور دس ہزار سپاہ کا سردار ہوا — وزیر جمیل خان زمان ہوا - اور توزک بیگی کا منصب ملا - خالدین خان نے اعظم خانی کا اور خان محمد بہبودنے خان عالمی کا اور عبدالباقی نے خداوند خانی کا اور مرزا بیگ نے بہادر خانی کا خطاب پایا - خواجہ شمس الدین کو شکر خانی کا اور جعفر بیگ کو آصف خانی کا خطاب ملا تھا - مگر انہون کی تدبیر سے اسکے منہوں کرنے کو اور وقت پڑ ٹالا - عرب یہان موجود نہ تھا مگر اس کو شجاعت خانی کا خطاب ملا - اسی طرح اور امرا کو مناصب اور خطاب عنایت ہوئے جب مناصب اور اقطاع کا فیصلہ ہوا تو یہ قصد ہوا کہ مرزا حکیم کے نام کا خطبہ پڑھایا جاوے - مگر منجہ کا وہ طوفان آیا کہ بارگاہ کے ٹکڑے ہو گئے اور تمام خیمے اور شامیانے کیچڑ سے پر ہو گئے اور ہر ایک میر افغان و خیزان اپنے گھر چلا گیا کہ اس اثنا مین بادشاہ کی سپاہ کی آمد کا آوازہ ہوا جس سے وہ منبر پر خطبہ پڑھوانے کو بھول گئے اور کچھ اور ہی فکر مین ہوئے - زبردستی کو چھوڑ کر میدان جنگ مین آنا پڑا - اب ہم یہ لکھتے ہین کہ اس عرصہ مین بہار کے سرکشون کا حال کیا ہوا -

بہار کے سرکشون کا حال ۹۸۸ھ

اس زمانہ مین کہ بہار کی سرزمین مین سرکشون نے سر اوٹھایا بہادر سعید بدبختی سرحد مین عمل گذار تھا اس نے شورش و فساد برپا کیا - اپنے بیٹے کو یہان چھوڑ کر وہ سرکشون کے ساتھ مل گیا اور مال خالصہ کو سپاہیون مین تقسیم کر کے خود بڑا سردار بنگیا معصوم خان نے سعید بدبختی کو بھیجا کہ پدرانہ نصیحت کر کے اپنے بیٹے کو اس حرکت سے روکے مگر بیٹے نے باپ کی نصیحت کو کچھ نہ سنا اور اپنے خدائے مجازی کو قید کیا - اسی کشاکش مین بادشاہ کا لشکر آگیا معصوم خان بہت سے سرکشون کو ساتھ لے کر بنگالہ چلا گیا - اور پٹنہ مین عرب کو مقرر کیا - شاہم خان نے سرکشون سے اپنا یمان

توڑا اور حاجی پور مین چلا گیا۔ اور علم دولتخواہی بلند کیا اور اولیاء دولت کو اپنی نیت دکھانے کے لئے اوس نے ایک لشکر بہادر سے لڑنے کے لئے بھیجا مگر وہ شکست کھا کر اُلٹا چلا آیا جس نے سرکشون کی اور نوبت بڑھی تو پھر خود لشکر کشی کر کے اُس نے فتح پائی اور سعید کو مار ڈالا محب علیخان دوبارہ عرب سے۔ پٹنہ مین لڑا اور اسکو شکست دیکر شہر مین بھگایا یہان سعادت علیخان کہ اوسکی ہنگامہ کا نگہبان تھا اس سے پھر گیا۔ عرب اس سے لڑا زخمی ہو کر بھاگ گیا۔ شہر پٹنہ پر محب علیخان کا قبضہ ہو گیا پادشاہ کی سپاہ اپنا سامان درست کر کے جونپور مین آئی اور اس حدود پر ترسون خان۔ صادق خان غازی خان رفیع خان اور بہت سے اور امراء لشکر شاہی اُس سے آکر ملے۔ غازی پور سے دو کوس معصوم خان فرنخودی بھی لشکر شاہی سے ملا۔ مگر اس کی ہرزہ درائی کو سب جانتے تھے اس لئے اس کو حکم ہوا کہ وہ ہراول بن کر آگے جاے کہ بالفعل اس کی گزند سے کچھ خوف نہ رہے۔ گنگا کے کنارہ پر جا کر مظفر خان کی سرگزشت لشکر کو معلوم۔ بھوئی محب علیخان و شاہم خان و سمانجی خان و بابو کولابی بھی لشکر شاہی سے آن ملے۔ پٹنہ کے حوالی مین ایک عمدہ مجلس جمع ہوئی اور بزرگان دولت نے یک جہتی و یکدلی کا عہد و پیمان کیا اور سپاہ اس طرح مرتب ہوئی کہ قول مین ترسون خان راجہ ٹوڈرمل رای سرجن راجہ اسکرن جیمر خان۔ اور برانغار مین محب علیخان۔ شاہم خان۔ میر ابوالمظفر اور جرانغار مین صادق خان رفیع خان نقیب خان قمر خان اور ہراول مین معصوم خان فرنخودی۔ شیخ فرید بخاری سید ابوالقاسم۔ سید ابوالمعالی۔ سید عبدالواحد۔ سید عبدالہادی مقرر ہوئے اس منزل سے سپاہ سلاح بند ہو کر اس سبب سے چلی کہ بعض بزرگان لشکر کا دل دگرگون تھا اور سرکشون کا طائفہ قزاقی کر رہا تھا۔ عرب و جیب اور بعض اور سرعنہ تنگناؤن مین جا چھپے۔ لشکر شاہی پر دشمن کوئی وار نہ کر سکے۔ جب لشکر منزل مونگیر مین آیا تو معصوم فرنخودی نے یہ ارادہ کیا کہ راجہ ٹوڈرمل کو مار ڈالے جسکی تدبیر و شجاعت و اخلاص سے لشکر کا انتظام تھا۔ اس نے چند آدمیون کا لشکر آہستہ کر کے راجہ سے درخواست کی کہ آپ اس کو ملاحظہ فرمائیے

سرکشان بنگالہ سنہ ۸۸ء ۲۵

راجہ نے عذر کیا۔ اس طرح معصوم کا پردہ ڈھکا رہا۔

اس زمانہ مین بنگالہ کے سرکش گڈھی سے گذر کر بادشاہی لشکر کے قراولون سے کچھ لڑے راجہ ٹوڈرمل نے پنے لشکر کے عاقلون کو انجمن مشورہ مین جمع کیا بعض بہادرون نے اُن مین سے کہا کہ ایزدی تائید پر بھروسہ کرکے لڑائی شروع کرنی چاہیئے بعض ژرف نگاہ ہشیار خرام نے گذارش کی کہ آج شورش کی تند باد کا طوفان اُٹھ رہا ہے۔ اور نیک اندیش نیک مآل کی تمیز دوروئے سیاہ پسیچ سے نہین ہوتی۔ معصوم خان فرنخودی جسپر بادشاہ کی بہت احسان ہین وہ تذبذب کی حالت مین ہو رہا ہے۔ دوربینی کا اقتضا یہ ہے کہ حصاری ہونا سزاوار ہے اس عرصہ مین یہ حال معلوم ہو جائیگا کہ سرکشون کے لشکرون مین سے کون آن کر ہم سے ملتا ہے اور ہم مین سے کون اُنسے جا کر ملتا ہے۔ آخر یہی رائے پسند ہوئی۔ قلعہ منگیر مین بادشاہی لشکر کی گنجایش نہ تھی۔ اس لئے ایک اور سرزمین مین شالستہ حصار بنایا گیا۔ امرائے منگیر نے مورچل بنائے اور خندق اور دیوار بنانے مین کوشش کی۔ تھوڑے دنون مین بلند چار دیواری چوڑی تیار ہوگئی اور حصار شہر ایک قلعہ بن گیا۔ سرکشون نے اُس کے حوالی مین شورش برپا کی اور توپ و تفنگ طرفین سے چلنی شروع ہوئین۔ اس دوگیر مین بادشاہ کے لشکر مین سے بہت سے آدمی دشمنون سے جا ملے۔ انکے سرگروہ تمر خان و ہمایون و علی شاہ تھے۔ اُس طرف سے بھی گروہا گروہ آدمی ادھر آنکر ملے۔ قلعہ گیرنی کی سرگزشت ہمراہیون کی بدگوہری مخالفون کا ہجوم اور تازہ کمک کے لئے گذارش عرائض مین لکھکر امرائے لشکر نے بادشاہ پاس بھیجین بادشاہ نے مرزا کوکہ کو پنج ہزاری منصب و اعظم خانی کا خطاب دیکر روانہ کیا اس کی اطاعت کے لئے لشکر کے نام فرمان جاری کیا۔ اندلون بنگالہ سے حکیم ابوالفتح بادشاہ پاس آگیا تھا۔ اس نے بادشاہ کے روبرو بنگالہ کی بیمرزگی اور سپاہ کی ناسپاسی کا بیان شیوا زبانی سے ادا کیا اور اپنا حال بھی قلعہ برسی کودنے کا۔ اور پیدل چلنے سے پانون مین چھالون کے پڑنے کا ذکر کیا۔ عرض کیا کہ میرمعزالملک اگرچہ اول سرکشون کے ساتھ گیا تھا لیکن دوراندیشی کرکے ان سے جدا

ہو گیا۔ اس زمانہ مین کہ سرکشون کا ہنگامہ شکست ہو رہا ہے یہ عجب ہے کہ اس نے آدمیون کو جمع کر کے جونپور مین فساد مچا رکھا ہے اور مولانا محمد تبریزی فتنہ اندوزی مین اس کے ساتھ گندھا ملا کے چلتا ہے۔ پادشاہ نے حکم دیا کہ اسد خان ترکمان ہانک پور سے اس حدود مین جا کر ان زیادہ سرون کو پادشاہ پاس حاضر کرے۔ وہ پادشاہ کے فرمان کا کاربند ہوا اور سرکشون کو پکڑ کر پادشاہ پاس لے چلا۔ راہ مین اٹاوہ کے قریب کشتی ڈوب گئی جس مین یہ سرکش تھے۔ خان اعظم کے نام جرم اندوزی کے سبب سے پادشاہ نے حکم دیا کہ مغز الملک کے چھوٹے بھائی علی اکبر کو مسلسل کر کے زنانیہ سے ہمارے پاس بھیجدے اگرچہ وہ سرکشون مین شریک ہوتا تھا۔ مگر آتش فساد مین پھونکین مارتا تھا۔ پادشاہ پاس وہ آیا اور زندان مین بھیجا گیا۔

قلعہ نشین لشکر شاہی پاس آذوق بحر و بر سے آتا تھا۔ مرزا شرف الدین حسین اور معصوم خان نے پٹنہ کی راہ سے خشکی کی گذرگاہ کو بند کیا اور ایک نوارہ دریائی بنا کر دوسری راہ روکنے کا ارادہ کیا۔ جب لشکر شاہی کو اطلاع ہوئی کہ کشتیان دشمنون کی نو کوس کے فاصلہ پر آ گئی ہین تو صادق خان۔ الغ خان۔ نصیب خان و باقر سفرچی خشکی کی راہ سے دوڑے۔ رائے پتر داس دریا کی راہ روانہ ہوا۔ مہتر خان دریا سے پار گیا۔ غرض اس خوبی سے یہ تیز دست بہادر چلے کہ دشمن کی تین سو کشتیون کو کہ ساز پیکار سے پُر تھین تصرف مین لائے جس سے لشکر کو بڑی تقویت ہوئی۔

ہمنے پہلے لکھا ہے کہ جب مظفر خان جان سے گیا تو معصوم خان نے خواجہ شمس الدین کو مالدار سمجھ کر اپنی حمایت مین لے لیا تھا۔ مگر جب روپیہ خوشخوئی سے نہ وصول ہوا تو خیرہ روی شروع ہوئی۔ قریب تھا کہ اس شکنجہ فرسائی مین قالب تہی ہو کہ عرب بہادر نے اس کی دوستی سابق کا بدلہ کرنا چاہا اور اس خیال سے کہ اس کے اندوختہ کو نصیحت کر کے لے لے اپنے پاس بلا لیا۔ اس کے پانون کو زنجیرون سے نکالا اور اسکی لابہ گری شروع کی۔ خواجہ نے فرصت پا کر ان ستیزہ کارون کی انجمن سے کنارہ کیا اور قصبہ کھرکپور مین

لشکر شاہی کو مخالفون کا نوارہ ہاتھ لگنا

راجہ سنگرام سے مل گیا۔ راہ کے بند ہونے سے لشکر سے تو نہ مل سکا لیکن دشمن کی سرانجامی کا سبب اس طرح ہوا کہ لشکر مخالف مین جو سوداگرون کا کاروان جاتا تھا اس کو لوٹ لیتا اور جو اس گروہ کے بوشبہی چرنے آتے انکو دستبرد کرتا۔ تھوڑے دنون مین حسن علی عرب آفاق دیوانہ و مرزا حسین نیشاپوری و علی قلی و عزیز اور بہت سے آدمی جو بیچارگی کے سبب سے غنیم سے ملے تھے اس سے آن ملے اور بارہ سو آدمیون کے قریب اس پاس جمع ہو گئے جس سے بدکارون کے کامون کے رونق کم ہو گئی۔

یہ شاہ منصور دیوان آوارہ نویسی اور کفایت اندوزی سے سپاہ کی داد و ستد میں باریک بینیان کرتا۔ اور وزارت کے کام کو چھوڑ دیا۔ آئین استیفا کو اختیار کیا۔ وزیر اسے کہتے ہین کہ دیدہ وری اور راستی سے مال کی پاسبانی کرے۔ بندگان پادشاہی کی نگاہداشت مین ہمت لگائے۔ داد و دہش نرمی و درشتی مین میانہ روی کرے۔ دوست و دشمن کے ساتھ یکسان رہنے کو راست میزانی جانے۔ بائست وقت اور سزاوار حال کو ہاتھ سے نہ دے۔ زراندوزی کو سب سے بہتر کام نہ جانے۔ گشادہ پیشانی و شیرین زبانی اور دل توانگر و خاطر مہربان اور انصاف ہمیشہ کرے۔ ناتوان بینی مشکل پسندی و سخت گیری نہ کرے فراخ حوصلگی کرے اور خلقت کی خدمت کو نرخ گران سے خریدے۔ تاکہ گروہا گروہ سود و زیان کے بازار سے نکل کر عقیدتمند ہو جائین خواجہ نے اپنی حد سے پرے پانون نکالے۔ کفایت اندوزی شروع کی۔ اور نہ زمانہ کی شورش کا خیال کیا نہ دستبرد روزگار کو منظور رکھا۔ بقایا کی بازخواست کی۔ راجہ ٹوڈرمل نے پادشاہ پاس عرضداشت بھیجی کہ اولیاء دولت ہنگامہ نبرد گرم رکھتے ہین۔ اور سربازی کا بازار تیز ہے۔ کارپردازان سلطنت بی تاملی اور وقت شناسی سے ایسے معرکہ گرد و گیر مین آویزش جانفشانی و دل شکری کے درمیان داد و دہش کیسے کا منہ بند کرکے مال برگرفتہ کو طلب کرتے ہین۔ اس بازیافت کا نام کیا رکھنا چاہئے اور طلبگار بے ہنگام کو کس گروہ مین سے شمار کرنا چاہیئے۔ شہریار نے شاہ منصور کو

شاہ منصور دیوان کا معزول ہونا ۲۵ سنہ

موقوف کرکے اس کا کام شاہ قلی محرم کو سپرد کیا اور وزارت کا منصب والا وزیر خان کو حوالہ کیا۔ اس سے شرقی دیار کی سپاہ نے بادشاہ کا شکریہ ادا کیا۔ اور لڑنے پر کمر ہمت چست کی اور بہت سے سرکشون نے اطاعت کی۔

ترسون خان وراجہ تودرمل ومحب علیخان ومعصوم خان فرنخودی سرداری کا پاس کرکے حصار سے باہر آکر نہ لڑتے۔ مگر صادق خان وشیخ فرید والغ خان جانون کی داد و ستد کا ہنگامہ گرم رکھتے۔ اس دو مہینے کے عرصہ مین کہ سرکشون سے جنگ رہی بادشاہی لشکر اور لشکر سے برابر مدد کرتا رہا۔ پیشرو خان وصالح وزین الدین وتاراچند کو لشکر کے ساتھ روانہ کیا۔ اگرچہ خان اعظم وشہباز خان اور امرا بادشاہی لشکر سے ہنوز آن کر نہین ملے۔ انکے آنے کی شہرت نے سرکشون کے لشکر مین ہل چل ڈالدی اور وہ بھاگ کر چلے گئے۔ بادشاہی لشکر نے یہ سمجھکر کہ اس بھاگنے مین انکی کوئی تدبیر ہو۔ حصار سے باہر آکر انکے پیچھے پڑے مگر بعض عاقلون نے ہمت کی اور محب علی خان وسہر علیخان کو ہراول بناکے بھیجا مگر وہ احتیاط اور ناشناسائی کے سبب سے دو دلی کے ساتھ قدم اوٹھاتے تھے کہ خواجہ شمس الدین بارہ سو سوارون کو لیکر اُن سے آن ملا۔ اور اُس نے دشمن کی برہمزدگی اور تباہ حالی کو عام لشکر پر روشن کیا۔ اور افزونی بدسگالی اور کمی خیراندیشی اور گرم بازاری دوروئی کو دور کیا۔

اب بنگالہ مین اڈیسہ مین قیا خان اور فتح آباد مین مراد خان اور ساگانون مرزا نجات زبان سے باتین تو نیک خدمتی کی بناتے مگر گفتار سے کردار مین آدھا قدم بھی نہین اُٹھاتے۔ مراد خان تو عمر طبعی پر پہنچ کر مرگیا۔ اور اس ناحیہ کے زمیندار بگڑ بیٹھے اسکے بیٹون کو بھی مہمان بلاکر طعمۂ اجل چکھایا۔ قیا خان کی بھی حیات ختم ہوئی اس نواح کے بومیون (دیسیون) نے چیرہ دستی کی۔ مرزا نجات پر قلو چڑھ گیا۔ حدود سلیم پور مین مرزا بری طرح لڑکر بھاگ گیا۔ اور پرتاب بارہ فرنگی کی پناہ مین گیا بابا قاقشال سخت بیمار ہوا۔ مگر اس جان کنی مین بھی ہمزبان کو مرزا نجات کے سر پر

سرکشون اور بادشاہ کے لشکر کی لڑائی سنہ ۹۸۰ +
بنگالہ کا حال سنہ ۹۸۰

بھیجا۔ اس نے راہ کے درمیان جب قتلو کی چیرہ دستی سنی تو اس سے بنگلوٹ مین لڑا اور شکست پائی۔ تو بانے کین توزی کا ہنگامہ آراستہ کیا۔ قتلو نے آشتی کے لئے افسانہ سرائی کی۔ مرزا شرف الدین حسین جہاری بنگالہ کی طرف گئے۔ معصوم خاں کابلی کید ھور کے زمیندار کی رہنمونی سے بہار کی طرف گیا۔ عرب بہادر و کورم پسر ترخان قزاقی کرنے لگے۔ چوہدری کشنہ پادشاہی لشکر کے لئے خزانہ لئے جاتا تھا کہ عرب بہادر و کورم نے اس کے لوٹنے کو قدم اوٹھائی۔ مگر وہ چالاکی کرکے خزانہ کو حصار پٹنہ مین لے گیا۔ انہون نے قلعہ کو گھیرا۔ بہادر خان نے قلعہ کی حفاظت خوب کی۔ پادشاہی لشکر دشمن کے پیچھے آہستہ آہستہ جاتا تھا۔ اس نے معصوم خان کابلی کی طرف جانے سے منہ موڑا۔ اور پٹنہ کی طرف چلا۔ آئین یہ قرار پایا۔ کہ افواج تو منزل بمنزل کوچ کرے اور بعض تیز دست دلاوری کرکے آگے جائین۔ معصوم خان فرنخودی نے اس خدمت کی درخواست کی راجہ ٹوڈرمل اس سے عاجز آرہا تھا اس کو رخصت کیا اور احتیاطاً اسکے پیچھے محب علیخان اور مہر علیخان کو روانہ کیا۔ ان سب نے مل کر پٹنہ کے اہل قلعہ کو بچایا۔ جنکو دشمن گھیر کر ستا رہا تھا۔ دشمن کچھ لڑکر بھاگ گئے۔ قلعہ اور خزانہ انکے ہاتھ سے بچ گیا۔ اگرچہ معصوم خان فرنخودی شائستہ خدمت بجا لایا۔ مگر بے صلاح مشورہ پادشاہ کے لشکر سے جدا ہوکر جونپور چلا گیا۔ اور راہ مین بہادر خان کے گماشتون سے حاجی پور چھین لیا۔ اور حوالی ترہت سے نکل کر بہت سا ملک بابیٹھا اور سرکار حاجی پور کا مالک بن گیا۔

شورش عرب فرو ہوئی تھی اور لشکر شاہی سرائے رانی سے بہار کو جاتا تھا کہ معصوم علیخان کابلی کا کام تمام کرے۔ مگر بارش کی شدت کے سبب سے دریا پون پر اسکو توقف کرنا پڑا۔ جب ہوا مین اعتدال ہوا تو لشکر چلا۔ معصوم خان بہار سے نکل کر کوہستان شمالی کے دامنہ مین آیا۔ لشکر شاہی قصبہ گیا مین پہنچا۔ غنیم شہر بہرہ مین آیا اور چار کوس چلکر اس نے حلقہ باندھا۔ پانی کی کثرت سے لشکر شاہی کا

معصوم خان کابلی کا جون ۱۵۷۲ء

سلسلۂ انتظام ٹوٹ گیا۔ دو فرسنگ پر غنیم تھا۔ پادشاہی لشکر اپنی کثرت کی بخوت سے اور دشمنون کی قلت کے سبب سے خواب غفلت مین ہوا۔ لیکن راجہ ٹوڈرمل اور صادق خان خوب ہشیار تھے اور پیکار کے لئے تیار تھے رات کو خان بیگ۔ اور ایغ بیگ حبشی کی قراولی تھی۔ سرگروہ خواب غفلت مین خود سوتے تھے۔ اور خواب آلودہ نوکر کارآگہی کے لئے بھیجے تھے۔ غنیم نے دن کو اپنے مین لڑائی کی توانائی نہین دیکھی رات کو اُلو کی طرح دست برد کا ارادہ کیا۔ ایک پہر گذری تھی کہ بہت سے سپاہیون کو لے کر جنگ کا آہنگ کیا۔ اور غافلون پر غالب ہوا۔ ماہ بیگ اور چند حبشیون کو مارا اور لشکر شاہی صادق خان کے لشکر پر گرا۔ وہ بہادری سے لڑا کہ کمال خان فوجدار و فیلبان اور رفقا لایا۔ جس سے لڑائی کا رنگ بدل گیا۔ اور دشمنون کے سوارون کو انہون نے سونڈون مین پکڑ پکڑ کر گرانا شروع کیا۔ ان ہاتھیون پر جو تیر لگا اونکو اور زیادہ تیز دست بنایا۔ ایک ہاتھی کے بیاسی اور دوسرے کے پچپن تیر لگے بادشاہی سپاہ کے بہت آدمی زخمی ہوئے۔ مگر کوئی مرا نہین اسکو فتح حاصل ہوئی اور معصوم خان بنگال کو بھاگا۔ اور گڈھی پر بادشاہی لشکر کا قبضہ ہوگیا۔

خان اعظم کے لشکر پہنچنے سے پہلے بہت سی سرکشی فرو ہوگئی تھی۔ خان اعظم کے لشکر کے آنے مین دیر اس سبب سے لگی کہ جب لشکر گذر جوسا سے گذرا تو رجنبہ کے زمیندار دلپت نے سرکشی اور مردم آزاری کے لئے سر اٹھایا۔ خان اعظم۔ اس سرکشی کے سزا کے واسطے ہوا۔ شہباز خان ہی آن پہنچا اُس نے دلپت کی بیگاہ جگہ میں لوٹ کو غارت کیا۔ درخت زارون مین سرکش چلے گئے اور لڑائی ہوتی رہی۔ اس اثنا مین خان اعظم اور شہباز خان مین رنجش ہوگئی۔ خان اعظم یہان سے جاکر اس لشکر شاہی سے جا ملا جسپر ایک دن پہلے معصوم خان کابلی نے شبخون مارا تھا۔ اس سے لشکر مین رونق ہی اور ہوگئی۔

غرب یہا در لشکر لے کر شہباز خان سے لڑنے آیا۔ شاہی لشکر مین سے

خان اعظم کے لشکر کا شاہی لشکر کو ملنا + ۹۷۸ھ

سعادت علیخان کا رہتاس پر قبضہ کرنا + صوبہ بہار کا انتظام اور امرا کی باہمی رقابت ۱۰۸۹ھ

سعادت علیخان اُس سے لڑنے گیا اُس نے دشمنوں کو پراگندہ کر دیا۔ رہتاس کے متصل قلعہ کنت مین سعادت علیخان کو شہباز خان نے مقرر کیا۔ دلپت اور عرب بہادر نے اُسپر حملہ کیا۔ اور قلعہ لے لیا اور سعادت علیخان کو مار ڈالا۔

جب لشکر شاہی سے خان اعظم مل گیا تو سرکشوں نے بنگالہ کی طرف رخ کیا۔ لشکر شاہی مین بعض ایسے بد اندیشہ تھے کہ انہوں نے سرکشوں کا تعاقب کر کے ایکہی دفعہ مین سارے سرکشی کو فرو نہ کیا۔ مگر خان ملک بہار کے انتظام مین خوب ہمت صرف کی۔ بہیرہ سے رہتاس تک کی دیدہ بانی محب علیخان کو سپرد ہوئی۔ یہ لشکر شاہی گیا مین آیا۔ راجگدھ کے پاس دوست محمد بابا دوسو آدمیون سے آن ملا۔ وہ باغی ہو گیا تھا۔ جب لشکر شاہی بخیات پور مین آیا تو معلوم ہوا کہ شہباز خان سے عرب بہادر شکست پاکر سارنگ پور کی طرف جاتا ہے۔ ضعیف کشی اور زبردست آزاری مین دست درازی کرتا ہے۔ شاہم خان کو اس نواح مین جاگیر دیکر روانہ کیا کہ اس سرکشی کا علاج کرے۔ انہین دنون مین بہار مین خانجہان بدخشی کو تعین کیا۔ معصوم خان فرنخودی کی فتنہ پردازی کی بڑی شہرت ہو رہی تھی اس لئے ترسون خان کو بہار جانے کی اجازت ہوئی۔ صادق خان و شیخ فرید بخاری و الغ خان چغتائی و طیب خان کو منگیر کی طرف روانہ کیا کہ اس نواح کو مخالفون کے خس و خاشاک سے پاک صاف کرین۔ خان اعظم و راجہ ٹوڈرمل اور اور سپاہ پٹنہ و حاجی پور کو روانہ ہوئی۔ مگر اس سے پہلے کہ یہ پٹنہ مین امرا آئین شہباز خان نے وہان آنکر اپنی اور اپنی دکان جما رکھی تھی۔ اس نے دلپت اور عرب کی مالش کی اپنی اور بہادر کے ہاتھون سے حاجی پور کو چھٹا لیا تھا۔ اس لئے وہ اپنے تئین کچھ اور ہی سمجھنے لگا تھا۔ معصوم خان فرنخودی جونپور آیا۔ خان اعظم و راجہ ٹوڈرمل نے حاجی پور مین قیام کیا۔ شہباز خان نے پٹنہ مین اپنے کامون کو رونق دی۔ امرا کو منصب و جاگیر مین دیکر اپنا اقتدار خوب بڑھا لیا۔ خان اعظم سب سے دل گرفتہ ہوا۔ راجہ نے بھی طرح دی اس طرف کی تمام مہمات شہباز خان کے ہاتھ مین آئین نیک اندیشون اور پیچھے کارگزار رہنے چاہا کہ اُن کی

درمیان یک جہتی رہے اور دوتائی نہ ہو مگر مدارا نہ رہی لشکر شاہی کے دو حصے ہوگئے آپس مین اغراض نفسانی کے سبب سے یہ بات بھی قرار نہ پائی کہ ایک گروہ خدمت بنگالہ کو اپنے ذمہ لیتا۔ اور دوسرا مہمات بہار سے دارالخلافہ تک پاسبانی کو اپنے اہتمام مین لیتا خان اعظم وراجہ تھوڑا لشکر لے کر تیرھت کو روانہ ہوئے۔ منافقانہ شہباز خان کو بھی بلایا مگر وہ بہت سا لشکر لے کر جونپور گیا اور ظاہر یہ کیا کہ مین معصوم خان فرنخودی کو مطیع کرنے جاتا ہون۔ اصل مطلب اسکا یہ تھا کہ اس ہنگامہ سے اور ہر روزہ کی گفتگو سے نجات ہو جاے

جب معصوم خان کابلی بھاگ کر بنگالہ مین گیا تو مرزا شرف الدین حسین اور اس کے درمیان بگاڑ ہو گیا۔ اور ایک دوسرے کی گھات مین لگا۔ مرزا پاس لوٹ کا مال بہت جمع تھا۔ اس کے پاس آدمی بہت تھے معصوم خان نے روبہ بازی کرکے چاپلوسی اور لالچ دہی کی اور اسکو اس طرح مسموم کیا کہ ایک پسر ہندی مرزا محمود نام اسکا دوست تھا معصوم نے اسکو روپیہ کا لالچ دیا۔ اس نے خشخاش مین زہر ملا کر مرزا کو دیا۔ تھوڑی دیر مین وہ مرگیا +

شرف الدین حسین کا مرنا + نیابت خان کا سزا پانا سنہ ۹۸۸ھ ۲۵

میر ہاشم نیشاپوری کا بیٹا نیابت خان تھا چھوٹی عمر مین بادشاہ نے اوسکی پرورش کی تھی اور اسکا اعتبار بڑھایا تھا وہ خالصہ کا عمل پردار تھا۔ خردہ گیر آوارہ لوگون نے باقی نکالی تھی۔ اس زیندہ نے حق گذاری سے سرکشی کو بہتر جانا اور فتنہ اوٹھایا قصبہ گڑھ کا محاصرہ کیا۔ الیاس خان لنگاہ اسمٰعیل قلیخان کے تھوڑے نوکرون کو ساتھ لے کر اُن سے لڑا۔ اور مارا گیا۔ بادشاہ نے اسماعیل قلیخان وعبدالمطلب خان وشیخ جمال بختیار اور اور اخلاص مند بہادرون کو اجازت دی اور وزیر خان کو جسکو بادشاہ نے اودھ کا جاگیردار مقرر کیا تھا اور امراء کو لکھا کہ کمک جہتی کرکے اس سرکش کو سزا دین۔ جب لشکر آیا تو وہ بعض قلعون کو مستحکم کرکے اریل مین چلا گیا۔ وزیر خان نے اُس قلعہ کی فتح کرنے سے پہلے آگہا ہاں کے لینے کا قصد کیا۔ نیابت خان کے پیچھے اسمٰعیل قلیخان گیا۔ غرض دونون مین خوب لڑائی ہوئی۔ دوست دشمن نے ایک دوسرے کے لڑنے کی تعریف کی اسمٰعیل قلیخان

کی مردانگی سے فتح ہوئی نیابت خان بھاگ کر کہین چھپ گیا۔ لشکر کو بہت غنیمت ہاتھ

معصوم خان فرنخودی کی بغاوت۔

ہم نے پہلے لکھا ہے کہ معصوم خان فرنخودی لشکر شاہی سے جدا ہو کر اپنی خودسری سے جونپور چلا گیا تھا۔ بہت آدمیون کو اُس نے یہان جمع کر لیا جب اسنے سُنا کہ بادشاہ پنجاب مین مرزا حکیم کے آنے کی خبر سُنکر گیا ہے تو اوس کے باطن مین جو خبث بھرا ہوا تھا وہ اُس نے باہر اُگلا۔ اور ترسون خان کے گماشتون سے اُسنے جونپور کو بزور لے لیا۔ کھلی بغاوت اختیار کی۔ بادشاہ کو اسکے باغی ہونے کا یقین نہین ہوتا تھا۔ اس نے چند عاقل صلاح اندیش اس پاس بھیجے کہ اس کو راہ پر لائین اور کہین کہ کیا وہ لشکر شاہی سے جا ملے یا ہمارے پاس چلا آئے۔ مگر بادشاہ کے اُس کہنے نے اسکا مالیخولیا اور بڑھایا۔ اس نے نامعقول عذر کر کے اپنی فتنہ اندوزی کو اور بڑھایا۔ پھر بادشاہ نے فرمان بھیجا کہ اگر وہ ان دو کامون سے کوئی ایک کام نہین اختیار کرتا تو جونپور کو چھوڑ کر وہ اودھ مین چلا جاے۔ یہ صوبہ اوسکی جاگیر مین دیا جاتا ہے اس کا انتظام کرے۔ وہ اودھ مین چلا گیا۔ ظاہر مین فرمان پذیر ہوا۔ مگر حقیقت مین وہ یہان اس لئے آیا کہ اسباب شورش کے تیار کرنے کی فرصت پائے۔ بادشاہ نے شگونہ قراول اور آدمیون کو اسکا حال دریافت کرنے کو بھیجا اُنہون نے اپنی کوتاہ عقلی اور حرص درازی سے بادشاہ کو اسکے مخلص اور خدمت گذار ہونیکا یقین دلانے کے لئے عرض کیا کہ اگر وہ اپنے مقربین سے ایک دو کو اسکے پاس بھیجے تو وہ حضور کی آنکر قدمبوسی کرے۔ بادشاہ نے شاہ قلی محرم و راجہ بیربر کو اس خدمت پر رخصت کیا۔ جب وہ اس کے قریب آئے اور نامہ پیغام بھیجا تو وہ ناشائستہ کلمات زبان پر لایا اس لئے یہ دونو اُلٹے چلے آئے۔ ہم نے پہلے لکھا ہے کہ خان اعظم اور راجہ ٹوڈرمل ترہت کی جانب منزل بمنزل ہوئے اور شہباز بہت سا لشکر لے کر جونپور کی طرف آیا۔ اس سبب سے بنگالہ کے سرکشون کی سزادہی کا کام کھٹائی مین پڑا۔ جب شہباز خان حوالی قصبہ بھیہ مین آیا تو اسے معلوم ہوا کہ ترسون خان سے

عرب بہادر شکست پاکر یہان ٹھہر رہا ہے اور زیر دستون کو تکلیف دیتا ہے
اسنے بعض اپنے بہادرون کو بھیجکر اسکو خوب سزا دی اور خود جگدیس پور مین آیا
یہان گردن کشون کی مالش مین مصروف ہوا۔ اسکو یقین ہوگیا کہ معصوم خود بخود ی
بالکل باغی ہوگیا۔ نیابت خان اور عرب بہادر اس کے ہنگامہ کو رونق دیتے ہین تو
وہ اودھ کی طرف متوجہ ہوا۔ ایک نامہ اسکو اس مضمون کا لکھا۔ نیابت خان شاہ دانہ
کو گرفتار کرکے عرب بہادر بادشاہ پاس روانہ ہو۔ یا پہلے انکو بھیجدے تاکہ اس کے کام
سے پردہ نہ اٹھے۔ مگر اس نامہ کو وہ افسانہ سمجھا اور آب سرو سے پار اپنا بنہ و باطلب جا
مین بھیجدیا اور خود ترکون کو لیکر آمادہ جنگ ہوا۔ شہباز خان بھی کارزار پر آمادہ
ہوا اور لشکر کو اس طرح مرتب کیا۔ قول کا اہتمام خود لیا۔ برانغار ترسون خان
کو دیا۔ جرانغار مہتر خان و بہار خان و سید عبداللہ خان و قمر خان کو دیا۔
ہراول مین مہر علیخان سلدوز و جیون خان کوکہ و مرزا ابوالقاسم و میر ابوالمعالی کے حوالہ
ہوا۔ مفاخر محمد کو کمین مین بٹھایا۔ مخالف نے اپنے لشکر کو اس طرح مرتب کیا کہ دست
راست مین عرب بہادر کو دست چپ مین شاہ دانہ و عابد کو مقدمہ مین۔ مرزا قلی توقیا
کو اور القمش مین نیابت خان کو مقرر کیا۔ قلب گاہ مین خود رہا۔ ۱۳۔ بہمن ۹۸۸ھ کو
اودھ سے بجیس کوس پر سلطان پور لہری پر دونو لشکر ملے۔ اول بادشاہی ہراول نے
دشمن کو شکست دی مرزا قلی مارا گیا۔ بادشاہی برانغار نے بھی اپنے مقابل کی سپاہ
کو ہٹایا۔ معصوم خان نے قول مین آکر ہلکا شروع کی۔ شہباز خان کے دل مین ہوا اٹھا
اور وہ بھاگا مگر جب برانغار اور ہراول کو اسکی خبر ہوئی تو وہ اوسکی مدد کو آئے۔ مخالف کے
لشکر مین یہ افواہ اڑگئی کہ معصوم خان مارا گیا جس سے ہنگامہ مخالف پراگندہ ہوگیا
جب معصوم خان کچھہ چل کر میدان مین آیا تو اوس نے اپنے لشکر کو نہ پایا سامنے اس کے
ایک لشکر نمودار ہوا جسکو وہ اپنا سمجھکر خوش ہوا اوسکی طرف گیا تو معلوم ہوا کہ وہ برانغار
شاہی ہے۔ وہ اور زیادہ سراسیمہ ہوا لشکر شاہی نے اس کے خیمہ گاہ پر پہنچکر

لوٹنا شروع کیا۔ لوٹ کو مال لشکر لیکر ہمون مین لائے تھے کہ معصوم پھر لڑنے آیا اور تمی ہوکر ایک بلندی پر چڑھ گیا۔ میدان جنگ بادشاہ کے لشکر کے ہاتھ آیا مگر اس کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ آگے بڑھ کر دشمن کا کام تمام کرتے وہ اودھ کو چلا گیا۔ بادشاہی لشکر اکبرپور مین اودھ سے بارہ کوس پر آکر ٹھیرا۔ شہباز خان وہم کے مارے جونپور مین میدان جنگ سے بیس کوس پر چلا آیا۔ غرض بادشاہی لشکر کو ایک فتح بزرگ حاصل ہوگئی۔

بنگالہ کے ناسپاسون مین بہادر بیگ بھی سربرآوردہ تھا۔ اس نے اقصای بہار مین خان محمود بہبودی سے اتفاق کرکے ظلم کرنا شروع کیا بادشاہی امراء مین دورنگی کی ہوا چل رہی تھی اور بنگالہ کی طرف لشکر کی روانگی مین تاخیر ہورہی تھی۔ صادق خان منگیر مین والغ خان حبشی و بابو منگل بھاگل پور مین غافل پڑے تھے ان سرکشون نے ان کو ستایا۔ اور ایسے غالب ہوئے کہ وہ بھاگ کر منگیر مین آئے۔ صادق خان نے بعض سردارون کو بھیجا۔ ان سے لڑائی ہوئی اور بہادر مارا گیا اور سب اوسکے ساتھی بنگالہ کو بھاگ گئے۔ بہار اب بالکل سرکشون کے خس و خاشاک سے پاک ہوا۔

شہباز خان کی پہلی کام روائی اور ناکامی اوپر بیان ہوئی۔ اب وہ تیز دستی اور کاردانی سے پھر ہنگامہ آرا اور تھوڑے عرصہ مین آمادۂ کار زار ہوا معصوم خان شکست پاکر لشکر کے جمع کرنے مین مصروف ہوا اور بادشاہی دولت کو جو اس پاس جمع تھے خرچ کرنے لگا۔ بادشاہی فوج بھی دشمن سے لڑنے کے لئے روانہ ہوئی معصوم خان بھی اُنسے لڑنے نکلا۔ اسکی فوج مین دست راست پر عرب بہادر تھا۔ اور دست چپ پر نیابت خان اور مقدمہ مین شادمان تھا اور خود کمین میں بیٹھا تھا ۲۴ بہمن ۹۸۸ھ کو دونو لشکرون نے میدان جنگ راستہ کیا۔ معصوم خان نے کچھ توقف کیا۔ بادشاہی لشکر نے خندق کو کھود لیا۔ دوسرے روز جنگ شروع ہوئی بادشاہی ہراول اور ہاتھیون نے غنیم کے ہراول کو شکست دی مخالف کے برانغار نے لشکر شاہی جرانغار پر زور ڈالا اور اس کے کام کو دشوار کیا۔ مگر بادشاہی ہراول

بہادر بیگ کا مارا جانا ۹۸۸ھ

معصوم خان کوہی پر شہباز خان کا دوبارہ فتح پانا ۹۸۸ھ

اور التمش نے آنکر اسے سنبھال لیا۔ اور دشمن کو سب طرح سے میدان جنگ سے بھگا دیا۔ اور بہت مال اسباب اسکا لوٹ لیا۔ شہباز خان نے فیروزمندی کو غنیمت جانا نبرد گاہ سے آگے قدم نہ بڑھایا۔ لشکر نے جاکر شہر کا کنارہ لوٹا۔ عرب بہادروں نے اونکو مار کر بھگایا۔ یہ شہور یہ ہوا کہ شہباز خان بھاگا۔ معصوم خان تھوڑی دیر شکر خوش ہوا۔ شہر کے اندر اور باہر نگاہداشت کی اور برج و بارہ درست کیا۔ ایک توپ دروازہ پر لگائی لڑنے پر آمادہ ہوا۔ مگر یہ توپ پھٹ گئی۔ جس سے جھوٹے دوست زربندے پراگندہ ہوگئے۔ اب معصوم خان کو شہر بند حوادث سے نکلنے کو جانہ بیٹھنے کی جا تنگنائے آشوب مین تھی۔ بنہ و بار اس کثرت سے تھا کہ اوس کے چھوڑنے کو دل نہین چاہتا تھا۔ اس اندیشۂ جانکاہ مین عرب و نیابت خان وشاہ دانہ جنکی اس کا سارا کام بنا ہوا تھا اس سے جدا ہوگئے اور اپنا اندوختہ یہین چھوڑ گئے۔

معصوم خان سات آدمیون کو لیکر پوشیدہ بھاگا۔ اس بری حالت مین زمیندار کورج اس سے ملا اور اپنے گھر لے گیا اور سارا مال اسباب اسکا سنگوایا۔ دوستی کے لباس مین قزاقی کرکے اسکو باہر نکال دیا۔ وہ نہایت تباہ حال ہوکر دریا سرو سے پار اترا۔ راجہ مان زمیندار نے اسکی دستگیری اپنے گھر لے جاکر کی۔ شہباز خان نے امید و بیم کی داستان راجہ کو لکھ کر بھیجی کہ وہ معصوم خان کو حوالہ کرے یا مار ڈالے مگر اس نے انکار کیا اور پوشیدہ معصوم خان کو اپنے آدمیون کے ساتھ روانہ کیا وہ کہین جاکر چھپ گیا۔ شہباز خان قصبہ ودھ مین آیا اور تمام معصوم خان کے زر و زر و بنہ و بار پر قبضہ کیا ڈیڑھ سو ہاتھی ہاتھ آئے۔ بادشاہ پاس فتحنامہ بھیجا گیا۔ بادشاہ نے شہباز خان کو لکھ بھیجا کہ معصوم خان زر و زر اپنے پاس رکھے لوگون مین مشہور تھا کہ معصوم خان دامنہ شمالی کوہ سے کابل جانا چاہتا ہے۔ بادشاہ نے اسکے روکنے کے لئے قلیچ خان کو اس طرف روانہ کیا۔ اس نے واپس آنکر بادشاہ کا اطمینان کردیا کہ وہ ادھر نہین گیا۔

قیا خان کا ارجاء ۹۸۹ ھ ۔ عرب بہادر کی شکست ۹۸۹ ھ

جب سے بنگالہ مین ہنگامہ شورش برپا تھا قیا خان ملک اڑیسہ مین اپنا زمانہ گذارتا تھا اگرچہ اسکی ہمت نے یاوری نہین کی کہ اسباب شورش کو تسکین دیتا۔ مگر اس سرزمین کو مخالفون کی گرد سے پاک وصاف رکھتا تھا۔ ان دنون ملک بنگالہ پادشاہی سپاہ سے خالی ہوا تو قتلو خان نے غلبہ پایا۔ قیا خان اس سے لڑکر حصار نشین ہوا امداد بیکار اور ہمراہیون کی جدائی سے ناکام رہا اور مردانہ لڑکر جان اپنی دیدی

عرب بہادر و نیابت خان و شاہ دانہ معصوم خان سے جدا ہوکر حدود سنبل مین فتنہ مچانے گئے کہ اس ملک سے دولت لوٹ کر سامان فتنہ سازی بہم پہنچائین۔ اور اگر یہ نہ ہو تو مرزا حکیم پاس رالتون کو سفر کرکے چلے جائین۔ اس حدود کے فوجدار معین الملک نے قلعہ بریلی کو مستحکم کرکے سپاہ کو جمع کیا۔ نام بردون نے اول یہ خیال کیا کہ امید و بیم کی داستان گذارش کرکے حکیم کو اپنا یار و یاور بنائین جب اس کام مین انکو نا امیدی ہوئی تو حصار کے گرد آئے اور آدھے شہر کے گرد مین آگ لگائی حکیم استقلال سے قائم رہا۔ اس شورش مین رات ہوگئی تو سرکشون نے دن کو لڑنے کا ارادہ کیا۔ زمین شکستہ تھی اور لشکر کے آنے کی بھی انکو خبر تھی اس لئے وہ قلعہ سے زیادہ دور جاکر ٹھیرے۔ حکیم نے ایک ہوشیار مغرور جاسوس بناکر غنیم کے لشکر مین بھیجا کہ وہ خود غنیم کے ہاتھ مین گرفتار ہوجائے اور جب اوسکو وہ بہت تکلیف دین تو یہ ان سے کہے کہ لشکر شاہی چارون طرف سے جمع ہوگیا ہے انکا ارادہ شبخون مارنے کا ہے اور مجھے اسی کی خبر گیری کے لئے بھیجا ہے۔ یہ تدبیر چل گئی۔ آدھی رات کو دشمن بھاگ گیا نا امید حصاریون کو بڑی خوشی ہوئی۔ تھوڑے عرصہ مین مختار بیگ بداؤن سے شیخ محمد غزنوی شمس آباد سے شیخ معظم و میر ابوالحسن امروہہ سے غلام حسین سلیم پور سے وقاسم لکھنؤ سے و مولانا محمود اور ابوالقاسم سنبل سے آخر ملکے اولیاء دولت کو ایک رونق تازہ ہوئی۔ سرکش اس نواح سے بہت دور چلے گئے لیکن اس ملک کے اطراف مین لوٹ مار کرتے رہے وہ غریبون کے مارنے کو مردانگی جانتے رہے راجہ کماؤن و

ورام شاہ وملکت سین راجہ اور بہت سے سرکش زمیندار انکے ساتھ ہوگئے اور بڑی شورش مچائی۔ حکیم نے اپنی تفرقہ ڈالنیوالی عادت خان کو اپنے ساتھ بلالیا ان سب کو ہراول بناکے شاہ دانہ سے لڑایا۔ غرض بادشاہی لشکر کو سب طرف فتح ہوئی۔

شہباز خان سے معصوم خان شکست پاکر بیدرخت صحرا مین چلا گیا اور ہر روز خارزار مین پھر کر اپنے پاؤن کو زخمی کرتا اس سرگردانی مین اس کے ملازمون مین سے مقصود اس پاس آیا جسکے پاس مدتون کی دولتین جمع تھین وہ سب اس نے اپنے آقا پر نثار کین پھر اس شورہ پشت نے آدمیون کو جمع کرکے شہر بھڑاچ کو لوٹ لیا۔ قمر علی وزیر خان اس سے کچھ لڑے مگر اپنے ہمراہیون کی نالائقی سے کچھ کام نہ کرسکے تب آباد شہر مع توابع اسکے قبضہ مین آیا۔ وزیر خان و مہتر خان اور اقطاع داروں نے یک جہتی کی اور اس سے لڑنے کو آمادہ ہوئے دریا سرد کو درمیان مین رکھ کر توپ بندوق سے لڑنا شروع کیا معصوم خان دن کو لڑتا رات کو لشکر سے باہر کنج تنہائی مین چلا جاتا تھوڑے عرصہ مین اس سرزمین کے رہنے والے لشکر شاہی کے خدمت گزین ہوئے۔ جس سے لشکر کو بڑی قوت حاصل ہوئی۔ ایک رات کو معصوم خان اپنا بنہ و بار چھوڑ کر فرار ہوا۔ کلیان پور تک لشکر نے اوسکا تعاقب کیا۔ وہ سارے رستہ لوٹ مار کرتا ہوا اور محمد آباد کو ویران کرتا ہوا جونپور لوٹنے کے ارادہ سے گیا۔ ترہت سے شاہم خان۔ غازی پور سے بہادر خان چاندپور سے قاسم خان آئے۔ تو معصوم خان گھبرا کر اپنے ہاتھیون کے ساتھ چھوڑا اپنے اندوختون کو چھوڑ کر آب سرد سے گذر ہلدی سے پار گیا۔ فتنہ اندیشی سے بس کی۔ حاجی پور مین مرزا کوکہ کا پاس نیاز نامہ بھیجا اس نے پرانی آشنائی کا پاس کرکے مردمی کی اور نقد و جنس و جاگیر سے یاوری کی اور بادشاہ سے التماس بخشش کی۔ شہریار بخشش کرکے سفارش سے اسکی تقصیرین معاف کین جس سے ایک خلق شگفتہ خاطر ہوگئی۔

بہادر خان سعید بخشی کا بیٹا تھا۔ اس نے جو عیاری اور سرکشی کی اس کا بیان اوپر

معصوم خان فرنخودی کی تقصیرات کی معافی ۹۸۹ھ ۲۹

ہوا ہے کوہستان ترہت کو اپنی شورش گاہ اسنے بنا رکھا تھا ہنگام فرصت مین یورش کرتا۔ یہ نواح غازی خان بدخشی کی جاگیر مین آئی خان اعظم نے اسکی یاوری کی اسنے کاردانی کو مردانگی کے ساتھ پیوند دیا اور خدمت گزینی کو آگاہ دلی کے ساتھ ہمدوش کیا تو بہادر اس سے دل شکن شکستین پائین۔ بنہ و بار اسکا تاراج مین گیا۔ اس لئے اوس نے گریز دلابہ گری اختیار کی۔ غازی خان پاس آکر ملاقات کی۔ اس کی گفتار و کردار سے۔۔ فتنہ اندوزی و شور افزائی کے آثار نمودار تھے اس لئے اوسکو غازی خان نے مقید کرکے خان اعظم پاس جاجی پور بھیجدیا اس نے پادشاہ پاس روانہ کیا۔ زنجیر گردن مین، اور کندہ پا تو مین تھا۔ پادشاہ نے اسکو قتل کروادیا۔

شہباز خان پادشاہ پاس حدود پانی پت مین آیا۔ وہ معصوم خان فرنخودی کو شکست دیکر دارالخلافہ فتحپور کی پاسبانی کرتا تھا۔ لیکن وہ حوصلہ سے زیادہ بادہ دنیا پی گیا تھا اس لئے پرسش کے وقت خود آرائی اور خویشتن فروشی اور خودسری کرتا تھا ۲۲ ذی قعدہ ۹۸۸ھ کو تسلیم چوکی مین بخشیان بارگاہ نے مرزا خان کو جو خطاب عالی خانخانان کا رکھتا تھا اسپر تقدیم دی۔ شہباز نے حکم کے ماننے مین سرتابی کی۔ کچھ بڑبڑانے لگا۔ پادشاہ نے پند پذیری و سعادت آموزی کے لئے اوسکو لے سال درباری کے حوالہ کیا کہ معاملہ دانی کے مکتب مین سبق پڑھے۔

اواسط بہمن سنہ ۹۹۰ مین معصوم خان فرنخودی فتحپور مین آیا ابھی مستی اوسکی بالکل چڑھی نہ تھی دارالخلافہ سے باہر ٹھیرا۔ اسکا منتظر تھا کہ پادشاہ اس کی پرسش کرے خان اعظم کی سفارش نے اس کی یاوری کی تھی اور دامنہ کوہ بہی ولایت مین اسکو دی تھی اور یہ قرار پایا تھا کہ جب پادشاہ کابل سے دارالخلافہ مین آئے تو وہ اسکی خدمت مین جائے۔ وہ خان زمان سے رخصت لیکر اپنے اقطاع مین گیا۔ بہت سے آدمی اس پاس جمع ہوئے خان اعظم اوسکے بھیجنے سے پشیمان تھا۔ چارہ گری کے درپے ہوا اس سے معصوم خان کر نہین سکتا تھا اس لئے وہ پادشاہ کی خدمت مین روانہ ہوا۔ اسکے دل مین

شہباز خان کا سزا پانا ۹۸۸ھ

معصوم خان فرنخودی کا دربار مین آنا ۹۹۰ھ

ارادہ تھا کہ اگر قابو ملے تو شورش مچائیے۔ نہین درگاہ والا مین جائیے۔ اس کے سارے رستہ مین فتنہ پردازی کے لیئے بہانے ڈھونڈے۔ مگر اس پاس سامان جنگ نہ تھا اسکی ماں وجہن وبیوی قید مین تھین اس لیئے ناچار اس نے بادشاہ کی قدمبوسی سے اپنا پنڈا چھڑانا چاہا۔ دار الخلافہ کے پاس عشوہ فروشی کرتا رہا حضرت مریم مکانی کی سفارش کے لیئے ڈھب لگایا اور زنہار نامہ حاصل کیا عین الملک سے ملکر شورش کا ارادہ کیا مگر کچھ کام نہ بنا شہباز خان کے آدمیون کے ہاتھ مین گرفتار ہوا لیکن مریم مکانی کا زنہار نامہ اس پاس تھا۔ کون اس سے بول سکتا تھا۔ بادشاہ پاس اسے بھیجدیا اسنے اسکی تقصیرات معاف کردین خان اعظم اور بہت سے امراء و بیرہا کے بادشاہ کے جشن نوروزی سنہ ۹۹۰ مین مبارک آباد کے لیئے بادشاہ پاس آگئے تھے خویشہ وجہانی اور ترخان دیوانہ نے بنگالہ سے بہار مین آکر رعیت آزاری اور زیردستون پر دراز دستی شروع کی —

چار صفر سنہ ۹۹۰ کو نوروز کا جشن ہوا محفل آراستہ ہوئی۔ بادشاہ نے اہل محاسبہ کو ارشاد کیا کہ انمین سے ہر ایک کسی پسندیدہ کار کو عرض کرے۔ اول اس نے خود فرمایا۔ کہ حقیقت مین سوا ایزد بے ہمال کے کسی کو خداوندی نہ زیبا ہے نہ مناسب اور مرد کو بندگی لائق ہے۔ مجھہ مشت ضعیف کی کیا مجال ہے کہ اپنے تئین صاحب تخت و بنی نوع سے بندگی چاہون۔ اُسی وقت کئی ہزار غلام آزاد کردیئے اور زبان سے فرمایا کہ جو آدمی بزور گرفتار ہون انکو بندہ (غلام) بنانا۔ اور اُن سے پرستاری چاہنا شائستگی سے بعید ہے۔ آج سے اس گروہ کا نام چیلہ اس لیئے رکھا کہ چیلہ کے معنے ہندی مین مرید کے ہین۔ شاہزادہ سلطان سلیم نے عرض کیا کہ زناشوئی بارہ برس کی عمر سے کم نہین ہونی چاہیئے۔ اس سے نقصان بہت ہوتے ہین اور فائدہ کم۔ خان اعظم مرزا کوکہ نے عرض کیا کہ ممالک محروسہ سے مرزبان کسی کی جان لینے مین دلیری نہ کرین۔ اور جبتک بادشاہ کی منظوری نہ مگا مین اس بنا، ایزدی کی خرابی مین ہاتھ

جشن نوروزی سنہ ۹۹۰

نہ لگائین۔ مرزا خانخانان نے التماس کیا کہ چھوٹے چھوٹے جانورون کا پکڑنا جیسے چڑیان اور مچھلیان ہین ناشائستگی مین داخل ہے تھوڑے فائدہ کے لئے بہت جانون کا نقصان ہوتا ہے وہ موقوف کیا جاے۔ راجہ توڈرمل نے کہا کہ بارگاہ دولت مین روز خیرات ہوتی ہے اس لئے ایک قانون مرتب کیا جاے کہ ہر ہفتہ یا ہر ماہ یا ہر سال مفلسون کے حال پر امراء متوجہ ہون۔ مرزا یوسف خان نے استدعا کی کہ تمام شہرون اور قصبون کے سوانح کار روزنامچہ آیا کرے۔ راجہ بیربر نے یہ خواہش کی کہ ہمیشہ سب طرف راستی منش حدگرین جاسوسی مین نگاہ کرین۔ اور داد خواہ مظلومون کا حال عرضداشتی کر کے بادشاہ سے عرض کرین۔ قاسم خان کی ملتمس یہ تھی کہ قلمرو کی رہ گذرون پر سرائے آباد کی جائین کہ جن سے مسافرون کو آسائش ہو۔ شیخ جمال نے عرض کیا کہ مردم شناس بے غرض آدمی کچھ مقرر کئے جائین کہ وہ کم مایہ مفلسون کو بارگاہ حضور مین لائین۔ شیخ فیضی نے یہ آرزو کی کہ شہرون و بازارون مین کچھ کارشناس مقرر کرین کہ وہ ہر چیز کا نرخ دیدہ وری سے مقرر کرین۔ حکیم ابوالفتح نے دارالشفا کے مقرر کرنے کے لئے درخواست کی۔ ابوالفضل نے عرض کیا کہ ہر شہر و قصبے کے داروغون کو حکم ہو کہ اپنے اپنے علاقہ کے بنہ داروں کے نام بنام اور حرفہ بحرفہ لکھ کر بھیجدین اور ہمیشہ انکی آمد و خرچ کو غور سے دیکھتے رہین۔ بیکار و ہرزہ گرد اور بدروشون کو برباد کرتے رہین۔ یہ وہی باتین تھین جو بادشاہی گفتار سے امرا نے دریوزہ کی تھین وہ سب منظور ہوئین جس سے افسردہ جہان نے تازہ روئی پائی۔

جب نوروز کی عشرت ختم ہوئی تو ملک کے کام مین بادشاہ مشغول ہوا۔ اس فیروز کی نیت کے لئے خان اعظم اور بہت سے امرا آئے تھے۔ ۲۷ فروری کو خان اعظم کوکلتاش کے ساتھ بنگالہ روانہ کیا۔ ترسون خان۔ شاہم خان۔ شاہ قلی خان محرم۔ شیخ فرید اور بہت سے امراء کو اس لشکر مین شامل کیا۔ صادق خان و محب علی خان اور صوبہ بہار واودھ کی سپاہ کو فرمان ہوا کہ آمادہ پیکار ہو کر اس لشکر سے ملین اندنون مین

خان اعظم مرزا عزیز کوکلتاش بنگالہ کی مہم پر روانہ ہوا

۲۸ فروری انتشر

خبر آئی کہ بنگالہ مین باغیون نے شورش برپا کی ہے۔ جباری وخیطہ و تر خان دیوانہ نے اور بہت سے بدذاتون نے صوبہ بہار مین آکر رعیت آزاری شروع کی ہی۔ حاجی پور اور کچھ اور بلاد پر قبضہ کرلیا ہے۔ خان اعظم کے آدمی انکو نہ بچا سکے۔ صادق خان و محب علیخان انکے علاج کے درپے ہوئے۔ معصوم خان کابلی نے ان شورہ پشتون کی یاوری سے سر اٹھایا تھا۔ بہادر کورو وہ قتلو کے افغانون کی فوج لے کر شہر ٹانڈہ کے حوالی مین آیا۔ صادق خان پٹنہ مین ثابت قدم رہا۔ اور اُس نے اس طرف کے اقطاع دارون کو جمع کیا اور آپس مین یکتائی پیدا کی اور فوج یون آراستہ کی کہ قول مین خود رہا۔ برانغار مین محب علی۔ اور جرانغار مین الغ خان حبشی اور ہراول مین پہاڑ خان۔ و ابوالمعالی۔ توپ خانہ محمد علی بیگ کو سپرد ہوا۔ جانب مخالف مین یون صف آرائی ہوئی کہ خیطہ جو سرکشون کی شمشیر تھا قلب گاہ مین۔ دست راست مین جباری۔ اور دست چپ مین خیطہ کے بہانجے دستم و رستم۔ مقدمہ مین تر خان دیوانہ و سعید بیگ کچھ بادشاہی لشکر اور توپ خانہ گنگا کے پار گیا۔ اور گنگا کے کنارہ پر ایک حصار بنایا ہمیشہ دونو طرف سے خوب جنگ ہوتی۔ چالیس روز تک لڑائی ہوتی رہی۔ سرکشون نے شبخون مارا جسمین صادق خان کا عم زاد علی یار بیگ مارا گیا۔ مگر سرکش ناکام رہے۔ امراء شاہی دریا سے گذر کر صف آرا ہوئے۔ خوب لڑائی ہوئی استاد زکریا و قادر علی نے توپخانہ شاہی کو خوب چلایا۔ لڑائی کا پلڑا کبھی ادھر جھکتا تھا۔ کبھی اُدھر۔ ناگاہ میر حسین برادر عرف خانجہانی خیطہ کا سر کاٹ کر لایا۔ توپ سے وہ مارا گیا تھا ہوا خواہ اس کے تن بیجان کو لیکر چلے مگر سراسیمگی سے رستہ مین اس کو پھینک دیا غنیم کا لشکر پانچہزار تھا اور بادشاہی لشکر صرف دو ہزار۔ مگر اس قلیل لشکر نے اس کثیر سپاہ پر فتح کامل پائی اور دشمنون کو پراگندہ کردیا۔ شرقی دیار کے ناسپاسون مین نور محمد بھی نامور تھا۔ رعیت کی دل آزاری کی راہ مین ڈگین بھرتا تھا۔

جب خان اعظم مرزا کوکہ بادشاہ سے رخصت ہوکر حوالی جونپور مین آیا تو یہ

نور محمد کا راجا ناگپور سے بگڑنا

ناحن شیر بنگالہ سے ترہت کی راہ سے آیا اور خواجہ عبدالغفور نقشبندی سے ہندستان
ہو کر سارن کی حدود مین لوٹ مچائی۔ ان تباہ کارون نے بادشاہی لشکر کی آمد
سنی اس سے لڑنے کا ارادہ کیا۔ سوداگرون کا بڑا قافلہ جاتا تھا اسکے لوٹنے کو وہ
آئے۔ سوداگرون نے جوالون (مٹی بھرے بورے) کو پناہ بنایا اور انسے لڑے۔
اور انکو بھگایا۔ پھر وہ ترہت سے بارہ کوس پر پہونچکر زیر دستون کو آزار دینے لگے
کہ بادشاہی لشکر آن پہنچا۔ اس نے باہر جانے کے لئے پل باندھا تو وہ بھاگ کر کلیان پور
کے زمیندار پاس پناہ لے گئے مگر وہان سے ناکام آئے۔ بادشاہی لشکر کے کچھ آدمی انکے
پیچھے ہو گئے۔ عبدالغفور کا ارادہ ہوا کہ ترہت کی راہ سے بنگالہ جائے مگر اسکو مع ستر
آدمیون کے گروہ کھیتہ نے مار ڈالا۔ کھیتہ کی قوم کوہستان مین بہت رہتی ہے وہ
صورت و سیرت مین قلماق ہین۔ نور محمد پور ترخان گیا کو جاتا تھا کہ وہ چنپاران کے
پاس خان اعظم کے آدمیون کے ہاتھ مین گرفتار ہوا۔ گردن مین طوق اور ہاتھون مین
کندہ ڈالا گیا اور گردن مارا گیا جس سے اور بدگوہرون کی آنکھین کھلین۔

بنگالہ کا تیسری دفعہ فتح ہونا سنہ ۹۱ھ

سنہ ۲۸ جلوس روز دوشنبہ ۲۶ صفر سنہ ۹۱ کو جشن نوروزی ہوا۔ اس سال آغاز بنگالہ
کی تیسری دفعہ فتح ہونے سے ہوا۔ پہلے سال مین بہار کے فتنہ اندوزون کی سزا کے لئے
اور بنگالہ کی تسخیر کے لئے خان اعظم مرزا کوکہ کو لشکر کے ساتھ بادشاہ نے بھیجا تھا۔ مگر
اس لشکر کے پہونچنے سے پہلے بہار کے سرکشون کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ صادق خان گھوڑے
کی ڈاک مین بادشاہ پاس آیا۔ موسم بارش نے لشکر کو روکا اور اس سال مین ارادہ
مذکور پورا نہ ہوا۔ جب یورش ابر اور ریزش باران موقوف ہوئی۔ شاہ قلیخان محرم
صادق خان۔ شیخ ابراہیم۔ شیخ فرید کو بادشاہ نے رخصت کیا۔ تمام اور صوبہ آگرہ اور
اودھ و بہار کے تمام تیول داروں کے پاس بادشاہ نے لائق سزا اول بھیجے تھوڑے
دنون مین بڑا لشکر جاجی پور مین جمع ہوا اور کشائش کار مین ہمتین طلبگار ہوئین خان اعظم
لشکر لے کر گڈھی کی طرف چلا۔ ترسون خان و شیخ ابراہیم و میرزادہ علیخان و سید

عبداللہ خان و کیچک خواجہ وسبحان قلی ترک دریا سے گذر کر اس طرف کے فتح کرنے
مین مصروف ہوے - راہ مین درخت زار اور زمدیان اور گل آب بہت تھے سب کو طے کیا
منگیر کے قریب لشکر آپسمین ملے - وسعد و کہل گانو (کھل گانو) سے ترسون خان و شاہ قلیخان
محرم و محب علیخان و میرزادہ علیخان و شیخ ابراہیم ورلے پتر داس ایک دو منزل آگے
گئے - سرکشون نے کالی گنگ کے پاس لڑنے کا ارادہ کیا - اس سے پہلے مرزا شرف الدین
حسین و بابا قاقشال اور بہت سے فتنہ اندوز مر چکے تھے - اب معصوم علیخان کابلی ...
ناسپاسون کے ہنگامہ آرا تھے و قتلو لوہانی ولایت اڈیسہ مین چیرہ دستی رکھتا تھا اور
بنگالہ کے کچھ حصہ پر اس نے قبضہ کر لیا تھا معصوم خان کابلی نے قتلو سے پیمان یکتائی
کر لیا تھا کہ امراء شاہی سے بڑے سامان کے ساتھ لڑینگے وہ گھوڑا گھاٹ مین آیا
اور جیاری و مرزا بیگ اور تمام الوس قاقشال کو اپنی ہمراہ لیا اور ان کی خاطر جمع
کے لئے اپنا زنہ وزادان کی ہنگاہ مین چھوڑا اور خود لشکر لیکر کالی گنگ پر آیا - اور سپاہ
جان اور آمادگی پیکار مین ہمت چست کی -

۹ فروردین سنہ ۹۹۱ کو لشکر شاہی نے گڈھی کو کہ دروازہ ملک بنگالہ ہے لے لیا
۱۴ کو دشمنون کے ساتھ صف آرا ہوے کالی گنگ کے کنارہ پر مورچل جمائے اور پیکار کے
واسطے کشتیان سیار کین اولیاء دولت کو قتلو کی طرف سے تردد تھا اس لئے سید عبداللہ خان
و میرزادہ علیخان و خواجہ عبدالمجید و شیخ محمد غزنوی کو مسبر کردگی وزیر خان چہار ہزاری
دریا پار کو روانہ کیا - یہ فوج معسکر شاہی سے بارہ کوس پر دیدہ بانی و چاروجوئی
کے لئے بیٹھی ہر روز تیر و تفنگ سے بڑی لڑائی ہوتی - پادشاہی لشکر مین کوچک خان
کی بیہودگی سے لشکر کے بزرگون کی عزیمت مین خلل پڑا - لشکر غنیم بڑا گران وزن تھا
معلوم ہوا - پادشاہ سے کمک طلب کی - شیر بیگ نواچی باشی کو گھوڑے کی ڈاک سے
بھیجکر پادشاہ کو مطلع کیا جسپر پادشاہ کو تعجب ہوا - ۱۳ اردی بہشت سنہ ۹۹۱ کو مرزا خان
و زین خان کوکہ و اسماعیل قلیخان و مخصوص خان اور بہت سے امراء کو شرقی دیار کی

طرف روانہ کیا۔ مگر یہ لشکر نہ پہنچنے پایا تھا کہ بادشاہی لشکر کو فتح ہوئی اور دشمن اس طرح پامال ہوئے۔ کہ قاضی زادہ جو بدانديشون مین بڑا نامور تھا اور فتح آباد سے لڑائی کے لئے بہت سی کشتیان شائستہ سامان کے ساتھ لایا تھا وہ توپ سے اڑگیا۔ معصوم خان کابلی کا لایا ہوا جو جنگ جمری مین کیتا تھا اس کا جانشین ہوا۔ وہ بھی توپ سے مارا گیا معصوم خان کابلی سے اور قاقشال و خالدین کا بگاڑ ہوا۔ بادشاہی سخن سراکاروانون نے دلاور نگفتار انکی دستاویز بنائی۔ بہت سے فرمان پذیر ہوئے اول خالدین سے سوگند و پیمان ہوئے۔ پھر مرزا بیگ قاقشال وجباری سے بہت سے آدمیون سے غائبانہ عہد و پیمان ہوئے۔ یہ امر قرار پایا کہ وہ کارزار سے ہاتھ اوٹھائین اور اپنے بنگاہ کو چلے جائین اور چند روز بعد لشکرگاہ مین انکی مدت پسندیدہ بجا لائین۔ گفتار کے موافق کردار کرین۔ مخالف سراسیمہ ہوکر آزردہ خاطر ہوکر بھاگ گئے۔ خان اعظم نے ہرچند انکا تعاقب کیا۔ مگر ایک جماعت کی تیزدوی اور چستی سے کچھ پیش نہ گئی۔ جب اس فتح کی نوید بادشاہ پاس پہونچی تو اس نے جو لشکر کمک کے لئے بھیجا تھا واپس بلالیا۔

جب معصوم خان بھاگا تو وہ قاقشالون کی بنگاہ پر پہنچا کہ اوسکی زن و زر و گرند نہ پہنچے اور وہان سے اپنے کنبے کو نکالے۔ کابلی کی دوست داری کے سبب مرزا محمد قاقشال اس کے کنبے کو سلامت گاہ مین لے گیا تھا۔ قاقشالون نے گھوڑا گھاٹ کی نواح مین ایک جگہہ کو استوار کیا۔ اور آمادہ پیکار ہوئے۔ معصوم خان نے گھوڑا گھاٹ کو لوٹا۔ اور اس گروہ سے لڑنا شروع کیا خان اعظم نے محب علیخان و شیخ ابراہیم فتحپوری و بابو ہی منگلی و سکندر چغتائی کو چار ہزار سوار دیکر بسرکردگی ترسون خان اس ناحیہ مین روانہ کیا جس وقت یہ قاقشالون کا حال تنگ ہو رہا تھا یہ لشکر انکے پاس آیا۔ سرکش بھاگے۔ بادشاہی لشکر نے انکا تعاقب کیا۔ اور گھوڑا گھاٹ مین وہ آیا۔ مرزا بیگ و خالدین و پرمیل

اور آدمیون نے اپنے وعدہ کے موافق پادشاہی اطاعت کی اور لشکر سے اسلئے جدا ہوے کہ معصوم خان کو بھگانے لگا ئین۔

جب معصوم خان یون ناکام ہوا تو اب لشکر شاہی قتلو کے دفع کرنے کے درپے ہوا۔ اور اس کی طرف چلا۔ خان اعظم پاس دیار کی ہوا سے دل گرفتہ تھا اور ناجیہ کی خدمت چاہتا تھا۔ اس نے پادشاہ سے اپنی بدلی کی درخواست کی۔ شہریار مہربان دل نے فرمان بھیجا کہ اگر کوئی اُمرا ئین سے لشکر کے انتظام کو اور آبادی ملک کو چند روز کے لئے اپنے ذمے لے تو خان اعظم اسکو حوالہ کرے اور اپنے اقطاع مین جاکر آسائش کرے اور نہین چند روز توقف کرے کہ شہباز خان وہان پہنچے۔ اسکو ہم نے خورداد سنہ ۹۹۱ کو اس خدمت پر مقرر کرکے بھیجا ہے۔

پہلے ہمنے لکھا ہے کہ خان اعظم اور کل امرا کی توجہ قتلو کے علاج کرنے کی طرف تھی۔ اسلئے صلح کی درخواست کی جسکا جواب یہ دیا گیا کہ اگر اوسکی گفتار کے موافق کردار کو کارگذاران شرقی دیار دیکھینگے تو اسکو ملک اڈیسہ دیدینگے۔ اس اثنا مین صاحبقران دوران کو خان اعظم اپنا کام سپرد کرکے چلا گیا تو قتلو نے ناروا خواہشین کین اور وزیر خان کی طرف رجوع کی۔ اس نے کشادہ پیشانی سے قبول کین اور خود حاجی پور کی طرف روانہ ہوا۔ اس کے چلے جانے سے قتلو نے کوتاہ بینی اور تنگ حوصلگی سے نخوت بڑھائی اور ناہنجار شرطین پیش کین جس سے وزیر خان آشفتہ ہوا۔ اور حدود شیر پور سے قتلو سے لڑنے کو آیا۔ ۱۰ اردیبہشت سنہ ۹۹۱ کو ہردوان مین لشکر آیا پھر قتلو لشکر سے چھ کوس پر آیا اور نیازمندی کو اپنا پیشرو بنایا جس سے اڈیسہ بدلون اور مہدی پور کا اور اضافہ امراء شاہی نے کردیا اور اس نے پیمان کیا کہ پادشاہ کی مین اطاعت کرونگا۔ اور اپنے بھتیجے کو بہت سے تحائف کے ساتھ درگاہ والا مین بھیجونگا۔ جب یہ شرائط منظور ہوئین تو اوس نے اوریا پہنچایا۔ اور ارادہ کیا کہ تین بناکر لشکر کے سردارون مین سے ایک کو اپنے ہاتھ مین لائے اور پھر اپنا کام

شہباز خان کو بنگالہ بھیجنا + وزیر خان کا قتلو اور قتلو کو لوحانی کا شکست دینا سنہ ۹۹۱ھ

۲۸ سنہ ۹۹۱ھ

دلخواہ بناے۔ اس نے درخواست کی کہ مین اپنے بیٹے کو درگاہ والا مین بھیجتا ہون۔ صادق خان جریدہ اپنے لشکر سے اور مین بھی چند آدمیون کے ساتھ آؤن اور ملکر اپنا دل خوش کرون اور اپنی خلاصہ زندگی کو اس کے حوالہ کرون۔ صادق خان نے دور بینی کے سبب اس امر کو قبول نہین کیا۔ شیخ فرید بخش کو یہ خدمت سپرد ہوئی وہ چند ہمراہیون کے ساتھ روانہ ہوا۔ جو جگہ قرار پائی تھی وہان آیا۔ قتلو خان کا نشان نہ پایا تو لوگ باتین بناکر قتلو کی منزل گاہ مین شیخ کو لے گئے۔ قتلو بڑی نیازمندی کے ساتھ پیش آیا۔ مگر اس کی نیت میں یہ بات تھی کہ جب آدمی اپنی اپنی جگہ چلے جائین تو شیخ کو ایک کونہ مین بٹھاؤن اور اسکو گرو کرکے اپنا کام بناؤن۔ شیخ کو جب حال کھلا تو اُس نے اول شب بھاگنے کا ارادہ کیا۔ جلوخانہ میں کوئی گھوڑا نہ تھا۔ چند جگہ راہ مین اسکی آدمیون سے مٹ بھیڑ ہوئی اور کئی آدمی مارے گئے۔ شیخ اپنے ہاتھی پر سوار ہوا۔ مگر تقدیر سے فیل فرمان پذیر نہ تھا بیراہ چلا۔ رات اندھیری تھی۔ اس لئے اسکے پیچھے آدمی نہین پہنچ سکتے تھے۔ شیخ نے ندی سے عبور کیا۔ کہ چند تیراندازون نے اُسے آلیا اور زخمی کیا۔ وہ ہاتھی سے اُتر کر بھاگا۔ دشمنون نے جانا کہ وہ ہاتھی کی عماری مین بیٹھا ہے۔ اس رواروی مین ایک ملازم شیخ کا گھوڑا لے آیا۔ وہ لشکر مین آیا تو امرا بے خبر بے خبر ہوئے۔ اور آب دمودر پر سے گذر کر دو کوس پر اُس سے لڑنے گئے۔ اس نے قلعہ بناکر لڑنا شروع کیا۔ حصار مین قتلو نے پناہ لی۔ اور دوسرے مقام پر بہادر کو رو آیا۔ جنگ ہوئی۔ غرہ امرداد ۹۹۱ھ کو صادق خان و شاہ قلی محرم نے بہادر سے لڑکر اسکا قلعہ لے لیا وہ بھاگ کر قتلو پاس چلا گیا۔ دوسرے روز پادشاہی لشکر نے توپین بلند جگہ پر لگاکر قتلو کو بھگا دیا۔

عرب بہادر حدود سنبل سے بہار مین آیا اور لوٹ مار شروع کی۔ جب خان اعظم بنگالہ سے اس نواح مین آیا تو اُس نے سبحان قلی کے ہمراہ لشکر بھیجا کہ اس سرکش کو ٹھیک بنائے۔ ترہت و چنپارن کے درمیان وہ لڑا اور شکست پاکر جونپور مین چلا گیا۔

عرب بہادر کا شکست پانا ۹۹۱ھ

یہان سے راجہ تودرمل کے بیٹے گوردہن نے اس کو پہاڑون مین بھگا دیا۔
ہم نے پہلے لکھا ہے کہ معصوم خان کابلی کو لشکر شکست دیکر اڈیسہ کی طرف گیا اور قتلو خان کرانی کو شکست دے کر وہ دریاے دامودر کے کنارہ پر مقیم ہوا۔ لشکر کا ایک حصہ گھوڑا گھاٹ مین قافلون کے بچانے کے لئے گیا۔ تھوڑے دنون مین معصوم خان نے بہت سا لشکر جمع کیا۔ اور ملک بھاٹی سے مرزا بیگ قافلہ سے لڑنے آیا۔ ترسون خان پاس تاج پور کی حدود مین چلا گیا۔ ترسون خان قلعہ نشین ہوا۔ سرکش شہر ٹانڈہ سے سات کوس پر پہنچے۔ اور انہون نے اس ملک کو تاخت و تاراج کیا اور بڑی شورش مچائی۔ شہباز خان کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے کچھ لشکر تیز رو کشتیون مین روانہ کیا کہ معصوم خان کے آنے کو روکین اور خود لشکر آراستہ کر کے پٹنہ سے خشکی کی راہ پر چلا اور تھوڑے عرصہ مین آشوب گاہ مین پہنچ گیا۔ معصوم خان کہ دریاے جمنہ کے پاس پہنچ گیا تھا یہین ٹھیر گیا۔ اور امراء اڈیسہ جو ٹانڈہ مین تھے اُن کو لکھا کہ قتلو خان مین پادشاہی لشکر سے لڑنے کی قوت نہین ہی ہی اس لئے بہتر ہے کہ اُن مین سے کچھ اس جانب کو چلے آئین۔ اُمراء شاہی مین سے وزیر خان نے تو قتلو کے دفع کرنے کا اہتمام اپنے ذمہ لیا۔ اور شہباز خان نے اور سرکشون کے سزا دینے کا کام لیا وہ دریاے گنگ سے پار اترا۔ یہ تائید ایزدی ہوئی کہ شاہ بردی ان دنون مین مر گیا تھا اس کے تین ہزار توپچی بھائی سے آن کر ملازم شاہی ہوئے۔ پھر ترسون خان اور مرزا بیگ قافلہ شہباز خان کے لشکر سے آن ملے شاہ قلیخان مجرم اور اُمراء ہنگامہ آرا ہوئے۔ ان دنون مین خبر آئی کہ سرکشون کی سیاہ بسرکردگی بابا بھکری قصبہ سنتوس مین گئی ہے اور ترسون خان کے نوکرون نے غنیمت پائی ہے۔ شہباز خان نے محب علیخان و قاسم علیخان و تیمور بخشی و سلیم خان کو روانہ کیا اور بعد ازان خود جلد چلا۔ غنیم پہلے ہی سے فوج کی آمد سنکر بھاگ گیا۔ بہت سی غنیمت پادشاہی لشکر کو ہاتھ آئی۔ اٹھارہ کوس کی پھر راہ دشوار کوٹے کر کے

شہباز خان کا فتح پانا اور معصوم خان کابلی کا آوارہ ہونا ۹۷۹ھ

جمنا کے کنارہ پر شہباز خان آیا دوسرے کنارہ پر معصوم خان اس سے لڑنے کو
تیار ہوا۔ معصوم خان نے فرمان پذیری کے لئے خط لکھے۔ اور شہنشاہ کی شائستہ خوئی
کی تحسین اور اپنی لغزشون کی تفرین کی۔ اور بہت سی چھپی خبرین لکھین ایک رات دن مین
تین دفعہ پیغام بھیجے۔ جسکے جواب امراء شاہی نے لکھے۔ آخر کو پیمان نامہ پر لشکرون کے
سردارون کی مہرین ہوئین اور یہ ٹھیرا کہ کل کے دن بزم یک جہتی آراستہ ہو کہ تھوڑی
ایک فتنہ دوستون نے اُسے پوشیدہ لکھکر ڈرایا۔ اور معصوم خان فرنخودی کی داستان
یاد دلائی۔ اُس نے فریب اور بند مین تمیز نہین کی۔ اور اس سرگذشت کو کا یہ کر غدر آرا
ہوا۔ شہباز خان برآشفتہ ہوا اور آشنا و بیگانہ سے ناہنجاری کے ساتھ پیش آیا۔ اور
آپس مین دوئی ہوگئی جس سے سرکشون کی نخوت بڑھی۔ جنگ جو جوانمرد تیر و تفنگ کی بارش
مین دریا سے پار گئے اور ہنگامہ پیکار گرم کیا۔ بہادر کو سرکش بھاگ گئے اور فتح شاہی کا آوازہ
دور و نزدیک سبھاس پہنچ گیا۔ اس شتاب روی مین نوارہ شاہی نہ پہنچا۔ لیکن نزدیک رسیدہ
امراء قاقشال اپنی کشتیان لائے۔ محب علیخان و سلیم خان سرمور سرکشون کے تعاقب مین
گئے۔ سرکشون مین سے مرزا محمد اور دسم نے پھر کر کارزار اختیار کی۔ شہباز خان کو جب
اسکی خبر ہوئی تو وہ بہت جلد اس وقت کہ پیش دست لشکر تنگ ہو رہا تھا آگیا۔ سخت جنگ ہوئی
بہت سے سرکش مارے گئے۔ فراقندی گرفتار ہوا۔ پیل ہریرشاد اور اور ہاتھی اور
بہت سا اسباب غنیمت کا ہاتھ آیا۔ مرزا بیگ قاقشال اور سنگرام اور دلپت شائستہ
خدمت بجا لائے۔ صبحکو لشکر ندیون اور دلدلون سے گذر کر گھوڑا گھاٹ کے قریب آیا
اس لشکر کا حصہ کچھ لٹ گیا۔ معصوم خان چند آدمیون کے ساتھ ولایت بھاٹی مین گیا۔
اور جہاری ملک کوچ مین اور ہر گروہ ایک کونے مین چھپا۔ اور شیرپور کی طرف جہان بہت
سے سرکشون کا بنگاہ تھا وہ چلے گئے دوسرے دن ان سے کچھ لڑائی ہوئی۔ اور
غرہ وزاد انکا چھینا۔ ڈیڑھ سو نامی آدمی انکے قید کئے۔

پہلے ہی روز کہ امراء آپس مین ملے راہ کے اندر صادق خان کا ہاتھی شہباز خان کی

شہباز خان کا معصوم کابلی اور جہاری کی طرف سرکشون مدد

طرف دوڑا قریب تھا کہ اُسکا کام تمام کرے مگر وہ بچگیا اگرچہ ظاہر مین کوئی آسیب اُسکو نہین پہنچا مگر دل مین اُسکے کینہ بیٹھا۔ پھر ان مین آشتی کیجگہ دشمنی برملا ہوئی۔ تو صادق خان بادشاہ کی خدمت مین روانہ ہوا۔

شہباز خان امرا بھائی سے لڑ رہا تھا اور وزیر خان اڈیسہ کی طرف آمادہ آویزش تھا ورمیان کا ملک خالی تھا۔ اس زمانہ مین ولایت کوچ سے جہاری گھوڑا گھاٹ مین آیا تاجپور کو سلیم خان سرموکے آدمیون سے اور پرنیہ کو ترسون خان کے خویشون سے لے لیا اور دارالملک ٹانڈہ کی طرف متوجہ ہوا حسن علی کوتوال بیمار بستر پر پڑا تھا۔ شیخ الہ بخش قصد ریت و یازنی کرتا تھا۔ اور آدمیون کی کمی سے حیرت مین تھا۔ ناگہان شیخ فرید آگیا اس کے آنے سے خوف جاتا رہا وہ آزردہ ہوکر لشکر اڈیسہ سے بادشاہ پاس جاتا تھا۔ وہ بادشاہ کے حکم سے اُلٹا پھرا۔ جب وہ اس حدود مین آیا تو جہاری کنارہ کیا شیخ تاجپور مین آدمیون کی دلدہی کرنے بیٹھا اور شاہی گماشتے اپنی تیول مین گئے۔

جب ہنگالہ تیسری دفعہ فتح ہوا۔ کارآگاہون کی ہوشیاری سے میرزا سیگ وزیر جمیل و خالدین فرخ برغلیق اور بعض آدمیون نے دولتخواہی کی راہ لی۔ لیکن اپنی بداعمالی کے سبب سے ہمیشہ بیناک اور سراسیمہ رہتے تھے۔ جب شہباز خان سے بگڑکر صادق خان بادشاہ کی خدمت مین جاتا تھا کہ امان خواہون نے کہا کہ تم جاؤ اور بادشاہ پاس اس کے بھیجے جانے کا قصد کیا۔ مگر بادشاہ نے موہنداس کو گھوڑے کی ڈاک مین اس حکم کے لیجانے کے لئے بھیجا کہ صادق خان اُلٹا جاکر وزیر خان سے لجاے اور امان خواہون کو نوازش فراوانی کا امیدوار کرکے ہمارے پاس بھیجدے یہ تیز رو قاصد ٹانڈہ مین صادق خان سے ملا وہ بادشاہی فرمان کا فرمان پذیر ہوا۔ بے قرار دل بیناکون کی شکیبائی کے لئے اپنے بڑے بیٹے زاہد کو ان کی ہمراہ کرکے بادشاہ پاس بھیجا وہ بادشاہ پاس آئے اور بادشاہانہ نوازش سے سربلند ہوئے۔

مرزا عزیز کوکہ کے بنگالہ کے آدمیون کا بادشاہ پاس آنا کرنا

شہباز خان نے معصوم خان کو شکست دی تو وہ اوسکے پیچھے ملک بھاگی کو گیا اس نے ندی نالون دریاؤن کی طغیانی پر کچھ خیال نہین کیا۔ اس کو یہ خیال تھا کہ اس ولایت کا مرزبان عیسیٰ جو زبان سے ہمیشہ عقیدت گذار رہتا ہے اس کا استقبال ہو جائیگا۔ اگر وہ معصوم خان اور اور ناسپاسون کو ہمکو سپرد کر دیگا تو البتہ اُسکے دل اور زبان کی یکرنگی ظاہر ہوگی اور اگر یہ نہو گا تو اسکا پردہ فاش ہو جاگا اور اپنی نادرستی کا پاداش پائیگا۔ بھاٹی کے معنے نیچی زمین کے ہین۔ چونکہ بنگالہ سے زیادہ اونچا ہے اس لئے اُسکا یہ نام ہے مشرق سے مغرب تک اسکا طول قریب چار سو کوس کے ہے اور جنوب سے شمال تک قریب تین سو کوس کے عرض ہے اس ملک کے مشرق میں دریاے شور و ملک جیسور ہے۔ مغرب مین کوہستانی ملک۔ جنوب مین ماندہ۔ شمال مین دریاے شور و منہاے۔ کوہستان تبت۔ اس ملک کے سردار کا باپ راجپوتان میس مین سے تھا۔ اس زمین مین بھی رود زمیں جنکرسے وہ ہمیشہ بغاوت اور سرکشی کرتا۔ سلیم شاہ کے عہد مین تاج خان و دریا خان بڑی سپاہ لے کر اس ملک پر چڑھے اور اسکو اپنا مطیع کیا مگر تھوڑی مدت کے بعد پھر وہ ناسپاس ہو گئے انہون نے اوسکو پکڑ کر مار ڈالا اور اسکے دو بیٹون عیسیٰ اور اسماعیل کو سونارگان کے قید مین بھیج ڈالا۔ قطب الدین خان عیسیٰ کے چچا نے جب نیکو خدمتی کے سبب سے تازہ روئی پائی تو وہ سخت تگا پو کرکے توران کی زمین سے ان دو بھائیون کو لایا۔ عیسیٰ نے بختگی و آہستگی سے نام پیدا کیا۔ بنگالہ کے بارہ زمینداروں کو اپنا تابع کیا۔ پیش بینی اور دور اندیشی کے سبب سے بنگالہ کے مرزبانون کو ہمیشہ پیشکش بھیجتا رہا مگر انکے پاس کبھی نہین آیا دوری سے زبان سے پیرو ہونے کا اقرار کرتا رہا۔ جب دریاے گنگ کے کنارہ پر خضر پور کے نزدیک بادشاہ کا لشکر اوترا۔ یہ جگہ اس دربار مین آنے جانے کی گذرگاہ تھی۔ اس لئے یہان دریا کے دونو کنارون پر استوار قلعے بنائے گئے تھے۔ تھوڑے دونون مین یہ دونو قلعے بادشاہی لشکر نے خوب لڑکر فتح کر لئے

ملک بھاگی کا حال اور مرزبانون کا بارہ جانا ۔ ۲۹۳

سُنار گانو اس کے ہاتھ آگیا کرا پوہ (کرا پور) مین کہ اسکا بگاہ تھا پہنچا اور اُس آباد شہر کو لوٹا۔ پھر فوجین بارہ سمدر پر کہ ایک بڑا شہر ہے گیا اور وہان سے بہت غنیمت ہاتھ آئی۔ پھر دریاے برم پتر پر لشکر آیا۔ یہ بڑا دریا ہے اسام سے آتا ہے معصوم خان تھوڑا سا لڑکر ایک جزیرہ مین بھاگ گیا۔ قریب تھا کہ وہ دستگیر ہوتا کہ اس پاس عملی حج ولایت کوچ مین گیا ہوا تھا۔ بڑا بہادر لشکر اور سامان لیکر آن پہنچا۔ لشکر شاہی نے کمار سمندر کی برابر مقام ٹوٹکا مین دریاے برہم پتر کے کنارہ پر خیمے ڈالے اور قلعہ بنایا۔ بری اور بحری سخت حملے ہوئے۔ مگر ہر دفعہ لشکر شاہی کو فتح حاصل ہوئی۔ ترسون خان کو بھیجا کہ سامان لشکر کرکے بجرا پور مین جاکر غنیم کو دو دلہ کرے۔ قصبہ بھوال سے دو راہین جاتی تھین۔ ایک مخالفون کے مقام سے بہت دور تھی۔ دوسری دریا کے کنارہ پر اس سے بہت نزدیک۔ ترسون خان اس راہ سے گیا معصوم خان کو جب یہ خبر ہوئی تو وہ تیز دستی کرکے جلد حملہ کرنے گیا۔ شہباز نے یہ اطلاع پاکر محب علیخان وراجہ گوپال و کھنکار کو روانہ کیا۔ اور ایک تیز رو قاصد کو بھیجا کہ وہ ترسون خان کو اس خوف کی اطلاع دی اور کہے کہ جب تک یہ لشکر کمک کو نہ پہنچے وہ کسی مستحکم جگہ مین ٹھیرے اور لڑائی نہ لڑے۔ ترسون خان کو شہباز خان کی طرف سے غم پیدا ہوا کہ فتحکلی ہی سے اس طرف سرکش اس لئے آئے ہین کہ ایک گروہ کو شہباز خان سے جدا کردین۔ فرستادہ نے آنکر بہت کوشش کی۔ اور ہمراہیون نے احتیاط کی۔ اور سودمندی۔ بے پروائی زبان زدگی گذارش کی — ناگزیر اسکو مقام پناہ کی جستجو کرنی چاہیے تھی۔ مگر اس نے ان باتون کی کچھ قدر نہین کی۔ اسی اثناء مین ایک فوج نمودار ہوئی جسکو وہ اپنی کمک سمجھا اور مہمانی کے سامان تیار کرنے لگا۔ چند قدم گیا تھا کہ معلوم ہوا غنیم کا لشکر ہے ہر چند ہوا خواہون نے سمجھایا کہ پناہ گاہ مین چلا جاے اور وہان اپنا لشکر جمع کرے کمک کا انتظار کھینچے۔ مگر کچھ سودمند نہ ہوا۔ لڑنے پر تیار ہوا۔ کچھ آدمی یہ کہہ کر کہ سامان نبرد تیار کرتے ہین جدا ہوگئے۔ پندرہ آدمی اس کے ساتھ تھے کہ لڑائی شروع کی

سلے خویش فریدون حسین و علی یار نے نقد زندگی دیکر نا موس جاوداں خریدی۔
اور ترسون خان زخمی ہوکر زندہ گرفتار ہوا معصوم خان نے مہر و محبت کی باتین بنائین
کہ اسکو اپنا ہمداستان بنائے مگر اس اخلاص مرشت نے ان باتون پر سرزنش کی۔
اس نے اسکو مار ڈالا۔ پیرانہ سرمین یہ نیک نامی جاوید حاصل ہوگئی۔

ہم اوپر لکھہ چکے ہین کہ لشکر بنگالہ کچھہ توشہباز کے ساتھہ بھاٹی گیا تھا اور
کچھہ وزیر خان کے ساتھہ حدود بردوان مین قتلو خان کی چارہ سازی کے لئے
بیٹھا تھا۔ اس لشکر سے قتلو مدارا کی باتین سنا رہا تھا کہ صادق خان آیا۔ وہ
معاملہ دانی کا کاربند تھا۔ قتلو اس کے خوف سے بھاگ کر اڈیسہ مین گیا۔ امراء
اسکے تعاقب مین ایک کوس کے فاصلہ پر پہنچے۔ وہ سراسیمہ ہوکر ھرپور کے درخت زار
مین ٹھیرا۔ زر کے ساتھہ زاری شروع کی۔ امراء نے آزورزی اور آزار لشکر کشی کے
سبب سے اسے منظور کیا اور اسی منشور شاہی کو دستاویز بنایا کہ اگر قتلو اطاعت اختیار
کرے تو اڈیسہ اس کو دیدیا جاوے۔ اس نے سپاس گذاری کے لئے اپنے برادر زادہ
کو بادشاہ کی خدمت گری کے لئے روانہ کیا اور ساتھہ ہاتھی اور اور اسباب نذر کے
لئے بھیجا۔ شیخ ابراہیم فتحپوری انکو اوائل تیر ۹۹۲ھ مین بادشاہ کی خدمت مین لایا
جب یہ انجمن آشتی پیراستہ ہوئی تو وزیر خان ٹانڈہ مین واپس آیا اور صادق
پٹنہ مین گیا۔ ہر ایک نے اپنی جاگیر مین جاکر بنگامۂ شادی آراستہ کیا۔

جب شہباز خان حدود بھاٹی مین آیا۔ دریاے برہم پتر کی ایک شاخ بہتی
ندی تھی اس کے کنارہ پر اسنے اپنا بنگاہ بنایا۔ اس نے غنا سپاسون کو مارا۔ نہ
اونکو آوارہ کیا۔ بلکہ ۔ ۔ ۔ پیغام گذاری اور اندرز گوئی سے اونکو اپنی راہ پر لانا
چاہا۔ اس کے جواب مین عیسیٰ نے بھی چکنی چپڑی باتین بنائین اور زمانہ باتون
مین کاٹا۔ جب معلوم ہوا کہ زبان و دل مین یکتائی نہین ہے تو شورش آویزش برپا
ہوئی۔ سات مہینے تک لڑائی رہی۔ مناسب یہ تھا کہ دو نو چراغ آگہی کو روشن

قتلو کی رائی کا مطیع ہونا ۹۹۲ھ

شہباز خان کا مکہ بھائی کو بنگالہ بھیجنا

۱۰۱۰ھ

کرتے اور نیالش گری اختیار کرتے۔ مگر خود غنودگی سے تیرگی نے افزایش پائی اور بخوت بڑھائی۔ شہباز خان خود بینی سے دل آزاری کرنے لگا اور سررشتۂ تدارک کو چھوڑ کر بیہودہ باتین بنانے لگا۔ مخالف کی بھی تہ کاری زیادہ ہوئی۔ لوٹ کا بازار گرم ہوا۔ سرمایۂ زندگی گران ارز ہوا۔ غنیم کو یہ خیال تھا کہ برسات مین لشکر شاہی ضرور لوٹ جائیگا لیکن بارش کم ہوئی تو شدت مندگی مٹانے کے لئے اس نے بہت سے بیلدار جمع کرکے دریا پر پرم پتر کو پندرہ جگہ سے کاٹ کر بادشاہی موچلون مین چھوڑ دیا کہ جس سے وہ بالکل ڈوب گئے اور بڑی جنگی کشتیان بلند سر اور لمبی شہباز خان کے قلعہ کے پاس لایا۔ ان کشتیون کو یہان کے لوگ پتارہ کہتے ہین طرفین سے توپ اندازی اور بندوق افروزی شروع ہوئی اور لشکر شاہی مین ۰۰ پراگندگی آئی کہ مخالفون کی کشتیون کا سرگروہ بندوق سے مارا گیا۔ کئی کشتیان ٹکرا کر ڈوبین اور دفعتہً پانی کم ہوگیا۔ ناچار دشمن بھاگے اور بہت سی سیلاب نیستی مین دھسے۔ ہر مورچل مین پادشاہی لشکر کو فتح ہوئی مگر سید حسن نگہدار ڈھاکہ کو مغلوب کرکے پکڑ لیا اور اس گرفتار کی معرفت صلح کا ڈول ڈالا۔ شہباز خان نے اسے قبول کیا۔ عیسیٰ خان نے فرمان پذیری پر کمر باندھی اور خدمت گذاری کو وہ اپنی رستگاری سمجھا۔ قرار یہ پایا کہ بندرسنارگانو مین بادشاہی داروغہ ہو اور معصوم خان حجاز جاے۔ اور ہمیشہ پیشکش بھیجی جاے۔ عیسیٰ نے بہت سا مال خرچ کرکے امرا کو راضی کرلیا۔ لشکر شاہی نے یورش کیا۔ جب شہباز خان بدیون پر سے اتر کر بھوال مین آیا اور اوسکو امید تھی غنیم کی گرفتار کردار کی صورت مین آئے لیکن لشکر شاہی کے بدگوہرون نے ایسی ناسزا گفتار اس زمیندار کے ساتھ کین کہ وہ دودلہ ہوگیا اب وہ کچھ اور شرطین پیش کرنے لگا۔ سپہ آرا کا دل آشفتہ ہوا۔ اس نے کہا کہ ہر وقت حاے کو بدلنا اور نئی باتین بنانی درست اندیشون کا کام نہین ہے۔ سخت روئی اور درشت گوئی کا آغاز ہوا اور آویزش

پر آمادگی ہوئی۔ ۱۹ ربیع ماہ الٰہی ۹۶۲ھ کو عیسیٰ لڑائی پر متوجہ ہوا۔ امرا شاہی نے اپنی کوتاہ بینی و تباہ سگالی سے اپنے نقصان مین فائدہ جانا۔ اور شہباز خان کی شکست کو اپنی درستی۔ اول محب علی خان بغیر لڑے لشکر سے اوٹھ کر چلا گیا۔ ہر ایک امیر اپنی جگہ چھوڑ جہان اسکا جی چاہا چنپت بنا۔ شاہ قلی محرم کچھ لڑا۔ آومیون کے ہمراہی نہ کرنے سے زخمی ہوا اور بھوال کو چھوڑ دیا۔ شہباز خان خواب سے بیدار ہوا۔ تالیف قلوب کرنے لگا۔ لیکن پشیمانی بیجا مین فائدہ نہ تھا۔ ناگزیر دار الملک ٹانڈہ کی طرف چلا۔ ہزاری اندوختے برباد گئے۔ پسران یعدل اور اور آدمی اس کے اسیر ہوئے۔ شیخ محمد غزنوی اور بعض امرا ڈوب گئے۔ کھنکار و سید عبد الرحمن و راجہ گوپال و میرزادہ علی خان اتالیق ہنچا بازگشت مین ترخان دیوانہ و مرزا محمد و نور روز سی قافلہ سے بوغارت گری سے واپس آگئے تھے مل گئے اور بدنصیبی سے یہ سمجھے کہ وہ اپنے ہی ہین۔ جب دونون گئے تو لڑائی ہوئی۔ نوروز مارا گیا اور سرکش بھی بھاگ گئے۔ بادشاہی لشکر کو فتح ہوئی۔ بہت غنیمت ہاتھ آئی۔ آٹھ روز بعد یہ امرا شیر پور مین آگئے۔ شہباز خان کا ارادہ یہ تھا کہ یہین لشکر کو درست کرے اور پھر جا کر لڑے۔ مگر اسکی بدخوئی کے سبب سے اس کے ہمراہ عاجز ہو گئے تھے وہ اس بات پر دل نہاد نہ ہوئے۔ جب وہ ملک ٹانڈہ مین آئی تو وزیر خان کشادہ پیشانی اور گرم خوئی سے پیش آیا۔ شہباز خان اپنے پہلے منصوبے کو کام مین لانا چاہتا تھا۔ مگر رایون مین اتفاق نہ ہوا اور دلون سے دورنگی نہ نکلی ناگزیر اس سے بادشاہ پاس جانے کا قصد کیا۔ بادشاہ نے آگہی پاکر چند سزاول بھیجے کہ اسکو واپس بھیجین۔ اور ہر ایک امیر کے مناسب سرزنش کرکے نصیحتین ہوش افزا فرمائین۔ سعید خان اورا اور صوبہ بنگ و بہار کے اور جاگیرداروں کے نام فرمان صادر کیا کہ یک جہتی کرکے اس بومی کو سزا دینے مین کوشش کرین۔ اول پیشرو خان و خواجگی فتح اللہ کو اس خدمت پر روانہ کیا اور بعد ازان راما ں کچھواہہ اور مجاہد کنبوہ کو کہ تلخ بختون سے شیرین کام کرکے نگامہ کو گرم کرین۔

معصوم خان کابلی کا بغاوت پر آمادہ ہونا ۹۹۳ھ ۲۹

ہم نے اوپر لکھا ہے کہ بھائی کے لشکر کو خود پرستی اور نا توان بینی سے کیا پیش آیا۔ شہباز خان شکایت کرتا ہوا پادشاہ کی طرف چلا۔ صوبہ بہار کے امراء مین سے محب علی خان کے سوا، کوئی اپنے تیول مین نہین بیٹھا۔ عیسیٰ نے دور اندیشی سے اپنا بنگالہ نہین چھوڑا۔ اس کے اشارہ سے معصوم شیر پور مین آیا بعض سرکشون نے مالدہ سے لیکر ٹانڈہ سے بارہ کوس پر عمل دخل اپنا کر لیا۔ وزیر خان کو لڑنے کی تو توفیق نہ ہوئی مگر وہ اپنی جگہ کو سنبھالے رہا۔ اور شیخ زبرگ ٹانڈہ کو دشمنون سے بچا لیا پادشاہی لوگون نے سخت گوئی اور راست گذاری سے شہباز خان کو بازگشت پر اور بہار کے اور جاگیرداروں کو مقصود پر رہ گرای کیا او۔ یک جہتی اُن مین پیدا کی۔ شہباز خان پاس فریان والا آیا کہ اگر اور سپاہ درکار ہو تو راجہ تو ڈرمل اور مُطلب خان و شیخ جمال بختیار کو بھیجدین۔ اس کی عرضداشت جواب مین آئی کہ یہان لشکر بہت ہے اور سب کارگذاری پر آمادہ ہین۔ ۱۰ ذی الحجہ ۹۹۳ھ کو وہ بنگالہ مین آئے اور ولایت بھاٹی کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ دشمن سراسیمہ ہو کر بے لڑے بھاگا۔ جمنہ کے کنارہ پر اطلاع ہوئی کہ معصوم خان شیر پور مین ہے اور اسکو خیال بھی نہین ہے کہ لشکر شاہی دریا سے پار آئیگا۔ شہباز خان نے دریا کے پار جانے اور آگے بڑھنے کو لشکر سے کہا امراء نے اسکو پسند نہین کیا۔ رامداس اور خواجگی فتح اللہ کی کاردانی اور کوشش سے بہانہ وزری اور گران پائی کوجانہین ہی کام ونا کام اس دریا سے وہ گزرے۔ جب نزدیک پہنچے تو غنیم بھاگا۔ کچھ دشمن اسیر ہوئے بہت غنیمت ہاتھ آئی۔ ملک کو چھوڑنا اور سب امرار کا دشمن کے پیچھے جانا مناسب نہ تھا۔ اس لئے شہباز خان اور شاہ قلی یہان رہے وسعید خان و وزیر خان و صادق خان و محب علیخان و سید عبد اللہ خان آٹھوین بہن کو آگے روانہ ہوئے۔ رامداس و خواجگی فتح اللہ ان کے ساتھ ہوئے جو ملک پہلے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ اب وہ حاصل ہو گیا تھا اور غنیمت بھی ہاتھ لگی تھی۔ اس لئے یہ سب شیر پور مین آئے۔ اب لشکر مین دوئی اور دورو ئی نہین تھی۔

جب لشکر شیر پور مین آیا معصوم خان اڈیسہ کی طرف فتح آباد سے بھاگا اور دستم خان قاقشال نے اس طرف توقف اس نظر سے کیا کہ بادشاہی سپاہ کے ٹکڑے ہو جائین گے تو مجھے موقع ملے گا کہ مین اُس پر دستبرد کرون - اسی معصوم خان کے آنے کا علم بھی نہ ہوا تھا کہ اس سرکش نے لشکر گاہ شاہی سے بارہ کوس پر شورش برپا کی - شاہ قلی محرم و محب علی خان و راجہ گوپال داس و میرزادہ علی خان اور خواجہ باقر لڑنے کو چلے تو وہ بھاگا اور اُمراء شاہی نے اسکا تعاقب شہزادپور تک کیا -

تباہ بینی و غرض پرستی عقل صلاح اندیش کو دیوانہ بناتی ہے اور گوش حق نیوش کو سیماب غفلت مین آگندہ کرتی ہے - بادشاہ کی نصیحتین کچھہ کام نہ آئین - بدسگالونکی ہمراہی شہباز خان کو شورش مین لائی - پھر اسنے مدارا کی راہ چھوڑی - صادق خان کا دل بیکار ہوا - اور زبان دلشکنی کرنے لگی - اس گروہ مین جانفشانی ہمت تھی مگر خرد معاملہ دان ہمراہ نہ تھی کہ اپنے خداوند اور بادشاہ کے برآمد کار مین خویشتن بینی کو چھوڑ کر بزم آرائے دوستی ہوتے - اپنی ناستودہ خواہشون کے زیر بار ہوئے اور بے ہنگام چشم شروع کیا اور انصاف کو چھوڑا اور بے راہ چلے - اگرچہ سرگروہ حرف اخلاص کو زبان پر لاتے تھے مگر اس مین راستی نہ تھی -

پہلے اخلاص مندون کی دو قسمین دانشمند کر گئے ہین - ایک وہ اخلاص مند ہین جو اپنی آئین یکتائی کو اپنی سود اندوزی کے لئے قبول کرتے ہین اور اس روش سے اپنی خود کامی کے پایہ کو بلند کرتے ہین - اگرچہ یہ لوگ سوداگرون سے آگے قدم رکھتے ہین لیکن آگاہ دل ان سودبندون پر بیگانگی کا نام نہین رکھتے ہین دوم وہ اخلاص مند والا نگہ حقیقت پژوہ ہین کہ غرض دشمن دل کو فروغ دوستی سے روشن کرتے ہین - خدا کے برگزیدون کو اپنا سردار بناتے ہین اور تعجب اس مین یہ ہے کہ سرمایہ کام روائی انکو اس طرح ملتا ہے جیسے کہ کسان کو سوشی کا چارہ - درازی داستان کو بہتی گفتار کے بعد امراء شاہی نے مدارا کے وقت درشت گوئی اور سخت گیری اختیار کی - ان دنون مین معصوم خان کی شورش کی شہرت تھی

دستم قاقشال کا مرعوب ہونا ۹۹۳ھ - بادشاہی لشکر کی تعاقب دو کروہون تک ہونا ۹۹۳ھ -

یہ قرار پایا کہ غنیم دو جگہ ہے اسلئے بادشاہی فوج بھی دو فوجین ہوکر خدمت بجا لائے
۲۰ بہمن ۹۹۳ھ کو وزیر خان و شاہ قلی خان محرم و صادق خان و محب علیخان و
راجہ گوپال و کیچک خواجہ نے معصوم خان کو شکست دینے کی خدمت لی اور جدائی اختیار کی
شہباز خان و بہادر خان و سید عبداللہ و میرزادہ علی خان بابوے مشکلی تمر بدخشی
و شاہ قاسم نے اور ترسون خان کے بھائیون ابابکر اور امرز نے اس طرف کے بدنہاد دلون
کی چارہ گری کو اپنے ذمہ لیا۔ اسی طرح ہر روز کی خانگی پرخاش دور ہوئی اور ہر گروہ
اپنی خدمت پر مستعد ہوا۔

معصوم خان نے لشکر شاہی کی آمد سنی تو اس نے مقام ترجہانی جہان گنگا
جمنہ و سالبی اور سرو ملتی ہین دو قلعہ بنائے (آرایش محفل مین لکھا ہے کہ ڈھاکہ سے کچھ
فرسنگ پر گنگا کی دو شاخین ہوتی ہین۔ ایک شاخ پدما و تی تو مشرق کی طرف بدکر
پرہم پتر مین چٹ گام مین ملتی ہے اور دوسری شاخ شمال کو بہ کر تین شاخون مین تقسیم
ہوتی ہے جنکے نام ہرستی جمنا۔ گنگا ہین) بیک محمد والغ بیگ لاچندا اور بدگوہرون کو زمینداروں کے
ساتھ یہان بٹھایا اس کو وہ دربند سمجھا اور آپ پیچھے جاکر ٹھیرا۔ امرا پیکار ہنگامہ آرا
ہوئے۔ عیسیٰ نے کاردانون کو بھیجکر لا بہ گری کی مگر اس کی شنوائی نہ ہوئی لشکر شاہی
نے کشائش قلعہ پر ہمت لگائی سخت لڑائیان ہوئین۔ ہر بار غنیم ایک انبوہ کے ساتھ
بھاگا۔ ۱۲ فروردین کو ایک قلعہ کو کشتیون کی لڑائی سے لے لیا اور دوسرے کو دوسرے
دن فتح کر لیا۔ پھر معصوم خان کی طرف توجہ کی۔ اس مین لڑائی کی تاب نہ تھی اس نے
دریا نوردی اختیار کی۔ ناسپاسون کے ہجوم سے اور شورش دریا سے اس کی کشتی
ڈوبی۔ بہت تگاپو کرکے بیم جان کنارہ پر گیا۔ اسکی دوسری دفعہ بے آبروئی ہوئی
ظاہرا تاجور مین شورش برپا کر رہا تھا۔ تمر بدخشی نے بری طرح لڑکر شکست پائی جس سے وہ
اور بدمست ہوا۔ ترخان دیوانہ دارالملک ٹانڈہ مین آیا اور فتنہ برپا کیا اور بعض
نے گھرون مین آگ لگائی۔ شہباز خان نے قاسم خان و محمد خان و محمد خان نثار کو

معصوم خان کابلی کا دخل ہونا ۹۹۳ھ

جسکیوجہ اس کی خوب مالش کی اور وہ ولایت موزنگ مین بھاگ کر مرگیا اور اس طرح ظاہر بھی ناکام رہا۔

جب امرار بہار خدمت گذاری کے لئے بنگالہ دوڑے گئے۔ یوسف افغان نے تاخت و تاراج شروع کی۔ حبیب علی پور محب علیخان جوش جوانی مین آکر اس سے لڑا اور مارا گیا۔ محب علیخان اس سے بڑا پریشان ہوا اور جانے کے لئے بیتاب ہوا۔ مگر امرار بنگالہ نے اسے جانے نہ دیا۔ شاہ قلی خان محرم بادشاہ پاس جاتا تھا اس سے کہا کہ وہ راستہ مین یوسف کو ٹھیک بناتا جائے اس نے تھوڑے دنون مین باغیونکو برباد کردیا۔

اوپر بیان ہوا کہ امرار بنگالہ نے اپنی خود بینی اور غرض پرستی سے رشتہ یکدلی کو توڑا۔ صادق خان ایک طرف ہوا اور شہباز خان دوسری طرف جہالت کی ترقی تھی اس لئے یہ جدائی سود مند نہ ہوئی۔ کام دونونے چھوڑا لیکر آپس مین کین توزی شروع کی بادشاہ نے خواجہ سلیمان کو نصیحت کے لئے فرمان دیکر بھیجا کہ ایک کام دو گروہ کو سونپنا شائستگی نہین رکھتا خیر سگال کار دیدہ انجمن آرا ستہ کرین اور سپاہ کی سرداروں مین ژرف نگہی کو کام مین لائین ان مین سے جو چاہے بنگالہ کا انتظام اپنے ذمہ لے اور دوسرا صوبہ بہار مین چلا جائے۔ خواجہ اول صادق خان پاس گیا اس نے خانہ کاری سے بغیر اسکے کہ دونو گروہ جمع ہون بنگالہ کے انتظام کو اپنے ذمہ لے لیا شہباز خان اور سعید خان اور سرداراس سے درہم ہوئے بغیر اسکے کہ بنگالہ بالکل فتح ہو وہ اس سے باہر نکل گئے۔

لشکر شاہی کے آنے سے عیسیٰ زمیندار اگرچہ پریشان خاطر تھا مگر اس نے دیکھا کہ بزرگان لشکر اپنی غرض پرستی اور کوتاہ بینی سے باہم عناد رکھتے ہین تو اس نے کچھ دنون آرام کیا۔ عاقبت بینی سے اس نے صادق خان اور اور سرداران لشکر کے پاس اپنے کاروان آدمی بھیجے اور لابہ گری نیتا کی

صادق خان کا بنگالہ مین مقرر ہونا ۹۷۳ھ

یہ قرار دیا کہ معصوم خان کابلی کو حجاز روانہ کرے اور خود بندگان سعادت سرشت
مین داخل ہوکر خدمت گذاری کرے اور اپنے خویشون مین سے ایک کو بادشاہ
کی پرستاری کے لئے بھیجے اور عمدہ پیش کش روانہ کرے اور اس شورش مین لشکر
شاہی کا جو کچھ گیا ہوا وسکو حوالہ کرے وہ اس سامان مین تھا کہ بنگالہ سے شہباز خان
وسعید خان اور امراء چلے آئے جسکا اوپر بیان ہوا تو پھر عیسیٰ نے سرشتہ نیاز کو
چھوڑا اور بڑی خواہشین کرنے لگا۔ امراء نے ولایت کا ایک حصہ اوسکو دیا اس نے
بھی کچھ اطاعت اختیار کی۔ ہاتھی اور توپ وغیرہ جو کچھ اسکو ہاتھ آئے تھے واپس
بھیجدیئے معصوم خان کو اُس نے نہین بھیجا۔ مگر فتنہ اندوزی سے باز رکھا۔ شہریار
نے صلح کو منظور کرلیا۔ مگر امراء کے اس طرح چلے آنے کو ناپسند کیا۔ خواجہ سلیمان
نے عرض کیا کہ مین نے شہباز خان سے ہرچند کہا کہ چند روز بنگالہ مین توقف
کرے مگر اُس نے غصہ سے قبول نہین کیا۔ بادشاہ نے خواجہ کو ناظر دولت کے
ساتھ پھر روانہ کیا کہ وہان جاکر شہباز خان کے کام سے مطلع ہو اور امراء کو نکوا کر
اُس زمانہ مین کہ اس ملک کو کچھ امن تھا امیر اس سبب سے کہ عیسیٰ اپنی قرارداد کا کاربند
ہو نواحی اڈیسہ مین چشم براہ تھے کہ اس بدعقل نے سلیمان سرٹینی کی دستیاری
سے فتنہ انگیزی کی اور افغانون کا ایک ہنگامہ جمع ہوا اور لوٹ مار کرنے لگا۔
وزیر خان صالح پور پر گیا۔ بردوان کے قریب لڑائی ہوئی۔ خوب لڑکر بردوان
مین مجبوراً وہ حصاری ہوا امراء نے اطلاع پاکر اس کی کمک کے لئے فوج روانہ کی
خود بھی پیچھے چلے۔ جب پہلے فوج غنیم سے چھ کوس پر پہنچے تو دشمنون نے حصار کا
محاصرہ چھوڑ دیا اور کارزار پر آمادہ ہوئے۔ دریائے دمگل کوٹ پر لشکر شاہی
ٹھیرا اس پاس اور سپاہ بھی آگئی اور دریا سے ہاتھی پر سوار ہوکر پایاب
ہوسکتے تھے اس اثنا مین خواجہ سلیمان وناظر دولت بادشاہ کے پاس سے
آئے اور فتح کی نوید لائے۔ تھوڑے عرصہ مین دریا کی برابر دو کوس قلعے

امراء کا کرانی کی شورش کا فرو ہونا ۹۸۳ھ

بنالئے کہ دریا سے گذرنے کے وقت مخالف چیرہ دستی نہ کرے ۱۳ خرداد ۹۹۳ھ کو امراء کو فتح ہوئی اور انجمن نشاط آراستہ ہوئی۔ رات بھر بارش رہی صبح کو سپاہ نے بارش مین دریا سے عبور کیا۔ کچھ آدمی اور گھوڑے سیلاب مین بہ گئے۔ غنیم نے صف آرائی کی۔ صادق خان صفین آراستہ کرکے قلعہ مین جاکر سو رہا اور کارآگاہون کو مقرر کیا۔ کہ فوجون کو درست رکھین۔ دوپہر ہوئی تو دشمنون نے یہ خیال کرکے کہ آج لڑائی نہین ہوگی وہ اپنے بگاہ کو چلے گئے تو صادق خان نے لڑنے کا ارادہ کیا اور امراء سے کہا کہ میری یہ تدبیر اس لئے تھی کہ دشمن عنان تاب ہو۔ اب مین لڑنے پر آمادہ ہون۔ دلاور میدان جنگ مین آئے۔ غنیم نے بھی اپنے لشکر کے دو حصے کئے۔ ایک زیر خان سے اور دوسرا صادق خان سے لڑنے لگا۔ وزیر خان کو شکست ہونے کو تھی کہ محب علیخان و میرزادہ علیخان نے اُسے جاکر سنبھال لیا۔ تھوڑی دیر مین مخالف کو بے آبرو کیا۔ تین سو آدمی غنیم کے مارے گئے اور سو آدمی بادشاہی کام مین آئے۔ شاہی لشکر نے تعاقب کرکے ہزار آدمی اور مارے اس ملک سے فتنہ دور ہوا۔

جب بنگالہ کو بغیر انتظام کے چھوڑکر امراء باہر چلے آئے تو دستم قاقشال نے گھوڑا گھاٹ کے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ سیف الملک و خواجہ مقیم نے قلعہ کی اچھی نگہبانی کی اس اثنا مین بابوے منگلی لشکر پور سے آیا۔ مشہور یہ ہوا کہ محب علیخان آنکر ملا ہے۔ غنیم قلعہ کو چھوڑکر دور چلا گیا۔ بادشاہی لشکر نے باہر آنکر ہنگامہ پیکار گرم کیا اور اپنے گروہ کے ساتھ مارا گیا۔ دستم بھاگا اور اپنے گروہ کے ساتھ مارا گیا۔ اسکا بیٹا توشقال اسیر ہوا۔ بادشاہ کو معلوم ہوا کہ تنہا وزیر خان اس ملک کی مہمات کو سرانجام نہین کرسکتا اور ابھی سرکش اپنی ناسپاسی سے باز نہین رہتے۔ اس لئے شہباز خان کے چھوٹے بھائی کرم اللہ کو بادشاہ نے بھیجا کہ وہ اپنے بڑے بھائے کو بنگالہ لیجاے بادشاہ دریاے بہت کے کنارہ پر تھا کہ اس نے سنا کہ شہباز خان اس کی خدمت مین بیتابانہ چلا آتا ہے تو اس نے سزاول بھیجے کہ اُسکو کام ناکام الٹا لیجائین

دستم قاقشال کا مارا جانا ۹۹۳ھ۔ صوبہ بنگالہ کا امرائے اکبری مین شامل ہونا

وہ جونپور مین اس سے ملے - وہ ۲۰ بہمن سنہ ۹۹۲ کو بنگالہ کا پاسبان ہوا اور ان کے دل سے
اور دست کشادہ سے اس نے دلون کو صید کیا - سب کج گرا افغانون نے اطاعت
اختیار کی اور شورشون کی گرد بالکل بیٹھ گئی - زیردستون کو آسودگی ہوئی -
عیسیٰ کی کین توزی کے سبب ملک بھاٹی کو سپاہ روانہ کی - صادق خان نے جو
ملک آشتی کے سبب سے دیدیا تھا وہ لے لیا - بندر چاٹگانو تک قبضہ ہو گیا - عیسیٰ نے
بہت سے تحائف بھیج کر لابہ گری کی اور گذارش کیا کہ معصوم نے اپنی بدبختی سے
تا سپاہی اختیار کی تھی اب وہ لرزان ہی چاہتا ہے کہ چند دنون غائبانہ شا
پرستاری کرے اور اب وہ اپنے بیٹے کو بھیجتا ہے - یہان جواب ملا کہ بہتر یہی ہے
کہ وہ حجاز جاے اور وہان سے پھر کر پادشاہ پاس آئے - قتلو سے بھی افغان
جدا ہو کر شہباز خان سے آن ملے اس نے ملک اڈیسہ اسکو دیدیا -

اڈیسہ اور دکن کے درمیان ایک آباد ملک کونکرہ ہے - یہان کا زمیندار مادھو سنگھ
اس سبب سے کہ ایک کوہ دشوار گذار اس پاس تھا بڑا غرور کرتا تھا - پادشاہی لشکر نے وہان
جاکر لوٹ مار کی اس نے بھی مالگذاری کا اقرار کر کے اطاعت اختیار کی - مرزا ان مکر نے
بہت سے ہاتھی اور مال اسباب بھیجکر یک جہتی اختیار کی - کی تعجب ہی کہ امراء بزرگ مین سے سوا
وزیر خان کے کوئی اور نہ تھا کہ یہ سب کام شائستگی کے ساتھ بجا لاتے اس دیار مین سب سے
زیادہ ضروری اسباب نبرد مین سے نوارہ ہے - اس کا بھی انتظام بچہہ نہ تھا - اور
دشمن پاس جنگی کشتیان بہت تھین -

۲۱ امرداد سنہ ۹۹۶ھ کو وزیر خان نے اس دنیا سے انتقال کیا اور اوسکی جگہ
سعید خان صوبہ بہار سے بنگالہ مین مقرر ہوا اور راجہ بھگونت سنگھ اور مان سنگھ
صوبہ بہار مین اقطاع ملین گھوڑا گھاٹ مین بایندہ خان جاگیردار مقرر ہوا جب
سعید خان بنگالہ پہنچ گیا تو شہباز خان پادشاہ پاس آگیا -

سنہ ۹۹۷ھ مین راجہ مان سنگھ کی پیش کش بہار سے پادشاہ پاس آئی

صوبہ بہار میں راجہ مان سنگھ کا انتظام ۹۹۰ھ

اور سنہ ۹۹۰ھ کے آخر میں بنگالہ کی مہم پر روانہ ہوا

۔ سنہ ۹۹۰ھ

اور صبح آگہی کو مردانگی کے ساتھ ہمدوش اور ہمت کو جد کاری کے ساتھ ہم آغوش کیا۔ اس طرف کا بالکل انتظام کرلیا۔ سرکشون کو فرمان پذیر بنا یا۔ پورنمل کیڈھوریہ بڑی خود بینی و نخوت فروشی کرتا تھا۔ راجہ چاہک دستی کرکے اسکے بنگاہ پر چڑھ گیا۔ اور ناکامی مین وہ اپنے قلعہ کو پناہ سمجھتا تھا اسکو نہ بچا سکا اسکی شورش بدمستی افسردگی خمار بنی لابہ گری کرکے پناہ مانگی۔ نامور ہاتھی اور منتخب اسباب سپاس گذاری کے ساتھ پیش کیا۔ اپنی بیٹی راجہ کے بھائی چندربھان کو بیاہی۔ پھر راجہ سنگرام کو درست کرنے راجہ گیا وہ فرمان پذیر ہوا۔ ہاتھی اور اس ملک کے تحائف نذر کئے۔ پٹنہ مین اجہ آیا۔ اننت پر چڑھ کر گیا۔ بہت غنیمت جمع کی راجہ کے بیٹے جگت سنگھ نے بھی یہ خدمت کی کہ ناگہانی بنگالہ کے سرکشون مین سے سلطان قلی قلماق اور کجکینہ نے فتنہ برپا کیا۔ گھوڑے گھاٹ کی راہ سے تاجپور اور پرنیہ کو لوٹا مارا اور درھنگہ مین آئے۔ فرخ کی ہمت نے یاوری نہ کی وہ پٹنہ مین آیا جگت سنگھ جو قصبہ بہار کا پاسبان تھا پیکار کے لئے آمادہ ہوا۔ فرخ خان اور اقطاع دار اوس کے ساتھ ہوئے۔ جب وہ حاجی پور سے سات کوس پر پہنچے تو غنیم نے اپنے مین لڑائی کی طاقت نہ دیکھی۔ بھاگ گیا۔ تیزی کے ساتھ اوسکا تعاقب کیا۔ اور ان کے اندوختون پر قبضہ کیا۔ راجہ نے نفائس غنیمت اور ۵۰ ہاتھیون کو بادشاہ پاس بھیجا۔

جب راجہ مان سنگھ کی کاردانی سے صوبہ بہار کا انتظام ہوگیا اور گردن کش تابع ہوگئے تو سنہ ۹۹۰ھ کے آخر مین چہار کھنڈ کی راہ سے ملک اڈیسہ کے فتح کا ارادہ راجہ نے کیا اور بھاگل پور کے نزدیک توقف کیا اور سعید خان حاکم بنگالہ کو ہمراہ لیا۔ برسات کے قریب آنے سے اوقت پر یہ کام مقرر کیا۔ سنہ ۹۹۰ھ کے شروع مین بردوان کی راہ سے روانہ ہوا۔ پہاڑ خان۔ بابو بنگلی رای پتر داس کو توپخانہ کے ساتھ بنگالہ سے ساتھ لیا۔ جہان آباد مین بنگاہ بنا یا۔ برسات کے ختم ہونے پر یہ خیال تھا کہ سعید خان و مخصوص خان اور اور زمیندار آران ملینگے

۔ سنہ ۹۹۰ھ

قتلوخان جس پاس اڈیسہ تھا وہ لشکر شاہی سے پچیس کوس پر آیا۔ اور لڑائی کی تیاریان کرنے لگا۔ بہادر کورو کو بہت سپاہ کے ساتھ راے پور بھیجا۔ راجہ نے ایک فوج اسکی مالش کے لئے بسرکردگی جگت سنگھ روانہ کی۔ بہادر حصاری ہوا اور لابہ گری کی۔ جگت سنگھ نوجوان ناآزمودہ کار کو افسانے سنا کر بے پروائی کی خوب مین سلایا اور خود قتلو سے مدد مانگی۔ ۲ خرداد ۹۹۰ھ کو جسوقت جگت سنگھ بادۂ غنودگی سے مدہوش ہو رہا تھا ناگہانی بہادر بہت سا لشکر لیکر اوسپر حملہ آور ہوا اور غالب ہوا۔ قتلوخان نے جلال خان کو اور بہت دلاورون کو بسرکردگی عمر خان برادرزادہ ومیر و پیر کاسو و خواجہ علیی اپنے وکیل کو روانہ کیا۔ ہرچند جمیز زمیندار نے بہادر کی حیلہ سازی کو اور اسکی باوری کے لئے لشکر کے آنے کو جگت سنگھ سے کہا مگر اسنے کچھ نہ سنا۔ ہزارون کوشش سے کچھ سپاہ قرولی کے لے بھیجی۔ غنیم درخت زار مین آیا خیمہ و پرتال کو یہان چھوڑ کر پوشیدہ راہ سے چلا۔ غنیم کے جلد پہنچ جانے نے لوگون کی غفلت کو اور زیادہ کیا آخر روز مین غنیم آیا۔ یہان نہ کوئی تدبیر تھی۔ نہ لشکر مین انتظام تھا۔ بہت سے بے لڑے پسر گئے کچھ لڑے۔ بیکہ راٹھور و ہیس داس و نرو چارن نے لڑکر جان دی۔ بادشاہی لشکر کو شکست ہوئی۔ لیکن اس طرف بھی عمر خان و میرو اور پسران ہمایون قلی مع اور عزیزون کے مارے گئے۔ نوجوان مدہوش جگت سنگھ کو جمیز اپنے گھر لے آیا۔ مشہور یہ ہو گیا کہ وہ مر گیا۔ راجہ نے انجمن برآرا کوئی مرتب کی اور چارہ گری کے درپے ہوا۔ بہت آدمیون نے یہ گذارش کی کہ مناسب یہ ہے کہ سلیم آباد مین جہان سپاہیون کا زور و زاد ہے آپکی جائین اور وہان سے آخر آمادۂ پیکار ہون۔ راجہ نے جواب دیا کہ انکا جانا غنیم کو اپنے اوپر دلیر بنانا اور مہم کو برباد کرنا ہے۔ اعزوں کو طلب کیا اور لڑنے کا ارادہ کیا۔ قتلو بیمار تھا شتابی سے دس روز مین پیمانہ عمر اسکا لبریز ہوا۔ خواجہ عیسی نے اسکے چھوٹے بیٹے لطیف خان کو باب کا جانشین بنایا۔ اس سے افغانون کا ہنگامہ کچھ افسردہ ہو گیا۔ لابہ گری اور چیرہ دستی کرکے وہ آشتی کے جویا ہوئے۔ سپاہ کی نزاردلی اور بارش کی فزونی سے صلح کی تو راجہ نے

قبول کرلیا اور یہ عہد ہوا کہ بادشاہی خطبہ و سکہ جاری ہو اور خدمت گذاری اور فرمان پذیری کے سوا کچھ اور خیال نہ کیا جائے۔ جگناتھ کہ سب سے بڑا پرستش کدہ ہے مع توابع کے خالصہ مین دیا جاے اور دولت خواہ زمینداروں کو کچھ آسیب نہ پہنچایا جاے مخالفون نے زمانہ سازی اور فریب کاری سے سب شرطون کو قبول کرلیا۔ ۱۴ ربیع الاول ۹۹۹ھ کو راجہ کے پاس پسر قتلو کو خواجہ عیسی لایا۔ ڈیڑھ سو ہاتھی اور بہت سی نفیس اشیا بادشاہ کے پیش کش کے لئے روانہ کئے گئے۔ راجہ نے اوسکی دلدہی کی اور خود بہار مین چلا آیا۔

جب تک عیسی خان زندہ رہا۔ عہد و پیمان برقرار رہا۔ جب وہ مرگیا تو عہد و پیمان ٹوٹ گیا۔ افغانون نے پرستش کدہ جگناتھ کو لے لیا۔ ولایت جہیر کو جو بادشاہ کا فرمان پذیر تھا لوٹ لیا۔ راجہ مان سنگھ آمشتی سے پشیمان تھا۔ اس نے بادشاہ سے اجازت حاصل کرلی کہ بنگ و بہار کی سپاہ اس خدمت پر نامزد کی جاے۔ ۲۳ آبان ۹۹۹ھ کو وہ دریا کی راہ سے چلا۔ اور قولک خان اور امیرون کو خشکی کی راہ پر روانہ کیا۔ مادھو اور لکھی رائے اور زمیندارون کو جہار کھنڈ کی راہ سے بسرکردگی یوسف خان والی کشمیر روانہ کیا۔ جب سپاہ بنگال مین آئی تو یہان کا سپہ آرا سعید خان بیمار تھا۔ راجہ کا رطبی کے سبب سے آگے روانہ ہوا۔ جب سعید خان اچھا ہوا تو وہ راجہ کے لشکر سے جا ملا۔ اس کے ساتھ اور امرا اور چھ ہزار پانچسو سوار تھے۔ بہت سے ملک پر قبضہ کرلیا۔ تبہ کار افغانونہ نے صلح چاہی۔ لیکن اس سبب سے کہ آزمودہ را آزمودن ابلہی است انکے پیغام صلح کو کسی نے نہ سنا۔ اور انکو پیمان شکنی پر لعنت ملامت کی۔ اگرچہ امرا رہنگا کہ آمشتی کرنے پر راضی ہوگئے تھے۔ پرگنہ ناپور کے درخت زار مین جو اڈیسہ کے وسط مین ہے غنیم مقیم ہوا۔ ۱۳ فروردین سنہ ۱۰۰۰ کو راجہ نے اپنی ہراول کو اجازت دی کہ ایک سرکوب کو کہ غنیم کے نزدیک ہے لیکر قلعہ بنائین غنیم نے دریا کے پار آکر اپنی سپاہ کو مرتب کیا۔ قتلو خان کے بیٹے نصیب خان اور جمال خان قلب لشکر مین تھے۔ تین ہزار سوار اور پچیس ہاتھی ان کے پاس تھے۔

جرانغار و براانغار مین دو ہزار سوار پچیس ہاتھی اور ہراول مین بارہ سو سوار اور اسی ہاتھی تھے خوب لڑائی ہوئی کچھہ دیر تک معلوم نہ ہوتا تھا کہ کون مغلوب ہوگا اور کون غالب مگر آخر کو بادشاہی لشکر کو فتح ہوئی اور دشمن کے تین سو آدمی اور بادشاہ کے چالیس آدمی مارے گئے۔ جب فتح مند سپاہ نے غلبہ کر لیا تو دوسرے روز جلیسر مین کہ اڈیسہ کے منتخب شہرون مین سے ہے وہ آئی۔ منبر پر خطبہ شاہی پڑھا گیا۔ سکہ نے بادشاہ کے نام سے رونق پائی۔ سعید خان بنگالہ مین آیا۔ تھوڑے دنون مین سب زمیندار اسکے مطیع ہو گئے اور اسکا سارا ملک پر قبضہ ہو گیا۔ راجہ مان سنگھ نے یہان کے فتنہ کو مٹایا۔ تصبہ بھدرک مین معلوم ہوا کہ پسران قتلو اور خواجہ سلیمان اور امراء مین سو ہاتھی لیکر قلعہ کٹک مین فراہم ہوئے ہین۔ یہ ایک حصار انتہا پر شور دریا کے کنارہ پر تھا۔ افغان جنگل مین کہ دریا شور سے ملا ہوا تھا بھاگ گئے۔ اور علاول خان خاصہ خیل قتلو نے قلعہ آل حوالہ کیا۔ کلکل گھاٹی کے قریب راجہ کہ اس سرزمین کا منتخب زمیندار تھا بادشاہی لشکر سے آن کر ملا۔ راجہ رامچندر نے پناہ مانگنے والون کو سارنگ گڈھ مین راہ دی۔ جب راجہ مان سنگھ کٹک پہنچا تو یوسف خان حاکم کاشمیر کو اسکے گرد چھوڑ گیا اور خود جگنناتھ کی جاترا کو اس قصد سے گیا کہ راجہ رام چندر سے نزدیکی ہو جاے اور فرصت پاکر اس پر دست بازی کرے جو اس نے سوچا تھا جب وہ عمل مین آیا تو وہ سلی مین آیا ہر روز لڑائی ہوتی اوسکی نصیحت گذاری سے رامچندر نے فرمان پذیری قبول کی اور اپنے بیٹے بیربل کو پیش کش کے ساتھ روانہ کیا راجہ کٹک مین پھر آیا اور قلعہ سارنگ گڈھ کے قریب ٹھیرا۔ اس وقت یہ معلوم ہوا کہ پٹھانون نے جلیسر پر حملہ کیا۔ بابو منگلی نے اپنے مین لڑنے کی قوت نہ دیکھی تو کنارہ کیا۔ راجہ نے بہارا خان کو بھیجا اس نے جلیسر کو پھر لے لیا اور افغانون کو پراگندہ کر دیا۔ سارنگ گڈھ مین جو افغان تھے وہ بھی راجہ پاس حاضر ہوئے۔ ہر ایک کو خسروانی نوازش کا امیدوار کیا۔

جب اڈیسہ کے سرتابون نے فرمان پذیری اختیار کی تو راجہ نے اپنی

سنہ ۱۰۰۱ھ — سنہ ۱۵۹۲ء + ۳۸

افغانون کا جلیسر پر حملہ ہونا

کاروائی کے سبب سے خواجہ سلیمان و خواجہ عثمان شیر خان و نصیب خان کو خلیفہ آباد
مین تیول دیئے۔ طاہر خان و خواجہ باقر انصاری کو ہمراہ لیا۔ اور جو ہرزہ درا تھا تھے۔
انکی جاگیرون کو ضبط کرکے انکو اپنے پاس طلب کیا۔ یہ جاگیردار ڈر گئے اور فتنہ افزائی
کو اپنی دستاویز رہائی سمجھے۔ ۷۔ بہمن سنہ کو گورکھپور کے قریب باقر چند ہاتھیون کو
لیئے اپنی جاگیر کو جاتا تھا اسکو انہون نے لوٹ لیا وہ زخمی ہوکر الگ ہو گیا راجہ نے
اپنے بیٹے ہمت سنگھ کو اوسکی مدد کے لئے بھیجا۔ مگر وہ کچھہ تھوڑی دور جاکر اُلٹا چلا آیا۔
ملک کو افغان لیتے ہوئے بندر سنار گانو کو چلے گئے۔ کچھہ قدرت نہ پاسکے ناکام رہے
اور چاندرائے کی بیگاہ پر متوجہ ہوئے۔ اس نے باپ کے کہنے سے انکی گرفتاری کا
ارادہ کیا۔ مگر جب دلاور سلیمان و عثمان نے چار کوس پر دائرہ بنایا یعنی ڈیرہ ڈالا
تو اس نے انکو جہان بلایا۔ ۵۔ اسفندیار سنہ کو وہ اس کے بیگاہ مین آئے دلاور
کسی کام کو اُٹھا تھا کہ اوسکو دستگیر کرلیا سلیمان کو جب معلوم ہوا تو وہ تلوار ہاتھہ مین
لے کر باہر نکل آیا اور کئی آدمیون کو مارا۔ چاندرائے اس کے پیچھے آیا۔ سلیمان کی مدد کو
گیا۔ اس سے سلیمان نے اپنے بچنے اور دلاور کی گرفتاری اور غنیم کے آنے کا حال کہا
اس سے ہنگامۂ جنگ برپا ہوا اس یوم مین نوکر اکثر افغان تھے وہ اس گروہ سے
مل گئے دونو ٹوٹی ہوئی پھر چاندرائے کے قلعہ مین گئے۔ اہل قلعہ نے جانا کہ چاندرائے آیا۔ قلعہ کا
دروازہ کھول دیا۔ اس طرح انکو چیرہ دستی حاصل ہوئی پھر وہ عیسیٰ زمیندار کی پناہ مین
چلے گئے۔ اور قلعہ اور ضلع کو کیدارائے پدر چاندرائے کو حوالہ کر گئے۔

شنبیوین خرداد سنہ کو راجہ مان سنگھ نے شیر بیگ نواچی باشی کے ساتھ جو
ایک سو ستائیس ہاتھی اور اسباب فتح اڑیسہ مین ہاتھ آئے تھے بادشاہ پاس بھیجے۔

پھر بھی نراین کوچ کامرزبان تھا جسکے پاس چار ہزار سوار اور دو لاکھ پیادے اور سات
سو ہاتھی اور ہزار جنگلی کشتیان تھین۔ یہ ملک بڑا آباد تھا۔ لمبا دو سو کوس اور چوڑا چالیس
کوس سے ستو کوس تک تھا مشرق مین دریا برہم پتر۔ شمال مین پایان تبت و آسام

جنوب مین گھوڑاگھاٹ مغرب مین ترھت سو برس پہلے کشنا یہان کا راجہ تھا اس کا پوتا بال گسائین تھا۔ اس نے اکبر کی ستایش مین ایک کتاب لکھی تھی۔ اس کتاب کو بھیش بھا اسا کے ساتھ بادشاہ کی نذر مین بھیجا تھا وہ آزاد رہتا تھا۔ پچاس برس کی عمر مین اپنے بھتیجے پات کنور کو اپنا جانشین کیا۔ اسکے بڑے بھائی شکل گسائین نے بھائی سے سیاہ کی اجازت کی درخواست کی اس نے بھائی کی محبت کے سبب سے اس درخواست کو قبول کیا بیٹا پیدا ہوا اچھی نراین اسکا نام رکھا۔ وہ اپنے باپ کی جگہ راجہ ہوا اس سے پات کنور نے شورش برپا کی اچھی نراین نے راجہ مان سنگھ کے وساطت سے بادشاہ کی اطاعت کرنی چاہی۔ راجہ مان سنگھ سلیم نگر سے آنند پور گیا اسکا استقبال چالیس کوس سے ہوا ۱۳ اردی ۱۰۰۹ھ کو ملاقات ہوئی۔ پھر راجہ اپنے گھر لے گیا اور اپنی بہن کی شادی راجہ سے کچھ دنون بعد کردی۔ مرزبان کوچ بھی حاکم بنگالہ پاس نہین جاتا تھا۔ سلیمان کررانی اس سے لڑنے گیا مگر ناکام پھرا۔

اچھی نراین مرزبان کوچ بہار کا مطیع ہو گیا تھا۔ پات کنور کچھ ملک دبا کے اس سے لڑنے گیا۔ بادشاہی لشکر بسرکردگی ججھار خان و فتح خان سوراد سکی مدد کو آیا۔ لڑائی ہوئی اور پات کنور کے بہت آدمی مارے گئے اور اسکو شکست ہوئی۔ بہت غنیمت ہاتھ آئی۔ عیسی زمیندار پات کنور کے یاوری کے لئے روانہ ہوا۔ راجہ مان سنگھ کو یہ معلوم ہوا تو اس نے ایک شائستہ سپاہ خشکی کی راہ سے روانہ کی اور اپنے بیٹے درجن سنگھ کے ہمراہ سپاہ دریا کی راہ سے بھیجی کہ وہ ان زمیندارون کی بیگاہ کو لوٹے اس لئے کہ خانگی شورش سے بہت نقصان ہوا ہے مگر کسی نے انکو اس کی خبر کردی۔ یہ دریائی سپاہ سب جگہ لوٹ مار کرتی مقصد کیرو پر یورش کر رہی تھی۔ کرم پور سے چھ کوس پر عیسی و معصوم بہت سی جنگی کشتیان لا کے۔ بادشاہی لشکر کو ہر طرف سے گھیر لیا لڑنے کے بعد سرکردہ اور بہت سے آدمی مارے گئے کچھ اسیر ہوے کچھ بچ گئے۔ بادشاہی لشکر کو بھی صدمہ پہنچا مگر مرزبان کوچ نے گرفتاری سے رستگاری پائی۔ عیسی نے دور بینی کی کہ لابہ گری اختیار کی

پات کنور کی شکست پانا اور درجن سنگھ کا مارا جانا

اور جو اسباب لوٹ کر لے گیا تھا واپس کیا۔

سنہ ۱۰۰۹ھ مین عیسیٰ زمیندار مر گیا۔ راجہ مان سنگھ اجمیر مین گیا مگر ناشناسائی سے اس دوردست ملک مین ہمیہ کو بنگالہ کی پاسبانی کو اپنے ذمہ لیا اور فتنہ اندوزون کو دولتخواہ جانا۔ عثمان وبجاول اور افغانون نے جو تابع تھے فتنہ اٹھایا۔ مہاسنگھ و پرتاب سنگھ نے اسکا علاج آسان جانا لڑنے کھڑے ہوئے۔ ۱۸ اردی بہشت سنہ ۱۰۰۹ کو بھدرک مین لشکر شکست پائی۔ لشکر شاہی کو صدمہ پہنچا۔ گو سارا ملک بنگالہ ہاتھ سے نہین گیا۔ مگر کچھ حصہ دشمنون کو مل گیا۔

ہم نے اوپر لکھا ہی کہ میر قتلو کے ساتھ ایک گروہ افغانون کا بنگالہ مین فساد کر رہا تھا۔ کئی دفعہ راجہ مان سنگھ کے آدمی اُن سے لڑے مگر ہر دفعہ شکست پائی۔ میر عبدالرزاق معموری کہ سپاہ کا بخشی تھا اسیر ہوا۔ جب راجہ مان سنگھ شاہزادہ کے ہمراہ الہ آباد مین آیا تو اُس نے بنگالہ جانے کی اجازت حاصل کی اور رہتاس مین آن کر سامان درست کیا اور پھر سرکشون کی مالش کے لیئے آیا۔ شیر پور کے قریب دونو لشکر قلعہ بنا کے آمنے سامنے ہوئے۔ غرہ اسفندارمذ سنہ ۱۰۰۹ کو کچھ لڑائی ہوئی۔ باغی پراگندہ ہوئے میر عبدالرزاق ایک ہاتھی پر سوار تھا گلے مین طوق تھا۔ پانون مین زنجیر تھی۔ ایک آدمی متعین تھا کہ اگر شکست ہو تو اسے مار ڈالے۔ لیکن وہ لڑائی مین بندوق سے مارا گیا۔ اب کی دفعہ باغیون کا بہت نقصان جانون کا ہوا اول راجہ مان سنگھ ولایت ڈھاکہ مین گیا۔ کیدرائے یہان کے مرزبان کو امید وبیم کی باتین بنا کر مطیع کیا۔ پھر جب اسکو معلوم ہوا کہ جلال کھکھڑ والی قصبہ گرہ و مالیرہ کو لوٹ رہا ہے سوداگر اور رعیت اس سے حیران ہو رہے ہین تو اُس نے خواجہ باقر انصاری کو گھوڑا گھاٹ مین مہاسنگھ پاس بھیجا کہ اس کے ساتھ اتفاق کر کے شورش کو مٹائے۔ جب مہاسنگھ کہکرہ مین آیا تو جلال خان دریا مندری سے گذر کر پانچ ہزار جنگی پیادون اور پانچ سو سوارون کے ساتھ نمودار ہوا مہاسنگھ نے بے تامل دریا مین گھوڑا ڈالدیا۔ دریا کا کنارہ بلند تھا۔ گھوڑون کا اُس سے

حسی زمیندار کا مرنا سنہ ۱۰۰۸ھ — بنگالہ کے فتنہ اندوزون کا سزا پانا سنہ ۱۰۰۹ھ

بنگالہ کی خوش خبری بادشاہ کو سنہ ۱۰۱۰ھ

نکلنا دشوار تھا۔ کچھ ہمراہی آب ہستی مین غرق ہوئے۔ اور بہت سے باہر آئے اور انہون نے مخالفون کے خرمن ہستی مین آگ لگا دی۔ اور جلال خان ہوا کی طرح اڑ گیا۔ مہاسنگھ کو جب اُس سے فراغ ہوا تو قاضی مومن کے فتنہ دور کرنے پر متوجہ ہوا وہ پرگنہ کے نواح مین لوٹ مار کر رہا تھا اُس نے ندی کے کنارہ پر قلعہ بنایا تھا۔ بھاگنے کے ڈر مین تھا کہ لشکر آیا تو وہ اپنا زر و زاد کشتی مین لیکر اس طرف بھاگا۔ مہاسنگھ نے اس کے تعاقب مین پانچ سو سوار بھیجے۔ وہ جزیرہ مین آیا۔ جنگل انبوہی سے فوج شاہی کا نشان برقرار نہ تھا۔ وہ پراگندہ ہوگئی تھی۔ ہر طرف سے اس جزیرہ پر چڑھتی تھی قاضی مومن اس لئے انکو تھوڑا سا سمجھتا تھا اور لشکر سے اسکو خبر نہ تھی ان سے لڑتا تھا۔ یہ خوف تھا کہ بادشاہی لشکر شکست پائے مگر قاضی مومن گھوڑے سے گرا اور وہین کشتہ ہو گیا۔ عثمان نے دریا برم پتر سے عبور کرکے باز بہادر قلماق تھانہ دار کو بھگایا وہ بھوال مین آیا۔ راجہ مان سنگھ ایک رات دن مین بھوال مین آیا۔ دوسرے دن آب بہار پر دشمن سے لڑنے کو تیار ہوا۔ لڑائی مین بہت افغان مارے گئے اور بادشاہی لشکر کو بہت اسباب اور نوارہ اور توپ خانہ ہاتھ لگا بہان کے تھانہ کو اُستوار کرکے راجہ ڈھاکہ مین آیا اور ایک جماعت سپاہ کو حکم دیا کہ آب انجھامتی سے گذر کر عیسیٰ وکیدرای مرزبان بکرم پور و سرحد کی مالش کرین افغانون نے داؤد پسر عیسیٰ وزمینداروں سے اتفاق کرکے گذرگاہون کو بند کیا اور لڑنے کو تیار ہوئے اور چند روز بادشاہی لشکر کو اُن سے اُترنے نہین دیا۔ راجہ کو جب یہ حال معلوم ہوا تو وہ ڈھاکہ سے شاہ پور گیا۔ یہان سے پہلے لشکر کو کمک پہونچی جب دیکھا کہ کام اس لشکر کی طاقت سے باہر ہے تو وہ خود گیا اور ہاتھی پر سوار ہو کر بے محابا دریا سے پار گیا۔ جس سے سب آدمی اُس کے قوی دل ہو کر مردانگی کی دریا مین تیرنے لگے دریا سے پار جاکر غنیم کو شکست دی۔ گروہ مخالف بھاگا۔ راجہ نے اُن کے پیچھے سفر کرکے برہا پور اور ترہ مین توقف کیا۔ شیر خان لودی یہان کے راجہ

سے ملنے آیا۔ یہان سے وہ سرہرپور و بکرام مین گیا۔ داؤد و کل افغان حدود سنار گانو مین بھاگ گئے۔ راجہ اپنے غنیم سے خاطر جمع ہوکر ڈھاکہ مین آیا۔

سرحد بنگالہ کے نامور بومیون مین کیدار تھا۔ زبردست نوارہ لے کر زمیندار کھیر کا وہ یاور ہوا اور تھانہ سری نگر پر زور ڈالا۔ راجہ مان سنگھ کو جب یہ خبر ہوئی تو وہ توپ خانہ لیکر اس برگشتہ پر پہنچا۔ نگر سور کے نواح مین بڑی لڑائی ہوئی۔ شاہی لشکر نے غنیم کے بہت آدمیون کو مارا اور باقی کو بھگا دیا۔ کیدار تیر و تفنگ سے زخمی ہوکر بھاگا جاتا تھا کہ گرفتار ہوا راجہ کے پاس آتے ہی مرگیا۔ پھر راجہ بھوال مین عثمان افغان کے مقابلہ کے لئے تیار ہوا۔ کھیر زمیندار نے بھی شورش مچا رکھی تھی اسکے دفعہ کرنے پر متوجہ ہوا۔ یہ زمیندار تو مقابلہ نہ کرسکا۔ اپنے ملک کو بھاگا راجہ پھر عثمان کی طرف متوجہ ہوا وہ بھی بھاگ گیا۔ غرض راجہ کو ان حدود کی طرف سے سب طرح اطمینان ہوا اور تھانون مین منتخب کاروان تھانے دار مقرر کردیئے خود ڈھاکہ مین چلا آیا۔

بنگال اور بہار دو نو ملکون کی حالت ایسی تھی کہ وہان امن و امان کا مستقل طور پر قائم رہنا دشوار تھا۔ اوّل وہان اسباب بغاوت کی کمی نہ تھی۔ دوم جنوب کا بھاری جنگلی خطہ اور شمال کے پہاڑ اور جنگل اور سمندر کے آس پاس کی دلدل اور جنگل باغی مفسدون کے ایسے ٹھکانے تھے کہ وہان سے اُن کو رفع دفع کرنا نہایت مشکل تھا۔ سوم جب مغلون نے ہندوستان بالا کو فتح کیا اور پٹھانون سے سلطنت کو چھینا تو ان مین سے جن افغانون نے مغلون کی اطاعت اور ملازمت نہین پسند کی وہ سب کے سب ان ملکون مین چلے آئے انکی کثرت سے یہ ملک ہندوستان کا افغانستان بن گیا۔ وہ اکبر کی سیاہ سے پندرہ برس تک لڑتے جھگڑتے رہے۔ وہ خاکستر کے نیچے کی چنگاریان تھین کہ جب ان کو ہوا لگتی وہ چمکنے لگتین مگر راجہ مان سنگھ نے ان چنگاریون کو ایسا ٹھنڈا کیا کہ پھر وہ نہ چمکین۔ سترہ برس مین بیسیون لڑائیون کے بعد صوبجات بنگالہ اور اڑیسہ و بہار بالکل قبضہ شاہی مین آگئے۔

بنگالہ مین ایک فتح نمایان ۱۰۱۲ھ

ان سب لڑائیون کا انجام اور نتیجہ۔

مہمات ومعاملات گجرات

ہم نے پہلے لکھا ہے کہ گجرات کی تسخیر مین مرزاؤن کا حال کیا ہوا۔ ہر ایک بادیہ ادبار مین سرگردان ہوا۔ گلرخ سلطان بیگم اپنے خورد سال بیٹے مظفر حسین مرزا کو دکن مین لگئی مگر یہان بھی اقبال نے یاوری نہ کی۔ اب گجرات کو خالی دیکھ کر مرزا کچھہ آدمیون کو ساتھ لیکر اس طرف چلا۔ بادشاہ نے جب یہ سُنا تو اس نے ان امیرون کو کہ خاندیس کی فتح کو گئے تھے حکم بھیجا کہ گجرات کی شورش دفع کرنے کو خاندیس کی تسخیر پر مقدم جان کر اس طرف چلے آئین مگر اس گروہ نے اس خدمت کے بجالانے کو اپنے حوصلہ سے باہر جانا اور وقت کو یونہین ٹالا اور آزمندی سے یہ چاہا کہ اس دیار کے حکام سے باتین بنا کر زرلین اور مصالحت کا ڈول ڈالین۔ اس خیانت ملکی سے کہ جس سے بنیاد سعادت کندہ ہوتی ہے اپنے قصر دولت کا بام بلند کرین ع زہی تصور باطل زہی خیال محال بیجاگڈھ مین بیٹھے ہوئے یہ راگ گا رہے تھے۔ کہ بادشاہ کا فرمان پہنچا تو ہر ایک اپنے اپنے تیول مین گیا۔

جو سبک سر کوتہ خرد مملکت مین شورش اوٹھاتا ہی اسکو زمانہ ہی خود سزا دیتا ہی کبھی اُسکا مال لٹوا دیتا ہی کبھی اوسکی جان لے لیتا ہے کبھی اُسکے ناموس کی پردہ دری کرکے رسوا کرتا ہی۔ کبھی اس سے اسباب دنیا لے کر عریان پھراتا ہے۔ کبھی اوس کو سعادت کی راہ پر لاکر اسکی جان سلامت رکھتا ہے۔ کبھی پھر گمراہ کرکے اس کی جان کے درپے ہوتا ہی۔ اس کی مثال مظفر حسین کا حال ہے جسکی تفصیل یہ ہے۔ گجرات مین بادشاہ نے وزیر خان کو منتظم مقرر کیا تھا۔ وہ سپاہ کے انتظام مین۔ زیردستون کی آسایش مین اور بدکارون کے استیصال مین شائستہ طور پر کاربند نہ ہوا۔ اس لئے بادشاہ نے راجہ ٹوڈرمل کو کہ کاردانی اور خدمت گزینی مین یکتا تھا۔ اس دیار مین بھیجا وہ اس سرزمین مین جلد آیا اور اس نواح کی پراگندگیون کو دور کیا۔ اول سلطان پور اور مندر بار مین آیا۔ یہان کا مناسب انتظام کرکے گیا پھر سورت کی مہمات کو

مظفر حسین مرزا کی شورش افزائی سنہ ۹۸۰ھ ۲۲

وزیر خان کا مارا جانا اور ٹوڈرمل کی تسخیر مظفر حسین کا بھاگنا سنہ ۹۸۱ھ ۲۲

عدالت سے روشن کیا۔ بروج و بڑودہ و جانپانیر کے مشاغل کو سرانجام دے کر
احمدآباد مین آیا۔ یہان وزیرخان کے ساتھ متفق ہو کر داد دہی کر رہا تھا کہ ایک شورش
برپا ہوئی۔ ابراہیم حسین مرزا کے نوکرون مین ایک مہر علی کولابی تھا۔ اس نے آدمیون کو جمع
کیا۔ اور دکن سے گجرات مین خردسال مظفر حسین مرزا کو لایا اور سلطان پور کے گرد و
فتنے کی گرد کو بلند کیا۔ شریف خان کے بیٹے عارف و زاہد بادشاہ سے بیوفائی کرکے
اس سے مل گئے وہ بڑودہ کے نواح مین آیا۔ وہان کا داروغہ اس کے سامنے نہ ٹھیر
سکا بھاگا۔ ایسا بڑا شہر بے جنگ غنیم کو ہاتھ لگ گیا۔ باز بہادر لڑنے کو آیا۔ مگر
ہمراہیون کی فرومائگی سے کچھ کام نہ کر سکا۔ وزیرخان کا ارادہ یہ ہوا کہ احمدآباد
مین قلعہ کے اندر بیٹھیے۔ مگر راجہ تودرمل نے اسکو مرد میدان بنایا اور شہر بند سے باہر
لایا اور بڑودہ کی طرف روانہ ہوا۔ جب اس شہر سے چار کوس پر آیا تو شہر کو چھوڑ
کر مخالف بھاگا اور کھنبائت کی طرف چلا۔ لشکر شاہی نے اس کے پیچھے جانے مین آہستگی
کی اس لئے کھنبائت مین وہ شورش برپا کرنے لگا۔ یہان کے عامل خالصہ سید ہاشم نے
اول نکل کر خوب دستبرد کی مگر شمنون کی کثرت کے مارے آخر قلعہ نشین ہونا پڑا۔ شمنے
اسے گھیرا۔ مگر افواج شاہی پاس آئی تو وہ محاصرہ کو چھوڑ کر چونہ گڈھ کی راہ پر چلا۔ حدود
دولقہ مین امراء شاہی سب آن کر ملے اور سپاہ اس طرح مرتب ہوئی کہ قلب گاہ
مین وزیرخان اور برانغار مین خواجہ یحییٰ نقشبندی و وجیہ الملک اور جرانغار مین راجہ
تودرمل و روپ رای گجراتی و شیخ ولی و بیاگ داس افسر مقرر ہوئے۔ غنیم جانتا تھا
کہ بادشاہ کی فوج مین بیدلی اور دورویی پھیل رہی ہے جب ہم سے اسکی لڑائی ہوگی
تو بہت سا حصہ اسکا ہم سے آن ملے گا کچھ بھاگ جائیگا اور وزیرخان و راجہ تودرمل
کی جان جائیگی وہ اس لشکر کی جان راجہ تودرمل کو جانتے تھے اس لئے اس کی
جان لینے کے لئے زیادہ درپے ہوا۔ وزیرخان سے لڑنے کے لئے مظفر حسین خان
نے قدم مستحکم اٹھائے۔ مگر راجہ سے لڑنے کے لئے مہر علی کولابی بڑی تیزدستی سے آیا

میدان جنگ مین راجہ تو ڈرمل نے فتح پائی۔ اٹھارہ بڑے بڑے آدمی غنیم کے مارے
مگر دست راست پر پادشاہی سپاہ کو شکست ہوئی اور بُری طرح سے وہ بھاگے وزیرخان
کی جان پر آن بنی تھی کہ راجہ تو ڈرمل ہزارول ہوکر اس کی مدد کو آیا اور غنیم کو پس پا کیا۔
مظفرحسین مرزا نے جو نہ گڈھ کو بازگشت کی مگر یہ بازگشت ایسی تھی کہ بیت

چنان بازگشتند ہر کس کہ زیست ✣ کہ بر زندگی شان بباید گریست

پادشاہ پاس عریضہ فتح اور غنائم کے برگزیدہ ہاتھی بھیجے گئے۔ پادشاہ اجمیر جاتا تھا
کہ یہ اور مین راجہ تو ڈرمل پاس کی خدمت مین آیا اور بہت سے شورش منشون کو جنکا
سرغنہ دواہ بیگ تھا ساتھ لایا۔ جنکو عدالت نے قتل کرایا۔ راجہ کو عہدۂ وزارت عنایت

خدا کسی کی عقل کو خراب نہ کرے کہ اس سے دُنیا مین ہزارون خرابیان پیدا ہوتی
ہین۔ اگر اس خرابی عقل کی بلا سے نجات ملے تو بُری صحبت سے بچے۔ بُرون کی
صحبت اچھے اچھون کو بُرا کر دیتی ہے۔ عقلمند کہتے ہین کہ آدمی کی طبیعت وزدپنہانی
ہوتی ہے۔ خواہی نخواہی اپنے دمسازون کی خو اختیار کرتی ہے جس چیز سے کہ طبعی
نفرت ہوتی ہے۔ ایک مدت مین صحبت کے اثر سے اس کی طرف رغبت ہونے لگتی ہے
اس کی مثال مظفرحسین کا حال ہے۔ باوجودیکہ وہ پاک گوہر نیک ذات تھا مگر بُری
صحبت سے بُری چال چلا باوجودیکہ وہ اپنے باپ دادا کی بدحالی کو دیکھ چکا تھا مگر
وہ اپنی غفلت سے باز نہ آیا۔ مہرعلی کے بہکانے مین آگیا۔ جب گجرات سے پادشاہ
کی خدمت مین راجہ تو ڈرمل آگیا تو پھر وہان فساد اندیشون نے مظفرحسین مرزا کو اپنی
دستاویز بنا کر اول کھنبایت مین انہون نے سوداگرون کے مال پر ہاتھ صاف کیا اور
بہت دولت جمع کی۔ احمدآباد سے وزیرخان ان سے لڑنے کے لئے چلا۔
پیرلوپر کی حدود مین بازبہادر کے آدمیون کی بیوفائی سے اسکی ہمت ٹوٹ گئی
قصبہ سرنال سے وہ لڑنے کے لئے باہر نکلا ہی تھا کہ بہت سے اس کے سپاہی غنیم
سے جاملے جب اس نے اپنے آدمیون کی بدذاتی اور ناہنجاری دیکھی تو وہ احمدآباد

دوبارہ مظفرحسین مرزا کا شورش مچانا اور ناکام رہنا ۱۲۲

اتنا اگر قلعہ نشین ہوا۔ دشمنون نے اُس کا محاصرہ کیا۔ بہت سے واقعہ طلب اور فرصت جو مخالف سے مل گئے۔ اور ہنگامہ بداندیشی سرگرم کیا۔ حصار کے اندر بھی مگس طینت آدمیون کا حال کچھ اور ہو گیا وزیر خان نے ان کا علاج یہ کیا انمین سے ایک گروہ کو مقید کیا اور دوسرے گروہ کی دلدہی کر کے سرگرم پیکار کیا۔ ہر روز مورچل بدلتا تھا۔ قلعہ کے اندر کے آدمیون کی دوروئی سے وہ عاجز ہو رہا تھا کہ یہ ایک تائید غیبی اس کی ہوئی کہ غنیم نے اندر کے آدمیون سے سازش کر کے بہت سے سپاہیون سے حملہ کیا اور قلعہ پر نردبانین لگا کر چڑھنا شروع کیا۔ قلعہ مین کچھ آدمی داخل ہو کر لوٹنے لگے۔ کچھ ابھی راہ ہی مین تھے کہ مہر علی کے ایک بندوق لگی جس سے وہ فوراً نشانۂ اجل بنا۔ اسکے مرتے ہی لشکر اسکا سراسیمہ ہوا اور ندربار کو بھاگ گیا۔ محصن بہمناک تھے۔ اس لئے دشمن کی فریب آرائی کے گمان سے باہر نہ نکلے۔ جب دوسرے روز پہر دن چڑھا تو وہ باہر آئے۔

مظفر حسین مرزا گجرات سے بھاگ کر پھر دکن مین آیا اور برار مین بدکیش فتنہ اندوز سے ملکر ہنگامہ آرا ہوا۔ اس ملک کی سپاہ اُس سے لڑی اور اُس نے ہزیمت دی۔ وہ خاندیس مین آیا۔ راجہ علی خان نے اسکو گرفتار کیا کہ وہ تصرف و تسلط سے باز رہے اگرچہ اصلی مطلب اس گرفتاری سے یہ تھا کہ وہ اپنے ملک کو اس کی شورش سے بچائے۔ مگر اس نے ظاہر یہ کیا کہ اسکو بادشاہی دولت خواہی کا دست مایہ بنائے۔ جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا تو مقصود دونہ کے ہاتھ راجہ علی خان پاس فرمان بھیجا کہ وہ اوس کو درگاہ والا مین بھیجے۔ راجہ علیخان نے اسکے حوالہ کرنے مین تامل کیا اور شرائط دور از کار پیش کین۔ بادشاہ نے قطب الدین خان و فتح اللہ خان بھیجکر اس کو سمجھایا تو اس نے انکی ہمراہ کچھ سپاہ کے ساتھ بادشاہ پاس مرزا کو بھجوایا۔ وہ ۷ آذر ماہ الٰہی سنہ ۹۹۶ کو بادشاہ کی خدمت مین بخیر آیا۔ بادشاہ نے اُسے بندی خانہ مین بھیجا کہ بند بند پر ہو

جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ گجرات مین وزیر خان سے احکام معدلت کی پاسبانی اچھی طرح نہین ہو سکتی اور داد دہی کی ناروائی سے ملک مین خلل پیدا

مظفر حسین مرزا گرفتار ہوا ۹۸۵ھ ۱۵۷۷ء

ہوتے تھے اسکو معزول کرکے ۹۸۵ھ مین شہاب الدین احمد خان کو اس ملک کی حراست سپرد کی وزیر خان کو مہمات ابدر کے سرانجام کے لئے بھیجا۔

جب سے بادشاہ نے گجرات کو فتح کیا تھا۔ اعتماد خان گجراتی خدمات شائستہ بجالاتا تھا۔ بادشاہ نے نوازش فرماکر سرکار پٹن اسکو اقطاع مین عنایت کی اور خالصات گجرات کی آبادی اسکو تفویض فرمائی۔ ہاتھی اور سو گھوڑے اسکو بخشی۔ اور میر ابو تراب کو اندرز گوئی اور صلاح اندیشی کے لئے ساتھ کیا۔ شہاب الدین احمد خان نے ایک لشکر بسرکردگی مرزا خان کے امیر خان خوری پر حملہ آوری کے لئے بھیجا کہ سورت کو اس سے چھین لے مگر اوسکی بے تدبیری اور بزدلی سے کوئی کام نہ ہوا آسان بات دشوار ہوئی وہ ناکام پھرا۔ جب سپہ آرا مین کارشناسائی اور مردانگی سنگالش نہین ہوتی تو اسکے ماتحت جوانمردون سے بھی کام نہین ہوتا

۹۹۱ھ مین گجرات مین شورش برپا ہوئی۔ اگرچہ شہاب الدین احمد خان و قطب الدین خان کے ملازمون کی بدگوہری اس فتنہ کا سرمایہ تھا۔ مگر ان دونو امیرون کی بے پروائی اور کارشناسی اس ناسپاسی کی دستاویز تھی۔ وہ ہرزہ گویون سے مدارا رکھتے تھے اور غفلت سے ایسے یک جہت یارون کے جمع کرنے مین کوشش نہین کرتے تھے کہ کارافتادگی کے زمانہ مین اپنے جوہر ذاتی کو دکھاتے۔

اس دیار کی مرزبانی اعتماد خان کو سپرد ہوئی۔ تو اعتماد خان کو مال پرستی و کم تدبیری سے اور کمک کے دیر مین پہنچنے سے بغاوت کے اسباب جمع ہو گئے

۲۳۔ شہریور ۹۹۱ھ کو فتنہ جویون نے مظفر شاہ کو احمد آباد مین فرمان روا بنایا۔ ابو الفضل نے تو یہ لکھا ہے کہ مظفر کے باپ دادا کو کوئی شخص نہین جانتا تھا اسکو ننو کہتے تھے۔ اعتماد خان نے اوسکو سلطان محمود کا بیٹا بنایا۔ طبقات اکبری مین لکھا ہے کہ ۹۶۷ھ مین گجرات کی مجلس آرا مین اعتماد خان ایک لڑکے کو

اعتماد خان گجراتی کا اعتبار بڑھا ۔ مرزا خان کا سورت سے ناکام پھرنا ۔ سورت گجرات سے ۹۹۱ھ مین

جسکا نام منو تھا لایا اور بقسم یہ کہا کہ یہ سلطان محمود کا بیٹا ہے۔ اسکی ماں حرم خاص سلطان کی تھی۔ مگر وہ کنیز ک تھی۔ جب وہ حاملہ ہوئی تو سلطان نے اسقاط حمل کے لئے اسکو میری حوالہ کیا۔ پانچ مہینے کا حمل تھا۔ مین نے اسکو اپنے گھر مین چھپا رکھا اور اُس سے یہ لڑکا پیدا ہوا جسکی مین نے اب تک پرورش کی۔ گجرات کا تخت خالی تھا۔ پسر سید مبارک نے اس کے سر پر تاج سلطنت رکھا۔ مظفر شاہ اس کا لقب ہوا۔ اکبر کی فتح گجرات سے پہلے بارہ برس تک وہ سلطنت کرتا رہا۔ رعایا نے اس کو اپنا پادشاہ مانا۔ اول یورش گجرات مین مظفر کھیت مین چھپا پڑا تھا کہ پادشاہ کے آدمیون نے اوسکو گرفتار کر لیا۔ چغتائی کی رسم قدیم کے موافق اسکا سر اڑانا چاہیئے تھا۔ مگر اکبر نے اسکو لڑکا سمجھکر اس سے آبائی رسم کے خلاف کام کیا اگر وہ اس وقت تحمل کا کار فرما نہ ہوتا اور اسکو گردن سے مارتا تو پھر بڑی خونریزی نہ ہوتی۔ مگر کون جانتا تھا کہ اناج کے کھیت کا پکڑا قیدی جسپر اکبر نے مہربانی سے قسم کیا ہو چند سال مین ایسا بالغ ہو جائیگا کہ گجرات کا پادشاہ بن کر اکبر کا ایسا مقابلہ کرے گا بدایونی نے لکھا ہے کہ پادشاہ نے تین چالیس روپیہ اس کا کو دیا تھا۔ مرآۃ احمدی اور بدایونی نے یہ بھی لکھا ہے کہ پادشاہ اوسپر ایسا مہربان ہوا کہ اسکو اچھی جاگیر دیدی۔ فرشتہ نے اس جاگیر کا حال نہین لکھا۔ مگر یہ لکھا ہی کہ اکبر اس پر نظر عاطفت رکھتا تھا۔ جب وہ پکڑا گیا تھا تو کچھ دنون کرم علی داروغہ خوشبو خانہ کی حوالات مین رہا۔ پھر وہ منعم خانخانان کا زندانی بنا۔ بعد ازان خواجہ شاہ منصور اس کی دیدہ بانی کرتا تھا مگر اس کی بے پروائی سے ۲۳ جلوس مین وہ بھاگ کر اپنی سگاہ کی طرف چلا۔ راجہ بیسلدیو (بیلیہ) زمیندار کی پناہ مین آیا۔ قطب الدین نے اسپر لشکر کشی کی تو وہ جونہ گڈھ کے حواشی مین لونیہ کاہٹی کے پاس مقیم ہوا۔

جب پادشاہ نے اعتماد خان کو گجرات بھیجا اور شہاب الدین احمد خان کو اپنے پاس بلایا تو شہاب الدین کے نوکرون کا ارادہ اپنے آقا کی جان گزائی کا تھا۔ مرآۃ احمدی مین لکھا ہے کہ یہ اس کے ملازم اکثر مرزاؤن کے ملازم تھے

اسکے برابر ہونے کے بعد وہ گورنمنٹ گجرات کے خواہ کوئی ہو ملازمت کرنے کو تیار تھے
ان ملازمون کی یاوری سے مظفر شاہ اپنے گوشہ سے نکلا اور فتنہ پردازی ہوا۔
ارشہر پور کو شہباز خان نے درگاہ والا کا قصد کیا۔ دوسرے روز شہر مین اعتماد خان
آنکر مسند آرائے حکومت ہوا۔ عابد بیگ وخلیل بیگ اور اور بدخشی و توراتی امرا دولقہ
کی طرف ناسپاس ہوکر چلے گئے اور ننو کے دستگیر بنے۔ عمر حاجی نے اور آتش فتنہ کو
بھڑکایا۔ یہ حاجی پہلے بادشاہ کا دیوان صدارت تھا اور تباہ کاری مین مرزا
شرف الدین کا پیشا پیش تھا۔ گجرات مین اس نے اعتبار پیدا کر لیا تھا۔ جب یہ ملک
فتح ہوگیا تو وہ دکن چلا گیا۔ جب شہاب الدین احمد خان یہان کی دارائی پر سرافراز
ہوا تو پہلی آشنائی کے سبب سے حاجی اس سے آنکر ملا۔ ان سب بے حقیقت
خرد مندون کا قول یہ تھا کہ اب جاگیرین تو ہاتھ سے گئین۔ جب تک دارالخلافہ
جائین نہین اور وہان سے خرچ طے نہین اور داغ کا معاملہ درست نہ ہو روپی ہاتھ
آنی دشوار ہے یہی بہتر ہے کہ ننو کو سردار بنا کر شورش برپا کرین۔ ہرچند کارآگاہ
خیراندیشون نے اعتماد خان کو سمجھایا کہ شہاب الدین احمد خان ابھی بادشاہ
پاس چلا ہے کچھ دور نہین گیا ہے اسکو الٹا بلا کر چند روز اس کی اقطاع اس پاس
رہنے دو۔ یا خزانہ کا منہ کھول کر ان سگ مگس طینتون کا علاج کرو۔ ان چند حرام
نمکون کو جنکا ہنگامہ ہنوز فراہم نہین ہوا جلد کام تمام کرو مگر اعتماد خان نے ایک نہ سنی
اور یہ جواب دیا کہ شہاب الدین احمد خان کے نوکرون نے یہ ہنگامہ برپا کیا ہے
آپ ہی اس کو مٹائے گا یا اس کی جواب دہی کرے گا۔ شہاب الدین احمد خان
کچھ تھوڑی دور گیا تھا کہ بہت سے سرکش جمع ہوگئے اور انہون نے ننو کی لڑائی کا
آوازہ بلند کیا۔ ناگزیر پہلی رائے جو شہاب الدین کے واپس بلانے کی تھی قرار پائی۔
اعتماد خان اس لئے کہ پیغام گذاری کا وقت کوتاہ ہو خود چلا گیا کہ جس طرح ہو سکے
شہاب الدین احمد خان کو واپس لائے ہرچند دیدہ وردن نے اس کو سمجھایا کہ

اس شورش مین شہر کو خالی چھوڑنا۔ آسان کام کو مشکل کرنا ہی مگر یہ سمجھا نا سود مند نہ ہوا
وہ رات کو امیر ابو تراب اور نظام الدین احمد کے ساتھ گیا۔ راستہ بھولا مگر صبح کو گدہی
مین آیا۔ اور شہاب الدین احمد خان سے ملا۔ بعد گفتگو کے اسکا واپس جانا قرار پایا تمام
اسکی درخواستین مان لین۔ اقطاع کو اسکے مسلم رکہا۔ دو لاکھ روپے اور اسپر اضافہ کئے
بہت سے دن اس پیمان و سوگند کی استواری مین لگے۔ شہاب الدین احمد خان بنہ
و بار کے ساتھ روانہ ہوا۔ اور احمد آباد سے آٹھ کوس پر پہنچا شہاب الدین کمبوہ
و میر معصوم بھکری نے پہلے سے آنکر کہا کہ فتنہ اندوزون کے ہنگامہ مین نتوان
ملا۔ اسکا ارادہ کھنبایت جانے کا تھا۔ مگر شہر کو خالی دیکھ کر اب وہان وہ
جلوہ نیر ہے اور احمد آباد پر چیرہ دستی کر رہا ہے۔ پہلوان علی سیستانی کو تو ال شہر مارا
گیا۔ آدمیون کا مال اور ناموس لٹ گیا اسکا چارہ یہ سوچا گیا کہ لڑائی ہو۔ صبح ۲۴ رکو
حوالی عثمان پور مین دریاے سابرمتی کے کنارہ پر وہ آئے اور غفلت مین آن کر سو رہے
درست اندیش پیش بینون نے ہر چند کہا کہ شہر مین بڑے ناسپاس پھیل رہے ہین اور
تاراج کی کشاکش مین لگ رہے ہین ایسی حالت مین صفین آراستہ کر کے اس
شہر کے اوباشون کو مارنا چاہیئے جس سے شورش دور ہو اور مراد پوری ہو۔ مگر
اُمراء نے سہل انگاری کر کے کچھ نہ سنا اور یہ سمجھے کہ شہاب الدین احمد خان پرانا
مزربان ہے استمالت نامون کے لکھنے سے اسکے نوکر سب آنکر ملجا مین گے یون ہنگامہ
ناسپاسی پراگندہ ہو جائیگا۔ اس سگالش کے سبب سے اعتماد خان اور میر ابو تراب
لشکر سے ایک اپنی آشنا کے گھر چلے گئے۔ شہاب الدین احمد خان نے اپنے
نوکرون کو خطون سے دلاسا دینا شروع کیا اس عرصہ مین مخالف جمع ہو کر
آمادۂ پیکار ہوئے اور صف آرائی کا انتظام کیا تو شہاب الدین احمد خان خواب
سے بیدار ہوا سرانجام سپاہ پر متوجہ ہوا مصطفی شروانی اور حاجی بیگ ذرہ پوش
اور بہت سے امرا اپنی اپنی سپاہ کو ہمراہ لے کر مخالف سے جا ملے۔ قریب

پانچ سو آدمیون کے چلے گئے۔ پہلے اس سے کہ لڑائی ہو عثمان پور کی پچھے سے غنیم آنکر لشکر شاہی پر چڑھ آئے۔ اس لشکر مین سے بہت سے تو غنیم سے جا ملے تھوڑے ایک زہ وزاد کے سنبھالنے مین رہے۔ سات ہزار سوارون سے کچھ زیادہ یہ لشکر تھا۔ اب اس مین سے سوا چند خویش وندون کے کوئی اور نہ رہا۔ ایک نوکر نے شہاب الدین احمد خان کے شانہ پر تلوار ماری اور بندوق سے اسکے گھوڑے کو گرا دیا وہ زمین پر گرا۔ چند وفاکیشون نے پھر اُسے گھوڑے پر سوار کیا اور اس آشوب گاہ سے نکالا۔ یہ سب دشمن لدے تھے اس لئے انہون نے تعاقب نہین کیا۔

۲۵۔ کو شہاب الدین احمد خان و اعتماد خان و نظام الدین احمد تین سو آدمیون کے ساتھ پٹن مین جمع ہوئے۔ مظفر شاہ (ننو) نے اپنی حسب دلخواہ احمد آباد مین فرمان روائی شروع کی۔ اپنے ملازمون کو لمبے لمبے خطاب شاہانہ اور بڑی جاگیرین عطا کین۔ یہ نہ سمجھا کہ خردون کو بزرگون کا نام و دینار سوا کرنا ہے تھوڑے عرصہ مین یہ سب اہل خطاب بے آبرو ہو گئے۔ انمین سے بعض نے منصب و علوفہ کی گفتگو مین اپنا چہرہ پیلا دکھایا اور بعض نے بتول کی خواہش مین ایک دوسرے کی آب رو کو خاک مین ملایا۔ پایندہ محمد سگ کش اور تہک ایک دوسرے پر گھات لگانے گئے انکی دشمنی کی نوبت خونریزی پر آئی۔ مکار تہک نے اسکی طرف سے شہاب الدین احمد خان کو خط لکھا اور اسکے پہرہ دار سے ملکر اپنا کام چلایا۔ مظفر نہ کچھ سوچا نہ سمجھا اس نے پایندہ خان کو پابند کر دیا۔ یہ بادشاہ کی اقبال مندی تھی کہ اسکے لئے دشمنون نے وہ کام کیا جو اس کے دوستون سے نہ ہو سکا۔

اسی زمانہ مین شیر خان فولادی سورت سے آنکر مظفر سے ملا۔ مظفر کو قطب الدین خان کی طرف سے تردد رہتا تھا اور اوس کے نوکرون کو بلا لیا تھا۔ عابد کو سونپی احمد آباد سپرد کیا۔ اور خود اوسکی طرف گیا اور شیر خان فولادی کو پٹن کو روانہ کیا اسی سفارش مین سید دولت نے کھنبایت مین دست درازی شروع کی۔

خواجہ عماد الدین حسین نے چودہ لاکھ روپیہ بندر سے نکال کر تیز دستی سے قلعہ سرونج
مین قطب الدین خان پاس پہنچا دیا۔ قریب چالیس لاکھ دام کے سید دولت کو ہاتھ آئی
جب یہ سرگذشت بادشاہ نے سُنی تو نہم مہر ۹۹۱ھ سید قاسم و سید ہاشم و شیر و بہ خان
اور بہت سے امرا کو بسرکردگی مرزا خان بہرام خان رخصت فرمایا کہ سیدھے
گجرات کو جائین اور سرکشون کو سزا دین۔ قلیچ خان اور نورنگ خان کو مالوہ جانے
کی اجازت دی کہ اس سرزمین کے آمرا کو بیجا کر لشکر گجرات سے ملائین۔ وہ یکتاولی
و خیرسگالی سے نیکو خدمتی بجا لائین۔ اور قطب الدین کو فرمان بھیجا کہ اگرچہ اوسکی
حق جانی آشوب کے دور کرنے کے لئے کافی تھی مگر ہمنے حزم اندوزی کے سبب لشکر بھیجا
کہ اگر شر و فساد دور نہ ہوا تو وہ اُس سے کام لے۔

شہاب الدین احمد خان و اعتماد خان و نظام الدین احمد خان کا ارادہ ہوا
کہ پٹن سے بھاگ کر جالور چلے جائین اور اس ملک کو بالکل چھوڑ جائین کہ اس دودلی میر
محمد حسین و شیخ ابوالقاسم اور امرا پندرہ سو سپاہ لے کر کمک کو آئے اور ایکہزار
آدمی غنیم سے جدا ہو کر شہاب الدین احمد خان سے آن ملے تو پٹن سے جانے
کا ارادہ موقوف ہوا۔ اس ہنگامہ مین راولیہ خاصہ خیل شیر خان نے قصبہ چوتھانہ
مین شورش اُٹھائی۔ بیگ محمد توقبائی نے مردانگی کر کے اس فتنہ کو مٹا دیا شیر خان
نے یہ سُنکر اپنے داماد حسین کو بہت سے آدمیون کے ساتھ وہان بھیجا۔ بیگ محمد نے
جنگ مین صلاح نہ دیکھی پیچھے ہٹ آیا۔ بادشاہی امراء اسکی امداد کو آ گئے۔ غنیم
اس فوج کی شکوہ سے خوف کر کے پھر اتھا کہ بیگ محمدان سے جا بھڑا۔ اور سخت لڑائی ہوئی
راجپوتون کی طرح وہ گھوڑے سے اُتر کر لڑا اور قریب تھا کہ وہ مارا جائے لیکن
خواجہ نظام الدین احمد اوسکی مدد کو آیا جس سے غنیم کو پسپا گندگی ہوئی۔ پھر شیر خان
بہت سی سپاہ کے ساتھ لڑنے آیا۔ لشکر شاہی نے تہمتی سے نائش شروع
کی۔ ناگزیر اعتماد خان نے لشکر کی آزکا چارہ کچھ کیا۔ خود مع شہاب الدین احمد خان

شیر خان فولادی کا ہزیمت پانا ۹۹۱ھ

بنگاہ داری کے لئے رہا اور اور امراء کو لشکر سمیت بسرکردگی شیر خان اپنے بیٹے کے روانہ کیا۔ لشکر آئین جنگ کے موافق مرتب ہوا۔ ۲۸ آبان سنہ ۹۹۱ کو پٹن سے اٹھارہ کوس پر میانہ کے نزدیک آتش جنگ روشن ہوئی۔ لشکر شاہی کے جرانغار کو تعرض ہوئی لیکن حسین خان مخالف کا سردار برانغار مین مارا گیا اس لئے لڑائی کا پانسہ پلٹ گیا اور بادشاہی لشکر نے فیروزی پائی اور بہت غنیمت پائی۔ بہت سے باطل ستیز ہلاک ہوئے۔ کارآگاہون کی سگالش یہ تھی کہ احمد آباد پر ابھی چلے چلین اور دشوار کار کو آسان کرین لیکن بہبودہ آدمیون نے اسے قبول نہین کیا اور اس عزیمت مین یکتائی نہین ہوئی۔

سب چھوٹے بڑون کو یہ خیال تھا کہ جب سرسہ دیا رمین مرزا خان پہنچیگا اور قطب الدین خان اس کے ساتھ مل کر کام کریگا۔ تو شائستہ طور پر فتنہ کی گرد بیٹھ جائیگی۔ مگر قطب الدین خان نے ناشناسائی اور خویشتن رائی کے سبب سے چارہ گری نہ کی۔ امراء پٹن نے ہر چند اس سے کہا کہ سرکشون مین منصب و جاگیر کے باب مین آپس مین جھگڑا ہو رہا ہے اور انکا حال غیر منظم ہو رہا ہے۔ چاہیئے کہ چستی و چالاکی سے روانہ ہو تو ناسپاسون کا ہنگامہ پراگندہ ہو جائیگا اور دشوار کار آسانی سے سرانجام پائیگا مگر اس نے گران پائی کی کچھ لشکر کی بے سامانی کا عذر کیا کچھ بالوہ کی سپاہ کا انتظار کیا۔ اس عرصہ مین گرد فتنہ بہت بلند ہوئی۔ بادشاہ نے جب اسکو سرزنش کی تو چاکری شروع کی۔ اپنے سے پہلے فوج روانہ کی۔ وہ رود بار مہندری سے پار جاکر قصبہ سرنال پر دشمن سے لڑی اور اسکو شکست دیکر شرمسار کیا قطب الدین خان نے خودسری اور خویشتن بینی سے قلعہ بروج کا پسندیدہ سامان نہین کیا اور زربندون کا دل ہاتھ مین نہین لایا۔ یونہین ۸ آبان سنہ ۹۹۱ھ کو بروج سے باہر چلا آیا۔ خیر سگالون نے اس سے پوچھا کہ اس شورش بزرگ کو

قطب الدین خان کا راجا ٹوڈرمل اور قلیچ خان سے مقابلہ ہونا

آسان سمجھنا اور لشکر کو نہ آراستہ کرنا کس لئے ہے؟ اس وقت ضرور ہے کہ
سپاہ کو جو روپیہ کے لئے دہائی دے رہی ہے اور زبان درازی کر رہی ہے روپیہ
دے کر اوسکی زبان کو بند اور اوس کے دلون کو صید کرنا چاہیئے مگر اس نے کچھ
نہ سنا۔ یہان تک نوبت آئی کہ سلطان مظفر بہت سا لشکر لیکر نزدیک آیا
دونو طرف سے فوجین آراستہ ہوئین اس اثناء مین چرکس خان اور میر کرا غنیم
غنیم کی طرف آگئے۔ قطب الدین خان دیوار بند مین بیٹھا۔ غنیم نے اسکو چارون
طرف سے گھیرا۔ اس زمانہ مین یہ خبر آئی کہ شیر خان کو شکست ہوئی جسکا اوپر
بیان ہو چکا ہے اس سے مظفر کو یہ خیال پیدا ہوا کہ لشکر بادشاہی کہین احمد آباد
پر چیرہ دستی نہ کرے اس طرف چلئے۔ مگر یہ لشکر شادمان سے اکٹھا چلا آیا تھا۔
اس لئے وہ حصار کے لینے مین اور دلیر ہوا۔ قطب الدین خان نے مال پر ہستی اور
جان دوستی کے سبب سے جانفشانی مین ہمت نہ کی۔ دشمن پاس زین الدین اور سید
جلال کو بھیجکر صلح کی خواہش کی اور حجاز مع مال جانے کی درخواست کی مگر اس نے
یہ نہ جانا کہ مال اندوزی آبرو کی پاسبانی کے لئے ہوتی ہے پسندیدہ زندگانی
وہی ہے کہ عزت کے ساتھ ہو۔ سپاہی کا آئین یہی ہے کہ زیست ناپائدار کو
اپنے خداوند کے کار مین مردانہ وار کام مین لائے۔ اور اس جوانمردی سے
جاوید زندگی اور دائمی ناموس حاصل کرے۔ مظفر اس پیغام سے ایسا مغرور ہوا
کہ اس نے زین خان کو تو ہاتھی کے پانؤن تلے کچلوایا اور دوسرے کو زندانی
بنایا۔ اس شورش سے بھی وہ بیدار نہ ہوا اور خوشامد کر کے عہدنامہ حاصل کیا۔
۱۳ آذر کو مظفر کے پاس گیا اس نے اوسکو اور اس کے بھانجے عماد الدین حسین کو
قتل کرایا پھر قلعہ برروج کا محاصرہ کیا۔ خواجہ عماد الدین حسین نے پناہ مانگی کوتوال
نے قلعہ کی کنجیان سپرد کین۔ دشمن کو ۱۹ کو یون قلعہ بے جنگ ہاتھ آیا۔ انہون نے
کھنبایت مین خزانہ شاہی اور مرزبان کا مال لوٹا۔ اور رعیت آزاری اور

بازرگان گیری کو اپنا پیشہ بنایا۔ اس سبب سے یورش گجرات پر بادشاہ کی توجہ ہوئی۔

جب مظفر پاس سپاہ اور مال بہت جمع ہوا تو امرا پٹن کا ارادہ ہوا کہ جالور چلئے اور اس ملک کو چھوڑیئے۔ اس وقت مرزا خان لشکر لے کر آگیا اس سے جانے کا ارادہ موقوف ہوا۔ کچھ امراء کے آنے کے لئے انتظار ہوا کچھ کارشناسوں کی ہرزہ درائی سے آہستہ سفر ہوا۔ خواجگی طاہر نے مرزا جان سے پٹن کی حقیقت سنائی۔ اس نے قطب الدین خان کا حال ظاہر نہ ہونے دیا۔ ۲۰ ربیع دی ۹۹۲ھ کو وہ پٹن کے باہر آیا۔ انجمن مشورہ کو جمع کیا۔ کسی نے کہا کہ جبتک مالوہ کا لشکر قریب نہ آئے یہین اقامت کرنی چاہیئے۔ بعض نے کہا کہ جب تک خدیو عالم تشریف نہ لائین ہلنا نہین چاہیئے۔ بعض نے کہا کہ سامان کارزار آمادہ ہے۔ کاردان جوان مرد بہت سے ہین۔ پھر لڑائی مین توقف کرنا کیا ضرور ہے۔ غرض لشکر آئین جنگ کے موافق مرتب ہوا۔ مظفر بہت سا لشکر لے کر احمد آباد مین آیا۔ اور اسکو مرتب کیا۔ عثمان پور مین جہان پہلی لڑائی ہوئی تھی لڑنے کا قصد کیا۔ توپون کو شائستہ آئین سے لگایا۔ مصلحت آمیز ساختگی بھی پسندیدگی رکھتی ہے فرمان شاہی جعلی بنایا گیا اور اس مین یہ حکم لکھا گیا کہ ہم فلان تاریخ لشکر کی کمک کو خود روانہ ہوئے ہین جب تک ہم آن کر نہ ملین کارزار مین شتابی نہ کرنا اس فرمان کا مشتہر کرنے کے لئے بزم نشاط آراستہ ہوئی سراسیمہ دلون کو اطمینان ہوا۔

ہمت منشون کا قصد اور بڑھا۔ غنیم کو خوف پیدا ہوا۔ اولیای بادشاہی نے اس خیال سے کہ ہم سے لشکر مالوہ ملجای اور مخالف کی نبرد گاہ بدل جاے بادشاہ کے آنے کا مژدہ لوگون کے دلنشین کیا وہ دشمن کے روبرو سے ہٹ کر سرکیج کو چلے۔ ۲ ربیع کو وہان پہنچے۔ جنگ کا مقام تجویز کیا جسکی ایک طرف شہر تھا اور دوسری طرف دریا اس دل کشا جگہہ کو شاخ بندی (درختون کے کاٹنے لگانے)

سلطان مظفر گجراتی کا شکست پانا ۹۹۲ھ

کرکے ہموار کیا۔ مظفر اس طرف روانہ ہوا اوس کے ایک گروہ نے بادشاہ کے لشکر پر شبخون مارا مگر ناکام رہا۔ صبح کو لشکر شاہی نے اپنے خارپشت کو مٹی کی دیوار سے مستحکم کیا۔ غنیم کو یہ خوف لگا ہوا تھا کہ کہین بادشاہ نہ آجائے اور لشکر شاہی سے مالوہ نہ ملجائے اس لئے اُس نے لڑائی مین جلدی کی لشکر شاہی کے امراء معرکہ آرائی مین تساہل امراء مالوہ کے انتظار کے سبب سے کرتے تھے مگر اب ناچاری کو لڑنا پڑا۔ مشہور تھا کہ مظفر عقب سے دوسرے لشکر کے روبرو آئیگا۔ اس لئے رائے دُرگا اس طرف متوجہ ہوا اور سیاہ مرتب ہوکر چلی بیچ مین ایک بڑی جھیل اور ریگستان آئے ہراول نے اُس سے باہر جانے مین دل چرایا۔ مگر التمش نے پیش قدمی کرکے ہراول کی ہمت بندھوائی۔ اس تنگنای کے گذرنے لشکر مین پراگندگی ہوئی اور کئی جگہ لڑائی ہوئی اور سرافشانی اور جانسپاری نے آرایش پائی۔ سید ہاشم بارہ نے سترہ زخم کھاکر جان دی خضر آقا نے بھی خوب خدمات کین طرفین کے جوان مرد خوب لڑے ہراول اور التمش کے پہلوانون نے پراگندہ چیقلش کین جُدا جُدا گروہ آپس مین لڑ رہے تھے مرزا خان کے ساتھ تین سو جوان اور سو ہاتھی تھے وہ مظفر سے لڑ رہا تھا جس کے پاس چھیاسٹھ ہزار سوار تھے۔ ہوا خواہ مرزا کو مظفر کے آگے سے پیچھے لیجانا چاہتے تھے مگر وہ کب انکی مانتا تھا۔ اس نے صف شکن ہاتھیون کو جوش مین لاکر مخالف کے پانون اکھیڑ دئے اور فتح حاصل کرلی۔ رای دُرگا نے غنیم کے برانغار مین بیم پیدا کی ہر کرن ناکس کی زبان پر تھا کہ بادشاہ ایلغار کرکے آگیا مخالف اس خوف کے مارے بے لڑے بھاگ گیا۔ مظفر بھی معمور آباد کی راہ سے دریاے مہندری پر جلد آگیا اور ہر گروہ بے اوسان ہوکر جلد بھاگ گیا۔ تھوڑے مارے گئے بہت سے بے آبرو ہوئے اخیر دن تک یہ ہنگامہ گرم رہا۔ باوجودیکہ بادشاہی لشکر دس ہزار سوار سے زیادہ نہ تھا اور دوسری جانب چالیس ہزار

اور ایک لاکھ پیادے تھے۔

نظم

بس اندک سپاہ ہے کہ روز نبرد	ز بسیار لشکر برآورد گرد
کہ در جنگ پیروزی از اختر است	نہ از تیغ و بسیاری لشکر است

لڑائی بہت ہوئی تھی اور شام ہونے کو تھی اس لئے تعاقب نہین کیا گیا۔ پہلی نصرت مین خدا کا شکر ادا کیا گیا۔ صبح کو احمد آباد مین بزم عشرت آراستہ ہوئی۔ ہر گلی کوچہ مین شادیانے بجائے گئے۔ ۲۵ رکو حدود گھاٹم پور مین بادشاہ کو اس فتح کی خبر ہوئی۔

ایک روز درمیان قلیچ خان و شریف خان و نورنگ خان و تولک خان اور سپاہ مالوہ بادشاہی لشکر سے آن ملی۔ مظفر نے زر پاشی کرکے پھر سپاہ کو جمع کیا اور کھنبایت مین جاکر سوداگرون سے بہت مال لے لیا۔ بہت سی زربندی اس پاس جمع ہوگئے اور رعایا نے اس سبب سے کہ اوسکو اپنے سلاطین پیشین کا فرزند جانتے تھے اس سے وفاداری کی۔ یون وہ بہت دلیر ہوگیا اولیاء دولت سپاہ کی تہیدستی کی نالش سے اور کارشناس بیدلون کی بیہودگی سے لڑائی پر متوجہ نہ ہوتے تھے اور بادشاہ کے مقدم ہمایون کی آرزو کرتے تھے۔ اور خواہش کو فراخ تر کرکے نادرست اندیشی کرتے تھے۔ بادشاہ نے اُن کو بہت نصیحتین کین اور سمجھایا کہ بہت جلد یہ فتنہ دور ہو جائیگا جسکا اثر یہ ہوا کہ امراء نے لڑنے کا ارادہ کیا۔ بہت سے امراء کی رائے یہ تھی کہ سب یکدل ہوکر مظفر کے آوارہ کرنے مین کوشش کرین۔ بعض یہ کہتے تھے کہ پہلا لشکر ابھی کارزار کی محنت اُٹھا چکا ہے وہ آرام کرے۔ تازہ لشکر قلیچ خان اور نورنگ خان نے کہ اس کام مین دل لگائین اور احمد آباد مین مرزا خان اور امراء جاکر آبادی ملک مین مشغول ہون۔ آخر کو اس تدبیر پر سب کا اتفاق ہوا لشکر بالوہ ایک دو منزل چل کر وقت کوٹانے لگا۔ مرزا خان نے سید قاسم زخمی کو اور بعض امراء کو دو ہزار

مظفر خان کا گجرات کو دوبارہ فتح کرنا

لشکر کے ساتھ احمد آباد کی حفاظت کے لئے چھوڑا خود کھنبایت کی طرف جو مظفر
کی شورش گاہ تھی روانہ ہوا مظفر نے سید دولت کو کچھ سپاہ کے ساتھ دولقہ
بھیجا اور پسران اختیار الملک اور مظفر شروانی کو معمور آباد کی طرف لڑنے کو
روانہ کیا۔ جب سپاہ شاہی مظفر سے دس کوس کے فاصلہ پر آئی تو وہ مقدمہ
سید مین جو اچل ہر پار زمیندار کا بیگاہ تھا چلا گیا۔ شاہی لشکر بڑودہ مین آیا۔
تولک خان کو روانہ کیا کہ سید دولت کو سزا دے کر واپس آئے۔ اور باقی سپاہ
مظفر سے لڑنے چلین۔ ۱۹ ار اسفندیار مذکو لڑائی ہوئی۔ شاہی لشکر غالب آیا مگر
کے سبب سے تعاقب نہ ہوا۔ مظفر نربدہ کے پار قصبہ نادوت مین آیا۔ وہان
سے کوہ جھاتیہ مین گیا۔ یہ ایک قریہ احمد آباد سے ساٹھ کوس پر ہے اس کی
ہستواری مشہور ہے تین طرف اوسکے پہاڑ ہے اور ایک طرف اس کے جنوب
مین رود تاپتی ہے۔ جب لشکر شاہی نادوت مین آیا تو آگے چلنے اور
ہٹنے اور ٹھیرنے کے باب مین مشورہ کیا گیا ہر ایک نے اپنی دانائی کے
موافق راے دی نادان چپ رہے۔ انہین دنون مین تولک خان
شکست دیکر واپس آیا اور رمک مرگیا جو مظفر کا سرمایہ شورش تھا۔ جب لشکر شاہی
کی شہرت گرم ہوئی تو مظفر نے بروج مین اسکو اور نصیر اور چرکس کو چھوڑا
تھا۔ قاعدہ ہے کہ دورویان وہ دل زبان سے دوستی کی باتین بناتے ہین
اور باطن کی آگہی انہین رکھتی ہین۔ ہمیشہ پایندہ خان مغل کو لشکر اتحاد نامی
بھیجتا تھا۔ انمین سے کچھ نصیر اکے ہاتھ آگئے وہ اس کی جان کے پیچھے پڑا
اپنے تئین بیمار بنایا۔ لشکر عیادت کو آیا اسکو مار ڈالا۔ اور تین سو تورانی جو
اس کے ساتھ تھے۔ اونکو بھی قتل کر ڈالا۔ تولک خان نے جب سید دولت کو
شکست دیکر باہر نکال دیا اور خود واپس چلا آیا تو وہ کھنبایت آن کر قابض ہوا
اور پیلاد کے تاراج کرنے کا ارادہ کیا۔ خواجہ بردی تھانہ دار نے مردانگی

کرکے عرصۂ نبرد کو آرایش دی اور فتحمند ہوا۔ انہین دونون مین اتا لیق بہادر بھاگ گیا۔ اس یورش بزرگ مین یہ اوزبک غنیم سے جدا ہوکر لشکر شاہی مین آیا تھا۔ اور میان بہادر نے اسکی دولت خواہی کو گذارش کرکے اپنے پاس رکھا تھا۔ جب لشکر شاہی نادوت مین آیا تو وہ بھاگ گیا۔ میان بہادر قید ہوا۔ ۲۹ اسفندیار نے کو لشکر نادوت سے نکل کر لڑنے آیا۔ مظفر بلند پہاڑ پر چڑھ گیا لڑائی خوب ہوئی۔ لشکر شاہی نے اس پہاڑ کو لے لیا اور بندوق و توپون سے خوب کام لیا وہ ایک جگہ پر قبضہ کرتا اور وہان سے دوسری جگہ توپین اور بندوقین کراسے لے لیتا اس طرح دشمن کو بھگایا اس کے دو ہزار آدمیون کو مارا اور پانچ سو کو اسیر کرکے قتل کیا۔ پادشاہ اس فتح نمایان سے بڑا خوش ہوا اور مرزا خان کو خانخانان کا خطاب اور پنجہزاری منصب عطا کیا۔ ہم نے اوپر لکھا ہے کہ سید دولت کھنبایت مین جاکر پھر چیرہ دستی کرنے لگا تھا۔ موٹہ راجہ۔ میدنی رائے۔ راجہ مکت من اور اور راجہ اوسکی سزا کے واسطے نامزد ہوے۔ پہلے اس سے کہ لشکر اوس کے سر پر آئے وہ معمورہ بیلاد کو تباہ کر رہا تھا۔ خواجہ بردی نے اسکو شکست دی وہ زخمی ہوکر بھاگا۔ اس کے ہاتھی اور سب اسباب چھین گیا۔ انہین دونون عابد و میرک یوسف و میرک اقبال اور سرکشون نے راج پیلہ کے کوہستان سے نکل کر رعیت آزاری شروع کی۔ خانخانان نے آب مندری سے خواجہ نظام الدین کو بھیجا وہ دولقہ مین آیا سرکشون کا لشکر پراگندہ ہوا اور بادشاہی لشکر واپس گیا۔

۱۵ اردی بہشت ۹۹۲ھ کو خانخانان احمد آباد مین آیا ملک کی آبادی اور زیردستون کے دلاسے مین مصروف ہوا۔ یہ اگندیان کچھ کم ہوئین مظفر کوہستان راج پیلہ سے نکل کر ایدر کی طرف گیا۔ پھر کاٹھیوارہ مین پناہ لی۔ بندر کھوکھ مین گمنامی کے کونہ مین بیٹھا اور اپنے ہمراہیون مین سے ہر ایک کو ایک گوشہ مین چھپا یا شیر خان فولادی ولایت بکلانہ مین گیا۔ اس سرزمین کا مرزبان اس کی گرفتاری

سید دولت کی اردو کا جانا ۹۹۲ھ + سلطان مظفر کی گرفتاری کا حکم ۹۹۲ھ

در پے ہوا وہ اپنا مال و منال چھوڑ کر حیلہ سازی سے دکن کی طرف چلا گیا۔ کچھ سرکش جیسے کہ مہدی سلطان اور خواجہ خان و پسر مرزا محمد مقیم نقشبندی بادشاہی لشکر سے آن ملے۔ سید دولت کا تعاقب کچھ کیا گیا اگر زیادہ کیا جاتا تو وہ گرفتار ہوتا۔ جب مظفر خان کو دوبارہ شکست ہوئی۔ قلیچ خان و نورنگ خان نے آغاز فروردین سنہ ۹۹۲ھ میں برہوج کے حصار حصین کا محاصرہ کیا۔ اس کی کشایش میں دیر لگی تو خانخانان نے شہاب الدین احمد خان کو بہت سے آدمیوں کے ساتھ کمک کو بھیجا اور یہ سرکار اسی کی تیول میں مقرر کی۔ امرا نے اب سخت کوشش کی۔ ۱۰ مہر کو بندوقچیوں کا سرگروہ باہر آیا۔ اہل قلعہ کی عاجزی کو بیان کیا اور یہ بادشاہی افسروں سے کہا کہ اگر گروہ قلعہ کے دروازہ پر آئیں تو میری طرف کے آدمی دروازہ کو کھولدینگے اور دشوار کار آسانی سے ہو جائیگا۔ یہی کیا گیا جس سے قلعہ فتح ہو گیا۔ نصیر فکر کر کے مورچل سے باہر چلا گیا اور چرکس بہت سے سرکشوں کے ساتھ آگیا۔

قلعہ برہوج کی فتح سنہ ۹۹۲ھ

ستودہ خو آدمی ہیں۔ جب تک یہ صفات نہ جمع ہوں وہ افسر فرمانروائی کے قابل نہیں ہوتا۔ اول دریافت والا جسے حق گذاری اور کردار کی مرتبہ شناسی ہوتی ہے۔ دوم داد دہی کے وقت خویش و بیگانہ دوست و دشمن کو نہ دیکھنا تا کہ بے زر و زور رستم رسیدہ کامیاب ہوں اور بدگوہر مردم آزار کو نون میں چھپے پھریں۔ سوم خداداد دلاوری کہ ستمگاروں کے شکوہ کے سبب سے داد گری سے باز نہ رہے اور شورشوں کے وقت مستقل رہے۔ چہارم جدکاری جہانبانی میں رات دن کو نہ جانے اور راحت کو محنت سے زیادہ نہ پسند کرے۔ پنجم فطرت عالی اسکے دل میں سیم و زر کا وزن کچھ نہ ہو۔ بخشش و بخشایش سے زربندوں کو پرستار بنائے۔ ششم فراخ حوصلگی کشادہ پیشانی سے زمانہ کی ناخوشیوں کو برداشت کرے۔ ناکامی سے غمناک نہ ہو۔ ہفتم دیگر گونگی کیش و مذہب اسکو پاسبانی سے باز نہ رکھے اور گروہا گروہ آدمیوں کو ایمن کرے۔ ہشتم مہر افزونی۔

سلطان مظفر کی بے ادبی اور تنبیہ سنہ ۹۹۳ھ

آدمیون کی ناخوشی سے آزردہ ہو اور خوش خوئی سے چارہ گری کرے تاکہ گجرا
سرتاب خاشیہ بندگی دوش پر رکھین اور نزہت گاہ دولت سے غبار دوئی
نہ اوٹھے۔ نہم گزیدہ تدبیر شناسائی کو کردار مین لاے۔ بائست وقت کوشائستگی
کے ساتھ کرے تاکہ بدکاری کا خار بن اکھڑ جاے۔ اور آشوب گاہ جہان آرایش
پائے۔ دہم کم آزمی خواہش ناہنجار کو پیدا نہ ہونے دے اور عقل کے خلاف کام
نہ کرے تاکہ خشم کی چیرہ دستی سے باز آئے اور دولت روز افزون ہو یازدہم
رای زنی مین اپنی دانش و بینش پر اعتماد نہ کرے اور کارآگاہون سے پژوہش
کرے۔ ہر شخص پر راز نہ کھولے اور دیدہ و خیرہ سگال سے شرم کو باز نہ رکھے۔ تاکہ اسکو
روزگار گزند نہ پہنچائے اور ہمیشہ خوش رہی۔ دوازدہم تقلید دشمنی ہمیشہ تحقیق
دوستی کو اپنا پیشکار بنائے۔ دلیل پرستی کو اپنا شعار رکھے۔ تاکہ بہت سے آدمیون کو
ایک روش خاص پر دیکھ کر ڈھیل مل نہ ہو جاے۔ اور جستجوی حجت سے صبر نہ کرے
مظفر خان مین خصلتین نہ تھین کہ وہ فرمان روا بنتا۔ دولت کی کثرت نے اسکو
دیوانہ بنا دیا تھا باوجودیکہ دوبار اوسکے سر پر سنگ دبار لگا۔ مگر وہ اپنی غفلت سے
بیدار نہ ہوا اور شورش زیادہ مچانے لگا۔ اپنے اندوختون کو لٹا کر ہنگامہ آرا ہوا
زربندے اسکے گرد جمع ہوئے۔ قصبہ کندل مین جو جونہ گڈھ سے پانچ کوس ہے
وہ فتنہ جو ہوا اور امین خان غوری اور جام سے دوستی کا ڈول ڈالا۔ ان
بومیون نے باتین بنا کر اس سے زر لے لیا اور اپنے ملنے کو اور وقت پر ٹالا۔ وہ
فرصت کی کمین گاہ مین بیٹھا ہوا تھا۔ اس وقت کہ لشکر شاہی واپس آیا اور اس
سرزمین کے تیولدارون کو شورش کے سبب سے کم حاصل ہوا اور بجہہ پراگندگی ہوئی تو
اسکو قابو ملا اور اوس نے فتنہ مچایا خانخانان نے قلیچ خان کو کار شناسون کے
ساتھ احمد آباد کی پاسبانی کے لئے روانہ کیا اور دو طرف فوجین نامزد کین
میدنی راے اور امیرون کو موضع صدا مین۔ ڈندوقہ سے سات کوس پر چھوڑا

اور سرداروں کو شہر سے آٹھ کوس پر بیراہ بٹھایا۔ سید قاسم کو سادات بارہ کے ساتھ پٹن مین چھوڑا اور ۲۹ کو نورنگ خان اور خواجہ نظام الدین احمد کو خود لے کر مظفر کی تلاش کے لئے روانہ ہوا۔ وہ مورلی مین زمینداروں کی راہ دیکھ رہا تھا اور ہر طرف اپنے آدمیوں کو بھیج کر مال جمع کرتا تھا۔ سادھن پور کو لوٹ لیا تھا لشکر شاہی کی خبر سنکر وہ گھبرائے اور راجوٹ کو کہ ملک کاٹھیواڑہ کا بڑا شہر ہے روانہ ہوا۔ خانخانان نے لشکر کو چھوڑا اور تیز رو ہوا۔ بیرم گانو سے کھ رہی تک ساٹھ کوس مین آبادی نہ تھی۔ پادشاہی لشکر نے آذوق ساتھ لیکر لوٹنا شروع کیا مظفر اُس کے سامنے نہ ٹھیر سکا۔ کوہستان بورہ کی طرف چلا گیا یہ ایک پہاڑ بڑا بلند سمندر کے قریب ہے تین کوس لمبا اور دس کوس چوڑا ہے اسمین شیرین چشمے روان رہتے ہین اور خود رو میوے فراوان ہوتے ہین اس سے پس کوس پر دوار کا شمال رو یہ ہے اس نواح مین افواج شاہی نے قیام کیا۔ یہان کے زمینداد لابہ گرائی سے پیش آئے اور اُنہون نے اپنی دولت خواہی کی دستاویز یہ بات بنائی کہ مظفر یہان آیا اور ہم اس کے ساتھ نہین ہوئے۔ امین خان غوری نے اپنا بیٹا پادشاہ کی پرستاری کے لئے بھیجا وکلاء جام نے عرض کیا کہ مظفر چالیس کوس پر ہے تیز دست آدمی جائین تو اُسے گرفتار کرلین خانخانان نے جریدہ تگاپو کی مگر اس کا نشان نپایا۔ لوگون نے کہا کہ وہ اس سرزمین سے نکل کوہ پورہ مین چلا گیا ہے خانخانان نے لشکر کی چار توپ بناے اور اسکو چار گوشون مین بھیجا۔ اس سرزمین کے راجپوت اُس سے کٹ کٹ کر لڑے اور مر مٹے۔ یہ آبادزمین لوٹ مار مین آئی اور پادشاہی لشکر کو بہت غنیمت ہاتھ آئی مگر سلطان مظفر کا نشان کہین نہ پایا۔ اس سے جام کی حیلہ اندوزی اور فریب آرائی معلوم ہوگئی۔ مظفر ولایت جام کی طرف گیا اور اپنے بیٹے کو وہان چھوڑ کر خود احمد آباد کی طرف چلا۔ خانخانان نے اوس کے اسطرف

جانے پر خیال نہین کیا بلکہ جام کے سزا دینے کو مقدم جانا۔ جام بھی لشکر لے کر آیا۔ وہ جانتا تھا کہ مظفر کی خبر سُنکر لشکر شاہی سراسیمہ ہوگا مگر وہ جب چار کوس لشکر شاہی سے آیا تو خواب غفلت سے بیدار ہوا۔ رائے درگا و کلیان رائے کی معرفت اطاعت قبول کی اور اپنے بیٹے جتسا کو بھیجا۔ خانخانان نواگر سے جو اسکی بنگاہ تھی واپس آیا اور احمد آباد کی طرف چلا۔ مظفر زمینداروں کو ساتھ لے کر اس فوج سے لڑا جو صدارت مین تھی پرانتی کے نزدیک لڑائی ہوئی اور اسکو شکست ہوئی اور بڑے بڑے مشہور ہمراہی اوسکے مارے گئے اور شورش مٹ گئی۔ خانخانان کو حکم تھا کہ جب گجرات سے اسکی خاطر جمع ہو تو وہ پادشاہ کی خدمت مین حاضر ہو وہ ۱۰ ربیع سنہ ۹۹۳ کو چلکر ۲۴ کو پادشاہ کی خدمت مین آیا۔

پادشاہ کی خدمت مین گجرات سے خانخانان چلا آیا تو مظفر نے میدان کو خالی جانا اور فتنہ اُٹھایا۔ اسکا منصوبہ یہ تھا کہ احمد آباد کو لے لے۔ حاجی نصیحتہ کی کہ وہان جلد جانا نہین چاہیئے اور بزرگ کام کو آسان نہ سمجھنا چاہیئے۔ اول امین خان غوری سے خاطر جمع کرنی چاہیئے اگر وہ ہمراہ نہ ہو تو اسکی مالش اول کرنی چاہیئے پھر جو نہ گڈھ لینا چاہیئے۔ مین عمدہ سامان لے کر بلجاؤن گا۔ اور آسانی سے ملک گجرات ہاتھ آجائیگا۔ ان باتون کو سُنکر اسنے قصبہ بیریلی پر تاخت کی اور امین خان کی ولایت پر غلبہ پایا۔ اس زمیندار نے کارگذاران شاہی سے گذارش کی کہ مجھہ مین لڑنے کی قوت نہین ہے اگر میری کچھہ یاوری ہوگی تو یہ شورش آسانی سے مٹ جائے گی۔ قلیچ خان خود تو احمد آباد مین پکے کے لئے بیٹھا اور سید قاسم و خواجہ نظام الدین احمد کو اس طرف روانہ کیا اور بیگ محمد توقبائی اور امیر محبت اللہ و سید سالم کو پہلے سے روانہ کیا۔ یہ لشکر تین کوس چلا تھا کہ مظفر بھاگ کر کاٹھی واڑہ مین چلا گیا۔ امین خان کو شاہی لشکر کے آنے سے بڑی تقویت ہوئی اور اُس نے گذارش کی کہ اگر ہزار سوار اور

سلطان مظفر گجراتی کی شورش کا اخراج سنہ ۹۹۳ھ

ملجا ئین تو مین اس راہ سے مظفر کا تعاقب کرون اور دوسری جانب راہ
سے لشکر شاہی اُسکے پیچھے پڑے - اسواسطے قلیچ خان وسید لادا اور امرا کو
اس پار بھیجا اور دوسری راہ سے اور سرداران شاہی تیز قدمی سے چلے ایمین خان
نے قصبہ اجگوٹ کو کہ اسکے پناہ گاہ تھے لوٹ لیا تو مظفر رن مین چلا آیا - یہ رن
زمین شورہ زار ہے - دریا کا مدوجزر اس مین رات دن تماشے دکھاتا ہے - وہ
دو سو کوس لمبا اور تیس کوس سے پچاس کوس تک چوڑا ہے - گرمی مین خشک
ہو جاتا ہے - میٹھا پانی اس سرزمین مین گذرنے سے شور بن جاتا ہے داور الملک
مزار کے نزدیک اُمرا آئے - یہان ایمین خان بھی اُن سے مل گیا اور جام بھی
پیمان کے موافق آیا ان دونو زمینداروں کو دلاسا دیکر اپنے اپنے ٹھکانہ
مین جانے کی امرا ء شاہی نے اجازت دی اُنہون نے اپنے فرزندون کو
لشکر کی خدمت گزینی کے لئے چھوڑا دفعتہً اس طرح شورش مٹ گئی - انجام کار
خانخانان بھی آگیا - اثنا ء راہ مین سروہی اور جامور کی جہات کا انصرام بھی
کیا رای سروہی تو تھوڑے دنون مین راہ پر آگیا - غزنی خان جاموری نے
سرتابی کی - جب دیکھا کہ رستگاری دشوار ہے تو پناہ مانگی اسکو خانخانان
ساتھ لے کر چلا آیا - جالور اور رن اقطاع مین دیدیئے - سروہی کے نزدیک
شکار کو گیا - گرمی کے سبب ایک درخت کے نیچے بیٹھا تھا کہ ایک شکاری نے گائے پر ستم کیا -
اس سبب سے راجپوتون نے لڑنا شروع کیا - خانخانان بھی لڑائی مین شریک ہوا - جان پر
آن بنی تھی مگر ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت * اسی کو فتح ہو گئی *
جب مظفر مین پیکار کی نیرو نہ رہی تو اُس نے مکاری اختیار کی - ایک شخص کو
جسکو ہامانی کا خطاب دیا تھا - پنہان احمد آباد مین بھیجا اور اولیا دولت کو چند
نامے لکھے جس سے مراد یہ تھی کہ اگر خطوط کار پردازون پاس پہنچ گئے تو ایمین سے
بعض اسکی طرف ہو جائینگے بعض دورو ئی کرنے لگینگے بعض کی ہمت مین خلل ہوگا

یہ ناے پکڑے گئے اور باطل ارادے اوس کے معلوم ہو گئے - ہا ان کی سیاست کی گئی اوس نے ایک جماعت کو اولیاے سلطنت کے جانون کے شکار کرنے کے لئے مقرر کیا تھا یہ مکر بھی کھل گیا چنانچہ شہباز خان افغان نے طمع زرمین آنکر مکمن بیگ کو مارا تھا وہ اس نمک حرامی کے جرم مین ہلاک کیا گیا -

ولایت کچھہ کے مرزبان کھنگار کے برادرزادہ پنچانن نے آدمیون کو جمع کر کے پہلیود کو لوٹنا شروع کیا - رائے سنگہ جھالا اوس سے لڑا اور مارا گیا - جلیچ خان اور چند امرا احمد آباد مین پاسبانی کے لئے بیٹھے سید قاسم اور نظام الدین احمد مسدی راے اور اور امرا اس سرکش کی سزا دینے کے لئے دوڑے بادشاہی لشکر کے آنے سے کہبار بری مین سرکش پناہ لے گئے - سارا اسباب انکا لٹ گیا - جام دھنکار نے عاجزی شروع کی - امرا نے پھر کر بزم نشاط آراستہ کی - ایک ہفتہ نہین گذرا تھا کہ مظفر باہر آیا اور دولقہ کی طرف فتنہ برپا کیا - امرا شاہی اس کے درپے ہوئے تو وہ اسکی جانب چلا - تن آسانی کے سبب سے لشکر شاہی نے اس کی شائستہ تجسس نہین کی -

پنچانن و جسا برادرزادگان کھنگار نے مہراون عم جام و مظفر ارغون سے مل کر ایک شورش مچائی - قصبہ دھن پور کو گھیر لیا - رادھن خان بلوچ اور اور جوانمردون نے مردانگی اور آگاہی کے ساتھ پاسبانی کی اور دو دفعہ دشمن پر شبخون مارا - اور دو روز تک باہر رہ کر سخت لڑائی لڑے سید قاسم و کامران بیگ اور اور سردار مدد کو دوڑے گئے - تھوڑے عرصہ مین یہ شہرت ہوئی کہ مظفر گجراتی اور کاٹھیون نے سر اوٹھایا ہے - خواجہ نظام الدین احمد بخشی و خواجہ رفیع اور اور افسر اوسکے پیچھے پڑے اور بہرم گانون کی طرف جہان فتنہ اندوز رہتے تھے نورنگ خان دوڑا - جلیچ خان احمد آباد مین مقیم رہا - جب لشکر دس کوس پر غنیم سے پہنچا تو سرکش پراگندہ ہو گئے - جب دوسری فوج آن کر ملی تو وہ

بغاوت کی شورش ۹۷۰ھ

پرتال کو چھوڑ کر تیز رفتار ہوئے رن سے گذر کر قصبہ کٹار یہ مین انہون نے اپنا بیگاہ بنایا اور بہت اسباب جمع کیا۔ اس ولایت کے سرگروہ بھارہ نے لابہ گری شروع کی۔ امراء اُسے قبول کرکے قصبہ لیہ مین شتاب رو ہوئے۔ رن کی ہولناک میدان کو ایک اور راہ سے طے کیا۔ فتنہ افزا ہاتھ نہ آئے مگر ملک کی لوٹ بہت ہاتھ آئی۔ قصبہ مورلی مین وہ آئے راہ مین بہت سی آبادیون کو لوٹا بڑی بڑی سنگڑون کو فتح کیا۔ جب لشکر مورلی مین آیا تو زمیندارون نے پناہ مانگی وزیر خان نے یہ ملک کھنکا کو دیا تھا خانخانان نے بھی اُسے دیدیا۔

ہم نے پہلے لکھا ہے کہ مضافات گجرات مین بکلانہ ایک وسیع ملک ہے جسکی ریاست مند کو بھرجی کہتے ہین اسکے بھائیون نے شورش برپا کی۔ اور بھرجی تولیکے مستحکم قلعہ مین چلا گیا وہ بادشاہ کا مطیع تھا اسلئے قلیچ و خواجہ رفیع انکی مدد کو گئے پہلے اس سے کہ یہ لشکر پہنچے بھرجی کو دوست نما دشمنون نے مار ڈالا جو امرا گئے تھے اُن سے سرکشون نے مدارا کرلی۔ امیر خان غوری کے چھوٹے بیٹے مظفر خان نے باپ سے لڑنا شروع کیا۔ آلایش تخمہ کو ظاہر کیا۔ مظفر نے بھی اس سے ملکر فتنہ مچایا۔ امین خان نے اپنے مین لڑنے کی سکت نہین دیکھی کنارہ کیا اور اولیاء دولت کو نیاز نامہ بھیجکر یاوری طلب کی۔ نورنگ خان و خواجہ نظام الدین احمد و میدنی رائے اور اور سردار مدد کو گئے۔ مظفر اس لشکر سے ڈر کر کوہستان مین چلا گیا اس اندیشے سے کہ ملک ہاتھ سے نہ نکل جاے اور پسر پدر سے آشتی نہ کرلے۔ امین خان اور جام کے بیٹون کو میدنی رائے جاکر لے آیا یکبارگی یہ فتنہ مٹ گیا۔ قلیچ خان کی جگہہ اسمٰعیل قلیچ خان بھیجا گیا۔ گجرات سے خانخانان بلا لیا گیا اور خان اعظم مرزا کوکہ اسکی جگہ بھیجا گیا۔ پھر یہان سرکشون نے سر اُٹھایا۔ جام ان سرکشون کا سرگروہ تھا اس نے سرکشون کے جمع کرنے مین خوب اہتمام کیا اور مدتون کے خزانے جمع کئے ہوئے باہر نکالے اور سلطان مظفر کو سپہ آراے بنایا۔ دوست خان پسر امین خان

خان اعظم مرزا کوکہ کا فتح پانا اور مظفر گجراتی کا بے آبرو ہونا بسمت ۹۹

غوری مرزبان جونا گڈھ وسورت کو اور کھنگار کچھ کے سردار کو مدد کے لئے بلایا۔
چلے اس سے کہ ان سرکشون کا ہنگامہ گرم ہو کوکہ وہان پہنچا اور کچھ سرکشون کی پروا
نہ کی کہ وہ کیا کر رہے ہین۔ انکی حقیقت کچھ نہ سمجھا۔ یہان تک کہ بعض سرکشون نے
شورافزائی کی تو پھر وہ سب کام چھوڑکر اس سرکش کی چارہ گری مین مصروف ہوا
ظفر خان کے بھائیون اور اسماعیل خان قلی کے بیٹون نے جو اس ملک کے بڑے
اقطاع دار تھے نامعقول عذر کرکے اوسکی ہمراہی نہ کی۔ اس گروہ کا نہ آنا اچھا ہوا
اسلئے کہ سپہ کشی مین جسقدر لشکر خود سر کمتر ہوتے ہین اتنا ہی کام شائستگی کے ساتھ
بیشتر ہوتا ہے۔ ایک آدمی کی بیدلی ایک گروہ کو اپنی جگہہ پر قائم نہین رہنے دیتی
ایک ناہنجار سخن بڑی درہمی و برہمی پیدا کر دیتا ہے۔ بہرام کانو کے نزدیک فتح خا
وچند رسین زمیندار ھلود اور کرن پرمال کلانتر مورلی اور بہت سے اور سرکش بادشاہی
لشکر سے کڑنے کو تیار ہوئے۔ نورنگ خان و سید قاسم و خواجہ سجان آگے
پیچھے گئے یہ لوگ مورلی مین غنیم کے ملک سے پچیس کوس کے فاصلہ پر لوٹہی پڑے
رہے اور صلح کا پیغام دینے لگے اور کچھ کام نہ کیا اور فروتنی اختیار کی سرکشون نے
صلح منظور نہ کی اور لڑنے کا ارادہ کیا۔ کوکلتاش چارہ گری کے درپے ہوا۔ باوجودیکہ
بادشاہی لشکر دس ہزار سے کم اور غنیم کا لشکر تیس ہزار سے زیادہ تھا مگر اس نے
سات کوس سے لشکر آراستہ کیا۔ قول مین خرم خواجہ ابوالقاسم دیوان حکیم مظفر
اردستانی۔ قرل ابدال اور دو ہزار سپاہ اور برانغار مین نورنگ خان پندرہ
سو سپاہ جرانغار مین خواجہ رفیع محمد حسین شیخ قاضی حسین۔ سید ابواسحق چندرسین
اٹھارہ سو سپاہ ہراول مین سید قاسم سید بایزید سید بہادر۔ سید عبدالرحمن سید
سلیم۔ میر شرف الدین۔ سید مصطفی چودہ سو سپاہ التمش مین سولہ سو سپاہ اور
کوکلتاش و کامران بیگ محمد تو قبائی و خواجہ بابا و قادر علی کوکہ مع چار سو سپاہ کی
طرح التمش مین گوجر خان چھہ سو جوانون کے ساتھ طرح برانغار مین خواجہ بردی

اس قدر دلاورون کے ساتھ طرح جرانغار۔ دوسری طرف قلب گاہ مین مظفر سپاہ
چار ہزار گروہ لونیہ کا تھی ۔ برانغار مین چار ہزار پانچ سو سپاہ جرانغار مین جام
آٹھ ہزار سوار مقدمہ مین آجا پسر جام اور بابنیہ اسکا چچا اور جسا اور اوسکے بھائی
چار ہزار پانچسو سپاہ یہ قرار پایا کہ سپاہ آب سے گذر کر بستار تیر ۹۹۹ھ کو لڑائی
ہو۔ مگر جب اس دریا سے گذر ہوا تو ایسا مینھ برسا کہ دو رات دن تک لشکر ایک
دوسرے کو نہین دیکھ سکتے تھے۔ غنیم کا لشکر بلندی پر تھا اور اولیا دولت نشیب
مین تھے۔ پانی کی افزونی سے اور آذوقہ کی تنگی سے وہ عاجز ہوئے تھے۔
دو دفعہ شبخون مارا اور ناکام رہے۔ جب سختی حد سے زیادہ ہوئی تو نا چار لشکر
نوانگر بگاہ جام کی طرف منسوخ ہوا۔ کہ کہین روزی ہاتھ آئے۔ ایک آباد
گانو مین پہنچا۔ وہان علف اور بہت غنیمت ہاتھ آئی۔ دشمن بھی لڑنے آئے۔
۴ امرداد ۹۹۹ھ کو سخت لڑائی ہوئی۔ تیر و شمشیر سے کار دو خنجر پر نوبت
آئی۔ غنیم کے راجپوت اپنی آئین کے موافق گھوڑون سے اتر کے خوب لڑے۔
لہراون مع برادر اور دو پسر وجسا اور پانچ سو راجپوت ایک جگہ لڑکر مرے۔
ظریف خان وکیل دولت خان اسیر ہوا۔ جام و مظفر بے لڑے بھاگے۔ سید
دولت خان زخمی ہوکر جونہ گڈھ مین گیا۔ دو ہزار غنیم کے مارے گئے اور شاہی
لشکر مین سو آدمی مارے گئے اور پانچسو سخت زخمی ہوئے۔ اور سات سو
گھوڑے تلف ہوئے۔ لشکر شاہی کو فتح ہوئی۔ اور جیلخانہ اور توپ خانہ
اور اور اسباب غنیمت ہاتھ آیا۔

جب مرزا کوکہ نے فتح پائی تو وہ صبح کو نوانگر کی طرف دوڑا اور بہت غنیمت
جمع کی۔ جام و مظفر کہسار بربرہ مین چلے گئے۔ کوکلتاش نے ان سرکشون کی
مالش کے لئے توقف کیا اور چارہ گری کے درپے ہوا۔ نورنگ خان سید قاسم
خواجہ سلیمان کو جونہ گڈھ کے قلعہ کی فتح کے لئے بھیجا۔ ارادہ اس کا یہ تھا کہ اس

سرزمین سے فارغ ہوکر خود قلعہ کی فتح کو جائے۔ لشکر جو بھیجا گیا اسکو ملک کی برا
اور گران ارزی سے بہت تکلیف ہوئی۔ افسردگی اور گران یابی کے ساتھ قلعہ
سے نزدیک ہوئے۔ دولتخان جو زخمی ہوا تھا وہ مرگیا۔ اس لئے قلعہ کشائی کا ارادہ
ہوا۔ اہل قلعہ سے کہا کہ مالک قلعہ مرگیا۔ سپاہ شاہ فتحمند ہوئی۔ اب مناسب ہے
کہ قلعہ کی کنجیاں بیمان کی دستاویز پر حوالہ کردو۔ اہل قلعہ نے جواب دیا کہ کسی معتمد کو
بھیجدو کہ جس سے ہم اپنی خواہش ظاہر کرکے دلجمعی کریں۔ اس زمانہ میں معلوم ہوا
کہ ایک گروہ کا ٹھٹی نے پرتمال کو لوٹ لیا ہے۔ ناگزیر اس طرف کوچ کیا اتنے
میں مظفر بھی وہاں پہنچ گیا۔ اہل قلعہ نے نخوت اختیار کی۔ خان اعظم برآشفتہ ہوا
اور قلعہ کی فتح کا ارادہ کیا۔ مظفر باہر آیا اور مشہور ہوا کہ وہ احمد آباد کی طرف جاتا
ہے۔ کوکلتاش نے فوج بسرکردگی خرم خواجہ اس کے پیچھے روانہ کی خود چاہتا تھا
کہ قلعہ فتح کرون اتنے میں معلوم ہوا کہ جام بگاہ کے قریب جاتا ہے تو وہ بہت
جلد اس طرف آیا تو وہ پھر کرلا بہ گری کرنے لگا۔ اسی زمانہ میں نظر بلا اور اس کے
فرزندون نے شورش برپا کی۔ ناگزیر جام کا عذر قبول کرکے اسکی طرف متوجہ
ہوا۔ انہین دنون مین میر ابو تراب ندوقہ مین بادشاہ کے پاس سے آیا۔
خدمت گزار ملازمون کے لئے خلعت اور گھوڑے اور فرمان لایا۔ تالوہ کے سرکشون
کے بھی دب جانے کا مژدہ آیا۔ کوکلتاش خان کا ارادہ تھا کہ قلعہ کو فتح کرے
مگر ہمراہیون کی واماندگی سنگ راہ ہوئی۔

مگر جب سپاہ نے آرام لیا تو پھر اس قلعہ کی کشادگی کی طرف خیال ہوا
کھوکھن پسر جام اور بہت سے سرکش اس سرزمین کے عاجزی کرکے مطیع ہوئے
سومنا تھہ کو کہ و منگلو ولیوہ و بیرو وغیرہ سولہ بندرون پر بے جنگ قبضہ ہوگیا
اسکے بعد جونہ گڈھ کے قلعہ کو سپاہ روانہ ہوئی وہ امین خان غوری کے
پوتون کے پاس تھا وہ بڑا نامور قلعہ تھا اور ولایت سورتھ سے وابستہ تھا

پہلے فرمانروایون مین سے کسی نے اسپر قبضہ کمتر پایا تھا۔ ۲۲ خرداد سنہ ۱۰۰۰ھ
سپاہ اوسکے پاس آئی۔ سترہ مورچے بنائے۔ نورنگ خان نے کاٹھی کے گروہ کو
سزادی وہ اہل قلعہ کی مدد کرتے تھے۔ آج ہی قلعہ مین آگ لگ گئی اور بہت سا
اسباب قلعہ داری جل گیا۔ فرنگی توپ اندازکہ مسلمان ہوگیا تھا اور اس پیشہ مین
چابک دست تھا سراسیمہ ہوکر خندق مین گرا مگر اہل قلعہ پاس آذوقہ بہت تھا اور جگہ
استوار تھی۔ سو توپین ہر روز چند بار چلاتے تھے اور ہر توپ مین ڈیڑھ من کا گولہ
آتا تھا۔ سپاہ تو درماندہ تھی مگر کوکلتاش اوسکی دلدہی کرتا تھا اور سرشتہ کوشش
کو نہین چھوڑتا تھا۔ ایک کو بھیجہ معلوم ہوا اسپر سرکوب بنایا اور وہان سے توپ اندازی
شروع کی تو اہل قلعہ بیدار ہوئے۔ لابہ گری کرنے لگے۔ تین دن تک لڑائی
رہی۔ ۱۷ شہریور سنہ ۱۰۰۰ھ کو قلعہ نشینون نے پناہ مانگی اور کنجیون کے حوالہ
کرنے کو اپنی بستگیون کی کشش سمجھے۔ سات برس کا لڑکا میان خان اور
بارہ برس کا لڑکا تاج خان جو امین خان کے پوتے تھے اور ستاون نامور
آدمی کوکلتاش خان پاس آئے۔ اس نے درست پیمانی کے ساتھ انکے مال و جان و
ناموس کی پاسبانی کی اور ہر ایک کو اپنی آباد جاگیرون مین خلعت دیکر بھیجدیا۔
جب جو نہ گدھ فتح ہوگیا اور زمیندار مطیع ہوئے تو کوکلتاش نے اپنی ساری
ہمت مظفر کی گرفتاری مین صرف کی۔ مظفر سیوآباد بھیل مین چلا گیا وہ ایک بڑی
ولایت لار کی ہے اس مین دوارکا کا پرستش کدہ ہے۔ کوکلتاش نے نورنگ خان
اور امرار کو اس طرف بھیجا۔ ۱۶ مہر سنہ ۱۰۰۰ھ کو دوارکا مین پہنچے وہ بے آویزش
ہاتھ آیا۔ یہان معلوم ہوا کہ مظفر سیوا کے گھر مین بسیٹھ مین ہے۔ قصبہ مذکور مین
سنگرام اس زمیندار کا خویش خیرہ سر ہو رہا ہے۔ قادر علی کو اس سرکوبی گاہ
مین چھوڑکر سپاہ کے دو حصے ہوئے نورنگ خان تو ایک حصہ کو لے کر مظفر
کی مالش مین مصروف ہوا نظام الدین احمد سپاہ لیکر دوسری طرف

مظفر کی گرفتاری کا ذکر اور اوسکے قید ہونے کا بیان

چلا۔ سنہ بہر کو سیوا کے بنگاہ پر یہ پہنچے۔ کچھ دیر پہلے سپاہ کے آنے سے مظفر کو مع زنہ وزاد کے کشتی مین بٹھا کر ایک استوار جزیرہ مین پہنچا دیا تھا اور بعد اس کے سیوا خود چلا گیا تھا۔ جب لشکر شاہی آیا تو وہ پھر کر اُس سے لڑنے آیا اور شام تک جنگ مین دونو لشکر دست و گریبان رہے۔ اس زد و خورد مین سیوا کے ایک تیر لگا اور وہ مرگیا۔ سرکش پراگندہ ہوے۔ بہت مارے گئے۔ جو سپاہ کہ سنگرام کی مالش کو گئی تھی وہ بھی غالب آئی اور دو نو جگہ سپاہ کو بہت غنیمت ہاتھ آئی۔ مظفر ولایت کچھ مین بھاگا۔ بھارا جو اس سرزمین کا راستر تھا اس نے مظفر کو یہان ایک گوشہ مین چھپا دیا۔ ۲۶ آبان سنہ ۱۰۱۰ھ کو خان اعظم جونہ گڈھ سے یہان آیا۔ اپنے بیٹے عبداللہ کو پہلے بھجوایا۔ نہم آذر کو ۵۵ کوس مل کو چون مین طے کر کے موضع امیران مین آیا۔ جو ملک داور کی خوابگاہ تھا۔ جام مع فرزندون کے آکر ملا۔ مرزربان کچھ نے اپنے کاردیدون کو بھیجا کہ جاکر گذارش کرین کہ مین فرمان پذیری قبول کرتا ہون اور اپنے بیٹے کو پرستاری کے لئے بھیجتا ہون۔ کوکلتاش نے جواب دیا کہ اگر اپنی خیر منظور ہی تو مظفر کو حوالہ کرو یا خود آؤ۔ انہین دنون مین لوگون کو معلوم ہوا کہ اجازت اپنی بنگاہ کو گیا سپاہ جو نہ گڈھ لے اسکا خان و مان لوٹ لیا اور اسکے تینون بیٹون کو ڑالا۔ خان اعظم نے اپنے بیٹے عبداللہ کو حزم کو اُدھر بھیجا اور خود مورلی سے ۳۱ کوس کو پانچ کو چون مین طے کر کے موضع چابارہ مین آیا۔ زمیندار سے جو وہان کہی گئی تھین انمین سے کوئی عمل مین نہین آئی تو کوکلتاش نے یہہ چاہا کہ اسکے اقطاع جام کو دیدے پھر اُس نے پیغام بھیجا کہ اگر قصبہ مورلی کہ بدتون سے اسکے باپ دادا پاس تھا مجھے انعام مین دیدین تو مین مظفر کو حوالہ کرتا ہون کوکلتاش نے قبول کر لیا۔ کچھ سپاہ بھیجی۔ ۱۳ ردے کو وہ وہان پہنچی۔ زمیندار گماشتون نے مظفر سے کہا کہ بہارا آپ پاس آتا ہے وہ خوش وقت ہو کر استقبال کو آیا۔ جب وہ نزدیک آیا تو اسکو گرفتار کر کے لے آئے رات تو رہ نوردی مین گذری۔ صبح کو خلا خانہ کا بہانہ بنا کے ایک جگہ گیا اور استہ ہے

کہ اپنے پاس پوشیدہ رکھتا تھا اپنا گلا آپ کاٹ ڈالا اور اگر یہ نہ کرتا تو خان اعظم اسکو بادشاہ کے بغیر حکم کے نہ مارتا اور اگر وہ بادشاہ پاس جاتا تو وہ بھی اس کی جان نہ لیتا مگر اس کی غیرت نے یہ خودکشی کرائی اس کے مرتے ہی گجرات کے سب جھگڑے تمام ہوئے +

مہمات گجرات کا بیان طبقات اکبری اور کتابون سے گجرات مین خانخانان کے جانے تک

طبقات اکبری کا مؤلف نظام الدین احمد گجرات مین بخشیگری کی خدمت رکھتا تھا۔ اسلئے اس نے جو حال اپنے تاریخ مین لکھا ہے وہ زیادہ اعتبار بہ نسبت ابوالفضل کے رکھتا ہے۔ اس نے اپنی آنکھون کا دیکھا ہوا حال نہایت قلیل اللفظ وکثیر المعنی لکھا ہے اور ابوالفضل نے ہزار کوس کے فاصلہ پر بیٹھے ہوئے لکھا ہے۔ سوا اس کے نظام الدین احمد کی برابر معاملات جنگ کو ابوالفضل سمجھتا بھی نہ تھا واقعات سنہ ۲۹ جلوس مطابق سنہ ۹۹۱ھ طبقات مین بیان کیا ہے کہ بادشاہ کی خاطر اشرف مین آیا کہ اعتماد خان گجرات مین کتنون سے رہا ہے اور گجرات کی آبادانی کا طریقہ اورون سے بہتر جانتا ہے اگر اسکو ہم گجرات عنایت کرین تو ان بلاد کے حکام جو ہمارے تصرف مین نہین ہین یہ دیکھکر ہمارے امیدوار ہون گے۔ اس لئے گجرات کی حکومت اسکو سپرد ہوگی۔ میر ابوتراب کو امین کیا۔ خواجہ ابوالقاسم کو دیوانگری کا منصب دارا اور نظام الدین احمد مؤلف طبقات اکبری کو بخشیگری کی خدمت مرحمت کی۔ محمد حسین شیخ و میر ابوالمظفر و میر حبیب اللہ ابواسحاق و میر صالح و ہاشم و بنہاد بیگ و سید جلال بخاری و بیگ محمد توقبائی و میر حبیب اللہ و میر شرف الدین

برادر زادہ ہاے میرا بو تراب کو گجرات مین جاگیردار مقرر کیا
اعتماد خان کو حکم دیا کہ ولایت سروہی کو دیورہ کے سرتابون سے لے کر رانا کے
بھائی جگمال کو کہ دولت خواہون مین سے ہے حوالہ کرے۔ نظام الدین احمد
کے ہاتھ اسکی مدد خرچ کے لئے ایک ہزار اشرفی بھجوائی جب اعتماد خان جالور
مین آیا تو نظام الدین و میر معصوم بکری (بھکری) و منیر بیگ ایشک آغا و زین الدین
کنبو و پہلوان علی سیستانی کہ احمد آباد کا کوتوال مقرر ہوا تھا اس سے ملے محمد حسین
اور اکثر جاگیردار اس سے پیچھے تھے آئے جب جالور سے سروہی پہنچے اور
دیورہ کے سرتابون کو نکال کر جگمال کو غزنین خان و محمود خان جالوری و
بجا دیورہ رائسنگھ ولد چندرسین ولد رائے مالدیو کے ساتھ وہان چھوڑا اور
خود احمد آباد کی طرف چلے جب احمد آباد کے قریب اعتماد خان آیا تو شہاب الدین
احمد خان شہر سے باہر آکر عثمان پور مین جو شہر کے محلون مین سے ہے فروکش
ہوا۔ ۱۲ شعبان سنہ ۹۹۱ھ کو اعتماد خان داخل شہر ہوا دو روز کے بعد
معلوم ہوا کہ عابد بدخشی امیرک بلاق و وفادار و مرزا بیگ و عبداللہ و میر
محمد بیگ اور ایک جماعت کثیر شہاب الدین خان کے نوکرون کی جدا ہو کر کبھی والی
سلطان مظفر گجراتی اور اوس کی ماں کے رشتہ دارون کی طلب مین گئے
ہین وہ یہان بادشاہی لشکر کے خوف کے مارے چھپا ہوا تھا۔ وہ فتنہ و
فساد کا ارادہ رکھتے ہین اعتماد خان نے صلاح جانکر ابو تراب نظام الدین
کو شہاب الدین خان پاس بھیجا کہ اس باب مین گفتگو کرے انہون نے جاکر اسکو
سمجھایا کہ جن امیرون کی جاگیرین ضبط کی ہین وہ ان کو پھیر دیدے یا انپر
پہلے اس سے کہ وہ کسی زبردست کو اپنا سردار بنائین سخت حملہ کرے۔
اعتماد خان نے شہاب الدین احمد خان سے احمد آباد کی مراجعت کے لئے
کہا تو اوس نے یہ عذر کیا کہ سفر کی تیاری مین بہت روپیہ خرچ کر چکا ہون

طبقات اکبری کے موافق گجرات کا بیان۔

اور میرے آدمی اپنے کنبون کو ساتھ لے کر شہر سے چلنے مین بہت تکلیف اٹھا چکے ہین
مگر نظام الدین یہ لکھتا ہے کہ شہاب الدین احمد خان نے یہ جواب دیا کہ یہ جماعت میرے
قصد مین تھی اور مدت سے اس کام کا فکر کر رہی تھی اب اس نے اپنے کام پر سے
پردہ اٹھا دیا۔ میری باتون سے اسکو تسکین نہین ہوگی اور مجھ سے کوئی امداد متصور
نہین ہے۔ جب نظام الدین نے صورت حال کو اعتماد خان سے کہا تو اُس نے
اسی مین صلاح سمجھی کہ اس جماعت کی تسلی کرے ایک دو آدمی تسلی کے لئے امراء سرکش
کی جماعت پاس بھیجے مگر اسکو تسلی نہوئی اور وہ آگے کا ٹھیاواڑ کو بڑھی۔

مرآۃ احمدی مین لکھا ہے کہ اعتماد خان نے شہاب الدین سے کہا کہ تم جبتک
ٹھیرے رہو کہ بادشاہ نے جو کمک بھیجی ہے وہ یہان آجاے۔ کئی مراسلات
بھیجکر اعتماد نے کوشش کی کہ شہاب الدین چند روز توقف کرے۔ مگر اس نے توقف
نہ کیا اور کری مین جو احمد آباد سے ۲۰ کروہ (۴۰ میل) ہی روانہ ہوا۔ ۲۷ شعبان کو
خبر آئی کہ باغیون کی جماعت مظفر کو اور کاٹھیون کو ہمراہ لے کر دولقہ مین آگئی یہ قصبہ
احمد آباد سے ۲۴ میل تھا میر ابشک آقا شہاب الدین پاس خبر لایا کہ وہ قصبہ
کری مین توقف کریگا۔ اعتماد خان و نظام الدین و میر ابو تراب اسکی تسلی کر کے
لے آئین۔ اعتماد خان آخر روز فرار ہو کر کری کی طرف چلا۔ ہر چند اس کو سمجھایا
کہ غنیم بارہ کروہ (۲۴ میل) پر آگیا ہے ۲۰ کروہ (۴۰ میل) حاکم شہر کا جانا مناسب
نہین ہے مگر اسے کچھہ فائدہ نہین ہوا۔ وہ کری کو اس ارادہ سے روانہ ہوا کہ شہاب
کو سمجھا کر احمد آباد مین لے آئے اسکے ساتھ ابو تراب اور نظام الدین گئے۔ نظام الدین
نے اس بات کو چھپایا کہ اس نے حاکم شہر کو دار الحکومت سے جانے پر سخت اعتراض
کیے تھے۔ شہاب الدین خان کے آنے کو اعتماد بڑا بکار آمد ضروری سمجھتا تھا اسکے
برخلاف جو نظام الدین خان نے سمجھایا وہ کچھہ کام نہ آیا۔ شیر خان پسر اعتماد خان
کو شہر کی حفاظت سپرد ہوئی اور اسکے معاون میر معصوم بھکری اور پسر نظام الدین

مقرر ہوئے۔ کرہی مین شہاب الدین سے باتین ہوئین اس رنگ سے اسکی تسلی ہوئی کہ سابق مین اسکی جاگیر مین جو پرگنے تھے وہ چھوڑ دیئے جائین اور دو لاکھ روپے اوسکو اور دیئے جائین۔ غالباً یہ روپیہ اس خرچ کی بابت ٹھیرا ہوگا جو اسکا سفر مین خرچ مین ہو چکا تھا اور جسکی شکایت وہ کرتا تھا۔ غرض شہاب الدین کو راضی کرکے اعتماد خان ساتھ گیا اور قصبہ کرہی سے احمد آباد کی طرف وہ چلے اس روز کہ اعتماد خان کرہی کو روانہ ہوا تھا۔ مظفر گجراتی شہر احمد آباد مین آیا اور شہر کے آدمیون نے قلعہ حوالہ کیا۔ قلعہ کی دیوار ایک جگہ شکستہ تھی وہ بلا تکلف اُس مین سے چلا آیا۔ احمد آباد سے دس کوس پر شہاب الدین احمد خان اور اعتماد خان پہنچے تھے کہ میر معصوم بھکری و زین الدین کنبوہ یہ خبر لائے اس خبر کو سنکر ان دونو نے مشورہ کرکے یہ قرار دیا کہ ابھی ایک روز سے زیادہ نہین گذرا ہے اور مخالفون کے کارنے استقامت نہین پائی ہے اس راہ سے شہر مین جانا چاہیئے جسمین سے کہ دشمن داخل ہوا ہے شہر کی طرف متوجہ ہوئے صبح کو عثمان پور مین کہ شہر و دریا کے متصل ہے پہنچکر اترے۔ مظفر گجراتی نے شہر سے باہر نکل کر دریا کی ریتی مین صف کشی کی۔ شہاب الدین کے ہاتھ پانو پھولے لیکن زین الدین کی نا اعتمادی سے صف آرائی کی فرصت نہ ملی کچھ سپاہی کہ اس کے ساتھ رہے تھے حرکت نہ بوجی کرکے بھاگ گئے۔

مراۃ احمدی مین لکھا ہے کہ شہاب الدین نے بڑی بہادرانہ کوشش کی مگر اس کے ۲۰۰ سو کے قریب سپاہی بھاگ گئے اسکا گھوڑا زخمی ہوا اور بہ شدت مجروح ہو کر گرا گرد کے بعض اسکے دوستون نے اوس کے گھوڑے کی باگ پکڑ اسکو مجبور کرکے میدان جنگ سے لے گئے۔ اعتماد خان مع ابو تراب کے لڑائی سے الگ کھڑا رہا اور عثمان پور مین کھڑا تماشا دیکھا گیا اور اس تاک مین رہا کہ کب موقع ہاتھ لگے کہ بھاگ جائے۔ نظام الدین نے اپنے تھوڑے سے آدمیون سے ہاتھ پانو مارے مگر کچھ نہ ہوا اور اسکے بیٹے کے سپاہی کہ اعتماد خان نے شہر مین محافظت کے لئے متعین کئے تھے

مع خان و مان کے لٹ گئے اور شہاب الدین خان اور اعتماد خان بھاگ کر نہروالہ مین جو پٹن مشہور ہے ۴۵ کروہ (۹۰ میل) چلے گئے نظام الدین نے یہ سارا حال لکھ کر بادشاہ کے پاس بھیجا بعد تین روز کے محمد حسین شیخ و خواجہ ابو القاسم دیوان و ابو المظفر و میر محب اللہ و میر شرف الدین توقبائی اور جاگیرداران گجرات کہ پیچھے رہ گئے تھے پٹن مین پہنچے۔ قلعہ کو مرمت کرکے یہان استقامت کی سلطان مظفر گجراتی نے ارباب فتنہ و فساد کو خطاب و جاگیرین دین اور جمعیت بہم پہنچائی۔ شیر خان فولادی کہ پٹن مین مدتون حکمران رہا تھا اور چند سال ولایت سورٹھ (سوراشٹر) یعنی کاٹھواڑ مین گذران اوقات کرتا تھا دو سو سوارون کے ساتھ مظفر گجراتی پاس آیا۔ اس نے چار ہزار سوارون کے ساتھ پٹن روانہ کیا وہ قصبہ کری مین آیا اور اس نے اپنی سپاہ کو جو تانہ مین کہ پٹن سے ۲۰ کروہ (۴۰ میل) ہے بھیجا۔ لشکر شاہی بھی اس سے غافل نہ تھا۔ اس سے یہان نظام الدین آنکر لڑا۔ اور شکست دی۔ میر محب اللہ و میر شرف الدین و بیگ توقبائی کو اور سپاہیون کی ایک جماعت کو یہان چھوڑا شیر خان فولادی خود پٹن سے ۱۸ میل پر آیا اسکو اعتماد کے بیٹے نے پٹن سے آکر شکست دی۔ احمد آباد پر مظفر کے قبضہ ہونے سے جنوب مین بادشاہی آدمیون کی آمد و رفت بالکل بند نہین ہوئی تھی۔ زین الدین کنبوہ راے بڑودہ کے سامنے سے قطب الدین حاکم بروچ و بڑودہ کے پاس آگیا۔ اور اسکو ترغیب دی کہ احمد آباد پر جنوب کی طرف سے حملہ کرے۔ دونو قطب الدین اور زین الدین کے لشکر مل کر بڑودہ تک آگے بڑھے۔ مظفر نے بہت سے لشکر سے اُن پر حملہ کیا۔ قطب الدین اس سے سپاہیانہ نہین لڑا۔ جنگ مین شکست پائی اور بڑودہ مین محصور ہوا۔ اکثر اس کے عمدہ نوکر اور آدمی مظفر سے جا ملے۔ یہ فسادون کا دریا تلاطم مین تھا کہ اس مین سید دولت بھی مچھلی کی طرح تیرنے لگا۔ مرآۃ احمدی مین لکھا ہے کہ وہ کلیان رای حاکم کھنبایت کا ملازم تھا۔ اس نے کچھ اپنا تعلق مظفر سے نہین پیدا کیا تھا خود سپاہ جمع کرکے کھنبایت کو لے لیا۔ یہان کا عامل خواجہ امام الدین حسین کروری تھا۔ بڑودہ کو بھاگا اور

شہر کا خزانہ چودہ لاکھ روپیہ اپنے ساتھ لے گیا اور دشمن کے لئے ۴۰ لاکھ دام چھوڑ گیا
پٹن کے قلعہ نشینوں کو معلوم ہوا کہ شیر خان فولادی میسانہ مین جو اُن کے مقام سے
۳۰ میل پر ہے آگیا ہے اونکو ایسا تذبذب ہوا کہ پٹن کو چھوڑ کر جالور مین جانے کا ارادہ
ہوا۔ اگر ایسا اہنون نے کیا ہوتا تو مظفر کو گجرات کا حصہ عظیم ہاتھ لگ جاتا نظام الدین
نے اونکو سمجھایا اور جنگ پر مصر ہوا۔ اعتماد خان اور شہاب الدین احمد خان پٹن مین
آئے اور امرا نظام الدین ساتھ متفق ہوئے۔ جب قصبہ میسانہ مین وہ آئے۔
شیر خان فولادی نے صف آرائی کی پانچہزار سوار مقابلہ مین لایا۔ بادشاہی لشکر
دو ہزار سوار کا تھا۔ سخت لڑائی ہوئی شیر خان نے ہزیمت پائی۔ احمد آباد چلا گیا
بہت آدمی اسکے قتل ہوے لشکر شاہی کو بہت غنیمت ہاتھ آئی۔ نظام الدین سید
ہوا کہ احمد آباد مین جانا چاہیئے۔ مگر اسکے ہمراہی امرا راضی نہ ہوئے۔
بدایونی لکھتا ہے نظام الدین احمد ہی کی سعی سے شہاب الدین احمد خان اور
اعتماد خان پٹن مین ٹھیرے ورنہ وہ اپنے تذبذب و شتردلی سے جالور مین قرار
کرنے پر تیار ہو چکے تھے۔ شیر خان فولادی کے شکست دینے کے بعد نظام الدین
احمد کا یہ عہد ہوا کہ انکا تعاقب کرکے احمد آباد چلنا چاہیئے مین صلاح وقت نہ تھا
ہنوز قطب الدین کی شکست کی خبر نہین آئی تھی۔ اس مین سب امرا متفق تھے
کہ نظام الدین جانتا تھا کہ اس وقت مظفر کی سپاہ مندری اور نربدا کے درمیان
قطب الدین سے لڑ رہی ہے۔ دارالخلافہ اسکی سپاہ سے خالی ہوگا اور فولادی
[illegible] پا چکی ہے وہ اور بھی اہل شہر کی ہمت کو شکستہ کرے گی
[illegible] احمد آباد کے لینے سے مظفر گجراتی کا اعتبار بالکل جاتا رہے گا۔
اگرچہ شہاب الدین و اعتماد دونو سید سے احمد آباد جانے پر راضی نہوئے
مگر نظام الدین کے سمجھانے سے اُنہون نے اتنا قدم بڑھایا کہ وہ کری مین
آئے۔ یہان وہ بارہ روز اس انتظار مین ٹھیرے کہ سپاہ جو لوٹ کا مال

لیکر پہن مین رکھنے گئی تھی وہ واپس آجائے یہ سپاہ امیرون کے اشارہ سے
گئی تھی کہ انکی غنیمت کو دیکھکر پہن کی سپاہ کا بھی دل للچائے۔ اس عرصہ مین
خبر آئی کہ قلعہ برمودہ کو مظفر گجراتی نے فتح کرلیا۔ برمودہ کا فتح ہونا ایک واقعہ
عظیم ہے جسمین وہ واردات ہین جو مظفر گجراتی کی صفت ذاتی اور اسکی طرز حکومت
کو بتلاتی ہین جو اسنے گجرات کے لئے سوچی تھین۔ اہل گجرات مظفر ہی کو فراخ
حوصلہ و عالی ہمت سمجھکر اپنا حاکم کرلیتے تھے۔ وہ بھی اکبر کی طرح شجاع
تھا اور اپنی ہمراہ فوج دار ان [illegible] رکھتا تھا جب قطب الدین کو برمودہ کے
قریب [illegible] متعین ہوا۔ یہان اسکا محاصرہ ہوا۔
[illegible] مظفر کی سپاہ بیس ہزار تھی۔ قطب الدین کے ۲۲ ہزار تھے
[illegible] اشارہ تھا اور حقیقت
[illegible] صلح کرنے کے بہانہ سے انکو
[illegible] اور لوٹ لیا
[illegible] قید کرلے اور
[illegible] روز قلعہ پر حملہ کرے تو قطب الدین کا کوئی سپاہی اس کا
[illegible] کریگا۔ مظفر نے اسکی تدبیر پر عمل کیا۔ قطب الدین نے [illegible]
[illegible] جگا اور پیغام بھیجا ہے۔ مظفر نے زین الدین کو آتے ہی
بلوایا۔ سید احمد بھکری کی سفارش سے سید [illegible]
پاس جاکر گھیر لیا۔ قطب الدین نے دیکھا کہ سب اوسکے امرا چلے گئے تو اسنے
مقام مین وہ چلا گیا۔ دوسرے روز مظفر نے بقسم کہا کہ وہ قطب الدین کو کوئی
گزند نہین پہنچائیگا۔ یہ عہد و پیمان کرکے اسکو بلایا۔ قطب الدین مجبور ہوگیا تھا وہ
مظفر سے ملنے گیا اس نے اُس کی بہت خاطرداری کی اور اپنے مسند پر بٹھایا

پیلہ کا زمیندار تروری نے اصرار کیا کہ جہان قتل کیا جاے مگر مظفر نے اس سے انکار کیا مگر آخر کو تروری نے اور اورون نے جو اُسکے ساتھ تھے مظفر کو قطب الدین کے قتل پر راضی کرلیا وہ اور اُسکا بھتیجا دونو قتل ہوئے۔ قطب الدین خان مظفر کے عذر و نقض عہد کو جانتا تھا۔ مگر اجل آگئی تھی دیدۂ بصیرت اوسکا کور ہوگیا تھا۔ اس خبر کو سنکر نظام الدین اور اور امرا و نامدارے کہ قصبہ کری مین تھے پٹن مین مراجعت کی مظفر بڑودہ سے بروج مین گیا اور قطب الدین خان کے متعلقین سے صلح کے ساتھ قطب الدین خان کا مال اسباب اور خزانہ دس کروڑ روپیہ (بادام) تھے لے لیا اور چودہ لاکھ روپیہ جو امام الدین حسین کھنبایت سے بروج مین لے گیا تھا وہ سب اوس کے ہاتھ لگا اور تقریباً تمام گجرات پر قبضہ ہوگیا۔ اُسکا لشکر قریب بیس ہزار کے ہوگیا۔ جسمین افغان۔ گجراتی۔ راجپوت تھے

اب آگے حال اُن مہمات کا وہی اور کتابون مین لکھا ہے جو ابوالفضل نے اکبرنامہ مین لکھا ہے اور مین نے اوسکو اوپر نقل کیا ہے۔

تقدیر و نجوم پر اہل اشیا جو اعتقادات رکھتے ہیں اس پر اس زمانہ مین اہل یورپ ہنستے ہین اور اونکو باطل جانتے ہین۔ مگر سولھوین سترھوین صدی مین وہ خود بھی تقدیر و نجوم کے قائل تھے اور اسکی بہت سی مثالین یہودیون اور عیسائیون مین پائی موجود ہین۔ ان واقعات مین دو باتین نجوم و تقدیر کے اعتقاد کی واقع ہوئین اول قطب الدین خان کا اپنے تئین مظفر کے حوالہ کرنا۔ وہ خوب جانتا تھا کہ تروری اس کا جانی دشمن موجود ہے مظفر کے قول و قسم کا کچھ اعتبار نہ تھا۔ مگر وہ پکا سنی تھا اس لئے مرنے جینے کو تقدیر الٰہی سمجھکر اپنے تئین دشمن کے حوالہ کیا۔ ایک دوسری بات یہ ہے کہ جب اکبر نے یہ ارادہ کیا کہ اپنی سلطنت کے دشمن سے خود جاکر لڑے تو اُس نے نیچے اوپر

اہل اسلام کا تقدیر و نجوم پر اعتقاد

دیکھا - نیچے یہ دیکھتا ہے کہ انسان کے حالات مین انقلابات کا تلاطم برپا رہتا ہے کہ
اقبال سے ادبار اور ادبار سے اقبال آتا جاتا رہتا ہے - اوپر یہ دیکھتا کہ علی الدوام
کواکب اپنے مدارون مین یکسان دورہ کرکے اپنی تاثیرے تغیر کرتے ہین - اسنے
میر ابوالفتح شیرازی سے پوچھا کہ انکی تاثیرات ہمارے دوست و دشمن کے باب
مین کیا کہتی ہین - میر صاحب بادشاہ کے پوچھتے ہی آسمان کی سیر کرنے کو گئے اور وہان
سے آکر عرض کیا کہ اس سال مین دو دفعہ عرصہ پیکار آراستہ ہوگا اور دونو دفعہ
اولیای دولت کو نشاط فیروزی حاصل ہوگی وہی ہوا جو اُسنے کہا - اہل یورپ
اسکی توجیہ یون کرتے ہین کہ ابوالفتح شیرازی بادشاہ کے دل کی بات کو سمجھتا تھا کہ اسکا
ارادہ گجرات جانے کا نہین ہے اسلئے اسنے یہ کہدیا جو اوپر بیان ہوا - ظل اللہ
اوسکو سنکر خوش ہوگئے - یہ امر اتفاقی ہے کہ جو حکم کیا تھا وہ وقوع مین آیا

معاملات پرتگیزون کے ساتھ جو گوہ مین رہتے تھے

ہمنے پہلے لکھا ہے کہ سورت کا محاصرہ بادشاہ کر رہا تھا تو پرتگیزون کا ایک
گروہ اسکی ملازمت سے مشرف ہوا تھا اس نے اس وحشی گروہ کو اپنے اخلاق
سے گرویدہ کیا تھا - جب ولایت گجرات سنہ ۹۸۳ھ ممالک محروسہ مین داخل ہوئی
اور اکثر بنادر اسکے بادشاہ کے قبضہ مین آئے - بنادر فرنگ کے حکام بادشاہ کی
درگاہ مین التجا لائے - اور اپنے ملک کی دستکاری اور ہنرمندی کے اشیاء کو
بادشاہ کے آگے لائے - جنکو دیکھکر بادشاہ کو ایسا شوق پیدا ہوا کہ حاجی
حبیب اللہ کو مقرر کیا کہ وہ بہت سا روپیہ اور ہندوستان کی گزیدہ متاع کو
گوہ مین لے جاے اور اس دربار کی عجائب و غرائب اشیاء کو یہان لاکر
ہماری طبیعت کو خوش کرے اور اسکے ساتھ بہت سے ایسے دیدہ ور ہنرپیشہ

حاجی حبیب کا گوہ جانا اور آنا ۱۲ سنہ ۹۸۳ھ

ساتھ کیے کہ رسائی فہم و شناسائی کار کے ساتھ شوق کو جد کے ساتھ ہم آغوش کرتے تھے تاکہ اس بلاد کی مصنوعات غریبہ کی وہ نقل اُتارین اور اس مُلک کی صنائع عالیہ کی تحویل ہو جاے۔

میر حاجی ۵ رمضان ۹۸۵ھ کو بادشاہ کی خدمت مین آیا۔ ایک گروہ کو ساتھ لایا جو نصارا کا لباس پہنے ہوئے تھا۔ نقارہ اور سرنای فرنگی بجاتے تھے وہ بادشاہ کی آستان بوسی سے سربلند ہوئے حاجی نے فرنگ کا اسباب نہایت عمدہ پیش کیا۔ حرفہ گرون نے جو مشکل صنعتین سیکھی تھین وہ دکھائین اور موردِ تحسین ہوے۔ فرنگی اپنے ملک کے عمدہ عمدہ باجے بجاتے تھے خاصکر ارغنون (ارگن) بجاکے سُننے والون کو نہایت خوش کرتے تھے۔

تاریخ بدایونی مین لکھا ہے حاجی حبیب اللہ فرنگستان سے ارغنون لایا (یہ غلط لکھا ہے وہ گوہ سے لایا تھا) وہ ایک بڑا سا صندوق تھا قدِ آدم۔ ایک فرنگی اندر بیٹھ کر بجاتا تھا دو باہر بیٹھتے تھے پانچ طاؤس کے پر اس مین لگے ہوے تھے انکی جڑون پر انگلیان مارتے تھے۔ انکی آوازون سے لوگ محظوظ ہوتے تھے۔ فرنگی ہر دم کبھی سُرخ کبھی زرد نکلتے تھے اور ایک حال سے دوسرے حال مین ہو جاتے تھے۔ اہل مجلس یہ رنگ دیکھ کر دنگ ہوتے تھے۔

جب بادشاہ ادے پور کے قریب آیا تھا تو صوبہ گجرات کے حقائق گذارون نے بادشاہ کو اطلاع دی کہ حاجیون کا قافلہ جو روانہ ہوا تھا۔ اسکو بنادر فرنگ کے حکام سے عوام الناس نے ڈرا دیا ہے۔ بادشاہ نے انکو خرد افزا نصیحتین کین اور اعیان دولت نے دلدہی دی مگر اسکا اطمینان نہ ہوا تو قلیچ خان باس بعض بنادر فرنگ تھے اور وہ اس وقت اس لشکر مین تھا جو ایدر کو فتح کرنے گیا تھا بادشاہ نے اسکو گھوڑے کی ڈاک مین بُلا کر ساحل دریاے شور پر بھیجا کہ وہ اس گروہ بیگانہ (فرنگی) کو خدمت پذیر بنا کے حاجیون کے قافلہ کو سلیمی اور راہی

جہازون مین روانہ کردیا فرمانروائی کا آئین اعظم کشورستانی اور ملک گیری ہے اس طرز پر شکوہ مین کثرت کی پریشانی وحدت کی آسائش مین آجاتی ہے۔ پراگندگی انتظام کی صورت پکڑتی ہے۔ فرنگیون کا ایک گروہ حجاز کے جانیوالون کا مدار ہوتا تھا۔ اُسکے دور کرنے کی خدمت امرار گجرات و مالوہ کو (بسپاری) قطب الدین خان ۱۸ بہمن ۹۸۰ھ کو سپرد ہوئی اور دکن کے مرزمانون کے نام فرمان گیا کہ لشکر اس طرف روانہ ہوا ہے اسکے ساتھ شائستہ سامان کے ساتھ شریک ہوکر اس بندگی کا یقین دلائین جسکی باتین وہ بناتے ہین اور وہ اپنی خدمت و اخلاص کے موافق ہماری عنایت سے اختصاص پائین اور رعایا دکن کو بھی اس لشکر سے آشوب نہ پہنچے۔

ہندو مسلمانون کی تاریخین

چونکہ عہد اکبری سے ہندو مسلمانون کا ایک نیا تعلق شروع ہوتا ہے اس لئے بعض مضامین ہندو مسلمانون کی بابت ہم لکھتے ہین۔

ہمنے جو ہندو مسلمانون کی باہم لڑائیون اور اور معاملات کا بیان لکھا ہے وہ ان تاریخون سے بیان کیا ہے جنکے مصنف مسلمان ہین۔ ان تاریخون مین گو ایک طرفہ بیان ہے مگر کہین ان مین ایسا جھوٹ نہین ہے کہ مسلمانون نے اپنی شکست کو فتح لکھا ہو۔ مگر ہان اپنی فتوحات کی صورت مین اپنی مردانگی اور فرزانگی کا بیان سابغہ سے کیا ہو اور شکستون کے ذکر مین عذرات ایسے کئے ہون جنسے انکی جوانمردی مین بٹا نہ لگے۔ انسان کو بالطبع اپنی امانت و ہنرمندی کے بیان سے نفرت ہے سب قومون کا حال یہی ہے اور یہی تھا اور یہی رہیگا کہ وہ اس طرح اپنی شکست و فتح کا بیان کرینگے جیسا کہ مسلمانون کی تاریخ مین بیان کیا گیا ہے۔ یہ تاریخی

واقعات تو عظیم الشان ہوتے ہین - کھیل مین لڑکون کا حال اپنی ہار جیت
کے بیان مین بھی ہوتا ہے - جب کسی لڑکے کا کنکوا کٹ جاتا ہے تو وہ کہتا ہے
کہ اتفاقیہ پانون کے تلے ڈور آگئی تھی - مسلمانون کی تواریخ کی غلط نمایون
پر یوروپ کے محقق پلے بیٹھے ہین - گو ابتدا مین ہندؤن کی زبان اور مذہب
اور عادات واوضاع واطوار اور بہت سے حالات پر مسلمان کی کتابون
کے ذریعہ سے اُنکو علم حاصل ہوا ہے مگر اب یورپ مین بڑے بڑے سنسکرت
سکالر جنکا علم یہان کے پنڈتون سے کچھ کم نہین ہے موجود ہین - رات دن
تحقیقات مین لگے رہتے ہین - اسباب تحقیق ان پاس بہت ہین - اُنہون نے
ہندؤن کی بڑی بڑی تاریخین کھی ہین اور لکھ رہے ہین علے ہذا القیاس عربی فارسی دانون
فاضلون کی کمی نہین ہے وہ ہر طرح کے مسلمانون کی کتابون کی چھان بین کرتے
ہین - مسلمانون کی نایاب کتابون کو بھی اُنہون نے اپنی سعی سے بہم پہنچایا ہے
اورینٹل کونگریس کے سالانہ جلسہ مین وہ جو اپنے کارنامے دکھاتے ہین حیرت
عادات سے کم نہین ہوتے مگر افسوس یہ ہے کہ یوروپ مین مذہب نے سب
قومون کی نسبت خاص کر مسلمانون کی نسبت غلط معلومات کا دریا ایسا بھایا ہے
کہ اسکی مد کا جزر نہین آتا - اس سبب سے کہ یورپ مین مذہبی جوش اس قسم کا نہین
رہا جیسا کہ ایشیا مین ہے تاریخی تحقیقات مین مذہب کے احکام لگا نے
مہذب محقق معیوب سمجھتے ہین مگر وہ غلط معلومات خاکستر تلے کی چنگاریان ہین جب
اُنکو ہوا لگتی ہے تو وہ بھڑک کر آگ لگا دیتی ہین - وہ مسلمانون کی تاریخون
کو نکتہ چینی اور عیب بینی کی نظر سے اس طرح دیکھتے ہین کہ ایک ایشیائی مورخ جو اپنے
ملک اور قوم کے حالات پر علم رکھتا ہے وہ انکی تحقیقات کو کس نظر سے دیکھتا ہے جس نظر
سے اہل یورپ ایشیائی تاریخون کو دیکھتے ہین اسکا بیان مقدمہ مین تفصیل سے مین نے
کیا ہے

ہندؤن و مسلمانون کے باہمی معاملات و مہمات کا بیان مسلمانون کی تاریخون
مین بالاجمال صحیح ہے انکی تفصیل مین غلطیان دانستہ یا نادانستہ ہوئی ہون
جیسی کہ اس تہذیب کے زمانہ مین بھی ہوتی ہین مجھے اپنی تاریخ مین ایک طرفہ
بیان مجبوری کرنا پڑتا ہے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ ہندؤن کی تصنیفات سے
تاریخین موجود نہین ہین کہ دونو کا مقابلہ کرکے ثالث بالخیر ن کو تاریخ لکھی جائے
اب ایک بڑا مسئلہ بحث کے لئے یہ پیش ہوتا ہے کہ ہندؤن کی تصنیف سے تاریخین
کیون نہین موجود کیا انہون نے تصنیف نہین کین یا تصنیف کین وہ برباد ہوگئین فرنگستان کے محققون نے
اس مسئلہ مین بڑی بڑی موشگافیان کی ہین۔ اول سر ولیم جونز نے یہ تحقیقات شروع
کی۔ یہ فاضل جو بہت سے زبانون مین استعداد کامل رکھتا تھا اور سنسکرت کا پنڈت
تھا۔ اسکو توقع تھی کہ ہندؤن کے یہان کتب تواریخ اس قدر دستیاب ہونگی کہ وہ
تواریخ عالم کے علم کو بڑھا دینگی مگر اسکو بعد از تحقیقات مایوسی ہوئی۔ سنسکرت مین اسکو
تاریخون کا پتا نہ لگا اور محققون کی تحقیق کا نتیجہ بھی یہی ہوا۔ مگر ایک فرانسیسی مشرقی زبانون
کا فاضل انگریزون پر چھنجلا کر کہتا ہے کہ وہ کیون نہین ان تاریخون کو بہم پہنچاتے ہین اگر
وہ موجود نہ ہوتین تو ابوالفضل نے کیونکر ہندؤن کے قدیمی زمانہ کا حال دریافت کرکے
اپنے آئین اکبری مین لکھ دیا۔ مسٹر ولسن نے تاریخ کشمیر راج ترنگنی کا ترجمہ کرکے اس امر کی
شہادت دی کہ علم تاریخ سے ہندو بے بہرہ نہ تھے وہ بھی مسلسل تواریخ قومی اور ملکی
رکھتے تھے مگر اس مستثنی صورت سے انگلستان و فرانس و جرمن کے محققین نے نہ مانا کہ
ہندو علم تاریخ کی کتابین رکھتی ہین۔ انہون نے سنسکرت کی کتابون کے کتب خانون کو
چھان مارا مگر انکو تاریخون کی کتابون کا ذخیرہ نہ ہاتھ لگا انہون نے یہ فیصلہ کر دیا کہ
ہندؤن کے زمانہ قدیم کے حالات تاریخی کتب سے تحقیق ہونے ناممکن ہین۔ ہان
اور بہت سے اسباب ہین جیسے سپلچر (بت تراشی) و ڈرمیا (ناٹک) کتابے۔ عمارتین
علم ادب۔ پوران۔ قوانین۔ قصص۔ شاعری۔ راجاؤن کے نسب نامے

کبیشر و بھاٹون کے کبت اور راسے ایسے ہین کہ جنسے ہندؤن کی تاریخ کا بڑا حصہ مرتب ہوسکتا ہے اور وہ انہون نے کیا ہے مگر اسمین واقعات کی نسبت قیاسات بہت ہین اور ۔۔۔ محققین مین آپس مین راہون کا اختلاف ہے ۔

بعض فرنگستانی متعصب کوتاہ بین محقق ان تاریخون کی کمیابی و نایابی کو افترا کرکے مسلمانون کے سراس طرح تھوپتے ہین کہ وہ کہتے ہین کہ اسکا تو ہمکو یقین نہین ہوتا کہ ہند کی قدیمی مہذب قوم جو بہت سے علمون کی موجد ہو علوم ریاضیہ سے ماہر علم موسیقی و شاعری مین بے مثل سنگ تراشی و معماری مین علماً و عملاً واقف وہ علم تاریخ سے بے بہرہ ہو ۔۔۔ جو سب ملکون قومون مین قدیم سے چلا آتا ہو اور سب سے زیادہ آسان ہو اور اس مین فقط واقعات و حادثات اور حالات شاہی کی نقل کرنی ہو ۔ جہان وہ بڑے بڑے پنڈت عالی دماغ و روشن ضمیر موجود ہون جنکے علم و فضل کی شہادتین موجود ہین وہان کسی وقائع نگار کا نہ ہونا سمجھ مین نہین آتا ۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے پاس تاریخی کتابین ضرور ہونگی مگر انکو مسلمانون نے اس طرح غارت کیا ہوگا جیسا کہ کتب خانہ اسکندریہ کو جلا کر خاک مین ملایا تھا ۔ ان ناحق شناسون کو یہ علم نہین کہ حق پرست فرنگستانی محققین کی تحقیق کے مطابق اہل اسلام پر اسکندریہ کے کتب خانے کے جلانے کا الزام غلط ہے دوم اس زمانہ مین ہر قطعہ ہند مین گورنمنٹ نے جو سنسکرت کی کتابون کی فہرستین مرتب کرائی ہین انمین زیادہ تر وہی کتابین ہین جو مسلمانون کے عہد سلطنت مین لکھی گئی ہین غرض یہ بالکل سلام پر محض افترا اور بہتان ہے کہ انہون نے ہندؤن کی سنسکرت کتابون کو غارت کیا ہو ۔ خود فرنگستانی محقق کہ جنکی طبیعت حق پرست اور انصاف دوست ہے وہ اس کا خیال بھی نہین کرتے کہ ہندؤن کی کتب تواریخ کی کمیابی اس سبب سے ہوئی ہے یہ کہنا بھی غلط ہے کہ ہندؤن کی شائستگی سے بعید ہے کہ وہ کتب تواریخ کو تصنیف نہ کرین دوسرا گروہ محققین کا یہ کہتا ہے کہ ہندؤن کے عالم قابل

اپنی ذہانت کو الٰہیات - حکمت - فلسفہ - منطق - ہیئات - ریاضی - تصوف میں صرف کرتے تھے - تاریخ کی واقعہ نویسی کو اپنے علم کے اعلےٰ درجہ کے آگے کمتر جانتے تھے خیالات کی بلندی واقعہ نویسی کی پستی میں اُنکو نہیں جانی دیتی تھی - جتنی ہندوؤں کی علمی کتابیں اور قوموں کی کتابوں سے مختلف طرح کی ہیں - ایسی ہی انکی تواریخ کی طرز اور طرح ہی نرالی ہے جنسے تاریخی حال اچھی طرح سمجھ میں نہیں آتا جن بزرگوں نے یہ کتابیں لکھیں - وہ دین کے کاموں کے آگے دنیا کے کاروبار کو ہیچ و پوچ جانتے تھے انکا زمانہ ایسا بھولا تھا کہ اس میں عجیب و غریب قصص و افسانے مقبول خاص و عام ہوتے تھے سو اسکے یہ بھی قاعدہ ہے کہ جب جغرافیہ دان کسی سرزمین کا حال نہیں دریافت کر سکتا تو وہ اوسکی جگہ خالی چھوڑ دیتا ہے اور یہ لکھ دیتا ہے کہ یہ سرزمین انسان کی آبادی کے قابل نہیں اسمیں حیوانات بستے ہیں اور اگر انسان کہیں آباد ہیں تو وہ بھی بہائم سیرت ہیں ایسی ہی مورخ جس زمانہ کا حال نہیں جانتے تو اُس میں ملکشون جنون - دیوون - دیوتاؤن کی سلطنت بتاتے ہیں - اور تمام لوازم سلطنت کو انکے بیان کرکے عجیب عجیب قصے بیان کرتے ہیں - مسلمانوں کی بہت سی تاریخوں میں ابتداء زمانہ کا حال جنوں کی آبادی سے اور ابوالحسن کی بادشاہی سے شروع ہوتا ہے یہی حال ہندوؤں کی بہت سی کتابوں کا ہے کہ ایسے قصے کہانیوں سے بھرے پڑے ہیں سوا اس کے انہوں نے کبیشروں اور بھاٹوں کو اپنا مورخ بنایا ہے - یہ سچ ہے کہ دنیا کی تاریخ کا بڑا حصہ شاعروں کی کتابوں میں موجود ہے اور بہت سے تاریخی حالات اس سے معلوم ہو سکتے ہیں مگر شاعروں کو یہ اختیار ہے کہ وہ ہر مضمون کو کم و بیش کرکے اپنے حسب مدعا بنالیں - ان کے قلم پر بادشاہوں کے علم کا بس نہیں چلتا - شاعر اپنی طرف سے قصے سچی تاریخ میں شامل کرکے اسکی صورت کو مسخ کر دیتے ہیں اور سچ میں جو جی میں آتا ہے ملا دیتے ہیں مبالغہ کرتے ہیں مگر بعض قوموں

اور زمانون کے وہی مورخ ہین۔ اشعار مین تاریخ اپنا چہرہ اس طرح دکھاتی ہی جیسے کہ کج بین آئینہ مین آدمی کی صورت دکھائی دیتی ہے۔ مگر ہندؤن کے ہان اس شاعری مین یہ خرابی آنکر واقع ہوئی ہے کہ راجہ اور کبیشر مین ایسا تعلق ہوتا ہے کہ جسکے سبب سے کبیشرون کی راستبازی مین خلل پڑتا ہے۔ کبیشر صرف زبانی تعریف کی عوض مین جسمین اسکے گرہ کا کچھ خرچ نہین ہوتا اپنا دامن دولت سے پُر کرلیتا ہے۔ مدح فروشی وہ کرتا ہے اور جب کسی سے ناراض ہوجاتا ہے تو ہجو کرتا ہے اور صاف صاف سناتا ہے۔ بھاٹون کو فارسی زبان مین باد فروش کہتے ہین راجاؤن کا قول ہے کہ ہم دشمن کی تلوار سے ایسے نہین ڈرتے جیسے کہ کبیشرون کے کبیتون کے تیرون سے۔ کبیشر قومون کی تفنن و تفریح طبع کے لئے فقط واقعات جنگ اور خونریزیون کو بیان کرتا ہے اور باقی اور سب طرح کے تاریخی حالات کو فروگذاشت کرتا ہے مگر بان وہ مذہبی باتون اور اوضاع و اطوار کو بھی ایسے طور سے بیان کرتا ہے جسکی صحت مین کلام نہین ہوسکتا۔ ہندؤن کے علم ادب مین صرف ایک تاریخ کشمیر ہی جسکا نام راج ترنگنی ہے اور آخر زمانہ مین چند نامی کبیشر بڑا گذرا ہے اس نے پرتھی راج کے حالات ۶۹ کتابون مین لاکھ دوہون مین لکھے ہین اور راجستان کے ہر خاندان کا حال اسمین کم و بیش درج ہے جسسے اسکی شجاعت و جوان مردی اور جنگی مہمات کا حال اس عہد کا معلوم ہوتا ہے کہ جسمین دریاے کرمان سے لشکرون کی گھٹائین اوٹھ کر ہمالیہ پہاڑ کے اندر سے ہوتی ہوئی ہند پر برسین۔ اس بارش کا پانی جس رجپوت نے پیا ہے اس کا حال اسمین ضرور ہی پرتھی راج کی لڑائیان اور آشتیان۔ اسکے مختلف باج گذارون اور مسادنون کا حال اور اُن کے شجرون کی کیفیت مکانات کا حال چند کی تصنیفات سے معلوم ہوسکتا ہے وہ تاریخ و جغرافیہ کی ایک یادداشت ہے اور سوا اسکے مذہب اور اوضاع و اطوار کی وہ تاریخ ہے بہت سی سچی باتین

اسکی تصنیفات مین موجود ہین - اسنے حالات بچشم خود دید لکھے ہین اسکی
تصنیفات سے اور بہت سے اپنی تحقیقات سے اور کبیشرون اور بہاٹون
کے کبتون سے اور کیتون دعارتون سے ٹوڈ صاحب نے تاریخ راجستان بہت محنت سے
نہایت دلچسپ لکھی ہے گو زمانہ حال مین اسپر نکتہ چینیان اور اعتراضات ہوتے
ہین اور غلطیان بتلائین جاتی ہین - صاحب ممدوح کو راجپوتون کے ساتھ
ایسی موانست تھی کہ انہون نے انکی تاریخ ایسی طرفداری سے لکھی ہے کہ اگر کوئی راجپوت
اسکو لکھتا تو اس سے زیادہ اپنی قوم کی حمایت نہ کرتا اس لئے ہمین اس
راجستان کی تاریخ سے ہندو مسلمانون کی بعض لڑائیون کا بیان لکھون گا انکو
یہ سمجھنا چاہیئے کہ کسی بڑے متعصب راجپوت نے لکھی ہے - اس لکھنے سے غرض یہ ہے
کہ میری تاریخ پر یہ اعتراض نہ ہو کہ وہ یک طرفہ بیان ہے دونو کا مقابلہ کرکے
دیکھ لین کہ دونو کے بیان مین واقعات غیر مین بہت کم فرق ہے - میواڑ اور
مارواڑ سے مسلمانون کا تعلق زیادہ تر رہا ہے اس لئے ہم انہین کی تاریخ زیادہ تر
ٹوڈ راجستان سے لکھتے ہین —

میواڑ کی تاریخ

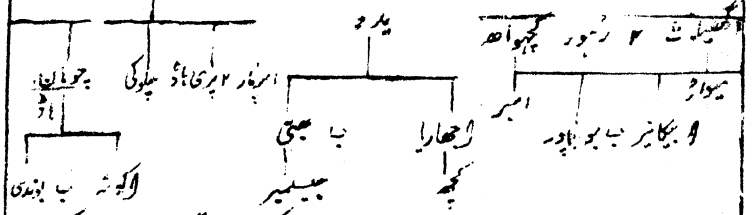
تمہید

شرافت و قدامت نسب پر افتخار کرنا انسان کو بالطبع پسند ہی ہر زمانہ مین ہر ملک کی
قومین اس شرافت و قدامت کا دعوی کرتی چلی آئی ہین - اس افتخار مین قومون
نے اسی پر بس نہین کی کہ وہ اعلیٰ ترین انسانون کی اولاد مین سے اپنے
تئین بتلاتے بلکہ بعض قومون نے ایسی بلند پروازی کی کہ آسمانی اولاد
بنین - زمین پر بیٹھے بیٹھے فلک اور اجرام فلکی سے ناتہ رشتہ انہون نے جوڑا -
بعض نے اپنے تئین نیم آسمانی بنایا - بعض نے دیوتاؤن کی سنتان بنایا

غرض اپنے تئین عجیب الخلقت بنایا۔ وہ یہ نہین سمجھتے کہ اس طرح فخر کرنا اور انسان کی قدرتی فطرت کے موافق جنم لینے سے انکار کرنا اپنی ہنسی اوڑوانا ہے۔ بھلا کہا آسمان کے مہر و ماہ اور کہان زمین پر انسان عقل کب اجازت دیتی ہے کہ غیر جنسون مین وصل ہو کر انسان کی ولادت ہو۔ آبا و اجداد کے ایجاد کا شوق انہین آدمیون اور قومون مین پیدا ہوتا ہے جنکے خاندان مستند نہین ہوتے یا وہ اپنے وطن سے غیر وطن مین چلے جاتے ہین یا انکے خاندان کا سلسلہ گم ہو جاتا ہے فرنگستانی مورخ کہتے ہین کہ راجپوتون کے تین شہور بنس ہین جنکی اصل حقیقت کبھی صحت سے نہین دریافت ہو سکتی۔ انکی تاریخ ان قدیمی زمانون مین الٹی جاتی ہے جنمین وہ تاریکی کی گھٹا چھائی ہوئی ہے کہ ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کو نہین دیکھ سکتا۔ اس زمانہ مین زمین پر وہ بہادر شجاع تھے جو دیوتاؤن سے لڑتے تھے۔ روایات یون چلی آتی ہین کہ ایک بنس انکا سورج کی اولاد ہے اس لئے وہ سورج بنسی کہلاتے ہین۔ اکشواکو سورج کا پوتا تھا اسکی چوبیسوین پیڑھی مین رامچند مہاراجہ اجودھیا پیدا ہوئے اُس سے یہ بنس چلا۔ دوسرا بنس انکا چاند کی اولاد ہے جنکو چندر بنسی کہتے ہین جو بدھ (عطارد) اور کرشن سے پیدا ہوئے۔ تیسرا بنس انکا اگنی کا تھا وہ اگستا کی اولاد ہے یعنی اُس آگ کی جو آبو کے پہاڑ پر روشن ہوئی تھی۔ ان تین بنسون سے چھتیس شاخین راجپوتون کی پیدا ہوئین۔ جو راجپوتون کو اپنی شرافت پر فخر ہے وہ کسی اور قوم کو نہین ہے۔ انکی شجاعت و بہادری ضرب المثل ہے اور آزادی انکو بالطبع پسند ہے وہ مصائب و آفات کو بڑے صبر و تحمل سے برداشت کرتے ہین۔ روئے زمین پر کوئی قوم ایسی بہادر ایسی نہین ہے کہ جس نے باوجود انقلابات و حوادثات زمانہ کے اپنی شائستگی و تہذیب و اوضاع و اطوار آبائی کو بدستور قائم رکھا۔ جب ان پر سخت ظلم ہوتا ہے تو وہ اپنی بڑی بہادری دکھاتے ہین نیچے کی فہرست مین

ابتدائی بنس وران کے ساتھ بڑے بڑے راجاؤن کے کل اور انکے وہ شاخیں راجاؤن کی جو سولھوین عیسوی مین مشہور ہوئین لکھی ہین۔

اول سوج بنسی　　دوم چندر بنسی　　سوم اگنی کل



پہلے سارے ہندوستان مین راجپوت ہی راج کرتے تھے۔ راجپوت کے معنے ایسے ہی تھے جیسے کہ مسلمانون مین امیر کے اور ترکون مین بیگ کے ہوتے ہین مگر جب انکا راج مسلمانون کے ہاتھ مین آیا تو راجپوت کے معنے مین بھی فرق آیا اور ایسا تنزل ہوا کہ دلی پرتھ کے گرد کے باشندون کو راجپوت کہنے لگے راجپوت راجاؤن مین میواڑ کا رانا سب سے بڑا اور شریف سمجھا جاتا تھا اور تمام راجپوتانہ اسکی بزرگی اور عظمت کو مانتا تھا اور اپنے سے بڑا جانتا تھا یہ شرف اسی رانا کے خاندان کو حاصل ہے کہ اسنے مسلمانون سے رشتہ مندی کرکے اپنی نسل مین ان کا خون اور راجپوت راجاؤن کی طرح نہین ملایا۔ باوجودیکہ انسے سخت مقابلہ اور خونریز معرکہ ہوتے رہے۔

میواڑ کی حدود جو اب ہین انہین کے قریب قریب اکبر کے زمانہ مین تھین اسکا رقبہ ۱۱۶۱۲ مربع میل ہے۔

۲۳ درجہ ۴۶ دقیقے اور ۲۵ درجے ۳۷ دقیقے شمالی عرض بلد اور ۷۳ درجے اور ۵۰ دقیقے اور ۷۵ درجے ۳۵ دقیقے مشرقی طول بلد کے درمیان وہ واقع ہے اور اسکی حدود یہ ہین شمال مین ریاستہاے جے پور اور اجمیر جنوب مین پرتاب گڈھ اور ڈونگرپور مشرق مین کوٹہ اور بوندی مغرب مین ماروار

میواڑ کی حدود

تین پانچوین حصے اسکے ہموار ہین - اور باقی پہاڑ یا زمین بہت ناہموار ہے
کھیتی خوب ہوتی ہے - مویشی اچھی طرح پالے جاتے ہین - بعض جگہ کانین بھی کھودی
جاتی ہین - کئی ندیان اور دریا بہتے ہین - آبپاشی بہت احتیاط سے ہوتی ہے
اور اسکا محصول رعایا کی آمدنی کا معتد بہ حصہ ہے سولھوین صدی مین میواڑ اپنے
معراج پر پہنچا ہوا تھا - اسکی سپاہ قواعد دان جنگی بہت تھی - بہت سے راجہ
اوس کے تابع تھے اور ملک کے مناسب مقامون مین مستحکم قلعے بنے ہوئے تھے
ان سب مین مشہور قلعہ چیتوڑ کا تھا وہی راجپوتون کی آزادی کا مقدس ملجا و ماوی تھا
میواڑ مین گھلوت راجاؤن کی ابتدا بپا سے ہوئی ہے وہ سمت ۷۸۴ھ
مین چیتوڑ کی راج گدی پر بیٹھا - جب بپا چیتوڑ مین راج کرتا تھا تو بغداد مین ولید
خلیفہ تھا - محمد بن قاسم نے ہندوستان پر جو حملے کئے - ہندؤن کی تاریخ مین
ان حملون کا بیان سواء اسکے کچھ اور نہین ہے کہ بلچھ کبھی سند سے کبھی سمندر سے
آئے سمت ۷۸۰ سے سمت ۸۴۰ تک مین مسلمانون نے جو چیتوڑ پر حملے کئے اوس کی
حفاظت مین بہت سے راجاؤن نے مدد کی اور مسلمانون کے حملون کو جو
موری نین پر ... ہوئے اس نے گھلوت کے نوجوانون کی مدد سے کہٹا دیا مسلمان
کچھلی بند سے مہرا مین آئے اور سورا شٹر اور سند کی طرف سے انہون نے
مراجعت کی - بپا نے انکا تعاقب کیا اوس نے اپنے باپ دادا کے شہر نگینی
(کھنبایت) اسور مسلمانون کے قبضہ مین دیکھا - سلیم وہان حکمران تھا اس کو
شکست دیکر اسکی بیٹی سے بپا نے بیاہ کیا - یہ ایک تعجب خیز امر ہے کہ ایک ہندو
مسلمان سے یون بیاہ کرے - میواڑ کے راجہ کھمان کے عہد مین سنہ ۸۱۲ء و
سنہ ۸۱۳ء کے درمیان محمود خراسانی کے حملہ کا بیان لکھا ہے جسکی حمایت کے لئے بہت
سے راجہ آئے - کھمان کے رس مین اسکا بیان ہے کھمان ۲۴ بڑی بڑی لڑائیان
لڑا - جس سے اُسکا نام ہوا - اسکی پندرھوین پیڑھی مین سرسی اسکا جانشین ہوا -

کھمان و سرسی

وہ سمت ۱۲۰۰ مین پیدا ہوا تھا اسکے زمانہ مین یہ بڑا انقلاب ہوا کہ مسلمانون کے حملے ایسے ہوئے کہ ہندؤن کے سر پر سے راج کا تاج اُتر گیا اور مسلمانون کے سر پر رکھا گیا - اب ہم کبیشر چند کے بیان کو انہین کے محاورات مین بیان کرتے ہین وہ اس زمانہ کا حال یہ لکھتا ہے کہ پٹن مین بھولا - بھیم - جالوک آہنین تن تھی کوہ آبو پر جیٹ پرمرا - میدان جنگ مین قطبی تارا ہے کہ اپنی جگہ سے ہلنا نہین جانتا میواڑ مین سمیر سنگھ ہے جو بڑے بڑے زبردست راجاؤن سے خراج لیتا ہے وہ دہلی کے دشمنون کے روکنے کے لئے لوہے کی دیوار ہے - سب کے بیچ مین اپنی قوت مین زبردست منڈور کا راجہ مغرور نا ہر راؤ ہے جو مارو کی قوت بازو ہے اور وہ کسی سے خوف نہین کرتا -

دہلی مین سب سے بڑا راجہ آنگ پال ہے جسکے حکم سے یہ راجہ حاضر ہوتے راجہ منڈور - راجہ ناگور - وسندھ و جلوت - اور حدود کے راجہ - پیشور - لاہور کانگڑا اور کوہستانی راجہ وراجہ کاشی و پریاگ - اور گڈھ دیوگیری - سرد ملکون کے راجہ یہ سب اسکی قوت سے ڈرتے تھے - جب زابلستان سے بھٹی نکالے گئے ہین وہ ان مقامات مین رہتے تھے — پنجاب مین سالباہن اور ٹنوٹ - دیراول مین جنکو آخر مین انہون نے آباد کیا تھا اور قدیمی نوڈور وا مین جسکو انہون نے رگستان مین فتح کیا تھا اور اس زمانہ مین وہ اپنا دارالقرار جیسلمیر بنا رہے تھے اس کونے مین صدیون تک وہ خلفاء کے نائبون سے اور ورمین لڑتے رہے - اور کبھی کبھی انہون نے اپنے قدیمی ملک کو شہر ٹاک تک جو دریائے سندھ پر ہے اسے واپس لے لیا - انکا مقام ایسا تھا کہ وہ ہندوستان سے کم تعلق رکھتے تھے پرتھی راج کا ایک بڑا افسر چیلیس تھا وہ راجہ بھٹی کا بھائی تھا اس سبب سے انکو تعلق اس راجہ کے عہد مین ہندوستان سے پیدا ہوا - پرتھی راج کی بہن کی شادی سمرس کے راجہ چتوڑ سے ہوئی - اس لئے جب پرتھی راج کی لڑائی

شہاب الدین غوری سے ہوئی تو پرتھی راج نے اسکو ایلچی بھیجکے بلایا۔ گکر کی لڑائی مین وہ اور اسکا بیٹا مارے گئے۔ چند نے اسکی بہت سی بھٹائی کی ہے سمر کے کئی بیٹے تھے کرنا اسکا جانشین سمت ۱۲۴۹ مین ہوا۔ اسکی ناکرم دیوی بڑی لائق اور ہوشیار تھی وہ قطب الدین سے امیر کے قریب لڑی تو راجہ اور گیارہ چھوٹے سردار اسکی ہمراہ تھے۔ قطب الدین کو شکست ہوئی اور وہ زخمی ہوا۔ اس کے بعد سمت ۱۲۵۲ مین راھب چیتوڑ کا راجہ ہوا وہ شمس الدین سے ناگور مین لڑا اور غالب رہا اس راجہ نے دو بڑی تبدیلیان کین۔ اول اس نے قوم کا نام بدل کر سسودیا رکھا۔ دوم پہلے جو چیتوڑ کے راجہ ... کو راول کہتے تھے اس لقب کو بدل کر اس نے رانا لقب کر دیا۔ نصف صدی مین ہوا مین تو راجاؤن نے راج کیا۔ نوین پیڑھی مین راھب کا بیٹا لکمسی چیتوڑ کا راجہ ہوا۔

کرنا اور راھب۔

لکمسی اپنے باپ کی جگہ سمت ۱۳۳۱ مین تخت نشین ہوا اسکی راج کا بڑا واقعہ چیتوڑ کی تاریخ مین سلطان علاؤ الدین کا حملہ ہے۔ سلطان نے دو دفعہ اسپر حملہ کیا وہ پہلی دفعہ مین ناکام رہا۔ دوسری دفعہ فتحیاب ہوا۔ لکمسی خرد سال تھا اسکا چچا بھیمسی اسکا سرپرست تھا۔ ٹوڈ راجستان مین لکھا ہے کہ بھیمسی نے سی لون کے راجہ ہمیر کی بیٹی سے بیاہ کیا تھا۔ بیوی اسکی حسن و جمال مین بے مثال تھی اسی لئے اسکو پدمنی کہتے تھے۔ مگر ابوالفضل نے لکھا ہے کہ راول رتن سی مرزبان چیتوڑ کے پاس ایک پدمنی تھی۔ سلطان علاؤ الدین کو اس سے عشق ہوا اسکے بیان کو ہندی کبیشر اور بھاٹ اس طرح بیان کرتے ہین کہ علاؤ الدین نے جو چیتوڑ پر حملہ کیا اس مین اسکو خیال ملک اور دولت حاصل کرنے کا ایسا نہ تھا جیسا کہ اس پدمنی کے ہاتھ لگنے کا۔ جب حملہ مین عرصہ دراز ہو گیا تو اس نے رانا سے اس پدمنی کی درخواست کی جب اسکے تئین ناکامی ہوئی تو اس نے اس خواہش پر بس کی کہ پدمنی کو مجھے دکھا دو اسکی درخواست کے جواب مین اس سے کہا

سلطان علاؤ الدین کا حملہ چیتوڑ پر

کہ وہ فقط آئینے مین اسکا چہرہ دیکھ سکتا ہے تو اسنے یہ بھی منظور کر لیا۔ اس آرزو مین وہ تھوڑے سے آدمیون کو ساتھ لیکر راجپوتون کی ایمانداری پر بھروسہ کر کے قلعہ کے اندر گیا اور آئینہ مین اپنے محبوب کا چہرہ دیکھ کر واپس آیا۔ راجپوت بھی سلطان کی ایمانداری پر اعتبار کر کے قلعہ کے نیچے اسکے ہمرکاب آئے۔ راہ مین ہمراہیون سے مہمان یہ عذرخواہی کرتا رہا کہ مینے آپ لوگون کو ناحق تکلیف دی۔ سلطان نے یہ جان جوکھون کا کام راجپوتون کی ایمانداری کے سبب سے کیا تھا مگر کمین گاہون مین اس نے اپنے آدمی بٹھا رکھے تھے۔ جنہون نے بھیم سی کو گرفتار کر لیا اور اپنے لشکر مین اُسکو جلد لے آئے۔ اب اسکی رہائی کا مدار پدمنی کے حوالہ کر دینے پر ٹھیرا۔

جب چتوڑ مین اس ہولناک واقعہ کی شہرت ہوئی تو راجپوتون کے اوسان خطا ہوے اور آپس مین گفتگو ہونے لگی کہ پدمنی کو حوالہ کرین یا بھیم سی کو چھوڑ دین پدمنی سے یہ حال کہا گیا تو اوسنے اپنے چچا گورا اور اوسکے بھتیجے بادل کو بلایا یہ دونو سنگالی امیرزادے تھے اُن سے یہ سارا احوال کہا انہون نے یہ تدبیر سوچی کہ جسمین بھیم سی کو رہائی ہو جاوے اور پدمنی کی بھی جان اور عصمت بچ جاوے۔ سلطان علاؤالدین کو یہ کہلا بھیجا یا کہ جس روز تو اپنے مورچون سے پرے ہٹا جاویگا تو اسی روز تیرے پاس پدمنی روانہ ہوگی مگر وہ اوسی ٹھاٹھ کے ساتھ آئے گی جو اوسکی شان کو شایان ہے اسکی ساری لونڈیان اور نوکرین ساتھ ہونگین جو دہلی جائینگی اور آخر رخصت کی ملاقات کے لئے اس کی کل سہیلیان بھی ہمراہ ہونگین خیمہ گاہ پر مجھے آخر ملاقات کر کے اُلٹی چلی جائینگی سلطان نے خوش ہو کر حکم دیدیا کہ پدمنی کی سواری کی پردہ داری مین ہر طرح کا اہتمام ہو اور کوئی اوسکے دیکھنے کا قصد نہ کرے۔ سات سو ڈولیان سلطان کے خیمہ گاہ کو روانہ ہوئین۔ ہر ڈولی کے اندر ایک سورما گبرو بیٹھا تھا۔ چھ چھ

مسلح سپاہی ڈولی بانون کا بھیس بدلے ہوئے ڈولیون کو کندھے پر لئے ہوئے تھے۔
سلطان کا خیمہ قناتون سے گھرا ہوا تھا اُس مین یہ ڈولیان داخل ہوئین نصف
گھنٹے کی اجازت مانگی گئی کہ پدمنی اپنے شوہر سے آخر ملاقات کرلے۔ بھیمسی کو ایک
ڈولی مین بٹھاکر چلتا کیا اور باقی ڈولیان رکھی رہین کہ وہ رانی کے ساتھ دہلی جائینگی
جب اس ملاقات مین دیر لگی تو علاؤالدین کے دل مین میان بیوی کے ملاپ کا رشک
پیدا ہوا۔ اسکی نیت مین یہ نہ تھا کہ بھیمسی کو خلاص کرے جب وہ آیا تو یکایک ڈولیون مین
سے بجاے عورتون کے جانباز سپاہی نکلے مگر علاؤالدین کے ساتھ بھی مسلح
آدمی بہت تھے اس نے اپنے سپاہیون کو انکے تعاقب کا حکم دیا۔ بھیمسی کے
سپاہی پیچھے ہٹ ہٹ لڑتے جاتے تھے یہان تک کہ کوئی ان مین زندہ نہین رہا راہ مین
بھیمسی کے لئے ایک تیز رفتار رہوار لگا رکھا تھا وہ اُسپر سوار ہوا اور خیر و عافیت سے
قلعہ کے اندر پہنچ گیا۔ علاؤالدین کی سپاہ نے قلعہ کے دروازہ پر گورہ اور بادل بہادرون کو
ساتھ لے پدمنی کی عزت اور بھیمسی کی جان بچانے کے لئے خوب لڑے اور کٹ کٹ مرے
گورا تو مارا گیا اور بادل زخمی ہوکر بچا گا اور اور بہادرون مین چند ہی زندہ رہے
کچھ عرصہ تک علاؤالدین کی کامیابی مین التوا ہوا اور راجپوت بہادرون نے
جانبازی کرکے اپنے مقابلہ کرنے کا خوف ایسا دلایا کہ سلطان اپنی اس مردانہ مہم
سے بجبوری باز آیا۔ بادل کی عمر بارہ برس کی تھی۔ اس عمر مین راجپوت اپنی اولاد کے
ہونہار ہونے کا امتحان کیا کرتے ہین وہ زخمی ہوکر بچا گا تھا۔ اسکا چچا گورا مارا گیا تھا
اسکی چچی بھتیجے پاس آئی اور کہنے لگی کہ پہلے اس سے کہ مین اپنے خاوند پاس جاؤن تجھ
سے یہ پوچھتی ہون کہ میرے خاوند پر لڑائی مین کیا گذری۔ اُس نے کہا کہ لڑائی کا
کھیت تو وہ کاٹ رہا تھا مین اوسکے قدمون کے نیچے خوشہ بھی کررہا تھا اُس نے عرض کی
خون آلود فرش پر ایک مقتول کا بچھونا بچھایا اور ایک وحشی شاہزادہ کو مارکر اوسکا
تکیہ لگایا۔ دشمنون کے گھیرے مین وہ اسپر سوگیا۔

ایسا دشمن کیونکر اسکے کامون کی تعریف کرسکتا ہون اُس نے کوئی دشمن نہین چھوڑا جو اوسکو ڈرائے یا اوسکی تعریف کرے ۔ چچی سُنکر مسکرائی اور بھتیجے سے یہ کہکر رخصت ہوئی کہ میرا خاوند میرے دیر لگانے سے خفا ہوگا پھر وہ جلتی آگ مین کود پڑی اور ستی ہوگئی ۔

سلطان علاؤالدین نے اپنے لشکر کو پھر مرتب کیا اور تازہ سپاہ بہم پہنچاکر قوی کیا اور چیتوڑ پر دوبارہ حملہ سمت ۱۳۴۶ سنہ ۱۲۹۰ مین کیا فرشتہ نے ۱۳ برس بعد اس حملہ کو لکھا ہے ۔

پہلے حملہ مین جو بہادرون کا نقصان ہوا تھا ابھی اس کا عوض ایسا نہ ہوا تھا کہ وہ بحال ہوتے ۔ سلطان نے قوی حملہ کیا ۔ جنوب کے پہاڑ پر قبضہ کرکے وہ قلعہ کے بہت قریب آگیا اور وہان اسنے مورچے جمائے ۔ راجپوت ان مورچون کے نشان اب تک بتاتے ہین ۔ اس سخت حملہ سے جو راجپوتون پر بلائین نازل ہوئین ایک کبیشر نے ان کے گیت خوب بنائے ہین اور ان مین خوب مضمون باندھے ہین وہ کہتا ہے کہ رانا دن کو بہت محنت کرکے ہارا تھکا رات کو بستر پر حیران پریشان پڑا یہ سوچتا تھا کہ مین کیا تدبیر کرون کہ میرے بارہ بیٹون مین سے کاش ایک بیٹا تو بچ جاے اس تنہائی کی حالت مین اسکو یہ ندا آئی کہ مین بھوکی ہون اس نے آنکھ اُٹھاکر دیے کے دھندلے اُجالے مین جو دیکھا تو دو ستون کے درمیان چتوڑ کی محافظ دیبی شاہانہ لباس پہنے ہوئے جاتی ہوئی نظر آئی ۔ رانا نے اس سے کہا کہ تو میرے آٹھ ہزار رشتہ دارون کو کھا چکی ہے اسپر بھی تیرا پیٹ نہین بھرا ۔ اسکا جواب اس نے یہ دیا کہ مین راجاؤن کی بھیٹ لونگی ۔ اگر چیتوڑ کے راج کے بارہ وارث اپنا خون نہین بہائینگے تو یہ راج انکے بنس سے نکلجائیگا یہ کہکر وہ غائب ہوگئی ۔ رانا نے صبح کو امیرونکی کونسل جمع کرکے اس رات کے واقعہ کا بیان کیا سب نے کہا کہ رانا کو پرستش دیبی

اور پراگندہ دلی سے یہ سپنا دکھائی دیا ہے۔ رانا نے ان سب کو آدھی رات کو بلایا۔ جب یہ سب شب کو آئے تو ان کے سامنے وہی دیبی آئی اور کہنے لگی کہ ہر روز ایک راج کا وارث راج گدی پر بیٹھے اور کرنیا (آفتابی) جو پادشاہی امارات مین سے ہے اور چھترا (چھتر شاہی) اور چمرا (چینو شاہی) کی سیمین اوا کی جائین اور تین روز وہ سب پر حکمرانی کرے اور چوتھے روز دشمن سے لڑکر اپنی جان دے۔ مین ان مراٹون کے خون کی بھوکی ہون۔ اگر اس سرزمین پر ہزارون وشیون کی خون پاشی ہو تو مجھے اس سے کیا مطلب؟ میری یہ شرائط جب پوری ہونگین تب مین تمھارے ساتھ رہونگی گو یہ بیان کبیشرون کی گھڑت ہو یا رجپوتون کے دل بڑھانے کے لیئے یہ اختراع ہوا ہو مگر راجپوت اسکو سچ جانتے ہین اس گھڑت سے انکا مطلب حاصل ہوا کہ راجہ بلکسی کے بیٹون مین ہر ایک اپنے ملک کے لئے جان دینے مین اپنی تقدیم پر اصرار و تکرار کرتا تھا۔ ارسی نے کہا کہ مین عمر مین سب سے بڑا ہون اس لیئے میرا حق سب سے زیادہ مقدم ہے۔ اول ارسی کے راج تلک لگا اور سر پر چھتر چھایا گیا۔ تین دن راج کرکے چوتھے روز دشمن سے لڑکر سنسار سے سدھارا۔ اس کے بعد عمر مین اجی سی تھا۔ اس نے رانا سے درخواست کی مگر وہ رانا کو سب بیٹون مین سب سے زیادہ عزیز تھا۔ اس لئے رانا نے یہ صلاح ٹھیرائی کہ اول اول اوسکے دس بھائی باری باری سے راج گدی پر بیٹھین۔ سب بیٹون نے باپ کی بات کو مان لیا۔ اس طرح گیارہ بھائی تین تین دن راج کرکے میدان جنگ مین دشمن سے لڑکر فنا ہوئے ایک بھائی باقی تھا جسکے قربان ہونے سے دشمن کے ہاتھ سے شہر بچتا تو رانا نے اپنے صلاح کار امرا کو بلایا اور ان سے کہا کہ اب مین خود چیتوڑ پر جان قربان کرتا ہون مگر اپنے قربان ہونے سے پہلے ایک اور عبرت ناک قربانی اس نے یہ کی کہ اپنے حفظ ناموس کے لئے لکڑیون کا انبار زمین کے اندر ایک غار مین لگایا۔ جہان سورج کی کرن کا بھی گذر نہ تھا۔ رانیان اور امیرزادیان وہان جمع ہوئین اور سب

اس چتا مین جل کر خاکستر ہوگئی - انمین پدمنی بھی تھی جسکی خاک اس دھیر مین تھی اسکی
جان گئی مگر عصمت بچی - اجی سی کچھ فوج کو ہمراہ لے کر کلیاڑ مین صحیح سلامت جا پہنچا
رانا اپنے بیٹے کی اس سلامتی سے خوش ہوا کہ میرا بنس بالکل نیست و نابود ہونے
سے سلامت رہا - پھر رانا اپنے جان نثارون کو ہمراہ لے کر سلطان علاؤالدین سے لڑا
اور جان سے گیا - چتوڑ مین سلطان داخل ہوا وہ جاندارون سے خالی اور مردون
سے پُر تھا - چتا مین اُس کی معشوقہ دلربا کی لاش مین سے دُھنوان اُٹھ رہا تھا یہ غار
اس زمانہ مین بڑا مقدس و متبرک گنا جاتا ہے توہمات کے مطابق مشہور ہوگیا ہے
کہ اس غار کا محافظ ایک بڑا اژدہا ہے جسکے سبب سے کسی آدمی کی رسائی نہین ہوتی
کہ آنکھ کھول کر دیکھے کہ وہان کیا ہے - اب سکندر ثانی سلطان علاؤالدین کا چتور پر
قبضہ ہوا اور بہت غنیمت ہاتھ لگی - رجپوتون کی بہت سی قومین اُس کی مطیع ہوگئین
اُس نے جھالور کے راجہ مالدیو کو جو اوسکا مطیع تھا یہ علاقہ حوالہ کیا -

اجی کی وفات

راجہ اجی سی جو زندہ بچا تھا وہ کلیاڑہ مین رہتا تھا یہ شخص کوہستان ارولی کے
وسط مین ہے اور یہ پہاڑ میواڑ کی سرحد مغربی ہے اسکے بعد اجی سی کے بڑے بھائی کا
بیٹا ہمیر تخت نشین ہوا - اسنے مالدیو سے چتوڑ لے لیا - مالدیو چتور مچھنو کے سلطان
علاؤالدین کے جانشین سلطان محمود خلجی پاس چلا گیا وہ فوج لے کر اُس سے لڑنے
گیا سنگولی کے میدان مین لڑائی ہوئی اور محمود خلجی کو شکست ہوئی - وہ ایسے پہاڑون
مین سے لشکر کو لے کر گیا تھا کہ بہت سا لشکر اسکا بیکار ہوگیا تھا وہ خود قید ہوگیا
تین مہینے تک مقید رہا - اجمیر - رنتھبور - ناگور - سوی سیوپور اور پچاس لاکھ
روپیہ اور سو ہاتھی دیکر رہا ہوا - ہندوستان مین ہمیر ہی ہندوؤن کا راجہ تھا اور
سب راجپوت خاندان مغلوب ہوگئے تھے مسلمانون کے قبضہ سے میواڑ نکل کر پھر رجپوتون
کی حکومت مین آگیا تھا مسلمانون کے حملے سے پہلے اگرچہ ہندوستان مین
میواڑ اوج پر تھا مگر جب سے ہمیر نے دارالسلطنت چتوڑ کو دوبارہ حاصل کیا

اس وقت سے دو سو سال تک اسکی سلطنت و حکومت کو استحکام رہا - اس عرصہ
مین راجپوت مسلمانون سے خوب لڑتے رہے - اسکا سبب یہ تھا کہ مسلمان
بادشاہون کے خاندان خلجی و لودی و سوری جلدی جلدی بدلتے رہے اور آپسمین
لڑتے رہے - جس سے میواڑ کو بہت فائدہ ہوا - اور وہ مسلمانون کے ہاتھ سے بچا رہا
وہ فقط اپنے ہی ملک کی حفاظت نہین کرتا تھا - بلکہ غیر قومون پر حملہ کرنے کی قوت رکھتا تھا
میواڑ کے راجاؤن مین ہمیر بڑا غیرت مند اور بہادر راجہ ہوا ہے اس کے بعد
سمت ۱۳۴۲ھ ۱۳۴۵ مین اسکا بیٹا کیتک سی رانا ہوا - اسکے بعد سمت ۱۳۹۰ھ ۱۳۹۳ مین کھا
رانا ہوا - ان راناؤن نے ان عمارات کو دوبارہ تعمیر کرایا - جو علاؤالدین نے مسمار
کی تھین - بعد اسکے موکل راجا ہوا - جب امیر تیمور نے ہندوستان پر حملہ کیا ہے
تو سمت ۱۴۵۲ھ ۱۴۹۸ مین میواڑ مین رانا موکل راج کرتا تھا - امیر نے تو اس ملک کے فتح
کرنے کا ارادہ کیا نہین اسکا کچھ ذکر تاریخ میواڑ مین نہین آیا - مگر کسی اور دہلی کے بادشاہ
نے خواہ فیروز شاہ ہو یا اسکا پوتا ہو میواڑ مین گذر کیا اور رائے پور کے سیدا بن
مین کوہ اروللی کے درون مین رانا موکل سے لڑا رانا نے اوسکو ہٹا دیا -
اس رانا کا بیٹا کومبھو ۱۴۷۵ھ ۱۴۱۹ سمت مین اپنے باپ کی جگہ تخت نشین ہوا -
اس وقت میواڑ کی سلطنت اپنے معراج پر تھی - دہلی کی سلطنت سے مالوہ اور
گجرات جدا ہو گئے تھے اور انمین جدا سلطنتین قائم ہو گئین تھین - ان دونو نے
متفق ہو کر ۱۴۹۶ھ ۱۴۷۳ سمت مین بے شمار لشکر لے کر میواڑ پر حملہ کیا - کومبھو انسے لڑنے کے
لئے ایک لاکھ سوار و پیادے اور چودہ سو فیل لے گیا اور سلطان محمود کو قید کر لیا
پھر اسکو رہا کر دیا - میواڑ کی حفاظت کے واسطے اسمین چورا سی قلعے بنے ہوئے تھے
استحکام مین چیتوڑ کے بعد اسکا بنایا قلعہ کومبھو میر تھا - اس نے پچاس برس سلطنت کی -
سمت ۱۵۲۵ھ ۱۴۶۹ مین اسکو بیٹے نے مارڈالا جسکا نام اودا تھا وہ یہ نہ سمجھا کہ جو شخص
اسکی زندگی کا سبب ہوا اُسی کی زندگی کو اس نے تمام کیا - اس بیہودہ حرکت سے

اسکا لقب ہتھیارا ہوا۔ قوم کے سارے رئیسون کو اُس سے نفرت ہوئی جب اس نے دیکھا کہ قوم کا کوئی رئیس اسکی طرف ملتفت نہین ہوتا تو اس نے شہنشاہ دہلی سے وعدہ کیا کہ مین اپنی لڑکی اس شرائط پر بیاہ دونگا کہ وہ اسکو تخت سلطنت پر قائم رکھے مگر اسپر قہر الٰہی یہ نازل ہوا کہ جب وہ بادشاہی دیوانخانہ سے باہر نکلتا تھا تو اُس پر بجلی گری کہ وہین بھسمنت ہو گیا۔ کمبیشر اس بیان کو لکھتے ہوئے جھیجتے ہین اچھی طرح نہین بیان کرتے۔

رانا رائے مل۔

بہ ۱۵۳۰ ۱۴۸۷ مین رای مل اپنی بہادری سے کومبھو کا جانشین ہوا اودا کے مرنے کے بعد جسکا ذکر ہوا اسکے بیٹون سہس مل و سورج مل کی امداد کے لئے شاہ دہلی نے میواڑ پر حملہ کیا۔ بمقام سیارہ جسکو بانا تھ دوار کہتے ہین خیمہ زن ہوا۔ رائل۔ اٹھاون ہزار سوار اور گیارہ ہزار پیادے میدان جنگ مین اودا کے بیٹون سے لڑنے کے لئے لایا اور گھاٹ مین لڑائی ہوئی۔ اودا کے بیٹے بڑے جوانمرد تھے خوب لڑے اور خون کی ندیان بہین مگر بادشاہ دہلی کو ایسی شکست فاش ہوئی کہ پھر اوس نے میواڑ کی طرف رُخ نہین کیا۔

رانا سنگا۔

رانا رای مل غیاث الدین فرمان روائے مالوہ سے لڑتا رہا اور اکثر اسکو شکست دی پھر خاندان لودھی فرمان روائے ہند ہوا۔ اُنہین اور شاہ میواڑ مین سرحد غنالی کی بابت فساد ہوتے رہے۔

رانا سنگا۔

رای مل کے تین بیٹے تھے اور وہ سب راجستان کی تاریخ مین مشہور و معروف ہین۔ ایک بیٹا سنگا تھا جو بابر بادشاہ کا معاصر تھا۔ دوسرا پرتھی راج تیسرا جیمل۔ ان تینون بھائیون مین آپس مین ایسا فساد ہوا کہ سنگا اور پرتھی راج جلاوطن ہوے اور جیمل قتل ہوا۔ چچا سورج مل اور بھائیون کے فساد مین سنگا کے تلوار کے پانچ زخم آئے اور ایک آنکھ تیر کے لگنے سے بالکل جاتی رہی۔ وہ شیوالہ چتر بھوج کی طرف بھاگ گیا پرتھی راج اسکا جانی دشمن اسکے پیچھے

لگا ہوا تھا وہ ناچار بکریان چرانے لگا۔ دہقان نے اسکو اسبات پر کہ بکریان چرانا اچھی طرح نہین آتی تھین سخت سست کہا اور نکال دیا۔ اس خستہ حالی مین چند وفادار رجپوتون نے اسکو ایک گھوڑا دیا بعد بہت سے جھگڑون اور لڑائیون کے سمت ۱۲۶۵ مین میواڑ مین وہ رانا ہوا۔ اسکا اصل نام سنگرام ہے پٹن میواڑ مین سنگا مشہور ہے اور مسلمانون کی تاریخ مین اسکا نام سنگا لیا جاتا ہے اسکے راج مین میواڑ جس اوج پر پہنچی پہلے کبھی نہین پہنچی تھی اسکو ہندو کہتے ہین کہ اسکا راج میواڑ کے شکوہ کے مینار کا کلش تھا وہ مسلمان پادشاہون سے کچھ خوف نہین کرتا تھا اسکے ساتھ اسی ہزار سوار اور اعلےٰ درجہ کے سات راجہ نوراؤ اور اکاسو چار اور چھوٹے موٹے راجا اور پانچسو جنگی ہاتھی میدان جنگ مین جاتے تھے۔ گجرات اور مالوہ کے پادشاہ متفق ہوکر بھی میواڑ کا کچھ نہین کرسکتے تھے۔ مارواڑ اور امبر کے راجہ اسکے فرمان بردار تھے۔ راؤ گوالیار و اجمیر و سیکری و رائے سین و کالپی و چندیری و بوندی و گگراؤن و آبو اسکے باج گذار تھے یا اسکو اپنا سردار سمجھتے تھے جن رئیسون نے اسکے ساتھ وفاداری اور سلوک کیا تھا اور مصیبت کے وقت اسکی مدد کی تھی اونکو وہ بھول نہین گیا۔ کرم چند راجہ سری نگر کو اجمیر بطور جاگیر عطا کی اور اسکے بیٹے جگ مل کو راؤ کا خطاب دیا اس نے چندیری کے محاصرہ مین خدمات شائستہ کین تھین۔ ملکا مین جو آپس مین جھگڑے و فساد رہتے تھے وہ سب اوس نے دبا مٹا دیئے۔ پہلے اس نے کرہ با بر سے لڑا۔ وہ اٹھارہ لڑائیون مین شاہان دہلی و مالوہ پر فتحیاب ہوچکا تھا انمین سے دو لڑائیان کرولی و گھتولی مین سلطان ابراہیم شاہ دہلی سے ہوئین جنمین اسکو فتح ہوئی۔ اسکے عہد مین میواڑ کی یہ حدود تھین۔ میواڑ کی شمالی سرحد پر بالکال یعنی زرد جھیل جو بیانہ کے متصل ہے اور مشرق مین دریاے سندھ اور جنوبی سرحد مالوہ اور مغرب مین کوہستان۔ غرض وہ راجستان کے بڑے حصہ مین بذات خود حکمران تھا یا وہان کے اور حکمران اُس کے زیر فرمان تھے۔ راجپوت اوسکے ایسے معتقد تھے

کہ اسکی پوجا کرتے تھے وہ ایسے اعلیٰ درجہ پر پہنچ گیا تھا کہ اگر بابر اوسکی جان کا دشمن پیدا ہوا ہوتا تو وہ ان چھ راجاؤن کے بعد سالوان راجہ ہوتا جو ہندوستان مین حکمران راج کرگئے ہین۔ ہندؤن کے پران مین پہلے سے یہ پیشین گوئی لکھی ہوئی تھی کہ ترشکا یون اور اور اجپتی قومین سورج بنسیون اور چندر بنسیون کی دشمن ہونگین۔ وہ پیشین گوئی رانا سنگا اور بابر کی لڑائی سے پوری ہوئی۔ کیونکہ بابر ترشکا یعنی ترک تھا۔ بابر اور رانا سنگا کی لڑائی کا حال میواڑ کی تاریخ مین وہی لکھا ہے جو بابر نے خود لکھا ہے بلکہ بڑی بڑی واقعات دونو کی تاریخون مین ملتے جلتے ہین اسلئے ہم انکو نہین لکھتے وہ بابر مین بیان ہوئے۔

رانا سنگا

رانا سنگا کا قد میانہ تھا جسم شہ زور تھا۔ چہرہ وجیہ۔ آنکھین بڑی بڑی مرتے کے وقت اسکی جسم کا ایک ایک عضو گواہی دیتا تھا کہ وہ بڑا جنگی بہادر تھا اسکی ایک آنکھ بھائی کے ساتھ فساد مین گئی تھی۔ لودیون کے ساتھ لڑنے مین ایک ہاتھ کٹ گیا تھا ایک لڑائی مین بندوق کی گولی لگنے سے لنگڑا ہوگیا تھا جسم پر اسی زخم تلوارون و برچھیون و آلات حرب کے تھے مالوہ کے بادشاہ مظفر کو اسی کی دارالسلطنت مین قید کرنے سے اور قلعہ رنتھنبور کا حملہ کرکے فتح کرنے سے وہ بہت مشہور ہوگیا تھا اس قلعہ کی حفاظت مین سپہ سالار علی نے بڑی کوشش کی تھی۔ اُس نے ایک محل کنارہ مین بنایا تھا اسی کی سیدھ مین وہ میواڑ کی شمالی سرحد قائم کرنی چاہتا تھا۔

رانا سنگا کے سات بیٹے تھے انمین جو دو بڑے تھے وہ چھوٹی عمر مین مرگئے تھے تیسرا بیٹا رتن سمت ۱۵۸۴ء مین باپ کا جانشین ہوا۔ پانچ برس سلطنت کرکے مرگیا۔ پھر اسکا بھائی بکرا جیت سمت ۱۵۹۱ء مین جانشین ہوا۔ گجرات کے بادشاہ سلطان بہادر نے اس رانا کو شکست عظیم دی۔ اُس نے چیتوڑ کا محاصرہ کیا۔ اوّل اوّل وہی قلعہ شکنی مین توپون کو کام مین لایا۔ راجپوت اپنے تعصب کے سبب سے توپون کو کام مین نہین لاتے تھے۔ بلکہ توپون کو کوسنے اور بددعا دیتے تھے کہ انہون نے

رانا سنگا کے بیٹے

جوانمردون کے تیرون اور برچھیون کے اثر کو تمام کر دیا۔ سلطان بہادر نے چیتوڑ کا ایسا پتلا حال کیا کہ بوندی کا کبیشر بہان کا حال یہ بیان کرتا ہے کہ انکا راجہ مع پانسو اپنے رشتہ دارون کے اڑ گیا۔ راؤ درگا نے مع چند اور سردارون ستاور دودو اور اپنی تابعین کے قلعہ کی شکستہ دیوار کی حفاظت کی اور دشمنون کے حملون کو ہٹایا اور اس بہادری کو دیکھکر مہارانی جواہر رائی رھٹور مسلح ہو کر لڑنے آئی اور حملہ کر کے ماری گئی محاصرین کے ہاتھ میدان رہا۔ اب راجپوتون نے سبھا اس لئے بلائی کہ رانا سنگھا کے چھوٹے بیٹے اودے سنگھ کو جو اسکے مرنے کے بعد پیدا ہوا ہے کیونکر اس جوکھون سے بچائین۔ چیتوڑ کی محافظ دیبی پہلے کہہ چکی تھی کہ جب تک چیتوڑ نہین بچے گا کہ بارہ راج کے وارث جان نہ دینگے۔ وہ بارہ رانا بھینٹ مین چڑھے۔ اب یہ دیبی راجہ کی بھینٹ چاہتی تھی اسکے لئے یہ تدبیر کی گئی کہ باگھ جی راجہ دیولا بھینٹ مین دئے جائین اس راجہ نے خود اس بات کو قبول کر لیا تھا وہ راجہ بنایا گیا۔ خرد سال رانا اودے سنگھ کو بوندی کے راجہ سورمل کے پاس پہنچایا۔ قلعہ کے آدمیون نے زعفرانی لباس پہنا۔ اور جوہر (جیوہر) کی تیاری کی گئی۔ چتا بنانے کی تھوڑی کسر باقی تھی کہ انہون نے دیوار کی دراڑ کی حفاظت مین جان دی۔ پھر قلعہ مین آنے کا یہ رستہ غیر محفوظ ہو گیا۔

. . . . . چتا تیار ہو گئی اسمین باروت بچھائی گئی کرنا دیوی جو رانا کی ماں اور جوانمرد ارجن سرا کی بہن تھی وہ جلنی والی عورتون کی سربراہ تھی چتا پر لے گئی۔ وہان تیرہ ہزار عورتین جلکر خاکستر ہو گئین۔ پھر قلعہ کا دروازہ کھولکر راجہ دیولا اپنے بہادرون کو ساتھ لے کر خوب لڑا اور مارا گیا۔ قلعہ کے اندر کا حال یہ تھا کہ ہزارون کشتون کی لاشین پڑی ہوئی تھین اور سیکڑون زخمی نزع کی حالت مین تڑپ رہے تھے اور موت کے منتظر تھے جسکو وہ بے آبروئی اور قید سے اچھا سمجھتے تھے۔ کبیشر کہتا ہے کہ چیتوڑ مین پرلے (قیامت) آگیا تھا۔ راجہ کے سردار اور بڑی بڑی نوکر مارے گئے تھے اور اس موقعہ مین ۳۲ ہزار راجپوت جان سے گئے

یہ چتوڑ کا دوسرا ساکا ہے۔

سلطان بہادر چتوڑ مین دو ہفتہ رہا تھا کہ اس نے ہمایون کے آنے کی خبر سُنی جسکو وہ سُنکر بھاگ گیا۔ میواڑ کے کبیشر کہتے ہین کہ ہمایون بنگال سے اسلئے روانہ ہوا تھا کہ رانی کرناوتی نے اُوس سے درخواست کی تھی۔ اس رانی نے ہمایون کو راکھی بند بھائی بنایا تھا۔ اس راکھی بندی مین بھائی سے یہ شرط ہوتی ہے کہ بہن کی مصیبت کے وقت بھائی کام آئے۔ جب اس رانی نے اپنی مصیبتون کا حال ہمایون کو لکھا تو وہ اپنے بنگال کی فتوح کو چھوڑکر اپنے ایفاء عہد کے سبب سے دوڑ آیا۔ اگرچہ اس کے آنے سے پہلے رانی جل چکی تھی۔ مگر پھر بھی اسکے آنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہادر چتوڑ سے بھاگ گیا اور ہمایون نے رانا بکرماجیت کی کمر مین خود تلوار باندھ کر بدستور چتوڑ کا رانا بنا دیا۔ اگر کبیشرون کا بیان یہ سچا ہو تو ہمایون کی عالی ہمتی اور ایفاء وعدہ کا خیال تعجب خیز ہے کہ اپنے باپ کے ساتھ رانا سنگا سے وہ لڑا تھا اسپر بھی اسنے یہ نیک سلوک اپنے دشمن کی اولاد کے ساتھ کیا کہ اوسکے بیٹے کو رانا بنایا۔

بکرماجیت کو اپنی دارالسلطنت اس طرح حاصل ہو گئی مگر اس مصیبت نے اوسکو کوئی فائدہ مند سبق نہ پڑھایا نہ اس تجربہ نے اُس مین کوئی دانائی پیدا کی پھر وہی اوسکی بیباکیان اور گستاخیان اپنے بھائی بندون کے ساتھ تھین۔ آخر کو راجپوتون نے بکرماجیت کو ٹھکانے لگاکے پرتھی راج کے بیٹے بن بیر کو رانا بنایا اودے سنگھ اُس وقت چھ برس کا تھا۔ بنبیر نے اسکے مارنے کا ارادہ کیا مگر اوسکی دایہ نے اُسے بچالیا۔

رانا اودے سنگھ سمت ۱۵۹۶ء ۱۵۴۲ء مین تخت نشین ہوا۔ اب بڑے کبیشر کا قول یہ ہے کہ اس سرزمین پر افسوس ہے جہان کا راجہ خردسال یا عورت ہو۔ یہ حال میواڑ کا ہوا۔ اُودے سنگھ مین جوانمردی و شجاعت باوجود رانا سنگا کے بیٹے ہونے کے بایں بھی نہین آئی تھی اسلئے اس مین کوئی لیاقت ایسی نہ تھی کہ وہ میواڑ کی رانائی کی

لائق ہوتا۔ ایسی بہادری لڑائیان اکبر شہنشاہ سے ہوئین۔

میواڑ کے کھولے دن آئے تھے کہ اودے سنگھ رانا ہوا سسودیا کی حاجی جی نے اقرار کیا تھا کہ جبتک بپا کی اولاد میری بھیٹ ہوتی رہیگی مین اپنے گھنڈ کی پہاڑی کو نہین چھوڑنے کی یعنی چیتوڑ کو۔ جب الا یعنی علاء الدین نے اول حملہ کیا تھا تو بارہ ہزار جداروں نے زعفرانی لباس پہن کر میواڑ کی حفاظت مین جان دی تھی۔ دوسری دفعہ جب اجیب یعنی بایزید بہادر نے فتح حاصل کی تو دیوالا مدد کو آیا اور اُسنی اپنی جان دی مگر اب تیسری دفعہ کے حملہ مین کسی رانا کی اولاد مین سے اس چیتوڑ کے دیبی کو اپنی بھیٹ دیکر اسکے غصہ کو فرو نہ کیا اور اُسے اپنا طرفدار کرکے قلعہ کے کنگرون کو محفوظ نہ کرایا وہ دیبی وہان سے چلی گئی اور اُس کے جاتے ہی قوم گھلوت کا جو طلسم بنا ہوا تھا وہ شکستہ ہوگیا اور وہ پوشیدہ رشتہ جسنے چیتوڑ کو دواحی حکومت گھلوت سے باندھ رکھا تھا ٹوٹ گیا۔ اودے سنگھ کے ساتھ وہ پری دیبی اُڑ گئی جسنے اندھیری رات مین سمیری کی آنکھین کھول کر کہا تھا کہ ہندوون کی شان و شکوہ اب جاتی ہے۔ کبیشر کہتا ہے کہ اسکے جاتے ہی وہ دیوارین جو مدتون سے راجپوتون کا بیت المقدس سمجھی جاتی تھین اور اسکو انکی عظمت و جلال کا ہالہ گھیرے ہوے تھا اسکو اب راجپوتون کی آزادیان اور مذہب ناپاک سمجھنے لگے۔ گو یہ قصص و روایات زبانی ہین مگر ان سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ راجپوتون کو اپنی آزادی کیسی پسند تھی اور وہ اپنی باتون مین کیسے متعصب تھے میواڑ کی زبانی روایات حکایات مین اکبر کے ایک حملہ کا ذکر یہ ہے کہ اُس نے چیتوڑ پر فوج کشی کی اور ناکام واپس آیا۔ رانا کی رانی سپاہ کو لے کر اکبر کے لشکر مین حملہ کرتی ہوئی گھس گئی اور ایک دفعہ وہ شہنشاہ کے صدر مقام پر پہنچا دیا جا پہنچی۔ نامور رانا نے مشہور کیا کہ میری جان اس رانی نے بچائی اس سے راجپوت سمجھے کہ ہماری شجاعت پر داغ لگتا ہے کہ ایک عورت راجہ کی جان بچائے

وہ ایسے طیش مین آئی کہ سازش کرکے اس عورت کو انہون نے مار ڈالا۔ اکبر نے راجپوتون مین یہ خانگی فساد دیکھکر چیتوڑ کا دوبارہ محاصرہ کیا اس وقت اکبر کی عمر پچیس برس کی تھی۔ اسکی تمنا دلی یہ تھی کہ چیتوڑ کو فتح کرکے نامور ہون۔ اسکے لشکرگاہ کے نشانات اب بھی موجود ہین جسسے معلوم ہوتا ہی کہ گانؤن پنڈولی سے لیکر بسی کی شاہ راہ پر دس میل تک اس کا لشکر پڑا تھا کہ ہیڈکوارٹر کے مقام پر۔۔۔ سنگ مرمر کا مخروطی مینار بنا ہوا ہے اس کو اکبر کا دیوا کہتے ہین جب اکبر چیتوڑ سے باہر خیمہ زن ہوا تو رانا اودے سنگھ نے کسی ضرورت کے سبب سے مجبوری چیتوڑ کو چھوڑ دیا یہ ضرورت اور اس کی دلی خواہشین متحد تھین مگر اسنے اس کی حفاظت کے لئے بڑے بڑے بہادر سردار مقرر کئے چونڈا کی اولاد مین سے بہت سے سپاہیون کے گروہون کو سمیدا اس ساتھ لے کر سورج دروازہ پر کھڑا ہوا دشمن کا مقابلہ اسکے داخل ہونے کے وقت خوب کیا اور پہلے اسکے جان کئی پہاڑ پر جو جگہ اسکی خون سے تر ہوئی تھی وہان اسکا مقتل بنا ہوا یادگار روزگار ہے۔ جن میواڑ کے سردارون نے یہان جانفشانیان کین انکی تفصیل یہ ہے۔ مڈیڑیا راوت دودیا۔ بیدلا۔ کیشریو۔ اولادیر بھوی راج دہلی۔ بجولی کا پرہار۔ بدی کا بھلا۔ انھون نے اپنی بہادری دکھا کے اپنی سپاہ کو بہادر بنایا۔ چیتوڑ کی حفاظت کے لئے جو غیر ملکون سے مددگار آکر خوب لڑے اُن کی تفصیل یہ ہے۔ جھالور کے کارن سونی نیمبالک کا بیٹا دیولا ایشور داس اٹھور کرم چند کچھواہہ۔ رودا۔ سدھنی۔ گوالیار کا راجہ جسکی قوم تنوار تھی۔ میواڑ کی روایات کی تاریک صفحون مین سب سے زیادہ روشن حرفون مین بڈنور کے جیمل کا اور کھلواڑ کے ٹپا کا نام لکھا ہوا ہے۔

اکبر نے بھی انکی تعریف کی ہے۔ انکی بہادری اور جوانمردی کا بیان راجپوتون کے ورد زبان ہے۔ میواڑ مین جو رانا کے سولہ تابعین تھے انمین سے یہ دو بھی تھے۔ جیمل راٹھور میرتیا کے خاندان کا تھا وہ مارواڑ کے سردارون مین بہادر تھا۔ ٹپا جگوتیون کا جو چونڈا کی ایک بڑی شاخ ہے سردار تھا۔ راجپوتون کو جب تک اپنے باپ دادا کی بہادری یاد رہین گی وہ جیمل کا نام نہین بھولین گے۔ اس لڑائی مین عورتون نے اپنی اوڑھنیون سے

ڈھال لگائی اور بہادرون کو ساتھ لیکر دشمن کے لشکر مین بے تحاشا گھس گئین
جب سورج دروازہ پر سومبر اقتل ہوا اوکھیلوار کا بیٹا اُس کی جگہ مقرر ہوا تو اوس کی عمر سولہ برس کی تھی باپ اُسکا پہلی لڑائی مین مارا جا چکا تھا۔ اُسکی مان زندہ تھی اوس نے بیٹے کو زعفرانی پوشاک پہنائی اور چیتوڑ کے لئے جان دینے کی نصیحت کی اور اُس کے لئے بیوی کے ہاتھ مین برچھی دے کر اپنے ساتھ لیا اور یہ دونو پہاڑ سے نیچے اُترے یہہ دلہن لڑکر مرگئی۔ راجپوتون نے جب یہ دیکھا کہ ہماری لڑکیان اور بیویان ایسی بہادریان کرتی ہین تو وہ سب کے سب ایسی بہادری سے لڑے کہ جان کی پروانہ کی اور دیرینہ ملک کے بچانے مین جانفشانی کرتے رہے اور اُن کے دل مین یہ خیال نہین آیا کہ ہتھیار چھوڑکر دشمن سے پناہ مانگین جب جیل کے گولی آن کر لگی تو اُسکو افسوس ہوا کہ اس دور کے صدمے سے میری جان جائیگی۔ اب اُس نے دیکھا کہ چیتوڑ کے بچنے کی امید کچھ نہین اُسکی شمالی طرف بالکل غیر محفوظ ہوگئی ہے تو اُس نے یہ ارادہ کیا کہ ایک بار گی ماریئے یا مرجایئے آٹھ ہزار راجپوتون نے زعفرانی لباس پہنا اور آخری بیڑا اُٹھایا۔ چیتوڑ کے دروازے کھول دیئے۔ خون ریزی شروع ہوئی۔ چند ہی راجپوت زندہ رہے ہونگے جنکے زعفرانی لباس پر دشمن کے حوالہ کرنے کا دھبہ لگا۔
شہنشاہ اکبر چیتوڑ مین داخل ہوا۔ ۳۲ ہزار راجپوت مارے گئے۔ سترہ سو سردار کام مین آئے۔ سردارون مین صرف ایک گوالیار کا راجہ قوم تنوار کا بچ کر نکل گیا۔ نو رانیان پانچ امیرزادیان دس لڑکے خرد سال تمام سردارون کے اہل وعیال چتا مین جل کر خاکستر ہوئے۔ راجپوتون کو اُنکے دیوتا نے جو سورج تھا چھوڑ دیا تھا۔ چیتوڑ کا آخری روز اتوار کا دن یعنی سورج کا دن تھا یہ آخر شعاع اس نے اپنے جلال کی چیتوڑ پر چمکائی چیتوڑ لٹ گیا۔ رانا کے مکانات ومحل ومندر سب غارت ہوئے۔ تمام امارات شاہی چھن گئی۔ نقارے جنکی آوازین کوسون جاتی تھین۔ شہنشاہ نے چھین لئے۔ وہ تلوار جو شوالہ مین چیتوڑ کی کے لئے بپا کی کمر مین باندھی گئی تھی وہ لے لی

ستوالہ کے دروازے اکھیڑ کر اکبرآباد کے قلعہ مین لگانے کے لئے بھیجے گئے۔
اکبر نے ان راجپوتون کی تعداد دریافت کرنے کے لئے جو اس لڑائی مین مارے گئے تھے ان کی گلون کے زنار اتروا کے منگوائے تو وہ ساڑھے چوہتر من وزن مین ہوئے اس زمانہ سے یہ عدد ۷۵ بمنزلہ اطلاق سمجھا جاتا ہے۔ صرافون کی چٹھیون کے اوپر ۷۵ لکھے ہوتے ہین جسکے معنے یہ ہوتے ہین کہ جو اسے کھول کر پڑھے گا وہ چتوڑ کے قتل کے گناہ کا مرتکب ہوگا۔ یہ ایک دلچسپ ٹھکوسلا بھاٹون اور کبیتیرون کا گھڑا ہوا معلوم ہوتا ہے جنیوٹون کے وزن مین نہایت مبالغہ معلوم ہوتا ہے۔

ہم نے پہلے لکھا ہے کہ چتوڑ کو اودے سنگھ چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ وہ راج پیپلی کے جنگل مین موضع گوھیل کے پاس پناہ گزین ہوا۔ یہان سے وہ گرودگھاٹی مین ارولی کے اندر گیا یہ مقام اس جگہ کے متصل ہے جہان چتوڑ کے فتح کرنے سے پہلے بپا گوشہ گزین ہوا تھا چتوڑ کے فتح ہونے سے چند سال پہلے اس نے اس پہاڑی کے دروازہ پر ایک تالاب بنایا تھا۔ جو اب تک اودے ساگر کے نام سے مشہور ہے اور اس نے پہاڑون کے درمیان ایک بند بنھوایا جسنے ایک دوسرے پہاڑ کے چشمون کے دھارون کے پانی کو روک دیا۔ جہان پہاڑون کا جھنڈ تھا اسپر ایک محل بنوایا جسکا نام جگمندر مشہور ہے۔ پھر اسکے گرد بہت جلد عمارات عالی شان تیار ہوئین اور ایک شہر کی صورت پیدا ہوئی اور اسکا نام اپنے نام پر رانا اودے سنگھ نے اودے پور رکھا جو اب میواڑ کا دارالحکومت ہے۔

اودے پور۔

اودے سنگھ چتوڑ کے فتح ہونے کے بعد چار سال جیتا رہا اور بیالیس برس کی عمر مین مرا پچیس بال بچے چھوڑے جنمین سے پرتاب سنگھ اسکا جانشین ہوا اس رانا کا حال اکبر کے مہمات میواڑ مین پڑھو۔ ہمنے اسکے حال مین وہ حکایات اور روایات بھی لکھ دی ہین جو راجپوتون مین مشہور ہین۔ رانا پرتاب سنگھ کو مسلمانون کی تاریخون مین اکثر رانا کیکا لکھا ہے۔

پرتاب سنگھ کا رانا ہونا

اور اسکی وجہ حال کے کوی راج شیمل داس یہ بیان کرتا ہے کہ میواڑ مین کیکا اکثر بچون کو کہتے ہین اور کیکا کی جگہ کوکا بھی بولتے ہین میواڑ کی مہارانا کی عادت تھی وہ اپنے لڑکون کو جب تک کہ وہ راجگدی پر بیٹھین کیکا کہا کرتے تھے۔ اسی سبب سے رانا پرتاب سنگھ کو کیکا جب تک لوگ کہتے رہے کہ اسکا باپ رانا اودے سنگھ زندہ رہا اکبر غالباً اس سبب سے اسکو اکثر کیکا کہا کرتا تھا۔ مسلمان مورخون نے اسکو جب بھی کہ وہ مہارانا ہوگیا کیکا ہی لکھا۔

مارواڑ

اس دیس کا نام مارواڑ مشہور ہے دراصل وہ مارستھل یا مارواستھان مردون کی بستی ہے اسکو مارودیس بھی کہتے ہین مسلمان مورخ اسکو مردیس لکھتے ہین کبیر اسکو مرودھر کہتے ہین اور کبھی مارو ہی شعرون مین درج کرتے ہین۔

ہندوستان مین راجپوتون کی بڑی سلطنتین چار تھین۔ اول دہلی جس مین پوار اور چوہان راج کرتے تھے دوم قنوج جسمین راٹھو سلطنت کرتے تھے (قنوج اصل مین کبھ کنج (یعنی استخوان پشت زن باکرہ) سوم میواڑ جس مین گہیلوت حکومت کرتے تھے (میواڑ اصل مین مدیہ وار یعنی وسط ملک) تھا۔ چہارم انہل وار جس مین چاور و سولانکی راج کرتے تھے

شہاب الدین غوری نے رای پتھورا کا کام تمام کرکے جب چند راجہ قنوج کا قصد کیا وہ بھاگ کر جاتا تھا کہ گنگا مین ڈوب کر مرگیا اوسکا بھتیجا سیہا کہ شمس آباد مین تھا وہ بھی مرگیا یہ واقعہ سمت ۱۲۴۹ یعنی ۱۱۹۳ مین ہوا۔

قنوج کی تباہی کے ۱۸ برس بعد جے چند کے پوتے سیوجی اورسیت رام انہل وار (گجرات) مین راج کرنے لگے سیوجی کے بعد اسکا ایک بیٹا اسوتھاما جانشین ہوا۔ دوسرا بیٹا ... سوتنک پدر مین راجہ ہوا۔ تیسرا بیٹا اجمل اوکم منڈل مین راجہ ہوا اس سے قوم بدھیل

پیدا ہوئی۔
بیاکہ سمت ۱۴۸۲ ۱۴۸۱ مین جودہ پیدا ہوا اسکے باپ کی جاگیر سوار مین تھی اس نے جیٹھ سمت ۱۵۱۵ ۱۴۵۹ مین جودھپور کی بنیاد رکھی اور مندور سے اس شہر مین اپنی دارالسلطنت کو منتقل کیا جواب تک چلا جاتا ہے۔ جودہ اس شہر کے آباد کرنے کے بعد ۳۰ برس تک زندہ رہا اور اسکی زندگی مین اسکے بیٹون اور پوتون نے مارو دیس کو فتح کر لیا۔ سمت ۱۵۴۵ مین اکسٹھ برس کی عمر مین مرگیا اسکے بعد سوجوہ (سورج مل) تخت نشین ہوا ۲۷ برس سلطنت کی۔ دہلی کے لودھی بادشاہون مین آپس مین بڑا جھگڑا رہا اس لئے مارو کا خشک ملک مسلمانون کے ہاتھ سے بچا رہا مگر سمت ۱۵۷۲ ۱۵۱۶ مین ایک پٹھانون ٹکڑہ تیج کے میلے مین شہر پیپر سے راجپوتون کی ایک سو چالیس کنواری لڑکیون کو پکڑ کر لے گیا جب اسکی خبر سورجمل کو ہوئی تو اسنے ان پٹھانون کا تعاقب کیا اور اپنی جان کھو کر ان کنواریون کو نجات دلائی اس واقعہ کی گیت اب تک تیج کے میلہ مین گائے جاتے ہین کہ پیپر کی ایک سو چالیس کنواریون کی قیمت مین سورج مل نے اپنی جان دی۔
سمت ۱۵۷۲ ۱۵۱۶ مین سورج مل کا پوتا گنگا اسکا جانشین ہوا۔ اسکا چچا ساگا راج کا مدعی ہوا اور اسنے اپنی مدد کے لئے دولت خان لودی کو بلایا۔ اس خان نے ناگور سے ابھی رٹھورون کو نکالا تھا۔ غرض جودہ کی اولاد مین تلوار چلی اور ان مین لودی خان شریک ہوا۔ گنگا کے مددگار بہت سے راجپوتون کے سردار کھڑے ہوئے اور انھون نے لڑکر ساگا کو مار ڈالا اور دولت خان کو بھگا دیا۔ پھر جب رانا سنگا کی لڑائی بابر بادشاہ سے ہوئی تو جودہ کے بیٹے سب رانا کے ساتھ ملکر ترکون سے لڑے اور اس لڑائی مین رٹھورون کے بڑے بڑے سردار مارے گئے اور ان کو شکست ہوئی اس شکست کے چار سال بعد گنگا مرا اور سمت ۱۵۸۸ ۱۵۳۲ مین اسکا جانشین ماؤ ہوا یہ راجہ مارواڑ کی تاریخ مین بڑا مشہور ہوا اسوقت مارواڑ کی بڑی اچھی حالت تھی بابر نے تو اس خشک ملک کی پروا نہین کی گجرات کے بادشاہ نے بھی مالدیو سے کچھ لڑائی جھگڑا نہین کیا

اس فرصت مین راجہ نے دوست و دشمن کے ساتھ وہی برتاؤ کیا جو اصل راجپوت کیا کرتا ہے۔

مالدیو نے اپنے راج کے پہلے ہی سال مین ناگور اور اجمیر کو لے لیا سنہ ۹۶ء اس نے جھالور اور سوانہ۔ بھدراجون۔ سندھالیون سے لے لئے اور دو سال کے اندر بیکا کے بیٹون کو بیکانیر سے نکال دیا۔ غرض اس نے بہت سے ملکون کو فتح کرلیا اور انکو اپنے قبضہ مین کرلیا۔ اس نے جودہپور کے گرد مضبوط فصیل بنائی۔ اور بہت سی عمارات عالی شان قلعہ مین تعمیر کرائین۔ میرتیا کی فصیل اور قلعہ مین جسکو وہ مال کوٹ کہتا تھا دو لاکھ چالیس ہزار روپیہ خرچ کیا اسنے اور بہت سے قلعے تعمیر کرائے۔ کہتے ہین کہ فقط سانبھر جھیل کی نمک کی آمدنی سے یہ ساری تعمیرات اُس نے تعمیر کرائی تھین۔ یہ وہی مالدیو ہے جسکی پناہ مین ہمایون بادشاہ آنا چاہتا تھا مگر آنکار کیا تھا شیرشاہ اسّی ہزار سپاہ مالدیو سے لڑنے کے لئے لایا اور مالدیو پچاس ہزار راجپوتون کو ساتھ لے کر اُس سے لڑنے گیا۔ خوب لڑا۔ مگر آخر کو مغلوب ہوا۔ شیرشاہ نے بعد فتح کے کہا کہ خیر ہوئی ورنہ ایک مٹھی باجرہ کے لئے ہندوستان کی سلطنت گئی تھی۔ شیرشاہ کے لڑنے کے بعد بھی مالدیو جیتا رہا اور ہمایون کو پھر بادشاہ ہوتے ہوئے اس نے دیکھا۔ اب آگے ماروار کے معاملات شہنشاہ اکبر کی تاریخ مین ہم اس طرح بھی لکھ دینگے جسطرح کہ ہندو اپنی زبانی روایات اور حکایات مین بیان کرتے ہین۔

صوبہ اجمیر و راجپوتانہ و راناے اودیپور کے معاملات

ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ مہم گجرات مین سنہ ۹۸۱ھ مین جو بادشاہ نے ایدر کی طرف سپاہ بسرکردگی راجہ بھگونت سنگھ بھیجی تھی وہ قلعہ بدھنگر کو فتح کرکے

ایدر کی طرف متوجہ ہوئی اور ایدر کا زمیندار نراین داس راٹھور بادشاہ کے لشکر
مین آیا۔ خدمات شائستہ بجالایا پیشکش لائق بادشاہ کے لئے تیار کی۔
جب رانا کی محل اقامت گوگندہ کے پاس راجہ بھگونت واپس آیا تو رانا راجہ
پاس آیا اپنی تقصیرون کا عذر کیا اور راجہ کو اپنے گھر لے گیا اور مراسم میزبانی بجا
لایا اور اپنے بیٹے کو ہمراہ کیا۔ یہ ظاہر کیا کہ میری طبیعت مین وحشت ہو گئی ہے۔
مین آپ کے ذریعہ سے بادشاہ کی خدمت مین التجا کرتا ہون اور خدمت کے لئے
بیٹے کو بھیجتا ہون۔
کچھ دنون کے بعد اپنی وحشت کو دور کرکے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہونگا۔
راجہ ٹوڈرمل جب گجرات سے بادشاہ پاس آتا تھا تو رانا اسکے پاس بھی آیا اور
خوشامد کی۔
میواڑ کے رانا نے کبھی مسلمان بادشاہون سے اپنے خاندان کی لڑکی نہین بیاہی
یہان کا رانا اپنے تئین دیوتاؤن اور سورج کی نسل سے جانتا تھا۔ بھلا وہ مسلمانون
کو کب خاطر مین لاتا تھا انکے ساتھ اس طرح کی رشتہ مندی کو اپنے لئے بے طریق
سمجھتا تھا رانا اودے سنگ کی جان پر آن بنی مگر اس نے یہ رشتہ مندی پسند نہ کی
ہم ایک حکایت ٹوڈر راجستان سے نقل کرتے ہین کہ جس سے معلوم ہوگا
کہ رانا (کیکا) کو کس قدر نفرت اس طرح کی رشتہ داری کرنے سے تھی راجہ مان سنگ
شولہ پور کو فتح کرکے ہندوستان کو آتا تھا۔ اس نے رانا پرتاب سنگہ (کیکا)
کو جو کنبھل میر مین تھا لکھا کہ مین تیری ملاقات کو آتا ہون۔ رانا اس کے استقبال کو
اودے ساگر مین آیا۔ اس ساگر کے بندھ پر راجہ مان سنگہ کی ضیافت کا سامان
تیار کیا گیا۔ پتلین چنی گئین۔ راجہ مان سنگہ بلایا گیا۔ رانا کے بیٹے کنور امر سنگہ کو
اہتمام ضیافت سپرد ہوا مگر رانا خود نہ آیا۔ اسکے بیٹے امر نے باپ کے نہ آنے کے
لئے دردسر کا عذر پیش کیا اور راجہ سے عرض کیا کہ آپ رسم ضیافت کو ادا

رانا کا اودیپور کی جھیل مین مسلمان مہمانون کی ضیافت کے لئے نہ آنا

کیجیے اور تناول طعام فرمائیے - راجہ نے ادب اور نمکنت سے کہا کہ رانا سے کہدو
کہ مین آپ کے درد سر کے عذر کو خوب جانتا ہون - مگر اس غلطی کا علاج کیا ہے اگر
رانا ہی میرے سامنے پتل رکھنے سے انکار کریگا تو پھر کون میرے آگے پتل رکھیگا ؟ -
اب آگے تمہارے عذر کرنے عبث ہین - اسپر رانا نے اپنا افسوس ظاہر کیا اور کہا کہ مین اس
راجپوت کے ساتھ نہین کھا سکتا کہ جس نے اپنی بہن کو ترک سے بیاہا ہو جسنے غالبًا اسکے
ساتھ کھانا کھایا ہوگا - راجہ مان سنگھ نے کھانے کو ہاتھ بھی نہین لگایا - چند چاولون کے دانے
آن دیوی (خوراک کی دیوی) کے نام کے لے لئے اور انکو اپنی پگڑی مین رکھ لیا اور یہہ
کہکر اٹھ گیا کہ تمہاری عزت کے باقی رکھنے کے لئے ہمنے اپنی عزت کو قربان کیا کہ اپنی بہن
اور اپنی بیٹیون کو ترکون سے بیاہا - اگر تمھارا بھی دل چاہتا ہے کہ خوف مین رہو تو رہو اب اس ملک
مین تم کو حکومت کرنی نہین نصیب ہوگی اور اپنے گھوڑے پر چڑھکر پرتاب سنگھ کی طرف جواب
آگیا تھا یون مخاطب ہوا کہ اگر مین تمہارے گھمنڈ کو نہ ڈھا دون تو میرا نام مان نہین
اسکا جواب پرتاب نے یہ دیا کہ مجھے آپکے ملنے سے ہمیشہ خوشی ہوگی ایک گستاخ بے ادب
راجپوت یہ بھی بول اٹھا کہ اپنے پھوپھا (اکبر) کے ساتھ لانے کو نہین بھولئے گا جس زمین مین
دعوت ہوئی تھی وہ ایسی ناپاک سمجھی گئی کہ کندہ کرائی گئی اور گنگا جل سے دھلوائی
گئی - جو سردار اس دعوت مین آئے سمجھے کہ یہان آنے سے پوشاک ناپاک ہوگئی ہے
اس لئے نہاکر اسے بدلا -

رانا اودے سنگھ تو ۱۵۶۷ء مین مرگیا تھا اسکی جگہ رانا پرتاب سنگھ (کیکیا)
جانشین ہوا - گو وہ نامرد باپ کا بیٹا تھا مگر جو امر و دادا رانا سنگا کا پوتا تھا - دادا
کی بہت سی صفات اسکی ذات مین ورثہ مین آئین تھین گو نہ اس پاس کوئی
دارالسلطنت تھا نہ خزانہ دولت پر قبضہ تھا خاندان پر ادبار آچکا تھا اسکے
امرا رکا دل شکستہ تھا - مگر قومی و ملکی محبت خاکستر تلے کی آگ ہوتی ہے ... جہان
اوس پر ہوا چلی آتش شعلہ زن ہوئی - یہی حال چیتوتون کا تھا کہ باوجود اس

زبون حالت کے رانا کے ساتھ ہمدردی کرتے اور جان نثار کرنے کو اسلئے موجود تھے۔ کہ مسلمانون کے کہین مطیع نہ ہو جائین۔ رانا پرتاب سنگھ جانتا تھا کہ مین اکبر سے میدان مین نہین لڑسکتا۔ اس لئے۔۔۔ اپنے باپ دادا کے طریقے کے موافق وہ اروالی کے پہاڑون مین کمبل میر (کنبھل میر) مین چلا گیا تھا اور اُس پہاڑی ملک کو اکبر کے مقابلے کے لئے تیار کرتا تھا۔ ابھی تک سورج بنسی ہونے کا گھمنڈ اُسکے دماغ سے نہین نکلا تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ مین اس بنس کا راجہ ہون کہ جسکی چوکھٹ پر ہمیشہ پہلے سارے ہندوستان کے راجہ سر رکھا کرتے تھے مین کیون کسی کے آگے سر نیچا کرون میرے پاس مستحکم مقامات اہین ملک و ولایت بہت ہے۔ میرے ساتھ ایسے راجپوتون کا انبوہ ہے کہ اپنے ناموس کے لئے جان دینے کو بے حقیقت سمجھتے ہین۔

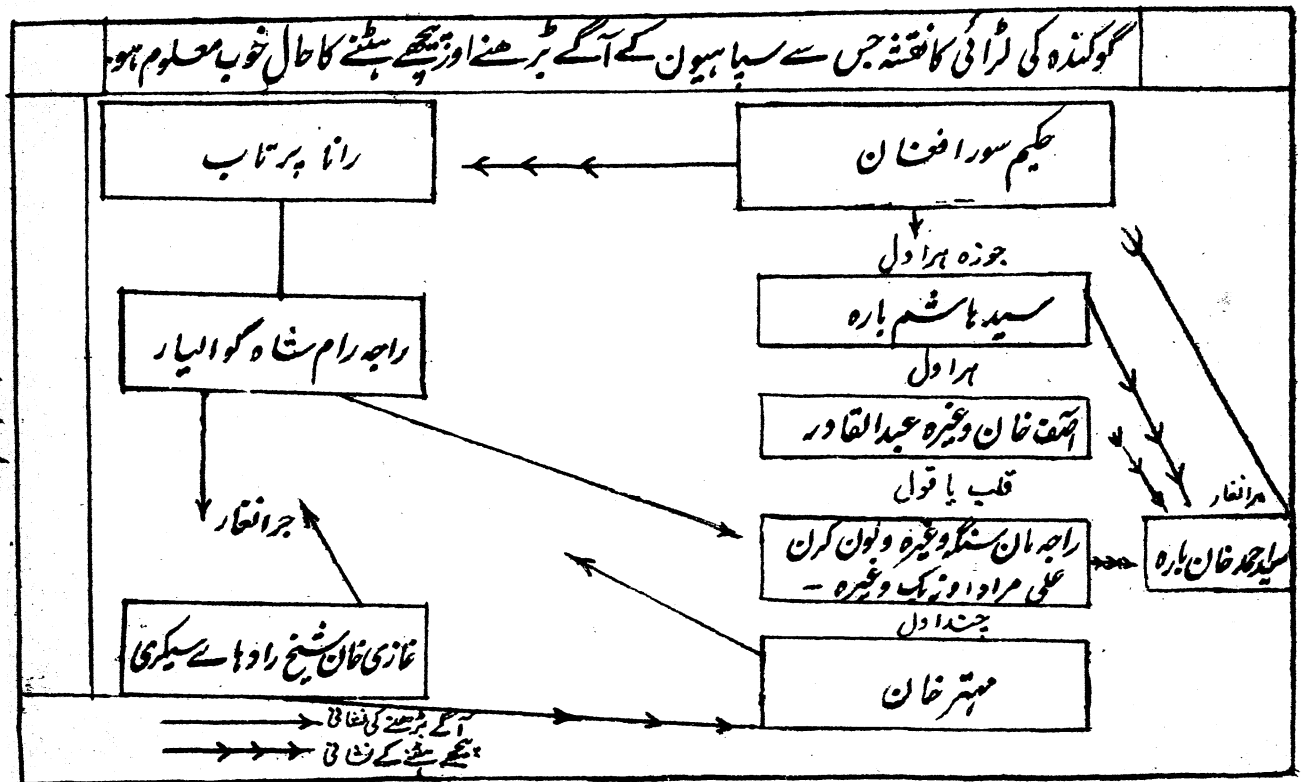
جب بادشاہ اجمیر مین آیا اور اوسکے نزدیک رانا کی سرکشی و گردن فرازی و حیلہ بازی حد سے زیادہ گذرے تو اُس نے رانا کے مغلوب کرنے پر توجہ کی اور کنور مان سنگھ کو جو عقل و اخلاص و عقیدت و شجاعت مین بادشاہ کے یکتا اُمرا مین سے تھا اور اوسکو اپنی فرزندی کا خطاب بادشاہ نے عنایت کیا تھا اسکو اس خدمت پر نامزد کیا اور روشنبہ ۲ محرم ۹۷۲ھ کو اجمیر سے رخصت کیا غازی بدخشی و خواجہ غیاث الدین علی آصف خان و سید احمد و سید ہاشم و جگناتھ و سید راجو و مہتر خان و مادھو سنگھ و مجاہد بیگ۔ و کھنکار و راے سونکرن اور اور بہادرون کو اس کے ساتھ کیا۔ اس اخلاص مند سپاہ کو کنور مان سنگھ لے کر چلا اور بادشاہ نے اُسے سمجھایا کہ رانا کو بدقسمتی کے خواب سے بیدار کرکے سعادت کی طرف رہنما ہو۔ مگر یہ سرمایہ بیداری اسکی خنودگی کا سبب اور ہوئی۔ مانڈل گڈھی مین افواج کو چند روز اس لئے توقف کرنا پڑا کہ سب امرا اور لشکر جمع ہو جائین رانا کا ایسا سر پھرا تھا کہ وہ کنور مان سنگھ کو اپنا زیردست زمیندار سمجھتا تھا اسکا ارادہ تھا کہ اس قصبہ مین جاکر اس سے لڑون۔ مگر اس کے رفیقون نے سمجھایا کہ اس جبارت مین خسارت ہے کنور مان سنگھ اجمیر سے کوہستان اروالی کے نیچے مغرب مین سفر کرکے

درہ ... ہلدی گوٹ مین آیا۔

اس لڑائی مین ملا عبدالقادر بدایونی شریک تھا۔ اس لئے ہم اس لڑائی کا بیان اسی کی تاریخ سے نقل کرتے ہین۔

اوائل ربیع الاوّل ۹۸۴ھ مین گوکندہ کی فتح ہوئی مجمل بیان اسکا یہ ہی کہ مان سنگھ و آصف خان متواتر کوچ کرکے اجمیر کی فوج کو مانڈل گڈہ کی راہ سے بلدو مین جو گوکندہ سے سات کروہ (۱۴ میل) پر تھا لائے رانا کیکا رہتا تھا (معلوم ہوتا ہے کہ کھو کاتب سے ہلدی یا ہلدیو کی جگہ بلدو لکھا گیا۔ جسکو طبقات مین گھاٹی ہلدیوا ور توڈا راجستان مین ہلدی گھاٹ لکھا ہے یہ نام اس سبب سے رکھا گیا تھا کہ یہان کی زمین زرد مثل ہلدی تھی۔ ابوالفضل نے جنگ کی جگہ کھیم پور لکھی ہے وہ ایک گانو گوکندہ کے شمال مین اور اودیپور کے شمال مغرب مین ہے۔ رانا اس سے لڑنے آیا مان سنگھ ہاتھی پر سوار ہوا اور اوسکی ساتھ بادشاہی یکے مثل خواجہ محمد رفیع بدخشی و شہابالدین کوہ۔ و پاینده خان قزاق و علی مراد اوزبک و راجہ لون کرن حاکم سانبھر اور راجپوت قول اوسط یا قلب مین ہمراہ ہوئے۔ اور ہراول مین اور نامی جوان جمع ہوئے اور ان مین سے انتی سے کچھ زیادہ چیدہ و برگزیدہ سید ہاشم بارہ کے پیشتر ہراول کے لئے نامزد ہوئے انکا نام جوزہ ہراول (یعنی فرع ہراول) رکھا گیا۔ اور سید احمد خان بارہ ایک جماعت کے ساتھ برانغار اور اور قاضی خان مع سیکری کے شیخزادون کے جو شیخ ابراہیم چشتی کے خویش تھے جرانغار مین و مہتر خان چندا ول مین مقرر ہوئے۔ رانا کیکا ۳ ہزار سوار لے کر عقب درہ سے آیا اسکی دو فوجین تھین ایک فوج کا سردار حکیم سور افغان تھا وہ ہراول کے مقابلہ مین قبلہ رویہ یعنی مغرب کوہ سے آئی۔ بہ سبب تنگی و ناہمواری اور بیولون کے درختون کی کثرت کے اور راہ کے مار پیچان ہونے کے جوزہ ہراول اور ہراول ایک راہ پر آن کر دونو مخلوط ہو کر ایک ہو گئین اور جنگ مغلوبہ ہوئی۔ راجہ لون کرن کے ماتحت جو راجپوت تھے انمین سے اکثر بائین جانب سے بھیڑون کیطرح

بھاگے اور ہراول سے نکل کر برانغار کی پناہ مین آگئے۔ اسوقت فقیر عبد القادر نے کہ چند مخصوصون کے ساتھ ہراول مین تھا آصف خان سے کہا کہ اس وقت کیونکر اسنا و بیگا نہ راجپوتون مین تمیز کی جاے۔ اُسنے مشتش کہہ کر جواب دیا کہ تیر لگائے جاؤ۔ کسی طرف کوئی مرے ع زہر طرف کہ شود کشتہ سود اسلام است پس ہم تیراندازی اس انبوہ پر کرتے تھے جو مثل کوہ تھا اور ہمارے تیر اصلا خطا نہین کرتے تھے۔ اور اسکے گواہ ہمارے راست تیر ہین ع القلب صدق شاہد یشہد (دل سچا گواہ ہے جو شہادت دیتا ہے) ع گواہ عاشق صادق در آستین باشد۔ ہمکو یقین تھا کہ ہمارا ہاتھ کام کر رہا ہے اور ثواب غزا حاصل ہو رہا ہے سادات بارہ اور بعض صاحب ناموس جوانون نے اس لڑائی مین وہ کام کیا جو شائد رستم ہی سے ہوتا میدان جنگ مین طرفین کے آدمی مارے گئے۔ دوسری فوج جسکا سردار خود رانا تھا وہ گھاٹی مین سے آیا اور گھاٹی کے دروازہ پر غازی خان تھا اسکو ہٹا کر قلب مین پہنچا یا۔ سیکری کے شیخ زادے ایکدفعہ بھاگ گئے اور فرار کے وقت ایک تیر شیخ منصور داماد شیخ ابراہیم کے لگا وہ اس جماعت کا سردار تھا۔ اس زخم سے مدتون تک اسکو زحمت رہی۔ غازی خان باوجود ملائی کے بہادرانہ کھڑا رہا۔ اوس کے دائین ہاتھ پر تلوار لگی جس سے اوسکا انگوٹھا کٹ گیا۔ اب مقاومت کی مجال اس مین نہین تھی تو الفرار مما لایطاق من سنین المرسلین (جب طاقت نہ رہی تو فرار پیغمبرون کی سنت ہے) بڑھکر قول مین پہنچا اور وہ جماعت کہ اول وہلہ مین اس فوج سے روگردان ہوئی وہ دریا سے پار جاکر بھی پھر نہ پھری اس گیرودار مین مہترخان نے چند راول سے نکل کر نقارہ بجایا اور آوازہ لگایا کہ بادشاہ ایلغار کرکے آگیا اس ادا سے کچھ بھگوڑون کی تقویت ہوئی اور وہ بھاگنے سے ٹھیر گئے۔ راجہ رام ساہ تنوار گوالیاری نبیرہ راجہ مان سورانا کے آگے آیا اس نے راجہ مان سنگھ کے راجپوتون کی جان پر وہ کارپردازی کی کہ جسکی شرح نہین ہوسکتی یہی جماعت


گوگنڈہ کی لڑائی کا نقشہ جس سے سپاہیوں کے آگے بڑھنے اور پیچھے ہٹنے کا حال خوب معلوم ہو
حکیم سور افغان
رانا پرتاب
جوزہ ہراول
سید ہاشم بارہ
راجہ رام شاہ کوالیار
ہراول
اصف خان وغیرہ عبدالقادر
قلب یا قول
جرانغار
راجہ مان سنگھ وغیرہ ولون کران
علی مراد اوزبک وغیرہ
سید احمد خان بارہ
جرانغار
جندا دل
غازی خان شیخ زادہ سیکری
مہتر خان
آگے بڑھنے کی نشانی
پیچھے ہٹنے کی نشانی

ہراول کی چپ سے بھاگی اور آصف خان کو فرار ہونے کا سبب ہوئی وہ میمنہ مین
سادات بارہ پاس النجا لی گئی۔ اگر سادات پاے ثبات نہ قائم کرتے تو اس سبب سے کہ
ہراول بھاگ چکی تھی لڑائی مین بڑی رسوائی ہوتی۔ رانا کے ہاتھی بادشاہی ہاتھیون کے
مقابل مین آئے۔ ان مین سے دو قوی مست ہاتھیون کی لڑائی ہوئی اور حسین خان
خوجدار کہ مان سنگھ کے پیچھے دوسرے ہاتھی پر سوار تھا گر پڑا۔ مان سنگھ خود بجاے
مہاوت کے حسین خان کے فیل پر جا بیٹھا اور ایسی ثبات قدمی کی کہ اس سے زیادہ تصور
مین نہین آتی۔ ان دو ہاتھیون مین کہ جن مین ایک فیل خاصہ بادشاہی تھا وہ رانا
کے فیل رام پرشاد نامی سے جو بڑا قوی ہیکل تھا لڑا اور جنگ عظیم ہوئی۔ ایک دوسرے
کو دھکیلتا تھا۔ اتفاقاً رانا کے ہاتھی کے فیلبان کے تیر لگا اور ہاتھیون کے حملہ کے
صدمہ سے وہ زمین پر گرا۔ پادشاہی ہاتھی کا فیلبان چستی و چالاکی کر کے اپنے ہاتھی پر
سے کود کے رانا کے ہاتھی پر جا بیٹھا اور وہ کام کیا کہ کسی سے نہ ہوتا۔ یہ حال دیکھ کر رانا
کو تاب نہ رہی جو جلو رانا کا ہاتھی تھا وہ بھاگا اور افواج مین تذبذب ہوا اور راجہ
مان سنگھ کے یکون نے آگے آن کر وہ چپقلش کی کہ ایک کارنامہ تھا اور مان سنگھ کی . .
سرداری سے آج ملاشیری کے معنے اس مصرعہ کے سمجھ مین آئے ع کہ ہندو میز ند شمشیر اسلام
جیمل چتوڑی کا بیٹا اور رامساہ گوالیاری مع اپنے بیٹے سالبان کے جنھون نے بہت کچھ
تردد و جانفشانی کی تھی جہنم مین گئے اور گوالیار کے راجاؤن کی نسل مین کوئی باقی
نہین رہا کہ قابل جانشینی ہوتا خس کم جہان پاک۔ رانا جو مادھو سنگھ کے مقابل تھا تیر کے
زخمون سے زخمی ہوا۔ حکیم سور جو سادات بارہ کے آگے سے بھاگا تھا رانا پاس النجا لیگیا
اسکی اور رانا کی دونو کی فوج ایک ہوگئین۔ رانا تنہا انہین بلند پہاڑون مین چلا گیا
جہان چتوڑ کی فتح کے بعد گیا تھا اور وہان محض بے اختیار تھا۔ یہان تابستان کی
چلہ کی گرم ہوا ایسی چل رہی تھی کہ آدمی کا بھیجا سر مین پگلا جاتا تھا۔ صبح سے دوپہر تک
لڑائی ہوئی تھی اور معرکہ مین پانچ سو آدمی مر چکے تھے۔ جنمین سے اکیسو مین مسلمان تھے اور باقی

ہندو اور زخمی تین سو سے زیادہ نہ تھے ہوا کا حال جلتے تنور کا سا تھا۔ سپاہیون مین حرکت کی قوت نہ تھی اور غالب گمان یہ تھا کہ رانا مکر و فریب کرکے پہاڑ کے نیچے چھپا بیٹھا ہوگا۔ اسواسطے تعاقب نہین کیا پھر کر زخمیون کی تیمارداری کی گئی اور فتح کی تاریخ یہ ہوئی ؎ وید و من اللہ فتح قریب (خدا کی طرف سے فتح ظاہر ہوئی) دوسری روز کوچ کیا اور میدان جنگ مین آکر ہر شخص کے کام کا ملاحظہ کیا گیا اور درہ سے گذر کر گوکندہ مین آئے۔ رانا کے محل کی حفاظت اُس کے چند فدائی کرتے تھے وہ اور بیس چند آدمی اور جنکا مجموعہ بیس آدمیون کا ہوتا تھا انہون نے رسم قدیم کے موافق جوہر کیا اور مستورات کو ہلاک کرکے گھرون اور تہخانون مین سے باہر آکر حرکت مذبوحی کی اور تلوار کے زخم سے مالکان دوزخ کو جان سپرد کی امرا کو یہ خیال تھا کہ رانا کہین شبخون نہ مارے۔ کوچہ بندی کی خندق اور دیوار ایسی اونچی کہ اسپر سے سوار نہ آسکے گوکندہ کے گرد بنائی اور اس مین آن کر فروکش ہوئے۔ اُمرا مُردہ گھوڑون اور کشتہ آدمیونکی نام نویسی کرتے تھے کہ عریضہ شاہی مین لکھ کر بھیجین۔ سید احمد خان بارہ نے کہا کہ ہم مین سے نہ کوئی لڑا ہے نہ کسی کا گھوڑا کشتہ ہوا ہے کہ جنکے نامون کو دولت اعلیٰ مین لکھ کر بھیجین اسم نویسی سے کیا فائدہ ہے۔ اس وقت غلہ کی فکر کرنی چاہیئے چونکہ یہ کوہستان کم زراعت تھا۔ بنجارے بھی نہین آئے تھے۔ عسرت سے سپاہ کا عجب حال تھا۔ مشورہ کیا گیا اور نوبت بہ نوبت امرا مین سے ایک کو سردار اعتبار کرکے سیکروں مین غلہ لانے کے لئے بھیجا جاتا تھا۔ سیکرہ کے معنے کوئی چھکڑہ کے لیتا ہے اور سکرم اسی سے مشتق بتاتا ہے۔ کوئی اسکو سنسکرت کا لفظ سمجھکر بھینگی کے معنے لیتا ہے۔ بنگالی زبان مین شگر اور شکت چھکڑہ کو کہتے ہین) پہاڑون کی چوٹیون اور بلندیون پر مجمع شکستہ آدمیون کا ملتا تو وہ اسیر کیا جاتا۔ مواشی کے گوشت پر گذر اوقات ہوتی تھی اور آم اس فراوانی سے پیدا ہوئے تھے کہ بیان نہین ہوسکتے ارذل عوام انکو بجاے طعام

کھاتے تھے۔ اکثر اُن کی رطوبت سے بیمار ہو گئے تھے اس دیار مین آم ایک اکبری سیر کی برابر وزن مین ہوتا تھا مگر جرم مین چھوٹا ہوتا ہے اور شیرینی اور مزہ اس مین چندان نہین ان دنون مین محمود خان پادشاہ کے پاس سے ایلغار کرکے گوکندہ مین آیا اور معرکہ کا حال تحقیق کرکے دوسرے روز چلا گیا۔ اور جو حال ہر کسی شخص کا سُنا تھا وہ عرض کیا۔ سب خدمات پادشاہ مستحسن معلوم ہوئین مگر یہ امر پسند خاطر نہین سوا کہ رانا زندہ نکل جانے دیا۔ امراء نے یہ چاہا کہ رام پرشاد نامی ہاتھی کو جو فتحنامہ کے پادشاہ کے پاس بھیجین۔ کئی دفعہ پادشاہ نے اس ہاتھی کو راناسانگا تھا مگر اس نے اپنی بدبختی سے نہین بھیجا تھا۔ آصف خان نے فقیر عبد القادر کا نام لیا اور کہا کہ وہ محض بہ سبب محبت و قربت کے ساتھ آیا تھا اسکے ساتھ یہ دو نوچیزین بھیجنی چاہئین۔ مان سنگھ نے کہا کہ ابھی کچھ کام باقی ہے اسکو چاہیئے کہ معرکہ مین صفون کے آگے آکر سب جگھ امامت کرے مین نے کہا کہ مین یہان کی امامت چھوڑتا ہون میرا کام یہ ہے کہ بندگان شاہی کی صف کے آگے امامت کرون۔ مان سنگھ نے مسرور و مشیح ہوکر مذکور احتیاطاً سو سوارون کو میرے ہمراہ کیا اور خود بھی سیر و شکار اور تھانون کے مقرر کرنے کی تقریب سے گوکندہ سے بیس کروہ تک میری مشایعت کی اور سفارش نامہ لکھ کر یہان سے مجھے پادشاہ پاس رخصت کیا مین ماکھور اور مانڈل گڈھ کی راہ قصبہ نبیر مین جہان مان سنگھ کا وطن تھا آیا۔ جہان مین جاتا تھا وہان لوگ مان سنگھ کی جنگ اور فتح کی کیفیت سنتے تھے تو انکو یقین نہین آتا تھا۔ نبیر سے پانچ کروہ پر فیل دلدل مین پھنس گیا۔ جتنا وہ آگے جاتا تھا اتنا ہی زیادہ دھستا تھا۔ یہ میری اول ہی خدمت تھی۔ میری حالت عجیب تھی۔ آخر اس نواح کی رعایا نے آکر کہا کہ پارسال بھی اسی زمین مین ایک فیل پادشاہی پھنس گیا تھا تو اُس دلدل مین بہت سا پانی ڈالا تھا تو دلدل ایسی پتلی ہو گئی کہ اُسمین سے ہاتھی نکل آیا۔ غرض سقون کو بلا کر یہی کیا کہ بہت سا پانی ڈلوایا تو آہستگی کے ساتھ

فیل نے اس ورطہ سے خلاصی پائی اور بیلن پیر مین آیا اس سے آدمیون کو بڑا افتخار حاصل ہوا
یہان چار روز رہ کر قصبہ نوندہ مین کہ مولد فقیر تھا اور اب اور جسکی نسبت یہ مصرعہ ہے ع
واول ارض مس جلدی ترابہا۔ یہ اول ہی زمین تھی جس نے میری جلد کو چھوا تھا
ہوتا ہوا۔ اوائل ماہ ربیع الاول مین بوسیلہ کوکہ وراجہ بگھیلہ انداس پدرمان سنگھ کے
دیوانخانہ فتحپور مین بادشاہ کی کورنش بجالایا اور امراء کی عرضداشت اور ہاتھی کو بادشاہ
کی خدمت مین نذر کیا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ اس ہاتھی کا نام کیا ہے۔ عرض کیا کہ...
رام پرشاد۔ فرمایا کہ یہ سب کچھ بطفیل پیر حاصل ہوا ہے۔ اسی لیئے اسکا نام پیر پرشاد
رکھتا ہون۔

پھر پوچھا کہ سچ کہو کہ تو کس فوج مین تھا اور کیا کام تیرے ہاتھ سے بن آیا۔ مینے کہا کہ
بادشاہون کے حضور مین سچ بھی سوترس ولرزہ کے ساتھ کہا جاتا ہے۔ دروغ
کیونکر کوئی کہہ سکتا ہے۔ پھر مینے جو واقعی حال تھا بتفصیل بیان کیا پھر پوچھا کہ تو برہمن
تھا یا مسلم۔ مینے کہا کہ جیبہ و کیجم میرے پاس تھے فرمایا کہ یہ کہان سے ہاتھ لگے تھے مینے
کہا کہ سید عبداللہ خان سے ہاتھ لگے تھے۔ میری باتین بادشاہ کو بہت مستحسن معلوم
ہوئین ان دنون مین بادشاہ کے آگے اشرفیون کا گنج رکھا رہتا تھا اس مین ۹ ۶ اشرفیان
مجھے انعام دین اور پوچھا کہ شیخ عبدالنبی سے بھی ملاقات کی ہے مینے کہا کہ مین ابھی گرداہ
سے دربار مین آیا ہون انسے کیونکر ملتا۔ دوشالہ بخودی اعلیٰ درجہ کا دیا اور فرمایا کہ اسکو
لے جاکر شیخ سے ملاقات کرو اور کہو کہ یہ دوشالہ کارخانہ خاصہ کا بنا ہوا ہے کہ شیخ
کی نیت سی فرمایش کرکے بنوایا ہے اسکو وہ اوڑھے۔ مین یہ دوشالہ شیخ پاس لیگیا
اور بادشاہ کا پیغام سنا دیا شیخ خوش ہوا اور پوچھا کہ وداع کے وقت مین نے
کہا تھا کہ جب صفین مین تو دعا ہماری پڑھ کر ہمکو یاد کرنا مینے کہا کہ یہ دعا مینے خود
پڑھی تھی اللھم اغفر للمومنین والمومنات وانصر من نصر دین محمد و
اخذل من خذل دین محمد صلے اللہ علیہ وسلم شیخ نے کہا کہ یہ دعا کافی تھی

سبحان اللہ یہ شیخ عبدالنبی کیا تھے یا آخر مین انکا وہ حال ہوا کہ کسی کو خدا نہ دکھائے نہ سنوائے اس سے سب کو عبرت پکڑنی چاہیئے

ہر کرا پرورد گیتی عاقبت خویش بریخت * حال آن فرزند چون باشد خصوص از مادرات

اصل تاریخی حال تو بدایونی نے لکھا ہے اب ٹوڈ راجستان کے بیانون کی طرف توجہ کرتے ہین جو انہون نے نہایت جانفشانی سے کیتون اور گیتون اور کھیون اور بھاٹون کی روایتون سے جمع کئے ہین اور انسے بعض تاریخی حالات معلوم ہوتے ہین مگر اس سے پہلے ہم ایک بڑے نامور شاعر لارڈ بائرن کی نظم چائلڈ ہیرلڈ کا ترجمہ لفظی کرتے ہین اور اسکا مطلب بیان کرتے ہین پھر بعض حکایات اس معرکہ کی نقل کرتے ہین نظم کا ترجمہ کیا ہرا ایک گیت ایسے شاندار فسانہ سے نہین بھرا پڑا؟ افسوس ہے کہ کسی ہیرو یعنی نامور شجاع کی بڑی سے بڑی قسمت یہ ہے *

جب سخت پتھرون کے لوحے اور تاریخ کے دفتر کچھ حال نہین بتاتے تو کسان اپنی گیت مین مشتبہ تاریخون کی لے بڑھاتے ہین * اے غرور فدا آسمان سے نیچے آ کھیر جھکا کر اپنی حالت کو دیکھ کہ وہ لوگ جو بڑے طاقت ور تھے اب گیت ہی گیت رہ گئے ہین۔ کیا کتاب مینار۔ عمارت تجھکو بڑا رکھینگے؟ یا تو روایت کی بھولی زبان پر بھروسا رکھیگا جبکہ خوشامد تیری ساتھ سو گئی ہوگی اور تاریخ تجھہ کو قصہ پہنچائیگی * ان اشعار کا مطلب یہ ہے کہ روایات (یہ ایک ایسے انگریزی لفظ کا ترجمہ ہے جسکے معنے افسانون گیتون وقصون کے ہین جو زبان زد خلائق ہوتے ہین) انمین بھولی بھولی باتین ایسی بھی ہوتی ہین جنمین صداقت نہین ہوتی یعنی عوام مین جو ایک بڑے آدمی کی نسبت گیت و کہانیان مشہور ہوتی ہین وہ بھی اسکی اس خوش قسمتی کی یادگار ہوتی ہین جو اسکو اپنی زندگی مین حاصل ہوئی تھین۔ جب ان بڑے آدمیون کی نشان مٹ جاتے ہین۔ انکے قلعے عمارات وشہر غارت ہو جاتے ہین۔ تاریخون مین ان کے ذکر کا پتا نہین لگتا یا بری طرح

بیان ہوتا ہے تو اس وقت ان قصے کہانیون اور کیتون سے جو عوام مین مشہور ہوتے ہین انکے کارنامے معلوم ہوتے ہین - شاعر بغیر فیصلہ کے سوال کرتا ہے کہ کیا بڑے آدمیون کی عظمت عمارتون اور کتابون سے اچھی طرح معلوم ہوتی ہے خاص کر ایسی حالت مین جبکہ انکے خیر خواہ مورخ انکے ساتھ مر گئے ہون اور تاریخ مین انکے کامون کو بری صورت مین دکھایا ہو یا انکی عظمت روایات کے ذریعہ سے معلوم ہوسکتی ہے جو اپنی شاعرانہ اور بھولی زبان سے انکو گاتے یا سناتے ہین وہ انکی عظمت کی زیادہ یادگار ہوتی ہین - یا تاریخ جو مخالفانہ لکھی ہے ؟ غرض رانا پرتاب کا حال ہے جو بڑا آدمی تھا مگر مورخ مخالف ملے - اسکے کامون کو ذلیل کرکے بیان کیا عوام مین جو باتین اسکی بہت مشہور ہین وہ شاعرانہ صورت رکھتی ہین موثر نہین - اب ٹوڈ نے روایات سے اس معرکہ کے بیان مین یہ لکھا ہے کہ رانا پرتاب بائیس ہزار راجپوتون کو ہلدی گھاٹ کے میدان جنگ مین لایا تھا - انمین سے صرف آٹھ ہزار جان سلامت لے گئے - پرتاب تن تنہا اپنے گھوڑے جیٹک پر سوار ہوکر بھاگا - اسی گھوڑے نے اسکی جان بچائی اور اپنے اوپر سوار کرکے لے گیا دو مغل اسکے پیچھے پڑے جنکو اس روک نے تھوڑے دنون کے لئے روکدیا کہ پہاڑ سے بہتی ہوئی ندی حائل ہوئی جسکو رانا کا گھوڑا پار پھلانگ گیا مگر یہ گھوڑا بھی اپنے آقا کی طرح زخمی تھا - چیتا قی پہاڑ سے جو گھوڑے کے نعلون سے شرارے نکلتے تھے انکی روشنی سے تعاقب کرنیوالون کو معلوم ہوا کہ ہم رانا کے بہت ہی پاس آگئے ہین کہ ایک ان مین سے بڑے زور سے اپنی زبان مین پکارا کہ ہو نیلی گھوڑا راسوار - تو پرتاب نے پیچھے موڑکر دیکھا تو ایک سوار نظر آیا - یہ سوار اسکا بھائی سکرا تھا - یہ بھائی پرتاب سے ذاتی جانی دشمنی رکھتا تھا - اس دشمنی نے اسکو ملک میواڑ کا دغاباز دشمن بنایا تھا وہ اکبر کے لشکر کی صفون مین تھا کہ اوسنے دیکھا کہ ایک نیلا گھوڑا جاتا ہے اور اوسکے ساتھ کوئی نہین ہے یہ دیکھتے ہی بھائی کے ساتھ جو کینہ سینہ مین جمع تھا وہ جاتا رہا اور برادرانہ محبت کا جوش اٹھا

اور اس کے ساتھ ان باتون کی یاد نے جو عاجز کرنے والی تھین دل کو گھیر لیا وہ تعاقب کرنے والون کے ساتھ اسلئے ہوا کہ اینین سے جو اسکے نیزہ کے نیچے آجاے انکو ہلاک کرے یہ پہلی ہی دفعہ تھی کہ یہ دو نو بھائی اپنی ساری عمرون مین آپس مین دوستانہ و برادرانہ طے گھوڑا جیتک کر گیا۔ ہر نام اسکے بھائی نے دوسرا گھوڑا انگا رُدیا اور وہ چیتک سے زین کھول کر اسپر رکھنے لگا تو اسکا چیتک وفادار گھوڑا مر گیا۔ اس گھوڑی کی ایک یادگار بنی ہوئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ چیتک یہان مرا تھا۔ اور دارالسلطنت کے آدھے مکانون مین اس ساری واقعہ کا نقشہ دیوارون پر کھچا ہوا ہے۔

رانا اس طرح خلاصی پاکر جلدی سے پہاڑون کی راہون پر گیا جہان اسکو رات ہو گئی تھی اسکے سات زخم بھی لگے تھے جنسے خون جاری تھا۔ گو رانا حالت فرار مین ان مصائب مین گرفتار تھا مگر وہ اپنے شاہانہ ارادون سے باز نہ اتا اور آیندہ لڑنے کے منصوبے باندھتا تھا۔

سکر اپھر مغلون کے لشکر مین گیا۔ اکبر کو یہ حال معلوم ہو گیا تھا اسنے سکرا کو بہت انعام واکرام اس کام پر دیا۔ ہو نیلا گھوڑا راسوار۔ رانا کے رشتہ دارون مین ضرب المثل کی طرح مشہور ہو گیا۔

غرض تاریخ بدایونی اور لوڈ کے بیانات کو ختم کرکے مین اب اکبرنامہ کے ورق الٹتا ہون اور دیکھتا اور پوچھتا ہون کہ بدایونی اور ابوالفضل کی طرز ادا جدا جدا ہے مگر مطلب ایک ہے۔ ابوالفضل نے ہاتھیون کی لڑائی کا بیان تفصیل سے اس طرح لکھا ہے کہ جیسے جوان مردون نے ایک بوالعجبی کا ہنگامہ کھڑا کھا تھا۔ نامور ہاتھیون نے بھی اپنے کارنامے دکھائے تھے۔ غنیم کے ہاتھی نو نے معرکہ صف شکنی آراستہ کیا۔ جمال خان فوجدار پادشاہی فیل گجگتہ کو اسکے روبرو لایا۔ اسکے تصادم سے پادشاہی ہاتھی زخمی ہو کر بھاگا۔ مگر رانا کے ہاتھی کے فیلبان کے ایسی بندوق لگی کہ وہ کارزار سے چلا گیا۔ اس عرصہ مین پرتاب خود فیل رام پرشاد کو کہ سرآمد فیلان تھا جنگ کا ساز لگا کر

لایا اور اس نے بہت سے بہادرون کو مارا۔ کمال خان پادشاہی ہاتھی گجراج کو لاکر نبرد آرا ہوا۔ پنجو فیلبان مدارا کو فیل رام پرشاد کے روبرو لایا قریب تھا کہ یہ پادشاہی ہاتھی بھی بھاگے کہ رام پرشاد کے فیلبان کے ایک تیر ایسا لگا کہ وہ مرگیا۔ رام پرشاد پادشاہ کے آدمیون کے ہاتھ آیا۔ رام داس پسر جیمل کو جگناتھ نے ضرب لگا کے عدم مین پہنچایا۔ راجہ رام شاہ مع تین بیٹون سالبا ہن و بھان سنگھ و پرتاب سنگھ کے داد مردانگی دیکر نیست ہوئے۔ کنور مان سنگھ گولکنڈہ مین مقیم رہا۔ مگر رانا کی جستجو مین تگاپو نہین کی اور کھانے پینے کو مشکل سے وہان ملتا تھا اسلئے اُن سنگلاخون سے نکل کر صحرا مین آیا اسیر حیلہ اندوزون نے پادشاہ سے یہ کہا کہ رانا کے استیصال مین تساہل ہوا قریب تھا کہ پادشاہ مان سنگھ پر عتاب کرے لیکن پادشاہ کو حیلہ سازون کا حال معلوم ہوگیا اس لئے وہ خفا نہ ہوا۔ جب امرا اور کنور مان سنگھ پادشاہ کی ملازمت مین حاضر ہوئے بخشش و بخشایش انکے حال پر ہوئی۔

پادشاہ کا گولکنڈہ جانا ۱۰۱۲ھ

گولکنڈہ کی طرف شکار کھیلنے کو پادشاہ نے انتظام ملکی کے لئے مناسب جانا کہ اس ناحیہ کے تمام سرکش ایک ہی دفعہ سرنگون ہون اور اس مرز بوم کے ساکنین سعادت گزین ہون۔ عبادات ایزدی مین گزیدہ ترین عبادت۔۔ پادشاہ کے لئے یہ ہے کہ وہ خیراندیشون پر نوازش اور بدکارون کو پامال ایسے شائستہ طور پر کرے کہ خدمت فروشون کی منت نہ اُٹھانی پڑے اور فتنہ اندوزون کے تزویر کی مداخلت نہ ہونے پاے۔ طرازہ صورت بطرز معنی سرانجام پائے۔ یہ کیا خوش کام ہے کہ غازہ عبادت بھی چہرہ پر پرکہتا ہے اور تربیت کی چہرہ افروزی بھی کرتا ہے اگرچہ یہ امر ابتدا نظر مین نیکون کے حق مین خیراندیشی معلوم ہوتی ہے لیکن وہ بدکارون کے حق مین بھی نیک خواہی ہے اول دید مین شورش مند سرکشون کا تنبیہ کرنا نظر آتا ہے مگر حقیقت مین وہ اخلاص گزین

عقیدت منشون کا سرمایہ سعادت ہے۔ عقل کے نزدیک جمیع اشغال سلطنت
مین بادشاہون کے ذمے یہ ہے کہ وہ بالذات کام کو اپنے ذمے جانین۔ جو
کام ملازمون سے اچھی طرح نہ ہوسکے اوسکے سرانجام دینے مین اپنے نفس سے
مصروف ہون اس لئے بادشاہ نے ان ایام مین یہ ارادہ کیا کہ گوکندہ مین
شکار کھیلنی جاے کہ رانا نے کوہستان جنوبی مین سر اٹھایا ہے اور رای نرائن داس
نے ایدر مین علم استکبار بلند کیا ہے۔ ۱۳۔ اسفندمہر کو اجمیر سے گوکندہ کی طرف
کوچ کیا جسکے سبب سے بہت سے سرکش آن کر مطیع ہوگئے۔ رانا کوہستان
مین چھپ گیا۔ قطب الدین خان و راجہ بھگونت داس و کنور مان سنگھ کو بہادرخان
کے درمیان بھیجا کہ اس گروہ نشین کو گرفتار کرین۔ قلیچ خان و خواجہ غیاث الدین
علی و آصف خان اور امرا کو ایدر بھیجا کہ اس سرزمین کو ناسپاس سرکشون کے
خاشاک سے پاک صاف کرین۔

جو لشکر ایدر کو روانہ کیا تھا وہ منزل بمنزل ۷ آبان ۹۸۴ھ کو ایدر کے حوالی
مین آیا۔ اس سرزمین کے نخوت آرا کوہستان کی تنگناؤن مین گھس گئے تھے رای
راجپوت اپنے معابد و منازل مین لڑنے مرنے کو تیار ہوے۔ بادشاہی لشکر
مین سے ہیرہ بھان و عمر خان افغان و حسن بہادر اس گروہ کے پامال
کرنے کو گئے راجپوتون نے تلوارین سونت کر اور برچھے لگا کر عرصہ جانفشانی
مین تیز دستی کی بہت سے بادشاہی آدمی انکے آگے سے بھاگے عمر خان
و حسن بہادر مارے گئے مگر وہ سب راجپوت ہلاک ہوے شہر مین بہت
سی غنائم بادشاہی لشکر کو ہاتھ آئین۔ ایدر کی حراست امرا را باتدبیر کو
سپرد ہوئی۔

بادشاہ نے جو سپاہ رانا کے گرفتار کرنے کے لئے بھیجی تھی اسکو رانا کا
پتا نہ ملا۔ وہ جلدی سے بغیر حکم شاہی کے بادشاہ کے پاس واپس چلی آئی

حکام سلطنت کی پاسبانی اول فرمانروایون کے ذمہ واجب ہی۔ دوم خدمت پذیرہ
ہراسکی نقش پذیری لوح دل پر ضروری ہے۔ اسواسطے پادشاہ قطب الدین خان اور راجہ
بھگونت داس پر خفا ہوا اور انکو کورنش کی اجازت نہین دی مگر جب انہون نے اپنی ندامت
اور پشیمانی ظاہر کی تو انکو دربار مین آنے کی اجازت دی۔ قلیج خان نے ایدر کو فتح کیا تھا
مگر بادشاہ نے اسکو گجرات کے جانے کے لئے بلالیا تو رای ایدر نے اور زیادہ سرکشی پر کمر باندھی
وہ پہلے کوہستان مین بھاگ گیا تھا۔ اب اس نے آسا راول کو اپنی ساتھ متفق کیا اور تنگنار
کوہستان سے باہر نکلا اور عرصۂ مبارزت کو آرایش دی۔ ۱۲۔ اسفندارمذ کو اولیا دولت
لشکر کی پاسبانی شیر خان کو سپرد کرکے میدان جنگ کی طرف چلے فوج قول مین خواجہ غیاث الدین علی
آصف خان فوج برانغار مین تیمور بخش فوج جرانغار مین میر ابوالیث۔ فوج ہراول مین مرزا
مقیم نقشبندی و نور قلیج خان و دھیرہ برمان و میر غیاث الدین افسر تھے۔ غنیم کے صرف
دو گروہ تھے۔ طرفین سے جوان مردون نے اپنے جوہر دکھائے۔ راجپوت برچھون سے خوب
لڑے۔ نور قلیج خان کے بازو مین زخم لگا مگر اسنے جنگ سے ہاتھ نہین اٹھایا۔ مظفر راجپوتون
کے ہجوم سے زمین پر گر کر پھر گھوڑے پر چڑھ کر لڑا۔ دھیر برمان نے بھی مردانگی دکھائی۔
اس ہنگامہ مین ہراول شاہی ہار گئی۔ جوان مردون نے جانفشانی کرکے اسکو سنبھالا۔ مرزا مقیم و
قطب خان کی جانین گئین۔ جسوقت ہراول کو ہزیمت ہوئی تو فوجین ہمہم کمک کو آئین اور کارزار
مین مصروف ہوئین۔ مخالف بھی بڑی شجاعت سے لڑا۔ اپنی توانائی کے موافق لڑکر شکست
پائی۔ پادشاہی لشکر فتحیاب ہوا۔

پادشاہ کی گزیدہ پرستش یہ ہے کہ شائستہ نصیحتون اور تدابیر کی قوتون سے گردن کشون کو
فرمان پذیر کرین۔ اور اگر نصیحت و فضیحت سودمند نہ ہو تو پھر انکو نیست و نابود کرین۔ تاکہ
وحدت انتظامی مین اختلال نہ ہو۔ اور شورش کثرت سے جہان غبار آلود نہ ہو۔
اس نظر سے آبان سنہ ۹۸۳ھ مین راجہ بھگونت داس اور کنور مان سنگھ اور سردارون کو رانا
کے استیصال کے لئے بھیجا۔ شہباز خان میر بخشی کو اس لشکر کا مہتمم مقرر کیا۔ شہباز خان نے

جاکر ایک عرضداشت بھیجی جسمین یہ درخواست کی کہ انتظام کے لئے کارشناس بھیجے جائین۔ بادشاہ نے شیخ ابراہیم فتحپوری کو کچھ سپاہ کے ساتھ بھیجدیا کہ وہ حدلادلی مین اقامت کرکے اس سرزمین کے سرکشوان کو فرمان پذیر کرے اور شہباز خان کی یاوری کرکے رانا کی بیخ کنی مین تگاپو کرے۔

رانا نے اپنے باپ دادا کی طرح قلعہ کو ملیر (کونبل میر) کو اپنی پناگاہ بنایا۔ یہ قلعہ ایسے بلند پہاڑ پر ہے کہ کسی نے پہلے زمانہ مین اُسے کمتر فتح کیا ہے شہباز خان میر بخشی جب اس نواح مین آیا تو اس نے راجہ بھگوت سنگھ اور کنور مان سنگھ کو یہ سمجھکر بادشاہ پاس بھیجدیا کہ وہ رانا سے زمینداری مین ایک مناسبت رکھتے ہین مبادا اس سبب سے رانا کی سزا مین التوا واقع ہو۔ اور خود شریف خان و غازی خان و مرزا خان کو ساتھ لے کر قلعہ کی فتح کا ارادہ کیا اپنی رای صواب اندیش سے بڑے بڑے سنگستان طے کرکے لشکر کو لے گیا اور بڑی کٹھن گھاٹیون سے آسانی سے نکل گیا قلعہ کی فتح کے لئے ہمت چست کی۔ چابک دستی اور تیز پائی سے اُس نے کیلواڑہ پر قبضہ کرلیا اور پہاڑون پر لشکر کو چڑھاکر چیرہ دستی کی۔ قلعہ کا محاصرہ کیا جس سے رانا کے ہوش اڑگئے اور ایک اور بلا اوسکے سر پر چڑھ آئی کہ قلعہ کے اندر ایک توپ کے پھٹنے سے اس کا بہت اسباب اور سامان جل کر خاکستر ہوگیا وہ ایسا بیدل ہوا کہ جریدہ پہاڑون مین بھاگ گیا قلعہ فتح ہوگیا۔ نامور راجپوتون نے اپنی پرستش گاہون کے گرد اکٹھا کرانمول جانین بستی بیچین رانا کا پتہ یہ معلوم ہوا کہ وہ بانسوالہ مین ہے تو شہباز خان غازی خان بدخشی کو قلعہ حوالہ کرکے وہان گیا۔ اس روارہی مین دوپہر کو قلعہ گوگندہ پر اقتدار حاصل کیا اور آدھی رات کو قلعہ ادی پور پر تصرف کیا۔ لشکر کو غنیمت سے مالا مال کیا اور صوبہ اجمیر مین رانا کا پتلا حال کردیا۔

شہباز خان کو صوبہ اجمیر کے گردنہ نشین گردن کشون کے تابع کرنے کے لئے اور شورش نہاد بدکارون کو سزا دینے کے لئے بھیجا تھا سو اُس نے اپنی مردانگی کا

شہباز خان کا بادنا کی تعاقب مین اجمیر سے کوچ کرنا ۱۰۱۷ھ

پیشوا خرد کو بنا کے یہ کام بہت اچھی طرح کئے۔ بہت سے سرکشوں کا قلع قمع
غارت کیا۔ بعض کو پرستار اور خدمتگار بنا کے چھوڑ دیا۔ رانا کو ایسا تنگ کیا کہ وہ اپنا
بنگاہ چھوڑ کر پہاڑوں میں پوشیدہ ہوا۔

بادشاہ کو معلوم ہوا کہ صوبہ اجمیر میں رانا نے سر اٹھایا ہے تو ۱۴ ردے ۹۸۶ھ کو
غازی خان و محمد حسین اور اور امرا کو بسرکردگی شہباز خان کے روانہ کیا کہ رانا اور تمام
سرکشوں کو تنبیہ کاری سے باز رکھ کر نیک بندہ بنائے یا انکی جان نکالے بہت سا
خزانہ اسکے ساتھ کیا۔ شہباز خان نے رانا پرتاب کو ایسا تنگ کیا کہ وہ ہر صبح کو شام
واپسین جانتا تھا خوف سے مارا مارا پڑا پھرتا تھا۔ بیجال سیسودیہ کے مکان میں وہ تھا
کر شہباز خان نے اسپر تاخت کی اور بہت سے بداندیشوں کو مارا اور انکا مال اسباب
لوٹ لیا اور اس لواح کو ہر گونہ سے پاک کر کے سیہ نشین بنایا۔ مشرقی دیار میں
فساد ہونے کے سبب سے بادشاہ نے اسکو اپنے پاس وہاں بھیجنے کے لئے بلا لیا۔

بادشاہ کو اطلاع ہوئی کہ رانا کوہستان سے نکلا ہے اور شورش کر رہا ہے۔
زیردستوں پر دراز دستی کرتا ہے۔ ایک لشکر بسرکردگی جگناتھ روانہ کیا۔ مرزا
جعفر بیگ کو بخشی مقرر کیا۔ ۲۴ آذر ۹۹۳ھ کو وہ رخصت ہوا۔ تھوڑے دنوں
میں وہ اس دیار میں آیا رانا نے کنارہ کیا۔ پرچا کو سکھ ملا۔ جگناتھ چند روز بعد
منڈل گڈھ میں سید راجو کو چھوڑ کر رانا کے بنگاہ پر گیا۔ رانا میں لڑنے کی طاقت
نہ تھی وہ ایک اور گریوہ کی راہ سے نکلا۔ اور اس نے منڈل گڈھ کے ملک میں شورش
مچائی اور کئی جگہ لوٹ مار کی۔ چندراجو لڑنے کے قصد سے رانا کی طرف گیا وہ چیتوڑ
کی جانب پھرا جس سرمنزل پر کہ رانا اسباب باندھتا تھا وہاں سید اترا۔ مگر
اس نے دستبرد کچھ نہیں کی۔ زیردستوں کو رہائی ہوئی اور جگناتھ رانا کی بنگاہ
پر تاخت کر کے اس سیاہ سے مل گیا۔ جگناتھ و جعفر آخر روز میں رانا کی بنگاہ
پر آئے۔ قریب تھا کہ اسکے گرفتار کر لیتے کہ رانا کے ایک آدمی نے اوسے آگاہ کر دیا

رانا مع اپنے زہ وزاد کے پہاڑون کی تنگناؤن مین چلا گیا۔ خان وہان اس کا
غارت کیا وو راندیشی کے سبب سے اس راہ سے آنے مین بہبودنہین دیکھی جس سے
گئے تھے دوسری طرف کچھ جاکر ڈونگرپور کی طرف پھرے۔ یہان کا راجہ دورو لی
کررہا تھا اُسی دفعۃً جاکر پکڑ لیا اور بہت روپیہ اور جواہر پائے لئے۔ رانا چاہتا تھا
کہ کوہستان سے نکلکر اس ملک مین فساد کرے کہ اس سپاہ نے اُسے روک دیا
انہین فنون مین وہ بھی مرگیا۔

کلہ سیسودیہ رانا کے خاندان مین سے تھا اور اسکا ساتھ دیتا تھا۔ وہ بادشاہ
کی ملازمت مین آیا۔ اس پر بادشاہ نے نوازش کی۔ مگر پھر وہ بھاگ گیا۔ بادشاہ نے
صلاح الدین وراجہ چندر کو حکم دیا کہ اسکو جلد جاکر پکڑین اور نصیحت کرکے یہان لے آئین اور
اگر وہ نہ مانے تو اسکو مار ڈالین۔ یہ لوگ سواسی کوس طے کرکے قصبہ فتح پور مین پہنچے
وہ خاطرجمعی سے کھانا کھا رہا تھا کہ انھون نے پیغام نصیحت گذارش کیا۔ اس افسون
مہربانی کو اپنے افسانہ بیدلی جانا تو آدمیون کو ساتھ لے کر لڑا اور وہ خود اور
دو آدمیون کے ساتھ مارا گیا۔ باقی آدمیون نے پناہ مانگ کے جان بچائی۔

کلہ سیسودیہ کا راجا ۹۹۴ھ

قلعہ سوانہ وچندرسین پسر راجہ مالدیو کے معاملات ومہمات

جب ۹۷۵ھ مین اجمیر مین بادشاہ آیا تھا تو چندرسین پسر مالدیو کہ ہندوستان
اعظم زمینداروں مین سے ہے اسکی ملازمت سے مشرف ہوا تھا۔ مگر جب وہ ۹۷۱ھ
مین اجمیر مین آیا تو اُس نے سُنا کہ چندرسین پسر راجہ مالدیو بادشاہ کی اطاعت
سے سرتابی کرکے خودسر ہوگیا ہے اور قلعہ سوانہ کو کہ صوبہ اجمیر کے سب قلعون مین زیادہ
مستحکم وستوار تھا لڑنے کے لئے تیار کیا ہے۔ بادشاہ نے اس سانحہ کو سنکر اس
دیار کی رعایا پر رحم کیا کہ شاہ قلی خان محرم ورای رائے سنگھ وشمال خان کو بیشوا اس

چندرسین پسر راجہ مالدیو کی سرکشی اور تسخیر

۱۷۸ھ

پسر جمل میرٹھ وال و جگت رائے پسر دھرمچند کو چندرسین کی تنبیہ کے لئے مقرر کیا اور یہ حکم دیا کہ اگر وہ نصیحت سے راہ پر آجاے تو ہمارے پاس لے آؤ یہ امراء شاہی شہر سوخب مین آئے۔ مالدیو کا پوتا کلہ یہان سے بھاگ کر تنگنا کوہستان مین قلعہ سرباری کے اندر چلا گیا۔ امراء شاہی نے اسکا تعاقب کرکے اس شہر کو جلا دیا تو وہ کوہ کورنبہ مین چلا آیا۔ پادشاہ کی سپاہ نے اسکا تعاقب کیا اور دشت وگر یوہ پر کچھ خیال نہین کیا۔ جب کلہ نے اپنے گرفتار ہونے کی صورت معائنہ کی تو عاجزی کرکے راست کیشون کے وسیلہ سے لشکر شاہی سے ملا اور مہیش اس دیر تھی راج راٹھور اور اپنے بھائی کیشو داس کو خدمت گزینی کے لئے لشکر کے ہمراہ کیا اور اپنی شکستگیون کی درستی کے لئے رخصت لی۔ جب اس طرح چندرسین کی جمعیت مین فتور آیا تو شہر سوانہ کی طرف امراء شاہی متوجہ ہوے۔ یہان چندرسین کے ہواخواہون مین سے راول سکھ راج ریاست کرتا تھا ان دنون مین برادر رائسنگھ کے ملازم بسر کردگی گوپال داس اس کے ملک پر تاخت و تاراج کرنے کے لئے دوڑے۔ راول کی معاونت کے لئے چندرسین نے سوجا دیبی کو بھیجا اس عرصہ مین کہ وہ مواضع و قریات تاراج کرکے معاودت کرے راول پاس جمعیت اکٹھی ہوگئی اور عرصہ نبرد آراستہ ہوا۔ سوجا دیبی داس و مان برادر راول اس مصاف مین مارے گئے اور پادشاہی لشکر فتحمند ہوا۔ لڑائی کو سنکر رای رائسنگھ جنگ گاہ مین آیا مگر اسکے آنے سے پہلے ہی فتح ہوگئی تھی راول کو یہ ایسی شکست ہوئی کہ وہ راہ پر آگیا اور اپنے بیٹے کو لشکر شاہی کے ساتھ کیا اب یہان سے فوج شاہی سوانہ کی تسخیر پر متوجہ ہوئی۔ چندرسین نے قلعہ مین اپنا ٹھہرنا مصلحت نہ جانا قلعہ کو پتاے راٹھور اور پتاے بقال کو حوالہ کیا امراء شاہی نے اسکا محاصرہ کیا۔

جب پادشاہ ۹۸۲ھ مین اجمیر مین آیا تو سوانہ سے جریدہ رای رائسنگھ پادشاہ کی

خدمت مین آیا اور عرض کیا کہ حدود جودھپور مین چندرسین خودسری کررہا ہے لشکر روانہ کی تسخیر کے لئے مقرر ہوا ہے وہ دشمن کے دفع کرنے کے لئے کافی نہین ہے۔ کامروائی کے لئے اور لشکر عنایت ہو پادشاہ نے اسکی درخوست منظور کی۔ طیب خان و سید بیگ توقبائی و سبحان علی ترک و خرم و عظمت خان و سیو داس کو چندرسین کے سر پر بھیجا وہ رام پور کے حدود سے سخت گریوون مین چلا گیا۔ فوج شاہی نے بھی کوہستان کی طرف رُخ کیا مخالفون مین چند آدمیون کا کام نکلا اور اکثر انمین شدائد سے پائمال ہوئے۔ چندرسین سے مقابلہ لشکر شاہی سے نہ ہوسکا وہ بھاگ گیا۔ امراء شاہی اپنی ناتجربہ کاری اور کوتاہ بینی سے اسکے اس بھاگنے ہی کو یہ سمجھے کہ سارا کام پورا تمام ہوگیا۔ بے طلب شاہی وہ پادشاہ پاس چلے آئے پادشاہ نے اس نافرمانی کے قصور پر انکو پایۂ اعتبار سے ساقط کیا ۹۸۸ھ مین صوبۂ اجمیر کے بعض محال مین پھر چندرسین نے سرکشی و خودسری اختیار کرکے فساد مچایا۔ پادشاہ نے پایندہ محمد خان مغل و سید ہاشم و سید قاسم اور تمام ان حدود کے اقطاع داروں کے نام فرمان جاری کیا کہ چندرسین کو سزا دین سب حسب الحکم اس کار پر متوجہ ہوئے وہ لشکر شاہی سے لڑا اور شکست

جب شاہ قلی محرم وارای رائسنگہ کا لشکر شائستہ خدمت نہ کرسکا اور سپاہیون کے گھوڑے نکمے ہوئے اور جانورون کے چارہ نہ ملنے سے تمام سپاہیون کو اضطرار ہوا تو اوسنے سید احمد و سید قاسم و سید ہاشم و جلال خان و شمال خان کو اس خدمت پر تعین کیا کہ حصار کی فتح مین کوشش کرین اور جو لشکر پہلے گیا ہے اسکو ہمارے پاس بھیجدین۔ امرا اپنے اپنے تیول مین یورش کا سامان درست کرنے گئے۔

اس درمیان مین جلال خان کا واقعہ پیش آیا۔ جلال خان میر تھا مین آیا رای رائسنگہ کے بھائیون سلطان سنگہ و رام سنگہ اور شاہ قلی کے داماد

+ قلعہ سوانہ کی فتح ۹۸۹ھ و جلال خان کا واقعہ

و علی قلی خان نے پیغام بھیجا کہ ہم حکم شاہی سے چندرسین کے استیصال کے درپے ہین - مگر وہ کوہستانون کے استظہار اور مسالک کی رشواری اور جان نثار تہورون کے ہجوم کے سبب سے استقلال کا دم بھر رہا ہے - یہ وقت آپ کی مدد کا ہے جلد آؤ - اس درخواست سے جلال خان ان حدود مین بہت جلد چلا آیا - چندرسین کنوجیہ مین پناہ لے کر اس لشکر سے لڑا - بہت کشت و خون ہوا - وہ پھر پہاڑون مین چلا گیا امراء شاہی قلعہ رام گڈھ مین آئے - ان دنون مین ایک مکار نے اپنے تئین دیبی داس بنایا لوگ اسکے گرد جمع ہوئے - بہت آدمیون کو تو یہ یقین تھا کہ مرزا شرف الدین کی لڑائی مین جدود میر تھا مین دیبی داس مارا گیا - مگر اس مدعی مکار نے یہ کہا کہ مین اس لڑائی مین زخمی ہوا تھا - مجھے ایک جوگی اپنے گھر لے گیا اور وہان علاج کر کے اچھا کر دیا جوگی کی آگیا سے پھر سنسار کا دھندا کرتا ہون اب کوئی اسے مانتا تھا - کوئی نہ مانتا تھا وہ جلال خان کی صحبت مین شریک اس خیال سے ہوا کہ نیکو خدمتی کی دستاویز سے بادشاہ کی ملازمت مین اسکے توسل سے پہنچے مگر یہان ایک اور ہی گل کھلا - چندرسین کی جستجو مین تدبیرین ہو رہی تھین کہ دیبی داس نے بتلایا - کہ چندرسین اپنے بھتیجے رام رائے کے بیٹے کلا کے گھر مین ہے - شاہی لشکر وہان پہنچا اس سبب سے کلا نے شمال خان سے مل کر دیبی داس کے مارنے کا ارادہ کیا شمال خان نے دیبی داس کو گھر مین مہمان بلا کر اسکے گرفتار کرنے کا ارادہ کیا مگر وہ اپنی مردانگی سے اسکے ہاتھ نہ آیا اور سلامت نکل گیا اب وہ اعیان لشکر شاہی سے مایوس ہو کر کلا کا مصاحب بنا اور اپنے انتقام لینے کے لئے وہ شمال خان کے خیمہ کے شبیہ مین جلال خان کے خیمہ مین گھس گیا - جلال خان جنگ کے سامان بغیر لڑنے کھڑا ہو گیا اور قتل ہوا پھر شمال خان کے خیمہ پر دیبی داس گیا تو وہان اس کی امداد کو جیمل کا لشکر آگیا تھا وہان اسکی دال نہ گلی - پھر اس ناحیہ کے متمردین شورش نے سر اٹھایا - علی الخصوص کلا نے - قلعہ دنکور (دیوکور) مین بہت سرکش جمع ہوئے

سادات بارہہ اور تمام اعیان لشکر ان قلعہ نشین سرکشون کے دفع کے درپے
ہوئے اور سوانہ کا کام تاخیر مین پڑا اس لئے شہباز خان کو بادشاہ نے تعین کیا
کہ اس لشکر کو برسرکار کرکے وہ چلا آئے جب وہ اس ناحیہ کے قریب آیا تو ایسی
آگہی ہوئی کہ لشکر شاہی قلعہ پر جھول رہا ہے اور پیاپے لڑکر کام کو اور سخت کرتا
جاتا ہے۔ شہباز خان اپنی ہمت اور دل کارپرداز سے بے توقف اس قلعہ کی
تسخیر کی طرف متوجہ ہوا۔ لڑائی مین تلوارین چمکین اور قلعہ مفتوح ہوگیا۔ بہت سے سرکش
مارے گئے اور گرفتار ہوئے۔ شہباز خان یہان سیدون کے تھانے بٹھاکر
سوانہ کی تسخیر کو چلا اس سے سات کوس کے فاصلہ پر ایک سنگین قلعہ دوبارہ (دوتاہ)
تھا۔ اس مین راٹھور راجپوت جمع تھے۔ جب شاہباز خان یہان آیا تو اس نے راٹھورون
کو فرمان پذیری کی ہدایت کی مگر سودمند نہ ہوئی۔ ناگزیر قلعہ کو فتح کرنا پڑا۔ ساباط بنا
تھوڑے دنون مین یہ قلعہ بھی فتح ہوگیا اور بہت راجپوت مارے گئے اور یہ فیروزمندی
سوانہ کی فتح کا مقدمہ بنی — اس سے سوانہ مین بھی اہل قلعہ کو خوف پیدا ہوا۔
اب لشکر قلعہ سوانہ کی فتح پر جھکا۔ جو لشکر یہان پہلے تھا اسکو رخصت کیا اور ساباط بنا
اور اس عقدہ دشوار نما کی گرہ کشائی مین ظاہر کو باطن کے ساتھ ملا رنگ کیا
تدبیر کو شجاعت کے ساتھ جمع کیا۔ تھوڑے دنون مین اہل قلعہ نے دہائی مچائی اور
پناہ مانگی۔ شہباز خان اس قلعہ کو اپنے آدمیون کو حوالہ کرکے بادشاہ پاس چلا گیا

رائی سرجن حاکم رنتھبور کا بیٹا دو اہ رخصت اپنے وطن بوندی کو
چلا گیا اور وہان ظلم وستم برپا کیا۔ بادشاہ نے صفدر خان و بہادر خان محمد حسین
شیخ و کاندرراے و جاندون سلطان و جیمل کو اس خدمت پر نامزد کیا کہ وہ
عام رعایا کی حفاظت کرین اور دودا کو پکڑ کر لے آئین مگر اس فوج نے اپنی
کارشناسی سے مدارا کی خواستگاری کی اس لئے بادشاہ نے ۱ محرم ۹۸۵ھ
کو نواحی رام پورہ سے زین خان کوکلتاش کو اس خدمت پر رخصت کیا۔ اور راے

فتح بوندی کی تاریخ ۹۸۵ھ

سرجن کو جو اس سے رشتہ پدری اور بھوج کو جو اس سے پیوند برادری رکھتا
اور راجمند و کرمسی کو اسکے ہمراہ کیا۔ اور یہ حکم دیا کہ امراء جو پہلے وہان گئے ہین وہ
اس لشکر سے ملکر یکتا دلی سے کام کرین دونو نے اس کام کے سرانجام مین
شائستہ لگاپوکر کے تھوڑے دلون مین قلعہ پر تصرف کیا۔ دودا پہاڑون مین بھاگ
گیا۔ جب ان حدود مین امن ہوگیا تو اس ناحیہ کی حراست بھوج کو سپرد کرکے
زین خان رائے سرجن کو ساتھ لے کر بادشاہ کی خدمت مین آنے کے لئے روانہ
ہوا۔ ایک ہی منزل چلا تھا کہ اس سرزمین کی شورش سنکر اسکو سوائے معاودت
کے کوئی اور چارہ نہ تھا اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اس کوہستان مین رہتے
رہتے اکثر سپاہی تنگ ہوگئے تھے۔ جب کوکہ روانہ ہوا تو سپاہ کے بدذات آدمیون
نے پہلے غل مچایا کہ دودا آگیا ہے اور پھر لوٹنا شروع کیا۔ اردو بازار اور آباد شہر کا
بڑا حصہ لٹ گیا۔ امراء ترسنا کی اور زناٹسنا سائی سے باہر نکلنے پر آمادہ ہوئے
زین خان نے یہان اقامت کی اور رائے سرجن کو کسی مصلحت کے سبب سے بادشاہ
پاس رخصت کیا اور خود اس لواح کے انتظام مین مصروف ہوا اس نے اپنے
اخلاص سے لشکر کی ظاہری بے سامانی اور بیدلی عامہ کو مٹا دیا۔ دفعۃً غبار
فتنہ بیٹھ گیا۔ دلون کو چین ہوا۔ تبہ کار گوشون مین چھپ گئے متمردون نے مناسب
سزا پائی۔

دودا نے بادشاہ کی سپاہ کے اسباب معیشت کی کمیابی دیکھی تو وہ بہت سے آدمیونکو
جمع کرکے کوہ اونٹ گردن پر چڑھ گیا۔ یہ پہاڑ بہت بلند اور دشوار گذار ہے۔
اسپر اس لئے وہ گیا تھا کہ فرصت پاکر لشکر کو گزند پہنچاوے۔ زین خان کوکہ نے لشکر کے
تین حصے کرکے پیشدستی کی اور بعض کا طلب بہادرون کو پہاڑ پر جانے کے لئے آمادہ
کیا اور خود بھوج کی ساتھ متفق الرای ہوکر ان بہادرون کو پہاڑ پر لیوہ لے گئے دونون کا معین ہوا۔
پیش قدم تنگناؤن سے نکل کر بلندی کے قریب پہنچے۔ مخالف نے بہت سے اپنے

بہادرون کو آگے روانہ کیا۔ انپر بادشاہی لشکر نے بندوق اندازی شروع کی اور انکے تین بڑے نامی سردارون کو اڑا دیا جس سے سب آگے والون کے قدم اکھڑ گئے۔ کوکہ آگے بڑھ کر ایک بڑی لڑائی لڑا۔ ایک سو بیس نامور مخالف کے مردانہ لڑکر مرے اور دودا بھاگ گیا۔ جب اس طرح یہ ناحیہ غبار شورش سے صاف ہوا تو اسکا انتظام رائے بھوج کے سپرد کیا اور خود بادشاہ پاس چلا آیا۔

دودا رانا پاس گیا وہ شورپشتی سے فتنہ اندازی کرتا پھرا۔ شہباز خان جب رانا کو پکڑنے گیا ہے تو دودا سے عہد و پیمان کرکے اپنے ساتھ بادشاہ کی خدمت مین لایا۔ قصبہ تھارہ مین پنجم تیر ۹۸۶ھ مین وہ بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا۔ بادشاہ نے اسے دیکھ کر فرمایا کہ اسکی پیشانی سے ادبار جاوید کے آثار نمودار ہین۔ بدنہادون کے مزاج کو مہربانی کی نوشدارو سود مند نہین ہوتی۔ مگر پیمان کا پاس ضرور ہے اس لئے اسپر بخشایش کی جاتی ہے۔ بادشاہ نے اپنے دارالخلافہ کو آیا۔ دودا کو پنجاب چھوڑا۔ جہان سے وہ کچھ دنون بعد بھاگ گیا

جب بادشاہ نے سنا کہ تاج خان جالوری نے فرمان برداری چھوڑی اور دیورہ رائے سروہی نے احکام بندگی کی پاسبانی کو ترک کیا تو ترسون خان ورای رانگ وسید ہاشم بارہ کو یہ خدمت سپرد کی کہ اول انکو موعظت کی باتون سے اطاعت کی راہ پر لائین اگر طرز دانا پسند سے کام نکل آئے تو لڑنا نہین چاہیئے اور اگر وہ اس طرح نہ مانین تو یہ سمجھین کہ خدا کی مرضی ہے کہ میدان جنگ مین انکی جانین جائین بادشاہ کا لشکر تھوڑے دنون مین جالور مین آیا تو تاج خان ندامت کو دستاویز بنا کر فتراک دولت سے وابستہ ہوا۔ وہ شرمندہ ہوکر اولیاء دولت سے ملا۔ اور بادشاہ کی خدمت مین آیا یہ کام تو آسانی سے پورا ہوا۔

پھر لشکر شاہی سروہی روانہ ہوا۔ رائے سروہی سلطان دیورہ اپنے وطن کو گیا اسکے پاس ایک حصار دشوار کشا تھا۔ وہ پہاڑون کی بلندیون کو اپنی پناہ سمجھا

دودا کا بادشاہ پاس آنا اور بھاگنا ۹۸۶ھ

سروہی اور جالور کی طرف لشکر کا جانا اور انکا باز آنا

رائے رائسنگھ و سید ہاشم نے اسکی تسخیر کا ارادہ کیا۔ اس مین شتابی کی بجائے آہستگی اختیار کی۔ رائے رائسنگھ نے اپنا بنہ و بار اپنے وطن سے منگا یا اثنار راہ مین اس قافلہ پر سلطان دیورہ نے حملہ کیا قافلہ سالار ائل تھا وہ مخالف سے خوب لڑا۔ بہت آدمی مارے گئے۔ سلطان دیورہ شکست پاکر قلعہ ابوگڈھ مین آگیا۔ اسکا ملک ممالک محروسہ کا ضمیمہ بنا۔ پادشاہی لشکر اس قلعہ کی فتح کی طرف متوجہ ہوا۔ کہتے ہین اسکا اصل نام ارباچل تھا۔ اربد دیہی کا نام ہے اور اچل پہاڑ کو کہتے ہین۔ زبانون کے تداول اور تحریفات سے اسکا نام ابوگڈھ ہوگیا ہے وہ سروہی کے قریب صوبہ اجمیر کے اقصا مین گجرات رویہ ہے اسکی چڑھائی سات کوس ہے۔ اس بلندی پر پہلے زمانہ مین رانا نے قلعہ بنایا تھا۔ جس کی دیوار برآمد دشوار۔ چشمے گوارا۔ کنوین میٹھے۔ زمین آباد۔ اس قدر کہ اہل قلعہ کو کافی طرح طرح کے گل پھول۔ میوہ شاطا فزا۔ اہل ثروت نے تیمن و تبرک کے لئے اس نواح مین معابد و منازل خیر تعمیر کئے۔ پادشاہی لشکر اسکی فتح کو آیا۔ اور تھوڑی کوشش مین اس قلعہ کو فتح کرلیا۔ سلطان ایسا سراسیمہ ہوا کہ لشکر شاہی کا نیازمند بنا۔ قلعہ کی کنجیان اس کو حوالہ کین۔ رائے رائے سنگھ اسکو ساتھ لیکر پادشاہ کی خدمت مین آیا۔

معاملات راجہ بدھ گڑھ

آئین ملک داری اور رسم جہانبانی یہی ہے کہ خود کامون کی ہوشین فرمائی نکوہش دانش سے کی جاے۔ اور آگاہ دل بیدار مغزون کا اعتبار بڑھایا جاے تاکہ فرمان گراے اور گردن کش اپنے اپنے کردار کا پاداش پائین۔ بدھ گڑھ (بدھ گڑھ) کا راجہ اپنے ملک کی افزایش اور اپنے پاس بہادرون کے ہجوم سے

اور اپنے قلب مقامات کے استحکام پر مغرور تھا۔ خوشامدگو اسکے دوست تھے اس نے
بادشاہ کی فرمان پذیری کو ترک کیا۔ بادشاہ نے صادق خان وراجہ اسکرن
اور موٹھ راجا کو اس خدمت پر مامور کیا کہ وہ جاکر اول راجہ کو نصیحت کرکے سعادت
کی راہ پر لائین اور اگر وہ نہ مانے تو سزا دین۔ جب صادق خان لشکر لیکر حدود
نرور مین آیا تو اس نے راجہ کو نصیحتین کین مگر وہ سود مند نہ ہوئین۔ ناگزیر جنگل
کاٹنے کا سامان کرکے قصبۂ وندچہ (ارچھہ دریاء بیتوا کے کنارہ پر بندیل کھنڈ
مین ہے وہ دارالملک بندیلیون کا ہے) کی طرف چلے۔ یہ راجہ کا بنگاہ تھا
جب لشکر قلعہ کرھرہ کی نواح مین آیا (کرھرہ نرور سے جنوب مین ۱۸ میل پر ہے)
تو پرمانند پنوار جو راجہ کا ہمسر تھا وہ قلعہ مین بیٹھا۔ بادشاہی سپاہ نے اس
قلعہ کا محاصرہ کیا اور فتح کا ارادہ کیا۔ ہر روز اہل قلعہ کچھ لڑتے اور ہزیمت پاتے۔
تھوڑے دنون مین ہار گئے۔ امان طلب کی۔ لشکر شاہی نے پناہ دی اس ملک
کی اول مشکل آسانی سے حل ہوئی۔ لشکر آگے بڑھا۔ یہان چارون طرف درخت
تھے انمین لشکر کا چلنا دشوار تھا اس لئے ایک روز لشکر درخت کاٹتا دوسرے روز نہ
چلتا۔ اسی طرح منزل بمنزل چل کر اوندچہ (ارچھہ) کے شمال مین ست دھارا کے کنارہ پر
(بیتوا کو ارچھہ مین ست دھارا یعنی سات دھارین کہتے ہین) وارد ہوا۔ اسکے کنارہ
پر راجہ بہاری فوج لے کر لڑنے کے لئے آیا۔ روز بروز ہر طرف کے دلاور عرصۂ
نبرد کو آرایش دیتے۔ مردانہ جنگین کرتے۔ پنجم دے ماہ الٰہی کو یہ قرار پایا کہ دریا سے
پار جاکر جنگ صف ہو لیکن راہ ناشائستہ تھی اور مقام نامساعد تھا۔ لشکر شاہی
مین دریا کے اترنے کے اندر انتظام نہ رہا۔ صادق خان ایک سپاہ کے حصہ کے ساتھ
جدا ہو گیا اور قاسم علی خان والغ خان و شیخ فیروز دریا سے اترنا چاہتے تھے
کہ دشمن کی تیر اندازی نے ہراول کو اترنے نہ دیا اور اسپر بری آن بنی۔ اسکے دل
لرزنے لگے کہ کمال خان و محمود خان فوجدار نے ہاتھیون کو پانی مین ڈال کر

لشکر کی ہمت بندھوائی اور جرأت بڑھائی۔ اول صادق خان اترا اور عجیب جنگ ہوئی۔ پادشاہی لشکر کی دست بردیون سے مخالف کا لشکر پراگندہ ہوا اور اسکے بہت آدمی مارے گئے۔ لشکر نے اُسکا خان و مان لوٹ لیا اور خزانہ کی اٹنبوہی اور جگھ کی بیگانگی نے راجہ کا حال نہ بتلانے دیا۔ بعض کو یہ گمان تھا کہ وہ کسی کمین گاہ مین فرصت کا منتظر ہے بعض کا یہ خیال تھا کہ وہ جلد لشکر سے لڑنے آتا ہے۔ اس راے کے موافق صادق خان اپنے معسکر مین گیا اور دفعۃً دفعۃً کرکے آدمیون کو آگے بھیجا۔ راجہ نے عقب سے آکر شورش مچائی اور شاہی فوج کو مار کر بھگایا۔ پھر الغ خان نے تھوڑے آدمیون سے لڑنا شروع کیا اسکی امداد کو صادق خان اور ابوالمعالی فوجون کو لے کر آگئے سخت لڑائی ہوئی۔ راجہ کا بڑا بیٹا مہل دیو گج نال کے صدمہ سے مارا گیا۔ راجہ کے بیٹے اور بھائی بھی زخمی ہوکر میدان جنگ سے الگ ہوئے۔ دوسو راجپوت مارے گئے۔ پادشاہی لشکر مین بھی آدمی زخمی ہوئے مگر سب اچھے ہوگئے۔

راجہ ہر بار ہمت ہار کر شرمندہ پہاڑون مین پڑا پھرتا تھا۔ صادق خان اس نواح مین مقیم تھا۔ اُس نے راجہ کو اپنی سپاہ سے ایسا تنگ کیا کہ اُس نے مجبور ہوکر اپنی خدمات سابقہ کو دست آویز بناکر لابہ گری اور عذر آرائی کی امراء نے جواب دیا کہ اگر تو لڑنا نہ ہوتا تو ہم تیری درخواست کو منظور کر لیتے مگر اب بادشاہ سے تیری سرگرمشت عرضداشت مین لکھ کر بھیجتے ہین۔ راجہ نے بھی سوم چند اپنے بھتیجے کو پیش کش دیکر بادشاہ پاس بھیجا۔ وہ بہرہ کے حوالی مین بادشاہ پاس آیا بادشاہ کی عادت مین عذر پذیری تھی اسکا قصور معاف کر دیا۔ وہ ۱۲ آبان کو صادق خان کے ساتھ بادشاہ کی خدمت مین باریاب ہوا بادشاہ نے اسپر سب طرح کی نوازشین کین۔

جب بادشاہ کالشا دکن کو جاتا تھا تو راجہ بدھ گر اسکے ساتھ نہ ہوا۔

بجاے عذر کرنے کے سرتابی کی۔ شہاب الدین احمد خان مع اور تیول اور
کے اوسکی مالش کے درپے ہوا۔ جب قصبہ اوندجہ (ارجھ) سے جہان اسکا بنگاہ تھا
لشکر چار کوس پر پہنچا تو اس نے لابہ گری کی۔ راجہ اسکرن اور جگمن کی سفارش کو
فرمان پذیری کی دست آویز بناکر رستگاری پائی۔ سیہ آرا کی خدمت پر حاضر
ہوا۔ پھر کوتاہ اندیشی تباہ خیالی سے بھاگ گیا۔ جب نصیحت کی داستان سودمند
نہ ہوئی تو لشکر شاہی نے اسکا گھر بار لوٹا۔ اور کم آذوقی کے سبب سے وہان نہ رہ سکا
تو قلعہ کجوہ کی تسخیر کے لئے چلا۔ اس قلعہ کو راجہ کے بیٹون اندرجیت وست رائے
نے اور اُس کے پوتے ہردیو نے استوار کیا اور تنگناؤن مین لڑنا شروع کیا۔ اور
اسکا خمیازہ بھگتا۔ ایک دن اسکا برادر راگھو داس لڑا۔ مرزا بیگ قاقشال
فیروز سپر فتح پائی اور وہ مارا گیا۔ ایک مہینے تک قلعہ کا محاصرہ رہا۔ ہر بار کارزار
مین غنیم شرمسار ہوتا۔ جب پیکار کی قوت نہ رہی تو بھاگ گیا اور ہر ایک اپنے تیول
مین چلا گیا۔

شاہزادہ سلطان مراد مالوہ کو جاتا تھا اوسکی خدمت مین ہر جگہ کے زمیندار
اور سردار آتے جاتے تھے۔ اگرہ مین یہ خبر آئی تھی کہ راجہ بدھ گر کا ارادہ شاہزادہ
کی خدمت مین آنے کا نہین ہے اس لئے اسکو اندرزنامہ لکھا گیا۔ اُس نے نزور کے
سردیک اپنے پوتے کو شاہزادہ کی خدمت مین بھیجا اور اپنے آنے کا عذر کیا دوبارہ
نصیحت کی گئی اور مید و بیم کی داستان سُنائی گئی تو وہ ملازمت کے لئے روانہ
ہوا۔ چار کوس لشکر شاہی سے مقیم ہوا۔ درخواست کی کہ اسمٰعیل قلیخان و جگن ناتھ
مجھے اپنی پناہ مین لیجائین یہ درخواست منظور ہوئی۔ اسمٰعیل قلی جلد آیا اور جگناتھ کو
کچھ دیر ہوئی وہ خوف کے مارے بھاگ کر جلد پہاڑون کی تنگنا رمین داخل ہوا
شاہزادہ نے اُنپر خفا ہوکر انکو حکم دیا کہ اسکو جاکر ابھی پکڑ کر لائین یا اسکی خودکشی
کرین۔ اُنھون نے انکار کیا۔ شاہزادہ خود لڑنے گیا۔ راجہ نے لابہ گری کی اور

راجہ بدھ گر کا بنگاہ و نشان ۱۰۰۰ ہاتھی

اور اپنے بیٹے رام شاہ ورنجیت کو ملازمت مین بھیجا۔ اسکی نگاہ کی تاخت مین التوا ہوا۔ قلعہ کرمرہ کے نزدیک ہمیر سین کے بیٹے نے پناہ مانگی اسنے منظور کیا۔ مگر کارشناسون کی ہرزہ سرائی سے پیمان شکنی کرکے قلعہ کی فتح کے درپے ہوا۔ ہمیر سین کا بیٹا بھاگ گیا۔ شاہزادہ نے قلعہ کو زبردستی چھین لیا۔ چار سو رجپوت مارے گئے۔ رام شاہ اس سست پیمانی کو دیکھ کر آدھی رات کو بھاگ گیا۔ جگنناتھ اسکا دیدبان تھا اسکو شرمساری کے مارے کچھ جواب نہ آیا۔ شاہزادہ نے اپنا بلند قصد کیا اور راجہ کا گھر بار سب لوٹ لیا۔ یہین ڈیرے ڈال دیے۔ بادشاہ خفا ہوا بغیر اجازت کیون زمیندار سے لڑا اور پایہ شناسی اور قدردانی کو کیسی گزند پہنچائی۔ شاہزادہ کے ہمراہیون کی نکوہش کی اور حکم دیا کہ فوراً شاہزادہ کو مالوہ لیجائین اگر راجہ نافرمانی کریگا تو اسکے لئے جدا لشکر بھیجا جائیگا۔

مہمات و معاملات کشمیر

(تمہید)

کشمیر کا مسلسل حال تو تاریخ کشمیر مین لکھا گیا ہے۔ یہان صرف وہ حال لکھتے ہین جو شہنشاہ اکبر کی سلطنت سے متعلق ہے۔ کشمیر کی سلطنت کبھی ہندؤن کے ہاتھ مین کبھی تاتاریون کے قبضہ مین رہی مگر ۷۲۷ھ مین وہان ایک مسلمان بادشاہ ہوگیا جسکا نام محمد مرزا مخاطب شاہ شمس الدین تھا یعنی آٹھوین صدی مین اس مین مسلمان بادشاہ ہونے شروع ہوئے۔ ہند کے سلاطین متعلیہ نے بھی ہمیشہ کشمیر کی تسخیر کی طرف اپنی توجہ رکھی ۹۳۲ھ مین بابر نے اپنی سپاہ کی مدد سے نازک شاہ بن ابراہیم شاہ کو بادشاہ بنایا تھا۔ ہمایون بھی اپنے باپ کا پیرو اس باب مین رہا۔ ۹۴۷ھ مین ہمایون جلاوطن ہونے کے لئے لاہور مین آیا تو بعض امرا کشمیر نے اسکو بلایا مگر وہ خود نہین گیا۔ حیدر مرزا دوغلات کو وہان بھیجا جس کا حال اپنے

شکرف نامہ ہمایون مین لکھا ہو کہ اُس نے شش ماہ کا خوب انتظام کیا۔ گیارہ برس تک سلطنت کی ہمایون کے نام کا خطبہ و سکہ جاری کیا اپنے مخالف حیدر مرزا دوغلات نے زعفران اور شالیمن شاہ سلیم شاہ پاس بھیجے جسنے اس کے مبادلہ مین یہان کی نہایت عمدہ ملمین اور کپڑے بھیجے۔ مرزا ایک مہم مین مارا گیا تو سنہ ۹۵۹ نازک شاہ سنہ بارہ کشمیر کا پادشاہ ہوا۔ یہان پادشاہون کا تغیر و تبدل بہت جلد ہوتا رہا کہ سنہ ۹۶۸ مین غازی شاہ مقرر ہوا۔

آئین معدلت گستری اور قانون کشور کشائی مین یہ لازم ہے کہ جب کسی مملکت کا والی اور کسی ناحیہ کا حاکم اپنی عیش و عشرت مین مشغول ہوا اور اپنے نفس و ہوا کی کارروائی مین اپنا وقت صرف کرتا ہو اور رعیت پروری اور مظلومون کی غمخواری اور ظالمون کی بیخ کنی نہ کرتا ہو تو پادشاہ کو ایسے متسلط و متغلب کے استیصال مین کوشش کرکے اس مرز بوم کے باشندون کو خرد پرور دانش منشون کے حوالہ کرنا واجب ہی سنہ ۹۶۸ مین شورش انگیز آشوب پیشہ کشمیریون کے اور غازی خان حاکم کشمیر کی بیداد کی خبرین بادشاہ کے کان مین آئین تو اسنے حکم دیا کہ مرزا قرا بہادر خویش یا برادر مرزا حیدر جوان حدود کے حال سے خوب واقف تھا آرمستہ لشکر لے کر کشمیر کی تسخیر کے لیئے جائے اور ایک جماعت کثیر کو اسکی کمک کے لئے نامزد کیا۔ ان ایام مین کشمیر کا فرمان روا غازی خان پسر حاجی چک تھا کہ باپ کے بعد کشمیر کی ریاست اسکو ملی تھی۔ تحقیق یہ ہے کہ وہ حسن چک برادر کاجی چک کا بیٹا تھا جب حسن چک کا پیمانہ عمر لبریز ہوا تو کاجی چک ہوا و ہوس و حرص کی افراط کے یاد نیا کی انتظام کو جب سے اسکی حالت ہوئی اپنا عقد کرلیا۔ انعقاد کے دو تین مہینے بعد غازی خان متولد ہوا۔

قرا بہادر کاردان کارطلب تھا۔ بہت دیر لگاکر اس خدمت پر متوجہ ہوا۔ گرمی کی شدت مین راجوری مین پہنچا۔ نصرت خان۔ فتح چک برادرزادہ دولت چک۔ بوھرو انکری نجی رینا اور حیدی رینا و یوسف چک پسر رکی چک و خواجہ حاجی آکر اسسے ملے۔ جب

قرا بہادر کے لئے مرزا حیدر کا کشمیر کو روانہ کرنا سنہ ۹۶۸

انہون نے اس لشکر کا حال منتظم نہ دیکھا تو نصرت خان و فتح چک لوہرہ انکری کشمیر کی طرف چلے گئے جس سے قرا بہادر کا لشکر پریشان ہوگیا موضع لالی کھو گھر مین بھنبھر کے قریب کمک کے انتظار مین مہینہ توقف ہوا اس لشکر کے سردار کہنہ عملہ تھے وہ زیادہ دیر مین پہنچے کشمیر کے اندر آنا اس قسم کا نہین ہی کہ اس آہستگی و گرانباری سے میسر ہو اس کے مسالک اس قبیل کے ہین کہ اگر وہان کے والی کو چند روز پہلے کسی بیگانہ کی خبر ہو جائے تو وہ اسکی راہون کو ایسا تنگ کر سکتا ہے کہ اگر لشکر مین ہزار رستم بھی ہون تو انکا نباہ دشوار کیا بلکہ ممکن ہو۔ غازی خان نے لشکر کی آمد سنی اور اس پر چند مہینے گذر گئے تو اُس نے راہون کو ایسا مستحکم کیا کہ اس سے زیادہ تصور مین نہین آسکتا۔ مرزا قرا بہادر نے راجوری کے نزدیک چند روزہ مقابلہ محاربہ کیا اور شکست پاکر وہ پھر آیا۔ شکست صرف کشمیریون کے استحکام و استیلا سے نہین ہوئی بلکہ تپ و لرزہ کا موسم آگیا اور برسات کا آغاز ہوا اور عمدہ اسباب کی کمک نہ پہنچی ان سببون سے بھی شکست ہوئی۔ اس روز ایک عجیب جنگ ہوئی تھی ایک طرف سے بندوقین چلتی تھین اور دوسری طرف تیر اندازی ہوتی تھی اگرچہ بادشاہی آدمی کم تھے مگر داد مردانگی دیتے تھے۔ کوچک بہادر رستم دلی کرتا تھا۔ مگر آخر کو بادشاہی لشکر کو شکست ہوئی۔ پانچسو مغل قتل ہوئے۔ ہاتھی سب چھن گئے۔ راجوری کے نزدیک قلعہ دائرہ مین قرا بہادر چلا آیا۔ کوچک بہادر کے تیر لگا اسکو پکڑ کر غازی خان پاس لے گئے وہان اسکا علاج ہوا مگر سودمند نہ ہوا۔ بے علاج نیستی کی راہ لی۔ قرا بہادر نو مشہرہ مین چلا آیا

کشمیر مین حسین شاہ بادشاہ تھا۔ اسکی سلطنت کا یہ واقعہ ہے کہ قاضی حبیب حنفی مذہب تھا۔ جمعہ کے دن جامع مسجد سے نکل کر کوہ ماران کے نیچے قبرون کی زیارت کے لئے گیا تھا۔ یوسف ایک شیعہ مذہب نے قاضی کے تلوار لگا کے سر مجروح کیا۔ دوسرا وار تلوار کا قاضی نے ہاتھ کو سپر بنا کے روکا جس سے اسکی انگلیان کٹ گئین اسکا سبب سوا اس کے کچھ اور نہ تھا کہ اختلاف مذہب کے سبب سے یوسف کو جوش

قاضی حبیب کا مارا جانا اور اکبر کی سفارت بسلطنت

اٹھا تو یوسف قاضی کو زخمی کرکے چلا گیا۔ جب حسین چک نے باوجودیکہ خود شیعہ مذہب تھا یہ خبر سنی تو اُس نے یوسف کو پکڑ کر قید کیا۔ فقہا مثل ملا یوسف و ملا فیروز اور ان کی امثال کو جمع کرکے فرمایا کہ موافق شرع کے عمل کرنا چاہیئے کہتے ہین کہ فقہا نے کہا کہ سیاست کے موافق اسکا مارنا روا ہی۔ قاضی نے کہا کہ مین زندہ ہون اس کا مارنا جائز نہین مگر آخر کار مجرم کو سنگسار کیا۔ اتفاق سے انہین دنون مین ایک جماعت مثل مرزا مقیم و میر یعقوب کی ایلچی گری کے لئے جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی طرف سے کشمیر مین آئی ہوئی تھی۔ وہ یوسف کے ہم مذہب ہم اعتقاد تھی جب حسن چک نے اس سفارت کی خاطر داری کی۔ مرزا مقیم نے جو یوسف کا ہم مذہب تھا کہا کہ جن مفتیون کے کہنے سے یوسف مارا گیا ہے انکو میرے روبرو لاؤ۔ حسین چک نے ان مفتیون کو مرزا کے حوالہ کیا اُسنے مفتیون سے کہا کہ تمنے فتوی مین غلطی کی مفتیون نے کہا کہ ہمنے اسکے مارنے کا فتوی علی الاطلاق نہین دیا تھا۔ ہمنے یہ کہا تھا کہ ایسے شخص کا سیاست کے لئے مارنا روا ہے۔ مرزا مقیم نے مجلس مین مفتیون کو ذلیل کرکے فتح خان چک کے سپرد کیا اس نے مرزا کے حکم سے ان مفتیون کو قتل کرڈالا اور انکی لاشون کے پاؤن مین رسّی باندھ کر شہر کے کوچہ و بازار مین پھرایا۔

حسین چک نے اپنی بیٹی اور تحف و ہدایا اپنے ایلچیون کے ہاتھ شہنشاہ اکبر کے پاس بھیجے ۹۷۷ھ مین جب شہنشاہ کو اس کی خبر ہوئی تو اُس نے مرزا مقیم کو جسنے ناحق مفتیون کا خون کیا تھا قتل کیا اور حسین چک کی لڑکی کو رد کرکے واپس بھیجدیا۔ اس خبر کو سننے سے حسین چک کو اسہال دموی عارض ہوا اور چند مہینے مین کسی کام کا نہ رہا اپنا کام اپنے بھائی علی شاہ کو سپرد کردیا۔

یوسف خان کا باپ علی خان چک زبان کشمیر تھا اس پاس ۹۸۰ھ مین شہنشاہ نے ملا عرضی اور قاضی صدرالدین کو برسم رسالت بھیجا تھا اس نے ان کے ساتھ اپنی بھتیجی شاہزادہ سلیم سے بیاہ کرنے کے لئے اور تحائف بادشاہ پاس بھیجی اور خطبہ اور سکہ بادشاہ کے نام کا جاری کیا یہ اول دفعہ تھی کہ اکبر کا سکہ کشمیر مین

بجا۔ مگر چند برس بعد چوگان بازی مین کوہہ زین کے لگنے سے علیخان مر گیا۔ اس دیار کے بزرگون نے صلاح مشورہ کرکے یوسف خان کو کشمیر کا مرزبان بنایا۔ اسکا چچا ابدال بھی سلطنت کا مدعی ہوا۔ یوسف خان نے تیزدستی کرکے چچا کے گھر کو گھیر لیا بندوق سے اسکو داغ دیا۔ مگر یوسف بھی کچھ دنون چین سے نہ بیٹھنے پایا۔ سید مبارک اور امراء نے یہ ارادہ کیا کہ اسکے چچیرے بھائی یوسف بن حسین خان کو جو خانخانان کا خطاب رکھتا تھا فرمانروا بنائین مگر اس نے دوراندیشی کے سبب انکار کیا تو تمام فتنہ انگیزون نے سید مبارک کو پیشوا بناکر شورش برپا کی اور عیدگاہ کے درمیان آویزش شروع کی۔ یوسف خان لشکر لے کر لڑنے کھڑا ہوا۔ محمد خان جو ہراول کا سردار تھا لڑکر مارا گیا۔ یوسف خان میدان جنگ مین نہ گیا۔ گریوہ پیرپنجال سے حوالی ٹھٹھہ مین آیا۔ بدذاتون نے اسے خطوط لکھ کر واپس بلالیا۔ سرزمین فراخ مین سید مبارک اس سے لڑنے آیا جنھون نے یوسف خان کو بلایا تھا۔ انھون نے کچھ کام نہ کیا۔ اس لئے یوسف قرمز کی راہ سے راجہ مان سنگھ اور مرزا یوسف خان کی پناہ مین آکر بادشاہ پاس چلا آیا۔ ۲۱ ردے سنہ ۹۸۷ کو کورنش بجالایا۔

بادشاہ پاس جب یوسف خان آیا تو فتنہ اندوزون نے اپنی جادوبانی سے سید مبارک کے تارک پر تاج حکومت رکھا۔ مگر دو مہینے بعد اسکو ایک کونے مین بٹھا دیا۔ لوہر چک حمزادہ یوسف خان کو بزرگ بنایا۔ بادشاہ نے یوسف خان کو رخصت کیا۔ اور امراء پنجاب کے نام حکم بھیجا کہ وہ ایک شائستہ سپاہ اسکے ہمراہ کرین۔ جب کشمیریون نے یہ سنا تو خواب غفلت سے بیدار ہوئے اور چارہ سازی کرنے لگے اور بادشاہی لشکر کا خوف انپر ایسا چھایا کہ لابہ گرائی کی دل آویز باتین کرنے لگے۔ یوسف خان کو لکھا کہ تنہا چلے آؤ اور لشکر کشی کے گزند سے ہم کو بچاؤ وہ بھی اس سے پہلے کہ لشکر سرانجام پائے اور اپنے اس راز کو بتلائے بہت جلد جلد ان پاس آیا۔ پرم کلہ مین بعض حضرات کشمیر مین اسی لئے آئے۔ مرزبانون کو جب انکی خبر ہوئی شمسی چک اور حیدر چک اور حضرات کو چارہ گری کی

یوسف خان کا کشمیر مین مرزبان ہونا

یوسف خان کی سرکشی اور بادشاہ کی لشکر کشی سنہ ۹۹۲ھ

نامزد کیا۔ وہ جنگ کا ساز و سامان لیکر روبرو آئے۔ یوسف خان مین اُن سے آویزش کی طاقت نہ تھی اس لئے وہ راہ چھوڑ کر سوپور مین چلا آیا ادھر چک کچھ سپاہ لیکر اُس کی جا آیا۔ اُسکا منتخب لشکر تو دوسری طرف گیا ہوا تھا۔ یوسف خان کو یہ قابو خوب ملا اس نے ۲۸ آبان سنہ ۹۹۸ کو آب بہت سے گذر کر بغیر آویزش کے غنیم کے لشکر کو پراگندہ کر دیا۔ اور لوہر چک کو اپنے پنجہ مین گرفتار کر لیا۔ اس طرح کشمیر کی حکومت پر سربلند ہو گیا۔ یوسف اس سربلندی کو بادشاہ کی پرورش جانتا تھا اس لئے اُسنے اپنے بڑے بیٹے یعقوب کو مع اس دیا کے نفائس کے بھیجا۔ وہ ۲۹ بہمن سنہ ۹۹۳ کو بادشاہ کی کورنش بجالایا

بادشاہ کو یوسف خان مرزبان کشمیر ہمیشہ پیش کش بھیجکر یاد دلاتا رہتا تھا اور اپنی حاضری کے لئے دوری کا عذر کرتا رہتا تھا۔ جب بادشاہ پنجاب مین آیا تو اُسنے اُس کو بُلایا یعقوب کو باپ کی طلبی سے اندیشہ پیدا ہوا وہ لشکر شاہی سے بھاگ گیا اور اپنی بنگاہ کو چلا گیا۔ بادشاہ نے حکیم علی اور بہاء الدین کنبوہ کو یوسف خان پاس بھیجا کہ وہ اس بھگوڑے کو لعنت ملامت کریں اور یوسف سے کہین کہ وہ خود بادشاہ کی خدمت مین آئے یا اس بیٹے کو پھر بھیجے۔ ان آدمیون نے حسن ابدال مین آنکر بادشاہ سے عرض کیا کہ والی کشمیر کے گرد خوشامدگویون کا ہجوم ہو گیا ہے۔ انکے کہنے سے اور اپنے مقام کی استواری کے سبب سے وہ خود آتا ہے نہ اپنے بیٹے کو بھیجتا ہے دو روئی سے لابہ گری کی باتین بناتا ہے۔ یہ سُنکر غضب شاہی جوش مین آیا اس نے ۲۲ ربیع سنہ ۹۹۴ کو حکم دیا کہ مرزا شاہرخ و بہادر۔ راجہ بھگونت داس شاہ قلی محرم و صادق خان و مبارک خان و جلال خان اور بہت سے امرای لشکر گی مرزا علی اکبر شاہی و شیخ یعقوب کشمیری و حیدر چک خان والی کشمیر کو بیدار کرین۔

کشمیر کی فتح کو جو سپاہ چلی تو اسکے سرداروں نے ارادہ کیا کہ بھیرہ کی راہ سے جائین۔ اسی راہ سے بھاری لشکر آسانی سے جلد پہنچ سکتا تھا۔ اس طرف کے زمیندار بھی انکو بیگانگی کی باتین بناتے تھے۔ انکے خیال مین یہ تھا کہ جب موسم سرما ختم ہو۔ راہون سے

یوسف خان کا درہ دراب مین آنا سنہ ۹۹۴ھ

برف پگھل کر جدا ہو تو گریوہ نوردی کریں۔ مگر بادشاہ نے اس سبب سے کہ بدگوہر خان کے پاداش مین درنگ نہین چاہیئے فرمان صادر کیا کہ اسی ریزش برف مین جس کی اندر غنیم بے پروائی کی نیند سوتا ہے پگلی کی راہ سے جسمین برف کم پڑتا ہے کشمیر مین جائیں ناچار لشکر کو آگے سفر کرنا پڑا۔ یوسف خان نے لڑنے کا ارادہ کیا۔ بہت سے اپنے کارآگہون کو روانہ کیا کہ نین سکھ دریا کے قریب حصار بنائین اور ہر تنگی راہ مین ایک استوار جا بنا کر آمادۂ پیکار ہون مگر اس کے امین اور ارادے ایسے جلد جلد بدلتے تھے کہ یہ آدمی اسکے بارہمولہ سے چھ کوس پر گئے تھے کہ اس نے انکو الٹا بلا لیا۔ لیکن کم بین رای زنون اور کوتاہ نگاہ دوستون نے اسکو خواہ غفلت مین سلایا۔ اور گریوون کی دشوار گذاری نے اور برف باران کی بارش نے اور لشکر کی گرم سیری نے اسکو اور زیادہ غنودہ کیا۔ اور خویشتن دوستی اور مال پرستی نے بے پروا کیا۔ اب اسکو معلوم ہوا کہ میرے ہاتھ سے کام جاتا رہا۔ اور بادشاہی لشکر پگلی کے قریب آیا۔ مشورش کو بلند کیا اور طرح طرح کی رائین ظہور مین آئین جو شخص دوربینی کو ہاتھ سے دیتا ہے اور کامیابی مین اندیشہ ناکامی نہین رکھتا تو وہ دشمن کامی کی تیرہ روزی مین اپنے تئین ڈالتا ہے اور اپنی خواہش کے پانون مین ناکامی کا پتھر لگاتا ہے۔ غرض پریشانی کے ساتھ جنگ سے باز آنے کا ارادہ کیا۔ مگر یہ رای بھی قائم نہ تھی اس کی رای گرگٹ کے سے رنگ بدلتی رہی۔ جب بادشاہ کی سیاہ شب فراز کوٹی گر کے لب لباس کے پاس اتری تو یوسف خان بیداری کے ساتھ اپنی چارہ گری کرنے لگا۔ سوائے زینہاری ہونے کے اور کوئی راہ نہ پائی۔ ملک داری کے لئے کوئی اور وسیلہ نہ دیکھی۔ کتل گوار سے لشکر گاہ کے دیکھنے کا بہانہ بنا کے اور کچھ آدمیون کو ساتھ لے کر جدا ہوا اور اپنے ایک کاردان کو بادشاہی پاس بھیجکر اپنا راز دل آشکارا کیا۔ امرا کی جان بھی جاڑے کی شدت سے اور آذوق کی گرانی سے اور برف باران کی شدت سے ضیق مین آرہی تھی۔ انہون نے اسکی درخواست کو

منظور کرلیا۔ اور فرستادہ کو واپس بھیجا۔ وہ خود مع چند ہمراہیون کے ہمراہ سفندیار
سنہ ۹۹۴ھ کو امراء شاہی سے آن ملا۔ امراء نے اسکی بزرگ داشت کی اور اپنی انجمن
آراستہ کی اور مراجعت کا ارادہ کیا۔ جب بادشاہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو
فرمان صادر ہوا کہ یوسف خان کا آنا پسند خاطر ہوا وہ خسروانی نوازش سے سرفراز
ہوگا لیکن امراء کی بازگشت شائستگی سے خالی ہے۔ سیاہ کشمیر جاوے۔ اگر
یوسف خان راہ راستی پر چلے اور حیلہ اندوزی سے اسکا دل خالی ہو تو بہتر
ملک لے کر اسکو دیا جاوے۔ اب خواہی نخواہی امراء کو آگے جانا پڑا۔ کشمیر کے سرداروں
نے حسین خان چک کو راست کے قریب سب مین بڑا مقرر کیا اور گریوہ کو استوار
کیا۔ اس زمانہ مین یعقوب خان پسر یوسف خان اس ہنگامہ مین آخر شریک ہوا
اسکے طرفدار بہ نسبت حسین خان کے زیادہ ہوگئے۔ گریوہ کے قریب لشکر شاہی
سے لڑائی ہوئی۔ مادھو سنگھ اور امین الدین نے اس گریوہ کو کچھ فتح کیا۔
حسن بیگ احدی اور چند راجپوت مارے گئے۔ دوسرے طرف کے چالیس ہور
آدمی نیست ہوئے اور اس گروہ کی فراہمی مین پراگندگی ہوئی اس اثنا مین شیخ
یعقوب کشمیری کی سخن سرائی سے کرناکے زمینداروں نے آکر امراء شاہی سے
ملاقات کی اور یہ قرار پایا کہ انکی بارگاہ مین سے گذر کر سپاہ کشمیر کے اندر داخل ہو
کشمیریون نے لابہ گری کی اور صلح کی درخواست کی اور گذارش کی کہ اس بار کے
فرمانروا نے درگاہ والا کی طرف رخ کیا ہے مناسب یہ ہے کہ لڑائی نہ ہو منابر و دراہم
بر نام شاہنشاہی چہرہ افروز ہوا ور سرائے ضرب زعفران و ابریشم و شکاری
جانور سرکار والا کے حوالہ ہون اور امین سے ہر ایک کارخانہ کا داروغہ شاہی مقرر
ہوا اور لشکر بازگشت کرے۔ لشکر شاہی تنگ ہو رہا تھا اس لئے اونہون نے یوسف خان
مرزبان کشمیر کی سعی سے ان شرائط کو منظور کرلیا۔ زعفران زار اور ابریشم کی داروغگی
قلندر بیگ کو سپرد ہوئی۔ دارالضرب خواجہ میر کی کو اور جانورون کی داروغگی ملا

منظہری کو اگرچہ شہریار کو یہ صلح پسند نہ تھی۔ مگر سپاہ و کشمیریون کی خاطر سے
اس قرارداد کو قبول کیا۔

کشمیری آشتی پر قائم نہ رہے یعقوب نے دشوار گذار گریوون کو اپنی پناہگاہ
سمجھ کر صلح کو سلام کیا تو پھر شہریار نے بھی کشمیر کی تسخیر دل مین ٹھان لی۔ سپاہ کے بھیجنے
کا ذکر درمیان آیا بہت سے سران دولت کشمیر کو دشوار کشا سمجھکر اس سے پہلہتی
کرتے تھے ابوالفضل نے اسکی تسخیر کی بہت سی تدابیر بتائین مگر وہ کسی کی خاطر مین
نہ آئین۔ بادشاہ کے حکم سے اختر شناسون کی انجمن جمع ہوئی انہون نے طالع
سال اور حال کو اکبہ مین خوب غور کی تو یہ نکلا کہ اگر تھوڑی سی بھی تگا پو کیجائیگی
تو جلدی سے فتح ہو جائیگی۔ یہ سُنکر بادشاہ نے فتح کشمیر کا ارادہ مصمم کر لیا اس
زمانہ مین حیدر چک اور شیخ یعقوب کشمیری نے یہ گذارش کی کہ کشمیر کے بزرگ ہماری
بہ دید سے نہ پھرینگے اگر تھوڑی سی بومی پنجابی سپاہ ساتھ جائیگی تو ملک بغیر لڑے
ہاتھ آجائیگا اس لئے بادشاہ نے مبارک خان و جلال خان گکھر اور اور زمینداروں کو
کشمیر جانے کی اجازت دی یہ دونو کشمیری نبیر کے نزدیک اس کمک کی انتظار مین
بیٹھے۔ بادشاہ کے دل مین یہ خیال آیا کہ یہ دونو جو سوار بومی سپاہ کے اور سپاہ
کو نہین چاہتے اس مین کچھہ انکی بدنیتی پائی جاتی ہے اسواسطے اس نے قاسم خان کو جو
کارشناسی اور پردلی مین یکتا تھا اس خدمت پر سربلند کیا۔ ۱۸ اپریل کو ۹۹۴ھ
کو اسکی سرکردگی مین بہت سے سردار اور منصبدار اور احدی اور نوکر روانہ کئے۔

شریف سرمدی کو اس سپاہ کی بخشی گری پر سربلند کیا اور جو آدمی روانہ
ہو چکے تھے انکے ہاتھ بھی حکم بھیجدیا کہ وہ اس لشکر سے ملکر سید آدم کے تابع رہین۔
کشمیر کی راہ کے گریوون سے جو کسی تھوڑا سا بھی شناسا ہوتا ہے تو
اسکے خیال مین نہین آتا کہ کوئی بیگانہ انپر کیسے غالب آسکتا ہے اس کے چارون
طرف بلند کوہسار بلند پاسبانی کرتے ہین اور پھر انمین سے ہر ایک کے اندر ایسی

مقامات ہین کہ اگرچند بڑے صیان پتھر لڑکانے بیٹھ جاہین تو اچھے سے اچھے مردون کو گذرنے نہ دین - اسی لئے پہلے فرمان روا اسکی تسخیر پر دل نہا دنہین ہوئے ان دنون ہین کہ بادشاہ پنجاب مین تھا یعقوب نے سرتابی کی اور لشکر شاہی کی سرآنگی سنکر آشتی کو بہم کیا - خوشامد گویون کے کہنے سے اپنا لقب شاہ اسمٰعیل رکھا اور عوام کے دلون مین شورش پیدا کی اور پھر اس مین مذہب کا کیش کا معاملہ پیش کیا اور اس مین تند خوئی اور مردم آزاری اختیار کی اس ملک مین اگرچہ ہمیشہ اہل شاکموفی کا آئین جاری تھا لیکن مدت سے یہان شیعہ سنی کا ہنگامہ گرم تھا آئین کبھی کبھی کوئی غالب ہوجاتا اور خود فروشی کی دکان کھول بیٹھتا - معاملہ شناسون کی نیک سگالی سے پردہ ڈھکا ہوا تھا - مگر اس زمانہ مین نقاب آزرم اٹھ گئی - اور سنیون کو شیعہ آزار دینے لگے - بوڑھے قاضی موسیٰ کو مار ڈالا - گھر بار اسکا لوٹ لیا فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا - شمس چک کو سری اور کین توزی کا خیال ہوا محمد یہ بہت نے کہ اس ملک کی نیرنگ ساز روباہ تھی قابو پاکر بدسگالی کے حوصلہ کو فراخ کیا اس نے نوجوان یعقوب کو یہ صلاح دی کہ شمس چک و علی شیر اکبری و سید حسین کو بوشیدہ ہلاک کرے مگر انہون نے بھی وہی چال چلی جو اسنے بتائی تھی - محمد یہ بہت بھاگا مگر گرفتار ہوا اور جب یہ مکار مقید ہوا تو شمس چک سرداری کے لئے ہنگامہ آرا ہوا یعقوب بھی لڑنے کو کھڑا ہوا کہ اتنے مین لشکر شاہی کا آوازہ سنا گیا جس سے سب چھوٹے بڑون کے ہوش اڑے - کار شناسون کی سخن آرائی سے انہون نے آپس مین مصلح کرائی شمس چک کو کام راج دیدیا مگر تھوڑے دنون مین یعقوب اپنے عہد و پیمان کو بھول گیا اور اسپر لشکر کشی کی اور چیرہ دستی کرکے شمس کو اپنے پنجہ مین پکڑ لیا بادشاہی سپاہ جبتک کہ دریاے چناب پر پہنچے انمین سے بعض سردار ایسے بہبودہ تھے کہ وہ انجام کار کو بہت دشوار جانتے تھے مگر جب اس دریا سے پار گئے تو یعقوب اور کشمیر کے سردارون مین کی آپس کی لڑائیون کے سبب سے سب کے سب سردارون کے التجا ہے

خاص کر علی شیر باکری کے متواتر شاہی سرداروں پاس آنے لگے۔ پس کشمیر کے سرداروں کی آپس کی نا اتفاقی سے کارآگاہ کہ آیندہ کو پیشانی حال سے پڑھ لیتے ہیں اور سر آغاز سے انجام کار کو پہچانتے ہیں۔ اپنی فیروزی کی داستان پڑھنے لگے اور صف آرائی پر مستعد ہوئے ہر شخص اپنی جگہ پر بیٹھا۔ قول میں سید آرا۔ برانغار میں مسند عالی و فتح خان و مبارک خان اور جرانغار میں جلال خان اور ہراول میں مرزا علی اکبر شاہی و گوجر خان و شیخ دولت و شریف سرمدی اور ایک گروہ احدیوں کا۔ ۱۲ شہریور کو گریوہ پہنچکر گذرے۔ یہاں کے زمیندار سلیم نے کنارہ کیا۔ قاسم خان نے کارشناسی سے بہلول اسکے برادرزادہ کو یہاں کا زمیندار بنایا اور بیخوف سفر کیا۔ کچھ مدت کے بعد سلیم بھی لشکر شاہی سے آن ملا۔ راجوری میں بزرگ کستل کے رئیسان بہرام نایک اسمٰعیل نایک و شنکی چاردر بھی لشکر شاہی سے ملنے آئے۔ اور ملک کی فتح کی مبارکباد دینے لگے اور یہ کہنے لگے کہ یعقوب خان ایک کونہ میں چھپا بیٹھا ہے۔ اور اس دیار کے سب سردار لشکر شاہ کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔ یہاں سے دو راہیں جاتی ہیں کپرتل سے وہ سب راہوں سے زیادہ کشادہ ہے اور دوسری پیر پنجال سے اور ہم دونوں راہوں کے پاسبان ہیں۔ اگر آپ جلد قدم اٹھائیگا تو زیردستوں کو اپنی دادگری آرام پہنچائیگا۔ اس نوید سے لشکر شاہی میں بڑے جشن ہوئے۔ کپرتل کی راہ سے جانا قرار پایا۔ آنیوالوں نے یہ گذارش کی کہ لشکر زیادہ ہے اور راہ دشوار گذار ہے اس سبب سے دیر میں پہنچنا ہوگا۔ گریوہ پر بزرگان کشمیر انتظار کر رہے ہیں مناسب یہ ہے کہ کچھ تھوڑے سے کارشناس نیک نیت آگے چلیں کہ انکو خسروانی نوازش کا امیدوار کریں۔ پھر شصہ میں تیز دستی سے آنکر فتح کا نقارہ بجائیں۔ اس گذارش کو امرا شاہی نے قبول کرلیا شیخ یعقوب و جی تواچی ہاشمی و شیر و سلیم تھوڑے بندوقچیوں کے ساتھ آگے بھیجے گئے اور شنکی چاردر ہمراہ ہوا۔ لشکر پیچھے سے روانہ ہوا جب وہ کستل کپرتل پر آئے تو یہاں کا عالم ہی کچھ اور دیکھا۔ اس گریوہ کے سر پر تین دیواریں چار چار گز چوڑی اور دس گز بلند

گھڑی تھین اور تیس گز تک چوبین ایک دوسرے کے اندر پھنسی ہوئی تھین پہلے لوگون نے یہان طلسم بنایا تھا کہ جب لشکر بیگانہ یہان آئے تو برف اور مینھ اور اولے برسنے لگین اس سبب سے یہان بڑی شورش برپا ہوئی اس ریزش مین نشیب و فراز کو طے کرکے گریوہ گرم بال مین اترے۔ مینھ اور زیادہ برسنے لگا۔ جاڑے کی شدت سے بہت سے جانور بے جان ہوگئے اس اثنا مین کئی تفنگ انداز جو جی کے ہمراہ گئے تھے زخمی ہوکر لشکر مین آئے جس سے کشمیریون کی فریب کاری پر آگہی ہوئی۔ اس راہ مین تین بڑے گریوے ہین کہ انکی دشوار گذاری کو ایک مانہ بیان کرتا ہے۔ لوگون نے یہ کہا تھا کہ گریوہ بستی دتر (ہستی دتر) پر جو ہندوستان کی طرف ہے تیسرا گریوہ اور کشمیر کی جانب سے اول گریوہ ہے کشمیری منتظر چشم براہ بیٹھے ہین۔ جو آدمی آگے گئے تھے انہون نے اس گروہ کو نہ پایا۔ مگر ظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک جماعت یہان آخر چلی گئی ہے۔ شنکی چارورسے پوچھا کہ اس آنے کے اور پھر چلے جانے کے کیا معنی ہین تو اسنے جواب دیا کہ وہ اس اندیشہ سے پھر گئے ہونگے کہ یعقوب آخر سر گریوہ کو نہ لے لے۔ اس درمیان مین محمد اللہ ولد لاورخان و بہادرخان اور ایک جماعت کشمیریون کی آنکر ملی اور لڑنے لگی شیخ یعقوب کے دو زخم لگے اور وہ گرا مگر بچ گیا۔ اور جی کو بارہ زخم لگے اور وہ مر گیا۔ دفعتہً برف و باران کا زور و شور ہوا جس نے آدمیون کو بیراگندہ کر دیا۔ اب ایک نادر سرگزشت یہ ہے کہ شمس چک کو یعقوب گرفتار کرکے مغرور ہوگیا۔ راہون کے بند کرنے مین کوشش کرنے لگا۔ اپنا بھائی اور اپنا پسر ابدال چک اور سردارون کو آگے جانے کے لئے رخصت کیا اور خود بیکار کا سامان تیار کرنے کے لئے شہر مین آیا پیش آمدون نے تنگناؤن کا بندوبست کیا۔ اس زمانہ مین ان کشمیریون مین دورنگی ہوئی اور ان کے ہنگامہ کی رونق جاتی رہی حیدر چک اس ملک کی مرزبانی کا مدعی تھا وہ لشکر شاہی مین تھا۔ اسکا بیٹا حسین بابا کے آنے کی خبر سنکر پرم کلہ مین اسکا انتظار کھینچ رہا تھا۔ بہت سے کشمیریون کے بزرگون نے حسین کے ساتھ آئین

دوستی آراستہ کی اور اس مین یہ قرار پایا کہ اگر حیدر چک ہم سے پیمان شکنی نہ کرے تو ہم سب اس کے ساتھ گرویدہ ہو جائین وہ لشکر شاہی سے آکر ہم سے ملجاے اور ہم لشکر بیگانہ کو پیش کش دیکر اور لا بہ گری کرکے واپس لیجائین گے پھر کشمیر مین امن آمان ہو جائیگا۔ فتح علی نے جبکا خطاب کورنگ خان تھا اس بات کو منظور نہین کیا تو اس کو بے آبرو کیا وہ دونو اپنی باتین بنا کر بھاگ گئے۔ گریوہ بان نائکون کو انکے منانے کے لئے بھیجا سب کا قصد یہ تھا کہ بادشاہ کے لشکر مین سے چند آدمیون کو لیجا کر منبر پہ بادشاہ کا خطبہ پڑھوا دین اور امراء کو مال و دولت ایسی دین کہ وہ آپ سے آپ جانی پر راضی ہو جائین خلاصہ یہ ہی کہ یعقوب لڑنے کے قصد سے ہیرہ پور مین آیا کہ اسکو معلوم ہوا کہ کشمیری اس سے پھر گئے ہین وہ بڑا سراسیمہ ہوا اور اسکا چچا حسین خان بھی جاکر ان کشمیریون ہی مل گیا یعقوب نے اپنے کاربردازون کی انجمن جمع کی جسمین یہ رائے قرار پائی کہ شمس چک اور محمد بہت کو قید سے نکال کر انکی بہ دید سے کارزار کی جاے۔ جب یہ دونو آدمی قید سے نکلے تو انہون نے یہ صلاح دی کہ کہتوارہ مین تھوڑے دنون جاکر پناہ لینی چاہیے اس زمانہ مین یہ معلوم ہو جائیگا کہ دوست کون ہی اور دشمن کون۔ پھر کارسازی کی جاے۔ جب کہتوارہ کو سب چلے گئے تو راہ مین سے وہ خود دونو بہت سے آدمیون کو ساتھ لے کر جدا ہو گئے۔ اس زمانہ مین کہ گریوہ مین کشمیری حیدر چک کی راہ دیکھ رہے تھے اس نے انکو لکھا کہ میری پاسبانی سخت ہو رہی ہے میرا نکلنا اور امراء کا واپس جانا دونو امر دشوار ہین پھر کشمیریون نے یہ خیال چھوڑا اور ہیرہ پور مین ہنگامہ آراستہ کیا حسین چک کو اپنا بزرگ تر بنایا اس درمیان مین شمس چک بھی آن ملا۔ مرزا لونون سے پھر کر کشمیری اس سے گرویدہ ہوے اور لڑنے کے لئے ایک گروہ کو گریوہ بھیجا جس نے شیخ یعقوب جی کو گنر نہ پہنچایا۔ جبکا اوپر ذکر ہوا امراء شاہی یہ کرم بال کے قریب ان کشمیریون کی حقیقت حال کھل گئی پھر جو کشمیری آیا اسے قید کیا اور حیدر چک کی زیادہ پاسبانی ہونے لگی

انجمن راز گوئی آراستہ ہوئی۔ اس مین بعض نے کہا کہ گریوہ ہستی وتر سے گذر کر ملک جانفشانی مین جانا چاہیئے بعض برف وباران سے ایسے عاجز تھے کہ انہون نے بازگشت کی صلاح دی بعض نے کہا کہ یہین توقف ہو۔ مگر قاسم خان کی رائے آگے جانے کی تھی وہی عمل مین آئی اسی زمانہ مین شمس چک نے کاردانون کو بھیجکر لابہ گری سے یہ درخواست کی کہ مزاج شاہی سے جو صلح ہوئی تھی وہی پھر کی جاے۔ امراء شاہی نے اسکو جواب دیا کہ اب کی دفعہ تمہارے فریب مین ہم نہ آئینگے۔ تمہارے حیلہ افسانے نہ سینگے۔ حکم شاہی یہ ہے کہ خود سرون سے کشمیر لیا جاوے جسکا نصیبہ یاور ہو وہ ہمارے لشکر مین چلا آئے۔ کشمیری آمادہ نبرد ہوئے۔ قاسم خان بھی ۱۹ مہر کو متوجہ پیکار ہوا غنیم بھی فوج آراستہ کرکے سامنے آیا قول مین وہ خود تھا۔ دست راست پر ظفر خان دست چپ پر شمس ولی حسین چک طلیعہ محمد بہت پیشدا ول۔ جب ہراول شاہی گریوہ مین آیا تو غنیم نے سر کوہون سے بندوقین اور پتھر اسپر ایسے مارے کہ وہ بھاگ کر جرانغار سے جا ملا۔ قاسم خان اس بھاگنے سے کچھ خفا ہوا اور خود اس طرف گیا اور اپنے سے پہلے امراکو بھیجا۔ محمد چک پر اہ کشمیریون مین تھا۔ برانغار سے دوڑا اور لاکھا نامی بہادر اس سے خوب لڑا۔ اس ہنگامہ مین ظفر خان بندوق سے مارا گیا اس سے غنیم کی فوج یکبارگی پریشان ہوگئی اور ہر ایک سردار ایک گوشہ مین جا چھپا۔ بادشاہ کے لشکر مین فتح کا نقارہ بلند آوازہ ہوا۔ ۲۰ مہر کو منبرون پر بادشاہ کا خطبہ پڑھا گیا۔ سری نگر سے چار کروہ لشکر کا قیام ہوا حیدر چک شہر مین گیا لشکر مین شورش ہوئی مگر جلد دب گئی۔ ۲۵ کو قاسم خان اور امراء سری نگر کی ترہت سرا مے مین آئے اور بڑی خوشیان منائین اسی روز راہ کے درمیان حیدر چک بہت آدمیون سے ملا۔ مگر قاسم خان نے اسی کچھ تصرف نہین کرنے دیا اور اس کے دل سے تباہ کاری کا نقش مٹا دیا۔

تعجب ہی کہ ابوالفضل افسانہ کہتا ہے کہ شیودت برہمن جو پتال ساد ھنا جانتا تھا ۹ سو برس پہلے لکھ گیا تھا کہ مسلمانون کی یہان سلطنت ہوگی۔

اکبر شہنشاہ یہان کا بادشاہ ہوگا جیسا بادشاہ کو اس فتح کا مژدہ پہنچا تو اُس کو ہندوستان کے آخر تشاسون کی راست گوئی کا یقین ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اصل ہی مین اکبر بھی ایک نبی تھا۔ لڑکا تھا کہ آسمان کی کتابین

آب کشمیری کھتوارہ کی تنگناؤن سے یعقوب کو لائے۔ اور اُسکے گرد جمع ہوئے چند کوہ مین پنج ہزارہ سے سات کوس پر شورش برپا کی۔ مبارک خان و شیخ دولت اس سے لڑنے گئے۔ وہ دن کو لڑ نہین سکتا اس لئے شب خون کا ارادہ کیا اور آدھی رات کو سری نگر پہنچا اور کچھ قراولون کو جو سوتے تھے مار ڈالا۔ بڑے دروازہ پر آن کر اس نے شورش مچائی۔ قاسم خان نے ولاوری سے مقابلہ کیا حیدر رحیک ہی اسکی خاطر کو اطمینان نہ تھا اس لئے اسکو مار ڈالا۔ کشمیری کشتی پر سوار ہو کر شہر کی دریچہ کی طرف جو اس جانب تھا آئے طوفان کابلی اور قاضی زادہ اُس سے لڑنے کھڑے ہوئے۔ غرض ہر گوشہ مین ایک ہنگامۂ جنگ برپا ہوا۔ بادشاہی لشکر کئی طرف سے جو دھولے بجاتا ہوا آیا تو غنیم گھبرا گیا اور سامنے نہ ٹھیر سکا کشمیریون نے شہر مین آگ لگادی اس سے وہ اور زیادہ تباہ و خاک سیاہ ہوئی۔ آخر شب کو شرمسار ہو کر بھاگے۔ اس بھاگنے مین سیکڑون جان سے گئے۔ صبح کو یعقوب کا تعاقب ہوا۔ مگر لشکر اس زمین سے بیگانہ تھا اور راہین نہین جانتا تھا اس لئے وہ دیسو کو بھاگ گیا۔

یعقوب اس شبخون مین ناکام ہو کر کھتوارہ کے تنگناؤن مین گوشہ نشین ہوا سپاہ کشمیر استوار رہان کر کے اسکو وہان سے باہر لائی اور سری نگر سے پچیس کوس تواحی ہرناگ مین فتنہ برپا کیا۔ قاسم نے چاہا کہ انکی سرکوبی کے لئے امراء کو بھیجے اور خود شہر مین پاسبانی کے لئے رہے۔ امراء نے ناسازگار خواہش گری کی۔ لشکر گرد سرد رستا۔ اس دیار سرد سیر سے بہ تنگ آرہی تھے۔ گریوون مین چلنے سے اور لڑنے سے عاجز ہو گئے تھے۔ ناگزیر بہ آپ خود اس مین مصروف ہوا اور فتح خان کو شہر مین چھوڑا۔ جب وہ یعقوب کے نزدیک آیا تو یہان یہ مشہور تھا کہ وہ شبخون مارنے کے قصد سے شہر کی طرف گیا ہے۔ قاسم سراسیمہ ہو کر پھرا اور فوج کو مرزا علی کی

یعقوب کا شبخون مارنا اور ناکام رہنا ۹۹۴ھ

یعقوب کی سرکشی کا دبانا

سرکردگی مین آگے روانہ کیا۔ شہر سے پانچ کوس پر معلوم ہوا کہ یعقوب کوہ مر کے قریب شہر سے چار کوس پر گھات لگائے بیٹھا ہے۔ لشکر شاہی دوسرے روز اس کوہسار پر گیا۔ قزاولون نے کچھ لڑکر فتح پائی۔ دن کو غنیم لڑ نہین سکتا اس لئے شبخون کا ارادہ رکھتا تھا۔ اس سرزمین مین نرسلون کے مکانون مین آگ لگ گئی جسکے سبب سے غنیم کے آدمی پادشاہی لشکر کے خوب نشانہ بنے۔ آپس کی دورویی اور ناسازگاری سے اولیائے دولت کی سخن سرائی اور استمالت سے وہ پراگندہ ہوگئے۔ یوسف کشمیری کہ جسکا خطاب خانخانان تھا اور محمد بہت بہت سے آدمیون کے ساتھ کوہچہ مین پناہ لے گئے۔ اور امراء پادشاہی سے ملنے کی درخواست کی ۲۹ آذر کو بادشاہی لشکر اس کوہچہ پر آیا۔ یعقوب کچھ آدمیون کے ساتھ کھتوارہ روپیہ بھاگا اور آباد جگہون کو غارت کیا لشکر شاہی اس کوہچہ پر گیا۔ جہان نام برادہ تھی دوسرے روز مرزا علی و مرزا خنجر کی معرفت وہ سپہ آرا پاس گئے سپہ آرا نے طرح طرح سے انکی دلہی کی اور خنجری کے ہمراہ پادشاہ پاس بھیجدیا تو اب شورش موقوف ہوئی۔ ۲۲ اسفندارمذ کو یہ امرا کشمیر پادشاہ کے دربار مین گئے۔ اور خسروانی نوازش سے سرافراز ہوے۔

قاسم خان نے سخت تگاپو کرکے بڑی فراخ حوصلگی کے ساتھ ملک کشمیر کو تسخیر کیا اور بہت تکلیف اور محنت اٹھائی۔ بہت سے کج گرا سرتابون کی مالش کی اور بہت سے سردارون کو بادشاہ پاس بھجوایا۔ اور بہت سے انبوہ اپنے ساتھ ملائے ولایت کو ازسرگیر سے آباد کیا اور دشمن کو ایک گوشہ ناکامی مین بٹھایا۔ گروہی سے یہ لغزش ہوئی کہ کشمیریون کی گرفت و گیر زیادہ کی۔ اس یوم کے سپاہیون نے جو یعقوب سے چھینا تھا انکی بازخواست النسی کی۔ زمستان مین تو آمد و شد کی راہین بند تھین۔ سپاہیون نے تلخ کامی کے ساتھ بسر کی۔ جب ہوا معتدل ہوا تو پھر بدگوہرون کے زنبورخانہ مین شورش پیدا ہوئی۔ بہت سے آدمی چلے گئے اور یعقوب کو لائے اور حوالی نبیرین

مرزا یوسف خان کا کشمیر کی بادشاہی کے لئے

شہر سے تیس کوس پر ہنگامہ شورش گرم کیا۔ ہر چند سپاہین بھیجین مگر وہ انکو اپنے
آگے سے نہ ٹلا سکے۔ تب قاسم خان اس طرف گیا۔ جب وہ ان کے نزدیک آیا تو وہ
پوشیدہ راہون سے شہر کی طرف جلد چلے آئے امرا چند جوق ہو کر مقابلہ
مین آئے مگر یعقوب بہارک مین شہر سے تین کوس پر ایک کوہچہ کی پناہ مین
کمین مین بیٹھا۔ افواج شاہی بیہم پہنچین اگرچہ دارالملک اس تیزروی سپاہ سے
لوٹ سے بچ گیا۔ مگر استواری جا اور دشواری راہ نے کچھ کام سپاہ کو نہ کرنے
دیا۔ سپاہ اس کام کو چھوڑ کر شہر مین چلی آئی۔ جس سے غنیم کی قوت بڑھی کچھ
دنون کے بعد قاسم خان پھر لڑنے آیا۔ قراولون مین تو ہر روز لڑائی ہوتی تھی
مگر پانچ دفعہ جنگ عظیم ہوئی چھٹی دفعہ مین سید عبداللہ زخمی ہوا۔ غنیم کو شکست دیکر
لشکر شاہی پہاڑ پر آیا۔ اس وقت بارش شروع ہوئی۔ کاردانون کی رائے یہ تھی
کہ غنیم کے گرد دائرہ بنائے۔ مگر اس پر عمل نہ ہوا۔ شب کی طرف چلے۔ دشمنون نے
ہر طرف سے تیر اور پتھر پھینکے۔ راہ کی ناہمواری و تنگی سے پادشاہی سپاہ
بیدلی اور کارشناسی سے آپس مین رنجیدہ ہونے لگی۔ اس شوربگاہ مین میرزادہ
یلخان کی جان گئی اور سری رنگ عم زادہ رائے رائے سنگھ چالیس آدمیون
کے ساتھ لڑنے کھڑا ہوا وہ مارا گیا تین سو آدمیون کی زندگی ختم ہوئی۔ دوسرے
روز قاسم خان لڑنے گیا۔ کشمیریون کو پراگندہ کر دیا۔ یعقوب نے کامراج کو بھگا دیا
پھر یعقوب اور شمس چک نے باہم یک جہتی کا عہد کیا اور سر اٹھایا۔ مگر کشمیر مین یکتا دلی
نام کو بھی نہین ہوتی اندرکول کے قریب ان مین خود لڑائی شروع ہوئی پھر تھوڑے
عرصہ مین ان مین صلح ہو گئی اور یہ قرار پایا کہ ایک جگہ رہنے سے لوگ کے نزاع سے
آقا: خوش ہوتا ہے اس لئے مناسب ہے کہ وہ دو جگہ ہو جائین۔ یعقوب تو کوہ
سلیمان کے قریب جا کر ہنگامہ آرا ہوا اور شمس چک اندرکول مین رہا۔ اب بعض کی
رائے یہ تھی کہ پادشاہی لشکر کے بھی دو حصے ہون مگر دوربینون نے اوسی پسند

نہین کیا کہ دو جگھ ہونے سے مبادا ایسی گزند نہ پہنچے کہ پھر جسکا چارہ نہ ہو سکے یعقوب
کے دفع کرنے مین سب مصروف ہوے۔ اور اسکی طرف گئے ہر روز لڑائی ہوتی۔
پانچوین روز قاسم خان۔ ایک جنگ عظیم لڑا فتح علی غنیم کے سرگروہ کو اس نے مارا۔
جس سے دشمنون کا ہنگامہ پراگندہ ہو گیا شمس چک پاس یعقوب چلا گیا پھر تھوڑے
دنون کے بعد شہر کے نزدیک آیا اور فتنہ برپا کیا۔ شہر سے ایک کوس پر ایک زمین
بلند تھی۔ آدھ کوس لمبی اور ایک چوتھائی کوس چوڑی اور کئی تالاب اس کے گرد تھے
اسکی خلاب دشوار گزار۔ ان دونونے اس مین پناہ لی اور گاہ و بیگاہ وہان سے باہر
نکل کر لوٹتے مارتے تھے۔ پادشاہی لشکر اس سے ہر روز لڑتا۔ قاسم خان بھی لڑتے
لڑتے تنگ آگیا۔ اس نے پادشاہ پاس عرضداشت لکھی کہ وہ اسکو بلا لے شہریار نے
اسکی درخواست کو قبول کرکے مرزا یوسف خان کو سپہ آرا مقرر کرکے اس دیار کو
روانہ کیا۔ جگنناتھ اور حسین بیگ اور امیرون کو اسکے ساتھ کیا اور حکم دیا کہ جب کشمیر کے
سرکشون کی مالش ہو جائے تو قاسم خان وہان سے ہمارے پاس چلا آئے قاسم خان
پادشاہ پاس آگیا۔

پادشاہ کارآگہی نیرنگی ابداع پر نظر کرتا ہے کہن سال دنیا کو آفرینش کی
تازہ آرایش جانتا ہے۔ اسکا دل ایک جگھ نہین لگتا ہے۔ ہر سرزمین سے ایک نیا عیش
اٹھاتا ہے۔ ژرف نگہی کو کام مین لاتا ہے۔ شناسائی کو بکار کرد سے ملاتا ہے۔
جہان تقدیر کی شگرف کاری کو زیادہ دیکھتا ہے اُسی طرف دل زیادہ لگاتا ہے
اس سبب سے وہ کشمیر کو یاد کیا کرتا تھا اسکی آب و ہوا کو پیش نظر رکھتا تھا۔ جب ملک
اسکی خلد وین آیا تو اسکی گلگشت کا ارادہ کیا۔ ہر چند بزم والا کے سخن سرایان نے
عرض کیا کہ پادشاہ کا اتنا بڑا ملک چھوڑ کر بغیر کسی ملکی وجہ کے ایک گوشہ مین جانا خرد
پسند نہین کرتی۔ مگر پادشاہ نے نہ مانا اور کہا کہ جنت آشیانی یہ آرزو اپنی ساتھ
لے گئی ہین۔ میرا وہان جانا انکی تمنا کو پورا کریگا۔ اس نے ۱۲ فروردی کو راوی

پادشاہ کا کشمیر جانا ۱۰۲۰ھ

عبور کیا اور تین ہزار سنگ تراش و خار اشگاف و دو ہزار بیلدار کارگذار سپرد کئے
قاسم خان روانہ کئے کہ راہ کے نشیب و فراز کو ہموار کرین - کوچ بکوچ بادشاہ
سیالکوٹ کے مضافات مین آیا - یہان اسنے سنا کہ لسہرودی - شقدار - تنہ -
ہنو وراج گماشتہ صادق خان نے ایک ستم برپا کر رکھا ہے اور زیردستون کو
بے عزت کرتا ہے - یہان اس نے اسکے ظلم کی خوب تحقیقات کرائی - جب جرم ثابت
ہوا تو اسکی جان لی - جس سے اورون کی جان کو آسایش ہوئی - و خرداد کو گریوہ
بھنبھر کی سیر کی - کشمیری اسکو کاجیوار کہتے ہین - یہان بادشاہ کو خیال آیا کہ جریدہ
چلئے - شاہزادہ سلطان مراد کو لشکر کا منتظم مقرر کیا اور شیخ فرید بخشی گی کو گریوہ پر
تعین کیا کہ سوائے بادشاہی آدمیون کسی کو نہ آنے دے - خود سوار ہو کر گرم رفتار
ہوا - کبھی سوار چلتا کبھی پیادہ - دوپہر کو درختون کے سایہ مین آرام کرتا - بادشاہ
کے ساتھ مرزا خانخانان و زین خان کوکہ عضد الدولہ حکیم ابو الفتح و جگننا تھ میر عرض
اہلی و قاضی حسین و نور قلیچ و رامداس و ابو الفضل اور چند یکے جوان تھے - بادشاہ
گریوہون کو طے کرتا ہوا راجوری سے گذر کر قاسم خان کے خیمون مین اترا - یہ راہون
کو پاک صاف کرتا ہوا جاتا تھا - یہان سے کئی رستے جاتے تھے - ہر رستہ برف
سے ڈھکا ہوا تھا - کارآگاہ انکو دیکھنے گئے - انجمن راز گوئی جمع ہوئی تو تحقیق ہوا کہ
سب راہون مین بہتر راہ گریوہ ہستی و ترکی ہے مگر وہ برف و باران کے سبب سے
دشوار گذار ہے اس لئے پیر پنجال کی راہ اختیار کی گئی - شاہزادہ بزرگ کو حکم ہوا کہ
لشکر مین جا کر سلطان خسرو اور چند اہل حرم کو لے آئے - مرزا کیقباد و مرزا حکیم بیمار ہو گیا
اسکو اسی منزل مین چھوڑ دیا - شیخ فیضی کو اسکا تیماردار مقرر کیا - یہان سے چل کر
تنہ مین بادشاہ آیا - یہ ایک موضع گریوہ پر تن پنجال کی تلیٹی مین واقع ہے یہان
سے کشمیری زبان بولنے کا آغاز ہوتا ہے - بادشاہ نے فرمایا کہ ملک اس پار کوہ و دریا
و ہامون و زبان سے جدا ہوتے ہین .... کشمیر کی سرحد تخت سلیمان بھنبھر پر ہے -

پر نشیب کوس اس صدمہ پر اگرچہ پادشاہ تنہا جاتا تھا۔ مگر اس پاس ہر منزل مین ہزارون آدمی جوق جوق نیاز مندی کے لئے چلے آتے تھے۔ یہان گریوہ بانی ناگون کے سرگروہ بہرام نایک نے کورنش کی۔ محمد بہت اور کشمیر کے سردار باریاب ہوے۔ پھر پادشاہ بیرم گلہ مین آیا۔ یہان بکاولون سے کچھ لغزش ہوئی۔ آگی مخبانی ابوالفضل کو سپرد ہوئی۔ اثنا راہ مین مرزا یوسف خان کشمیر سے آکر کورنش بجالایا۔ اس دیار کے بہت سردار باریاب ہوئے۔ پھر پادشاہ پوشیانہ مین آیا۔ یہان عجب درخت و چنار و پھول دیکھے بہت سے ندیون پر پل باندھے تھے اس سے عبور ہوا۔ کشمیری پل کو کدل کہتے ہین۔ آگے منزل مین دو کروہ پر برف تھی پادشاہ کے ہمراہی ڈٹے۔ مگر پادشاہ نے اس کی دلدھی کی۔ یہان کی رسم ہے کہ برف مین لوگ علف شالی کی رسیون کی پاپوش پہن کر چلتے ہین۔ بہت سے آدمی اس طرح گئے۔ پادشاہ اس برف پر گذرا۔ یہان کی کس کس بات کا ذکر کیا جاوے۔ جاڑے کی سختی کا یا برف کی شدت کا یا ہندی نژادون کی سراسیمگی کا۔ گریوہ کی بلندی کا یا راہ کی تنگیون کا۔ یا منزل کے نشیب و فراز کا۔ یا چشمون و درختون و پھولون کا۔ ہر ایک عجیب و غریب ہے۔ جب پادشاہ چلا تو مینھ اور اولے برسنے شروع ہوئے۔ مگر کسی کو گزند نہین پہنچا۔ ایک گھنٹہ بڑی شدت سے مینھ برسا۔ جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے انمین سے بعض آدمی برف مین اکڑ کر رہ گئے۔

یہان خاص و عام مین زبان زد ہے کہ پہلے حکیمون نے ان دو راہون مین ایسا طلسم بنایا ہے کہ جب کبھی بھاری لشکر کا گذر ہوا اور گھوڑے کو ذبح کرین یا نقارہ کو بجائین تو تھوڑی دیر مین کالی گھٹائین اٹھتی ہین اور برف و باران کی ریزش ہوتی ہے۔ ہر بار کہ اس راہ سے لشکر گذرتا یہی ہوتا تھا۔ چونکہ پادشاہ نے اپنا اغروق طلب کیا تھا۔ راہ کی دشواریان اسکو اب معلوم ہوئین۔ حکم ہوا کہ جو امیر پادشاہ کے ساتھ ہین وہ خدمت گذارکاروانون کو منزل بمنزل بٹھاوین کہ بمنجمد سے ہیرہ پور تک ہر منزل مین خیمہ و ہیمہ علف و اسباب خوردنی کو آمادہ رکھین کہ اہل حرم کو تکلیف نہ ہو۔ پادشاہ ہیرہ پور مین آیا۔ یہان

مرزا یوسف خان نے خیمہ و خرگاہ آراستہ کر رکھا تھا بھمبھر سے جو گروہ آگے آتا تھا وہ پہلے سختیون کو بھول جاتا تھا۔ خلاصہ یہ ہے کہ بھمبھر سے صیرہ پور تک ایک گریوہ ہے کہ تنگی و دشواری و نشیب و فراز مین اور ناہمواری مین بے مثل ہے درخت زار کی نیرنگی و پھولون کی شگفتگی اور ہوا کی شگرفی اور آبشارون کی نغمہ سرائی ہر وقت متحیر کرتی تھی اور راہ کی آزردگی کو دل سے کھوتی تھی۔ لیکن آج کوہستان سے دشت مین گذر ہوا عجب نمایش نظر آئی ایک دوسرا عالم دکھائی دیا۔ ایک نئی بہشت نے اس دشت مین اپنے منہ سے نقاب اٹھایا۔ جو سبب بینی کی عادت رکھتے ہین وہ تو یکبارگی راہ کی محنت کو بھول گئے اور ژرف نگاہ خدا پرستون کو اور ہی خرمی ہوئی۔ گروہا گروہ آدمی ریاضت کیش خدا پژوہ اور عمامہ دار دانش گرا اور ہنرمند نادرہ کار اور خنیاگران جادو نفس دارالملک کشمیر سے آکر بار یاب ہوئے اور خسروانی نوازش سے سرافراز۔ آج خاطر اہل حرم کے لینے کے لئے گیا۔ مرزا کیقباد اور قاضی بھی آگئے بادشاہ دیور مین آیا۔ وہان شاہزادہ بزرگ تنہا آیا اور عرض کیا کہ راہ کی دشواری سے اہل حرم نہین آسکتے۔ اس نافرمانی پر بادشاہ ناراض ہوا اور شاہزادہ کو کورنش کی اجازت نہین دی اور اس سے آپ غصہ مین آیا کہ اہل حرم کے لانے کو خود چلا مگر اخلاصمندون کی فہمایش سے واپس آیا۔ خانخانان کو اہل حرم کے لانے کا اہتمام سپرد ہوا بادشاہ خانپور مین آیا وہان ایک درخت ہل تل دیکھا جسکا تنہ تنومند تھا شاخین بہت پتے بہ کثرت تھے۔ اگر اسکی پتلی شاخ کو بھی ہلاتے تو سارا درخت ہل جاتا۔ اگرچہ جھوکی موی کے درخت بہت ہوتے ہین مگر اس قسم کا کہین نہین ہوتا۔

۲۵ خرداد کو شہر سرنی نگر مین بادشاہ آیا۔ یوسف خان مزبان کے کاخ مین اترا اور حکم دیا کہ کوئی لشکری رعیت کے گھر مین نہ اترے۔ دارالملک لاہور سے سرنی نگر تک ۷۰ کروہ و ۷ بانس کا فاصلہ ہے اگرچہ کروہون کے اعتبار سے یہ فاصلہ دور دراز نہین ہے مگر نشیب و فراز و ناہموار ہونے کے سبب سے بہت دور

اور دشوار نما ہی۔ بادشاہ جن راہون مین کہ پیادون کا گذر نہین ہوتا گران لشکر اور ہاتھیون کے ساتھ آیا۔ سری نگر ایک بڑا شہر لمبا آباد ہی۔ رود بار بہت ہی جھلم اُسکے درمیان بہتا ہے۔ اس مین چوبین کاخ پنج منزلہ بنے ہوئے ہین۔ اور ان کوٹھون پر زنگاگ کے لالہ و گل بوتے ہین وہ بہار مین گلستان معلوم ہوتے ہین۔ یہان اور ہندوستان مین برسات ایک ہی وقت ہوتی ہی۔ توران اور ایران کی طرح یہان بھی برف بہت پڑتی ہے۔ کبھی بارش سے یہان کے کشت و کار مین نقصان نہین ہوتا۔ ۲۸ کو شہاب الدین پور کی سیر کو بادشاہ آیا۔ وہ دریا بہت پر عجب دلکشا جگہ ہے۔ چنار یہان آسمان پر سر کھینچے ہین سبزہ زار پر نظر کا پانون لغزش کھاتا ہے۔ کہتے ہین کہ اگر وہان استخوان پا اور آلایش پھینکدو تو صبح کو اسکا نشان نہین ملتا۔ روحانی گروہ اسکو رفت و روب کر دیتا ہے مگر بادشاہ نے جب اسکا تجربہ کیا تو ثابت ہو گیا۔ شناگرون نے مبالغہ کیا ہے اور احمقون نے اُسی یقین کر لیا ہے۔ ۳۱ کو شاہزادۂ بزرگ کو حکم ہوا کہ اغوق کو ہمراہ لائے۔ شاہزادہ کو اپنی پہلی خطا پر شرمندگی تھی وہ بار بار اس کی درخواست کرتا تھا بادشاہ نے اُسے منظور کر لیا بادشاہ نے یہان مرغابی کا شکار کیا۔ بوشانہ مین وہ اغوق شاہی سے جا ملا۔

شاہزادہ سلطان مراد و خانخانان و قاسم خان نے راہ کو درست کیا بہت کہارون نے کوشش کی۔ غرض یہ سب مل کر بادشاہ کے اہل حرم کو لے آئے جس سے بادشاہ کو نہایت مسرت اور نوکرون کو عزت حاصل ہوئی۔

(۱) بادشاہ نے سنا تھا کہ یوسف مرزبان کشمیر نے ایک محل کے اوپر سے اپنی بیوی کو پھینک دیا تھا جب بادشاہ اسکے محلون کو دیکھنے گیا تو اس نے وہ محل بنا دیا۔ جسپر سے اُس نے اپنی بیوی کو پھینکا تھا (۲) جگنناتھ مکان کے نہ ملنے سے ناشاد تھا اور چاہتا تھا کہ قرا بیگ کے مکان مین رہون۔ کوٹھے کے اوپر سے وہ بادشاہ کی کورنش بجا لایا تو بادشاہ نے فرمایا کہ تو مجھ سے بہت دور اترا ہے قرا بیگ کے مکان مین آن رہو (۳) سحر کو کسی گانے والے کی آواز بادشاہ کے کان مین آئی تو اُسی

بادشاہ کی فراست کے لطیفے

نقیب خان سے کہا کہ کوئی شخص گانے والے کی عمر اس کی آواز سے بتا سکتا ہے۔ بہت سوچ کے اس نے جواب دیا کہ گانے والے کی عمر چالیس پچاس برس کے درمیان ہوگی تو بادشاہ نے فرمایا کہ نہین بیس و تیس سال کے درمیان ہوگی بتحقیق سے معلوم ہوا کہ اسکی عمر پچیس سال کی تھی۔ (۴) اس زمانہ مین مریم مکانی نے بادشاہ پاس آنے کی خواہش کی تو بادشاہ نے فرمایا کہ جواب مین اس شعر کو جو ابھی کہا گیا ہے عنوان بنائین ؎ حاجی سوئے کعبہ رو دازبر آنحج ؛ یارب بود کہ کعبہ بیاید سوے ما

۲۳ کو ہاشم بیگ پسر قاسم خان بنگلی کی راہ درست کرنے کے لئے بھیجا ارادہ یہ تھا کہ اس طرف سے مراجعت ہو اس لئے بہت سے خارا لنگاف سنگ تراش و سخت بازو بیلدار ہمراہ کر دیے۔ زین خان کو حکم ہوا کہ الٹا جائے اور لشکر عظیم اور اور آدمیون کو رہتاس پہنچاے۔ اور خود راہ بنگلی سے واپس آے۔

دریا پر بادشاہ کا مراج مین کشتی مین جانا

دریا پر زوری بیٹھ کر رہ پیمائی ہے جس سے طرح طرح کی نشاط ہوتی ہے اس لئے مراج کی سیر کا کشتی مین ارادہ کیا۔ اس ملک مین تیس ہزار سے زیادہ کشتیان تھین مگر بادشاہ کے سفر کے لائق ایک بھی نہ تھی۔ بادشاہ کے کارآگاہ خدمتگارون نے تھوڑے دنون مین یہ کاخہاے دریائی تیار کئے اور دریا پر گلزار لگا دیا۔ ہزار کشتیون سے زیادہ بادشاہ کے مقربین کے لئے تیار ہوگئین اور دریا کے اوپر ایک شہر آباد ہوگیا۔ ۲۴ تیر کو بادشاہ مع اغوق کے کشتیون مین سوار ہوا دریا کی دونو طرف نظر فریب گلزار اور نشاط افزا سبزی چشم افروز ہوتی تھین کئی روز سفر کرکے بادشاہ جلگہ بندی مرگ مین آیا۔ یہان تین ہزار بیگہ زمین نہایت ہموار و خرم و شاداب ایسی دیکھی کہ دنیا مین اوسکی مثل کمتر ہوگی یہان بادشاہ سیر و شکار کرتا رہا ۲۹ تیر کو بادشاہ کو گرانی ہوئی اور ایک دن سخت درد رہا۔ دوسرے دن اچھا ہوگیا بادشاہ بھی ایسا قوی مزاج تھا کہ کئی دفعہ سخت بیمار رہوا اور جلد اچھا ہوگیا اگر کوئی اور ایسے مرضون مین مبتلا ہوتا تو

مشکل تھا کہ وہ جلد اچھا ہوتا۔

اس گلشن ہمیشہ بہار کے تماشے نے پادشاہ کو نیایش دادار مین گرم کیا
سیر کے بعد بازگشت کا ارادہ کیا۔ غرہ امرداد کو لنگر اٹھا اور پنگلی کی راہ پر چلا
جلگہ نندی مرگ مین آیا اس روز رینا بار یاب ہوا۔ یعقوب کشمیری جبکا اوپر ذکر
ہوا پادشاہ کی شکوہ دیکھ کر خواب سے بیدار ہوا اور اس نے یہ چاہا کہ
پادشاہ سی عہد و پیمان کرکے اسکی آستان بوسی کرے پادشاہ نے جو آدمی
اوسکی طرف سی آئے وہ واپس کئے اور اسکے عذرون کو سنکر گناہ معاف کئے یعقوب نے
اس سبب سے کہ بڑے جرم کئے تھے اپنے بھائی کو بھیجا کہ بخشایش کا مژدہ وہ سنا کر
اس کے خوف کو دل سی دور کرے یہ اسکا بھائی اپنے کام مین کامیاب ہوکر واپس
گیا —

پادشاہ کی مجلس مشورہ مین یہ امر قرار پایا کہ کابل کو سفر کیا جاے۔

نہم امرداد کو پادشاہ سری نگر مین آیا۔ یہان قریش سلطان کاشغری پادشاہ پاس آیا
۱۳ امرداد کو ست پور کے نزدیک مقام ہوا۔ راہ مین باغ صفا کی سیر کی یہ باغ
مرزا حیدر کا لگایا ہوا تھا۔ پھر کشتی سے اتر کر خشکی مین پٹن مین پادشاہ آیا فیضی
اور میر شریف املی کو بہت کچھ روپیہ دیکر شہر مین بھیجا کہ حاجتمندون اور گوشہ نشینون
مین تقسیم کرین۔ خودسری و سرتابی کے سبب سے یعقوب تنگنار کھتواڑ مین سر اسیمہ تھا۔
پادشاہ کے آنے سے اوسکو یہ خوف تھا کہ مبادا یہان کے زمیندار اسکو گرفتار
کرکے پادشاہ کے حوالہ کردین۔ جب اسکے بھائی نے جا۔۔ کر بخشایش کا مژدہ سنایا
تو اسکی سراسیمہ سری کم ہوئی اور لابہ گری بڑھی اور اپنی رستگاری سوا، پادشاہ
پاس آنے کے نظر نہ پڑی لیکن اپنے کرتوتون سی بہت ڈرتا تھا۔ مرزا یوسف خان کی
معرفت ایک عرضداشت بھیجی جسمین لکھا کہ جوانی کی مستی اور بدگوہرون کی دمسازی
سے جو کچھ مجھپر گذرا سو گذرا اب حضور اپنی پادشاہانہ بھیجین کہ مین اوسکو سر پر رکھ کر

یعقوب کشمیری کا آنا

پابوس ہون۔ ۱۸ ارامرداد کو وہ اپنی مراد کو پہنچ گیا۔ اس ملک مین خشکی مین بار برداری کا کام آدمی کرتے ہین اور بڑا بھاری بوجھ اٹھاتے ہین اور پہاڑون پر اس طرح چلتے ہین جیسے کہ ہموار زمین پر۔ بہت سا اسباب یہ گروہ اٹھا کر چلا تو عجب تماشا نظر آیا۔ پادشاہ بارہ مولہ مین آیا یہ دروازہ کشمیر ہے۔ اس کے ایک طرف اونچا پہاڑ ہے دوسری طرف دریا بہت جوش کرتا ہوا۔ ہندوستان کو آتا ہے اور اوس کے درمیان ایک تنگ راہ ہی۔ یہان کشمیر کے فرمان روایون کے آدمی بھی رہتے ہین اور کسی آدمی کو بغیر نوشتہ کے پاسبان نہین جانے دیتے۔ زین خان کوکہ پنگلی سے آیا اور رو دبار سندھ کو روانہ ہوا کہ وہان پل بنائے۔ ۲۳ ارکو آب بہت سے پادشاہ گذرا پھر پادشاہ منزل بمنزل چلکر بولباس مین آیا یہان ولایت کشمیر ختم ہوئی۔ ملک مستنگ آغا نے ہوا۔ ۲۴ ارشہریور کو دریا سندھ کے کنارہ پر اٹک بنارس کے نزدیک پادشاہ آیا اور دہم مہر کو کابل مین آیا۔

حسین خان و محمد خان و ابو ذر خان و غازی خان و لوہر چاک حسین فتنہ انگیزی کے خیال سے پادشاہ کے پاس سے بھاگ گئے۔ جمون کی راہ سے پہاڑون مین آن کر گلی رنیا کی پناہ مین آئے اس سے پہلے کہ وہ ہاتھ پیر ہلائین۔ کارپردازان کشمیر نے پکڑ کر اُن کو مار ڈالا۔

یعقوب و رنیا دونو بھائی بھاگنے کی گھات مین لگے رہتے تھے۔ پادشاہ نہین چاہتا تھا کہ جو لوگ پناہ مین آئے ہین اُنکو سزا دے اس لئے اسنے انکو حسن بیگ کرد کے حوالہ کیا کہ وہ راجہ مان سنگھ پاس انکو پہنچا دے کہ اپنے بھگاہ سے وہ دور ہو جائین اور آرام سے رہین حسن بیگ نے ہمراہیون کے قبن توپ بنائے ایک کوزہ وزاد کے ساتھ کیا۔ ایک گروہ کو اپنے ساتھ لیا تیسرا گروہ کو یعقوب کا پاسبان بنایا اس نے اپنے تئین بیمار بنایا تھا سگاسن پر جاتا تھا۔ حیلہ سازون نے غل مچایا کہ رہزنون نے پٹرتال پر ہاتھ ڈالا حسن بیگ نے ہمراہیون کو اس طرف بھیجا تو رنیا نے جو اس کام مین شریک تھا دفعتہ شیلی کو ایک

تلوار مار کر ٹکا رکیا۔ حسن بیگ کو زخمی کیا۔ حسن بیگ نے لپٹ کر یہ کو زیر کیا اور مار ڈالا اس عرصہ مین یعقوب کے کوکہ محمد نے ایک خنجر حسن بیگ کے مارا اُس نے اسے بھی پکڑ کر زمین پر پٹکا اور یعقوب اور فتنہ پردازون کو گرفتار کر لیا۔

مدت سے بادشاہ کا دل کشمیر کی سیر کی طرف لگ رہا۔ مگر بعض آدمی دشواری راہ کے سبب سے اسکے مانع ہوتے تھے بعض بادشاہ کی خوشی کے لئے پہاڑون کی سختی کو آسان کہتے تھے مگر اسکے ساتھ عرض کرتے تھے کہ اس کوہسار مین بادشاہ کا جانا قلمرو کی ہر طرف سے ایک سال کی راہ پر دور کر دیگا۔ بعض بادشاہ کی نہفتہ دانی کے معتقد کہتے تھے کہ بادشاہ کا ارادہ جو یہ ہوا ہے اس مین ضرور فرخی ہے غرض باوجود ان آدمیون کی بازداشت اور باد و باران کے طوفان کی ۱۲ امرداد ۱۰۰۰ھ کو بادشاہ چل کھڑا ہوا اہل حرم کو بھی ساتھ لیا۔ راہ مین ایک عورت اپنے بیٹے کو بادشاہ پاس لائی۔ اور عرض کیا کہ ہر سال اسکا سر بڑھتا ہے اور گردن دبلی ہوتی ہے کوئی دوا کارگر نہین ہوتی حضور اسکا علاج بتلائین۔ بادشاہ نے کہا اسکے سر پر ایک چمڑے کی تنگ ٹوپی پہنا دے بڑھیا نے یہی کیا جس سے اسکا بیٹا اچھا ہو گیا۔ ۲۸ کو بادشاہ چھتہ مین آیا تو کشمیر کی شورش کا حال اظہر من الشمس ہو گیا۔

بادشاہ کا دوسری دفعہ کشمیر کا جانا ۱۰۰۰ھ

رازدار مرزا یوسف خان نے کشمیر کی جمع کی فزونی کو عرض کیا تو قاضی نور اللہ وقاضی علی تحقیق کے لئے بھیجے گئے ان کے گماشتون نے دیکھا کہ رشوت کا دروازہ نہیں بند ہوا تو وہ مایوس ہو کر تباہ سگالی کرنے لگے۔ قاضی نور اللہ نے مرزا کے نوکرون کی یہ سازگاری اور تیاہ پسندی بادشاہ سے عرض کی۔ اس اطلاع پر بعض بدنہاد طلب ہوئے حسین بیگ شیخ عمری بادشاہی آدمیون کی یاوری کے لئے بھیجا گیا۔ ان مرزا یوسف کے اکثر گماشتے اور ملازم بداستان ہو کر فتنہ سازی پر ۔ ۔ ۔ آمادہ ہوئے اور انہون نے کمال الدین حسین کو جو احدیون مین سے تھا اپنا سردار بنانا چاہا جب اس نے انکار کیا تو مرزا یوسف کے عمزادہ بادگار کل کو دستار و نیز آشوب بنایا۔ اور وہ فتنہ اٹھایا

شورش کشمیر ۱۰۰۰ھ

اور اپنا نقصان کرتے اس گروہ کے اندر کسی کے ہاں حسین بیگ کی شادی
ہوئی تھی اس نے انکی رہنمونی سے انکار کیا تو اس گروہ نے اس کا گھر جلا دیا اور حسین بیگ
شیخ عمری پر بھی تیرون کا مینھ برسایا۔ اسکے آدمی موجود نہ تھے اس نے دروازہ
کھول کر ہمت کی۔ قاضی علی اور شیخ بابا نے درمیان مین پڑکر شورش کو دبا دیا پھر
یہ گروہ گریوہ ماران پر گیا اور وہان ایک ہنگامہ برپا کیا حسین بیگ نے آدمیون
کو اُن سے لڑنے کے لئے جمع کیا اور کچھ لڑا اور صلح چاہی۔ مخالفون نے چند آدمیون
کو پیمان کرکے مار ڈالا ضرر تھا کہ ان کی تتہ سگالش کرد ارمین آئے ناگزیر حسین بیگ
قاضی علی شہر سے نکل کر قلعہ ناگر نگر مین آگئے اور بے پروائی کے سبب خواب غفلت
مین سو گئے۔ ۱۲ ارامرداد کو رہ گذرون کو بند کرکے ناسپاسی مین بیٹھے تعجب یہ ہے
کہ بادشاہ اُسی روز لاہور چلا تھا کہ چند سرکشون نے فالیز کی سیر کا بہانہ کرکے
گجپتی کا پیمان کیا تھا حسین بیگ و قاضی علی کی ہمت نے یاوری نہین کی کہ تیزدستی
کرکے اس شورش کو مٹاتے۔

جب بادشاہ کو اطلاع ہوئی تو وہ تیز تر روانہ ہوا۔ غرہ شہریور کو دریا چناب کے
کنارہ پر پہنچا۔ باوجود بارش کی طوفان کے اس نے بہان سیہ کو آراستہ کیا
گذر چوگانی سے کشتی مین سوار ہوا۔ ۲ کو معلوم ہوا کہ مرزا کی تمام سپاہ کشمیریون
سے مل گئی ہی۔ جب بادگار شہر سے نکلا اور قاضی علی اور حسین بیگ اس سے کچھ
نہ بولے تو وہ کام راج کو چلا گیا اور وہان بدگوہرون کے ہنگامہ نے رونق پائی۔
اُس وقت وہ بے پروائی کے خواب سے بیدار ہوکر اس کے پیچھے دوڑے کچھ کام کیا
اور اپنا منہ لیکر واپس چلے آئے اگرچہ مرزا کے فرزند اس سے نہین ملے اور اولیا دولت
نے بھی انکی یاوری نہین کی۔ مگر جب بادگار شہر پر آیا۔ باغ آلتی کے نزدیک تھوڑی سی
لڑائی سو غلبہ پایا تو قاضی حسین بیگ ناگزیر دریا سے گذر کر شہر مین آئے۔ پل کو دونو
گروہون نے ویران کیا۔ باغیون نے تو اس خیال سے کہ ان کے آدمی ان سے

قاضی علی کا مارا جانا اور حسین بیگ کا قید ہو جانا

نہ جدا ہو جائین - بادشاہی آدمیون نے اس لئے کہ باغی شہر کے اندر نہ گھس آئین
قاضی علی نے یہ کہا کہ فتح علیخان جنگلی پاس پناہ لینی چاہیئے اور وہان کمک کا انتظار کرنا
چاہیئے حسین بیگ نے کہا کہ مرزا حسین خان کے آدمی سب ناسپاس ہو رہے ہین وہان
پہنچنا بہت دشوار ہے - ناگزیر ہندوستان کی طرف چلین - حویلی پور کے نزدیک
ایک شخص نے ناشناسائی سے نقارہ بجایا - اس سے راہ بانون نے مطلع ہو کر یلون کو
توڑ دیا - ناکام دریا مین چلنا پڑا کچھ ڈوبے کچھ گرفتار ہوئے حسین بیگ قاضی علی
اور چند بدبختی دریا سے نکل کر چلے - پیر پنجال کی راہ بند تھی - گریوہ ہستی دتر کی
راہ لی - سخت تکلیف کر کے اور تیراندازی کا کارنامہ دکھا کے رہائی پائی - راہ کے شیب و فراز
سے قاضی بالکل تھک کر بیٹھ گیا - گرفتار ہو کر مارا گیا حسین بیگ کو زمیندار لوٹ کر مارنا
چاہتے تھے کہ راجوری کے رئیس بھنبر نے پہنچ کر اسے بچا لیا -

جب بادشاہ کو یہ اطلاع ہوئی تو وہ تیر تر چلا - زین خان کوکلتاش کو حکم ہوا
کہ راہ سوات سے سپاہ کو اس طرف لائے - اور صادق بیگ کی راہ سے آئے -
شمالی کوہسار کے زمیندار جمو سے چلین - پنجاب کے اقطاع دار اور عمل گذار پردل زمیندارون
کو دلاسا دیکر روانہ کرین - پنجم شہر پور کو شیخ فرید بخشی بیگی کو بادشاہ نے روانہ
کیا - غرض اس برف ریزی مین ہر طرف سے بادشاہ نے سپاہ روانہ کی کہ سرکشون
کی سزا مین دیر نہ ہو - ابوالفضل نے دیوان لسان الغیب مین جو خال دیکھی تو یہ دو
بیتین نکلین

ابیات

آن خوش خبر کجاست کزین فتح مژدہ داد ✤ تا جان فشانش چون زر و سیم در قدم
از بازگشت شاہ درین طرفہ منزلست ✤ آہنگ خصم او بہ سر اپردۂ عدم

اس دن بادشاہ نے دوربینی کے سبب سے مرزا یوسف کو ابوالفضل کے حوالہ کیا جب اسکا
زر و زاد کشمیر سے آیا تو اسے رہا کیا -

جب یادگار کل پاس زیرست مگس خو جمع ہوئے اور اولیاء دولت کا حال

ہوا تو یوسف مرزا کے بیٹون نے اُس سے لابہ گری کی۔ اس نے کرم خوئی اور تازہ روئی
کے ساتھ انکو ہندوستان بھیجدیا اور دریا سے گذر کر مرزا کی منزل گاہ مین آیا
خزینہ وزر رینہ وفیل واسپ و توپ اور مال اس نے لے لیا۔ منبر پر اپنا خطبہ پڑھوایا
سکہ پر اپنا نام جموایا۔ ان دنون مین اسکو تپ لرزہ آیا۔ مہر کن اسکی مہر کھودتا تھا کہ
ایک فولاد کا ریزہ اُڑکر اسکی آنکھ مین لگا۔ جس سے لوگون نے جانا کہ اسکا اقبال
زوو زوال ہے۔ سماجت سے اس نے فرومایون کو بڑی بڑی خطاب دیے۔
ہزاری و بازاری کے نام بزرگون کے سے رکھ دیے۔ وہ جانتا تھا کہ سب راہین
بند پڑی ہین۔ بادشاہ کو اس حال کی اطلاع جلد نہین ہوگی اگر ہوگی تو یقین نہین
آئیگا۔ اگر یقین ہوگا بھی تو اس ریزش ابر مین سیاہ بہت دیر مین جمع ہوگی جاڑا
آجائیگا اس سرد سیر ملک مین سپاہ کا آنا دشوار ہوگا۔ جب ایک سال گذر جائیگا تو
میری پاس وہ سامان جمع ہو جائیگا کہ مدتون سے کبھی وہ کسی مرزبان کشمیری پاس
جمع نہ ہوا ہوگا یہ باتین سوچ کر یار غارون کے ساتھ بزم بادہ گساری آراستہ
کرتا اور بیہودہ باتین بکتا۔ مرزا کے اندوختون کو اڑاتا اور اسکے ناموس پر دست درازی
کرتا اور دوستی اور رشتہ مندی کا بہانا بناتا۔ جب اس نے سنا کہ مرزا قید مین بڑا
ہی تو ناچار اس نے زہ وزاد مرزا روانہ کیا۔ تنہ کے نزدیک بدنہا دونون نے اسکے
لوٹنے کا ارادہ کیا مگر بادشاہ نے بھی اسکے لانے کے لئے بابری مرزائون مین سے
حاجی میرک کو کچھ سپاہ کے ساتھ بھیجا تھا وہ اس پاس پہنچ گئے تو وہ بچ گیا بکبارگی
بادشاہ کے آنے کا آوازہ سب جگہ بلند ہو گیا تو یادگار بیدار ہوا۔ اور اُس نے
ایک عرضداشت بادشاہ کو بھیجی کہ حسین بیگ شیخ عمری کا ارادہ یہ تھا کہ مرزا
شاہرخ کے بیٹے کو بدخشان سے اس دیار مین لائے اور دست آویز شورش اسکو
بنائے۔ مین اُس سے آویزش کے لئے تیار ہوا اس نے سخن سازی کر کے مجھے
بدنام کیا اس کا جواب ابوالفضل نے بادشاہ کے ارشاد کے موافق لکھا۔

جب یہ دستان فروشی کارگر نہ ہوئی تو اسنے درویش علی کو بہت سپاہ کے ساتھ
گریوہ کو روانہ کیا۔ اور اسکی استواری مین کوشش کی۔ پادشاہی سپاہ ہر طرف سے پہنچ گئی تھی
شیخ فرید بخشی بیگی اپنی ہمراہیون کے ساتھ گریوہ کے نیچے پہنچ گیا اور ۲۶ شہریور کو
ہراول درہ مین گئی اور ہرانغار اور جرانغار آمادہ پیکار ہوئے۔ درویش علی نے گریوہ
و دیوارین بنالین اور لڑنے کا قصد کیا جابجا آدمی لڑنے کو بٹھا دیئے۔ پادشاہی ہراول
نے غنیم کو شکست دی اور جرانغار سے بھی لڑائی ہوئی اس نے دشمن کے بہت آدمی مارے
چار آدمی پادشاہ کی سپاہ مین مرے۔ برانغار نے غنیم کا ایک سر کوب جنگ لے لیا
آگے راہ نہ تھی۔ اس لیئے ہراول الٹا چلا آیا۔ ہراول اور جرانغار نے تیز دستی کر کے گریوہ
کو گھیر لیا۔ کچھ مویشی لے لیئے۔ ایک شخص نے وہان گھوڑے کو نا دانستہ فوج کیا اسلئے
اولے بہت برسے۔ صبح کو گریوہ اگرم بال سے گذر کر دائرہ کیا۔ تدبیر یہ تھی کہ گریوہ پستی و تر
مین کہ پانچ کروہ پر ہے جائین پیش رووں نے اُسے خالی سمجھ کر تیز دستی کی غنیم گریوہ
مین آمادہ جنگ تھا مگر صبح کو وہ پراگندہ ہوگیا۔ دوم مہر کو لشکر شاہی گریوہ کوٹھے کر کے
صعیرہ پور مین آیا۔ وہان ایک تن بے سر نظر آیا جو یادگار کل کا تھا جسکی سرگزشت یہ ہے کہ
یادگار کو معلوم ہوا کہ گریوہ کو پادشاہی سپاہ نے لے لیا تو اُس نے عادل خان کو ایک
گروہ کے ساتھ سری نگر روانہ کیا اور خود صعیرہ پور مین آیا دوسرے روز آدمیون کو کچھ
روپیہ دیکر آگے روانہ کیا۔ ستہباز خان نیازی و ابراہیم خان کاکر و ابراہیم خان
میانہ سارو بیگ شاملو و حسین بیگ حصلو و یار بیگ اوزبک و ملک محمد اور مرزا کے چند اور
نوکرون نے آپس مین عہد کیا اور کمین گاہ مین بیٹھ گئے۔ جب آدھی رات ہوئی تو اللہ اکبر کا
نعرہ مار کر غارت کرنا شروع کیا یادگار سراپردہ سے نکل کر صحرا مین گیا۔ صرف ایک
نوکر یوسف نامی اسکے ساتھ تھا۔ کچھ راہ چل کر ایک بوتہ کے پناہ مین بیٹھا اور ہمراہی کو
گھوڑا لانے کو بھیجا۔ بعض پادشاہی آدمیون نے لوٹ پر خیال نہ کیا تھا اسکی تلاش
کے درپے تھے کہ دفعۃً سارو بیگ کی نگاہ یوسف پر پڑی اس کو خنجر مین کھینچا

یادگار کا مارا جانا ۱۰۰۰

ناچار اس نے سرگزشت کو بیان کیا اسکی رہنمونی سے یادگار گرفتار ہوا۔ اور صلح کی باتیں کرنے لگا کہ شہباز خان نے آنکر اسکے دوش کو سر کے بوجھ سے ہلکا کیا۔ مہر کو بھنبھر کے نزدیک متھرا واس اسکا سر بادشاہ پاس لایا۔ اکیاون روز یادگار کا ہنگامہ فساد برپا رہا جسکا خاتمہ اس طرح ہوا اس سال مین بادشاہ کو چارون طرف فتوح ہوئین۔ مرزبان ٹھٹہ مطیع ہوا۔ سیوستان حوالہ کیا۔

فتوحات بادشاہی۔ بادشاہ کا سری نگر آنا

آڑیسہ فتح ہوا۔ مشرقی دیار کے سرتابون نے اطاعت اختیار کی جونہ گڈھ و سومنات فتح ہوئے مظفر گرفتار ہوا۔ یادگار کل بے سر ہوا۔ کشمیر کی شورش مٹی۔ اسپر چیرہ دستی ہوئی۔

۳۰ کو بادشاہ سیر کے لئے آگے بڑھا۔ اغوزق کو شاہزادہ دانیال کے ساتھ رخصت روانہ کیا۔ اور فرمایا کہ اول دفعہ بہار کے جلوے دیکھے تھے۔ اب خزان کے عشوے دیکھ جائینگے۔ پہلے جمال کی پردہ کشائی تھی اب جلال کی نمایش ہوگی۔ بھنبھر سے بادشاہ منزل بمنزل ایسی سڑک پر چلا۔ کہ جسکا حال برف سے ایسا شکستہ ہو رہا تھا کہ بادشاہ کا گھوڑا پھسل کر گر پڑا۔ ۳۲ کو سری نگر دارالملک کشمیر مین آیا۔ راہ مین ایک چنار کا تنہ کھوکھلا ایسا دیکھا کہ اس مین بادشاہ کے حکم سے ۳۲ آدمی بیٹھے۔ اگر اور زیادہ پاس پاس آدمی بیٹھتے تو کئی اور آدمی سما جاتے۔ باوجودیکہ یادگار ناسپاس کا بالکل ستیاناس ہو گیا تھا۔ مگر یہ مشہور ہو رہا تھا کہ بادشاہ نے سب چھوٹے بڑون کی جانون کے شکار کرنے کا حکم دیدیا تھا اس لئے سب آدمی پراگندہ ہو گئے کوئی دہ آباد نہ رہا۔ ہرچند بیخبر آدمیون کو دلاسا دیتے تھے مگر انکو یقین نہین آتا تھا مگر جب انکو بادشاہ کی محبت کا یقین ہوا تو وہ وحشت آوارگی سے شہر مین آئے۔ بادشاہ کی بخشش و بخشایش حوش ہوئے۔ کارشناس ہر طرف دوڑے اور ناسپاسون کو پکڑ پکڑ لائے۔ جو شورش کے خمیر مایہ تھے انکو سزا ملی۔ عادل بیگی قلندری کا لباس پہن کر دکن کو بھاگ گیا۔ جنھون نے سرکشی سے کنارہ کیا وہ بلند پایہ ہوئے۔

بادشاہ نے بے موسم پہلے بھی مرغابی کا شکار کیا تھا مگر موسم کے سبب سے اب کی دفعہ اس شکار سے بڑا لطف اٹھایا۔ دوم آبان کو بادشاہ کے تولد کا جشن ہوا ابوالفضل نے چودہ ہزار آدمیوں کو خواستہ دیا۔ اس آباد ملک میں چور اور گداگر بہت اس زمانہ میں لوگ خیانت کرتے تھے اور بہت ناخوش و بے صبر رہتے تھے۔

زعفران زار کی سیر و تماشا

نہم آبان کو بادشاہ زعفران زار کی سیر کے لئے کشتی میں سوار ہوا یہ ایسا گلزار تھا کہ جسکی شادابی و نشاط بخشی اور خوش بوئی دنیا میں سب سے بڑھ کر تھی۔ زعفران نیلوفر کی مانند ہوتا ہے لیکن دل افروزی اسکی بیان نہیں ہوسکتی ۱۲ جھروکہ دلیوالی کا جشن ہوا۔ بادشاہ کے حکم سے دریا کے کناروں پر اور کشتیوں میں اور کوٹھوں پر چراغ روشن کئے گئے۔ عجب تماشا تھا۔

اسی روز شمس الدین چک کی بیٹی بادشاہ کے حرم سرا میں داخل ہوئی۔ اس سرزمین کے بزرگ زمینداروں کے تابع کرنے کے لئے مبارک خان حسین چک کی بیٹی کا نکاح شاہزادہ سلطان سلیم سے ہوا اور اسی طرح کی اور کئی شادیاں ہوئیں۔ مرزا یکتا دیسٹر اکیم شراب پینے کے سبب سے قید ہوا ایک سیاہی بادشاہ کے روبرو پیش ہوئی کہ وہ پانی سے اور ہاتھ کے مٹانے سے محو نہ ہوتی تھی اور خط کو خراب کرتی تھی بادشاہ نے اسکو کار آگہوں کو دکھایا۔

بادشاہ کی بازگشت ہندوستان کو

یہاں کی آب و ہوا ایسی خوش اور بادشاہ کے مزاج کو سازگار تھی کہ اسنے یہ ارادہ کیا کہ موسم سرما یہیں بسر کیجئے لیکن گرانی اشیاء ایسی تھی کہ سب چھوٹے بڑوں کا ناک میں دم آیا تھا اور اس ملک کے جاڑے کی برداشت بھی لشکر کو جو گرم سیر ملک کا رہنے والا تھا دشوار تھی اسلئے بادشاہ نے بازگشت کا ارادہ کیا۔ بادشاہ کا ارادہ تھا کہ مرزا یوسف خان کو کشمیر حوالہ کرے مگر اس نے جمع میں چون و چرا کی اتفاق سے قاضی علی کی فراہم کی ہوئی جمع کی کتاب ہاتھ لگی جس سے مرزا کی قلعی کھل گئی وہ شرمندہ ہوا۔ بادشاہ نے کشمیر کو خالصہ بنا کے خواجہ جمال الدین کو

سپرد کیا۔ تین ہزار سوار ہمراہ کئے۔ ۲۰ آبان ۱۰۱۴ھ کو کشتی مین سوار ہوکر ہندوستان کو روانہ ہوا۔ ۲۳ کو کول ایسر پر گذر ہوا وہ ایک بڑا آبگیر ہے گرد اسکا ۲۰ کروہ ہی۔ دریاے بہت (جہلم) اسکے اندر ہوکر ہندوستان مین آتا ہے سلطان زین العابدین نے اسکے درمیان بہت تکلف سے ایک سنگین صفہ بنایا۔ جسکا طول ۱۱۹ گز اور عرض ۸۲ گز لمبا۔ اسپر محل بنائے جو اب تک یادگار ہین اور پھرا اور مرزبانون نے نشیمن وہان بنائے۔ نظام الدین اپنی طبقات اکبری مین لکھتا ہے کہ بادشاہ نے راہ مین زین لنکا کی سیر کی۔ یہ ایک حوض ہے کہ اس کے غرب و جنوب و شمال مین پہاڑ ہے اور اسکا دور ۳۰ کروہ (۶۰ میل) ہے دریاے جہلم اس حوض کے اندر سے ہوتا ہوا گذرتا ہے اس کا پانی نہایت صاف ہے حوض کے درمیان سلطان زین العابدین نے پتھر ڈلوا کر ایک جریب کے قریب چبوترہ پانی سے بلند کیا اور اس پر عمارت عالی بنائین۔ اسکی نظیر ملک مین کہین نظر نہین آتی۔ اس کی سیر کرکے بادشاہ بارہ مولہ مین آیا اور وہان سے پکلی مین۔ یہان بہت برف اور مینھ برسا وہان سے بادشاہ ایلغار کرکے رہتاس مین آیا نظام الدین خواجہ فتح اللہ کو حکم ہوا کہ اہل محل کو آہستہ آہستہ پیچھے لائین۔ غرائب وقعات مین سے یہ ہے کہ جب بادشاہ نے کشمیر سے معاودت کی تو فرمایا کہ چالیس سال سے برف برسنا مین نے نہین دیکھا اور اکبر میری ہمراہی وہ ہین جنھون نے ہند مین نشو و نما پایا ہے انہون نے بھی اسے نہین دیکھا۔ اگر نواح پکھلی مین ایک دفعہ برف کی بارش ہو تو الطاف الٰہی سے بعید نہین ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پکھلی مین بادشاہ ایک مہینے بسبب برف بارش کے مقیم رہا۔ پھر رہتاس مین تیرہ روز رہا۔ ۱۳ ربیع الاول ۱۰۲۷ھ کو بادشاہ لاہور مین داخل ہوا۔

کشمیر کی سیر کو بادشاہ کا تیسری دفعہ جانا ۱۰۲۷ھ

بنگل کی شورش

پادشاہ کا ارادہ تھا کہ جب آگرہ سے کشمیر جاوی سب چھوٹے بڑے گریوون کی تحقیق بیان کرتے۔ بعضے کہتے کہ سپاہ دکنیون سے لڑرہی پادشاہ کشمیر کیونکر جاسکتا ہے کہ ناگاہ دکن کی فتح کی خبر آئی ۱۲ر فروردین کو پادشاہ نے کوچ کیا ۶ اردی بہشت کو پادشاہ امنا باد مین آیا۔ کہسار کشمیر کی ہوا اور دشوار گذاری و دیر کشائی آزمندون سے شورش مچواتی ہی۔ سبک سر فرمایون کا ذکر کیا ہے۔ ایک غوری زاجیل اس ملک مین بدخشیون سے ملا اور مکاری سے اپنی تئین عمر شیخ پسر مرزا سلیمان بنایا۔ مرزا سلیمان کی ناکامی کے زمانہ مین حصار مین لونڈی کے پیٹ سے ایک بیٹا پیدا ہوا تھا اسکا یہ نام رکھا گیا تھا جب مرزا حصار سے نکلا تو اسکو اوزبک خان عمزادہ عبداللہ خان پاس بھیجدیا۔ وہان وہ مرگیا بعض کہتے ہین اسکو لوگون نے مار ڈالا بعض کہتے ہین کہ وہ چیچک سے مرگیا بعض کہتے ہین کہ وہ زندہ رہا۔ اس حیلہ پرداز نے شورش مچائی اور پوشیدہ پوشیدہ ہزار بدخشی اور بہت سے کشمیری اپنی ہمراہ کرلئے۔ ابھی اسکا پردہ فاش نہین ہوا تھا کہ پادشاہ کی آمد کا آوازہ بلند ہوا تو اسی کے چند رازدارون نے اسکو پکڑکر محمد قلی بیگ ترکمان کے حوالہ کیا۔ اس منزل مین پادشاہ پاس اُسکو لائے۔ وہ اپنی سزا کو پہنچا اگر پادشاہ یہ سفر نہ کرتا تو وہ بڑی شورش مچاتا ۱۷ر کو شکار کرتا ہوا قصبہ گجرات مین جسکو اس نے آباد کیا تھا اور ۲۳ر کو قصبہ بھنبھر مین آیا۔ یہان اپنی سپاہ کے دس حصہ کئے ایک حصہ اپنے لئے دوسرا حصہ اہل حرم کے لئے تیسرا حصہ شاہزادہ سلیم کے لئے اور ساتھ ہی ہر روز کے لئے کشک مقرر کئے۔ غرہ خرداد کو گربوہ سے نکلا۔ ۶ر کو راجوری مین جشن کیا ۱۱ر کو پیر پنجال کی برف کو کاٹ کر اور طے کرکے باہر آیا۔ ۱۴ر کو بیرہ پور مین آیا۔ یہان جمال نگری کی سیر کو گیا یہ شہر پہلے مرزا بان نشین تھا اسکی ویرانی پہلی آبادی کو بتلاتی ہی۔ ۱۹ر کو پنج ہزارہ مین آیا مرزا یوسف خان نے لشتہ پر شہر بند بنایا تھا۔ بادشاہ نے اس کا نام اکبرپور رکھا اسکا آباد کرنا محمد قلی بیگ کے سپرد ہوا۔ مچھی بھون کی سیر کرکے خان پل کے

نزدیک کشتی مین آیا۔ پھر گھوڑے پر سوار ہوکر شکار کھیلا۔ منزل بمنزل چل کر ۲۸ کو شہر ناگر نگر مین آیا۔ سری نگر کے پاس ایک بلند پہاڑ ہے۔ اسکے نزدیک ایک بڑا آب گیر ہے۔ بادشاہ نے اس سرزمین مین شہر کا آباد کرنا پسند کیا تھا۔ مرزا یوسف خان نے اُسے آباد کیا۔ کئی نشیمن اور گلی فصیل بنا دی۔ سپاہ نے بھی اس مین اپنے لائق گھر بنائے۔ اب بادشاہ نے حکم دیا کہ قلعہ سنگین بنایا جاے ایک ایک حصہ اس کا امیر کو سپرد ہوا۔

سری نگر کے پاس ایک پہاڑ پر قلعہ کا بنوانا۔

بادشاہ کو یہان معلوم ہوا کہ اقطاع داروں کے ہاتھ سے سخت ظلم ہوتا ہے اس ملک سے غلہ لیا جاتا تھا اسکی بجاے وہ زر و سیم طلب کرتے ہین۔ کارشناسی سے کل جمع طلب کرتے ہین جس سے بڑی خرابیان پھیل رہی ہین۔ بادشاہ نے گروہا گروہ آدمیون پر جمع معاف کردی اور گزیدہ آئین مقرر کئے۔ جس سے ظالمون کو سزا ہوئی کشاورزون کو جن کا نقصان ہوا تھا فائدہ ہوا۔ بادشاہ نے مہربانی کرکے انکی دستگیری کی۔ سارے ملک کے چودہ حصے کئے ہر ایک مین دو محرر ہندی و ایرانی مقرر کئے کہ دونو کے خام کاغذ پر جمع کا شتہ واقتادہ و برگرفتہ زمین سے آگاہی ہو اور آدھی جنس محصول مین لیکر باقی کاشتکارون کو دی جاے۔ اس انتظام کا حال آگے پڑھوگے۔

انتظام کے متعلق۔

بارش کی کمی سے اور کسانون کی پراگندگی کے سبب سے اجناس گران ہوئین اگرچہ بادشاہ کی سپاہ کے آنے نے اس بلا کی سختی کو بڑھایا لیکن شاہنشاہی نوازش نے اس کو گھٹایا۔ شہر مین بادشاہی حکم سے بارہ جگہ سب چھوٹے بڑون کی خوراک تیار ہوتی۔ ہر یکشنبہ کو عیدگاہ مین صلای عام ہوتی اور وہان چند آدمی بادشاہ کے پاس سے جاکر خواہشگرون کی خواستہ و خورش دیتے۔ اسی ہزار بھوکون و محتاجون کا کام نکلتا۔ قلعہ جو بن رہا تھا اس مین بھی بہت سے غریب آدمی لگ کر پیٹ پال لیتے۔ مزدوری کرکے جانکاہی سے بچتے۔

محتاجون کا۔

بادشاہ کا سفر۔ روشنی۔

دوم تیر کو بادشاہ کو ہچہ پرنا گر نگر کے قریب آیا اس پر مرزا یوسف خان نے دل نشین کاخ بنائے تھے۔ ایک محل مین تین سو زینہ تھے۔ پھر شہاب الدین پورا اور زین لنکا کی سیر کی۔ انہین دنون مین بادشاہ کی فرمایش سے ایک جہاز ایسا جیسا کہ سمندر مین چلتا ہے بنایا گیا اس مین بیٹھ کر بادشاہ نے دریاے بہت (جہلم) کی سیر کی۔

اس ملک کی قدیم رسم ہے کہ ۱۳ بہادون مشکل کشی کو سب چھوٹے بڑے روشنی اور پوجا کرتے ہین۔ کہتے ہین کہ دریاے بہت جو شہر کے اندر بہتا ہے اس شب کو پیدا ہوا تھا۔ اس کی سپاس گذاری مین یہ خوشی ہوتی ہے اس سبب سے بادشاہ نے فرمان بھیجا کہ کول کے کنارہ پر اور بہاڑ پر کشتیون پر چراغون کی روشنی ہو۔ اس روشنی سے عجب نورستان نمایان ہوا۔ اس روز فرمایش سے ایک دل کشا کاخ بادشاہ کے لئے تیار ہوا۔ اوسکو کشمیری زبان مین لری کہتے ہین۔ بادشاہ نے اس مین نشین کیا پھر بادشاہ مختلف مقامات کی سیر کرکے ناگ نگر مین آیا۔ یہان خزان مین سیب شفتالو و انگور و چنار کی فصل تیار دیکھی۔ یہان کی خزان کی رنگ آمیزی بہار پر بہت جگہ طعن کرتی

بیت۔ ذوق فنا نیافتہ ورنہ در نظر ✦ رنگین تر از بہار بود جلوۂ خزان ✦

بادشاہ تین مہینے ۲۹ دن اس مصر نو آباد مین رہا۔

برسات کا موسم تھا اس ملک مین بھی بارش ہوتی تھی اس مین خوب سیر ہوتی تھی ارادہ تھا کہ زمستان اسی عشرت گاہ مین بسر ہو۔ لیکن مہر کے شروع پیچش جاڑا پڑنے لگا اور گرم سیر ملک کے رہنے والون پر سخت مشکل پڑی۔ بادشاہ نے اس سبب سے مہربانی کرکے اپنے ارادہ کو موقوف کیا۔ گلزار زعفران کی سیر کرکے ہندوستان کو . . . . . پیر پنجال کی راہ سے مراجعت کا ارادہ کیا۔ امراء کو زور بجرہ پہلے روانہ کیا کہ منازل کو آراستہ کرین۔ ۲۵ کو بادشاہ نے کشتی مین سوار ہوکر ہندوستان کا ارادہ کیا۔ زعفران زار مین پہنچکر سات روز تک قیام کیا۔ پھر منزل بمنزل سیر و شکار کرتا ہوا سوم آذر سنہ ۴۲ کو لاہور مین بادشاہ آیا ایک ماہ دس روز راستہ مین

لگے۔ ۲۰ کو پہنچ ہوئے۔

راجہ بانسو اپنے قلعہ کی استواری کے سبب سے بادشاہ کا ناسپاس ہوا اور بہت سے زمینداروں کو اپنے ساتھ کرلیا۔ جب لشکر شاہی یہان آیا تو کچھ زمیندار اُس سے جدا ہوکر بادشاہی لشکر سے آن ملے اور وہ خود قلعہ دشوارگشا مین چلا گیا بادشاہ کی سپاہ نے قلعہ کو گھیرا۔ مگر غرض یہ ستاری نے کار پژوہی سے بازرکھا جب مرزا رستم کو بادشاہ نے بلالیا تو اور بادشاہ کے ملازمون نے یکتا دلی کرکے خدمت گری مین کمر ہمت چست کی۔ دو مہینے تک لڑتے رہے ایکیا طرف سے افغان نے اور دوسری طرف سے تاش بیگ خان نے۔ تیسری طرف سے ہاشم بیگ نے اور چوتھی طرف سے محمد خان کا طلب پرول ناموس دوست خدمت گذار آدمیون کو لے کر قلعہ کو گھیرا تو بانسو قلعہ سے نکل کر اور استوار جا مین چلا گیا۔ بادشاہی سپاہ نے قلعہ لے لیا۔ اسکا گھر بار لوٹ کر جلا دیا۔ کئی برس بعد بادشاہ کو اطلاع ہوئی کہ بانسو زمیندار مئو نے حدود پٹھان کو غارت کیا اور وہان کے کسانون کو سخت آزردہ کیا۔ اور بعض کو زبردستی پکڑکر اپنے پاس لے گیا۔ تاج خان چاہتا ہے کہ اُس کے دفع کرنے کے لئے متوجہ ہو۔ جمو کے زمیندار نے بھی پرگنہ مظفر وال و نہلول پور پر دست درازی کی یہ دونو جگہ حسین بیگ شیخ عمری کے تیول مین تھین وہ رتہاس سے انکی سزادہی کے لئے آیا قلیچ خان صوبہ دار پنجاب کو حکم ہوا کہ ان بدگوہرون کے آشوب کو دور کرے۔ سزاول بھیجے گئے کہ حسین بیگ شیخ عمری و تاج خان و احمد بیگ اور سب اس صوبہ کے ملازم حسن قلیچ خان کے ہمراہ ہون خورجہ سلیمان بخشیگری کی خدمت پر اس فوج پر مقرر ہوا۔ بادشاہ کے حکم سے حسین بیگ شیخ عمری نے قلعہ جمو کا محاصرہ کیا۔ زمیندار نگر کوٹ و بانسو زمیندار مئو اور سارے مرزبان اور پہاڑی و پرگنہ مکھن پور کے و جسرو تہ و بانکوٹ کے زمیندار اس زمیندار کی کمک کو جمع ہوئے اور انہون نے بہت کوشش کی مگر ناکام واپس گئے۔ رات کو بھاگ گئے

سنہ ۱۰۰۵ھ
سنہ ۱۵۹۶ء

رام کنڈھ و جسروتہ و جمو۔ مانکوٹ۔ لوکو بست پادشاہی لشکر نے فتح کرلئے۔

جب پادشاہ دکن کو گیا تو بعض سرکشون نے ابیا چک پسر حسین خان کو سردار بنایا اور فتنہ اٹھایا۔ علی قلی پور محمد قلی و کلب علی و شاہ بیگ نکدری بھاگ نگر کے قریب ان سے لڑے اور فتحمند ہوئے۔ ایسے ہی کمراج مین ایک گروہ نے فتنہ برپا کیا تھا۔ جمیل بیگ نے سیلکوٹ مین انکی مالش کی وہان امن امان ہوگیا۔

کشمیر کے فرمان دہون کی نسل مین سے بعض گروہ چک کا تھا۔ باپ دادا کے ملک کے لئے کبھی کبھی انکے دل مین اُمنگ آتی تھی۔ اکثر حوالی کشمیر مین وہ فتنہ اٹھاتے۔ کشتوار ان سرکشون کی پناہ گاہ تھا۔ یہان مرزبان کی مالش کے لئے محمد قلی مع آزمودہ کار آدمیون کے پہلے روانہ ہوا۔ حاکم کشتوار نے وکلا کو بھیجکر اطاعت کا اظہار کیا اور عہد و پیمان کرکے علی قلی پاس چلا آیا۔ شکاری جانور باج مین دیئے اور عہد کیا کہ مفسدان چک کو کبھی اپنی ولایت مین نہین گھسنے دونگا اور ہر وقت پادشاہ کا دولتخواہ رہونگا۔ محمد قلی کو کشتوار کی مہم سے اطمینان ہوا۔ اور وہ چکون کی سزا کے لئے کوہ مرد مین جہان وہ جمع تھے گیا۔ باوجودیکہ آفتاب برج میزان مین تھا۔ اور گرمیونہ برف سے ڈھکے پڑے تھے اور رستے مسدود تھے۔ کمال ہمت و جرأت کرکے بہت سے لڑنے والون کو وہ پیادہ پالے گیا۔ ابیا چک و حسین چک سے لڑا اور فتح حاصل کی۔ یہ دونو زمیندار ہزار دشواری سے جان سلامت لے گئے۔ رات کو زمیندار نے ان بیگوڑون کو ساتھ لے کر پادشاہی لشکر پر شبخون مارا پادشاہی سپاہ خوب لڑی۔ جب صبح ہوئی تو وہ بھاگ گئے۔ محمد قلی نے لشکر کے گرد خندق کھودی اور بڑی ہوشیاری اور آگاہی کے ساتھ بیٹھا۔ ان سرکشون نے امید و بیم کی داستان پڑھی۔ کچھ انمین سے عہد و پیمان کرکے محمد قلی پاس آگئے۔ ابیا چک و حسین چک زیادہ و جباری اور اور زمیندار لڑنے کے لئے صف آرا ہوئے محمد قلی تہور کرکے ان سے لڑنے گیا سخت جنگ ہوئی اور سرکشون کو شکست ہوئی۔ پادشاہی سپاہیون نے انکی بنگاہ پر پہنچ کر سارا گھر بار انکا جلا دیا۔ دوسرے روز پایندہ بیگ برادرزادہ محمد قلی نے ان کو

کشمیر کی فتح کی خوشخبری کا مژدہ سنانے کشمیر کی مرزبانی کشمیر کی سزا کے لئے روانہ ہوا ۱۰۱۳ھ

تنگ کیا۔ زید ابوحی بیچارہ پایندہ پاس آیا۔ بندگی کا اظہار کیا اپنے بیٹے کو مع چند شکاری جانورون کے محمد قلی پاس بھیجا اور یہ عہد کیا کہ پھر فتنہ اندوزی نہین کرونگا اور مفسدون کا یار نہ ہونگا اسی طرح اور زمینداره ن نے اطاعت کی اور اپنے بیٹون کو یرغمال مین دیا محمد قلی اس طرح فتحمند ہوکر شہر کو چلا آیا۔ باسو کی داستان پہلے لکھ چکے ہین۔ وہ ان دنون مین شاہزادہ سلیم پاس آیا اور پابوسی کی درخواست کی شاہزادہ کی سفارش سے بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا۔ یہین ٹھہر گیا۔ جب بادشاہزادہ کا رنگ بگڑا تو بادشاہ نے مادھوسنگہ برادرزادہ راجہ مان سنگہ کو حکم دیا کہ باسو کو پکڑلے مگر باسو ایسا ہوشیار تھا کہ وہ یہان کا رنگ دیکھ کر بات کو سمجھ گیا اور پہلے اس سے کہ مادھوسنگہ اسکو گرفتار کرے بھاگ گیا۔

معاملات تبت

جب سلطنت شاہی پر کشمیر کا اضافہ ہوا تو تبت خرد کے حاکم علی رائے نے بادشاہ سے درخواست کی کہ میری لڑکی شاہزادہ سلیم سے بیاہی جائے۔ بادشاہ نے منظور کرلیا۔ یہ بیاہ ہوگیا۔

جب بادشاہ کشمیر مین تھا تو اسکا ارادہ تھا کہ تبت کی فتح کے لئے لشکر روانہ کرے مگر سپاہ کے لئے چالیس روز کا آذوقہ بہم پہنچنا خشک سالی کے سبب سے دشوار تھا اسلئے بادشاہ کا ارادہ ہوا کہ تبت کے فرمانروا کو نصیحت کیجاے۔ امید علی موسک و طالب اصفہانی و محمد قلی کشمیری کو خرد بھیجکے مرزبان علی زاد علی رائے پاس اور ایوب بیگ سلیم کاشغری و عبدالکریم کشمیری کو کلتاش کو حاکم بزرگ تبت پاس روانہ کیا۔ اس بزرگ تبت کی پیشوائی وزیر راجور لے نے بدمستی سے ناسپاسی کی۔ یہان کے مرزبان نے لشکر جمع کرکے اسکے اقطاع لے لئے وہ سرتاب آوارہ ہوا ان دنون مین علی زاد

بزرگ نبت کی حاکم کی دشمنی پر آمادہ ہوا اور اسکے وزیر کی بدگوہری سے چیرہ دستی حاصل کی اور اسکو پکڑکر اسکی جگہ پر چڑھ گیا اور بہت خزانہ جمع کیا بہت مقامات پر قبضہ کیا۔ جب پادشاہ کے لشکر کا آوازہ سنا تو پہلے مزربانون کی نسل مین سے ایک شخص کو یہان حاکم مقرر کرکے خود چلا گیا۔

جب نبت بزرگ پر علی زاد کو فتح ہوئی اور بہت دولت ہاتھ لگی تو اسکا دماغ آسمان ہوا۔ حوالی کشمیر مین فساد مچایا۔ پادشاہ نے قلیچ خان صوبہ دار لاہور کو حکم دیا کہ ایک جماعت شائستہ محمد قلی حاکم کشمیر کی کمک کے لئے بھیجے کہ اس پشہ بدمست کو کہ خود سری کے خمکدہ مین طن طن کے رہا ہے مل ڈالے قلیچ خان نے تین ہزار سوار و پانچسو برق انداز بسرکردگی سیف اللہ خان محمد قلی بیگ کی یاوری کے لئے مقرر کئے سیف اللہ اسکا بیٹا تھا۔ علی زاد بغیر لڑے بھاگ گیا۔ پادشاہی لشکر جہانتک گھوڑے جاسکتے تھے جاکر الٹا چلا آیا۔

ہندوستان مین بیگہ مین کی تقسیم بیگھون و بیسوانسی مین ہوتی ہے اسیطرح کشمیر مین کی تقسیم تپہ مین ہوتی ہے ایک بیگہ و بیسوانسی گز کا تپہ ہوتا ہے۔ اور کشمیر مین ٹھائی تپہ کو سرے اندکو بیگھ کہتے ہین — ہر دہ کی پیداوار کا حساب خروار شالی مین ہوتا ہے اور خروار شالی ۳ من ۷ سیر پادشاہی کی ہوتی ہے۔ تلائی کا وزن ترک ہے اور ترک آٹھ سیر کا ہوتا ہے فصل ربیع مین ایک تپہ کی پیداوار مین سے جیسین گیہون۔ جو۔ سرسون ہون دو ترک پادشاہ کو محصول مین دیئے جاتے ہین فصل خریف مین ایک خروار شالی مونگ۔ موٹھ۔ ماش دو ترک اور گال واوزان مین سے چار ترک محصول شاہی مین دئے جاتے ہین۔ پادشاہ نے اس خیال سے کہ جو ملک نیا فتح ہوا مین جمع مالگزاری بڑھانے سے کسان پریشان ہوتے ہین اور یہان کسان سپاہی ہین اسلئے پہلے جمع مین لاکھ خروار شالی پر دو لاکھ کے اضافہ پر بس کی مگر ۱۰۳۴ مین یہ جمع ۳۱ لاکھ خروار شالی ہوگئی۔

پادشاہی عملداری سے پہلے زعفران مین ہر تخم مین تین پھول سے زیادہ نہ کھلتے تھے۔

علی زاد کی شورش کا ہونا ۱۰۱۲ھ — جمع کشمیر و زعفران کا محصول ۱۰۳۴ھ

اور محصول شاہی بیس ہزار سے زیادہ اور سات ہزار ترک سے کمتر نہ ہوتا۔ صرف ایک دفعہ مرزا حیدر کی مرزبانی مین ۲۸ ہزار ترک پر نوبت آئی تھی۔ لیکن جس سال مین وہ خالصہ شاہی ہوا نوے ہزار ترک محصول شاہی وصول ہوا اگرچہ کچھ زمین کاشت زیادہ ہوئی تھی مگر محصول کی افزایش کا سبب یہ تھا کہ ہر درخت مین آٹھ پھول کھلتے تھے بادشاہ نے بچپن زمین محصول کی معاف کردین جنسے رعایا کو بہت تکلیف ہوتی تھی ان کے معاف ہونے کا یقین کسانون کو مدتون تک نہ آیا جب بادشاہی احکام جاری ہوئے تو انکو یقین ہوا۔ انمین سے ایک زعفران کی داستان ہی۔ بازرگان و بہقا محصول شاہی ادا کرنے کے لئے زعفران کے صاف کرنے کے لئے جھے کرتے۔ گیارہ ترک مین ایک کو مزد شمار کرتے لیکن دوسیر خشک زعفران اور تہ لیا جاتا جس سے بڑا نقصان ہوتا خاص کر موسم بارش مین ایک پرانی رسم یہ تھی کہ بہت دور سے رعیت لکڑیان کاٹ کر لاتی اور اگر نہ کاٹتی تو اسکی عوض مین دو پیسہ دیتی ایسے ہی بڑھئی و جولاہے اور پیشہ وردن سے محصول لیا جاتا تھا یہ سب بادشاہ نے موقوف کئے۔

بھکر اور ملک سندھ کے معاملات

محب علیخان کی بیوی ناہید بیگم تھی وہ اپنی مان حاجی بیگم سے ملنے ٹھٹھہ گئی تھی۔ یہان اندنون مین محمد باقی منتظم تھا اسنے حاجی بیگم سے ایسا ناملائم سلوک کیا کہ وہ آزردہ خاطر ہوئی اور خان بابا و مسکین ترخان کے ساتھ متفق ہوکر محمد باقی کے گرفتاری کے درپے ہوئی۔ اس امر سے مطلع ہوکر محمد باقی نے خان بابا کو مار ڈالا اور حاجی بیگم کو جبتک وہ مری قید رکھا۔ ناہید بیگم اپنی دلاوری اور تدبیر سے یہان سے نکل کر بکر (بھکر) کو چلی گئی۔ یہان سلطان محمود فرمان روائی کرتا تھا۔ اس نے اس بیگم کے ساتھ دوستانہ باتین بناکر یہ کہا کہ اگر محب علیخان اور اسکا بیٹا مجاہد خان تھوڑے آدمیونکو

ساتھ لے کر ان حدود مین آجائین تو مین انکے ہمراہ ہوکر اولیاء دولت کو تھٹہ پر قبضہ کرادون۔ سلطان محمود نے فقط دفع الوقتی کے لئے یہ مدارات کی باتین بنائی تھین بیگم اُن کو سچ سمجھ کر بادشاہ پاس آئی اور بہت گڑگڑائی۔ بادشاہ نے محب علیخان اور مجاہد خان کو جانے کی اجازت دی۔

ناہید بیگم قاسم خان کوکہ کی بیٹی تھی اسکے باپنے حضرت فردوس مکانی کے ساتھ یہ بڑا سلوک کیا تھا کہ جب وہ عبید اللہ خان کے محاربہ مین غنیم کے پنجہ مین گرفتار ہوا تو قاسم خان نے کہا کہ بادشاہ مین ہون اور یہ میرا نوکر ہے۔ یون فردوس مکانی کی جان بچگئی اور وہ خود مارا گیا۔ اس لئے حضرت فردوس مکانی نے اسکے اہل وعیال کی پرورش پدرانہ شفقت سے کی اور محب علیخان سے اسکا عقد نکاح کیا۔

جب محب علیخان بھکر کے قریب آیا تو سلطان محمود نے کہا کہ مین نے تو ایک بات یونہی ناہید بیگم سے بنادی تھی۔ مین اس کام مین شریک نہین ہونگا اور اگر آپ ایسے ہی ٹھٹہ جانے پر بجد ہین تو جیسلمیر کی راہ سے جائین اسپر محب علیخان اس سے لڑنے کو مستعد ہوا۔ حدود ماتیلہ (یا تھیلہ) پر دونو لشکر ملے۔ محب علیخان و مجاہد خان پاس دو سو آدمی تھے۔ سلطان محمود نے دو ہزار آدمی انسے لڑنے کو بھیجے۔ مگر اس کمتر لشکر نے بزرگ تر لشکر کو شکست دے کر بھگایا۔ سلطان محمود قلعہ بھکر مین متحصن ہوا محب علیخان نے اب قلعہ کی تسخیر کا ارادہ کیا تو مخالفون کی جمعیت مین تفرقہ پڑا۔ انمین سے مبارک خان خاصہ خیل جسپر سلطان محمود کے سارے کامون کا مدار تھا وہ پندرہ آدمیون کو لے کر محب علیخان سے مل گیا جسکا سبب یہ تھا کہ اسکے بیٹے اوغلی بیگ کو سلطان محمود کی کسی حرم کے ساتھ بدذاتون نے متہم کیا تھا اس لئے محمود اس خاندان کے استیصال کے درپے ہوا۔ مبارک خان نے جان کے خوف سے اپنے آقا کے اخلاص کو چھوڑکر یہ مفارقت کی محب علیخان نے مال ومنال کی طمع

اسے مار ڈالا اور اس کے آدمیون کو کہ نجابت کی نگہبانی تھے تسلی دے کر
بھکر کے محاصرہ مین شامل کرلیا۔ سلطان محمود نے اور لوازم قلعہ داری کا اہتمام
کیا مگر اس حصار مین قحط پڑا معلوم نہین فرط احتیاط سے یا مزید سخت و دشوار ہے
باوجودیکہ غلہ بہت تھا مگر بیس تیس سالہ اناج جو ایک زمانہ دراز سے قلعہ مین جمع
ہوا تھا آدمیون کو کہلایا جس سے ان کے جسم مین درد اور ورم پیدا ہوا اور
وبا پھیلی۔ سرس کے درخت کے پوست کو جوش کرکے پینے سے آدمیون کو آرام
ہو جاتا تھا۔ جب سلطان محمود کو زمانہ نے یون تنگ معاش کیا تو اس نے بادشاہ
کو عرضداشت بھیجی کہ مین ہمیشہ بادشاہ کا مطیع و فرمان بردار رہا ہون جو کچھ ہوا
سو میری بدنصیبی سے ہوا اب قلعہ بکر کو شاہزادہ سلیم کے پیش کش کرتا ہون لیکن
مجھ مین اور محب علی خان مین بیر ہے اسکو قلعہ حوالہ کرنے مین سوا خواری کے کچھ
اور نظر نہین آتا اسکے آزار سے ایمن نہین ہون امیدوار ہون کہ حضور بندگان
درگاہ مین سے کسی اور کو بھیجدین کہ مین یہ قلعہ اور ولایت اسکو حوالہ کرکے خلاص
ہون حاضر ہون۔ بادشاہ نے اس درخواست پر میر گیسو کو بھیجا مگر وہ بھکر
مین پہنچنے نہین پایا تھا کہ سلطان محمود پاس حضرت عزرائیل آگئے۔ اہل قلعہ
اسکے آنے کے منتظر تھے۔ مجاہد خان نے کنجابہ (کنجایہ) کا محاصرہ کر رکھا تھا۔
ساس بیگم والدہ مجاہد خان زوجہ محب علیخان میر گیسو کے آنے سے ناراض ہوئی
چند سوار بھیجکر اس سے لڑنے کا سامان تیار کیا اور اسکو بہت تنگ کیا۔
خواجہ مقیم ہروی پدر خواجہ نظام الدین حسن بخشی نے جو اس نواح کی ایلچی
کے لئے روانہ ہوا تھا محب علیخان کو سمجھا کر اس پرخاش بیجا اور جنگ ناہنجار سے
باز رکھا۔ جب میر گیسو قلعہ مین آیا تو اہل قلعہ نے کنجابان اسکو حوالہ کیا محب علیخان
اور مجاہد خان کو یہ مشکل آئی کہ خام طمعی کے سبب سے اس ملک کے چھوڑنے کو دل
نہین چاہتا تھا اور حکم شاہی بغیر یہان رہ نہین سکتا تھا آخر کو یہ ٹھیرا کہ مجاہد خان

ٹھٹہ جاے اور محب علیخان مع زنہ و زاد قصبہ بھوری (روڑی) مین سکونت کرے
جب اس قرارداد پر عمل ہوا تو میر گیسو نے کشتیون مین ایک جمع کثیر کو بٹھا کر محب علیخان
پر چڑھائی کی۔ اس مین تاب مقاومت نہ تھی وہ ماتھیلہ کی طرف بھاگا آنیوالون
نے شہر پر دراز دستی کی۔ سامقہ بیگم نے اپنی حویلی کو مستحکم کیا اور محاربہ و مدافعہ
کی تیاری کی۔ ایک رات دن تک اپنی چار دیواری کی محافظت تہور اور کارداني
سے کی۔ جب وہ تنگ ہو رہی تھی تو مجاہد خان ایلغار کرکے آیا اور دشمنون کو شکست دی
اور دریا کے اس طرف متصرف ہوا پھر بھکر مین ترسون خان مقرر ہو کر آیا اسکے بھائی
اس طرف آئے۔ میر گیسو چاہتا تھا کہ قلعہ کو مستحکم کرے مگر اس خیال فاسد سے باز رہا
اس سرزمین کی خاصیت یہ ہے کہ جب کوئی بیگانہ مستقل ہو کر غرور افزا ہوتا ہے تو
ارباب طاعت کو متمرد بناتا ہے ورنہ یہان کے آدمی کہان اور خود فروشی کہان
اسطرح پر بہ پادشاہی قبضہ ہوا۔ ٹھٹہ مین مرزا خانی فرمانروائی کرتا تھا جس کا آگے
بیان ہوتا ہے۔

پادشاہ نے ایک سپاہ بسرکردگی خانخانان قندھار کی فتح کو لیے
روانہ کی تھی اور اسکو حکم دیا تھا کہ مرزا بان ٹھٹہ کو جو پادشاہ کی خدمت مین حاضر
نہین ہوا تھا ایک کارآگاہ بھیجکر نصیحت کی داستان سنائی۔ اگر وہ خود ملے یا لشکر
ہمراہ کرے تو بہتر ہے ورنہ بازگشت کے وقت اسکو سزا دے پادشاہ کا جشن
۹۹۹ھ مین تھا کہ ٹھٹہ کے ایلچی پادشاہ کے دربار مین آئے عرضداشت اور پیشکش
گذرانی۔ یہ گذارش کی کہ حماقت سے جو کچھ پہلے ہوا سو ہوا۔ اگر نوید بخشایش مرزا
کو پہنچے تو پہلے لغزشون کا چارہ پذیر ہو شہریار نے ایلچیون کو امیدوار کیا اور دلدہی کا
منشور لکھ دیا۔ خانخانان کے اقطاع مین ملتان اور بھکر تھی تو اوسنے غزنین و رنگش
کی راہ چھوڑ کر اپنی جاگیر کی سربراہی کے لئے بہ دراز راہ اختیار کی۔ اس اثنا مین زرستون
نے خانخانان کو سمجھایا کہ ٹھٹہ مین جتنا مال ہاتھ لگیگا اتنا قندھار مین نہین ہاتھ آئے گا۔

ٹھٹہ کا ارغونون کا فتح کرنا ۱۰۰۰ھ

سپہ آرا نے ٹھٹہ کے فتح کی اجازت حاصل کی۔ ملتان کے قریب بلوچ عہد و پیمان کرکے
ملے۔ بھکر کے قریب سپاہ کی صف بندی ہوئی۔ انھین دونون مین مرزا جانی بیگ فرمانروا
سند کے ایلچی خانخانان کے پاس آئے اور یہ گذارش کی کہ قندھار کی فتح کو لشکر شاہی جاتا ہے
ہمیں مناسب تھا کہ اس لشکر کے ساتھ جاتا۔ لیکن فتنہ اندوز شرارت سے باز نہین آتے اسواسطے
خود نہین چل سکتا۔ مگر خدمت گذاری کے لئے اپنا لشکر بھیجتا ہون۔ خانخانان نے ان ایلچیون کو
ایک کوٹہ مین بٹھایا۔ خود تیز تر چلا اوسی کے ساتھ یہ اطلاع آئی کہ قلعہ سیوان مین آگ لگی
آذوقہ جلا۔ بادشاہ کی سپاہ یہ سنکر دشت و دریا مین ڈگین بھرنے لگی دریا نورد و آتش
قلعہ سیوان کے نیچے جاکر لکھی کو تسخیر کرلیا۔ یہ مقام سندھ کا دروازہ ایسا ہے جیسے کہ
ملک بنگالہ مین گڈھی اور کشمیر مین بارہ مولہ قلعہ نشینون کی توپ بندوق سے کچھہ آسیب
نہ پہنچا اور یہ ملک کا دروازہ ہاتھ آگیا۔ پھر خانخان قلعہ کے تردیک پہنچکر اسکی فتح کے لئے
چارہ گری کرنے لگا بعض اس ملک کو سیوستان کہتے ہین۔ اسمین یہ حصار حاکم نشین دریا
سندھ کے کنارہ پر ایک پشتہ پر بنا ہوا ہے۔ خاکریز اسکا چالیس گز۔ دیوار سات گز اسکے
قریب ایک کولاب ہی۔ آٹھ کوس لمبا۔ چھہ کوس چوڑا۔ دریا کی تین شاخین اُس سے ملتی
ہین وہ حصار یون کی پناہ گاہ ہے اور آدمی کچھ جزیرہ مین کچھہ کشتیون مین آباد ہین۔
قرا بیگ کچھ غراب لے کر اس طرف یکایک پہنچا اور بہت غنیمت جمع کی۔ زمیندارون نے پناہ
مانگی۔ مرزا جانی بیگ اس حال سے مطلع ہوکر لڑائی کے لئے نکلا اور نصیر پور کی راہ پر جس کے
ایک طرف دریا اور دوسری جانب ندیان تھین ایک حصار بنایا اور اس کو جنگی کشتیون
اور توپخانہ سے استوار کیا۔ اب بادشاہی لشکر آگے بڑھنے مین دودلہ ہوا۔ ان دنون
راول بھیم بزرگ جیسلمیر اور رائی سنگرکے بیٹے دلپت نے گذارش کی کہ ارادہ تھا کہ بھکر سے آئے
مگر گمراہی کے سبب سے امرکوٹ کے رستہ سے آتے ہین اس خوف سے کہ مبادا غنیم اس فوج
پر چیرہ دستی کرے۔ قلعہ اور راہ کے کام کو چھوڑکر خشکی اور دریا سے روانہ ہوئے اور معابر پر
مقصود آقا اور بعض اور آدمیون کو چھوڑا تاکہ قلعہ نشینون کو وسوسہ لگا رہے اور راہ مین

کچھہ امن ہو۔ مرزا آبان کو غنیم سے چھہ کوس پر پہنچے۔ اور دو راندیشی کے سبب ایک دیوار بنائی۔ اور کوشہ و چرکس کشتیون کو آمادہ کرکے لڑنے آیا۔ باوجودیکہ وہ کشتیون کو اوپر کی طرف لے جاتے تھے۔ مگر پانی کی تیزی سے وہ نیچے کی طرف جاتی تھین رات ہوگئی تھی اس لئے صبح کو لڑائی ہوئی۔ مشہور تھا کہ خشکی کی راہ سے مرزا جانی بیگ آتا ہے فریدون برلاس و سید بہاء الدین سکندر بیگ و قرا بیگ بہادر خان اس اندھیری رات مین دریا سے پار گئے۔ صبح کے وقت توپ اندازی گرم ہوئی اور عجب لڑائی ہوئی پانی کی کمی کے سبب سے غنیم نزدیک نہین آسکتا تھا۔ اس کنارہ سے آکر آب گذشتون کو تیر سے لے لیا جنگی غرابون مین سپاہ بیٹھ کر پانی کے نشیب کی طرف ایسی گرم رفتار ہوئی کہ تیرون سے لڑائی ہونے لگی اور تھوڑی دیر مین برچھہ اور جمدھر پر نوبت آئی۔ غنیم لڑائی چھوڑ کر بھاگا — نامورون مین سردانہ مارا گیا۔ مرزا قلی زخمی ہوا۔ چہار غراب آدمیون اور مال سے بھری ہوئے ہاتھ آئے۔ ایک مین دختور۔ ھرموز (پرتگیز) تھا۔ قاعدہ یہ تھا کہ حاکم ھرموز کسی کو ٹھٹھہ مین مقرر کرتا تاکہ سوداگرون مین امن آمان رکھے۔ مرزا جانی نے اس شہرت کے لئے کہ اس قدر گروہ اسکی کمک کو آئے ہین۔ ھرموز کو ساتھ لیا۔ اور اپنے چند نوکرون کو ھرموز (پرتگیزون) کا لباس پہنایا (قواعد اور وردی کی حیثیت سے ہندوستان مین بھی سپاہی پہلے پہل یورپ والون کے نمونہ بنے تھے) مخالفون کے دوسو آدمی مارے گئے ہزار سے زیادہ زخمی ہوئے۔ شاہی لشکر مین بہت کم آدمی مارے گئے۔ تیر دستون نے ایک غراب کو ساتھ لیجاکر خسرو کو زخمی کیا اور قریب تھا کہ اسکو گرفتار کرے ناگہانی توپ پھٹ گئی اور کشتی بھی تباہ ہوگئی۔ کچھہ آدمی مرگئے۔ کارشناس دوربینون کی یہ رائے تھی کہ خشکی و دریا کی راہ سے مرزا جانی کی بیگاہ پر ہاتھ چلاے۔ مگر بہت آدمیون نے اوسکو پسند نہین کیا اور آسان کام کو مشکل کردیا۔

ہم نے اوپر لکھا ہے کہ دلپت و راول بھیم منتخب فوج کے ساتھہ ٹھٹھہ کی عزیمت سے روانہ ہوئے تھے وہ امرکوٹ پر پہنچے۔ بادشاہ کی جنم بھوم بغیر لڑے ہاتھ آگئی۔ اور

اور وہان کا رانا خدمت گذاری کے لئے ہمراہ ہوا۔ بعض زمینداروں نے کنوؤں مین زہر ڈال دیا تھا اس لئے گذار مین پانی کی کمیابی نے سپاہ کو پیاسا مار رکھا تھا کہ ناگہانی مینھ برسا سب بادشاہی لشکر کو دریا کی لڑائی مین غلبہ ہا۔ اور آگے جانے مین اُس نے تساہل کیا تو غنیم جو اسیمہ سر ہو رہا تھا اُس نے اپنے پانوں استوا کیئے بہت سی گفتگو کے بعد مرزا جانی بیگ نے جو قلعہ بنایا تھا اسکا محاصرہ کیا ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ اور جوان مرد اپنی مردانگی دکھانے لگے۔ ایک دن سکندر بیگ کہ بادشاہ کا نامور افسر تھا ران مین تیر سے زخمی ہو کر مرگیا۔ مخالف اپنی جا کی استواری اور سپاہ کی کثرت اور آذوق کی فراوانی۔ اور رعیت کی یاوری کے سبب سے بیغم تھا اسکی آنکھین باریش پر لگ رہی تھین کہ سب جگہ پانی پانی ہو جاے۔ اور بیگانہ لشکر بغیر لڑے اُٹھ جائے۔ بادشاہ کے لشکر مین گرانی ہوئی اور کمزور آدمیون کو سراسیمگی ہوئی۔ خانخانان نے عرضداشت کمک کے لیئے بھیجی۔ بادشاہ نے ۲۱ آذر کو رای رائسنگھ کو روانہ کیا اور آذوق و توپ دارو اور اسباب جنگ بھی

ملک کی بیگانگی اور راہ بستگی کے سبب سے لشکر مین آذوقہ گران قیمت ہوا۔ اور لشکر پریشان ہوا تو خانخانان نے حصار کے محاصرہ کو چھوڑ کے مختلف مقامات مین لشکر کو بھیجدیا کہ وہان جاکر وہ اپنا گذارہ کرے جو سپاہ ٹھٹھہ روانہ کی تھی وہ نہ پہنچ سکی مخالفون نے شہر کو جلا دیا۔ مرزا جانی بیگ قلعہ سے نکل کر ان کی طرف یہ سو چکر چلا کر کشتیون مین بیٹھ کر اس پر قبضہ کرلے۔ خانخانان کو جب یہ حال معلوم ہوا تو اُس نے خواجہ بخشی کو اسطرف بھیجا۔ اور بعد ازان خود بھی روانہ ہوا۔ اُس وقت کہ کشتی نشین سراسیمہ تھے۔ سپاہ فوستادہ پہنچی اور چارہ گری کی۔ بہت آدمیون کی رائے یہ تھی کہ لکھی کو استوار کرکے کمک کا انتظار کرین۔ مگر جوانمردون نے لڑائی کی ٹھیرائی۔ اور عمدہ طور پر صف آرائی کی۔ اور لکھی سے گذر کر غنیم سے چھ کوس پر ڈیرا ڈالا۔ ۲۱ کو پیکار کے قصد سے چار کوس آگے بڑھے۔ کئی دن سے ہوا تیز چل رہی تھی۔ اسکا رخ دشمن کی طرف تھا۔ تھوڑی دیر مین لڑائی ہوئی۔ اول مخالف کی ہراول بسرکردگی خسرو اپنے برابر کی فوج شاہی پر غالب

مرزا جانی بیگ کا شکست پانا ۱۰۰۰ء

راے رائسنگھ کا بھیجا جانا ۱۰۰۰ء

ہوئی اور اسکے برانغار کو بھی پراگندہ کردیا۔ شمشیر عرب ہراول مین شائستگی کے ساتھ لڑا اور زخمی ہوا اور دھارو بھی نیزہ سے پیشانی پر زخمی ہوکر گھوڑے سے گرا اور پھر مرگیا غنیم کے برانغار نے ملک محمد کی کارفرمائی سے اپنے مقابل کو بھگایا۔ ایک گروہ نے ناھر خان کو ڈیرہ تک بھگایا اور لوٹ لیا۔ سید بہاء الدین ایک گروہ کو لے کر جدا ہوا۔ اور غنیم کے ھراول پر جو غالب ہو رہا جا بھڑا۔ ندی درمیان مین تھی۔ ہوا کے جھکڑ چلتے تھے اور خاک اڑتی تھی ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی۔ اس آشوب گاہ مین لشکر شاہی کے قول کا گذر غنیم کے برانغار پر ہوا۔ سخت لڑائی ہوئی لیکن ہوا کی تیزی کے سبب سے جوان مرد اس فوج سے جدا ہوگئے بہادر خان و دولت خان اور کئی اور لڑائی مین مستقل کھڑے تھے اور تماشا دیکھ رہے تھے اتفاقاً محمد خان نیازی۔ سید بہاء الدین میر معصوم بھکری۔ خواجہ مقیم آپس مین مل گئے اور ایک بڑا ہنگامہ برپا ہوا۔ غنیم بھی پراگندہ ہوکر ایک دوسرے کی خبر نہین رکھتے تھے۔ مرزا خانی چار سو آدمیون کے ساتھ جنگ گاہ مین سراسیمہ کھڑا تھا پادشاہی سپاہ نے اس طرف قدم بڑھایا۔ مرزا اس خوف سے کہ اب قول پہنچتا ہے اور زیادہ سراسیمہ ہوا۔ اس درمیان مین ایک ہاتھی نے شورش مین آکر اپنے لشکر کو پراگندہ کیا۔ کچھ لڑائی ہوئی۔ غنیم بھاگ گیا اسکے تین سو آدمی اور پادشاہی لشکر مین سو آدمی مارے گئے۔ مرزا کئی دفعہ پھر پھر کر لڑا لیکن اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ باوجودیکہ غنیم کا لشکر پانچہزار سے زیادہ تھا اور لشکر شاہی مین بارہ سو آدمی تھے مگر لشکر غنیم کے لشکر پر غالب رہا۔ یہ فتح عجیب تھی کہ سپہ آرا دور نہ کوئی بزرگ دلیر موجود۔ ابتدائی جنگ مین برہمزدگی بدلپت بے دلی کے سبب سے اپنی عمدہ سپاہ کے ساتھ نہ ملا۔ اس فتح مین یہ خبر آئی کہ پادشاہی لشکر لٹ رہا ہے لشکر تیزدست وہان پہنچا اسنے غارت گرون کو پکڑ کر لٹکا دیا۔ باقی بھاگ گئے۔ لشکر ایمن ہوگیا۔ خانخانان مژدہ فتح سنکر اس قلعہ مین کہ مرزا جانی بیگ نے بنایا تھا پہنچا اور اوسکو ویران کردیا۔

جب پادشاہی سپاہ کو غلبہ ہوا تو مرزا جانی بیگ نے ارادہ کیا کہ پھر اپنے

مرزا جانی بیگ کا صلح کرنا اور بیعت ان کا بیرم خان کے ۱۰۰۰

مرزا جانی بیگ کا صلح کرنا اور سیوستان کا سپرد کرنا ۔۔۔ ۱۰۰۱ھ

قلعہ مین چلا جاے مگر اس نے راہ مین سُنا کہ پادشاہی سپاہ کا غلبہ اسپر ہو گیا ہی
تو اسکو بڑا فکر ہوا اور اسنے ایک انجمن کو جمع کیا کہ وہ کسی استوار حاکو تجویز کرے اس نے
بہت سوچ بچار کرکے بالاکنڈی چار کوس پر دنیور کے نزدیک سیہوان سے چالیس
کوس پر ایک دلپذیر جا قرار دی اور اس سرزمین مین ساحل سندھ پر ایک قلعہ کی
بنیاد ڈالی اور اسکے گرد چوڑی گہری خندق بنائی ۲۶ فروردین کو خانخانان نے جاکر
اسکا محاصرہ کیا تیر و بندوق سے سوال جواب ہوئے جانفشانی اور جانستانی کا
ہنگامہ گرم ہوا۔ غنیم کو اپنے لشکر کی افزونی اور جنگی کشتیون اور بارش کی نزدیکی کا
بڑا گھمنڈ تھا۔ انہی دنون قلعہ ہرن کوٹ کہ اس ملک کا منتخب قلعہ تھا فتح ہوا اور خوب
لڑائی ہوئی۔ عرب کرد کا ایک گروہ اس حصار مین تھا وہ قاسم علی قلعہ دار سے عاجز
ہوا اور اُسکا سر کاٹ کر لشکر شاہی مین لایا۔ اور اپنی دولتخواہی اُس نے دلنشین کرائی
اولیاء دولت اس سے خوش ہوی۔ قلعہ کی کشایش مین اور زیادہ کوشش کرنے لگے
روم کے آئین کے موافق ریگ تودی بلند کرکے مورچال آگے لے گئے خندق کو بھرنا
شروع کیا۔ اہل قلعہ بھی رخنون کو بنا کر خالی کرتے تھے۔ دونوطرف سے سخت کوشش ہوتی
تھی۔ چند دفعہ اہل قلعہ باہر آکر لڑے مگر ناکام پھرے۔ زمین کی بیگانگی اور رعیت کی
سرتابی سے لشکر شاہی مین آذوقہ کم پہنچتا تھا جس سے عجیب گرانی ہوئی اور سخت بیماری
پھیلی۔ پادشاہ نے پیش بینی سے بہت سا آذوقہ اور خزینہ الہ بخش و قراق بہادر کے
ہاتھ روانہ کیا وہ عین تنگ دستی مین پہنچا اور اُس نے دلون کو تازہ کیا۔ تھوڑی عرصہ
مین قلعہ کو بہت تنگ کیا۔ مورچال سے قریب ہوے۔ کہ ایک دوسرے کے ہاتھ سے
سنان چھین لیتے اہل قلعہ نہایت عاجز ہوے۔ بہت لابہ گری کرکے آشتی کے
خواہان ہوئے۔ پادشاہی لشکر نے بھی کم آذوقی کے سبب سے صلح کو قبول کرلیا اور
یہ پیمان ٹھیرا۔ سیوستان کو مع سیہوان اور بیس جنگی غراب مرزا جانی بیگ حوالہ
کرے اور خانخانان کے بیٹے ایرج کو اپنی دامادی مین قبول کرے جب برسات

ختم ہو جائے تو خود بادشاہ کی خدمت مین آئے - یہ قرار پایا کہ اول محاصرہ اٹھایا جاے - پھر مراسم خویشی استوار ہون جب وہ سیہوان دیدے تو موسم بارش مین لشکر شاہی یہین مقیم رہی - ۱۶ خرداد کو مورچال اٹھائے گئے اور رسوم شادی ادا ہوئین اور قلعہ کے حوالہ کرنے کے لئے اور لینے کے لئے طرفین سے آدمی گئے -

جب آشتی ہو گئی اور مورچال اٹھ گئے تو مرزا جانی بیگ پہلے اس سے کہ قلعہ سیہوان کو حوالہ کرے بے اجازت ٹھٹھہ کو روانہ ہوا - لشکر شاہی نے جانا کہ اس نے فریبکاری کی - ایک کارآگاہ کو بھیجکر اس سے پوچھا کہ یہ کیا کیا اس نے عرض کیا کہ مردون کی کثرت سے قلعہ کی ہوا جانگزا ہے اُس مین جیتون کو جینا مشکل ہے سپاہ اور رعیت نے اپنی جگہ مین جانے کی درخواست کی مین نے اسے منظور کرکے روانہ کیا - سارا لشکر عاجز ہو کر بغیر کچھ کہے چلا گیا اور میری پاس کوئی نہین رہا - ناگزیر اس طرف نصیر پور مین چلا آیا - حاشا مینے عہد شکنی نہین کی جو کہا ہے وہی کرونگا - رستم قلعہ دار سیہون نے آن کر پیمان از سر نو کرکے قلعہ سیہوان علی عرب اور مقصود آقا کو حوالہ کیا - اور قلمرو شاہی مین کل سیوستان کا اضافہ ہو گیا -

سپاہ نے بعد از صلح قصبہ سن مین سیہوان سے بیس کوس پر اپنا بیگاہ بنایا جب برسات ختم ہوئی تو مرزا جانی بیگ کا انتظار وہ کر رہی تھی کہ اوسکو ہمراہ لے کر پادشاہ پاس لے جائین کو ناگاہ مرزا کا پیغام آیا کہ کچھ پریشانی پیش آئی ہے اور راہ دراز ہے بعد خریف کے محصول وصول کرنے کے وہ درگاہ والا مین روانہ ہوگا اور یہ بھی پیمان ہوا تھا کہ این روئے سیہوان حوالہ کیا جائیگا اس مین سے ہنوز بران کوٹ اور ہالاکنڈی نہین سپرد ہوئے ہیں - اولیاء دولت نے فرستادہ کو نگاہ رکھا اور خود تیز دستی کرکے شاہ بیگ خان - غازی خان - جانش بہادر خواجہ خضری اب سندھ سے گذر کر خشکی کی راہ ٹھٹھہ کی طرف چلے - بختیار بیگ - قرا بیگ - اور امیر جنگی غرابون مین دریا نورد ہوئے - شیر خان اور بعض امیر دریا کے کنارہ پر مقیم ہوئے یہ قرار پایا

مرزا جانی بیگ و خانخانان کا بادشاہ کی خدمت مین آنا

کہ یہ تینون فوجین ایک دوسرے کو اطلاع دیتی ہوئی سفر کرین اور تیز دستی کرکے
نصیر پور پر کہ ملک کے وسط مین ہے قبضہ کرین سب کا مطلب یہ تھا کہ بادشاہ پاس نرا
جانی بیگ چلے خانخانان نے اس پاس اپنا ایلچی بھیجا اور بہت سی نصیحتین اسکو کین اور بعد ازان
خود بھی چلا۔ فوجون نے نصیر پور پر غلبہ پایا۔ ٹھٹہ سے مرزا نے نکل کر دو تین کوس منزل
اس قصد سے کی کہ عقبات (گھاٹیان) کو جو بارتک ستوا کیے جب خانخانان نصیر پور
مین آیا تو تینون فوجین موافق سابق کے روانہ ہوئین۔ چابک دستون نے مرزا کے اردو
کو تاخت و تاراج کرنا شروع کیا چند ارغونی بھی انکے ساتھ مل گئے۔ مرزا نے لاپرگری
کی۔ کارپردازون کو بھیجکر پیمان شکنی کا سبب خانخانان سے پوچھا۔ اسکا جواب یہ ملا
کہ ہم عہد کو نہین توڑتے اور کوئی اور بات ہمارے دل مین نہین آئی لیکن ایسا سنا
گیا کہ فرنگی سپاہ حرموز (بربرتگیز) اس سرزمین مین یارش کر رہی ہے اس لئے بندر
لاہری کی یورش درپیش ہے۔ لوٹ مین جو مال ہاتھ لگا تھا اوسکو عذر کرکے واپس
بھیجدیا۔ خانخانان نے یک جہتی کے پیام مین گرمجوشی کی۔ پہلے سال کی دہم آبان کو وہ
آپہین سوار ہوکر ملے۔ دوربینی کے سبب سے خانخانان ٹھٹہ کے شہر کی طرف روانہ ہوا
بظاہر اس جگہ کی سیر کا قصد تھا لیکن اصل تدبیر یہ تھی کہ پایان آب پر قبضہ کرتے تاکہ
ارغونیون کے دل مین کچھ اور ارادہ نہ پیدا ہو۔ جب کچھ تھوڑی دور گیا اور خاطر جمع
ہوئی تو اس نے گذارش کی کہ پیوند دوستی کے موافق سزاوار یہ ہے کہ نوارہ حوالہ کیا جائے
جسکے سبب سے دور اور نزدیک کو کوئی بات کہنے کے لئے نہ رہی اور سب خاموش رہین
مرزا نے ناگزیر سارا ملک پادشاہی لشکر کو حوالہ کیا اور درگاہ والا مین جانے کا سامان
تیار کیا۔ خانخانان ٹھٹہ کی سیر کر بندر لاہری مین آیا۔ شاہ بیگ اور افسرون کو یہان
سے رخصت کیا کہ مرزا جانی بیگ کے ہمراہ آگے جائین۔ ٹھٹہ مین ایک گروہ چھوڑکر
خانخانان خود خشکی کی راہ سے پھرا اور باغ فتح کے قریب مل گیا اور بہت سے
افسرون کو اس ملک مین متعین کرکے مرزا کے ساتھ ۲۹ بہمن کو روانہ ہوا۔ ہر چند

اس نے چاہا کہ اہل و عیال کو ٹھٹہ مین چھوڑ جاے مگر خانخانان نے اس درخواست کو نہ مانا۔
اسلئے اُس نے اپنا زر و زادا اور نوکرون کو خشکی اور دریا کی راہ سے روانہ کیا اور خانخانان کے
ساتھ بادشاہ کی خدمت سے مشرف ہوا۔ اور اسکو بادشاہ نے منصب ہزاری اور صوبہ
ملتان عنایت کیا اور ٹھٹہ مرزا شاہرخ کو عطا ہوا۔ اس سے مرزا شکستہ خاطر ہوا۔ ان
دنون بادشاہ نے سُنا کہ الوس ارغون دس ہزار مرد و زن کشتی مین اوپر کی طرف جاتے
ہین ہاتھ تلے سے ملک نکل جانے سے کشتی بان اور خدمت گذار ہاتھ نہین آتے ہین اس لئے
وہ خود ہاتھون اور دانتون سے کشتیون کو کھینچتے ہین اس سبب سے بادشاہ کو اُن پر رحم آیا۔
اور مرزا جانی کو ملک ٹھٹہ پھر دیدیا

مرزا جانی پسر پایندہ محمد بن مرزا باقی بن مرزا عیسی بن عبد العلی بن عبد الخالق تھا
وہ شکل بیگ خان کی نسل سے تھا۔ شکل بیگ کے باپ ایکو تمر نے نقمش خان کی لڑائی
مین اپنی جان لڑا کر وفات پائی تھی اسلئے صاحبقران نے خرد سالی سے اسکی پرورش کی
تھی۔ ترخانی کا درجہ عطا کیا تھا اسکا نسب چوتھی پشت مین ارغون خان بن ایاغ خان
بن ہلاکو خان بن تولوخان بن چنگیز خان تک پہنچتا تھا۔ منصف بادشاہون کا پہلے یہ دستور تھا
کہ وہ اپنے چند سعادت سرشت بندون کو کن مکن کا اختیار دیتے اور ترخان کا خطاب
دیتے۔ صاحبقران کے ترخان کو کسی جگہ جانے سے سپاہی نہین روک سکتے۔ نو گنا ہون تک اُسکی
اور نہ اسکی اولاد سے باز پرس کرتے۔ خاآن بزرگ چنگیز خان نے تسلیق و یاکو اس جلد و
مین کہ اُنہون نے غنیم کے حال پر مطلع کیا تھا ترخان کا پایہ عطا کیا تھا اور جہر بانی سے فرمایا کہ
کے بوجھ سے ہلکا کیا تھا اور لوٹ مین سے شہنشاہی حصہ عنایت کیا تھا بعض ترخان
ان سات چیزون سے سربلند ہوتے ہین طبل و تمن و توغ و نقارہ و قشون توغ و چتر توغ
و قور۔ یہ آخر تین چیزین اسنے اپنے دو برگزیدہ آدمیون کو دی تھین۔ باقی اور حالات
تاریخ ملک مندھ مین پڑھو جو اس جلد کے اوّل مین لکھی گئی ہے۔

مرزا جانی بیگ مرزبان ٹھٹہ علم ظاہری رکھتا تھا۔ علم موسیقی مین اور فارسی

مرزا جانی بیگ کے خاندان کا بیان خطاب و ترخان کا بیان

زبان مین شعر کہنے کی اچھی استعداد رکھتا تھا۔ جب سے بادشاہ کی اطاعت اس نے اختیار کی۔ اسکے گفتار اور کردار سے بادشاہی اخلاص معلوم ہوتا تھا اور اُسکی نشست و برخاست سے شناسائی و آہستگی ظاہر ہوتی تھی۔ لیکن چھوٹی عمر سے وہ شراب پیتا تھا۔ مگر شرابیوں کی نا ہنجار حرکتین نہ کرتا تھا۔ کارکرد اور گفتگو عقل کے موافق کرتا تھا پھر گھر مین شراب بہت پیتا تھا۔ شراب کے نہ پینے کی نصیحت نہ سنتا تھا۔

رباعی

چہ حوری چیزے کہ از خوردن آن چیز ترا	نے چو سروی بنماید بمثل سرو چو نے
گر کسی بخشش گویند کہ مے کردنہ او	ور کنی عربدہ گویند کہ او کرد نہ مے

غرض شراب کی افزونی سے رعشہ و سرسام ہوا۔ ۱۳ ربیع الثانی ۱۰۰۹ھ مین دنیا سے رخصت ہوا۔ بادشاہ نے غائبانہ اسکے بیٹے مرزا غازی کو ریاست باپ کی دیدی۔

پٹنہ ایک آباد ملک ہے اسکا مرزبان جدا ہے۔ باندھو کا قلعہ اسکا نشیمنگاہ ہے مشرق مین ۶۰ کروہ تک اسکی عملداری ہے۔ اسکے پیچھے اور زمینداروں کی زمین ہے جو اسکے کچھ مطیع ہین۔ اسکی ولایت کچھ رہتاس ہے۔ جنوب مین بارہ کروہ تک اسکی عملداری ہے اسکے پیچھے اور زمینداروں کی زمین ہے جو اسکے کچھ تابع ہین۔ ملک گڈھ سے اس مین گذر ہوتا ہے۔ شمال مین گنگا جمنا ساٹھ کروہ پر الہ آباد کے متصل۔ جنوب مین سولہ کروہ تک عملداری اسکے پیچھے ولایت گدھ ہے۔ جنوب و مشرق کے درمیان رستہ ۴۸ کروہ پر۔ مشرق و شمال کے درمیان ستر کروہ عملداری ہے اسکے پیچھے صوبۂ الہ آباد ہے شمال و مغرب مین ۵۰ کروہ پر قلعہ کالنجر سے علاقہ ملتا ہے مغرب و جنوب مین ۲۵ کروہ پر ولایت گدھ ہے یہ قلعہ بڑا دشوار کشا ہے۔ کوہ ہے اسکے گرد ہے اسکا نشیب ۸ کروہ ہے اور بلندی ڈیڑھ کروہ سے کچھ زیادہ۔ تین طرف پہاڑ ہے سخت ہے۔ شمال و چار دیوار سنگین ہے۔ پہلا دروازہ گنیش پور ہے یہان ایک بڑا آبگیر ہے۔ دوسرا دروازہ ہنومان پور ہے۔ سوم کرن پور چہارم بھیرہ پور۔ یہان راجہ کا بنگاہ ہے اس قلعہ کی چار دیوارین ہین۔

قلعہ باندھو کی تسخیر ۱۰۰۵

گرد باغ ہین - حوض نظر فریب ہی - اس مین ایک بڑا تخانہ ہی - اسکے گرد راجہ کے رشتہ دار
مکانات ہین - کسی فرماندہ نے اسپر تسلط نہین پایا - سلطان علاء الدین یہ آرزو اپنے ساتھ
لیا - بہت خزانہ اسنے صرف کیا اور جانین کھوائین مگر کچھ کام نہ ہوا - یہ قلعہ تھوڑی توجہ
سے ہاتھ آگیا - اہل قلعہ نے خرد سال راجہ کو بادشاہ پاس اس خیال سے بھیجا کہ زر فشانی سے قلعہ
بچ جائیگا - مگر بادشاہ نے ان رشوت کی باتون کو سنا نہین اس نے حکم دیدیا کہ عہد کی کا
آئین یہ ہی کہ ایک بار قلعہ کو حوالہ کرین تو پھر بخشایش ہو - اہل قلعہ نے اسے قبول نہین کیا -
ناچار اس نے سعی کی - داد و دہش کو کلید فتح بنایا بہت بڑی لڑائیان لڑا اس لئے آپ
غالب آیا - قلعہ کا محاصرہ کیا - آٹھ مہینے بیس روز کے بعد ۲ ر تیر کو اہل قلعہ نے کم آذوقی کی
سبب سے پناہ مانگی - قلعہ کو لے لیا - بہت غنیمت جمع کی -

قندھار کے معاملات

قندھار کے معاملات جو حضرت ہمایون اور شاہ طہماسپ فرمانروای ایران کی درمیان
ہوئے اسکا ذکر ہم پہلے کر چکے ہین اور یہ بھی بیان ہو چکا ہے کہ اکبر نے قندھار باپ کے
عہد و پیمان کے موافق شاہ ایران کو دیدیا تھا اور پھر کبھی اسکی فتح کا ارادہ نہین کیا
فرمانروایان مین ایرانیون کے اقبال کا ستارا پہلی ہی چمک دمک نہین رکھتا تھا -
سلطان حسین مرزا کے بیٹے قندھار کے حکمران تھے وہ مرزبان ایران کی فرمان پذیری
سے باہر ہوئے - اور شہنشاہ اکبر کی اطاعت مین گفتار کے موافق کردار عمل مین لائے
اس لئے ان دنون مین بادشاہ کے دل مین آیا کہ ایک گزیدہ سپاہ ایران کے کارکنون
بوری کے لئے بھیجو اگر یہ مرزا سیدھی طرح سے سمجھانے سے درگاہ الامین آجائین
اور ملک اقطاع مین دیدیا جائیگا اور اُنکا آباد ملک کسی دادگر طرزدان کی یا بانی
مین سپرد کیا جائیگا اس سے شاہ ایران کی ایسی معقول مدد ہو جائیگی کہ اوزبکون کو

زبان مین شعر کہنے کی اچھی استعداد رکھتا تھا۔ جب سے بادشاہ کی اطاعت اس نے اختیار کی۔ اسکے گفتار اور کردار سے بادشاہی اخلاص معلوم ہوتا تھا اور اُسکی نشست و برخاست سے شناسائی و آہستگی ظاہر ہوتی تھی۔ لیکن چھوٹی عمر سے وہ شراب پیتا تھا۔ مگر شرابیون کی ناہنجار حرکتین نہ کرتا تھا۔ کارکرد اور گفتگو عقل کے موافق کرتا تھا گھر مین شراب بہت پیتا تھا۔ شراب کے نہ پینے کی نصیحت نہ سنتا تھا۔

رباعی

چہ حوری چیزے کہ از خوردن آن چیز ترا	مے چو سروی بنماید بمثل سرو چو لے
گر کمی بخشش گویند کہ مے کردنہ او	ور کنی عربدہ گویند کہ او کردنہ مے

غرض شراب کی افزونی سے رعشہ و سرسام ہوا۔ ۱۳ سنہ ۱۰۰۹ھ مین دنیا سے رخصت ہوا۔ بادشاہ نے غائبانہ اسکے بیٹے مرزا غازی کو ریاست باپ کی دیدی

پٹنہ ایک آباد ملک ہے اسکا مرزبان جدا ہے۔ باندھو کا قلعہ اسکا شمال مشرق مین ۶۰ کروہ تک اسکی عملداری ہے۔ اسکے پیچھے اور زمینداروں کی زمین اسکے کچھ مطیع ہین۔ اسکی ولایت کچھ رہتاس ہی۔ جنوب مین بارہ کروہ تک اسکی عملداری ہے اسکے پیچھے اور زمینداروں کی زمین ہی جو اسکے کچھ تابع ہین ملک گڈھ سے اس مین ملتا ہے۔ شمال مین گنگا جمنا ساٹھ کروہ پر الہ آباد کے متصل۔ جنوب مین سولہ کروہ تک عملداری اسکے پیچھے ولایت گدھ ہے۔ جنوب و مشرق کے درمیان رستہ ۴۸ کروہ پر۔ مشرق و شمال کے درمیان ستر کروہ عملداری ہے اسکے پیچھے صوبۂ الہ آباد ہے شمال و غرب مین ۵۰ کروہ پر قلعہ کالنجر سے علاقہ ملتا ہے غرب و جنوب مین ۲۵ کروہ پر ولایت گدھ ہے یہ قلعہ بڑا دشوار کشا ہی۔ کوہچہ اسکے گرد ہے اسکا نشیب ۸ کروہ ہے اور بلندی ڈیڑھ کروہ سے کچھ زیادہ۔ تین طرف پہاڑ ایک لخت ہے۔ شمال و چار دیوار سنگین ہے۔ پہلا دروازہ گنیش پور ہے یہان ایک بڑا آبگیر ہے۔ دوسرا دروازہ ھنڈلی پور ہے۔ سوم کرن پور چہارم ھیرہ پور۔ یہان راجہ کا بنگاہ ہے اس قلعہ کی چار دیوارین ہین۔

حاکم مقرر کیا۔ اسنے بداغ بیگ کو قتل مارنے اور ملک لینے کے لئے بھیجا۔ صبح کو انکا ارادہ قتل مارنے کا تھا کہ خود شاہ اسمٰعیل کے مرنے کی شہرت ہوئی۔ یہ بیگناہ بچ گئے۔ سلطان محمد خدابندہ ایران کا پادشاہ ہوا۔ مرزاؤن کا ملک انکو دیدیا۔ مرزا مظفر حسین سب سے بڑا بھائی قندھار مین تھا۔ رستم مرزا و باقی بھائیون کے ساتھ زمین داور مین تھا۔ خود کامی اور جوانی کی مستی اور بدہم زبانی سے آپس مین لڑمرے مظفر حسین مرزا شکست پاکر قلعہ کے اندر چلاگیا۔ چالیس روز تک رستم مرزا قلعہ پر جھولا کیا پھر دونون بھائیون مین صلح ہوگئی آپس مین ملاقات ہوئی۔ جب فرمانروائے توران عبداللہ خان نے ہرات کا محاصرہ کیا۔ لیکن سلطان افغانستان نے کہ فراہ مین ایالت رکھتا تھا رستم مرزا کو اپنے پاس بلالیا۔ تورانی سپاہ سے لڑا اور فراہ پر قابض رہا۔ مرزا نے دوستشناسی و خوددہ رائے سے بچکر سلطان کو مار ڈالا سلیمان خلیفہ خراسان سے آنکر مرزا سے ملا کہ بانیٔ شورش بنائے۔ مگر اس نے سعادت اختری سے نہ منظور کیا لیکن اسکی یاوری سے سیستان پر جو ملک فیروز کے نام سے زبان زد خلایق ہے غالب ہوا۔ مظفر حسین مرزا نے قابو کو دا ور زمین پر تاخت کی۔ رستم مرزا اس طرف آیا۔ دونو مین بڑی لڑائی ہوئی مظفر حسین مرزا مین مقابلہ کی تاب نہین رہی۔ قندھار کو الٹا چلاگیا ہمیشہ ان دونو بھائیون کے درمیان زبردست کی خو آدمی ایک کے پاس سے دوسرے کے پاس جاتے اور خفیہ کے آرام مین خلل ڈالتے جب غلبہ نے انکی لڑائی دشمنی کو بجھایا تو بدنصیبی سے مرزاؤن نے ایران کے پادشاہ سے اپنے پرانے پیوند کو قطع کیا اور شہنشاہ اکبر سے بھی شائستگی کے ساتھ تعلق نہ پیدا کیا یہانتک بڑے بھائی نے زمین داور کو لے لیا۔ مرزا رستم ہری (ہرات) مین آیا۔ قلات لے لیا اس عرصہ مین پادشاہ کی سپاہ کے آنے کا غل مچا۔ مرزا رستم نے شریف خان اتکہ حاکم غزنین کے پاس دوستی کی داستان پڑھی اور اس دستاویز سے پادشاہ کی خدمت مین شیرازنامہ بھیجا اور آستان بوسی کا قصد کیا۔ پادشاہ نے دلدہی کا فرمان میرک جلائر اور مہتر ابراہیم کے ہاتھ بھیجا۔ سر راہ کے اقطاع داروں کے نام حکم بھیجا کہ مرزا کی

بزرگ داشت مین اہتمام کریں۔ غرض نہایت آؤ بھگت کے ساتھ وہ ہار مہر کو دیہ
کا جشن تھا۔ پادشاہ کی خدمت مین آیا پادشاہ نے اسکو منصب پنج ہزاری عنایت
کیا۔ ملتان اور جہت سے پرگنے اور بلوچستان جو قندھار سے کہین زیادہ تھے عنا
کیے۔ نقارہ اور علم عنایت ہوا۔

جب زمانہ مین مشہور ہو گیا کہ پادشاہی لشکر قندھار کی فتح کے ارادہ سے آتا
رستم مرزا تیز دستی کر کے پادشاہ کا آستان بوس ہوا تو مظفر حسین مرزا نے اپنی ماں ا
بڑے بیٹے بہرام مرزا کو بھیجکر پادشاہ سے پناہ مانگی بیدولت نے بار یاب ہوے اور انکی آ
قبول ہوئی قرا بیگ کو جو اس خاندان سے قدیمی پیوند رکھتا تھا اور مرزا بیگ کو بھ
کہ مرزا کو نوید بخشایش پہنچا کر درگاہ مین لائین اور اس ملک کی دیدبانی شاہ بیگ
حوالہ کرین۔

جب قرا بیگ اور مرزا بیگ قندھار کے قریب آئے تو مرزا مظفر حسین نے انکا استقبا
کیا اور منشور والا سے خوش ہوا اور درگاہ والا کا قصد کیا۔ شاہ بیگ کو قلعہ کشا دہ پیشانی
سے حوالہ کیا اور سکہ پادشاہی جاری کیا خطبہ مین نام پڑھوایا شاہ بیگ خان نے
مرزا کی طرح طرح کی یاوری کی اور زر و زاد اور دو ہزار خلعت لباش ہمراہ کر کے روانہ کیا
لیے آویزش کے یہ آباد ملک پادشاہ کے ہاتھ مین آیا اور ایک بزرگ نژاد پریشانی
سے بچا۔ اوزبک بھی اس ملک کی فتح سے کچھ جان کش ہوئے۔ کسان کسی قدر آسو
ہوے۔ الوس ہزارہ اور افغان اور سرکش زمیندارون کی مالش مناسب ہوئی۔

داور اور گرم سیر دو نو آباد مقام قندھار سے تعلق رکھتے ہین۔ جب سپاہ شاہی
کے آنے کی شہرت ہوئی تو اس سرزمین کے بڑے بڑے آدمیون نے جمع ہو کر جر
لرنی شروع کی۔ اوزبک ناکام چلے گئے۔ ان دنون مین سلطان محمد اوغلان
وتنگ پردی و مراد خان اور بعض ماوراء النہر کے لوگ ہی پر آمادہ ہوئے اور حصار کا محاصر
جب شاہ بیگ خان آیا تو زمیندار داد خواہ آئے۔ پادشاہ کے حکم بغیر

ان کی یاوری مین متردد تھا کہ اس گروہ مین سے بعض نے قندھار کے قریب مچائی
قلعہ ہری کو مرزا عوض نے بزور لے لیا۔ شاہ بیگ نے اسکو سمجھایا۔ مگر جب وہ نہ سمجھا تو وہ لڑنے
کھڑا ہوا۔ مرزا نے تیری کو استوار کیا اور لڑا اور تھوڑے عرصہ مین گرفتار ہو گیا اور قلعہ فتح
ہوا۔ شاہ بیگ نے ہلمند سے گذر کر زمین داور پر تاخت کی غنیم جلد قلعہ ترغور مین داخل ہوا
اور تعاقب کے سبب سے وہ ہرات کی طرف بھاگا لشکر شاہی وہان سے پھر کر زمین
داور آیا۔ گرم سیر بھی بے آویزش کے ہاتھ آگیا۔ تورانی سپاہ کی آنکھیں کھلین
اور پیرائے خراسان کو اسکے پاس اندیشہ ہوا وہ دور بینی کر کے بادشاہ کی
طرف دوستانہ پیش آیا۔

۵ شہر لویہ ۹۵۲ھ کو بادشاہ کی
ملازمت سے مشرف ہوا۔ سو اسپ عربی اور اسباب نذر مین دیا۔ ان مین ایک مہرہ
عجب تھا کہ وہ سانپ کاٹے آدمی کا زہر چوس کر اچھا کر دیتا تھا۔ بادشاہ نے پنج ہزاری
منصب اور قندھار سے بڑی اقطاع سنبل اوسکو عنایت کی اور بہت نقد و جنس دیا۔
اسکے چار بیٹے بہرام مرزا۔ حیدر مرزا۔ انفاس مرزا۔ طہماسپ مرزا تھے انکا اور انکے
ہمراہیونکا دلی مقصد بر آیا۔

قندھار کے قریب ایک اسوار قلعہ سیوی ہے پہلے زمانہ مین مرزبان
بھکہ پاس تھا۔ بہت دنون سے یہنی افغان اسپر غالب تھے سید بہاء الدین بخاری
تیول دار اچھ اور بختیار بیگ قطاع دار سیوستان اور میر ابو القاسم تمکی جاگیر دار
بھکہ اور میر معصوم اور سپاہ ملتان پاس فرمان شاہی گیا کہ اول وہان جاکر اندزگود
سے قلعہ کو فتح کرین اور اگر وہ نہ سنین تو سزا سے مالش کرین۔

۲۳ دے کو لشکر اس ارادہ سے یہان آیا کنجا بہ کے زمینداروں اور اس طرف کے
اور سرداروں نے جیسے کہ داؤد خان و دریا خان تھے اطاعت کی سوم فروردین
کو قلعہ کے نزدیک پہنچے پانچہزار آدمی لڑنے کو آئے۔ کچھ لڑکر حصاری ہوئے

جب عامر مرحا ہوا تو انہون نے قلعہ کی کنجیان حوالہ کین اس فتح سے قندھار اور کیچ اور مکران قلمرو مین آگئے۔ اس جنگل مین پانی کی کمیابی سے لشکر شاہی سراسیمہ تھا کہ ایک خشک ندی مین پانی آگیا جس سے وہ تر آب ہو گئی — الوس کاکر مدتون سے زیر دستون کو ستاتے اور قندھار کی راہ پر لوٹ مار مچاتے۔ آغاز دے مین شاہ بیگ خان انکی سزا کے لئے چلا۔ اُس نے ان کے بڑے بڑے سنگر توڑے۔ سرکشون کے سر کاٹے ایک گروہ کو فرمان پذیر کیا

بلوچستان کی تنبیہ بھی ہدایت لشکر کو ہوئی تھی بلوچون کا حال یہ تھا پادشاہ کی نیکو خدمتی سے بازرہ کرنا فرمانی اسلئے کرتے تھے کہ وہ پادشاہ سے دور جانتے تھے اور اپنے مقامات کو نہایت مستحکم سمجھتے تھے۔ پادشاہ بناہ کا کونیک سگالون کے ساتھ نوازشین کرنا سمجھتا تھا۔ اس لئے اُسنے پہلے بھی [illegible] امرار کے پاس فرمان بھیجا تھا کہ بلوچیون کے مقامات مین جائین اور انکو سزا [illegible] جب بلوچیون نے پادشاہی لشکر کی تیاری کا آوازہ سنا تو اُنین جو مغرور بندگی اختیار کرنے کو تیار ہوئے اور ہیبتا کی اور دوراندیشی کے سبب سے اپنے عا پادشاہ پاس بھیجکر زینہار کے خواستگار ہوے۔ شہریارانکی اس نیازمندی کو خدمت سمجھا اور فرمان بھیجدیا کہ لشکر واپس چلا آئے۔ پادشاہ کی نیت مین تو یہ تھا کہ اہل جہاں فرمان پذیر ہون کہ کثرت مین ظل وحدت نظر آئے۔ خلائق عامہ کی آسودگی اور آرامش انتظام ہو۔ اسکا حال اور زرد دست چیرہ دستون کا سا نہ تھا۔ کہ کسی کی لغزش کو کاہانہ بناکے خون ریزی اور مال اندوزی سے فراغت ہی نہ پائے۔

الوس کاکر اپنی بدگوہری اور اپنے مقامات کی استواری کے سبب سے زیر کوستا رہے تھے اور قندھار کے راستہ مین قزاقی کرتے تھے۔ شروع ماہ دی مین شاہ بیگ انکو سزا دینے آیا۔ اُس سے خوب لڑائیان ہوئین اور شاہ بیگ نے بڑے بڑے سنگر توڑے۔ بہت سے انمین سے مارے گئے۔ کچھ آوارہ کچھ فرمان ہوئے۔

معاملات و مہمات دکن

سنہ ۹۷۶ھ مین راجہ کجلی نے اپنا ایلچی بھیجا۔ یہ راجا قصاء ہندوستان
ملیبار کے قریب زمیندار تھا۔ اس نواح مین کوئی زمیندار اسکی برابر مملکت و
وہ جوگیون کا معتقد تھا۔ سال بھر مین ایک فوجوگی بن کر جوگیون کا احترا
نشانیون کی صفات باطنی کا معتقد تھا وہ چاہتا تھا کہ پادشاہ کی خد
دیار مین بھیجکر اپنی عقیدت ظاہر کرے۔ مگر پادشاہ بہت دور تھا
بہت سے سد راہ۔ بے امن و عافیت راہ۔ کسی کو یہ حوصلہ نہین پڑتا تھا کہ
دراز کی راہ سے کر کے پیشکش کو پادشاہ تک پہنچا سے۔ اور راہ مین لوٹ
گمراہ نون مین اُسکے وزیرزادہ نے یہ ہمت کی کہ بغیر مال و اسباب کے پادشا
تنہا آیا۔ راجہ نے کہا کہ بہترین متاع عالم مین اخلاص حقیقی ہے مگر اسکے ساتھ
کچھ ادا کرنا بھی ضرور ہے۔ اگر میرا سب مال و متاع پادشاہ کی نذر مین تو بھی
کچھ نہین چکے گا۔ اسلئے مین ایک کارد دیتا ہون اگرچہ وہ کچھ مالیت نہین رکھ
یہ خاصیت ہے کہ جس سو جھن پر ملی جاے وہ اُتر جاے۔ وزیرزادہ پادش
سے مشرف ہوا۔ کارد ہدیہ مین دی۔ پادشاہ کہا کرتا تھا کہ دو سو آدمیون کے
بننے سے اچھا ہو گیا ہے۔ کارد بہت احتیاط سے رکھی جاتی تھی۔

ہم نے پہلے لکھا ہے کہ اول یورش گجرات مین میر محسن صفوی شہید
بھیجا کہ احمد نگر مین اس غرض سے بھیجا تھا کہ وہ محمد حسین مرزا اور سرکشون کو
سے کے پکڑ کر حوالہ کرے۔ اس نے یہ تو نہین کیا مگر اپنے ملک مین انکو رہنے نہین
لائق اپنے معتمدون کے ہاتھ بھیجکر دولت خواہی کا اظہار دیا۔ میر مذکور نے
بھائی کو یون بیان کیا کہ پادشاہی لشکر کی فتوحات سے انکی عج
ہے کہ اپنے شہرون سے مال و اسباب کو پہاڑون کے اندر بھیجکر نگہبانی

م کو مہم پر تقدیم دیتا تھا اس لئے دیار شرقی کی فتح کو مقدم جانا۔ اور
ور وقت پر موقوف رکھا۔
ں کو نظام الملک دکنی کے پاس اسکی رہنمائی کے لئے بھیجا تھا نظام الملک
ن مین سے وحا خان کو بھیجا۔ اُس نے احکام پادشاہی کو مانا۔ وہ ہزار
ی ۹۸۵ھ کو کورنش بجا لایا اور نفیس ہاتھی اور اس دیار کے نفائس پیشکش

یہ عادل خان حاکم بجاپور پادشاہ کا مطیع نہین تھا مگر اور حکام دکن کی
آدمی کاروان اور پیشکش بھیجتا رہتا تھا کہ جس سے اپنا ذکر پادشاہ
یاد دلاتا رہتا تھا ان دنون مین ایک طرزوان اور شیوا بیان ایلچی
آیا تھا پادشاہ نے اسکو جانے کی اجازت دی اور حکیم علی کو اس کے
بھیجا کہ عادل خان کو نصیحت کردی کہ وہ اطاعت شاہی شائستہ طور
شاہی زبردستی اسکو مطیع کریگا۔ عادل شاہ حکیم علی کو رخصت کرنے کو بہت
ندگی لبریز ہوا۔ اگرچہ مرزبانان دکن لوازم بندگی اور فرمان پذیری کا
پر نہین بجا لاتے تھے مگر اپنی عرائض اور پیشکش بھیجتے رہتے تھے جس سے اکبر
ہ سے معلوم ہوتا تھا۔ قطب الملک والی گلکنڈہ نے ایک عرضداشت
کے تحائف کے بھیجی پادشاہ نے اس کو قبول کیا۔
ں نظام شاہ والی احمد نگر کا چھوٹا بھائی برہان الملک تھا جب حسین نظام
ں زندگی ختم ہوئی تو اسکا بڑا بیٹا مرتضیٰ نظام شاہ باپ کا جانشین ہوا
اسکی ماں حکمران ہوئی۔ یہ بڑا بھائی چھوٹے بھائی کو باپ کی طرح جانتا
زیادہ بزرگ رکھتا تھا مگر زمانہ کی گردش ایسی آئی کہ شورش طلبی انگیخ
ن اور بھائی دونو کو مقید کردیا اور ہر ایک کو ایک قلعہ مین بھیجدیا۔
دیوانہ کہ آدمیون کے ملنے سے بھاگتا تھا اور سلطنت کا سارا کا

جمال الدین حسین کو سپرد کیا وہ غرباز ی سے نظام کا ہمزبان ہوا تھا پھر اسکو آصف خان کا
خطاب ملا تھا - جوانی کی مستی مین آکر وہ خودسر ہوگیا - مرتضیٰ نظام ایسا خلوت نشین ہوا
کہ خلق کو اُسکے مرجانے کا یقین ہوا - وہ بیدر گیا ہوا تھا - اس سبب سے ایک شورش برپا
ہوئی - انہین دنون مین برہان الملک قلعہ دار کی یاوری سے قلعہ سے باہر نکلا - اور
شورش برپا کی - پانچ چھہ ہزار آس پاس کے اوباش جمع ہوگئے مگر اسکی عقل زندان مین
اور بخت خواب مین تھا - ناگاہ اسکی خبر مرتضیٰ نظام الملک کو ہوئی تو وہ احمد نگر مین آیا
خلق نے جانا کہ وہ زندہ ہے پھر برہان الملک کا ہنگامہ افسردہ ہوگیا اُس نے
اپنے ہمراہیون سے کہا کہ مدت سے مین خلوت نشین ہوگیا ہون اور آدمیون کے
ملنے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے میرا بھائی طلبگار حکومت ہی اب سب مجھکو چھوڑکر اُس سے
جاملو - ہمراہیون نے یہ گذارش کی کہ سزاوار یہ ہے کہ ان فرومایون کو شکست دے کر
حضور یہ خیال کرین تو گنجایش ہے ورنہ لوگون کو حقیقت کار پر اطلاع نہین ہوگی - اور
حضور کی زبونی اور ناتمندی پر گمان ہوگا - اس گذارش سے وہ خوش ہوا اور اپنے
دل سے جنگ پر مستعد ہوا - باوجودیکہ اُس پاس سپاہ کم تھی مگر ہمراہیون کی خیرگانی
اور راستی سے لڑائی کی نوبت نہ آئی اور برہان الملک کے پاس سے گروہا گروہ آدمی
الگ ہوکر اُس پاس آگئے اور برہان الملک حدود بیجاپور مین زمینداروں کے پاس
پناہ مانگنے گیا اور وہان سے عادل خان حاکم بیجاپور پاس گیا یہان بھی اسکا فسون
اور حیلہ سازی کارگر نہ ہوئی تو جوگی بن کر احمد نگر مین آیا اور چھپ کر آدمیون کو اپنے
پاس جمع کیا اور اُن سے عہد و پیمان باندھا - مگر بھانڈا پھوٹ گیا تو وہ مزبان
بگلانہ کے پاس گیا وہان سے ناکام ہوکر بیدر بار مین قطب الدین سے ملا اور اُسکے
ذریعہ سے ۱۱ مرداد ۹۹۱ھ کو بادشاہ کا آستان بوس ہوا - بادشاہ ہمیشہ
۲۸
مصیبت کے ماروں پر مہربانی کیا کرتا تھا اسکو اپنی عاطفت سے سربلند کیا وہ
ال کے اندر ایک اور برہان الملک جمال الدین انجو نے سفارش کرکے پیش کیا -

وشجاعت خان۔ شرزہ خان۔ عبدالستار خان اور بہت سے دکنی اور زنگی عہد و پیمان کیکر شاہزادہ کے پاس آئے۔ مگر دشمنان دوست نما کو یہ سودا ہوا۔ کہ ان کی کارشکنی کیجے۔ اور پختہ کاروں کے طور پر شاہزادہ کو انکی طرف سے بدظن کائے۔ انکی رہنمونی سے انمین سے بہت کو گرفتار کرلیا۔ فرہاد خان اور کئی ایک اور مرزا خان کی ہمراہی مین بیجو وخطر خدمتگذار تھے وہ بھاگ گئے پیمان شکنی کی شہرت نے تازہ شورش برپا کی جو رئیس شاہراہ سے ملنے آئے تھے وہ الٹے چلے گئے۔

لشکر شاہی احمد نگر کی فتح مین مصروف تھا۔ بیجاپور کا لشکر اپنی سرحد کی پاسداری کی واسطے سرحد پر آیا تھا اور بڑی نگرانی کرتا تھا۔ غرض پرست فتنہ دوستون نے اس لشکر کے آنے کی گرم بازاری کو اور روش پر ادا کیا۔ قریب تھا کہ قلعہ کے گرد سے سیاہ اوٹھ جائے۔ مگر کچھ ایسا سبب ہو گیا کہ اس نے محاصرہ نہ چھوڑا لیکن ناسک سے سزاوار ستم بلائی گئی اور وہ ملک لیا ہوا ہاتھ سے بری طرح نکل گیا۔ چودھوین کو بادشاہ دیا پور پہنچ گیا۔

لشکر شاہی قلعہ احمد نگر کی فتح کو بھیجا گیا تھا اسکا یہ ارادہ تھا کہ بارش کے بعد اس کام پر دل لگائے۔ مگر بادشاہ نے پیہم کوشش کی اور خود برہان پور مین آگیا تھا اسلئے لشکر نے اسپر توجہ کی۔ مرزا رستم ایک لاکھ مہر لیکر مرزا دانیال پاس آگیا تھا چاند بی بی اپنے پیمان پر جو ابوالفضل سے کیا تھا قائم تھی ابھنگ خان (بھنگ خان) بہت سے زنگی اور دکنی لیکر گریود کے سرے پر کارزار کا آہنگ رکھتا تھا۔ یہ شاہی اقبال تھا کہ لشکر دکن مین نفاق و دوروئی پیدا ہوئی۔ ۲۲ فروردین کو یہ خبر ناکس کی زبان پر یہ تھی کہ بعض سردار بادشاہی سپاہ سے سازش رکھتے ہین اسلئے ابھنگ خان ہمت ہارے دیتا تھا اور بے لڑے پراگندہ ہوا جاتا تھا۔ ۲۴ اردی بہشت لشکر شاہی نے احمد نگر کے نزدیک خیمے ڈالے اور مورچالین امیرون کے لئے مقرر ہوئے۔ چاند بی بی اپنے عہد و پیمان کو تازہ کر رہی تھی کہ حبشہ خان خواجہ سرا کو اسکی اطلاع ہوئی اور بعض اہل قلعہ کے ساتھ۔

قلعہ احمد نگر کی فتح ۱۰۰۹ھ

متفق ہوکر چاندبی بی کو مار ڈالا۔ اعتبار خان و میر صفی و مرزا تقی و حاجی محمد نے توپ اندازی
شروع کی۔ سپاہ شاہی کے دیر لگانے نے آسان کام کو مشکل کر دیا۔ چند بار غنیم قلعہ سے
باہر نکل کر لڑا۔ ناکام پھر گیا شاہزادہ کی سخت کوشش سے اسکے نوکر خاک ریزی (خندق
کو مٹی سے پُر کرنے پر) پر دل نہاد ہوئے۔ خندق کو بالکل بھر کر دیوار کی برابر کر دیا۔ خندق
کی چوڑائی ۳۰ گز تھی۔ گہرائی سات گز۔ دیوار نیلے پتھر کی ۲۰ گز بلند تھی۔
اگرچہ بہت آدمی خدمت کی بجاآوری مین کوشش کرتے تھے مگر شاہزادہ کے اور مرزا
یوسف خان کے مورچلون مین زیادہ اہتمام ہوتا تھا۔ انہون نے چند سُرنگین لگائین
تھین۔ مگر اہل قلعہ نے انکا پتا لگالیا اور انکو خالی کر دیا۔ تعجب یہ ہے کہ اہل قلعہ نے اندر سے
نقب کھودی تھی اور اسمین آگ لگائی تھی مگر وہ خاک ریز مین افسردہ ہوگئی اس سے
کچھ نہ گزند لشکر شاہی کو نہین پہنچا۔ بلکہ قلعہ کی ایک برج کو اسنے ہلا کر سست بنیاد کر دیا
اس پر لشکر شاہی کو اطلاع ہوئی اور اسکو خالی کیا اور اُس مین ایک سو اسّی من بارود
بھری اور اُس نے ایک برج کو جسکا نام لیلی تھا۔ اور ۳۰ گز دیوار کو ہوا مین اُڑا دیا۔ اسکے
پتھرون سے دشمن کچلے گئے۔ مگر لشکر شاہی مین ایک کتل بھی آنکر نہین پڑی۔ پھر اس راہ
سے قلعہ مین تیز دست گھس گئے اور بہت سے مرزا یوسف خان کے مورچال مین سے
قلعہ کے اندر چلے گئے۔ غنیم کے پندرہ سو آدمی مارے اور کچھ آدمیون کو ان کے دشمنون کی
سفارش سے رہائی دی۔ یہان نظام الملک کا پوتا ابراہیم کا بیٹا بہادر ہاتھ آیا
مگر انما یہ جواہر و مرصع آلات عجیب کتب خانہ اور بہت سا مال و اسباب اور پھیل تھی
غنیمت مین ہاتھ لگے۔ توپین اور بارود حد سے زیادہ۔ باوجودیکہ برسات کا موسم
تھا۔ مگر ان دنون مین بارش نہ ہوئی۔ خاک ریز آسانی سے ہوگیا دوسرے روز سے
گولہ دھاکہ پھر شروع ہوا۔ بادشاہ کو اس فتح کی بدھانپور مین دو روز
بعد اطلاع ہوئی۔ بادشاہ جنیر مین ۲۳ آبان کو آیا۔ یہ آباد شہر نظام الملک کے
باپ داد کا تھا۔ اسکے قلعہ کا نام سنیر تھا۔ جب احمد نگر فتح ہوگیا تو مرزا خان کو اس قلعہ کی طرف

بھیجا۔ وہ بے جنگ ہاتھ آیا۔ بہادر خان نے غرہ مہر کو سادات خان کو جو اسکا تیمر شیر تھا
بادشاہ کے پاس دس ہاتھیون کے ساتھ بھیجا وہ بادشاہ کے پاس آیا۔ وہی پہلا پیغام
اُس کا گذارش کیا۔ مگر بادشاہ نے اُسے نہین قبول کیا۔ ایلچی کو واپس جانے کی اجازت دی
مگر اس نے عرض کیا کہ مین بہت مشکل سے اس تنگنا سے نکلا ہون۔ مجھ مدت سے حضور کی قدمبوسی
کی آرزو تھی۔ اسلئے بادشاہ نے اُسے ہزاری کا منصب دیا اور شیخ پیر محمد حسین کے ہاتھ جو اسکے
ہمراہ تھا۔ بہادر خان پاس جواب بھیجدیا۔

آسیر منتخب قلعون مین سے تھا۔ استواری اور بلندی مین بےنظیر تھا۔ اسکی کمر گاہ مین ایک
نامور قلعہ مالی گڈھ تھا۔ جو آسیر مین جانا چاہے تو اول اس کو اس قلعہ مین گذرنا پڑتا ہے
اسکے شمال مشرق مین چونہ مالی ہے جسکی کچھ دیوار بنچ رہی ہے مشرق سے نیرت تک پہاڑ یا
ہین جنوب مین سربلند پہاڑ گوڈھیہ ہے۔ نیرت مین ایک پہاڑ ساپن ہے۔ دشمنون نے ان
سب جگہون کو توپ اور آدمیون سے استوار کر رکھا تھا۔ ساپن کی فتح ہونے کا حال پہلے
بیان ہوا ہے۔ کوتاہ اندیشون کی فتح کو پسند نہین کرتے تھے۔ ہنگاہ کی دوری سے سب
چھوٹے بڑون کا دل آزردہ ہوتا تھا۔ اہل قلعہ کی زرفشانی نے بھی بعض کو متزلزل کر رکھا تھا
اہل قلعہ مین سے ایک شخص نے ملکر یوسف سے پوشیدہ راہ بتائی کہ اس سے بآسانی جا سکتے ہو مگر کار پردازی
منظور نہ تھی اسلئے اسکی اطلاع پر کان نہ لگایا۔ جب بادشاہ کو اسکی خبر ہوئی تو خبر دینے
والے کو سو روپیہ بتا دیا۔ بہت آدمیون کے مرنے کی خبر سنا کر بادشاہ کو بازر کہا۔ ۱۷
آذر ۱۰۰۹ھ کو ابوالفضل کو اس مہم کا اہتمام سپرد ہوا۔ جب وہ یہان آیا تو قرابیگ سے اس
کو پوچھا۔ اہل مورچال کو اطلاع دی کہ اس ہفتہ مین قلعہ کشائی کے لئے دوڑونگا جب نقارہ
کرنا کی آواز سنو تو ہر ایک زینہ پر سوار ہو کر قلعہ مین آؤ۔ اور نقارہ کو بہت زور سے بجاؤ۔
انہون نے خواہ مخواہ قبول کیا۔ مگر اسکو دیوانہ جانا۔

۱۸ کی اندھیری رات مین مینھ برسنے کے اندر [illegible] کو گرو نگرو کر کے ساپن
پہاڑ کے اوپر چڑھایا۔ اول آدھی رات کو قرابیگ کو ایک گروہ کے ساتھ روانہ کیا۔

اس نے پایہ بہ پایہ اپنے مورچال کے آدمیون کو بھیجا۔ آخر شب مین پہلے گروہ کے چند آدمی اس پوشیدہ راہ مین چلے۔ دروازہ مالی کو توڑا۔ بہت سے جوان مرد قلعہ کے اندر آئے۔ نقارہ اور کرنا قلعہ کے اندر بجا۔ آدمیون کے آنے مین دیر لگی۔ اسلئے قلعہ نشین کچھ لڑے۔ ابوالفضل خود آیا۔ رہبر نے راہ بتانے مین کچھ غلطی کی۔ لڑائی گرم ہو رہی تھی مینھ برس رہا تھا صبح کے وقت وہ طناب پر چڑھ کر قلعہ مین گیا۔ تھوڑی دیر خنیم سراسیمہ ہو کر آسیر مین بھاگ گیا جب دن ہوا تو اور مورچال نشین بھی ہر طرف سے لڑنے کو دوڑے۔ گڈھیا اور چونہ پر پہنچے۔

اس امر کا خیال بھی نہ تھا کہ مزبان خاندیس بادشاہ کے لئے دروازہ نہ کھولیگا اسلئے سامان قلعہ کشائی ہمراہ نہ تھا۔ ہزار کوشش سے چند توپین پرنالہ و کاویل و احمد آباد سے آئین جب مالی گڈھ فتح ہوا تو بہادر خان کی آنکھین کھلین۔ ایک زیرا اپنا ابوالفضل پاس بھیجا۔ بادشاہ کی خدمت مین آنے کی اور پناہ مانگنے کی درخواست کی اسکا جواب اس نے کچھ نہ دیا جب بہت رویا دھویا تو اسکے فرستادہ کو بادشاہ پاس بھیجدیا۔ ۲۳ آذر کو بادشاہ نے رام داس کو اس پاس بھیجا۔ وہ چوتھے روز مقرب خان کو جو بہادر خان کی ناک کا بال تھا ساتھ لایا۔ اس نے پیام عرض کیا جسکا خلاصہ یہ تھا کہ قلعہ اور ملک اسکو پھیر دیا جائے اور قیدی رہائی پائین تو سر کے بل حضور کے پاس آتا ہون۔ ایک پرانی رسم یہان چلی آتی ہی۔ کہ وارثون مین سے ایک مسند نشین ہوتا ہے اور سب بھائی اور خویش اسکے نہایت فرمان مین زہ و زاد کے ساتھ بسر کرتے ہین۔ بادشاہ نے اسے قبول کر لیا۔ جان و ناموس کی امان دی۔

بہادر خان بادشاہ کی خدمت مین ناصیہ فرسا ہوا۔ اسکے دو چھوٹے بیٹے افضل خان اور خداوند خان اور اور امراء اسکے باریاب ہوئے۔

قلعہ مین آذوقہ بہت تھا۔ توپون کی کثرت تھی۔ سپاہ کی فراوانی اور آلات پاسبانی کا سامان ایسا تھا کہ کسی اور قلعہ مین نہ تھا۔ یہان بادشاہی لشکر مین قلعہ گیری کا سامان نہ تھا۔ اس قلعہ کے محاصرہ مین آدمیون کے اجتماع سے وبا شروع ہوئی۔ بہت آدمی روز مرتے مگر اہل قلعہ رعیت کے مرنے پر کچھ خیال نہین کرتے اور نئے نئے

بادشاہ پاس بہادر خان کا آنا ۱۰۰۱ھ

قلعہ سیرکا فتح ہونا ۱۰۰۱ھ

اسے درگا اور راے بھوج بھی جنکو ابوالفضل سے ملنے کا حکم ہوا تھا اپنے گھر چلے گئے اگرچہ وہ کارپردہ نہ تھے مگر انکے ملنے سے ابوالفضل کو تقویت ہوتی۔ حاکم مرزا شاہرخ بادشاہ پاس چلا گیا دانیال نے اسکو احمدنگر مین مقرر کیا تھا۔ ۲۶ کو بادشاہ نے ابوالفضل پاس بیس ہاتھی اور اسی قدر رہتنال (توپ جسکو ہاتھی کھینچین) اور دس گھوڑے اور کچھ روپیہ بھیجی جس سے فیروزی کا سرمایہ بڑھا۔ ۲۸ کو سلطان دانیال کو بادشاہ نے برہان پور بھیجا بادشاہ کا ارادہ تھا کہ اسکو ہاتھی کے شکار مین اپنی ساتھ لے جائے مگر دکن مین شورش ہونے سے اسکو اکٹا بھیجدیا۔ مرزا شاہرخ۔ مرزا یوسف خان۔ شہاب الدین قندھاری کے برخوردار یوسف مسعود خان حبشی اور تین ہزار ایماق بدخشی جو توران سے ابھی نئے آئے تھے اور بہت سے اور سپاہیون کو اسکی ہمراہ کیا جس سے رواروی کچھ کم ہوئی۔

صوبہ احمدنگر کے عمدہ قلعون مین قلعہ ترینگ تھا۔ آب گنگ (گوداوری) کا سرچشمہ اس مین جوش کرتا تھا۔ وہ ایک بزرگ پرستش کدہ تھا۔ وہ سعادت خان پاس تھا۔ ہم نے پہلے لکھا ہے کہ وہ بادشاہ کا تابع ہوگیا تھا۔ اس نے قلعہ کالنہ سپرد کیا تھا۔ یہ قلعہ بھی بادشاہی آدمیون کو یہان لاکر اسنے سپرد کیا۔ مگر سپاہ کے سردارون نے دل گرفتگی کے سبب سے قلعہ کی پاسبانی کا سامان نہ کیا اور الٹے چلے گئے۔ راجو بہت سی سپاہ کے ساتھ پیچھے آیا۔ لڑتا ہوا آگے چلا۔ جہان وہ لڑا بادشاہی سپاہ کو فتح ہوئی۔ راجہ بھرجی و ہاشم بیگ فولاد خان و ملک شیر و سادات بارہہ و عظمت خان نے کارہائے نمایان کئے ہر ایک اپنے اقطاع کو گیا۔ راجو نے پھر کر قلعہ پر غلبہ پایا +

بہادر خان گیلانی تلنگانہ مین حاکم تھا اُس پاس جنگ کا سامان کم تھا عنبر بیسون بہت سے دکنی و زنگی جمع کرکے اسپر حملہ کیا۔ وہ کچھ لڑا اور شکست پائی اور کسی طرف چلا گیا۔ غرض پریشانی کے سبب سے بادشاہ کو اسکی اطلاع نہین ہوئی اس حبشی نے خود سرون کو جمع کرکے ہنگامہ نا سپاہی برپا کیا۔ سپاہ تلنگانہ کا سردار علی مردان خان تھا۔ وہ پاتھری کے نزدیک شیر خواجہ کی یاوری کو آیا تھا کہ اس نے سنا بہادر خان گیلانی کو

تلنگانہ کے معاملات و بغاوت عبدالرحیم کا فتح پانا

شکست ہوئی وہ پھر اٹھا چلا گیا۔ خیرہ سری سے آمادگی بغیر لڑنے لگا بہت سے اسکے ساتھی بھاگ گئے مگر وہ ثابت قدم رہ کر لڑتا رہا۔ یہان تک کہ گرفتار ہو گیا۔ ابو الفضل علی پسر شاہ علی کی تلاش کے درپے تھا۔ علی مردان خان کا یہ حال ہوا۔ تلنگانہ ہاتھ سے گیا اور شورش بلند ہوئی ابو الفضل نے چاہا کہ مرزا رستم کو کچھ سپاہ کے ساتھ اس طرف بھیجے مگر اسنے کج منشون کی بدنمونی سے انکار کیا چارا سکو اپنے بیٹے عبد الرحمن کو اس خدمت پر بھیجنا پڑا۔ بارہ سو سوار اسکے ساتھ کئے۔ بہادر الملک۔ رستم عرب۔ شمشیر عرب کو اسکے لشکر مین لپیٹا۔ پاتھری مین شیر خواجہ کو ولا و نیرنامے لکھے کہ لڑائی مین سرگرم ہو۔ عبد الرحمن جاکر شیر خواجہ سے ملا اس نے نرم بگہتی آراستہ کی اور کارآگہی اور مردانگی کو ہمدوش کیا۔ پسر شاہ علی نے فرہاد خان اور چیشیون اور دکنیون کو روانہ کیا اور ہنگامہ نما سپاہ گرم کیا بادشاہی سپاہ نے اس طرح صف بندی کی قول مین شیخ عبد الرحمن۔ میر ہزار۔ میر محمد امین۔ جودی میر عبد الملک۔ جلی خان یوسف جمعدار۔ سید علی بعض منصب دار ہراول مین۔ شیر خواجہ بازبہادر وغیرہ برانغار مین حمید خان وغیرہ جرانغار مین بہادر الملک۔ بہادر خان گیلانی وغیرہ فانڈیر کے قریب دریا کنگ گوداوری سے عبور کیا۔ رودبار مانجرا کے قریب مخالف کی سپاہ آئی۔ جسکے قلب مین عنبر جیو دست راست مین فرہاد خان زنگی اور دست چپ مین منصور خان جلتی بجلی روز یکشنبہ ۶ خرداد کو دوپہر سے لڑائی شروع ہوئی۔ غنیم سے پہلے لشکر بادشاہ کی فوجین آراستہ ہوئین بہت دیر کے بعد سپاہ غنیم اس ملک کے دستور کے موافق شورش مچاتی ہوئی پہونچی۔ جنگ مین بہت سے بادشاہی آدمیون کے پانون نے جمے کچھ پرتال اسکا لٹ گیا۔ پھر بادشاہی بہادرون نے جنگ مین ثابت قدمی کی۔ کئی دفعہ ہر طرف کا لشکر آگے پیچھے ہٹا۔ سپاہ کے انتظام مین پراگندگی ہوئی۔ اس وقت قول نہایت عمدہ طرح سے آیا کہ غنیم بے تاب ہو کر بھاگا۔ بہت اسکی سپاہ زخمی ہو کر باہر چلے گئی۔ ہاتھی اور بہت غنیمت بادشاہی لشکر کو ہاتھ لگی۔ بادشاہی لشکر مین کوئی بڑا آدمی نہین مارا گیا رستم خان زال بیگ بداغ بیگ میر عبد الملک میر حجاج و سید علی کچھ زخمی ہوئے اور اچھے ہو گئے لیکن گھوڑے بہت سے مارے گئے۔ دن تھوڑا باقی تھا اسلئے تھوڑی دور تعاقب کر کے بادشاہی لشکر چلا آیا

سپاس گذاری کے لئے انجمن ہوئی۔ اس لڑائی مین شیر خواجہ و بہادر الملک و حمید خان نے سخت کوشش کی غنیم کا لشکر پانچہزار اور پادشاہی لشکر تین ہزار تھا۔ مگر اس نے یہ دشوار کام آسان کیا۔ اب سپاہ پاتھری سے تلنگانہ مین آئی۔ کچھہ نظام الملک کی سپاہ اس سے لڑنے آئی۔ رائے چند سو سوارے کر اس سے لڑنے گیا اور فتحمند ہوا۔ مرزا خان جنیر سے نکلا۔ گرانی جنس کے سبب سے شاہی لشکر مین فتور آیا صندیا زمیندار نے سرور حبشی و محمد خان زنگی اور سرکشون کو لیکر ہنگامہ برپا کیا۔ مرزا خان کم یاوری اور گران ارجی و تہیدستی کے سبب لڑتا ہوا احمد نگر کی طرف آیا۔ ارخر داد کو اس شہر مین پہنچکر آرام کیا۔

جب بادشاہ برہانپور مین تھا تو علی نے اپنے کارآگہون کو بھیجکر اپنی بندگی بادشاہ سے عرض کی وہ لوگ کہ بادشاہ کا کوچ یہان سے چاہتے تھے انہون نے اس کی گذارش کو گران ارز بنایا۔ اسکے دلاسے کا فرمان حاصل کیا اور ہر بنس کے ہاتھ بھجوایا جب بادشاہ کے کوچ کا آوازہ گرم ہوا۔ تو فرستادہ نہ فرمان کو بہ آئین دلخواہ لیجاتا تھا نہ جواب دیتا تھا جب ابوالفضل گوداوری کے کنارہ پر آیا اور آگے جانے کا ارادہ کیا تو اس نے عذر کرنے کا قصد کیا اور فرستادہ کو اپنے پاس بلایا۔ دو نومین بہت نادرست گفتار درمیان مین آئی۔ ناگاہ شورش تلنگانہ برپا ہوئی۔ علی مردان خان بہادر و مرزا یوسف کا بیٹا گرفتار ہوئے فرمان فرمانے کوچ کا اور بادشاہی لشکر مین سے بہت سے آدمیون کے چلے جانے کا آوازہ بلند ہوا۔ تو علی نے پھر سرتابی کی۔ لشکر کے قریب پہنچکر شورش مچائی ہر دفعہ لڑائی مین بادشاہی لشکر کو فتح نصیب ہوئی۔ ناگاہ تلنگانہ کی شکست کی خبر سب جا پھیل گئی تو علی نے زاری و پوزش گری کی متواتر لابہ گری کی اسکو جواب ایسے ملے کہ اس سے اور بھی وہ بے صبر ہوا شرمندگی اپنی ظاہر کی۔ فرستادہ کو نہایت بزرگ داشت کے ساتھ مرزا یوسف خان کی بیٹے کو ہمراہ کرکے روانہ کیا۔ ۲۰ کو وہ لشکر مین آئے۔ ابوالحسن اور اسکے معتمدون نے یوسف خان کے بیٹے کو حوالہ کیا اور یہ قرار پایا کہ جب وہ علی مردان خان کو لائین اور پیمان نامہ بندگی سخت سوگندون کے ساتھ حوالہ کرین تو سرکار اڑیسہ و دھارور و

بادشاہ کی دکن کی طرف کوچ

کچھ ملک بیر اسکو دئے جائین تاکہ وہ روز افزون پرستاری کرے اور خدمتگذاری سے باز نہ رہی۔

چونکہ دولت خان کو بے وقت بلالیا تھا۔ راجو نے دست درازی شروع کی ناسک و بعض اور مقامات پر قبضہ کرلیا۔ جب خواجگی فتح اللہ اس طرف گیا اور کچھ کام نہ کیا تو بہت سے ہمراہی اُسکے راجو سے جا ملے اس سبب سے وہ اور زیادہ سرکش ہوگیا۔ اُس زمانہ مین کہ ملک کے کارساز نا پروائی کی نیند مین سوتے تھے اور ابوالفضل ہمارا تھا راجو دولت آباد سے آیا۔ جالنا پور تک ملک لے لیا۔ ابوالفضل گوا اور کام کے لئے مقرر ہوا تھا اور ناتوان تھا مگر اُس نے راجو کی مالش کو مقدم جانا۔ گوداوری کے کنارہ سی بارش کی شدت مین وہ چلا۔ میر مرتضیٰ و وفادار خان وغیرہ کو یہان اس خوف سے چھوڑا کہ علی اپنے عہد سے برگشتہ نہ ہو جائے اور اس طرف شورش برپا ہو جائے وہ تیز چل کر آہو برہ مین آیا راجو کو اسکا یقین نہ آیا۔ جب اسکو یقین ہوا تو وہ اُلٹا چلا گیا۔

۱۶ کو ابوالفضل دولت آباد مین آیا جب اُس کو معلوم ہوا کہ راجو یہین کہین قریب ہی تو اُسنے آہو برہ مین بنہ و بار کو چھوڑا اور اُسکی مالش کے لئے روانہ ہوا۔ راجو کھسار مین جاکر حوض قتلو پر سراسیمہ جا بیٹھا جب لشکر شاہی گریوہ سے نیچے اترا تو راجو دولت آباد سے گذر کر ناسک کی طرف گیا ۲۲ کو ابوالفضل حوض قتلو پر پہنچا ارادہ تھا کہ اُسکے پیچھے جاکر مالش کرے کہ ہمراہیون کے اختلاف سے وہ اس ارادہ سے باز رہا۔

ہم نے پہلے لکھا ہی کہ دنکو بیجاپور کے لشکر سے ہزیمت پاکے احمد نگر کی پناہ مین آیا تھا مگر وہ بھاگ گیا۔ اپنی زمین کو خالی پایا۔ وہان جاکر شورش کا خمیر مایہ ہوا۔ پہلے ہی آدمی اسکی جان گزائی کے لئے تیار ہوئے تو اُس نے سخت کوشش کرکے اپنے تئین احمد نگر مین پہنچایا۔ لابہ گری اور زنہار خواہی شروع کی۔ خانخانان نے اسے منظور کرکے دست آویز گرفتاری بنایا۔ دنکو نے دور بینی چھوڑ کر بابا جی

راجو کی شورش ۱۰۰۹ھ

دنکو زمیندار کھیڑلی کا

اپنے بڑے بیٹے کو مع اپنے بھائی دھارراؤ کے آگے بھیجا کہ وہ جاکر حال دیکھیں گلبرگہ کی عمارت کا
برکھین اسی سال مہینے مین جب اس شہر کے قلعہ مین خانخانان آیا تو اسکے سپہ سالار کو
قید کیا اور بہت سے آدمیون کو اس زمیندار کی گرفتاری کے لئے بھیجا خود اسکے پیچھے
آیا اگرچہ کچھ آدمیون کے سست ارادہ سے اور ایک گروہ کی خامکاری سے دنگو گرفتار نہین
ہوا لیکن ۲۹ ہاتھی اور مال بہت سا ہاتھ لگا اور وہ علی پسر شیرہ علی ہاپن چلا گیا اس نے اوسکو
قید کرلیا۔

بادشاہ ۳ ہ امرداد کو فتحپور مین آیا اور مریم مکانی کے دیدار سے خوش ہوا۔ ۱۳ کو
بادشاہ دارالخلافہ آگرہ مین آیا۔ اس سفر مین ۲۲۸ ½ کروہ ۸ مہ کو چون مین اس نے طے کئے
اور ساٹھ مقام کئے راہ مین ہر جگہ مخلص بندے سعادت پذیر ہوئے۔

ابوالفضل حوض قتلو پر کچھ ٹھیرا۔ تو دولت آباد کے قلعہ نشینون کو خوف ہوا
توپ اندازی کو اپنی سنگاری کا سرمایہ بنایا۔ ایک بڑی توپ انھون نے چھوڑی جس سے دو
آدمی مرے راجو کا ارادہ تھا کہ ناسک کو جاوے۔ مگر بعض منافق اسے الٹا لے آئے
دوسری راہ سے وہ دولت آباد سے گذرا اور ساوا اور بعض جا کو لوٹا۔ صبح کو ابوالفضل
پہاڑ سے اتر کر لڑنے کو آیا۔ مگر یہ نوردی کے سبب سے تیزروی نہ ہوئی۔ بہت آدمیون نے
کہا کہ راجو الٹا چلا گیا ہے اسے جتوارہ کے نزدیک ابوالفضل خیمہ زن ہوا۔ دن ڈھلے
آدمی پہاڑ سے اترے۔ راجو نمودار ہوا۔ بغیر صف بندی کے اس سے لڑائی ہوئی۔
رای گوپال نے جوانمردی دکھائی باوجودیکہ اسکا لشکر پانچ ہزار اور لشکر شاہی تین ہزار
تھا وہ بھی بے آئین مگر بادشاہی لشکر فتح ہوئی۔ رات ہوگئی تھی اس لئے تعاقب نہ ہوا
۸ کو وہ پھر لڑنے آیا۔ ہراول کے پیشدست عادل خان و اعتبار خان و رای گوپال
اس سے لڑے وہ [illegible] آئین کے موافق بھاگتا جاتا تھا۔ برانغار سے مرزا زاہد۔ مرزا
ناصر۔ میر [illegible] آکر ملے۔ راجو کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ اس سے گرا۔ مگر
اسکے ہوا خواہ نے اسے پھر گھوڑے پر بٹھا دیا اس نے آفت و خیز کے ساتھ

ابوالفضل کا گلبرگہ مین آنا اور راجو کی الا آسان ہونا

رہا کی پائی۔ کچھنا اور بعض اور جو امرد بھی اپنے ہاتھیون کو کام مین لائے۔ مین گروہ ٹوٹے ہوئے دولت آباد کے قریب پہنچے۔ اہل قلعہ راجو کی یاد ہوئی۔ قریب تھا کہ بادشاہی لشکر کو شکست ہو کہ ابوالفضل نے جاکر لڑائی کو سنبھال لیا اور غنیم کو پراگندہ کر دیا۔ جب دن ختم ہوا اور لشکر پھر آیا اور کچھ پیچھے اترا تو پھر مخالفون نے ہر طرف سے حملہ کیا۔ گو سپاہ بے آئین ہو گئی تھی مگر پھر بھی اسنے بعض دشمنون کو مارا بعض کو اسیر کیا اور فتحمند ہوئی۔ کچھ دلون راجو مقابلہ مین نہ آسکا۔ قلعہ دولت آباد کی پناہ مین تھا۔ ۵ ار کو پھر بہت لشکر سے لڑنے آیا اور شکست پاکر بھاگا۔

ہم نے اوپر لکھا ہو کہ شیخ عبدالرحمن نے جب تلنگانہ پر فتح پائی تو حمید خان بازبہادر بہادر الملک کو اسکی نگہبانی کے لئے مقرر کیا تھا۔ مگر ملک کے کارسازبے پروائی کی نیند مین سوئے اور ابوالفضل اس سرزمین سے کچھ زیادہ دور تھا۔ عنبر جیو نے بہت سے آدمیون کو جمع کرکے فتنہ اٹھایا۔ بادشاہی سپاہ باوجود کمی کمک کے مردانگی کے غرور مین آنکر انہی سے لڑنے کھڑی ہو گئی۔ اسی سال مہینے مین مانجرا کے کنارہ پر لڑائی ہوئی اور اسکو شکست ہو گئی بہادر الملک مرہٹا کر گوداوری کے کنارہ پر پناہ کی جگہ آگیا اور حمید خان بازبہادر اسیر ہو گئے۔ یون آباد تلنگانہ ہاتھ سے گیا اور مخالفون نے امن والے مقامون مین شورش پیدا کی۔

شورش تلنگانہ کے سوانح ۱۰۱۰ھ

دوبارہ راجو سپاہ کے جوق جوق بنا کے لشکر شاہی کے قریب آیا اور ہر گروہ ایک کوہچہ کی پناہ مین پہلے اس سے بیٹھ گیا کہ بادشاہی سپاہ صف آرا ہو۔ اسکے بعض گروہون نے پھر کر دولت آباد کی طرف کوچ کیا اور مشہور یہ ہو گیا کہ راجو جاتا ہے ابوالفضل اسکی طرف روانہ ہوا اور سپاہیون کی مدد کے لئے فوج مقرر کی راجو کی بہت سی فوجون کو لڑائی مین شکست ہوئی اور بادشاہی سپاہ فتح پاکر دن ڈھلے واپس آئی۔ راہ کے درمیان معلوم ہوا کہ راجو رہزنی کر رہا ہے غازی خان کا بیٹا محسن اس سے لڑا اور قید ہو گیا۔ اب راجو دامنہ کوہ سے دولت آباد کو چلا۔ ابوالفضل اس طرف گیا۔ مرزا علی بیگ اکبر شاہی

راجو کی شکست ۱۰۱۰ھ

قاسم خواجہ۔ میرزا بدیع۔ تاش بیگ۔ راجہ گوپال نے پیشدستی کی اور لڑتے ہوئے شہر دولت آباد کے اندر گھس گئے قریب تھا کہ وہ راجو کو گرفتار کر لیتے۔ مگر وہ خندق کے اندر چلا گیا۔ اس کا بنہ و بار سب لٹ گیا۔ پانسو گھوڑون کے قریب لشکر شاہی کو ہاتھ لگے۔ توپون سے لشکر شاہی کا نقصان کچھ نہین ہوا۔ جب ابو الفضل پہان آیا تو ایک بڑی توپ کہ جسمین دس من کا گولہ چھوٹتا تھا وہ چھوڑنے سے پہٹ گئی اور قلعہ کی دیوار کچھ گر پڑی اہل قلعہ نے پناہ مانگی۔ دن کچھ باقی نہ تھا۔ دور بینی کے سبب سے لشکر اُلٹا لشکر گاہ مین آگیا۔ راجو قلعہ کی پناہ مین بیٹھا۔ بہت آدمی اُس سے جدا ہو گئے۔ یاورون کی کمی سے خوفناک تھا۔ اگر ملک کا رساز کچھ مدد کرتے تو یہ فتنہ بالکل مٹ جاتا۔ جب عنبر حبشی نے تلنگانہ لے لیا تو آگے بڑھنے کا ارادہ کیا۔ علی شاہ علی نے فرہاد خان اور بہت سے آدمیون کو شیر خواجہ کے سر پر چڑھایا۔ خانخانان احمد نگر سے نکلا اور اپنی جاگیر مین گوداوری کے کنارہ پر بیٹھا۔ اور ابو الفضل کو اُس نے نامے لکھے جنمین ملک کے کام مین نہ مصروف ہونے کے اور احمد نگر مین پڑے رہنے کے اور کمک کے نہ پہونچنے کے عذرات لکھے ابو الفضل اسکی طرف روانہ ہوا۔ اس نے عنبر حبشی کی گرفتاری کے لیئے مرزا علی بیگ اکبر شاہی و سادات بارہ اور حسن خان میانہ کے بیٹے اور جانثر بہادر کے بھائی مقرر کیئے۔ راجو کی گرفتاری مین درنگ ہوئی۔ خواجگی فتح اللہ ناسک سے ناکام واپس آیا تو شہزادہ نے پھر اسکو وہین بھیجا۔ سپاہ کے جمع کرنے مین اسکو دیر لگی جب وہ بابل مین آیا تو راجو اس سے لڑنے کھڑا ہوا۔ لشکر شاہی اس سے نہ لڑسکا مگر اس نے اپنے تئین قلعہ سونگر مین پہنچایا۔ راجو نے اسکا کچھ محاصرہ کیا پھر اسکو چھوڑ کر غارت گری کی۔ پاتھری مین سعادت خان کا بنہ و بار لوٹ لیا اور بہت مال جمع کیا۔ اور قلعہ کو آنکر پھر محاصرہ کر لیا۔ جب اس نے یہ خبرین سنین کہ عظمت خان بھرچی کی فوج کو ساتھ لیکر آیا ہے۔ عنایت اللہ برہان پور سے چلکر نزدیک آگیا ہے اور ابو الفضل نے بازگشت کی ہے تو وہ قلعہ کا محاصرہ چھوڑ کر دولت آباد کی طرف

راجو کا عنبر حبشی سے لڑنا

چلا- کالنہ کو لے لیا جسکو خواجگی فتح اللہ نے یعقوب بیگ شغالی و سعید بیگ بخشی کو سپرد کیا تھا- اُنھون نے دو ہزار ہون رشوت مین لے کر ایسا مضبوط قلعہ اُس کو سپرد کر دیا-

پاتھری مین شیر خواجہ و مرزا یوسف و مرزا کوچک علی و یعقوب بیگ و محمد بیگ و برہان الملک ابوالحسن اور بہت سی خدمتگذار جمع ہوئے تھے- فرہاد خان زنگی شیر خواجہ کو گھیرے ہوئے تھا اُس نے شب خون مارا سخت لڑائی ہوئی اور وہ بھاگ گیا- ابوالفضل خانخانان سے پرنور مین ملا تھا- یہان سے اسکا ارادہ تھا کہ فرہاد کی مالش کے لئے چلا جائے مگر ہمراہیون نے اسکا ساتھ نہ دیا- پادشاہی سپاہ بہت دیر کر کے گودا وری سے پار ہوئی اور فرہاد خان سے لڑی- وہ برہلی سے گذر کر انبہ جوگا مین چلا گیا- یہ قلعہ نہایت مضبوط تھا- پادشاہی لشکر مشکل سے آگے بڑھا- دست راست مین مرزا زاہد و میر گدائی دست چپ مین بہادر الملک کجکنہ- پیش مین شیر خواجہ تھے اُنھون نے غنیم کے پیشدستیون کو کہ چار ہزار کے قریب تھے پراگندہ کر دیا- اگرچہ رات کے قریب ہونے کے سبب سے مخالف کا تعاقب نہین کیا مگر قلعہ لے لیا اور اس آباد شہر کو لوٹا اور بہت غنیمت لشکر شاہی کو ہاتھ آئی اس رات کو خبر آئی کہ علی نے قلعہ دھارور کو پناہ سمجھ کر بہت سا لشکر جمع کیا تھا وہ بیتیا نہ کوہستان اوسہ مین گیا- قصد ہوا کہ صبح کو اس کو گرفتار کرین مگر امراء کی دورنگی کے سبب سے یہ کام عمل مین نہ آیا- علی بھی لابہ گذار ہوا اور مدت تک متواتر بھیجے انہین دنون مین حمید خان اور اسکا بیٹا یوسف تلنگانہ کی آفت سے بڑی مشکل سے نکلا تھا اُسنے کارآگہی سے کچھ آدمی جمع کئے اور سرتابون سے بہت لڑا اُسمان لڑا- دیڑھ سو سپاہ کے ساتھ وہ لشکر سے آن ملا- علی نے اُسکو اپنے ساتھ بات نگرنا چاہا تھا لیکن وہ اس سے نہ ملا- اسکا باپ نظر بند تھا- مگر ایک رات کو وہ بھاگ کر ایک زمیندار کی رہنمونی سے لشکر مین آگیا- ہر طرف شورش مچ رہی تھی کہ شاہزادہ مرزا رستم اور

فرہاد و خان کا شغالون پر شبخون اور انکا گریز ۱۰۱۰ھ - قلعہ نیہوکا کی فتح ۱۰۱۰ھ و علی عادلشاہ کے مقابلہ کے لئے روانہ ہونا ۱۰۱۰ھ

مرزا یوسف کو یاوری کے لئے بھیجا۔ مرزا یوسف جب جالنا پور مین آیا تو درد دنبل سی مرگیا۔ بعض علی کے دیوانوں کی بعض فتنہ دوستی کے سبب سے ایک گروہ کوتہ بینی کے وجہ سے کچھہ سادہ لوحی کے سبب سے تاب خواب ہوئے۔ جب سحل مانجرا پر خیمہ گاہ لگا تو علی نے دستان سرائی زاری کے ساتھ کی۔ مرزا یوسف کے مرنے نے اور راجو کی شورش نے اور قاروقی پسر نے ان کی خواہشون کی تائید کی قاسم کا باپ نیکو خدمتی مین مارا گیا تھا اسکی تیول کو ضبط کرلیا وہ راجو سے اپنی ناکامی کے سبب جا ملا۔ اسنے کچھہ سپاہ اُس کے ساتھ کرکے داندیس بھیجی اور خود پیچھے روانہ ہوا۔ ناگزیر صلح قرار پائی اور اس مین یہ تسلیم ٹھہرین کہ بازبہادر و علی مردان بہادر و ہزارہ بیگ کو روانہ کرے اور فرمان پذیری سے سرتابی نہ کرے تو کچھہ ملک اسکو دیا جائیگا۔ لشکرگاہ سے پانچ کروہ اعتبار الملک و برادر نیگاہ ان قیدیون کو لائے۔ میر مرتضی اس طرف سی گیا اور پیمان نامہ لیا اور امان کا فرمان دیا۔ صبح کو لشکر نے بازگشت کی۔ جب رام پوری کے قریب پہنچے تو تلنگانہ کا تسخیر کرتا اور اسکی پاسبانی میر مرتضی کے سپرد ہوئی۔ بہادر الملک۔ رستم عرب۔ شمشیر عرب۔ سعید عرب۔ برہان الملک۔ اسکے ہمراہ ہوئے اور انکی جاگیرین یہین مقرر ہوئین۔ میر رخصت ہوا اور یہ قرار پایا کہ پاتھری و تلنگانہ کی یاوری کے لئے پرنور مین خانخانان ٹھیرے ابوالفضل راجو کی مالش کے لئے جائے مرزا رستم و راجہ سورج سنگھ و مقیم خان مع برادران کے راجہ کرناجیت کی مدد پر مقرر ہوئے۔ مرزا علی بیگ و سادات بارہہ اور جانش بہادر کے بھائی اور عادل خان مع برادران جو جالنا پور مین تھے ہمراہی کے لئے نامزد ہوئے کچھہ خزانہ اور ہاتھی بھی مرحمت ہوا۔ ابوالفضل یون رخصت ہوا دوم بہمن کو برہان پور مین آیا اور شاہزادہ سے ملا جب راجو کی مالش کو گئے وہ جالنا پور مین آیا تو ہمراہی بہانہ بنا کر اُسے جدا ہو گئے۔ ابوالفضل نے چاہا کہ شاہزادہ سے اجازت لیکر بادشاہ پاس چلا جاے کہ اس آشوب سے نجات [illegible] شاہزادہ نے اُسکو اجازت نہ دی اور راجو کی مالش کی درخواست کی ابوالفضل نے لکھا کہ مین حضور کے حکم سے باہر نہین لیکن حضور ملک کے کامون مین متوجہ نہین ہوتے اور بڑے بڑے کام

سپاہ کی بازگشت صلح کے ساتھ

شاہزادہ دانیال کی عرضداشت میں ۱۰۱ سے ۱۰۲ تک

چند تنگ چشم حریصوں کے سپرد کر رکھے ہیں تو اس ناپروائی کے آشوب میں اور ناتوان نہیں میں کیسے کوئی کار عظیم چل سکتا ہے اس کہنے سے شاہزادہ کو آگاہی ہوئی اور وہ اپنے کام میں کچھ مصروف ہوا۔ ابوالفضل کو خلعت اور اسپ و کمر رخصت کیا۔

بادشاہ کے پاس شہزادہ دانیال نے عرضداشت بھیجی کہ رائے رایان خدمات ملکی کے لئے مقرر ہو ملک گڈھ کے زمینداروں کی مالش کے لئے لشکر مقرر ہو۔ بادشاہ نے درخواست اسکی منظور کی اور رائے ایان کو روانہ کیا۔ بادشاہ کو شاہزادہ کی ایک اور عرضداشت سے معلوم ہوا کہ علی حوالی احمد نگر میں اسباب فساد کی ترتیب میں فکر کر رہا ہے شورش و فتنہ انگیزی کا خیال رکھتا ہے دو تین وزیر پہلے ولایت برار کی طرف عنبر جو گیا تھا۔ وہاں کے حاکم ملک بریدنے اسکے دفعہ کرنے کے لئے ابراہیم کو مقرر کیا تھا وہ عنبر سے سخت جنگ کر کے مارا گیا۔ اسکے چوڑا ہاتھی اور اسکا تمام اسباب بہتری عنبر کے ہاتھ آیا وہ اسکی خودسری و نخوت کا تمیمہ بنا وہاں سے وہ بنو بلاس گیا اور قطب الملک کے آدمیوں سے لڑا اور فتحمند ہوا۔ ۲۹ ہاتھی اوسکے ہاتھ لگے۔ اسکے بعد تلنگانہ میں وہ آیا۔ میر مرتضی اس سے لڑنے کی قوت نہیں رکھتا تھا اسلئے قلعہ نشین ہوا۔ اس کے بعض محال پر عنبر متصرف ہوا اور ایک جماعت کو برار کے پرگنوں پر اسنے بھیجا۔ ملک بدنے لاچاری و چارہ جوئی سے ہمارہ لاکھ روپے اس کے پاس بھجوائے اور صلح چاہی۔ اب اسکا ارادہ ہے کہ علی سے [illegible] ہو کر فتنہ و فساد اٹھائیں اس سبب سے یہ مقرر ہوا کہ ابوالفضل بہت سی فوج لیکر [illegible] کے مہم میں متوجہ ہوا۔ اور احمد نگر کی خدمت اور راجو اور اور مفسدوں کی مالش [illegible] ولایت برار اور پانھری و تلنگانہ کا انتظام اور پسر شاہ علی کا تعین خانخانان کے حوالہ ہو۔

ابوالفضل کو پچاس ہزار روپیہ انعام بادشاہ نے دیا۔ خداوند خان حبشی نے سرکار پاتھری و پاتم میں فساد مچایا۔ خانخانان نے راجہ سورج سنگھ و مخزنیمن خان کی سرکردگی میں لشکر بھیجکر اسکی مالش خوب کرائی اور غنیم کو شکست ہوئی اور ان حدود میں امن امان ہو گیا۔

جب خانخانان کو معلوم ہوا کہ تلنگانہ میں عنبر گیا اور وہاں میر مرتضی قصبہ

نا مدبر مین اُس سے مقابلہ نہ کر سکا۔ اور وہ اور شیر خواجہ دونو قصبہ ہری پہن آگئے اور مخالف نے اس نواح مین دست درازی شروع کی اور اس سبب سے شیر خواجہ اور میر مرتضیٰ کو اضطراب ہوا تو اُس نے اپنے بیٹے ابرج خان کو فوج عظیم کے ساتھ اس فتنہ کے دور کرنے کے لئے بھیجا۔ میر مرتضیٰ و شیر خواجہ سے ابرج ملا اور اسنے دشمن سے لڑنے کا قصد کیا۔ عنبر اُس سے مطلع ہو کر دستور کی جانب گیا۔ وہان سے قندھار کو روانہ ہوا۔ اس اثنار مین فرہاد حبشی دو تین ہزار آدمیون کو ساتھ لے کر عنبر سے ملا۔ پادشاہی لشکر بھی بغیر توقف کے غنیم کے پاس پہنچا اور اس طرح وہ مرتب ہوا۔ قول مین ابرج مع لشکر پدر اور بعض منصب دار ہراول مین۔ راجہ سورج سنگھ و بہادر الملک و شیخ ولی و پریت سین کھتریہ و مکند رائے گردھر و اس پسر رائے سال درباری۔ رگھوداس پسر کھنگار و شیخ مودود و زاہد پسر شجاعت خان و قائم حسین خان و شیخ ابوالفتح پسر شیخ معروف و شیخ مصطفیٰ و فتح خان لودی و اختیار خان و شیر خان برانغار مین میر مرتضیٰ و جماعت کارطلب جرانغار مین علی مردان بہادر۔ عنبر نے بھی پیکار کے ارادہ سے فوج کو آراستہ کیا۔ اول غنیم کے ہراول نے آراستہ ہاتھیون کو لا کر لشکر پادشاہی کے ہراول پر زور کیا اور زد و خورد کی آگ بھڑکائی۔ توپ و تفنگ کے دھنوئے نے روشن دن کو رات کا لباس پہنا دیا۔ پادشاہی بہادرون نے بندوقون و تیرون کی باڑ سے دشمن کو پیچھے کیا۔ پھر پادشاہی قول نے دو دستی تیغ چلائی۔ دشمن کے خون سے اپنے تئین سرخرو کیا۔ دشمن بھاگ گیا۔ اگر ہراول و قول کی برابر جرانغار و برانغار بہادری کرتا تو عنبر و فرہاد دونو گرفتار ہو جاتے۔ پادشاہ کی سپاہ کے ہاتھ ۲۰ زنجیر فیل اور مخالفون کے غرور و پندار کا سارا اسباب ہاتھ آیا۔ پادشاہ کو جب اس فتح کی خبر ہوئی اُسنے اپنے افسرون کا اضافہ منصب و عطا اسپ و خلعت مرحمت کیا۔ شہزادہ نے دس ہاتھی پادشاہ پاس بھیجے اور دس ہاتھی اپنے پاس رکھے کہ خود جا کر پادشاہ کی نذر دے شاہزادہ دانیال نے سنا کہ حوالی بابل گڈھ مین فارو قیون مین سے ایک نے سرکشی کی ہے۔ تو تردی بیگ خان و خواجہ ابوالحسن کو فوج کے ساتھ اسکی مالش کے لئے بھیجا۔ مخالف ہاتھ سے ولت آباد کو بھاگا۔ خواجہ ناظر و خواجہ سرا نے قلعہ کا دروازہ بند کر کے پادشاہی

سپاہ سے لڑنا شروع کیا۔ جب ان کے بھاگنے کی راہ مسدود ہوئی اور قلعہ کا محاصرہ
پادشاہی لشکر نے خوب کر لیا اور اہل قلعہ کو تنگ کیا تو وہ پناہ مانگ کر پادشاہی ولیعہد کے
سے آن کر مل گئے۔

ابوالفضل کا ارجانا ۱۰۱۲ھ

جب پادشاہ نے دکن کا حال سنا تو اُس نے ابوالفضل کو فرمان بھیجا کہ جریدہ ہمارے
پاس چلا آئے اور اپنا لشکر شیخ عبدالرحمن کو سپرد کرے اور نظم مہمات اسکے ذمے کرے۔
ابوالفضل کو عقیدت درست اور اخلاص راسخ پادشاہ کے ساتھ تھا اس سبب سے مراتب
قرب و منزلت و مدارج دولت و شوکت مین وہ پایہ بہ پایہ عروج کرتا گیا۔ اُس کا یہ حال
دیکھ کر تو ان بینون کو اُس پر حسد پیدا ہوا۔ لیکن قوی اور عذر اندوزی کے وقت کی تلاش
ہوئی۔ انکی حسد روز بروز بڑھتی گئی انہون نے شاہزادہ سلیم کو اسکی طرف سے بھڑکایا۔ پادشاہ کو
اس شاہزادہ کے اطوار نا ملائم پسندیدہ نہ تھے وہ ہمیشہ پادشاہ کی مرضی کے خلاف کام کرتا
تھا روز بروز پادشاہ اس سے بیزار ہوتا جاتا تھا شیخ کے بداندیش شاہزادہ کو سمجھاتے تھے
کہ پادشاہ کی یہ ساری ناخوشنودی و ناراضی شیخ کی شکایت کرنے کے سبب سے ہے سلیم کا
مزاج شراب کے پینے سے بگڑ گیا تھا اور اسکا مزاج نہایت تند اور غضبناک ہو گیا تھا اس
سبب سے اسکی عقل و ہوش اُڑ گئے تھے کہ وہ شیخ کے بداندیشون کی بالتون کو سچ جانتا
تھا۔ اسکے قتل کے درپے ہوا۔ اس وقت کہ بے طلب شاہزادہ پادشاہ کے پاس آنا چاہتا
تھا اور پادشاہ اسکو آنے نہین دیتا تھا اسکو شیخ کے طلب کی خبر ملی کہ وہ ایلغار کر کے
آئیگا اسکو یہ وہم ہوا کہ اگر ابوالفضل اس پاس زندہ پہنچ گیا تو معلوم نہین مجھ پر کیا آفت
اٹھائیگا اور پادشاہ کا دل مجھ سے بالکل پھر جائیگا اور پھر مجھے عمر بھر باپ کے قدمون کی
زیارت نصیب نہ ہوگی۔ نرسنگہ دیو بندیلہ مدتون سے رہزنی کرتا تھا اور اُس کا
وطن دکن کے سر راہ تھا اور مدت سے پادشاہزادہ کی رکاب مین رہتا تھا اُس نے اس کو
حکم دیا کہ شیخ پادشاہ کی خدمت مین جریدہ آتا ہے اسکو راہ ہی مین آخر منزل پر پہنچا دو
ہم تم پر بہت عنایتین کرینگے۔ یہ نوجوان جلد اپنے وطن مین آیا اور بندیلون کی

ایک جماعت کو ساتھ لیا اور شیخ کی گھات مین بیٹھا۔ جب شب کا ثلث شیخ دکن سے چلا
اور اجین مین آکر اُس نے سُنا کہ نرسنگہ دیو اسطرح گھات مین اسکی بیٹھا ہی تو اُس نے
اسکی کچھ پروا نہ کی۔ ہوا خواہون نے سمجھایا کہ گھاٹی چاندکی راہ سے آپ چلیئے۔ مگر اس نے
پسند نہ کیا۔ موت آگئی تھی سرشتۂ تدبیر مین نہ رہا تھا۔ یا اوسکو مرنے کی تمنا تھی دل
اُسکا دنیا سے پھر گیا تھا۔ زمانہ کی نیرنگیان اور روزگار کے اوضاع کو دیکھکر دنیا سے دل
اسکا سیر ہوگیا تھا غرہ ربیع الاول ۱۱۲۱ھ کو سرائے بیرا اور انتری کے درمیان نرسنگہ دیو
کمین گاہ سے نکل کر نمودار ہوا۔ یہ عاقل آزردہ خاطر کشادہ پیشانی دل پُر توکل و ہمت فراخ
سے آمادۂ پیکار ہوا۔ گدائی خان افغان نے جو اسکا پرانا ملازم اور پروردۂ احسان تھا
آگے آیا اور باگ کو پکڑ لیا اور اخلاص و محبت سے کہنے لگا کہ دشمن پاس جمعیت بہت ہی اور
ہم کم ہین اسپر غالب نہین ہو سکتے۔ یہ مناسب ہی کہ مین کچھ دیر کے لئے دشمن کے روبرو
ہوتا ہون۔ تم چلو دشمن کو ہم سے فارغ ہونے مین ایک عرصہ لگے گا انتری مین کہ
اس جگہ سے تین کوس ہی اور وہان رائے رانا و راج سنگہ دو تین ہزار سوارون کے ساتھ
اُترے ہوئے ہین آپ فراغت سے پہنچ جائینگے۔ اس غیرت مند شجاع نے جواب دیا کہ
جان کو عزت کے ساتھ دینا اور غیرت مندی و دلیری سے مرنا اس زندگی سے زیادہ خوشتر
ہی کہ بددلی و بیچارگی کے ساتھ ہو۔ جوانمردون کے مذہب مین کوئی امر اس سے بدتر نہین
ہے کہ حیات پر جسکی جبلت مین ختم ہونا ہے اعتماد کرے اور خصم سے پہلوتہی کرے اور
دل کو جہان ناپائدار پر لگائے اور ہمیشہ اپنے اوپر نفرین کرائے۔ بلاشک و شبہ سب آدمیون
کو روز واپسین پیش آتا ہی اگر وہ میرے لئے یہی دن ہی تو کیا چارہ اور تدبیر ہے۔
مجھے پادشاہ نے طالب علمی سے امارت و وزارت کے عالی درجہ پر سرداری اور
سپہ سالاری کے رتبہ پر پہنچایا۔ اگر آج مین اسکی شناخت کے خلاف کام کرتا ہون تو خلق
مین کس نام سے نامزد ہونگا اور ہمچشمون مین کیسے روسفید ہونگا یہ کہکر غنیم کی طرف متوجہ
ہوا گدائی خان نے پھر الحاح سے عرض کیا کہ سپاہیون کو ایسے واقعات بہت پیش آتے ہین

کہ جہین دشمن سی لڑنا مناسب نہین ہوتا ایک طرف ہوجانا اور باگ کو موڑ لینا یا دوبارہ
انتقام لینا ارکان شجاعت مین خلل نہین ڈالتا ابھی فرصت باقی ہی اس مہلکہ سے آپنی
جان بچائیے مگر وہ سفر واپسین کا آمادہ تھا اس نے ان دل سوز کی باتون پر کان نہ لگایا
اس نے کہا کہ مین اس چور کے آنے سی نہین بھاگونگا۔ یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ نرسنگہ
آگیا۔ اُس سی وہ بہادرانہ لڑا۔ سینہ مین نیزہ کا زخم لگا جس سی وہ زندگانی کے گھوڑے
سے گر کر خاک مین ہلاک ہوا اور شیخ گدائی خان اور ہمراہیون نے بھی جانفشانی کی
افسوس ہی کہ یہ معدن دانائی اور بحر شناسائی شمع علم و دانش افسردہ ہوا ؎
دریغا آسمان معرفت با خاک یکسان شد ✤ ستون علم از جا رفت و کاخ فضل ویران شد
بادشاہ کبوتر بازی کا تماشا دیکھ رہا تھا کہ اسکو شیخ فرید بخشی بیگ نے اس واقعہ کی خبر
دی تو وہ چیخین مار مار کر رویا۔ دو دن تک وتار رہا اور نہ کھانا کھایا اور نہ سویا۔
جب اسکو ہوش آیا تو اُس نے رای رایان کو حکم دیا کہ نرسنگہ دیو کو مستاصل کرے جب تک
اسکا سر تن سی جدا نہ کرے پاؤن کو حرکت سے باز نہ رکھی۔ راجہ راج سنگہ و رامچند
بندیلہ اور اس نواح کے سارے زمیندار اسکی یاوری کے لئے مقرر ہوئے ضیاء الملک
اس لشکر کا بخشی مقرر ہوا۔
بادشاہ نے سنا کہ نرسنگہ دیو جنگلون اور دشوار درون کی پناہ مین آنکر قزاقانہ زیست
بسر کرتا ہی۔ رای رایان نے کئی دفعہ اسکی مالش کی۔ ان دنون یہ خبر لگی کہ وہ قلعہ بھاندیر
مین آیا اور جب منتقل کے بہادرون نے اس قلعہ کو گھیرا تو وہ حصار ایرچ مین چھپ گیا
بادشاہی لشکر نے اسکو گھیر لیا ہے۔ رای رایان فہمندون سی لا نرسنگہ قلعہ سے نکل کر
دریا کے کنارہ پر شورش مچانے لگا تفنگ کی جنگ گرم ہوئی رای رایان دریا سے اُترا
کنارہ بلند تھا مشکل سے آدمی اس سی برآمد ہوے اور زد و خورد ہوئی۔ نرسنگہ بھاگکر
قلعہ ایرچ مین چلا گیا۔ رای رایان اُسکے محاصرہ مین مصروف ہوا۔ جب کام ختم ہونے
کو تھا تو نرسنگہ قلعہ کی ایک طرف دیوار توڑ کر راجہ راج سنگہ کے مورچہ کی طرف سی نکل گیا

غالباً راجہ نے اسکی گرفتاری مین تغافل کیا۔ پادشاہی جوانمردون نے تعاقب کرکے اس کے چالیس آدمی مار ڈالے۔ مگر جسکا اقبال اور بخت فراز راہ مین بہت تھے اسلئے پادشاہ کے سپاہی تعاقب سے باز رہے اور وہ اپنی جان سلامت لے گیا شہنشاہ اکبر نے عمر بھر کبھی ایسے سخت حکم نہین جاری کئے جیسے کہ نرسنگہ کے باب مین۔ مگر جسکو خدا رکھے اُسے کون چکھے۔ وہ زندہ رہا اور جہانگیر کی سلطنت مین صاحب منصب رہا۔

پادشاہ نے خانخانان راجہ مان سنگھ قلیچ خان کو بُلایا کہ یہان آنکر لوران کے معاملہ مین مشورہ دین خانخانان تو ہزار مکر و فریب کا خمیر یہ تھا اُس نے بادشاہ کو مہم دکن کو بہت دشوار دکھایا اور دکن مین خود رہا اور بادشاہ سے دور رہا۔ راجہ مان سنگھ بنگالہ سے اور قلیچ خان لاہور سے بادشاہ پاس چلے آئے۔

ہم نے پہلے لکھا ہی کہ بیجاپور کے مرزبان عادل خان کی یہ آرزو تھی کہ شاہزادہ دانیال کا نکاح اسکی بیٹی سے ہو اس آرزو کے پورا کرنے کے لیئے ۲۹ اسفندارمذ سنہ ۴۵ جلوس کو میر جمال الدین بیجاپور بھیجا گیا اور ساز خواستگاری اسکے ساتھ گیا۔ عادل خان نے تین سال اور کئی مہینے کے بعد اسکو رخصت کیا اور بیٹی کو ساتھ کیا۔ یہ دلہن بیجاپور سے احمدنگر مین آئی اور دولہا برہانپور سے یہان آیا۔ نہم تیر کو عقد نکاح بندھا۔ شاہزادہ بادشاہ کی آستان بوسی کے ارادے سے برہانپور روانہ ہوا لیکن بادہ پیمائی کی کثرت نے باپ سے نہ ملنے دیا۔ جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا کہ شراب پینے سے شہزادہ بہت دُبلا اور ناتوان و بدحال ہو گیا ہی تو اُس ایک عورت کو جسکی گود مین شاہزادہ پلا تھا اور بڑا ہوا تھا اور وہ تند و قہر گفتار کرنے سے بھی نہین ڈرتی تھی شاہزادہ پاس بھیجا اور اسکو حکم دیا کہ جس طرح ہو سکے شاہزادہ کو ہمراہ لائے شیخ ابوالخیر کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ شاہزادہ نے آستان بوسی کے قصد سے پیشخانہ باہر نکالا تھا وہ ملک عدم کا پیشخانہ ہوا۔

دکن کی مہم مین تین سو واقعات نفس الامری بڑے ہین اول کل ہندوستان کے مختلف حصون سے مختلف سپہ سالارون کا بھیجنا کہ وہ آزادانہ دکن کی فتح مین ایک دل ہو کر کوشش کرین

شاہزادہ دانیال کی شادی دکن بیجاپوری کی بیٹی سے اور شاہزادہ کا مرنا سنہ ۱۰۱۳ ۴۹

مگر امین باہم دورنگی و نفاق ایسا ہوا۔ کہ ابوالفضل کو دکن بھیجنا پڑا اور پھر خود آگرہ سے دکن مین آنا پڑا۔

شاہزادہ سلیم کی سازش سے ابوالفضل کا مارا جانا۔ خلاصہ یہ ہی کہ گو ملک دکن کی آزادی جاتی رہی مگر وہ ایسا مغلوب بھی نہین ہوا کہ اکبر کی سلطنت آسین بے کھٹکے قائم ہو جاتی۔

شمال مشرقی افغانون کے ساتھ لڑائیان

(تمہید)

پہلے اس سے کہ ہم شمالی مشرقی افغانون کے ساتھ لڑائیون کا بیان لکھین دو ایک تمہیدین لکھتے ہین جنسے کہ ان لڑائیون کا بیان اچھی طرح سمجھ مین آئے۔

شہنشاہ اکبر نے جو توران کے باب مین پولیسی اختیار کی تھی اُس نے افغانون کے ساتھ لڑنے کا وقت مقرر کر دیا گو وہ ابتدائی سبب اس لڑائی کا نہ ہوئی۔ عبداللہ خان والی توران کی قوت روز افزون کے سبب سے جب اکبر کی توجہ شمال مغرب کی طرف ہوئی تو افغانستان مین ایک مذہبی طوفان اُٹھ رہا تھا اور قوی تحریک ہو رہی تھی وہ ایسی قوی تھی کہ اکبر کو اُسکا روکنا ناگزیر اسلئے تھا کہ توران کوئی خوفناک حملہ نہ کرے پچیس برس پہلے سے افغانستان مین ایک نیا مذہب روشنائی پھیل رہا تھا۔ اس فرقہ کا بانی بایزید انصاری تھا وہ افغانستان مین نہین پیدا ہوا تھا۔ بلکہ پنجاب کے اندر جالندھر مین بابر نے جب افغانستان کی سلطنت لی ہی اس سے ایک سال پہلے وہ پیدا ہوا تھا۔ بایزید کا خیال یہ تھا کہ افغانون کی سلطنت پھر بحال ہو۔ اور افغانستان مین مغلون کی حکومت پایمال ہو۔ اسکی مان کا نام بانین تھا اسکا باپ اور اسکے خاوند کا دادا دونو سگے بھائی تھے اور دونو جالندھر مین رہتے تھے مگر اس کا خاوند عبداللہ کانی گورام مین رہتا تھا یہ مقام کوہستان افغانستان مین دو دریاؤن کوئل اور قورم کے درمیان ہی یہ دونو دریا دریائے سندھ مین ملتے ہین۔ جب مغلون کا

تسلط بڑھنے لگا تو بایزید کی ماں اپنے خاوند پاس کانی گورام کو چلی گئی اور بایزید نے اوّل وہین پرورش پائی - بیوی کے ساتھ عبداللہ کو کچھہ التفات نہ تھا اور آخر کو اس نے طلاق دیدی - بایزید کو باپ کی بے پروائی اور سوتیلی ماں اور سوتیلے بھائی یعقوب کی دشمنی سے بہت گزند پہنچی اسکا باپ عالم تھا اور سچا سنی تھا جب اس نے بایزید سے بے اعتنائی کی تو اُسنے اپنا اور طریقہ اختیار کیا وہ آزادانہ خیالات کرنے لگا - اوّل سوال اُس نے یہ کیا کہ یہان زمین بھی ہی آسمان بھی ہی - خدا کہان ہی؟ اسکو علم کا شوق تھا وہ اپنے ایک گوشہ نشین رشتہ دار شیخ اسمٰعیل کا شاگرد ہوگیا اسکی زہد و عبادت کو وہ بہت پسند کرتا تھا مگر اسکے باپ کو یہ پسند نہ آیا کہ وہ ایک بڑے باپ کا بیٹا ہوکر اپنے ذلیل رشتہ دار کا مرید و شاگرد ہو اس لئے اُس نے شیخ بہاء الدین زکریا کی اولاد کے پاس تعلیم کے لئے اُسے بھیجدیا - بایزید گھوڑون کا تاجر بن گیا وہ ایک دفعہ سمرقند سے ہندوستان مین آیا شہر کالنجر مین جو الہ آباد کے مغرب مین بندیل کھنڈ مین ہی وہ گیا اور اُس نے ملا سلیمان سے بیعت کی - یہ ملا اسماعیلیہ مذہب رکھتا تھا -

اس لئے ملحد مشہور تھا - اس نوجوان بایزید کو ملا نے مذہب اسماعیلیہ کے اصول تعلیم کئے وہ پھر کالنجر سے اپنے وطن کانی گورام مین گیا اور پہاڑ کے غار مین خلوت نشین ہوا - عبادت و ریاضت و زہد و تقویٰ مین مصروف ہوا اور اُس نے مدارج شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت و قربت و وصلت و توحید و سکوت کو طے کیا - لڑکپن مین ہی وہ حج کو گیا تھا وہ سنت جماعت تھا - اس عمر مین وہ ایسا نیک تھا کہ اپنے ہی اناج کے کھیتون کی نگہبانی نہین کرتا تھا بلکہ اگر غیر آدمیون کی زراعت کی پاسبانی کرتا تھا جب نوجوان ہوا تو ہزارون کو ہدایت کرنے لگا اور اہل سنت کے مذہب کی غلطیان بتانے لگا کانی گرام مین جبتک وہ رہا اُس کا مطلب اعظم فقط مذہبی ہدایات تھین - بایزید کا مذہبی خیال خدا کی باب مین ہمہ اوست (وحدت الوجود) کا ہندؤن کا سا تھا وہ اقوام وزیری کو نہایت ناپسند ہوا - باپ اُسکا عبداللہ اس مذہبی خیال سے ایسا غصہ مین آیا کہ وہ بایزید کے غار مین

آیا کہ وہ بایزید کے غار مین گھس گیا اور اسکو تلوار سے زخمی کیا اور اُس سے توبہ کرائی اور عہد کیا کہ پھر وہ سنت جماعت کے مذہب پر معاودت کریگا۔ مگر جیسا بایزید متعصب تھا بیٹا اپنے مذہب کے تعصب مین باپکا باوا تھا وہ تنگر ہار کو چلا گیا۔ بابر نے اس ضلع کی بہت تعریف لکھی ہے کہ وہ نہایت سیر اور شاداب ہے۔ وہ سفید کوہ کی ڈھلان پر شمال مشرق مین واقع ہے۔ بہت سے چشمے اس کے دریاے سرخاب مین اور سرخاب خود جلال آباد کے قریب دریاے کابل سے ملتا ہے اس کے اندر جلال آباد کے گرد وہ سارے پہاڑ اور وادی داخل ہین جو سرخاب اور بھٹی کوٹل کے درمیان دائین طرف دریاے کابل کے ہین۔

بایزید کے خیالات کی بلند پروازی کے سبب سے مہمند کے سردار سلطان احمد نے اس کا خیر مقدم کیا۔ یہان افغانون مین اُس نے بڑی کامیابی کے ساتھ اپنے مذہب کا وعظ سُنایا اور انکو مرید کیا۔ مگر جب اسپر عرصہ گذرا تو تاجیک کے سنی ملّا نے اُسکا ایسا ناک مین دم کیا کہ وہ آگے مشرق مین پشاور کے میدانون مین چلا گیا۔ اس میدان کے دریاکے داہنے کنارہ پر شمال مشرق مین عربی ہیل افغان اور شمال مین خلیل اقوام رہتی تھین اور دریاکے بائین کنارہ پر ہشت نگر مین محمود زئی رہتے تھے۔ یہان کے چاول مشہور ہین افغانون نے اس زمین کا نام جو پچھلے زمانہ مین فتح کی تھی پشتون خار رکھا تھا۔ بایزید کو بڑی کامیابی ہوئی اور اسکے پکے چیلے بہت ہو گئے وہ خود اور اسکے بیٹے کلید یہ مین عمرزیون کے درمیان مقیم ہوئے۔ یہ ایک خیل ہشت نگری ہے گو تاجیک نے اُس سے نفرت کی مگر افغانون نے اُس سے رغبت کی۔ غرض وہ دونو دین و دنیا کا رہنما بن گیا۔ مذہبی و ملکی معاملات کا پیر و مرشد ہو گیا اب پیر جی کو بھی الہام ہونے لگا اور خدا اُنکو نظر آنے لگا اُس نے کہا کہ مجھے حکم ابھی ہوا ہے کہ مین کہون کہ مین نے خدا کو دیکھا ہے مین خدا کے ساتھ ہون۔ مین خدا کو جانتا ہون اور مین خدا کے ساتھ ہون غرض اسکو یقین تھا کہ مین خلیفۃ اللہ ہون۔ اس نے اپنا نام روشنائی رکھا اور مریدون نے اسکو پیر روشنائی کہا۔ وہ قرآن کے اسرار بیان کرنے لگا اس نے

ایک کتاب خیر البیان تصنیف کی جسمین اپنے مذہب کے سب مسائل قرآن و حدیث کے موافق بیان کیے
مگر انکو اہل سنت باطل قرار دیتے ہین مثلاً [illegible] انکو قضا واجب کہتے ہین
نماز مین قبلہ کی جانب کو ذرا کمر کا جھکنا قبلہ بنایا۔ [illegible] رمضان کے روزون کو مقرر
کیا کہ فصل بہار کے شروع مین دس روزہ رکھ لیا کرین۔ اسنے کہا کہ اٹھارہ ہزار قسم کے جاندار
ہین ان سب کو اپنا جسم سمجھنا چاہیئے اور کسیکو آزار نہین دینا چاہیئے۔ وفات کے دن کو پیدائش
کا دن بتاتا۔ اسنے یہ کہا کہ جو آدمی اپنے تئین اور خدا کو نہین پہچانتا وہ آدمی نہین ہے اگر
وہ سوذی ہی تو اسکو گرگ۔ شیر۔ افعی۔ اژدہا سمجھنا چاہیئے۔ حدیث قتل الموذی
قبل الایذا پر عمل کرنا چاہیئے اگر وہ کسی کو ایذا نہین پہنچاتا ہے اور نمازی ہی تو اوس کو
لومڑی یا بھیڑ سمجھنا چاہیئے۔ جسکا حلال کرنا شرعاً جائز ہے اس لئے اُس نے حکم دیدیا کہ جو
اسکے سخت دشمن ہین انکو درندون کی طرح مارنا چاہیئے۔ اسنے بے ایمانون کے مال لوٹنے اور
غارت کرنے کی اجازت دی۔ بے ایمانون مین مسلمان اور ہندو دونو شریک تھے۔ وہ ترکی
مسلمانون کا بہ نسبت ہندوؤن کے زیادہ دشمن تھا۔ بے ایمان اپنے تئین نہین جانتے ہین اور
اپنی بقا کو نہین سمجھتے ہین۔ اس لئے وہ مردہ ہین اور مردون کے مال کے زندہ وارث ہوتے ہین
اُس نے گداگری کو خلاف شرع حرام بتایا۔ اہل سنت فقیرون کے ساتھ بہت سلوک کرتے تھے
انکے خلاف جو فقیر بھیک سے روٹی کماتے تھے انکو کہا کہ وہ حرام کا کھاتے ہین اور اسکی بجا کافرون
کی اور خیبر کے مسافرون اور تاجیکون کے مال چرانے کی ہدایت کی۔ اس فقیری کے حرام کرنے سے
اسکا مطلب یہ تھا کہ وہ اپنے مریدون کا ایک گروہ بنا لے۔ کہ وہ لیڈر این کیا کرین اُس نے اور
اسکے بیٹون نے ایک بیت المال بنایا جسمین غنیمت کا ایک حصہ داخل ہوتا تھا۔ بایزید اس حال مین
کہ ایک غار مین وہ بیٹھا تھا اور سر پر پاپ کی تلوار کھنچی ہوئی تھی پشو خیل کا ہادی بن گیا اور
اس وحشیانہ زمین مین اُس نے مذہب کا بیج ڈال کر اپنا نشو و نما کر لیا۔ اُس نے بار بار کہا کہ مجھے
الہام ہوا ہی کہ جو لوگ خدا کو نہین جانتے انکو قتل کرون۔ اس نے چھوٹے چھوٹے حملے کلید
کے جسکے سبب سے کابل کے فرمان روا مرزا محمد حکیم کو توجہ اسکے حال پر ہوئی۔ اور نہار کے

سنیون کے کان کھڑے ہوئے۔ بنھار (بنیر یا بنیر) ہشت نگر کے شمال مین دریاے سند سے ملی ہوئی ایک مرتفع زمین ہی اور اُس مین یوسف زئی رہتے ہین۔ یہان کے عالمون نے یوسف زئی کے بہت آدمیون کو روشنائی مذہب کے اختیار کرنے سے روکا۔ اگرچہ یوسف زئی بایزید کے اول اول بڑے طرفدار ہوے۔ لیکن بعد اسکے مرنے کے وہ پشتو کی سازش کے سخت دشمن ہوگئے۔ کابل کی گورنمنٹ کے حکم سے محمود زئی کے ملک مین حکیم محسن خان غازی آیا اور بایزید کو پکڑ کر لے گیا۔ کابل کی گلیون مین اسکو بیعزتی کے ساتھ لے گئے۔ اسکا علماء سے مباحثہ کرایا۔ اُس نے یہان یہ فطرت کی کہ بیان کیا مین نے کوئی بدعت کی بات مذہب مین نہین پیدا کی تمام فرائض صوم صلوٰۃ حج وزکوٰۃ کا پابند ہون۔ غرض اپنی فصاحت بیانی اور طلاقت لسانی سے اپنے تئین بالکل ہر الزام سے بری کیا جس سے گورنمنٹ کو کوئی خوف اسکی جانب سے نرہا۔ اب اُس نے اپنے کامون کے لئے ایک نیا تماشا گاہ دشوار گذار کوہستان تیراہ مین کھولا یہ کوہستان کوہ سفید کی مشرقی شاخین ہین جو کوہاٹ تک جنوبی مغربی میدان پشاور تک جاتی ہین اور تیرہ دریا بہاتی ہین۔ غوربہ خیل جو میدان مین روشنائی مذہب رکھتے تھے وہ تیراہ کے قریب تھے۔ تیراہ مین بنگش خیل افغان رہتے تھے جنہین سے طوطائی خیل تک روشنائی مذہب مین سخت متعصب تھے ان بلند کوہستانی وادی مین بہ نسبت کشادہ ملک ہشت نگر کے بایزید کے لئے زیادہ غنیمت تھی۔ یہان وہ آنکر اہل سنت کا اور مغلون کی سلطنت کا سخت دشمن ہوگیا اس نے کوہستانی آزاد قومون کو اپنے مسائل سمجھا کر جہاد پر آمادہ کیا اور پکارا کہ اے میری دوستو اؤ مین تم کو ہدایت کرونگا مین شمشیر بر ہاتھ دھرونگا اور نبی کا مذہب غارت کرونگا۔ اگر تم خدا کو خوش کرنا چاہتے ہو تو مجھپر توکل کرو۔ مین ہی تمہارا خدا اور پیغمبر ہون مجھہ مین کوئی نقص نہین مجھکو مہدی خیال کرو۔ مین کسی سے کم نہین ہون۔ مین کافی وکالا دی ہون تم اس پر بالکل یقین کرو۔ اُس نے چغتائیون کے ظلم سے افغانون کو ڈرایا اور اپنے پیرو ہندوستان اور اسکی بادشاہ کی مال و دولت کا لالچ دلایا اس نے پہلے ہی سے ہندوستان

اصلاح اپنے مریدون کو تقسیم کردیئے اور جہاد کے لئے جس طرح سے تیاری کی اس نے سوارون کی زیردست سپاہ جمع کرنے کے لئے گھوڑون کو طلب کیا اور انکے مالکون سے وعدہ کیا کہ ہندوستان کی دولت سے دو چند قیمت انکو دیجائیگی اُس نے سب مریدون سے بے ریا اطاعت چاہی ورمکار پر لعنت کی مگر تیراہ کے افغانون نے بایزید کے حکمون کا خیال کچھ نہین کیا۔ اُنہون نے مغلون کے ساتھ رشتۂ اتحاد کو نہین توڑا۔ یہ پہاڑی افغان بہادر اور عالی ہمت تھے انپر بایزید یہ داؤن کھیلا اور اس طرح اپنے پیچ مین انکو لایا کہ اول اُس نے افغانونکے افعال کی نسبت اپنی نارضامندی ظاہر کی اور کہا کہ اگر تم مجھکو اپنا خیرخواہ دوست بنانا چاہتے ہو تو تم الگ الگ ایک ایک اپنے ہاتھ باندھکر میرے پاس آؤ کہ مین خود تم کو اس دست بستگی سے نجات دون۔ بایزید نے ایسی شعبدہ بازیان کین کہ افغان اسکے دام مین آگئے اور اسکے کہنے کو مان گئے وہ اسکے سامنے الگ الگ دست بستہ ہوئے جنمین سے تین سو کو بایزید نے فوراً مار ڈالا اور اس ضلع کو ایسا ویران کردیا کہ پھر اسکے اصل باشندون کو وہان آباد ہونا نہ نصیب ہوا بلکہ اور کوہستانی قومین اس پر متسلط ہوگئین

کابل کی گورنمنٹ بایزید کی تیاریون سے غافل نہ تھی اور اپنی حفاظت مین ساعی تھی پیر روشنائی بہت سی سپاہ ساتھ لے کر شمال کی طرف تنگ بار کے میدان مین پہنچے اُترا۔ وہ اُلٹا پہاڑون مین آہستہ آہستہ جارہا تھا کہ محسن خان غازی اسکے پیچھے نور اگا کے قریب آگیا۔ پیر نے حتی الوسع مریدون کو سمجھایا کہ دشمن کے سامنے کھڑے ہین اور کہا کہ محسن خان پر جسوقت میری آنکھ پڑے گی تو وہ اپنے گھوڑے سے گر پڑیگا۔ مرید اسکے میدان جنگ مین جمے۔ مگر جب خنجر معرکی کی شب انکے اوپر ہونے لگی اور مغلون کے سوارون کے ٹاپون تلے آنے لگے تو تیز پانچ سے وہ بالکل پراگندہ اور پریشان ہوگئے بایزید خود گرتا پڑتا بھاگ کر ہشت نگر مین آیا بیزیدی سے اس سفر کی تکان پر بخار کا اور اضافہ ہوا۔ اور اس نے اس کی زندگی کو پورا کیا۔

وہ ہشت نگر بھٹک پور مین دفن ہوا۔ مگر اس پیر روشنائی کے مرنے سے روشنائی مذہب کی روشنی بالکل بجھی نہین وہ شاہجہان کے زمانہ تک کچھہ نہ کچھہ اپنی چمک دکھاتی رہی بایزید کے بیٹون نے باپ کے مذہب کو اور پھیلایا۔ اوسکی وفات کے بعد اس کے بڑے بیٹے عمر نے تلوار کو ہاتھ مین لیا۔ اور اپنے مریدون اور پیرو ون کو یون مخاطب ہوا کہ اے میرے دوستو آؤ۔ تمھارا پیر مرا نہین ہی۔ بلکہ وہ اپنی جگھ اپنے بیٹے شیخ عمر کو دے گیا ہی اور اسکو اور اپنے مریدون کو دُنیا کی سلطنت عطا کر گیا ہے۔ اس نے نہایت محنت و مشقت سے پشتو ون مین از سر نو جوش پیدا کیا اور ایک سال ایک دن بعد اسکے باپ کی سفید ہڈیان ایک تربت مین رکھہ کر ہر لڑائی مین آگے رکھے جانے لگین۔

عمر نے ہر چند کوشش کی مگر وہ یوسف زیون کے ہاتھ مین بری طرح پھنس گیا پہلے وہ روشنائیون کے بڑے طرفدار دوست تھے اب وہی انکے جانی دشمن ہو گئے یہ زبردست خیل صحرا نوردان پہاڑون کے کشادہ زمینون مین رہتے تھے جو دریاے کابل کے شمال مین ہین اور سندھ سے مغرب کی طرف پھیلتے ہین اور انمین ضلاع بنہار (بنیر) ہیچ کورہ۔ بائجور۔ دو دیر۔ ہچ ہزارہ دریاے کنیر تک ہین جو جلال آباد کے نیچے تک بہتا ہے۔ مشرقی یوسف زیون نے عمر پر بار بار مین دریاے سندھ کے کنارہ پر حملہ کیا اسکو شکست دی اور اسکو اور اس کے بھائی خیر الدین کو مار ڈالا۔ انہون نے عمر کی لاش کو جلا کر خاکستر بنایا۔ اوسکو اور بایزید کی ہڈیون کو دریاے سندھ مین پھینک دیا بایزید کے بیٹون مین نور الدین کو گوجرون نے مار ڈالا سب سے چھوٹا بیٹا جلال الدین زندہ یوسف زیون کی قید مین آیا۔ بیٹون مین صرف یہ ایک ہی بیٹا بچا۔ سنہ ۹۸۰ھ مین جب شہنشاہ اکبر کابل سے لاہور مین آیا تو اس وقت اس نے یہ لڑکا جلال الدین جو ۱۲ برس کا یوسف زئی سے درخواست کر کے لیا بادشاہ کو اس وقت ضرور تھا کہ روشنائیون مین سے کسی کو یوسف زئی کا دشمن بنائے۔ اس لئے کہ جتنی ان چور

قزاق قوموں کے درمیان اتفاق ہو گئی اتنا ہی خیبر کی راہ مین امن امان ہیگا اس لئے اس نے جلال الدین روشنائی کی بڑی خاطر داری کی - مگر یہ شوخ بیباک لڑکا بادشاہ کے دم مین نہ آیا - اور موقع پاکر بھاگ کر تیراہ مین جا پہنچا - جو سب سے زیادہ روشنائیون کے لئے امن تھا اس نے تیراہ مین بیٹھے بیٹھے بنگش - آفریدی اور رک زئی قومون سے اخلاص پیدا کیا - یہ قومین خیبر کی راہ مین مغلون کی سخت دشمن تھین یہ لڑکا ایسی خوف کی مشعل بنا کہ اسکے شعلے اکبر تک پہنچنے لگے - جسکی مخالفت کے سبب سے اسکا نام جلالہ تاریک ہوا اور اسکے فرقہ کا نام تاریکیان رکھا گیا -

اس جلالہ نے ایسے پنطر فدار پیدا کر لیے کہ پشتوؤن کا بادشاہ اسکا خطاب ہوا اور اس نے ہندوستان پر چہاڑ کیا - ۹۸۲ھ مین اسنے مہمند اور غوریخیل کی مدد کی - یہ قومین دس ہزار خانوار پشور کے قریب رہتی تھین اس وقت سعید حمیدی بخاری جاگیردار پشاور نے موسیٰ کو یہان مقرر کیا تھا - اسکے ظلمون سے یہ قومین جان سے عاجز ہو رہی تھین - سعید احمد پر بکرام مین انہون نے حملہ کیا اور اسکو شکست دیکر اسکو اور اس کے چالیس آدمیون کو مار ڈالا - محمد حکیم مرزا کی موت کے سبب سے دریاے کابل کے دونو طرف مغلون کے مقابلے سخت ہونے لگے جنکا کوئی فیصلہ قطعی نہوا -

۹۹۳ھ مین شہنشاہ اکبر کی جو لڑائیان ان اقوام افغان سے ہوئین وہ پشاور کے میدان اور کوہستانی زمین سواد - باجور - مہمند و تیراہ کے ملک مین ہوئین اسکے چند میل جو دریاے سندھ سے ملے ہوئے ہین مستثنی کئے جائین تو اُس ملک کی شکل گھوڑے کے نعل کے مشابہ پیدا ہوتی ہے - میدان مین سپاہ کو بہت آرام اور میوون کے کھیت ملتے ہین اسکے اضلاع زیرین جو ... داؤدزئی اور دوآبہ مشہور ہین نہایت سیر حاصل و شاداب و سرسبز ہین زراعت و چراگاہ بہ کثرت ہین - طرح طرح کی پیداواریان یہان ہوتی ہین قطع نظر اس ملک کے سیر حاصل ہونے کے اسمین ایک بڑی بات یہ ہے کہ وہ مغربی ایشیا اور ہندوستان کی شاہراہ ہے -

جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ توران کا ایلچی اور نظر بے ایک قافلہ بزرگ کے ساتھ ہندوستان کو آتے ہین اور روشنائی افغانون نے درہ خیبر کی راہ کو روک رکھا ہے وہ اُس قافلہ کو آگے نہین بڑھنے دیتا تو اس نے شیخ فرید بخشی بیگی کو بھیجا کہ جاکر اُن کو ساتھ لے آئے

افغانون کے ساتھ لڑائی ۹۹۳ھ

سفر توران ۹۹۲ھ

جب وہ جمرود مین پہنچا تو اسکی ہمراہ مان سنگھ نے مادھو سنگھ اور چند اور آدمیون کو کیا۔ یہ گروہ خیبر سے گذر کر کے قریب اس کاروان سرا کے مل گیا۔ مان سنگھ خود بھی بہت سا لشکر لیکر علی مسجد مین آگیا۔ روشنائیون نے یہ سمجھکر کہ کم آدمی ہین رات مین قلعہ علی مسجد کا محاصرہ کیا اور چند آدمی قلعہ کے اوپر چڑھ آئے مگر بادشاہی سپاہ نے دلیری کر کے انپر غالب آیا۔ مخالف قلعہ کو چھوڑ کر اور بلندیون پر چڑھ گئے۔ مگر گھات مین بیٹھے۔ صبح کو بادشاہی سپاہ نے ان ہی کو پامال کیا اور انکا نقش ہستی مٹایا۔ دوسرے روز قافلہ توران سند کی اس طرف خیبر آباد مین آیا۔ فرمان روائے توران نے کبوتر اور جیب کبوتر باز بادشاہ پاس بھیجے تھے اس سے وہ خوش ہوا۔ ایلچی کے پہنچنے سے پہلے اس سے وہ ملا۔

ان قومون کا اور انکے ملک کا حال جو الفنسٹن صاحب نے لکھا ہے

آن قومون اور انکے ملک کا حال جو الفنسٹن صاحب نے اپنی تاریخ مین اور ابوالفضل نے اکبر نامہ مین لکھا ہے نقل کرتے ہین۔ دونو کا مقابلہ کر کے بیانون کی مخالفت و مطابقت کو دیکھکر مغربی و مشرقی بیانون کے فرق کو سمجھ لو۔

الفنسٹن صاحب کا بیان۔ جس اشتعال سے کشمیر کی لڑائی ہوئی اس سے ان قومون سے بھی لڑائی ہوئی۔ مگر اسمین اکبر کے ساتھ یہ قومین سینہ زوری کے ساتھ بڑے بڑے مقابلہ سے پیش آئین اور اسکو کامیابی ہوئی۔ یہ لڑائیان شمالی مشرقی افغانون سے ہوئین جو ان ملکون مین بستے تھے کہ پشاور کے میدان کے گرد پہاڑی ملکون مین بستے ہین۔ یہ میدان بڑا وسیع اور نہایت زرخیز ہی اس مین رہن ہندوستان کی سی زرخیزاور بارآوری اور اسپر بلا دمغرب کی معتدل آب و ہوا کے بہت سے اثر متزاد ہین۔ اسکے شمال مین سلسلہ کوہستان ہندوکش کا بڑا سلسلہ ہے مغرب مین اسکے کوہ سلیمان کا بلند سلسلہ اور جنوب مین کوہستان خیبر جو کوہ سلیمان سے دریاے سندھ تک پھیلا ہے

افغانون کا جو خاص ملک ہی اسکا دسواں حصہ یہ ملک بھی ہی۔ زمانہ حال مین یہان کے باشندون کو بیر درانی کہتے ہین وہ اپنی چال ڈھال اور وضع و طرز مین ایسی خصوصیتین رکھتے ہین کہ اور افغانون مین متمیز معلوم ہوتی ہین اس ملک کے شمالی حصہ مین بہ نسبت اور شمال مشرقی قومون کے یوسف زئی زیادہ رہتے ہین اور اپنی باقی قومون کا نمونہ ہین۔

اسکے ملک مین پیشیو کا شمالی میدانی حصہ ہے اور ہندوکش کے برفستانی بلندیون تک پھیلتا ہے اور اوسکے اندر تین سو تین سو چالیس چالیس میل لمبا اور اسکے موافق چوڑی وادیان ہین جنمین سے ہر ایک کی دونو طرف اور شعبہ وادیون کے جاتے ہین یہ وادی آب و ہوا اور حسن فضا اور اور خوبیون مین کشمیر کے نظیر ہین اور وہ تنگ ناؤن پر ختم ہوتی ہین جنکے گرداگرد اونچے اونچے کرارے ہوتے ہین یا وہ جنگلون اور درختانون مین غائب ہوجاتے ہین ایسا ملک اپنے حملہ آورون کے لئے بہت سی الجھنین اور عوائق اور موانع پیش کرتا ہے مگر وہان کے باشندون کے واسطے کچھ مشکل نہین وہ بے تکلف ایک وادی سے دوسرے وادی مین آمد و رفت رکھتے ہین اور جہان کہین راہ نہین ہوتی وہان وہ اپنے لئے راہ بنا لیتے ہین۔ اصل باشندے یہان کے ہندو معلوم ہوتے ہین جو غالبًا پاروپامی کے پہاڑ والا دین سے ہونگے یہ نسبتًا زمانہ حال کا واقعہ ہے کہ بعض خاص افغانون کی قومون نے اس ملک کو فتح کیا ہو اور شرارت آمیز معاش اسکو بنایا ہو۔ اور پھر ان افغانون کو بھی اب سے سو برس کا عرصہ گذرا ہوگا کہ یوسف زیون نے جو قندھار کے قریب رہتے تھے اپنے وطن سے جلاوطن ہوکر اُن کو نکالا ہو اور انکے ملک پر قبضہ کیا ہو۔ پہاڑی قومون مین آزادی کا ہونا بالطبع ہوتا ہے اس لئے یہ قوم آزاد تھی اور سوا اسکے وہ ایسے دشوار گذار ملک پر قبضہ رکھتے تھے اور انکے تابعین بہت سے تھے اسلئے اسکو اپنی دولت کا بھی غرور تھا اور آزادی کی مستی پر دولت کا نشہ اور چڑھا ہوا تھا۔ سوا اسکے وہ خود عظمت اس سبب سے بھی رکھتی تھی کہ انکی حکومت مین جمہوری انتظام تھا۔ ہر خیل جدا جدا اپنا سرخیل موروثی رکھتا تھا۔ اس کے زمانہ مین اسکو کوئی اور اختیار سوا اسکے نہ تھا کہ وہ اپنے خیل کے آدمیون سے مشورہ لے اور ان کی خواہشین اور آرزوئین دریافت کرے اور آپس اور سرخیلون کو اطلاع دے ہر گانو کے پانچ سے اپنے اندر دنیوی قضیون کو خود چکاتے تھے۔ مقدمات کا فیصلہ پنچایت سے ہوجاتا تھا۔ گانو مین جو پایین ہوتی تھین انمین کسی نہ کسی مطلب کے لئے ہمیشہ مجلسین ہوا کرتی تھین چوپالون ہی مین آپس مین بیٹھ کر گانون والے جی بہلایا کرتے تھے اور

اور مسافرون اور اپنے مہمانون کو اتارا کرتے تھے۔ زمین آپس مین برابر بٹی ہوئی تھی اور اس لیے کہ بری بھلی زمینین ہر ایک کے حصہ مین باری باری سے آتی رہین بمقتضای عدل نئی تقسیمین ہوتی تھین۔ ہندی رعیت کی مدارات اچھی طرح کیجاتی تھی مگر معاملات انتظامات ملکی مین اسکو مداخلت نہ تھی یوسف زئی ان ہندیون سی رنگ روپ مین ایسی فوقیت نہین رکھتے تھے جیسی کہ اوضاع واطوار وچال وچلن مین۔ جنوب مین اور قومین جو میدانون کے اندر نیچے پہاڑون مین بستی تھین وہ مدت سی وہان آباد تھین اور ہندوستان کے مسلمانون کے ساتھ بہت آمد ورفت ومیل جول رکھتی تھین مگر بعض انمین سی کوہستانی مسلمان ہین بعض قومین اپنے ملک مین زیادہ نشیب وفراز رکھتی تھین اور یوسف زئی قوم سی شائستگی اور تہذیب مین بھی کم درجہ رکھتی تھین شہنشاہ بابر نے شمال مشرقی قومون کے مطیع بنانے مین سخت کوشش کی جنمین سی بعض قومون کے تابع بنانے مین کامیاب ہوا۔ مگر وہ یوسف زئی قوم کے مغلوب کرنے مین بالکل ناکام رہا۔ نہ وہ صلح وآمیزش کی تدبیرون سی اسکو اپنے بس مین لاسکا اور نہ اسکے ملک کے اس حصہ پر جس تک اسکی رسائی ہوئی سخت غارت گر حملہ آوری سے فتحیاب ہوا +

اب ابوالفضل کی کہانی سنیئے۔ وہ لکھتا ہے کہ الوس یوسف زئی پیشتر قندہار و قراباغ مین بستی تھین۔ وہان سی کابل مین آکر جیرہ دست ہوئی مرزا الغ بیگ کابلی نے وستان آبائی سے اوسکو اوھاڑا پس ماندے لغمانات مین آسایش سی رہنے لگے پھر ستغر مین آگئے۔ سو برس کا عرصہ گذرتا ہے کہ سوات (سوات) وبجور مین رہزنی وسرکشی سے بسر کرتے ہین۔ اس سرزمین مین ایک گروہ رہتا تھا جسکا خطاب سلطانی تھا اور وہ اپنے تئین سلطان سکندر کی دختری اولاد بتاتے تھے۔ یوسف زئی کچھ دنون انکے ملازم ہوئے تھے پھر حیلہ اندوزی کرکے ناسپاسی کرنے لگے اور انکے عمدہ عمدہ مقامات اپنے قبضے مین کرلیے۔ اب تک ان قدیمی باشندون مین سے تنگنائون مین تھوڑے ناکامی کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہین اور وطن کی محبت کے سبب سے باہر نہین نکلتے ہین۔ یوسف زئی کابنگاہ کوہستان سوات وبجور مین ہے اور اکثر وہ دشت مین اپنی زندگی بسر کرتے ہین اس دشت کے دو طرف دریا سندھ ہے۔ اور باقی

ابوالفضل کا بیان۔

اور دو جانبون مین دریاے کابل کوہستان شمالی ہی۔ وہ تیس کوس لمبا اور پندرہ بیس کوس چوڑا ہے دلکشا سبزہ زار اور نگاہ فریب میدانین ہین جنکے دیکھنے سے خوشی ہوتی ہے۔

جب بادشاہ نے کابل مین یورش کی تھی تو یوسف زیون مین سے جو کلان تر تھا وہ لالہ بیگی کرکے جبہ فرسا ہوا تھا اور پہلے اپنی بدکرداری سے سرمسار ہو کر پیمان جانثاری استوار کیا تھا۔ انمین سے کالو پر بادشاہ نے عنایت کرکے سب سے زیادہ سرافراز کیا۔ مگر تھوڑے دنون بعد یہ قومین پھر اپنے آئین سابق پر مائل ہوئین۔ راہ زنی اور خلق آزاری پر کمر باندھی اور دارالخلافہ سے کالو بھاگ گیا۔ خواجہ شمس الدین نے نواحی اٹک سے دستگیر کرکے بادشاہ پاس بھیجا۔ بادشاہ نے بجاے پاداش کے سیر نوازش فرمائی۔ پھر وہ بھاگ گیا اور اپنی پہلی جگہ مین پناہ لی۔ اور زمیندارون کی سرکشی کا بھی سبب ہوا۔ بادشاہ نے بہت سے افسرون اور سپاہ کا زین خان کوکلتاش کو سپہ آرا بناکر اور غریب خانجہانی کو بخشی بناکر روانہ کیا کہ کجگر اگردہ کو رہنمونی کرین اور تیرہ دل جوانمرد زندہ قبول کرین انکو سزا دین۔ ۲۵ ردی ۹۹۴ھ کو قرابیگ و ضیاء الملک اور سپاہ کو بہر گردگی شیخ فرید بخشی کو روانہ کیا وہ ایک عمدہ تاخت کرکے الٹا چلا آیا اور بادشاہ سے عرض کیا کہ وحشت کا کام بہت سخت ہی مناسب ہی کہ ایک فوج اور نامزد ہو تا کہ شائستہ طور پر ہر قوم پر یورش کی جائے کنی کی جائے اسلئے راجہ بیربھن کو سعید خان اور ملک الشعرا فیضی اور دستر خواجہ و شیخ ابوالبرکات اور اور افسرون کو اور ابوالفضل کے تین سو سوارون کو جانے کی اجازت دی۔ اور میر شریف آملی کو زابلستان مین منصب امینی و صدارت عنایت کیا اور قاسم بیگ تبریزی کو میر عدل لشکر مقرر کیا۔ ربانی جہاں دستگیر ہدایتین کین کہ ہمیشہ نیایش ایزدی اور رضامندی الٰہی کی تلاش مین رہین اور شناسائی کو نیازمندی کے ساتھ ملائین۔ آزمندی اور شتر دلی کہ ہوشمندون کی لغزش گاہ ہی پرہیز کرین اسلئے کہ بہت سے نیک ذات دنیا کی رنگینی اور ستمگارون کی شکوہ کو دیکھکر گرفتار ہی باز رہتے ہین گواہ و سوگند پروری کا حصر نہ کرے بلکہ دورنگاہی سے بشرہ کو دیکھو اور طرح طرح کی پرسشین کرین۔ اگر کوئی بڑی لڑائی خود نہ کرسکے تو ہم کو مطلع کرے۔ تن آسانی کو ناروا جانکر کبھی کبھی اس مین مشغول ہو۔ بادشاہ کو اطلاع ہوئی کہ اگر اسی

سپاہ کا یوسف زئی سے اطمینان کے لئے اور سوار اور پیادہ بھیجنے کے لئے روانہ ہونا ۹۹۴ھ

سوار کو بیر بر کا جانا ۹۹۴ھ

لشکر پر کام چھوڑ دیا جائیگا تو اس ناحیہ کے قوموں کی افزونی اور کوہستان اور تنگناؤں کی دشوار گذاری سے کام دیر مین انجام پائیگا اس لئے بادشاہ نے ایک تازہ لشکر بیربر کی سرکردگی مین روانہ کیا۔ ابوالفضل بھی نبرد کا شوق رکھتا تھا اس نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اگرچہ حضور کی خدمت مین رہنا خوش نصیبی کی اکسیر ہے لیکن مین چاہتا ہون کہ پرستاری غائبانہ جس سے بیگانگی و یکرائی کا امتحان ہو بجا لاؤن اور میری ایک نئی لیاقت حضور پر ظاہر ہو۔ اگر نبرد گاہ مین مجھ سے کوئی عمدہ کام ہو گا تو میری ناموری ہو گی اور شائستہ بندگی بجا لاؤنگا جس سے ناتوان مین ہر زہ گویوں کا مُنہ بند ہو جائیگا پھر وہ میرے نسبت کچھ نہین کہہ سکینگے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ تیرے اور بیربر کے نام قرعہ ڈالا جاے کہ بغیر کسی خواہش کے سرنوشت ایزدی ظاہر ہو قرعہ بیربر کے نام کا نکلا۔ بادشاہ نے ۱۲ ہزار بہمن کو بیربر سردار رزم و بزم کو روانہ کیا۔ اس نے تھوڑے عرصہ مین دشت مین جنے سرکشی کی اسکی خوب مالش کی جنے نیا پیشگی کی اسکے مال و ناموس کی پاسبانی کرکے دوسری جگہ آباد کیا۔ بنیر کی فتح کے ارادہ سے وہ گریوہ کی طرف چلا جب تھوڑی تنگناؤن کو شکستے کرکے منزل دوک مین آیا تو افغانون نے لڑنا شروع کیا بڑی لڑائی ہوئی بہت مخالف اسیر و قتل ہوے۔ ناوقت ہو گیا تھا اور آگے کا حال معلوم نہ تھا۔ اسلئے لشکر خیمہ گاہ کو واپس آیا اور معلوم ہوا کہ اس طرف جانے سے مقصد حاصل نہین ہو گا تو دشت مین لشکر واپس آیا تاکہ دوسری راہ سے جاے۔

کوکلتاش کی بادشاہ پاس عرضداشت آئی کہ خدا کی عنایت سے سخت گریوہون سے گذر ہو گیا ہے بجور اور سواد کا بڑا حصہ قبضہ مین آگیا ہے مگر لشکر لنگاہ دو کی کثرت سے تھک گیا ہے اور گریوہ کراکر مین جو سواد بنیر کے درمیان ہے افغان جمع ہوئے ہین اگر اور لشکر جوانمردون کا بھیجا جائے تو شائستہ طور پر سارا ملک قبضہ مین آجائیگا اور سرکشون کو سزا ملجائیگی۔ بادشاہ نے ۱۲ ہزار بہمن کو بسرکردگی حکیم ابوالفتح کے شمشیر بازون کو بھیجا۔ تھوڑے عرصہ مین دونو لشکر مل گئے زین خان نے اول بجور کی فتح کا ارادہ کیا وہان تیس ہزار خانہ دار الوس یوسف زئی

زمین خاں کا شکست پانا اور مارا جانا

بستے تھے اور انکے پاس دشوار کشا گریوہ تھے۔ پادشاہی سپاہ چابک دستی کرکے والش کول کی راہ سے آئی۔ کچکرالیون کو رستہ پر آنے کی فرصت نہ دی جالش بہادر نے گیران شہر پر تاخت کی۔ اور بہت سی سرکشون کی مالش کی جب وہ نہایت تنگ ہوئی تو غازی خان و مرزا علی وطاؤس خان ونظیر و سرداروں نے پناہ مانگی اور وہ ملنے آئے۔ دفعتہً شورش دور ہوئی۔ یہان سے ولایت سواد کا قصد ہوا۔ یہان کے کوہستان مین چالیس ہزار خانہ وار یوسف زئی رہتے تھے۔ جب لشکر دریا کے کنارہ پر پہنچا اس زمین کے بہادرون نے جنگ مین قدم جمایا۔ ہراول نے دریا سے گذرنے مین باگ کھینچی۔ الغش کے دلاورون نے تیز دستی کی۔ اس کی دیکھا دیکھی اور بھی اس پار آئے۔ بڑی لڑائی ہوئی غنیم ناکام بھاگ گیا۔ کوکلتاش نے چکدرہ مین کہ وسط ولایت مین ہی قلعہ کی بنیاد رکھی اور سرکشون کی مالش کا قصد کیا۔ تیئیس ۲۳ دفعہ فتح پائی۔ سات لشکرون کو شکستہ کیا۔ ولایت بنیر کا سارا ملک سوا گریوہ کے کر قبضہ مین آگیا لیکن کارزار کی فرونی اور کوہ نوردی سے لشکر تھک گیا۔ کوکلتاش نے کمک کی پادشاہ نے اجہ بیربر اور حکیم ابوالفتح کو نامزد کیا۔ جب یہ سب آپس مین ملے تو دورنگی کا غبار اٹھا پہلے ہی سے کوکلتاش اور راجہ مین تنگ چشمی کی باتین ہوئین۔ اسی طرح راجہ اور حکیم مین آپس مین صفائی نہ تھی۔ یہ امرا باوجود فہم عالی اور اعتبار سترگ آپس مین حسد کرنے لگے وہ پادشاہی عاطفت مین امتیاز نہین چاہتے تھے۔ سوقت سے کہ دشت کی فوجون کو کوکلتاش کی کمک کا حکم ہوا تھا تو راجہ چین بجبین ہوکر کہتا تھا کہ میرا نصیبہ برگشتہ ہوگیا ہی کہ حکیم کی ہمراہی مین اور کوکہ کی یاوری مین دشت کوہ نا پنے پڑے دیکھیے انجام کار کیا ہوتا ہے۔ رہ نوردی مین ہر روز آپس مین ناسزا باتین ہوتی تھین جب گریوہ بلکنڈہ مین پہنچے تو کوکلتاش استقبال کو آیا۔ اسنے خود بیٹھ کر گریوہ سے لشکر و پرتال کو اتروایا۔ حکیم ابوالفتح قلعہ چکدرہ مین گیا۔ راجہ اس جدائی سے آشفتہ ہوا اور تباہ اندیشے کرنے لگا۔ صبح کو اس قلعہ مین سب جمع ہوئے۔ کوکلتاش نے جشن آراستہ کیا۔ راجہ نے اپنی پہلی خستگینی کو ظاہر کیا کہ اس جشن مین شریک نہین ہوا۔ اور اسنے یہ گذارش کی کہ مناسب ہے کہ سب کارآگاہ فورشاہی (سلاح شاہی) کے

گرد جمع ہوئے۔ رازگوئی اور بزم مکیہی وہان آرایش پائے۔ کوکلتاش سپہ غصہ ہوا۔ راجہ اور حکیم مین درشتی سے دشنام پر نوبت پہنچی کوکلتاش نے تحمل کے ساتھ شورش بیگانگی کو بٹھایا اور گذارش کی کہ مہم کوہستان کا ختم کرنا قریب ہی اور کراکر اور نیر کے سرتاب بھی لابہ گری کر رہی ہین لیکن مدت سے انکی گفتار کردار مین نہین آئی۔ یہ کہکر اس لئے طلب کی تھی کہ ایک گروہ کو اس قلعہ مین چھوڑ کر مین جیلہ گذار فتنہ اندوزون کی مالش کو جاؤن اب چاہیے کہ لشکر تازہ دم اس خدمت کو اپنے ذمے لے اور مین پہلے سپاہ کے ساتھ وسط ولایت کی پاسبانی کرون بایں کروہ چکدرہ مین رہنا پسند کرین۔ مین کو نشینون کی سزا کے لئے جاؤن۔ راجہ و حکیم دونو نے اس صلاح کو نہ مانا اور یہ جواب دیا کہ بادشاہ کا فرمان ملک پر تاخت کرنے کا ہے ملک کی نگاہداشت کا نہین ہے۔ ہم سب یکجا ہوکر مخالفون کو مالش دیکر اسی راہ سے کابل جائینگے حکم ہی بادشاہ پاس جاتے ہین۔ کوکلتاش نے جواب دیا کہ جو ولایت اس قدر آویزش سے ہاتھ آئی ہو اسکو بغیر سرانجام دیئے کیونکر چھوڑ سکتے ہین اور اس راہ پر نشیب و فراز مین ٹوٹے پھرنا پسندیدہ نہین ہی جو مین نے دور اندیشی بتائی ہین اس پر چلنا پسند نہین تو بھی بہتر ہے کہ جس راہ سے تم آئے ہو اسی راہ چلے جاؤ کہ وہ طرف سپہ نشین ہی اس مین غنیم کو دستبرد کی قوت نہین ہے مگر انہون نے کچھہ نہ سنا اور اپنی پہلی تدبیر پر جمے رہے۔ کوکلتاش نے یہ ناہنجار مدارات ان کی دیکھی تو ائین سرداری کو ایک طرف رکھا کہ مبادا یہ شیوا زبان مقربین ناشائستہ بائیں بنا کر بادشاہ کو مجھہ سے نہ خفا کروین۔ کوکلتاش کو تو یہ اندیشہ ہوا اور راجہ اور حکیم کو یہہ فکر دربیش تھا کہ اگر ہم تنہا ہو جائینگے تو معلوم نہین کام بنے یا نہ بنے اور شرمندگی اٹھانی پڑی۔ فوج کی آرایش ناہنجار طور پر ہوئی اور آرایش فوج مین گفتگو ہوئی۔ راجہ و حکیم نے اپنے اسی اندیشہ سے برانغار و جرانغار کی سرکردگی سے انکار کیا۔ برانغار کا سربراہ حسن خان مغل مقرر ہوا۔ اور جرانغار کا قاضی علی۔ صراول کی پیش قدمی حسن بیگ کو سپرد ہوئی۔ بعد بہت سی گفتگو کے حکیم نے التمش مین رہنا قبول کیا اور ۱۲ اسفندارمذ کو چکدرہ سے کراکہ کی طرف سپاہ چلی اور پانچ کوس چلکر موضع کانداک مین اتری دوسرے روز

راہ پر تنگ تھی اور افغان کو چند اول میں چھوڑا اور درہ سے آدھ کوس پر منزل کی اور یہ
خبر پھیلی کہ آج سرا ول کو پہنچ کر پھر آئے صبح کو جب ہم کشل پر مخالف آئے تو لڑائی
شروع ہوئی۔ تھوڑی ہی حصہ میں تنگناؤں کو طے کر کے بہت غنیمت جمع کی اور ہزارون
آدمی بندی میں آئے التمش میں زیادہ تر کابلی تھے وہ لوٹ کی داستان سنکر دوڑے
پھر اسکے پیچھے اور خبر میں آئیں۔ کوکلتاش کہ مقیم تھا نا چار وہ بھی روانہ ہوا۔ اس طرح
روا روی بے روش ہوئی۔ افغانون نے پیچھے خوب لوٹ مچائی حسن خان بھی
زخمی ہو کر کنارہ کش ہوا۔ چلنے والون پر کام بہت تنگ ہو گیا۔ کوکلتاش کارزار میں آیا
اُس دن اور تمام شب۔ پھر دوسرے روز زیادہ دیر تک ہنگامۂ دو خورد گرم رہا۔
مخالفون کے چار سر گروہون کو کوکلتاش نے خود اپنی بندوق سے مارا۔ افغان کچھ پریشان
ہوئے۔ آخر دن کو کچھ فتح کی صورت معلوم ہوئی مگر بارشتر اور گاؤ سب لٹ گئے اور جو اسباب
ہاتھی اور خچر پر تھا وہ سلامت منزل پر پہنچا۔ دوسرے روز چھ کوس چل کر خانپور میں آئے
کوکلتاش نے چند آدمی کی افسری خود کی۔ تمام راہ جنگ کرتا ہوا منزل پر پہنچا۔ راجہ کے دائرہ
پر پہنچکر مجلس مشورہ منعقد کی اور اپنی پہلی گفتگو کو فصاحت سے ادا کیا اور شتاب زدگی کی
تقصیر اور اپنی بد دیدکو خوب بیان کیا۔ پوچھا کہ اب صلاح کیا ہے؟ اور آیندہ کیا
کرنا چاہیئے۔ راہ تھوڑی باقی تھی اسلئے شبیخون فراز اسکا نظر نہیں آتا تھا۔ سب نے یہ صلاح
دی کہ مناسب یہ ہے کہ گریوہ سے گذر کر چند روز قیام کریں اور مخالف کا از سر نو علاج
کریں۔ کوکلتاش نے گذارش کی کہ آگے تنگنا، ایسی دشوار گذار ہیں کہ اس راہ پر چلنا اپنے
تئیں بے آبرو کرنا ہے مناسب یہی ہے کہ اسی منزل میں کہ کچھ فراخ ہے اور کوئی سرکوب
نہیں ہے اور باقی گھاس اور آذوق بہت ہے۔ ایک دیوار بند بنا کے قیام کریں اور
مخالفون کو کہ سارے پہاڑ کو گھیرے ہوئے ہیں سزا دیں یا اس سبب سے کہ انکا
زر و زادا اور بہت سا مال ہمارے ہاتھ میں ہے۔ استمالت نامے بھیجکر مخالفون سے
فرمان پذیری کا پیمان لے لیں اور انکے میدان کو چھوڑ دیں اور انمیں سے چند کو بہ طور

یہ غمال (اوّل) کے رکھین۔ اگر یہ بات آپ کو دلنشین نہ ہون تو توقف کرین یہ پادہ کو اطلاع ہوا اور ایک فوج اس طرف آخر گریوہ کے سرے کو نگاہ رکھے مگر راجہ اور حکام اپنے منصوبے پر جمے رہے اور اپنے نقصان مین فائدہ سمجھتے ہوئے شام اسفندارند کو گریوہ بندری کی طرف روانہ ہوئے۔ کوکہ نے کارآگہی سے چندا ول کا اہتمام اپنے ذمے لیا۔ پہلے روز سے بھی زیادہ سخت لڑائی ہوئی لشکر کچھ تھوڑی دور چلا تھا کہ دن ناوقت ہو گیا۔ اس درہ کے سرے کو بزرگ گریوہ کی ابت را جانا وہ اترپڑا کوکہ کے آنے سے معلوم ہوا کہ ابھی ایک اور تنگی سے گذرنا باقی ہے جب اس کوہ کے سر پر پہنچا ہوگا۔ سر کوب اسکے تردیک تھے اسلئے اُس نے آگے جانے مین کوشش کی اور یہ قرار پایا کہ گریوہ کے سر پر حصار اول بھیجا بلند جان پر قبضہ کرے اور لشکر پیچھے اترے اور صبح ہوتے ہی اس دشوار پہاڑ پر گذر کرین۔ چونکہ پیچھے سے افغان چلے آتے تھے کوکلتاش پیچھے مڑا اور اوروں نے اس کوچ ناہنگام اور ہراول کے آگے دوڑانے کو گریوہ کاٹنے کرنا سمجھ کر جلدی کی اور چلنے کا آئین بگڑ گیا۔ ہرچند سمجھانے اور پھرنے کے لئے تگا دو ہوئی مگر سودمند نہ ہوئی۔ افغانون نے ہر طرف سے تیر و پتھر ایسے پھینکے کہ وہ غالب ہو گئے۔ ناشناسائی اور سراسیمگی کے سبب سے پہاڑی کی بلندی پر سے پستی کی طرف لشکر اُترا۔ اس رواروی مین گھوڑے اور آدمی اور ہاتھی سب گڈمڈ ہو گئے اور بہت انمین سے ماری گئے اور بڑے بڑے سردار مارے گئے کچھ کو پہچان کر چلے۔ آخر دن کو اس گریوہ دشوار سے گذر کر نیچے آئے۔ کوکلتاش کا ارادہ ہوا کہ اس لڑائی مین اپنی جان دیدیجئے مگر جانش بہادر اسکے آگے آیا اور کام ناکام الٹا گیا۔ کچھ چل کر وہ بیراہ ہوا گو پیدل چلا۔ بصد دشواری منزل پر پہنچا۔ لوگون نے یہ خبر اڑائی کہ افغان پیچھے سے چلے آتے ہین اسلئے نہایت بیتابی کے ساتھ کوچ بے ہنگام ہوا آدمی تاریکی کے سبب سے راہون سے بھٹک کر درون مین چلے گئے۔ افغان مال کے حصے کرکے بانٹنے مین مصروف تھے۔ دوسرے روز بہت سے آدمی جو رستہ بھول گئے تھے جان سے گئے کچھ انمین قید ہوے۔ پانسو آدمی مارے گئے

ہونگے۔ پادشاہ کے روشناس بہت تلف ہوئے۔ امین راجہ بیربر۔ حسن خان ٹپی گدا بیگ
راجہ دھرم کند۔ شکر محمد ملا سیری۔ عرب شیخ ملا غوری و جان محمد بخشی۔ شیخ جنید۔
شیخ مہمند فرملی۔ بہادر خان اللہ سعید تھے اس گزند ناگہانی اور اخلاص مندون کے مرنے
سے خصوصاً ایسے ہم زبان معنی آفرین راجہ بیربر کے مرنے سے طرح طرح کے رنج بادشاہ کو ہوئے ایک رات
دن کھانا نہین کھایا۔

جب بادشاہ نے اپنے اخلاص نہاد دون کے مرنے کا اور شکست پانے کا حال سُنا تو
خود بادشاہ کا ارادہ اس کوہستان مین جانے کا ہوا لیکن اخلاص گزینون کے کہنے سے
اس یورش سے باز رہا۔ شاہزادہ مراد کو اس خدمت پر بھیجا اور راجہ تودرمل کو اس کے ساتھ
کیا۔ مرزا الغ بیگ کابلی کے زمانہ سے الوس یوسف زئی کہ ایک لاکھ سے زیادہ تھے کوہستان
دشوار گذار کی آڑ مین ہمیشہ راہ زنی کرتے اور مسافرون کو طرح طرح کی گزند پہنچاتے کابل کے
مرزبانون مین یہ قدرت نہ تھی کہ انکی مالش کرتے۔ ہندوستان کے فرمان روایون کو اپنے
کامون کی کثرت نے اور تنگ حوصلون کی ہمزبانی نے اس طرف متوجہ نہ ہونے دیا۔ ان دنون
بادشاہ کا ارادہ ہوا کہ یہ قوم مردم آزاری اور تباہ کاری سے باز آئے اور فرمان پذیری
اور خدمت گذاری اختیار کرے۔ بدخوئی جو طینت مین مدتون سے جگہ پکڑ جاتی ہے۔ اور
باپ دادا سے چلی آتی ہے۔ اسکا دور ہونا بہت دشوار ہوتا ہے۔ بادشاہ اپنی مہربان
دلی سے جانون کو ضائع نہین کرتا اور بڑے بڑے مجرمون کو بھی پردہ نیستی مین نہین بٹھاتا۔
جب فواج تاخت کے لئے نامزد ہوتی تو کوشش کی جاتی کہ آدمیون کے مارنے مین تیز دستی نہ کی
جاے۔ ہر دفعہ اس قوم مین سے جو لوگ پکڑے آتے بادشاہ انکو خلعت اور زر دیکر چھوڑ دیتا۔
لیکن جب بادشاہ کے ان اخلاص مندون کا انہون نے خون کیا تو بادشاہ نے اونکے مٹانے مین
کوشش کی۔ ان کوہستانون کا اُن سے خالی کرانا محال تھا۔ مگر تھوڑے عرصہ مین ان مین
سے ایک گروہ کا نقد زندگی تاراج ہوا بہت سے اسیر ہو کر ایران اور توران مین بھیج گئے اور ملک
سواد و بجور و تیراہ ان بدکارون سے پاک ہوا۔ یہان کی آب و ہوا کی خوبی اور میوون کی ارزانی

یوسف زئی سے بادشاہ کی لڑائیان اور اونکا ملک سے نکلنا

ایسی ہی کہ کمتر کہین ایسی ہوتی ہے اس محل بیان کی آگے تفصیل آتی ہی۔ شاہزادہ مراد اور راجہ تو ڈرمل کو یہ خدمت سپرد ہوئی تھی مگر راجہ نے عرضداشت پادشاہ پاس بھیجی کہ سزاوار یہ ہے کہ ولایتون کی فتح کرنے کے لئے اور بڑے بڑے فرمان دہون سے لڑنے کے واسطے۔ شاہزادون کو بھیجنا چاہیئے یہ خدمت ایسی ہے کہ جسکو حضور کے بندگان مین سے ایک انجام دیسکتا ہے اس عرضداشت کو سنکر پادشاہ نے شاہزادہ مراد کو واپس بلالیا۔ کنور مان سنگھ کہ جمرود کے قریب وشنایئون کی گوشمالی کر رہا تھا اس خدمت پر معین کیا کہ راجہ کی بہ دید کو اپنا دستیار کرے۔ مان سنگھ نیر کے قریب آیا۔ دریا کے کنارہ پر مقیم ہوا اور قلعہ کی بنیاد ڈالی اور اُسکے آباد کرنے کے لئے ٹھیرا۔ نیر کے چپکے کھنڈرات کہتے ہین کہ وہ کسی قدیم زمانہ مین بڑا شہر تھا۔ سواد سے ملا ہوا کوہ لنگر تھا۔ وہان راجہ تو ڈرمل نے اپنا بنگاہ بنایا۔ اس طرح افغانون کی گذرگاہون کو بند کرکے انکو تنگ کیا دو نو طرف سے کارشناس کوہستان کے اندر جاتے اور افغانون کو لوٹتے مارتے قید کرتے۔ ناچار اُنہون نے زاری کی جس سے شورش فرو ہوئی اور زمانہ کو تازہ روئی ہوئی۔ راجہ تو ڈرمل کوہستان سے واپس چلا آیا۔ اور افغانون کی مالش کے واسطے صرف راجہ مان سنگھ وہان رہا۔ پادشاہ نے کنور مان سنگھ کو یوسف زئی کی سزا دینے کے لئے بھیجا اور راجہ بھگونت داس کو کہ پنجاب کا سپہ آرا تھا ریگستان کا پاسبان مقرر کیا۔ مگر راجہ نے نامناسب خواہشین کین پادشاہ نے اسے مردود سمجھا اور اسکا بھیجنا موقوف رکھا اور کارسازون کو حکم ہوا کہ شاہزادہ سلطان خرم اقبال کے لئے تیاری زابلستان لیجانے کی کرین مگر راجہ نے معذرت کی۔ پادشاہ نے پھر اُسکی زابلستان جانے کی اجازت دیدی وہ دریا سندھ سے گذرا تھا اور خیرآباد مین پہنچا تھا اور سیالکوٹ انتظار مین بیٹھا تھا کہ دفعتہً اسکی عقل تیرہ ہوئی اور سخت بیمار ہوا۔ اُسکو شمہ اتاک شاہ نیر مین لائے۔ سامان ایک طبیب اوسکی نبض دیکھتا تھا کہ راجہ نے اسکا جمدھر لیکر اپنے مارا۔ بادشاہ نے حکیم حسن کو علاج کے لئے بھیجا مدتون مین وہ اچھا ہوا اسکی جاگیر میل قلی کو مقرر کیا۔ مگر اُس نے معاملہ نشناسی سے حرکات ناشائستہ کین جس سے وہ نظر سے گرا مگر پھر اس نے خوشامد

کنور مان سنگھ کا زابلستان بھیجنا

کرکے قصور معاف کردیا۔ بادشاہ نے اسکو یوسف زئی کی مالش کے لئے مقرر کیا۔ مادھو سنگھ وسعید گکھر اور ابوالقاسم نمکین اور راجہ بھگونت سنگھ کے آدمیون کو اسکی یاوری کے لئے مقرر کیا اور کنور مان سنگھ کو اور سپاہ کے ساتھ کابل بھیجا۔

جب بادشاہ دریاے سندھ کے کنارہ مقیم تھا اور زابلستان جانے کا ارادہ تھا اور کتل خیبر کو جسمین گھوڑے اور اونٹ کا گذر مشکل تھا ایسا صاف کیا کہ گاڑی چھکڑا اسپر چلنے لگا اور دریاے سندھ پر پل باندھا تو توران مین ایک عجیب تھلکہ پڑا۔ بادشاہ کے ایلغار کا خوف ایسا پیدا ہوا کہ بلخ کے دروازے اکثر بند رہتے تھے۔ فرمانروای توران عبداللہ خان نے کارآگہی اور اندازہ شناسی سے نیایش گری اور نیازمندی اختیار کی میرقریش کو بھیجا کہ یہ بزرگ سیدون مین سے تھا اور نہایت عمدہ گھوڑے اور تومنمشتر اور سبک رو استر اور شکاری جانور اور عمدہ پوستین اور اپنے ملک کے اور نفائس بھیجے۔ مگر اس وقت راجہ بیربل کے سوگ مین بادشاہ بھید بنے ہوا تھا اس سبب سے ایلچی کی باریابی مین تاخیر ہوئی جس سے ایلچی کو پراگندگی ہوئی تو بادشاہ نے ایک جشن کرکے اسکو باریاب کیا۔

بادشاہ اٹک بنارس مین عشرت پیرا تھا کچھ شکار کھیلتا کچھ آہنگر خانہ مین تیر و توپ سازی کا تماشا دیکھتا۔ دولت خانہ مین تفنگ اندازی کرتا۔ رات دن مہمات ملکی و مالی مین مصروف رہتا مگر اس سوچ بچار مین رہتا کہ ساحل سندھ پر جنگ ٹھیرے کہ یوسف زئی کی مالش قرار واقعی ہو اور پھر زابلستان کی سیر ہو مگر تورانیون کی سراسیمگی اور توران کے ایلچی کی زاری اور آذوق کی گرانی سے پھر جانا قرار پایا اور ہندوستان کو وہ چلا۔

پنجاب مین آکر لاہور مین ٹھیرنے کا ارادہ بادشاہ نے اس لئے کیا کہ زابلستان مین امن امان ہو جاے۔ سواد و بجور سرکشون سے پاک ہو۔ تیراہ اور بنگش سے روشنائیون کا تئیں ناس ہو۔ آباد ملک حیطۂ قبضہ مین آئے۔ اگر مرزبان توران دوستی مین ثابت قدم نہ رہے تو لشکر وہان بھیجا جاے اور اس کے بعد وہ خود جاے ۱۲۵ کروہ اٹک بنارس سے ۲۶ کوچون مین آیا۔

توران کی ایلچی کا باریاب ہونا سنہ ۹۹ جلوس + بادشاہ کی مراجعت دارالخلافہ فتحپور سکری سنہ ۹۹

ادھر یوسف زئی کی تاخت و تاراج مین اور انکی باندھنے اور مارنے مین لگا دوکی ادھر آسمان نے انکے ساتھ کینہ توزی کی۔ اناج کو گران کیا۔ ہوا کو ناسازگار بنایا۔ عجیب ہیبناک یورش کو پھیلایا۔ توانائی اور حیلہ سازی نابود ہوئی یوسفزئی کے سردار سلطان قریشی۔ بوستان کالو سلطان بایزید۔ کریم داد ابراہیم خان۔ خان جہان مصری۔ مظفر خان سے اسمٰعیل قلیخان پاس آئے اور عاجزی کی۔ یہ قرار پایا کہ جب وہ کوہستان سے مع اغروق کے نکل آئین تو گناہونکی معافی کی درخواست بادشاہ سے کی جائیگی۔ بادشاہ کے سندھ سے واپس آنے نے فرمانروائے توران کی سرآسیمگی کو دور کر دیا تھا۔ لیکن بادشاہ نے سنا کہ ایلچی کے بہت دنون تک یہان رہنے سے وہان تردد ہی تو اس لئے ۲ اسفندارمز کو ایلچی کو واپس بھیجدیا اور کچھ نفائس تحفۃً بھیجے حکیم ہمام کو پیغام گذاری کے لئے مقرر کیا کہ وہ نامہ کو فرمانروائے توران کو پہنچا دے اور سب چھوٹے بڑون کے آگے اسے پڑھکر مطلع کرے۔ میر حیدر جہان مفتی کو بھی سکندر خان کی سانحہ نگاری کے واسطے بھیجا۔ اگرچہ اسکو مرے ہوے تین سال گذر چکے تھے۔ مگر چونکہ بادشاہ کو توران کے لینے کا خیال تھا اسلئے یہ تقریب نہین کی گئی۔ مگر اب عبداللہ خان نے لاہور گری کی اور یکتا دلی کا آئین اختیار کیا تو میر کو تعزیت کے لئے بھیجا۔

تیس ہزار خانہ دار مہمند و غور یہ خیل پشاور مین رہتے تھے اور بادشاہ کی نیکخواہی کو اپنی رستگاری کا سرمایہ سمجھتے تھے۔ پشاور کا اقطاع دار سید حامد بخاری تھا۔ وہ کابل کی سپاہ کے ساتھ یہان آیا اور اوسکی سپاہ ہندوستان کو اپنی جاگیرون پر گئی وہ تھوڑے آدمیون کے ساتھ حصار بکرام مین غافل پڑا تھا۔ موسیٰ کو اپنا کام دے رکھا تھا اُس نے اپنی آزمندی سے ان گروہون کو تنگ کیا اور ان کے مال اور ناموس پر ہاتھ کھولا۔ اس سے الوس مذکور نے جلالہ کو اپنا سردار بنایا۔ بکرام کے نزدیک فساد مچایا۔ سید حامد نے ایک آدمی کو بھیجکر اسکا حال دریافت کرایا۔ اس نے اپنی بیدانشی یا بداندیشی سے انکا حال پراگندہ بتایا۔ اور کہدیا کہ تھوڑے سے آدمی ہین غرض سید ڈیڑھ سو آدمیون کو ساتھ لے کر بڑا اُسکا گھوڑا ندی مین گرا جسکے سبب سے وہ ڈوب کر ہلاک ہوا۔ اور اسکے چالیس ہمراہی ماری گئے

الوس یوسفزئی کی دعوا یان ۹۹۴ھ + ایلچی توران کا واپس بھیجا جانا ۹۹۴ھ + [illegible]

افغانون نے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ سید کمال اسکے چھوٹے بیٹے نے قلعہ داری خوب کی۔ بادشاہ کو
اسکی خبر ہوئی تو اُسنے زین خان کو کلتاش کو اس خدمت پر مقرر کرکے روانہ کیا اور حکم دیا
کہ اگر ضرورت پڑے تو راجہ مان سنگھ کسی سردار کو لشکر کے ساتھ کمک کے لئے اور بھیجدے
غرہ مہر کو کابل مین مرزا سلیمان اس ارادہ سے آیا کہ بادشاہ کی خدمت مین جاوی۔ اس لئے
کنور مان سنگھ اس کی ہمراہ ہوا اور خواجہ شمس الدین خافی کو کابل کا منتظم مقرر کیا۔ جلال آباد کے
نزدیک پہنچکر لان مین اسکو شدید تپ ہوئی اور سخت بیمار ہوگیا اور سید حامد کے مارے جانے کی خبر
بہت مغرور ہوگئے وہ کنور مان سنگھ کے اس بے ہنگام قیام سے کچھ اور سخت اور زیادہ
بدمست ہوگئے اور قلعہ بکرام کو چھوڑکر اور ارادون مین ہوے۔ اوس مہمند و غوریہ خیل نے
پشاور سے تیراہ تک خیبر کی دونو راہون کو سنگ چین کرکے استوار کیا۔ یوسف زئی اور قومون نے
انکے ہنگامہ کو رونق دی۔ تیراہ ایک کوہستان ہے جسکا طول ۳۲ کوس ہی اور عرض ۱۲
کوس ہی مشرق مین پشاور ہے اور مغرب مین میدان ہی اور شمال کی جانب بارہ۔ اور
جنوب مین قندھار۔ اس مین تنگنائین پر نشیب و فراز دشوار گذار ہین۔ بادشاہ نے جو سپاہ
بھیجی تھی وہ دیر مین پہنچی اور کنور مان سنگھ اس زمانہ مین بیمار تھا اور ڈیڑھ مہینہ مین رنجور
ہوا تو افغانون نے کشور سے پیکار کا ارادہ کیا۔ ان دنون مین کنور تندرست ہوگیا تھا
اور افغانون کی مالش پروہ مستعد ہوا اور تین ہزار سوار اور بڑے بڑے نامور لیکر اس
ارادہ سے چلا کہ ناروں کی راہ سے تیراہ مین آئے اور وہان سے اوس آفتابی کو کہ خیرہ پایہ
شورش ہی تاخت و تاراج کرے اس راہ سے گریوہ شادی سے یکبارگی علی مسجد مین آئے
تاکہ لشکرون سے ملجاوے اور راہ کھلجاوے جگت سنگھ پسر مان سنگھ درباری زین الدین علی
کو کابل جانے کا ارادہ رکھتے تھے سید حامد کا قضیہ سنکر ایلغار کرکے بکرام مین آئے مگر راہ بند
تھی اس لئے آگے نہ بڑھے مادھو سنگھ بھی راجہ بھگونت داس کے لشکر کو لیکر
اٹک کے قریب آگیا تھا۔ سیوم دے ۹۹۵ھ کو بولان سے مان سنگھ جریدہ روانہ ہوا
اور کتل چارجوبہ مین پہنچا۔ یہان گریوہ کہ برف سے ڈھکا ہوا تھا اسکے نشیب و فراز کو منزل بہ

طے کرکے ہاتھارک کی حدود مین کچھ آرام کیا۔ دوسرے روز سیاہ نے بسر کردگی
محمد قلی بیگ کے الوس آفریدی پر تاخت کی اور انکا بہت مال چھینا بعض کی رائے یہ ہوئی کہ
اسباب کو منزل گاہ پہ پہنچا کر پھر لڑنے آئین مگر اسکو اورون نے نہ مانا اور آگے بڑھے اور
درہ چورہ سے کوہ نوردی کی۔ اور غوریہ خیل کے بنگاہ پر گذر ہوا۔ انہون نے لابہ گری
کرکے رستگاری پائی۔ جب تنگناؤن مین لشکر آیا تو جلالہ پیچھے سے نمودار ہوا۔ ہر طرف سے
افغانون کا جوش و خروش اٹھا تختہ بیگ چندا ول بکر اس سے لڑا مگر عاجز ہوا تو اپنے
لشکر سے ملا اور کنور مان سنگھ نے پھر کر ایک اور تازہ نیرو سپاہ کارزار مین بھیجی۔ لڑائی
خوب ہوئی مخالف کی شوخی کم ہوئی مان سنگھ نے اپنے بیٹے جگت سنگھ کو چندا ولی کا
اہتمام دیکر خود علی مسجد کی راہ لی۔ تھوڑے عرصہ مین پھر افغان ہر طرف سے آنکر جمع ہوگئے
اور کام زیادہ دشوار ہوگیا۔ میدان نہ تھا کہ لڑائی مین جوانمردی دکھائی جاتی نہ کوئی
پناہ ایسی تھی کہ سنگ افگنی اور تیر اندازی کی جاتی۔ طرفین کے سپاہی دست و گریبان ہوتے
تھے اور عجیب لڑائی ہوتی تھین ناگاہ ایک کشادہ میدان ظاہر ہوا۔ مان سنگھ نے
اپنے ہمراہیون کے خلاف رائے وہان قیام کیا اور تختہ بیگ و رحیمہ کابلی میدان کارزار
مین لڑنے آئے اور اُس سے محمد قلی و کورم کو کر اور تیز دست ہراول کے آنکر ملے اور پھر کارنامہ
پہلوانی ظاہر ہوا۔ سخت دشواری مین بادشاہی لشکر کو فتح ہوئی۔ اب بعض کی رائے یہ ہوئی
کہ یہین نصرت گاہ مین دیرے لگین۔ بہت کی رائے یہ ہوئی کہ علی مسجد کو جو دو کروہ ہی چلیے
جہان پانی کی کمی تھی اس لیے علی مسجد کو لشکر چلا اور محمد قلی بیگ نے چندا ولی کا اہتمام
اپنے ذمہ لیا اور شادی کی راہ سے شام کے قریب لشکر اپنی منزل مین آیا۔ یہان سے قریب
ہی رات گئے جلالہ گھات مین تاک لگا کے بیٹھا اور افغانون نے جا بجا ہنگامہ برپا
کیا۔ بہت آدمیون کی یہ تجویز تھی کہ صبح کو قلعہ سے باہر جاکر دست برد کرینگے۔
لیکن تکان اور ماندگی کے سبب سے یہ صورت نہ ہوئی۔ دوپہر کو بھگونت داس کا لشکر
امدھوسنگھ کے کرنمود ار ہوا تو یکبارگی روشنائی پراگندہ ہوئی۔ بعض کی رائے یہ تھی

کہ مان سنگھ یہیں ٹھیرے اور اور اُمرا آگے جاکر مرزا سلیمان کے کاروان کو خیبر کی راہ سے لائین۔ مرزا سلیمان کی خاطر سے اسکے آدمیون کا سب بنہ و بار خیبر کی راہ سے بولان گیا اور مرزا الغ بیگ کی راہ سے بکرام مین آیا۔ اس عرصہ مین زین خاں کوکہ لشکر سمیت پہنچ گیا پہلے روشنائیون کے خارین الکھیڑنے مین بڑی کوشش کی بادشاہ پاس مرزا سلیمان کے آنے کا حال ہم معاملات بدخشان مین بیان کرین گے۔

الوس خویشی

الوس خویشی — آلوس خویشی اپنے پہلے کامون سے پشیمان ہوکر مرزا مان کابل کی پناہ مین آئی اور بادشاہ نے ان کو فرمان بخشایش لکھ دیا اول اُن کو جلال آباد مین جگھ دی اور پھر پشاور مین۔

مان سنگھ تو ایک شکست دیکر جمرود مین گرویہ خیبر کے قریب آرام کرتا تھا۔ بادشاہ نے اُسپر لعنت ملامت کی اور ایک اور لشکر مطلب خان کی سرکردگی مین روانہ کیا جب وہ دریاے سندھ پر سنبلہ کے نزدیک آئے یا توزنگی خان اور اور سردار الوس نیازی کے اور دریاے سندھ کے پار عیسیٰ خیل کی سرزمین مین آئے۔ یہان کے سردار فیروز خان و جمال محمد علیخان آنکر بادشاہی لشکر سے ملے۔ اکثر کی راے یہ بھی کہ دوآبہ اور بنگش کی راہ سے بنگش مین اوپر جاکر روشنائیون کے ملک تاخت و تاراج کرین۔ لیکن کمال خان روشنائی بادشاہ کے لشکر سے آن ملا اور اس نے بتلایا کہ سب سے زیادہ عمدہ آبدرہ کی راہ ہے مگر دوآبہ سمند کے درمیان ایک تنگنا راہ ہے کہ دریاے بنگش اس مین بہتا ہے۔ بارہ کروہ مین چند جگہ پانی چھوڑ کر وہ سمند مین جاتا ہے۔ جمال خان یہی معلوم ہوتا ہے کہ اسی راہ چل کر لشکر سمیت تھا۔ روشنائیون کی کمینگاہ لشکر کے جانورون کے چرنے کے کام مین آئین۔ یہ خبر ہوئی کہ جلالہ لوچک مین کہ قلب کی جگھ قلعہ نشین ہی وہان سے وہ نیچے اوترکر مین کوس آیا ہے اور دہ سمند مین شبخون مارنے کا قصد کرتا ہے۔ امراے شاہی نے رات کو بہت پاسبانی کی دوسرے روز اُس نے دہ سمند مین قیام کیا۔ مخالف نے جانا کہ رات کو کچھ کام نہ بن پڑیگا اور جمرود کے لشکر کے آنے کی خبر ہو رہی ہے

مطلب خان کی سرکردگی مین بادشاہ کا روانہ ہونا اور اُسکا شکست پانا سنہ ۹۹۵ ۳۲

اس لیے اس نے یہ ارادہ کیا کہ جس وقت کہ پیچھے آتے آتے اُن پر دست برد کرے اس وقت اُنکین نظام نہ ہوگا ہزار مرداد کو دوپہر کو کہ ہوا نہایت سخت گرم تھی جلالہ ہزار سوار اور پندرہ ہزار پیادے لے کر ناگہانی آیا۔ اور وہ شورہ پشت پادشاہی چند اول سے لڑکر آگے بڑھا۔ اگرچہ پادشاہی فوج قاعدہ کے موافق صف آرا نہ ہوسکی اور سپہ آرا کو بھی سواری کی توفیق نہیں ہوئی مگر لشکر شاہی کو فتح نصیب ہوئی اور میدان جنگ مین غنیم کے پانچسو پچاس آدمی مارے گئے اور ہزار آدمی بھاگنے مین قتل ہوئے اور مخالف نے کوہستان تنین پناہ لی۔ پادشاہ کی طرف سولہ آدمی زخمی ہوئے لشکر اسکی بنگاہ پر گیا اور اوسکو لوٹا اسکے خان و مان کو جلا دیا۔ تمام الوس آفریدی اور اورک زئی جنگی پناہ مین جلالہ تھا یہ غمال دیکر مطیع ہوے اور لشکر پھر کر بنگش مین آیا۔ یہان گرانی غلہ کے سبب سے رہنا دشوار تھا۔ مطلب خان سودائی ہوگیا تھا اسکو پادشاہ نے بین بھیجدیا۔ قوم الوس یوسف زئی اپنی ستواری جا اور پادشاہی لشکر کی لغزش کے سبب سے سرکش زیادہ ہوگئی۔ ہرچند اسکو سزا دی جاتی تھی۔ مگر وہ اپنی راہ زنی اور بدکاری سے باز نہین آتی تھی جلالہ روشنائی جب تنگ ہوا تو وہ تنگنای تیراہ سے یوسف زئی کی بنگاہ مین چلا گیا اور اُنہون نے اُسکو اپنے ہان جگہ دی۔ پادشاہ نے زین خان کو اسکی بھلی شرمندگی مٹانے کے واسطے سواد و بجور کو روانہ کیا اور جمرود بنگش کے لشکر کو فرمان بھیجا کہ وہ جلالہ کو گرفتار کرین اور اسکو باہر کہین نہ جانے دین اسمٰعیل قلی خان ادھند سے اوٹھکر قبیلہ ایازی سے ملاکہ استقر کی پاسبانی کرے۔ اور صادق خان پادشاہ سے رخصت لے کر دشت سواد مین آیا تاکہ جلالہ کسی طرف سے باہر نہ جاے۔ اور گرفتار ہوجاے۔ جگناتھ کو جو کشمیر سے پھر آتا تھا حکم ہوا کہ کوکہ سے جاکر ملے کوکہ دل سے اس خدمت مین متوجہ ہوا۔ حیدر علی اپنے خویش اور تختہ بیگ و نجتیار بیگ اور امراء کو لے کر کامہ و کشکہ کی راہ سے کچ کی طرف چلا۔ روشنائی افغانون اور یوسف زئی نے ملکر گریوہ ناولی کو استوار کیا اور آمادہ پیکار ہوئے اور پادشاہی لشکر نے بجور و استقر و تیراہ کے ترابہ پر قلعہ کی بنیاد رکھی۔ اس مین امخانات سے غلہ منگا کر

بجور سواد کی فتح کے لئے زین خان کو بھیجنا ۹۷ھ

انبار لگائے۔ جس سے لشکر کی خاطر جمعی ہوئی اور ایک نامعلوم راہ سے لشکر بجور مین آیا
کچھ لڑائی ہوئی بہت سے افغان مارے گئے۔ کچھ پناہ مانگ کر مطیع ہوگئے۔ جلالہ گرفتار
ہونے کو تھا۔ مگر وہ ایک درہ سے جسکا پاسبان اسمٰعیل علیخان تھا نکل کر تیراہ مین چلا
گیا وہ دشت کا تھانہ دار تھا۔ یہاں صادق خان بھی سخت تباہ حال ہوا تھا اور
بیوقوفی سے گذرگاہ کو خالی چھوڑا۔ کہ بادشاہ پاس چلا گیا۔ پیچھے لکھا ہے کہ صادق خان
ان روشنائیون کو تیراہ سے نکالنے کی خدمت پر مامور ہوا تھا۔ تنگناؤن مین گھسنے کے
اندر یہ دیدنہ دیکھی لیکن اور تدبیر سوچی کہ موضع بارہ مین قلعہ بنا کر شاہ بیگ کو سپرد کیا
اور احمد بیگ اور محمد قلی بیگ کو میدان کا نگہبان بنایا اسی طرح جا بجا کارآگاہون کو
مقرر کیا۔ لشکر شاہی نے تاخت و تاراج کر کے آذوقہ کی گرانی کا علاج کیا۔ صادق
نے زبان سے دلاسا اور ہاتھ سے روپیہ دینا شروع کیا۔ الوس آفریدی اور ادرک زئی
کہ روشنائی افغانون کی بنگاہ تھے مطیع کیا۔ ربیع کی کشت و کار بادشاہی لشکر کے ہاتھ
مین آئی۔ خریف کو پونے نہ دیا۔ ملا ابراہیم کو جسکو جلالہ اپنا باپ سمجھتا تھا گرفتار کر لیا۔ جلالہ
کو اپنے ہمراہیون پر اعتبار نہ رہا۔ ہر روز ایک قبیلہ مین جاتا تھا اور ناکام واپس آتا تھا
وہ راہ کان کرم سے نوران کی طرف دوڑا۔ ۲۴ ہزار کو افغانون نے اسکا زاد لیکر
حوالہ کیا۔ آفریدی اور ادرک زئی نے آوُل دیکر راہ خیبر کی ایمنی کو اپنے ذمے لیا۔
بادشاہی لشکر پھر آیا۔

روشنائیون کا آوارہ ہونا۔

جب زین خان کوکہ بجور مین آیا تو اُسنے چند قلعے بنائے۔ افغان تنگناؤن
مین گھس گئے۔ رات کو باہر آتے۔ غلہ کاٹتے اور لے جاتے۔ کوکہ نے اپنی دانشمندی سے مقرر کیا کہ
ہر درہ مین ابتدائے شب مین سپاہ کا ایک گروہ جاوے۔ دامنہ کوہ مین گھات لگائے
بیٹھا رہے اور آدھی رات کو اسکی جگہ دوسرا گروہ جاوے۔ جب افغان غلہ کاٹنے آتے
تو بادشاہی سپاہ آگے پیچھے پہنچکر انکو خوب سزا دیتی۔ آٹھ مہینے تک اس طرح لڑائی رہی آخر
کو انہون نے عاجز ہو کر اطاعت اختیار کی۔ کوکلتاش نے سوات کی فتح کا ارادہ کیا جگنناتھ

سوات کا فتح ہونا ۹۶

آصف خان کو کہ دشت مین تھا اپنے پاس بلالیا اور سواد کی طرف روانہ ہوا۔ اول ملک کے سر سے سیر دریا پیکورہ کے کنارہ پر قلعہ بنایا۔ یوسف زئی نے راہون کو سنگ چین کیا۔ اور ۹۹۶ھ کے لئے آمادہ ہوئے۔ پادشاہی لشکر کو ایک پوشیدہ راہ مل گئی۔ دہم ذی الحجہ ۹۹۳ھ کو عید قربان کے جشن مین مصروف تھا کہ بادشاہ کی سیاہ سواد کے عرصہ دلکشا مین آئی افغان سراسیمہ ہوکر بیغولون مین گھسے کچھ انمین سے مردانگی سے لڑکر مرگئے۔ بہت سا اسباب شاہی کو ہاتھ آیا۔ اب افغانون کے دو حصے ہوگئے۔ ایک گروہ بت خری کے کوہ مین چلا گیا۔ اور دوسرا کہسار مہرہ مین چلا گیا۔ کوکہ انکی تلاش مین ہوا۔ چکدرہ دلکنڈ اور اور جاؤن مین قلعے بنائے۔ سروی کے نزدیک دشت بہار سے متصل ایک حصار بنایا۔ اور کارآگاہ خدمت دوست جابجا مقرر کئے۔ کہ راہون مین ایمنی ہو اور دشت و کوہ مین پیوند ہو۔ ہر طرف سے تاجر آئے اور ارزانی ہوئی۔ ان دنون مین کوہ مہرہ سے محمد عمری و ملک اصغر شیر خانہ کی راہ سے دشت مین آئے اور قلعہ سروی کا محاصرہ کیا۔ یہان سے بہت سی سیاہ جلال آباد کی طرف سے گئی تھی کہ قافلہ کا بدرقہ ہو احمد خان چند آدمیون کو لیکر لڑا اور مارا گیا حمید خان کے بیٹون کی ہمت نے یاوری نہین کی مگر غنیم قلعہ کو فتح نہ کرسکا اور اپنے اندوختون کو چھوڑکر بھاگ گیا۔ جب سواد مین کچھ کام نہ رہا تو آصف خان بادشاہ کی درگاہ کی طرف جریدہ ملکند سے چلا۔ چند نوکر اسکے پیچھے آتے تھے ناگہان انہون نے نقارہ بجایا۔ افغان سراسیمہ ہوے اور بھاگ گئے اور بہت اسباب اپنا پھینک دیا۔ ابوالقاسم نمکین و شیر خان کو سروی کی پاسبانی کے لئے چھوڑا وہ اچھی خدمت بجالائے۔

کالو خان پر باوجود یکہ بادشاہ نے بہت نوازش کی تھی مگر وہ بھاگ کر شورش مشون سے جا ملا اور دمغار کے افغانون نے اسکو اپنا سردار بنایا۔ اور کوہ مہرہ کو وہ روانہ ہوئے۔ کوکلتاش کو اسکی اطلاع ہوئی اس نے رات کو سفر کیا۔ صبح اول نے نقارہ بجایا بیخبرون نے آگاہی پاکر پراگندگی مین نگاہ کی۔ اگرچہ کالو خان بھاگ گیا مگر افغانون کے ستر آدمی قتل ہوے گئے۔ اسی اثنار مین محمد عمر اور ملک صغر سروی پر جا چڑھے۔ میرابوالقاسم اور شیر خان اپنے

کالو خان کا سر بانی سنہ ۹۹۶ھ کی

لڑے۔ اور چار سو افغانون کو انہون نے مارا۔ قلعہ کہ سرگریوہ پر بنایا تھا اس سے یوسف زئی بڑے سراسیمہ تھے اور اسکی فتح کی گھات مین لگے رہتے تھے انمین سے بہت سے ایک جگہ جمع ہوئے اور اس قلعہ کو آخر گھیرا۔ صبح سے شام تک جنگ گاہ مین تلوارین چمکین زمین کے شکستہ اور کوہ پایون کی بلندی کے سبب سے پیکار مین درازی ہوئی انجام کار لشکر شاہی کو فتح ہوئی اور بہت سے افغانون کا خرمن ہستی آتش تیغ سے خاکستر ہوا اور تھوڑے عرصہ مین وہ قلعہ تمام بن کر تیار ہوگیا اور گردن کشون کی اطاعت کا سبب ہوا۔

پادشاہ اٹک بنارس سے کابل مین کہ پایۂ کم ۲۴ کوس ۱۴ پانس ہے ۲۱ روز مین ۱۸ کوچ کر کے پہنچا۔ چہارم آذر کو کابل سے ہندوستان کی طرف کوچ کیا ۱۸ اردی کو مک مین لشکرگاہ تھا کہ شکار کے لئے ایک گینڈا کے پیچھے گیا اس نے پادشاہ کو زخمی کیا مگر زخم جلد بھر گیا۔ پادشاہ اپنے دارالخلافہ مین آیا۔

یوسف زئی کی مالش مین سپاہ شاہی مہم کوشش کرتی تھی مگر یوم اتواری ہے غالب نہین ہوئی تھی۔ شہباز خان کی عرضداشت سواد سے آئی کہ عزہ بہمن کو لڑائی ہوئی اور لشکر پادشاہی کو فتح ہوئی اور بنیر کی سرزمین ہاتھ آئی۔ علی محمد الف کی نیکو خدمتی مین جان گئی بہت سے افغان مارے گئے۔

زین خان شمالی کوہستان سے نیپال کے قریب سے پادشاہ کی خدمت مین آیا اس نے دریاے ستلج کے کنارہ پر کاھلور تک لگا پوکی۔ سارے زمینداروں کو مطیع کیا اور پیشکشین ان سے آمادہ کرائین جنکے نام یہ ہین۔ نگرکوٹ کا راجہ بدھی سنگھ۔ کوہ جموں کا راجہ پرسرام۔ مؤ کا راجہ باسو۔ جسوال کا راجہ انرودہ۔ کاہلور کا راجہ بیلہ۔ گوالیار کا راجہ جگدیس چندرہ پال کا راجہ سیپال بسیہ کا راجہ رائے سنسار۔ مان کوٹ کا رائے پرتاب۔ جسرونہ کا رائے بھوپر نگن پور کا راجہ بیبھ دھر۔ شیرکوٹ بھرتہ کا راجہ رائے دولت۔ قلعہ بھیلا کا راجہ رای کرشن ہسکنٹ کا زمیندار رائے نرائن۔ ملادیہ کا رای کرشن۔ بھمری وال کا رائے اودیہ۔ ان سب اجاؤن کے ہان دس ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادے تھے ان زمینداروں کو

پادشاہ کا دارالسلطنت مین جانا ۱۰۲۴ھ۔ بنیر کی فتح ۱۰۲۴ھ۔ زین خان کوکہ کا لشکر شاہی کا دکھن کا والی ہونا ۱۰۲۵ھ۔

قاسم خان روشنائی افغانون کے لڑنے کو گیا ۔ زین خان کی فتوحات ۔۔۔

لے کر زین خان ۷ ردی کو بادشاہ کی خدمت مین آیا سب پر بادشاہ نے عنایت کی ۔ ۱۷ ہاتھی اور ۱۱۵ گھوڑے اور ۲۰۵ شکاری جانور باز و شاہین اور سوا ران کے تحائف نفائس اس سرزمین کے لایا ۔

ہم نے پہلے لکھا ہے کہ جلالہ تو ران چلا گیا ان دنون مین معلوم ہوا کہ وہ ناکام وہان سے آیا اور تیراہ کی تنگنا و مین شورش مچائی ۔ اوس آفریدی و ادرک زئی نے فرمان پذیری مین عہد شکنی کی اور اسکو اپنا سردار بنایا ۔ بادشاہ نے فرمان بھیجا کہ قاسم خان زابلی سپاہ کو فراہم کرکے ان افغانون کی مالش کرے سندھ و پشاور کے اقطاع داروں کو حکم ہوا کہ وہ بھی ہوکر تیراہ سے ملین تھوڑے عرصہ مین اس کہسار کو اس سپاہ نے گھیر لیا ۔ افغان دستان سرائی اور لابہ گری کرکے بیٹھ گئے ۔ جلالہ یہان سے ناکام پھرا ۔ قاسم خان کابل مین چلا آیا ۔ بادشاہ کو قاسم خان کی یہ جلدی پسند نہ آئی ۔ اسکو حکم ہوا کہ پھر جاکر وہ افغانون کی پژوھش مین کوشش کرے ۔

بادشاہ نے زین خان کو کلتاش کو سوا و بجور کی مہم کا اہتمام سپرد کیا ۔ کشمیر مین جو آشوب اُٹھا تو افغانون نے پھر سر اُٹھایا انکی سرکوبی کے لئے سپاہ نہ تھی اس لئے اوس کلیانی و محمد زئی کہ ہمیشہ بادشاہ کی دولتخواہی کا دم بھرتی تھی روشنائی افغانون اور یوسف زئی کی ہمدستان ہوئین اور بکرام کے نزدیک محمد قلی زیبان کے خان کے پیچھے پڑین ۔ تاکہ اس تمام ملک پر انکو غلبہ ہوجائے ۔ ناگاہ کوکلتاش انکے سر پر آیا تو انمین سے ہر ایک گروہ ایک پیغولہ مین داخل ہوا یوسف زئی اور کچھ روشنائی افغان بسرکردگی وحدت علی کہسار بجور مین چلے گئے ۔ جلالہ نے اپنا زنہ وزادا سکے ہمراہ کیا ۔ اور خود تیراہ مین آیا ۔ قصد یہ تھا کہ وحدت علی کافرون کی ولایت کو کہ کاشغر سے پیوستہ ہے لیکر پناہ آمادہ کرے جب لشکر شاہی تنگ کرے تو خود وہان چلا جائے ۔ ۷ امرداد سنہ ۱۰۰۱ کو گریوہ ملکند سے سوات مین کوہ آیا ۔ اور اس آباد جا دشوار گذار کو آسانی سے لے لیا ۔ میدان کی راہ سے بجور مین گیا ۔ افغانون نے اپنے مین لڑنے کی طاقت نہ دیکھی تو وہ ناچار ہوکر کافرون کی ولایت

اور تھوڑے دنون مین کہسار ہرول کو اس گروہ سے چھین لیا۔ اس ولایت کے مشرق مین سوات اور مغرب مین کزار نورگل شمال مین کاشغر۔ بدخشان و جنوب مین بجور۔ قلعہ چنکاری کو استوار کیا کوہ ان کے درپے ہوا منزل بمنزل قلعے بناتا ہوا گریوہ کوٹے کرتا ہوا چلا۔ جب افغان اُسپر شبخون مارتے تو نقصان اُٹھاتے۔ کوکہ نے قلعہ چنکاری کا محاصرہ کیا غرہ آبان کو جنگ عظیم سے اُسے فتح کرلیا۔

زین خان قلعہ چنکاری کو فتح کرکے قلعہ فتح آباد مین کہ بجور مین اس نے بنایا تھا آیا مبارک خان و جلال خان اور کچھ پیادہ کو سوات کے دیدبانی کے لئے بھیجا۔ انہین دنون مین زین خان کو آنرو سے سندھ سے ہندوکوہ تک کی نگہبانی سپرد ہوئی۔ وہ روشنائی افغانون کی بیخ کنی کے درپے ہوا۔ تیراہ کی طرف متوجہ ہوا۔ قاسم خان جلال آباد کے قریب جریدہ آیا۔ بزم یکجہتی مین یہ قرار پایا کہ وہ راہ بازارک سے کہسار مین جاوے اور لشکر بنگش اُس طرف سے کولہ ایجم گذر سے اس سگالش کے لئے کابل کو پھرا لگمانی کے قریب آصف خان بنگش سے آیا اور ہمراہ ہوا۔ بکرام مین خواجہ شمس الدین اور اورامرا جو بادشاہ کی اجازت سے آئے تھے ملے۔ کوکہ نے اس گذر مین اپنا بنگاہ بنایا۔ قاسم خان کابل کی سپاہ لے کر راہ بازارک سے تیراہ مین آیا۔ آفریدی کے سردارون مین سے یاران تہا وہ لڑائی مین مارا گیا۔ باوجودیکہ اور سپاہ ہتوڑ نہین آئی تھی کہ اوس آفریدی اور ادرک زئی نے لابہ گری اختیار کی اور فرمان پذیری قبول کرکے چنداول آئے۔ جلالہ تیراہ کو چھوڑکر کافرون کے ولایت کی طرف چلا۔ جن دنون مین کوکہ نے قلعہ چنکاری فتح کیا تھا وحدت علی جلالہ کے خویش نے یوسف زئی کی مدد سے قلعہ کنشان اور کچھ حصہ کافرون کی ولایت کا فتح کرلیا تھا۔ کوکہ نے قاسم خان کو جلال آباد مین اور محمد قلی اور حمزہ بیگ تالیق کو بکرام مین چھوڑا اور خود آصف خان اور شمس الدین و سعید خان گکھر و تحنہ بیگ کو لیکر جلالہ کی طرف گیا۔ پہلے اسنے کہ جلالہ آب کابل سے گذرے لشکر شاہی نے اسکا رستہ بند کردیا۔ ناکام وہ کہسار تیراہ کی

کنشان کا فتح ہونا ۱۰۰۱ھ

طرف پھرا بعض کی رائے تھی کہ اسکی مالش مین کوشش کیجاے۔ کوکلتاش نے کہا کہ بزرگ زمیندار نے فرمان پذیری اختیار کی ہے۔ یہان اسکو جگہ نہین ملیگی۔ اب وحدت علی کو مارا مال کرنا چاہیے پہلے اس سے کہ وہ اس کہسار دشوار گذار کو استوار کرے۔ باسانی اس سے انفراغ حاصل کرنا چاہیے یہ بات سب کو دلپسند ہوئی۔ پرتال کو چھوڑکر کافرستان مین شاہزادی راہ سے آگے اور موضع کندی کبار مین دریاے بیجور کا پل باندھ کر اترے۔ یہ دریا ستر گز چوڑا اور بہت گہرا اور تند تھا خواجہ شمس الدین کو اس پل کی پاسبانی اور راہ کی ایمنی سپرد کرکے سترہ منزلین نشیب و فراز مین طی کرکے کنسل بزرگ پر غنیم سے آٹھ کوس پر پہنچے۔ اُس نے قلعہ کنشان کو استوار کیا۔ آدھے رستہ مین ایسی تنگی و ناہمواری تھی کہ ایک سوار دشواری سے گذرتا تھا اور آدھی راہ چوڑی اور دس جگہ دشمنون نے سنگ چین بنای تھے اور وہان سے لڑتے تھے۔ ۶ خرداد کو کوکہ چند آدمیون کے ساتھ لیجا کر منزل گاہ کی تلاش مین لگا۔ تختہ بیگ سعید خان۔ حیدر علی عرب ہراول بنا کے آگے بھیجے کہ کسی عمدہ جگہ کو لیکر بیٹھین اور لڑائی نہ لڑین افغانون نے اُن کے سر پر ہجوم کیا۔ ناچار لڑنا پڑا انہون نے غنیم کو چار بار پرے ہٹا دیا۔ کوکہ اپنے چند ہمراہیون کے ساتھ اُن سے جا ملا جسنے ہراول کو تقویت ہوئی۔ وہ بہت جگہ بدل چکے تھے۔ تختہ بیگ حیدر علی عرب سعید خلدن لڑ رہے تھے۔ کوکلتاش کے پہنچنے سے از سر نو جانفشانی و جان ستانی کرنے لگے جوان مرد پیچھے آگے تھے اور لڑتے تھے آصف خان ایک تنگ جگہ مین تین پہر تک برچھہ جمدھر کی لڑائی لڑا۔ وحدت علی تیغہ سے نہ نکل سکا۔ سب آدمیون کے ساتھ بڑے نشیب مین گیا۔ دشمن شکست کھاکر پراگندہ ہوا اور قلعہ کنشان اور بہت آباد جگہین بادشاہی لشکر کے ہاتھ آئین۔ سرگروہ بزرگ مین پہنچکر نیچے اترنے لگے۔ یہہ کہسار مرزبان کاشغر کا دار و غہ نشین تھا۔ سارے سال برف سے ڈھکا رہتا ہے۔ تیز دستون نے وہان جاکر بہت سے مرد و زن گرفتار کیے۔ بہت سے کافرون کے سردار ملکر ساتھ گذار ہوے۔ اور افغانون کی ناکامی مین اُنہون نے کوشش کی۔ کچھ افغان چغان سرا کی طرف بدخشان روانہ چلے گئے کہ دریاے بیجور سے گذر کر کافرون کی زمین مین جاکر پناہ لین۔ بادشاہ [illegible]

تیز دستی کرکے اس طرف کا پل توڑ دیا۔ ناگزیر یوسف زئی کے سردارون حاتم بابا علی۔ حیدال شیخ حسین نے قاسم خان سے اور بعض اور امیرون سے پناہ مانگی ان سے ملے اور وحدت علی کو بھی جا پار آنا پڑا۔ غنیم کے چار سو آدمی مارے گئے اور سات ہزار قید ہوے بادشاہ کی طرف سے تیس آدمی مارے گئے اور ڈیڑھ سو زخمی ہوئے۔ کاشغر و بدخشان تک ملک لے لیا۔ جب قاسم خان نے وفات پائی تو پھر روشنائی افغانون نے سرتابی کی اور خیبر کی راہ کو نا امین کیا۔ قلیچ خان کو زابلستان کے انتظام کے لئے اور ان افغانون کی مالش کے لئے روانہ کیا۔ مبارک خان جلال خان۔ شیر خان نظر خان میر عبد الرزاق کو بھیجے اور انہ کیا۔ قلیچ خان نے کابل کا انتظام کیا۔ تیراہ کی راہ لی۔ بازارک کے دشوار گذار پہاڑون مین اس سرزمین کے نزدیک آیا۔ آفریدی کے سردارون نے اس سے مل کر ہمواخواہی کے پیالون کو تازہ کیا اور انہون نے کہا کہ ساری کھیتی پامال ہو گئی ہے۔ اس لئے سپاہ کا پھر جانا چاہئے قلیچ خان نے اس جھوٹی بات کو یقین کر لیا اور بکرام مین چلا آیا۔ ایلم گذ سے اس ملک مین جانا چاہا۔ مگر گریوون کی سختی کے سبب سے نہ جا سکا یہان سے کوہت کو روانہ ہوا کہ اس طرف سے کارکشائی کرے مگر راہ کی دشواری نے اسے جانے نہین دیا پھر اس نے بنگش جانے کا ارادہ کیا خرابہ مین آیا۔ کچھ لڑائی ہوئی بعد فتح کے اس نے قلعہ یہان بنایا۔ روشنائی افغانون نے راہ کو شاخ بند کیا اور لڑنے پر تیار ہوے۔ مگر زمینداروں نے لشکر شاہی کو ایک پوشیدہ راہ بتائی۔ سپہ آرا نے یہان کچھ سپاہ چھوڑ کر وہ راہ لی۔

ساری رات اور دن کو دوپہر تک سوار اور پیادے سخت گذار پہاڑون پر گذر کر اس سرزمین پر پہنچے جلالہ نے مطلع ہو کر اس راہ کے بند کرنے مین تگاپو کی مگر وہ وہان نہ پہنچ سکا۔ ناکام بے جنگ سخت تنگناؤن مین چلا گیا اور شاخ بند کو ویران کر کے لشکر و پرتال اسی راہ سے آیا اور راہ کی ناہمواری اور آذوق کی کمی سے لشکر شاہی تنگ و زبی ہوا۔ تختہ بیگ و میر عبد الرزاق معہ ری آذوق کو بکرم سے لانے کے لئے روانہ ہوئے۔ سویم خرداد کو آہن پوش کہ تیراہ کے وسط مین سخت جاہی لشکر گاہ ہوا۔ جن آدمیون کو آذوق کے لئے بھیجا تھا ان کو آنے مین

بادشاہی لشکر کا تیراہ مین آنا سنہ ۱۰۰۵ھ

جلال الدین کا مرنا سنکر ۔ الفنسٹن صاحب کا بیان ان جہات کی نسبت ۔

دیر لگی تو لشکر کابل مین چلا آیا۔ بادشاہ کو اس طرح سو بسو پھرنا اور کابل مین آنا پسند نہ آیا غزنین مین الوس لوحانی خرید و فروخت کے لئے آتے تھے۔ ہزارہ انکی گھات مین بیٹھے اور زبردستی سے کی وہ مستقل ہو کر سات روز تک لڑے انہون نے جلالہ سے مدد مانگی وہ تاجرون کے طور پر غزنین مین آیا۔ شریف خان اور رعیت اُس سے کچھ لڑی اُسنے ان سے نقارہ لیا اور وہ غزنین کا مالک ہو گیا خرید کے بہانہ سے بہت سا اسباب جمع کیا اُسنے چاہا کہ اس مال کو اپنے بنگاہ مین لیجاے۔ شادمان ہزارہ اُس سے لڑا اور شکست دی وہ زخمی ہو کر کوہ رباط مین گیا۔ مراد بیگ نے پہنچ کر اُسکا کام تمام کیا۔ یہ کام کیا آسانی سے انجام پایا ہے کہ لشکر شاہی مدتون اس کے پیچھے پڑا پھرا۔ زین خان کوکہ اس سے کئی سال تک لڑتا رہا۔ مگر جلالہ اُن ادنی آدمیون کے ہاتھ سے خاک مین مل گیا۔

الفنسٹن صاحب کہتے ہین کہ ابوالفضل کو ضرور ان جہات کا اصل حال ذرا ذرا معلوم ہوگا۔ مگر اس اندیشہ عظیم مین کہ لشکر اکبری کی شکست کی ذلت کو جہان تک ہو سکے کم اور نرم کرے اور کوئی بات ایسی نہ لکھون کہ راجہ بیربر پر کوئی الزام عائد ہو اس نے ان جہات کا حال پراگندہ اور متناقض لکھا ہے اور مینے مجبور ہو کر اسکے نقصون کو منتخب التاریخ سے صحیح کر کے دراز کیا ہے۔ جو نقص مین نے ابوالفضل کے بیان مین پائے انکو مین بیان کرتا ہون کہ گو اس نے بادشاہی سپاہ کی شکست اور بربادی کے بیان کو فصاحت سے لکھا ہے مگر وہ لکھتا ہے۔ کہ بادشاہی سپاہ کے آدمی پانچ سو مارے گئے۔ خافی خان نے بھی ایسی ہی غلطی کی کہ لکھا ہے کہ چالیس پچاس ہزار آدمی مارے گئے اور ایک بھی زندہ نہین بچا۔ یہ شکست سوات کے پہاڑون مین ہوئی اور جن درون مین وقوع ہوئی انکا نام کرہ یا کراکرہ اور بلندری لکھا ہے پھر وہ لکھتے ہین کہ ان لڑائیون کا بیان جو ابوالفضل نے لکھا ہے وہ اسکی خوشامد گوئی اور مختلف بیانی کا عجیب و غریب نمونہ ہے۔ بیربر کی شکست کے بعد ایکسال کے اندر وہ لکھتا ہے کہ کوہستان سرکشون کے خس و خاشاک سے پاک و صاف ہو گیا۔ بہت سے ان مین مارے گئے اور بہت سے ان مین ایران و توران (ایران اور تارتری) مین پناہ گزین ہوئی۔ اور اس طرح سے باجوڑ اور سواد

ان شہر یکسر گراہون سے خالی ہوا۔ یہ ملک پنج میوؤن کی کثرت اور آب ہوا اور زرخیزی مین دنیا مین کمتر اپنی نظیر رکھتے ہین۔ مگر باوصف اسکے کہ اس بیان سے لڑائی کا تمام ہونا صاف صاف معلوم ہوتا ہے اور اسکے بعد مختلف واقعات اس لڑائی کے اُس نے اپنی تاریخ مین پندرہ سال کے بیان کیے ہین جسکے بعد اسکی تاریخ کا خاتمہ ہوگیا وہ پنجاب مین اکبر کے چودہ برس تک پھرنے کے جو مین بیان کرتا ہے کہ وہ ایک زمانہ مین تاریک (روشنائی افغان) کے مغلوب کرنے مین اور دوسرے زمانہ مین شمالی پہاڑون کے باشندون کے دبانے مین مصروف رہا۔

الفنسٹن صاحب نے یہ نتیجہ فقط اکبرنامہ کے شامر کے انگریزی ترجمہ کو پڑھ کر نکالا۔ اکبرنامہ مین اصل عبارت یہ لکھی ہے۔ آن کوہستان از نیان تہی شدن بدانش زانیان ہمدوش محال بود۔ در کمتر زمانے کہ زین رفت و رجے یافت جمیع انبوہ را نقد زندگی بتاراج رفت۔

و بسیارے را در توران و ایران فروختند ملک سواد و بجور و بنیر کہ از رہ آب ہوا و میوہ ارزانی مانند آن کمتر نشان و ہند ازین بدکاران پاک شد۔ اس عبارت سے اور اسکے اول جو اور عبارت ہی اس سے یہ نتیجہ ہرگز نہین نکلتا جو الفنسٹن صاحب نے نکالا ہی۔ بادشاہ کے ارادہ کو بیان کرتا ہے کہ اسکے سبب یہ نتیجہ تھوڑے عرصہ مین ظہور مین آیا اور اُسکا آگے بیان بقید تاریخ ٹکڑے ٹکڑے کرکے بیان کرتا ہے۔ اسکے بیان مین تناقض ہے نہ خوشامد ہے زین خان کی شکست مین کل پانسو آدمیون کا مارا جانا لکھا ہے اور طبقات اکبری مین آٹھ ہزار لکھا ہی۔ لڑائیون مین میدان جنگ کے مردون کی لاشون کو گن کر کون انمین صحیح تعداد لکھتا ہے تاریخون مین اس تعداد مین ہمیشہ اختلاف ہوتا ہے۔ اس زمانہ مین بھی مہذب قومون کی جنگ کے بیکار مین یہ تعداد صحیح نہین لکھی جاتی +

معاملات بدخشان و توران و خراسان

مرزا محمد حکیم کابل مین ۱۲ شعبان ۹۹۳ھ مطابق ۳۰ جولای ۱۵۸۵ء کو اس جہان سے رخصت ہوا۔ تو توران کے ساتھ اسکی مفسدانہ سازشون کی دھمکیون کا غل شور ہوا۔ حکیم نے

عبداللہ خان والی توران کا حال۔

ازبکون کی پناہ مین جانے کا ارادہ کیا تھا تو اکبر کو خوف پیدا ہوا تھا کہ اگر مرزا عبداللہ خان والی توران سے جا ملا تو معاملات مین بہت دشواریان پیش آئینگی۔ ازبکون کو خاندان تیمور کے ساتھ موروثی دشمنی تھی۔ انکا بادشاہ عبداللہ خان جو اس اعلیٰ مرتبہ پر پہنچ گیا تھا کہ وہ شہنشاہ اکبر کا ہم پلہ معلوم ہوتا تھا اسکا حال یہ ہے کہ قاآن بزرگ چنگیز خان کی نسل کی پیڑی مین وہ پیدا ہوا تھا۔ جسکا سلسلہ یہ ہے کہ عبداللہ خان بن سکندر خان بن جانی بیگ بن محمد سلطان بن ابوالخیر خان بن شیخ دولت اغلان بن ابراہیم بن پولاد بن سوراچہ سلطان بن محمود خواجہ خان بن قاآن بای بن رابل باک بن نیکا تیمور بن باوقل بن جوجی یوقا بن شیبان بن جوجی بن چنگیز خان۔ قاآن سے جوجی پہلے مرگیا تھا۔ اس کی نسل سے کوئی بڑا فرمان روا نہ ہوا۔ لیکن بعض اسکے خاندان مین سے دشت قبچاق مین سرافراز ہوئے انمین سے ابوالخیر کچھ بلند پایہ اس وجہ سے ہوا کہ سلطان ابوسعید مرزا نے اسکی یاوری سے مرزا عبداللہ سے سمرقند چھین لیا تھا۔ جب وہ مرگیا تو اوس اوزبک مین بڑی پراگندگی ہوئی۔ سلطان احمد مرزا بن سلطان ابوسعید مرزا کی پناہ مین شیبک خان بن بداق خان آیا تو کچھ زمانہ کی سختی اسپر کم ہوئی۔

جب سلطان ابوسعید مرزا کا زمانہ ختم ہوا توران مین سلطنت کے مدعی و انباز پیدا ہوئے سلطان حسین مرزا کے بعد شیبک خان خراسان مین گیا اور اسکے فرزندون سے لڑکر ملک لے لیا اور مرو کے قریب شاہ اسمٰعیل صفوی سے لڑکر بہت آدمیون سمیت مارا گیا۔ ماوراالنہر کی مرزا باقی کو چک و نجی بن ابوالخیر خان (جو کوچم خان مشہور ہے) کو ہاتھ آئی۔ جب وہ نہان خانہ عدم کو تشریف لے گیا تو اسکا بیٹا ابوسعید خان جانشین ہوا۔ اسکے بعد عبداللہ خان بن محمود خان بن بداق خان بن ابوالخیر فرمان روا ہوا۔ توران کچھ آباد ہوا۔ اسکے دو بیٹے عبدالعزیز خان و محمد رحیم خان تھے لیکن عبید خان بن کوچم خان کو مرزا باقی ملی۔ اسکے بعد عبداللطیف خان اسکا بھائی مسند آرا ہوا۔ جب اسکا کام انجام کو پہنچا تو براق خان بن سویکچ خان بن ابوالخیر خان فرمان دہ ہوا۔ ترکستان و ماوراالنہر و کچھ خراسان [illegible]

جب گردش آسمانی اُسکے سر پر بھی ختم ہوئی تو ملوک طوائف ہو گئی اسکے بیٹے دردش خان بامان ترکستان مین حکومت کرتے تھے۔ عبداللہ خان کا پوتا برہان بخارا مین۔ سلطان سعید خان بن ابوسعید خان بن کوچم خان سمرقند مین پیر محمد خان بن جانی بیگ خان بلخ مین حکمران تھا۔ عبداللہ خان اسکی فرمان پذیری مین اوقات بسر کرتا تھا۔ وہ اپنی آگہی و مردانگی سے سب اپنے بھائی بندون پر غالب ہوا۔ اُسنے پیر محمد خان سے کہا کہ اس لوس مین میرے باپ سے کوئی بڑا بوڑھا نہین ہے۔ بزرگون کے آئین کے موافق خطبہ و سکہ اسکے نام پر جاری ہو۔ اُس نے ناگزیر قبول کر لیا۔ یون کچھ دنون سکندر خان برائے نام پادشاہ رہا۔ مگر فرمانروائی اُسکا بیٹا عبداللہ خان کرتا رہا۔ بعد سکندر کے عبداللہ خان کے نام سکہ و خطبہ جاری کیا۔ سنہ ۹۱۶ مین جو مرو مین لڑائی ہوئی تھی تو قوم اوزبک کی فرمان روائی متفرق ہو گئی تھی۔ کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ وہ سارے قوم کا سردار ہوتا۔ یہ کام سلطنت اکبری مین سکندر خان کے بیٹے اولبوجیر کے پوتے عبداللہ خان ہی کے لئے امانت لکھا تھا کہ وہ ازبکون کے سب سردارون کا سردار اور فرمان روا یون کا فرمان روا ہوگا۔ عبداللہ خان سنہ ۹۴۰ مین پیدا ہوا اور اس کے ورثہ مین نہایت چھوٹی سی ریاست قرمینہ آئی۔ اول اُسنے اپنی بہادری سے اس ریاست کو بڑھایا چوبیس برس کی عمر مین اور سنہ ۹۶۹ مین اُس نے اپنے باپ سکندر خان کو بلا کر ساری قوم اوزبک کا خاقان بنا کے اشتہار دیدیا۔ سکندر خان گو خاقان تھا مگر سلطنت کا مدار عبداللہ خان ہی پر تھا وہی مختار تھا اور سب قوم کا کاربرآر۔ اس نے اپنے باپ کی زندگی مین سمرقند۔ تاشقند۔ ترکستان۔ فرغانہ۔ اندجان۔ فتح کر لئے۔ سکندر کی وفات کے بعد عبداللہ خان کل قوم اوزبک کا خاقان ہو گیا۔ اوزبکون کی جو متفرق ریاستین تھین سب اسکے ہاتھ مین آکر ایک ہو گئین اب عبداللہ خان نے خراسان کا حصہ عظیم اور خوارزم مع بدخشان کے فتح کر لیا۔ ان فتوح مین اسکا بیٹا ابوالمومن بھی شریک تھا۔ گو وہ ظالم تھا مگر بہادر بڑا تھا۔ شہنشاہ اکبر اور عبداللہ خان کے اصول سلطنت گو متضاد تھے مگر یہ اولوالعزمی اور بلند نظری دونو مین متحد تھی کہ پاس کے ملکون کو فتح کیجئے۔ اور اپنی ایک سلطنت عظیم الشان بنائیے اور جنگی قوت مین سب پر فوقیت لے جائیے

ہر ایک کی قلمرو مین مختلف مذہب کے آدمی رہتے تھے۔ توران مین سب مسلمان ہی تھے مگر انکے فرقے جدا جدا تھے ہندوستان مین مسلمانون کے مذہب کے بالکل مخالف ہندو آباد تھے۔ اکبر نے تو ایک دین الٰہی بنایا کہ سب اسکو اختیار کرکے ایک ہو جائین اور اختلاف مذہب باقی نہ رہے۔ عبداللہ خان نے اپنی قوت سے شیعون کو ایسا دبا دیا کہ اختلاف مذہب کی قوت انمین نہ رہی اکبر کے اختیار سے باہر تھا کہ وہ اس طرح سب کو ہم مذہب بناتا اس لئے اپنی مردمی اور انسانیت سے یہ ارادہ ہی ترک کر دیا۔ اکبر خوب جانتا تھا کہ بنگال مین اور ساری اسکی سلطنت مین بڑے بڑے سردار اور امرا رکبار رہتے ہین جو اپنے مذہب سنت جماعت کے بڑے پابند و حامی ہین اگر عبداللہ خان کوہستان بدخشان سے خیبر کے درہ مین ہوکر پنجاب پر حملہ آور ہو تو یہ سب امرا اُسکے ساتھ بڑی خوشی سے ہو جائینگے اسلئے شہنشاہ اکبر اپنا بڑا فرض یہ سمجھتا تھا کہ کابلستان مین تورانیون کی راہ کو روکے اس لئے وہ بدخشان کی معاملات مین بہت دخل دیتا تھا۔

بعض حوادث بدخشان

خرم بیگم سلطان ولیس لابی کی بیٹی اور گروہ قیچاق مین سے تھی۔ سلطان محمود زانے اُسے تربیت کیا اور مرزا سلیمان سے اُسکا عقد نکاح ہو گیا۔ ملک کے سرانجام مین اور سپاہ کے انتظام مین اسکی کارروائی ظہور مین آئی اور اُسکا استیلا اس رتبہ پر پہنچا کہ مرزا سلیمان جن سیاستون کو خود نہین کر سکتا تھا وہ اُسکو حوالہ کرتا ایک اور بیگم خانم تھی جسکا نام محترم خانم تھا وہ سلطان شاہ محمد کاشغری کی بیٹی تھی۔ مرزا کامران سے اُس کا نکاح ہوا تھا وہ بیوہ ہو کر جب کابل سے کاشغر جاتی تھی کہ راہ مین بدخشان مین آئی۔ مرزا سلیمان سے نکاح کی خواستگار ہوئی اسلئے خرم بیگم کے دل مین اُس سے کینہ پیدا ہوا اُس نے بستادی کرکے اپنے بیٹے مرزا ابراہیم سے اسکا نکاح کرا یا جس سے مرزا شاہرخ پیدا ہوا ہمیشہ ان دونو مین آپس مین کشمکش رہتی تھی جسکے بعض نتائج آگے بیان ہوتے ہین۔

بدخشان کا سلسلہ انتظام کے لوٹنے کے وقائع یہ ہین کہ خرم بیگم پر ایک گروہ نے یہ افترا باندھا کہ وہ اپنے دوستدار سپاہی حیدر بیگ سے گرفتار ہے۔ مرزا ابراہیم نے جوانی کی مستی مین محض بدگمانی

بدخشان کا سلسلہ انتظام لوٹنے کے وقائع ۹۸۳ھ + خانم کا آنا اور خرم بیگ اور اُسکے درمیان نفاق ہونا اسکا

بیہودہ باتون مین آن کر اس بے گناہ کو مار ڈالا جسکی ندامت اسکو عمر بھر رہی اس وجہ سے بیگم بدخشیون کی دشمن ہوگئی اور بے تدبیری اور قدرنشناسی سے اسنے مدارا کو جو کارگاہ تعلق کی اساس ہے بالکل چھوڑ دیا۔ سیاست مین زمان و مکان و محل و مقدار پر نظر رکھنا ترک کیا۔ اعیان مملکت کے برباد کرنے مین کوشش کرنے لگے جب بلخ کی لڑائی مین مرزا ابراہیم مارا گیا تو اس نے کل بدخشیون کے ساتھ عداوت پر کمر باندھی۔ دشمنی خصوص عموم ہوگئی۔ خانم پر زبان طعن دراز کرتی اور اسکے قدم کو شوم کہتی۔ بارہا اسکو طعنہ دیتی طنز کرتی کہ تو رستہ چلتی تھی تیرے ساتھ نیکی کرکے مین نے تربیت کیا معلوم نہ تھا کہ تو ایسی بس کی خاصیت رکھتی ہے۔ اسکو خیال تھا کہ اس طرح کے طعن و طنز سے عاجز ہوکر اپنے میکے مین کاشغر چلی جائیگی اور مین مرزا شاہرخ کو اپنی آغوش عاطفت مین پرورش کرون گی۔ خانم کو مرزا شاہرخ کی جدائی کا خیال ایسا تھا کہ وہ ان جانکاہ طعنون پر ذرا خیال نہ کرتی اور انتقام کی گھات مین لگی رہتی۔ اس نفاق پر یہ اور اضافہ ہوا کہ مرزا ابراہیم کی مراسم تعزیت ادا کرنے کے لئے جو چاک خانم کو سلطان عبدالرشید خان کاشغر مع اپنے دو بیٹون صوفی سلطان و ابوسعید کے ساتھ آئی تھی چہلم ہونے کے بعد اس نے حرم بیگم کا لباس ماتمی اتروایا۔ مگر مجلس تمام ہونے کے بعد اس نے پھر اپنا لباس ماتم پہن لیا جس سے چوچک بیگم آزردہ ہوئی اور اسکو برا بھلا کہا قرابت قریبہ کے سبب سے خانم کی معاونت پر وہ دل نہاد ہوئی۔ حرم بیگم کو سمجھایا کہ جہان ہوسکے بہوکی خاطرداری کیا کرو اور تورہ (آئین) سے باہر کام مت کیا کرو۔

اب ایک اور گل کھلا کر مرزا شاہرخ کے اتالیق میرنظامی و اعیان بدخشان کی جمع کثیر اور شیخ والی نے جسنے حرص اندوزی اور حیلہ سازی سے لباس درویشی کو بھیک کا بہانہ بنا رکھا تھا۔ صوفی سلطان پسر چوچک خانم کو بزرگ بنایا اور درویش مذکور کی خانقاہ مین یہ سب جمع ہوئے کہ حرم بیگم کو مار ڈالیے اور مرزا سلیمان کو ایک گوشہ مین بٹھا دیجیے اس شنار مین اس ہنگامہ شورش کے محرمون مین سے ایک نے مرزا کو حقیقت حال پر اطلاع دی مرزا کاشغریون کی شورش مٹانے کے لئے ہتیار کا سامان کرنے لگا۔ خانم کو اس سانحہ سے نہایت خجالت و ہزیمت

ہوئی۔ مصل حال جب مرزا سلیمان کو معلوم ہوا تو کاشغریون سی رنجش مٹ گئی اور خرم بیگم نے چوچک بیگم کے بیٹے سے اپنی بڑی بیٹی بیاہ دی اور ساق جہیز مین دیا۔ مرزا نے فتنہ اندوزون کی تادیب کی اور درویش کو مع اُسکے گروہ کے تشمیر کے اپنے ملک سی نکال دیا۔

بدخشان مین یہ ایک اور پریشانی ہوئی کہ خرم بیگم نے ندیم قیوزی کو کولاب کی حکومت دی جس سی اُس مین ایک شورش برپا ہوئی کولاب کے لشکر کو یہ ناگوار ہوا۔ اُنہون نے ندیم کو مار ڈالا۔ خرم بیگم مرزا شاہرخ کو لیکر کولاب پر دوڑی مگر نا کام جلد اُلٹی چلی آئی۔ اور مرزا شاہرخ کو چھوڑ آئی۔ زمانہ کی گردش سی بیگم نہایت سراسیمہ تھی کہ مرزا شاہرخ آن کر اسکا غم زدا ہوا بیگم نے کہا کہ میرے شوہر نے تیرے باپ کو غنیم مین چھوڑ کر جلدی کی تھی۔ مین نے نادانی سے تجھے دشمنون مین چھوڑ کر جلدی کی۔ میرا قصور خدا معاف کرے۔ تھوڑے دنون مین کولاب کا فساد مرزا نے مٹا دیا مگر ایک اور بدخشان مین پراگندگی پیدا ہوئی کہ کابل سی مرزا سلیمان کے لوگ خستہ حال ہو کر واپس آئے جسکا ذکر مرزا محمد حکیم کے حال مین ہم کر چکے ہین مرزا سلیمان کابل مین آیا۔ یہان کچھ کام نہ بنا تو ناکام اُلٹا گیا۔ کچھ اپنے اعیان دولت مین ایسا تغیر و تبدل کیا کہ انہون نے مرزا سے برگشتہ ہو کر مرزا شاہرخ کو جو سات برس کا تھا اور خانم کو اپنا سردار بنایا اور اس گروہ نے یہ ارادہ کیا کہ مرزا ابراہیم پاس جو ولایت تھی وہ مرزا شاہرخ کو ملجائے کہ اُنکے لئے ایک اور دکان کھلجائے اور وہ بدذاتون کی ملاذ بن جاے۔ چالیس روز تک یہ فساد برپا رہا کہ داود کے پاس مرزا شاہرخ آگیا۔ شاہ طہماسپ خرم بیگم سی قرابت قریبہ کہتا تھا اُسکا انالیق مقرر ہوا

مرزا سلیمان نے کچھ ایسی حرکات کین کہ خیرہ چشم فتنہ اندوزون نے مرزا شاہرخ کو پھر دستاویز شورش بنایا۔ اسکا مجمل بیان یہ ہو کہ ممالک توران کا فرمانروا عبداللہ خان تسخیر خصا مین مشغول ہوا حصاریون نے مرزا سلیمان سی استمداد اور استعانت چاہی۔ مرزا بدخشان کے لشکر کو لیکر اس طرف گیا یہان یہ گل کھلا کہ مفسدون نے مرزا شاہرخ اور خانم کو اپنی طرف کر کے ملا طیب کے ایک تیر اول مرزا شاہرخ کے ہاتھ سی لگوایا! اور پھر چھپرون

اُسکا کام تمام کیا جب مرزا سلیمان کو اس شورش کی خبر ہوئی تو وہ اس طرف آیا کہ فساد کو مٹاے - خانم مرزا شاہرخ کو جو پندرہ برس کا تھا ساتھ لے کر ہندوکوہ کو چلی - خانم کو شہنشاہ اکبر کی خدمت مین ہمیشہ سے عقیدت تھی - اسکا ارادہ ہوا کہ عاطفت شہنشاہی سے استظہار طلب کرے مگر جب وہ ہندوکوہ کے حوالی مین آئے تو ایماق جوق جوق اس پاس آئے - اور محمد قلی جو باغیون کا سرغنہ تھا اسی ملا - مرزا شاہرخ نے مراجعت کی اور تھوڑی سعی سے اندراب کو تصرف مین لایا اور وہان سے کہمرد کو روانہ ہوا - یہان خانم کو چھوڑکر خود غوری مین گیا - سلطان مرزا کی خویش سلطان ابراہیم نے غوری کو مستحکم کیا - ہرچند اسکے بیٹے کو اسکے روبرو لاکر کہا کہ اگر قلعہ نہ دیگا تو تیرا یہ جگر گوشہ ہلاک کیا جائیگا - مگر اسنے یہ جواب دیا کہ جو کوئی آبروی حقیقت و وفا کو آب دی اسکا مرنا ہی بہتر ہی - اسنے اس قلعہ کی حراست مین سعی کی اور مرزا سلیمان بھی ان حدود کی طرف آتا تھا کہ خرم بیگم کا انتقال ہوا اُس نے کشم مین جاکر مراسم تعزیت کو ادا کیا اور پھر غوری کی طرف متوجہ ہوا غوری مین شاہرخ مرزا سے کسی کام کا سرانجام نہ ہوا اندراب مین آیا - مرزا سلیمان نے ہندوکوہ کی طرف کوچ کیا کہ پوتے کے مال و اسباب کو تصرف کرکے اسکی جمعیت کو پراگندہ کرے دادا اور پوتے مین لڑائی ہوئی پوتے کو شکست ہوئی - اسکی جمعیت پراگندہ ہوئی پھر دادا اور پوتون مین صلح ہوئی - دادا نے مہربانی کرکے پوتے کو اسکے باپ ابراہیم کی ولایت دیدی - چند روز اس پر گذرے تھے کہ بدذاتون نے شاہرخ کو سمجھایا کہ کولاب سیاہ خیز ہی اور مضبوط جگہ ہے - مرزا سلیمان چاہتا ہی کہ تجھکو قتل کرے اگر وہ اس سے پہلے لی جائے تو مناسب معلوم ہوتا ہے - مرزا شاہرخ ان باتون کو سنکر طالقان کو روانہ ہوا - یہان اس پاس مرزا سلیمان کو چھوڑکر بہت آدمی چلے آئے اور اس ساده لوح کو بہکانے لگے - مگر مرزا ان کی باتون مین نہ آیا اسنے دادا سے ملازمت کی استدعا کی - دادا نے جواب دیا کہ پہلے خانم کو بھیجو کہ میری تسکین خاطر کرے اور پھر آکر میری آنکھون کو روشن کرو - مرزا نے یہی کیا - کچھ دنون طالقان مین یہ سب ہوا اور آپس مین عہد و پیمان ہوگئے - کہ شاہرخ مرزا دادا کی رضا جوئی سے کبھی باہر نہ ہوگا - بعدازان مرزا سلیمان نے اپنے حج کا ارادہ ظاہر کیا

مرزا شاہرخ نے اسکو اعزاز و احترام و مال و منال کے ساتھ رخصت کیا۔ اول مرزا سلیمان کابل مین اس لئے آیا کہ اگر مرزا حکیم یاوری کرے تو مراجعت کرکے مرزا شاہرخ سے انتقام لے اور اگر کابل مین شورش برپا کرسکے تو اوسکو بدخشان لینے کا ذریعہ بنادے۔ نہین تو شہنشاہ اکبر کی خدمت مین جاے۔ جب مرزا حکیم نے مرزا سلیمان کے یہ ارادے معلوم کیے تو اُس نے مرزا سلیمان کو ہندوستان بھیجدیا۔ شہنشاہ نے اس وقت سے کہ ہندوستان مین اس نے قدم رکھا تھا حد سے زیادہ اسکی تعظیم و تکریم کی۔ شہنشاہ نے ارادہ کیا تھا کہ اسکو بنگالہ کی حکومت عنایت کرے۔ کہ باقی ایام زندگانی اس کی شادمانی سے بسر ہون مگر سنگستان مولمن کی موانست نے اور مرزا شاہرخ کی کمینہ کشی کی یاد تندنے اسکی فکرت و تدبیر کے چراغ کو گل کردیا تھا۔ پوتے سے جو گرہ دل مین پڑی تھی وہ نہ کھلتی تھی وہ اس بنگالہ کے عطیہ سے خوش نہ ہوا اس وقت شہنشاہ مہمات شرقیہ مین مصروف تھا اس لئے اسکی آرزو کی برآمد مین الموا ہوا۔ اس نے بادشاہ سے حجاز جانے کی اجازت مانگی۔ بادشاہ نے اسے منظور کرکے قلیچ خان کی ہمراہ کیا کہ دشوار مقامون سے اُسے باہر کرکے بنادر گجرات مین پہنچا وے۔ چند سانڈنی راہ اسکے ساتھ کیا۔ شاہستہ جہاز اُسکے واسطے مقرر کیا اور قلیچ خان نے اُسے بندر سورت مین پہنچا دیا وہ حجاز کو روانہ ہوا

مرزا شاہرخ کی والدہ خانم ہمیشہ سے شہنشاہ اکبر سے عقیدت رکھتی تھی اس کو خوف ہوا کہ معلوم نہین کہ شہنشاہ سے مرزا سلیمان میری طرف سے کیا لگا وے اور اپنی سرگذشت کو کس طرح بیان کرے کہ جس سے شاہرخ مرزا کی آسایش زندگی و عزت مین خلل پڑے اور مین کسی عذاب مین پھنسون۔ اس لئے بادشاہ کی خدمت مین بڑے بڑے نفیس تحفے اور اپنے بیٹے کی عرائض اور اہل امرداد الٰہی مین عبدالرحمن بہگی اور مرزا عاشق کے ہاتھ بھجوائین خانم کے دل مین ہمیشہ سے یہ آرزو تھی کہ شاہرخ کی شادی شہنشاہ اکبر کی بیٹی سے ہو جاے بادشاہ نے اسکے عذرات کو قبول فرماکر نہایت نوازش فرمائی۔

ہمنے پہلے لکھا ہے کہ مرزا سلیمان حج کو گیا تھا۔ حقیقت شناس کاردان جانتے تھے کہ یہ حج کا بہانہ تھا اسکا یہ خیال تھا کہ اپنے تئین کوہستان مین پہنچا ئے اور چیرہ دستی سے بادشاہ نشانی کی

اسپر قبضہ کیجئے اور مرزا شاہرخ کی کمینہ توزی مین عشرت اندوزی فرمایئے۔ یہی ہوا کہ طواف گاہ عرب سے عراق و عجم مین آیا۔ کہ فرمان فرمای ایران سے اپنی خواہش مین کامروا ہو اس زمانہ مین شاہ اسمٰعیل طہماسپ ایران کی مرزبانی مین جوش خروش کر رہا تھا اسنے مرزا کے عالی خاندان کا خیال کرکے بہت خاطر کی اور کچھ سپاہ کمک کے لئے نامزد کرکے جانے کی اجازت دی مگر مرزا کو ہرات مین شاہ اسمٰعیل کے پیمانۂ عمر کے لبریز ہونے کی خبر پہنچی۔ جس سے اسکو بڑی مایوسی ہوئی اور وہ قندہار مین آیا۔ مظفر حسین مرزا سے خویشی پیدا کی۔ یہان بھی کچھ کام نہ چلا تو کابل مین آیا۔ مرزا حکیم اسکے ساتھ نہایت التفات اس خیال سے کیا کہ اس کہن سال آزمون کار کی رہنمونی سے ہندوستان کی طرف سے جاکر ہندوستان مین فتنہ و آشوب اٹھاے۔ مرزا نے شاہ شاہنشاہی چشم عبرت سے دیکھی تھی۔ اُس نے مرزا حکیم کو اس تباہ اندیشی سے باز رکھا۔ اور بدخشان کی شورش پیش نہاد خاطر کی۔ دہم آبان الٰہی ۹۸۷ھ کو ابر کی شورش مین اور برف کی ریزش مین بدخشان روانہ ہوا جہان شاہرخ مرزا فرمان روا تھا وہ شہنشاہ کی دولت سے رشتہ مندی رکھتا تھا۔ جب اس سرگذشت کی خبر شہنشاہ کو ہوئی تو شاہرخ کی یاوری اُسنے اپنے ذمہ لازمی جانی۔ سعید خان و راجہ بھگوت داس و راجہ سنگھ و مرزا یوسف خان اور اور امرا سے پنجاب و ملتان کے نام فرمان جاری کئے کہ اس ملک مین جاکر شاہرخ کی دستگیری کرین۔ امراے فرمان کے کاربند ہو کر سامان سفر کی تیاری مین لگے انکے پاس خبر آئی کہ دادا پوتون مین صلح ہوگئی اور مرزا بن کابل واپس گیا اسکا مجمل بیان یہ ہے کہ مرزایون مین تالقان کی حدود مین پیکار ہوئی۔ شاہرخ مرزا اگرچہ میدان جنگ مین ثابت قدم رہا مگر بدگوہرون کی دوروئی سے اور خیرسگال کمبختون کی کوتہ اندیشی سے اور خود اپنی کم بینی اور ناآزمون کاری سے کوئی کام وہ نہ کر سکا۔ یار لوگون نے یہ بات گھڑی کہ میر عماد جو اس ملک کے کاربردازون کا سرآمد تھا وہ مرزا سلیمان سے مل گیا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ زد و گیر کی گرمی مین مرزا شاہرخ کو گرفتار کرکے اسکے حوالہ کرے اور جواور صواب اندیش دو تنخواہ تھے انکے اوپر بھی بہتان باندھے گئے اور بدخشیون کا ایک گروہ مرزا بن قدیم سے جاکر ملا جس سے اور بدگمانی کا بازار گرم ہوا۔ ابھی کوئی اچھی لڑائی نہ ہوئی تھی کہ مرزا شاہرخ

قندوز کو بھاگ گیا۔ مرزا کی اس پیرانی سے زابلستان کا لشکر جو خوف و رجا مین اندوہناک ہو رہا تھا نشاط اندوز ہوا۔ اور مرزا کے تعاقب مین گیا۔ مرزا نے قندوز مین جاکر قلعہ کو مستحکم کیا اور کولاب مین چلا گیا اور محمد قلی شغالی کو زندان مین سے نکال کر کہل بنایا۔ مرزاؤن نے بیس روز تا لقان کے حواشی مین توقف کیا۔ جب انکو شاہرخ مرزا کا حال تحقیق معلوم ہوا تو وہ قلیچ خان سے دستاق مین آئے۔ محمد قلی کی حرف سرائی اور افسانہ طرازی سے مصالحت کی گفتگو درمیان آئی خریدون نے اس نے مل کر آشتی کا پیوند لگایا۔ دور اندیشی و عزم اندوزی سے مرزا شاہرخ سے مرزا سلیمان نے ملاقات نہین کی اور آرام طلب خیر سگالون کی نصیحت تالقان سے ہندوکوہ تک جو مرزا ابراہیم کی قطاع مین ملک تھا وہ مرزا سلیمان کے لئے مقرر ہوا وہ اسکے آنے سے خرسند ہو کر کولاب مین آیا مرزا حکیم کابل کو گیا۔

بدذات فتنہ سازون نے پھر مرزا سلیمان اور مرزا شاہرخ کی درمیان بگاڑ کرا دیا۔ یہ مرزا اپنی خوشامد پسندی و وہمی بنو سے دوست و دشمن کو نہین پہچان سکتے تھے ملکداری نہ کرتے تھے آپس مین لڑتے تھے۔ سپاہی ناخوش۔ رعیت مظلوم۔ ولایت خراب قلاع بیسامان جو شخص آسودگی کے زمانہ مین بینوائی کا خیال نہین رکھتا ہی جلد اسکو ناکامی ہوتی ہی۔ جو کوئی دلون کے پیوند کو خدا کی بڑی نعمت نہین گنتا وہ تھوڑے دلون مین نشان زدہ ہوتا ہے۔ باوجود ان عادتون کے وہ شہنشاہ اکبر سے اینٹھے رہتے تھے۔ نخوت فروشی و خود بینی مین زندگی بسر کرتے تھے۔ فرمان روائے توران عبداللہ خان اوزبک موقع پاکر بدخشان مین آیا اور اس ملک دشوار کشا کو بے جنگ لے لیا۔ مرزاؤن کی جان پر بری بنی۔ مرزا حکیم بھی خودرائی کے خواب سے بیدار ہوا طرزدان کارآگاہون کو پادشاہ پاس ہزار خوشامد کے ساتھ بھیجا۔ پادشاہ نے فرستادون پر عنایت فرما کر رخصت کیا اور مرزا حکیم کو جواب دیا جسکا خلاصہ یہ ہی کہ بدخشان کے مرزا اپنی ناسپاسی کی سزا پاتے ہین۔ تجھکو چاہیئے کہ اپنے ظاہر و باطن کو اخلاص کی فروغ سے ایسا روشن کرے کہ سب دور اور نزدیک اسکو دیکھ لین اور لوگ اس سے اندیشہ مند ہون اگر فرعناسائی سے پہلے اس دیار کا

بدخشان کی شورش اور مرزا حکیم کی یورش ۹۷۲ھ

تو اول دانشوروں کو بھیجکر اندرزگوئی کرے اگر یہ سودمند نہ ہو تو پھر ہم لشکر وصف شکن
بھی اور بڑا خزانہ اور بزرگ توپخانہ بسرکردگی کسی اپنے فرزند کے نامزد کرینگے ابھی فرستادی باہر
نہ نکلے تھی کہ مرزا کی ایک اور عرضداشت آئی جسمین لکھا تھا کہ بدخشان کے مرزا پر مردہ
دل اور شرمندہ رو ہوکر حضور کی پناہ مین آئے ہین حکم کیا ہی وہ اپنی بڑی آسیمہ سری ظاہر
کرتے ہین حکم ہوا کہ ہماری درگاہ مین پشیمانی کو بڑی قیمت پر خریدتے ہین مرزاؤن کو بید
شادمانی پہنچاکر نوازش شاہنشاہی کا امیدوار کرکے روانہ کرو اور خود ہمپر بھروسہ کرکے کچھ
اندیشہ وہ نہ کریں۔

جس انجمن مین خوشامدگوئی کی قدر ہوگی وہان راست گذاری بیقدر ہوگی جس بزم
کے کان مین راستی کی داستان نہین آئیگی وہ کتابہ پیشانی کو نہین پڑھ سکیگا۔ اُس کے
سچے دوستخواہ بے اعتبار ہونگے اور افسانہ گو ہرزہ درایون کے پو بارہ ہونگے دلون کی دستی
کو وہ ہیچ سمجھیگا اور آدمیون کے رجوع کو اپنی خوشبختی مبنی کا سرمایہ بنائیگا۔ جو شخص کہ ناکامی
کے دن مدارا اور مردمی کو سوچتا ہی وہ یہ نہین جانتا ہی کہ اس دن خوشخوئی نہین کام آتی
اور زرپاشی سو نہین دیتی ناگزیر حوادث سی اسکی نرہنگاہ پُر ہوتی ہی اور ہزارون ناخوشیان
سراہیمہ کرتی ہین جو بیدار بخت خردمند ہوتے ہین وہ نہی کے ایام مین کہ جن مین چندان آدمیون
کی احتیاج نہین ہوتی عجز و انکسار سی زندگی بسر کرتے ہین۔ کوتہ اندیش رعنا بے غمی کے
زمانہ مین بے پروائی کے خوابستان مین سوتے ہین انکو کام کے وقت خون جگر پینا پڑتا ہی سوائے
غم کے اسکے پاس کچھ رہین ہوتا جب کوئی تو انگر خاطر آزرم دوست فراخ حوصلہ صلاح
اندیش درمیان مین نہین ہوتا تو دوستی دشمنی پر مائل ہوتی ہی اور عافیت سراسیمگی ہو جاتی ہی
مال و دولت لٹجاتا ہی خان و مان تاراج ہوتا ہی۔ غرض ناموس بدذاتون کے ہاتھ مین
پڑتی ہی۔ ہزارون شورشین برپا ہوتی ہین اسکی مثال بدخشان کے مرزاؤن کی ہی آئین سی
کچھ حال لکھا جاتا ہی جب مرزا حکیم بدخشان سے کابل مین آیا تو مرزا شاہرخ کا ارادہ ہوا کہ
مرزا سلیمان کی ملازمت مین جائے۔ اور اس سی یکجہت ہو جائے۔ مگر مرزا سلیمان پر وہم ایسا غالب

سلیمان مرزا و شاہرخ مرزا کا حالات ہونا سنہ ۹۹ھ

ہو رہا تھا اور یہان کے آدمیون کی بیوفائی کا حال ایسا دیکھ چکا تھا کہ وہ اس بات کو قبول نہین کرتا تھا۔ بعد بہت سی گفتگو کے یہ قرار پایا کہ حصار کا مرزبان اوزبک سلطان کو نیا دوست بنا تھا ایک جماعت کو یاوری کے لئے بھیجے اور دریا ر اموکے درمیان اس گذر پر جہان دریا دو حصون مین تقسیم ہوتا ہے ان دو اپلوتون کی ملاقات ہو۔ یہ مقرر ہوا کہ چار نہرون سے مرزا سلیمان عبور کرے اور پانچ نہرون سے مرزا شاہرخ۔ مرزا سلیمان جب دریا کے کنارہ پر آیا تو صرف ایک حصہ طے کیا اور خوف کے مارے آگے نہ بڑھا۔ مگر مرزا شاہرخ نے آٹھ حصے طے کئے اور دادا سے ملا اور دادا جان کو لے کر چلا آیا۔ کولاب مین مرزا سلیمان گیا اور بدذاتون کے ہجوم سے کہ بدی کو نیکی [illegible] کو بد سمجھتے ہین مرزا سلیمان نے اپنی خواہش کو بہت دراز کیا جس سے ایک شورش برپا ہوئی اسنے پیغام بھیجا کہ مہر علی و چوچک و میر عماد کو حوالہ کرے ورنہ اگر یہ متظور نہ ہو تو انکو آوارہ کرے مرزا نے پچھلی بات مان لی مگر اسکو نہایت غم ہوا۔ میر عماد تو ایک گوشہ مین بیٹھ گیا باقی دونو کابل کو گئے۔ انہین دنون مین محمد قلی شغالی کہ اس ملک کی شمشیر و خرد تھا مرزا شاہرخ کے پاس سے مرزا سلیمان کے پاس چلا گیا اور فساد کو اور بڑھایا۔ تھوڑے دنون بعد زابلستان سے مہر علی مرزا شاہرخ کے پاس آیا۔ مرزا سلیمان نے پوشیدہ پاس پیغام بھیجا کہ مہر علی کو میرے پاس بھیجدے اسنے حاجی تمن کے ساتھ بھیجدیا۔ مرزا نے حاجی کو ملازم کر لیا اور مہر علی کو زندانی بنایا اور شیخ بابا ولی کو کہ فقیری کی آڑ مین شکار کھیلتے تھے بھیجکر گذارش کی کہ اب وقت آشتی اور قسمت ملک کا ہے محمد قلی اور حاجی تمن و مہر علی میرے پاس ہین مناسب یہ ہے کہ باتفاق اور کچھ ولایت میرے حصہ مین زیادہ کی جاے۔ شاہرخ مرزا نے یہ جواب دیا کہ مردی اور مہربانی کا آئین یہ ہے کہ یکتائی کی نزہت گاہ فتنہ جویون کی گفتگو سے غبار آلود نہ کی جاے۔ سر گروہ جو میرے پاس ہی آپ پاس چلا گیا ہی اسے واپس بھیجدیجے مرزا سلیمان نے اس بات کو نہ مانا اور لڑائی پر تیار ہوا۔ مرزا شاہرخ بھی اپنی برنائی کی مستی اور خود کامی کی شورش اور مصاحب دانا کے نہ ہونے کے سبب سے روانہ ہوا اس حدود رستاق مین جا کر دادا پاس عرضداشت بھیجی اور لابہ گری اس امید پر کی کہ لڑائی نہ ہو۔ مرزا سلیمان بھی اسکی بات ماننے کو تھا۔ مگر فتنہ اندوزون نے اسے نہ ماننے دیا۔ لڑائی ہوئی اور

مرزا سلیمان کو نہر میت ہوئی مرزا شاہرخ نے کچھ اسکا تعاقب کیا مگر پھر ملک کے کامون مین
مشغول ہوگیا۔ کولاب اپنے بڑے بیٹے محمد زمان کو سپرد کیا۔ مہر علی کو اتالیق اسکا مقرر کیا اور خود
قندوز مین آیا مرزا سلیمان حصار کے مرزا بدیع اوزبک سلطان سے کمک لیکر بدخشان کو گیا۔
مرزا شاہرخ نے بھی لڑنے کا ارادہ کیا۔ تیاری کرکے وادا سے لڑا اور اسکو پھر شکست دی۔
مرزا سلیمان پھر حصار مین چلا گیا انہی دنون مین اکبر شہنشاہ کے ایلچی مرزا شاہرخ پاس
گئے جس سے اوسکو بڑی تقویت ہوئی اس سفر مین کہ شہنشاہ اکبر ابلستان مین گیا تھا
اور مرزا حکیم کو شکست ہوئی تھی۔ پادشاہ نے شیر دل کاردانون کو مرزا شاہرخ پاس بھیجکر
اسکا حال پوچھا تھا اور حکم دیا تھا کہ خود یہ مرزا آستان بوس ہو یا اپنی والدہ خانم کو بھیجے
مرزا نے پادشاہ کی اطاعت کی جس سے اسکے کام کو رونق ہوگئی۔ حصار یون نے مرزا سلیمان
کی یاوری سے دست کشی کی مگر شاہرخ پادشاہ پاس نہ آیا اور نہ اسکی مان بسبب علالت کے اسکی
مرزا سلیمان نے اہل حصار مایوس ہوکر دوستی کی باتون سے دشمنی کا سرانجام دیا چند اوزبکون
کو لیکر بدخشان مین آیا اور صلح کا پیغام دیا مرزا شاہرخ نے قبول کیا اور یہ قرار پایا کہ جہان
پہلے ملاقات کا مقام ٹھیرا تھا وہین بزم دوستی آراستہ ہو اور تازہ عہد ہو مرزا شاہرخ نے
جو کہا تھا وہ کیا مگر مرزا سلیمان نے نہ کیا۔ پوتے کو اپنے پاس بلایا وہ نہ آیا۔ انہین دنون مین
مرزا شاہرخ کی والدہ نے انتقال کیا۔ یہ بیگم بیٹے کو نصیحت کرتی رہتی تھی وہ بھی گئی
مرزا خویشتن بینی و خودکامی مین پڑا۔ سپاہ کا حال پراگندہ ہوا۔ ہزل و بازی نے رونق
پائی۔ رعیت تباہ ہوئی۔ عبداللہ خان اوزبک فرمانروای توران پاس مرزا گیا وہ
اسکندر پر لشکر کشی کر رہا تھا اسکے باپ سکندر خان سے مرزا کی ملاقات ہوئی عبداللہ خان
کو کچھ اور خیال ہوا اسنے باپ کو لکھ بھیجا کہ میری آنے تک مرزا کو نظر بند رکھو مرزا نے اپنی
دوررسی سے یہ حال دریافت کیا اور اس خطرگاہ سے نکل بھاگا جب عبداللہ خان
لشکر سے واپس آیا تو قتل پایا کہ اسکا وکیل و رسید سالار تھا اوزبک سلطان
پاس اس قصد سے بھیجا کہ وہ مرزا سلیمان کو حوالہ کرے مگر اوزبک سلطان نے مردمی کا

پاس کرکے مرزا سلیمان کو بدخشان روانہ کیا۔ نواحی کولاب مین شاہرخ مرزا اس سے ملا۔ اور پہلی طرح سے ولایت کی تقسیم ہوئی۔ مگر اس تقسیم کو مرزا سلیمان نے ناپسند کیا اور کشم کو سیورغال مین لے لیا۔ مرزا شاہرخ خود کامی و ستائش دوستی کی شراب سے مست ہوکر سوار ہوا تو کچھ کام نہ کرتا اسکا تمام کام میر غیاث و میر کلان و چوچک بیگ کے ہاتھ مین تھا۔ یا۔ بیگا اسکا بخشی تھا اور تمام جاگیرون مین ریاست کو تقسیم کردیا تھا۔ غرض سب طرح سے ساری کام اسکے غیر منتظم تھے اسی زمانہ مین عبداللہ خان بدخشان مین آیا اور اس ملک مین شوارکشا کو بے جنگ لے لیا۔ وہ ہمیشہ ان مرزاؤن کا حال دیکھتا رہتا تھا اب اس نے دیکھا کہ شہنشاہ اکبر کی طرف وہ رجوع ہین کرتے ہین اور ملکداری کا سررشتہ ہاتھ مین نہین رکھتے اور آپس مین لڑتے ہین کو اسنے پیغام دیا کہ غوری اور کہمرد بھی مجھے حوالہ کیا جاے اور ایساق تو ران کہ مدت سے اس دیار مین رہتا ہی وہ میری پاس بھیجدیا جاے۔ مرزا شاہرخ نے کچھ جواب دیا۔ نہ کوئی کارآگہی کا کام کیا یہ افواہ اڑ رہی تھی کہ والی توران نے انتقال کیا۔ قل یا بالیسی خواہشین کرتا ہی۔ اس فسانہ نے انکو بے پروائی کی نیند مین سلایا۔ اس حال مین کہ مرزاؤن کا دل خراب تھا۔ قلاع بیسامان تھے۔ سپاہ پریشانی مین تھی دوست ایک کونے مین بیٹھے ہوئے تھے اور دشمن اپنے کامون مین کامیاب تھے کہ غالب غنیم آیا۔ مرزایون نے سخت گریبون مین بھاگ کر پاؤن مین چھالے ڈالے۔ قورچی بیگ مخالفون سے جا ملا اور قندوز بے لڑے ہاتھ سے نکل گیا اور امراء بدخشان کا حال بھی ایسا ہی ہوا۔ کولابیون نے محمد زمان کے ساتھ جانفشانی کی جو شخص آسودگی مین خویشتن داری اور طبیعت پر سختی کرتا ہی اور ناکامی کے دن خوشخوئی اور تیاردلی مردم کرتا ہی وہ آشوبگاہ تعلق مین تنہا رہ جاتا ہے اور بے یار و بے نوا ہو جاتا ہے۔ بیعزتی کے وقت بہت توجہ سے دلون کا پیوند ہوتا ہی اور نہایت خالص معاملون کے کرنے سے جانین گرو ہوتی ہین دنیا کے بدست جیا نہ مصیبت کا دن آتا ہی تو خوش اخلاقی کی باتین بناتے ہین اور بھلے برے کو جانتے نہین۔ ایسی ہی حالت مین مرزا رہتے تھے۔ اس لئے جسے وہ جھک کر سلام کرتے تھے اس سے منہ پھیر لیتا۔ ناگزیر بدخشان کی تنگناؤ سے گذر کر بہارک مین کہ قلعہ گاہ تھا آئے یہان انکو توقع تھی

کہ بابری نمک پرورد سے انکی ہمراہی کرینگے مگر ان سی بھی وہ مایوس ہوئی۔ برف و باران کی سختی
کے سبب سے نہ ٹھیر سکے پنجشیر مین کہ محافظات کابل مین ہی اس خیال سی آئی کہ اگر مرزا حکیم یاوری کرے
تو اپنی پناہ کے لینے مین سعی کیجاے اور نہین تو درگاہ شہنشاہ اکبر مین پناہ لیجاے۔ مرزا سلیمان
تو اس شرمساری کے سبب سے بادشاہ کی درگاہ مین نہین آنا چاہتا تھا کہ حجاز کی زیارت کو چھوڑ کر
بدخشان مین چیرہ دستی کرنے آیا تھا۔ مرزا شاہرخ کو بادشاہ کی زیارت کی تمنا تھی وہ ہندوستان
کو چلا۔ مرزا حکیم نے مرزا سلیمان کو بلا کر مغانات مین بھیجا اور یہان کچھ بات دیدی کہ
شاہ محمد پور مرزا شاہرخ اسکے ہمراہ تھا اور مرزا شاہرخ کو شادمان ہزارہ کے سپرد کیا کہ اسکو واپس
کرے اور ہندوستان نہ جانے دے۔ مرزا شاہرخ کے ساتھ تین بیٹی حسن حسین جو توام پیدا ہوئے
تھے اور ربیع الزمان اور انکی مائین تھین اور چند ملازم تھے وہ نہایت آزردہ خاطر ہزارات مین
گیا۔ اور ہر روز یہ جانتا تھا کہ میری موت سر پر کھڑی ہی۔ مشہور یہ تھا کہ عبداللہ خان شکست
پائی اور کولابی غالب ہوئے یہ سنکر شادمان ہزارہ نے مرزا کو بدخشان کی طرف روانہ کیا۔ مرزا
نے اس خوف سی کہ اس وحشی کی رائے بدل نہ جاے کچھ دور چلکر پھر راہ چلنا شروع کیا۔ سخت گرمیون
مین لڑتا ہوا حدود کھوکھر مین آخر آرام کیا۔ صحرا نشین اسکے پاس جمع ہوے۔ تھوڑے دنون مین
معلوم ہوا کہ جو سنا تھا وہ غلط تھا۔ کولابی محاصرہ سے گھرے ہوئے تھے۔ تو مرزا نے
تاتقان برتاخت کی انھین دنون مین معلوم ہوا کہ کولاب کو اوزبکون کی سپاہ نے فتح کرلیا۔
اس لئے مرزا کے ہمراہیون مین پراگندگی ہوئی پہلے سی زیادہ حال تباہ ہوا نہ رای بود و نہ
روے گردیدن۔ قریب تھا کہ مخالفون کے ہاتھ مین گرفتار ہو۔ مگر ہزار طرح سی گا دو کرکے
کابل کی طرف جلد چلا۔ سال الانگ مین مرزا سلیمان سی ملاقات ہوئی۔ مرزا حکیم نے بھی
خبر مذکور سنکر بدخشان مرزا سلیمان کو روانہ کیا تھا اس منزل مین انکو کمک کی امید تھی
کہ کچھ اوزبکون نے شورش مچائی۔ مرزا شاہرخ کے ان دنون مین بیٹا پیدا ہوا تھا۔
اسکو صحرا نشین عورت کے حوالہ کرکے جلد چلا۔ مہر علی وقادر بردی و جہانگیر واتیغ بیگ
اور چند اوزبیگ سے آگے چلے آتے تھے کہ صبح کے وقت اوزبک آن پہنچے۔ انہون نے

مرزا شاہرخ کا بدخشان پاس آنا ۹۹۲ھ

پرتمال کو تاراج کیا۔ مرزا سلیمان کا گھوڑا چراغ پا ہوا اور مرزا زمین پر گرا۔ مرزا شاہرخ گھوڑے پر سے اُترا اور گھوڑے کو اُسکے آگے لایا کہ وہ چھوٹ کر جنگل کو بھاگ گیا۔ ہمراہیون مین سے ایک پیادہ ہا ہُوا اور اپنے گھوڑے پر مرزا سلیمان کو سوار کیا۔ مرزا شاہرخ جاکر اپنے گھوڑے کو پکڑ لایا۔ اس تیرروی مین مرزا دو راہون پر پڑکر جدا جدا ہو گئے۔ غنیم مرزا شاہرخ کے پیچھے پڑا۔ دریا آگے آیا۔ مرزا نے اُس سے عبور کرکے پل توڑا اور آرام لیا۔ اس گیرودار مین اسکا بیٹا حسن جدا ہو گیا جس سے کیا ورتازہ داغ لگا۔ اس زمانہ مین خبر معلوم ہوئی کہ مرزا سلیمان بدخشان مین محفوظ ہے۔ مرزا اُسکے پاس گیا اس خوشدلی مین مرزا حکیم کے پاس سے سیوندک خان آیا اور دوستی کا پیغام لایا۔ مگر اس پیام کو مرزا ؤن نے باور نہین کیا چند آدمی اسکے ہمراہ کئے تاکہ وہ اچھی طرح علم حاصل کرکے اُستوار پیمان کرے مرزا سلیمان نے کہ وہ بادشاہ سے شرم اور مرزا حکیم سے چشم دستگیری رکھتا تھا توقف کیا۔ مرزا شاہرخ نے بادشاہ کی طرف راہ لی۔ جوڑو ان بچون کی مان اور اپنے بیٹے کو چار ناچار ان مین چھوڑا کہ وہ اس خرد سال بیٹے کی جستجو کرین جو اس سے جدا ہو گیا ہے۔ خود دامنہ کوہ سے دکہ مین آیا۔ یہان ایک قافلہ رہزنون کے خوف سے سراسیمہ تھا اسکے ہمراہ ہوا۔ امین مرزا خانزادہ بیگ وشاہ محمد مرزا موجود تھے جنکو مرزا حکیم نے ہندوستان بھیجا تھا۔ شاطی افغانہ کی دستانسرائی سے مرزا اس گروہ سخت گذار مین چلا۔ جسقدر وہ راہ چلتا تھا بدسگال اس رہ کی تنگناؤن کو پتھرون سے روکتے جاتے تھے۔ دشوار مقامون کی راہ کوتار کیون نے بند کیا قنقر بابا و جہانگیر و خنجر علی و یارسنگ و ابدال کو جنمین سے ہر ایک اپنے وقت کا رستم تھا تارکیون پاس پیغام گذاری کا بہانہ کرکے شاطی لے گیا اور انکو مار ڈالا جب اُنکی خبر ہوئی تو علی مسجد سے تھا فلہ اُٹھا پھرا۔ تارکیون نے دست اندازی شروع کی۔ سوداگرون کی سراپگی سے سپاہی بھی اپنی سٹی بھول گئے۔ جان وال لٹ گیا۔ مرزا شاہرخ نے ہمت کی کہ اس گروہ سے لڑتا ہوا باہر آیا۔ کوہستان بدخشان کے سوا اب کوئی پناہ نہین تھی۔ یہین کہین قریب وہ مرزا سلیمان سے ملکر خوش ہوا لیکن اسکے ساتھ یہ غم لگا تھا کہ ایک بیٹا جو ابھی پیدا ہوا تھا وہ مر گیا تھا اس وقت مرزا حکیم کی سپاہ کچھ ملی اُس نے کہا کہ شہنشاہ اکبر نے بھائی کو لکھا تھا

کر شاہرخ کے ساتھ شائستہ بدرقہ بھیجے سو اس خدمت پر ہم نامزد ہوئے مین وہ بیاہ
خیبر تک پہنچا کے واپس چلی گئی۔ سندھ مین جو امراء شاہی تھے اُنہون نے مرزا کی بزرگداشت
کی۔ جو بیٹا جُدا ہوا تھا وہ بھی ملگیا۔ اُسکو ایک اوزبک اُٹھا کے لے گیا تھا وہ اس لڑکے کو چھوڑ کر
پرتال لوٹنے گیا اب ایک غلام اس لڑکے کو اُٹھا کر لے گیا اور مرزا حکیم پاس پہنچا دیا مرزا شاہرخ
لاہور مین آیا اور ۲۳ دی کو دار الخلافہ فتحپور سیکری مین پادشاہ کا قدم بوس وہ ہوا جو کچھ عیاشیہ
اسکے حال پر ہوئین اسکا بیان اپنے مقام پر کیا گیا ہے۔ ۱۵ شہریور ۱۰۰۲ھ کو اسکا نکاح حاجی محمد
نے اپنی بیٹی شکر النسا بیگم سے پڑھوایا وہ مالوہ کا صوبہ مقرر ہوا اور دکن کی فتحمین اسنے کارہائے
دکھائے اور ہفت ہزاری کا منصب پایا۔ ابو الفضل لکھتا ہی کہ بادشاہ پیشانی سے دل کا
حال دریافت کرلیتا ہے۔ شاہرخ کی فرخندہ ذاتی اس نے دریافت کرکے دست عاطفت سے
اسکو سربلند کیا اسکا ستارۂ دولت تنزل پر تھا پھر عروج پر آیا ان مسافرون مین سی ہر ایک وفا
گزین نے کہ شورا یہ ناکامی چکھا تھا۔ وہ کامروائی کی نشاط اندوزی سے محظوظ ہوا۔

مرزا سلیمان جب حجاز گیا اور وہان سے واپس آیا اور اپنے کامون مین ناکام رہا
اسکا بیان اوپر ہو چکا ہے۔ اب جب شاہرخ مرزا بادشاہ پاس چلا آیا تو مرزا سلیمان
الغانات مین اپنی عمر بسر کرتا تھا اور بدخشان کی فتح کی امیدون مین دن گنا کرتا تھا۔
مرزا محمد حکیم نے اسکے حال پر رحم کرکے کچھ بدخشی و کابلی سپاہ اسکے ہمراہ کی وہ تیزدستی کرکے
کوہستان بدخشان مین آیا اور تالقان کی فتح کے درپے ہوا۔ محمود سلطان اُس سے لڑنے
کھڑا ہوا غنیم کی کثرت کے سبب سے مرزا سلیمان نے کوہ پایہ کو شاخ بند کیا اور اس مین اپنا
پانون جمایا۔ بارہا بارہ ہنگامۂ کارزار گرم کیا اور فیروزمند ہوا اس کامیابی سے وہ مغرور ہوا۔
سرشتۂ دوربینی کو فروگذاشت کیا اور باہر جاکر لڑنے کا ارادہ کیا۔ کارآگہون نے اُسکی گذارش
کی کشتابی کرنی شائستگی سے دور ہی۔ دیر لگانے مین یہ فائدہ ہی کہ بندگان بابری ہم سے
ملتے ہین اور دشمن کے رونق ہنگامہ کو کم کرتے ہین بے سبب اس استوار پناہ کا چھوڑنا اور اپنے سے
زیادہ دشمنون سے لڑنا کارآگہی سے بعید ہی۔ مگر خود کامی ہمیشہ صلاح اندیش خرد کو برکنار کرتی

شہزادہ مراد کا بدخشان پر مرزا سلیمان کا آنا اور ہارنا

اُس کے کانون مین نہ پڑیان دی یعنی خیر سگالون کی باتون کو نہ سُنا۔ لشکر کو لیکر چلا۔ باہر آیا۔ اور مردانگی کا کارنامہ دکھایا قریب تھا کہ دشمن کو مار رکھتا کہ عبدالمومن سلطان بلخ سے مخالفون کے پاس آگیا اور ہنگامۂ جنگ از سر نو گرم ہوا۔ مرزا کے جنگ جو دلاورون نے دو دفعہ غنیم کو شکست دی مگر تیسری دفعہ دوربینی کے برخلاف مرزا لڑا۔ قورچی بیگ اوزبک کے ایک گروہ کو سر کوب ایسا لایا کہ مرزا مین یکبارگی لڑنے کی تاب رسا منے کھڑے رہنے کی توانائی نہ رہی۔ ناچار بھاگکر زابلستان کی طرف رُخ کیا۔ بختیار بیگ آب پارامین تھا وہ استقبال کرکے کابل مین لایا کنور مان سنگھ جلال آباد سے اس طرف گیا اور مرزا کو پشاور مین لایا۔ بصد عزاز وہ اسفندار مذ کوہ پادشاہ کی خدمت مین آیا۔

مرزا سلیمان کا مرزا شاہرخ اور بدخشان کے ساتھ سنہ ۹۹۴ھ مین

شہنشاہ اکبر نے مرزا سلیمان کو لاہور مین اسلئے رکھا کہ کوئی گزند اسکو نہ پہنچنے پائے وہ ۱۳ تیر سنہ ۹۹۷ھ ستتر برس کی عمر مین اس دنیا سے رخصت ہوا یخشی کی تاریخ ولادت تھی۔ اب تم یہ سمجھو کہ ان دو تیموریہ خاندانون کا بیان جو قصہ در قصہ چلا جاتا ہے وہ انسان کی نیرنگی اقبال کا افسانہ نہیں بلکہ وہ ایک واقعہ نفس الامری ہی جو یہ بتلاتا ہے کہ کہ جب ملکداری کی لیاقت نہ ہو اور گھر مین لڑائی جھگڑے فساد ہمیشہ ہوتے رہین تو وہ ایک زمانہ تاریخ کے لئے بحران کا وقت ہوتا ہے رعیت کے حق مین مرزا سلیمان اور مرزا شاہرخ دونو کا ہونا زہر تھا ہر ایک اولوالعزم پادشاہ خواہ وہ متحمل اور تنگ دل عبداللہ خان ہو خواہ عظیم الشان نیک نہاد شہنشاہ اکبر ہو دونو انکو مغلوب کرنا چاہتے تھے جس سے ان کی سلطنت کی سطوت و شوکت و حشمت نمایان ہو۔

کابل سے رود بار سندھ تک افغانون کے گروہا گروہ رہتے تھے اور بیدانشی اور خودرائی سے مسافرون کو گزند پہنچاتے تھے اور نہ بیردستون پر دست ستم دراز کرتے تھے بادشاہ نے حکم دیا کہ اس ہمگاہ مین سرائین بنائی جائین اور وہان دلاورون کا ایک گروہ اپنا بنگاہ بنائے خرد کابل کے قریب سیخ دیوار کی آبادی کو زین خان اپنے ذمے لے اور میان دو آب دامن چشمہ مین خواجہ شمس الدین اور بار یک آب مین حمزہ عرب جگدلک مین حیدر علی عرب اور سرخ آب مین

حیدر علی خویش اور سفید سنگ مین مظفر کولہ۔ تاریکی آب مین درویش سلام آبادی اور
سیاول کفشی مین بہادر دکہ مین تختہ بیگ غریب خانہ مین بندہ علی میدانی اور بکرام اور رانگ
بنارس کے درمیان شاہ بیگ اہتمام کرین۔ پادشاہ نے بلال آقاجی کے ہاتھ بہت سا زر و سیم
کوکل ہاش پاس بھیجا کہ وہ امیرون مین تقسیم کردے تاکہ وہ اپنی دہدہ بانی سے اس کام کو انجام
دین تھوڑے عرصہ مین پادشاہ کے حکم کی تعمیل ہوئی اور اس سے چہرہ روزگار پر گلگونہ
دادگری حسن افروز ہوا۔

ہم نے پہلے لکھا ہی کہ جب کولاب کو عبداللہ خان نے فتح کیا ہی تو اسنے شاہرخ کا
پلوتھی کا بیٹا محمد زمان لڑا تھا وہ اسیر ہوا۔ ترخان سرامین بھیجا گیا اور وہین مر گیا اس
زمانہ مین ایک داستان فروش نے قراتگین مین اپنے تئین محمد زمان بتلایا اور اپنی داستان
یہ سنائی کہ خواجہ کلان خواجہ پسر خواجہ جوئباری نے خاندان کی خیرخواہی کے سبب سے
مجھے جان شکروان کے ہاتھ سے بچایا اور میری بجائے ایک درخرد سال کو مروایا
بہت سے سادہ لوح اسکے ساتھ ہوئے اور یہان کے کہسار مین شورش اٹھائی۔ کولاب کے
بہت سے مقامات کو لڑکر فتح کرلیا۔ محمود سلطان سپاہ آراستہ کرکے اس سے لڑا اور زخمی
ہوکر بھاگ گیا اور اللہ داد بیگ و نورم بیگ کاکی نے بھی عمر تمام کی انکے سر اپنی عرضداشت
کے ساتھ شہنشاہ اکبر پاس بھیجے۔ بہت نیا پیش ورلا بہ گری کے بعد اس نے یہ لکھا تھا کہ خواجہ
کلان خواجہ کی خیراندیشی سے مجھے اس بیگاہ سے رستگاری ہوئی تو مین ہندوستان
مین آیا اور آزاد فقیرون کے لباس مین پادشاہ کا قدمبوس ہوا۔ چونکہ خواجہ کا عہد تھا
کہ اسکی زندگی مین میرا حال ظاہر نہ ہو اسلئے مین نے اپنی سرگزشت عرض نہین کی حجاز کو چلا
گیا پھر اپنے گھر آیا اور بکون سے لڑا۔ خدیو عالم کی شمشیر چلاتا ہون اگر توجہ والا میری
دستگیری کرے تو بہروزی سے مجھے آسایش ملے۔ اگرچہ پادشاہ کے نزدیک اس کی داستان
بھی نہ تھی مگر پھر بھی اسکے فرستادون کو امیدوار کیا اور فرمایا کہ مرزبان توران کی یہ بیہودگی کا
بیان ہی۔ ہماری بزرگی سے بعید ہی کہ ہم اس سے لڑین بہتر ہوگا کہ وہ پادشاہ کی خدمت مین

محمد زمان کی بناوٹی کہانی کا بیان

آئے فرستادون کو نوازش فرما کر واپس بھیجا اور کچھ نقد و جنس ہمراہ کیا جو اسکی کامروائی کا سبب ہوا
محمد زمان نے اپنے تئین شاہرخ مرزا کا فرزند بنایا اور بادشاہ کا عقیدتمند ہوا تو تھوڑے دنون
مین اس پاس بہت آدمی جمع ہو گئے۔ عبدالمومن کو جب اس نے شکست دی تو اوزبک بہت سے اس سے لڑنے
آئے۔ عباس سلطان دستم بے و حمید قبراول کو اس نے پہلے روانہ کیا اور خود اسنے آب اموسے گذر کر جرگان
کو لاب مین سنگر کیا اور استوار گریوون کو پناگاہ بنا کے پائے ہمت کو قائم کیا اول جوق سے لڑکر
اسکو شکست دی اور اسکے تعاقب مین عبدالمومن تک پہنچ گیا مقرر تھا کہ اسکو گرفتار کر لیتا گر بد ....
ہوا خواہون کی دستگیری سے ہاتھ سے نکل گیا۔

احمد علی اتالیق ایلچی توران کا انتقال یہان نا وقت کھانا کھانے اور بدپرہیزی سے ہو گیا تھا
اس سے والی توران کو اسکی خبر نہ تھی اسکے نہ آنے کے سبب سے دل اسکا نگران تھا اور اسکے بیٹے نے یہ
ناہنجاری کی تھی کہ بدخشان کی اباق کی درخواست کی تھی جس سے وہ اور زیادہ آشفتہ تھا
اشرف زادہ مغرکو اس نے شرزنش اور نفرین کہن و اسکی معذرت مین نامہ لکھا۔ مولانا محمد امین
کو کہ ایلچیون مین سے اسکے پاس تھا بہت عمدہ تحفون کے ساتھ بھیجا وہ بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا
اوپر لکھا ہو کہ ایک اندجانی پسر نے اپنے تئین مرزا شاہرخ کا بیٹا بنایا تھا اور اخیان اسکے
ساتھ گرویدہ ہوے تھے۔ جب تک وہ شہنشاہ کبیر کا وابستہ رہا کچھ کارروائی کے ساتھ زندگی بسر
کرتا رہا جب اسکا سہارا چھوڑ دیا تو ناکام ہو گیا اسکی ناہنجاری سے کوہ نشین زردہ خاطر ہوے۔ اور
توزانی سپاہ اسپر غالب ہوئی اس ناکام نے راہ مین ہزارہ کے ساتھ دوستی اس خیال سے کی کہ
اسکی دستیاری سے زابلستان مین شورش مچاے۔ جب قاسم خان بادشاہ پاس آیا تھا تو وہ بھی
سوادیون کے ساتھ اس بار مین اس سے ملنے چلا اور راہداروں پر یہ ظاہر کیا مین بادشاہ پاس جاتا ہون
انہون نے یقین کر کے ہاشم بیگ پسر قاسم خان کو اطلاع دی ایلچی کاشناسی سید علی شیر باکری و
سلیم بیگ و اللہ دوست کو پانسو ادمیون کے ساتھ روانہ کیا کہ اسکے ساتھ
ہون اور یہان اسکو لے آئین۔ محمد زمان جب پنجشیر پر آیا تو بیراہ ہو کر پنگاہ ہزارہ پر جلد چلا
گیا۔ ہاشم بیگ کو جب اسکی اطلاع ہوئی تو وہ تیزروی کر کے اسکے پاس میدان مین آیا۔ کچھ

لڑائی ہوئی۔ قرابیگ بہادر اور جہانگیر بیگ اور کچھ اور بادشاہی لشکر مین سے مارے گئے سر بلکہ
محمد زمان قید ہوا۔ ہاشم بیگ اُسکو کابل مین لایا جب قاسم خان یہان آیا تو اس نے محمد زمان کو
اپنا مقرب بنایا اور اُسکے آدمیون کو نوکر رکھا اور اسکی پاسبانی چھوڑ دی اور بادشاہ کے حکم سے
اسکو بادشاہ پاس بھیجنے کا سامان کیا۔ ہاشم بیگ کو اسکے ہمراہی کے لئے نامزد کیا محمد زمان
نے پانچ سو بدخشیون کو اپنا ہمداستان بنایا جان شکری کی کمین مین بیٹھا۔ سرکشون کے سر اور سید
شمس خان و عاقل قاضی زادہ بقلائی و گدا بیگ حصاری ہوے بعض کی رائے یہ ہوئی کہ ہاشم بیگ کی
راہ مار کر اپنے دل کا مقصد حاصل کیجئے۔ ایک گروہ کی رائے یہ تھی کہ دونو باپ بیٹون کی عمر کو یہین
ختم کیجیے تو بہت مال و اسباب ہاتھ لگے جسسے قوت بڑھے اور آباد ملک ہاتھ آئے۔ محمد زمان نے ہاشم بیگ پاس
آدمی بھیجکر کہلا بھیجا یا کہ مین کچھ دل گرفتہ ہون آپ شریف لائیے نرد بازی سے دل بہلائیے اسکے
دل مین یہ ارادہ تھا کہ ایک وقت مین دو کا کام تمام کرے۔ وہ سفر کی تیاری کر رہا تھا اس لئے نہ آسکا
دوپہر کو قاسم خان کھانا کھاکے سوتا تھا۔ کچھ تھوڑے نوکر اس پاس تھے۔ چند ناسپاسون نے کچھ آدمی
ہاشم بیگ کے گھر بھیجے اور کچھ قاسم خان سے بازپرس کرنے گئے۔ قاسم خان نے مردانہ لڑکر نقد زندگی کو
کھویا۔ اسکا سر کاٹ کر نیزہ پر چڑھایا گیا۔ خواجہ ارباب ورخدا داد خاصہ خیل نے بھی نمکحلالی
کے ساتھ جان دی۔ اس شورش کے مٹانے کو ہاشم بیگ آیا تیردستون کو بھیجکر حصار کے دروازون
کو بند کرایا۔ تھوڑی دیر مین سب حال اسکو معلوم ہوا وہ ارک کی طرف چلا آیا۔ دروازون کا
بند کرنا بہت کام آیا۔ مخالف اندر نہ آسکے جب وہ یہان آیا تو دروازون کو کھولا خوب لڑا
کچھ تیردستون نے دیوار پر چڑھ کر تیر و بندوق کے ہنگامہ کو آراستہ کیا۔ بہت سے ناسپاسون کو مارا
کچھ توشکخانہ مین کہ پہلے سلاح خانہ تھا اس خیال سے چلے گئے کہ وہ پناہ لیکر خوب لڑینگے جو ہمدونون
نے دروازہ کو گھیر لیا۔ جو دروازہ سے باہر نکلتا وہ مارا جاتا۔ چھت کو پھاڑ کر آگ لگا دی بالآخر سب
مخالف ایک گرمابہ مین جو نزدیک تھا گھسے۔ اُنپر بھی ایسی سخت گیری ہوئی کہ ایک ایک کی جان
گئی دوپہر سے آخر شب تک یہی حال رہا۔ صبح کو اسّی آدمی اکٹھے ہو کر آئے اور لڑے اور جان
سے گئے۔ ان ناسپاسون کا سرگروہ بھی مارا گیا۔ دوسرے روز دوپہر تک پھر لڑائی رہی۔

ہاشم بیگ کی ہمپای مین مرزا احمدی و میر مومن میر عبداللہ و اللہ دوست و محبت خان نے بہت کوشش کی کسی کو گزند جانی نہین پہنچی۔ آخر روز مین پھر کچھ شورش ہوئی۔ ہاشم بیگ مسلح ہوا گرما بہ سی پانچ آدمی رات کو نکلے مارے گئے۔ دوسرے روز ہاشم بیگ جب کسی بدخشی کو دیکھتا مار ڈالتا۔ اس طرح کچھ ظلم اس نے کیا۔

ایک شخص ہمایون نامی نے اپنے تئین مرزا سلیمان کا بیٹا بنایا اور اس کی سہارین حکومت کرنی شروع کی مرزا بدیع الزمان بادشاہ کا خواہرزادہ خواجہ حسن کا بیٹا کچھ سپاہ لے کر حصار گیا اور اس سی لڑا اور اسپر غالب ہوا اور ہمایون مارا گیا۔ مرزا نے اس فتح کو اپنی حسن خدمات کی دستاویز بنایا۔ منبر و زر و سیم کو بادشاہ کے نام سے آراستہ کیا۔ اور پہلی کم خدمتی کا عذر کیا۔ بادشاہ نے اسکی آدمیون پر جو آئے تھے مہربانی کی اور آلات جنگ اسکی مدد کے لئے بھیجے۔ پھر اس شہزادہ نے اپنی عرضداشت سنہ ۱۰۰۰ مین دے کر ایلچی بھیجا بادشاہ نے اسکے ساتھ بہت اسباب اور ہتھیار اور سامان جنگ ارسال کیا۔ پھر اس نے آلات جنگ کی درخواست کی تو بادشاہ نے آلات جنگ سی ۲۰ شتر لاد کر روانہ کئے اور ملک محمد بدخشی کو لعل بدخشان کی کان کا داروغہ بنا کے بھیجا اور بہت دلدہی کا فرمان لکھا مگر ابھی یہ سامان جنگ مرزا پاس نہین پہنچا تھا کہ باقی خان حاکم توران نے ایک لشکر گران بدخشان بھیجا۔ مرزا اس سی لڑا غنیم غالب ہوا۔ اسنے مرزا کو زندہ گرفتار کیا اور بیہری سی شکار کیا۔ باقی خان کے بھائی پایندہ خان کو ولایت گرم سیر مین شاہ بیگ خان نے گرفتار کیا تھا۔ بادشاہ نے قیدی کو اپنے پاس بلا کر مرزا والی کے حوالہ کیا اس نے اپنے بھائی بدیع الزمان کے خون کا انتقام اس سی لیا کہ ایسے بے گناہ کا خون اسکی گردن پر تھا۔

معاملات توران

اگرچہ عبداللہ خان داد گری کے ساتھ زندگی بسر کرتا تھا مگر فرزند پرستی کے سبب سے بیٹے کو تنگی سے باز نہین رکھ سکتا تھا۔ اس بیٹے نے باپ کی جانشینی کے لئے بہت سے بے گناہون کا خون اپنی

گردن پر لیا اور خاندانون کو تباہ کیا۔ باپ کی ناہنجار محبت نے اسکو بدمست کیا اور اسنے آدمیون کے مال و جان و ناموس پر دراز دستی کی۔ پادشاہون کو واجب ہی کہ وہ اپنی اولاد کا حال ہر وقت دریافت کرتے رہین کیونکہ انکی اولاد کی شکایت دیر کران تک پہنچتی ہی۔ اولاد کے ساتھ پادشاہ کو انصاف ایسا ہی کرنا چاہیئے جیسا کہ اور غیرون کے ساتھ کرتا ہی۔ پادشاہانہ باپرس سے کبھی انکو معاف نہ رکھے۔ بیٹے کو باپ بسبب اپنی محبت کے پدرانہ اندر نہین کرسکتا تھا پیر کے بعد درانہ نصیحت کرتا تھا جس ہی اسکی شورش زیادہ ہوجاتی تھی اور باپ کی پیری اور شاہانہ کی خوشامد اسکو شائستہ کار گر نہ ہونے دیتی۔ یہانتک نوبت آئی کہ اس نے باپ کی جان لینے کا ارادہ کیا ایکدن باپ کا کھیل رہا تھا کہ بیٹا جان لینے کے قصد سے چلا وہان گیا مگر پادشاہ کو اسکے ارادہ پر ایک شخص نے مطلع کردیا جب وہ ناکام رہا تو خان نے اسکی مالش کا ارادہ کیا وہ باپ سے لڑ نہین سکتا تھا آب موبہ سے پار چلا گیا اور کشتیون کو توڑ ڈالا۔ اس عرصہ مین توکل برلاس دشت ہی تاخت کے لئے آیا۔ خان اسکی چارہ گری کے لئے گیا۔ وہ غارت گر سمرقند تک پہنچ پایا تھا کہ اُلٹا چلا گیا۔ خان یہان سخت بیمار ہوا۔ محمد باقی اور بعض دیگر امرا بیٹے کی طرفداری سے اگاہ تھے۔ بیٹا بلخ سے چلا۔ جب خان کو کچھ آرام ہوگیا تو اس نے بیٹے کو لکھا کہ الٹا چلا جا مگر اس کو کہنا نہ مانا اور آہستہ آہستہ چلا آتا تھا محمد باقی نے جو وکیل تھا خان کو وہان بلایا اور برادر بہین کو خان کا خاتمہ ہوگیا۔ اس ناسپاس نے اسکے کھانے مین زہر ملا دیا اور ہمیشہ کے لئے لعنت کا طوق اپنی گردن مین ڈالا۔

پنجاب مین جب پادشاہ آیا تھا تو اس نے ارادہ کیا تھا کہ توران کو فتح کیجئے مگر مرزایان توران نے نیایش کی اس لئے پادشاہ نے یہ ارادہ ترک کیا۔ اب اسکے بیٹے عبدالمومن کی سمرقندی حد سے زیادہ گذری تو پھر یہ نیا ارادہ نیا ہوا۔ باسی کڑھی مین اُبال آیا۔ سلطان سلیم کو بھگانے کا قصد کیا مگر وہ ہندوستان سے باہر جانا نہین چاہتا تھا جب عبداللہ خان کا انتقال ہوگیا تو امرا نے کوشش کی کہ پادشاہ توران کو فتح کرے مگر پادشاہ نے کہا کہ اب توران شورش گاہ ہی مرزایان سے جیسا ہی کہ اس پر فوج کشی ہو۔ بہتر ہوگا کہ

پادشاہ کا ارادہ توران کی فتح کا اور عبدالمومن کا ارادہ

کوئی معمد ایلچی تعزیت اور اندز گوئی کے لئے بھیجا تھا۔

جب عبداللہ خان ہوا اسکے چچازاد بھائی اوزبک خان نے سمرقند کا محاصرہ کیا۔ محمد باقی نے اسکی پاسبانی کی اسلئے اوزبک خان اسی مین چلا گیا۔ تو کل نے بخارا پر لشکر کشی کی۔ عبدالمومن کی آمد کا آوازہ سنکر وہ ناکام واپس جاتا تھا کہ حصار شادمان مین باہر آنکر اُس سے لڑی اُسکو زخمی کیا اور اسی زخم سے وہ مرگیا۔ دس روز بعد عبدالمومن بہت لشکر لیکر آیا اور سمرقند مین اورنگ زمان ہی پر بیٹھا محمد باقی نے وکالت کو قبول کیا۔ کچھ دنون سلطنت کی بھی کہ اُسکو لوگون نے مار ڈالا اور یا ور ارالنہر طولانی مدت بس گیا۔ شاہ ایران نے خراسان لے لیا۔

شہنشاہ اکبر و عبداللہ خان والی تورآن درمیان مراسلت اور سفیرون کا آنا جانا

والی تورآن کا ایلچی آیا۔ اور اس نے اساس سخن اس بات پر رکھی کہ ہندوستان سے بادشاہ چل کر ایران پر یورش کرے اور والی تورآن اسکے ساتھ ہو کر عراق و خراسان و فارس کو شاہ ایران سے لے لین۔ بادشاہ نے مرزا فولاد کے ہاتھ یہ جواب بھیجا کہ شاہ ایران خاندان نبوت سے انتساب رکھتا ہو اسکا پاس ہمکو بھی آئین و کیش کے اختلاف کو ملک ستانی کے لئے سرمایۂ آویزش نہین کرنا سوا اسکے میری اور شاہ ایران کے درمیان دوستی و آشنائی ہو اس لئے میرا ارادہ اس سے لڑنے کا ہرگز نہ ہوگا۔ والی تورآن نے اپنے خط مین شاہ ایران کو بہت بُرا لکھا تھا بادشاہ نے اس تحریر کی نکوہش کرکے والی تورآن کو نصیحت کی۔

جس سال مین بادشاہ کہ دریاے سندھ پر تھا اور خیبر کی راہ ہموار کرا رہا تھا تو تورآن مین ایک عجیب رشر برپا تھی۔ بادشاہ کے ایلغار کے خوف سے بلخ کے دروازے بند رہتے تھے۔ عبداللہ خان نے اپنی کارگذاری پیش بینی سے میر قریش کو تحائف و خط دیکر بادشاہ پاس بھیجا اور دوستی و آشتی کے پیمان کئے۔ بادشاہ نے حکیم ہمام کو روانہ کیا کہ سرد مہری اسکی دور کرے احمد علی اور ملا حسینی جو پہلے والی شاہ تورآن کے آئے تھے وہ بیمار ہو کر مر گئے تھے اسلئے تورانیون کو ایک اور اندیشہ پیدا ہوا تھا۔ بادشاہ نے یہ نامہ شاہ تورآن کو لکھا جسکے اکثر حصہ کا ترجمہ کرکے لکھتے ہین اس نامہ سے

عبدالمومن خان اوزبک تورآن کا حاکم ۱۰۰۲ھ

بادشاہ تورآن کا ایلچی بھیجنا ۱۰۰۱ھ

شہنشاہ اکبر کی فتوحات کا اور اسکی نیتون وارادون کا حال معلوم ہوتا ہی تورانی ایران
یا دشاہون کو جو مراسلات ابوالفضل سی لکھاکر شہنشاہ نے بھیجے ہین وہ ڈپلومیٹک تحریرات کے انشائی
زبان مین ہمیشل نمونے ہین اس مراسلہ مین اول حمد ولغت ہی پھر شاہ توران کے خط آنے
کی مسرت بیان کی گئی ہی کہ وہ درحقیقت ملاقات روحانی ومکالمہ زبانی ہی جو دل مشتاق
کی مسرت افزا اور ضمیر صافی کی طرب پیرا ہی۔ آپنے مجھے لکھا تھا کہ صلح کی بنیادون کے محکم
کرنے مین اور وفاق کے چشمون کے صاف کرنے مین جانبین سی اہتمام کیا جائے اور ہندو کوہ ہمارے اور
تمھارے درمیان ہو۔ ہمین یہ امر بہت پسند آیا۔ ظاہر ہی کہ عالم کون وفساد ونشار تعلق مین
کوئی امر تردد وتوافق سے زیادہ تر شریف نہین ہی کہ سلسلہ کائنات کا انتظام اسکے ساتھ
مربوط ہی جسوقت یہ بات طبقۂ سلاطین مین ظہور مین آئے تو انسے حال ومال مین برکات کے ثمرو
حسنات کے نتیجے ظاہر ہوتے ہین اور اس سی خلق اللہ کو عافیت وآرام ملتا ہی۔ مراسم
مصالحت ولوازم مصادقت کے اظہار کی ابتدا ہماری طرف سی ہونی چاہیئے تھی اس لیئے کہ
ہماری ساری ہمت ابتدای سلطنت سی برخلاف اکثر فرمانروایون کے اصناف بنی نوع
کے ساتھ ہمیشہ ایتلاف وارتباط مین مصروف رہتی ہی اب کہ آپنے اس باب مین ابتدا کی ہی تو ہمارے
ذمہ پر اور بھی زیادہ لازم ہوا کہ اس رابطہ کی مراعت کرین اسلیئے ان دنون مین کہ شاہ
ایران نے یادگار سلطان شاہلو کو بھیجکر استعانت چاہی ہم نے قبول نہین کی شاہرخ
مرزا کی آرزو یہ تھی کہ کابل کشمیر یا سواد بجور وتیراہ مین کہ ولایت سرد سیر ہی جاگیر ملجائے
مگر ہمنے قرب جوار کا ملاحظہ کرکے اسکی درخواست کو نامنظور کرکے مالوہ مین جاگیر دیدی
قندھار قدیم سے ممالک محروسہ مین داخل تھا وہان سی مرزاؤن کو بلاکر اس دیار کی حراست
ملازمان بابری کے حوالہ کی کہ مبادا جنود توران ان حدود کو منسوبات ایران
سے خیال کرکے اسکا قصد کرے اور آپکے اور ہمارے ممالک کے درمیان خلط عظیم ہو
بدخشان کوہستان مین ایک وباش بدطینت نے شورش برپا کی اور مدعی ہوا کہ
مین شاہرخ مرزا کا بیٹا ہون اور اس لقب کے زمینداروں کو اپنے ساتھ ملالیا

ایران کے والی توران کے نام۔

چندا سنے عرائض بھیجکر استمداد کی مگر مجھے امید تو جہین کی یہان تک وہ دشت دیار کا آوارہ ہوا۔
مین یہ چاہتا ہون قاصد نامہ جن باتون کی گذارش کرتے ہین انکی فی الواقع تصدیق ہو جسکے
لئے اس سے بہتر کوئی بات نہ ہوگی کہ کوئی جاے مقرر ہو کہ بغیر کسی غیر کے واسطے کی مقاصد ہنی و دیوی
و مطالب صوری و معنوی کی تنقیح و تحقیق روبرو ہون۔ مین نے ایسا سنا ہے کہ جب مین حدود پنجاب مین
تھا تو مگس طینتون کی ایک جماعت نے ایسی باتین بنا ئین جو دوستی کے مخالف تھین کبھی میرے دل و زبان
مین فرق نہین ہوتا اور جو امر کہ تحریر و تقریر مین آجاے اسکے خلاف نہین کرتا۔ اگرچہ اس دیار کی آب ہوا
اور سیر و شکار خوش معلوم ہوتی ہے مگر اب ارادہ ہے کہ دار الخلافہ اگرہ کی طرف نہضت کی جاے کہ بیہودہ
بکنے والون کی زبان بند ہو جاے۔ آپنے جو لکھا تھا کہ مجھے مرزا شاہرخ کی طرف سے غبار ہے اسمین
مجھے تامل ہوا کہ مقدس فرمانروا یون کے دلون مین ہمسرون سے غبار نہین ہوتا اور عام طبقات سے کس طرح
وہ ہو سکتا ہے۔ علی الخصوص جب اسکا منشا خرد سالی اور نادانی ہو تو اوسکو عفو سے محو کرنا چاہیے۔
اس نے ہماری دو دمان کے ساتھ خود کامی کے سبب سے تقصیرات کین تھین اسکے مکافات مین وہ بادیہ
غربت مین سرگشتہ ہوا جب شرمندہ ہو کر ہماری پناہ مین آیا ہمنے اسکے قصور معاف کر دیے آپنے جو یہ ایما
کیا تھا کہ شاہرخ مرزا اور محمد حکیم مرزا کے بیٹے جو ہمارے آستانہ پر التجا لاے اسکا سبب آپکی
اور ہماری محبت تھا۔ مگر یہ خاص ہماری منتسبون مین سے ہین انکی نسبت مین یہ تصور نہین کرتا جو آپنے
لکھا ہے۔ آپنے جو اپنی فتوحات کی تفصیل لکھی ہین وہ آپ کی حسن نیت کا نتیجہ ہے اس سے ہم خوش
ہوے۔ وہ نامہ کہ آپنے ملا حسینی کی معرفت بھیجا تھا اور اس مین لکھا تھا کہ فرزند عزیز نے خرد سالی کے سبب سے
چند نالائق خواہشین لکھی ہین میرا دل نگران ہے کہ مبادا وہ غبار خاطر ہوئی ہون اور اسکی ہتھ مین
آپنے بہت تفصیل کی اسکا حال یہ ہے کہ قاصد پہلے اس سے کہ میری پاس آے اثناے راہ مین ڈوب گیا
اور اس خط کا مضمون نہ معلوم ہوا کہ کیا تھا اس واقعہ سے ہمکو تاسف ہوا۔ ہمارے اور آپ کے
درمیان قرابت قدیم کے روابط و محبت جدید کے ضوابط نے ایسا انتظام اور التیام نہین پایا ہے
کہ اگر بالفرض کوئی بات ہوتی تو مجھے ناگوار ہوتی۔ فرزندون کو پدران حقیقی کے ساتھ ناز
ہوتا ہے اگر پدران مجازی کے ساتھ اسکا ظہور ہو تو کیا دور ہے۔ یہ جو آپنے لکھا تھا کہ احمد علی

اسکے لیق کے آنے پر بعض نوشین موقوف ہین سو یہ ایلچی مرگیا اگر وہ زندہ آپ پاس پہنچتا تو بہت سی
باتین مرمت وقت وغیرہ معض موافقت آپ کو اسکی زبان راست گوسے معلوم ہوتے۔ جو ارادہ آپکے
دل مین ہو اسکو قوہ سے فعل مین لائیے جو معاونت آپ چاہینگے مین اسکے لئے موجود ہون الحمد للہ کہ
جب سے تخت سلطنت پر بیٹھا ہون اب تک کہ قران ثانی کا دسوان برس ہے (قران سے مراد بہ سال ہے
اور صبح اقبال کے انکشاف کا اوائل اور بہار اجلال کے ابتسام کا مبداء ہے) مجہہ نیاز مند درگاہ الٰہی
کی نیت حق اساس یہ ہے کہ اپنے اغراض کو منظور نظر رکھ کر ہمیشہ اہل جہان کے التیام اور انتظام مین کوشش
کرون اور اس نیت کی برکت سے ہندوستان کی مملکت وسیع جو چندوالاشکوہ فرمان روا اون مین
منقسم تھی ہماری حیطۂ تصرف اور احاطۂ اقتدار مین آئی اور طبقات انام جو پہاڑون اور مضبوط قلعون
اور مشکل مقامون مین مغرور بیٹھے تھے اور کسی کے آگے سر نہین جھکاتے تھے اور مخالفت کرتے تھے وہ بھی
درست نیت کے سبب سے اب ہماری اطاعت کرتے ہین اور ہم سے ارادت رکھتے ہین اور طوائف الناس
باوجود اوضاع کے تباین و اطوار کی مخالفت کے روابط پیوند رکھتے ہین اب تک مین نے اپنی درستی نیت
اور راستی گفتار و حسن اعمال کے نتایج کو بیان کیا اب ناگزیر ہے کہ کچھ خدا کی نعمتون کا شکر و ذکر کرکے
آپ کی بزم کو بھی خوش کرون آپکے معلوم ہو کہ اندنون مین جو مین پنجاب مین آیا اگرچہ اون ملکون
نظر میری یہ تھا کہ ان حدود مین سیر و شکار کرون لیکن اب کہ ارادہ کشمیر کی تسخیر کا ہوا۔
کشمیر کی ولایت نے لکشا استحکام و استحصان مین اپنا نظیر نہین رکھتی اور نزاہت و لطافت مین ضرب المثل ہے
اس مین ابتک سلاطین روزگار نہین گئے۔ ہمیشہ اسکے حکام کی بیداد سنتا تھا۔ خدا کی مدد سے نیرو کمین
بہادرون اور شہامت اندیش غازیون نے اسی تھوڑی دنون مین فتح کرلیا۔ اگرچہ وہان کے حکام نے
جنگ و جدل مین تقصیر نہین کی لیکن ہماری نیت حق اساس خیر محض تھی اچھی طرح سے یہ ملک مفتوح
ہوگیا اور خود ہم اس سرزمین مین گئے اور وہان خدا کی اس نئی عطا کا شکر یہ ادا کیا چونکہ
کابل مین سیر و شکار و اس عشرت سرای کی گلگشت مانوس طبع تھی۔ کوہستان کشمیر و تبت کی
نہایت انتہا تک سیر کی اور اس نگارستان صنع الٰہی مین نوادر کی سیر چشم عبرت بین سے دیکھی
بکلی اور دستور کی راہ سے جریدہ کابل کے عرصۂ دلنشین مین آیا۔ اس راہ مین لقصادم کوہسار و

تراکم گریوہ و مغاک ایسا ہی کہ آسمان سیر افکار اور بلندی پایہ اوہام اس سی عبور کرنا دشوار
جانتے ہین یہ بھی ہماری حق پرست خاطر مین تھا کہ ٹھٹہ جو ہماری مملکت روز افزون کے مغرب مین
دریاے شور کے کنارہ پر ہے اور وہان کا حاکم اس مرز بوم کے زیر دستون پر عدالت نہین کرتا تھا اسکو
اول نصائح ہوش افزا فرماکر فرمانبرداری کی راہ پر رہنمون ہون اور اگر وہ اپنی بدنصیبی سی گوش
نصیحت نیوش نہ رکھتا ہو تو اس ولایت کو کہ ایک آباد مملکت وسیع ہی کسی فرمان پذیر دادگر کو حوالہ
کرون۔ وہ عقل صلاح اندیش و دیدہ دور بین گوش شنوا نہ رکھتا تھا۔ ہماری داستان موعظت کو
افسانہ سمجھا اور خود کامی کے سبب سے ہوشمندی کو چھوڑا ہمنے اس ناحیہ مین شائستہ لشکر بھیجا قریب دو
سال کے اخلاص مند بہادرون نے ہر طرح کا تردد اور اہتمام کیا۔ دریا و صحرا مین طرح طرح کی لڑائیان
لڑے۔ چونکہ ہماری نیت حق پذیر خلق اللہ کی رفاہیت پر تھی۔ سب جگہ نصرت و فیروزمندی
ہمارے عقیدت مند گروہ کو حاصل ہوئی یہ ایک قدیم آئین چلا آتا ہے کہ کوتاہ بین حاملان نشانسون
کا کام تباہ ہوتا ہے وہان کے حاکم نے شکست پر شکست پائی مگر اسکی ذات مین مایۂ سعادت تھا
وہ پیمان کرکے ہماری پناہ مین آیا اور وہ تمام وسیع مملکت اور اس دیار کے قلعے ہماری ممالک محروسہ
مین داخل ہوئی اسکے احوال سے ہمنے اسکی سعادتمندی دیکھکر پھر اس ملک کو جو جنگ عظیم سے ہاتھ
لگا تھا اسکو دیدیا۔ ہمارے ضمیر صواب اندیش مین یہ بات بھی تھی کہ وحوش سیرت و بہائم سریرت
افغانون کو کہ مور و ملخ سے زیادہ تھے اور سواد و بجور و تیراہ کے پہاڑون مین رہتے تھے اور
ہمیشہ توران کے قافلون کے سدراہ ہوتے تھے انکی تادیب و تنبیہ کی جائے اس لئے بھی بمقتضاے
عدالت شائستہ صورت پکڑی انمین سی اکثر نے حلقۂ اطاعت و انقیاد کو گوش ہوش مین ڈالا اور
قطاع الطریقون کا ایک گروہ جسکے دماغ مین شقاوت و انحراف کا بخار بھرا ہوا تھا تھوڑے
سے پائمال ہوا اور بہت سی قہر الٰہی کے جبال مین اسیر ہوکر فروخت ہوئی اور نیز ہماری دل مین
یہ بھی تھا کہ بدنہاد بلوچون کی اصلاح و افلاح ہو کہ ہمیشہ انحراف و اطاعت کی خوف و رجا مین
رہتے ہین اور ایران جانے والون کے سدراہ ہوتے ہین اور یغما کو تماجانتے ہین اور اکثر
بندگان خدا کو بے برگ و بے مایہ کرتے ہین یہ کام بھی ہمارے حسب الخواہ ہوا [illegible]

کہ ہماری نیک نیتی کی برکتون سے سلطان مظفر گجراتی کہ چالیس ہزار لشکر پر مغرور تھا گرفتار ہو کر آیا
اس دیار کے سب سرکشون اور گردن افرازون نے پناہ مانگکے غاشیہ خراج دوش پر رکھا اور ایک عجیب
واقعہ یہ ہوکہ جب سلطان مظفر ہمارے پاس آتا تھا تو اس نے اپنے تئین ہارڈالا ہماری مصلحت یہ ہے کہ ہماری خاطر
مہر گزین آدمی کے مارنے کا اور بنیان بانی کے اکھیڑنے کا بہت پاس و لحاظ کرتی ہے غالبا تھا کہ اگر وہ
ہمارے سامنے آتا تو سلامت رہتا اور مبارزان ہیکار طلب کے اہتمام سے سومنات جو جونا گڈھ مشہور ہے
اور تمام ولایت سوہٹ کہ دریاے عمان کے کنارہ پر جنوب رویہ ہے ہماری تصرف مین آئین اور نیز بہان الملک
برادر نظام الملک جن پاس دکن کی ولایت معظم تھی وہ حوادث روزگار سے پناہ مین آیا اس وقت
تک کہ اس بلاد کی معدلت کی خبر ہمارے کانون مین پہنچتی رہی اسکو عواطف جلیلہ سے مستمال فرماکر
دکن کی تسخیر کو التوا مین رکھا مگر جب رعایا کی تمرسیدگی کی خبر ہمارے پاس آئی تو امراے مالوہ خاندیس
حکم والا کے موافق کاربند ہوکر بہان الملک کو اس ولایت کی حکومت دلادی اور معاودت
کی مگر وہ کوتاہ حوصلہ تھا وہ دنیا آزمائی کی شراب کی تاب نہ لایا اور استقلال کا دم بھرنے لگا
چونکہ مسلک ناسپاسی پر چلنا اپنا استیصال کرنا ہی تھوڑے دنون مین نہ اسکا نہ اسکی اولاد کا
کوئی اثر باقی رہا اور وہان کے آدمیون نے اس سلسلہ کے منسوبون مین سے کسی ایک کو حاکم بنایا اور
نخوت آرا ہوئے۔ وہان سلطان مراد کی سرکردگی مین لشکرون کو بھیجا۔ یہ ملک دکن دوسرا ہندوستان
ہی اسکا بہت سا حصہ دبا لینے تصرف مین لایا اور ہمارے لشکر نے اسمار پلاد شرقیہ مین اڈیسہ
ولایت وسیع کہ متصل دریاے شور کے ہے تسخیر کی اور کئی ہزار ہاتھی مانگ کر ہماری ملازم
ہوئی چونکہ خدا کی بخشون کا گنتا کرنا دراز داستان ہی۔ آپ کی خاطر کی آسانی کے لئے اسی پر اکتفا
کیا گیا + ایک روز کسی سبب مین بادشاہ نے اس فرمانروا کو لکھا ہی دربار جلوس مین اور رنگ
جہانبانی پر کہ قرن ثانی کی ابتدا ہی۔ توفیق ازلی کی مساعدت اور تائید سماوی کی معاونت
سے ہماری خاطر حق پرست مین اس جلیل نے نمایش کی ہے کہ سلطنت فرمان روائی و ابہت و
کشورکشائی سے مقصود یہ ہی کہ مراسم شبانی کی تقدیم اور لوازم پاسبانی کا اقدام ہو۔ نہ یہ کہ مال و
منال جمع کیا جاے اور خطوط الفت بانی و مستلذات جہانبانی مین ڈوب جاے اسلئے طریق سلوک اور

دور انگلشیہ سنہ اور فرمان روا

سلوک طریق مجھ نیازمند درگاہ الٰہی کا یہ ہی کہ دوست و دشمن و خویش و بیگانہ سبھی بغیر مدارات و مواسات و معاطفت و مماسات کے کوئی دوسرا امر نہ کیا جاوے اور ہمیشہ عموم خلائق و جمہور انام کی ترفیہ حوال اور آسودگی اوضاع مین دل کو مصروف اور اس مقصد بلند و مطلب ارجمند مین قلع جمع معطوف رکھو حق جل و علا گواہ ہو وکفی باللہ شہیدا کہ ممالک ہندوستان جسکو ربع مسکون کے سیاح چار دانگ عالم کہتے ہین تین طرف سے دریاے محیط سے ملا ہوا ہی انکی تفتیح و تسخیر مقتضاے ہوا و ہوس نہین ہوئی ہے بلکہ ہماری ہمت کے پیش نہاد مظلومون کی رعایت اور بیکسون کی حمایت کے سوا کوئی اور امر نہ تھا یہی سبب ہے کہ جس طرف عنان عزیمت معطوف ہوئی فتح و نصرت نے استعجال کے ساتھ استقبال کیا آپ نے جو رسل و رسائل کے ارسال کے موانع کے باب مین ایما کیا تھا اس باب مین عقل کے نزدیک کچھ نہ کہنا کہنے پر ترجیح رکھتا ہی - اس قطعہ پر جو اجلۂ اکابر دین سے منقول ہی کفایت کرتا ہون -

قطعہ

قِیْلَ اِنَّ لِاِلٰہٖ ذُوْ وَلِیْہٖ	قِیْلَ اِنَّ الرَّسُوْلَ قَدْ کَفَنَا
مَا نَجَا اللّٰہُ وَالرَّسُوْلَ مَعًا	مِنْ لِّسَانِ الْوَرٰی فَکَیْفَ اَنَا

الحمد للہ کہ جب سے پیدا ہوا ہون اور مجھ سلطنت مین ہمیشہ منہج قویم ملت و دین و مسلک مستقیم حق و یقین میری مدنظر رہا ہے بموجب الملک یدوم تو ان ہماری سلطنت کی ترقی ہماری کمال دینداری پر دلیل قاطع و حجت ساطع ہی - خدا تعالی سبحانہ اپنی مرضیات مین راسخ دم و ثابت قدم رکھے مین نے ہمیشہ یہ چاہا کہ کل خلائق ادا لزم عبادت الٰہی مراسم معاش خیر خواہی مین سعی کرین ان ممالک وسیع کو مین نے اہل ایمان کا ساکن مواطن بنایا - اہل کفر خذلان کے معابد و کنائس کو مساجد طاعت و مشاعر عبادت اہل ایقان کا کیا - الحمد للہ کہ جیسا دل چاہتا تھا ویسا ہی التیام و انتظام جملہ اسباب و سامان و سرانجام ہوا جنود ہنود گردن کشون نے حلقۂ اطاعت گوش انقیاد مین کھینچا اور ہمارے لشکر مین داخل ہوئے اور طوائف انام مین ارتباط و انضباط پیدا ہوا - یہ بھی پیش نہاد ہی کہ جب یہان کی مہمات کلی سے فراغ حاصل ہو تو جزائر دریاے نیلگون مین کہ کفار نے سر اٹھا رکھا ہی اور حرمین شریفین کے زائرون پر دست تعدی دراز

کر رکھا ہی اور انکی ایک جماعت جمع ہوکر زائر و تاجر کی سنگ راہ ہوتی ہی خود توفیق ایزدی سے
متوجہ ہوکر اس راہ کو خار و خس سے پاک کردی مین نے یہ سنا ہی کہ والی ایران سے بعض امرا اسکے پھر گئے ہین
میرا ارادہ ہی کہ ایک بیٹے کو شاہ ایران کی حمایت کے لئے بھیجون اور جبتک کہ انکی معاضدت سے خاطر
جمع نہ ہوگی اور امر پر متوجہ نہ ہون الحال سلطان روم نے اپنے باپ دادا کے عہود و مواثیق کو بالکل محدم
سمجھکر عراق پر کئی دفعہ فوج کشی کی ہی قطع نظر اس سے کہ شاہراہ سنت و جماعت سے شاہ ایران نے
انحراف کیا ہی لیکن محض خاندان نبوت سے انتساب رکھنے کے سبب سے ہم اسکی معاونت پر متوجہ ہین اس زمانہ
مین سنا ہے کہ ہمارے پاس فرمان روائے ایران نے علی قلی سلطان ہمدانی اوغلی کو تحف و ہدایا کے ساتھ
کمک و مدد کی التماس کرنے کے لئے بھیجا ہی اس لئے ہم پر واجب و لازم ہی کہ عراق و خراسان کی طرف
جائین امید ہی کہ حدود خراسان مین آپ سے ملاقات ہو اور پھر حاکم عراق و خراسان کی امداد و
کمک کے باب مین جو ہماری اور آپ کی رائے ہو وہ کیا جائیگا۔

ایک تیسرے مکتوب مین بادشاہ اپنے خیالات مذہبی کو اس پیرایہ مین بتلاتا ہی کہ عقل کو
کہ خاتم کبریا کا فیروزہ ہی معطل نہ چھوڑنا چاہیئے ہمیشہ مسالک معاش و معاد مین اس سے استعانت
و استمداد طلب کرنی لازم ہی خصوصاً اس صحبت مین کہ سیاہ دل لکھے پڑھے سیہ کار تیرہ درون اپنی
جاہ و زبردستی و خودی و خود پرستی کی خواہش مین کاغذ پر آنکھون سے کر فرمان آسمانی
و نامہ جاودانی کو کہ خدا کا فرستادہ اور پیغمبر کا رسانندہ ہی شاہراہ سے پھیرا کر اور رنگ سے دکھاتے
ہین محلات النصوص کی تاویلات و تسویلات کرکے چاہتے ہین کہ فرمان روائی اور کارگزاری مین
شریک یا بادشاہی ہون اس سبب سے دل دانش گزین ہمیشہ مرضیات الٰہی کی تحصیل مین رہتا ہے
چونکہ ہر باب مین بہت سے اختلافات سننے مین آتے ہین مطالب علمی و عملی مین دلائل و براہین کی
طلب کرتا ہون۔ ہمیشہ غوامض مسائل دین کا استکشاف و مقاصد مجتہدین کی تفتیح و عقائد سلف کے
مستفیات اور اقاویل خلف کے ماخذ اور موارد خلاف کا تفحص اور مواقع اختلاف کا تتبع کرتا
رہتا ہون اور منشاء خلافی جو اس ایک ہزار سال مین علماء امت کے درمیان متنازعہ فیہ ہین اور
جنکی تفصیل کتب متداولہ مبسوطہ متداولہ مین دریافت کرتا ہون مبادی احوال مین اس باب مین

گفتگو ان نادانون کی کساد بازاری و بے رونقی کا سبب ہوئی جو تلبیس و تزویر کرکے
ارباب دانش کے لباس میں آکے اپنا اعتبار پیدا کرتے ہین اور اُن ارباب دانش کا اعتبار بڑھا کہ اس طائفہ
کے سبب سے کونہین بیٹھے تھے اس جماعت نادان دانا نما آپنی قبیح سریرت و سوء سیرت کے سبب سے
ہماری نسبت بعض مقدمات نالائق کو شہرت دی جو امرائے بنگالہ کی مزید اغوا کا سبب ہوئی
یہ امراء ممالک شرقیہ ہندوستان مین مقرر تھے اور انکی بدطینتی و کم فطرتی کے سبب سے بغاوت کا ارادہ
انکے جوہر دماغ کو فاسد کرتا تھا۔ مدت سے وہ اپنے گھر سے دور تھے اور گھر آنا نہین چاہتے
اور باغی ہو جانا چاہتے تھے انھون نے ہماری نسبت یہ مشہور کیا کہ بادشاہ کبھی ادعائے الوہیت کرتا ہے
کبھی دعوائے نبوت۔ اس سے وہ خود ہی خاص و عام مین رسوا ہوئے۔ فی الواقع جناب کبریای الٰہی کی
ساحت مقدس مین امکان کے خس و خاشاک کو کیا نسبت ہے اور نبوت کے سرا پردۂ عصمت مین
ہوا و ہوس کے پابندون کو کیا مناسبت ہے تعجب ہوتا ہے کہ آپ کی مجالس مین ایسی باتون کا ذکر ہوتا
ہے الحمد للہ والمنہ کہ مین ہمیشہ فرمودۂ خدا و پیغمبر پیش دیدۂ دانش رکھتا ہون اور میری خوش نصیبی
کی روز افزونی میری اس حال کی گواہ ہے اللہ تعالیٰ سب کو اپنی مرضیات مین ثابت قدم و
راسخ دم رکھے۔ چونکہ ساری ہمت سلاطین عادل کی رضای خالق و آسودگی خلائق مین مصروف
ہوتی ہے انکو اس طرح سلوک کرنا چاہیئے کہ خلق خدا ارباب شرارت کے آسیب سے امن مین رہے
اور عبادت الٰہی کے لوازم مین اور معاش خیر خواہی کے مراسم مین فارغ البال رہین محض
خلق خدا کی رفاہیت کے لئے اس تیس سال مین زمین ہندوستان کے پاک کرنے مین الکھون کوشش
کی گئی ہے کہ کتنی فرمانروا راجاؤن کی و ناسزا سرکشون کی دشوار جائین ہاتھ آئین اور سکل سرکشی
ایسے شائستہ طور سے کیا گیا ہے کہ مدکیش ہندوؤن کے بتخانے خدا اندیش درویشون کی خانقاہین
ہوگئی ہین ناقوس کی آواز کی جگہ بانگ نماز بلند ہوتی ہے۔

شہنشاہ اکبر کی خط و کتابت شاہ ایران سے بھی ہمیشہ رہتی تھی چنانچہ سنہ ۹۶۹ھ
مین شاہ طہماسپ کا ایلچی آیا تھا اور سنہ ۱۰۳۲ھ مین شاہ عباس بادشاہ ایران کا ایلچی یادگار
سلطان شاملو آیا۔ بادشاہ نے اسکے ہاتھ یہ نامہ لکھا جسکے اندر وہی باتین لکھی ہین جو

شہنشاہ ایران کے ساتھ مراسلت۔

جو شاہ توران کے مکاتیب مین لکھی ہین مگر یہ ایک نئی بات ہی وہ لکھتا ہی کہ جن دنون مین پنجاب مین تھا مکرر یہ عزم ہوا کہ ماوراء النہر کہ میرا ملک موروثی ہی جاؤن کہ یہ ملک بھی میرے تصرف مین آجاے اور خاندان نبوت کی معاونت بطرز دلخواہ ہو جائی۔ لیکن اس اثناء مین عبید اللہ والی توران کے متواتر خط محبت طراز آئے۔ کاروان ایلچی بھیجکر وہ محرک سلسلہ صلح و صلاح و موسس وداد و وفاق کا ہوا۔ چونکہ ناموس اکبر شریعت غرا اور قسطاس اعظم بضیا ضیا مین اسکے شخص سے لڑنا جو صلح چاہی ناپسندیدہ و ناپسندیدہ ہی اس سبب سی ہم اس خیال سی باز آئے۔

شاہ ایران اور شاہ توران سی جو خط و کتابت جاری رہی اور طرفین کے ایلچی اور تحفے تحائف آتے جاتے رہے اس سی معلوم ہوتا ہی کہ ان پادشاہون مین ہمیشہ اتحاد و وداد کی نیت رہی۔ عبداللہ خان اوزبک ہمیشہ اسلئے خوش ہوتا رہا کہ شہنشاہ اکبر سے اتحاد رکھتا ہے۔

شاہزادہ سلیم کی پیدائش اور اسکی ناہنجایان

ہم پادشاہ کی اولاد اور ازواج کا حال بعد اسکی وفات کے ذکر کرکے لکھینگے اس وقت صرف شاہزادہ سلیم کی پیدائش اور اسکی ناہنجاریون کا ذکر کرتے ہین۔

پادشاہ کے دو بیٹے حسن و حسین توام ۳ ربیع الاول ۹۷۲ھ کو پیدا ہوئے اور ایک مہینہ جی کر جان جانکو داغ دے گئے اس لئے انکے زندہ نہ رہنے سے پادشاہ کو بیٹے کی نہایت تمنا تھی۔ قصبہ سیکری مین شیخ سلیم کی خداشناسی و ایزدپرستی و ریاضت کشی و حقیقت ورزی کے انوار چمک رہے تھے شیخ کے قریب جو اہین ایک محل بنوایا اور اسمین بیوی جودہ بائی مریم الزمانی جو حاملہ تھی بھیجدیا کہ شیخ مولود کے زندہ رہنے کی دعا خدا سے مانگے۔ سو اسکے تغیر مقام اور تبدیل مکان کی حکمت بھی پیش نظر تھی روز چہارشنبہ ۱۷ ربیع الاول ۹۷۳ھ کو شاہزادہ پیدا ہوا۔ اسکا نام شیخ کے نام پر سلیم رکھا گیا مگر پادشاہ اسکو پیار سے شیخو بابا کہتا تھا۔ اس وقت پادشاہ آگرہ مین تھا۔ یہان بیٹے کی خوشی مین سات روز جشن رہا۔ قیدیون کو پادشاہ نے رہا کیا۔ بہت کچھ انعام اکرام دیا اس شاہزادہ کی پیدائش کی تاریخین ــــ در شہوار لجہ اکبر

وی برج شاہنشاہی ۔ خواجہ حسن مروی نے یہ ایک قصیدہ لکھا جسکا مطلع ہم نقل کرتے ہین اسکی ہر بیت کے مصرعہ اول سے بادشاہ کے جلوس کی اور مصرعۂ دوم سے شاہزادہ کے ولادت کی تاریخ نکلتی ہے ؎

للہ الحمد از پئے جاہ و جلال شہریار ۔ گوہر مجد از محیط عدل آمد برکنار

بادشاہ نے اس قصیدہ کے صلہ مین دو لاکھ ٹنکہ دیئے ۔ بادشاہ نے یہ منت مانی تھی کہ اگر بیٹا پیدا ہوگا تو پیادہ پا اجمیر شریف حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے مزار کی زیارت کو جاؤنگا چنانچہ وہ جمعہ ۲۰ شعبان ۹۷۷ھ مین دارالخلافہ آگرہ سے پیادہ پا زیارت کو گیا اور وہان چند روز توقف کیا بہت روپیہ وہان مجاورون کو بانٹا ۔ ایک جماعت حضرت کی اولاد ہونے کا دعوی کرتی تھی اسکا رئیس شیخ حسین تھا ۔ سب نذر کے روپیہ پر متصرف ہوتا تھا ۔ امین اور درگاہ کے اور مجاورون کے درمیان جھگڑا ہوا مجاورون کے دعوی فرزندی کی تکذیب کی بادشاہ کی تحقیق سے معلوم ہوا کہ فرزندی کے دعوی کی کچھ اصل نہین ہے

شاہزادہ سلیم کی عمر جتنی زیادہ ہوتی گئی اتنا ہی وہ بدرآزاری مین بڑھتا گیا ۷۸ھ مین جب بادشاہ دکن کو گیا ہے تو اس سبب سے کہ سفر دور دراز کا تھا ۔ سلطان سلیم کو اپنا ولیعہد مقرر کیا اور شاہنشاہی کا خطاب دیا ۔ اور اس نظر سے کہ اودیپور کے رانا کی سرکشی کا علاج خاطر خواہ ہوا صوبۂ اجمیر اسکے تیول مین دیا اور راجہ مان سنگھ اوسکے خسر پورہ اور شاہ قلیخان محرم کو اسکی ساتھ کیا کہ اپنی رائے صائب اور رزم آزمائی سے اوسکی امداد کریں ۔ فیل و جواہر اور ایک لاکھ اشرفی سے مفتخر کرکے رخصت کیا ۔ راجہ مان سنگھ کو بادشاہ نے صوبہ بنگالہ سے تبدیل کیا تھا اب اسکو بدستور سابق بحال کرکے یہ حکم دیا کہ بحدمت شاہنشاہی (شاہزادہ) کو خدمت بادشاہی پر تقدیم دے اور اپنے بڑے بیٹے جگت سنگھ کو یا کسی اور کو جو اسکے نزدیک مناسب ہو بنگالہ کی نگہبانی کے لئے اپنا نائب مقرر کرکے بھیجدے ایک ہی ساعت میں بادشاہ دکن کو اور شاہزادہ اجمیر کو روانہ ہوا ۔ سلیم تن آسانی اور بادہ پیمائی اور بدہمنشینی کی وجہ سے اجمیر میں عیش و آرام مین مصروف ہوا ۔

شاہزادہ سلیم کی ناہنجاریان

پھر سیر و شکار کرتا ہوا اودے پور میں آیا۔ رانا نے دوسری طرف سے نکل کر شورش اٹھائی اور مالپورا اور بعض اور آبادیوں کو لوٹ مار کر کے ستیاناس کیا۔ جہانگیر نے مادھو سنگھ کو لشکر کے ساتھ روانہ کیا۔ رانا پھر کوہسار میں فرار ہوا۔ اور اس بازگشت میں اُس نے لشکر شاہی پر شب خون مارا۔ رضا قلی۔ لالہ بیگ۔ بہادر بیگ۔ الف خان اس سے ایسے لڑے کہ وہ بھاگ گیا پھر لشکر شاہی نے رانا کے ملک کو کھوند مارا ہزاروں کو ہلاک کیا اور انکے جورو بچوں کو قید کیا پہلے اس سے کہ سلیم اس اپنی خدمت کو شائستگی کے ساتھ انجام دے ناشائستہ آدمیوں کی رہنمونی سے خودسری کا خیال دل میں سمایا اور بنجاب کا ارادہ اس نیت سے کیا کہ طبیعت کے موافق خوب کام کرے کہ ناگاہ بنگالہ کی خبر آئی کہ وہاں افغانوں نے شورش مچائی ہے اور راجہ کو نائبانہ شکست پائی ہے جسکا حال ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ شاہزادہ نے اپنے ہمراہی امیرون سے مشورہ کیا کہ بنگالہ کا قصد کرنا چاہیئے بعض فتنہ جو اور واقعہ طلب امیرون نے اسکو یہ صلاح بتلائی کہ بادشاہ دکن گیا ہوا ہے اسکی فتح بغیر اسکا یہاں یکایک آنا بھی عزیمت شاہانہ سے دور ہے اگر اس وقت راجہ مان سنگھ کو بنگالہ رخصت کیجے گا۔ وہاں کا فساد مٹ جائیگا اکبرآباد کی طرف متوجہ ہوجیئے اور وہاں کے سیر حاصل خالصہ کی پرگنات اور محال پر قبضہ کیجیئے اس ضلع کے اور جاگیرداروں پر اختیار حاصل کر کے خزانہ جمع کیجیئے تو نہایت مناسب ہوگا۔ احباب کی اس مصلحت خام کو سلیم نے بہ تقاضائے ایام شباب مان لیا۔ راجہ مان سنگھ کو بنگالہ بھیجا راجہ بھی شاہزادہ کی بازگشت میں اپنا عین مدعا سمجھا کہ بنگالہ کا بندوبست ہوجائیگا شاہزادہ رانا کی مہم کو موقوف کر کے اکبرآباد کا عازم ہوا اور راہ میں تمام شاہی محالوں اور جاگیرداروں پر قبضہ و تصرف کرتا ہوا غرہ مرداد ۹۱۳ھ کو جمنا کے کنارہ پر اکبرآباد سے چار کوس پر آپہنچا۔ قلیچ خاں کی حراست میں اکبرآباد کا قلعہ تھا وہ بڑا صاحب تدبیر و عاقل مشہور تھا وہ قلعہ سے باہر آیا۔ اور

صدق اخلاص سے سلیم کو نذر دی اور ایسی اپنی خیر خواہی بادشاہ کے ساتھ
ظاہر کی اور شاہنشاہی کی بدنامی و بازرہنی کی فتنہ انگیز واقعہ طلبوں نے
اُسکو ہر چند سمجھایا کہ قلیچ خان کو وہ قید کرلے جس سے اکبر آباد کا قلعہ آسانی سے
ہاتھ آجاویگا۔ وہ دفائن اور خزائن سے مالامال ہے۔ مگر شاہزادہ نے
اُنکی اس بات کو نہ مانا اور قلیچ خاں کو قلعہ کو واپس کیا اور حکم دیا کہ قلعہ کا سب
طرف سے خوب بندوبست کرے۔ شاہزادہ کی دادی مریم مکانی کو اوسکی
اس نافرمانی پر تعجب تھا اُسنے اس پوتے کو بیٹے کی طرح پالا تھا وہ قلعہ اکبر آباد
سے پوتے کے سمجھانے کو باہر آئے۔ پوتے نے جب یہ دادی کا آنا سُنا تو وہ کشتی
میں بیٹھ الہ آباد روانہ ہوا۔ ملاحوں کو انعام دیا کہ کشتی کو تیز چلائیں اور لشکر کو
خشکی کی راہ سے الہ آباد روانہ کیا۔ دادی آزردہ خاطر ہوکر قلعہ اکبر آباد میں
واپس چلی آئی۔ غرہ صفر ۱۰۱۶ھ کو پوتا قلعہ الہ آباد میں آگیا۔ یہاں آنکر آس پاس کے
صوبوں اودھ اور بہار پر قبضہ کرکے کل محال شاہی اپنے سرکار کے ملازموں کو
دیدیں اور سب جگہ اپنی طرف سے حکام مقرر کئے۔ اپنے کوکہ شیخ جیون کو صوبہ بہار
اور قطب الدین خاں کا خطاب عطا کیا اور لعل بیگ (لالہ بیگ) کو سرکار جون پور
عنایت ہوئی اور تیم بہادر (نسیم بہادر یا تیمم بہادر) کو سرکار کالپی مرحمت ہوئی۔ اور
دیوان خسنو خزانچی پاس جو صوبہ بہار کی خالصہ کی آمدنی کا بیس لاکھ روپیہ تھا
وہ اپنے تصرف میں لایا۔ جب دکن میں باپ کے کانوں تک بیٹے کے ان کوتکوں کا
حال پہنچا اور یہاں لشکر کے خیمے خیمے میں یہ خبر منتشر ہوئی اور خاص و عام کی زبان
ہوئی اور یہ وقائع اوس نے متواتر و مکرر سنے اور اسی اثنار میں شہزادہ دانیال
کی انتقال کی خبر آئی۔ ابتدا سے بادشاہ کو بہ نسبت اور فرزندوں کے اس بڑے
بیٹے سے زیادہ محبت تھی اور اور بیٹوں کے مرنے سے یہ محبت زیادہ تر ہوگئی
تھی گو وہ عقل و تحمل کے سبب سے ان خبروں کے سننے سے ناراض نہ ہوا

بلکہ پدرانہ شفقت اور لطف سے فرمان عنایت آمیز لکھا اور محمد شریف پسر خواجہ
عبدالصمد شیریں قلم کے ہاتھ بھیجا وہ پادشاہ کا ہمدرس اور ہمراز تھا اور کلمات
لطف آمیز بھی زبانی اوسے کہلا بھیجے کہ جنسے معلوم ہو کہ شفقت و محبت کا اظہار اور
دیدار کا اشتیاق اور طلب حضور عالی سرور کے ساتھ ہوا ہے۔ جب محمد شریف وہاں گیا تو
اسنے استقبال کیا اور فرمان کے لوازم تعظیم بجا لایا اور باپ کی قدمبوسی کا ارادہ کرکے
اپنے ہمراز ہمدموں سے مصلحت پوچھی تو ان بدکاروں کی بدمشورت سے جانے پر
جرأت نہ ہوئی اور محمد شریف کو واپس نہ جانے دیا۔ اسنے شاہزادہ کی ایسی خوشامد
کی کہ اوسکو وکیل السلطنت مقرر کیا۔ جب از سر نو محمد شریف کے ساتھ اس سلوک کی
پادشاہ کو خبر ہوئی تو وہ اس فتنہ خانہ خیز کے مٹانے کو مہم دکن سے اہم سمجھا اور ملک عنبر
کو جسمیں اسکے چند روز رہنے سے کام اچھی طرح تمام ہو جاتا۔ ۱۵ اردی بہشت ۱۰۱۴ھ
کو اس نے چھوڑا اور اس ملک کی کارسازی کو خانخانان کی مردانگی و کاردانی اور
ابوالفضل کی جان سپاری پر چھوڑا اور ۲۰ امرداد ۱۰۱۴ھ کو اکبرآباد میں وہ آگیا
اندنون میں شاہزادہ نے خواجہ عبداللہ کو عبداللہ خان کا خطاب دیا اور شہر لودیانہ
کو تیس چالیس ہزار سوار اور مصالح کارزار اور فیلان نامدار کے ساتھ اکبرآباد کی طرف
روانہ ہوا۔ ظاہر میں یہ کہا کہ میں باپ سے ملنے جاتا ہوں مگر دل میں وہ خیال تھا
جو سلطنت پتروہی اور ملک جوئی کو لازم ہے بہت سے امراء حضور کی جاگیروں کو لوٹ
لیا یعنی ان امیروں کی جاگیروں کو جو پادشاہ پاس موجود تھے جب آصف خانی جاگیر
آباد میں آیا تو آصف خان نے ایک عرضداشت پادشاہ کے ایما سے لکھ کر اور ایک
لعل گراں بہا اپنے وکیل کی معرفت شاہزادہ کی خدمت میں بھیجا اس پر بھی شاہزادہ
نے اسکی جاگیر سے کوڑی کوڑی وصول کی۔ پادشاہ پاس چاروں طرف سے ہر ہفتہ
میں کیا بلکہ ہر روز شاہزادہ کی فتنہ افزائی کی ناخوش خبریں اور عرضداشتیں کہ
امراء حضور نے جنکی جاگیریں صوبہ بہار میں ضبط کی تھیں اور خصوصاً جعفر بیگ نے

شاہزادہ کا بہار و بنگالہ میں آنا جانا

جو دیوانی کی خدمت رکھتا تھا التسیں یاد دہین پادشاہ انکے جواب مین اپنے فرزند کے
باب میں سوائے کلمات لطف آمیز محبت و شفقت افزا کے کچھ اور زبان پر نہ لایا جسپر بایں
حد سے گذرین اور سلطنت میں ایک برہمی پیدا ہوئی اور شاہزادہ کی آماوہ سے کوچ کی
خبر بادشاہ نے سنی کہ وہ اس آئین سے آتا ہے تو اسکو بیٹے کے دیکھنے کی حسرت جاتی رہی بلکہ
ایک وحشت و تفرقہ دل میں پیدا ہوا اور بیٹے کو ایک فرمان باپنے اس مضمون کا لکھا کہ تجھ فرزند کا
اس لشکر انبوہ اور فیلان پرشکوہ کے ساتھ آنا ہمارے دل مین کچھ اور خیال پیدا کرتا ہے۔
باپ کے گھر میں بیٹے کا آنا اس شوکت و حشم کے ساتھ اگر رسم کے طور پر ہے اور اس سے مطلب
تجمل کا دکھلانا اور عرض لشکر سے ہے تو اسکا مجرا ہو گیا۔ آدمیون کو اپنے محال جاگیر مین
رخصت کرو اور جریدہ ہمارے پاس آؤ اور اگر تم یہ چاہتے ہو کہ بدخواہون کی یاوہ گوئی
سے ہمارے دل میں تمھاری طرف سے وسوسہ و توہم ہے تو وہ ہرگز نہیں ہے۔ لیکن اگر تمکو
وہم ہو اور تمہارا اطمینان خاطر نہ ہو تو الہ آباد کو اٹھے چلے جاؤ اور جبال صاف ہو جائے
تو ہمارے پاس بقرری دستور کے موافق جریدہ چلے آؤ اور میری آنکھونکو اپنے دیدار سے منور کرو
جب یہ فرمان آیا تو وہ ششدر و متحیر و اندیشمند ہوا۔ اور اماور سے میر حیدر کے ہاتھ بادشاہ
پاس عرضداشت اس مضمون کی بھیجی کہ مین کس آرزو اور تمنا سے قدمبوس کے لیے حاضر
ہوا تھا اب مجھے یہ حکم ہوتا ہے کہ الہ آباد کو الٹا چلا جا۔ اسکا مجھے کیسا افسوس ہے کہ میری خلاص
و محبت کی تاثیر حضور کے دل پر نہ ہوئی اور فتنہ پرشتون کی یاوہ گوئی کا اثر وہ ہوا کہ
میری طرف سے دل بدگمان ہوا اور مجھے کچھ دنون ملازمت کی سعادت سے محروم رکھا مجھے
ہے کہ میرا صدق باطن حضور کی خاطر غیب ناظر پر جلوہ گر ہو گا۔ بعد اسکے چند روز اماوہ مین
مقیم رہ کر اس نے الہ آباد کے سفر کا قصد کیا۔ بجا یا حقیقت مین اکبر کی برابر کوئی بادشاہ فرزند نواز
کمتر ہوا ہو گا اسلیئے اس زمانہ مین ایک اور فرمان بیٹے پاس یہ بھیجا کہ صوبہ بنگالا اور اڑیسہ
ہم نے اسکو مرحمت کیا۔ اپنے آدمی بھیجکر وہان بندوبست کرے اور راجہ مان سنگھ کو بھی
لکھا کہ صوبہ بنگالہ شاہزادہ کے وکلاء کو سپرد کر کے خود ہمارے پاس چلا آئے۔ اس عنایت سے

بادشاہ کی غرض یہہ تھی کہ اوسکی طرف سے کوئی دغدغہ و وسوسہ بیٹے کے دل میں نہ رہے مگر شاہزادہ نے اس عنایت کا شکر اور اسکے نہ قبول کرنے کا عذر لکھا اپنے سرداروں اور اپنی جمعیت کو جدا کرنا مصلحت نہ سمجھا۔ الہ آباد میں توقف کیا اور جو سلاطین اور فرمانروا انکے دستور ہین وہ عمل میں لایا۔ منصب و اضافہ و خطاب و نقارہ و جاگیر عطا کئے اور امرا حضور کی جاگیرون میں اپنے حاکم مقرر کئے۔

انہیں دنون ابوالفضل کو اس نے قتل کرایا جسکا حال ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ جہانگیر نے اپنے جہانگیر نامہ میں خود لکھا ہی کہ ابوالفضل ملحدون کا مقتدا تھا اور میرے باپ کے نام نامی کی بدنامی کا باعث تھا اس لئے مینے اسکا کام تمام اس تدبیر سے کیا۔

بادشاہ کی اس تقصیر سے وہ دل ہی دل میں ناراض و ناخوش تھا مگر مریم مکانی اور گلبدن بیگم نے شاہزادہ کے گناہوں کی بخشایش کی درخواست کی اسکو بادشاہ نے قبول کیا وہ جانتا تھا کہ شاہزادہ ابوالفضل کے قتل کرانے سے نہایت محجوب ہی اس لئے اوس نے اپنی بیوی سلطان سلیمہ بیگم کو کہ دانائی و کاردانی و سخن سنجی میں سحر آفرین تھی بیٹے کی تسکین و ہدایت و دلجوئی کے لئے بھیجا اور تحفہ تحائف بھی اسکے ساتھ کئے۔ باپ بیٹے کو ہمیشہ قشقہ و ماکولات و ملبوسات بھیجنے سے یاد شاد کرتا رہتا تھا اور بیٹے کا علاج حکیمانہ لطف کے مرہم اور تدبیر کی دوا سے کرتا تھا۔ شاہزادہ دو منزل پر بیگم کے استقبال کو آیا اور آداب فرزندی بجا لایا۔ بیگم نے اسکے دل سے بالکل زنگ کدورت کو دھو دیا اور اپنے ساتھ لے کر اکبرآباد کی عازم ہوئی جب وہ حوالی دارالخلافہ اکبرآباد کے قریب آئی تو شاہزادہ نے ایک عرضداشت دوست محمد کے ہاتھ بھجوائی جسکا مضمون یہ تھا کہ اس خداوند حقیقی اور خدائے مجازی نے اس بندہ کی تقصیرات کو معاف کیا۔ اُمیدوار ہوں کہ حضرت مریم مکانی کو ارشاد ہو کہ وہ فرزند پروری فرما کر بنیاد کو بادشاہ کے پاس پہنچائیں تاکہ میری دل میں کوئی وہم نہ آئے اور یہ بھی حکم ہو کہ منجم کوئی ساعت سعید میرے قدمبوسی کے لئے مقرر کریں بادشاہ نے پوتے کا پیغام دادی سے

باپ بیٹوں کا ملاپ ۱۰۰۶ھ

کہہ دیا اس نے قبول کیا جسکی اطلاع بادشاہ نے بیٹے کو کی اور ساعت کے باب میں یہ اشعار جعفر بیگ آصف خان کے لکھے۔

ای جستہ زبار سیم عادت ساعت	اوراک وصال را چہ حاجت ساعت
از وصل کند کسے جدا وت ساعت	ساعت چہ کنی بہانہ ساعت ساعت

دوست محمد کو یہ نوازشنامہ دیکر رخصت کیا۔ بعد ازاں مریم مکانی ایک منزل آکر پوتے کو اپنے گھر لے گئی اور اسی کی دولت سرا سے میں قران السعدین ہوا بیٹا باپ کے قدموں میں گرا۔ باپ نے اُسے گلے لگایا اور پھر اپنے گھر لایا۔ نقارہ شادیانی بجا۔ دور و تردیک نشاط و انبساط کا آوازہ بلند ہوا بیٹے نے باپ کی نذر میں ۱۰ ہزار مہر اور ۷۰ زنجیر فیل پیش کش کے طور پر دیئے۔ انمیں سے ۳۵ ہاتھی بادشاہ نے لئے باقی بیٹے کو واپس دیئے۔ ایک عمدہ ہاتھی عطا کیا اور اپنی دستار اسکے سر پر باندھی اور جانشینی کی نوید سنائی۔ بادشاہ نے شاہزادہ کو پہلے رانا کی مہم کے انصرام کے لئے بھیجا تھا جسکو ناتمام چھوڑ آیا تھا اب بادشاہ کا ارادہ ہوا کہ وہی اس مہم کو تمام کرے اسلئے پھر یہ مہم اسکے نامزد ہوئی دسہرہ کے جشن کو ۱۰ مہر کو اسکو بہت سی تصنیعیں کر کے روانہ کیا اور امرا و نامدار کی جماعت اسکے ہمراہ کی جب شہزادہ فتحپور میں آیا چند روز اسباب ضروری کی تیاری میں توقف ہوا اس کار دشوار کے لئے جتنے خزانے کی ضرورت تھی ارباب دخل نے اسکے سرانجام دینے میں بیجا استادگی کی ناگزیر شاہزادہ نے بادشاہ کو عرضداشت لکھی کہ میں تو حکم شاہی کو نمونۂ حکم الٰہی جانکر اس خدمت پر دل و جان سے مشغول ہوا مگر کفایت مندون نے وہ سامان جس سے یہ مہم سرانجام پاتی نہین تیار کیا۔ ناحق اوقات ضائع کرنے سے کیا فائدہ۔ حضور کو یہ بھی معلوم ہو کہ رانا کوہستان سے نہین نکلتا ہے اور محکم جاؤن میں پڑا پھرتا ہے لڑتا نہیں اسکے لئے یہ تدبیر ہے کہ افواج شاہی ہر طرف سے جاکر کوہستان کو گھیرلے اور ہر فوج اس قدر ہو کہ جسوقت رانا لڑے تو اس سے دوچار ہو کر اسکو مغلوب کرے

شہزادہ کا مہم رانا کے لئے حکم ہونا اور اوسکا عذر قبول ہو کر ۱۰۰۳ھ

تو میں اس مہم میں عہدہ برآ ہو سکتا ہوں اگر تو دلتخواہ ہوں تو بھلا اور صلاح سوچی ہے تو بندہ کو اجازت ہو کہ میں حضور کی قدمبوسی حاصل کرکے اپنی جاگیر میں جاؤں میرے آدمی نہایت پریشان ہو رہے ہیں وہاں جاکر جمعیت فراواں جمع کرکے رانا کے استیصال کے درپے ہوں۔ بادشاہ نے یہ عرضداشت لیکر بخت النسا بیگم اپنی ہمشیر کو شاہزادہ پاس بھیجکر زبانی یہہ کہلایا کہ میں نے تجھے نیک ساعت میں رخصت کیا ہے اور اختر شناس میرے پاس اس وقت آنے کو نحس بتاتے ہیں اس لئے وہ الہ آباد جاے اور جسوقت چاہے ملنے چلا آئے۔ شاہزادہ یہ حکم سنکر خوش وخرم شراب میں اڑاتا متھرا کے پاس سے جمنا پار اوترکر الہ آباد میں آیا۔ اکبرنامہ کے ضمیمہ میں لکھا ہے کہ یہ اجازت اور تجویز دوری بادشاہ کی عنایت تھی ظاہر میں سلیم ملک داری اور دارائی سے بیگانہ تھا مگر خدا کو اسکا بادشاہ بنانا منظور تھا۔ دادار کردگار کی جناب کبریائی میں کردار پر نظر نہیں ہوتی۔

آنجا کہ عنایت تو باشد باشد ✦ ناکردہ چو کردہ کردہ چونا کردہ

ایسی باتیں اہل ہند کو بہت پسند ہیں کہ خدا یونہی مگر لیس کام کرتا ہے۔

بادشاہ کو اس شاہزادے کی خاطرداری کا پاس تھا موسم زمستان میں ایک پوستین روباہ سیاہ اور دوسرا روباہ سفید کا بھیجا شاہزادہ نے اسکا شکر ادا کیا۔

جب شاہزادہ سرحد الہ آباد میں پہنچا تو وہی رویہ سابق اختیار کیا امراء حضور کے جاگیرداروں کو تبدیل کیا اور الہ آباد میں بدہمنشینی وخوشامددوستی طبیعت پرستی وخودسری اور درشتی نافرمانی ناسودہ کرداری اختیار کی واقعہ طلب فتنہ جو ہنگامہ فساد کے برپا کرنے میں تقصیر نہیں کرتے تھے بادشاہ شنیدہ کو ناشنیدہ خیال کرتا تھا عبداللہ خان جو شہزادہ کا پیش آوردہ تھا کبھی کبھی اوسکو کلمات نصیحت آمیز سنایا کرتا تھا جب وہ مفید نہ ہوئے اور اوسکی شریف خاں وکیل سلطنت سے نہ بنی تو وہ وقت پاکر بادشاہ کے پاس چلا آیا انہیں دنوں میں والدہ خسرو کراجہ

شاہزادہ کی بدچلنی اور بادشاہ کا قصد الہ آباد جانے کا ۱۰۱۳ھ ۱۶۰۴ء

مان سنگھ کی بہن تھی سو دائی ہو گئی تھی اسکا بیٹا خسرو تھا جو شاہزادہ محمد خرم سے تین برس بڑا تھا وہ ناخلف تھا اُسکے اطوار ناہموار تھے وہ دادا سے باپ کی چغلیاں کھایا کرتا تھا اس سبب سے بھی مان کا جنون زیادہ ہوا وہ بیٹے کو منع کرتی تھی کہ باپ کی غمازی نہ کرو وہ نہ مانتا تھا۔ اس غصہ میں اُس نے افیون کھائی اور جان گنوائی عبداللہ خان کے جانے اور بیوی کے مرنے سے سلیم کو رنج ہوا۔ ان ایام میں شاہزادہ کی دلسوزی کے لباس میں بے غرض راست گویوں نے عرض کی کہ وہ ہمیشہ شراب کے نشہ میں مست رہتا ہے اور ایک لمحہ لب سے جام کو نہیں جدا کرتا۔ شراب کی ایسی عادت ہو گئی ہے کہ جب اُس کا نشہ کم ہوتا ہے تو اسمیں افیون ڈال کر پیتا ہے ان دو مضری نشوں کے غلبہ سے دماغ میں خشکی اور طبیعت میں آشوب ایسا پیدا ہو گیا ہے کہ آدمیوں کو ادنی قصوروں پر سخت سزا دیتا ہے۔ چنانچہ ایک واقعہ نویس شاہی کسی امر خانہ زاد پر کہ بادشاہ کے خواص میں تھا عاشق ہوا اور یہ خواص کسی خدمتگار سے پیوند دلی رکھتا تینوں ساتھ دکن کی طرف اس ارادہ سے بھاگے تھے کہ سلطان دانیال کے لشکر میں زندگی بسر کرینگے جب حقیقت حال پر شاہزادہ کو اطلاع ہوئی تو اوسنے آدمیوں کو بھیجکر تین چار منزل سے سب کو پکڑوا بلوایا جسوقت اسکا شعلۂ غضب بھڑک رہا تھا اسکے روبرو یہ تینوں آئے۔ اُس نے واقعہ نویس کا پوست اپنے سامنے کھچوایا اور خواص کو خواجہ سرا بنایا اور خدمتگار کو ایسا مارا کہ وہ مُردہ ہو گیا اس قصہ کو ارباب غرض نے آب و تاب سے بادشاہ کے روبرو بیان کیا۔ بادشاہ کم آزار مہربان دل کو اس ستم آزاری سے دلی رنج ہوا اور زبان حقیقت بیان اور انصاف ترجمان سے فرمایا کہ ہمنے اتنی مدت کی جہانداری میں چیونٹی کے آزار دینے میں کوشش نہیں کی اور گوسفند کی کھال اوتارنے پر جو بجب ظاہر گناہ نہیں ہی رضامند نہیں ہوئے ہمارا گرامی فرزند کیوں اس قسم کے کاموں پر جرأت اور بنائے ایزدی کی خرابی میں دلیری کرتا ہے اس سبب سے کہ جہانداری کو خود کامی و زیادہ سری و ظلم پرستی و بے اعتدالی کی تاب

نہین ہی۔ شہزادہ کے ان اطوار سے سخت آشفتہ ہوا اور یہ تجویز ہوئی کہ وہ خود الہ آباد جائے اگر شہزادہ اسکا استقبال کرے تو اسکی تقصیرات سے درگذر کیجاے اور بادشاہ اسکو اپنی ہمراہ لاے اور اگر کوئی اندیشہ تباہ اسکے سر مین ہو تو گوشمالی سے بیدار کیا جاے اس نیت سے دوشنبہ ۱۲ شہر پور ۱۲ کو بادشاہ کشتی مین سوار ہوا۔ اتفاقاً کشتی ریگ مین آدھی رات کو بیٹھ گئی۔ ملاحون کی سعی کچھ کام نہ آئی۔ صبح دوسری کشتی آئی اور اوسپر سوار ہو کر پیش خانہ مین وہ آیا۔ دوسرے روز آٹھ لو پہر تک موسلا دھار مینھ برسا کہ بادشاہی خیمے حباب معلوم ہونے لگے اس ضمن مین مریم مکانی کی شدت مرض کی خبر آئی۔ مدت سے وہ عارضہ جسمانی مین مبتلا تھین پوتے کی خبرون نے اور مرض حالی پیدا کیا۔ بادشاہ کے جانے پر وہ راضی نہ تھی۔ بادشاہ نے اس گمان مین کہ شاید عارضہ نہ ہو اپنے لاڈلے پوتے سلطان خرم کو دادی کی خبر کو بھیجا وہ عیادت کے بعد بادشاہ پاس آیا اور عرض کیا کہ حضور کو دیدار واپسین کا ثواب حاصل کرنا اور حضرت مریم مکانی کی خوشنودی منظور ہو تو جا کر دیکھ آئیے بادشاہ ماں کی عیادت کو آیا اسی روز اسکا انتقال ہو گیا وہ بیٹے سے کچھ بات نہ کر سکی بادشاہ نے اپنا بھدرا کرایا اور اسکے دیکھا دیکھی کئی ہزار امیرون اور احدیون اور نوکرون نے بھدرا کرایا بادشاہ نے اپنی ماں کے تابوت کو کندھا دیا اور گیارہ پہر مین دہلی مین اسکا جنازہ پہنچایا اور ہمایون کے مقبرہ مین دفن کرایا۔

جسوقت سلیم کو باپ کے آنے کے ارادہ کی اور دادی کے مرنے کی خبر پہنچی تو بے تامل آگرہ مین وہ باپ کی خدمت مین دوڑا آیا معلوم نہین کہ یہ جوش محبت تھا یا باپ کے ساتھ اس ماتم مین شریک ہونے کو فرض جانتا تھا یا یہ سمجھتا تھا کہ بغیر جانے کے سب کام نامراد نہ ہونگے غرض کوئی سبب ہو جب وہ باپ کی خدمت مین آیا تو اس نے گلے لگایا اور بہت رویا اور بہت کچھ سمجھایا اور یہ فرمایا کہ بادہ پیمائی کی کثرت سے تیرے دماغ مین فتور آگیا ہے مناسب ہے کہ تھوڑے دنون دولت خانہ مین رہو اور کہین نہ جاؤ

شاہزادہ سلیم کا بادشاہ ماں کا انتقال۔ مریم مکانی کا انتقال۔ شاہزادہ سلیم کا الہ آباد روانہ ہونا اور وہان بادشاہ کا ہونا

تاکہ تیرا علاج خاطر خواہ ہو۔ غرض بیٹے کو عبادت خانہ مین بٹھا دیا اور آدمی متعین کر دیئے اور حکیم علاج کے لیئے مقرر ہوئے بیٹون اور بیولون کو اُس پاس جانے کی اجازت تھی مگر شراب کی سخت ممانعت تھی جو اسکو نہایت تکلیف دیتی تھی یہی اسکی بڑی سزا تھی مگر جو حال بیٹے کی آشفتہ مزاجی کا سُنا تھا وہ نہ دیکھا حکیمون کی تدبیرون سے اُسکا مزاج اصلاح پر آگیا تھا اس لئے دس روز بعد اس قید کو اوسکے اوٹھا دیا۔ بادشاہ پہلے شہزادہ دانیال کے لیئے اس تدبیر کرنے مین ناکام رہا تھا اس سبب سے اوسکو رہا کر دیا۔ امیرون کی درخواست سے بادشاہ نے ہاتھیون کی لڑائی کا دن مقرر کیا۔ شاہزادہ سلیم کے ہاتھی گرانبار اور خسرو کے ہاتھی آپ رُپ کی جوڑ بندھی اور بادشاہ نے اپنا ہاتھی رن بہن کمکی مقرر کیا یعنی جو ہاتھی مغلوب ہوا اوسکی کمک کرے۔ فیل کمکی اور چرخی اور لوہ لنگر پر بادشاہ کے اختراع کئے ہوئے تھے جھروکہ مین لڑائی ہوئی خسرو اور شاہزادہ سلیم گھوڑون پر سوار تھے اور شاہزادہ خرم دادا کی بغل مین بیٹھا تماشا دیکھ رہا تھا سلیم کا ہاتھی خسرو کے ہاتھی پر غالب ہوا تو بادشاہ کا ہاتھی کمک کے لیئے سامنے آیا تو سلیم کے آدمیون نے فیلبان کو منع کیا اور اوسپر ڈھیلے اور پتھر پھینک کر مارے اوسکی کنپٹی مین جا کر ایسے لگے کہ خون نکل آیا۔ مگر فیلبان نے ہاتھی کو بھڑا دیا گو سلیم کے ہاتھی نے اس ہاتھی کو بھی ہرا دیا۔ دریا مین دوڑ جا کر ایک کشتی سے لڑے۔ یہ دیکھکر خسرو دادا پاس بھاگا گیا اور اس گستاخی پر دادا کو باپ کی طرف سے بہت کچھ بھڑکا دیا بادشاہ کو بھی اپنے فیلبان کا خون نظر آیا تھا گستاخی ناپسند ہوئی۔ شاہزادہ خرم کو بادشاہ نے کہا کہ تم شاہ بھائی سے جا کر کہو کہ شاہ بابا نے فرمایا ہے کہ یہ ہاتھی بھی تمہارا تھا پھر اوسکے فیلبان بچارے کی جان پر یہ غضب و عتاب کیون کیا اسکے جواب مین سلیم نے عرض کیا کہ مجھے آپ کے سر کی قسم ہے کہ اسکی خبر بھی ہو۔ شاہزادہ خرم نے جو ہمیشہ یہ چاہتا تھا کہ دادا اور باپ مین بگاڑ نہ ہو۔ باپ کا یہ پیغام آنکر عرض کیا۔

ہاتھیون کی لڑائی ۱۰۱۳ھ

بادشاہ کا بیمار ہونا۔

روز دوشنبہ ۲۰ جمادی الاول ۱۰۱۴ھ کو بادشاہ کا مزاج مرکز اعتدال سے منحرف ہوا۔ بخار بہت شدت سے چڑھا اسہال و موی بھی شروع ہوا حکیم علی سرآمد اطبا معالج ہوا۔ اکبرنامہ میں لکھا ہے کہ اس طبیب کی یہ بڑی غلطی تھی کہ اوس نے آٹھ روز تک علاج کچھ نہیں کیا جس سے ضعف قوی ہوا پھر جو دوا دی سے مرض کی یاوری کی۔ غرض مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی + اگرچہ ہوش و حواس مرتے دم تک قائم رہے مگر مرنے سے پہلے دس روز تک وہ صاحب فراش رہا اور کاروبار سلطنت مین شریک نہ ہوسکا۔

جانشینی کے واسطے بیٹون کا ہونا اور موقوف ہونا سکا۔

اب مراد کی ساری توجہ اس طرف تھی کہ کسکو بادشاہ بنائیے اس وقت انتظام سلطنت کا کام راجہ مان سنگھ اور خان اعظم کے ہاتھ مین تھا۔ خسرو سلیم کا بڑا بیٹا تھا اور اکبر کا بڑا لاڈلا پوتا تھا ایک دفعہ بادشاہ نے یہ بھی کہا تھا کہ سلیم ایسا عیش دوست ہے کہ بادشاہی کے سزاوار نہیں ہے اسکا بیٹا خسرو تاجداری کے لائق ہے۔ یہ خسرو راجہ مان سنگھ کا بھانجا اور خان اعظم کا داماد تھا۔ ان دونوں کی یہ صلاح تھی کہ خسرو کو بادشاہ بنائیے اور سلیم کو تخت سے محروم کیجیے جس سے سلطنت مین ہماری قوت قوی ہو اس سبب سے انہوں نے قلعہ آگرہ کی جسکے محل مین بادشاہ بیمار پڑا تھا اپنی سپاہ سے خوب حفاظت کی جب جہانگیر نے دیکھا کہ یہ حال ہو رہا ہے تو وہ اپنی جان کے خوف کے مارے آگرہ سے کچھ دور چلا گیا اور بیماری کا بہانہ بناکے بادشاہ پاس آمد و رفت موقوف کی مگر شاہزادہ خورم (شاہجہان) اپنے دادا کے پلنگ سے لگا رہا۔ مان باپون نے ہرچند بار بار اوسکو سمجھایا کہ اس آشوبگاہ بے تمیزی مین آنا جانا اندیشہ سے خالی نہین ہے مگر اس نے یہ جواب دیا کہ جبتک دادا کے دم مین دم ہے مین اوسکے قدمون سے جدا نہ ہونگا۔

بادشاہ جانتا تھا کہ یہ بیماری مجھے زندہ نہین چھوڑیگی اس حالت مین بھی سرکش و نافرمان بیٹے کے حق کو فراموش نہیں کیا سلیم ایسا وارث سلطنت تھا جو قابل تسلیم تھا وہی

فقط ایک بادشاہ کا بیٹا زندہ تھا اس حالت مین بھی باپ کو بیٹے کا ایسا خیال تھا
کہ جب اوسکو آتا جاتا نہ دیکھا تو اس سے نہایت قلق ہوا اور اپنی فراست سے سمجھ لیا
کہ وہ کیون نہین آتا اسلئے اُس نے کئی دفعہ اپنی زبان سے کہا کہ میرے بعد میرا جانشین
سلیم ہوا اور خسرو کو ملک بنگالہ کی حکومت دی جاے اب بادشاہ کی کلام کی تاثیر کو
دیکھنا چاہیے کہ کیا تھی کہ جونہی امرا نے اسکا ارشاد یہ سُنا تو اسکا اثر انکے دل پر یہ ہوا
کہ وہ سلیم ہی کی بادشاہی چاہنے لگے اور برسرِ راہ آئے۔ خان اعظم عزیز خان نے جو
سپاہ کا بالکل مالک تھا سلیم کے ساتھ چپکے چپکے خط و کتابت شروع کی راجہ مان سنگھ
اپنے ذاتی خیر خواہون کے سب سے ایسی قوت اور شان و شوکت رکھتا تھا کہ
اوسکو سلیم سے کچھہ خوف و خطر نہ تھا مگر بادشاہ کے ارشاد کا اثر اوسکے دل پر ایسا تھا
کہ اوس نے بھی سلیم کے ساتھ خوشامد کی باتین شروع کین اور اسکے ایذا دکا وعدہ کیا۔

جب یہ ماجرا گذرا تو جہانگیر باپ کی خدمت مین آیا اسنے خود اسوقت کا حال
یہ لکھا ہے کہ باپنے مجھے بہت پیار کیا اور یہ فرمایا کہ جس محل میں مین پڑا ہون میرے
تمام وزرا و امرا بُلوائے جائین اور مجھہ سے یہ ارشاد کیا کہ میری مرضی نہین ہے
کہ تیرے اور میرے ان دو دلتخواہون کے درمیان ناچاقی ہو جنھون نے برسون میری
ساتھہ محنتین اُٹھائین اور سختیان جھیلین ہین اور ہمیشہ میری شان و شوکت کے کامون میں
دل و جان سے مدد و معاون رہے ہین جب سب امیر جمع ہوے اور کورنش بجالاے تو ان
سب کی طرف دیکھہ کر یون مخاطب ہوا کہ اگر مینے بھولے سے بھی کوئی تمھاری خطا کی ہو تو
تم اوسکو معاف کرنا جب مینے یہ حال دیکھا تو باپ کے قدمون پر گر کر زار زار رویا۔
بادشاہ نے اپنے نوکرون کو حکم دیا کہ میرے خاص تلوار اور دستار اور خلعت شاہانہ
لاؤ اور سلیم کو پہناؤ اور مجھے اُسی بادشاہ بنا کر دکھاؤ اسنے کچھ سنبھالا لیا اور مرزا سلیم سے
یون مخاطب ہوا کہ تو تمام خاندان کی مستورات کی خبر گیری کرنا اور میری رفیقون
اور دوستون کو نہ بھولنا یہ کہہ کر اوس نے ملا صدر جہان کو بلا کر انکے ہاتھ پر توبہ کی

بادشاہ کی وفات ۱۰۱۴

کلمہ پڑھا اور جنتی مسلمانون کی طرح بہشت نصیب ہوا (اس اخیری واقعہ کو تحقیق کے ساتھ اسکے مذہب کے بیان مین لکھونگا) اسکی تاریخ وفات مین مورخون کا اختلاف ہی مگر زیادہ تر صحیح تاریخ ۱۳ جمادی الاخری ۱۰۱۴ھ ہی عمر ۶۳ سال اور مدت سلطنت ۹ سال ۱۰ ماہ تھی۔

انتظام سلطنت اکبری

(تمہید)

سبحان اللہ انتظام سلطنت اکبری بھی کیا انتظام تھا جو ہندوستان مین پہلے کسی بادشاہ و راجہ و مہاراجہ کے عہد مین نہین ہوا۔ اور بعض فرنگستانی انصاف دوست سچے مورخون اور مدبرون کو اس زمانہ کے انتظام مین بھی کلام ہے کہ انتظام اکبری کی برابر رعایا کو آسودگی اور آسایش نہین حاصل ہے یہ تو ایک میرا وف اوپنین ارائے کی بات ہی جسکا فیصلہ دنیا مین نہ کبھی ہوا نہ ہوگا۔ مگر یہ امر واقعی ہی کہ جب ہندوستان مین انگریزی سلطنت کا آغاز ہوا تو یہان ہندؤن کے قوانین تو قہر مین پاؤن لٹکائے بیٹھے تھے انگلستان کے انگریزی قوانین اول تو کچھ تھے نہین اور جو تھے انمین ایک قانون بھی ایسا نہ تھا کہ وہ ہندوستان مین جاری ہوسکتا تھا اس لیئے ناچار برٹش گورنمنٹ کو مسلمانون کے قوانین پر جو یہان جاری تھے چلنا پڑا۔ یہ مسلمانی قوانین اکثر وہ تھے جو آئین اکبری مین تحریر ہین ان قوانین کو برٹش گورنمنٹ نے بتدریج ایسا بدلا ہے کہ وہ بالکل کایا پلٹ ہوگئے ہیں مگر پھر بھی ان قوانین اور آئین اکبری کے قوانین کے اصل اصول مین مشابہت و مماثلت باقی ہے جسپر ہم آیندہ اشارہ کرتے جائینگے آئین اکبری کو انگریزی قوانین کا پروٹوٹائپ (اصل) کہنے مین اب ہم آئین اکبری کا انتخاب کرتے ہین اور اوسپر اور مسلمانون اور انگریزی کتابون سے حاشیے چڑھاتے ہین۔

یوروپ کی مہذب قومین جو حقیقت مین ساری دنیا مین فرمانروائی کر رہی ہین وہ بادشاہ کی عظمت کو ایسا نہین مانتین جیسا کہ شرقی ملکون میں کہ بادشاہ سے زیادہ کوئی اور خدا کی

فریب نہیں ہی۔ پادشاہی سے برتر مرتبہ کسی کا نہیں ہے۔ پادشاہ ہی کے سبب سے گروہا گروہ آدمیون کی سرتابی کا چارہ ہوتا ہے اور اہل جہان فرمان پذیر ہوتے ہین پادشاہ کا لفظ اسی معنے پر دلالت کرتا ہے۔ پاد کے معنی پایندگی و دارندگی کے ہین اور شاہ کے معنی اصل اور خداوند کے ہین پس پادشاہ کے معنی اصل و خداوند پایندگی و دارندگی کے ہوئے۔ اگر فرمانروا سے نہ ہو تو فساد کا طوفان کبھی فرو نہ ہوا اور خود آرائی کبھی معدوم نہ ہو آدمی اپنے خشم و آز کے سبب سے نیستی کے گڑھے میں گرین اور دنیا ین چارون طرف سے رونق اوٹھ جاے اور کمتر زمانہ مین آباد دنیا خراب و برباد ہو جاے پادشاہ کی دادگری سے ایک گروہ کثیر وہ پیشانی سے فرمان پذیری قبول کرتا ہی اور ایک گروہ سیاست کے خوف سے ظلم و ستم کرنے سے باز رہتا ہے اور خواہی نخواہی سیدھی راہ پر چلتا ہے شاہ اسکو بھی کہتے ہین جو اپنے امثال مین بہتر ہو جیسے کہ شاہ سوار و شاہراہ۔ داماد کو بھی شاہ کہتے ہین۔ عروس جہان پادشاہ سے بیاہی جاتی ہے اور اسکی ایک دلاویز بانو پرستار ہوتی ہے ✤ کوتاہ بین سیدھی سادھی آدمی ایک حقیقی پادشاہ کو خود کام پیشی جو سے جدا نہین کر سکتے اور کیونکر کر سکتے ہین اس لئے کہ وہ دونو پاس دیکھتے ہین کہ خزانہ بھرا ہوا ہی لشکر بہت ہی خدمت گذار ثالثہ ہین۔ آدمی فرمان پذیر ہین۔ دانش منشون کی کثرت ہے۔ ہنرمندون کا انبوہ موجود ہے اسباب نشاط بہت جمع ہین مگر رست بین ژرف نگاہ پر یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سامان اول پاس پر لبقا ہوتا ہے اور دوسرے پاس زود زوال اول اس اسباب کے ساتھ دل کو وابستہ نہین کرتا بلکہ اسکا اصل مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ ستم کے نقش کو مٹائے اور اعتدا دون کو پروے کار لائے۔ امن عافیت۔ عفت۔ عدالت لطف و حقیقت افزونی اخلاص وغیرہ کے نتیجے پیدا کرے۔ دوسرا پادشاہ اپنی ظاہری کام روائی اور خوشین آرائی اور پرستاری مردم اور تن آسانی مین گرویدہ ہوتا ہے۔ جس سے ہمیشہ کی بے آرامی و آویزش و ستمگاری و بیوفائی و دورو نی کو رونق ہو جاتی ہے آجکل مہذب۔

گورنمنٹوں کی توجہ اس بات پر ہے کہ انسان کے ۔ مایند کا ڈیولپ آپ منٹ ہو
یعنی انسان مین جو قابلیتین ہین وہ آشکارا ہون ۔ یہی مطلب اس فقرہ کا ہے کہ بروے
کار آوردن استعداد ہا پادشاہی ایک فروغ الٰہی ہے جس سے یہ گرامی قوتین
ظاہر ہوتی ہیں اول پدری مردم زاد طرح طرح کے آدمی اسکی مہربانی سے آرام
پائین مذہب کے اختلاف سے وہ کسی سے دگرگون نہ ہو اور زمانہ کے مزاج کو
پہچانے اور اوسکے موافق کاربند ہو فراخی حوصلہ ناملایم بات کے دیکھنے سے وہ
خود رفتہ نہ ہو اور کوئی اس سے آزردہ خاطر دل گرفتہ نہ ہو وہ دلاوری سے
اپنا پاؤن رکھے وہ اپنی دلیری خداداد سے بدی کی مکافات لے کسی مجرم کا
بڑا آدمی ہونا اسکو سزا سے نہ بچائے اور اوسکی کشادہ دستی سے چھوٹے بڑون کا
کام نکلے اور کسی آرزومند کو انتظار نہ کھینچنا پڑے سوم توکل بر وزافزون خدا کو
کارساز حقیقی جانے ۔ اسباب کی دگرگونی سے پراگندہ نہ ہو چہارم ایزدی نیایش
کامیابی کے سبب سے غافل نہ ہو جائے ۔ ناکامی کی حالت مین آدمیون سے دریوزہ گری پر
دیوانہ نہ بنجاے اپنی خواہش کی باگ کو عقل کے ہاتھ مین رکھی ہوا وہوس مین بے آرام
نہ ہو ۔ نابالغت کی جستجو مین اپنے انفاس گرامی کو ضائع نہ کرے ۔ قہرمان خشم کو آگہی کا
فرمان پذیر بناے ۔ نابینا غضب غالب ہونے پاے ۔ اور سبک سری اندازہ سے
باہر نہ جاے وہ مدارا ایسا اختیار کرے کہ کج روش پھر راہ راست پر بازگشت کرے
اور اُنکی بیحیائی کا پردہ دریدہ نہ ہو انصاف کے وقت ایسا منصف بنے کہ یہ معلوم
ہو وہ خود داد خواہ ہے اور داد خواہ کار فرما آرزومندون کو انتظار کی راہ
مین نہ بٹھائے خالق کی فرمان پذیری خلقت کی رضا مین جانے خلق کی خوشنودی
کے لیئے عقل کی مخالفت نہ کرے حق گویون کا ہوادار ہے ۔ جو باتین تلخ نما و شیرین
مزہ ہون آئینہ غیب مین نہ آئے وہ مراتب سخن کا اور مدارج گذارندہ کا پاس رکھے
اسی پر قناعت نہ کرے کہ خود ظلم نہ کرے بلکہ اپنی قلمرو مین ستم نہ ہونے دے ۔

ان اوپر کے فقروں سے معلوم ہوتا ہے کہ مہذب گورنمنٹ کے معنے پہلے لوگ وہی سمجھتے تھے
جو اب سمجھتے ہین پہلے اور پچھلے لوگوں میں دورائی نہین ہے۔ یہ دو باتین اوپر کے بیان میں
قابل غور ہین کہ مذہب کے سبب بادشاہ کسی سے دگرگون نہ ہوا اور جرم کے سزا دیتے ہین
مجرموں کو خواہ وہ چھوٹے ہون یا بڑے ساوات ہو مجرم کا محترم ہونا اوسکو جرم کی سزا
سے نہ بچاے۔ آج کل ہم یہی برٹش گورنمنٹ کی عدالت دیکھتے ہین کہ وہ جرم کی سزا
دیتی ہے۔ مجرم کے چھوٹے بڑے ہونے کو نہین دیکھتی ہے بلکہ جرم پر لحاظ کرتی ہے اور نہ
مذہب کے سبب سے وہ کسی شخص کی حق تلفی کرتی ہے۔ بادشاہ کو چاہیئے کہ وہ شخص زمانہ کی
صحت کی نگاہداشت کرے اور اسکے سب طرح کے امراضون کا علاج کرے جیسا عناصر
کے تکافو سے اعتدال مزاج پیدا ہوتا ہے ایسا ہی اہل عالم کی طبیعت مین تعدیل مراتب
سے سویت پیدا ہوتی ہے اور یکدلی اور یکجہتی سے بہت سے آدمی یک تن ہوجاتے
ہین اہل جہان چار گروہ سے باہر نہین ہوتے میاں زان یہ شخص عالم مین آگ کا حکم
رکھتے ہین اس گروہ کی عقل تیز آمیز کے شعلے سے بدبختون کی شورش افزا فتنہ سازی کا
خس و خاشاک جلجاتا ہے اور دنیا کی آسودگاہ مین آسایش کا چراغ روشن ہوجاتا ہے
پیشہ ور و تاجر بمنزلہ ہوا کے ہین اس گروہ کی کارپردازی اور جہان نوردی سے
فیض ایزدی شامل حال ہوتا ہے اور خوشدلی کی نسیم گلبن زندگی کو بڑھاتی ہے۔
اہل قلم جیسے حکیم و طبیب و محاسب و مہندس و اختر شناس مثل آب ہین۔ اس گروہ
کی قلم و علم کی جوئبار سے دنیا کی خشک سالی مین آبیاری ہوتی ہے اور آفرینش کو ایک خاص
طراوت پہنچتی ہے ہر زہ گرا اور کشاورز مثل خاک ہین انہین کے وسیلہ سے سرمایہ
زندگی سرانجام پاتا ہے اور انہین کی کارکردسے تنومندی و شادمانی جمع ہوتی ہے
فرمانروا کو ضرور ہے کہ انہین سے ہر ایک کو اپنے پایہ پر رکھے جس سے جہان آباد ہو اور
کارآگہی کو قدردانی سے پرورش کرے تاکہ زمانہ کی پراگندگی دور ہو اور کاروبار کی
ترکیب مین اعتدال پیدا ہو پس جیسے کہ شخص جہان چار کیفیت کے آدمیون سے

حسن تعدیل پاتا ہے ایسے ہی سلطنت کی پیکر بھی چار طرح کے طبقات سے انتظام کا عارضہ
اپنے منہ پر ملتی ہے اول نوئینان دولت جو اپنے اعتبار پر لرزان نہ ہو کر برآمد کار کرنے
ہین اور نبرد گاہ ناموس دوستی کے لوامع روشن کرکے جان دینے سے دست کشی
نہین کرتے یہ امرا بجاے آتش ہین کہ دل افروز بھی ہیں اور دشمن سوز بھی صدر نشین
اس گروہ کا وکیل ہے وہ اخلاص کے چار مرتبون پر پہنچکر نائب ملکی و مالی ہوتا ہے
مشورون کی مجلسون کو اسکی شناسائی سے فروغ ہوتا ہے اور فرمان روائی کے
امور جلیل اسکی ژرف نگاہی سے انتظام پاتے ہین ترقی تنزل نصب و عزل اسکی صوابدید
سے ہوتا ہے وہ چاہیئے کہ دیدہ ور۔ صائب فکر۔ بلند ہمت۔ نیک محضر۔ تونگر دل
فراخ حوصلہ۔ صاحب صلح کل۔ کشادہ پیشانی۔ خویش و بیگانہ کی ساتھ یکجہت۔ دوست
و دشمن کے ساتھ یکسان۔ سنجیدہ سخن۔ کارکشا۔ راست گفتار۔ موقر۔ مودب۔ مستشار
مومتمن۔ خرم آرا ہے۔ دور اندیش۔ سلطنت کا ادب شناس۔ خلافت کا رازدان۔
نہ کسی کا کار لیتہ رکھے۔ اور نہ اپنے کام کی کثرت سے دلتنگ ہو۔ ورون کی کمزوریون کو
مین اپنے اوپر منت رکھے۔ پایہ شناسی سے کارسازی کرے۔ ہر دل عزیز ہونے کے
لئے زیردستون کو گرامی رکھے۔ اور نالایق گفتار اور بدکردار سے اپنے تئین باز رکھے
اگرچہ وہ صاحب دفتر نہین ہوتا مگر دفتر کے کارفرما اس سے رجوع کرتے ہین وہ
دوراندیشی سے اپنے مقاصد کی فہرست بناتا ہے۔ اس گروہ مین میر مال (جو بادشاہ کا
جیب خرچ اوٹھاتا ہے) مہردار۔ میر بخشی (جو سپاہ کو تنخواہ تقسیم کرتا ہے) بار بیگی (افسر
جو دربار مین بادشاہ کے روبرو آدمیون کو پیش کرتا ہے اور لوگون کی عرایض سناتا
ہے اسی کو میر عرض بھی کہتے ہین) قور بیگی (بادشاہی ہتھیارون اور نشانات کو رکھتا ہے)
میر توزک (افسر تمام رسومات کا) میر بحر۔ میر بر (بادشاہی جنگلون کا افسر) خوان سالار
(بورچی خانہ کا افسر) منشی (بادشاہ کا خاص محرر) قوش بیگی (پرندون باز و کبوترون
کے کارخانہ کا افسر) اختہ بیگی (اصطبل کا افسر) انمین سے ہر ایک کو چاہیئے کہ وہ

اورون کے کام سے بھی بہرہ رکھتا ہو۔ **دوم اولیای نصرت** سرشتہ داد و ستد یعنی آمد و خرچ ملکی کے فراہم کرنے والے اور گہبان ہیکل فرمانروائی ہین مثل بادہین کہ نسیم دلنواز بھی ہین اور سموم جانگداز بھی۔ انہین بزرگ وزیر ہوتا ہے اُسے دیوان بھی کہتے ہین وہ بادشاہ کا نائب مالی ہوتا ہے وہ خزانون کی پاسبانی اور محاسبات کا اہتمام کرتا ہے نقد عمل کا پرکھنے والا۔ خزانہ جہان کا آباد کرنے والا ہوتا ہے۔ وہ الٰہی بندہ ہوتا ہے۔ اچھا حساب دان۔ سیر چشم۔ بیدار مغز۔ گرم خون۔ پرہیزگار۔ کارساز۔ خوش عبارت۔ منقح نویس۔ راست گوہی۔ دیانت گزین۔ نیک منظر۔ جدکار۔ وہ اصل ہین صاحب دفتر ہوتا ہے جب مستوفی (نائب دیوان) کو کسی معاملہ مین مشکل پیش آتی ہے تو وہ وزیر کی دوربینی سے سہل ہوتی ہے اور اگر اس سے بھی یہ عقدہ حل نہین ہوتا تو وکیل اسکی کشایش کرتا ہے۔ مستوفی۔ صاحب توجیہ (سپاہ کا حساب لکھنے والا) اوارجہ نویس (بادشاہ کے روزمرہ کا خرچ لکھنے والا) میر ساماں (دربار کے اسباب و مخازن کا افسر) ناظر بیوتات (بادشاہ کے کارخانون کا حساب لکھنے والا) مشرف گنجور (محرر) واقعہ نویس عامل خالصہ (کلکٹر) اسکے پیرو۔ ان عہدہ دارون کی کارکردگی وزیر کی عقل ہی ہوتی ہے بعض بادشاہ وزارت کو وکالت کا ایک جزو شمار کرتے ہین اور ان دونون ارکان دولت کے کامون کو ایک مکو کار طلبگار کو دیدیتے ہین۔ کبھی وکیل کی نایابی کے سبب سے ایک شخص کو جسمین وکالت کے اوصاف پائے جائین مشرف دیوان کرتے ہین اسکا رتبہ دیوان سے بالا اور وکیل سے فروتر ہوتا ہے۔

سوم اصحاب صحبت۔ وہ اپنی دانائی کے فروغ سے اور تردف نگاہی کے پرتو سے وقت شناسی کی قوت سے۔ فرط مزاجدانی سے۔ کشادہ روئی سے فصیح بیانی سے انجمن خلافت کو زینت دیتے ہین اور اپنی رائے روشن اور اندیشہ درست سے دنیا کے عربدہ زارہین آزکو پابند کرکے خشگلینی کی آگ کو حکمت کی بارش سے بجھاتے ہین۔ اس گروہ کو بادشاہی پیکر مین پانی کا رتبہ دیتے ہین جب صافی مزاج ہوتے ہین تو دلون سے کدورت کو دھوتے ہین۔ محفل کو تازگی اور شادابی دیتے ہین

اور اگر اعتدال سے باہر ہوتے ہین تو عالم کو طوفان بلا مین غرق کر دیتے ہین اور حوادث کی موج خیز سے سیل فنا مین بہا دیتے ہیں۔ اس گروہ مین سرآمد حکیم ہی وہ اپنی دانش اور کردار کی امداد سے تہذیب اخلاق کر کے اصلاح عالم میں کمر ہمت باندھتا ہے۔ صدر (جسکو صدر جہان بھی کہتے ہین وہ چیف جسٹس سلطنت مین ہوتا ہے) میر عدل۔ قاضی طبیب۔ منجم۔ شاعر۔ رمال اور اسی طرح کے آدمی اس گروہ میں داخل ہوتے ہین۔

چہارم ارباب خدمت سلطنت کی پیشگاہ مین بادشاہ کی پرستاری انپر لازم ہوتی ہے جہان آرائی کی ترکیب مین انکو خاک کا درجہ دیتے ہین وہ شاہراہ بندگی مین افتادہ اور خطرگاہ قربت کے خاکسار ہوتے ہین یہ گروہ غل وغش سے پاک ہوتے ہین تو اکسیر کا حکم رکھتے ہین ورنہ چہرۂ مقصود پر غبار ہوتے ہین۔ خواص۔ قورچی۔ شربت دار۔ آبدار۔ توشکچی۔ کرکراق اور اس کی مثل۔

پہلے عاقل کہہ گئے ہین کہ سلطنت کے چار رکن یہ ہین اول عامل درست کردار نگاہبان کشاورز پاسبان رعیت آباد ساز ولایت۔ مایہ اقرائے خزینہ دوم تیمار دار سپاہ کارساز بے منت۔ سوم میر داد آزمندی و غرض پذیری کو چھوڑ کر ژرف نگہی و درست بینی سے کام کرے اور گواہ و قسم پر مدار نکرکہ طرح طرح کی پرسش سے اصل مقصود کو دریافت کرے چہارم جاسوس کہ سوانح روزگار پر بغیر کم و بیش کے مطلع کرے اور سررشتہ راستی اور دوربینی کو ہاتھ سے نہ دے۔

پادشاہ دادگر کو ان پانچ طرح کے آدمیون کا رکھنا ضرور ہی اول وہ فرہیدہ مرد کہ وقت کی ضروری شائستگیون کو اپنے علم سے عمل مین لاتا ہو۔ نیکوئی کے چشمے کو اپنے گھر مین نہ لیجاوے۔ بلکہ اس سے اور ونکی کھیتی باڑی کو سرسبز کرے ایسا مقدس بزرگ بادشاہ ہمزمانی اور دولت افزائی کے لئے سزاوار ہے۔ بعد اسکے وہ سعادت پژوہ ہے کہ وہ خود ہی نیک عمل کرتا ہی مگر اورون کو فائدہ نہین پہنچاتا ہے اگرچہ وہ عاطفہ و احترام کے لایق ہوتا ہے لیکن وہ بڑے اعتبار کے شایان نہیں ہوتا اس سے

کمتر وہ سادہ لوح ہوتا ہی کہ اسکے آستین اعمال پر نیکی کے نقش نہین ہوتے مگر اوسکا دامن بدکرداری سے بھی غبار آلود نہیں ہوتا ایسا آدمی بزرگی کے لائق نہین ہوتا مگر وہ عاقبت بین سایہ نشینی کے لائق ہوتا ہے اُس سے فروتر وہ غنودہ بخت ہے جسکی نگاہ مین سوای تباہ کاری کے اور اسباب نہین ہوتا لیکن خلقت اسکے گزند سے ایمن ہوتی ہے اسکو بادشاہ کو چاہیئے کام کرکے اچھی نصیحتین اور جانکاہ کوشش اور پسندیدہ مالشین کرکے نیکی کی طرف لاوے سب سے بدتر وہ بدگوہر ہے کہ وہ اپنی سیہ کاری سے اورون کی تیرگی زیادہ کرتا ہوا اور اسکے سبب سے خلقت رنج و تکلیف مین ہو اگر اسکو پہلی دارو جواو پر بیان ہوئی سودمند نہ ہو تو کوڑھی کی طرح اوسکو اہل شہر کی آمیزش سے باز رکھے۔ اور اگر وہ اس دلخراش سلی سے بھی اپنی بیدانشی کو نہ چھوڑے تو اسکو غم کے شکنجہ مین کھینچکر گھر سے باہر نکالدے اگر یہ علاج بھی اسکے مزاج کو فائدہ مند نہ ہو تو ملک سے نکال دے۔ اگر اس سے بھی اسکا خبث دور نہ ہو تو اوسکو اندھا کردے یا ہاتھ پانو کاٹ دے مگر جان کے لینے مین دلیری نہ کرے۔ عاقلون نے انسان کو بنائے ایزدی سمجھکر اسکی خرابی کی اجازت نہین دی ہے۔

بادشاہ نے بہروزی منزل اور برومندی سیاہ و آبادی ملک کے لئے آئین مقرر کیے ہین خلاصہ کے طور پر وہ لکھے جاتے ہین۔

دفتر اول منزل آبادی

(۱) آئین منزل آبادی

وہ شخص بلند فطرت اور عالی ہمت ہی کہ آفرینش کی ذرات کو غیر کی گزیدگی بغیر قدرت ایزدی کی نیرنگی کی جلوہ گاہ جانے اور اوسکے اندازہ کے موافق اپنا ظاہری و باطنی چال چلن بنائے اور از روے شناسائی خویش و بیگانہ کی قدردانی کرے اگر اسکو یہ لیاقتین نہ حاصل ہون تو اسکو ضرور ہے کہ وہ دنیا کے جھگڑون و

لڑائیون مین نہ پڑے اور آشتی کا طریقہ اختیار کرے۔ اگر تجرد گزین ہو تو اپنے مین
بزرگ خوئین پیدا کرے اور اگر وابستہ دنیا ہو تو وہ اپنے کامون مین انتظام مین
عاشقانہ دل لگاے اور آزاد خاطر زندگی بسر کرے کیونکہ یہی زندگی خواہ وہ صوری ہو یا معنوی
دنیا کے چھوٹے بڑے کامون کے کرنے کو منع نہین کرتی۔ بلکہ اُسکے کرنے کو خدا کی عمدہ
بندگی جانتی ہے۔

اگر وہ اپنے سب کام نہ کر سکے تو اوسکو چاہیئے کہ سخت ژرف نگاہی اور درست کاروائی
سے ایک دو ایسے دانشمندون کو انتخاب کرے کہ وہ خرد پژوہ بے تعصب۔ جدکار شناسا
دل ہون اور انکی دید بانی پر کامون کو چھوڑ دے۔

کار آگاہ اسکو فرمان روا نہین شمار کرتے کہ وہ بڑے ہی بڑے کامون کے سوا اور کامون مین
مصروف نہ ہو اگرچہ بعض منصف اہل عالم ایسے بادشاہ کو معذور جانتے ہین اس لئے کہ
بیشتر نقد دوست خوشامدگو جو اپنے تئین حیلہ سازی سے نیک کھاتے ہین اور تفاوت
مراتب کی گفتار کو پیش کرتے ہین یعنی یہ کہتے ہین کہ یہ کام کرنے بادشاہ کی شان کے
خلاف ہین اور اسطرح ان بادشاہون کو جو ظاہری صورت پر مرتے ہین خواب غفلت
مین سلا دیتے ہین اور انکا مقصد اس سے یہ ہوتا ہے۔ خود داد ستد کی دکان کو آراستہ
کرین اور اپنے گھر کو آباد کرین۔ بخت آور فرمانروا جزئیات و کلیات مین فرق نہین کرتے
اور تائید الٰہی کی قوت سے دونو عالم کا بوجھ اپنی ہمت کے کندھے پر رکھتے ہین اور
آزاد خاطر و سبکدوش رہتے ہین چنانچہ شہنشاہ اکبر کا حال یہی ہے کہ وہ اپنی دیدہ وری سے
کارخانون کی آبادی مین توجہ کرتا ہے جسپر اور پہلے بادشاہ اپنی تعظیم کے سبب سے
کمتر مشغول ہوتے تھے۔ باوجودیکہ یہ جہانبانی کا اول پایہ ہے۔ یہ بادشاہ ہر کارخانہ
کے لئے شائستہ آئین بناتا ہے اور اسکو خدا کی رضامندی کی دستاویز جانتا ہے
اور اس کام مین دو چیزون پر کامیابی موقوف ہے۔ اول دانائی اور بینش سے احکام
جہان آرا کا ظاہر ہونا بادشاہ کی طرف سے۔ دوم راستی منش جدگزینون کو

کام سپرد ہوکر انکی نگہبانی کیجاہی - باوجودیکہ بیشتر بیوتات کے کارگذار سپاہ کے ہر گہ
مین عملوفہ پاتے تھے اسپر بھی انکا خرچ سنہ الہی مین تین کروڑ اکیانوے لاکھ چھیاسی ہزار
سات سو پچانوے دام تھا - سلطنت کے جیسے مخارج روز بروز بڑھتے جاتے ہین ایسے ہی
مداخل - سو کارخانون سے زیادہ کارخانے ہین اور ہر ایک کارخانہ مثل شہر کی کیا ملک کی
مانند ہے - بادشاہ کی توجہ سے یہ کارخانہ کا عمدہ سامان ہوا اور ہمیشہ بڑھتا جاتا ہے -
جتنی بادشاہ کی دولت بڑھتی جاتی ہے اُتنی ہی ان کارخانون کی عمخواری اور
تیمارداری زیادہ ہوتی جاتی ہی اُن کارخانون کا حال لکھا جاتا ہے -

(۲) آئین خزانہ داری

ہر عاقل جانتا ہی کہ خدا کی عبادت کوئی اس سے بڑی نہین ہی کہ آدمی زمانہ کی پریشانیون
کو اور خلقت کی پراگندگیون کا انتظام کرے اور پریشانیون کو دور کرے یہ جب ہوتا ہی
کہ زمین آباد ہو اور منزل معمور ہو اور مجاہدان دولت کے لئے سامان مہیا ہو اور سپاہ
نیک کردار ہو - اور یہ باتین جب ہوتی ہین کہ بادشاہ درست تدبیر اور خلقت کا تیماردار اور
گزیدہ مال کا جمع کرنیوالا اور عقل کے حکم کے موافق خرچ کرنیوالا ہو اس سے اہل شہر اور
اہل دہ کے لئے جو ہونا چاہیئے وہ سرانجام پاتا ہے اور دونو گروہ کی شائستگی کا انصرام
ہوتا ہی - دیدہ ور دادگرون کو روپیہ کے جمع کرنے کی فکر ضرور ناگزیر ہے - جیسے کہ
تجرد پیشہ وارستون کے لئے روپیہ کا جمع کرنا اور اوسکی افزایش مین کوشش کرنا مذموم ہے
ایسے ہی اہل تعلق کو اسکے برخلاف کرنا ممدوح ہے - یہ ظاہر نگاہ کوتاہ بینون کی سخن
سرائی ہی - ورنہ حقیقت مین دونو گروہ ان چیزون کے لئے لگا پو کرتے ہین کہ جتنی انکو
حاجت ہی - سیر دل تہیدست خورش و پوشش اس قدر چاہتے ہین کہ جس سے انکو اپنی
پرورش آگہی کے لئے قوت حاصل ہو اور گرمی اور سردی کی اذیت سے پناہ مین ہین
دوسرے گروہ کی کفایت یہ ہی کہ خزانون کو دولت سے بھرین اور اسباب سطوت کو
جمع کرین اور اور امور اپنی طاقت بڑھانے کے لئے سوچین - اس زمانہ مین کہ بادشاہ نے
نقاب اوٹھا کر انتظام مہمات مین کچھ توجہ فرمائی تو اعتماد خان خواجہ سرا کو

شائستہ خطاب کے لائق جان کر اپنا راز دل ظاہر کیا اور خواجہ کی کاردانی کے سبب سے بادشاہ کے
دل میں جو تھا وہ عمل میں آیا اور وہ مرتبہ بمرتبہ وسعت پکڑتا گیا اور عمدہ سامان اوسکا مہیا
ہوتا گیا۔ ہر طرح کی زمین کے خراج کی تحقیقات ہوئی۔ راستی منش کارپردازوں کی دانائی
سے اسکا نیک انجام ہوا۔

ایسی رسائی کے ساتھ کہ جمعین آشنا و بیگانہ کی تمیز کچھ نہ تھی جو زمینیں خالصہ ہونے کے لائق
تھیں وہ خالصہ ہوئیں اور جو جاگیر ہونے کے قابل تھیں وہ جاگیر ہوئیں۔ جدگرین دیانت پناہ منشیان
کو ایک ایک کروڑ دام کی آمدنی سپرد ہوئی اور سیر چشم تبکچی (خزانچی) ہمراہ کئے گئے اور ایک
سعادت منش خزانچی مقرر کیا گیا اور انکو کسانوں کی پرورش کی نظر سے یہ حکم ہوا کہ وہ کسانوں
سے خالص کے لینے میں اصرار نہ کریں (یعنی اتنے سکے کا کل مزن کے طلب کریں) بلکہ جتنے
سکے وہ دیں انکی رسید مہر لگا کر انکو دی جائے۔ اس شائستہ آئین سے بادشاہی کارکنوں کے
دل سے تردد اور لاعلمی کا زنگ چھٹ گیا اور رعیت نے طرح طرح کے ظلم سے رہائی پائی اس کی
افزونی ہوئی۔ ملک کی آبادی بڑھی۔ جب یوں مال کا چشمہ صاف ہو گیا تو کل کی نگہبانی
کے لئے ایک خزانچی سیر چشم جدگرین کوتاہ دست مقرر کیا اور اسکی مدد کے لئے دارو غہ
نویسندہ معین ہوا۔ حزم آرائی کام میں آئی اور کارآزمودہ کار امین مقرر ہوا۔

ایک ایک کروڑ دام کی آمدنی جدگرین دیانت منشوں کو سپرد ہوئی اور تبکچی (خزانچی) سیر چشم
انکی ہمراہ کئے گئے اور ہر ایک کے واسطے ایک سعادت منش خزانچی مقرر ہوا۔ جب حکم ہوا کہ
ہر مرز کے خزانچی پاس دو لاکھ دام جمع ہو جائیں تو بادشاہی دربار میں حاضر کیا کریں اس
خزانچی کو سپرد کریں اور اسکے ساتھ اس مال کی جگہ کی بھی لکھ بھیجا کریں۔ پیش کش کی آمدنی
کے لئے خزانچی جدا مقرر کیا اور لاوارث مال کے لئے کہبدی مقرر کیا اور نذر کی پاسبانی ایک
کارآگاہ کو سپرد کی اور تلاوان اور خیرات کے دینے کے لئے ایک اور نیک آدمی مقرر کیا
خرچ کے واسطے طرح طرح کے آئین مقرر کئے اور آمد کا کارنگاہبان اور شائستہ دارو غہ اور
درست قلم تبکچی جدا جدا مقرر ہوئے۔ سالیانہ خرچ کے لئے خزانچی جمع کا خزانچی خرچ کو

روپیہ دے اور اوسکی درست رسیدین لے لے۔ آوارہ نویسی آسانی سے ہو لے لگی۔ فرمانروائی کا چمن زار شاداب ہوا۔ تھوڑی مدت مین خزانے مالامال ہو گئے لشکر کی افزایش ہوئی۔ کجکراسر تاب فرمان پذیر ہو گئے۔

ایران اور توران مین خزانچی ایک ہوتا ہی اس لئے محاسبہ مین بہت دقت اٹھانی پڑتی ہے۔ بادشاہ نے مال کی زیادتی اور کام کی فزونی کے سبب سے بارہ خزانچی مقرر کئے وہ اندوختہ روپیہ کی نگہبانی کرین خزانچی طرح طرح کی جنس کے واسطے اور تین خزانچی جواہر طلا و مرصع کے لئے۔ خزانون کا اندازہ گذارش نہین کرسکتا کہ بادشاہ اپنی عیارشناسی سے کردار کے پاداش مین نوازش و نکوہش کرتا ہے اسلئے اس کلام مین روانق رہتی ہے۔

ہر کارخانہ کا خزانچی جدا جدا ہے۔ جنکی گنتی سو کے قریب ہوگی۔ ہوشمند دیدہ ور روزبروز ماہ بماہ فصل بفصل سال بسال داد و ستد و آمد و خرچ حساب کو درست رکھتے ہین جس سے دنیا کا بازار گرم رہتا ہے۔

بادشاہ کا حکم یہ بھی ہی کہ ہمیشہ بارگاہ عام مین اشرفیون اور روپیون کو آمادہ رکھو کہ بہت سے خواہشگر مستمند انتظار کے رنج کے بغیر کامیاب عشرت ہون اور دولتخانہ کے میدان مین ایک کروڑ روپیہ تیار رہے۔ ہزار دام ایک ٹاٹ کی تھیلی مین رکھے جائین اوسکا نام سہرہ ہو اور اوسکے تودے کو گنج کہین سوا اسکے بادشاہ اپنے خاصون کو بہت روپیہ حوالہ کرتا ہے کہ وہ وقت ناوقت اسکو تیار رکھین اور بعض بہلہ مین رکھ کر برسردست رکھتے ہین اس سبب سے لوگ اوسکو خرچ بہلہ کہتے ہین (تھیلے کو ہندی مین بہلہ کہتے ہین)

بادشاہ نے ایک شناسا دل سیر چشم درست کار گنجوران جواہر کے لئے مقرر کیا ہے اور اسکے ساتھ ایک تھکچی اور داروغہ اور دیدہ ور جوہری مقرر کئے ہین جو سب مل کر کام کرتے ہین۔ یہی چارون اس کارخانے کے رکن ہین ہر جنس کے جواہر کا ایک درجہ مقرر ہے جس سے انمین کچھ اشتباہ نہین واقع ہوتا۔ لعل۔ الماس۔ زمرد یاقوت سرخ و کبود۔ مروارید کے اقسام اور ان کے وزن اور قسمین مقرر ہین

(۳۰) آئین جواہر

(۴) آئین دارالضرب (ٹکسال)

سکہ خانہ کی آبادی سے خزانہ کی مایہ افزائی ہوتی ہی اور ہر کار کا رواج اس سے رونق پاتا ہی اس لئے اسکا حال کچھہ لکھا جاتا ہے۔ شہر کے اور گانو کے رہنے والون کا کام پیسہ سے چلتا ہے اور ہر ایک اپنی ضرورت کے اندازہ کے موافق اوسکو لیتا ہے جو آزاد ہین وہ اُسی قدر اسکو لیتے ہین جتنے کی ضرورت ہوتی ہی اور جو اہل دُنیا ہین وہ اس کو اپنی مراد کی سر منزل جانتے ہین۔ ناگزیر ہر ایک کو اُس سے سروکار ہی۔ خردمند اسکو جانتا ہی کہ دین و دنیا کی آرزو مین اسی سے بر آتی ہین اور انسان کی زندگی کا مدار اسی پر ہی اسلیئے کہ انہین کے ذریعہ سے خورش و پوشش حاصل ہوتی ہین اور یہ دونو چیزین بہت رنج و محنت سے حاصل ہوتی ہین انمین بونا۔ جوتنا۔ پالنا۔ صاف کرنا۔ گوندھنا۔ پکانا۔ کاتنا۔ تونینا۔ بُننا۔ اور اور کام کرنے پڑتے ہین۔ ان کامون کا سامان بہت سے یاورون کے بغیر میسر نہین ہوتا اور انکے کرنے کے لیئے ایک آدمی کی قوت کافی نہین ہوتی۔ روز بروز اکیلے سے کارسازی دشوار کیا بلکہ ناممکن ہوتی ہی آدمی کے لئے مکان کا ہونا بھی ضرور ہے کہ وہ چند روزہ سامان کو امین رکھے اسکو وہ اپنی منزل (گھر) رکھتا ہے خواہ وہ خیمہ ہو یا غار ہو۔ انسان کی پیدائش اور پایندگی ان پانچ چیزون سے ہوتی ہی۔ پدر۔ مادر۔ فرزند۔ خادم۔ قوت (خوراک) خوراک سبکی کارپرداز ہے چونکہ زیادہ تر ہمارا اسباب پائدار نہین ہوتا اور ٹوٹ پھوٹ جاتا ہی اسلئے زر کی احتیاج ہوتی ہی اور زر بہ سبب اسکے جوہر اور سخت پیوندی کے دیرپا ہوتا ہے اور تھوڑا سا بھی بہت کام کر دیتا ہے اور سفر مین وہ بہت کام آتا ہے چند روز کی غذا کا لیجانا دشوار ہوتا ہے۔ چہ جائیکہ بہت ماہ و سال کی غذا کا۔

یہ خدا کی عنایت ہی کہ اوس نے زر پیدا کیا ہے جسکے سبب سے بغیر رنج کشی کے زندگی کا سرمایہ آمادہ ہو جاتا ہے اور اس سبب سے آدمی شائستہ کام کرتا ہے اور خدا کی عبادت اچھی طرح کرتا ہی اسکی تعریف نہین ہو سکتی۔ وہ نرم اندام۔ نیک مزہ۔ خوشبودار ہوتا ہی اسکی ترکیب عنصری قریب بہ اعتدال ہوتی ہے اسکے چہرہ مین چارون عنصر اپنی

صورت دکھاتے ہین - رنگ مین آگ - صفائی مین ہوا - نرمی مین پانی اور گرانی مین خاک برخلاف اور فلزات کے اسپر یہ چارون عنصر اپنا اثر نہین کرتے - آگ مین وہ جلتا نہین ہوا اسمین تاثیر نہین کرتی - پانی مدتون مین بھی اسمین تغیر نہین پیدا کرتا - خاک اسکو پوسیدہ نہین کرتی - اس لئے وہ بڑا دیرپا ہوتا ہے اور حکمت نامون مین عقل کو جسپر کام کی تدبیر ہوتی ہی ناموس اکبر کہتے ہین اور زر کو اُس سے روزی کا اسباب میسر ہوتا ہے - ناموس اصغر کہتے ہین اسکے گرامی صفات یہ ہین حافظ عدالت - مقوم کلی - اس سے اشیاء کی تقویم ہوتی ہے اور معدلت کی بنیاد اسپر قائم ہوتی ہی خدا نے چاندی اور تانبے کو بھی انسان کی خدمتگاری کے لئے رواج دیا ہے ان نقود کے رواج مین دادگر فرمانروا اور بیدار بخت جہانبان دور بینی کرکے بڑی ہمت صرف کرتے ہین اور اس کام کی عیار افزائی کے لئے ٹکسال بناتے ہین اور اسمین شناسا جدگزین راستی نقش کارپرداز مقرر کرکے معمور کرتے ہین - + ٹکسال مین (۱) دارو غہ ہوتا ہے جو کارگیرون اور اہلکارون کو اپنے کاروبار مین (۲) صیرفی سونے کو کسوٹیون پر کس کر عیار مقرر کرتا ہے - بادشاہ نے سونے چاندی کو ایسا خالص بنایا ہے جو کبھی پہلے کسی زمانہ مین نہین ہوئے تھے - اہل ایران سونے کو دس عیار سے زیادہ نہین جانتے تھے اور سب سے زیادہ خالص سونے کو وہ دہی کہتے تھے - ہندوستان مین سونا بارہ بانی ہوتا ہے جسکے خالص ہونے کی عیار بارہ قسم کی ہوتی ہین دکن مین ایک رائج سکہ ہن تھا اسکا پرانا سونا سب سے زیادہ خالص دس عیار کا سمجھا جاتا تھا اب اسکا عیار ۸ ½ شمار ہوتا ہے سلطان علاء الدین کا مدور و خرد دینار کا عیار پہلے بارہ قرار پایا تھا اب ۱۰ ½ ہے -

پنواری مخفف پانوری کا ہے اگرچہ ہندوستان مین ایسے دیدہ ور آزمودہ کار صراف ہوتے ہین کہ سونے کے رنگ و صفائی کو دیکھ کر انکا عیار بتلا دیتے ہین مگر اورون کی دلنشینی کے لئے یہ قانون مقرر کیا گیا ہے کہ تانبے کی یا مثل اسکے کسی اور چیز کی قلمین

بناتے ہین اور ہر ایک قلم کے سری پر تھوڑا سا سونا پیوستہ کرتے ہین اور ہر ایک قلم پر اسکے سونے کا عیار لکھ دیتے ہین جب کسی سونے کا عیار معلوم کرنا ہوتا ہی تو سنگ محک کسوٹی پر اس سونے کے اور ان قلمون کے خطوط کھینچتے ہین پس جس قلم کے خطون سے سونے کے خطوط مشابہ ہوتے ہین وہ اسی عیار کا سونا سمجھا جاتا ہے مگر خطوط ایک ہی طرح کے اور ایک ہی زور سے کھینچنے چاہئین کہ اس مین کوئی دھوکہ نہ پڑے۔ طلا کے مختلف عیار بنانے کی ترکیب یہ ہے کہ ایک ماشہ نقرہ خالص اور اسی قدر مس سبید کو یکجا کر کے گلاتے ہین اور پھر اوسکو منجمد کر لیتے ہین اور پھر اس آمیختہ کو چھ ماشہ طلای خالص مین جسکا عیار ۲۱ ہو ملاتے ہین اور انکو گلاتے ہین اور اس رمغشوش مین ایک ماشہ لیکر اسکے سولہ حصے یعنی آدھی آدھی رتی کرتے ہین۔ پس اس آدھی رتی کو مختلف عیار کے سونے کی ساتھ ملاتے ہین اور اسکے موافق اسکا نام رکھتے ہین مثلاً ۷ ½ سرخ طلای خالص کو اس آدھی رتی کے ساتھ ملائین تو ۲۰ ½ بان کا سونا کہین گے اور علی ہذا القیاس۔

(۳) امین ہوتا ہے وہ داروغہ کا مددگار ہوتا ہے حق کو ظاہر کرتا ہی اور لڑائی کو دور کرتا ہے

(۴) مشرف وہ روزنامچہ لکھتا ہے اور خرچ و دخل کا حساب رکھتا ہے۔

(۵) سوداگر وہ طلا و نقرہ و مس کو لا کر داد و ستد کرتا ہے اور اپنا فائدہ لیتا ہے۔

(۶) گنجور۔ وہ ٹکسال کے فائدہ کا حساب رکھتا ہے اور داد و ستد کرتا ہی۔

(۷) ترازو کش سکون کو تولتا ہے اور اسکے وزن کے موافق مزدوری لیتا ہی۔

(۸) گدازگر خام ایک مٹی کے تخمہ مین چھوٹے بڑے گھر بناتا ہی اور انکو اندر سے تیل سے چکناتا ہے اور سونے چاندی کو گلا کر ان مین بھرتا ہے پھر انکے شوشے بناتا ہی اور تانبے کی صورت مین تیل سے چکنانے کی جگہ خاکستر لگاتا ہی۔

(۹) ورق کش زر آمیختہ کے چھ یا سات ماشے کے ورق بناتا ہے اسکا لنبان چوڑان چھ انگل ہوتا ہی اور اسکو صاحب عیار کے روبرو لاتا ہے وہ ایک تانبے کے قالب مین ڈالکر اسکا اندازہ کرتا ہے اور جو انمین مناسب معلوم ہوتے ہین ان مین سکہ عدل کا

نقش کرتا ہے کہ کچھ تغیر نہ ہو۔
جب اوراق پر سکہ عدل لگجاتا ہی تو پھر وہ صاف کئے جاتے ہین۔
(۱۰) گدازگر۔ اوراق خالص کے سونے کو گلاتا ہے اور اسکے شوشہ بناتا ہے۔
(۱۱) ضراب۔ سونے چاندی تانبے کے شوشون کا مطلس بناتا ہی یعنی مسکوکات کے اندازہ کے موافق کرتا ہے۔ ایران اور توران مین مطلسات کی مقدار بغیر سندان کے برابر نہین بنا سکتے مگر یہان بغیر اسکے بناتے ہین جنمین بال برابر فرق نہین ہوتا۔
(۱۲) مہرکن۔ مسکوک کے نقش کو فولاد یا اسکی شش کسی چیز پر نگارش کرتا ہی تو نقوش پذیر ہوتے ہین۔
(۱۳) پیچی۔ مطلس کو دو سکون کے درمیان رکھتا ہی اور پیچی دونو طرف کو نقش پذیر کرتا ہے
(۱۴) سباک۔ چاندی کو پاک کرکے قرص بناتا ہے۔
(۱۵) قرص کوب۔ گرم کرکے جب تک کوٹتا ہے کہ سرب کی بو اسمین سے بالکل جاتی رہے
(۱۶) چاشنی گیر۔ طلا و نقرہ کو خالص کرکے امتحان کرتا ہے اور اسکے درجے مقرر کرتا ہی
(۱۷) نیاریہ۔ خاک خالص کو دھوکر چاندی سونا نکالتا ہے خاک خالص اُن بلون کو راکھ کو کہتے ہین جنمین سونا چاندی خالص ہوتے ہین (۸) آئین نقرہ کو طلا سے جدا کرنے کا اور (۹) آئین خاکستر سے نقرہ جدا کرنے کا چھوڑ دیا گیا

بادشاہ کی توجہ سے جتنے زر و سیم کے عیار اور ہوگئی ہین ایسے ہی اُنکے سکے بہت سی صورتون کے ہوگئے ہین سونے کے سکے یہ ہین۔
(۱) سہنسہ۔ ایک گول سکہ ہے جسکا وزن ایک سو ایک تولہ نو ماشہ سات سرخ کا ہے اسکی قیمت سو لعل جلالی ہی۔ اسکے ایک طرف بیچ مین بادشاہ کا نام ہے۔ محراب مین پانچ طرف السلطان الاعظم الخاقان المغفر خلد اللہ ملکہ و سلطانہ ضرب دار الخلافہ آگرہ دوسری طرف بیچ مین کلمہ طیبہ اور آیہ اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب (اللہ رزق دیتا ہے جسکو چاہتا ہے بیحساب) چار یار کے نام۔ اول یہ کار پردازی مولانا

(۸) سونے کے صاف کرنے کا آئین۔
(۹) روپے کے صاف کرنے کا آئین۔
(۱۰) (۱۱) سونے کے سکے۔

مقصود نے کی تھی۔ بعد ازان ملا علی احمد نے یہ شنگرف نگاری کی کہ ایک طرف۔
افضل دینار ینفقہ الرجل دینار ینفقہ علی اصحابہ فی سبیل اللہ (سب سے افضل وہ دینار ہے
جو آدمی اپنے اصحاب پر خدا کی راہ مین خرچ کرتا ہے) اور دوسری طرف السلطان العالی
الخلیفۃ المتعالی خلد اللہ تعالی ملکہ وسلطانہ وابد عدلہ واحسانہ پھر ان سکو دور کرکے
دور باعیان ملک الشعرا شیخ فیضی نے لکھین۔

رباعی

خورشید کہ ہفت حجر از و گوہر یافت — سنگ سیہ از پرتو آن جوہر یافت
کان از نظر تربیت او جوہر یافت — وان زر شرف از سکہ شاہ اکبر یافت

دیگر

این سکہ کہ پیرایہ امید بود — با نقش دوام و نام جاوید بود
سیمای سعادتش ہمین بس کہ بدہر — یک ذرہ نظر کردہ خورشید بود

ضرب مین انہی سال و ماہ کے نقش تھے۔
(۲) اسی نام کا ایک سونے کا اور سکہ ہے جسکا وزن ۱۰ تولہ ۱ ماشہ قیمت اسکی
سو مہر گرد گیارہ ماشی۔ اوسپر وہی نقش تھا جو پہلی پر تھا۔
(۳) رھس پہلے جو دوسکے بیان ہوئی اُس سے آدھا ہے۔ کبھی وہ چوگوشیہ بھی ہوتا
ہے اسکے ایک طرف نقش و نگار ہین جو سہنسہ پر ہین اور دوسری طرف یہ رباعی
ملک الشعرا کی ہے۔

رباعی

این نقد روان گنج شاہنشاہی — با کوکبہ اقبال کند ہمراہی
خورشید بہ پرورش زان رو کہ بدہر — یابد شرف از سکہ اکبر شاہی

(۴) اللہ۔ سہنسہ کی چوتھائی۔ گول و چوگوشیہ۔ بعض پر وہی نقوش ہی جو صدر مہری
سہنسہ پر اور بعض پر ملک الشعرا کی یہ رباعی منقوش ہے۔

رباعی

این سکہ دست بخت را زیور باد	پیرایہ نہ سپہر و ہفت اختر باد
زرین نقدیست کار ازو چون زر باد	در دہر روان بنام شاہ اکبر باد

اور دوسری طرف پہلی رباعی۔

(۵) جنست بھی ایسی دو صورتون کا ہوتا ہی جیسا کہ آتمہ۔ وہ قیمت مین اول سکہ کا پانچوان حصہ ہوتا ہے ایسی شکل کے اور سونے کے سکے ہین جنکی قیمت برابر ۱/۲۰ و ۱/۲۵ سہنسہ کی قیمت کے ہوتی ہی۔

(۶) چگل (بگل) چوگوشیہ سہنسہ کا ۱/۴۰ قیمت دو مہر۔

(۷) لعل جلالی گرد۔ قیمت و وزن مین دو مہر گرد کی برابر ایک طرف اللہ اکبر دوسری جانب معین۔

(۸) آفتابی۔ گول وزن مین ایک تولہ ۲ ماشہ ۳/۴ سرخ قیمت بارہ روپیہ۔ ایک طرف اللہ اکبر جل جلالہ۔ دوسری جانب ماہ و سال الہی و سکہ گاہ

(۹) الہی۔ گول و وزن ۱۲ ماشہ ۱/۴ سرخ اسپر وہ منقوش ہی جو آفتابی پر ہے قیمت ۱۰ روپیہ۔

(۱۰) لعل جلالی۔ چہار گوشیہ۔ الہی کی برابر وزن اور قیمت مین۔ ایک طرف اللہ اکبر دوسری طرف جل جلالہ۔

(۱۱) عدل گشکہ گول وزن ۱۱ ماشہ قیمت نو روپیہ ایک طرف اللہ اکبر دوسری طرف یا معین۔

(۱۲) مہر گرد وزن اور قیمت مین برابر عدل گشکہ کے لیکن منقوش اور طرح پر۔

(۱۳) محرابی وزن و قیمت مین اور نقش مین مثل مہر گرد کی۔

(۱۴) معینی چہار گوشیہ و مدور۔ وزن اور قیمت مین لعل جلالی و مہر گرد کے برابر منقوش یا معین۔

(۱۵) چہار گوشہ۔ نقش و وزن مین آفتابی کی برابر۔

(۱۶) گرد نصف الٰہی نقش وہی۔
(۱۷) دھن لعل جلالی سے نصف۔
(۱۸) سلیمی۔ عدل گٹکہ سے نصف۔
(۱۹) ربی آفتابی سے چوتھائی۔
(۲۰) من۔ الٰہی و جلالی کی ایک چوتھائی۔
(۲۱) نصف سلیمی۔ عدل گٹکہ کی چوتھائی۔
(۲۲) پنج۔ حصہ الٰہی کا ½
(۲۳) پانڈو۔ لعل جلالی کا پانچوان حصہ ایک طرف لالہ کا دوسری طرف نسرین کا نقش
(۲۴) ثمنی جسکو اشٹ سدھ بھی کہتے ہین۔ مہر الٰہی کا ایک آٹھوان حصہ ایک طرف اللہ اکبر دوسری طرف جل جلالہ۔
(۲۵) کلا۔ الٰہی کا سولھوان حصہ اسکے دونو طرف گل نسرین منقوش ہے۔
(۲۶) ذرہ۔ الٰہی کا بتیسوان حصہ اسکے دونو طرف وہی نقش ہے جو کلا پر ہے
دار الضرب کا آئین ایسا ہے کہ ہر مہینے سونے کے سکے لعل جلالی۔ دھن من نقش پذیر ہوتے ہین مگر اور سکے بغیر تازہ حکم خاص کے نہین بنتے۔
(۱) روپیہ گول ۱۱½ ماشہ کا یہ شیر خان کے زمانہ مین داخل ہوا۔ پادشاہ کے زمانہ مین اس کی تکمیل ہوئی اور اوسپر یہ نقش تازہ ہوا کہ ایک طرف اللہ اکبر جل جلالہ دوسری طرف تاریخ۔ اگرچہ اسکا بھاؤ بازار مین چالیس دام سے کم و زیادہ ہوتا رہتا ہے مگر مواجب مین اس کا ۴۰ دام کا اعتبار ہوتا ہے۔
(۱) جلالہ۔ چہار گوشیہ۔ وزن و نقش مثل اول۔
(۳) درب۔ جلالہ سے آدھا۔
(۴) چرن۔ جلالہ کی چوتھائی۔
(۵) پانڈو۔ جلالہ کا پانچوان حصہ۔

(۱) چاندی کے سکے۔

(۶) اشٹ - جلالہ کا آٹھوان حصہ -
(۷) دسا - جلالہ کا دسوان حصہ -
(۸) کلا - جلالہ کا سولھوان حصہ -
(۹) سوکی - جلالہ کا بیسوان حصہ -
روپیے کے ایسی کسرون کی برابر ریزہ سکے بھی لیتے ہین مگر اونکی پیکڑ اور طرح کی ہوتی ہے
(۱) دام تانبہ کا سکہ ہے اوسکا وزن ۵ ٹانک ہی یعنی ۱ تولہ ۱ ماشہ ۷ رتی وہ روپیہ کا چالیسوان حصہ ہوتا ہے اسکو پیسہ بھی کہتے تھے اور بہلولی بھی - اسکا نام دام ہی اسکے ایک طرف ٹکسال کے مقام کا نام ہے اور دوسری جانب سنہ جلوس اہل حساب دام کے بیسویں خیال کرتے ہین اور ہر حصہ کو جیتل کہتے ہین محاسبات مین یہ خیالی تقسیم کام مین آتی ہی -
(۲) ادھیلہ - دام کا آدھا -
(۳) پاؤلہ - دام کی چوتھائی -
(۴) دمڑی - ہر دام کا ایک آٹھوان حصہ -
ابتدائے سلطنت مین سونے کے سکے بہت جگہ بنائے جاتے ہین مگر اب چار جگہ کے سوا وہ کہین نہین بنائے جاتے - دارالسلطنت - بنگالہ - احمد آباد - کابل - چاندی و تانبے کے سکے ان چارون جگہون مین اور ان دس اور مقامون مین بنائے جاتے ہین - الہ آباد - آگرہ - اجمین - سورت - دہلی - پٹنہ - کشمیر - لاہور - ملتان - ٹانڈہ - تانبے کے سکے فقط ان اٹھائیس جگہہ مین بنتے ہین - اجمیر - اودھ - اٹک - الور - بداؤن - بنارس - بھکر - بہرہ - پٹن - جون پور - جالندھر - ہردوار - حصار - فیروزہ - کالپی - گوالیار - گورکھ پور - کلانور - لکھنؤ - منڈو - ناگور - سرہند - سیالکوٹ - سرونج - سہارنپور - سارنگ پور - سنبل - قنوج - رنتھنبور -

ہندوستان مین زیادہ تر خرید و فروخت ہر گرد و روپیہ و دام مین ہوتی ہے۔ خیانت پیشہ سکون کی ماش سے اور اُسکے سوا اور طرح سے بھی روپیون کو بڑا نقصان پہنچاتے ہین اسی لئے بادشاہ کارپرداز اور نئے آئین مقرر کرتا رہتا ہے کہ اس خیانت کا علاج ہوتا رہے سکون کے آئین مین کئی دفعہ تبدیلیان ہوئین اور شہ جلوس مین کہ احکام سلطنت کا سررشتہ راجہ ٹوڈرمل کی دیدہ وری سے منتظم تھا تو بادشاہ نے چار طرح کی مہر کو رواج دیا تھا اول لعل جلالی اسپر بادشاہ کا نام تھا وزن اسکا ایک تولہ ۳/۴ رتی اور عیار کامل قیمت چار سو دام۔ دوم وہ مہر کہ بادشاہ نے ابتدائے سلطنت مین جاری کی اسکا وزن ۱۱ ماشہ تھا۔ وہ تین قسم کی تھی۔ پورے وزن اور کامل عیار کی قیمت ۳۶۰ دام۔ اگر کسی مدت مین وہ گھس گھسا کر ۳ چاول وزن مین کم ہو ئی تو اسکی قیمت مین فرق نہین آتا۔ مگر جب چار چاول سے ۶ چاول تک گھس کر کم ہو جاتی تو اسکو نقد دوم کہتے اور اسکی قیمت ۳۵۵ دام ہوتے۔ اگر ۶ چاول سے ۹ چاول تک کم ہوتی تو اسکو نقد سوم کہتے اور اوسکی قیمت ۳۵۰ دام ہوتے اور اگر اُس سے زیادہ گھس کر وہ کم ہو جاتی تو اسکو زرماسکوک کہتے۔ تین طرح کا روپیہ رواج رکھتا تھا۔ اول چاگو شیہ صاف چاندی کا ۱۱ ۱/۲ ماشہ۔ اسکا نام جلالہ تھا قیمت ۴۰ دام دوم گول اکبر شاہی تمام وزن ایک سرخ کم قیمت ۳۹ دام دو سرخ کم قیمت ۳۸ دام اور اس سے زیادہ کم ہو تو وہ چاندی کے بھاؤ بکتا۔

دوسری دفعہ ۱۸ مہر ۲۹ الٰہی مین عضد الدولہ امیر فتح اللہ شیرازی اس کام کا امین مقرر ہوا تو بادشاہ نے حکم دیا کہ مہر مین ۳ چاول کی اور روپیہ مین ۶ چاول کی کمی مین مالیدگی پر کچھ خیال نہ کیا جاے اور وہ کامل وزن سمجھی جائین اس سے زیادہ جو مہر گھٹ جائے تو بقدر کمی قیمت کاٹی جاے۔ نہ یہ کہ ۹ سرخ تک اسکو یکسان سمجھین اس سبب سے مہر کی قیمت جو ایک سرخ کم ہوتی ۳۵۵ دام

کسر زائد تھی اور ایک سرخ طلائے مسکوک کا نرخ چار دام اور کچھ کسر زائد اعتبار کرتے تھے۔ پہلے قانون مین ایک نرخ کی کمی پر ۵ دام گھٹاتے تھے۔ اور اگر ۳ نرخ سے زیادہ کمی ہوتی اور یہ کمی بھی نیم نرخ ہوتی تو بھی ۵ دام کا حساب لگاتے تھے اور ڈیڑھ نرخ کمی پر دس دام گھٹانے کا دستور تھا اگر اتنی کمی نہ بھی ہوتی تو بھی دس دام کا حساب لگاتے مگر تازہ آئین مین کچھ کم چھ دام گھٹاتے اور قیمت ۲۵۴ دام کچھ کسر لگاتے۔ عضد الدولہ نے یہ قانون بھی منسوخ کیا کہ گول روپیہ کی قیمت چہار گوشہ روپیہ سے باوجود درستی وزن عیار کے ایک دام کم ہو اور گول روپیہ کی جو ایک سرخ کم بھی ہو چالیس دام قیمت مقرر کی۔ پہلے دو سرخ کم روپیہ کی قیمت دو دام کم شمار ہوتی اب اسکی قیمت مین ایک دام کچھ کسر کم ہوتی۔

سوم جب عضد الدولہ خاندیس گیا تو راجہ نوڈرل نے مہر کی قیمت جو جلالہ روپیہ مین شمار ہوتی تھی گول روپیہ مین مقرر کی اور اپنی تعصب منشی و سخن پرستی سے مہر و روپیہ کی کمی کے قواعد موافق سابق کے مقرر کئے۔

چہارم جب احکام خلافت کی پاسبانی قلیج خان کو پہنچی تو اسنے مہر کی قیمت کا قاعدہ وہی برقرار رکھا جو راجہ کے وقت مین تھا۔ مگر اس نے مہر کو جسکی کمی کے لئے راجہ ۵ دام اور دس دام کاٹتا تھا اوسکی جگہ ۱ دام و ۲۰ دام کاٹنے کا قاعدہ مقرر کیا اور جس مہر مین کہ ۱ سرخ کی کمی ہوتی اوسکو ناسکوک شمار کیا۔ روپیہ جسمین ایک سرخ کم ہو تو اسکو سکہ زدہ نہ سمجھا۔ آخر کو بادشاہ جو اپنے احکام کے پاسبانون پر اعتماد کرتا تھا اور افزونی مشاغل سے اس طرف کم توجہ کرتا تھا ان دنون اسکو معلوم ہوا کہ اس کارخانہ مین کچھ بے سرانجامی ہوتی ہے تو اوسنے شائستہ آئین مقرر کیا جس سے دور و نزدیک کو شادمانی ہوئی اور خلقت زیان زدگی سے آسودہ ہوئی۔ ۲۶ بہمن سنہ الٰہی کو دستور دوم یعنی عضد الدولہ کا دستور پسند کیا لیکن مہر ۳ نرخ کم اور روپیہ ۱ نرخ کم کو تمام وزن شمار کرنا منظور نہین کیا۔ اس سے خیانت مندون کے فریب کی روک ہو گئی

اس لیے کہ پہلے قانون مین کوئی اسکا علاج نہ تھا کہ دار الضرب کے کارپرداز اس قدر سکہ کو کم بناتے یا خزانہ دار زرہای تمام وزن کو اس مقدار کے موافق کم کرتے اب اسکی درستی ہوگئی سے خلقت خوش ہوگئی بے حیاو زر پیشہ برنج ہلکے چن کر مہر ۲ برنج کم اسی تول کر ۶ برنج گھٹاتے اور ۶ برنج کم کو ۹ برنج کم بناتے اور علی ہذا القیاس اور کاہش کو زیادہ کرتے اس طرح وہ بہت غبن کرتے اور ہمیشہ نقصان پہنچاتے - پادشاہ نے حکم دیا کہ بابا غوری کے برنج کے وزن بنائے جائین اور اس سے مہر و روپیہ تولے جائین اور اس سال و ماہ مین یہ بھی بہت کوشش کی گئی کہ خزانچی کارپرداز رعیت سے زر مخصوص طلب کرین اور جو کچھ وزن اور عیار مین کمی ہو اوسکا حساب لے کم و کاست نرخ حال سے کرین - اس حکم سے دغاباز بیدست و پا ہوگئے اور رعیت ظلم سے بچگئی -

(شاہنشاہی سکون کے بعد درہم و دینار کا بیان کیا جاتا ہے)

درہم یا درام بھی ایک چاندی کا سکہ تھا جسکی شکل کھجور کی گٹھلی کی سی تھی - حضرت عمر فاروق رض کی خلافت مین اسکی شکل گول بنائی گئی اور حضرت زبیر کے زمانہ مین وہ کلمہ اللہ اور برکت سے منقوش ہوا - حجاج نے اوسپر سورہ اخلاص کا نقش بنایا - بعض کہتے ہین کہ اسمین اپنا نام بھی نقش کرایا - ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ اول جس نے درہم پر سکہ لگایا وہ حضرت عمر فاروق تھے بعض یہ کہتے ہین کہ عبد الملک مروان کے زمانہ مین رومی دینار اور کسروی و تبری دراہم مروج تھے اسکے حکم سے حجاج یوسف نے درہم پر سکہ لگایا اور ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ حجاج نے دراہم منقوشہ کو خالص کیا اور اللہ احد اور اللہ الصمد کا سکہ اسپر لگایا اور ان دراہم کا نام مکروھہ ہوا سو اسطے کہ اسمین خدا کے نام کا احترام نہین ہوتا تھا یا آدمیون نے اس لغزش کے سبب سے اسکا نام یہ رکھا - بعد حجاج عمر ابن ھبیرہ نے یزید بن عبد الملک کی عہد حکومت مین عراق کی سلطنت مین دراہم کو حجاج سے بہتر بنایا - بعد ازان خالد بن عبد اللہ قسری والی عراق نے اسکو زیادہ پاک کرایا اسکے بعد یوسف عمر نے اسکو کمال پر پہنچایا - یہ بھی کہتے ہین کہ اول جس نے

درہم پر سکہ لگایا وہ مصعب بن زبیر تھا اور اسکے طرح کے وزن ۱۰ یا ۹ یا ۶ یا ۵ مثقال کے بنائے جاتے تھے یہ بھی کہتے ہین کہ اوسکا وزن ۱۴ قیراط و ۱۲ قیراط و ۱۰ قیراط بھی تھا حضرت عمرؓ نے ہر طرح کے درہم لیے اور انکی اوسط ۱۲ قیراط یعنی تہائی مثقال کے برابر وزن کا درہم بنایا بعضے یہ کہتے ہین کہ حضرت عمر کی خلافت مین چند طرح کے درہم رائج تھے۔ ایک ۸ دانگ کا درہم تھا اوسکو بغلی کہتے تھے وہ راس بغلی سے منسوب تھا وہ صحاح عیار تھا۔ حضرت عمر خطابؓ کے حکم سے درہم پر سکہ لگا بعض کہتے ہین بغلی ایک گاؤ تھا اس سے یہ سکہ منسوب تھا۔ چار دانگ کے درہم کو طبری کہتے تھے اور تین دانگ کے درہم کو مغربی اور ایک دانگ کے درہم کو یمنی کہتے تھے حضرت عمرؓ نے سب کو جمع کرکے مجموعے آدھی کی برابر ایک وزن کا درہم جاری کیا فاضل مجتہدی کہتا ہے کہ پہلے زمانہ مین درہم دو طرح کا تھا ایک کا نام ہشت دانگی و شش دانگی تھا۔ ۱ دانگ ۲ قیراط و قیراط = ۲ طسوج و طسوج = ۲ حبہ دوسرا ناقص درہم چہار دانگ کسری زائد اس باب مین بہت سی رائین مختلف ہین۔

دینار۔ سونے کا سکہ ہے جسکا وزن ایک مثقال یعنی بقدر ۱½ درہم کے کہتے ہین مثقال = ۶ دانگ و ۱ دانگ = ۴ طسوج و ۱ طسوج = ۲۰ حبہ و ۱ حبہ = ۲ حبہ و ۱ حبہ = ۶ خردل (۱/۳) ۱۲ فلس = ۶ فتیل و فتیل = ۶ نقیر و نقیر = ۶ قطمر = ۶ ذرہ پس اس حساب سے ہر مثقال مین ۹۶ جو ہوتے ہین۔ مثقال۔

سونے کے تولنے کا بھی وزن ہے اور ایک رسکوک بھی ہے بعض پرانے نوشتون سے معلوم ہوتا ہے کہ مثقال یونانی کا رواج جاتا رہا تھا اور وہ ۲ قیراط کم مثقال مروج سے ہوتا ہے اور درہم یونانی اور درہمون سے مختلف ہوتا ہے ½ یا ⅓ مثقال کی بقدر کم ہوتا ہے اگرچہ ہندوستان مین اور ملکون سے سونا آتا ہے مگر وہ ملک شمالی کوہستانو مین بکثرت پیدا ہوتا ہے اور تبت مین بھی اور دریاے گنگا اور سندھ کی ریت سے سلونی کے عمل سے سونا نکالتے ہین۔ اکثر اس ملک کے دریاؤن کے ریتون مین سونا

ملا ہوا ہی مگر محنت اور خرچ کے زیادہ ہونے سے ہر سال پر یہ کام سرانجام نہیں پا سکتا
صاف چاندی ایک تولہ ۲ سرخ ایک روپیہ کو بکتی ہی پس سوداگر ۹۵۰ روپیہ کی
چاندی ۹۶۹ تولہ ۹ ماشہ ۴ سرخ خریدتا ہے جسمین سے شوشہ بنانے مین ۵ تولہ
۴ سرخ چاندی کم ہو جاتی ہے باقی چاندی مین ۹۰۰ اروپئے تیار ہوتے
ہین اور ۲۷ ½ دام کی چاندی بچ رہتی ہے باقی خرچ اور نفع کی تفصیل یہ ہے
اوّل ۲ روپئے ۲۲ دام ۱۲ جیتل مزدوری مین دیئے جاتے ہین دوم ۱۰ دام ۱۵ جیتل
مصالح مین خرچ ہوتے ہین سوم ۵۰ روپئے ۱۳ دام دیوان شاہی کو دیئے جاتے
ہین چہارم ۹۵۰ روپیہ چاندی کی قیمت کے سوداگر لیتا ہے پنجم اس طرح ۳ روپیہ
۲۱ دام ۱۰ ½ جیتل سوداگر کا نفع رہتا ہے اور اگر سوداگر سیم ناسرہ کو اپنے گھر مین
پاک صاف کرتا ہے تو بہت فائدہ اٹھاتا ہے۔

چاندی جسکو لاری اور شاہی کہتے ہین اور اور سیم آغشتہ ایک روپیہ کی ایک تولہ
۴ سرخ خریدی جاتی ہی اس حساب سے ۹۵۰ روپیہ کی ۹۶۹ تولہ ۷ ماشہ چاندی
سوداگر خریدتا ہے سبا کی کے عمل مین ۱۲ تولہ ۱ ماشہ ۴ سرخ چاندی جلجاتی ہی پس سو تولہ مین
ڈیڑھ تولہ وہ کم ہو جاتی اور شوشہ بنانے مین ۴ تولہ ۱ ماشہ ۳ سرخ کم ہوتی ہے باقی
چاندی مین ۱۲ روپئے ڈھلتے ہین اور خاک کھرل سے ۳ ½ روپیہ کی چاندی نکل آتی
ہی باقی نفع خرچ کی تفصیل یہ ہی اول ۲ روپئے ۲۷ دام ۲۴ ¾ جیتل مزدوری مین دیئے
جاتے ہین دوم ۵ روپئے ۲۴ دام ۱۵ جیتل اور ضروری کامون مین سوم ۵۰ روپیہ
۲۴ دام سرکار شاہی مین داخل کئے جاتے ہین چہارم ۹۵۰ روپیہ چاندی کی قیمت کے
لئے جاتے ہین پنجم اس طرح ۴ روپیہ ۲۹ دام فائدہ کے ہوتے ہین۔

۱۰۲۴ دام کا ایک من تانبا آتا ہے یعنی ۲۶ دام ½ جیتل سیر اسمین ایک سیر تانبا تو
کلالے سے کم ہو جاتا ہے اور ہر سیر مین ۳۰ دام بنتے ہین کل دام ۱۱۷ دام
ڈھلتے ہین جسمین سے سوداگر تانبے کی قیمت لے لیتا ہے اور ۱۸ دام ۱۹ ½ جیتل فائدہ

تانبے کی قیمت ۱۸ دام ۹ اسحیل مزدوری مین جاتا ہے اور ۱۵ دام ۸ جیتل اور ضروریات
خرچ ہوتا ہے اور ۵۸ ½ دام دیوان اعلیٰ مین دیئے جاتے ہین —

(۱۴) آئین پیدایش فلزات مین (۱۴) آئین گرانی وسبکی مین اگرچہ نہایت تحقیق سے بحث
کیجیے ہین مگر وہ علوم طبیعیہ وعلم کیمیا سے تعلق رکھتی ہین اسلئے انکو فروگذاشت کرتے ہین —

(۱۵) آئین شبستان قبال

بادشاہ کو آبادی کا خیال ایسا ہے کہ کام شائستگی سے ہوتے ہین اور مخلوق کی
آرایش ہوتی ہے ظاہری امور کے معنے کھلتے ہین۔ عورتون کی افراط جو بزرگ دانشورون
طبیعت کے ظلمت کدہ مین لے گئی اس نے اور بادشاہ کی بنیش مین فروغ بڑھائی —
وتعلقات سے بادشاہ کو وارستہ بنایا۔ منزل رکھنے گزیدہ روش سے آراستگی
پائی اور خاندانون کا انتظام ہوا بادشاہ نے ہندوستان اور اور ملکون کے بزرگون سے
خواستگاری کرکے پیوند یکجہتی پیدا کیا۔ دنیا کی آشوب گاہ کو چین اور آرام ملا جیسے کہ
بادشاہ نے اپنی دیدہ وری کے فروغ سے بیرونی خدمت کے شائستون کو گمنامی
کے خاک سے اُٹھا کر بلند پایہ کیا ہے ایسی ہی اپنی پیش بینی سے پرستاران بیرونی
مین سے ہر ایک کو اپنی اندازہ کے موافق بڑھایا ہے کوتاہ اندیش تو یہ جانتا ہے
کہ خاک آلود سونا ناپاک ہوگیا مگر ژرف نگاہ سمجھتا ہے کہ یہ اکسیر سازی اور کیمیا طرازی
ہے۔ جب جمادات کو بوٹیان بدل دیتی ہین اور مس اور آہن کو زر بنا دیتی ہین
اور طبعی وسرب کو نقرہ پس اگر کوئی بزرگ آدمی کسی ناکس کو آدمی بنا دے تو
اسمین کیا تعجب ہے۔ ؎

چہ شیگوزہ ند این مثل ہوشمندان	کہ اکسیر بخت ست چشم بلندان

بادشاہ انتظام مین ژرف نگہی۔ پایہ شناسی۔ قدردانی۔ کاردستی۔
بردباری کرتا ہے وہ خشمناکی مین بھی مہر افزائی کرتا ہے سُنی ہوئی بات
کو دور بینی سے تولتا ہے۔ خیال پرستی سے کنارہ کرتا ہے۔ وہ آدمیون
کی نیا بیش گری کو بزرگ نعمت سمجھتا ہے اور دنیا کی شراب سے عقل کو گزند

تہین پہنچاتا۔

پادشاہ نے ایک حصار بزرگ بنایا ہے اور اسکے منازل و لکشا مین آرام کرتا ہے اسمین پانچ ہزار سے زیادہ عورتین رہتی ہین جنکے لئے جدا جدا مکانات نامزد ہین اور اونکو گروہون مین تقسیم کیا ہے اور وہ عمدہ خدمات مین سرگرم رہتی ہین ہر گروہ کی پاسبانی کے لئے پارسا عورتون کو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دیدبان داروغہ مقرر کیا ہے نیکذات عفت سرشت عورتون مین ایک کو اشراف بنایا ہے۔ باہر کے کارخانون کیطرح حرم سرا مین بھی کارخانے آباد کئے ہین۔ ہر ایک عورت کی کارروائی اسکے لائق مقرر کی ہے ہر ایک بہین یا نوکی تنخواہ ماہوار ۱۶۱ روپیہ سے لیکر ۱۰۲ روپیہ تک اور بعض بہرستاران حضور کو ۱۵ روپیہ سے ۲ روپیہ تک اور چند کو ۴ روپیہ سے ۲ روپیہ تک ملتی ہے۔ دربار خاص پر ایک مشرف دردست قلم خدمت گذار مقرر ہوتا ہے وہ حرم سرا کی اور نقد و جنس کے حساب کو لکھتا ہے

شبستان اقبال کے گرد اگرد اندر کی طرف پارسا عورتین پاسبانی کرتی ہین۔ اور ان مین سے جو عفت منش شیوا زبان۔ زود یاب ہین وہ درگاہ خاص پر حاضر ہوتی ہین۔ در کے باہر خواجہ سرا خدمت کے انتظار مین رہتے ہین۔ مسافت مناسب پر اخلاص گزین راجپوت دیدبانی کرتے ہین۔ انسے پیچھے پردہ دار (دربان) پہرہ دیتے ہین۔ باہر چارون طرف امرا احدیون اور سپاہیون کی مرتبہ بمرتبہ چوکی بیٹھتی ہے

جسوقت بیگمین اور امرا کی عورتین پادشاہ کی خدمت مین حاضر ہونا چاہتی ہین تو اول اندر کی خدمت پذیرون کو اطلاع کرتی ہین اور اسکا شائستہ جواب پاتی ہین اور اپنے نوشتہ کو پیشکاران محل کے پاس بھیجتی ہین اونمین سے جنکی قدر ہوتی ہے محل مین جاتی ہین اور بعض خاص بیگمون کو ایک مہینہ رہنے کی اجازت ہوتی ہے

شکار مین اور نزدیک کے سفرون مین یہ انتظام ہوتا ہے کہ اول ایک گلال بار ہوتا ہے جو ایک عجیب حصار پادشاہ کا ایجاد ہے اسکے در اور دربند بڑے ستوار

(۱۶) آئین منزل بمنزل و سفرون مین

ہوتے ہین اور قفل و کنجی سے وہ کھلتے اور بند ہوتے ہین وہ سو گز مربع سے کم نہین ہوتا اس کی
مشرقی کنارہ پر ایک بارگاہ قائم کرتے ہین جسکے اندر دو سرغہ یعنی مداخل ہوتے ہین
اور اس مین ۴ یا ۵ خانے ہوتے ہین اور وہ لمبی ۲۴ گز اور چوڑی چودہ گز ہوتی ہے
اور اسکے اندر ایک چوبین بزرگ راوٹی کھڑی ہوتی ہی اور اسکے گرد اور سر اپردے ہوتے
ہین اور اسکے گرد اور سر اپردے ہوتے ہین اور اسکے متصل ایک دو منزلہ کاخ چوبین ہوتا
ہے جسمین بادشاہ پرستش کرتا ہے صبح کے وقت وہ اوسپر بیٹھتا ہے اور اسکی کورنش
ہوتی ہی۔ پرستاران درونی بے اجازت اسکے اندر نہین جا سکتین اس کے باہر نہایت
عمدہ روش سی ۲۴ چوبین راوٹیان دس گز لمبی اور چھ گز چوڑی کھڑی ہوتی ہین
اور بزرگ قناتون سی جدا ہوتی ہے اسمین گزیدہ بیگمین رہتی ہین اور کئی ایک
خرگاہ و خیمے کھڑے ہوتے ہین جو خاص امیرون ہی کے ساتھ اختصاص رکھتے ہین
زردوزی و زربفتی و مخملی سائبانون سے انکو زینت دی جاتی ہی اسکے متصل ایک گلبسی پردہ
طول و عرض مین ساٹھ گز کا کھڑا ہوتا ہی اور اسمین چند خیمے ترتیب پاتے ہین ان مین
اردو بیگنیان (مسلح عورتین) اور پارسا عورتین آرام کرتی ہین۔
اسکے باہر دولتخانہ خاص تک ۱۵۰ گز طول و ۱۰۰ گز عرض ایک صحن دلکشا آراستہ
کرتے ہین اور اس کا نام مہتابی رکھتے ہین اسکے دونوطرف پہلی طرح سی قناتین لگاتے
ہین اور دو گز کے فاصلہ پر چھ گزی چوبین گاڑتے ہین جنمین سے ایک ایک گز زمین کے اندر
ہوتی ہین اور اسکے سرے پر قبہ برنجی ہوتا ہے اسکو اندرونی باہر دو رسیون سے استوار
کرتے ہین اور پہلی طرح سے دیدبان پہرہ دیتے ہین۔
اور اسکے اندر ایک صفہ بناتے ہین اور اوسپر چار چوبی نگیرہ لگاتے ہین رات کے وقت
بادشاہ اسپر بیٹھتا ہے اور سوائے خاصون کے کسی اور کو وہان بار نہین ہوتا ہمیشہ
غلال بار سے پیوستہ ایک ایوان ہوتا ہے جسکے بارہ حصے ہوتے ہین اور اسکا دروازہ
اس مہتابی کی طرف کھلتا ہی اسمین چوبین راوٹی دہ گزی اور ایک خیمہ چہل خزانہ جسمی

آراستہ کرتے ہین اور اسپر بارہ شامیانے دوازدہ گزی سایہ ڈالتے ہین اور چند
خانون سے انہین جدا کرتے ہین اس خلوتگاہ کو اچکی خانہ کہتے ہین ۔ ہر نشیمن گاہ
مین ایک صحت خانہ ہوتا ہے بادشاہ نے طہارت خانہ کا نام صحت خانہ رکہا تھا اس سے
ملا ہوا قلیمی سراپردہ ۵۰ گز طول و عرض کا جسکے ۱۶ حصے ۳۶ گز مربع ہوتے ہین قائم کرتے
ہین پہلی طرح سے اوسکو قبہ و چوب سے زینت دیتے ہین اُسکے درمیان بارگاہ بزرگ ایکہزار
فراش کھڑا کرتے ہین اسمین ۲۰ خزانہ (کمرے) ہوتے ہین اور پندرہ گز سرغ
(کشادگی) ہوتی ہی اسپر قلمدری ڈالتے ہین وہ موم جامہ سی یا کسی اچکی چیز کی خیمہ گی
شکل کی بنی ہوئی ہوتی ہی ۔ بارش و تابش مین اسسے فائدہ ہوتا ہے اسکے گرداگرد پچاس
شامیانے دوازدہ گزی لگے ہوتے ہین اس دولتخانہ خاص کے بھی در اور در بند ہوتے
ہین ۔ امرائے بزرگ و اعیان سپاہ کو بخشی حکم لیکر اس مین آنے دیتے ہین اور ہر دہنہ
مین ایک دربا ہوتا ہی اندر اور باہر منقش فرشون سے آراستگی ہوتی ہی ۔ ایک گلزار شگرف
نمودار ہوتا ہی اور اسکے باہر تین سو پچاس گز طناب کھچی ہوتی ہی ہر تین تین ۳۰ گز پر ایک
چوب لگی ہوتی ہی اسکے گرداگرد آدمی دیدبانی کرتے ہین ۔ اس نشاط گاہ کی منتہا پر بارہ
طناب شصت گزی کی دوری پر نقارخانہ بنایا جاتا ہے اور اس فضا کے درمیان آگ روشن دیا
روشن ہوتا ہے (ایک بڑی لمبی چوب پر چراغ روشن ہوتا ہی) اول سیر منزل کسی
جگہہ کو پسند کرتے ہین اور وہان خیمہ فراش آستادہ کرتے ہین اور خیمونکو آگے لیجاکے کھڑا
کرتے ہین اور بادشاہ کے آنے کے منتظر رہتے ہین سو فیل و پانچ سو اونٹ اور چار سو بیل دو سو
کہاران خیمونکی بار برداری کرتے ہین ۔ پانچ سو سوار منصب دار واحدی اور سوا اس کے
ہزار فراش ایرانی تورانی ہندی اور پانچ سو بیلدار دو سو سقے و پچاس بڑھئی و خیمہ دوز
و شعلچی و ۳۰ چرم دوز و دیڑھ سو خاکروب ہمیشہ خدمت کرتے رہتے ہین پیادہ کا
ماہیوارہ ۲۰ دام سے ۱۳۰ دام تک ۔
بادشاہ لشکر کو فراہم کمتر کرتا ہے مگر بادشاہ جس جانب یورش کرتا ہی بہت لشکر

(۱۷) آئین لشکر کشی و توپخانہ

جمع ہو جاتا ہے تو وہ اسکو نواح مین کامون پر مامور کرکے بھیجدیتا ہی اور ہمراہی کی
اجازت نہین دیتا۔ سپاہ کا انبوہ اور آدمیون کا ہجوم اتنا ہوتا کہ دونون لشکری ایک
مین ایک دوسری کا گھر نہ پاتے بیگانے کا تو کیا ذکر ہے۔ بادشاہ نے لشکر اوتارنے کا
یہ قاعدہ مقرر کیا تھا کہ بہت آدمیون کو آسودگی ہوتی تھی ایک دلکشا زمین پر جسکا طول
۳۰ ۱۵ گز ہوتا اس مین شبستان اقبال و دولت خانے و نقارخانہ انتظام پاتا جسکا
بیان اوپر ہوا اسکے پیچھے دائین بائین و پیچھے کی طرفون مین سو گز زمین کھلی رکھتے۔
اسمین سوائے کشکدارون (چوکی والون) کے کوئی اور آدمی نہین چل سکتا تھا اسکے
درمیان سو گز کے فاصلہ مین قول (مرکز) مین مریم مکانی و گلبدن بیگم اور در
پارسا گوہر عورتین اور شاہزادہ دانیال اترتے۔ دائین طرف شاہزادہ سلطان سلیم
اترتا۔ بائین طرف اور شاہزادی اور شاہ مراد۔ پھر کچھ فاصلہ پر بیوتات ہوتے انکو
۳۰ گز چھوڑ کر ہر گوشہ مین چوپڑکا بازار ہوتا اور ہر طرف باندازہ پایہ امرا کے خیمے ہوتے۔
شنبہ و جمعہ و پنجشنبہ کے چوکیدار قلب گاہ مین اور یکشنبہ دوشنبہ کے چوکیدار دائین طرف
و سہ شنبہ و چہارشنبہ کے بائین طرف پایہ بہ پایہ رہتے۔

روشن دل بادشاہ نور کے دوست رکھنے کو ایزد پرستی و ستایش الٰہی جانتا ہے
جو تاریک دل نادان ہین وہ اسکو خدا فراموشی اور آتش پرستی خیال کرتے ہین اسکو
خرد پژوہ ژرف بین خوب سمجھتے ہین جبکہ برگزیدون کی عبادت ظاہری شائستگی
رکھتی ہی اور اسکے نہ کرنے پر نفرین ہوتی ہی تو اس والاعنصر آتش (جو سب عنصرون مین اوپر ہے)
بزرگ داشت کیون نہ سزاوار ہو جو مردم زاد کی سرمایہ ہستی اور پایندگی ہو اور
اسکی نسبت کیون بڑا خیال ہو۔ شیخ شرف الدین منیری نے کیا خوب کہا ہے کہ جس کسی کا آفتاب
غروب ہو جاوے اگر وہ چراغ سے موافقت نہ کرے تو کیا کرے؟ شعلہ اسی چشمہ الٰہی (آفتاب)
کا نور ہے اور اسی گوہر قدسی کی نشانی ہی۔ اگر خور و آذر (سورج و آگ) نہ ہوتے
تو غذا و دوا کیونکر پیدا ہوتی اور چشم بینا کس کام کی ہوتی۔ آفتاب کی آتش آسمانی

(۱۸) آئین چراغان فروزی۔

دوپہر کو جب آفتاب جہان کو روشن کرتا ہی تو ایک چمکتا ہوا پتھر کا سفید مہرہ جسکو ہندی مین سورج کرانت کہتے ہین آفتاب کے روبرو لاتے ہین اور اسکے پاس روئی رکھتے ہین اس طرح روئی مین آگ لگجاتی ہی اور یہ آسمانی آتش کار آگاہون کو سپرد ہوتی ہی اس آگ سے چراغچی و مشعلچی و بورچی اپنا کام نکالتے ہین جس برتن مین اس آگ کو محفوظ رکھتے ہین اوسکو اگن گیر کہتے ہین —

اور ایک چمکتا ہوا پتھر سفید رنگ کا نکلا ہے جسکو چندر کرانت کہتے ہین اسکو چاند کے مقابل رکھتے ہین تو پانی تراوش کرتا ہے —

جب ایک گھڑی دن باقی رہتا ہے تو بادشاہ اگر سوار ہو تو پیادہ ہوتا ہے اور اگر سوتا ہو تو بیدار کیا جاتا ہی ظاہر و باطن کو ہمرنگ بناتا ہے۔ جب آفتاب چھپ جاتا ہی تو خدمت گذار بارہ زرین سیمین لگنون مین کافوری شمعین روشن کرکے بادشاہ کے روبرو لاتے ہین اور ایک گویا شیوازبان ہاتھ مین شمع کو لیکر خدا کے آگے بھیجن طرح طرح سے گاتا ہی پھر بادشاہ کو دعا دیتا ہے اور اس دعا پر ختم کرتا ہے۔ بادشاہ اس نیایش نیاز کو برتر جانتا ہے اور اس سے فروغ تازہ پاتا ہے —

شمعدان اور فانوسون مین ہنرمندون نے اپنے کام تازہ دکھائی ہین اکثر بعضے دہنی اور بعض اس سے زیادہ وزنی بناتے ہین اور ایک ایک چند پیکر بناتے ہین بعض ان مین یک شاخہ ہین بعض دو شاخہ۔ بادشاہ نے ایک فانوس ایک گز بلند ایجاد کی ہی اسکے اوپر پانچ فانوس لگائی ہین ہر ایک پر ایک جانور کی صورت ہی اور ان مین بعض کافوری شمعین تین تین گز سے زیادہ اونچی لگاتے ہین اور ان کو زینہ لگاکے بجھاتے ہین اندر اور باہر روشنی کے لیے بھی روشن کرتے ہین ماہ قمری کے اول و دوم و سوم شب کو کہ روشنی کمتر ہوتی ہی آٹھ فتیلے روشن کیے جاتے ہین اور چہارم سے دہم تک ایک ایک فتیلہ کم ہوتا جاتا ہے دسوین کو چاندنی خوب ہو جاتی ہے تو ایک فتیلہ روشن ہوتا ہے اور اس طرح

یازدہم تک روشنی ہوتی ہی۔ سولہوین سے اوٹیسوین تک ایک بتی زیادہ ہوتی جاتی ہی
اور بیسوین مین بھی اوٹیسوین کی طرح روشنی ہوتی ہے پھر ایک ایک بتی اوٹیسوین سے
بائیسوین تک زیادہ ہوتی ہی اور تیئیسوین کو بائیسوین کی طرح روشنی ہوتی ہے
اور چوبیسوین سے ایک ایک بتی زیادہ ہوتی ہی اور سلخ تک آٹھ آٹھ بتیان جلتی
ہین ہر بتی مین ایک سیر روغن اور آدھ سیر روئی جلتی ہی بعض جگہہ تیل کی بتیون کی
جگہہ چربی کی بتیان روشن کرتے ہین۔ قتیلہ کے چھوٹے بڑے ہونے پر تیل و روئی کے جلنے کی
مقدار موقوف ہی۔ بادشاہ نے اس لیئے کہ اس کی بارگاہ کو لوگ جلد پہچانین ایک چراغ
اس طرح روشن کیا کہ دربار کے آگے ایک ستون چالیس گز سے بھی زیادہ اونچا کھڑا کرتے
ہین اور اسکو سولہ طنابون سے استوار کرتے ہین اور اسکے اوپر ایک فانوس جلاتے ہین
اسکو اکاش دیہ کہتے ہین۔ دور دور اسکی روشنی جاتی ہی اوسے دیکھہ کر بادشاہ کی
درگاہ پر آدمی پہنچ جاتے ہین پہلے لوگ پورشون مین حیران ہوتے تھے اور مقصد نہ
پاتے تھے۔ اس کارخانے مین بہت سے منصبدار اور احدی و سپاہی خدمت گزین
ہین پیادہ کا علوفہ زیادہ ۴۰ دام اور کم ۸۰ دام ہین۔

فرمان روائی وہ فرہ ایزدی ہے بغیر کوشش مکانی کے قدرت ایزدی کا دست نہاد
ہے عاقل اورنگ نشین صورت آرائی مین دل نہاد اسلیئے ہوئی کہ اوسکو ایزدی
فروغ کا چہرہ آراستہ جانتے ہین اسکا کچھہ حال لکھا جاتا ہے۔

(۱) اورنگ طرح طرح کی شکل کے بنائے جاتے ہین۔ مرصع۔ زرین۔ سیمین وغیرہ
(۲) چتر۔ بیش قیمت جواہر اس مین لگائے جاتے ہین اور سات سے وہ کم نہین ہوتے
(۳) سائبان۔ اسکی شکل بیضئی ہوتی ہی بلندی مین ایک گز ہوتا ہے اسکا دستہ
چتر کی مانند ہوتا ہے زربفت وغیرہ اس پر لپٹا ہوتا ہے اور بڑے بڑے
موتیون سے آراستہ ہوتا ہی خدمت گزین اسکو تیار رکھتے ہین دھوپ
مین اوسکو لگاتے ہین اور اسکو آفتاب گیر کہتے ہین۔

(۱۹) آئین تخت و سلطنت

(۴) کوکبہ۔ کئی ایک محفل کی پیشگاہ مین لگاتے ہین۔ یہ چار چیزین سوائے بادشاہ کے کسی اور کے شکوہ مین داخل نہین ہوسکتین۔

(۵) علم۔ سواری کے وقت قور کے ہمراہ پانچ سے کم علم نہین ہوتے ہمیشہ سقرلاط کے علاقون مین رہتے ہین جشن اور رزم کے دنون مین کھلتے ہین۔

(۶) چترتوق۔ علم کی قسم مین سے ہی مگر اس سے چھوٹا ہوتا ہے اور اسپر چند قطاس (ایک کوہی جانور کی دم) لگاتے ہین

(۷) تمن توق بھی چترتوق کی مانند ہوتا ہے لیکن اس سے لمبا ہوتا ہے۔ علمون مین ان دونو کا پایہ برتر ہی۔ بزرگ نوئینون کے ساتھ چترتوق مخصوص ہے۔

(۸) جھنڈہ۔ ہندی علم ہی۔ قور مین اس قسم کے علم کا ہونا ضرور ہے اور بزرگ ہنگامون مین وہ بہت سے بنائے جاتے ہیں نقارخانے مین جو باجے بجائے جاتے کور کہ جسکو عرف مین دامہ کہتے ہین۔ اٹھارہ جوڑیون سے کچھ کم زیادہ بلند آوازہ ہوتے ہین

(۱) نقارہ۔ ۲۰ جوڑیون سے کچھ کم وزیادہ بجتے ہین۔

(۳) دہل چار بجتی ہین۔

(۵) کرنا۔ سونے چاندی پیتل وغیرہ کے بناتے ہین چار سے کم نہین بجتی (۵) سرنا عجمی وہندی ہین نوطرح کے بجتی ہین (۶) نفیر عجمی فرنگی ہندی ہوتے ہین ہر قسم مین سے کئی ایک بجائی جاتی ہین۔

(۷) سنکھ تانبے کا گائے کے سینگ کی شکل کا بناتے ہین انمین دو کو ساتھ بجاتے ہین

(۸) سنج تین جوڑی بجاتے ہین پہلے جب چار گھڑی رات باقی رہتی تھی اور اسی قدر دن بجائے جاتے تھے اب آدھی رات کو کہ جہان کا نور فروز (سورج) بلندی پر چڑھنا شروع کرتا ہے اور دوم اسکے نکلنے کے وقت یہ باجے بالترتیب بجتے ہین۔ بادشاہ موسیقی کے علم وعمل کو خوب جانتا ہے اور خاص نقارہ بجانا اسکو خوب آتا ہے . . . . . اس کارخانہ مین منصب دار واحدی

اور اور سپاہ خدمت گزاری ہین - انمین ماہیانہ پیادون کا ۳۲ دام سے زیادہ ۴۷ دام سے کم نہین ہی -

تینون رکن سلطنت (منزل آبادی - سپاہ آبادی - ملک آبادی -) مین مہر کی ضرورت پڑتی ہی - آغاز سلطنت مین مولانا مقصود مہرکن نے اسمین کارپردازی کی تھی - فولادی سطح کے گرد بادشاہ کا اور اسکے باپ دادا کا نام صاحب قرآنی بخطے رقاع مین کندہ کیا تھا بعد ازان فقط بادشاہ کا نام نستعلیق مین کندہ کیا اور دادخواہی کے کامون کے لئے محراب کی مانند مہر بنائی گئی اور بادشاہ کے نام کے گرد یہ شعر منقش ہوا ؎

راستی موجب رضای خداست ✤ کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست

تمکین نے مہر دوم از سر نو بنائی پھر مولانا علی احمد دہلوی نے اسکی نگارش مین سجع پردازی کی چھوٹی گول مہر کو ازدک کہتے ہین اور فرمان بیتی پر وہ لگتی ہی بڑی مہر جس مین بادشاہ کے باپ دادا کا نام ہی وہ پہلے سلاطین آفاق کے خطوط پر لگتی تھی مگر اب دو کاموں مین کام آتی ہی اور اور احکام کے واسطے چہار گوشہ مہر ہوتی ہی جسپر اللہ اکبر جل جلالہ ہی نقش پذیر ہے شبستانی کاروان کے واسطے ایک خاص مہر جدا ہی اور فرامین کے ختام کے واسطے ایک مہر جدا ہے اور اسپر نگارش چند طرح کی -

(۳۰) آئین بادشاہی نگین

(۳۱) فراشخانہ -

بادشاہ اس کارخانہ کو گزیدہ مسکن اور گرمی و سردی کی پناہ اور باران کا نگاہبان اور سپر ایۂ سلطنت جانتا ہے اور اسکی آرایش کو فرمان دہی کی شکوہ اور ایزدی پیشش سمجھتا ہی - بادشاہ کی کارآگہی سے اس کارخانہ کی چگونگی اور چندی مین افزایش ہوگئی ہے اور اسمین بہت باتین ایجاد ہوئی ہین انکا حال لکھا جاتا ہی -

(۱) بارگاہ بزرگ مین دس ہزار آدمیون سے زیادہ سایہ نشین ہوتے ہین - ہزار فراش ایک ہفتہ مین آلات جر کی قوت سے اسے ایستادہ کرتے ہین اگر وہ دوسرغہ (دروازہ جو چوبون کو لگاکے بنایا جاے) ہوتے ہین - چندوی کی چادرون سے پیوند پاتے ہین وہ جو سادہ بنایا جاتا ہے جس مین زربفت و مخمل و طلا نہین لگایا جاتا دس ہزار روپیہ

زائد خرچ ہوتا ہی۔ اور پرکار کی قیمت کا تو کچھ ٹھکانا ہی نہین اور یہی حال اور اقسام کا ہے۔

(۲) چوبین راوٹی دس ستونون پر لگائی جاتی ہی جو کچھ زمین مین دبی ہوتی ہین۔ سب بلندی مین برابر ہوتی ہین مگر دو زیادہ بلند ہوتی ہین جسپر شہتیر رکھتے ہین۔ ستونون کے اوپر اور نیچے واسے لگاتے ہین جس سے وہ مضبوط رہتے ہین اور چند ترک (ترنگے) تیرو واسہ پر لگاتے ہین سب کو لوہے کے جامہ سے بطرز نرمادگی پیوند دیتے ہین دیوار و چھت نرسل کے بوریہ کی بناتے ہین۔ ایک دو دروازے رکھتے ہین اور نیچے کے واسہ کے اندازہ کے موافق صفہ بناتے ہین اسکو اندر سے زربفت و مخمل سے آراستہ کرتے ہین اور باہر سقرلاط اور ریشمین نواڑ سے کمر بند کرتے ہین۔

(۳) دو آشیانہ منزل۔ اٹھارہ ستون لگاتے ہین بیستون شش گزی ہوتے ہین انکو تختہ پوش کرتے ہین اور اسکے اوپر بطرز نرمادہ کے چار زرعی ستونون کو پیوند دیتے ہین اور بالاخانہ تیار کرتے ہین اندر اور باہر آرایش راوٹی کی طرح کرتے ہین یورشون مین وہ شبستان اقبال کے کام مین آتا ہی۔ بادشاہ اسی مین خدا کی پرستش کرتا ہے اور آفتاب کی نیایش بجالاتا ہی۔ بعد اس پوجا کے بیگمات دیدار سے کامیاب ہوتی ہین بعد ازان باہر کے آدمی کورنش بجالاتے۔ سفرون مین اسی منزل مین بادشاہ بیٹھ کر سب چیزون کو دیکھتا ہے اسکو جھروکہ کہتے ہین۔

(۴) زمین دوز ایک خیمہ ہے جو طرح بطرح کا بنایا جاتا ہی کبھی وہ ایک سرغہ کبھی دو سرغہ ہوتا ہے اوسمین پردے اس طرح لگاتے ہین کہ وہ کئی درجہ کا ہو جاتا ہے۔

(۵) عجایبی چار ستونون پر نوشامیانے بلند ہوتے ہین۔ پانچ چہارگوشہ و چار مخروطی و ایک بخت بھی بناتے ہین ایک سرغہ برپا ہوتا ہے۔

(۶) منڈل۔ چار ستونون پر پانچ شامیانے متصل بلند ہوتے ہین۔ انمین سے کبھی چار شامیانون کو چھوڑ کر ایک خلوت خانہ بنا لیتے ہین اور کبھی چار شامیانون کو اوپر

اوپر کو چڑھا دیتے ہین اور کبھی ایک ضلع کو کھولتے ہین —
(۷) اٹھ گٹھیہ آٹھ ستونون پر سترہ شامیانے کبھی جدا کبھی پیوستہ بلند ہوتے ہین —
(۸) خرگاہ طرح طرح سے بناتے ہین کبھی ایک درے کبھی دو درے —
(۹) شامیانے طرح طرح کے ہوتے ہین مگر بارہ گز سے زیادہ شامیانے نہین بناتے —
(۱۰) قلندری اوپر بیان ہوا —
(۱۱) سراپردہ — پہلے زمانہ مین وہ ایک موٹے کپڑے کا بنا تھا اب بادشاہ اوسکو گلیم کا بنواتا ہی اس سے شکوہ بڑھتی ہی اور زیادہ سودمند وہ ہوتا ہی —
(۱۲) گلال بار — چوبین سراپردہ ہوتا ہے — خرگاہ کی دیوار کی طرح چمڑے کی قسمون سے استوار ہوتا ہی — (۱۳) گلیم نادر طرح کے نقش و نگار اور دلکشا کرسین انین لگائی ہین — آزمودہ کار استادون کو انپر متعین کیا ہے اور انہون نے اپنے کارنامون کو اس مین آراستہ کیا — اب کوئی ایرانی تورانی گلیم کو یاد نہین کرتا — اگرچہ اب بھی سارے سال گوشکان خوزستان کرمان — سبزوار سے سوداگر انکو لاتے ہین — ہر طرح کے قالی بافون نے یہان اپنے گھر بنا لیے ہین اور بہت فائدہ انکو ہوتا ہے — ہر شہر مین خاص کر آگرہ و فتحپور و لاہور مین یہ زیادہ عمدہ بنتے ہین — کارخانہ خاص مین بے مثل گلیم لمبان مین ۲۰ گز ۲ طسوج چوڑان مین ۶ گز ۱۱ ½ طسوج بنتے ہین اس مین خرچ ۱۸۱۰ روپیہ ہوتے ہین اور واقف کار اس کی قیمت ۲۷۱۵ روپیے آنکتے ہین —
(۱۴) تکیہ نمد — کابل و ایران سے آتے ہین اس ملک مین بھی بہت بنائے جاتے ہین جاجم و شطرنجی و بلوچی و نادر بوریہ کرباس ریشم بافتہ معلوم ہوتے ہین بہت کام مین آتے ہین جنکے بیان سے داستان دراز ہو جائیگی —

بادشاہ اس سرچشمہ زندگی کو آب حیات کہتا ہی اور اسکی پاسبانی درست کار سیر اغرض جن کو سپرد کرتا ہی بادشاہ بہت پانی نہین پیتا اس مین بہت احتیاط کرتا ہے — سفر و حضر مین گنگا کا پانی نوش کرتا ہے اور گنگا کے کنارہ پر معتبر آدمی متعین ہین وہ احتیاط سے پانی کو کوزون مین

بھر کر سر بمہر بھیجتے ہین۔ جب آگرہ و فتح پور مین ہوتا ہی تو قصبہ بیرون سی اور جب لاہور مین ہوتا ہے تو ہردوار سے اسکے لئے گنگا کا پانی آتا ہی۔ کھانے پکانے مین آب جمن و چناب و آب باران خرچ ہوتا ہے اسمین کچھ گنگا کا پانی بھی ملا دیتے ہین اور سیر و شکار مین وہ دیدوارون کو مقرر کرتا ہی کہ دور مینی سے پانی کا امتحان کرلین۔ پادشاہ نے شورہ سے کہ بندوق کی دارو مین آگ لگتا ہے پانی ٹھنڈا کرنے کی ترکیب نکالی ہی جس سے سب چھوٹے بڑے خوش ہوتے ہین شورہ مین خاک ہوتی ہی اوسکو روزنہ دار برتن مین بھرتے ہین اور اسپر پانی چھڑکتے ہین اور پکاتے ہین اور اس چکیدہ کو جو ش دیتے ہین اور خاک سے جدا کرکے اسکو بستہ کرتے ہین اسکی قیمت ۳ من سے ۴ من تک ایک روپیہ ہوتی ہے۔

جب سنہ الٰہی مین لاہور مین پادشاہ کا قیام ہوا تو برف و یخ کا رواج ہوا۔ شمالی کوہ کے قریب ایک قصبہ پنہان لاہور سے ۴۵ کوس پر ہی وہان سے دریا و خشکی کی راہ سے ڈاک چوکی مین بھل و کہار برف لاتے ہین اور برف فروش بہت فائدہ کماتے ہین اور اس سے کہ دہ کو عشرت ہوتی ہے روپیہ کی دو تین سیر برف بکتی ہے۔ سب سے اچھی ترکیب اس کے لانے کی کشتی مین ہی پھر بہلی مین یا کہارون پر۔ کوہ نشین دامنہ کوہ مین آکر اوسکے پنڈ بیچتے ہین پنڈ ۳۰ سیر سے زیادہ اور ۲۵ سیر سے کم نہین ہوتا۔ پانچ دام اسکی وہ قیمت لیتے ہین۔ برف کے لانے کے لئے دس کشتیان مقرر ہین ان مین سے ایک ہر روز دار السلطنت مین پہنچتی ہی اور ہر کشتی پر چار ملاح مقرر ہین ہر پنڈ گل گلا کر ۱۲ سیر سے ۶ سیر تک رہ جاتا ہے اور اسمین گرمی سردی سے فرق ہوجاتا ہے۔ ہر بہلی مین دو پشتوارہ ہوتے ہین اور چودہ چوکیان گھوڑون کی بدلتے ہین اور اسکے سوائے ایک ہاتھی بھی کام مین آتا ہی اگر کہار لاتے ہین تو اٹھائیس کہار چودہ چوکیون مین بدلے جاتے ہین اور ہر روز ایک پشتوارہ چار پارچہ کا وہ لاتے ہین۔ بڑے آدمی تو سارے سال برف سی اپنی عشرت بڑھاتے ہین اور عوام صرف موسم گرما مین اسکا مزہ اوڑاتے ہین

آئین مطبخ مین پادشاہ نے بہت سی طرزین دانا پسند اور دور اندیشیان جاری کی ہین کوئی وجہ نہ تھی وہ اس طرف توجہ نہین کرتا اس لئے کہ اعتدال مزاج و توانائی تن و صوری و

(سوم) آئین مطبخ

باطنی فیض کی پذیرائی اور دینی و دنیوی سعادت کا ملنا غذاے مناسب اور اندیشۂ درست سے وابستہ ہی آدمی اور حیوانون مین اس علم کے سبب سے تمیز ہوتی ہی ورنہ کھانے مین وہ دونو ہم پلہ ہین - بادشاہ کھانے کی فرمایش نہین کرتا کہ آج میری لیئے کیا پکایا جاے - رات دن مین ایک دفعہ کھاتا ہی اور سیر ہونے سے پہلے ہاتھ کھینچ لیتا ہے اور کھانے کا وقت کوئی مقرر نہین رکھا مگر کارپرداز کھانے کو تیار رکھتے ہین جسوقت فرمایش ہوتی ہی ایک وقت مین سو قاب پر ہوتی ہین - شبستان کے پرستارون کے لئے جو راتبہ مقرر ہی وہ صبح سے رات تک تقسیم ہوتا ہے اس کارخانہ مین دیانت مند کارآگاہ مقرر ہوتے ہین - انتظام سلطنت کا کل کام جس وزیر کو سپرد ہوتا ہی وہ خاص اس کام پر توجہ کرتا ہے بادشاہ خود اوسکی نگہبانی کرتا ہی - ایک میر بکاول مقرر ہوتا ہے کہ وہ اپنی دیدہ وری سے اس کارخانے کو آباد رکھتا ہے اور اسکے ہمراہ اور پارسا گو ہر مقرر ہوتے ہین - نقد و جنس کے خزانچی مقرر ہوتے ہین اور ایک تنکچی مشرف ہوتا ہی اور خورش گر مقرر ہوتے ہین -

ہر ملک کے بورچی کھانے پکاتے ہین اور ہر طرح کی جوب ترکاری گوشت و روغن شیرینی و مصالح دار کھانے پکتے ہین -

شہر و لشکر سے باہر دریا یا تال کے کنارہ پر تسلیخ ہوتی ہے کہ اسکے پانی سے گوشت دھل صاف کر بورچی خانہ مین آتا ہے اور دوبارہ پھر یہان پانی سے دھویا جاتا ہے -

طلا و نقرہ و سنگین و گلین دیگچیون مین بادشاہ کا خاصہ پکتا ہی جب کھانا دسترخوان پر چنا جاتا ہے تو اول اوسکو پکانے والے اور بعد ازان میر بکاول چکھتے ہین - تانبے کے برتنون پر ایک مہینہ مین دو دفعہ قلعی ہوتی ہی اور شاہزادون اور امیرون کے ہان ایک دفعہ - جو برتن ٹوٹ جاتے ہین وہ مشگرون کو دیدیئے جاتے ہین - ترکاریون کا ایک کھیت بورچیخانہ سے متعلق ہوتا ہے جس سے تازی ترکاریان آتی ہین -

کھانے کتنی طرح کے پکتے ہین کہ اونکا بیان کرنا دشوار ہی جو کھانا پکتا ہی وہ ان تین حال سے خالی نہین ہوتا - اول گوشت جسکو زبان عرف مین صوفیانہ کہتے ہین - دوم گوشت

پانچ۔ سوم گوشت مع مصالح۔ ہر قسم کے کھانے دس دس طرح کے ہوتے ہین اور روٹیان بہت طرح کی پکتی ہین۔

پادشاہ اپنی کارآگہی کے سبب سے گوشت کی طرف بہت کم رغبت رکھتا ہے اکثر وہ ارشاد فرماتا ہے کہ آدمی کے لئے طرح طرح کی خورش موجود ہی مگر وہ اپنی گرگ خوئی اور بیدانشی سے جانداروں کو آزار دیتا ہی اور انکے مارنے اور کھانے سی پرہیز نہین کرتا اور کم آزاری کو نہین دیکھتا اور اپنے تئین جانورون کا گورستان بناتا ہی۔ اگر بار بار تعلق میری سر پر نہ ہوتا تو گوشت کھانا یکبارگی چھوڑ دیتا (اکبرنامہ مین لکھا ہے کہ اُس نے بالکل گوشت کھانا اس خیال سی نہین چھوڑا کہ اوسکے چھوڑنے سی اور بہت آدمی اسکو چھوڑ دیتے جس سی انکو نہایت تکلیف ہوتی اور انکی صحت مین فرق آتا) کچھ دنون وہ زمانہ کی چال پر چلا پھر کچھ مدت تک جمعہ کے دن گوشت کھانا چھوڑا۔ بعدازان اتوار کو اس سی پرہیز کیا۔ ہر شمسی ماہ کے عزہ کے دن یعنی روز تحویل کو روز مہر (اتوار) کو اور خسوف وکسوف کو اور دو صوفیانہ دنون کے بیچ کے دن اور رجب کے دوشنبہ کو۔ ہر ماہ الٰہی کے جشن کے دن۔ کل ماہ فروردین کو اور اپنی ولادت کے مہینے آبان مین پادشاہ گوشت نہین کھاتا۔ ماہ آبان کے لئے یہ مقرر ہوا تھا کہ بادشاہ کی عمر کے جتنے سال ہون اتنے دنون آبان مین گوشت نہ کھاے۔ اسکی عمر ماہ آبان کے ایام سے زیادہ ہوگئی ہی۔ اس لئے ماہ آذر کے کچھ دنون مین بھی گوشت نہین کھایا۔ بادشاہ ہر سال صوفیانہ دن اپنے بڑھاتا جاتا ہے جو پانچ سے کم نہین ہوتے۔ جب ایام صوفیانہ مین تداخل ہوتا ہے تو وہ کمی کا بدل اور مہینون مین قسمت کر دیتا ہے۔

جب بزرگ صوفیانہ ایام ختم ہوتے ہین تو اول مریم مکانی کے گھر سے گوشت کا کھانا آتا ہی پھر اور بیگمین اور شاہزادی اور نزدیک کے عزیز وہ بھیجتی ہین۔

طوالت کے خوف سی نرخ اجناس کا آئین چھوڑ دیا۔

پادشاہ میوہ کو خدا کی بڑی نعمت جانتا ہی اور اُس پر بہت رغبت کرتا ہی۔ ایران توران کے کارندون نے یہان اپنا گھر بنا لیا ہے اور انکے کشت وکار کو بڑی رونق ہے

یہان خربوزہ وانگور عمدہ اور بکثرت پیدا ہونے لگے ہین اور ایسے ہی تر بتر و شفتالو و بادام و پستہ و انار وغیرہ پیدا ہوتے ہین جب سے کابل و قندھار و کشمیر قلمرو مین آئے ہین تو میوون کے انبار آنے لگے ہین سال بھر تک میوہ فروشون کی دکانین و مکان اُن سے بھرے رہتے ہین —

گرمی لطیف کو تیزی و کثیف کو تلخی دیتی ہی و معتدل کو شوری بناتی ہی۔ سردی اول کو ترش دوم کو دھن گیر سوم کو زفت (جو زبان کو کاٹے) اعتدال اول کو چرب اور دوم کو شیرین سوم کو بے مزہ کرتا ہے اور انہین مزون کی آمیزش سے اور بہت سے مزے پیدا ہوتے ہین بعض کہتے ہین کہ اصل مین مزے چار ہین۔ شیرینی۔ تلخی۔ ترشی۔ نمکینی۔ انکی آمیزش سے بیشمار مزے پیدا ہوتے ہین —

بادشاہ خوشبو کو دوست رکھتا ہی اور اُسکو پرستش ایزدی کا وسیلہ سمجھتا ہی عنبر و عود سے اور ان عطریات سے جو اس نے ایجاد کئے ہین اور پہلے سے چلے آتے ہین ہمیشہ اس کی محفل عطر آگین رہتی ہی اور انگیٹھیان زرین و سیمین طرح طرح کی بناتے ہین اور انمین [illegible] جلاتے ہین۔ اور خوشبودار پھولون کے ڈھیر کے ڈھیر لگے رہتے ہین اور گل کاروغن بناتے ہین اور بالون مین اسے ڈالتے ہین —

بادشاہ کو قماش پر بڑی توجہ ہی۔ اسلئے ایرانی و فرنگی و خطائی کپڑون کی افراط ہوگئی ہی۔ اور کارپردازاستادون نادرکار ہنرمندون نے آن کر یہان کے آدمیون کو کپڑا بُننا سکھایا ہی۔ پیشگاہ حضور مین و شہر لاہور و آگرہ و فتح پور و احمد آباد و گجرات مین کپڑا خوب بُنا جاتا ہی اور اُن پر طرح طرح کی تصویرین اور نقش و نگار ہوتے ہین —

بادشاہ تھوڑے دنون مین اس کام کے علم و عمل سے واقف ہوگیا ہے اور نادرکارون کی قدرشناسی کے سبب سے اس ملک کے آدمیون نے بھی شعربافی (بالون کا بُننا) اور ابریشم [illegible] مین پایہ والا حاصل کیا۔ بادشاہی کارخانون مین ہر ملک کا کپڑا تیار ہونے لگا اس سبب سے بہت آدمی زینت دوست ہوگئے اور جشنون کی آرایش بھی اندازہ سے باہر ہوگئی

جو کپڑا خریدا جاتا ہی یا بنا جاتا ہی یا پیش کش مین آتا ہی اسکی شائستگی سی پاسبانی ہوتی ہی
اور جو پہلے آتا ہی وہ پہلے ہی دیکھا و قطع وسیا و پہنا و بخشا جاتا ہی۔ پہلے کی نسبت کپڑے کی
قیمت دو تہائی اور تین چوتھائی کم ہو گئی ہی۔ بادشاہ نے یہ حکم دیدیا ہی کہ خاص امرا
خاص کپڑے پہنین تاکہ ان کپڑون کی خواہش معلوم ہو جاوی۔ بادشاہ کے کپڑے ہر فصل مین
ہر قسم کے ہزار جوڑے تیار رہوتے ہین۔ امرا کو جو خلعت انعام دیئے جاتے ہین اوسکا کچھ حساب
نہین بادشاہ اپنی وارستگی مزاج کے سبب سے پشمینہ پہننے کو پسند کرتا ہی خاص کر شال کو جسے
بادشاہ نے پوششون کے نام بدل دیئے ہین۔ جامہ کا نام سرگا تی یعنی تمام بدن کا ڈھانپنے
والا رکھا ہی۔ ازار کا نام پایہ پیراہن۔ نیم تنہ کا نام تن زیب۔ فرغل کا نام پٹ گت۔
برقع کا نام چیرگپت۔ کلاہ کا نام سیس سوبھا۔ موی باف کا نام کیس گھن پٹکے کا نام کٹ
شال کا نام پرم گرم۔ فرد جو پشمینہ کی ایک قسم ہی پرم گرم۔ سپور دھوکر پٹ مین بنایا جاتا
ہی کہ کپور نور پاے افروز کا نام چرن دھرن اور ایسے ہی بہت سے نام اس سی یہ عجیب
بات معلوم ہوتی ہی کہ اکبر کو ہندی نام رکھنے کا بڑا شوق تھا)

(دوسرا آئین شال) کشمیر سے زیادہ تر شالین آتین اور مالدار انکی چار تہین بنا کے مدتون تک پہنتے اور اب چھوٹے
بڑے اسکی ایک تہ پہنتے ہین۔ بادشاہ کا یہ ایجاد ہی کہ وہ ہمیشہ دوتہ پہنتا۔ بادشاہ کی توجہ
سے کشمیر مین شال بافی کا ہنگامہ خوب گرم ہو گیا اور لاہور مین ایکہزار سی زیادہ کارخانے جاری
ہو گئے اور ایک ابریشمی تانا اور پشمین بانا لگا کے شال بنتے ہین اور اوسکو مایان کہتے ہین اور
انکے چیرے اور خوطے تیار کرتے ہین۔

(سوم آئین رنگون) سفید و سیاہ رنگ کو اصل رنگ خیال کرتے ہین اور انکو رنگون کی طرفین (افراط و تفریط)
کہتے ہین اور باقی اور رنگ انہین سی پیدا ہوتے ہین جیسے بہت سا سفید رنگ اور سیاہ
رنگ ملکر زرد رنگ پیدا کرتا ہی اور سفید و سیاہ رنگ برابر برابر ملکر سرخ رنگ پیدا کرتے
ہین سفید رنگ بہت سیاہ رنگ کے ساتھ ملکر سبز رنگ پیدا کرتا ہے اور رنگ انہین
رنگون کے مخلوط کرنے سی پیدا ہوتے ہین اسی یاد رکھنا چاہیئے کہ سردی سے

جسم تر سفید ہوتا ہی و خشک سیاہ و گرمی سی جسم رطب سیاہ اور خشک سفید ہوتا ہے۔ اور یہ گرمی و سردی اجسام کے رنگون مین تغیر پیدا کرتی ہی اس لئے کہ اجسام قابل ہیولا یعنی اثر قبول کرنیوالے کیواکب خاص کر آفتاب کی تاثیر سے جو حرارت رکھتا ہے رنگ بدلتے ہین۔ (رنگون کی فرنگستانی تحقیقات سے ابو الفضل واقف نہ تھا اسلئے اس نے رنگون کا بیان اس طرح کیا ہی کہ رنگ حقیقت اسمین پہچانا ہی مگر اوسکا بیان خوش رنگ ہے)

صورت صاحب صورت کو بتلاتی ہی اور صاحب صورت معنی کو بتلاتا ہی چنانچہ پیکر خطی حرف و لفظ بتلاتے ہین اور حرف و لفظ ایک مفہوم کو یعنی معنی کو بتلاتا ہے اگرچہ عرفی تصویر اجسام کی کھینچتی ہے مگر کارپردازان فرنگ بہت سے خلقی معانی (جیسے شجاعت سخاوت۔ وغیرہ) کی بھی تصویر بنا دیتے ہین مگر خط کا درجہ تصویر سے کہین زیادہ ہی اس سی پہلے لوگون کے تجربے معلوم ہوتے ہین اور عقل کی افزایش کا سرمایہ وہ ہوتا ہے۔

تصویر خانہ

اس سب سے اوّل کتاب خانہ کا بیان ہوتا ہی کہ وہ خط کی سب سے زیادہ عمدہ قسم ہی۔ بادشاہ اسپر بہت توجہ کرتا ہے اور اسکے صورت و معنی مین غور کرتا ہی۔ سچ یہ ہی کہ حسن و ستون کی نظر مین کتاب خانہ نور مقید کی جلوہ گاہ ہی اور دور بینون کی دید مین جام گیتی نما ہی۔ خط کا طلسم حکم ابداع نے ایک روحانی ہندسہ بنایا ہی اور دست تقدیر نے اوسکو آسمانی کتابہ۔ وہ سخن کا راز دار ہی۔ ہاتھ کی زبان ہی۔ سخن تو فقط حاضرون کو نیروی دل دیتا ہی۔ مگر خط دور و نزدیک دونو کو آگہی دیتا ہے۔ اگر خط نہ ہوتا تو سخن کی زندگانی نہ ہوتی اور گذشتہ بزرگون سی کوئی ارمغان دل کو نہ پہنچتا۔ صورت مین تو خط کو فقط دو عین کی کالک جانتے ہین مگر معنی پرستار اسکو چراغ شناسائی جانتے ہین وہ ایک ظلمت ہی جسمین ہزارون فروغ ہین۔ نہین نہین وہ ایک نور ہی جسپر چشم بد نہ لگنے کے لئے یہ سیاہ خال بنایا گیا ہی۔ وہ علم کا نقش و نگار ہی۔ شہرستان معنی کا سور ہے وہ سیاہ برہے دانش بار۔ وہ شب تار ہی جو خورشید کو پیدا کرتی ہی گنجینہ بینائی

خط

عجیب طلسم ہی کہ گہوش گویا ہی - باوجود مقیم ہونے کے مسافر - اور اقتادگی کے بلند پرواز نفس ناطقہ پر علم رازایزدی سے ایک پرتو پڑتا ہی - دل اسکو شہرستان خیال مین لے جاتا ہی - خیال ایک برزخ تجرد و مادی کے درمیان ہی جسکے سب سے تجرد تعلق آمیز اور اطلاق تقید آلود پیدا ہوتا ہی پھر زبان سے بام زبان پر گام رکھ کر ہوا کی مدد سے کان مین آتا ہی اور پھر پایہ بایہ ربار تعلق کو کندھے پر ڈال کر اپنی جگہ پر چلا جاتا ہی - اور کبھی اس مسافر آسمان سیر کو انگلیون کی مدد سے چلاتی ہین اور وہ قلم و دوات کے بحر و بر کو طی کر کے صفحون کی نزہت گاہ مین اوترتا ہی اور دیدہ کی شاہ راہ سے پھر اپنی جگہ واپس جاتا ہی -

پہلے زمانہ مین حروف پر اعراب نہین لگتے تھے اسپر نقطے جنکا رنگ مکتوب سے غیر ہوتا تھا لگاتے تھے - زبر کے لئے اوپر اور زیر کے لئے نیچے اور پیش کے لئے ایک سرخ نقطہ لگا دیتے تھے - خلیل بن احمد عروضی نے ہر حرکت کی ایک صورت معین کی جسکا اب رواج ہے -

دیکھو دلون کے مذاق پر حسن خط اور اسکا تناسب موقوف ہی - اسلئے ہر گروہ اپنا خط جدا ہی لکھتا ہی - اور اتنے خط ہم دیکھتے ہین - ہندی - سریانی - یونانی - عبری - قبطی - یعقلی - کوفی - قسمیری - حبشی - ریحانی - عربی - فارسی - رومی - حمیری - بربری - اندلسی - روحانی اور سوائے انکے جنمین پہلی کتابین لکھی ہوئی موجود ہین بعض عبرانی خط کا موجد حضرت آدم ہفت ہزاری کو بتاتے ہین اور بعض حضرت ادریس کو بعض کہتے ہین اسنے یعقلی خط ایجاد کیا اور بعض کہتے ہین کہ اس یعقلی خط سے امیر المومنین علی نے خط کوفی ایجاد کیا - خطوط مین اختلاف سطح و دور سے ہوتا ہی چنانچہ خط کوفی مین ایک دانگ دور ہی اور باقی سطح - یعقلی مین سب سطح ہے - پرانی عمارتون کے کتبے اسی خط مین ہین - سب سے بہتر وہ خط ہی جسمین سیاہی و سفیدی عمدہ روش سے جدا ہو - پڑھنے مین کچھ اشتباہ نہ ہو -

ایران و توران و روم و ہند مین آٹھ طرح کے خطون کا رواج ہی اور ان مین سے ہر ایک خط مین ایک گروہ لکھتا ہی انمین سے ابن مقلہ نے ۳۱۰ھ ہجری مین خط حقلی و کوفی سے چھ طرح کے خط ایجاد کئے ہین جنکے نام یہ ہین - ثلث - توقیع محقق - نسخ - ریحان - رقاع - ایک گروہ خط غبار کو

بھی ان مین داخل کرکے سات خط لکھتا ہی بعض خط نسخ کو یا قوت مستعصمی کا ایجاد کہتے ہین رفاع
وتوقیع سے ساتوان خط تعلیق پیدا ہوا۔ آٹھوان خط نستعلیق ہی جسمین دائری بہت ہین
اسکو امیر صاحب قران کے عہد مین خواجہ میر علی تبریزی نے نسخ وتعلیق سے ایجاد کیا مگر یہ غلط ہی
اس لیے کہ نستعلیق خط مین کتابین صاحب قران کے زمانہ سے پہلی لکھی ہوئی موجود ہین ۔
بادشاہ کی قدردانی اور رازشناسی سے بہت طرح کے خطون مین ترقی ہوئی ۔
نادرہ کار ہنرپردازون کی قدر زیادہ ہوگئی ہی خصوصاً نستعلیق خط کا رواج بہت
ہوگیا ہی محمد حسین کشمیری مخاطب بہ زرین قلم بادشاہ پانچ مثل خوشنویس ہی۔ بادشاہ نے کتاب
کے چند حصے کیے ہین کچھ اُن مین سے محل کے اندر رہتی ہین کچھ باہر پھر ہر حصہ کی کئی قسمین
کی ہین علم علم کی و نامہ نامہ کی کتابین موافق قیمت کے درجہ رکھتی ہین اور نظم و نثر
ہندی فارسی یونانی کشمیری عربی کتابین جدا جدا ترتیب سے کتاب خانہ مین رکھی جاتی ہین
بادشاہ انکا مطالعہ اس طرح کرتا ہی کہ روز بروز آگاہ دل کاردان کتابون کو بادشاہ
کو سناتے ہین بادشاہ کتاب کو اول سے آخر تک سنتا ہی ہر روز جہان تک کتاب سنائی
جاتی ہی وہان بادشاہ اپنی قلم سے نقش کردیتا ہی اور اوراق کی تعداد کے موافق خواجہ
کو روپیہ اشرفیان انعام ملتی ہین مشہور کتابین بہت ہی کم ہونگین جو محفل شاہی مین
مذکور نہ ہوئی ہون پاستانی داستانین اور غرائب علوم اور نوادر حکمت ایسی نہ ہونگی
کہ بادشاہ کو یاد نہ ہون مکرر سننے سے اسکو ملال نہوتا تھا بہت رغبت سے سنتا تھا یہ
کتابین ہمیشہ بادشاہ کے روبرو پڑھی جاتی ہین ۔ اخلاق ناصری۔ کیمیای سعادت ۔
قابوس نامہ مکتوبات شرف منیری۔ گلستان حدیقہ سنائی مثنوی مولوی روم۔ جامع
بوستان۔ شاہنامہ خمسہ نظامی۔ کلیات خسرو مولانا جامی۔ دیوان خاقانی و انوری
اور اورتاریخ نامی۔
ہندی سنسکرت و یونانی و عربی و فارسی کے کتابون کے زبان دانون کو ہمیشہ حکم
ہوتا تھا کہ وہ ایک زبان کو دوسری زبان مین ترجمہ کرین ۔ چنانچہ زیج جدید مرزائی کا

کچھ حصہ امیر فتح اللہ شیرازی کی دیدہ وری اور ابوالفضل کی ترجمانی سے چند جوشی گنگا دھر مہیش مہانند نے سنسکرت سے فارسی مین ترجمہ کیا اور کتاب مہابھارت کہ ہندوستان کی قدیم کتابون مین سے ہے نصیب خان و مولانا عبدالقادر بدایونی و شیخ سلطان تھانیسری کے اہتمام سے سنسکرت سے فارسی زبان مین ترجمہ ہوا اس مین قریب ایک لاکھ کے شعر ہین بادشاہ نے اسکا نام رزم نامہ رکھا اور اسی گروہ نے کتاب رامائن کا ہندی سے فارسی مین ترجمہ کیا وہ ہندکی تالیفات قدیم سے ہے اور اسمین رامچند کا احوال بتفصیل لکھا ہے اور بہت سی نوادر حکمت اسمین مندرج ہین اور کتاب اتھربن وید کا ترجمہ فارسی زبان مین حاجی ابراہیم سرہندی نے کیا۔ یہ کتاب ہندون کے زعم مین چار کتاب الہی مین سے ایک ہے۔ علم حساب مین لیلاوتی حکماء ہندوستان کی عمدہ تالیف ہے شیخ ابوالفیض فیاضی نے اسپر سے ہندی نقاب اوٹھاکر فارسی چادر اوڑھائی۔ کتاب تاجک کہ علم نجوم مین ایک معتبر کتاب ہے وہ بادشاہ کے اشارہ سے نیلکنٹھ گجراتی نے فارسی مین ترجمہ کیا واقعات حضرت گیتی ستان (تیمور) کہ ایک سیر دلچسپ کارنامہ ہے مرزا خانخانان نے ترکی سے فارسی مین ترجمہ کیا۔ تاریخ کشمیر جسمین چار ہزار سال کا حال لکھا ہوا ہے مولانا شاہ محمد شاہ آبادی نے کشمیری زبان سے فارسی مین ترجمہ کیا۔ معجم البلدان کہ بلاد و امصار کے بیان مین ایک عجیب کتاب ہے ملا احمد ٹھٹوی و قاسم بیگ و شیخ بھوارا۔ اور چند اور آدمیون نے عربی سے فارسی مین ترجمہ کیا۔ ہربنس جو احوال کشن پر مشتمل ہے مولانا بشیری نے فارسی مین اسکا ترجمہ کیا۔ کتاب کلیلہ دمنہ کہ حکمت عملی مین ایک کارنامہ ہے جس سے عجب نہین ہے نصر اللہ مستوفی مولانا حسین واعظ نے فارسی مین ترجمہ کیا تھا مگر اوس مین استعارات غریب و لغات دشوار تھے۔ بادشاہ کے حکم سے ابوالفضل نے ایک فارسی کا خلعت تازہ پہنایا عیار دانش اسکا نام مشہور ہوا۔ نل و دمن کے عشق کا قصہ کہ سنسکرت زبان مین ارباب ذوق کا جگر گداز تھا شیخ فیضی فیاضی نے لیلی مجنون کی بحر مین نظم مین لکھا وہ نل و دمن کے نام سے شہرہ آفاق ہوا۔ جب بادشاہ کو نقل کے خزانہ پر آگاہی ہوئی تو اس نے حکم دیا کہ ہفت اقلیم کا احوال آخر ہزار سال کا خبر شناس تاریخ دان ایک جگہ

جمع کرین۔ اول نقیب خان نے اور ایک اور جماعت نے اس کام کو شروع کیا مولانا احمد ٹھٹھوی نے اسکا بہت سا حصہ لکھا و جعفر بیگ آصف خان نے اسے ختم کیا اور اسکا خطبہ ابوالفضل نے اور تاریخ الفی اوسکا نام رکھا۔ یہ اوپر کا بیان ابوالفضل سے نقل ہوا ہی مگر اب ہم ان کتابوں کے ترجمہ کے بیان کو تاریخ بدایونی سے نقل کرتے ہین وہ زیادہ مفصل ہین

اتھربن وید ۹۸۳ھ مین ایک بڑا پنڈت برہمن دکن سے آیا اور اپنی رغبت سے اسلام سے مشرف ہوا اور بادشاہ کے خاص خیل کی زمرہ مین داخل ہوا شیخ بہاون اسکا نام ہوا۔ بادشاہ کا حکم ہوا کہ اتھربن وید کو کہ اہل ہند کی چار مشہور کتابون مین سے چوتھی کتاب ہی اور بعض احکام اسکے ملت اسلام کے موافق ہین اسکے معانے وہ بیان کرے اور عبدالقادر اوسکو سنسکرت سے فارسی زبان مین ترجمہ کرے۔ اسکی عبارت مین بہت اغلاق تھا اور معانی بیان کرنیوالا اسکو اچھی طرح بیان نہین کرسکتا تھا اور اوسکے مقاصد مفہوم نہین ہوتے تھے یہ حال عبدالقادر نے بادشاہ سے عرض کیا اس نے اول شیخ فیضی کو اور بعد ازان حاجی ابراہیم سرہندی کو ترجمہ کا حکم دیا وہ اوسکو خاطر خواہ نہ لکھ سکا اور وہ باقی رہا اس بید کے حکمون مین سے یہ ایک حکم ہی کہ جب تک اسکا ایک خاص فقرہ ہندو نہ پڑھے تو اسکی نجات نہین ہوگی۔ اس فقرہ مین لام اتنی دفعہ آتا ہی کہ وہ کلمہ لا الہ الا اللہ ہو جاتا ہے۔ دوسرا حکم یہ ہی کہ ہندوون کو گائی کا گوشت کھانا چند شرطون کے ساتھ مباح ہی تیسری یہ کہ ہندوون کو مردون کو جلانا نہین چاہئیے دفن کرنا چاہئیے۔ ان باتون کے مباحثے مین شیخ مذکور ہندکے برہمنون پر غالب ہا اور سب کو الزام دیا اور اسی تقریب سے وہ مسلمان ہوا۔

مہابھارت کتب ہند مین ایک معظم کتاب ہے اور طرح طرح کے قصے و مواعظ و نصائح و اخلاق و آداب و معارف و اعتقادات لکھے ہین اور ہندوون کے مذاہب طریق عبادات کا بیان اس مین ہی اور انہین کے ضمن مین فرمانروایان ہند کورووں اور پانڈووں کی لڑائی کا بیان لکھا ہی جسکو بعض کہتے ہین کہ چار ہزار برس اور کسر سے ائد گذرے ہین۔ ایک جماعت کا قول ہی کہ اس سے زیادہ اور کئی ہزار برس گذرے ہین اور زمان آدم علیہ السلام سے پیشتر

ہی۔ اور ہندو اسکے لکھنے اور پڑھنے کو عبادت عظیم جانتے ہین اور مسلمانون سے چھپاتے ہین
اس ترجمہ کا سبب یہ تھا کہ شاہنامہ و قصہ امیر حمزہ سترہ جلدون مین پندرہ برس کی عرصہ مین بادشاہ نے لکھایا تھا اور بہت روپیہ اوسکی تصویرون کے کھچوانے مین خرچ کیا تھا۔ ایسے ہی قصہ ابومسلم و جامع الحکایات وغیرہ کو مکرر سنا تھا انکی نسبت بادشاہ کی رائے یہ تھی۔ ان مین اکثر شاعرانہ بناوٹ کی باتین ہین مگر وہ ایسی نیک مہورت مین اور سعید طالع مین تصنیف ہوئی ہین کہ انکی پوری شہرت ہوگئی ہی۔ اب سنسکرت کی کتابون کو جو مرتاض عاقل عابدون نے تصنیف کی ہین اور سب صحیح اور نص قاطع ہین اور ہندؤن کے دین و اعتقادات کا مدار انپر ہی اسکا ترجمہ سنسکرت سے فارسی زبان مین اپنے نام سے کرانا چاہتے کہ وہ تازہ غیر مکرر ہونگے اور سعادات دینی و دنیوی کی مثمر اور حشمت و شوکت بیرونی کی منتج اور کثرت اولاد اور اموال کی مستوجب ہونگی جیسا کہ ان کتابون کے خطبون مین لکھا ہی اس لئے ۹۹۹ھ مین بادشاہ نے حکم دیا کہ پنڈتون کی ایک جماعت اکھٹی ہوکر مہابھارت کے معانی بیان کرے چندراتون تک بادشاہ نے خود انکے معانی نقیب خان کے خاطر نشان کئے تاکہ اصل کو فارسی زبان مین تحریر کرے اور تیسری شب کو فقیر عبدالقادر کو بلاکر حکم فرمایا کہ نقیب خان کے ساتھ شریک ہوکر ترجمہ کری تین چار مہینے مین اس مزخرف و لاطائل کے اٹھارہ فن (پرب) مین سے دو فن کا ترجمہ لکھا اور کیا کیا اعتراضات سُنے جنکے معانی یہ تھے کہ مین حرام خوار اور شلغم خور ہون۔ ان کتابون مین فقیر کا نصیب یہی تھا النصیب یصیب بعد ازان اسکا ایک حصہ ملا شیری اور نقیب خان نے تمام کیا اور حاجی سلطان تھانیسری نے اسکا ایک حصہ تنہا ترجمہ کیا بعد ازان اس جماعت پر شیخ فیضی مامور ہوا اس نے بھی دو فن سے زیادہ ترجمہ نہین کیا پھر حاجی مذکور نے دوبارہ ہر کو لکھا۔ باتین جو اول بار مین فروگذاشت ہوئی تھین اونکے نقص کو دور کیا اور اس کو یہان تک اصل کے مطابق کیا کہ نقطۂ گمس کو بھی متروک نہ کیا سو جزون کا حصہ بارہ خط مین لکھا جسکا نتیجہ اسکو یہ ملا کہ کسی تقریب سے اسکو بادشاہ نے خارج کرکے بکھر مین بھیجدیا اب وہ اپنے شہر مین ہی۔ ان معبرون (معانی بیان کرنیوالے) اور مترجمون مین سے اکثر کو روون اور

پانڈوں کے ساتھ محشور ہین اور مرگئی ہین اور کافرون کے ساتھ انکا حشر ہوا ہی باقی ماندون کو خدا تعالی نجات دی اور توبہ کی توفیق کرامت کری اور عدد من اکرہ وقلبہ بالایمان سموع ہوا فانہ ھو التواب الرحیم اسکا نام زرم نامہ رکھا گیا تصویرین بنائی گئین اور نقلین مکرر ہوئین اور امرا کو حکم ہوا کہ ایک نسخہ اسکا تیمنا و تبرکا رکھین اور ابوالفضل نے تفسیر آیۃ الکرسی تالیف کی تھی اسکے برعکس اس کتاب کا خطبہ و جزو کا لکھدیا نعوذ باللہ من الکفریات والحشویات

رامائن۔

سنہ ۹۹۷ مین بادشاہ نے حکم دیا کہ رامائن کا ترجمہ عبدالقادر کرے اس نے چار سال مین اسکا ترجمہ تمام کیا اور اسکا مثنوی بادشاہ کی نذر کیا اوسکے اخیر مین لکھا تھا

ناقصہ نوشتیم بہ سلطان کہ رساند	جان سوختہ کردیم بجانان کہ رساند

اس شعر کو بادشاہ نے بہت پسند کیا اور پوچھا کہ ترجمہ کے کتنے جزو ہوئے۔ عبدالقادر نے کہا کہ اول قریب مجملاً ستر جزو تھے اور دوسری دفعہ مفصلاً ایک سو بیس جزو۔ حکم فرمایا کہ دیباچہ بھی مصنفین کی رسم کے موافق لکھو۔ عبدالقادر نے اس سے اغماض کیا۔ وہ لکھتا ہی کہ نقل کفر کفر نہین ہوتی۔ مینے بادشاہ کے حکم سے ترجمہ کیا گو اس سے مجھکو کراہت تھی اور جسکے سبب سے مجھے یقین ہی کہ لعنت ملامت ہوگی مین اس سے توبہ کرتا ہون خدا تعالی قبول کری۔

تاریخ کشمیر

سنہ ۹۹۹ مین بادشاہ نے عبدالقادر کو حکم دیا کہ ملا محمد شاہ آبادی نے جو ایک فاضل جامع معقول و منقول ہی حسب الحکم تاریخ کشمیر فارسی مین ترجمہ کی ہی اوسکو سلیس عبارت منقح مین لکھ دو مہینے کی عرض مین اسکا انتخاب کیا اور یہ بیت آخیر مین لکھی

در عرض یک دو ماہ بہ تقریب حکم شاہ	این نامہ شدہ چو خط پری پیکران سیاہ

بادشاہ نے یہ نذر لیکر کتب خانہ مین داخل کی اور وہ بہ مثل پڑھی جاتی ہی۔

جامع رشیدی

سنہ ۱۰۰۱ مین بادشاہ نے عبدالقادر کو حکم دیا کہ شیخ ابوالفضل علماء کی بہ تصویب جامع رشیدی کہ ایک مجلد عظیم ہی عربی سے فارسی مین ترجمہ کری انمین سے شجرہ خلفاء عباسیہ۔ و مصریہ و بنی امیہ کہ آنحضرتؐ تک ختم ہوتا ہے اور وہان سے آدمؑ تک پہنچتا ہی اسکا اور تمام انبیاء اولوالعزم کا حال مفصل ترجمہ کیا۔

جب سنہ ہجری ہزار گذر گئی تو بادشاہ نے حکم دیا کہ ایک تاریخ تالیف کی جاے جس مین
آجتک بادشاہان اسلام کا حال ایسا لکھا جاے کہ حقیقت مین وہ اور تاریخون کی ناسخ ہو اور نام
اسکا الفی رکھا جاے اور سنوات مین بجاے لفظ ہجرت کے لفظ رحلت لکھا جاے اور آنحضرتؐ کی وفات
سے آجتک وقایع عالم سات آدمی لکھین سال اول کا حال نصیب خان۔ دوم سال کا حال شاہ فتح اللہ
علی ہذا القیاس حکیم ہمام و حکیم علی و حاجی ابراہیم سرہندی کہ گجرات سے آیا تھا اور مرزا نظام الدین
احمد و عبد القادر لکھین۔ دوسرے ہفتے مین ۳۵ سال کا حال مرتب ہوا۔ بعد ازان ملا احمد
ٹھٹوی کو حکم ہوا کہ چھتیس سال سو تاریخ الفی لکھے۔ اسنے تعصب سے موافق اپنے اعتقاد کے
جو کچھ جی مین آیا لکھا۔ دو جلدون مین چنگیز خان کے زمانہ تک واقعات کو لکھا کہ اسکو مرزا
خولا دریلاس نے مار ڈالا۔ باقی احوال جب الامر آصف خان نے سنہ ۹۹۷ تک لکھا سنہ ۱۰۰۰ مین
عبد القادر کو لاہور مین حکم ہوا کہ اس تاریخ کو ازسر نو مقابلہ کر کے تصحیح کرے اور سنوات کی جو قدیم سے
تا خیر ہوئی ہے انکو ترتیب دے ایک سال تک اسکو ان خدمات سے شغل رہا دو جلدون کا تو
مقابلہ کیا اور دو جلدون کو اُس نے آصف خان کے حوالہ کیا۔ غرض اس تاریخ کے اول دو دفتر ملا احمد
ٹھٹوی نے لکھے ہین اور تیسرا دفتر آصف خان نے اور اسکی تصحیح و مقابلہ ملا مصطفی کاتب لاہوری کو
اتفاق سے ملا عبد القادر نے کیا ہے۔

سنہ ۱۰۰۱ کے اوائل صفر مین بادشاہ نے ملک الشعرا فیضی کو حکم دیا کہ پنج گنج لکھے پانچ مہینے کی عرصہ
مین اُسنے نل و دمن کہ عاشق و معشوق ہین اور انکا قصہ ہند مین مشہور ہے چار ہزار دو سو شعرون
مین لکھا اور چند اشرفیون کے ساتھ بادشاہ کی نذر کیا۔ وہ بہت بادشاہ کو مستحسن معلوم ہوا
اور اُسکی کتابت کا اور اسمین تصویرون کے لگنے کا حکم ہوا نصیب خان کو حکم ہوا کہ اوسکو
وہ پڑھ کر سنائے۔ سچ یہ ہے کہ ایسی مثنوی تین سو برس سے بعد شیرین خسرو کے کسی نے ہند مین
نہین تصنیف کی ہے۔

بکرماجیت کے زمانہ مین سنسکرت زبان مین تصنیف ہوئی تھی۔ اسمین بتیس کہانیان ہین
بتیس کٹ پتلیان راجہ کے سنگھاسن کو سر پر لئے ہوئے کھڑی ہین اور ہر ایک پتلی ایک حکایت راجہ

بکرماجیت مہاراجہ مالوہ کے حال مین کہہ رہی ہین۔ عبدالقادر کو حکم دیا کہ آج ہی سے وہ فارسی زبان مین اسکا ترجمہ شروع کرے اور ایک پنڈت مقرر کردیا کہ وہ اسکے روبرو اسکا مطلب بیان کرے۔ بادشاہ نے ملا کا ترجمہ پسند کیا اور خرد افزا اسکا نام رکھا جو اسکے ترجمہ کی تاریخ ہی۔

گنز ملر صاحب کا بیان — شبیہ کشی

گنز ملر صاحب جو دنیا کی زبانون کے علم مین بیمثل عالم متبحر مشہور ہین وہ اپنی کتاب ری لی جین سائنس (اس کتاب مین یہ ذکر ہی کہ مذہب بھی سائنس ہی) لکھتے ہین کہ اگر تاریخ عالم کو مطالعہ کیجیئے تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ جیسا ۱۵۷۲ء و ۱۵۸۲ء کے درمیان آپس مین مذہبون کی باہم مقابلہ کرنے کا اور مذہبی تحقیقات کا شوق شہنشاہ اکبر کو ہوا ہی ایسا کسی اور شہنشاہ کو دنیا مین پہلے نہین ہوا اس نے بہت دولت خرچ کی۔ اس نے مجتہدین مذہب کو دور دور سے بلایا۔ کر دستان سے آردشیر زردشتی کو بلایا۔ مذہبی کتابون کے ترجمون مین لاکھون روپیہ خرچ کیئے بہت کتابون کو جمع کیا۔

شبیہ کشی کو عرف مین تصویر کہتے ہین چونکہ وہ جدو بازی دونو کا دستمایہ ہی اس لیئے بادشاہ کو شوق اسکا ابتدائے عمر سے ہی اور اسکو رواج و رونق دینے کا ظلیگار ہی اس سبب سے نادر جادوکاری نے رونق پائی اور ایک گروہ نامور مصورون کا پیدا ہوگیا ہر ہفتہ مین داروغہ اور تبکچی (محرر) ہر مصور کے کامون کو بادشاہ کی نظر کے سامنے لاتے ہین اور انکی خوبی کے اندازہ کے موافق بخشش ملتی ہی اور اضافہ تنخواہ اونکا ہوتا ہی تصویر کشی کے مصالح پر بہت غور ہوتی ہی اور تصویرون کی قیمت مقرر ہوگئی ہی رنگ آمیزی کا اور ہی جوبن ہوگیا ہی اور صفائی کی اور ہی تازہ آبرو ہوگئی ہی۔ ایسے شیرین کار ہنرمند چہرہ افروز ہوئے ہین کہ شہرۂ آفاق بہزاد کی نادرہ کاری کی اور اہل فرنگ کی سحر پردازی کی برابری کرتے ہین۔ کام کی تازگی و نقوش کی صفائی و ثبات دست اور اور گزیدہ صفات مین مصوری بیمثل ہوگئی ہی اور جادی اجسام کی بے جان تصویرین جاندار معلوم ہوتی ہین سو مصورون سے زیادہ پیشوائی کے درجہ پر پہنچ گئے ہین اور انکی بلند نامی کا آوازہ بلند ہوگیا ہی اور ایسے مصورون کا طائفہ کہ اپنی منزل کے قریب

پہنچ گئے ہیں یہ طبقہ کہ اوسی راہ پر چلے ہیں بہت ہیں - ہند میں جو اب مصوری ہی اسکی تصویر
بھی کبھی خیال میں نہیں گذرتی تھی کوئی ملک جہان میں مصوری میں اسکی برابر نہیں ہے -
اس شاہزادہ کے پیش رووں میں سے میر سید علی تبریزی اور عبد الصمد شیریں قلم شیرازی اور دسویں
کہا رکا لڑکا ہی - یہ لڑکا اس کارخانہ میں نوکر تھا اور مصوری کی ہوس میں دیواروں پر صورتیں بنانا
اور نقش کاڑھتا ایک دن بادشاہ کی نظر اوسپر جا پڑی وہ سمجھ گیا کہ یہ لڑکا ہونہار ہے
ایک دن یہ استاد ہو جائیگا اسکو خواجہ عبد الصمد کے حوالہ کیا - تھوڑے دنوں میں یگانۂ
روزگار ہوا اور دیوانہ ہو کر خودکشی کر کے مر گیا - تعجب ہی کہ صورت بینی اور تمثال آرائی جس کو
لوگ خواب غفلت سمجھتے ہیں وہ اندیشہ کی درستی سے علم کی جاندار اور جہالت کے کردہ بے درد
کی دوا ہی تقلید پیشہ جو تصویر کے دشمن ہیں اب اونکی آنکھیں کھلی ہیں کہ حقیقت کو دیکھتی
ہیں - ایک روز انجمن راز گوئی میں بادشاہ نے حاضرین مجلس سے فرمایا کہ جو مصوری کے پیشہ
کی برائی کرتے ہیں اونکو میرا دل نہیں پسند کرتا اور میری نزدیک خدا شناسی میں . . . . .
. . . . بہت آدمیوں سے مصور بہتر ہوتا ہے اسواسطے جسوقت وہ جانور کی تصویر کھینچتا ہے
اور اوسکے عضو عضو کی صورت بناتا ہے اور اوسکے اندر روح نہیں پھونک سکتا ہی تو وہ
جہان آفرین کی نیرنگی کی طرف متوجہ ہو کر اسکو پہچانتا ہی جب اس پیشہ کا مرتبہ بلند ہوا بڑی
بڑی نادر کام تیار ہوئے - فارسی نظم و نثر کی کتابوں کو اسنے آراستہ کیا - دلکشا مجلسوں
کی تصویریں اسنے بنائیں قصہ حمزہ کے بارہ دفتروں کو رنگ آمیز کیا - استادوں
نے اسمیں چودہ سو جگہ تصویریں بنائیں - چنگیز نامہ - ظفر نامہ - آئین اکبری - رزم نامہ
رامائن - نل دمن - کلیلہ دمنہ - عیار دانش وغیرہ میں پیکر نگاری ہوئی - بادشاہ نے
کتابوں میں جہان تصویریں بننی چاہئیں تھیں خود نشان کر دیئے - بادشاہ کے
اشارہ سے تمام ملازمان دولت کی تصویریں بنائی گئیں اور ان سے ایک بڑی کتاب
آراستہ ہوئی جس سے مردوں میں ایک تازہ جان پڑ گئی اور حاضروں کو زندگی جاوید
کی جستجو کہ تصویروں کو بلندنامی حاصل ہوئی - ایسی ہی نقاشوں نے تصویروں

جدول آرایوں وصحافون کا بازار بھی گرم ہوا۔

قورخانہ سے خانہ آبادی جہان کی معمور ہوتی ہی اور سپہ آرائی کا سرانجام ہوتا ہی۔ اسی سبب سے پادشاہ اسپر بہت دل لگاتا ہی اور اسکی آرایش مین بہت غور کرتا ہی اور اُنکی تادی تازی طرحین نکالتا ہی۔ اس سے کام کے جوہر نے فزایش پائی ہی۔ پادشاہ کے پاس ایک جوشن (زرہ) آئی۔ اسپر بندوق لگائی تو گولی کا نشان بھی اسپر ہوا۔ فورخانہ (اسلحہ خانہ) ایسا تیار رہتا ہے کہ وہ لشکر کو کافی ہوتا ہی۔ بازارون مین ہتھیار جس قیمت پر بکتے ہین پادشاہ اُنکو بھی دیکھتا ہی۔ اپنی خاص ہتھیارون کا نام رکھتا ہی اور اوسکے درجے مقرر کرتا ہی۔ ۳۰ شمشیر خاصہ ہین ان مین سی ہر روز ہر شمشیر باری باری سی شبستان مین جاتی ہی۔ جب دوسری شمشیر جاتی ہی تو پہلی شمشیر واپس آتی ہی اور اسکو باہر لوکر باری باری سے لیتے ہین روز چالیس شمشیر تیار رکھتے ہین اسکو توتل کہتے ہین۔ جب پادشاہ کی خاصہ شمشیرین خرچ ہو جاتی ہین اور بارہ رہ جاتی ہین تو اُن کو توتل شمشیرون سے اُنکی تعداد پوری کی جاتی ہی۔ جمدھر کھپوہ۔ چالیس چالیس رہتی ہین اور ہر ایک کی باری ایک ہفتہ کے بعد آتی ہی اور اِنمین سی ہر ایک کے بیس بیس توتل رہتی ہین اور اُنکی بھرتی بھی شمشیرون کی طرح ہوتی ہی آٹھ کارد و بیس نیزہ و برچھی رہتی ہین ہر ایک کی باری ایک مہینے مین آتی ہی۔ شہدا اور بھدا ین کی ۸۶ کمانین اور سوا ے اُن کے اور ۲۴ کمانین رہتی ہین سواری اور بار عام کے وقت امیرزادے اور اور منصب دار واحدی تورہ ہاتھون اور کندھون پر اُٹھاتے ہین۔ ان مین سے چار چار آدمیون مین سی ہر ایک چار ترکش چار کمان چار شمشیر چار سپر لیتے ہین اور انکے سوا نیزہ و برچھہ۔ زاغ نول۔ پیازی۔ گپتی۔ کمان و غلیل۔ کتک۔ صندلی شائستہ آئین سے اُٹھاتے ہین اور چند قطار (پانچ اونٹون کی ایک قطار ہوتی ہی) شتر و استر پر بھی طرح طرح کے سلاح آمادہ رہتے ہین اور چند چھکڑے بختی اور سوا اُنکے اور جانور سفرون مین بار برداری کرتے ہین۔ بارگاہ مین امرا اور اور آدمی تورہ کی برابر منتظر خدمت کھڑی رہتی ہین اور سواری مین وہ پیچھے چلتی ہین مگر چند خاص امیر پادشاہ کے قریب رہتی ہین۔ سجی ہوی ہاتھی و اونٹ و بھلیان و نقارہ و علم و کوسہ اور سامان

(۴۳) آئین توپ

موکے ساتھ ہوتا ہی۔ اور بیساول انکا اہتمام کرتے ہین۔ اور سیرنجی انکی مدد کرتے ہین کہ گاہ گاہ چند تیز تک پہاوے اور چند اور آدمی توپ کو اٹھاتے ہین۔

توپ جہانبانی کی اقبال سراہی کا عجیب فضل ہی اور کشورکشائی کے دروازہ کی دل کشا کنجی۔ جتنی توپین یہان ہین اس سے زیادہ کہین سوائے روم کے نہین ہین بعض توپین ایسی ہین کہ انمین بارہ من کا گولہ چھوٹتا ہی اور کئی ہاتھی اور ہزارون بیل اسکو لیکر چلتے ہین بادشاہ ان توپون کی رونق کو معنوی مقاصد مین سے گنتا ہی اور بہت اُن پر توجہ کرتا ہی جید داروغہ اور ژرف نگاہ توپ بندی مقرر کرتا ہی اور ساری کارخانے کو نہایت عمدہ انتظام سے رکھتا ہی۔

بادشاہ نے ان توپون مین بہت باتین اختراع کی ہین۔ ایک توپ ایسی بنائی ہی کہ اسکے پرزے جدا جدا کرکے بوجھ مین آسانی سے لیجا سکتے ہین اور پھر چھوڑنے کے وقت انکو ملا سکتے ہین ستر توپون کو اس طرح پیوند دیا ہی کہ ایک فتیلہ سے چھوٹ جاتی ہین اور ایک توپ ایسی بنائی ہی کہ اسکو ایک ہاتھی لیجا سکتا ہی اسکا نام گجنال ہی اسی کو ہفت نال کہتے ہین اور ایک توپ ایسی ساخت کی ہی کہ ایک آدمی اسکو لیجا سکتا ہے اسکے تمام اجزا ہر ایک احدی ماہوار پاتے ہین اور پیادہ کی تنخواہ ۴۰ دام سے زیادہ اور ۱۰ دام سے کم نہین ہی۔

(۴۴) آئین بندوق

بادشاہ کو بندوق کی طرف بہت میل ہی وہ اسکے بنانے مین اور چھوڑنے مین اپنا جواب نہین رکھتا ایسی بندوقین بناتا ہی کہ اگر انکو لبالب بارود سے بھر کر چھوڑو تو بھی وہ پھٹتی نہین۔ پہلے انمین ایک چوتھائی سے زیادہ بارود نہین بھری جاتی تھی انکے بنانے کا یہ دستور تھا کہ پتک (ہتوڑے) وسندان سے لوہی کو چوڑا کرتے اور پھر اسکے چوڑے سرون کے کنارون کو جوڑ دیتے تھے اور بعض دورہینی یہ کرتے تھے کہ ایک طرف کو نکلا رکھتے تھے۔ انکے پھٹنے سے گزند پاتے تھے خاص کر پہلی طرح کی بندوقون سے۔ اب بادشاہ نے انکے بنانے کی یہ روش نکالی ہی کہ لوہی کو چوڑا کرکے اسکو مار کی طرح اریب کے ساتھ اس طرح لپیٹتے ہین کہ ہر پیچ مین اسکا طول زیادہ ہوتا جاتا ہے اسکے کنارون کو نہین ملاتے بلکہ انکو نکلا رکھتے ہین اور پھر انکو آگ مین پختہ کرتے ہین کبھی یہ بھی کرتے ہین کہ لوہی کا میل

یعنے اسطوانہ بناتے ہین اور اُس مین سوراخ کرتے ہین اور ایسے تین چار اسطوانون کو توڑا بندوق کے لئے اور دو اسطوانون کو چھوٹی بندوق کے لئے جوڑ لیتے ہین ایسی بندوق بھی بنائی ہی کہ بغیر فتیلہ آتش (توڑہ) کے وہ فقط ماشہ کی تھوڑی حرارت سی چھوٹ جاتی ہی اور بہت سی گولیان ایسی بناتی ہین کہ وہ لگ کر تلوار کا کام دیتی ہین۔ ان سب بندوقون مین سرافراز رنگ رام بندوق ہی جس سی فروردین ماہ الہی مین ایک ہزار نو سو جانور شکار کئے ہین بادشاہ کی قدردانی سے بڑے بڑے بندوق ساز استاد پیدا ہو گئے ہین خصوصاً ان استاد کبیر حسین بڑی ہنرمند ہین۔

بندوقون پر جا بجا آہن۔ کارگیر جانے سات سال ماہ کے ہند سے لکھے جاتے ہین پہلے سخت آدمی بہت سی آلات سی محنت کرکے بندوقون کو صاف کرتا تھا۔ مگر بادشاہ نے ایک خرچ کیا ہی۔ ایک بیل سکو گردش دیتا ہی سولہ بندوقین تھوڑی دیر مین اندر سے صاف ہو جاتی ہین بندوقین کیا خاص کارخانہ شاہی کی بنی ہوئی ہین یا پیشکش مین آتی ہین یا خریدی جاتی ہین۔ انکی یہ قسمین ہین۔ دراز۔ کوتاہ۔ سادہ۔ نگین۔ کوفت کار۔ بادشاہ نے ہزارون بندوقون مین سے ۱۰۵ بندوقین خاصہ پسند کی ہین۔

بادشاہ نے میر دھ کی تنخواہین یہ چار طرح کی مقرر کی ہین ۳۰۰ دام ۲۱۰ دام ۱۷۰ دم ۱۲۶ دام اور باقی اور کی تین قسمین کی ہین اور ہر قسم کی تنخواہ تین طرح کی مقرر کی ہی۔ اوّل کے ۲۵ دام دوم ۲۴۰ دام سوم کے ۲۳۰۔ اور قسم دوم کے اوّل کے ۲۲۰ واسط کے ۲۱۰ وادنی کے ۲۰۰ دام قسم سوم کے اوّل کے ۱۹۰ دام دوم کے ۱۸۰ دام سوم کے ۱۷۰ دام چہارم کی اوّل قسم کی ۱۶۰ ومیانہ کی ۱۵۰ وفروتر کی ۱۴۰ پنجم کی اوّل قسم کی ۱۳۰ اوسط ۱۲۰ دام ادنی ۱۱۰۔

یہ جانور بھی عجیب ہی تنومندی واستواری مین کوہ کی مانند۔ دلیری وجان نثاری مین شیر کردار شکوہ افزائی وشوکت ئی مین سرنگ نبرد اور آبادی سپاہ وملک بہت آوینہ ہندوستانی تجربہ کار کہتے ہین کہ عمدہ ہاتھی پانچ سولہ رون کی برابر ہوتا ہی۔ اور جب جید

(۳۷) آئین ہفتم بندوبست بندوقون وتوپخانہ وتوپ وتفنگ وآئین ہفتم بندوقون وتوپخانہ وتوپ وتفنگ وآئین ہفتم

دلیر تیرانداز اسکے ہمعنان ہون تو ایک ہاتھی ہزارون آدمیون کا کام دیتا ہی۔ تندخوئی و سبک عنانی مین وہ عربی گھوڑے کی برابر ہی اور فرمان برداری و رموز دانی مین زیرک آدمی کی برابر ہی کی شورش مین اور کینہ وری کی آشوب مین وہ آدمی سے بڑھکر ہی اپنی مادہ کو گزند نہین پہنچاتا باوجودیکہ وہی اسکو گرفتار کراتی ہی اور اپنے سے چھوٹے ہاتھیون سے نہین لڑتا اور نہ انکو لائق کاوش جانتا ہی۔ حق شناس ایسا ہی کہ اپنے مہاوت کو آزار نہین دیتا ہمیشہ خاکساری کرتا ہی لیکن سواری کے وقت اس سے وہ باز رہتا ہی۔

ایک ہاتھی شورش مستی و خشگینی مین اپنے ہمسر سے لڑ رہا تھا کہ ایک چھوٹا لڑکا اسکے پانون کے نیچے آگیا۔ مہربانی سے اسکو سونڈ مین اوٹھا کر ایک طرف رکھ دیا اور پھر جنگ شروع کی۔

جب مستی مین وہ قید سے رہائی پاتا ہی اور خودسر ہوتا ہی تو کسی کا مقدور یہ نہین ہوتا کہ اس کے پاس بھی جا کر پھٹکے۔ پر دل کاردان ہتنی پر سوار ہو کر اسکے پاس جاتا ہی اور پانی بند کرتا ہی بہت سی ہتنیان اپنے بچون کی سوگواری مین کھانا۔ پینا چھوڑ دیتی ہین اور اسی غم مین جان دیتی ہین ہاتھی بہت طرح کے کام سیکھتے ہین۔ ان اصول کو کہ سوائے موسیقی شناس کے کوئی اور نہین سمجھتا وہ انکو سیکھ لیتا ہی اور انکے موافق اپنے اعضا کو جنبش دیتا ہی اور روش مین آتا ہی وہ کمان کھینچتا ہی۔ نیزہ پھینکتا ہی اور افتادہ کو اٹھا کر فیلبان کو دیتا ہی۔ رسم ہی کہ دانہ کو گھاس مین لپیٹ کر ہاتھی کو خورش مین دیتے ہین اور وہ پاسبان کے اشارہ سے اپنی منہ کے گوشہ مین اسکو رکھ لیتا ہی اور تنہائی مین اسکو دیدیتا ہی سونڈ مین پانی لیکر اپنے اوپر چھڑکتا ہی اور اسمین کوئی بو ناخوش نہین پیدا ہوتی اوسکی قیمت ایک لاکھ روپیہ سے لیکر سو روپیہ تک ہوتی ہی پنج ہزاری بہت سے ہوتے ہین اور دہ ہزاری بھی پائے جاتے ہین۔ انکی چار قسمین بھدر۔ مند۔ مرگ۔ میر ہوتی ہین۔ انکے دانت اٹھارہ ہوتے ہین ان مین سولہ آدھے اوپر آدھے نیچے اور دو باہر ہوتے اکثر ایک گز کے اور اس سے بھی بڑے۔

ہاتھی کی عمر طبعی آدمی کی برابر ۱۲۰ سال کی ہی اسکے نام بہت سے ہین۔ ہستی۔ گج۔ پیل ہاتھی وغیرہ وہ کارشناسون کی تعلیم سے بہت سے جوہر اپنے مین پیدا کر لیتا ہی اور تعلیم

پانے کے بعد سو روپیہ کا ہاتھی ایک لاکھ روپیہ کا ہو جاتا ہے۔
ہند کے دانش گر کہتے ہین کہ دنیا کی جو آٹھ دشا (جہت) ہین انمین ایک قدسی نفوس ہاتھی کی شکل مین اوتار لیتا ہی۔ اسکی عجیب کہانیان بناتے ہین اور انکے نام یہ بتاتے ہین
(۱) مشرق مین ایراوت (۲) مشرق جنوب مین پنڈریک (۳) جنوب مین ہامن
(۴) مغرب جنوب مین گمند۔ (۵) مغرب مین انجن (۶) شمال مین پھیدنت (۷)
شمال مین سارہ بھوم (۸) شمال مشرق مین سپیر تیک۔ اپنے برامد کار کے لئے ہر ایک کی پوجا کرتے ہین اور اسکے لئے منتر پڑھتے ہین اور یہ بھی کہتے ہین کہ اس دنیا مین جو ہاتھی ہی وہ انمین سے کسی ایک کی اولاد مین سے ہے۔ وہ سفید پوست فیل کو اول درجہ کا شمار کرتے ہین اور اگر وہ بزرگ سر اور دراز موء خشمناک و مردانہ ہو اور پلکین کشادہ کرکے دیکھے اُس کو درجہ دوم کا اور اگر خوب دیدار و۔ سیاہ خام اور میان پشت بلند ہو تو سوم درجہ کا اور اگر بلند قامت سرخ چشم سیاہ سرخی آمیز ہو۔ وشوخ و آگاہ و کوتاہ ہو تو درجہ چہارم کا اور اگر چمکتا ہوا سیاہ ہو اور ایک دانت دراز ہو اور سینہ و شکم سفید ہو۔ و دست دراز اور بہت موٹا ہو تو پانچوین درجہ کا۔ اگر مہیب رنگین نکلی ہوئی اور پشت و گوش خرد ہون و خرطوم دراز تو چھٹے درجہ کا اور اگر نازک بدن و سرخ چشم و دراز خرطوم تو ساتوین درجہ کا اور اگر ان ساتون قسم کی صفات مین کچھ حصہ کسی مین ہو تو اسکو آٹھوین قسم کا شمار کرتے ہین اور انکو اس طرح بھی آٹھ قسمون مین تقسیم کرتے ہین کہ (۱) اگر اسکا پوست چین زدہ نہ ہو و بیمار نہ ہو و قار مند ہو اور لڑائی مین موہنہ نہ پھیرتا ہو اور گوشت پر رغبت نکرے اور شائستہ خوراک کھاکر خوش وقت ہو تو اوسکو دیو مزاج کہتے ہین (۲) اگر ہاتھیون کی شائستہ خاصیتین رکھتا ہو اور برت آگاہ ہو و سر و گوش و خرطوم و دست و پا کو ہلاتا رہے بے اشارے کسی کو نہ آزار دے تو اوسکو گندھرب مزاج کہتے ہین (۳) اگر خشمناک ہو اور اشتہا کے ساتھ کھائے اور پانی مین رہنے کو دوست رکھے تو اوسکو برہمن مزاج کہتے ہین (۴) جو بہت تنومند و خوشخال و آویزش دوست و شوخی افزا ہو اوسکو کھتری مزاج کہتے ہین

(۵) اگر پشت قدر و فراموش کار اور اپنے کام مین شوخ اور مالک کے کام مین کاہل ہش
اور زبون خوراک پر مائل ہوا ور ہر فیل کے ساتھ جنگ جو تو اسکو شودر مزاج کہتے ہین -
(۶) اگر وراستی و فریب کار اور جان شکر بیرا ہہ ہو تو اُسے مار مزاج کہتے ہین (۷) اگر
کج رو و کم آگاہ اور اپنے تئین مست بنا ہے دیکھی تو اسکو پشاچہ (بھوت) مزاج کہتے ہین -
(۸) اگر زور آور تیز رو و آدم آزاری دشت گردی کو دوست رکھی تو اُسے راچھس مزاج
کہتے ہین - ہندوؤن کے ہان ہاتھیون کے باب مین بہت سی کتابین ہین اور انکی بیماریون
اور علاجون کا ذکر ایمن ہی -

صوبہ دارالخلافہ آگرہ مین جنگل بیابان و نرور مین برار تک اور صوبہ البہاباس مین حدود
پٹنہ و گھوڑا گھاٹ و رتن پور و نندن پور و سرگجہ و لب تر اور صوبہ مالوہ مین ھنڈیہ راجھپوتانہ
چندیری و نستواس و بیجاگڈھ و رائے سین و ہوشنگا باد و گڈھ دھریا گڈھ اور صوبہ بہار مین
نواحی رہتاس و جہارکھنڈ و صوبہ بنگالہ مین اڈیسہ و ساتگانو مین ہاتھی بہت ہوتے ہین
اور سب سے اچھا پٹنہ کا ہاتھی ہوتا ہے (ابوالفضل نے جو مقامات ہاتھیون کی افراط کے لکھے ہین
وہان ہاتھی بالکل نہین ہین -

گلہ فیل کو سنسکرت مین سہنہ کہتے ہین اسمین مختلف تعداد ہوتی ہی - ہزار تک ہاتھی ایک گلہ
مین ہوتے ہین اور صحرا مین نہایت ہوشمندی سے رہتے ہین - زمستان و تابستان مین
مناسب مقام مین سکونت اختیار کرتے ہین اپنی خوابگاہ کے نزدیک درخت زار کو اکھیڑ ڈالتے
ہین اور نشاط و چرنے اور پانی پینے کے لئے دور دور چلے جاتے ہین اور چلنے مین ایک آگے چل کر
قراول بنتا ہی اور نگہبانی کرتا ہی اور یہ قراول اکثر بوڑھی ہتنی ہوتی ہی اور جب سوتے
ہین تو چار چار ہتنیون کو چارون طرف پاسبانی کے لئے مقرر کرتے ہین اور دن کو
نوبت بہ نوبت پہرہ دیتے ہین -

جب بچہ پیدا ہوتا ہی تو ہتنی تین چار روز تک بچہ کو سونڈ مین اوٹھا کر بیٹھی پر یا دانت
پر بٹھالیتی ہی اور اُسے لئے پھرتی ہی - زچہ اور بیمار کا علاج نباتات سے کرتے ہین اور

(۳۴) آئین فیل

اسکے گرد جمع ہوتے ہین شہنشاہ اکبر کہتا تھا کہ صحرائی ہتنی کا بچہ کنوین مین گر پڑا تھا تو دشتی فیلون نے کنوئی کو لکڑی اور گھاس سے بھر کر نکال لیا۔

بادشاہ نے ہاتھی کے یہ سات مراتب مقرر کئے ہین (۱) مست (۲) شیر گیر (۳) سادہ (۴) منجھولہ (۵) گرھ (۶) پھندر کنیہ (۷) موکل۔

(۳۵) آئین خوراک

پہلے ہاتھیون کی قیمتین مقرر نہین تھین۔ اس لئے انکی خوراک مین ناہنجاری ہوتی تھی بلکہ اب ہاتھیون اور حقتیون کی اقسام مقرر کردین ہین اور ہر یک کی خوراک کی مقدار معین کی ہے جس سے انتظام خوب ہوگیا۔ اول مست ہاتھی پر ساڑھے پانچ نفر اسکے مقرر ہین کہ یہ ہین کہ دو ہاتھیون پر گیارہ آدمی یا پانچ آدمی اور ایک لڑکا (۱) مہاوت وہ گردن پر بیٹھتا ہے اور اسکو چلاتا ہے (۲) بھوئی وہ سر گاہ پر بیٹھتا ہے وہ لڑائی اور تیز روی مین یاوری کرتا ہے۔ (۳) بیٹھ وہ ہاتھی کو کھولتا اور باندھتا ہے۔ ساڑھے تین نفر اسکے مقرر ہین۔ دوم ہر شیر گیر پر پانچ نفر سوم ہر سادہ پر ساڑھے چار نفر چہارم ہر منجھولہ پر ساڑھے تین نفر پنجم ہر گرہ پر ساڑھے تین نفر ششم ہر پھندر کنیہ پر دو نفر ہفتم ہر موکل پر دو نفر مقرر ہین فوجدار شحنہ دس دس سو سو مین بیس بیس تیس تیس ہاتھی کا ردانون کی سپرد کرتا ہے ان ہاتھیون کو حلقہ کہتے ہین اور اسکے سردار کو فوجدار وہ ہاتھیون کی فربہی و ہنرآموزی و دلیری و توپ اندازی اور آتش افروزی مین انکی پابرجائی مین کوشش کرتا ہے۔

(۳۶) آئین زنجیر

ہاتھی کا رخت یہ ہوتا ہے (۱) دھرنہ بڑی زنجیر ہوتی ہے جسمین پانون باندھتے ہین (۲) آندو زنجیر ہوتی ہے جس سے دونو ہاتھون کو باندھتے ہین (۳) پیڑی ایک زنجیر پچھلے پانون مین ڈالنے کی ہوتی ہے (۴) بلا پانہ ہوتی ہے جس سے آمد رشد کرسکتا ہے مگر وہ دور نہین سکتا (۵) گدھ پیری اندو کی مانند ہوتی ہے (۶) لونگر ایک بڑی زنجیر ہوتی ہے اسکا ایک سرا ہاتھی کے دست راست مین باندھتے ہین دوسرا کسی کندہ مین (۷) چرخی۔ خالی نرسل ہوتا ہے جسمین بارود بھر کر چھوڑتے ہین اور وہ چکر کھاتی ہے۔

(۳۷) آئین رخت

اس سے ہاتھی بہت ڈرتا ہے (۸) اندھیاری جسکا نام بادشاہ نے آفتابی رکھا ہے۔ وہ ٹاٹ و زربفت و مخمل وغیرہ کی بنائی جاتی ہے چوگوشیہ ہوتی ہے آنکھون پر لگاتی

جاتی ہی - پادشاہ نے اوسکے نیچے تین تین گلوبند لگا دیے ہین (۹) کلاوہ چندر سیمان بنی ہوئی ہوتی ہین جنکو حلقہ بنا کے گلے مین ڈالتے ہین اور فیلبان اپنے دونون پانو لٹکا کے بیٹھتا ہی - کبھی وہ چمڑہی یا ریشم کا بنایا جاتا ہی - اور بعض دفعہ اس کلاوہ مین آہنین سیخین جنکے سر تیز ہوتے ہین لگا دیتے ہین جسکے سبب سے بدکردار ہاتھی سر کو ہلا کر فیلبان کو نیچے نہین گرا سکتا ہے (۱۰) دلمٹھی پانچ گز کا لمبا رسّا ہوتا ہی اور عصا کی برابر موٹا اسکو کلاوہ کے اوپر مضبوطی کے لئے باندھ دیتے ہین جس سے وہ مضبوط ہو جاتا ہی (۱۱) کنار سیخچہ ہوتا ہی جسکا سر تیز ہوتا ہی اسکو کلاوہ مین لٹکاتے ہین اور ہاتھی کے بن گوش کو اس سے کھجلا کر تیزی اور شورش مین لاتے ہین (۱۲) ڈور ایک موٹا رسّہ ہوتا ہی - دم سے گلے تک بندھا ہوتا ہی (۱۳) گدیا مشہور (۱۴) گدوی (۱۵) پچوہ (۱۶) چوراسی (۱۷) پٹ کچہ (۱۸) بزرگ زنگ (۱۹) ٹیا (۲۰) قطاس پاکھر فولاد کی ہوتی ہی اور سر و سونڈ کے لئے ایک جداگانہ سلاخ ہی (۲۲) گج جھنپ (۲۳) میگھ ڈنبر ایک شامیانہ ہوتا ہی جسکو پادشاہ نے ایجاد کیا ہی فیلبان اسکے سایہ مین بیٹھتا ہی (۲۴) رن بیل (۲۵) گیتلی (۲۶) پاے رنجن (۲۷) آنکس یا چنگلک اسکا بادشاہ نے گج باگہ نام رکھا ہی (۲۸) گدڑ (۲۹) بنگری (۳۰) جگاوٹ (۳۱) جھنڈہ -

پادشاہ کے خاص سواری کے لئے ایک سو ایک ہاتھی منتخب ہوتے ہین ہر دس فیل پر ایک افسر ہوتا ہی اسکو دھائی دار کہتے ہین -

پادشاہ ہر قسم کے ہاتھی پر سوار ہوتا ہی اور اس دلیوکردار کو فرمان پذیر رکھتا ہی مست ہاتھیون کے دانتون پر پانو رکھ کر سوار ہو جاتا ہی - دلکشا عماریان خوش رفتار ہاتھیون پر کسی جاتی ہی اور خواب گاہ روان اسپر سرانجام پاتا ہے -

نوکر تن آسان نہ ہو جائین اور خدمتگذاری مین ہوشیار رہین پادشاہ نے اور کاخانون کی طرح اس کارخانہ کی بھی جرمانہ کا قانون بنایا + نر یا مادہ خاصہ فیل مر جاتا ہی تو بھوئیون پر تین مہینے کی تنخواہ کا جرمانہ ہوتا ہی - اگر رخت فیل مین کچھ کمی ہوتی ہی تو اوسکی قیمت کی دوتہائی کی برابر بھوئی اور مشعلچی پر جرمانہ ہوتا ہے

اور اگر جھول جاتی رہی تو اسکی قیمت کی برابر ہوتا ہی۔ اگر یا وہ لاغری و کم تیماری سے مرجاتی ہی تو بھوئی ہی اوسکی قیمت لیجاتی ہی۔ اگر فیلبان ہاتھی کے مست کرنے کے لئے دارو کھلاوی اور اُس سے وہ مرجاتی ہی تو فیلبان کو قتل کرنے یا ہاتھ کاٹنے یا بیچ کر غلام بنانے کی سزا ہوتی ہی اور اگر خاصہ ہاتھی ہو تو بھوئی ہو بھی تین مہینے کی تنخواہ کا جرمانہ لیا جاتا ہی اور ایک سال معطل کیا جاتا ہی اگر ہاتھی مرجاتی ہی تو بھوئی اور مہاوت پر تین مہینے کی تنخواہ جرمانہ ہوتا ہی اگر ہاتھی کا دانت ٹوٹ جاتا ہی یا اوسکی کلی کلی دانتوں کے قریب ایک جگہ ہوتی ہی جب اوس کو گزند پہنچے تو وہ چرک کرتی ہی) کو آزار پہنچے۔ اور دانت کھوکھلا ہو جائے تو داروغہ ہی دو تھائی اور فوجدار ہی ایک تہائی جرمانہ لیا جاتا ہی۔ ہاتھیوں کی فربہی و لاغری دیکھنے کے واسطے ہر مہینے مین دو کاردار مقرر ہوتے ہین جو بادشاہ کو سب حال کی اطلاع دیتے رہین۔

گھوڑا آبادی منزل و آبادی سپاہ و آبادی مُلک مین بڑا درجہ رکھتا ہی۔ کشورکشائی و غنم زدائی مین بڑی دستاویز ہوتا ہی۔ بادشاہ اسپر بہت مائل ہی۔ اسلئے عراق۔ عرب۔ روم۔ ترکستان۔ بدخشان۔ سُروان۔ قرغز۔ تبت۔ کشمیر۔ اور اور ملکون اور توران و ایران سے کاروان کاروان بادشاہ پاس گھوڑے آتے ہین بادشاہ کے طویلہ مین بارہ ہزار گھوڑے ہین ہر روز بہت سے آتے جاتے رہتے ہین۔ دیدہ ور کارشناسون نے گھوڑون کی نسل لینے مین وہ ترقی کی ہی کہ تھوڑے عرصہ مین ہندوستان کو عربستان سی بڑھا دیا اور اب ہندوستان مین گھوڑا ایسا پیدا ہونے لگا کہ وہ بالکل عربی و عراقی معلوم ہوتا ہی۔ اگرچہ ان کی نسل ہر جگہ بڑھائی جاتی ہی مگر کچھ مین وہ خوب ہوتی ہی اور عربی گھوڑی کی مانند گھوڑا وہان پیدا ہوتا ہی۔ کہتے ہین کہ پہلے زمانہ مین عرب کا ایک جہاز تباہ ہو کر اس زمین مین آیا۔ اس مین سات گھوڑی نہایت عمدہ تھے وہان گھوڑے ان گھوڑون کی نسل مین سی گنی جاتی ہین۔ پنجاب مین بھی گھوڑا عراقی گھوڑے کی مانند پیدا ہوتا ہی۔ خاص کر دریا سندھ و بہت (جہلم) کے درمیان اسکو سنوجی کہتے ہین۔ اور پتی ہیبت پور۔ بجواڑہ۔ تہارہ۔ صوبہ دارالخلافہ آگرہ میوات صوبہ اجمیر مین جو گھوڑے پیدا ہوتے ہین انکو بچوار یہ کہتے ہین۔ ہندوستان کی کہسار شمالی مین چھوٹے گھوڑے طاقتور پیدا ہوتے ہین اور انکو گوٹ کہتے ہین۔ بنگالہ کی انتہا

(۹۴) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) آئین گھوڑون کے باب مین۔

کوچ (بہار) مین گھوڑا پیدا ہوتا ہی جو ترکی اور گوٹ کے درمیان ہوتا ہی اوسکو ٹانگن کہتے ہین
وہ بڑا توانا اور زورمند ہوتا ہی - بادشاہ گھوڑیکو فرماندہی کا مایہ اور بزرگی کی اکسیر جانتا ہی -
اسلئے اُنکے جمع کرنے مین بہت توجہ کرتا ہی - اول اسنے ایک جدا جگہ مقرر کر رکہی ہی کہ گھوڑون کے
سوداگر وہان بغیر انتظار کے رنج کے آرام کیا کرین اور کسی طرحکی انکو گزند نہ پہنچی اور آزمندی
جو آجکل سوداگرون کے گلے کا ہار بنی ہوئی ہی گھوڑون مین پراگندگی نہ پیدا کرے - دوم اس نے
ایک نیک مرد کاروان سرای کا آئین مقرر کر دیا ہی کہ وہ کارآگہی اور شناسائی سے سوداگرون کو بیقرار
نہ ہونے دے اور بدگو بہتان سازون کی زبان بیہودہ گوئی سے بند کرے سوم ایک نیکبخی درست قسم
مقرر کیا ہی کہ وہ گھوڑون کے آنے اور نظر سے گذرنے کے سررشتہ کو منتظم رکھے اور بادشاہی احکام
کی تکمیل کو دیکھتا رہے کہ آئین تو کچھہ خلل نہین آیا - چہارم اس نے یہ قیمت شناس مقرر کئے ہین کہ وہ گھوڑون
کی قیمت اِن کی آمد کی ترتیب کے موافق مقرر کرین یعنی جو پہلے آئین انکے پہلے قیمت مقرر کیجائے
جو قیمت وہ مقرر کرتے ہین بادشاہ انکو آدہی قیمت اور زیادہ دیدیتا ہی -
ہر قسم کے گھوڑون کے مراتب مقرر ہین خاصہ وغیرخاصہ - چہہ طویلے چہل اسپی عرب و عجم کے برگزیدہ گھوڑون کے
اور اور طویلے شاہزادون کے ہین - ایک طویلہ رہوار ترکی گھوڑون کا ہی - ایک طویلہ خانہ زادون کا
ہی - غرض کہ ہر قسم کے گھوڑون کی مقرر ہین - سب کے ساز و اسباب جدا جدا ہین -
خدمتگارون کی تفصیل یہ ہی کہ (۱) ایک عہدہ آت بیگی کا ہی وہ سب گھوڑون کے حال سے واقف
ہوتا ہی طرح طرح کی تیمارداری و رنجموئی کرتا ہی - یہ ایک منصب والا امرا سے بزرگ کی برابر
ہی - آجکل خانخانان اس خدمت پر سربلند ہی (۲) ہر طویلہ کا ایک داروغہ ہوتا ہی (۳)
منصبدارون اور احدیون مین سے ایک مشرف ہوتا ہی وہ گھوڑون کی شمار و داغ و ستد کا
حساب رکھتا ہی وہ بھی امرا مین داخل ہوتا ہی (۴) دیدہ ور بادشاہ کے ملاحظہ سے بیشتر
گھوڑون کا امتحان تحقیق کرتا ہی انکا حال اور درجہ قرار دیتا ہی اور مشرف اسکو لکھتا ہی (۵) منصبدار
واحدیون مین سے کسی کو یہ عہدہ ملتا ہی (۶) اصیل وہ گھوڑون کے رخت کی پاسبانی کرتا ہی
اور انکو راستہ کرتا ہی (۷) چابک سوار - وہ گھوڑون پر سواری کرکے نئی چال کو

درست کرتا [redacted] توتون کا ہی وہ گھوڑون کو اصول سکھاتا ہی یعنی دہ چلنا۔
(۹) میر دھہ (جسکے [redacted] ساتھ ہوتا ہی وہ دس آدمیون کا سردار رہتا ہی اُس کو
احدیون مین تنخواہ ملتی ہی) (۱۰) [redacted] سہرطویلہ کے حال کی خبردار و غہ کو کرتا ہی
(۱۱) سائیس (۱۲) جلوادار پیک (۱۳) مغلبند (۱۴) رین دہ [redacted] آب کش (۱۶) فراش جو ہمیشہ
برسی گرد جھاڑتا ہی (۱۷) سپند سوز (۱۸) خاک روب جسکا نام پاد شاہ نے حال خور رکھا ہی (اکبر کو
نام بدل کر نئے نامون کے رکھنے کا شوق بڑا تھا) پادشاہ بعض آدمیون کو یہ جانتا ہی کہ وہ گھوڑے
[redacted] ہوتے ہین مگر گھوڑے کا رکھنا نہین جانتے اسلئے اوس نے چند طویلے داروغون کو سپرد کر
ہین اور [redacted] ہر طویلے مین جب خدمت کا وقت ہوتا ہی تو یہ سوار بلاے جاتے ہین اُنکا
پادشاہ نے بارگیر سوار رکھا ہی۔ اس لئے کہ گھوڑے بدلے نہ جاہین اور فریب کا نقش مٹ جاوی۔
پادشاہ نے کچھ نون نظر کے لفظ سے کچھ دلون داغ کے لفظ سے کچھ دونون سات کے ہندسہ کے نشان سے
گھوڑون کو نشان منا۔ کیا جو سرکار والا مین گھوڑا لیا جاتا اسپر یہ نشان کلہ پر دائین طرف ہوتے
جو گھوڑا ہر دیا جاتا اسکی دائین طرف یہ نشان ہوتے کچھ عراقی و محض گھوڑون پر دائین طرف
قیمت کے ہندسہ کا نشان ہوتا اور ترکی و تازی کے بائین طرف۔ اب ہر طویلہ کے گھوڑون پر قیمت کا
ہندسہ لکھا جاتا ہی۔ وہ مہری پر ۱ کا نشان و بست مہری پر ۲ کا نشان اور علی ہذا القیاس
اگر پادشاہ کے ملاحظہ مین اس قیمت مین کمی و بیشی ہوتی تو پہلا ہندسہ کا نقش مٹا دیا جاتا ہی۔
جب جہاں اسپی طویل مین سے دس گھوڑے کم ہو جاتے تو انکی بجاے اور شاہزادون کے منتخب گھوڑون مین سے
بھرتی کئے جاتے اور اگر خانہ زاد گھوڑے دس کم ہو جاتے تو انکی بجاے اور دس خانہ زاد گھوڑے بھرتی
کئے جاتے اور اگر سوارون مین سے پانچ کم ہوتے تو انکی جگہ اور طویلون سے بھرتی ہوتے۔ اگر شاہزادہ بزرگ
سلیم کے طویلہ مین پندرہ گھوڑے کم ہو جاتے تو انکی جگہ اسلے چھوٹے بھائیون کے طویلون سے گھوڑے بھرتی
کئے جاتے اور اگر اُس سے چھوٹے شاہزادہ مراد کے طویلہ مین ۲۵ گھوڑے کم ہوتے تو انکی بجاے اور سے چھوٹے
بھائی دانیال کے طویلون سے گھوڑے پورے ہوتے اور اگر سب سے چھوٹے شاہزادہ دانیال کے طویلہ سے
۱۵ گھوڑے کم ہو جاتے تو انکی جگہ اور طویلون سے پوری ہوتی۔ شہ الٰہی مین حکم ہوا کہ اب سے بعد

ہر سال ایک ایک گھوڑا زیادہ کیا جاتا ہی اُس وقت طویلہ خاصہ مین گیارہ گھوڑون کی جگہ ہوتی ہی
ان کی جگہ بھرتی شروع ہی اور طویلون کی کمی نظر (ملاحظہ) کے وقت پوری کی جاتی ہی جب کوئی
خاصہ گھوڑا مرجاتا ہی تو اوسکی قیمت اول کی ہر مہر کے پیچھے داروغہ سی ایک روپیہ اور میر دھ سے دس
دام اور سائیس سے چوتھائی تنخواہ تاوان لیا جاتا ہی - اگر کوئی گھوڑا چوری جاتا ہی یا عیبناک
ہوجاتا ہی تو اطلاع پادشاہ کو ہوتی ہی اور وہ اُسکے واسطے تاوان تجویز کرتا ہی - یہ تاوان
یکسان نہین ہوتا مختلف ہوتا ہی اور طویلون مین اور داروغہ سی ایک گھوڑی کے مرنے پر ایک روپیہ
مہر پیچھے اور دو کے مرنے پر دو روپیہ فی مہر میر دھ اور سائیس سی بدستور سابق تاوان لیا جاتا
ہی اور اب ایک گھوڑے سی تین گھوڑون کے مرنے تک ایک روپیہ فی مہر اور چار کے مرنے پر دو روپیہ
ہر مہر پیچھے اور علی ہذا القیاس تاوان لیا جاتا ہی - اگر گھوڑے کا منہ چرجاتی تو ہر مہر پیچھے دس دس
دام میر دھ سے جرمانہ لیا جاتا ہی اور وہ اور سائیسون سی وصول کرتا ہی ہمیشہ پادشاہ کی سواری
کے لئے یہ گھوڑے تیار رہتے ہین دو خاصہ مگر رہوا تین طوائل ہفتا دھری سے وہ مہری تک گھوڑے
ایک ایک - چار چار گھوڑون . . . . . کو مشل کہتے ہین - جب پادشاہ چھ طویلہ خاصہ
مین سی کسی گھوڑے پر سوار ہوتا ہی تو ایک آئین مقررہ کے موافق نوکرون کو ایک روپیہ انعام
دیتا ہی جس سے خدمت آنوری کی ترقی ہوتی ہی اور وہ سب نوکرون مین تقسیم ہوتا ہے
جب کوئی گھوڑا بخشش مین دیا جاتا ہی تو اوسکی قیمت ڈیوڑھی یعنی پچاس فیصدی زیادہ کیجاتی
ہی اور ہر اشرفی کے پیچھے پانچ دام اُس سی انعام لیتے ہین اور اصطبل کے ملازم اُسی تقسیم کرلیتے ہین -
اس ملک کے گھوڑے کی عمر طبعی ۳۰ سال اور قیمت پانچ سو روپیہ سے لیکر دو سو روپیہ تک
ہوتی ہے ابتدا سے شعور سی اس شگرف پیکر جانور کی طرف پادشاہ بہت میلان خاطر رہی وہ اپنی منزل آبادی
سپاہ و آبادی ملک کا مددگار ہی اور بار برداری مین صابر ہی اس لئے پادشاہ کا وہ دلنشین ہے
اور اوسپر بہت توجہ ہی اس ملک مین وہ بہت عمدہ پیدا ہونے لگا ہی اور ایرانی و تورانی ونسل
سے بیش ہوگیا ہی پادشاہ اپنی خوشی اور اورون کی نشاط افزائی کے لئے اونٹون کو لڑاتا ہی اور
چند منحف آدمیون کو اس کام کے واسطے آمادہ کہتا ہی خاصہ اونٹون مین ایک اونٹ کا نام

شاہ پسند ہی۔ حاشیہ
کشتی گری کی تاریخیان ہ
کے نزدیک اونٹ بہت ہوتا ہی
سندھ مین سب سے زیادہ۔ بہت سی آدمیون پاس ۔
اجمیر کا اونٹ تیز رفتاری مین اور بھٹیر کا اونٹ بار بر
ایک قطار ہوتی ہی۔
ہندوستان مین گائی کی بڑی بزرگ داشت ہوتی ہی ہندوا
کشت و کار کی قوت سی ہوتی ہی اور اس سی مایۂ زندگانی کا سامان مہیا ہو
دودھ و گوشت و روغن سی دسترخوان کی رونق ہوتی ہی۔ بیل بار برداری اور گردون
مین بڑا تنومند ہوتا ہی اور سلطنت کی تینون قسمون مین بڑا مددگار۔ وہ سب جگہ پیدا ہوتا
ہی اور اسکے طرح طرح کے رنگ ہوتے ہین لیکن صوبہ گجرات مین سب جگہ سی وہ بہتر ہوتا ہی اور اوسکی
ایک جوڑی کی قیمت سو مہر ہوتی ہی اور رات دن مین اسی کوس چلتا ہی اور اسپ خوش رفتار سی آگے
بڑھنا چاہتا ہی اور راہ مین سرگین نہین کرتا بیس مہری اور اس مہری بیل تو بہت ہوتے ہین بنگالہ
اور دکن مین بھی بیل اچھا ہوتا ہی اور بوجھ لادنے کے وقت بیٹھ جاتا ہی۔ یہان کی گائی آدھ سیر
دو دھ دیتی ہی اور ملک دکن مین دس روپیہ کی قیمت سی زیادہ قیمت کا بیل نہین ہوتا۔
بادشاہ نے بیلون کی ایک جوڑی دو لاکھ دام کو خریدی تھی۔ تبت و کشمیر کے قریب گائی قطاس
پیدا ہوتی ہی وہ ایک عجیب جنور رکھتی ہی۔ اس جانور کی عمر بیس ۲۵ سال ہی۔ بادشاہ آئین سے
بہت سے گائے بیل پاسبانون کو سپرد کرتا ہی آئین سی سو خاصہ مین انکا نام کوتل رکھا گیا ہے
وہ ہمیشہ خدمت کے لئے آمادہ رہتے ہین اور شکار مین آئین سی چالیس بار ہمراہ ہوتی ہین اور
اگیا ون گاؤ اور ہوتی ہین وہ کوتل کی برابر عمدہ نہین ہوتین انکو نیم کوتل کہتے ہین اور اتنی ہی
دون کو پاکوتل ہر قسم کے بیلون کو گردون کشی و بہل آرائی و آب وری کے کام سپرد ہوتے ہین
آئین ایک قسم کا بیل گوٹ کی مانند ہوتا ہی اسکو گینی کہتے ہین وہ بڑا خوبصورت ہوتا ہے

ن کو حوالہ کی جاتی ہین اور رسید لی

پر چار چوب یا زیادہ لگی ہوتی ہین اور انکو زبردست
ہی ہین - دس خزانون پر ۲ عراقچی اور ایک بڑھئی مقرر ہوتا ہے
دیا وہ اندھا ہو جاوے تو اوسکی چوتھائی قیمت کی برابر داروغہ ہی تاوان لیا
لے اونگھنے کے لیے نیم دام دیا جاتا ہی - بھینسی کو ارنہ کہتے ہین گاو و گاؤ میں کے
وھاٹ کہتے ہین - ایک گاؤ ایک سیر سے پندرہ سیر تک - اور ایک بھینس دو سیر
سے ۳۰ سیر تک دودھ دیتی ہی اور پنجاب کی بھینس عمدہ ہوتی ہی - ہر گاؤ کا دودھ اول مختصر
ہوتا ہی اور ہر سیر سی دو دام روغن طلب ہوتا ہے

خچر ہین گھوڑی کی طاقت اور گدھے کا صبر ہوتا ہی - نہ وہ گھوڑی کا سا بیرک ہوتا ہی نہ گدھی کا سا کودن
ہین ۱۵ پروا ایک دفعہ جاتا ہی پھر اسے نہین بھولتا ہی - بارکشی و ربوہ نوردی و نرم روی مین
ہی کم جانور اوسکی برابر ہین اسلیے اسکو کاردار ہوشیار دوست رکھتے ہین اور اوسکی پرورش کرتے
ہین ہندوستان مین پھلی اور اسکے نواح کے سوا وکہین اور نہین پیدا ہوتا وہ اسکو گدھی کی
برابر سمجھتے ہین اور اسکی سواری سے ننگ رکھتے ہین - مگر یہ دشا نے اس نفرت کو دور کر دیا ہی - عراق عرب
عجم - اور مکون سے وہ آتی ہین اور انمین جو اچھی ہوتی ہی وہ ہزار روپیہ کو بکتی ہی اور اسکی قطار
بھی مثل شتر کے پانچ خچرون کی بناتے ہین اوسکی عمر طبعی پچاس سال ہی - سب کے لئے خوراک
اور سائز مقرر ہی -

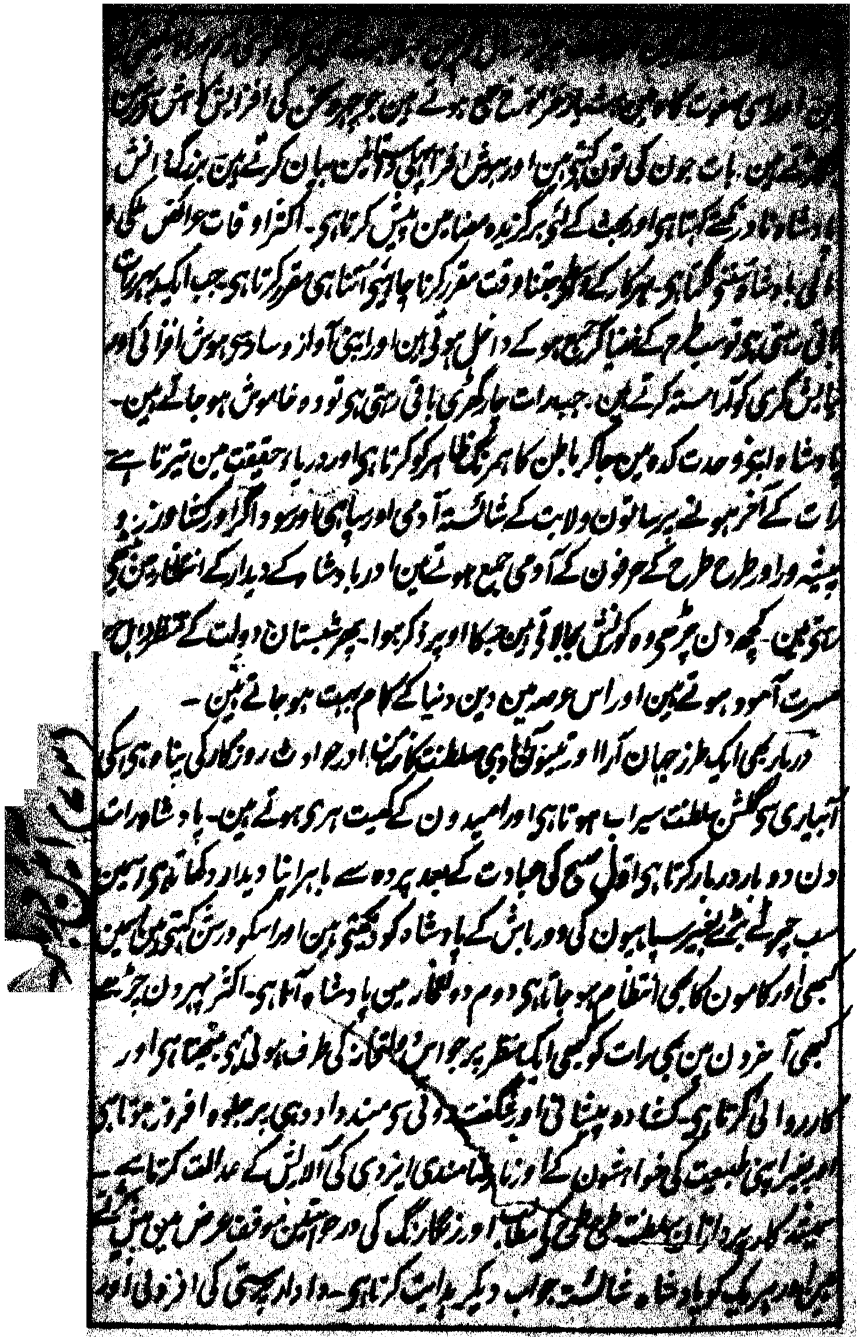
[illegible] کی کثرت شاخون کی آبادی اور مایہ وری اور چھوٹے بڑون کی کام روائی دلون
کی یاسداری خاطرون کی دہدہانی اس بات پر موقوف ہی کہ بادشاہ اپنے دن رات کو کونسی
طور پر صرف کرتا ہی - بادشاہ کے دل پر اگر ہزارون شغلون کا ہجوم ہو تو اوسکے صفائی قلب مین
کوئی غبار نہین آتا اور خدا تعالی کی نیرنگی نقش کی آگاہی مین پر گندگی پیدا ہوتی - ہر لحظہ

رضامندی ایزدی کی جویائی اسکی بڑھتی ہی اور دمبدم اسکی طرف نگہی اور دور اندیشی زیادہ ہوتی
ہی وہ اپنی دانائی اور بزرگ شناسی ہی دور یا پیدہ و رون کی تلاش مین رہتا ہے اور نیز
حسن و زافزون پر کمتر نظر ڈالتا ہی اور اس امید مین سب چھوٹے بڑون کی سنتا ہی کہ اسکے چراغ
دانائی کو کوئی دل آویز سخن یا گزیدہ کردار روشن کرے۔ باوجود یکہ اس تلاش مین برسون
گذر گئے مگر کوئی خالص بزرگ مرد اسکو دستیاب نہوا منصف رہ نمایون نے تو بادشاہ کا حال
دیکھ کر اپنے علم کا دفتر دھویا اور اسر لونا بادشاہ ہی سبق پڑھا مگر فراخ حوصلہ بادشاہ پہلے
ہی طرح اس فرقہ کی طلب مین سرگرمی کے ساتھ ساعی رہتا ہی اور اس طریقہ کی مصاحبت سے
خوش وقت ہوتا ہی۔ گو اسکو ہزاردن ظاہری شکوہ حاصل ہین بہت سے افسانہ ہاے خواب اسکے
لئے موجود ہین مگر وہ اپنی خواہش و خشم کو سلطان خرد کی فرمان پذیری سے باہر جانیکے
لئے قدم رکھنے کی اجازت نہین دیتا اور اسکے موافق کام کرنا تو کیسا افسانہ سرائی جو اہل جہان کو
خواب مین لاتی ہی وہ اسکو اور زیادہ بیدار کرتی ہی۔ اس مین خدا طلبی و حق پژوہی کی کثرت
ایسی ہی کہ وہ خدا کی پرستش مین جان و تن سے ریاضت صوری اور معنوی کرتا ہی وہ ایسی
عبادت بھی کرتا ہی کہ جو لوگ زمانہ کی رسم کے پابند ہین انکی زبان طعن اسپر بند ہو جاتی ہے
مگر ہمیشہ بڑی جستجو اسکی یہ رہتی ہی کہ مین اپنے مین ایسی نیک عادتین پیدا کرون کہ خردمند
بیدار دل اسکی خوبی کو بالاتفاق مانتے ہون اور کوئی کیش و مذہب اسپر طعنہ نہ کرتا ہو وہ
اپنے وقت کی قدر جانتا ہی اور کبھی اسکو ضائع نہین ہونے دیتا اور اپنے گرامی انفاس کی
پاسداری کرتا ہی اور جو کام اسکو کرنا چاہیے اسکو ترک نہین کرتا۔ اسکی عادتون مین ایسی
خوبی ہی کہ وہ عبادت معلوم ہوتی ہی اسکی عبادتون کا بیان نہین ہو سکتا وہ کسی وقت
عبادت الٰہی و محاسبہ روحانی سے خالی نہین رہتا۔ خصوصاً صبح کے وقت کہ جسمین نور باطنی
اور بہ روزی کا آغاز ہوتا ہی اور دوپہر کو کہ آفتاب عالمتاب کا فروغ ساری جہان پر پھیلتا ہے
اور طرح طرح کی نشاط کا سرمایہ بنتا ہی اور شام کے وقت کہ اہل زمین کے آگے دستر خوان
دستر خوان اوٹھ جاتا ہی اور جو نور کو دوست رکھتے ہین وہ سراسیمہ ہوتے ہین اور آدمی

اپنے دل کا مقصد لاتے ہین اور منصف پیرانہ سال غم مین مبتلا ہوتے ہین کہ انکو نئی رسم و راہ سیکھنی پڑتی
ہین اور اسی صفوت گاہ مین بہت سیار غمزہ موزخ جمع ہوتے ہین جو چہرہ سخن کی افزایش کا ہش کرتے ہین
بگاڑتے ہین۔ بات جون کی تون کہتے ہین اور ہوش افزا پہیلی داستانین بیان کرتے ہین ہندگ دانش
بادشاہ نادر نکتے کہتا ہی اور بحث کے لئے برگزیدہ مضامین پیش کرتا ہی۔ اکثر اوقات عوائض ملکی و
مالی بادشاہ سننے لگتا ہی۔ ہرکارے کو ملنے جتنا وقت مقرر کرنا چاہیے اتنا ہی مقرر کرتا ہی جب ایک پہر رات
باقی رہتی ہی تو سب طرح کے خیاگر جمع ہو کے داخل ہوتے ہین اور اپنی آواز و ساز سے ہوش افزائی اور
بیداری گری کو آراستہ کرتے ہین۔ جب رات چار گھڑی باقی رہتی ہی تو وہ خاموش ہو جاتے ہین۔
بادشاہ اپنے وحدت کدہ مین جاکر باطن کا ہمرنگ ظاہر کو کرتا ہی اور دریا حقیقت مین تیرتا ہے
رات کے آخر ہونے پر سالتون ولایت کے شائستہ آدمی اور سپاہی اور سوداگر اور کشاورز و
پیشہ ور اور طرح طرح کے حرفون کے آدمی جمع ہوتے ہین اور بادشاہ کے دیدار کے انتظار مین بیٹھے
رہتے ہین۔ کچھ دن چڑھے وہ کورنش بجالاتے ہین جسکا اوپر ذکر ہوا۔ پھر شبستان دولت کے منتظر دل حرم
مسرت آمود ہوتے ہین اور اس عرصہ مین دین دنیا کے کام بہت ہو جاتے ہین۔

دربار بھی ایک طرز جہان آرا اور تمیون آبادی سلطنت کا نمونہ اور حوادث روزگار کی پناہ ہی اسکی
آبیاری سے گلشن سلطنت سیراب ہوتا ہی اور امیدون کے کھیت ہری ہوتے ہین۔ بادشاہ رات
دن دو بار دربار کرتا ہی اول صبح کی عبادت کے بعد پردہ سے باہر اپنا دیدار دکھاتا ہی اسمین
سب چھوٹے بڑے بغیر سپاہیون کی دور باش کے بادشاہ کو دیکھتے ہین اور اسکو درشن کہتے ہین اسمین
کبھی اور کامون کا بھی انتظام ہو جاتا ہی دوم دولتخانہ مین بادشاہ آتا ہی۔ اکثر پہر دن چڑھے
کبھی آخر دن مین بھی رات کو کبھی ایک منظر پر جو اس دولتخانہ کی طرف ہوتی ہی بیٹھتا ہی اور
کارروائی کرتا ہی۔ کشادہ پیشانی اور شگفتہ روئی کے سمند داد دہی پر جلوہ افروز ہوتا ہی
اور بغیر اپنی طبیعت کی خواہشون کے اور نا رضامندی ایزدی کی آلایش کے عدالت کرتا ہے۔
ہمیشہ کاریردازان سلطنت طرح طرح کے مطالب اور روزگار نگ کی درخواستین موقف عرض مین پیش کرتے
ہین اور ہر ایک کو بادشاہ شائستہ جواب دیکر ہدایت کرتا ہی۔ دادار پرستی کی افزونی اور

(۱۷۳) آئین دربار



مزاج روزگار کی شناسائی سے برخلاف پہلے فرمان روایون کے وہ ہستی کے ذرات کو کل نما آئینہ جانتا ہی اور جن چیزون کو ظاہر مین چھوٹا و کمتر گنتے ہین اُن پر بادشاہ توجہ کرتا ہی اور الجہان کی آسودگی کو اپنی آسایش جانتا ہی اور ایسی چھوٹی باتون پر متوجہ ہونے سے ملول نہین ہوتا بادشاہ کی درشن کے وقت نقارہ بلند آوازہ ہوتا ہی جس سے لوگون کو اطلاع ہو جاتی ہی

جو ظاہر مین درست یاب ہوتے ہین وہ فرمان روایون کو یہ سمجھتے ہین کہ جہان کی پرگندگیون کو وہ دور کرتے ہین لیکن شرف نگاہ روشن ضمیر یہ جانتے ہین کہ دارالملک معنی بغیر اس گروہ ایزدی کے کسی اور صورت سے سرانجام نہین پاسکتا اور انہین کی قدسی بارگاہ مین خود بینی کا نقش مٹ سکتا ہی اور نیازمندی کے پیش طاق کی آرایش ہو سکتی ہے۔ اس سبب سے فرہنگ آرا اور نگ نشینون نے اپنی رسائی کے موافق نیایش گری کا آئین مقرر کیا ہے بعض نے صرف سر کا جھکانا بعض نے کچھ اور۔ اس شہنشاہ نے یہ مقرر کیا ہی کہ روی دست کو پیشانی پر رکھکر کہنا اسکو اس وقت کورنش کہتے ہین یعنی سر کو جسکے ساتھ زندگانی محسوس معقول وابستہ ہی دست نیاز مین لیکر محفل مقدس مین نثار کرنا۔ اور اپنی تئین فرمان پذیری کے لئے آمادہ کرنا ایسا آئین ہی کہ بندگان عاطفت پذیر دست راست کی پشت کو زمین پر رکھ کر آگاہی کے ساتھ اوٹھاتے ہین اور سیدھے کھڑے رہ کر دے دست کو تارک سر پر رکھتے ہین اور اس روش سے یہ بتلاتے ہین کہ ہم خود اپنی تئین سپرد کرتے ہین اس کو تسلیم کہتے ہین۔

بادشاہ فرماتا تھا کہ ایک دن باپ نے اپنا تاج خاص عنایت کیا وہ فراخ تھا مین اوسکو ماتھے تین استوار پکڑ کر کورنش جس طرح اوپر بیان ہوئی بجا لایا میری باپ نے اوسکو پسند کرکے یہی طریقہ کورنش و تسلیم کا جاری کر دیا۔ رخصت۔ ملازمت منصب۔ جاگیر و تشریف و اسپ کی بخشش کے وقت تین دفعہ تسلیم کی جاتی ہی اور باقی اور مراتب دادہش اور طرح طرح کی عنایتون کے وقت مین ایک تسلیم کی جاتی ہی۔ ہر نوکر اپنے آقا کے ساتھ اسی طرح زندگانی بسر کرتا ہی۔ اور اسکو اپنی دولت سرافرازی کا سرمایہ سمجھتا ہی اس لئے جو بندے بادشاہ سے ارادت خاص رکھتے تھے اونہون نے سجود و نیایش کا اضافہ کورنش و تسلیم کے

(۱۲) آئین کورنش و تسلیم

کیا ہی اور اس کو سجدہ ایزدی سمجھتے ہین۔ کیونکہ بادشاہ دادار بیہال کا ایک نمونہ والاہی اور آفتاب وجوب کا ایک پرتو جہان افروز ہی۔ بہت سے آدمی یہ معنی سمجھ کر اس روش پر مائل ہوکر سعادت پر سعادت حاصل کرتے تھے۔ مگر اس سبب سے کہ تیرہ دل کجگر اسجدہ کو آدمی کی پرستش سمجھتے تھے۔ شہریار کارشناس نے احمقون کو اور سب جو کے آدمیون کو سجدہ ہی باز رکھا اور دربار عام مین اپنے پیش خدمتون کو بھی سجدہ ہی منع کردیا۔ انجمن خاص مین تھوڑی سے بیدار بخت بندونکو حکم تھا کہ وہ سجدہ سپاس گذاری کا ادا کرکے بیٹھین اس فرمایش اور اس بازپرس سے خاص و عام دونو کو کامیاب رگروہا گروہ آدمیون کو شائستگی پر مطلع کرتا ہی۔ جب بادشاہ تخت پر بیٹھا ہی تو جو لوگ حاضر ہوتے ہین وہ اول کورنش بجا لاتے ہین اور پھر اپنی جگہ پر اپنی منزلت کے موافق آگے تھ کو اس طرح رکھ کر کھڑے ہوتے ہین کہ دائین ہاتھ کی انگلیان بائین ہاتھ کی کہنی پر اور بائین ہاتھ کی انگلیان دہنے ہاتھ کی کہنی پر ہوتی ہین۔ بزرگ شاہی تخت سے ایک گز سے زیادہ نزدیک اور چار گز سے زیادہ دور نہین کھڑے رہتے اور جب بیٹھتے ہین تو دو گز سے کم اور آٹھ گز سے زیادہ دور نہین ہوتے متوسط شاہزادے کھڑے ہوتے ہین۔ ڈیڑھ گز سے ۶ گز تک دور بیٹھتے ہین ۳ گز سے بارہ گز تک تخت سے نزدیک دور ہوتے ہین اور درجہ سوم کے شاہزادے بھی اسی نسبت سے تخت سے فاصلہ کہتے ہین۔ بادشاہ اپنی محبت کے سبب خردسال شاہزادون کو زیادہ قریب رکھتا ہی اور اول درجہ کے امیر کھڑے ہوتے ہین تخت سے ۳ گز سے ۱۵ گز تک دور بیٹھتے ہین ۵ گز سے ۲۰ گز تک نزدیک و دور ہوتے ہین دوسرے مرتبے کے بڑے امیر ۳ ½ گز نیچے اور باقی اور امرا ۱۲ ½ گز دور ہوتے ہین اور باقی اور لوگ میدان مین کھڑے رہتے ہین اور ایک دو زیادہ نزدیک بھی ہوتے ہین (میدان سپاہ کے بازو کو کہتے ہین) تخت کے آگے جگہ خالی رہتی تھی اور اسکے دو بازوؤن مین سے ایک بازو مین شاہزادے اور بڑے بڑے امرا اور اعلے درجہ کے عہدہ دار و منصب دار اور دوسرے بازو مین قور اور ملا و علما نشست و برخاست کرتے تھے۔

اگرچہ کام ہر روز بے شمار ہوتے ہین مگر اس مین وہ کام بیان کیے جاتے ہین جو ہمیشہ

آئین ایستادن و نشست

وضع تخت و جگہ امرا و ارکان دولت

کئے جاتے ہین اُن مین فرق نہین ہوتا۔ انجمن داد و دہش مین طرح طرح کے آدمی بادشاہ کی حضور مین آتے ہین اور اُن کی لیاقت کا امتحان ہوتا ہی بعض آدمی مرید ہونے کو آتے ہین بعض آدمی اپنے امراض کی دوا لینے کے لئے بعض دین کی دشواریون کو حل کرنے کے لئے بعض دنیا کی مشکلات کی چارہ پذیری کے واسطے۔ گروہا گروہ۔ تورانی۔ ایرانی۔ رومی۔ فرنگی۔ ہندی۔ کشمیری آدمیون کے گروہ ہوتے ہین ماہوارہ کارپردازان دولت بعض آئین سے موافق مقرر کرتے ہین اور بخشی انکو بادشاہ کو روبرو لاتا ہی۔ پہلے یہ آئین تھا کہ وہ اسپ و یراق کے ساتھ آتے تھے۔ اب سوا راحدی کے گھوڑی کے کوئی اور روبرو نہین آتا۔ بعض آدمیون کا وظیفہ کم و زیادہ ہوتا ہی۔ مگر بادشاہ اس تفصیل مین ایسی گرم بازاری رکھتا ہی کہ بیشتر لوگون کا اضافہ ہی ہوتا ہی۔ ہر روز جو آدمی پیش ہوتے ہین انمین فروتی و کمی ہوتی رہتی ہی۔ دوشنبہ کے روز جسقدر سوا رکہ ہفتہ سابق کے بعد ملاحظہ سے باقی رہتے ہین بادشاہ کی نظر کے آگے گذرتے ہین۔ جتنے سوار کوئی شخص پیش کرتا ہی اسکو وہی سوار دو وہ وام دیئے جاتے ہین کہ جس سے سپاہ کی کارافزائی و خدمت آموزی ہو۔ احدیون کو بھی اسی طرح خاص سیکچی پیش کرتے ہین۔ بادشاہ اس گروہ کا اضافہ تنخواہ ہمیشہ کرتا ہی۔ چونکہ آئین یہ ہی کہ جب احدی کا گھوڑا مرجائے تو وہ گھوڑا نہ خریدے۔ بلکہ اسکو گھوڑا سرکار سے ملے اور ماہوارہ اور انعام مین اسکی قیمت اجرا لی جائے اسلئے وہ احدی بھی پیش ہوتے ہین جنکے گھوڑے مرگئے ہین۔ نوئینان بزرگ اور بڑے مراء کچھ ملازمون کے لئے استدعا منصب کرتے ہین وہ بھی پیش ہوتے ہین اور انکے درجہ کے موافق تنخواہ مقرر ہوتی ہی۔ پچاس روپیہ ماہوار سے کم یہ درخواست نہین ہوتی۔ ہر کارخانہ کے نوکرون کا ماہیانہ اس بارگاہ مین مقرر ہوتا ہی اور خدمتین نوکرون کے لئے نامزد ہوتی ہین۔

خرد بخش جہان آرا خدا جب چاہتا ہی کہ مردم زاد کا گوہر ظاہر ہو اور اسکے حوصلہ کی تنگی و فراخی سب پر عیان ہو تو انمین غبار دورنگی کو اٹھاتا ہی اور دین و دنیا کا نقش بناتا ہے انمین سے ہر ایک کا جدا جدا ایک خداوند گار پیدا ہوتا ہی اور ایک دوسرے کی کوشش مین آزمایش کرتا ہی۔ ناتوان بینی اور بیدانشی اپنا عیار نمودار کرتی ہی۔ قدردانی و ہمراندازی

بری ہنگی ہو جاتی ہی وگرنہ دین کیا اور دنیا کیا ہی ایک حسن دلاویز ہے جو چند ہزار پردون کو چمکاتا ہی اور ایک کلیم لہی چوری بھی ہوئی ہی جسمین گوناگون رنگ جہرہ روشن کر رہی ہین۔

قطعہ

در حقیقت نسب عاشق معشوق یکی ست	بوالفضولان صنم و برہمنے ساختہ اند
یک چراغ است درین خانہ کہ از پرتو آن	ہر کجا می نگرم انجمنے ساختہ اند

ایک شخص اپنے نفس پر ملعت ملامت کرتی اختیار کرتا ہی۔ دوسرا اہل جہان کی نکہیانی کو اپنی پاسبانی سمجھتا ہے۔ ایسی ہی گروہا گروہ آدمی اپنے خیال کے موافق اعتقاد رکھتے ہین اور خواب و خیال مین نقش طبازی کرتے ہین جب خوی و عادت چھوٹتی ہی اور علم پڑھتا ہی یہ پردہ تقلید کا تانا بانا ٹوٹتا ہے اور چہرہ یک رنگی نمودار ہوتا ہی۔ ہر گھر کو فروغ دانائی روشن نہین کرتی اور ہر دل شناخت کا پذیرا نہین ہوتا اور اگر کسی کو شناسائی بہم پہنچ جاتی ہی تو وہ ان جان گزون کے خوف سے جسکی آدمی کی صورت ہی خموشی اختیار کرتا ہی اور اگر کوئی اپنی پردلی کے سبب سے کچھ کہنے لگتا ہی تو سعادت سگالان سادہ لوح اسکو دیوانہ کہہ کر پایۂ اعتبار سے ساقط کر دیتے ہین ہر بدگوہران نافرجام کفر و الحاد کہہ کر اسکو نیست و نابود کر دیتے ہین جب کسی قوم کی بخت مندی ہی ایسا وقت آتا ہی کہ حق پرستی اسکے شامل حال ہوتی ہی تو اس مین ایسا پادشاہ پیدا ہوتا ہی کہ جہان معنی کی پیشوائی بھی اسکے حوالہ ہوتی ہی اسکو علم بغیر کسی آدمی کے توسل کے حاصل ہوتا ہی اور اوسکی لوح خاطر سے دوری کا نقش بالکل مٹ جاتا ہی۔ کبھی وہ وحدت کو جلوہ زار کثرت مین دیکھتا ہے اور کبھی اسکے برخلاف عشرت اختیار کرتا ہی۔ یہان تک کہ اورنگ تمکین پر بیٹھتا ہی اور غم و شادی سے باہر ہو کر یکسان نسبت سے زندگی بسر کرتا ہی چنانچہ یہی حال شہنشاہ اکبر کا ہی۔ یہ شہریار دور بین ایک مدت تک بیگانون کے طور پر پردہ رہا اور اس کار سے اپنے تئین ناآشنا رکھا مگر جس چیز کو خدا چاہتا ہی اسکے روکنے کی کون قدرت رکھتا ہی؟ ناگزیر بادشاہ نے رہنمونی اختیار کی اور اسکو رضامندی ایزدی شمار کر کے ہدایت کا دروازہ کھولا اور جو پانی کے دشت کے تشنہ لبون کو سیراب کیا۔ طرح طرح کے ارباب تجدد سناسی جوگی سیوڑہ۔ قلندر۔ حکیم صوفی کی

اور گروہا گروہ اہل تعلق سپاہی سوداگر پیشہ ور کسان و رزگر چشم الٰہی کو بھولا اور گوہر بینائی کا فروغ دیا۔ ترک۔ تاجیک۔ خرد۔ بزرگ۔ آسمنا بیگانہ دور نزدیک بادشاہ کی نذر کو اپنی بستگی کی گرہ کشائی سمجھتے ہین اور اپنی کامروائی کے وقت بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوکر نیاز گذرانتے ہین۔ بہت سے آدمی جو دوری راہ کے سبب سے یا قدمبوسی آستان کی ہجوم کی وجہ سے حاضر نہین ہوسکتے وہ غائبانہ اپنی تئین نثار کرتے ہین اور سپاس گذاری بجالاتے ہین۔ انتظام ولایت کے لئے۔ ملک کی تسخیر کے واسطے شکار کی نشاط کے لئے بادشاہ سفر کرتا ہی تو قصبہ و شہر کم ایسا ہوتا ہوگا۔ جہان گروہ کے گروہ عورت مرد ہاتھ پر نثار رکھے ہوئے اور زبان پر نیاز لئے کھڑے ہوئے اوسکی طرف متوجہ نہ ہوتے ہون اور جبین اخلاص کو رگڑ کر اپنی نذر کی کارسازی کی نہ کہین اور بادشاہ کی دستگیری کی داستانین نہ پڑھین یعنی لوگ آن کر کہتے ہین کہ ہمنے یہ تیری نذر مانی تھی جسسے ہمارے کام تیری دستگیری سے حل گئے۔ بادشاہ سے بہت آدمی سعادت جاوید کی اندیشہ آبادی۔ کردار گزیدہ کی صورت کی تنومندی کی۔ آنکھون کی روشنی کی بیٹے کے پیدا ہونے کی دوستون کے ملنے کی۔ زندگی کے دراز ہونے کی۔ جاہ و مال کی افزایش کی۔ اور اور آرزؤن کے بر لانے کی درخواست کرتے ہین۔ بادشاہ ہر ایک کو شائستہ جواب دیتا ہی اور انکی اندرونی سراسیمگی کا علاج کرتا ہی۔ کوئی دن ایسا نہین جاتا کہ بہت سے آدمی پیالے پانی سے بھر کر بادشاہ پاس دم کرانے کے لئے نہ لاتے ہون وہ نیازمندی کے ساتھ پانی کو ہاتھ مین لیتا ہی اور آفتاب جہانتاب کے پرتو مین رکھتا ہی اور اس طرح لوگون کی تمنا کو پورا کرتا ہی بہت سے بیمار جنکو اپنی زندگی سے مایوسی تھی اور بڑے بڑے طبیبون نے ان کو جواب دے دیا تھا وہ اس بادشاہ کے علاج سے تندرست ہو جاتے ہین۔

بادشاہ پاس جو لوگ مرید ہونے آتے ہین انکے مرید کرنے مین وہ درنگ کرتا ہی اور کہتا ہی جب ہم ہی خود رسیدہ نہ ہون تو کیسے رہنمائی کا دم بھر سکتے ہین جب وہ کسی شخص کی پیشانی مین راستی کی نشانی بہت ظاہر دیکھتا ہے اور اوسکی جویائی روز بروز زیادہ ہوتی ہی تو اسکا مرید کرنا قبول کرتا ہی اور اتوار کے دن آفتاب عالمتاب کی فروغ مین وہ اپنے دل کے

مقصد پر پہنچتا ہی۔ باوجود اس تنگگیری اور دشوارپسندی کے ہر طائفہ کے ہزارون آدمی مرید ہوتے اور اسکے ساتھ ارادت اپنی سعادت سمجھتے ہین جب کوئی مرید ہوتا ہی تو وہ اپنی پگڑی کو اوتار کر ہاتھ مین لیتا ہی اور بادشاہ کے قدمون پر سر رکھتا ہی اور زبان حال سے کہتا ہی کہ خود آرائی اور خویشتن گزینی کو طرح طرح کی گزند دیتی ہی دور کرکے مین دل سے بادشاہ کی طاعت کرتا ہون۔ بادشاہ اوسکے سر کو اوٹھاتا ہی اور اوسکی پگڑی سر پر پہناتا ہے + اور شصت خاصہ کہ اسپر اسم اعظم اور طلسم اقدس اللہ اکبر نقش ہوتا ہی اسکو دیتا ہے اور جسکے معنی یہ یقین ہوتے ہین مصرع شصت پاک نظر ہی پاک خطا نہ کند + (شصت کے معنی کانٹے کے اور چھلے کے ہین شاید بادشاہ کوئی چھلا اپنی مریدون کو دیتا ہوگا یا اس سے مراد شبیہ ہے جو بدایونی نے لکھا ہی کہ بادشاہ مریدون کو بجاے شجرہ کے شبیہ دیتا تھا اور وہ غلاف مین لپیٹ کر مرید کے سر پر رکھی جاتی تھی)

بادشاہ کے مرید جب آپسمین ایک دوسرے کو دیکھتے ہین تو ایک اللہ اکبر کہتا ہی دوسرا جل جلالہ جواب دیتا۔ بادشاہ کی غرض اس سے یہ تھی کہ یاد الہی مین لوگ اس طرح سرشار دل و تر زبان و شیرین کام ہون اور سرچشمہ ہستی (خدا) کو فراموش نہ کرین۔ بادشاہ کی فرمایش تھی کہ اس کے مرید وہ آش کہ مرنے کے بعد لوگ پکاتے ہین وہ پیدا ہونے کے دن پکائین کہ سفر کا توشہ واپسین پہلے سے پہنچے۔ ولادت کے دن ایک انجمن جمع کرین اور طرح طرح کی نعمتون کا خوان بچھائین۔ بہت خیرات کرین کہ راہ دراز کا زاد آمادہ ہو۔ بادشاہ نے مریدون کو یہ حکم بھی دیا ہی کہ گوشت کھانے سے پرہیز کرنے مین کوشش کرین وہ اورون کو گوشت کھلائین مگر خود نہین چھوئین اور اپنی ولادت کے مہینے مین گوشت کے پاس بھی نہین جائین جس جانور کو خود حلال کرین اسکے پاس نہین جائین اور نہ اس کو کھائین۔ قصاب ماہی و کنجشک گیر کے ساتھ ہمکاسہ ہونے کی انکو ممانعت تھی حاملہ۔ بور بلی۔ بانجھ۔ نابالغ عورت کے ساتھ ہم بستر ہونا انکو منع تھا۔

خیالات مذہبی اکبر کے ہم نے جدا لکھے ہین ان کو پڑھو +

سب سے اول نادر جانور ہاتھی بادشاہ دیکھتا ہے۔ ہر روز پہلے خاصگی فیل مہ ساز و پیرایہ حضور کے پیشگاہ مین لاتے ہین اور اول تاریخ ماہ الہی کو دس دس ہاتھی اور بعد ازان اور ہاتھیون کے حلقے موافق انکی شمار کے ملاحظہ مین آتے ہین اور روز دوشنبہ کو دس بیتک بیشکچی اس ملاحظہ کے وقت حاضر رہتا ہے اور وہ بادشاہ کے تمام سوالون کا جواب دیتا ہے اور ہر ہاتھی کا نام بتاتا ہے بادشاہ کے ہان پانچ ہزار ہاتھی ہین اور ہر ہاتھی کا نام جدا ہے جب ایک دفعہ سب ہاتھیون کو بادشاہ ملاحظہ کر لیتا ہے تو پھر خاصگی ہاتھیون کے معائنہ شروع ہوتا ہے۔ بادشاہ سب ہاتھیون کا درجہ اور قیمت مقرر کرتا ہے اور انپر مناسب داغ لگواتا ہے

بادشاہ اول چھیل گانی گھوڑون کو دیکھتا ہے۔ اسکے بعد شاہزادون کے گھوڑے اور بعد اسکے راہ وار خاصہ و خانہ زاد اور طویلے ملاحظہ ہوتے ہین۔ جب وہ مہری گھوڑون (جن گھوڑون کی قیمت دس اشرفی ہے) کا ملاحظہ ہو چکتا ہے گوٹا۔ قماق چیز چیتے سوار ہوکر بارگیر معائنہ ہوتے ہین۔ قیمت کے موافق انکے ملاحظہ مین پیشی ویسی ہوتی ہے انکے قیمت کے تین درجے اول و دوم و سوم مقرر ہوتے ہین۔ اونٹ اول خانہ زاد ملاحظہ ہوتے ہین اور ہر روز پانچ قطار نظر کے روبرو آتے ہین۔ گاؤ موافق قیمت کے دس جوڑی ملاحظہ ہوتی ہین۔ چہارشنبہ سے اس دایہ روزگار کا ملاحظہ شروع ہوتا ہے۔ دیوالی کے روز کہ اس ملک کے بڑی تہوار کا دن ہے اور گروہا گروہ ہندو اس روز اس جانور کی نمایش کرتے ہین اور اسکی بزرگ داشت کو عبادت سمجھتے ہین۔ بادشاہ کے حکم سے آراستہ ہوکر بادشاہ کے ملاحظہ مین آتی ہین جس سے دلون کی صید ہوتی ہے پنجشنبہ کو دوہا رکش خچرون کا ملاحظہ شروع کرتا ہے چہر قطار بہ ترتیب قیمت ملاحظہ مین آتی ہین پہلے یہ دستور تھا جو اوپر مذکور ہوا مگر اب روز یکشنبہ کو گھوڑے دوشنبہ کو مشترو چہرگاؤ سہ شنبہ کو سیاہ و چہارشنبہ کو دیوان وزارت پنجشنبہ کو داد خواہ۔ آدینہ کو تبستان شنبہ کو ہاتھی دیکھے جاتے ہین۔

(۷۸) (۷۹) اسپ ہاتھی۔ گھوڑے۔ اونٹ۔ گاؤ اور خچر دیکھنے کا دن مقرر ہے۔

بادشاہ نے ہر جانورون کی خوراک مقرر کی ہی جس سی وہ تنومند ہو۔ اور جانورون کی لاغری
و فربہی کے اندازے مقرر کئے ہین اور انکے موافق خوراک کی کمی وبیشی کے قاعدی مقرر کئے۔ بادشاہ
یہ چاہتا ہے کہ کجہتی کی نزہتگاہ مین طرح طرح کے آدمی عشرت اندوز ہوا کرین اور دوستی و
یکدلی کی بزم آراستہ ہو تاکہ کام شائستگی سے ہوا اور انتظام کو استحکام ہو۔

(۱۵۔۵۰) آئین ورائے عمارت۔

چونکہ سب آدمیون کی خرد حقیقت گزین نہین ہوتی اور آگہی کی دہستان کو ہر گوش نہین سنتا
اسلئے بادشاہ نے ہنگامہ نشاط بازی کو گرم کیا۔ اس کام مین بہت آدمیون کو لگایا۔
جنگ آہو۔ رنگ وروش اسکی دل گزین۔ وافت وخیز اسکی شادمانی بخش ہی اس لئے بادشاہ
اس پر بہت توجہ کرتا ہی اور ان وحشیون کو انس پذیر کرتا ہے۔ آئین ہی ایک سو ایک ہرن خاصہ
ہین اور ہر ایک کا نام وصفت جدا ہی انسے دس دس ہرنون پر ایک نگہبان ہی۔ یہ ہرن
تین طرح کے ہین۔ ایک خانہ پرورد جو دشتی سے خوب لڑتے ہین دوم وہ جو پلے ہوئے
ہرن سے لڑتے ہین سوم صحرائی سے گرم تر پرخاش کرتے ہین۔ ان ہرنون کے لڑنے پر شرطین
بدی جاتی ہین اور ہار جیت ہوتی ہی۔

بادشاہ اپنے مقربین مین سے ۱۲۔ آدمی منتخب کرتا ہے اور انمین سی دو دو کو حریف بناتا
ہے۔ جنکی ۱۲ مثل بنتی ہین۔ ہر مثل مین ایک مل۔ گاؤمیش۔ گاؤ۔ قچقار۔ بزہ۔ خروس لڑائی
کے لئے عنایت ہوتے ہین۔ ہر زمانہ مین گاؤ و بز کی لڑائی کا پتا نہین ملتا مگر اب وہ
لڑتی ہین شرط کے روپیون کی تعداد ہر منصب کے موافق مقرر ہوتی ہین اور انکی ہار جیت
ہوتی ہی۔

(۱۵۔۵۰) آئین ورائے عمارت۔

عمارت کے لئے آئین کا مقرر ہونا ضروری ہی۔ اس سے کاخ بلند ہوتے ہین سپاہ
اس سے عشرت اندوز ہوتی ہی۔ ملک کی آبرو اس سے پایدار ہوتی ہی۔ بزم تعلق
کے اہل شہر کو تلاش کرتے ہین اور شہر بغیر عمارت کے رونق نہین پاتا اسلئے بادشاہ
نے بڑی عالی مکانات بنائے ہین۔ آئینہ گل کے لباس مین جان ودل کا کام بنایا۔ بڑے
اونچے قلعے بنائے ہین۔ وہ ضعیفون کو آرام دیتے ہین اور سرتابون کو ڈراتے ہین۔

(۱۵۔۵۰) آئین ورائے عمارت۔

فرمان پذیرون کو عشرت افروز کرتے ہین اور دل فریب نشیمن اور روح افزا منظر تیار کراتے ہین
وہ گرمی سردی باران کی عمدہ پناہ ہین اور شبستان اقبال کی پردگیون کی آرام کی جگہ ہین
سرائین کہ مسافرون کی سرمایۂ آسودگی اور مفلس غریبون کی آسایش کی جگہ ہی جا بجا بنائی
ہین بہت سے آبگیر و چاہ کہ زمندون کے جان و اموال اور زمین کی آبرو ہین بنائے ہین —
مدرسون اور ریاضت خانون کی بنیاد رکھی ہی۔ عمارت کے کام سے اکثر لوگ ناواقف ہوتے
ہین انکے بنانے والے بنوانیوالون کو خوب لوٹتے ہین۔ اس لئے بادشاہ نے عمارت کے مصالح اور
اجرا مزدورون کی اجرت کی شرح اور عیار عمارت و اندازۂ تراش اور گرانی بکی قوت کے
آئین مقرر کردیے ہین۔

دفتر دوم سپاہ آبادی

بادشاہ اپنی سپاہ کو عمدہ پند و نصایح سے ہدایت کرتا ہے اور طرح طرح سے انکو ناہنجار
روش سے روکتا ہے۔ سپاہ کو اسکی کثرت کے سبب سے مختلف قسمون مین تقسیم کیا ہی کہ جسکے سبب سے
ملک مین امن و امان رہتا ہی۔ بادشاہ نے بعض قومون کی صرف فرمان برداری کو کافی
سمجھا ہے اور انکو بہت کامون سے رہائی دی ہے اور اس سبب سے بہت سے وحشی منش زمیندار
نے اطاعت قبول کرلی ہی۔ چالیس لاکھ چالیس ہزار سے کچھ زیادہ سپاہ کا سر انجام ملک کے زمیندار
کرتے ہین۔ بعض سپاہی اسپر مجوز کیے جاتے ہین کہ وہ اپنے گھوڑون کے داغ لگوائین —
انکی چہرہ نویسی ہوتی ہی اور انکے درجے مقرر ہوتے ہین۔ بعض سپاہی فقط ایک سردار کی ہمراہی
اور پرستاری کے لئے نامزد ہوتے ہین جو یکتائی کے لئے شائستہ ہوتے ہین انکے اعتبار
زیادہ کرنے کے لئے انکا نام احدی رکھا ہے جس گروہ کو بادشاہ نے سرکردگی کے لئے
سزاوار جانا ہے اسکو سرگروہ بنایا ہی۔ بہت سے سپاہی مفلس ہین مگر شائستہ ہین ان کی
سواری کے لئے اقطاع مقرر کردیے ہین اور انکو مجبور نہین کیا ہے کہ وہ اپنے گھوڑون کو
داغ لگوائین۔ ایرانی و تورانی سپاہ کو پچیس روپئے اور ہندوستانی کو بیس روپئے اور
جو خالصہ کا عمل پرداز ہوتا ہے وہ زر ماہگذاری وصول کرتا ہے وہ پندرہ روپیہ ماہوار پاتا
ہے اس طرح کی سپاہ کو برآوردی سپاہ کہتے ہین۔

بعض منصبدارونکو سپاہیون کا بہم پہنچانا دشوار ہوتا ہی تو انکو ایسے سپاہی جنکے گھوڑون کے داغ
لگے ہوئے ہوتے ہین دیئے جاتے ہین اور اس سپاہ کو داغلی کہتے ہین وہ دہ ہزاری منصبدار کی سپاہ
مین ہزاری منصبدار تک اور ہشت ہزاری منصبدار کی سپاہ مین ہشت صدی منصبدار تک اور
ہفت ہزاری منصبدار کی سپاہ مین ہفتصدی تک منصبدار تک۔ اور پنج ہزاری منصبدار کی
سپاہ مین پانصدی منصبدار تک اور پانصدی منصبدار کی سپاہ مین صدی منصبدار تک داخل
ہوسکتے تھے اور انسے کم منصبدارون کی سپاہ مین نہین داخل ہوسکتے تھے۔
بعض منصبدارون کو یاوری کے لیئے سپاہ دی جاتی تھی اسکا نام کمکی سپاہ تھا اس زمانہ
مین اس سپاہ کو ترجیح دی جاتی ہی جنکے گھوڑون پر داغ لگا ہوا ہو۔ اور یہی سپاہ اور
سپاہیون سے برتر ہوتی ہی۔ بادشاہ کا مقصد اعظم یہ ہی کہ سپاہیون کو چہرہ نویسی کے
وقت گھوڑون کی عاریت مانگنے سے یا تبدیل کرنے سے روکے۔ اور بادشاہی گھوڑونکی نگاہداشت
سے وہ دولت جمع کرین۔ آدمی آزمندی اور کج بینی سے اپنا فائدہ اپنے زیان مین جانتا ہے
اس سلطنت کی ابتدا مین جب بادشاہ پردہ گزین تھا اور زراستی مین بہت سے کارپرداز
گماشتہ دو کرتے تھے۔ نوکر شتر بے مہار تھے اور بے حیائی سے شوم ہوجاتے تھے۔ کمینے زربندے
گھوڑے کو بیچڈالتے تھے اور پیادے بن جاتے تھے۔ یا عمدہ گھوڑے کی عوض مین ٹٹو گدھا
لے لیتے تھے۔ اور یا ہوار تنخواہ لینے مین وہ بیہودہ باتین بناتے اور ناخوش گفتگو کرتے اور
سرزنش پاتے۔ بادشاہ نے چہرہ نویسی کا قاعدہ مقرر کیا اور موجب تنخواہ کو دیکھنے پر
قرار دیا اس سے خود کامی بند ہوگئی اور لشکر کے سرکار کو اور ہی رونق ہوگئی۔ آئین داغ
کو احمق جانور کا آزار جانتے تھے اور اپنی بیدانشی سے اسکو مہرافزائی نہین سمجھتے تھے نیک و بد
مین حریص لالچی تمیز نہین کرتے اور نہ آپ اپنے سے نہ خدا سے شرم و حیا کرتے ہین۔ اور
سپاہ کرداری مین کام روائی ڈھونڈھتے ہین اور اپنی جان گزائی مین دوا دو کرتے
ہین بعض بدذاتون نے بدذاتی کی اور کسی قدر سپاہ کی کارروائی مین مخل ہوئے اس زمانہ
مین گھوڑون کے عاریت لینے کا عام رواج تھا۔ بادشاہ نے چہرہ نویسی پر جانورکے

داغ کو زیادہ کیا۔ اس نے ہر جا سکسرون کو حقیقت کا سبق سکھا کر گران سنگ کیا اور فرومایگس خویون کو بزرگ منشی اور مردمی سکھائی۔ افسردہ دل آزمندون نے توانگری کی نشاط حاصل کی اور سپاہی کے سر البستان نے اور ہی آبیاری پائی اور خزانہ معمور ہوا۔ یہ کارشناس اور اندیشہ کی درستی کے نتیجے ہوتے ہین ظاہر مین گھوڑے کو داغ لگتا ہی اور حقیقت مین اسکی روحانی خوشی حاصل ہوتی ہی۔

سنہ ۱۸ جلوس مین داغ کا رواج ہوا۔ دل گزین روش سے آدمیون کی پایہ شناسی مقرر ہوئی۔ جاگیرون کے مراتب مقرر ہوے ہر ایک کی بالست تحریر مین آئی اسکا دستور مقرر ہوا زمانہ کی گرانی اور ارزانی کا حساب لگا کر اسکے اوپر کارروائی ہوئی اس سے حساب کا رشتہ مستحکم کیا گیا۔ اور ایک شائستہ قانون مقرر ہوا اسپہ آرا بخشیون کے سر پر سے سفارش کا بھاری بوجھ اتر گیا اور وہ نزہت سرائے شادمانی مین آئی اول بار گی (گھوڑے) سات طرح کے مقرر ہوئی اور ہر ایک کا رتبہ قرار پایا۔ عربی۔ عراقی۔ مجنس ترکی۔ یابو۔ تازی۔ جنگلہ۔ اول درجہ تازی نژاد کا یا اس کا جو اسکی برابر خوش رو اور شگرف کار ہو ماہوارہ اسکا ۲۰۰ دام ہر روز ۶ سیر دانہ (ہر جانور کی برآورد مین قیمت ایک من کی بارہ دام لگائی جاتی ہی۔ ۲½ دام کا گھی ۲ دام کی شکر اور ۳ دام کی گھاس اور ایک مہینے مین ۷۰ دام کی جل ارتنگ و بال پوش و تنگ جسکا نام بادشاہ نے فراخی رکھا ہے و گدی و تختہ بند و قیزہ جسکو عوام قائزہ کہتے ہین۔ و مگس ران و خرخرہ و ہستھی (گھوڑے کے دم کے بالون کی تھیلی گھوڑے کے صاف کرنے کی ہے) و دست مال و پای بند و میخ و مثل اسکی اسکو خرچ یراق اسپ کہتے ہین۔ ۶۰ دام زین و لگام کے لئے دو ماہ مین ایک دفعہ اور ہر مہینے مین نعل ۷ دام اور ۳ ۶ دام تیماردار کو اور جو دو گھوڑون کی خدمت کرے تو اسکو دو چند تنخواہ کل خرچ ۷۹ دام۔ جب بادشاہ نے سپاہی کی رفاہیت اور آسودگی حال کو دریافت کیا تو اول ۱۸ دام کا اضافہ کیا اور جب بادشاہ نے روپیہ کو ۳۵ دام سے چالیس دام کا کر دیا تو اس سے دام کا اضافہ اور ہوا علوفہ کی داد و ستد مین روپیہ کی قیمت ۴۰ دام شمار کی جاتی ہی اور جب

آئین جانداران۔

ہر قسم کے گھوڑون کے لئے سوا اور جنگلے کے دو روپیہ کا اضافہ ہوا۔
اب اس جنگلہ گھوڑے کو برآورد مین نہین درج کرتے ہین دوم وہ گھوڑے جو عراق عجم و ایران مین پیدا ہوئے ہین - یا وہ گھوڑے جو پیکر و کردار مین انکی مانند ہین - یک اسپہ ۴۸۰ دام اکنین سے ۵۸۴ دام ضروری خرچون کے لیے یہ پہلے گھوڑون کی نسبت ۲۱ دام کم خرچ ہوتے ہین یراق مین دس دام اور زین لگام مین ۱۰ دام اور نعل مین ایک دام سوم عراقی مانند یعنی مجنس اکثر انمین ترکی و عراقی کی نسل سے پیدا ہوتے ہین ماہیانہ ۵۲۰ دام جسمین ۵۸۴ دام ضروری خرچون کے لئے - عراقی سے سو دام کم خرچ چہارم ترکی یعنی جو گھوڑے توران مین پیدا ہوئے ہین اگرچہ وہ تنومند اور بالیدہ ہوتے ہین لیکن مجنس کو نہین پہنچتے ماہیانہ خرچ ۴۸۰ دام جسمین ۲۹۸ ضروری خرچون کے لئے - پنجم گھوڑے - یابو جو ہین پیدا ہوتے ہین - ماہوار ۴۰۰ دام آخر دو قسمین ہین ہندوستان کی پیدایش ہین جو انمین اچھا ہوتا ہے اسکو ٹازی جو میانہ ہوتا ہے اسکو جنگلا اور سب سے بدتر کو ٹٹو کہتے ہین -

ہاتھی - انکی سات قسمین ہین - مست - شیرگیر - سادہ - منجولہ - کرہ - پھندر کیہ موکل مست کا ماہوار خرچ ۱۴۴۰ دام دانہ ڈھائی من اور ہر ہاتھی کے تین تیماردار ہوتے ہین - مہاوت و بھوئی و بیٹھ اول کا ماہیانہ ۱۲۰ دام اور باقی دو مین سے ہر ایک کا ۹۰ دام پاوتہ ۱۲۰ دام کا اضافہ کر دیا ہے - پہلے ان پر داغ لگتا تھا مگر اب طرح سے انمین فرق ہوتا ہے دوم کا ماہوارہ اول سے ۲۲۰ کم دانہ دو من سوم کا ۸۰۰ دام دانہ ڈیڑھ من چہارم کا ۶۰۰ دام دانہ یک من پنجم کا ۴۲۰ دام دانہ ۳۰ شیرشم کا ۳۰۰ دام دانہ ۱۵ سیر مقسم کا خرچ برآورد مین نہین درج ہوتا -

شتر - خرچ ۲۹۶ دام دانہ ۴ سیر ایک دام کی گھاس ایک دام کا یراق -

گاے - خرچ ۱۲۰ دام دانہ ۴ سیر - ایک دام کی گھاس ۶ دام کا یراق -

عرابہ - خرچ ۶۰۰ دام - چار بیلون کا خرچ ۴۸۰ دام اور ۱۲۰ دام کا مصالحہ -

فیل و عرابہ سوائے منصب داروں کے کسی اور کو نہین ملتے یا اونکو ملتے ہین جو عمدہ گھوڑے

اور اونٹ و گائے کو داغ کے لئے لاتے ہین۔

ابوالفضل نے جو لکھا ہے اسکا گوشوارہ بناتے ہین تاریخ بدایونی سے معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ کی سپاہ مین اکثر گھوڑے چھٹے درجے کے تھے۔ اکبر نے ہندوستان سے گھوڑون کے باہر لے جانے کے واسطے سخت ممانعت کردی تھی اور اس نے اس کام کے انسداد کے لئے کوتوال مقرر کئے تھے منصبدارون کی سپاہ جو نئے گھوڑے بھرتی کئے جاتے تھے وہ اس گوشوارہ کے موافق خزانہ بادشاہی سے ماہوارہ پاتے تھے۔

اس گوشوارہ سے گھوڑون کے تمام خرچ خوب معلوم ہون گے

	اول عربی	دوم عراقی	سوم مجنس	چہارم ترکی	پنجم یابو	ششم تازی	ہفتم جنگلہ	ہشتم ٹٹو
دانہ	۸ دام	۸ دام	۸ دام	۷ دام	۷ دام	۶ دام	۵ دام	کچھ نہین ملتا
گھی	۷ دام	۷ دام	۶ دام		۳ دام	۱ دام	۱ دام	
شکر	۶ دام	۶ دام	۳ دام			۱ دام	۱ دام	
گھاس	۹ دام	۹ دام	۹ دام	۶ دام	۶ دام	۴ دام	۳ دام	
یراق	۷ دام	۶ دام	۴ دام	۳ دام	۲ دام	۱ دام	۱ دام	
زین وغیرہ	۶ دام	۵ دام	۲ دام	۱ دام	۱ دام	۱ دام	۱ دام	
تعلیقدی	۷ دام	۶ دام	۴ دام	۲ دام	۲ دام	۲ دام	۰	
تیماردار	۴ دام	۴ دام	۶ دام	۴ دام	۴ دام	۴ دام	۰	
خرچ ماہوار	۸ دام	۸ دام	۸ دام	۸ دام	۸ دام	۸ دام	۵ دام	
اول اضافہ	۱ دام	۷ دام	۲ دام	۲ دام	۱ دام	۲ دام	۲ دام	
دوم اضافہ	۰ دام	۵ دام	۳ دام	۰ دام	۰ دام	۰ دام	۵ دام	
سوم اضافہ	۰ دام	۰ دام	۰ دام	۰ دام	۰ دام	۰ دام	۰ دام	
	۸ دام	۸ دام	۶ دام	۸ دام	۸ دام	۸ دام	۶ دام	۱ دام

ہمیشہ دور بین خرد پژوہ ایک ہی اصول پر قائم رہتے ہین خواہ وہ زمانہ حال کے ہون یا پہلے زمانہ کے یعنی (زمانیان را با پیشینان دوری نباشد) جب تک ہر کثرت مین وحدت نہین پیدا ہوتی اسکی شورش نہین مٹتی اور خود کامی کا آشوب نہین بیٹھتا عناصر کو دیکھ لو کہ بہتیرے نہین لگانگی نہ ہو وہ مرکب مین موالید ثلاثہ کو نہین پیدا کرسکتے - جانور گروہا گروہ جب خود آمیزی کرتے ہین تو اُن مین خودسری کا نقش مٹتا ہی اور اپنی چارہ سگالی مین آسایش سے رہتے ہین اور اپنے سود و زیان کی پاسبانی کرتے ہین - آدمی کا نفس ایسا ذوفنون ہے کہ وہ ایک داد گر فرمان روا کا بہت محتاج ہی اس کی پابندگی قہرمان سلطنت کے پاس گروی ہی وہ اپنی عجیب عجیب بدذاتیون سے اور بڑے اندیشون سے خشم آواز کو تازہ شورشین سکھاتا ہی - جانکاہی اور دل آزاری کو دینداری شمار کرتا ہے - خدا تعالے بیدانشی کے غبار بٹھانے کے لئے ایک شخص کو منتخب کرتا ہی اور اسکے کمال کی تائید کرتا ہے اور روز افزون توفیق دیتا ہے وہ اپنی شناسائی و دلیری و فراخ حوصلگی سے اہل جہان کی لڑائیون کا علاج کرتا ہی اور ہستی کے چشمہ کو سیراب بگر اس مین ایک شخص کی قوت انجام کار مین کافی نہین ہوتی تو وہ اپنی یاوری کے لئے اپنی عقل کی روشنی سے چند پسندیدہ مردون کو منتخب کرتا ہی اور ان مین سے ہر ایک کے لئے نوکر مقرر کر دیتا ہے اس سبب سے بادشاہ نے منصب کے پایہ دہ بائی سے دہ ہزاری تک قرار دیئے ہین اور پنج ہزاری سے زیادہ منصب خاص اپنے فرزندون کے لئے قرار دیا منصب کے چھیاسٹھ مراتب مقرر کئے اور اسم اللہ کے حرفون کے عدد بھی بحساب ابجد ۶۶ ہین پس اسمین ایک سعادت سرمدی ہی - بادشاہ بعض کو تو اول دیکھتے ہی پہچان لیتا ہے اور ایک ہی دفعہ مین بلند پایہ کر دیتا ہے کبھی بعض کا وہ منصب زیادہ کر دیتا ہی مگر اسکے ہمراہ سوار کم کرتا ہی اپنی کارآگہی سے ہر یک منصب دار کے لئے دستور کی تعداد مقرر کرتا ہی اور اسکے سوارون کی لیاقت کے موافق اسکا ماہوار بدلتا رہتا ہے جس منصب دار پاس سوار اسکے منصب کے موافق ہوتے ہین وہ اول پایہ کا منصب دار ہوتا ہے جس پاس آدھی یا اس سے زیادہ ہوتے وہ پایہ دوم رکھتا ہی اور ایسے

جس پاس سوار کمتر ہون وہ درجہ سوم کا یوزباشی گیارہ درجوں ہوئے ہین اول وہ ہے جس پاس سو سوار ہون اسکی تنخواہ سات سو روپیہ ماہوار ہوتی ہے گیارہوین درجہ کا وہ جس پاس کوئی سوار نہ ہو تو وہ داخلیون مین جسکا اوپر ذکر ہوا شمار ہوتا ہے اور اسکی تنخواہ پانچ سو روپئے ماہوار۔ درمیانی نو درجون کی تنخواہ پر دس سوار کے پیچھے بیس روپیہ زیادہ ہوتے ہین۔ پنجہزاری سے دوصدی تک منصب دار ۱۲ ہم تھے اور یک پنجاہ صدی سے لیکر دہ باشی تک — ۱۳۸۸۔

جدول جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ منصب دارون پاس کیا کیا سامان ہوتا تھا اور انکا ماہیانہ کیا تھا

| منصب | گھوڑے | | | | | | | | | | ہاتھی | | | | | | | | | |

منصب	گھوڑے								ہاتھی								پارہ بردار								ماہیانہ		
	عراقی		تازی		ترکی		ٹٹو		خاصہ		ہتنی		ٹٹو				خاصہ				ہتنی				اول	دوم	سوم
	خاصہ	ہتنی	خاصہ	ہتنی	خاصہ	ہتنی	خاصہ	ہتنی	خاصہ	ہتنی	خاصہ	ہتنی	خاصہ	ہتنی	خاصہ	ہتنی	خاصہ	ہتنی	خاصہ	ہتنی	خاصہ	ہتنی	خاصہ	ہتنی			
۴۱۰۰	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۲۲۸۰۰	۲۲۴۰۰	۲۲۴۰۰
۴۰۰۰	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۲۲۰۰۰	۲۱۸۰۰	۲۱۶۰۰
۳۹۰۰	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۲۱۴۰۰	۲۱۲۰۰	۲۱۱۰۰
۳۸۰۰	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۲۰۸۰۰	۲۰۶۰۰	۲۰۵۰۰
۳۷۰۰	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۲۰۲۰۰	۲۰۰۰۰	۱۹۹۰۰
۳۶۰۰	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۱۹۶۰۰	۱۹۴۰۰	۱۹۳۰۰
۳۵۰۰	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۱۹۰۰۰	۱۸۸۰۰	۱۸۷۰۰
۳۴۰۰	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۱۸۳۰۰	۱۸۰۱۲	۱۸۳۰۰
۳۳۰۰	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۱۸۲۰۰	۱۸۰۰۰	۱۷۹۰۰
۳۲۰۰	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۱۷۸۰۰	۱۷۶۰۰	۱۷۵۰۰
۳۱۰۰	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۱۷۴۰۰	۱۷۲۰۰	۱۷۱۰۰
۳۰۰۰	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۱۷۰۰۰	۱۶۸۰۰	۱۶۷۰۰
۲۹۰۰	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۱۶۴۰۰	۱۶۲۰۰	۱۶۱۰۰
۲۸۰۰	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۱۵۸۰۰	۱۵۶۰۰	۱۵۵۰۰
۲۷۰۰	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۱۵۲۰۰	۱۵۰۰۰	۱۴۹۰۰
۲۶۰۰	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۱۴۶۰۰	۱۴۴۰۰	۱۴۳۰۰
۲۵۰۰	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۱۴۰۰۰	۱۳۸۰۰	۱۳۷۰۰
۲۴۰۰	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۱۳۶۰۰	۱۳۴۰۰	۱۳۳۰۰
۲۳۰۰	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۱۳۲۰۰	۱۳۰۰۰	۱۲۹۰۰
۲۲۰۰	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۱۲۸۰۰	۱۲۶۰۰	۱۲۵۰۰
۲۱۰۰	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۱۲۴۰۰	۱۲۲۰۰	۱۲۱۰۰

| منصبدار | گھوڑے | | |

منصب دار	گھوڑے																								ہاتھی												ہاربرداری			ماہیانہ		
	عراقی																																									
۲۰۰	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۹۷۵	۹۵۰	۹۰۰
۱۵۰	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۸۷۵	۸۵۰	۸۰۰
۱۲۵	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۷۸۰	۷۶۰	۷۵۰
۱۲۰	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۷۴۵	۷۴۰	۷۳۰
۱۰۰	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۷۰۰	۶۰۰	۵۰۰
۸۰	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۴۱۰	۳۸۰	۳۵۰
۶۰	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۳۱۲	۲۸۵	۲۷۰
۵۰	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲۵۰	۲۴۰	۲۳۰
۴۰	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲۲۳	۲۰۰	۱۸۵
۳۰	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۱۸۵	۱۷۵	۱۵۵
۲۰	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۱۳۵	۱۲۵	۱۱۵
۱۰	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۱۰۰	۸۲½	۷۵

ابوالفضل نے جو ۶۶ منصبون کو بالتفصیل لکھا ہی مگر آئین ۳ مین جو فہرست منصبداروں کے نام کی لکھی ہی وہ ۳۳ منصبون کی ہی - تین شاہزادون کے منصب ۷ ہزاری سے ہفت ہزاری تک بیان کرکے باقی بیس منصب یہ بیان کئے ہین ۵۰۰۰ و ۴۵۰۰ و ۴۰۰۰ و ۳۵۰۰ و ۳۰۰۰ و ۲۵۰۰ و ۲۰۰۰ و ۱۵۰۰ و ۱۲۰۰ و ۱۰۰۰ و ۹۰۰ و ۸۰۰ و ۷۰۰ و ۶۰۰ و ۵۰۰ و ۴۰۰ و ۳۵۰ و ۳۰۰ و ۲۵۰ و ۲۰۰ و ۱۵۰ و ۱۲۰ و ۱۰۰ و ۸۰ و ۶۰ و ۴۰ و ۵۰ و ۳۰ و ۲۰ و ۱۰

تمام آئین اکبری کے نسخون مین ۹۰۰ کا منصب نہین لکھا اس سے معلوم ہوتا ہی کہ گو منصب ۶۶ درجے مقرر ہوے ہون مگر سب مین نہین گئے - ابوالفضل نے اکبر شاہی تمام منصبداروں کے نام نامی اسمی منصب ۱۰۰ تک لکھے ہین اور پھر ابوالفضل کے بعد اُسنے فہرست بنائی ہی وہ ۱۰۰ تک اُن منصبداروں کے نام لکھے ہین جو اُس وقت زندہ تھے - اور ۱۰۰ سے جو منصب زائد تھے اُون کی

انکی تعداد بتفصیل ذیل لکھی ہی منصب ایک صد و پنجاہ ۱۵۰ ایک صد و بستی و ایک صدی (یوزباشی) ۱۲۵۰ و ہشتادی ۹۱ و شصتی ۲۰۴ و پنجاہی ۱۷۰ و چہل ۲۶ و سی ۳۹ و بستی ۲۵ و دہی ۲۲۴ کل ۱۵۰ سے ۱ تک منصب دار ۱۳۸۸ تھے اور اعلے منصب ۵۰۰۰ سے ۲۰۰۰ تک ۱۴ جنمین قریب ۱۵۰ لے اس وقت مرگئے تھے کہ ابوالفضل نے فہرست بنائی تھی طبقات اکبری مین اس فہرست کی نسبت یہ لکھا ہی کہ تفصیل آسامی امرائے حضرت خلیفہ الہی افاضل پناہ شیخ علامی شیخ ابوالفضل در کتاب اکبرنامہ مرقوم قلم بدائع رقم گردانیدہ اند درین مختصر مذکر اسامی امرائے کبار خواہد یافتہ۔ اس بیان سے اور اکثر الامرا سے یہ معلوم ہوتا ہے اکبر کے عہد مین ہزاری سے اوپر منصب دار امرا و کبار یا امرائے عظم کہلاتے تھے۔ مگر طبقات مین ہزاری سے نیچے منصب داروں کو بھی لکھا ہی کہ بمرتبہ امارت رسید یا در جرگہ امرا انتظام یافت۔ امیرالامرا کا خطاب ایک ہی وقت مین کئی آدمیون کا تھا۔ طبقات مین یہ خطاب دہم خان خضر خواجہ خان۔ میر محمد خان اتکہ۔ مظفر خان۔ قطب الدین محمد خان۔ منعم خان۔ مرزا عبدالرحیم خان کا لکھا ہی اور ان مین سے آخر کے تین امیرالامرا کو خانخانان بھی کہتے تھے۔

ابوالفضل نے جو منصب داروں کی سپاہ کی تعداد لکھی ہی وہ تاریخون مین منصب داروں پاس بہت جگہ اس سے کم و بیش بیان کی گئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ ضرور نہین تھا کہ پنجہزاری کے پاس پانچہزار سپاہ ہو۔ طبقات مین عبدالمجید خان سہ ہزاری پاس ۲۰ ہزار سپاہ لکھی ہی اکثر اعلے درجہ کے منصبدارون کے فرمان روا ہوتے تھے ان کو اول سپہ سالار اور اکبر کے آخر عہد سلطنت مین حاکم اور بعد ازان صاحب صوبہ یا صوبہ دار اور آخر مین صوبہ کہتے تھے اور منصب دار جاگیر رکھتے تھے جو بعد اکبر کے عہد کے بدل گئی۔ منصب دارون کو تنخواہین اور اوسکی سپاہ کو تنخواہ بھی کہتے تھے اسلئے تابین باشی منصبدار یا بخشی ہوا۔ سپاہ کی اصلاح جب ہوئی کہ شہباز خان میر بخشی مقرر ہوا۔ عبدالقادر بدایونی نے اس باب مین جو لکھا ہے اسکے نقل آئین

۹ کے بعد دیکھو۔

(۴) آئین احدی۔

بہت سے پُر دل شائستہ کار آدمی ہوتے ہین جنکو بادشاہ منصب نہین دیتا مگر انکو اورون کی پرستاری سے ہائی دیتا ہے۔ اور بندگان خاص مین داخل کرتا ہی۔ دبستان خدمت مین انکی آموزش ہوتی ہی اور انکے علم کا امتحان ہوتا ہی۔ بادشاہ صورت مین معنی پیدا کرنا چاہتا ہی اس لئے انکا نام احدی رکھتا ہی جس سے خدائے واحد یاد آتا ہی انکے درجہ بڑھانے کا نیا آئین مقرر کیا ہی انکے تیمارداری کے لئے دیوان اور بخشی جدا جدا اور انکی سرداری کے لئے ایک بزرگ امیر مقرر کیا ہے اور ایک لائق آدمی کو اس کام کے لئے مقرر کیا ہے کہ وہ احدی کے امیدوارون کو بادشاہ کے روبرو پیش کیا کرے وہ بے منت فروشی و رشوت ستانی کے ہر روز چند امیدوارون کو پیش کرتا ہے۔ بادشاہ انکا امتحان لیتا ہی جب اسکو وہ پسند آتے ہین تو انکا نام یادداشت اور تعلیقہ مین لکھا جاتا ہی پھر انکی چہرہ نویسی ہوتی ہے اور برآورد مین نام داخل ہوتا ہے۔ امیدوار سے بخشی ضمانت لیتا ہی اور سب کو دوبارہ بادشاہ کے روبرو پیش کرتا ہی ضرور انکا اضافہ ہوتا ہے اسکی تنخواہ نصف تین چوتھائی اور چہہ ساتوین تک بڑھ جاتی ہی۔ بہت سے احدی پانچ سو روپے ماہوار پاتے ہین اور وہ کہ ہندسہ سے نشان منسد ہوتے ہین (آئین داغ دیکھو) ابتدا مین جب اسکا درجہ مقرر کیا گیا تھا تو انکے آٹھ گھوڑون پر داغ لگا دیا جاتا تھا مگر اب پانچ سے زیادہ پر داغ نہین لگایا جاتا

(۵) آئین سوار۔

منصبدار اور احدی کے بعد تیسرا درجہ سوار رکھتے ہین۔ اول گھوڑون کا مالک سپاہ مین گھوڑون کی اوصاف بیان کرتا ہے بخشی انکا امتحان کرتا ہی۔ پھر سوار کی چہرہ نویسی ہوتی ہی۔ اگر سوار پاس ایک گھوڑے سے زیادہ گھوڑے ہوتے ہین تو اسکے لئے ایک اونٹ یا بیل زیادہ کرتے ہین اور اسکے خرچ کے لئے عدہ سوار کی نصف تنخواہ کی برابر روپیہ دیتے ہین اگر یہ اونٹ یا بیل نہین دیتے تو پانچوین حصے تنخواہ بڑھا دیتے ہین۔ یک اسپہ سوار کی تنخواہ یہ ہوتی ہی کہ عراقی کا سوار تیس روپیہ ماہوار اور مجنن کا سوار بیس روپیہ ماہوار اور ترکی کا سوار بیس روپیہ ماہوار اور یابو کا اٹھارہ روپیہ ماہوار اور جنگلہ کا بارہ روپیہ ماہوار پاتا ہے

پہلے خالصہ کے عمل گذار سوار کو پچیس روپیہ ہوار ملتا ہی اب پندرہ روپیہ ہوار ملتا ہی پہلے سوار کو چار گھوڑے رکھنے کی اجازت تھی مگر اب تین گھوڑی سے زیادہ کی نہین ہی اور بہرہ باشی دو سوار چار اسپہ تین سلہ اسپہ تین دو اسپہ اور دو یک اسپہ (اس طرح دس سوار پچیس گھوڑی رکھ سکتے تھے۔) اور اور منصدار اس حساب سے گھوڑی رکھ سکتے تھے مگر اب دہ باشی تین سلہ اسپہ اور چار دو اسپہ اور تین یک اسپہ رکھ سکتا ہی (۱۰ سوار ۱۸ گھوڑی)۔

(۴) پیادون کی آئین۔

جب سوارون کا آئین بیان ہوا تو پیادون کا آئین بھی بیان کیا جاتا ہی۔ انکی بہت سی قسمین ہین اور وہ نادر نادر کام کرتے ہین۔ بادشاہ نے اپنی قدردانی سے ہر قسم کے پیادون کے لئے ایسے دستور آئین مقرر کر دیے ہین کہ سب چھوٹے بڑونکو آسانی ہو گئی ہی خامہ پرداز آوارہ نویس انکے نویسندہ ہوتے ہین۔ جب انکا مرتبہ بڑھتا ہی تو وہ اس جرگہ سپاہ مین داخل ہوتے ہین۔ پیادون کی بہت قسمین ہین۔ اول قسم کے پیادے پانچ سو دام اور دوسری قسم کے چار سو دام ہوتے اور تیسری قسم کے تین سو دام چوتھی قسم کے دو سو چالیس دام ماہوار پاتے ہین بارہ ہزار بندوقچی بادشاہ کے ہمرکاب رہتے ہین انکے واسطہ ایک دیدہ ور تنکچی (محرر) اور سر چشم خزانچی اور جدا کاروغہ جدا مقرر ہوتا ہی تھوڑے سے بندوقچی ان عہدون کے واسطے منتخب کئے جاتے ہین۔ مگر ایسی طرح بہت بندوقچی ہوتے ہین کہ کچھ کاردانی اور سربراہی سے بہرہ ور ہوتے ہین بعض افسر ہوتے ہین کہ وہ کثرت کی وحدت بناتے ہین جس سے کارسازی اور کارآگہی کا رشتہ دوبالا ہو جاتا ہی۔

بندوقچی

سرگروہ کا ماہوار مرح کا ہوتا ہے تین سو دام اور دو سو اسی دام اور دو سو ساٹھ دام اور باقی بندوقچیون کی پانچ قسمین ہوتی ہین اور انکا ماہوار تین طور کا اول ۲۵ دام و ۲۴ دام و ۲۳ دام دوم ۲۲۰ دام و ۲۱ دام و ۲۰۰ دام سوم ۱۹۰ دام و ۱۸۰ دام و ۱۶۰ دام و چہارم ۱۶۰ دام ۱۵۰ دام و ۱۴۰ دام پنجم ۱۲۰ دام و ۱۱۰ دام و ۱۱۰ دام۔

ہزار دربان چابک دست خدمت گذاری کرتے ہین درگاہ کی پاسبانی کے لئے انکی ملازمت لازمی ہے۔ میر دہ کی تنخواہ پانچ طرح کی ہوتی ہی ۲۰۰ و ۱۶۰ و ۱۴۰ و ۱۲۰ دام اور اور دربانون کی ۱۲۰ دام سے زیادہ اور ۱۰۰ دام سے کم نہین۔

دربان

خدمتی بھی بادشاہ کی خدمت مین ہزار رہتی ہین دولتخانہ کے دروازہ کی نگہبانی کرتے ہین اور فرمائش کے منتظر رہتی ہین پنجاہی ہے بمستی تک ۲۰۰ دام اور دہ باشی ۱۸۰ اور ۱۴۰ دام اور ۱۲۰ و ۱۱۰ و ۱۰۰ دام پاتے ہین۔

یہ پہلے یہ گروہ رہزنی اور دزدی مین نامور تھا پہلے بادشاہون سے انکا علاج اچھی طرح نہ ہوسکا۔ بادشاہ نے اپنی منتخب احکام سے انکو راست کاری اور امانت گذاری سے روشناس کیا ہے اب وہ دیانت مین مشہور ہین۔ پہلے انکو مادی کہتے تھے۔ انکے سردار نے اپنی سعادت مندی کے سبب سے خطاب خدمت رائے کا پایا ہے۔ وہ بادشاہ پاس آرام سے رہتا ہے اور باقی ہر ایک کا نام خدمتیہ رکھا گیا۔

میواتی کے رہنے والے میوڑہ کہلاتے ہین وہ تیز رو ہوتے ہین جو مال منگاؤ دور دور سے پختہ کاری کے ساتھ لاتے ہین۔ جاسوسی اور افسال مہمی مین نادرہ کار ہین۔ انکی تعداد بھی ہزار ہے وہ فرمان کے منتظر رہتے ہین۔ انکا ہوا خدمتیہ کا سا ہے۔

یہ سرفشان جان باز بہت طرح کے ہوتے ہین اور نادر کام کرتے ہین جنگ مین تیز پائی اور چابک دستی سے لڑتے ہین اور اف و خیز مین بہادری دکھاتے ہین بعضے سپر لگا کے لڑتے ہین بعض جو دست دستی سے کام لیتے ہین۔ انکو لکرایت کہتے ہین۔ بعض بے پناہ ایک ہاتھ سے لڑتے ہین ان کو یک ہاتھ کہتے ہین۔ پہلا گروہ جو پوربی ہوتا ہے وہ چھوٹی سپر لگاتا ہے اور اسکو چرہ کہتے ہین اور جو گروہ دکھنی ہوتا ہے وہ ایسی بڑی سپر لگاتا ہے کہ اوسکی پناہ مین سوار کھڑا ہو جاے اس سپر کا نام تلوہ ہے۔ ایک جماعت کو پہرایت کہتے ہین بطول مین آدمی کے قد سے چھوٹی اور چوڑی ایک گز۔ سپر کام مین لاتے ہین ایک گروہ کو بانایت کہتے ہین وہ ایک لمبی تلوار لیتے ہین جسکا قبضہ ایک گز سے زیادہ ہوتا ہے۔ دونون ہاتھون سے اس سے عجب کام دکھاتے ہین۔ ایک گروہ کا نام جنگولی ہے۔ وہ شہوخراق ہے۔ ایک خاص شمشیر لیتے ہین۔ جو نوک کے پاس سے کج اور قبضے کے پاس سے سیدھی ہوتی ہے۔ وہ سپر نہین لگاتے۔ انکی ہنرمندی بیان نہین ہوسکتی بعض چابک دست خنجر کو عجب طور سے کام مین لاکر عجیب کام کرتے ہین۔

ہر ایک کا نام جدا ہی۔ ہر ایک کا ہنر زادہ ہے۔ ایسے سپاہی ایک لاکھ سے زیادہ ہین اور انمین ایک ہزار بادشاہ کے پاس رہتے ہین۔ ان مین صدی کا درجہ صدی کی برابر ہی یا اس سے بھی زیادہ ہوتا ہی۔ انکا ماہوار چھ سو سے کم اسی تک ہوتا ہی۔

پہلوان

ہمیشہ بادشاہ کے آستانہ پر ترکی و تورانی کشتی گیر و مشت زن۔ سنگ انداز کم خطا ہستی ہین بہادران ہندی اور نادرہ کار گجراتی جنکو مل کہتے ہین اور طرح کے جنگ آور گروہا گروہ جمع رہتی ہین۔ انکی تنخواہ ۵۰ دام سے زیادہ اور ۷ دام سے کم نہین ہوتی اور وہ پہلوانونکی کشتی ہوا کرتی ہی اور انکو طرح طرح کے انعام ملتے ہین۔

جیلہ

اس خدا پرست بادشاہ کو بندہ کے نام سے چڑ ہی۔ اسکے نزدیک سوا ء دادار بے نیاز کے خداوندی کسی کو سزاوار نہین ہی۔ اسلئے اوس نے بندہ کا نام بدل کر جیلہ رکھا ہے۔ جسکے معنے سنسکرت مین عقیدت مند ارادت گزین کے ہین۔ اس عاطفت شاہنشاہی سے ایک گروہ بادشاہ کا جیلہ ہوگیا ہے۔

(غلام) غلام کے معنے بہت سے ہین ایک معنے تو وہ ہین جو عوام مین مشہور ہین ایک جماعت اپنے سے غیر آئین (غیر مذہب) پر غالب ہوتی ہی اور انکی خرید و فروخت کرتی ہی۔ عاقل اسکو بہت برا جانتے ہین۔ دوم کوئی شخص خود کامی سے علیحدہ ہو کر ارادت اختیار کرے (جیسے کہ پیرون کے اندھے ہوتے ہین) سوم فرزند چہارم کسی شخص کا قاتل جو اسکے وارث کی ملک مین آتا ہے پنجم چور اپنی چوری سے باز آکر جسکا مال چراتا ہی اسکی غلامی اختیار کرتا ہی ششم ایک شخص خون کرے اور اس خون کے بدلہ مین روپیہ دے کر کوئی شخص اسکو چھڑاتا ہی تو وہ اس رہاننده کی غلامی اختیار کرے ہفتم کوئی شخص کشادہ پیشانی سے اپنی غلامی کو اختیار کرے۔ انکا روزینہ ایک روپیہ سے لے کر ایک دام تک ہے۔

بادشاہ نے انکو طرح طرح کے گروہون مین تقسیم کیا ہی اور جدا جدا کارشناسون کے حوالہ کیا ہی۔ وہ انکو طرح طرح کے ہنر سکھاتے ہین کہ انکی پایہ شناسی ہو اور وہ کام شائستگی سے کرین۔

پادشاہ کی گوہرشناسی سے اور نیک پرستاری سے ہر طائفہ کے بہت آدمی سپاہ
میں تیہ پاتے ہین اور سپاہ گری سے امیری پر سرافراز ہوجاتے ہین کہا ہی ہندوستان کے عجیب
پیادون مین سی ہین۔ بھاری بوجھ کندھے پر اٹھاتے ہین اور فراز و نشیب مین چلتے ہین۔ پالکی
سنگھاسن۔ چوڈول۔ ڈولی لے کر ایسی نرم چال سی چلتے ہین کہ بیٹھنے والی کو ذرا جنبش نہین
ہوتی۔ اس ملک مین وہ کثرت سی ہوتے ہین دکھن و بنگالہ کے کہار نہایت عمدہ ہوتے ہین۔
کئی ہزار پادشاہ کی خدمت مین رہتے ہین انکا سرگروہ ۲۴۸ دام سی زیادہ ۱۹۲ دام سے
کم نہین پاتا اور دن کو ۱۲۰ دام سی ۱۶۰ دام تک ملتے ہین۔

ایک خاص تعداد اس قسم کے پیادون کی امیرون کو سپرد کی جاتی ہی انکو علوفہ پادشاہ
دیتا ہے۔ پادشاہ نے حکم دیدیا ہی کہ ان پیادون کی چہرہ نویسی نیمہ سوارون کے نام سے
ہوا کرے۔ چوتھائی حصہ اسکا بندوقچی ہوتا ہے اور باقی تیرانداز۔ کچھہ بڑھئی۔ لوہار۔
سیلدار اس گروہ مین داخل ہوتے ہین۔ بندوقچی کا سرگروہ ۱۶۰ دام اور ۱۴۰ دام پاتے
ہین۔ تیرانداز میر دہ ۱۲۰ سے ۱۸۰ دام تک اور ۱۰۰ سے ۱۲۰ دام تک۔

جب پادشاہ نے سپاہ کے مراتب اور درجے مقرر کرکے گھوڑون کی چونگی پر علم حاصل کیا
اور تسلی متعین کی کہ وہ سپاہی کی چہرہ نویسی کرین اور یہ باتین لکھین۔ اسکے خاص نشان
عمر۔ باپ کا نام۔ جاے سکونت۔ ذات۔ ایک آگاہ کار داروغہ مقرر کیا کہ آدمیونکو
انتظار کی تکلیف اوٹھانی نہ پڑے اور اونکو اپنی کارسازی کے لئے رشوت دینے کی آرزو نہ
ہو۔ سپاہی اول پادشاہ کے ملاحظہ مین آتا ہی پادشاہ اوسکا درجہ مقرر کرتا ہی اور پھر محرر اسکا
تعلیقہ کرتا ہے اور داخلی اپنے منصب دار کی تصدیق سے لکھا جاتا ہی۔ پادشاہ نے پانچ
آدمی تجربہ کار سپاہیون اور گھوڑون اور علوفہ کی نگرانی کے لئے مقرر کئے ہین۔ کارفرما افسر
کو ایک فراخ میدان مین جمع کرتا ہی اور چہرہ نویسی کے کاغذات ان افسرون کے روبرو
ہوتے ہین اور کاغذات کی مساتھ سپاہی اور اسکا گھوڑا دکھایا جاتا ہی۔ چہرہ نویسی کے اوراق
کے نیچے برآمد ہین اوسکی تنخواہ لکھی جاتی ہی جسمین کوئی غریب دخل نہین ہونے پاتا اور

کام اعتبار کے لائق ہوتا ہی پھر اس نوشتہ پر پانچ امیرون کی مہر لگائی جاتی ہی اور وہ داروغہ کے سپرد ہوتا ہی
اور اسکو داروغہ آسن بیگی موفق جو احدیون کے بیان مین گذرہوا ہی پادشاہ کے روبرو پیش کرتا
ہے - پادشاہ تنخواہ مین کمی وبیشی کرتا ہے - پادشاہ آدمی کی پیشانی پر کہہ لیتا ہی اور اسکی
تنخواہ مین کمی وبیشی کردیتا ہی - جب یہ کاغذ اس طرح مرتب ہوجاتا ہی تو اوسپر واقعہ نویس
(جسکا بیان آگے آئیگا) اپنا نشان کرتا ہی اور سرعرض ورسرگروہ کشک (جوکی) اس پر
مہر لگاتا ہی اس سند کی دست آویز پر داروغہ گھوڑے پر داغ لگاتا ہی پہلے پہل گھوڑے کی
گردن کی دائین طرف سین کے سرے کی صورت کا داغ لگتا تھا - بعدازان کچھ دنون
تک داہین ران پر اس صورت ⊢ کا داغ لگنے لگا جسمین دو الف قائمی زاویون کے
منقاطع ہین جنکے سرے گندہ ہین - ایک مدت تک کمان کی شکل کا جسکا چلہ اترا ہوا ہو داغ
لگتا رہا - بعدازان ہندسہ کا داغ مقرر ہوا - اس تدبیر سے بالکل سچا کام ہونے لگا - ہندسون
کی رقمین لوہے کی بنالین جس سے نقش مین کچھ شبہ نہ رہتا تھا - یہ داغ داہین سرین (پٹھے)
پر لگتا تھا داغ لگانے مین پہلی دفعہ ایک کے ہندسہ کا نقش کیا جاتا تھا اور دوسری دفعہ ۲ کے ہندسہ
اور علے ہذا القیاس - اور اب بادشاہ نے مہربانی اور کارآموزی کے لئے اپنے فرزندان و
خویشان و نزدیکان و سپاہیون اور امیرون سے ہر ایک کو خاص ہندسہ داغ لگانے کے واسطے
عنایت کئے اس طرح داغ لگانے مین ان گھوڑون سے جو مرجاتے تھے صحیح اطلاع ہونے لگی
جب مردہ گھوڑے کی عوض کا گھوڑا داغ مکرر (جسکا آگے بیان ہوگا) سپاہی لاتا تھا تو وہ
اپنی تنخواہ اس روز سے مانگتا تھا جس روز سے اسکو نہ ملی تھی اور بخشی اسکی تنخواہ اس دن سے
لگاتا تھا کہ وہ مردہ گھوڑے کی عوض مین گھوڑا لاتا تھا - مگر جب سے یہ نیا طریقہ داغ کا جاری ہوا
جو قاعدہ مقرر کیا تھا کہ جب کسی سپاہی کا گھوڑا مرجاے اور وہ اسکی عوض کا گھوڑا لائے تو اسکا
چہرہ لکھا جاے اور اسپر وہی داغ لگایا جاے جو مردہ گھوڑے کا تھا اور داغ مکرر کے
وقت بخشی اس داغ اور چہرہ کو دیکھکر اعتبار کرین - چہرہ کے موافق گھوڑے کرا کے ایکر سپاہی
اپنا کام بنا لیتے تھے - یہ خیانت بھی اب اس طریقہ سے موقوف ہوگئی کہ گھوڑے پر داغ

لگنے لگا۔ اور سپاہی بھی کام بالکل سچا کرنے لگے۔
تھے جس سی سپاہ کی آرایش ہوتی تھی اور چھوٹے آدم
کے لگانے مین منصبدار تاخیر کرتا تھا تو اسکی اقطاع کا ا
یہ قاعدہ تھا کہ جونسی دفعہ داغ لگایا جاتا تھا اتنی دفعہ
پر اسکا داغ دوسری دفعہ مین لگتا تھا اور علی ہذالقیاس
خاص ہندسہ تجویز کردیا ہی کہ ہندسہ کے مکرر داغ لگوانے
ہی قاعدہ جاری ہی بعض قریب کے تنکچی اور خدمتگار ج
ہے وہ ماہوار تنخواہ اپنی نقد لیتے ہین اور ڈیڑھ سال
دوردست کے امرا بارہ سال سی زیادہ عرصہ داغ لگوانے
سال گذر جاتے ہین تو ایک دسوان حصہ انکی جاگیر کا
جائے اور تین سال داغ پر گذر گئے ہون تو اسکی
جاتے ہین اونکی بابت اضافہ بعد اوداغ پاتا ہے۔ اگر کو
پہلے گھوڑے سے اچھا گھوڑا بادشاہ کے روبرو لائے تو
کو کشک یعنی چوکی کہتے تھے وہ تین طرح کی ہوتی تھی
تھے اور ہر ایک حصہ ایک دن کے لئے نامزد ہوتا تھا اور ایک
سرافراز ہوتا تھا معاملہ شناس اور طرزدان ایک میر
انہین دو امیرونکی معرفت لوگون کو معلوم ہوتے تھے۔
حکم آوری کے لئے کھڑے رہتے تھے اور بادشاہ
(جسکا آگے بیان ہو چکا) بارگاہ والا مین کہتے تھے ایک طرف یہ پا
جو سوار آتے تھے وہ داہنی طرف کھڑے ہوتے تھے۔ پا
اور سپاہیون کی حاضری وغیرحاضری کو معلوم کرتا تھ
سلامی اتارتے تھے۔ اگر بادشاہ کسی شغل عظیم مین مصروف

اس کام کی طرف بہ نسبت اپنی عہدہ اندوزی اور پرستش
ے زیادہ توجہ کرتا تھا اگر چوکی مین کوئی حیلہ سازی اور
یر ایک ہفتہ کی تنخواہ کا جرمانہ ہوتا تھا یا کچھ اور مناسب سزا پاتا
لئے تھے۔ اور ہر ایک حصہ ایک ایک مہینے کے لئے نامزد ہوتا تھا
نت پر بادشاہ کی ملازمت مین حاضر ہوتی تھی اور اس پر
یاہ کا گروہ دور دست کی سرحد پر یا کسی اور بڑی خدمت
ت حال کا عریضہ بھیجتا تھا اور بادشاہ کے حکم کا کارند
لوسپاہ چوکی ہر ہفتہ کی طرح بادشاہ کو تسلیم کرتی تھی اور
قی۔

مین کی تھین اور ہر قسم کو ایک سال سے مخصوص کیا تھا
ی سال مین بادشاہ کے حضور مین آتی تھی۔

بری سے نقل کئے ہین جنسے معلوم ہوتا ہے کہ شہنشاہ اکبر سپاہ
ہتمام کرتا تھا اسی کے سبب سے دغا و فریب کے کام بند ہو گئے
م کی نسبت اپنی تاریخ مین یہ لکھا ہے کہ تمام ولایتین سوائے
گیرون مین منقسم تھین۔ امرا رفق و فجور کی کثرت سے
اموال کے جمع کرنے سے فرصت نہین رکھتے تھے کہ سپاہ کے حال
ہوتے کام کے وقت پر وہ تنہا مع چند ملازمون اور
دلتے تھے۔ سپاہ بکار آمد کسی جگہ موجود نہ تھی شہباز خان
م و روش کو جو سلطان علاء الدین خلجی کا ایک ضابطہ
اہ کو یاد دلا کر جاری کرایا جسکے سبب سے یہ مقرر ہوا
ہوا کہ وہ اپنے تابینون کو (تابعینون) کو کشک (چوکی)
ن کے بیس سوارون کے گھوڑون پر داغ حسب

ضابطہ لگ جاے تو اسکا صدی اور اور منصب مقرر کیا جاے۔ اور فیل اور اسپ اور شتر اسکو منصب
موافق دیئے جائین اور یہی دستور جاری رہے اور جب وہ پورے سوار بادشاہ کی نظر کے روبرو
لائین تو منصب ہزاری و دو ہزاری یا پنجہزاری جسی بالاتر درجہ کوئی نہین ہے ترقی پائین و یہ
درجہ گھٹایا جاے مگر اس ضابطہ سے بھی سپاہیون کا اور تنزل ہو گیا امرائے اپنا کام یہ
بنایا کہ اکثر اپنے خاص چیلون اور بارگیرون کو سپاہی کا لباس پہنا کر موقف عرض مین لاکر منصب
کی درستی کے لئے دکھاتے اور منصب کے موافق جاگیر پاتے۔ بارگیرون کو رخصت کر دیتے۔
جب پھر وقت پر ضرورت پڑتی تو حسب ضرورت نئی عارت کی سپاہ بھرتی کر لیتے اور بعد
فراغ اسے موقوف کر کے خدا کی پناہ مین بیٹھ جاتے خزانہ و جمع جو منصبداروں کا
بحال رہتا مگر سپاہی بیچارہ کا پیالہ ایسا خاک سے بھرا رہتا کہ پھر وہ کبھی نہ بھر سکتا
ہر گلہ اہل حرفہ دھنیئے و جلاہے بڑھئی کبڑے ہندو مسلمان
کیکر داغ کے لئے پہنچتے کوئی منصب دار اضافہ منصب پاتے اور کروڑی
ہو جاتے۔ چند روز بعد ان موہوم سپاہیون اور معدوم یراق کا نشان باقی نہ رہتا اور وہ
زیادہ ہو جاتے اور بہت دفعہ ایسا ہوا کہ جسوقت وہ بادشاہی نظر (ملاحظہ) کے لئے
دیوانخانہ خاص مین پیش ہوئے تو مع لباس کے ہاتھ پانو باندھ کر ترازو مین تولے گئے
گو وزن مین ڈھائی تین من سے کچھ کم و بیش نکلے مگر بعد تحقیق کے معلوم ہوا کہ یہ سب لباس و
یراق کرایہ کا عاریت تھا۔ بادشاہ نے فرمایا تھا کہ مین دیدہ و دانستہ ایسے آدمیون کو کچھ
دیدیتا ہون کہ اونکی گذران وقات ہو بعد چند مدت کے احدی کو دو سپہ و کہا سپہ و نیم
سپہ یعنی دو سپاہیون مین ایک گھوڑا مقرر کیا دو کو چھ چھ روپیہ ماہوار ملتے مصرع
انہیک در روزگار من بہ بین و بہ پرس + اس بازار کو رونق ہو گئی اور ترکش بندی کی کان
ٹھنڈی ہو گئی باوجود اسکے بادشاہ نے اپنی قوت طالع اور بلندی اقبال سے ہر جگہ
غنیم کو نابود کیا اور سپاہی کی چندان احتیاج نہین رہی اور امرا کو اپنے نوکرون کے
بیجا ناز سے رہائی ہوئی۔ بدایونی کا یہ بیان اس عداوت کے سبب سے ہے جو وہ

اپنی خباثت سے بادشاہ کے ساتھ رکھتا تھا اسکا یہ لکھنا کہ بادشاہ اپنے غنیم کو ہر جگہ نابود کرتا ہے بادشاہ کی سپاہ اور افسرون کے حسن انتظام پر دلیل قطعی ہی اور یہ لکھنا کہ بادشاہ کے اقبال سے یہ ہوتا تھا اسکا ملانا پن ہی۔ وہ اس عداوت کے سبب سے بدنظامی کی مستثنیٰ صورتون کو قاعدہ اور خوش انتظامی کے قاعدہ کو مستثنیٰ صورت بناتا تھا۔

(۱۰) آئین واقعہ نویسی

واقعہ نویسی بھی ایک پسندیدہ طرز جہانبانی کے لئے بلکہ ہر انبوہ کے لئے ضرور ہی۔ اگرچہ پہلے زمانہ مین بھی اسکا مذکور ہی مگر اس زمانہ مین اصلی معانی اس کے ظہور پذیر ہوتے ہین چودہ شکمچی سیر چشم درست خامہ جدگزین اس طرح نامزد ہوئی ہین کہ ہر روز ان مین سے دو دو اپنا کام کیا کرین اور چودہ ہوین روز ہر ایک کی نوبت آیا کرے اور اور لوگ بھی اس شائستہ خدمت کے واسطے بادشاہ نے انتخاب کر رکھے ہین کہ ان مین ہر ایک ایک دن کے واسطے رہتا ہے جب ان چودہ مین سے کسی کو ضروری کام پیش ہوتا ہے تو اسکی جگہ انمین سے ایک اتا ہی اسکو توتل کہتے ہین۔ اس واقعہ نویس کے یہ کام ہین کہ بادشاہ کے احکام اور کام کو وہ لکھے۔ اور جو کچھ کارپردازان سلطنت عرض کرین اسکو تحریر کرے۔ بادشاہ کی خورد۔ آشام۔ بیداری و خواب نشست و برخاست شبستان اقبال مین جانے کا اور بارگاہ خاص مین خرامش کا وقت۔ شکار کی عام حالت۔ جانورون کا فیج ہونا۔ کوچ و مقام۔ رہنمونی۔ نذر۔ دلاویز سخنی۔ دانش کی باتون کا سننا۔ خیرات و انعام تکلف روزینہ و ماہوارہ تعیین کا منصب۔ ماہیانہ چاکر۔ ارناس (بعض ارنس کی جمع کہتے ہین جسکے معنے قبر کے ہین) بابر نے اسکو زناس پڑھا ہی اور اسکے معنے زوال شمس یعنے دشمنون کے مرنے کا بیان اور امرا اس لفظ کو بجاے طلب اجناس کے کام مین لاتے ہین اسلئے ازناس کے معنے سپاہ کے لئے طلب اجناس یا تنخواہ کے ہوئے سیورغال (معافی زمین) خراج کا گھٹنا بڑھنا۔ اجارہ۔ بیع۔ تحویل پیش کش۔ ارسال۔ نفاذ فرمان۔ اس پر بادشاہ کی مہر کا لگنا۔ عرائض کا آنا۔ جواب کا دیا جانا۔ ملازمت۔ رخصت تعیین مدت چوکی پر آنا جنگ و فتح۔ صلح۔ روشناس (جنکو بادشاہ پہچانتا ہو یعنی بڑے آدمی) کا مرنا۔ جانورونکی

شرطون کی ہار جیت گھوڑون کا مرنا - پادشاہ کے جرمون کا معاف کرنا - بار عام کی سرگذشت
تحویل کی - ولادت - چوگان بازی - چوسر - نرد - شطرنج - گنجفہ - سوائے اسکے حوادث آسمانی
وزمینی - سال کی فصلین - عرض واقعہ - ان سب باتون کو لکھے -
جب اس روزنامچہ کی تصحیح کوئی آگاہ دل راستی منش کردے تو پھر وہ پادشاہ کو سنایا جائے
وہ اسکو قبول کرے تو نیکی ہرسانحہ کی نقل کرے اور اسپر اپنی مہر لگائے اسکے جویندہ کو
سپرد کرے - اسپر میر عرض پروانچی کی مہر لگوائے اور اس شخص کی مہر جسنے اسکے پادشاہ کی رو برو
پیش کیا ہی - اس زمانہ مین اسکو یادداشت کہتے ہین - سوائے اسکے کئی ایک خوشنویس منشی
بیان راستی گذار جداگانہ نامزد ہوتے ہین کہ وہ اس یادداشت کو جب پوری ہوجاتی ہی
لے لیتے ہین اور اپنے پاس رکھتے ہین جو گذارش مقصود کے لائق ہوتی ہی اسکو وہ لکھتے ہین اور اس پر
مہر کرکے بجاے یادداشت کے دیتے ہین اسپر مہر و دستخط واقعہ نویس کے وسکہ رسالہ عرض
داروغہ کے ہوتے ہین اس نوشتہ کو تعلیقہ کہتے ہین اور لکھنے والے کو تعلیقہ نویس جب تعلیقہ
اس طرح تیار ہوجاتا ہی تو اعیان دولت کی مہر اسپر لگتی ہی - پادشاہ کا مقصد اس سے یہ ہے
کہ آگہی کا سررشتہ مستحکم ہو اور بائست وقت مین کمی وبیشی اپنی ہنجار سے نہ گذرے - اور
خیانت منہ - فرمایہ ایک کونے مین بیٹھین اور سعادت سررشتہ آگاہ دل اعتبار پائین -
کارسازون کو خوف سے رہائی ہو - اور بداندیش فراموش کارون کا علاج ہو -
جب تک داد و ستد کے سررشتہ کو استحکام نہین ہوتا ہی کہ دل سے بات گویائی مین نہین آتی
اور قلم کے لکھنے سے پائداری نہین پاتی اور راستی طرازون کے نشان سے درستی نہین ہوتی
یعنی سچے آدمیون کی گواہی نہین ہوتی اسلئے نگاشتہ کو سند کہتے ہین اور اس سے طرح طرح کی آدمی
کامیاب ہوتے ہین - گنجور اس سند کی دستاویز سے بازخواست سے رہائی پاتے ہین اور اور
لوگ اپنا وجہ وظیفہ پاتے ہین - کاردان دستی منش کہ جنکی پیشانی سے راستی چمکتی ہی گفتار
و کردار کو صفحون اور ورقون پر لکھتے ہین کہ جس سے یاد کی مدد ہوتی ہی ان اوراق
استاد کو دفتر کہتے ہین (دفتر ایک یونانی لفظ ہی جسکے معنے صاف کئے ہوئے چمڑے کے ہین)

(۱۱) آئین کرسنا و۔

بادشاہ نے اس دفتر کو بھی غور کی نگاہ سے دیکھا ہی اور اسکا شائستہ انتظام کیا ہی درست بیوں
راستی سرشت و سیر چشم دیدہ وروں کو دفتر مین مقرر کیا ہی اور کارداران کم آزکو وہ حوالہ
کیا ہی اور اوسکو اپنی کارآگہی سے بھی استوار کیا ہی۔ دفتر تین طرح کا ہی اول ابواب البیان اس سے
خراج ملک کی آمدنی اور اوسکی کمی بیشی معلوم ہوتی ہی ہر قسم کی آمدنی جو فراہم ہوتی ہی اُس
مین لکھی جاتی ہی۔ دوم ارباب التحاویل اُس سے منزل (خانگی) کے خرچ کی اور خزینہ دارون
کی جمع خرچ کی تنقیح اور طرح طرح کی خرید و فروخت کی اوارجہ نویسی معلوم ہوتی ہی سوئم جمع
اس مین سپاہ کے ماہیانہ کا سرشتہ ہوتا ہی۔ اس سے معلوم ہوتا کہ سپاہ کے لئے کتنی آمدنی
ہوئی اور کتنا اس مین خرچ ہوا بعض سنادپر صرف مہر بادشاہی ہوتی ہی بعض پر
درگاہ شاہی کے مہر و نشان ہونے کے بعد بادشاہ اپنا سکہ لگاتا ہی۔ بہت سی سندون
پر صرف ارکان دولت کے مہر و نشان ہوتے ہین انمین سے بعض کا بیان نیچے کیا
جاتا ہے

فرمان مبتی

فرمان مبتی تین کامون کے لئے جاری ہوتے ہین اول مناصب والا وکالت۔
سپہ سالاری۔ شاہزادون کی اتالیقی۔ امیر الامرائی۔ قاضیگی (تقرر اضلاع) وزارت
بخشی گری صدارت کے لئے۔ دوم جاگیر جو بدون ماہیانہ ہو یعنی جس جاگیر مین سپاہیون
کی تنخواہ نہ دی جاے اور ملک تومنوج کے حکم رکھنے کے لئے اور ملک دینے کے واسطے سوم
سیور غال و بقاع خیر کے سرانجام کے لئے۔

پروانچون اور فرمانون اور برانون کو نیچے کی طرف کی شکنج دیتے ہین اول شکنج
مین جو کم چوڑی ہوتی ہی۔ کنارہ پر جہان سے کاغذ کترتے ہین وکیل کی مہر ہوتی ہی
اور اسکے مقابل کچھ پیچھے مشرف دیوان کی مہر جسکا آدھا حصہ دوسری شکنج پر ہوتا ہی
اور اس سے نیچے صدر کی مہر۔ بعد ازان کچھ مہرون کے مقامات مین تقدیم و تاخیر ہوگی
بعض احکام خلافت ایسے ہوتے ہین کہ ان مین تاخیر نہین ہوسکتی اور مہر کوئی اسکا
رازدان بھی نہین ہوسکتا اس لئے منشور پر فقط مہر بادشاہی ہوتی ہی اور ایسے

(۱۴۱) آئین ہایہ کنگنا

(۱۴۲) فرمان مبتی کے مضمون اور مہر کے مقام کا بیان

لینے کا قاعدہ۔

(۱۴) مواجب تنخواہ دینے کا قاعدہ

فرمان بیاض کہتے ہین ---

جب کوئی شخص جرگۂ سپاہ مین داخل ہوتا ہے اور داغ سے فراغت پاتا ہے تو اسکو انتظار کے رنج کھینچنے اور مال خرچنے کے بغیر سندین ملجاتی ہین تنخواہ کا حساب دامون مین ہوتا ہے --- برآورد کے وقت سپاہی کی تنخواہ کے آدھے روپیہ ۸۸ دام فی روپیہ کے حساب سے دیے جاتے ہین اور آدھی تنخواہ کے دو برابر حصے کیے جاتے ہین جنمین سے ایک حصہ مین مہر (اشرفی) بحساب ۱۰ روپیہ فی مہر دوسرے حصہ مین اجناس دی جاتی ہین --- جب ۱۰ روپیہ کا بہاؤ چالیس دام ہوگیا تو اسی بہاؤ سے سپاہی کو تنخواہ ملتی ہے --- سال بھر مین ایک مہینہ کی تنخواہ گھوڑے کی قیمت کی بابت وصول ہوتی ہے اور گھوڑی کی قیمت پچاس فیصدی بڑھائی جاتی ہے --- گھوڑے کی خرید مین نہایت احتیاط ہوتی ہے اس لیے اس اضافہ قیمت سے سپاہی کا نقصان نہین ہوتا اور ہمیشہ بڑے بڑے کامون مین اور بادشاہی احکام کے پہنچانے مین احدی کو دستوری ملتی ہے اگر وہ خدمت شائستگی کی بجا لاتا ہے تو کام کی سپاہ گذاری کے عوض مین تمام دستوری بخش دی جاتی ہے ورنہ کچھ حصہ اسکا ماہوارہ مین لگایا جاتا ہے بادشاہ نے پرستاری کی آموزش کے لیے اور تن آسانی کے دور کرنے کے لیے یہ مقرر کیا ہے --- جو احدی کشک مین غیر حاضر ہوتا ہے تو اسکی پندرہ روز کی تنخواہ ضبط ہوتی ہے اور اوروں کی ایک ہفتہ کی تنخواہ اور تابین باشی جب یہ دستوری ملتی ہے کہ اپنے آدمیون کے ماہوارہ مین سے بیسوان حصہ کاٹ لیتا ہے اور اس کو بعض خرچون مین صرف کر دیتا ہے ---

(۱۵) سپاہ کے عہدے

اقطاع دار اور ماہ وار لینے والون کو اگر کوئی خرچ کی ضرورت پیش آتی ہے یا وہ انعام کے مستحق نہین ہوتے تو بادشاہ نے ایک خزانچی اور میر عرض جدا گانہ مقرر کر رکھا ہے کہ اس سے وہ روپیہ قرض لے لیتے ہین جس سے انکی آبرو بچ جاتی ہے اور انتظار سے بھی پریشان نہین ہوتے --- اول سال مین قرض کچھ نہین بڑھایا جاتا

دوسرے سال مین سولھوان حصّہ قرض کا قرض پر زیادہ کرتے ہین اور تیسرے سال مین اٹھوان حصّہ اور چوتھے سال مین چوتھائی پانچوین سال سے ساتوین سال تک نصف اور ساتوین سال سے دسوین سال تک تین چوتھائی اُس سے زیادہ سال کے لئے دو چند۔ اس سے زیادہ نہین بڑھتا اس سے بادشاہ کا مقصد نیک معاملگی سکھانا مقصود ہے ورنہ اس زمانہ کی داد وستد کے موافق یہ افزایش کسی شمار مین نہین ہے اس آئین سے جو بے انصاف سود بڑھانے والے تھے وہ راہ پر آگئے اور اس سے شائستہ انتظام ہو گیا۔

بادشاہ آدمیون کو پہچان کر انکو کسی طرح سے انعام و بخشش دیتا ہے۔ بظاہر بھی اور پوشیدہ بھی قرض کہہ کر دیتا ہے مگر لیتا نہین اس سے دور و نزدیک تونگر و مستمند فیض پذیر ہوتے ہین ہاتھی گھوڑے اور جنسین بھی دیتا ہے ہر روز بخشی کشکداروں اور سپاہیون کے نام پڑھتا ہے کہ انہون نے پہلے کچھ نہین پایا ہے۔ بادشاہ ان کو گھوڑے دیدیتا ہے جسکو یہ گھوڑا ملجاتا ہے اسکو پھر ایک سال تک کچھ انعام و بخشش نہین ملتی جو آرزومند محتاج مفلس ہین اُن کو بادشاہ نقد و جنس دیتا ہے اور ظاہر اور پوشیدہ دلون کو ہاتھ مین لاتا ہے بہت سے آدمیون کا روزینہ و ماہیانہ سالیانہ مقرر ہے جو انکو انتظار کی تکلیف بغیر ملتا ہے اور خود بادشاہ کے مقرب آدمیون کے احوال کو جانچ کرتے ہین اور جتنا مال لیتے ہین وہ بیان نہین ہوسکتا۔ جو کچھ محتاجون کو دیا جاتا ہے اور آتش خانون مین خرچ ہوتا ہے اُس کا بیان بڑا دراز ہے۔ ایک خزانچی جدا اسکے لئے مقرر ہے۔ بادشاہ کے روبرو جو تہیدست آتا ہے وہ اپنا کام دل پاتا ہے۔

نظر بد کے لگنے سے بچنے کے واسطے اور مفلس محتاجون کی آرزو بر لانے کے لئے سال بھر مین بادشاہ دو دفعہ طرح طرح کی اجناس سے تلتا تھا غرہ آبان ماہ الٰہی کو کہ بادشاہ کے سال کا نوروز ہے ان بارہ چیزون سے بارہ دفعہ تلتا تھا۔ سونا۔ پارہ۔ ابریشم۔ خوشبو۔ مس۔ روح توتیا مصلح۔ گھی لوہا۔ شیر برنج سات طرح کا غلہ (ست نجا) و نمک ان چیزون سے تولنے مین

آئین (۲۸) آئین خیرات (۲۹) آئین فرمان قدس (۳۰) آئین اعلام

پیسی وپیشی اجناس کی قیمت پر موقوف تھی اور بادشاہ کی عمر کے سالون کی تعداد کے موافق گوسفند۔ بز۔ مرغ مفلس جاندار پروردون کو دیئے جاتے تھے۔ بہت سی چھوٹے چھوٹے جانور رہائی پاتے تھے۔ دوسرا تلادان۔ پنجم۔ جب کوآٹھ چیزون سے جدا جدا ہوتا تھا چاندی تلسی۔ پارچہ۔ سیسہ۔ میوہ۔ شیرینی۔ تلون کا تیل۔ سبزی۔ ان دونو تاریخون مین جشن سالگرہ ہوتا تھا۔ بخشش بخشایش کی صلا عام ہوتی تھی۔

بادشاہ کے بیٹے و پوتے جب تیسرے سال مین لگتی تو وہ سال شمسی کے نوروز کو پہلی دفعہ ایکایک چیز سے تولے جاتے پھر ہر سال ایک نئی چیز انکے تولنے کے واسطے بڑھتی جاتی۔ جشن بڑی ہو جاتے تو آٹھ سات چیزون سے جدا جدا تولے جاتے مگر بارہ چیزون سے زیادہ انکے تولنے کے لئے نہین بڑھتین اور جانور بدستور دیئے جاتے اس کام کے واسطے خزانہ و مشرف جدا تھے تاکہ شائستگی سے خرچ ہو۔

بادشاہ آدمیون پر طرح طرح سے عاطفت کرنے کو خدا پرستی جانتا ہے وہ آدمیون کی پایہ شناسی کرکے چار طرح کے آدمیون کو زمین رو زمینہ دیتا ہے۔ اول وہ جو علم و دانائی کی تلاش مین سب چیزون سے دست کشی کرکے علوم حقیقی کے جمع کرنے مین ضرورات کو رات جانتے ہین نہ دن کو دن۔ دوم وہ جو تارک الدنیا ہوتے ہین اور اپنی نفس سے لڑتے رہتے ہین۔ اور رنج کش و خوشتن گداز ہوتے ہین سوم مفلس ماندہ جو جست و جو کی توانائی نہین رکھتے چہارم شریف بزرگ زادی جو اپنی کم دانشی سے پیشہ وری نہین اختیار کرتے جو نقد دیا جاتا ہی اسکو اس زمانہ مین وظیفہ کہتے ہین اور جو زمین دی جاتی ہی اسکو ملک و مدد معاش کہتے ہین اس طرح سے کروڑون کی سیورغال دیجاتی ہے اور وہ روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہی چونکہ حال مردم کی پژوہش اور آزمودگی کا اندازہ کرنا بہت بڑا کام ہی۔ ایک نیک مرد درست اندیش کو جسکی پیشانی گفتار و کردار سے صلح کل و مہربانی عام و جود دائمی کا نشان نمایان ہو اسکو اس خدمت پر سربلند کیا ہے۔ اسکو صدر کہتے ہین۔ قاضی۔ میر عدل اس سے رجوع کرتے ہین

(۱۹) آئین سیورغال۔

کاردانی ومزاج شناسی سے ایک عمدہ بخشی مقرر کیا جاتا ہی وہ یاور ہو کر داد وستد کی
سررشتہ کو مضبوط کرتا ہی اسکو دیوان سعادت کہتے ہین بادشاہ کے حکم سے ہمیشہ صاحب
درگاہ شائستہ آدمیون کو اسکے روبرو لاتے ہین اور بہت آدمی اس طرح اپنی دلی
مقصد کو پاتے ہین جب بادشاہ نے حال تحقیق کیا تو معلوم ہوا کہ پہلے صدور ناہنجار
خواہشون سے دامن آلودھے اپنے مقربین کی سفارش سے شیخ عبدالنبی کو اس عہدہ پر
مقرر کیا۔ افغانون وچودریون کی سیورغال خالصہ ہوگئی تھی بادشاہ نے آدمیون کو اسکی
تصدیق وتصحیح کے لئے متعین کیا۔ کچھہ دنون بعد معلوم ہوا کہ یہ گروہ زمین ایک جگھہ نہین
رکھتا کبھی جاگیر وخالصہ کی شرکت سے کم زور آزردہ ہوتے تھے اور بدگوہر اسکو اپنی
بیدانتی کا وسیلہ بناتے تھے۔ اسلئے بادشاہ کے حکم سے دہات خالصہ اور جاگیر جدا جدا
ہوگئے جس سے بھلے آدمیون کو آسایش ہوئی اور بدسرشتون کا ہاتھہ کوتاہ ہوا۔ زمانہ
ہمیشہ پردہ دری کیا کرتا ہی اسلئے اس صدر کی بھی داستانین بادشاہ کے کان مین پہنچین
فرمان ہوا کہ جو شخص پانچ سو بیگہ زمین سے زاید رکھتا ہو جب تک بادشاہ کے روبرو
آن کر منظوری نہ حاصل کرے وہ اس سے محروم کیا جاے۔ جب اوسپر عمل نہ ہوا تو
بادشاہ نے حکم دیا کہ جس سو بیگہ کی تفصیل کچھہ نہ ہو اس مین دو حصے جاگیر اور تین حصے
خالصہ کیا جاے مگر ایران وتوران کی عورتین اس سے مستثنیٰ ہین جب یہ معلوم ہوا
کہ بعض حریص پرانی زمینین چھوڑکر اور جگھہ نہین لیتے ہین تو یہ حکم ہوا کہ جو شخص قدیمی زمین کو
چھوڑے اوسکی چوتھائی زمین کم کردی جاے۔ قاضیون کی رشوت ستانی بادشاہ
کے دلنشین ہوئی۔ ان خرابیون عامہ پیرایون اور کوتاہ خرد دراز آستینون کی سخن
سازی پر کچھہ خیال نہ کیا اور معزکار کو تلاش کیا ان لوگون کو کہ سلطان خواجہ کی
صدارت مین قاضی ہوئے تھے انکو تو اس منصب پر بحال رکھا اور باقی سب کو
معزول کیا۔ ایرانی وتورانی معجر پوشون کی بھی تزویر ظاہر ہوئی تو سو بیگہ
سے زیادہ زمین کی تازہ تصحیح کے لئے اشارہ ہوا۔ عضدالدولہ کی صدارت مین

یہ قرار پایا کہ جو شخص سیورغال مین شریک ہون اور فرمان مین اوسکی قیمت نہ لکھی ہو اور ان مین سے ایک فوت ہوجاے تو جبتک کہ اوسکے پس ماندے بادشاہ کے روبرو نہ آئین صدر بغیر پوچھے اس زمین کے حصے کرے اور مردہ کے حصے کو خالصہ بناے اور پندرہ بیگہ زمین سے زیادہ دینی بغیر منظوری بادشاہ صدر کو منع ہوگیا ایمنی و آسودگی کے سبب سے اپنی زمینون مین لوگون نے باغ بہت لگاے اور اُن سے بہت فائدے اوٹھائے۔ کارپردازان سلطنت نے کفایت اندیشی سے جانا کہ ان باغون کو لے لین مگر بادشاہ اسپر خفا ہوا۔ اور لوگون کو باغ بخشدیے۔ جب معلوم ہوا کہ جس پاس سو بیگہ یا اس سے کم زمین ہے وہ بھی خیانت کرتے ہین۔ تو حکم ہوا کہ سیر جہان انکو بادشاہ کے روبرو لاے۔ بعد ازان یہ حکم ہوا کہ صدر بصلاح دیدانوالفضل جاگیر کو زیادہ و کم کردے ایسا آئین ہے کہ سیورغال کی زمین آدھی مزروعہ اور آدھی قابل زراعت ہوتی ہے۔ اگر قابل زراعت نہ ہو یعنی زمین بالکل مزروعہ ہو تو کل کی ایک چوتھائی کم دی جاے اور باقی کے لئے ایک نئی سند دی جاے۔ ہر قصبہ مین بیگہ کا حاصل مختلف ہوتا ہے وہ ایک روپیہ سے کم نہین ہوتا۔ دانشمندی و ریاضت منشی کے سبب سے بادشاہ اس طرف متوجہ ہوتا ہے اور نیک مردون کو کل و جز کی صدارت مقرر کرتا ہے ۔

(حاشیہ آئین ۱۹)

کل آئینون مین یہ آئین بڑا دلچسپ ہے۔ اس مین ایک چغتائی لفظ سیورغال کا استعمال ہوا ہے جسکا ترجمہ عربی مین مدد المعاش اور فارسی مین مدد معاش ہوتا ہے۔ ہماری زبان مین معافی دوامی اور ملک بھی کہتے ہین۔ یہ سیورغال عوام کے لئے نسلاً بعد نسل دی جاتی تھی اسمین اور جاگیر یا تیول مین یہ فرق ہے کہ یہ ایک خاص مدت کے لئے منصبداروں کو بعوض سپاہ کی تنخواہ کے دی جاتی تھی۔

اکبر نے ان سیورغالون مین بہت تغیر و تبدل کیا اور زیادہ تر انکو خالصہ بنایا۔ جسکے سبب سے افغانون کے بہت خاندان تباہ ہوگئے۔ اسنے صدر کے اختیارات کو

بھی گھٹا دیا۔ جو سلطنت مغلیہ سے پہلے بہت بڑے ہوتے تھے پہلے صدر کو صدر جہان کہتے تھے جو اپنے حکم سے بادشاہوں کے جلوس کو جائز کرتا تھا۔ اکبر کے عہد میں بھی صدر چوتھے مرتبہ کا افسر سمجھا جاتا تھا (آئین ۳۰ دیکھو) انکے اختیارات بڑے ہوتے تھے۔ وہ مفتی عظیم ہوتے تھے اور تمام اوقاف کی زمینوں پر اختیارات کامل رکھتے تھے۔ بادشاہ کے حکم کی بغیر وہ ان زمینوں کو جسے چاہتے تھے دے دیتے تھے۔ وہ اعلےٰ درجہ کے مفتی و قاضی ہوتے تھے۔ مقدمات کی تحقیقات میں بڑا دخل رکھتے تھے۔ عبدالنبی نے اپنی صدارت میں دو آدمیوں کو بدعتی ہونے کے سبب قتل کرا دیا۔ مغلوں کی سلطنت سے پہلے میور غال کے لفظ کی جگہہ یہ الفاظ استعمال ہوتے تھے اور راضی وظائف انعام۔ دہ ہا۔ انعام زمینہا۔ وغیرہ۔

ہر صوبہ میں ایک صدر جزو یعنے ایک ضلع کا صدر ہوتا تھا اور ان سب پر ایک حاکم ہوتا تھا۔ جسکو صدر جہان۔ صدر کل۔ یا صدر صدور کہتے تھے۔

صدر کے دفتر میں اندھیر رہتا تھا۔ فرمان شاہی میں جسقدر زمین کسی میور غال میں دی جاتی تھی۔ اس سے زیادہ وہ دبا لیتا تھا اور فرمان کی عبارت کے معانی ایسے گھڑ لئے جاتے تھے کہ جب تک کہ مالک قاضیوں اور صدر جزو رشوت دیتا رہتا تھا۔ اس زمین پر اپنا قبضہ رکھتا تھا۔ اکبر نے نہایت تحقیقات کرکے معافی کی سب زمینیں جو پہلے پاشان لئے عطا کی تھیں ضبط کرلیں۔ زیادہ تر یہ معافیاں علماء کے پاس تھیں جنسے اکبر کو عقیدت نہ تھی اسنے ان کی زمینیں ضبط کرکے انکو جابجا پراگندہ کردیا۔

صدر

اکبر کے عہد میں یہ صدر ہوئے۔ (۱) شیخ گدائی جو شیعہ تھا اور بیرام خان کی سفارش سے مقرر ہوا تھا سنہ ۹۶۸ تک (۲) خواجہ محمد صالح سنہ ۹۷۱ھ (۳) شیخ عبدالنبی سنہ ۹۸۶ تک (۴) سلطان خواجہ تا حیات سنہ ۹۹۳ (۵) امیر فتح اللہ شیرازی سنہ ۹۹۷ تک (۶) صدر جہان جسکا خود نام اور اسکے عہدہ کا نام ایک ہی تھا۔ ابوالفضل نے مولانا عبدالباقی کو نہی

صدر لکھا ہی مگر اسکا حال معلوم نہین۔ اب ان سب صدرون کی نسبت جو ملا عبد القادر بدایونی نے لکھا ہی اسکو نقل کرتے ہین۔ کیونکہ یہ مینے التزام کیا ہے کہ ملا نے جو اعتراض مخالفانہ اکبر کے انتظام سلطنت پر کئے ہین ان سب کو نقل کرون۔ وہ شیخ گدائی کی نسبت لکھتا ہے کہ اس نے خانوادون (یعنی گھرانون) کے خاندان کی اراضی مدد معاش و اوقاف قائم رکھے یا جو شخص کہ اسکی دربارداری کرتا اور اسکی ذات کا متحمل ہوتا تو اوسکو وہ سیورغال دیتا سو اسکے سوا کسی کو نہین دیتا۔ لیکن اگر اس زمانہ کی حسبت پر نظر کی جاے کہ جسمین پانچ جریب زمین پر بلکہ اس سے بھی کمتر پر انعام و مدد معاش کے لئے تحسین ہوتی ہین تو شیخ گدائی کو عالم بخش کہنا چاہیے۔ بعد شیخ گدائی کے ۹۶۸ھ مین خواجگی محمد صالح ہروی نبیرہ خواجہ عبید اللہ مرواریدی وزیر مشہور عہدۂ صدارت پر منصوب ہوا۔ مگر اسکو اوقاف اور مدد معاش کے لئے زمین دینے مین چندان استقلال نہ تھا۔ اس باب مین دیوانون کا حکم حکم تھا۔

۹۸۲ھ شاید زیادہ صحیح ۹۸۱ھ مین بادشاہ نے شیخ عبد النبی محدث نبیرہ شیخ عبد القدوس گنگوہی کو صدر الصدور مقرر کیا کہ وہ باتفاق مظفر خان کے جو اس وقت وکیل اور وزیر تھا مدد معاش کا کام کرے۔ تھوڑے دنون مین یہ شیخ ایسا مستقل ہوا کہ اوسنے مستحقون کو اوقاف و انعامات و ادرارات اس قدر بخشے کہ اگر ہندوستان کے ساری پہلے بادشاہون کی بخشش جمع کرکے ایک پلہ مین رکھی جاے اور اسکے عہد کے دوسرے پلہ مین۔ تو یہی پلہ بھاری رہیگا مگر رفتہ رفتہ بھتیرے ایسا ہی ہوگیا جیسا کہ پہلے بادشاہون کے عہد مین تھا اور قضیہ منعکس ہوگیا۔

۹۸۳ھ مین بادشاہ نے حکم دیا کہ تمام ممالک محروسہ کے ائمہ جبتک اپنی مدد معاش و اوقاف و ادرارات کے فرامین کو صدر سے امضا نہ کرائین کروری اونکو مجرا نہ دین اس سبب سے اہل استحقاق کا گروہ انتہا مشرق سے ولایت بکر تک ملازمت مین حاضر ہوا انمین سے جس کسی کا حامی بادشاہ کے امرا اور مقربون سے کوئی تھا اوسکا کام حسب المدعا ہوگیا اور جس کسی کو ایسی سفارش نہین میسر ہوئی وہ شیخ عبد الرسول اور شیخ کے تمام وکیلون کو یہان تک کہ فراشون اور دربانون و سائیسون اور حلال خورون تک بڑے بڑے رشوتین دیتا اور اس رطہ سے اپنی گلیم کو کامیابی

ان دونون صورتون کے بغیر وہ لکڑیان کھاکے تباہ ہوئے بہت سے نامراد ایمہ اس دعام
عام مین ہوا کی گرمی سے مرگئے بادشاہ کو بھی یہ خبر پہنچی مگر وہ اس صدر عالیقدر کے سامنے اسکی
علوشان و فرط تعظیم کے سبب سے ذکر نہ کرسکا۔ جبوقت شیخ اپنے مسند جاہ و جلال پر بیٹھتا۔
امراء عالیشان اہل علم و صلاح کو اسکے دیوانخانہ مین بطریق شفاعت لے جاتے اور وہ
اپنی شناعت سے بہت ہی کم کسی کی تعظیم کرتا اور الحاح و عجز مین نہایت مبالغہ
کیا جاتا تو ہدایا اور منتہی کتابون کے دس دینے والون کو نہایت شوبیگہ یا اس سے کچھ
کم و بیش وہ مدد معاش تجویز کرتا باقی زمین انکی گو وہ مدتون سے اسپر متصرف ہون ضبط
کرلیتا لیکن عامہ مجہولون اور مخذولون کو یہان تک کہ ہندؤن کو زمینین اپنے تفضل کے لئے
دیدین اس سبب سے روز بروز علم و علماء کی قدر و قیمت کی کساد بازاری ہوتی گئی
عین دیوان مین جب دوپہر کو وہ کرسی پر بیٹھ کر وضو کرتا تو امراء کبار کے سر و منہ و کپڑون
پر اسکے وضو کی چھینٹین پڑتین مگر کوئی اس سے نہین بچتا وہ فقرا کی کارسازی کے لئے ان باتون
کے متحمل ہوتے تھے اور تملق و چاپلوسی و خوشامد و دلجوئی سے اپنا کام نکالتے تھے کسی بادشاہ کے
زمانہ مین کسی صدر کو اس قدر تسلط و تصرف و استقلال نہین حاصل ہوا۔ بعد ازان عبدالنبی کا
حال جو ہوا وہ تاریخ مین بیان ہوا کہ وہ مکہ معظمہ غریبون اور محتاجون کے لئے روپیہ لے کر گیا تھا
جب وہ واپس آیا اور روپیہ کے حساب کا مطالبہ ہوا تو وہ قید مین پڑا اور ۹۹۲ھ مین اسکو
اوباشون نے مار ڈالا۔ بعد شیخ عبدالنبی کے سلطان خواجہ صدر ہوا اور اسکے عہد مین سیورغال
کی صورت ہی کچھ اور ہوگئی اس وقت شہنشاہ اکبر کے مذہبی خیالات بدل گئے تھے۔
خواجہ حج سے آن کر بادشاہ کے دین الٰہی کا رکن بنا تھا۔ علماء و فقہاء کی
سیورغال کے باب مین بادشاہ نے خود تحقیق کرکے اسکا ضبط کرنا شروع کیا جس کے سبب سے
بہت سے مسلمانون کے خاندان مفلس و تباہ ہوگئے۔

۹۹۳ھ مین میر فتح اللہ شیرازی منصب صدارت پر مقرر ہوا اب یہ عہدہ سیاہ سے بھی
سے زیادہ تھا۔ وہ زمینون کی ضبطی کے لئے تھا دینے کے لئے نہین تھا میر فتح اللہ

دکن کی مہم مین بھیجا گیا۔ اسکا ملازم کمال شیرازی اسکی غیر حاضری مین اسکا قائم مقام مقرر ہوا۔ پھر تو یہ عہدہ صدیہ کمال کو پہنچ گیا وہ ائمہ داروں کی زمین کو جسکے چیچے کہین کہیر باقی رہ گئی تھی دیکھنے لگا۔ فتح اللہ کو خود پانچ بیگہ زمین دینے کا اختیار باقی نہین رہا تھا۔ وہ ایک خیالی صدر تھا تمام زمینین ضبط ہو ہی چکی تھین اس ارا ضی منضبطہ مین وحشی جانور بستے تھے وہ نہ ائمہ داروں کے پاس رہین نہ کسانون کے ہاتھون مین گئین فقط ان کے ظلمون کے نوشتے صدر کے دفتر مین اور صدر کا عہدہ برائے نام باقی رہا۔

میر فتح اللہ صدر نے بقدر ایک ہزار روپئے کے خریطہ مین ڈال کر بادشاہ کی نظر کے سامنے رکھوا اور جو اسکے شقدار نے تغلب کی علت و تہمت لگا کے پرگنہ پٹا وہین ائمہ کی بیواؤن اور نامزد یتیمون سے ظلم و تعدی کرکے بازیافت کئے تھے انکو کہا کہ میرے عمال نے یہ ائمہ داروں سے کفایت کے ساتھ لیا ہے (یعنی سیورغال رکھنے والون پاس بہت کچھ ہی اس مین سے یہ تھوڑا لیا گیا ہے) بادشاہ نے فرمایا کہ تم ہی اسے لیلو تین مہینے کے بعد فتح اللہ مرگیا بعد اسکے صدر جہان جو دین الٰہی کا ایک رکن تھا صدر جہان مقرر ہوا۔ اب کچھ ضرورت اس عہدہ کی نہین رہی تھی۔ سیورغال کی تفصیل ابوالفضل نے اپنی ایک جدول مین لکھی ہے۔

بادشاہ نے ایک عجیب عرابہ ایجاد کیا جس سے نوکرون کو بڑی آسایش ہوئی ہے کہ جب وہ چلتا ہے یا بوجھ کھینچتا ہے تو وہ دالون کا آٹا بناتا ہے۔ بادشاہ نے ایک اتنا بڑا عرابہ ایجاد کیا ہے کہ جسکو ایک ہاتھی کھینچتا ہے اور اس مین اس طرح طرح کے گرانبے کے خانے ہوتے ہین۔ وہ ایک حمام روان ہوتا ہے تعجب یہ ہے کہ اسکو بیل بھی کھینچتے ہین اور اونٹ اور گھوڑے بھی اور اسمین آدمیون کو آسایش ہوتی ہے۔ جو عرابہ نازک تر ہوتا ہے اسے بہل کہتے ہین اسمین چند آدمی ساتھ بیٹھ کر ہموار زمین پر چلتے ہین اور ایسے ہی رہٹھ بناتے ہین کہ دور سے وہ پانی کو کھینچ لیتے ہین۔ دو بیل چاند چرخ کو اور ایک دو چرخ کو حرکت دیتا ہے۔ ایک اور کل ہے جو کنوئین سے پانی لیجا کر چکی چلاتی ہے۔ حاشیہ طبقات ناصری مین یہ ایجاد میر فتح اللہ شیرازی کے لکھے ہین کہ اس نے ایک چکی بنائی تھی جسکو گائے ہین

(۲۰ آئین اکبری گردان گردان)

رکھ دیتے تھے تو وہ اپنے آپ چلتی تھی اور آٹا پیستی تھی) اس نے ایک آئینہ بھی ایجاد کیا تھا جسمین خواہ نزدیک یا دور سے دیکھو تو عجیب عجیب شکلین نظر آتی تھین اور ایک چرخ ایسا بنایا جس سے بارہ بندوقین صاف ہو جاتی تھین - مگر ابو الفضل اس چرخ کی ایجاد کو بھی اکبر سے منسوب کرتا ہے -

ہر بیگہ کے کشت کار سے دس سیر بادشاہ اپنا غلہ محصول لیتا ہے اور ہر ناحیہ مین اُسکا انبار لگتا ہے سرکاری جانورون کی خوراک اس سے چلتی ہے - بازار سے وہ نہین خریدی جاتی اس سے آدمیون کو آسایش ہوتی ہے اور مفلس کسانون کو بھی فائدہ پہنچتا ہے - جب اناج گران ہوتا ہے تو ان کے ہاتھ یہ اناج سستا بیچڈالا جاتا ہے مگر کسی ضرورت سے زیادہ یہ اناج نہین دیتے - ہر طرح کی آبادی اس سے ہوتی ہے اور بہت جگہ قلمرو مین اس سے آتش خانے آمادہ ہوتے ہین اور بہت مفلسون کی روزی اس سے چلتی ہے اور سب جگہ اس کی نگاہبانی کے واسطے آدمی اور داروغے تنبچی مقرر ہوتے ہین کہ دخل و خرچ کا حساب رکھین -

حاشیہ - ۱۰ سنہ مین بارش کم ہوئی تھی اور غلہ کی گرانی سے خلقت کو بڑی تکلیف تھی تو بادشاہ نے ہر جگہ ایک کارگاہ مقرر کیا کہ وہ مفلس و محتاج بھوکون کو کھانا کھلاوے اور ہر شہر مین ایک آتش خانہ بنا دیا ایسا مکان جسمین بھوکون کو کھانا ملا کرے -

بادشاہ نے اول قدیمی رسمون اور رسمون کی جستجو کی ہے اور انکے رواج دینے مین بڑی کوشش کی ہے وہ یہ نہین دیکھتا کہ یہ کسکی رسمین ہین بلکہ اونکی شائستگی کو دیکھکر قدر کرتا ہے دوم طرح طرح کی آدمیون کی پرورش پر وہ توجہ کرتا ہے اور بخشش کے لئے بہانہ ڈھونڈھتا ہے اس سبب سے جب اسنے جمشیدی جشنون اور موبدی عہدون کا حال سنا تو ان کو اختیار کیا اور اسباب دہش کو آمادہ کیا - اول جشن نوروزی - جب آفتاب برج حمل مین داخل ہوتا ہے تو انیس روز ایک ہنگامہ عشرت فراہم ہوتا ہے اس درمیان مین دو دن بڑی عید ہوتی ہے اور بہت مال اور طرح طرح

(۱۱) آئین دہ سیری -

(۱۲) آئین جشن آرائی -

اسباب انعام دیا جاتا ہی۔ اول غرہ ماہ فروردین دوم ۱۹ ماہ فروردین کہ شرف آفتاب کا دن ہی۔ جو تاریخ کہ ماہ کی ہمنام ہوتی ہی۔ اُس مین قدیمی آتش پرست بڑا جشن کرتے تھے۔ بادشاہ بھی انکا پیرو ہی۔ ہر جشن مین صورت و معنی طرح طرح سے آرایش پاتے ہین آدمی خوش ہوکر اپنی کامیابی کا ترانہ شوق گاتے ہین نقارہ بلند آوازہ ہوتا ہی۔ خنیاگر رود نوازون کا گاتا ہوتا ہے۔ اوّل مین راتون کو رنگین چراغ روشن ہوتے ہین اور بہت خوشی ہوتی ہے

ہر مہینے کی تیسری تاریخ بادشاہ ایک انجمن اس لیے آراستہ کرتا ہے کہ زمانہ کے چیزون کی شگرف کاری پر علم ہو۔ زمانہ کے سوداگر اپنی گرم بازاری کے لیے بیٹھتے ہین اور ہر یک ملک کا اسباب مکانون مین سجاتے ہین محل کی عورتین اور طرحی عورتین آتی ہین۔ خرید و فروخت ہوتی ہی۔ بہت آدمیون کے کام آزرد کے موافق برآمد ہوتے ہین شہریار اس مین خود آتا ہے۔ اور اسباب انتخاب کرتا ہی اور نرخ مقرر کرتا ہی اور اس طرح علم حاصل کرتا ہے۔ ملک کی پوشیدہ باتین اور آدمیون کی حالتین اس کو معلوم ہوتی ہین اور ہر کارخانہ کے نیک و بد پر مطلع ہوتا ہے۔ اوس نے اُس دن کا نام خوش روز رکھا ہی جس مین خوش دلی کی نوید وہ دیتا ہے۔ بعد اس زنانہ بازار کے مردون کے بازار کا انتظام ہوتا ہے۔ ہر ملک کے سوداگرون کا مقصد حاصل ہوتا ہے کہ بادشاہ داد و ستد کا امتحان کرتا ہے اور اہل دربار خریداری کرتے ہین۔ ہر گروہ پہرہ داروں کی دور باش بغیر اپنا درد دل بادشاہ سے بیان کرتا ہے اور اس متاع آرائی کو اپنے گذارش حال کا دستایہ بناتا ہے۔ نیکون کی مراد بر آتی ہی اور بیرون کو اپنے اعمال کی سزا ملتی ہی اور اس ایجی دیدہ وری سی اس کام کے لیے خزانچی اور مشرف جداگانہ مقرر کیا ہے کہ فوراً انتظام کے رنج کے اٹھانے بغیر لوگ بہت فائدہ اٹھائین

حاشیہ۔ اِس خوش روز پر جو بدایونی نے اعتراض کیے ہین وہ اکبر کے مذہبی خیالات مین پڑھو۔

(۱۴۲) آئین جشن روز افزان نہاد اورس

پیوند کد خدائی کی نگہبانی پابندی مردم اور انجمن آرائی تعلق کا دستمایہ ہی اور نفس گنجگار کو برائی سے بچاتی ہی اور گھر کو آباد کرتی ہی بادشاہ اپنی نیک روزگار ہونے کے سبب سے سب چھوٹے بڑون کی پاسبانی کرتا ہی اور زناشوئی مین نسبت معنوی اور ہمسری کو ہاتھ سے نہین دیتا۔ وہ نابالغ عورتون اور مردون مین اس پیوند کو مکروہ جانتا ہے وہ کرتا ہے کہ اس سی کوئی عمدہ فائدہ نہین ہوتا بلکہ بڑا نقصان ہوتا ہی۔ جب یہ دونون عاقل بالغ ہوتے ہین تو انکو یہ آمیزش ناخوش معلوم ہوتی ہی اور خانہ ویرانی ہوتی ہے ہندوستان مین حیا کے سبب سے عورت اپنی پسند کا خاوند نہین کرتی اس سی بہت دشواریان واقع ہوتی ہین۔ دولہا دلہن کی رضامندی اور مابایون کی اجازت کو بادشاہ ناگزیر سمجھتا ہی۔ قریب کے رشتہ دارون مین بیاہ کو ناسزا جانتا ہی۔ بابر بادشاہ مبارک سی فرماتا ہی کہ پہلے زمانہ مین لڑکی کا بیاہ اپنے توام بھائی سے نہین ہوتا تھا پس یہ ان لوگون کی زبان بند کرتا ہی جو عقل کے غلام بن رہی ہین مسلمانون کی بیٹی اعمام کی نکاح پر شورش نہ کرین اس لئے کہ مذہب کا حال اپنی ابتدائی حالت مین ایسا ہی ہوتا ہی جیسے مردم زاد کا ابتدای آفرینش مین تھا ایسی حالت مین مجبوری قرابت قریب مین نکاح کرنا پڑتا ہے) بڑے بڑے مہرون کا باندھنا بھی اسکو پسند نہین جو کسی ادا کئے جاتے ہین اور دروغ سازی ہوتی ہی وہ فرماتا تھا کہ مہر اس لئے زیادہ باندھا جاتا ہی کہ طلاق دینے کا خوف نہ رہی۔ اسکو یہ پسند نہ تھا کہ ایک مرد ایک عورت سے زیادہ بیوہان کرے۔ اسسے طبیعت کو شورش اور گھر مین آشوب و پریشانی ہوتی ہی۔ ہین سال کا نوجوان مین اس رشتہ مندی کو ناشائستہ اور شرم سے دور سمجھتا تھا۔ اس نے دو بے طمع فرشتہ آدمی مقرر کئے تھے ایک ایمن سے مردون کا حال دریافت کرے اور دوسرا عورتون کا۔ ایمن سے ہر ایک کا نام توی بیگی تھا بہت دفعہ ایسا ہوا کہ یہ کام ایک ہی آدمی کو سپرد ہوتا تھا اور ہر دولہا دلہن کی طرف سی نکاح پڑھکر لیا جاتا تھا بیچ ہزاری سی ایک ہزاری تک دس مہر اور پانصدی تک چار مہر اور پھر صدی تک دو مہر

(اکبر) امین کہ خدائی

بیستی تک ایک۔ ترکش بند سے وہ باشی تک اور اہل ثروت سے چار روپئے اور متوسط آدمیوں سے ایک روپیہ اور عام خلائق سے ایک دام۔ دولہا دلہن کے باپ کے حال کو تحقیق کرکے اسکے مقدور کے موافق محصول لیا جاتا تھا۔

حاشیہ (۱) بدایونی نے عوام کی شادی پر یہ لکھا ہے کہ عوام الناس میں بیاہ تب تک نہ ہوتا کہ دولہا دلہن دونو کو توالی کے چبوترہ پر نہ آتے۔ اس طرح کوتوالی کے اہلکار بڑے فائدے اوٹھاتے اور مزے اڑاتے) ہر ملک میں خصوصاً ہندوستان میں نوآموز لڑکے مدرسوں مکتب میں بیٹھتے ہیں اور مفردات حروف اور انکے اعراب سیکھتے ہیں اور عبث کا بڑا حصہ ضائع کرکے وہ کتابوں کے پڑھنے کے قابل ہوتے ہیں۔ بادشاہ کے حکم کے موافق یہ طریقہ تعلیم جاری ہوا کہ لڑکے حروف الف بے تے ٹے لکھیں اور پھر اونکی اور صورتیں بھی اول صورت اور نام سے وہ آشنا ہوں دو روز میں وہ حرفوں کے نقشوں سے واقف ہو جائینگے اور جب ایک ہفتہ میں یہ استعداد انکو ہو جائے تو کچھ انکو نظم و نثر سے جو خدا کی تعریف اور نصایح میں ہو استاد انکو جدا لکھ کر سکھائیں اور جہاں تک ہو سکے کوشش کیجاے کہ ہر سبق کو وہ خود سمجھیں اور استاد انکی مدد کمتر کرے۔ کچھ دنوں تک ہر ایک روز ایک مصرع یا ایک بیت کی انکو مشق کرائیں تو تھوڑی مدت میں ان کو پڑھنے کا ملکہ ہو جائیگا استاد کو پانچ چیزوں پر توجہ چاہیئے۔ شناسائی حروف۔ الفاظ۔ مصرع۔ بیت۔ خواندگی۔ اس روش سے لڑکے برسوں میں جو سیکھتے وہ ایک مہینہ میں بلکہ کچھ دنوں میں سیکھنے لگے اور اس پر لوگوں کو تعجب ہوا۔ اخلاق۔ حساب۔ سیاق۔ مساحت۔ ہندسہ۔ نجوم۔ رمل۔ تدبیر منزل۔ سیاست مدن۔ طب۔ منطق۔ طبعی۔ ریاضی الٰہی۔ تاریخ تحصیل کے لئے علوم مقرر ہوئی کہ وہ بتدریج سیکھیں سنسکرت میں بیاکرن کہلائے۔ بیدانت۔ پانچل پڑھیں اور ہر شخص کو جو وقت پر کرنا چاہیئے وہ کرے اس طرز تعلیم سے مکتبوں میں اور بھی رونق ہو گئی اور مدرسوں نے تازہ فروغ پایا۔ اس کارخانہ سے سپاہ کی کارسازی ہوتی ہے۔ ملک فراخ ہوتا ہے۔ علم زیادہ ہوتا ہے

(۲۵) آئین تعلیم۔

(۱) بدایونی

بیش قیمت چیزین ہاتھ آتی ہین کسانون کی آبادی ہوتی ہی۔ منزل شاہی کا سامان ہوتا ہے۔ بادشاہ اپنی چشمۂ اقبال کو ان چار چیزون سے سیراب رکھتا ہی اور اس کو خدا کی عبادت جانتا ہی۔

اول مضبوط کشتیون کا بنانا جسپر ہاتھی بھی سوار ہوسکے اور انکو ایسا بناتے ہین کہ قلعون کی بھی وہ سرکوب ہوسکین۔ دوسرا قلعون کو فتح کرلین دیدہ ور کارآگاہ اس کو منزل و راحلہ جانتے ہین اور اسباب جہانگیری کا عمدہ اسباب۔ خاص کر ہندوستان زنگبار۔ فرنگستان مین۔ اگرچہ بادشاہ کی قلمرو مین کشتیون کا سامان بہت جگہ ہے مگر بنگالہ کشمیر۔ ٹھٹھہ (سندھ) مین اسپر بڑا مدار ہے۔ بادشاہ نے کشتیون کے سرون پر عجب جانور بنائی ہین۔ مہابت ونشاط کہہ دوش کیا ہے۔ انمین بلند کاخ اور دلکشا کوشک اور عمدہ چوپڑ کے بازار اور دل فریب چمن رو بدریا پر ظاہر ہوتے ہین ساحل دریای شور پر مشرق و مغرب و جنوب مین بڑی بڑی جہاز رہتے ہین اور اسکے سبب دریا نوردون کو بڑی آسایش ہوتی ہی۔ بندرون کو اس سے آرایش ہوتی ہے اور آگہی کو تابش۔ الہابا بس ورلاہور مین جہاز تیار ہوکر دریای شور مین بھیجے جاتے اور کشمیر مین بھی انکا نمونہ بنایا گیا ہے۔ جسپر تعجب ہوا۔

دوم دیدہ ور دریا نوردون کا مقرر کرنا جو مدوجزر کے اسباب کے اور اندازہ ژرف کے دانا ہون اور طرح طرح ہواؤن کے چلنے سے اور اسکے سود و زیان سے اور ان کہساران سے جو پانی کے اندر ہون آگاہ ہون اور اس بینش کے سوا تنومندی و شناوری و مہربان دلی و جدکاری و رنج و بردباری اور ستودہ خصائل مین ہون ایسے نیکمردون کو بادشاہ نے بہت تلاش کرکے جمع کیا ہے خاص کر طیبا رہے۔ رود بارون مین وہ شائستگی و آہستگی کے ساتھ آدمیون اور اسباب کو ساحل پر پہنچاتے ہین اور کشتی کے اندازہ کے موافق انکی تعداد مین فرق ہوتا ہے۔ جہاز مین بارہ طرح کے آدمی خدمت گذار مقرر ہوتے ہین۔

(۱) ناخدا۔ خداوند کشتی حقیقت مین وہ ناؤ خدا ہوتا ہے جس طرف وہ چاہتا ہی کشتی کو لیجاتا ہی (۲) معلم وہ دریا کے نشیب و فراز اور ستارونکی سیر نگی سے واقف ہوتا ہے اسی کی رہنمونی سے کشتی منزل مطلوب پر پہنچتی اور خطرون سے اسکا بچاؤ ہوتا ہے (۳) تندیل برار خلاصی دریا ورزون کی زبان مین ملاح کو خلاصی و خارہ کہتے ہین (۴) ناخدا خشت کشتی نشینون کے لئے ہمیشہ کاہ آمادہ رکھتا ہے اور کشتیون مین اسباب لادنے مین اور اُن سے اوتارنے مین یاور ہوتا ہے۔

(۵) سرھنگ۔ وہ پانی مین کشتی کو ڈالتا ہے اور پانی سے نکالتا ہے بہت دفعہ وہ معلم کا کام کرتا ہے (۶) بھنداری کشتی کے واسطے جو چیزین ضروری ہوتی ہین انکا نگران ہوتا ہے (۷) کرانی خرچ کشتی کا محرر وہ آدمیون کو پانی بھی پہنچاتا ہی (۸) سکان گیر معلم کی رہنمونی سے وہ کشتی کو سو لسو پھراتا ہی وہ ایک گروہ مین آدمیون سے زیادہ نہین ہوتا (۹) پنجری وہ کشتی کے مستول پر بیٹھکر دیدبانی کرتا ہی۔ ساحل کے دکھائی دینے کی اور کشتیون کے اور ہواؤن کے شورش کی اور اور باتون کی اطلاع دیتا ہے۔ (۱۰) گن متی خلاصیون مین سے ہوتے ہین وہ کشتی کا پانی باہر نکالتے ہین (۱۱) توپ انداز۔ لڑائی مین کام کرتا ہے۔ انکی تعداد کشتی کی مقدار پر موقوف ہی (۱۲) خارہ بہت ہوتے ہین۔ بادبان کا کھینچنا و باندھنا انکا کام ہی بعض انمین سے دریا کے اندر جاکر کشتی کے رخنہ کو بند کرتے ہین اور جو لنگر فرو ماندہ ہوجاتا ہے اسے کشادہ کرتے ہین ہر سفر مین جسکو یہ لوگ کوش کہتے ہین۔ ان کشتی کے ملازمون کا علوفہ مختلف ہوتا ہی بندر سالنگانو (بنگلی) مین ناخدا کو چار سو روپے ملتے ہین اور چار ملنج ملتے ہین انمین جو دہ جاہی بھرتی کرکے اور فائدہ اوٹھائے آدمیون کے رہنے کے لئے اور اسباب کے بھرنے کے لئے جہاز کے جدا جدا حصے ہوتے ہین ہر حصہ کو ملنج کہتے ہین۔ معلم کو دو سو روپے اور ہر ملنج و تندیل ایک سو بیس روپے۔ کرانی کو پچاس روپیہ و ہر ملنج و ناخدا خشت کو ۳۰ روپے۔

سرھنگ کو ۲۵ روپئے نگران گیرو پنجری وبھنداری کو پندرہ پندرہ روپئے اور
کھبیت مین ناخدا کو آٹھ سو روپیہ اور باقی اورونکی تنخواہ اسی نسبت سے۔ لاھری مین
ناخدا کو تین سو روپئے اور اورون کو اسی نسبت سے اور آچی مین جنوبی
بندرون کی نسبت ڈیوڑھا۔ پرنگال مین ڈھائی گنا اور ملاغہ ملاکام مین دوچند اور
پیگو و دوھنا سری مین دیوڑھا کھبنات سے روپیہ ملتا ہی۔ اسی طرح اور مقامات پر اور راہون
مین جسکا بیان دشوار ہی۔ سوم ایک نیک مرد تمام قامت مہیب سیما۔ بلند آواز
رنج کش۔ چابک دست کارگذار۔ مہرگزین۔ سفری دوست۔ شناور۔ زیرک منش۔
دریاؤن کی دید بانی کے لئے مقرر ہوتا ہے۔ اسکی کارگہی سی جو گذرون پر
سخت مشکلین پیش آتی وہ حل ہوجاتی ہین۔ گذرگاہ کو انبوہی وتنگی و ناہمواری و کیچڑ کی
محفوظ رکھتا ہے اور کشتیون مین اسباب بھرنے کا اندازہ مقرر کرتا ہے۔ رہ روون
کو انتظار کا رنج نہین اٹھانے دیتا اور مفلسون کو آسانی سے گذار دیتا ہے اور تیر کر وہ
نہین جانے دیتا اور اسباب کو سوا گذرگاہ کے نہین اترنے دیتا اور بے ضرورت رات
کو نہین چلنے دیتا۔ چہارم باج کا بخشنا۔ بادشاہ نے اس باج کو جو گذرون کے
خراج کی برابر تھا معاف کر دیا۔ صرف کشتیبانون کی مزدوری لی جاتی ہی
بعض تیادرمین باج لیا جاتا ہی جو ڈھائی فیصدی سے زیادہ نہین ہوتا یہ اتنا کم ہے
کہ سوداگر پہلے زمانہ پر خیال کرکے یہ سمجھتے ہین کہ کچھ لیا ہی نہین جاتا۔ رود بارون مین
اس طرح کرایہ لیا جاتا ہے کہ ہزار من بوجھ کا ایک کوس کے لئے ایک روپیہ بشرطیکہ
کشتی اور کشتی کے ملازم ایک ہی آدمی ہون۔ اگر کشتی دوسرے آدمی کی ہو اور
کشتی کے اندر ہر چیز کشتی کے کرایہ کرنے والون کی ہو تو ہر ڈھائی کوس پر
ایک روپیہ لیا جاتا ہے۔ گذرون مین ہاتھی پر دس دام اور لدے ہوے چھکڑے سے
چار دام اور خالی سے دو دام اور لدے ہوے اونٹ سے ایک دام اور خالی
سانڈ اور گھوڑے سے ولدے ہوے بیل سے آدھا دام اور اگر خالی ہو تو

چوتھائی دام اور باربردار جانورون سے پہلے دام ان مین ہنکانے والے کی بھی اترواتی داخل ہی
۲۰ آدمیون سے ایک دام بہت دفعہ کچھ نہین لیتے اور قاعدہ یہ ہی کہ آدھا یا تہائی حصہ
محصول کا جو اس طرح جمع ہوتا ہے وہ سرکار مین داخل ہوتا ہی۔ یون سوداگرون کا
کام خوب چلتا ہی اور ہر ملک کی اجناس بہت آتی ہین۔

(۲۰) آئین شکار

ظاہر مین طبیعت کے موافق کام کرنیوالے تو کسی جاندار کے شکار کرنے کو فقط خوشی خاطر
سمجھتے ہین اور اپنی جہالت سے اپنی خواہش نفس کی مستانہ چال جانتے ہین مگر حقیقت پژوہ
ژرف نگاہ اپنا علم بڑھاتے ہین اور اپنے دل کو روشن کرتے ہین۔ چنانچہ بادشاہ اس شکار کو
ہمیشہ اپنی دانش فزائی کا سرمایہ بنایا ہے اور اس مین اپنے جانے کی راہ کوئی نہین مقرر
کرتا ہی اور رعیت اور سپاہ کے حال کی تفتیش اسطرح کر لیتا ہے وہ ناشناسندگی کی لباس
مین جا کر ہال و ملک و منزل سے شناسا ہوتا ہے ستم دیدون کی دست گیری کرتا ہی —
بیدادگرون کو سزا دیتا ہی۔ اس والا دید کے سبب سے طرح طرح کے شکار مین مشغول ہوتا ہے اور
اسپر شیفتہ اپنے تئین ظاہر کرتا ہے۔ کوتاہ بین جو ظاہر کو دیکھ سکتے ہین اسکو شکار جانتے
ہین اور دور بین کارآگاہ اسکو شکار حقیقت سمجھتے ہین۔ جب وہ شکار کے قصد سے چلتا ہی
تو اول شکارگاہ کو تیز دست قراول امیر شکار جن آدمیون کو شکار کے لئے مقرر کرتا ہے
گھیرتے ہین اور قور (ہتھیار بند آدمی) چار پانچ کوس کے فاصلہ پر اُسے رہتے ہین اور قور کے
قریب ایرا ور گروہا گروہ آدمی بادشاہ کے دیدار کا انتظار کرتے ہین اور تیاق دار دیدبانی
کے لئے بیٹھتے ہین اور اُن سے ایک گز کے فاصلہ پر میر توزک کھڑا ہوتا ہے اور اسسے ڈیڑھ
کوس پیچھے خدمت گار اور مقرب ہوتے ہین اور خدمتی اس جگہ کی پاسبانی کرتے ہین اور
اسی قدر فاصلہ پر ایک بیدار مغز افسر بادشاہ کے خاص نوکرون کو لیکر کھڑا ہوتا ہی وہ
آہستہ آہستہ چلتا ہے اور بادشاہ کی خاصہ شکارگاہ کی نشاط کی پاسبانی کرتا ہی اور
اس سے پہلے ایک آگاہ منش کار دان کل کی نگرانی کرتا ہے۔ اس مقام مین سوائے بادشاہ
کے خاص آدمیون کے کوئی نہین آسکتا اور سوائے ان لوگون کے جو شکار کے لئے ضروری

ہین کوئی آگے نہین دوڑ سکتا۔

جب بادشاہ کچھ رستہ چل لیتا ہی وہ خاص آدمیون کو اپنی ہمراہی کے لیئے منتخب کر لیتا ہے پھر جب کچھ اور آگے چلتا ہے تو کبھی تنہا جاتا ہی اور کبھی ایک دو آدمیون کو ساتھ لے لیتا ہے اور جب آسایش کا وقت آتا ہے تو وہ دو گروہ جنکو پیچھے بادشاہ نے چھوڑا تھا اسکی خدمت مین حاضر ہوتے ہین۔

بادشاہ کا مقصد جو شکار سے تھا اُسکو بیان کر دیا اب شکار کے طریقے بیان کیے جاتے ہین ایک بڑا پنجرا بناتے ہین اور اسکو زمین سی لوہے کی زنجیرون سی پیوستہ کر دیتے ہین اور اسکو وہان لگاتے ہین جہان شیر اکثر آتے رہتے ہین۔ دروازہ کو اس ترکیب سے کھلا رکھتے ہین کہ ذراسی جنبش سے وہ بند ہو جاے اور ایک بکرا اوسکے اندر باندھ دیتے ہین اور اسکے آگے پردہ ایسا لگا دیتے ہین کہ شیر اسکو دیکھتا ہی مگر اوسکو پکڑ نہین سکتا۔ بھوکا شیر آتا ہی اور پنجرے کے اندر جاکر گرفتار ہو جاتا۔

دوسری ترکیب یہ ہی کہ ایک تیر کو زہر آلود کمانی مین کھینچکر درخت کی شاخ مین اس ترکیب سے لگا دیتے ہین کہ اگر ذراسی بھی جنبش ہو تو وہ تیر چھوٹ جاہی جب شیر اس پاس آتا ہی اور اُسے ہلاتا ہی تو تیر اسکے لگ جاتا ہی اور وہ مر جاتا ہی۔

تیسری ترکیب جہان شیر اکثر آتے جاتے رہتے ہین وہان ایک بھیڑ کو باندھ دیتے ہین اور اسکے گرد پختے گھاس سریش لگا کے بچھا دیتے ہین۔ جب بھیڑیا پھاڑنے آتا ہے تو اوسکے پنجون مین یہ گھاس چپٹ جاتی ہی جتنا وہ اپنے تئین چھٹاتا ہے اُتنا ہی اور سریش مین لتھڑ پتھڑ ہو جاتا ہے اور زیادہ سراسیمہ ہوتا ہے۔ آدمی جو گھات مین لگے رہتے ہین آنکر اُسے مار ڈالتے ہین یا زندہ گرفتار کر کے پالتے ہین۔

بادشاہ اپنی راستی کے سبب سے اس فریب کو نہین پسند کرتا۔ اس درندۂ مردم خوار کو تیر یا بندوق سے مارنے کو پسند کرتا ہے۔

چوتھی ترکیب۔ ایک کاردان بردل بھینسے پر سوار ہوتا ہے اور اوسکو شیر سے

لڑاتا ہے اور بھینسا چاکہ دستی کرکے اپنی سینگون سے شیر کو اٹھاکر ایسا پھینک دیتا ہی
کہ اوسکی جان نکلجاتی ہے اس تماشے کا بیان نہین ہوسکتا ہے۔ سوار کی دلیری اور
پہلوان بیٹھہ پر اسکا جمارہنا بڑا تعجب خیز ہے۔

ایک دن قصبہ باری کی نواح مین بادشاہ کو اس درندہ جان گزا کی خبر لگی بادشاہ
ناھر خان ہاتھی پر سوار اس جنگل مین گیا شیر نے اس ہاتھی کے مستک پر پنجہ مارا اور اسکے
سر کو زمین کی طرف جھکا دیا۔ بادشاہ نے اس قوی ہیکل کو مار ڈالا جسپر لوگون کو تعجب ہوا
ایک دفعہ لوڈہ کے نزدیک بادشاہ شکار کھیل رہا تھا کہ اسکے ایک آدمی کو شیر نے پکڑلیا
بادشاہ نے ایک تیر ایسا شیر کے مارا کہ وہ مرگیا اور آدمی جو زندگی سے مایوس تھا بچگیا
ایک دفعہ شکار قمرغہ مین ایک قوی شیر نے بادشاہ پر حملہ کیا اسنے اسکی پیشانی مین
ایسا تیر مارا کہ وہ نکما ہوگیا۔

ایک دفعہ شیر نے ایک پیادہ کو اپنی پنجہ مین پکڑلیا دیکھنے والے اسکی زندگی سے مایوس
تھے کہ بادشاہ نے شیر پر ایک ایسی بندوق ماری کہ وہ مرگیا اور گرفتار نے رہائی پائی
ایک دفعہ متھرا کے جنگل مین شیر کے آنے کی شورش برپا ہوئی شجاعت خان آگے آگے
جاتا تھا وہ ڈرگیا مگر بادشاہ نے اسی جگہ جم کر شیر کو خشم آلود آنکھین دکھائین تو
شیر کا جوش کافور ہوا اور ڈرتا ڈرتا چلا گیا کچھہ دیر بعد تیر دوز ہوا۔

ہاتھیون کو ان ترکیبون سے پکڑتے ہین۔

ہاتھیون کا پکڑنا

(۱) کھیدا۔ گرمی کے موسم مین ہاتھیون کے پکڑنے والے سوار اور پیادہ ہاتھیون کی
چراگاہ مین جاتے ہین اور دھول و نفیری بجاتے ہین جنکی آواز سے ہاتھی بھاگتے ہین اور
جلد جلد دوڑتے ہین اور اپنی گرانی پیکر سے اور فرومانگی سے توانائی اینمین باقی نہین رہتی
ناچار کسی درخت کے سایہ مین آرام لیتے ہین۔ کاروان سے جو سن کے یا چھال کے
بنی ہوی ہوتی ہین انکی گردن یا پاؤن مین ڈال کر اس درخت سے باندھ دیتے ہین
خانگی ہاتھیون کو لے جاتے ہین اور ان سے انکو ہلاتے ہین اور پھر گھر لے آتے ہین اس طرح

ہاتھی پکڑنے والون کو مزدوری ہاتھی کی قیمت کی چوتھائی ملتی ہی۔

(۲) چور کھیدہ۔ وحشی ہاتھیون کی چراگاہ مین خانگی فیل کو لیجاتے ہین اور اسکے اوپر فیلبان اس طرح بے حس و حرکت لیٹتا ہے کہ کوئی اسکا نشان نہین معلوم ہوتا پھر ہاتھی آپس مین لڑنا شروع کرتے ہین اور اس زد و گیر مین فیلبان ہاتھی کے پاؤن مین رسّہ ڈال کر پابند کر لیتا ہے۔

(۳) گاڈ۔ ایک گھرا گڑھا وہان کھودتے ہین جہان ہاتھیون کی آمد و رفت ہوتی ہی اور اسکو خس پوش کر دیتے ہین جب ہاتھی اسکے قریب آتا ہی تو گھات مین بیٹھنے والے ایسا غل مچاتے ہین کہ وہ اپنی دور بینی بھول کر ایسا گھبراتا ہے کہ اس گڑھے مین تندی و تیزی سے جا پڑتا ہے۔ پھر اسکو بھوکا پیاسا رکھتے ہین۔ بعد ازان آب و دانہ دیکر آہستہ آہستہ فرمان پذیر کر لیتے ہین۔

(۴) بار۔ جہان ہاتھی آرام کرتے ہین وہان ایک لمبی چوڑی زمین کے گرد چارون طرف خندق کھودتے ہین اور ایک راہ رکھتے ہین اسپر دروازہ لگا دیتے ہین اور اسمین رسیان اس طرح باندھ کر کھلا رکھتے ہین کہ اگر انکو توڑ دین تو دروازہ بند ہو جائے اور پھر ہاتھیون کی گذرگاہ مین اندر و باہر ایسی خوراک رکھتے ہین جنکو پسند ہوتی ہی شکم پوری اور کھانے کی حرص سے وہ اپنی ہوشیاری کو بھول جاتے ہین اور بیدھڑک یہان آجاتے ہین ایک جان باز گھات مین بیٹھا ہوا رسیون کو توڑ دیتا ہے جس سے دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ بہت سے ان مین سے جھنجھلا جھنجھلا کر دروازہ کے کھولنے کا قصد کرتے ہین اور پچھاڑتے ہین۔ مگر وہ کب کھلتا ہے۔ کا دیدہ آگ روشن کرتے ہین اور غل مچاتے ہین جسکے سبب سے ہاتھی اس قدر بگڑتے ہین کہ تھک جاتے ہین اور پھر انمین لڑنے کی طاقت نہین رہتی انکو خانگی ہاتھیون کو لاکر باندھ لیتے ہین۔

یہ سب طریقے قدیم سے مروج ہین۔ مگر بادشاہ نے ایک نیا طریقہ سب سے بہتر یہ نکالا ہے کہ ہاتھیون کے گلے کو تین طرف سے گھیرے رہتے ہین چوتھی طرف سے ہتھنیون کو لاتے اور

فیلبان تینون طرفون سے انکو ہنکا کے اس طرف لاتے ہین وہ بمقتضاے ہمجنسی ان ہتنیون کے
پاس آتے ہین اور یہ ہتنیان ایک قلعہ (احاطہ) مین چلی جاتی ہین وہ انکے پیچھے ساتھ آتی ہین
اور اس طرح گرفتار ہو جاتے ہین جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔

چیتہ کا شکار

چیتہ جنگل مین تین طرح سے زندگی بسر کرتا ہے ایک ناحیہ مین شکار کھیلتا ہے
اور غذا جمع کرتا ہے اور دوسری جانب مین آرام لیتا ہے اور سوتا ہے۔ تیسری
جگہ کھلاڑیان کرتا ہے اکثر پہاڑ کے اوپر وہ ہوتا ہے۔ ایک درخت کا سایہ اسکے لیے
کافی ہوتا ہے اس درخت کے تنہ سے وہ اپنے تئین کھجلاتا ہے اور اسکے گرد سو گین
کرتا ہے اسکو ہندی مین آکھ کہتے ہین۔ پہلے اس طرح پکڑتے تھے کہ کھیر اگر ٹھا کھودتے
تھے اوسکو اودی کہتے تھے اور اس کو خس پوش کرتے تھے چیتہ
جب وہان آتا تو اس گڑھے مین گر پڑتا تھا۔ بعض دفعہ اسکے ہاتھ پاؤن ٹوٹ جاتے
تھے کبھی وہ جست و خیز کرکے اس سے باہر نکلجاتا تھا اسطرح ایک سے زیادہ پکڑا نہ جاتا
تھا۔ بادشاہ نے یہ ترکیب ایجاد کی کہ ایک گڈھا دو تین گز گہیرا کھودا جاتا تھا اور اسمین
ایک درخت ایسا لگا دیا جاتا کہ جب چیتہ اوسمین داخل ہوتا تو جنبش سے یہ دروازہ بند
ہو جاتا اور چیتے کو کوئی گزند نہین پہنچتا۔ ایک دفعہ مین کئی چیتے گرفتار ہو جاتے۔ ایک دفعہ
مین سات چیتے گرفتار ہوئے۔ چیتہ جاڑے کے موسم مین مست ہوتے ہین ایک چیتے
کی مادہ جنگل مین پھرتی تھی چھ نر چیتے اسکے پیچھے ہو لیے وہ اس گڑھے مین گئی نر بھی اسکے پیچھے ایک دوسرے
کے بعد داخل ہوے۔ سا تون گرفتار ہو گئے لوگون نے بھی اونکو پکڑ لیا۔ مین کہ درخت کی جڑ
مین پھندے پھیلا دیتے ہین جب چیتہ اس درخت سے مالش و خارش کے لئے آتا ہے تو وہ
اس پھندے مین پابند ہو جاتا ہے۔ بادشاہ چیتہ کو ٹھکا کر بھی گرفتار کرتا تھا۔
پہلے زمانہ مین چیتہ جو گرفتار ہوتا تو نہایت محنت سے دو مہینے مین اس قابل ہوتا کہ اسکو
کھول کر شکار کراتے۔ مگر بادشاہ نے ایسی روش نکالی کہ وہ اٹھارہ روز مین شکار کھیلنے کے
قابل ہو جاتا ایک چیتہ بادشاہ کی سواری مین بے قلاوہ و زنجیر ہمراہ چلتا۔

اوّل درجہ کے چیتون کو ۵ سیر اور دوسری درجہ کو ۴½ سیر تیسری درجہ کو ۴ سیر چوتھے درجہ ۳½ سیر پانچوین کو ۳ سیر چھٹی کو ۲½ سیر ساتوین کو ۲ سیر اور آٹھوین کو ۱½ سیر گوشت ملتا تھا۔ اتوار کو جانور مارا نہین جاتا تھا اس لئے چیتہ کو دو روز کی خوراک دی جاتی تھی۔

پہلے چھہ مہینے مین اور اب سال بھر مین انپر ملنے کے لئے چار سیر گھی اور ½ سیر گند کی دی جاتی تھی کہ جس سے وہ خارش سے بچتے تھے۔ ہر چیتے کی فرمان پذیری اور تیمارداری کے لئے چار آدمی مقرر تھے مگر اب جو چیتے گھوڑون پر جاتے ہین انکے لئے تین آدمی اور جو گاڑی اور ڈولی مین جاتے ہین اُن کے واسطے دو آدمی مقرر ہوتے ہین اور اُن کے ہر ملازم کا ماہوار تیس روپیہ سے زیادہ اور پانچ روپیہ سے کم نہین ہوتا اور بیلون کی پاسبانی اونکے ذمے ہوتی تھی۔

رونق کے لئے ان چیتون کے واسطے زیادہ تر زربفت کی جھولین اور مرصع زنجیرین اور نمدون کے تکیے گشکانی مخمل و گوش کان ایران مین ایک شہر ہی اسکی مخمل مشہور ہے اور بڑی امیرون مین سے ایک اسکا نگہبان مقرر ہوتا ہی جو انکی آرایش اور افزایش مین کوشش کرتا ہے۔ اور دس چیتون کو مثل یا طرف کہتے تھے انکے نام اور درجے مقرر تھے شکارگاہ مین ہزار چیتے جمع ہوتے انکی سواری اس طرح ہوتی کہ ہاتھی کے دو طرف محفہ لٹکائے جاتے اور ہر یک مین ایک ایک چیتہ آرام کرتا ہوا شکار کو جاتا اور اسی طرح اونٹ اور گھوڑے و خچر پر بھی محفے بنائے جاتے۔ گھوڑے اور بیلون کی گاڑیان انکے لئے تیار ہوتین ایک گھوڑے پر بھی انکی نشست تیار کی جاتی۔ ان چیتون کا سر آمد سندانک تھا وہ چوڑی مین سوار ہوتا اور بڑا اسکا احترام ہوتا۔ نوکر آراستہ ہوکر اسکے گرد دوڑتے اور نقارہ اسکے آگے بجتا بعض دفعہ اسکو دو سوار اس طرح لیجاتے کہ گھوڑون کی گردن پر ڈولی کے دونو سری رکھی جاتے۔

چیتا ہوکے روبرو دوڑتا اور اسکے ذریعہ سے وہ شکار کی بو اور آواز سُن لیتا اور شکار پر حملہ کو تیار ہوتا اور شکاریون کو بتلاتا کہ شکار کدھر ہے۔ اس اطلاع پر شکاری اپنا

کام مین طرح سے لگا لیتے۔ اوّل آپر گھنی چیتہ کو سیدھا ہوا کی نظر گاہ مین چھوڑاتے۔ وہ
سبک خیزی اور چابک دستی سے ہرن کو پکڑ لیتا دوم رکھنی چیتہ کو کسی کمین مین چھپاتے
اور اسکو ہرن دکھا کر چھوڑ دیتے چیتا ایک کمین سے دوسری کمین مین جست و خیز کرتا ہوا
ہرن کو پکڑ لیتا سوم مہاری چیتے کو کسی کمین مین بٹھاتے اور ہوا کا رخ اوسکی طرف رکھتے۔ اور
اُسکی گاڑی کو دوسری طرف لیجاتے۔ ہرن ڈولی سے سراسیمہ ہوتا ہے اور چیتہ گھات سے
نکل کر اوسکو دبوچ لیتا ہے چیتے کو عجیب پیدا کرتے ہین اور بڑا ہوشمند ہوتا ہی وہ اپنے ہاتھ
پانو سے خاک اوڑاتا ہے اور اس مین چھپ جاتا ہے اور ایسا اپنے تئین پست کرتا ہی کہ اُس
مین اور روی زمین مین کچھ تمیز نہین معلوم ہوتی۔ جب نر سامنے ہو تو مادہ کا شکار نہین
کرتا اور جب بڑا جانور سامنے ہو تو چھوٹے کو نہین مارتا۔ اول نر اور بزرگ جانور کو مارتا ہے
پہلے زمانہ مین چیتہ تین شکار سے زیادہ شکار نہین کرتا مگر اب بارہ شکار تک کرتا ہے۔
بادشاہ نے چیتے سے ہرن شکار کرنے کی ایک ترکیب ایجاد کی ہی۔ جسکو حیز مندل کہتے ہین جہان
ہرن بہت سے ہوتے ہین وہان ایک کمین گاہ بناتے ہین اور ہرنون کو گھیر کر اس طرف
لاتے ہین اور پھر ہر طرف سے چیتون کو چھوڑ دیتے ہین وہ بہت سے ہرنون کو مار لیتے ہین۔
اس جانور کے آموزگار اور خدمتگار کارپردازی کے صلے مین بخشش پاتے ہین۔ ایک آہو اور
چیتے مین ایسی محبت تھی کہ وہ ساتھ رہتے تھے اور تعجب یہ ہے کہ چیتہ اس ہرن کے سوائے
اور ہرنون کا شکار اسی طرح کرتا تھا جیسے کہ اور چیتے کرتے تھے۔ پہلے زمانہ مین آخر دن
مین چیتے سے شکار نہین کھیلتے تھے اس وقت اسکی سرکشی اور صحرا گزینی کا خوف ہوتا تھا مگر
اب رات کو اس سے شکار کھیلتے ہین اور وہ فرمان پذیری کرتا ہے شکار کے وقت کے سوائے
اُس کو چشم بند رکھتے تھے ورنہ وہ سراسیمہ ہوتا تھا اور گرمی کرتا تھا اب وہ بے نقاب آرام
سے رہتا ہے بادشاہ کے خاص چالیس چیتون پر اراکین مین شرطین بدی جاتی تھین
جسکا چیتہ غالب رہتا وہ شرط کا روپیہ دورون سے لیتا ایسا ہی اگر کسی کا چیتا تین نون
سے زیادہ شکار کرتا تو اسکا دوریہ اپنے ہمسرون مین سے ہر ایک سے پانچ روپئے لیتا۔

چیتے کے شکار کا کام

جیتون کا سردار سید احمد بارہ شرطین سے ایک مہر لیتا اور اسی طرح بہت روپیہ جمع کرتا۔ جو امرا کالے ہرنون کے بیس جوڑی سینگون کی بادشاہ کی نذر کرتا وہ ایک ایک اشرفی ہم قرینون سے لیتا۔

حاشیہ۔ بادشاہ کو ہرنون کے سینگون کا بڑا شوق تھا اسکی وجہ یہ تھی کہ تاریخ بدایونی مین لکھا ہی کہ بادشاہ نے ۹۸۱ھ مین عالی عمارتین اور رفیع و وسیع قصر اجمیر کی سڑک پر بنوا ی بادشاہ اپنے اعتقاد کے سبب سے اجمیر مین ہر سال جاتا اسواسطے آگرہ سے اجمیر تک سڑک مین ایک محل تعمیر کرایا اور ہر کوس پر ایک مینارہ اور حاہ بنوایا اور کئی ہزار شاخ آہو جو اوس نے اپنی عمر مین مارے تھے وہ ان منارون کے سرون پر لگائے کہ عالم مین یادگار ہو اور میل شاخ اسکی تاریخ ہوئی۔

(۳) ہرنون کی کھالین۔ غریبون کو اور رمال کے ساتھ دی جاتین۔ جمعہ کو بادشاہ شکار نہین کھیلتا تھا اس نے شاہزادہ سلیم کی ولادت کے لئے یہ منت مانی تھی۔

بادشاہ اس چھوٹے جانور سے بھی شکار کھیلنے کا شوق بہت رکھتا ہے۔ پہلے وہ خرگوش اور لومڑی کو پکڑتا تھا اب ہرن کو پکڑتا ہے۔ ہر روز ایک سیر گوشت کھاتا ہے اور ایک سیاہ گوش پر ایک آدمی مقرر ہے جسکی تنخواہ سو دام ماہوار ہے۔ بادشاہ کتون پر انکی نیکخوئی کے سبب سے بہت توجہ کرتا ہی اور انکو ہمیشہ ہر ملک سے منگاتا رہتا ہے کابلستان مین خاص کر ہزارہ (شمال راولپنڈی) مین عمدہ کتے ہوتے ہین ان کو زیور سے آراستہ کرتے ہین اور ان کے نام رکھتے ہین کتے بہت طرح کے جانور شکار کرتا ہے اور تعجب یہ ہی کہ وہ شیر سے لڑتا ہی اور کئی کتے ملکر شیر کو خاک و خون مین آلودہ کرتے ہین۔

یہ وحشی جانور مانوس ہو جاتا ہی اسکے دونو سینگون پر ایک جال لگا کے وحشی ہرنون کے سامنے اسے چھوڑتے ہین وہ اس سے لڑتے ہین اس زد و خورد مین وحشی ہرن کا پانون یا سینگ یا کان جال مین پھنس جاتا ہے۔ گھات مین لگے ہوے آدمی آکر

اسکو پکڑ لیتے ہین اور اپنے استادی سے اسی رام کر لیتے ہین اگر یہ جال ٹوٹ جاتا ہے یا اہلی جانور مین لڑنے کی قوت نہین رہتی تو وہ اپنے محافظ پاس آتا ہی۔ جال بدل کر دوسرا جال لگایا جاتا ہی یا دوسرا ہرن لڑنے کے لئے بھیجدیا جاتا ہی سلطان خلجی نے یہ ترکیب شکار کی نکالی تھی مگر بادشاہ نے اوسکو اور زیادہ رونق دیدی تعجب یہ ہی کہ بارہا دشتی ہرن صبح سے شام تک لڑا اور چار تنومند ہرنون کو اس نے شکست دیدی پانچوین دفعہ پکڑا گیا سنتے ہین کہ رات کو شکار ہوتا ہی۔ اگر خانگی ہرن کا جال ٹوٹ جاتا ہی یا صحرا سے بھاگ جاتا ہی تو اپنی تیماردار پاس چلا آتا ہی۔ کبھی بلانے پر لڑائی کو چھوڑ کر چلا آتا ہے اور پھر کہنے سے لڑکے چلا جاتا ہی اور لڑنے لگتا ہی پہلے زمانہ مین آخر روز مین ہرن کو نہین چھوڑتے تھے چھوڑتے تھے تو اسکے پانوں مین ایک گیند باندھ دیتے تھے کہ وہ جنگل مین نہ بھاگ جاے۔

ہرن کی وفاداری کی اور نادر کاموں کی داستانین بہت سی ہین ایک دفعہ ایک ہرن نے صوبہ الہاباس سے صحرائی راہ لی اور کئی دریاؤن اور آبادیون کو طی کرکے وہ اپنی جنم بھوم پنجاب مین آیا اور اپنے تیماردار کے پاس پھنچا جسپر لوگون کو بڑا تعجب ہوا پہلے زمانہ مین ایک دو آدمیون کے سوا شکار کو نہ جاتے اور ہرنون کی رمیدگی کے خوف سے لباس بدل لیتے اور جھاڑیون درختون کی آڑ مین بیٹھتے اور سواے دشتی آہو کے جسکو پکڑ کر شکار سکھاتے کسی اور جانور سے کام نہ لیتے مگر بادشاہ نے ایسا آئین نکالا کہ اُس سے سو آدمی اس شکار سے ایک وقت مین خوش ہوسکتے جس جنگل مین ہرن بہت ہوتے ہین وہان چالیس گایون کو آہستہ آہستہ چلاتے ہین اور انکی آڑ مین آدمی چھپ جاتے ہین اور جب ہرن آتے ہین تو انکو شکار کرکے خوشیان مناتے ہین۔ اب ہرنون کو پالتے ہین اور وہ بچے دیتے ہین اور ان خانہ زاد ہرنون سے شکار کھیلتے ہین آہو کو تیماردار حکم ہوکر اپنے اوپر ہرنون کو لدوالیتے ہین صحرائی ہرن اسکو زوادہ کاٹنے جانکر لڑنے آتے ہین بادشاہ نے اس طریقہ کو پسند کیا اور آدمی کی جگہ ہرنی کو۔۔

نر ہرنون کے لڑنے کے لیئے کام مین لایا۔
تعجب ہے کہ ایک دفعہ ہرن نے اپنے جال مین چیتے کو پابند کیا جو بادشاہ کے ملاحظہ کو لیئے گجرات سے آیا۔
گھنٹا صیرہ۔ سیر کو یا ٹوکری کو اُلٹا کر کے ہاتھ مین پکڑتے ہین اور اسکی آڑ مین چراغ روشن کرتے ہین اور پھر گھنٹے بجاتے ہین اور جانورون کے انتظار مین کماندار بیٹھتے ہین اس روشنی مین اور آواز کے سبب سے جانور جمع ہوتے ہین جنکو کمان دار گھات مین بیٹھے ہوئے تیر اندوز کرتے ہین۔ کبھی ہرن ساز کی آواز سے بیہوش ہو جاتے ہین اور پکڑے جاتے ہین۔ بعض اوقات شکاری منتر گاتے ہین اسکے گرد حانور جمع ہو جاتے ہین سنگین دل اُٹھا کر انکو مار لیتے ہین۔ بادشاہ ان دونو طریقون کو ناپسند کرتا ہے اور انکو منع کر دیا ہے۔
ٹھانگی وشتی ہرنی کے روبرو ایک حیلہ پرداز ننگے سر ہو کر نا ہنجار حرکتین کرتا ہی۔ وحشی ہرن انکو دیوانہ سمجھ کر اس پاس آکے متحیر ہوتے ہین اور یون اپنی آپ شکار ہو کر اپنی جان کھوتے ہین
توکارہ۔ چند کماندار ہوا کی طرف منھ کر کے دور دور بیٹھتے ہین کچھ ہرنون کو آدمی ہانکا کر اس طرف لے جاتے ہین۔ ہنکانے والا چادر کو ہوا مین اُڑاتا جاتا ہے۔ وحشی ہرن اُسے بھاگ کر کماندارون کی طرف طبیعت کی خواہش سے دوڑ آتے اور شکار ہو کر جان حوالہ کرتے
وڈاون۔ یہ طریقہ بھی پہلی طرح کا ہے۔ ایک کماندار سیر پوش پہلی طرح سے کھڑے ہوتے ہین اور ہرنون کو ہنکوا کر اپنے پاس لاتے ہین اور شکار کر کے خوش ہوتے ہین
اجارہ۔ کماندار اپنے تئین سر سے پاؤن تک ڈھانپے تیر و کمان کو سبز شاخون اور پتون مین چھپاتے ہین اور درندون کی گذرگاہون مین بہادرانہ کھڑے ہوتے ہین اور صید فگنی کر کے مسرور ہوتے ہین اور نیز ہرن کی کھال کی رسن بٹتے ہین اور جہان ہرن سوتے ہین انکے گرد اس رسن کو درخت پر یا چوب پر لگاتے ہین اور

ہوا کی طرف چند دام لگا دیتے اور شکاری کنارہ سے نمودار ہوتے ہین جانور
ڈر کر نا چار اس گذرگاہ پر دوڑتے ہین اور گرفتار ہوتے ہین کبھی شکاری درخت کی
آڑ مین اپنی آواز کو ہرن کی آواز بنا کر نکالتا ہے ہرن اسکی برابر آتا ہے اور شکار
ہو جاتا ہے کبھی مادہ آہو جنگل مین یا سکھا ہی ہوئی ہرن کو چراگاہ مین چھوڑتے ہین
صحرائی ہرن ہمجنسی کے سبب سے پیوستہ ہوتا ہے اور پالے بند ہو جاتا ہے
ٹھگی — ایک کمانداز خانہ زین مین برہنہ سر بہیوپون کی طرح چلتا ہے اور بان کی
پیک سے اپنی پوشش کو آلودہ کر کے زمیون کی مانند بنا لیتا ہے صحرائی
شکاری جانور اور جانور اسکے گرد جمع ہوتے ہین اور اسکے مرنے کے منتظر ہوتے ہین
اس حرص مین وہ خود شکار ہو جاتے ہین —

شکار گرفتار کردن بھینسہ

بھینسون کی آرام گاہ یعنی سونے کی جگہ مین ایک پھندا زمین کے اندر دباتے ہین
اور اسکے سرے کو حلقہ کی شکل کا بنا کے باہر رکھتے ہین اور ایک لمبی رسی اسسے باندھتے
ہین اور اسسے مادہ گاومیش کہ مستی پر آئی ہوئی ہوتی ہے باندھتے ہین اور ایک آدمی
تیز دست بہادر گھات مین بیٹھتا ہے وحشی بھینسا آتا ہے تو نر مادگی کے شغل مین لگتا
ہے — وہ دلیر مرد فرصت جو اسکو پالے بند کرتا ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اس جوان مرد
کو ایسی لغزش ہو جاتی ہے کہ اسکی جان جاتی ہے — ایک اور ترکیب یہ ہے کہ ان تالابون
کے قریب جاتے ہین جہان بہت سی بھینسین آتی رہتی ہین اسکے قریب دام بچھاتے ہین
اور بھینسے پر بیٹھ کر تالاب کے اندر جاتے ہین اور رسیان ہاتھ مین رکھتے ہین — بعض
بھینسون کی جان سنان سے لیتے ہین بعض کو دام مین پھنساتے ہین چراگاہ
دشتی مین بھی اس روش سے شکار کر کے خوش ہوتے ہین —

شکار پرندہ

بادشاہ بلند پرواز نا درکار پرندون سے بھی طرح طرح سے شکار کھیلتا ہے
باز — شاہین — شنقار — شاہباز — برکت کو اڑا کر عجب عجب کام اسسے لیتا ہے لیکن
باشہ کو زیادہ تر دوست رکھتا ہے اور انکے نام پسندیدہ رکھتا ہے — اوطاق بہار مین

بادشاہ ان پرندون کو دیکھکر کریز بٹھاتا ہی اور شہرون مین بھیجدیتا ہی جب کریز کا موسم ختم ہوتا ہی تو بادشاہ انکو دیکھنا شروع کرتا ہے۔ اول خاص باز ترتیب سے ملاحظہ مین آتے ہین۔ جرہ کی پسی وغیرہ اس کی شکار کی فرونی پر موقوف ہوتی ہی اسکے بعد باشہ و شاہین کھیلہ۔ چیک باشہ۔ بحری۔ بحری بچہ و شکرہ۔ اسکی چیک ترمتی ریکی۔ بہیرہ۔ دھوتی۔ چرغ۔ چرغیلہ لگڑ۔ جھگڑ۔ یہ نام بادشاہ نے چیک لگڑ کا رکھا ہے) مول چین کو بھی بادشاہ دیکھتا ہے۔ وہ زرد رنگ کا چڑیا کی برابر ہوتا ہی اور شاہین کی مانند کلنگ کو پچھاڑ دیتا ہی۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ وہ پرواز مین کلنگ پر کتر دیتا ہے دوسرا گروہ کہتا ہے اسکی آنکھونکو زخمی کر دیتا ہے۔ مگر ان دونو باتون مین سے ایک بات بھی دیکھنے مین نہین آئی۔ کشمیر سے اودہ پور بھی بادشاہ پاس آیا ہے۔ وہ ایک سبز خام مرغ ہے۔ طوطی سے چھوٹا۔ چونچ اسکی لال۔ سیدھی ذرا بھی اور دم زیادہ کشیدہ وہ ہوا مین چھوٹے چھوٹے جانورون کو شکار کرکے ہاتھ پر آن بیٹھتا ہے۔

مرغابی

مرغابی کے شکار مین بڑے تماشے دیکھے جاتے ہین انکے پکڑنے کا ایک عجیب طریقہ ہے کہ ایک کالبد پرند کی شکل بناتے ہین اوسپر مرغابی کا پوست چڑھاتے ہین جسمین پیر و منقار و دم لگی ہوئی ہوتی ہی اور اسمین دو سوراخ رکھتے ہین جسمین شکاری دیکھتا ہے وہ اندر سے خالی ہوتا ہی اسمین شکاری سر رکھتا ہے اور پانی مین گلے تک غرق ہوتا ہے اور وہ مرغابیون کے پاس ہوشیاری سے جاتا ہے اور ایک ایک کو پکڑتا جاتا ہے عجب نشاط افزا تماشا ہوتا ہی۔ بہت سے پرند اپنی زیرکی سے بچان جاتے ہین اور اڑ جاتے ہین۔ کشمیر مین باز ایسا دست آموز ہوتا ہے کہ پانی پر سے جانورون کو پکڑ کر کشتی مین لاتا ہے اور کئی جانورون کو پانی کے اندر پکڑ کر انکے اوپر جب تک بیٹھتا ہی کہ آدمی کشتی سے اس پاس آتا ہے۔ ایک اور ترکیب شکار کی یہ ہی کہ بھینسین پانی کے اندر جاتی ہین اور انکی آڑ مین شکاری اپنے تئین چھپاتا ہے اور مرغابیونکو پکڑتا ہے

دراج کا شکار

دراج کے شکار کے بہت سے طریقے ہین بعض انکے بچون کو پکڑکر ایسا بلا لیتے ہین کہ انکی آواز پر وہ ان پاس آتا ہے وہ اپنے ہمسرون سے لڑتا ہے ایک پنجرے مین اُسے بند کرتے ہین اور انکے گرد بالون کا جال بچھاتے ہین وہ صیاد کے اشارہ پر بولتا ہے صحرائی دراج اسکی دوستی کے سبب سے یا لڑائی کے لئے اس پاس آتے ہین جال مین پھنس جاتے ہین

بٹیر کا شکار

بٹیر کے وقت مٹی کی ہنڈیا تنگ مونھ کی رکھتے ہین اور اُس مین سے اُلو کی آواز نکالتے ہین۔ بٹیر نے اس آواز سے ڈر کے ایک جگہ جمع ہو جاتے ہین دوسرا آدمی کچھ جس کو روشن کر کے گردش دیتا ہے جس سے انکی آنکھون مین چکا چوند آتی ہے کہ وہ گرتے ہین اور آدمی پکڑ کر انکو پنجرے مین بند کرتا ہے اور ایک بڑا جال بھی وہان کشان کشان لے جاتے ہین جسمین وہ اڑتے ہوئے گرفتار ہو جاتے ہین۔

لگر

لگر شکرغ کی مانند ہوتا ہے۔ بچہ اسکا جرّہ کی برابر ہوتا ہے۔ ایک پلا ہوا لگر لیتے ہین اور اسکے گرد جال لگاتے ہین اور اسکے پنجون مین پرندون کے پر لگا دیتے ہین اور پھر اسکو اڑاتے ہین۔ شکاری جانور یہ سمجھتے ہین کہ اسکے پنجے مین صید ہے اسکو چھین کر لے جانے کے ارادہ سے آتے ہین اور گرفتار ہو کر لڑتے ہوئے زمین پر گر پڑتے ہین۔

غوغائی

غوغائی نے کا اڈا بنا کے اسپر غوغائی اور چغد کو بٹھاتے ہین اور بالون کے حلقے لٹکا دیتے ہین الو بیتاب ہوتا ہے۔ غوغائی لڑنے کے ارادہ سے غوغا کرتا ہے انکے ہمسر انکی مدد کو کھڑے ہوتے ہین اور پھندے مین بیٹھتے ہین۔

غوک و عقاب

بادشاہ غوک کو چڑیا کا شکار کرنا سکھاتا ہے اور اُسے دیکھ کر بہت خوش ہوتا ہے بادشاہ مکرّیون کے شکار پر دل لگاتا ہے۔ اور مکرّیون کی چارہ سگالی اور جست و خیز و گرفت و گیر ملاحظہ کر کے نہایت خوش ہوتا ہے۔

(۲۹) آئین نشاط بادی۔

ہمیشہ سے بادشاہ چوگان بازی دن کو کرتے رہے ہین مگر اس بادشاہ نے یہ ایجاد کیا کہ گیند بن بلاس کی لکڑی کی بنا ہین جو ہلکی ہوتی ہین اور اس کے

اسکے اندر آگ دیر تک قائم رہتی ہے بس انکو روشن کرکے رات کو چوگان بازی ہوتی ہے۔
کبوتر بازی — کبوتر بازی کا بڑا شوق تھا مگر جب بڑا ہوا تو کبوتر اڑانے چھوڑ دیے۔ ایران
توران کے بادشاہ اُس پاس اپنے ملک کے تحفہ کبوتر ہدیۃً بھیجتے تھے اور سوداگر جاپان کی
طرف سے بہت عمدہ لاتے تھے۔ سفر مین یہ کبوتر ساتھ جاتے تھے اور جسمین اُترکر کہین جاتے
تھے تو یہ کبوتر اُڑاتے ہوئے اسکے ساتھ جاتے تھے۔ کبوتر بیس ہزار سے زیادہ تھے ان مین
پانسو خاصہ شمار ہوتے تھے —

چوپڑ کا کھیل بڑا اچھا ہے — اسمین سولہ گوٹین اور تین پاسے شش پہلو ہوتے ہین
دو آدمی اسے کھیلتے ہین۔ مگر بادشاہ نے چندل منڈل ایجاد کیا جسمین سولہ آدمی کھیل سکتے
تھے۔ چار پاسے ہوتے تھے جنکے طولانی رخ پر ایک دو خال اور اسکے مقابل رخ پر
اور بارہ خال ہوتے تھے۔ بساط مین سولہ متوازی الاضلاع ایک کونہ
پر مدور صورت مین انکی ترتیب ہوتی تھی اور ہر متوازی الاضلاع مین چوبیس خانے ہوتے
تھے۔ ۴۸ گوٹین ہوتی تھین جنمین سے ہر ایک آدمی چار گوٹین لیتا تھا۔
گنجفہ ایک مشہور کھیل ہے بادشاہ نے اسکے پتون مین کچھ تغیر کیا ہے متقدمین نے اسکی
بنیاد بارہ پر رکھی ہے اور اس کا کچھ خیال نہین کیا کہ اسکے لئے بارہ امیر بارہ صنف کے
چاہئین۔ بادشاہ اس طرح کے گنجفہ سے کھیلتا ہے اول اشویت کے خدیو اسمین پہلے
ورق پر نقش ہے کہ ایک بادشاہ گھوڑے پر سوار ہے وہ دہلی کے بادشاہ سے مشابہت
رکھتا ہے کہ اسکے سر پر تاج اور اسکی ساتھ علم اور سامان شاہی ہے۔ دوسرے ورق پر
وزیر کی تصویر ہے جو گھوڑے پر سوار ہے باقی دس ورقون پر گھوڑے کی تصویر ہے
اور یکے سے دھلے تک ایک ایک زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ دیوم گج پت یعنی ایسا فرمانروا
جسکی دولت کا مدار ہاتھیون پر ہو جیسا ایک ارکیسہ کا فرمان روا۔ اس مین ہاتھی
کی تصویرین گھوڑون کی تصویر کی جگہ بناتے ہین — سوم نرپت
یعنی آدمیون مین بزرگ جسکے ملک کے مدار پیادون پر ہو جیسے کہ فرمانروائے

چوپڑ کا کھیل چندل منڈل

پیچا پوتر ہی ہین تصویرین اس طرح بناتے ہین کہ بادشاہ تخت پر شکوہ سلطنت کے ساتھ بیٹھا ہے
اور صندلی پر وزیر بیٹھا ہی۔ باقی دس ورقون پر پیادون کی تصویر ایک سی دس تک
ہین۔ چہارم گڈھ پت۔ کلان قلعہ ایک ورق پر ایک شخص تخت پر قلعہ کے اوپر بیٹھا ہے اور
وزیر قلعہ کے اوپر صندلی پر بیٹھا ہی باقی دس پتون پر قلعہ کی تصویرین ایک سی دس تک
ہوتی ہین پنجم دھن پت خذیو خزاین۔ پہلے ورق پر ایک آدمی کی تصویر بناتے ہین کہ
وہ تخت پر بیٹھا ہی اور چاندی سونے کے ڈھیر لگے ہوئے ہین اور وزیر کی تصویر اس طرح
بناتے ہین کہ وہ صندلی پر بیٹھا ہوا خزانہ کا محاسبہ لے رہا ہے۔ اور اوراق مین طلا و نقرہ
کے تھیلیون کے نقش ایک سی دس تک ہوتے ہین ششم دولت بزرگ نیرو۔ اول ورق
پر ایک فرمان دہ مسلح تخت پر بیٹھا ہوتا ہی اور اسکے گرد آہنین پوش کھڑے ہوئے ہین
دوسرے ورق پر وزیر جبہ پوش صندلی پر بیٹھا ہوا۔ اور باقی دس ورقون پر تخت پر
مسلح آدمی ایک سی دس تک ہفتم نوبت کلان کشتیہا۔ اول ورق پر کشتی مین ایک تخت
نشین بیٹھا ہوا بناتے ہین اور وزیر صندلی پر بیٹھا ہی۔ باقی دس ورقون پر کشتیان
ایک سی دس تک ہشتم لی پت۔ ایک فرمانروا عورت تخت پر بیٹھی ہوئی اور گرداوسکے
لونڈیان۔ عورت وزیر صندلی پر بیٹھی ہوئی اور دس اوراق پر ایک سی دس تک
عورتین نہم سر پت۔ دیوتاؤن کا بادشاہ جسکو اندر کہتے ہین اسکی تصویر تخت پر بناتے
ہین وزیر صندلی پر اور دس پتون پر ایک سی دس تک طرح طرح کی تصویر دیوتاؤن کی
بناتے ہین۔ دہم اسر پت۔ کلان دیوتا سلیمان داؤد کی تصویر تخت پر اور وزیر کی
صندلی پر بناتے ہین اور باقی اور پتون پر دیوون کی تصویر بناتے ہین۔ یازدہم
بن پت۔ دشتی جانورون کا بزرگ شیر کو چند جانورون کے ساتھ نمودار کرتے
ہین اور وزیر کو پلنگ کی تصویر پر سوار کرتے ہین اور باقی دس ورقون مین جانورون
کی تصویرین ایک سی دس تک دوازدہم آہ پت یعنی سردار ماران مار کو اژدہا پر سوار کرتے ہین اور
وزیر کو ہاتھی پر سوار کرتے ہین اور باقی دس پتون مین ایک سی دس تک سانپ بناتے ہین اول پتہ مین سما اور آخر کو شش کو کہ بڑے سانپ ہین

بادشاہ کے مشہور گنجفہ مین جس سے سب کھیلتے ہین شائستہ تصرف کیا ہین بادشاہ زرسرخ کو ایسا بناتے ہین کہ وہ زربخش رہا ہے اور وزیر صندلی پر بیٹھا خزانہ کو دیکھ رہا ہے اور باقی ورقون پر عملہ کے آدمیون کی تصویرین ہین - زرگر - گدازگر - مطلسسانہ - ڈیکڑے کرنیوالا) - وراق - سکیچی - مہربخش کرنے والا - تنبکچی دھن تنبکچی من - خرندہ - فروشندہ - قرص بادشاہ برات کی تصویر ایسی بناتے ہین کہ فرامین و اسناد اور اوراق دفتر اسکے سامنے پھیلے ہوئے ہین - وزیر صندلی پر بیٹھا ہوا دفتر آگے لیئے ہوے اور باقی اوراق مین کارگذار - کاغذگیر - مہرہ کش - مسطرکش - نویسندہ دفتر - مصور - نقاش - جدول کش فرمان نویس مجلد - رنگریز - بادشاہ قماش کی تصویر شکوہ کے ساتھ بناتے ہین کہ وہ قماش کو دیکھ رہا ہے جیسے کہ گاؤ قطاس - ابریشم - ابریشمی - اسکے پاس وزیر صندلی پر بیٹھا ہوا ہے - پہلی چیزون کو دیکھ رہا ہے اور اوراق پر بارکش جانورون کی تصویرین چنگ کے بادشاہ کو تخت پر بٹھاتے ہین کہ وہ گانا سن رہا ہے اور وزیر صندلی پر بیٹھا ہوا اہل نغمہ کا حال دریافت کر رہا ہے اور باقی اوراق پر خنیاگرون کی تصویرین زرسفید کی بادشاہ کی تصویر ایسی کھینچی ہین کہ وہ چاندی نقد بانٹ رہا ہے اور وزیر صندلی پر بیٹھا ہوا دیکھ رہا ہے اور اوراق پر مثل زرسرخ کے اہل عملہ کی تصویرین بناتے ہین - شمشیر کے بادشاہ کی تصویر ایسی بناتے ہین کہ وہ تلوار کو دیکھ رہا ہے اور وزیر صندلی پر بیٹھا ہوا سلاح خانہ دیکھتا ہے اور اسکے اوراق پر آہن گر صیقل گر وغیرہ بناتے ہین - تاج کے بادشاہ کو تاج بخش بناتے ہین اور وزیر کو صندلی پر بٹھاتے ہین کہ وہ تاج کا سامان کرے اور ورقون کے صفحون پر انکے عملہ کی تصویر بناتے ہین - درزی اتوکش وغیرہ غلام کے بادشاہ کو ہاتھی پر سوار کرتے ہین اور اسکے وزیر کو عرابہ پر - اوراق پر غلام بنا ہین بعض انمین کھڑے ہوتے ہین بعض مست بعض ہوشیار - بادشاہ کی غرض ان کھیلون سے یہ ہے کہ انجمن بکجہتی فراہم ہو اور آدمیون کا امتحان ہو -

دفتر سوم ملک آبادی

(۱۴) آئین تاریخ الٰہی

مدت سے بادشاہ کا ارادہ یہ تھا کہ ہندوستان مین تاریخ ماہ و سال تازہ مقرر کری جسکے سبب سے دشوار آسان ہو تاریخ ہجری سے بادشاہ کو سرگرانی اس سبب سے ہوتی تھی کہ وہ اسکی ناکامی پر مطلع ہو گیا تھا لیکن کوتاہ بین کارشناسون کا انبوہ تھا جو اس تاریخ کے رواج کو بھی فرائض مذہبی مین شمار کرتے تھے۔ بادشاہ کی طبیعت بھی مدارا پسند تھی اس خاطر سے وہ اس ارادہ کو ظاہر نہ کرتا تھا۔ ہر چند انصاف مشحون پر ظاہر ہے کہ اس معاملہ دانی کے بازار کو دین کے گوہر شب تاب سے کیا نسبت ہے اور اس صورت کی سلسلہ پیوندی کو حقیقت سے کیا رشتہ ہے لیکن جہان تجربہ سے پر ہی سنہ ۹۹۲ ہجری مین بادشاہ نے اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ امیر فتح اللہ شیرازی نے بادشاہ سے تاریخ کا آغاز کیا۔ سال و ماہ شمسی کو حقیقی سمجھا سال کبیسہ کو دور کیا۔ مہینون اور دنون کے فارسی نام قائم رکھے۔ مہینے کے دن ۲۹ سے ۳۲ تک ہوتے ہین آخر دو روز دن کا نام اس نے روز و شب رکھا۔

(۱۵) آئین سپہ سالار

سپہ سالار بادشاہ کا جانشین ہوتا ہے۔ رعیت و صوبہ کی سپاہ اسکی فرمان پذیر ہوتی ہی۔ رعیت کی آبادی اسکی داد گری سی ہوتی۔ پس ہر کارین وہ خدا کی رضامندی کا طالب عبادت زیادہ کری۔ کبھی آدمیون کی خیر اندیشی کو ہاتھ سے نہ چھوڑے۔ زمانہ کی کجکاری مین نہ سو جاے۔ یا وہ گوئی اور تلخ روئی نہ کری۔ آگہی و قدر دانی کو اپنی خو کرے۔ خاص کر اپنے نزدیکیون کے نوکرون کی اور دور کے خدمت گذارون کی قدر کرے۔ جو کام ملازم کرین وہ فرزندون کو نہ دے اور اگر وہ نالیق ہو تو چند برگزیدون کے ساتھ ہمزبان ہو اور گذارش کرے۔

قطعہ

گاہ باز بہ پیر دانشمند	بر نیاید درست تدبیرے	گاہ با شاہ کودک نادان	بہ غلط بر ہدف نہ زند تیرے

انجمن راز مین بہت آدمیون کو نہ داخل کرے۔ دلیر دانا دلسوز کم آزنایاب ہوتا ہے مبادا کوئی خلل پیدا کرکے مابست وقت کو ہاتھ سے جانے دے ہمرداری کو پاسبانی جانکر دوربینی کام مین لائے و مزاج شناسی کو دستاویز دولت بنائے شائستہ زندگی بسر کرے۔ لطف و قہر کو خرد کی فرمان پذیری مین رکھے۔ سرکشون کو کارشناسی واندرزگوئی سے فرمان پذیر کرے ورنہ تیغ گوئی و بیم افزائی و بند و زون و عضو کاٹنے کی سزا دے مگر جان لینے مین بہت چھپہ بچا کرے۔ زبان کو گالی دینے سے خراب نہ کرے کہ وہ طریقہ بازارنشین ہرزہ درایون کا ہے گفتار مین قسم نہ کھائے۔ قسم کھانا اپنی تئین دروغ گوئی کے ساتھ اور مخاطب کو بدگمانی کے ساتھ تہمت آلود کرنا ہے۔ داد پرسی مین گواہ و سوگند پر کفایت نہ کرے۔ طرح طرح کی پرسش کرے اور سواد پیشانی کی دیدا ور دو بینش کرے اوراورون پر کام چھوڑکر خود فارغ نہ ہو بیٹھے۔

داد خواہون کو رنج انتظار نہ دے گناہ سے چشم پوشی کرے اور پوزش پذیری کرے ایسی زندگانی بسر کرے کہ مردمی و شکوہ کو گزند نہ پہنچے۔ کسی کے مذہب کا متعرض نہ ہو خردمند کا رونیا مین کہ پائدار نہین ہوتا۔ اپنا نقصان نہین قبول کرتا تو دین جو پایندہ ہے اس مین نادانستہ کیسی زیان قبول کریگا اگر وہ حق پر ہو تو اسکے ساتھ مشورش ناپسندیدہ ہے ورنہ وہ بیمار نادانی ہے مہربانی کے لایق ہے۔ ملک کے ہر حصے کو راستی منش جدکارون کے سپرد کرے اور پردل آدمیون کی دیدبانی سے راہون کو امین کرے ہر وقت خبر لیتا رہے ہمیشہ نیکاندیش دوربین راست گو کم آزکو جاسوسی کے لیئے مقرر کرے اگر کوئی ایسا نیک نہ ہاتھ آئے تو ہرکارہ مین جیدآدمی جو باہم آشنا نہ ہون متعین کرے اور ہر یک کی گذارش کو لکھکر راستی کا امتحان کرے ہمیشہ خرچ کو دخل سے کم رکھے اور اندوختہ کو مستمندون کو دے خاص کر ان لوگون کو جو سوال نہین کرتے۔ سامان سپاہ و یراق سے ایک لحظہ غافل نہ ہو۔ سواری کو نہ چھوڑے تیر و بندوق مین مشغول رہے اور آدمیون کو انکی ورزش کراتا رہے آدمیون کے مقرب بنانے مین اور انکے اعتبار بڑھانے مین دیدہ وری اور آہستگی کو ہمدوش کرے بہت سے خراب رون ناپارسا گوہر اخلاص کی گفتگو

درمیان لاتے ہین اور اپنا شرح بالا کرتے ہین افزونی زراعت اور آبادی زمین مین ہمت
کرے اور راست پیمانی کے ساتھ دلون کا شکار کرے۔ کسانون کی مدد کو خدا کی بڑی
عبادت جانے۔ عمل گذار انصاف گرا سے مقرر کرے۔ ہر وقت انکے کارکرد سے مطلع رہے۔ حوض
وچاہ و کاریز و باغ و سرا اور منازل خیر کے بنانے مین اپنی سعادت جانے۔ پاستانی آثار کی
تعمیر مین ہمت کرے۔ خلوت گزین پراگندہ دل نہ ہو کہ وہ صحرا نشین وارستون کا آئین ہی۔
نیز عام آدمیون مین اور ہنگامون مین بیٹھنے کی بھی عادت نہ کرے۔ یہ طریقہ نابینا صوفی
پرستون کا ہے ؎ تو با ہمنشین و ہمراز ہمگان نیز ۔ در راہ خرد رونہ مگس باش نہ عنقا
خدا پرستون کی عزت کرے خدا جو گوشہ نشینون و برہنہ پا خولیدہ مویون سے دریوزہ
ہو و نیایش آفتاب و چراغ کو خورشید معنوی و آتش پرستی نہ جانے۔ بیداری کا خوگر ہو
خواب خور کو اندازہ سے نہ گذرنے دے۔ آدھی رات کو اور دوپہر کو نیازمندی کرے
جبان سب کامون سے فارغ ہو تو فرہنگنامون کا مطالعہ کرے اور انپر کاربند ہو
اگر اس سے دل کو آرام نہ ہو تو مولانا روم کی مثنوی پڑھے اور اسکی ظاہری معنی سے اصلی
مقصد پر توجہ کرے۔ وہ افسانون کو نہ پڑھے۔ نیک سگال شناسا سے دوستی کرکے
اسکو اجازت دے کہ وہ اسکے روزنامچہ حال کے مطالبہ مین زرف نگہی کام مین لائے اور
جو بات اسکی کارآگہی کے نزدیک بری معلوم ہو اسکو خلوت مین گذارش کرے۔ اگر اس کی
شناخت مین لغزش ہو تو اسکے آزار کے درپے نہ ہو اس لئے مدت سے آدمی راستی
تلخ نما کی گذارش سے باز رہتے ہین خصوصاً خشمناکی کی حالت مین کہ جسوقت عقل
سوتی ہی اور طبیعت جوش پر ہوتی ہی۔ بیشتر ہمنشین عیب بین و عیب آرا ہوتے
ہین اگر ان مین سے کسی ایک کا دل جلتا ہی تو وہ خوف کے مارے دم نہین مارتا۔
اور ایسے آدمی کمیاب ہین اور تمکو فائدہ کو اپنے نقصان مین اختیار کرین بدگویون کی
گذارش سے غصہ نہ ہو۔ اور خوب دوربینی کرے اس لئے کہ سخن ساز بدگو ہر بخیہ کاری
آئین کے ساتھ دستان فروشی کرتے ہین اور اپنے تئین بے غرض مبتلا کر جان آزاری

کوشش کرتے ہین لیکن توزی نہ کرے آزار و مدارا اختیار کرے۔ قدیمی خاندانون کو برباد نہ کرے گزشتگان شائستہ کو سفارش گذار اور اُن کے پس ماندگان نا ہنجار جانے۔ دید بانی کرے کہ بادشاہ کے ارادت گزین ملاقات کے وقت چھوٹے کو اللہ اکبر کہتے ہین اور بڑے کو جل جلالہ۔ ایک برس سے کم عمر گوسفند و بز کو نہ کھائے اور اپنے روز ولادت سے ایک ماہ تک گوشت نہ کھائے اپنے حلال کئے ہوئے جانور کو نہ کھائے۔ زنا شوئی کی عشرت مین کم مشغول ہو۔ حاملہ عورت سے ہمصحبت نہ ہو۔ آش کہ لوگ مرنے کے بعد تقسیم کرتے ہین ہر سال روز ولادت کو پکا کر بھوکون کو کھلاے۔

بیت

برگ عیشی بگور خویش فرست — پس نیاید ز پس تو پیش فرست

جب آفتاب ایک برج سے دوسری برج مین جاے۔ سپاس گذاری کرے۔ بیخبرون کے خبر کرنے کو لئے توپ و بندوق چھوڑے۔ آفتاب کے نکلنے کے وقت اور آدھی رات کو کہ آفتاب کے بلند ہونے کا وقت ہی نقارہ بجوائے۔

(۳۳) آئین دیدبانی و صبادار

جیسے ایک صوبہ مین سپہ سالار مقرر ہوتا ہے ایسی چند پرگنون کی دید بانی کے لئے ایک دلاور دادگر کم آزار اندازہ شناس درست پیمان متعین ہوتا ہے اسکا نام فوجدار ہوتا ہے وہ فرمان پذیری اور یاوری مین اول رہتا ہے۔ جب کسان یا عامل گذار خالصہ یا جاگیردار سرکشی کرتا ہی تو وہ اوسکو لاو نرگفتار سے فرمان پذیر بناتا ہے۔ ورنہ عیان سلطنت کی اجازت لیکر اسکی مالش کرتا ہی گروہ سرتاب کے قریب اپنا بنگاہ بناتا ہے اوگاہ و بیگاہ انکے آدمیون اور مال کو وہ گزند پہنچاتا ہے۔ دفعتہً وہ یہ کام نہین کرتا۔ جب تک پیادون سے کام نکلتا ہے سوارون کو حکم نہین دیتا قلعہ پر تیز دستی نہین کرتا۔ ایسی جگہہ پر کہ جہان تیر و توپ و تفنگ نہ پہنچ سکین بیٹھتا ہے اور وہ آمد و شد کی راہ رکھتا ہے شب خون سے غافل نہین ہوتا اور پناہ کے اندیشہ مین رہتا ہے اور یرک (قراول) بھیجنے سے فارغ نہین ہوتا۔ جب وہ سرکشون کے بنگاہ پر تاخت کرتا ہے تو غنیمت کے حصے مناسب طبع رسی کرتا ہے۔

اسکا پانچوان حصہ خالصہ مین داخل کرتا ہے اگر دیہ مین باقی ہوتی ہی تو اول وہ قبیلہ کا شمار کرتا ہی۔ ہمیشہ سپاہی کے اسپ و یراق کا سراغ لگاتا رہتا ہی۔ اگر کسی سپاہی پاس گھوڑا نہین ہوتا تو وہ ہمراہیون سے لیکر اوسکے گھوڑے کا سرانجام کراتا ہی اور اگر لڑائی مین گھوڑا مارا جاتا ہے تو سرکار والا سے اسکا سامان کراتا ہے سپاہ کی حاضر غایب کی کتاب کی نقل بادشاہ کی درگاہ مین بھیجتا رہتا ہے۔ اور بادشاہ کے آئینون کو رواج کو بیش نہاد ہمت رکھتا ہے۔

اگرچہ داوری و فریادرسی فرمانروایون کا کام ہی لیکن ایک آدمی کی قوت سب پاس نہین پہنچ سکتی۔ ناگزیر یہ ہی کہ وہ کسی آگاہ دل سیر چشم کو داد دہی پر نامزد کرے وہ گواہ و سوگند پر کفایت نہ کرے اور تحقیق کرے بیرسندہ نادان ہوتا ہی اور مدعی و مدعا علیہم دو دانا ہوتے ہین سخت کاوش و درست بینش بغیر تعقیب حال پر مطلع ہونا بہت دشوار ہی۔ بدگوہری و آزمندی کی افزایش کے سبب سے گواہ و سوگند پر تکیہ نہ کرنا چاہیئے بغیر طمع و لالچ کے مزاج شناسی سے ستم رسیدہ و بیداد گر پہچانے اور پردلی و عدالت دوستی سے تحقیق کے موافق عمل کرے۔ اول پرسش خوب کرے اور ہر گواہ کی جاہ سے آگاہ ہو اور ہر لڑائی مین جن باتون کا تحقیق کرنا سزاوار ہو اونکی تفتیح کرے سخن کو شناخ شناخ کرے اور گواہون سے جدا جدا پوچھکر اونکا بیان لکھے جب یہ کام فہمیدگی و آہستگی و ژرف نگہی سے انجام کو پہنچے دوسرے وقت مین فیصلہ کرے اورون سے پوشیدہ رکھے۔ پھر دوبارہ پہلی طرح تحقیقات سرنو پرسش و کاوش کے ساتھ کرے۔ دگرگونی و یکرنگی مین یعنی دونو دفعہ کی تحقیقات کے اختلافات و اتفاقات سے اصل بات کو سمجھے۔ اگر کارشناسی مردانگی کے ساتھ فراہم نہو تو دو آدمی معین کرے جنمین سے ایک تحقیق کرے جسکا نام قاضی ہے اور دوسرا عمل کرے اوسکو میر عدل کہتے ہین۔ کوتوالی کے لائق وہ شخص ہوتا ہے جو دلیر کاردان چابک دست عنان گشیدہ بر دبار مشکل فہم نیک سگال ہو اسکی بیداری شب گردی کا

(۱۵) آئین میر عدل و قاضی۔
(۱۶) آئین کوتوال

اور لوگ خواب آسایش مین ہون اور بدگو ہرنا پیدا ہون۔ آباد گھرون راہون مین سے ایک ایک کو وہ لکھے اور آپس مین ایک دوسری کی یاوری کا عہد و پیمان لے اور ایسا قرار دے کہ وہ غم و شادی مین شریک نہون۔ چند گھرون کا ایک محلہ بناے اور کسی بزرگ کو وہ محلہ سپرد کردے اور آیندہ روز کے روزنامچہ پر جو اور واقعات پیش آئین اونکی تحریر پر اسکی مہر ہو۔ اور کسی ایک بیگانہ آدمی کو جو اہل محلہ سے ناآشنا ہو جاسوسی کے لئے مقرر کرے اور ہمیشہ ان کے بیانات کو لکھے اور ژرف نگہی کو کام مین لاے۔ سرلے جدا بنائے۔ اور جو ناشناسا آئین انکو وہان اتارے اور چند دیکھنے والے انکا امتحان کرین۔ طرح طرح کے آدمیون کے خرچ و دخل کے دیکھنے مین باریک بین ہو تیک ذاتی کو پیشکار بناکر کاوش کا انتظام کرے پیشہ وروں کے ہر گروہ مین سے کسی کو سرگروہ بناے۔ اور دوسرے کو دلال۔ آئین آگہی سے خرید و فروخت ہوا کرے اور انہین سے روزنامچون پر دستخط کرائے۔ کوچون کی فراخی مین کوشش کرے۔ سربندانکو کرے۔ آلایش سے انکی پاسبانی کرے جب کچھ رات گذرے تو آدمیون کی آمد و شد کو بند کرے۔ بیکارون کو ہنرمندی کے لئے بٹھائے پہلے ظلمون کو موقوف کرے اور کسی شخص کو کسی کے گھر مین بزور نہ دخل دینے دے۔ چورون اور چوری کے مال کو برآمد کرے ورنہ وہ عہدہ سے معطل ہو اور ایسا کرے کہ سوائے سلاح و فیل و اسپ و گاؤ و شتر و گوسفند و برنج و قماش کے ۔ ۔ ۔ ۔ کسی اور چیز پر کوئی شخص تمغا و باج نہ لے سکے پرانے سکون کو گلوا دے یا ناسکوک قیمت کے موافق خزانہ مین داخل کرائے۔ بادشاہی زر و سیم کی قیمت مین تفاوت نہ ہونے دے۔ جتنے گھس گئے ہون کاہش کے اندازہ کے موافق انکی قیمت باز یافت کرے۔ نرخ کی ارزانی مین آگہی سے کام کرے اور شہر سے آگے جاکر لوگون کو جنس خریدنے دے تو اگر ضرورت سے زیادہ نہ خریدین۔ بانٹون کی پاسبانی کرے اور سیر کو ۳۰ دام سے کم و بیش نہ ہونے دے اور گزمین کمی و افزونی نہ ہونے دے اور غرابے بنانے و ناپنے و بیچنے و خریدنے

سے آدمیون کو باز رکھے اور اندرونی پرو ہش سے کنارہ کشی کرے۔ اگر کوئی شخص مرجاوے یا
غائب ہوجاوے اور اسکا پس ماندہ کوئی نہ ہو تو اسکے مال و اسباب کو تحت مین رکھے اور دریا کے
کنوئون کے گھاٹون کو عورتون اور مردون کے لئے جدا جدا کرے اور دولاب کھینچنے کے
لئے کسی پاکیزہ آدمی کو مقرر کرے اور عورت کو گھوڑے پر سوار نہ ہونے دے اور ایسا
کرے کہ گاؤ و گاؤمیش و اسپ و شتر تسلیخ (فوج) نہ ہونے دے۔ غلام بنانے اور بردہ فروشی
کو روا نہ رکھے۔ اور عورت کو زبردستی سے ستی کرین تو انکو ستی نہ کرنے دے اور سزا و اسیقی
کو یعنی جو آدمی مرنے کو ہو وہ تو اسکو دار پر نہ کھینچنے دے۔ بارہ برس سے کم عمر کے لڑکے کا
ختنہ نہ ہونے دے اور جب وہ بارہ برس کا ہو تو اوسکو اختیار ہو کہ وہ اپنا ختنہ چاہے
کرے یا نہ کرے۔ ریاکار ملنگون و قلندرون و دکاندارون کو باہر نکال دے یا
انکو اپنی طریقہ سے باز رکھے مگر کسی گوشہ نشین ایزد پرست کو آزردہ نہ ہونے دے اور یاد یہ
طلب کے برہنہ پاؤن کو کوئی گزند نہ پہنچنے دے۔ قصاب صیاد و غسال و بناش کے گھرون
کو آدمیون سے جدا بنوائے۔ اور آدمیون کو ان گھرون سنگدلون کی آمیزش سے باز رکھے۔ اور
جو کوئی جلاد کے ساتھ ہمکاسہ ہو اسکے ہاتھ کو اسیب پہنچائے اور اگر یہ ہمکاسہ اسکی جورو ہو تو
اسکی انگلی کو آسیب پہنچایا جاوے اور شہر سے باہر مغرب رو یہ قبرستان کو مقرر کرے اور
بادشاہ کے مریدون کو سوگواری مین کبود پوشی سے باز رکھے اور انکی سرخ پوشی مین
کوشش کرے۔ فروردین مہینے مین شرف آفتاب تک جو (۱۹) کو ہوتا ہے اور سارے ماہ بالا
اور روز ہا بحویل وغیرہ ماہ شمسی۔ اور اسکی (۱۷) تاریخ کو۔ انہی جشنون کے دن۔ چاند سورج
گرہنون کے دن۔ اتوار کو آدمیون کو تسلیخ سے باز رکھے۔ شکاری جانورون کے لئے
اور بیمارون کے لئے جنکو گوشت کھانا ضرور ہی روا رکھے اور شہر کے باہر جانورون کا شکار
روز شرف میں چراغون کی روشنی کرے۔ آغاز شب مین جسکے بعد عید ہوا اور عید کے
دن ہر پہر پر نقارہ بلند آوازہ ہو۔ تقریبات پارسی مین و ہندی مین تاریخ الہی کو
رواج دے اور ہندی پرتون مین ہر مہینے کا آغاز شکل بچھ (بکش) سے کرے

(۱۸) آئین عمل گذار

عمل گذار چاہیے کہ کشادہ رو و زود دست ہو جد کاری راست گفتاری اس کا آئین ہو۔ اپنے تئین پاسبان کل پادشاہ کا خیال کرے ایسی جگہ بیٹھے کہ ہر شخص اُس پاس آسانی سے جا سکے اور اس کو کسی میانجی کی تلاش نہ کرنی پڑے۔ بتجرد گزین و حیلہ فروش کی سمت اندر نہ گوئی سے پیش آئے اگر اس سے فائدہ نہ ہو تو مالش کرے زمین افتادہ (عاجز) سے درے۔ راہزن و خون ریز و تبہ کار سے جرمانہ لینے مین درگذر نہ کرے اور ایسی کارکرد اختیار کرے کہ کسی کی فریاد کی آواز نہ اونچی پائے مفلس کسانون کو قرض دیکر دستگیری کرے اور آہستگی کے ساتھ اس سے یہ قرض وصول کرے۔ جب رئیس دہ کی تگاپو سے گانو کی جمع کامل ہو جائے۔ تو ہر پرگنہ مین نیم بسوہ اسکو چھوڑ دے ورنہ اسکی خدمت کے موافق اسکو بہرہ مند کرے۔ زمین کی چندگی کی پژوہش کرے اور چپہ چپہ زمین کو ترازو بنیش مین تولے اور اوسکی چگونگی پر واقف ہو زمینون کی کاشت مین بہت تفاوت ہوتا ہے اور ہر فصل مین زمین بوئی جاتی ہے ہر کسان جدا جدا تیمارداری کرتا ہے اور اس کا حصہ پاتا ہے پہلے عمل گذار نے جو جمع تشخیص کی ہو آگہی کے ساتھ اسکا امتحان کرے۔ اگر بیوقوفی اور خیانت اُس مین ہوئی ہو تو اوسکی چارہ گری کرے۔ ویران زمینون کی آبادی مین کوشش کرے اور بہت اسکی احتیاط کرے کہ کوئی آباد زمین ویران نہ ہو جائے ایسی کوشش کرے کہ ہر جنس عمدہ پیدا ہو اور انکی افزایش کے لئے دستور کے موافق جو جمع لیجاتی ہے اسکو کچھ کم کر دے اگر کسان اپنے اقرار سے زمین کم کاشت کرے اور اوسکی وجہ بھی عمدہ بیان کرے تو بھی نہ قبول کرے اور اگر کسی گانو مین بنجر زمین بہت ہے اور دہقان کو زیادہ مقدور ہونے کا ہو تو دوسری موضع کی زمین اس مین زیادہ کر دے۔ زمین کی پیمایش مین دور بینی و دادگری کو پیش نظر رکھے سال بسال کشاورز کی قوت کو بڑھاتا رہے اور اپنے اقرار کا پابند رہے کہ افزایش کاشت سے زیادہ نہ لے اگر کہیں زمین کی پیمایش کی ضرورت ہو۔ اور کہیں انتظام ہوا ہو تو قرارنامہ کو جلدی جلدی درگاہ شاہی مین بھیجے۔ نقد لینے کی عادت نہ ڈالے غلہ بھی لے غلہ لینا کبھی

طرح سے ہوتا ہے اول کنکوت کن کے معنی اناج کے اور کوت کے معنے تخمینہ و قیاس کے تمام زمین کا اندازہ جریب سے یا قدم سے کیا جاے اور غلہ ترازو ی بینش سے تولا جاے جو اسکے تجربہ کار ہین انکے اس تخمینہ مین فرق نہین ہوتا۔ اگر خاطر مین کوئی اندیشہ ہو تو اعلے و متوسط و ادنی کھیت کو کاٹ کر تولے اور اشتباہ کو دور کرے بعض اوقات زمین کا بھی تخمینہ کرتے ہین وہ بالکل ٹھیک ہوتا ہے (۲) بٹائی جسکو بھاولی بھی کہتے ہین کھیتون کا اناج کاٹ کے خرمن کرتے ہین اور قرار داد کے موافق حصے کر لیتے ہین۔ اس صورت مین پاسبان چاہیئے ہین۔ ورنہ بدگوہر خائن خیانت کرتے ہین (۳) کھیت بٹائی۔ کاشت زمین کے حصے کرتے ہین (۴) لانگ بٹائی۔ غلہ کو کاٹ کر اسکے پشتارون کے آپسمین حصے کرتے ہین اور ہر یک اپنے گھر لیجا کر اسکو پاک کرتا ہے اور فائدہ اوٹھاتا ہے اگر رعیت کو گران نہ معلوم ہو تو نرخ بازار کے موافق زمین غلہ بخش کی نقدی کر لے اس زمین مین اگر جنس کامل بوتے ہین تو سال اول مین چہارم حصہ دستور سے کم لے ضبطی مین اگر سال گزشتہ سے گزین جنس زیادہ اور زمین کم ہو اور جمع موافق ہو تو نہ جوش مین آئے اور نہ لڑے ہمیشہ مالک کاشت کی خوشی کا طالب ہو . . . .

دہات بگر آدمیون کے ساتھ بندوبست نہ کرے کہ تن آسانی اور کارشناسی پیدا ہو اور ستم پیشہ چیرہ دستون کو قوت ہو بلکہ ایک ایک کسان سے واقف ہو کر مہربانی سے نوشتہ اسکو دے اور اس سے لے۔

جریب کش و پیمایندہ اور اور عمل گذارون سے ضامن لے۔ کل اہل پیمایش جس روز کام کرین انکو ۱۳ دام اور ۳ سیر اناج دلاے اور اسکو ہوارہ مین شمار کرے۔ بنی ہوئی زمین پر نشان کرے۔ گانون کے کلان تر سے مچلکا لے کہ وہ زمین کو پوشیدہ نہ رکھے اور مختلف الفصول زمینون کو بتلاے۔ پیمایش کی تگاپو مین اگر کوئی قطعہ زمین ناقص نظر مین آئے تو اسکا اندازہ کیا جائے اور اسکی مقدار روز بروز لکھ کر کرک اور زکوری جاے۔ اگر محصول وصول کرنے کے بعد اسکی اطلاع ہو تو ہمایون اور کاغذ خام

سے شناسائی حاصل کرکے میانہ روی عمل مین لاوے کارکن جو سوانح ضبطی کو لکھے مقدم
و پٹواری بھی اسکے ہم قلم ہون اوسکی تحریرون کا عمل گذار مقابلہ کرے اور اوسپر مہر لگائے
اور اوسکی نقل تشکچی کو سپرد کرے جب موضع کا کام ختم ہو جاوے تو اوسکی ایک نقل منتخب
لکھے اور تازہ نصحیح کرے اور اسکے کارکن و پٹواری تصدیق لکھین اور اس کاغذ کو ہفتہ بہفت
یا دشاہ کی درگاہ مین بھیجے اور پندرہ روز سے زیادہ نہ گذرین اور درگاہ والا مین
کاغذ بند و بست کے بھیجنے کے پیچھے اگر کوئی آفت لشکر پر پہنچے تو اس وقت نابود کا لذار
کرے اور اوسکو لکھ کر بے تاخیر روانہ کرے کہ وہ منظور ہو یا امین مقرر ہو مال کی تحصیل
نکوئی کے ساتھ کرے اور بے ہنگام دست خواہش دراز نہ کرے۔

فصل ربیع کی تحصیل ہولی سے شروع ہوتی ہی اور خریف کی دسہرہ سے۔ عمل گذار کی
پاسبانی کرے کہ خزینہ دار زر خاص نہ چاہے جو وزن و عیار مین برابر ہو اس کو
لے اور تھوڑی کمی ہو تو نرخ سکوک کے موافق صرف لے اور تفاوت کو قبض مین لکھے اور
یہ قرار دے کہ اسکو کشاورز خود چند بار مین پہنچائے تاکہ باجی خواہش گرون کا از ربیع
مین سے اٹھایا جاوے۔ غلہ ..... جو کہال کو پہنچے مال اسکا شائستگی سے لے اور دیہی
جنس کے کامل ہونے پر موقوف نہ رکھے جو کچھ لیا قضی خراجی کو لکھے اور علف کے لئے فرق
کرے وہ گاؤ میش کے لئے ۲ اور گاؤ کے لئے ۳ دام سالیانہ نہ یافت کرے۔
بھینس جسکے بچہ نہ ہوا ہو اوسکی چرائی کا کچھ نہ لے۔ اور ہر قلعہ مین چار نر گاؤ و دو ماگاؤ
و یک گاؤ میش مقرر کرے کہ انکی بابت کوئی چیز نہین طلب کیجاوے خزانہ مین جو روپیہ آوے
اسکو خود جاکر تیار کرے اور روزنامچہ کا اس سے مقابلہ کرے۔ خزانچی کی تصدیق
لکھائے اسکو تھیلیون مین سربمہر کرکے ایک استوار مکان مین رکھے اور دروازہ
پر چند قفل طرح طرح کے لگائے ایک کنجی اپنے پاس رکھے اور دوسری کنجی خزانچی پاس
اور آخر ماہ مین روزنامچہ جمع خرچ کا تشکچی لے کر درگاہ پادشاہ مین بھیجے جب
دو لاکھ دام جمع ہو جاوین تو اوسکو معتمد آدمیون کے ہاتھ دوانہ کرے اور سربمہر

پٹواری سے یہ اہتمام کرائے کہ جو کچھ رعیت سے لیا جائے اسکو یادداشت مین کرکے رعیت کو دی جاتی ہی بتفصیل لکھا ہو جو کچھ باقی رہی ہو اسم بااسم طومار درست کرکے اسکو اعیان کے نشان دستخط کے لئے بھیجے اور بہ آسانی دوسری فصل مین سے سیور غال کے فرامین جو پہنچے ان کی نقل دفتر خانہ مین بھیجکر مقابلہ کرے نامون کو تشخص کرے۔ مردہ و غائب و نوکر کے حصہ کی بازیافت کرکے حفاظت کرے کہ زمین خود کاشتہ رعیت کاشتہ نہونے پاے۔ زمین بازیافتہ رعیت سے خالی نہ رہی۔ غائب و مردہ لاوارث مال کی شائستگی کے ساتھ پاسبانی کرے اور حقیقت حال کو عرض کرے اور دیدبانی کرے کہ کوئی چیز نہ لے زمانہ سابق مین ملک داری کی مصلحت کے لئے وہ جو بخشا گیا ہے اسمین خلل نہ پڑنے دے سفر و شادی و ماتم کو کسی چیز کے لینے کے لئے نہ ہونے سے سلامی سے برکنار رہے جسوقت مقدم پاٹواری زرلای یا چوترہ پر سلام کہتا ہوا ایک دام لائے تو اسکو ہاتھ نہ لگائے اور ایسی ہی بل کٹی سے باز رہی۔

جب کھیتی کٹنی کو ہوتی ہی تو ہر موضع سے کچھ چیز لی جاتی ہے اسکو بل کٹی کہتے ہین اور ایسے ہی پیشہ وری و بازارنشینی و چوکیداری و راہداری و حاصل باغات و منڈوی و قرق و ماہی گیری و میر بحری و دستور روغن زرد و روغن کنجد و کنبلی و چرم و پشم اور چیز جو پہلے حریص ناخدا ترسون کی آمد نہ تھین انکے پاس نہ جائے۔ اس سرزمین کے جو شناسندی ہون انمین سے ہر ایک کو نوبت بہ نوبت مقرر کرے کہ وہ درگاہ پادشاہی مین جاکر تقریر و تحریر چھوٹی چھوٹی باتون سے آگہی بخشے ہر مہینے احوال رعایا و جاگیردار و ہمسایون کا اور سرکشون کے تابع ہونے کا و نرخ اشیا و وجہ کرایہ و درویشون و ہنرپیشون کا اور سوانح کا عرض کرے اگر کوتاہی نہ ہو تو آئین رواج کو اپنے ذمے لے۔

تبلچی چاہیئے کہ راستی منش درست قلم حساب دان جد گزین عمل گذار ضرور ہو سوانح کا موازنہ دہ سالہ نقدی و جنسی قانون گو سے لے اور اس سرزمین کی راہ و رسم آگہی حاصل کرکے عامل کے دل نشین کرے یاوری و تیمارداری مین ہمت لگائے۔

جو کچھ بنجر گرون سے قرار پاے اسی لکھے۔ ہر دیہ کی حدود بندی جدا جدا لکھے
بعد ازان آباد و خراب زمین کا اندازہ کرے منصف و ضابطہ و جریب کش و تہانہ دار کا
نام لکھے کسان کا اور اسکے باپ دادا کا نام اور اسکے بیچ زراعت کی جنس لکھے۔ دیہ پرگنہ
و فصل بھی لکھے۔ نابود کو جدا کرکے بود کی قیمت لگاے۔ اہل ہند کے دستور کے مطابق
اسم و جنس و نابود کو تاریخ کاشت سے بیچے لکھے جب موضع کا بندوبست انجام کو پہنچے
تو ہر کسان کی جمع درست کرے اور ہر موضع کا محصول قرار دے اور اس دستاویز کی
عامل وصول کرے۔ نسخہ ضبط کو کہ ہندی مین خسرہ کہتے ہین روانہ درگاہ کرے۔ توجیہ کے وقت
اگر نسخہ پیشین نہ ہو تو کسان کے کشت و کار کو نام بنام پٹواری سے لکھواے اور اپنا
کام نکالے۔

نسخہ توجیہ اور باقی و واصل کو وقت پر بھیجے اور روزنامچہ مین تحصیلدار کا نام ہر موضع کے
نام کے نیچے لکھے اور کسانجو مال لاوے اسکا نام لکھے اور خزانچی کو سپرد کرے اور اس سے تحریر کرالے
نقل توجیہ پٹواری و مقدم جسکی دستاویز پر تحصیل کی ہے اور سرخط یعنی یادداشت کہ
رعایا کو حوالہ کی ہے پٹواری سے لے اور اسکو خوب غور سے دیکھے اگر اس مین کوئی نارسائی
ہو تو جرمانہ لے اور ہر روز عامل سے ہر دیہ کی واصل و باقی کو کہے اور اسکو انجام کارین
زیادہ تیز کرتا رہے۔ جو قت رعیت حساب پر رجوع کرے تو بے انتظار اسکو سرانجام دے
فصل کے آخر مین ہر موضع کی واصل باقی کا مقابلہ پٹواری کی تحریر سے کرے۔ جمع خرچ
کا روزنامچہ و زبروزنام بنام صیغہ بصیغہ لکھے اسپر خزانچی کے دستخط اور عامل کی مہر
کرائے جب مہینہ آخر ہو تو اسکو سربمہر خریطہ مین عمل گذار پاس روانہ کرے۔ مہر و روپیہ
اور اجناس کے نرخنامہ کو روز بروز اعیان کی مہر کے لیے بھیجے و خزانچی کو ہر فصل کے
آخر مین جمع خرچ لکھا کر اس سے دستخط کرائے ہر سال کے آخر مین محل جمع بندی عمل گذار
کی مہر لگا کے روانہ کرے جو موضع تاخت و تاراج کیا جاے اسکا حال و مواضعی کو لکھ کر روزنامچہ
مین داخل کرے و حقیقت و حال کی عرضداشت کرے اور سال کے آخر مین جب

تحصیل کا وقت آخر ہو تو موضع کی باقی کو لکھ کر عامل کے سپرد کرے اور اوسکی نقل درگاہ مین بھیجوادے۔ اگر معزول ہو تو اپنے کاغذات کو وجوہ باقی وتقاوی اور سوائے اپنے عامل حال کو سپرد کرکے خاطر نشان کرے اور انکی فہرست لیکر درگاہ مین خود حاضر ہو۔

(۸) آئین خزانچی

خزانچی کو اس زمانہ مین فوطہ دار کہتے ہین۔ خزینہ خانہ کو حاکم کے پاس بناوے اور ایسی جگہ مین رکھنے کے واسطے پسند کرے کہ اوسکو کوئی گزند نہ پہنچے۔ مہر اور روپیہ وزر سیاہ وغیرہ ہر قسم کا کہ کسان لائے اوسے لے لے اور زر مخصوص نہ طلب کرے اور سکہ شاہی جو وزن مین برابر ہو اوسپر صرف نہ کاٹے اور وزن مسکوک مین جو تفاوت ہو اوسپر صرف کاٹے اور قدیمی مسکوک کو مسکوک سمجھے شقدار و کارکن کو مطلع کرکے زر کو کسی اچھی جگہ مین رکھے اور جب جنس ختم ہونے کو ہو تو اوسکا شمار کرے اور سرخط پر عمل گذار کے مہر کرلے روزنامچہ کو نسخہ کارکن سے مقابلہ کرے اور اپنے خط سے اوسپر دستخط کرے خزانہ کے دروازہ پر جب عامل اپنی مہر لگادے تو یہ بھی اپنا ایک قفل لگادے عامل و کارکن کو اطلاع دیکر خزانہ کھولے۔ کشاورز سے زر عامل و کارکن کو شناسا کرکے لے و قبض دے۔ بیاضیچہ حساب پر جسکو عرف مین ہندوستانی بھی کہتے ہین پٹواری کے خط سے لکھائے جسکے سبب سے کوئی خلاف نہ واقع ہو کسی طرح کا خرچ دیوان کی پسند کی دستاویز بغیر خرچ نہ کرے۔ سود کی دوکان نہ کھولے اگر کوئی خرچ ضروری آن پڑے کہ اسمین دیر نہ لگ سکتی ہو تو کارکن و شقدار کے نوشتہ پر عمل کرے اور حقیقت حال کو موقف عرض مین پہنچادے۔

(۹) آئین کرواری روزی

انسان کی قوت کارکردگی اور فیض پذیری کی بازگشت خورش پر ہی اور خوراک ہی کی نیکی کے اندازہ کے موافق دل کی تنومندی ہوتی ہی ورنہ تن موٹا ہوتا ہے اور جان دبلی ہوتی ہی اس لئے گزیدہ تدبیرین اور شائستہ کردار ہوتے ہین ہشیار سعادت مند اول لقمہ کی سرانجام کرنے مین غور کرتے ہین اور رکھانے پر ہاتھ نہین دوڑاتے ہین سادہ لوح خدا ترسون کا کاروشوار ہوتا ہے اور روزی تنگ ہوتی ہی انکو وہ فروغ بیش نہین ہوتی ہی کہ مغز کار کو پہنچ کر آسانی ہی جنکین وہ نارضامندی ایزدی کے خوف سے

بھوک کی تکلیف سے جانکاہی مین پڑتے ہین چنانچہ انمین سے ایک کے پاس چند گائین تھین جو حلال سے تھین انکے دودھ سے وہ اپنی روزی چلاتا - نیرنگی روزگار سے وہ لٹ گئین چند روز وہ بھوکا رہا - ایک بیدار بخت سخت نگاہ پوکر کے ان حضرت پاس ان گائیون کو لایا تو اس نے انکو نہ قبول کیا اور یہ کہا کہ مین نہین جانتا کہ ان خاموش جانورون کو چند روز تک خوراک کیونکر حاصل ہوئی - تھوڑے عرصہ مین گشادہ پیشانی کے ساتھ اس دنیا سے وہ رخصت ہوا ایسے دستوار اندیش مردون کی داستانین بہت ہین - کچھ اہل تعلق ایسے لالچی و حریص ہوئے ہین کہ وہ اورون کے مال مارنے مین دریغ نہین کرتے اور دین و دنیا کو کھوتے ہین اور دل کا کام نکالتے ہین - یہ بیدانش تشفتہ رائے اپنی رفع احتیاج کے لئے اورون کے مال کی گرفت و گیر کو سرمایہ بناکر ابدی رنج جمع کرتے ہین بھولے بھالے سعادتمندون نے یہ دیکھا کہ کوئی ایسی خراب ہین کہ وہ کسی کی نہ ہونا پدید ہے اور اگر پیدا بھی ہو جائے تو آلات کاشت بہم پہنچانا دشوار - اور اگر وہ بھی میسر ہو جائین تو قوت (خوراک) کا بھی پہنچنا ناپیدا ہے کہ جس کی قوت سے کاشت کا کام کیا جاے اسکو نہین پا سکتے اور اگر کہین اس کا پتا لگے اور کوئی اسکا مالک نہ ہو تو اس مین کامیاب ہونا دشوار - وہ سیاہ کاری سے بھی کنارہ کشی کرتے ہین کہ اس مین بزرگ جان کو خسیس مال کی عوض دینا پڑتا ہے تجارت سے بھی دست کش ہوتے ہین اس سبب سے کہ اس مین زیادہ تر اسباب کو زیادہ قیمت پر فروخت کرنا ہوتا ہے اور اسکے عیب چھپانے پڑتے ہین اور جو خوبی اسمین نہین ہوتی وہ بیان کرنی پڑتی ہے اور جن چیزون کو خریدتے ہین انکی ظاہری نیکیون سے چشم پوش کرتے ہین اور جو عیب انمین نہین ہوتے وہ بیان کئے جاتے ہین اور اپنے فائدے کو اورون کے نقصان سے حاصل کرتے ہین - یہ بھی انکو پسند نہین کہ اپنے مخالف مذہبون کا مال مارنے کی سازش دیکھین وہ کہتے ہین جسنے اسکو روا رکھا ہے اگر وہ دور بین آگاہ دل ہے تو یہ بیم افزائی کی داستان ہے - دوسرا کہا

مال حلال کرنا - یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ مخالفت مذہبی کے سبب سے دوسرے کا مال لینا بغیر اسکی اجازت کے شائستہ ہو یہ ایسا دیو افسانہ ہی جو الجھون کو خواب مین لاتا ہی اور نیک آدمیون کے کان مین نہین جاتا - اب چراغ ہدایت سب کے لئے روشن کیا جاتا ہی تا کہ راہ کو چاہ سے پہچان کر زبان اندوزی کے گڑھے مین نہ گرین اور اپنے گرامی انفاس کو نا بائست کی طرف نہ متوجہ کرین -

اس سبب سے کہ مردم زاد کی بنیاد مین اختلافات بہت سے ہین اور اسکی اندرونی اور بیرونی شورش روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہی گران پایے خواہش دو اسپہ جاتا ہے اور سبک سیر خشم عنان گسل ہے - اس نامردی کے دیو سار مین دوستی کمیاب اور الفت بس نا پدید ہی اس آشوبگاہ مین چارہ سواے قہری و حدت کے اور کوئی نہین اور نہ انتظام کی جان دار سواے دار و گیر فرمانروایون کی شکوہ کے نہین پیدا ہوتی جب کہ خانہ و محلہ دیدہ ور پیشوا کی امید و بیم بغیر منتظم نہین ہوتا تو پھر زنبور خانہ دنیا کی شورش بادشاہ . . . . کے بغیر سطوت کے کیونکر تھمتی ہی اور اہل جہان کی مال و جان و ناموس و دین کی کس طرح حفاظت ہو سکتی ہی - اگرچہ بعض بیخرد گزینون نے اپنی خرق عادت کی دست آویز پیرایس کا قصد کیا مگر سلاطین والا کی یاوری بغیر حسن انتظام نہین پایا اور سواے اسکے اس آشفتین دشت مین طلسم کار و نیرنجی و شعبدہ باز بھی راہ پا سکتا ہے اور اس دریاے بے تمیزی شے رش کے طوفان اٹھے اور اٹھتے ہین اور بہت سے اہل زمان سادہ لوحی اور کم و بیشی سے اس موج خیز ناشنا سائی مین ڈوب گئے اور ڈوبتے ہین اور جن لوگون نے اسی فروغ خرد سے پذیرائی سے عنان کھینچکر سفر دراز کا توشہ سرانجام دیا وہ اس چارسوے پر آشوب مین چھوٹے بڑون کی طنز گاہ دیوانگی و بیدینی و کافری ہوے اس بزم ناشنا سائی مین اگر خرد پژوہ کاروان کا گذارہ ہو تو ناگزیر دیوانون کا آئین اختیار کرے کہ فرومایون کے طعن سے بچے ظاہر ہے کہ ہر آباد ملک مین

صاحب مال بہت ہوتے ہین اور باپ دادا کے وقت سے زمینون کی زراعت
کرتے چلے آتے ہین لیکن بدسگالی و تباہ اندیشی سے غبار آمود شک ہوتے ہین
اور اپنا دست ہمت اسپر دراز نہین کرتے اگر کشاورز کو گیہان پیرایہ اور زندون
کی جان واردی کا اندیشہ ہوا ور تاجر بنا چیچی سے باز رہین اور اپنے زمانہ کی
فرمان دہ کی یاری کا اور فیض ایزدی کا خیال دل مین لائین تو البتہ انکا مال
خرد گزین ہوتا ہے۔ پس مال کا نہ شائستہ ہونا آدمی کے منشا پر موقوف ہی اور پارچہ
منصف نکسار کی طرح ناپاک کو پاک کرتا ہی اور بدکو نیک بناتا ہی مگر وہ بے اخلاص گرای
یا ورون کے اور اسباب شوکت و فزونی خزانہ کے کوئی کام نہین کرسکتا اور جہان
پرستاری اور فرمان پذیری کا انتظام نہین ہوسکتا پس جو شخص تنومند ہو وہ سپاہ
گری کا پیشہ کرے اور یاوری کا خیال رکھے اور اہل جہان کی پراگندگیون کے دور
کرنے مین اپنی جان لڑاوے جیسے ستور کے لئے علف کثرت سے ہے ایسی ہی کشاورز
کی روزی بہت ہی۔ اگر اس مین وہ نہین مشغول ہوسکتا تو کسی اور طرح سے یاورون کی
گروہ مین آئے۔ پس وری کی روائی دو چیزون پر موقوف ہی۔ فرمان دہون کی
دادگری پر اور سعادتمندون اور فرمان پذیرون کی اندیشہ آبادی پر طبیعت پرست
فرویایہ فرمان معقول کو نہین سمجھتی۔ ہمیشہ محسوس سے آگے نہین بڑھتے۔ اس شورہ زمین
مین اب شمشیر کام مین آتا ہی زلال اصیل نہین اسکی شکوہ سے نخوت فروش کیجگرا
چھپ جاتے ہین اور انصاف پروہ نیکون کو رونق ہوتی ہی۔

پس چہار گوہر بے بہا جان و مال و ناموس و دین کی پاسبانی کی دست مزد کوئی
قرار دی جائے وہ سزاوار و شائستہ ہوتی ہی اور اس کی ساتھ خدا کی رضامندی
بھی ہو۔ جب صاحب خانہ اپنے خانہ کے نگہبانون کی اجرت دیتا ہی تو عالم
نگہبان یعنی بادشاہ پاسبانون کو اجرت دیتے ہین اگر فقط ناموس کی پاسبانی
مین تمام مال خرچ ہوجائے تو اوسکا شکرانہ فرض مین دینا چاہیئے چہ جائے کہ جو چار

بزرگ گوہر جان مال و ناموس دین کی پاسبانی کرے اسکو جو کچھہ دیا جاوے تھوڑا ہی
لیکن اگر فرمان روا اتنا ہی رعیت سے لیتے ہین کہ سکا کام چل جاوے اور للچا نہین کرتے
اور یہی وجہ ہی کہ زمان و مکان کے انقلابات ہوتے رہتے ہین جسکا بیان آگے آتا ہی
اس دلاویز گفتار سے ظاہر ہوا کہ ہشیار فرمان دہ اپنی ژرف نگہی و دولتا قرائی
سے جو کچھہ رعیت سے لیتے ہین اور فرمان پذیر خدمت گذارون کو دیتے ہین وہ
کمال درجہ کی شائستگی رکھتے ہین —

اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ سپاہی کی روزی زیادہ فراوان اور گزیدہ تر ہوتی ہی بعد ازان
کشاورزی کی اور پھر اور پیشہ ورون کی یونانی کتابون مین یہ لکھا ہی کہ پیشہ وری
تین طرح کی ہوتی ہے شریف خسیس میانہ اول تو نفس سے متعلق ہی جو تین
حال سے خالی نہین ہوتی ایک گوہر خرد سے متعلق ہی جیسے دور بینی و حسن تدبیر دوم
دانش پذیری جیسے کتابت و بلاغت سوم نیروی دل سے متعلق جیسے سپاہ گری —
خسیس بھی تین طرح کی اول عام آدمیون کی مصلحت کے منافی جیسے احتکار۔ دوم
فضایل مین سے کسی فضیلت کے خلاف جیسے مسخرگی سوم ۔۔ جس سے طبیعت کو نفرت ہو
جیسے کہ حجامی۔ دباغی۔ و کناسی۔ میانہ بھی تین طرح کی ہوتی ہی۔ مکاسب و حرفے
بعض ناگزیر جیسے کدیوری بعض ایسے کہ بغیر انکے گذارا ہو جیسے کہ رنگ ریزی بعض بسیط جیسے
درودگری و آہنگری بعض مرکب جیسے ترازوگری و کاردگری۔ اس گذارش مین بھی
سپاہ گری کی بلند پایگی پیدا ہے۔ روزی کا سب سے زیادہ بہتر دستمایہ وہ پیشہ ہوتا ہے کہ جو
عدالت و پارسائی و مردمی سے نزدیک ہو اور بدکاری و بدنفسی سے دور۔ نیک آدمی
پیشہ مین تین چیزون کو ناگزیر جانتے ہین ستمگاری سے دوری۔ عار سے پرہیز اور
دنارت سے یکسو ہونا جس پیشہ مین عار ہوتی ہی وہ ایسا ہی جیسے مسخرگی اور خوار
پیشے اور پیشے جسمین دنارت ہوتی ہے وہ خسیس صناعت ہین۔

جب آدمی کو گزیدہ روزی فراہم ہو تو اہل تعلق کے لئے ناگزیر یہ ہی کہ کچھہ مال کو ابدو خشہ

کرے۔ بشرطیکہ اہل منزل کی زندگانی مین تنگی نہ ہو اور کوئی حاجتمند مانگے تو
اسکو ناکام نہ رکھے لالچی و خسیس ہونے کا طعنہ نہ ہو۔ مال جب جمع ہوتا ہی کہ خرچ کو دخل سے کمتر رکھے کچھ
روپیہ ایسے کامون مین لگائے کہ سود حاصل ہوا و کچھ ایسے کامون مین کہ وہ ثمر ہون قدرے
نقد رکھے کچھ اجناس متعہ خریدے کچھ اورون کے سودی مین ملاوے۔ بعض کا ضیاع مقابلہ بنائے
ایک حصہ نیک آدمیون کو قرض کے نام سے دے۔ خرچ کو آگہی حق پژوہی و آزرم دولت کے
ساتھ قرار دے۔ داد و ستد کشادہ پیشانی کے ساتھ کرے۔ دل مین پشیمانی کو راہ نہ دے۔
پیش نہاد ہمت رضامندی الٰہی ہو۔ نہ توقع شکر و ذکر و انتظار جزا ہو۔ بیشتر درویشون
کو پوشیدہ نذر دے اور دو طرح کا بھی دینا ہوتا ہے اگر وہ اچھے طور پر ہو تو شائستگی حاصل
ہوتی ہی۔ اول بر سبیل سخاوت و ایثار دین جیسے کہ ارمغان اور اسکے سوا۔ یہ چاہیے کہ جائد
پوشیدہ ہو۔ اور اسکی افزونی اور بزرگی پر خیال نہ ہو اور گسستہ حال و پیچان نہ ہو
دوم از روی ضرورت ہو بہ طلب ملائم و دفع مضرت جیسا کہ ستمگارون و سفیہون کو
دیتے ہین کہ نفس و مال و عرض انکے گزند سے رہائی پاوے۔ یہان میانہ روی بر تنبی چاہیے
اور ملائم کی پرورش مین یہ بہتر ہے کہ افزونی کے نزدیک تر ہو۔ اہل جہان کی معاش مین
طرح کے حال ہی باہر نہین ہوتی بعض تو ایسے غافل سوتے ہین کہ بالکل معنی انکی خاطر مین
نہین آتا۔ کارکردگی کی تو کیا نوبت آئے بعض اپنی روش ستارگی ہی ایسی تحقیقی مراد مین شیفتہ
ہوتے ہین کہ انکے دل مین روزی کی یاد نہین آتی۔ بعض ہوشیار سعادتمند ایسے ہوتے ہین کہ
وہ شناسائی کو ہاتھ سے نہین چھوڑتے ظاہر کو باطن کی آبادی کا سرمایہ بناتے ہین۔ آدمی
جب تک دنیا کے ساتھ دلبستگی رکھے تو سوم درجہ سے سعادت حاصل کرے اور اگر دولت
وارستگی مین قدم رکھے تو دوم کے ساتھ آرام پاوے۔

جہانبانی کی نمرد کا ذکر اوپر ہوا۔ نیک نامی جہانبانی اور نیک نامی درویشون کی
دادگری پر اور اس کے سعادتمند دستیارون کی نیکی پیچی کے ہاتھ مین روزی کی روانی ہی
اس سبب سے ہر ملک مین سامان شکوہ فرماندہی اور طرح کا ہوتا ہے اور زمینون مین تفاوت پیدا ہی

کہ بعض مین کمتر کوشش سے بہت کچھ پیدا ہوتا ہی اور بعض اسکے بالعکس ہوتی ہین اور پانی اور
آبادی کی نزدیکی و دوری سے بھی اُنمین اختلاف پیدا ہوتا ہے ہر ملک کا بادشاہ اس کا اندازہ
کرتا ہی اور اسکا پاس رکھتا ہی۔ ہندوستان کی فراخی مین ہر زمانے مین بہت سے
کارآگاہ بادشاہ ہوتے تھے اس لئے وہ چھٹا حصہ لیتے تھے۔ روستان و توران و ایران
مین پانچوان و چھٹوان و ایک دسوان پہلے زمانہ مین ہر آدمی سے جیسے کچھ لیتے تھے اور
اسکو خراج کہتے تھے۔ قباد نے اسکو مکروہ جانا اور یہ ارادہ کیا کہ زمین کو شمند کو تاپ کر مستے
باز خواست کرنی چاہیئے مگر اس کا یہ ارادہ پورا نہ ہوا کہ اسکا زمانہ آخر ہو گیا۔ نوشیروان
نے جریب قبضہ در دہ قبضہ بنایا کہ وہ شصت در شصت گز کسری گز سے تھی۔
پارچ فرماندہی (بادشاہ کا حق) اسنے سو حصہ مقرر کیا اور ایک قفیز کی ایک چوتھائی سکہ
درہم لیتا تھا۔ قفیز ایک پیمانہ ہی اسکو صاع بھی کہتے ہین اسکا وزن آٹھ رطل ہے اسکے
بعض اور وزن بھی بتائے ہین درہم کا وزن ایک مثقال کی برابر تھا جب حضرت عمرؓ کی
خلافت کا زمانہ آیا تو دانشوروں کی گذارش سے اُنہون نے نوشیروان کا طریقہ اختیار
کیا پھر زمانہ کے انقلابون سے اور رقمین مقرر ہوئین جنکا بیان تاریخ مین موجود ہی۔
احمدی کیش مین اراضی گرفتہ کی تین قسمین کرتے ہین عشری۔ خراجی صلحی اور پھر اول دو
کی پانچ قسمین اور پچھلی کی (یعنی صلحی) کی دو قسمین کرتے ہین اوّل زمین تھا جسمین مکہ و طائف و
یمن و عمان و بحرین رہتے تھی۔ دوم وہ زمین کہ جسکا مالک اُن کی خوشی سے مسلمان ہوا ہو
سوم وہ زمین جو بزور لی گئی ہو اور حصہ کی گئی ہو چہارم جو وقت کسی شخص نے اسلام قبول کر لیا ہو وہ
زمین مین اپنا گھر بنائے یا تاک لگائی یا باغ بنائے یا آب باران سے شاداب کرتے پنجم
زمین خرابہ کہ مرزبان کی منظوری سے آباد ہو۔ خراجی کی تقسیم اول زمین فارس
کرمان دوم ذمی اپنے گھر کو باغ بنائی سوم مسلم جو خراب مین کو آباد کرے اور چشمہ سے
پانی دے جسکی بنا بیت المال سے ہوئی ہو چہارم وہ کشور کہ صلح سے لی گئی ہو پنجم ایسی زمین
کہ آب خراج سے بوئی گئی ہو۔ صلحی اوّل زمین بنی نجران و بنی تغلب اسکی شرح

پہلی کتابون مین لکھی ہی۔
بعض کتابون مین زمین چار طرح کی لکھی ہی اوّل یہ کہ مسلمانون نے آباد کی ہو اُس کو عشری کہتے ہین دوم زمین کے مالک مسلمان ہوگئے ہون وہ بعض کے نزدیک عشری بعض امامون کے نزدیک عشری ناخراجی ہوتی ہی سوم یہ کہ بزور لی ہو اوسکو ایک گروہ عشری کہتا ہے ایک طائفہ خراجی۔ اسکو امام کی رائے پر چھوڑتے ہین چہارم زمین جس پر دین کے بیگانون نے صلح کی ہی اسکو خراجی کہتے ہین۔
خراجی زمین کا خراج دو طرح کا ہوتا ہے مقاسمہ پانچوین حصہ سے لیکر چھٹے حصہ تک۔ خراج وظیفہ یہ ہی کہ توانائی اور سودمندی کے موافق قرار پایا ہو۔ ایک طائفہ اصل مال ارتفاق کو خراج کہتے ہین۔ جب اس گروہ کا حصہ انکے خرچ سے زیادہ ہوتا ہے تو چند شرائط کے ساتھ اُسی زکاۃ لیتے ہین اور اسکا نام عشری رکھتے ہین اور ان مین سے ہر ایک مین بڑا اختلاف ہی۔ حضرت عمر نے اپنے عہد مین اپنے مذہب کے بیگانون سے اعلیٰ مرتبہ درہم واوسط ۲۴ درہم اور ادنی بارہ درہم لیا تھا اسکو جزیہ کہتے تھے۔
ہر ملک مین سوا رکشت وکار کے آدمیون کے مال مین سے کچھ اور بھی لیتے ہین اسکو تمغا کہتے ہین اراضی مزروعی پر از راہ ربع جو قرار پاتا ہی اسکو مال کہتے ہین اور انواع گزیدہ محترفہ سے جو حاصل ہوتا ہے اسکو جہات کہتے ہین اور باقی کو سائر جہات اور جو مال پر متفرع ہوتا ہی اسکو وجوہات کہتے ہین اگر وہ دیوان مین جاتا ہو ورنہ انکا نام فروعات ہوتا ہے۔
ہر سر زمین مین ایسی خواہشون سے آشوب پھیلتا تھا اور لوگون کو آزار پہنچتا تھا اس لئے بادشاہون نے جو بے حساب بازخواستین تھین ان سب کو موقوف کردیا اس لئے ....
... آدمیون کی اس طرح کی ستمگاری کی خو کو پسند نہین کیا۔ اول گز۔ طناب۔ بیگہ کا عیار مقرر کیا۔ اور پھر زمینون کی اقسام کین اور وجہ پاسبانی کا اندازہ کیا۔ گز مقدار کا پیایش کرنے والا اور حال کا گذارش کرنیوالا ہے چھوٹے بڑون کو اس سے

کام پڑتا ہے نیک و بد اسکے آرزومند ہوتے ہین۔ ہندوستان کے وسیع ملک مین وہ تین طرح کا مروج تھا۔ اول دراز دوم میانہ سوم کوتاہ اور ہر ایک گز کے بیس حصے کئے تھے۔ ہر حصہ کو طسوج کہتے تھے۔ دراز گز کا ایک طسوج برابر آٹھ معتدل جوؤن کی برابر تھا جنکی چوڑان کو ملاکر برابر رکھین۔ میانہ کا طسوج برابر سات جو کے اور کوتاہ کا طسوج برابر ۶ جو کے بڑی گز سے کشت زار و کروہ و شہر و قلعہ و حوض و گلین دیوارون کی پیمایش ہوتی۔ میانہ سے سنگین و چوبین عمارت و نے بست خانے و پرستش جایئن و کنوئین و راہ پیمایش ہوتے اور چھوٹے سے ہاتھ سلاخ و پلنگ و سنگاسن و چوڈول و ڈولی و صندلی و عرابہ اور اور انکی مانند چیزین۔

اگرچہ اور دیارمین گز کو ۲۴ طسوج کا بتاتے ہین مگر ہر طسوج کو دو جو کی برابر گنتے ہین اور ہر جو کو دو جو کی برابر اور ہر جو چھ خردل کی برابر اور ہر خردل بارہ فلس کی برابر اور ہر فلس کو فتیلہ ہر فتیلہ کو نقیر اور ہر نقیر آٹھ قطمیر کی اور ہر قطمیر بارہ ذرہ کی اور ہر ذرہ آٹھ ہبا اور ہر ہبا دو دھمہ کی برابر اعتبار کرتے ہین۔

چار طسوج کو ایک دانگ کہتے ہین چھ دانگ کو ایک گز اور بعض گز کو ۲۴ انگشت (انگل) قرار دیتے ہین اور ہر انگل برابر چھ جو معتدل کے جنکی چوڑان ملاکر برابر رکھی جاے اور ہر جو برابر ٹٹو کی ایال کے چھ بال کے۔ پرانی کتابون مین گز دو شبر و گرہ (پور) انگشت ابہام کی برابر گنتے ہین اسکی پیمایش سولہ گرہ سے کرتے ہین اور ہر گرہ کے چار حصے اور ہر حصہ کو ام چار پہر اور ہر گز کے ۶۴ پہر ہوتے ہین۔

سلطان سکندر لودی نے ایک گز بنایا جسکا اندازہ ۴۱ ½ اسکندری بنا اور اسکندری ایک تانبے کا نقد کول نقرہ آمیز تھا۔ جنت آشیانی نے اسپر ایک نیم اور زیادہ کرکے ۴۲ قرار دیا اسکی مقدار ۳۲ انگشت کی تھی۔ پہلے حکیمون نے بھی ایسا ہی گز بنایا تھا۔ شیر شاہ و سلیم شاہ کے زمانہ مین کہ ہندوستان مین عملداری و مقطعی ضبط مین آئی تو اس گز سے پیمایش ہوتی رہی الہی تک اگرچہ کہ پاس مین گز اکبر شاہی جو ۳۶ انگل تھا کام مین آتا تھا مگر زراعت و عمارت مین اسکندری گز کام مین آتا تھا۔ بادشاہ نے یہ سوچ کر کہ طرح طرح کے

گزون سی خلقت کے دلون کو پریشانی ہوتی ہی اور بدکارون کو دھوکہ دینے کا موقع ملتا ہی ..... سب گزون کو دور کیا اور ایک معتدل گز کو رواج دیا جو الہ۔ انگشت کا تھا اور یاد الٰہی کے لئے اسکا نام الٰہی گز رکھا اور اب سب کامون مین وہی دست آویز ہے

(۱۱) آئین طناب۔

بادشاہ نے پرانی جریب شصت در شصت کی رکھی مگر گز اسکے الٰہی کر دیئے اس ملک مین طناب پیمایش رسن سی جسکو سن کہتے ہین بٹتے ہین وہ خشکی و نرمی مین دراز و کوتاہ ہوتی ہی اسکو اوس مین کھد دیتے یا پہلے پانی مین بھگو دیتے۔ بسا اوقات صبح کو جب کام شروع ہوتا تو وہ تری سے سکڑ جاتی اور آخر روز مین خشک ہو کر دراز ہو جاتی اول صورت مین دست مزد جانبانی مین کمی ہوتی سنہ ۱۹ الٰہی مین ایک جریب نے کی بنائی گئی اور اسکو آہنی حلقون سی پیوستہ کیا کہ کم و افزون نہ ہو خلقت کو اس سی آسودگی حاصل ہوئی اور خیانت گرون کے ہاتھ کوتاہ ہوئے۔

(۱۲) آئین بیگہ۔

بیگہ جریب کو کہتے ہین۔ جو قطعہ زمین ساٹھ گز سے ساٹھ گز ہوتا ہے وہ بیگہ کہلاتا ہی اگر طول یا عرض مین کمی ہو اور دوسرے مین افزونی تو وہ حساب مین مکسر ہوتی ہی۔ کل بیگہ ۳۶۰۰ گز ہوتی ہی۔ ہر بیگہ کے بیس حصے کرتے ہین اسکو بسوہ کہتے ہین اور اسکے پھر بیس حصے کرتے ہین اسکو بسوا نسہ کہتے ہین اور پیمایش مین اسکے بعد پھر حصے نہین شمار کرتے اگر زمین مین ۹ بسوا نسہ ہو تو اس سی مال نہین طلب ہوتا اگر دس ہو تو ایک بسوہ شمار کرتے ہین بعض بسوا نسہ کے بھی بیس حصے کرتے ہین اسکو تسوا نسہ کہتے ہین اور پھر تسوا نسہ کے بھی بیس حصے کرتے ہین اسکو بیسوا نسہ کہتے ہین۔ اور پھر اسکے بیس حصے کرتے ہین اسکو انسوا نسہ کہتے ہین

ایک بیگہ طناب پانس کے بیگہ سے دو بسوہ بارہ بسوا نسہ کم ہوتا ہی اور ہر سو بیگہ مین تیرہ بیگہ کا تفاوت ہوتا ہے۔ اگرچہ طناب بھی شصت گزی ہوتی ہی لیکن تاب زدگی مین ۵۶ گز ہو جاتی ہی اور الٰہی گز سکندری گز سے ایک بسوہ ۱۶ بسوا نسہ و ۱۳ تسوا نسہ ۸ بیسوا نسہ و چہار انسوا نسہ زیادہ ہوتا ہے اسے ..... بیگہ مین ۱۴ بسوہ ۲۰ بسوا نسہ و ۱۳ تسوا نسہ ۸ بیسوا نسہ چہار انسوا نسہ کا نقصان ہوتا ہے۔ اور سو بیگہ مین

(۱۳) آئین زمین اسکے درجہ وار فرمانروی کا پانچ قسم کا محصول

ان دونو طرح کی گزون کی پیمایش سے ۲۲ بیگہ ۳ بسوہ - ۷ بسوہ کا فرق ہوتا ہے
پادشاہ نے جب گز وطناب بیگہ مقرر کردیا تو زمینون کی یہ اقسام مقرر کین -
اول پولج - وہ زمین جسمین ہر سال بسال وفصل بفصل زراعت ہوا ور اسکا زور کم نہ ہو -
دوم پرووٹی - کچھ دنون بوئین کچھ دنون نہ بوئین جسکے سبب اسمین پھر زور آجاے -
سوم بنجر - جسمین پانچ سال سے زیادہ گذر گئے ہون کہ زراعت نہ ہوئی ہو -
اول دو قسم کی زمینون کی پیداوار کے لحاظ سے تین قسمین ہوتین - گزیدہ - میانہ - زبون
ان تینون قسمون کی پیداوار کو جمع کرکے تین پر تقسیم کرین تو اس اوسط کا نام محصول
رکھا گیا اور اس کی تہائی دست مزد جہانبانی قرار پایا - ربع جو شیر خان نے لیا تھا اور
آج کل تمام صوبون مین اس سے کمتر نشان نہین دیتے اسکو اکبر شاہ نے منظور کیا - سپاہ و
رعیت کی آسودگی کے لئے قیمت مین زر خالص کی بار خواست ہوتی ہے -

ربع پولج

ہندی زبان مین اسکو اساڈھی کہتے ہین -

گندم ایک بیگہ مین اعلی ۱۸ من میانہ ۱۲ من زبون مین ۸ من ۳۵ سیر کل ۳۸
من ۳۵ سیر تھائی اسکی ۱۲ من ۳۸ سیر و یک پاؤ محصول قرار پایا اور اسکی ایک تہائی ۴ من
۱۲ سیر ۳ پاؤ پانچ جہانبانی -

تخمود ۱۳ من ۱۰ ½ من و ۷ ½ من ثلث ۱۰ من ۱۳ ½ سیر اس مین سے ۳ من ۱۸ سیر
لیتے ہین -

عدس (مسور) ۸ من ۱۰ سیر و ۶ ½ من و ۴ من ۲۵ سیر یک ۶ من ۱۸ سیر یک پاؤ - ۲ من
۴ سیر طلب کرتے ہین -

جو ۱۸ من و ۱۲ ½ من و ۸ من ۱۵ سیر ۱۱ من ۱۲ ½ سیر -

کتان (آلسی) ۶ ½ من و ۵ من ۱۰ سیر و ۳ من ۳۰ سیر ۱ من ۲۹ سیر لیتے ہین -

تخم معصفر (کسر) ۸ من ۳۰ سیر ۶ من ۳۰ سیر و ۵ من ۱۰ سیر - ۲ من ۱۲ سیر کی خواہش ہوتی ہے

...ن ۱۰ ½ سیر لیتے ہین۔
...ون (سانوان) ۱۰ ½ من ۱۰ من ۱۰ سیر ۱۰ من ۱۰ ½ سیر لیتے ہین۔
...دون (سانوان کی مانند لیکن اس کا پوست مائل بہ سرخی ۱۰ من ۱۲ ½ من
...۱۰ سیر وجہ دیوان ۱۰ من ۱۲ سیر۔
کنجد (تل) ۱ من ۷ ½ ۴ من۔ ۲ من لیتے ہین۔
کال (کنگنی) ۶ ½ من ۵ من ½ سیر ۳ ¾ من ۱ من ۲۹ سیر لیتے ہین۔
تورپا۔ سرسون کی مانند لیکن سرخی مائل ہوتا ہے ۶ ½ من ۵ ½ من ۳ ¾ من ۱۰ ½ من
اوزن اکثر ربیع مین ہوتا ہی۔ ۱۰ من ۱۳ ½ من ۱۰ من ۲۵ سیر۔
ن ۱۸ ½ سیر لیتے ہین۔
ذرہ خوشہ دار اسکا کنگنی کی مانند ہوتا ہے ۱ ½ من ۷ ½ من ۵ ½ من ۱ من
۲ سیر۔
ڈوہ۔ اسکا خوشہ سانوان کی مانند ہوتا ہے اور اسکا دانہ سرسون کا سا لیکن
سرخ مائلے کچھ سفید دانے ہوتے ہین ۱۱ ½ من ۷ من ۷ ½ من۔ ۳ من لیتے ہین
ریا۔ باقلے کی مانند ہوتا ہی مگر اس سے کچھ چھوٹا ۱۰ ½ من ۷ ½ من ۷ ½ من
۱۰ ½ من۔ ۲ من ۱۰ ½ سیر
لوری۔ سرسون کی مانند۔ مگر اس سے زیون ۶ ½ من ۵ ½ من ۳ ¾ من
۱ من ۲۹ سیر لیتے ہین۔
قلت مسور کی مانند کچھ سیاہ زیادہ اسکا پانی اونٹ کو فائدہ مند ہوتا ہے پتھر
کو اس سے تر کرتے ہین تو اسکا کاٹنا آسان ہوتا ہے ۱۰ ½ من ۷ ½ من ۵ ½ من
۲ من ۱۰ ½ سیر۔
برقی۔ سانوان کی مانند۔ مگر اس سے سفید زیادہ ہوتا ہی ۶ ½ من ۵ ½ من
۳ ¾ من۔ ۱ من ۲۹ سیر مرد پاسبانی کی باز خواست مین بعض جگہ پاؤ سیر گھٹا
دیتے ہین اور بعض جگہ بڑھا دیتے ہین جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔

[illegible]

[illegible] من ۱۰ سیر

[illegible] (کنگنی) ۱۰ من ۲۰ سیر - ۲ من لیتے ہیں -

[illegible] (کنگنی) کی ۲ من ۵ سیر ۳ کچ من ۱ من ۱۰ سیر لیتے ہیں -

[illegible] سرسوں کی دانہ کی سی ہوتی ہے ۲ من ۵ سیر ۳ کچ من ۱ من ۱۰ سیر

اور ان اکثر بیچ ہوتا ہے - ۱۰ من ۱۳ ۱ سیر من ۱۰ من ۱۰ سیر

۱۰ من ۱۸ ۱ سیر لیتے ہیں -

[illegible] خوشہ دانہ اسکا کنگنی کی مانند ہوتا ہے ۱ من ۲۰ سیر ۱ من ۵ سیر من ۱۰ من

۲۳ سیر -

[illegible] اسکا خوشہ سانوان کی مانند ہوتا ہے اور اسکا دانہ سرسوں کا سا لیکن

کچھ سرخ مائل کچھ سفید مائل ہوتے ہیں ۱۱ سیر من ۲۰ من ۲۰ سیر - ۲ من لیتے ہیں -

[illegible] باقلے کی مانند ہوتا ہے مگر اس سے کچھ چھوٹا ۱۰ سیر من ۲۰ سیر من ۲۰ سیر

۵ سیر من - ۱ من ۱۰ سیر

کودری - سرسوں کی مانند - مگر اس سے زیادہ ۲ سیر من ۲۰ سیر من ۲۰ کچ من

۱ من ۱۰ سیر لیتے ہیں -

[illegible] مسور کی مانند کچھ سیاہ زیادہ اسکا بانی اونٹ کو فائدہ مند ہوتا ہے جو

کو اس سے تر کرتے ہیں تو اسکا کاٹنا آسان ہوتا ہے ۱۰ سیر من ۲ سیر من ۵ سیر

۱ من ۱۰ سیر -

برقی - سانوان کی مانند - مگر اس سے سفید زیادہ ہوتا ہے ۲ سیر من ۵ سیر

۱ من ۱۰ سیر - ۱ من ۱۰ سیر مرد باسبانی کی از خواست میں بعض جگہ ۱ پاؤ سیر گھاس

دیتے ہیں اور بعض جگہ بڑھا دیتے ہیں جیسا کہ اوپر بیان ہوا -

تیل و کتان و پان و زرد چوب و سنکارہ و سن و کچالو و کدو و حنا و خیار و بادرنگ و خربوزہ و تربوز و ککڑی و کریلہ و ککوڑہ و ٹینڈس و کچرہ کو ریع نہین قرار دیتے اور ان پر نقدی کا دستور العمل ہے اس آئین سے پروانی کی کھیتی پر مثل پوچ کی جمع لی جاتی ہی۔

بادشاہ نے مال مین جو نوازش کی اسکا بیان اوپر ہوا جہات مین ایک سو ان حصہ معاف کردیا اور بیسوان حصہ قرار دیا۔ دو فیصدی مین ادھی پٹواری کو اور ادھی قانونگو کو دیتا تھیرا۔ پٹواری کسانون کی طرف سی ہوتا ہے جو گاؤن خرچ و دخل لکھتا ہے اور کوئی گانو ایسا نہین ہوتا جسمین وہ نہ ہو قانون گو کشاورزون کی پناہ ہوتا ہے اور ہر پرگنہ مین ایک ہوتا ہے اس زمانہ مین قانون گو کا حصہ موقوف کردیا گیا ہے اور خدمت گزینی کی شرط مین تین طرح کی تنخواہ اسکی مقرر ہوئی ہی اول ہا ہوا روپیہ پچاس روپیہ دوم ۳۰ روپیہ سوم ۲۰ روپیہ اور اسی کے موافق جاگیرین ہوتی ہین ایسا آئین تھا کہ شقدار نے گماشتے و کارکن امین ہر روز فی ۵ دام ضابطہ نالے لیتے بشرطیکہ ربیع مین ۲۰ بیگہ سے کم اور خریف مین ۲۵ بیگہ سے کم نہ ناپتے بادشاہ نے یہ بخشش کی کہ اسکی جگہ ہر بیگہ پیچھے ایک دام مقرر کردیا۔

پہلی وجوہات جو محصول ہندوستان کی برابر تھی بادشاہ نے ایزدی شکرانہ مین معاف کردیئے جیسے کہ جزیہ و میر بحری کر (یعنی گروہ گروہ آدمی جو معابد مین حاضر ہوتے ان مین ہر ایک سے کچھ لیا جاتا وگاؤشماری و شترمورخی۔ پیش کش۔ قرق اقسام پیشہ ور۔ دار و غگانہ۔ تحصیلداری۔ و فوطہ داری۔ سلامی۔ وجہ کرایہ خریطہ صرافی۔ حاصل بازار۔ نخاس۔ سن۔ کنبل۔ روغن۔ ادھوڑی۔ کپالی و درزانی قصابی۔ دبلغی۔ قمار بازی۔ قفلہ۔ ساوری۔ راہ داری۔ بگ۔ (دستار کی عوض مین کچھ لیتے) دودی (جو شخص آگ روشن کرے وہ کچھ دے) رسم خانہ (جو چیز مین یا خریدن ہر یک مین سی کچھ لیا جاے) نمکی (شورہ اس سے بنا مین)۔ و بلگٹی (یعنی کھیت کاٹنے کی اجازت جو کسان کو دیتے اس سے کچھ زر لین

بتی - نمد - چونہ گری - حجامی - دلالی - ماہی گیری - حاصل درخت آل - اس طائفہ کی اصطلاح مین جسکو سائر جہات کہتے تھے ان سب کو پادشاہ نے بخشدیا۔

بارش کی کثرت سے وسیلاب کی شورش سے جس زمین مین کھیتی نہ ہوتی اور اسکے بونے جوتنے مین کسانون کو مشکل پڑتی تو اس کے لئے یہ دستور مقرر ہوا کہ اسنے سال اول مین دہ پنجین حصہ اور دوسرے سال مین تین پانچوین و چوتھی سال مین چار پانچوین بدستور دیجائین اور جگہ کے اندازہ کے موافق نقد یا جنس طلب کیا جاے۔ بعد ازان سال سوم مین ۱/۲ حصہ مانگے اور پھر ایک دام زیادہ کرے۔

چونکہ سیلابی ہونے سے اس زمین کا حال مختلف رہتا ہی اس لئے یہ حق شاہی مقرر ہوا کہ ربیعی۔ گندم سیلابی مین سال اول مین بیگہ سے آدھہ من دوم مین ایک من سوم مین دو من چہارم مین تین من اور پنجم مین بدستور۔ اور اسی طرح اوراناجون کے لئے دستور مقرر ہے سب طرح کی زمینون مین کشاورز کو اختیار تھا کہ نقد یا غلہ دے جسمین اسکو آسانی ہو اس کوہ و سیلابی پر گنات سنبل و بھڑاچ مین بنجر نہین ہی۔ سیلابون مین خاک اتنی نئی جاتی ہی کہ پوچ سے اس مین زراعت آسان ہوتی ہی اور زیادہ پیداوار ہوتا ہی بادشاہ اس زمین کو پوچ کی برابر شمار کرتا ہی ..... کشاورز کے اختیار مین تھا کہ نقد و یا کنکوت یا بھاؤ کی جمع کرکے مال ادا کرے۔

ہمیشہ کاردان پٹے اور ملک کے نرخنامے لیتے اور بہت غور کرکے غلہ کی قیمت مقرر کرتے زمین پوچ پر جسکا ذکر ہوا نرخ قرار دیتے مگر اب سال ششم الہی سنہ ۹۶۸ ہجری سے ۴۴ سال تک نہایت کاوش سے نرخنامے جمع کئے گئے اور ان کی جدولین بنائی گئین اور ہر سال پر ہند سکا نشان کیا گیا اور اوسط کے موافق نرخ قرار دے کر غلہ کی قیمت لیجاتی۔ اگر کسان زر نقد نہ دیتا تو غلہ لے لیا جاتا اور بازار کے بھاؤ بیچڈالا جاتا۔

بادشاہ کی آغاز سلطنت مین یہ دستور تھا کہ ہر سال کاردان نرخون کو دریافت

کرکے بادشاہ پاس لائے اور ربیع جنس اور اسکی قیمت مقرر کرکے جمع مقرر کرتے جسمین
کچھ اونٹھانا پڑتا۔ مگر جب خواجہ عبدالمجید آصف خان وزارت سے سربلند ہوا تو جمع
ولایت رقمی ہوتی جو کچھ دل مین آتا۔ قلم سے جمع بڑھا دی جاتی۔ اس سبب سے کہ ملک
فراخ نہ تھا اور خدمت گذار نوکرون کا ہر وقت عروج ہوتا جاتا تھا تو ان کی
رشوت ستانی اور غرض پرستی سے جمع کم و بیش ہوتی ہی تھی۔ مگر جب یہ خدمت
مظفر خان اور راجہ ٹوڈرمل کو سپرد ہوگئی تو سنہ ۱۵ الٰہی مین قانون گویون سے
ملک کی تقسیمات دریافت ہوئین محصول کو قیاس و تخمینہ سے مقرر کرکے ایک تازہ
جمع مقرر ہوئی۔ دس قانون گو مقرر ہوئے کہ وہ قانون گویون سے کاغذات
لے کر دفتر خانہ مین سپرد کرین۔ اگرچہ پہلے کی نسبت اس سے کچھ رشوت وغیرہ کا
انسداد ہوا مگر ابھی حاصل کی راہ دور تھی اب ملک بہت فراخ ہو گیا تھا۔ ہر سال
بہت سی ارض شناسی کی تلاش مین تکلیف ہوتی تھی اور دیر مین سامان بہم پہنچتا اسی
طرح طرح کی خرابیان پیدا ہوئین کہ مزارع و دہاقین فرون خواہی سے فریاد کرتے
اور اقطاع دار زر بقایا کی نالش کرتے۔ بادشاہ نے ان بےاعتدالیون کے دور کرنے
کے لیئے علاج کیا کہ جمع دہ سالہ مقرر کی جس سے خلقت آسودہ اور سپاہ گذر ہوئی
سنہ ۱۵ الٰہی سے سنہ ۲۴ تک محصول دہ سالہ کو جمع کیا اور اسکا دسوان حصہ ہر سال کے
لیے جمع مقرر کیا گیا سنہ ۲۵ سے سنہ ۲۹ تک تحقیق کے ساتھ جمع دریافت ہوئی اور باقی
پانچ سال کی جمع رعیتی منشون کی گذارش پر مقرر ہوئی۔ ہر سال مین جنس کل اعتبار کی گئی
غرض بندوبست دہ سالہ ہوا ہی۔

احوال دوازدہ صوبہ

ابوالفضل نے لکھا ہی کہ سنہ ۲۷ الٰہی مین بادشاہ کی قلمرو مین ۳۲۷ قصبے اور اکاسی
پانچ سرکارین تھین جب جمع دہ سالہ یعنی بندوبست دہ سالہ ہوا تو سارے ملک کی
آمدنی تین ارب ۶۲ کرور ۹۷ لاکھ ۵۵ ہزار ۲سو ۴۶ دام تھی اور بارہ لاکھ ہر گیتی خنبول

بادشاہ نے ملک کے بارہ حصے کئے اور ہر ایک کا نام صوبہ رکھا اور اسکو کسی ملک و شہر کے نام سے موسوم کیا جنکی تفصیل یہ ہی (۱) الہ آباد (۲) آگرہ (۳) اودھ (۴) اجمیر (۵) احمد آباد (۶) بہار (۷) بنگالہ (۸) دہلی (۹) کابل (۱۰) لاہور (۱۱) ملتان (۱۲) مالوہ۔ جب برار و خاندیس و احمد نگر فتح ہو گئے تو یہ تین چھوٹے اور زیادہ ہو کر پندرہ صوبے ہو گئے۔

نمبر	نام صوبہ	محصول زمین دامون مین	محصول زمین حال کے روپیہ مین
۱	الہ آباد	۲۱۲۴۲۷۱۱۹	۵ ۳۱۰۶۶۷
۲	آگرہ	۵۴۶۲۵۰۳۰۲	۱۳ ۶۳۶۲۵۷
۳	اودہ	۲۰۱۷۵۸۱۷۲	۵ ۰۴۳۹۵۴
۴	اجمیر	۲۸۰۶۱۳۷۹۶۸	۷ ۱۵۳۴۴۹
۵	گجرات (احمد آباد)	۴۳۶۸۰۲۳۰۱	۱۰ ۹۲۴۱۲۲
۶	بہار	۲۲۱۹۸۹۴۰۴	۵ ۵۴۷۹۸۵
۷	بنگال	۵۹۱۴۵۹۳۱۹	۱۴ ۹۶۱۴۸۲
۸	دہلی	۶۰۱۶۱۵۵۵۵	۱۵ ۰۴۰۳۸۸
۹	لاہور	۵۵۹۴۵۱۴۲۳	۱۳ ۹۸۶۴۴۰
۱۰	ملتان	۳۸۴۰۳۰۵۱۹	۹ ۷۰۰۷۶۴
۱۱	مالوہ	۲۴۰۲۹۵۰۵۲	۶ ۰۱۷۳۷۶
۱۲	کابل اور قسم کے سکے جنکی تحویل ہندوستانی دامون مین کی گئی	۲۷۲۷۱۷۷۸۶ ۵۰۱۲۳۲۰۰	۸۰۷۱۰۲۴

نمبر	نام صوبہ	محصول زمین دامون مین	محصول زمین حال کے روپیہ مین
	پرانے صوبون کی جمع۔	۴۶۱۲۵۵۷۸۲۰	
۱۳	برار	۶۹۵۰۴۴۶۸۲	۱۷۳۷۶۱۱۷
۱۴	خاندیس	۳۰۲۵۲۹۴۸۸	۷۵۶۳۲۳۷
۱۵	احمدنگر	کچھ نہین لکھا۔	+
۱۶	ٹھٹہ (سندھ)	۶۶۲۵۱۳۹۳	۱۶۵۶۲۸۴
نئی صوبون کی جمع۔		۱۰۶۳۸۲۵۵۶۳	۱۳۳۸۲۸۵۵۲
کل جمع۔		۵۶۷۶۳۸۳۳۸۳ =	
		۲۸۳۸۱۹۱۶۹ روپئے۔	

نظام الدین احمد نے اپنی طبقات اکبری مین یہ لکھا ہے کہ ہندوستان کا طول جنوب شمال کی سرحد ہندو کوہ سے اڑیسہ تک جو بنگال کی سرحد پر ہے مغرب سے مشرق تک ۱۰۸۰ کوس الٰہی کوس ہی اور اسکا عرض کشمیر سے لیکر بروچ کے پہاڑون تک جو سورت اور گجرات کی سرحد پر ہین ۸۰۰ کوس الٰہی اور دوسرے طور سے یون بیان کیا جاتا ہی کہ کوہستان کمایون سے دکن کی حدود تک ۱۰۰۰ کوس الٰہی کوس۔ بالفعل سنہ ۱۰۰۲ ہجری مین ہندوستان مین ۳۲۰۰ قصبے جنمین ۱۲۰ بڑے شہر ہین اور پانچ لاکھ دیہات ہین جنکی آمدنی ۶۔ ارب چالیس کروڑ ٹنکہ ہین اس مختصر مین ان شہرون کے نام لکھنے کی گنجایش نہین ہے اونکو مین حروف تہجی کی ترتیب سے جدا لکھونگا معلوم نہین کہ اسنے لکھے یا نہین۔

زمین کا محصول ۱۰/۱ ساڑھے سولہ کروڑ روپیہ قیصری تھا اور اکبر کی وفات کے وقت ستر کروڑ پینتالیس لاکھ روپیہ اور کل آمدنی ۳۲ کروڑ روپیہ کی اور خرچ سپاہ کے لیے یعنی بومی کے لئے دس کروڑ روپیہ لیا جاتا تھا۔ کل آمدنی بیالیس کروڑ روپیہ قیصری کی

پادشاہ کے باقی حالات

پادشاہ کی بیویان

تاریخون مین پادشاہ کی آٹھ بیویون کا ذکر آیا ہی اول سلطان بیگم جو مرزا ہندال کی بیٹی تھی وہ آگرہ مین ۸۴ برس کی عمر مین ۷ رجمادی الاول ۱۰۳۳ھ کو اس دنیا سے سدھاری وہ شہنشاہ اکبر کی زن کلان یعنی پہلی بیوی تھی۔ اسکے کچھ اولاد نہین پیدا ہوئی۔ اسلئے پادشاہ نے جب شاہزادہ خرم (شاہجہان) پیدا ہوا تو اسکو اس بیگم کے حوالہ کیا اور اسی نے اس شاہزادہ کو پالا پوسا اور تربیت کیا۔ عیر انگکن خان کے مرنے کے بعد نورجہان اس بیگم کے پاس رہتی تھی۔ دوم سلطان سلیمہ بیگم تھی وہ بابر کی بیٹی گلبدن بیگم اور مرزا نورالدین محمد کی بیٹی تھی۔ ہمایون نے اسکا نکاح بیرام خان کے ساتھ ٹھیرایا تھا جو اکبر کی ابتدا سلطنت مین ہوا بعد بیرم خان کے مرنے کے پادشاہ نے خود ۹۶۸ھ مین اسسے نکاح کیا۔ ۱۰ ذیقعدہ ۱۰۲۱ھ کو اسنے انتقال کیا۔ وہ شاعرہ تھی مخفی اس کا تخلص تھا۔ یہی تخلص اورنگ زیب کی بیٹی زیب النسا کا بھی تھا جسکا دیوان مخفی چھپا ہوا ہے سوم راجہ بہاری مل کی بیٹی اور راجہ بھگوانداس کی بہن کی شادی پادشاہ سے سانبھر مین ۹۶۸ھ مین ہوئی۔ چہارم عبدالواسع کی حسین بیوہ سے بیاہ ۹۷۰ھ مین ہوا۔ پنجم جودہ بائی یعنی جودھپور کی رانی جہانگیر کی مان تھی اوسکا نام تاریخون مین نہین بیان ہوا۔ مگر پادشاہ کی والدہ مریم مکانی پاس رہتی تھی اور مریم زمانی کہلاتی تھی ۱۰۰۴ھ مین اسکا انتقال ہوا ترک جہانگیری مین اسکی نسبت لکھا ہے کہ امید کہ اللہ تعالی ایشان را غریق بحر رحمت خویش گرداناد گو وہ ہندی تھی جسکا دوزخ مین جانا مسلمانون کے نزدیک ضرور تھا مگر وہ جہانگیر کی مان بھی تھی اس لئے وہ دوزخ مین کیونکر جاسکتی تھی اس لئے یہ امید کی گئی ششم شادی بی بی جس سے دو لڑکیان پیدا ہوئین ہفتم عبداللہ خان مغل کی بیٹی ۔ ۹۷۴ھ مین نکاح ہوا ہشتم میران مبارک شاہ خاندیس کی بیٹی۔

پادشاہ کے پانچ بیٹے اور تین بیٹیان تھین انمین سے حسن حسین توام پیدا ہوئے اور ایک مہینہ جی کر مرگئے۔ پھر شاہزادہ سلیم پیدا ہوا جسکی ولادت کا حال مفصل اوپر بیان کیا

خواصون وہ خدمتگارون مین ایک سے پادشاہ کی بیٹا مراد پیدا ہوا - وہ
کوہستان فتحپور مین پیدا ہوا تھا - اسکو پادشاہ پہاڑی کہتا تھا - جب وہ دکن کی تسخیر کو
گیا ہے تو ناجنسون کی مصاحبت سے شراب خواری کی کثرت سے ۳۰ سال کی عمر مین
جالنا پور کی نواح مین رحمت حق سے پیوستہ ہوا - حلیہ اسکا یہ ہے کہ سبز رنگ - لاغر اندام
قد بدرازی مائل اسکے اوضاع سے تکبر و وقار ظاہر اور اسکے اطوار سے شجاعت و
مردانگی باہر - ۴ محرم ۹۷۸ھ کو پیدا ہوا اور ۱۰۰۶ھ مین مرگیا اسکی ایک بیٹی تھی جسکی
شادی جہانگیر نے اپنے بیٹے پرویز سے کی -

۴ چارشنبہ جمادی الاول ۹۷۹ھ کو ایک اور خواص سے ایک بیٹا پیدا ہوا جسکا نام
دانیال اس سبب سے رکھا کہ وہ اجمیر مین خواجہ معین چشتی علیہ الرحمۃ کے مجاورون مین
سے شیخ دانیال کے گھر مین پیدا ہوا تھا - جب شاہزادہ مراد کا انتقال ہوا — تو
شاہزادہ دانیال کو دکن کی تسخیر کے لئے پادشاہ نے بھیجا تھا اور اسکے بعد خود بھی دکن
روانہ ہوا تھا جسکا مفصل حال مہمات دکن مین بیان ہوا کہ پادشاہ نے جب دار الخلافہ
کو مراجعت کی ہے تو ولایت دکن دانیال کو سپرد کی ہے اس نے بھی اپنے بھائی مراد کا طریقہ ناپسند
مے خواری کا اختیار کیا - جب باپ کو اس بادیہ پیمائی کی خبر ہوئی تو اس نے
خانخانان کو فرمان بھیجا کہ جس طرح ہوسکے اس بلاے جان ستان سے شاہزادہ کو
بچاے - خانخانان نے شراب بند کی اور ان تبہ کارون کو جو مخفی شاہزادہ کو شراب پہنچاتے
تھے قید کرکے انکی خوب لکد کوب کی - جہانگیر نے شاہزادہ دانیال کی وفات کا حال
یہ لکھا ہے کہ دانیال کو بندوق و شکار کا بہت شوق تھا اور اپنی تفنگون مین سے ایک کا
نام اسنے یکہ و جنازہ رکھا تھا اور یہ بیت اپنی تصنیف سے اوسپر نقش کرائی تھی ؎

از شوق شکارے تو شود جان ترو تازہ ہر بر کہ خورد تیر تو یکہ و جنازہ

جب باپ کے حکم سے شراب بالکل مسدود ہوئی تو مزاج نے اپنے نزدیک کے خدمتگارون
کو بہ اصرار بلکہ نہایت زاری سے کہا کہ جس طرح ممکن ہو میرے لئے لاؤ اس نے

اوسنے مرشد علی نقشبچی کو فرمایا کہ اسی تفنگ یکہ وجنازہ کی نال مین شراب ڈال کر لا۔ اوس سعادتمند نے تفنگ مین جو مدت سے باروت اور اسکی بو مین پرورش یافتہ تھی عرق دو آتشہ بھرا جسمین لیموں ہی کا رنگ بھی تحلیل ہو کر آمیختہ ہوا اسکی پیتے ہی دانیال کا انتقال ہوا ؎

کسے باید کہ فالے بد نہ گیرد ۔۔۔ وگر گیرد برائے خود نگیرد + + +

دانیال چالیس روز تک بستر پر سے نہ اوٹھ سکا مگر شراب نہ چھوڑی جس دن شراب نہ ملتی وہ زندہ رہنے کو مرنے سے بدتر سمجھتا اور بیماری کا کچھ خیال نہ کرتا سچ ہے مصرع حریص بادہ کجا فکر دردسر دارد + دانیال جوان خوش قد اور نہایت خوش ترکیب اور خوشنما تھا۔ گھوڑے اور ہاتھی کا ایسا شوقین تھا کہ جب سنتا کہ کسی پاس اچھا گھوڑا اور عمدہ ہاتھی ہی تو اسکو لیئے بغیر نہین رہتا نغمہ ہندی سے میلان رکھتا تھا اور کبھی کبھی اہل ہند کی زبان اور محاورہ مین شعر کہتا وہ بد نہ ہوتا۔ ۳۰ سال ۷ ماہ اس دیرینہ فنا مین بادۂ زندگی پیا۔ ۲۸ شوال ۱۳ھ پھر خانہ مرگ مین گرفتار ہوا۔

۲ھ کی ابتدا مین دانیال کی شادی قلیچ خان کی بیٹی سے ہوئی اور ۶ھ کے آخر مین خانخانان کی بیٹی خانخاناں بیگم سے بادشاہ نے نکاح پڑھا کر دکن اسکے ساتھ بھیجا تھا۔ بیجاپور کے بادشاہ عادل شاہ کے بیٹی کے ساتھ نکاح کا حال اوپر پڑھ چکے اسکے تین بیٹے تھے۔ اول طہمورث دوم ہوشنگ۔ سوم بایسنغر۔ اور چار لڑکیان تھین اول سعادت بانو۔ دوم بولاقی بیگم جو دختر قلیچ خان سے پیدا ہوئی تھی سوم ماہی بیگم ہمشیرہ ہوشنگ۔ چہارم برہانی بیگم خواہر طہمورث۔ طہمورث کی جہانگیر کی بیٹی سلطان بیگم سے اور ہوشنگ کی خسرو کی بیٹی ہوشمند بانو بیگم سے شادی ہوئی تھی جہانگیر کے مرنے کے بعد طہمورث اور ہوشنگ کو آصف خان نے مار ڈالا تھا۔ سلطان دانیال اپنی بیوی خانخانان بیگم کو بہت چاہتا تھا یہ بیوی بھی ایسی وفادار تھی کہ خاوند کے مرنے کے بعد جینا نہین چاہتی تھی مگر خودکشی بھی نہین کر سکتی تھی اس لئے خاوند کا سوگ تا دم مرگ ایسا ہی تازہ رکھا کہ وہ ابھی مرا ہے۔

شہنشاہ اکبر بیٹیون کی طرف سے بدنصیب تھا۔ ۲۸ برس کی عمر تک کوئی بیٹا جیا نہین تین بیٹے ہوئے تو انمین سے دو مراد اور دانیال جوان مرگ ہوئے جس سے اسکے دل پر داغ لگے تیسرا بیٹا سلیم جو زندہ رہا اُس نے اپنے کو تمکون سے باپ کی زندگی کو آخر عمر مین تلخ کیا۔

بادشاہ کی بیٹیان

بادشاہ کے تین بیٹیان تھین ایک شہزادہ خانم جو سلیم سے تین مہینے بعد ۹۷۸ھ مین پیدا ہوئی دانیال کے تولد ہونے کے بعد بی بی دولت شاد سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اسکا نام شکر النسار بیگم رکھا گیا اوس نے باپ کے پاس ہی پرورش پائی تھی اس مین نیک ذاتی اور عام خلائق کے ساتھ رحمدلی فطری اور جبلی تھی اپنے ایام خردسالی سے وہ جہانگیر سے ایسی بے اختیار محبت رکھتی تھے کہ بہن بھائیون مین کمتر ہوتی ہے۔ دستور ہے کہ لڑکیون کی چھاتی مین سے اول دودھ نکالتے ہین اور ایک قطرہ شیر اس مین سے نکلتا ہے۔ جب اس بہن کی چھاتی مین قطرہ شیر نکلا تو باپنے جہانگیر سے فرمایا کہ بابا اس شیر کو پی کہ حقیقت مین یہ تیری بہن بجاے مان کے ہو جاے جہانگیر لکھتا ہے کہ خدا گواہ ہے کہ جس روز سے مین نے یہ قطرہ شیر پیا تو علاوہ بہن پنے کی محبت کے مجھے اس سے وہ الفت ہو گئی تھی جو اولاد کو مان کے ساتھ ہوتی ہے اسکی شادی مرزا شاہرخ سے ہوئی تھی بعد ازان کچھ مدت کے بعد بی بی دولت شاد سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اسکا نام آرام بانو بیگم رکھا گیا۔ اسکے مزاج مین گرمی اور تندی تھی۔ باپ کو وہ ایسی عزیز تھی کہ اس کی بے ادبیان بھی باپ کو غایت محبت کے سبب سے بری نہ معلوم ہوتی تھین ان کی شرح بھی وہ ایسی کرتا تھا کہ ادب مین وہ داخل ہو جاتی تھین اسلئے جہانگیر کو وصیت کی تھی کہ میری مرنے کے بعد میری اس لاڈلی بیٹی سے ایسا سلوک کرنا جیسا مین کرتا ہون اس کی بے ادبیون اور شوخیون پر کچھ خیال نہ کرنا۔ وہ چالیس برس کی عمر مین اسہال کے مرض مین مبتلا ہو کر دنیا سے انتقال کر گئی۔

بادشاہ کا حلیہ جہانگیر کی توزک جہانگیری مین یہ لکھا ہے کہ قد بلند بالا کی حد وسط مین گندم گون چشم و ابرو سیاہ صباحت سے ملاحت زیادہ۔ شیر اندام۔ کشادہ سینہ۔ دست و بازو دراز۔ پرہ بینی کی بائین طرف آدھے جو کی برابر مسہ نہایت خوش نما جسکو ارباب علم قیافہ

دولت عظیم اور اقبال جسیم کی علامت جاتی ہین۔ آواز نہایت بلند۔ تکلم و بیان رنگین اہل عالم سے وہ اوضاع و اطوار مین مناسبت نہین رکھتا تھا بلکہ فرہ ایزدی اُس سے ظاہر ہوتا تھا۔

بادشاہ ایسا قوی تھا کہ بہت کم بیمار ہوتا اور اگر کبھی ہوتا تو جلد تندرست ہوجاتا۔ کئی دفعہ شکار کرنے مین اسکے جسم پر ضربین لگین مگر وہ اچھی ہوگئین ایک دفعہ دکہ مین ۹۹۸ھ مین ایک کفتار منودار ہوا۔ اس سنگلاخ مین بادشاہ نے اسکے پیچھے گھوڑا دوڑایا۔ گھوڑا سر کے بل گرا۔ بادشاہ کا مُنہ پتھرون پر لگ کر زخمی ہوا وہ خود کھڑا ہوا اور اپنی خمیون کو باندھا۔ یہ زخم حکیم علی نے ہندوستانی تیلون کو مل کر اچھے کیے۔ اسنے زخمون کو اچھا ہونے کا انتظار نہین کیا اور اپنا دورہ شروع کیا سکھپال مین سفر کیا۔

ایک دفعہ بادشاہ ہرنون کا تماشا دیکھ رہا تھا کہ ایک ہرن دوڑکر بادشاہ کی طرف سینگ کرکے آیا۔ بادشاہ نے اسکے دونو سینگ اپنے ہاتھ سے پکڑلیے جسسے اسکے بیضون مین خراش آئی۔ پھر آفتابہ کی ٹھیس سے انپر آماس ہوا۔ ایک ماہ بیس روز مین اچھا ہوا اور غسل صحت کا جشن ہوا طرح طرح بخشش و بخشایش ہوئی اور قیدیون کی رہائی ہوئی مفلسون کو زمینین دی گئین۔

بادشاہ کے روبرو ہر روز پہلوان لڑتے تھے ایک دفعہ جگ سوبھا و بیتب دو پہلوان کشتی لڑتے تھے کہ بیتب نے اپنے حریف کی انگلیون کو چیر ڈالا۔ بادشاہ نے اسکے ایک گھونسا ایسا مارا کہ وہ بیہوش ہوگیا۔

بادشاہ کے سفرون کا حال تمنے پڑھا کہ وہ اپنی تلمرو مین دور دور کے مقامون مین دو دو تین تین دفعہ سخت موسمون مین گیا۔ کابل دو دفعہ کشمیر تین دفعہ گجرات دو دفعہ بنگال و بہار و مالوہ وغیرہ مین گیا۔ یہ اسکے قوائے جسمانی کی خوبی تھی کہ ان سفرون مین اسکو کبھی تکان نہ ہوا۔

شاہجہان بادشاہ اکبر اور اکبر مین نوشت خواند سے دل چراتا تھا اور مکتب سے چھپتا تھا۔ ایام طفلی مین علم سے بے بہرہ رہا۔ بڑی عمر مین لکھنے پڑھنے سے ماہر ہوا اس کے پڑھنے کی کتابین

اوصاف جسمانی۔

مدتون تک اسکی اولاد نے تبرکا اپنے پاس رکھین۔ گو وہ علم کے اعتبار سے امی تھا مگر اسکو ارباب علم کی مصاحبت کا شوق ایسا تھا کہ علماء کبار اسکو چارون طرف سے گھیرے رہتے تھے وہ انکے دائرہ کا مرکز بنا رہتا۔ ان کی باتین اور مباحثے سُننے سے اور اپنی خداداد ذہانت اور جودت طبیعت سے ایسا صاحب استعداد ہوگیا کہ جب علمی مجلسون مین وہ سخن آرائی اور نکتہ پیرائی کرتا تو کبھی اسپر بے علمی کا گمان نہ ہوتا نظم و نثر کے دقائق کو وہ خوب سمجھتا تھا۔ ایکدن ان اسکی مجلس آراستہ تھی کہ اس مین یہ شعر پڑھا گیا ؎

دوش بیحیا یار و خضر شب رہنما و ہمعنان یوسف ✦ فغانی آفتاب من بدین اغراز می آید

اس شعر کو سُنکر بادشاہ نے فرمایا کہ آفتاب کی بجگہ شہسوار بہتر معلوم ہوتا ہے۔ اسیطرح ایکدن مُلا طالب سفاہانی کی یہ رباعی بادشاہ کے سامنے پڑھی گئی جو اسنے حکیم ابوالفتح کے مرثیہ مین اور حکیم ہمام کے آنے کی تہنیت مین لکہی تھی۔

رباعی

مہر دو برادر م دمساز آمد	او شد بسفر وین ز سفر باز آمد
او رفت بدنبالہ او رفت عمر	وین آمد و عمر رفتہ ام باز آمد

تو اس نے فرمایا کہ دنبالہ کا لفظ دل مین کھٹکتا ہے اگر مصرعہ یہ ہو تو خوب ہو ع

او رفت و در رفتنش مرا عمر رفت سخن شناسون نے اس اصلاح کی داد دی۔

چو شاہنشہا دور بینی کند ✦ بدانشوران ہم نشینی کند

کسانے کہ دانا دلی خواستند ✦ بدانا دلان مجلس آراستند

بادشاہ علم کا قدرشناس بڑا تھا اُس نے اپنی اولاد کی تعلیم کے لیئے بڑے بڑے منتخب عالم مقرر کیے۔ سلطان سلیم کا معلم مولانا میر کلان کو اور سلطان مراد کا استاد ابوالفیض فیضی کو اور سلطان دانیال کا سعید خان کو مقرر کیا تھا۔

اب ہم شہنشاہ اکبر کے مقولات کو نقل کرتے ہین جنسے معلوم ہوتا ہے کہ اسکا دماغ کیسے روشن تھا اور اسکے کیسے خیالات بلند فلسفیانہ تھے انکے پڑھنے سے آدمی کی عقل کی

اکبر بادشاہ کے مقولات شہنشاہ اکبر

افزائش ہوتی اور نیکی کی طرف ہدایت ہوتی ہی۔ یہ سارے مقولے اس کے فرمادہ ہوئے ہین۔ ہر مقولہ کے اول یہ الفاظ لگالو کہ وہ فرماتا ہے۔

(۱) آفریدہ کو آفرینندہ کے ساتھ وہ پیوند نہین کہ کوئی اسکو بیان کرسکے۔

(۲) قاعدہ ہی کہ ہر چیز کی ایک خاصیت ہوتی ہی جو اسکی ذات سی کبھی نہین ہوتی ہی۔ دل کی بھی ایک خاصیت تعلق ہے جو ناگزیر کسی نہ کسی کے ساتھ دوستداری کا ہوتا ہے اور اسی پر اسکی خوشی و رنج کا مدار ہوتا ہی جو شخص کہ اپنی خوش نصیبی سے دنیا سے اپنے تعلقات کو دل سی اوٹھا دیتا ہی وہ خدا کی محبت سے تعلق پیدا کرتا ہے جسمین کبھی چون وچرا نہین ہی۔

(۳) اس پیوند خاص کے سوا مخلوق کی ہستی کا ظہور نہین ہوتا جو اس پیوند کو جان لیتا ہے وہی بلند پایہ ہوتا ہے۔

(۴) جو شخص اس پاک انتساب کی پاسبانی کا خوگر ہو جاتا ہی تو پھر کوئی شغل اوسکو اس سے باز نہین رکھتا۔

(۵) ہندیون دریا مثال۔ کنوئین سے گھڑون کو پانی سے بھر کر سرون پر کئی کئی اوپر تلے رکھتی ہین اور تیز چلتی ہین اور نشیب و فراز پر گذرتی ہین اور اپنی ساتھیون کے ساتھ باتین کرتی جاتی ہین مگر انکا دل گھڑون کی نگاہداشت مین لگا رہتا ہے۔ بس جب عورتون کا حال گھڑون کے ساتھ یہ ہو تو پھر مرد کیون خداوند کے ساتھ پیوند رکھتے ہین ان سی کم ہو۔

(۶) جسوقت کہ مجرد اور مادی کا پیوند معنوی استوار ہو جاتا ہے تو ایزد بیمال کے ساتھ نفس ناطقہ کی پیوستگی کو کوئی الگا نہین کرسکتا۔

(۷) فائدہ ایزد جوئی کے لئے دریوزہ گری مین ناحق تگاپو ہوتی ہے ہر چیز اپنے ضد سے پہچانی جاتی ہی اسلئے اس کو بھی دوست رکھ۔

(۸) عقل اسکو نہین قبول کرتی کہ دانستگی (جاننے) مین خدا کے فرمان کے خلاف تجردی کوئی

کوئی کام کرے لیکن بعض آدمی ایسے ہین کہ وہ کتب سماوی کو نہین مانتے اور خدا کی ذات کو بے زبان سمجھکر اسکو حرف سرا نہین جانتے اور بعض انکے قبول کرنے مین اپنا تعصب رکھتے ہین۔

(۹) سب پر یکسان خدا کا فیض جاری ہی لیکن بعض وقت کی نارسیدگی کے سبب سے اور بعض اپنی بے استعدادی کی وجہ سے کامروا نہین ہوتے اس گفتار کی راستی کو کوزہ گر کے کردار سے دیکھ سکتے ہین۔ کمہار اپنے سارے برتنون کو آوے مین یکسان گرمی پہنچاتا ہے انمین بعض برتن اپنی وقت کی نارسیدگی کے سبب سے اور بعض اپنی نااہلیت کی جہت سے خام رہتے ہین۔

(۱۰) ظاہری پرستش جسکو نوآئین الٰہی کہتے ہین وہ غافلون کے ہشیار کرنے کے لئے ہے ورنہ ایزدی نیایش دل سے ہوتی ہی نہ تن سے۔

(۱۱) بندگی کا اول درجہ اسکو حاصل ہوتا ہے جو امر نامالئم کے پیش آنے سے تیوری مین بل نہ ڈالے اور طبیب کی کڑوی دوا سمجھکر شگفتہ روئی سے اسکو پی لے۔

(۱۲) خواب و بیداری مین بے صورت کو نہین دیکھ سکتے مگر اسکے خیال کے غلبہ مین اسکی نمود ہوتی ہے۔ خواب مین خدا کے دیکھنے کے معنے یہی ہونگے۔

(۱۳) بہت سے خدا پرستون کو اپنی خواہش والی پیش نظر ہوتی ہی نہ ایزد پرستی۔

(۱۴) سیاہ بالون کے سفید ہو جانے سے یہ امید پڑتی ہی کہ جیسی یہ سیاہی جسکا ازالہ کسی طور سے نہین ہو سکتا تھا دور ہو گئی ایسی ہی دل کی تیرگی دور ہو جائیگی اور بینش مین ایکا اور فروغ آجائیگا۔

(۱۵) ایک گروہ کہتا ہے کہ خدا کی مرضی کے برخلاف آدمی کام کر سکتا ہے اور اس بدطرز سے بازگشت کرنے مین اسکی رستگاری ہے دیگر اگاہ دل جانتا ہے کہ خدا کے فرمان سے کوئی سرتابی نہین کر سکتا اور اسی بات سے حکیمون نے رنجون کے لئے دوائین تجویز کی ہین۔

(۱۶) ہر شخص اپنے حال کے اندازہ کے بقدر ایزد بیچون کا نام لیتا ہے ورنہ اُس بے نشان کا نام کہان ہی۔

(۱۷) اشتباہ کے دور کرنے کے لئے تسمیہ ہوتا ہی اور اسکی ذات قدسی مین راہ نہین

(۱۸) ایزد تو اتا سب جگہ موجود ہی اسلئے خلا کے محال ہونے مین گفتگو عبث ہے (شاعرانہ مضمون ہی)

(۱۹) اہل عالم نے جن باتون کو نیک و بد خیر و شر قرار دیا ہے وہ عنایت ایزدی کی نیرنگیان ہین انمین آدمیون نے یہ اختلاف پیدا کیا ہے۔

(۲۰) شیطان کو یہ جانتا کہ وہ برے کام کرنیوالا ہے اسکو خدا کا شریک ٹھہرانا ہے۔ اگر وہ راہ زن ہی تو اسکی رہزنی کس نے پیدا کی ہی۔

(۲۱) شیطان کی پرانی داستان معما یا رموز ہے کس کا مقدور ہے کہ خواہش ایزدی کے موافق کام نہ کرے۔

(۲۲) ایک کسان کے دل مین خدا طلبی کا درد پیدا ہوا اسکے پیر کو یہ معلوم ہوا کہ گائے سے اسکو بڑی محبت ہی تو اس نے اسکو ایک کوٹھری مین بند کیا اور فرمایا کہ گائے کے خیال کی ورزش کیا کر کچھ دنون کے بعد امتحاناً اُسے باہر بلایا تو وہ گائے کے خیال مین ایسا مستغرق تھا کہ اپنے تئین شاخدار سمجھ کر کہا کہ مجھے بڑی شاخین (سینگ) باہر آنے نہین دیتین۔ رہنما نے یہ نکتہ اندیشی دیکھ کر اسکو بتدریج آگے بلند مرتبہ پر پہنچایا۔

(۲۳) انسان کی برتری گوہر خرد سے ہے اس لئے آدمی کو چاہیے کہ اسکی زنگ زدائی مین کوشش کرے اور اسکی فرمان پذیری سے سرتابی نہ کرے۔

(۲۴) ہر آدمی اپنی خرد کا مرید ہوتا ہے اگر خرد مین عمدہ تابش ہو تو وہ خود پیشوا ہوا اور اگر وہ اپنی خرد کی تابش کو کسی اپنے سے زیادہ شائستہ کی مریدی سے بڑھاتا ہے تو خود رہنما ہے۔

(۲۵) عقل پر وہی کی ستایش کی اور تقلید کی نکوہش کی اس سے زیادہ کیا حجت ہوسکتی ہی کہ اگر یہ تقلید شائستہ ہوتی تو انبیا اپنے باپ دادا کی تقلید کرتے۔

(۲۶) بہت سے آدمی ایسے خرد بیمار ہوتے ہین کہ اپنی تئین دستانسرای سے تو مند دکھاتے ہین مگر طبیب معنوی انکی نقش پیشانی سے یہ بیماری پہچان جاتے ہین۔

(۲۷) جیسا آدمی کا بدن ناسازگاری سے بیمار ہوتا ہے ایسے ہی عقل بیمار ہوتی ہی شناسائی ایسی اسکی جاتی رہتی ہی کہ کسی دوا کو قبول نہین کرتا۔

(۲۸) عقل کی بیماری کا علاج اس سے بہتر کوئی نہین ہی کہ نیک آدمیون سے ملے جلے

(۲۹) آدمی کا پہچاننا نہایت ہی مشکل کام ہی ہر شخص دوسکو نہین کرسکتا۔

(۳۰) نقش باوجود گزیدہ ہونے کے طبیعت کی ہمنشینی سے اسی کا ہمرنگ اور اوسکا گوہر تابناک خاک پوش ہوجاتا ہے۔

(۳۱) جب آدمی کی عقل تاریک ہوجاتی ہے تو دل کا کام جس سے بہ روزی ہوتی ہی وہ چھوڑ دیتا ہے اور بدن کی فربہی جس سے جان تر و تازہ ہوتی ہی تنگاپو کرتا ہی

(۳۲) آدمی اپنے ہمنشین کے ساتھ رغبت کرنے سے اسی کا ہمخو ہوجاتا ہے اور اسمین بغیر اپنی خواہش کے بہت سی نیکیان اور بدیان پیدا ہوجاتی ہین

(۳۳) آدمی کے شعور کا آغاز جب ہوتا ہے تو وہ ہر وقت اپنا ایک رنگ دکھاتا ہے سرور سرا مین خوش۔ ماتم کدہ مین دلتنگ ہوتا ہی مگر جب اوسکی بینش بلند ہوجاتی ہی تو اندوہ و شادی اس سے کنارہ کرتے ہین۔

(۳۴) بہت سے آدمی اپنے خیال۔ کے پندار مین اور نقل کے خارزار مین اپنی تئین عقل کا پیر و جانتے ہین مگر غور سے دیکھو تو وہ عقل کے گرد بھی نہین گئے۔

(۳۵) بہت سے سادہ لوح تقلید پرست قدیمی باتون کو عقل کی باتون پر ترجیح دیتے ہین اور نقصان اوٹھاتے ہین۔

(۳۶) خرد و آز۔ خشم۔ کے سبب سے طرح طرح کے کردار اور گفتار پیدا ہوتے ہین۔ اور

انصاف کی پردہ نشینی سے مخالف بانوان کی شورش ہوتی ہی۔
(۳۷) سونا بھی مرنے کا نمونہ ہی جب آدمی سونے سے اوٹھے تو تازہ زندگانی کا شکر بجھیے اور نیک خیالی اور ستودہ کرداری مین کوشش کیجے۔
(۳۸) میرا دل چاہتا ہے کہ راستی و درستی کہ سب کی پیشگاہ مین شائستگی رکھتی ہے کردار کی ہمدوش ہو۔
(۳۹) اول آدمی اپنے تئین آراستہ کرنے مین کوشش کرے اور پھر دانش اندوزی پر متوجہ ہو تو امید ہی کہ آگہی کا چراغ روشن ہو اور اختلاف کی شورش بیٹھ جاے۔
(۴۰) مجھے افسوس ہی کہ میری جوانی شائستگی کے ساتھ نہین گذری مگر آیندہ امید ہی کہ برگزیدگی کے ساتھ بسر ہو۔
(۴۱) عادت و رسم کے خلاف کام کرنے سے عام آدمیون کا دل آزردہ ہوتا ہے اور دانا جب تک کسی کام کے لیے برگزیدہ دلیل نہین ہوتی اسکو وہ نہین قبول کرتا۔
(۴۲) اگرچہ نیایش ایزدی مین صورت و معنی کی کارروائی ہی مگر فرزندون کی بہروزی باپ دادا کی رضامندی مین ہی۔
(۴۳) مجھے افسوس ہی کہ میری باپ جنت آشیانی کا انتقال جاڑہ ہو گیا اور مین اسکی پسندیدہ خدمت نہ کر سکا۔
(۴۴) آدمی کے غمون کا سبب یہ ہے کہ وہ وقت سے پہلے اور روزی سے زیادہ چاہتا ہے۔
(۴۵) ایک شاہزادہ سے مخاطب ہو کر اسنے فرمایا کہ اپنے بھائی کو بزرگ سمجھو۔
(۴۶) حکیم مرزا جنت نشانی باپ کی یادگار ہی گو وہ ناشناس ہو مگر ہم کو اسپر مہربانی کرنی چاہیے
(۴۷) بعضون لا ورا جازت چاہتے تھے کہ گھات لگا کر مرزا حکیم کا کام تمام کرین مگر میری دل نے یہ نہ چاہا اور خدا دانی سے اسے دور جانا جس ہی اس گرین یادگار

کے بھی گزند سے رہائی پائی اور مخلص جان سپاری کی بھی پاسبانی ہوئی۔
(۴۸) آدمی کا کام اپنے ساتھ ہین خشم و آز کے سبب وہ اورون سے لڑتا ہی۔
(۴۹) دنیا داروں کو چاہیے کہ وہ کسی پیشہ مین سرگرم ہون کہ بیکاری مین اور زیادہ سزا خواہشون مین گرفتار نہ ہون۔
(۵۰) میرا یہ ارادہ ہوا کہ میری قلم روسی گدائی موقوف ہو۔ بہت آدمیون کو بہت مال دیا مگر حرص کی بیماری ایسی آدمی کے پیچھے لگی ہوئی ہے کہ اس سے کچھ فائدہ نہین ہوا۔
(۵۱) قالب ہستی مین سوائے خیر کے کوئی اور چیز نہین آتی۔ کوئی آفریدہ نکوہش کا سزاوار نہین ہی۔
(۵۲) خودی کی طرح حرص کی خواہش بھی ہمت مین نہین سماتی اس لئے وہ سزاوار نہین ہے وہ برباد کرتی ہی یا آمزش کرتی ہی۔
(۵۳) پیری کے معنے درد پہچاننے اور چارہ گری کرنے کے ہین نہ یہ کہ ٹھوڑی پر بال لگائین اور خرقہ مین پیوند لگائین اور بناوٹ کی باتون سے ہنگامہ آراستہ کرین۔
(۵۴) رہنمونی سے مراد رہنمائی ہی نہ مریدون کی گرد آوری۔
(۵۵) مرید کرنے کے معنے یہ ہین کہ کسی کو خدا کی بندگی سے آگاہ کرے نہ یہ کہ کسی کو اپنا بندہ بنائے۔
(۵۶) پیشتر مین اپنے مذہب مین لوگون کو بزور لاتا تھا اور اسکو مسلمانی سمجھتا تھا جب میرا علم بڑھا تو مجھے اس اپنے کام سے شرمندگی ہوئی کہ آخر وہ مسلمان نہ ہونا اور اورون کو مسلمانی پر مجبور کرنا ناسزا ہی۔ زبردستی دین مین لانے کا نام دینداری کب ہوسکتا ہے
(۵۷) دولت افزائی اور عمر افزائی کا سرمایہ کم آزاری اور خیر سگالی ہوتا ہے باوجودیکہ گو سیصد سال بھر مین ایک دو بچے سے زیادہ نہین جنتی مگر اس کے ریوڑ کے ریوڑ موجود ہین اور کتے باوجود بہت بچے جننے کے کم ہین۔
(۵۸) کیا تعجب کی بات ہی کہ لوگ رہنمائی کے لئے بیٹھین اور رہزنی کے لئے کھڑی ہون۔

(۵۹) کار یہ ہی کہ آدمیون مین انسان رہی اور نالایق کامون سی بچے ورنہ غولت گزینی تو
تن آسانی ہی۔
(۶۰) اگرچہ تنہا علم کو لوگ کمال شمار کرتے ہین لیکن علم جب تک عمل مین نہ آوی پسندیدہ
نہین ہوتا بلکہ نادانی سے بھی فروتر ہوتا ہے۔
(۶۱) جب آدمی اکثر کم بینی کے سبب سے زیادہ تر اپنا فائدہ اپنے نقصان مین دیکھتا ہے
وہ غیرون کو کیا فائدہ پہنچا سکتا ہے۔
(۶۲) آدمی اپنی نابینائی کے سبب سے اپنے ہی گرد دیکھتا ہے یا تکتا ہے اور اپنے ہی
فائدہ کی سوچتا ہے۔
(۶۳) بلی جب کبوتر پر پنجہ مارتی ہی تو آزردہ ہوتی ہی اور جب چوہی کو پکڑتی ہے تو
خوش ہوتی ہے بھلا اس پرند نے کیا خدمت کی اور اس بیچارہ نے کیا ناہنجاری کی
(۶۴) دنیا کی راہ درازکا اول قدم یہ ہے کہ آزو خشم کو مطلق العنان کرے اور
کردار کی اساس کو بالست کی گونیا لیکر رکھے۔
(۶۵) جب آدمی کی عقل مین روشنی آتی ہے تو وہ جانتا ہے کہ مین جن چیزون کو
اپنی ملک سمجھتا ہون وہ سب عاریت ہین۔
(۶۶) جس گھر مین بلی وچڑیا اور اور جانور شریک رہتے ہین انمین سی ہر ایک اپنی تباہگاہ اسکو
اسکو اپنا گھر سمجھتا ہی۔
(۶۷) ناپسندیدہ ملنے والون سی آدمی پرہیز کرے اور خدا کی ناخوشنودی کو دل کے
گرد نہین آنے دے۔
(۶۸) ہم کو سب کے ساتھ آشتی کرنی چاہیئے۔ جو خدا کی رضامندی کی راہ پر چلتے
ہین اون سے لڑنا یقینی نستودہ ہے اور اگر وہ راہ پر نہین چلتے وہ نادانی
کے بیمار ہین اور مہربانی کے سزاوار۔
(۶۹) جو پیشہ ور اپنی کام مین سرآمد ہوتا ہے اسکے ساتھ فیض ایزدی ہوتا ہے

اسکی بزرگداشت پرستش ایزدی ہی۔

(۷۰) خواب خوراس لئے ہے کہ رضای ایزدی کی جستجو کی نیرو ہو مگر آدمی انہین کو اپنا مقصود جانتا ہی۔

(۷۱) اگرچہ سونے سے تنومندی ہوتی ہی۔ زندگانی خدا تعالیٰ کی بڑی بخشش ہی بہتر یہی ہی کہ وہ بیداری مین بسر ہو۔

(۷۲) دور بین سختی روزگار کو اپنی اوپر ستم نہین جانتا بلکہ اپنے اعمال کی سزا جانتا ہے

(۷۳) خردمند روزی کا غم نہین کھاتا بلکہ بندہ اور نوکر سے پند لیتا ہے۔

(۷۴) چمن زار ہستی کے نورس خورد سال ہوتے ہین انکی طرف رغبت کرنا دادار جان آفرین کی جانب منہ کرنا ہے۔

(۷۵) جس نقد پر کہ خدا کا نام لکھا ہو اسکو صدقہ کرنا نکوہیدہ ہی۔

(۷۶) نیایش گری مین چاہیئے کہ اپنی جس سودمندی مین دوسرے کی شرمندگی ہو اُس سے دور رہے۔

(۷۷) جو لوگ خواہش نفس کے خلاف کام کرنے کو ایزد پژوہی جانتے ہین وہ زیادہ تر اس روش سے کشایش پاتے ہین ورنہ بہت سے آدمی ایسے ہین کہ کامروائی کو اپنی نردبان جانتے ہین۔

(۷۸) عالم معنی کا نمونہ جہان صورت ہی جیسے اس عالم مین جو اسکو سپرد کرتے ہین وہی اس سے پھر مانگ لیتے ہین ایسی ہی اس عالم مین بھی آدمی کو جتنی خردی ہے اسکے اندازہ کے موافق کردار مانگتی ہین۔

(۷۹) پند پذیری مین سال و ثروت پر نظر نہین پڑتی۔ یہ نہ جانے کہ خورد اور تہیدست اورون سے حق نیوشی مین باز رہتے ہین۔

(۸۰) پیغمبر اُمی تھے انکے معتقدون کو چاہیئے کہ اپنے فرزندون مین سے کسی ایک کو اُمی رکھین۔

(۸۱) شاعر کی بنیاد ناراست گذاری پر ہوتی ہی اس لئے وہ اپنی خاطر کو پسند نہین
(۸۲) بازیگر کے اصول دست و پا ہوتے ہین شاعر کی زبان۔
(۸۳) جو شخص دوسرے کے شعر کو تضمین اچھی طرح کرتا ہی یا برمحل اسکو پڑھتا ہے وہ
شاعر کا اور اپنا مرتبہ علم مین دکھاتا ہے۔
(۸۴) ایک خدا جو سیاخوارہی کی بیماری مین مبتلا ہوا وہ ایک کاہ آگاہ
پاس گیا اسنے کدو کا ایک ظرف اسکو دیا کہ ہر روز اسکو بھر کر کھایا کرے اور کچھ
اوس کے کنارہ مین سے گھس کر قشقہ لگایا کرے اور غلط اندازی کے لئے اسکو
ایک عاپٹنے کو بتلا دی۔ تھوڑے عرصہ مین اس بیماری کا علاج ہو گیا
(۸۵) کالشکے مین رسمی علوم کے خواندون سے اس قدر اختلافات سنتا
اور تفاسیر اور احادیث کے اختلافات مجھے حیرانی مین نہ ڈالتے۔
(۸۶) حکمت کی باتین ایسی دلربا ہوتی ہین کہ سب کامون سے باز رکھتی ہین۔
مین انکے سننے سے زبردستی کنارہ اسلئے کرتا ہون کہ ضروری کامون کا وقت
(ناگزیر وقت) نہ جاتا رہے۔
(۸۷) اختلاف تین سببون سے پیدا ہوتا ہے۔ نارسائی دریافت۔ دوست
دشمنون کی آمیزش۔ طامع دوستون کی دروغ سازی۔
(۸۸) کاش نامون کی نوشت اور خواندمین پسندیدہ والا دانش کے سوا
کسی اور کو اجازت نہ ہوتی جسکے سبب سے ذی ایمانون کو کامروائی کے واسطے
دستاویز بنانے . . . . . اور کوتاہ بین مکار سادہ لوحون کو نگارش کا
موقع نہ ملتا۔
(۸۹) بناوٹ کی باتون کی شناخت کرنا بہت دشوار ہی لیکن گزیدہ کے
سنجیدہ کرنے سے وہ ظاہر ہو جاتی ہے۔
(۹۰) اگر یہ مین نے بہت سی قلمرو مین فتح کرلین اور سامان جہانگیری

مہیا کرلیا۔ مگر حقیقی بزرگی خدا کی رضامندی مین ہی۔ مذہبی کیش کے اختلافات سے میرا دل آسودہ نہین ہوتا اور ظاہری شکوہ سے ملال ہوتا ہے پھر دل کی کسی خوشی کے لئے کشورکشائی اختیار کی جاے امید ہی کہ کوئی صاحب دل ایسا آجاے کہ میری خاطر کو کشاکش سے چھٹا دے۔

(۹۱) بیسوان سال مجھکو تھا کہ مین اپنی باطنی امارت کی طرف مشغول ہوا اور واپسی راہ کی زادکی تہیہ سے ایک عجیب طرح کا درد میرے دل مین پیدا کیا۔

(۹۲) آب وحی کے دوسرے کنارہ پر ایک درویش حجرہ مین بیٹھا اور لوگون کی آمدورفت کو اپنے پاس بند کیا۔ جب اُس سے یہ حال پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ مین ایک خاص عبادت کرتا ہون۔ جبتک عبداللہ خان والی توران نہ آجائیگا مین خود نہ باہر آؤنگا نہ کسی اور کو اپنے پاس آنے دونگا۔ تو اس سے یہ کہا گیا کہ اگر تیری دعا قبول ہوتی ہی تو ہمارے بہبود دروازہ کے بند ہونے کی دعا مانگ اور اس بہتان سے باز آ۔

(۹۳) اگر مین کسی اور شخص مین جہانبانی کی نیرو دیکھتا تو اس گرانبار کو اسکے کندھی پر رکھکر کنارہ گزین ہو جاتا۔

(۹۴) اگر مین کسی پر بیداد کرتا ہون تو خود اپنے سے لڑتا ہون پھر فرزندون اور خویشون کا تو کیا ذکر ہے۔

(۹۵) دادار کارم بخش نے بہت سی قلعی میرے حوالے کئی ہین مگر میری دل نے کسی کے سامان کی طرف رغبت نہین کی۔ دل مین خدا کا خوف ایسا سمایا ہوا ہی کہ کسی اور خوف کے آنے کی ... گنجایش ہی نہین ہی۔

(۹۶) مجھسے جو شخص ترک دنیا کی اجازت چاہتا ہی مین بکشادہ پیشانی اسکو اجازت دیتا ہون اگر اُسکا دل اس نادان فریب جہان سے برگرفتہ ہے تو اسکو ترک دنیا سے باز رکھنا گناہ ہی اور اگر وہ اپنی خود فروشی کے لئے یہ ارادہ ظاہر کرتا ہے تو وہ اپنے کئے کو بھگتے گا۔

(۹۷) امراض جسمانی ظاہر ہین اور انکی دوائین وافر۔ انکے علاج مین اطبا کرام خطا ئین کرتے ہین اور کرینگے امراض نفسانی ناپدید اور انکا چارہ نایاب پھر کیون کر اسکا مداوا ہو سکتا ہے۔

(۹۸) یہ خدا کی عنایت تھی کہ مجھ کو کوئی وزیر برگزیدہ نہین ملا۔ ورنہ میری ساری تحقیقاتین اور دریافتین اس سے منسوب ہوتین۔

(۹۹) جس روز خدا ہمارا جینا نہین چاہتا ہم بھی علاج کی تدبیر نہین کرتے۔

(۱۰۰) مین ہمیشہ خدا سے یہ دعا مانگتا رہتا ہون کہ اگر میرے خیال اور کردار تیرے مقبول نہ ہون تو میری جان لے لے تاکہ دم بہ دم تیری نارضامندی زیادہ نہ ہو

(۱۰۱) امیر دی نوازش کے ساتھ کشایش کار وابستہ ہے اور نیک مرد اسکے ملنے کو اسکی نشانی جانتا ہے مگر اسکی نایافت سے بہت سے آدمیون کی استعداد خاکی نمود نہ ہو جاتی ہے۔

(۱۰۲) ایک رات کو بارہ بجے سے میرا دل عاجز ہوا تھا کہ خواب بیداری مین اس سے غرق نمائی ہوئی کہ خاطر کو کچھ آرام ہو گیا۔

(۱۰۳) جو شخص کہ دل اخلاص گزین یا صاف درونی سے ہمارا آئین قبول کرتا ہے اسکا کام بخواہ صورت کا ہو یا معنی کا بخواہ نکل آتا ہے۔

(۱۰۴) خویشتن بینی اور ناہنجار خواہی سرمایہ زیانکاری ہے۔

(۱۰۵) وہ طائفہ سعادتمند ہے کہ والا شکوہ فرمان دہون کی درگاہ مین سوائے نیکوئی اور خیر اندیشی کی سخن نہین کہتے اور خویشتن بینی اور غرض آرائی نہین کرتے خاص کر خشمناکی کے وقت اگر گفتار دلآویز نہین کر سکتے تو خاموش رہتے ہین۔

(۱۰۶) فرمان روایون پر خورشید والا کو خاص عنایت ہے اور اس سبب سے اسکی نیایشگری وہ کرتے ہین اور یہی پرستش سمجھتے ہین کوتاہ بین اوسپر بدگمانی کرتے ہین

(۱۰۷) سیہ درون ماندارون کو عام لوگ نفع کے خیال سے کیون نہ گرا جانتے ہین

اور نابینائی سے اس چشمۂ نور کے احترام مین کوتہی کرتے ہین اور اسکے نیا لیش گر پر طعن و طنز کرتے ہین اگر عقل پر آفت نہین آئی تو پھر کس لئے سورۂ والشمس بھول گئی ہین

(۱۰۸) پہلے سر کے بال اس سبب سے سفید ہوتے ہین کہ وہ داڑھی اور مونچھون سے پہلے نکلتے ہین۔

(۱۰۹) ناقوس بجانے اور بوق سے آواز نکالنے کی کوئی وجہ معقول ہمنے ہندؤن سے اب تک نہین سنی۔

(۱۱۰) ابر کی ریزش کے وقت مغرب مین روشنائی نمودار ہونے سے ہوا صاف ہوتی ہے تحقیق سرچشمۂ تاریکی کا فروغ ہر طرف کی روشنی کا حال بتلاتا ہے۔

(۱۱۱) احمدی کیش مین جو لڑکی کو میراث کم ملتی ہے باوجودیکہ وہ اپنی کم نیروئی کے سبب سے زیادہ میراث کی مستحق ہے اسکا سبب یہ ہی کہ وہ اپنے خاوند کے گھر چلی جاتی ہی اس لئے میگانہ کو مال پہنچتا ہے۔

(۱۱۲) استخوان سے جو گوشت پیوستہ ہوتا ہے وہ لذیذ اس سبب سے ہوتا ہے کہ خلاصہ غذا اسکو پہنچتا ہے۔

(۱۱۳) جس سال مین میوہ زیادہ ہوتا ہے . . . وہ شیرین و شاداب اس سبب سے نہین ہوتا کہ شادابی اور شیرینی کے بہت سے حصے ہو جاتے ہین۔

(۱۱۴) یہ جو پرانی کتابون مین لکھا ہی کہ فلان معبد مین آسمانی آتش تھی اسکو لوگ باور نہین کرتے اور جھوٹ بتلاتے ہین اور یہ نہین جانتے کہ آئینہ کو یا سنگ سورج کرانت کو آفتاب کے مقابل رکھو تو اسمین آگ لگجاتی ہی۔

(۱۱۵) گروہا گروہ جانورون مین نر و مادگی کی عشرت کا وقت معین ہی مگر انسان کے لئے نہین۔ ہمیشہ اسکا وہ شیفتہ رہتا ہے اسمین خدا کی حکمت یہ ہی کہ اس سبب سے پیوند و دوستی اُس مین استوار رہتا ہے اور دولتسرائے تعلق کی بنیاد اسپر قائم ہوتی ہے

(۱۱۶) مُردہ کا کھانا اس سبب سے ناروا ہے کہ اسکا مزاج کچھ اور ہو جاتا ہے۔

(۱۱۷) آدمی کے مارے ہوے کا کھانا اسکی خواری کی پاداش ہے۔
(۱۱۸) جسکو خدا مارتا ہے اور اسکا سبب نہین معلوم ہوتا ہے اسکی حرمت بوجہ اسکی بزرگداشت کے ہے۔
(۱۱۹) خون مین جان کا مایہ ہوتا ہے اسلیئے اوسکی خورش سے پرہیز کرنا اسکا گرانی رکھنا ہے۔
(۱۲۰) خوبرویون کی اولاد کا بدصورت پیدا ہونا کچھ تعجب کی بات نہین ہے بلکہ آدمی کے کوئی جانور پیدا ہو تو کچھ دور نہین۔ تحقیق یہ ہے کہ مخیلہ سے صورت پیدا مصور کارفرما ہوتا ہے جسکو خیال مین جگہ ہوتی ہے اسی کی صورت زائیدہ کی صورت ہوتی ہے
(۱۲۱) اگر عورت کو مرد زیادہ عزیز رکھتا ہے تو وہ خویشتن پرستی ہو جاتی ہے تو لڑکی پیدا ہوتی ہے اور اگر مرد کو عورت زیادہ عزیز رکھتی ہے تو ہر وقت اسکے خیال مین شوہر رہتا ہے بیٹا پیدا ہوتا ہے۔
(۱۲۲) اندرز نامون مین لکھا ہے کہ دشمن کو خرد نہ گنا چاہیئے۔ دوستی و دشمنی ایزدی تقدیر کی نیرنگیان ہین پس دشمن کو درمیان نہ دیکھو اور روادار بین ہو جائے۔
(۱۲۳) اگر استاد سے شاگرد بڑھ جاے تو بھی اسکو سوائے نیازمندی اور نیایش کے کچھ اور زیبا نہین۔
(۱۲۴) ہر مذہب کی پرستشگاہ مین چند خارق عادت چہرہ افروز ہوتی ہین اسمین صرف دل کی وابستگی کارگر ہوتی ہے اگر نہ حق ایک سے زیادہ نہین ہوتا
(۱۲۵) امانت گذاری اور وام دیرین کی سبکباری کا نام بخشش ہے۔
(۱۲۶) زنار بندی کی وجہ یہ ہے کہ پہلے گردن مین رسیان ڈال کر نیایش کیجاتی تھی پچھلے لوگون نے اسکو دین شمار کر لیا۔
(۱۲۷) ہندوستان مین کسی نے پیغمبری کا دعوی نہین کیا اسکا سبب یہ ہے کہ یہان خدائی کا دعوی پہلے ہوتا تھا۔

(۱۲۸) یہ جو لوگ کہتے ہین کہ فلان شخص نیک ذات یا بد ذات ہی اسکا مقصد یہ ہوتا ہی کہ اوس کے خاندان مین سے کوئی صوری یا معنوی بزرگی کو پہنچا تھا یا کسی ہنر اور پیشہ مین زبان زد روزگار ہوا تھا مگر میرے نزدیک نیک سرشت وہ ہی جو آباد کردار ہو

(۱۲۹) بعض کہتے ہین کہ بخشندہ سے ستاندہ زیادہ دوست ہوتا ہے میرے دل مین یہ ہے کہ دہندہ تو ایسی ذات ہوتی ہی کہ جب تک وہ شائستہ کسی کو نہین جانتا نہین دیتا اور گیرندہ سے بخشش کا ظہور ہوتا ہے

(۱۳۰) سنسکرت کی کتابون مین لکھا ہے کہ ہنر کے سیکھنے مین اور مال کے جمع کرنے مین ایسی کوشش کرے گویا کہ اسکو کبھی بڑھاپا اور مرنا پیش نہین آئیگا ان دونو کے خواہش سے جو سرمایہ نواسیدی ہین تن آسان تنگا پوسے باز رہتے ہین میری رائے ہے کہ ان دونو ضروری چیزون کے جمع کرنے مین فردا کے تعلق کے نشاء کو روز والپسین جان کہ آج کی کارکرد کو کل پر نہ ڈالے۔

(۱۳۱) ہندی حکیم کہتے ہین کہ نیکوکاری کی گردآوری مین ہمیشہ مرگ کو اپنی آنکھون کے سامنے رکھے۔ جوانی اور زندگی پر بھروسہ نہ رکھو اور ایک دم آسودہ نہ ہووے میری رائے یہ ہی کہ نیکی کی جو بائی مین مرنے کا خیال ہی نہ کرے تاکہ بے بیم و امید نیکی کو اس شائستگی کے لئے جو وہ رکھتی ہے کام مین لگائے۔

(۱۳۲) تعجب ہے کہ ہمارے پیغمبر کے زمانہ مین کوئی تقصیر ایسی قرار نہ پائی کہ آسمین خلاف ہوتا

(۱۳۳) پہلے لوگ کہ گئے ہین کہ سخت ترین بلا مین پیغمبرون پر اور بعد ازان اولیا پر اور پھر مرتبہ بمرتبہ نیک آدمیون پر آتی ہین مجھے اسکا یقین نہین ہوتا کہ خدا کی درگاہ کے مقبول اس شکنجہ فرسائی مین آئین رسمی ملانون نے مجھ سے کہا کہ یہ آزمایش الہی ہے۔ اسپر مجھے تعجب ہوا کہ پوشیدہ اور آشکارا جاننے والے کو امتحان کب سزاوار ہے۔

(۱۳۴) ہر گروہ جو اپنی روش کا آشنا ہی اس کو نیک جانتا ہی اور حقیقت مین وہ

ملک ہوتی ہی۔ اگر دنیا سے وابستہ ہے تو راستی اور درستی اور ناگزیر وقت کی فراہمی
مین اپنی بسر کرتا ہی اور اگر وارستہ ہی تو اپنی نفس سے لڑتا ہے اور اوروں سے
آشتی رکھتا ہے اور آفرین اور نفرین مین تمیز نہین کرتا ہے۔

(۱۴۵) بعض یہ رائے رکھتے ہین کہ جو بیدہ ورسندہ کو فیض اتنا ہی زیادہ ہوتا ہی
جتنے انکے میانجی زیادہ ہوتے ہین حقیقت مین یہ نہین بلکہ کشش معنوی اور نیک کرداری
پر رسیدگی موقوف ہی۔

(۱۴۶) تعجب کی بات ہی کہ امام خاک کربلا کی تسبیح اسلئے بناتا ہے کہ لوگ اس کو یہ سمجھین کہ
اسمین امام کا خون ملا ہوا ہے۔

(۱۴۷) جو شخص فرومایون و بازیگرون اور مسخرون کو اپنی پوشش دیتا ہی۔ گویا اس
طرح کرنے سے وہ اپنے تئین کچوال بناتا ہے۔

(۱۴۸) کسی کی تصنیف کا انتخاب کرنا اس شخص کو سزاوار ہے جسکے علم کا رتبہ مصنف
سے زیادہ ہو ورنہ وہ انتخاب نہین کرتا بلکہ اپنی نمایش کرتا ہے۔

(۱۴۹) فور کے ساتھ سکندر کے فریب دینے کی داستان سچ نہین ہی جسکو خدا بزرگ
بناتا ہے وہ اس راہ پر نہین چلتا۔ خاص کر جب وہ مرنے کو قریب جانتا ہے۔

(۱۵۰) میرے نزدیک خواجہ حافظ کی ہر غزل کے بعد عمر خیام کی ایک رباعی لکھنی
چاہیئے ورنہ حافظ کا پڑھنا شراب بے گزک کا حکم رکھتا ہے۔

(۱۵۱) لوگ بزرگون کے نام پر اپنے اولاد کے نام رکھتے ہین اگرچہ اسمین
تفاول کا خیال ہوتا ہے مگر وہ ادب سے دور ہے تعجب یہ ہے کہ فقہا جو تناسخ
کے قائل نہین ہین زیادہ تر اس طرح کے نام رکھتے ہین اور اہل ہند جو تناسخ کے
قائل ہین اس سے پرہیز کرتے ہین (یہ خیال غلط ہی)

(۱۵۲) آدمیون کی اس حرکت پر حیرت ہوتی ہے کہ بچون کی جو بار فرائض سے
سبکدوش ہوتے ہین ختنہ کی سنت ناگزیر سمجھتے ہین۔

(۱۴۳) کفین کی رسم قدیم سے چلی آتی ہی ورنہ مرنے والے پر کیون یہ بوجھ لادتے ہین جس طرح سے آیا تھا اسی طور سے جانے دین۔

(۱۴۴) کسی شخص سے خواہش کرنی بُری ہوتی ہی۔ خاص کر عالی ہمت والا فطرتون سے اسلیئے یہ لوگ سوائے ناگزیر کے کسی کو ہاتھ نہین لگاتے۔ پس ان سے چاہنا اپنی اور انکی آبروریزی ہی۔

(۱۴۵) آدمیون مین استعداد کا اختلاف انکی پایندگی کا سبب ہے۔

(۱۴۶) کلمہ حق وہی ہوتا ہے کہ ادھر کان مین گیا اُدھر دل نے قبول کیا اس کا قبول کرنا لازمی ہوتا ہے۔

(۱۴۷) بچون کا سخت بیمار ہونا تناسخ پر کچھ آگاہ کرتا ہے۔

(۱۴۸) آسمانی کتابون مین جو یہ لکھا ہی کہ پہلے زمانہ مین گناہ گارون کی صورت مسخ ہوکر بندر اور سور کی شکل ہوگئی تھی اسکا یقین ہوتا ہی۔

(۱۴۹) اگر یہ سوچین کہ خدا نے چند پیکر بنا کے کہا اندر نفوس کو پیوند دیدیا ہی اور اُس سے آگے کچھ نہین کیا ہے۔ تو یہ امر مکمل ہویدا معلوم ہوتا ہے ورنہ نیرنگساز قدیر اگر جماد و رستنی و جاندار مین یا یہ بہ یا یہ پیوند دیوے اور والا یا یہ بنائے تو تعجب نہین ہی۔

(۱۵۰) بعض پہلے لوگ کہہ گئے ہین کہ ہر ایک کی اعمال کی مکافات چند جونون مین بدلنے سے ہوتی ہے۔ اور ہر جون مین اسکے کیفر کردار کے مناسب بدن بنایا جاتا ہے اس بات کی ہم تائید کرتے ہین۔

(۱۵۱) چراغ روشن کرنا آفتاب کو یاد کرنا ہے پہلے ان آفتاب چھپ گیا ہو اگر صبح نہ جلایا ہے تو کیا کرے۔

(۱۵۲) مسواک کا خشکی اور تری دور ہونے کے سبب سیاہ ہوتا ہے۔

(۱۵۳) جب مرنے کا وقت قریب آتا ہے تو آدمی کچھ غوطہ مین جاتا ہے

اور پھر کچھ غشی ہو جاتی ہے اس مین یہ اشارہ ہے کہ خدا کی قدرت مین جان کا دینا ہے۔

(۱۵۴) آواز کا دیدبان کان ہے جب گانیوالا بھرا ہوا وہ بے سُرا ہوا۔

(۱۵۵) اس سبب سے کہ دو نوابتدا شعور و پیرانہ سالی مین آدمی دزدی کر سکتا ہے زنا سے بدتر ہے مگر اس سبب سے کہ زنا مین آدمی اپنے تئین اور دوسری کو بھی گناہگار بناتا ہے تو یہ سخت تر ہے۔

(۱۵۶) معدہ کو جانورون کا گورستان بنانا سزاوار نہین۔

(۱۵۷) بے گناہ کی جان کا شکار کرنا اس کی خیر سگالی اور خدا کی رحمت سے ملانا ہے۔

(۱۵۸) جان کا شکار کرنا اُسی کو سزاوار ہے جو جان دے سکے۔ جو کوئی خدا کے موافق یہ کام کرتا ہے تو وہ بھی خدا ہی کی طرف منسوب ہوتا ہے۔

(۱۵۹) باوجود بیٹی کے ہونے کے جو عزاد کو میراث پہنچتی ہے وہ کسی طرح سزاوار نہین مگر اس حال مین کہ مُردہ کو پدر سے میراث ملی ہو تو گنجایش ہے۔

(۱۶۰) شہر اُسی کو کہتے ہین کہ اس مین طرح طرح کے پیشہ ور رہتے ہون یا اس مین آدمی اس مین بستے ہون کہ رات کو معتدل آواز سے ہنر سنائی دیتی ہو۔

(۱۶۰) دریا وہ ہے کہ جس سال جاری رہے۔

(۱۶۱) ملک اُسی مین کیا دریا سے یا کوہ سے یا بیابان سے یا زبان سے جُدا ہوا کرتے ہین۔

(۱۶۲) سرد سیر ملکون مین جیسے کابل و کشمیر مین بناوٹ کی چھت موٹی بنانی چاہیئے تاکہ خشکی و سردی سے پھٹ نہ جاوے۔

(۱۶۳) ہوا مین اعتدال کا ہونا عوام مین یہ مشہور ہے کہ چراغ اس مین بجھ جائے مگر وہ کشتی و جگی کے لحاظ سے کچھ اور ہے۔

(۱۶۴) تعبیر بھی تفاول کی قسم مین ہی ہے اسلئے خواجہ دانا سے نیک شگال کے آگے بیان کرے کہ وہ فال نیک مُنہ سے نکالے۔

(۱۶۵) بلاغت یہ ہی کہ سننے والے کے اندازہ کے موافق بات کہی جاے اور بہت سی معانی تھوڑی سی عبارت مین اس طرح ادا ہون کہ بے تکلف سمجھ مین آئین اور فصاحت یہ ہی کہ زبان کج مج نہ ہو۔

(۱۶۶) مرزبان مصر و حسین منصور کا مقولہ یہ ہی کہ خود بینی اور خدا نگری جدا جدا

(۱۶۷) استقامت احوال کا نام کرامت ہی۔

(۱۶۸) ایک دانش ور سے کرگس کی درازی عمر اور باز کی کوتاہ زندگی کا سبب پوچھا گیا تو اسنے جواب دیا کہ پہلا کسی کو ستاتا نہین اور دوسرا شکار کرتا ہے۔

(۱۶۹) جب باز کو جس کی خورش سوا جانور کے نہین ہی یہ کم زندگی با دافراہ ہو تو آدمی کا حال کیا ہوگا کہ جسکے لیئے باوجودیکہ بہت سے کھانے کی چیزین موجود ہین مگر اسکو گوشت کھانے بغیر صبر نہین آتا۔

(۱۷۰) جاندار کم آزار کے حلال ہونے مین اور آزار زندہ کے حرام ہونے مین سرایت کا اندیشہ کیا گیا ہے۔

(۱۷۱) ہم نشینی سے زبان اموزی پیدا ہوتی ہی ورنہ زبان بستگی رہتی ہے

(۱۷۲) کسی کے لئے خدا سے دعاء بد مانگنی قبول نہین ہوتی اسی سبب سے مین ایک شخص کے لیئے دعاء بد مانگتا تھا وہ چھوڑدی۔

(۱۷۳) جب سے مین مشورہ کو استعمال کرتا ہون تو پانی مین بھی حق نمک ظاہر ہوا ہے

(۱۷۴) آدمی گوشت کھانے کا خوگر ایسا ہو گیا ہے کہ اگر اسکو تکلیف نہ ہوتی تو اپنا گوشت کھاتا۔

(۱۷۵) کاش میرا جسم ایسا تنومند ہوتا کہ اُس سے گوشت خارون کا کام چل جاتا۔ اور کسی اور جاندار کو شکار نہ کرتا یا اُنکے کھانے کے واسطے مین جتنا گوشت جُدا کرتا تو

اسکی جگہ وہ اور پیدا ہو جاتا۔
(۱۷۶) کاش ہاتھی کا گوشت حلال ہوتا کہ وہ اکیلا بہت سے جانورون کا بدل ہوتا
(۱۷۷) اگر لوگون پر بغیر گوشت کھانے کے زندگی دشوار نہ ہوتی تو مین انکو گوشت کھانے سے منع کر دیتا اور مین خود جو اسکو بالکل نہین چھوڑتا اسکا سبب یہی ہے کہ مجھے دیکھ کر اور لوگ خواہی نہ خواہی چھوڑ دینگے جسکے سبب سے وہ غمگین ہونگے۔
(۱۷۸) ابتداء شعور سے جب مینے کسی جانور کو خورش کے لئے پکوایا تو اس مین دلخواہ مزہ نہ پایا جان پروری کی طرف رہنمونی ہوئی اور مینے جاندار کے کھانے سے دست کشی کی
(۱۷۹) ہر سال اپنے ماہ ولادت مین آدمی گوشت نہ کھائین تاکہ سپاس الٰہی ادا ہو اور سال بخیر و خوبی گذرے۔
(۱۸۰) قصاب و ماہی گیر اور مثل انکی جو جان شکاری کا پیشہ رکھتے ہین انکے مکان اور آدمیون کے مکان سے جدا ہون اور جو ان سے ملے اس سے تاوان لیا جائے
(۱۸۱) جب ایک سوداگر کا وقت آخر آیا اور اسکے مال پر اس کے چار بیٹون نے جھگڑنے کا ارادہ کیا تو اُس نے سب کو نصیحت کی اور کہا کہ مینے دور بینی سے تمہارے لئے برابر حصے کرکے مکان کے چارون کونون مین دبا دیئے ہین جب مین مرجاؤن تو ہر ایک اپنا حصہ لے لے جب اسکی وصیت پر عمل ہوا تو ایک کو زر ملا اور دوسرے کو غلہ باقی دو کو کاغذ اور استخوان۔ کم فہمی سے انمین شورش ہوئی۔ ہندوستان کی فرمانروا سالبا ہن نے کہا کہ استخوان کا اشارہ مویشی کی طرف اور کاغذ کا اشارہ قرطس کی طرف ہی جو اورون پر لینا ہی جب انکا حساب ہوا تو سب کو برابر حصہ پہنچا۔
(۱۸۲) حسن صباح بہت آدمیون کے ساتھ دریا نوردی کرتا تھا۔ ناگاہ طوفان کا آشوب اٹھا اور آدمی سراسیمہ ہوئے وہ شگفتہ و خندان تھا جب اسے پوچھا تو اوس نے سب کے بچنے کا مژدہ سُنایا۔ جب کنارہ پر اترے تو سبب کی غیب دانی کے معتقد ہوئے تحقیق یہ ہی کہ اس سبب سے وہ شگفتہ نہ ہوا کہ وہ جانتا تھا کہ خدا کی خواہش مین تغیر نہین ہوتا اور

رہائی کی نوید اس سبب سے سنائی کہ وہ جانتا تھا کہ اگر سب آدمی بھی ہم کو تو کوئی میرا دامن نہین پکڑیگا اور اگر ایسا نہ ہوا تو سادہ لوح میری نیایش گری کرینگے۔

(۱۸۳) مجھ سے علی کہتا تھا کہ مین نے بلیہ مین ایک آدمی دیکھا جسکے اوپر کے دھڑ دو تھے اور تین سر و آنکھین اور ہاتھ جدا جدا تھے اور نیچے کا دھڑ ایک تھا یہ آدمی کہ خدا تھا اور زرگری کرتا تھا۔

(۱۸۴) جس سال مین کہ بیرم خان حجاز کو گیا ہی سکندرہ کے قریب ایک ہرنی کو چیتہ نے پکڑا۔ زندہ بچہ اسکے پیٹ سے نکلا۔ مین خود ہرنی کا گوشت ہڈیون سے جدا کرکے چیتہ کو کھلاتا تھا ایک پیکان نکلا یقینی چھوٹی عمر مین اسکے یہ پیکان لگا تھا خدا نے اسکی حفاظت کی کہ اس سے کچھہ گزند اسکو نہ پہنچا اور تنومندی اور بچہ جننے سے باز نہ رکھا۔

(۱۸۵) چوہا بیضہ کو بغل مین لیکر پیٹھہ کے بل سو جاتا ہے اور اور چوہے اوسکی دم پکڑکر سوراخ مین لے جاتے ہین اور چوہا اپنی دم کو بل دیکر شیشہ مین لے جاتا ہے اور اس سے خشخاش وغیرہ چیزون کو نکال لیتا ہے اور اسی طرح چوہا عجیب عجیب کام کرتا ہے۔

(۱۸۶) بھیڑیا اگر منہ کھول کر حملہ کرتا ہے تو شکار کو پکڑتا ہے اور نہین تو پھر منہ نہین کھلتا اور جب وہ پکڑا جاتا ہے تو پھر آواز نہین کرتا۔

(۱۸۷) سنگ منگ مین یون تمیز ہوسکتی ہے کہ پہلا پانی مین گل جاتا ہی اور دوسرا نہین گلتا۔

(۱۸۸) شکارگاہ مین خانگی اور دشتی ہرنون مین کشتی ہوئی اونہون نے چالاکی کرکے لومڑی کو پکڑلیا تو مین نے یہ مصرع پڑھا کس ندیدم کہ آہو بدین گیرد آہو فارسی مین عیب کو کہتے ہین وہ لگا پھوا اور کوشش سے ہاتھ نہین آتا۔

(۱۸۹) چھوٹی عمر مین کہ خدا کرنے سے خدا ناخوش ہوتا ہے اس کام سے جو

اصل مقصود ہے وہ بہت دور ہوتا ہے اور اسکی گزند تر دیک جس آئین مین کہ عورت
کا دوسرا نکاح کرنا جائز نہین اس سے بڑی دشواریان ہوتی ہین
(۱۹۱) بیگانا خون مین زنا شوئی پسندیدہ ہوتی ہی اسلئے کہ بیگانا تگی بیشی
ہو جاتی ہی اور خویشون مین جنبی دوری زیادہ ہوا وتنی ہی آزرم نزدیکتر ہوتی ہی
اور یہ لکھا ہی کہ اوم کے زمانہ مین ہر شکم سے ایک دختر و ایک پسر پیدا ہوتے تھے اور
ایک کا بیٹا دوسرے کی بیٹی سے بیاہا جاتا تھا اسکو بھی اوپر کی بات مین سمجھنا
بیجا ہی ہوتی ہی۔
(۱۹۲) احمدی کیش مین جو دختر عم سے اور اسکی بہن سے خویشی جائز رکھی گئی وہ
ابتدائی زمانہ آدم کی مانند تھا۔
(۱۹۳) خواہش طبیعت پر عورت سے نزدیکی کرنا بہت ناسزا ہی اسمین حکمت یہ ہے
کہ سرشتہ ہستی اسکی گلی مین الٹ نہ جاے
(۱۹۴) جیساکہ چھوٹی عمر کی عورت سے نزدیکی کرنا خدا کو ناراض کرتا ہے۔
ایسے ہی بڑھیا سے جسکی جننے کی عمر نہ رہی ہو یہ اکثر پچپن سالہ کے بعد ہوتا ہے۔
(۱۹۵) حاملہ عورت کے ساتھ نزدیکی سے خدا خوش نہین ہوتا نطفہ ناچیز ہو جاتا
ہے اور جان نیست ہو جاتی ہی۔ بار آور کو بھی گزند پہنچتی ہے۔
(۱۹۶) ایام سرخی مین عورت سے پرہیز رکھنا چاہیئے۔ اس مین بعض ناخوشان
ہوتی ہین۔
(۱۹۷) ایک زوجہ سے زیادہ زوجہ کرنی اپنے خون مین تگاپو کرنی ہی اگر
بانجھ ہو یا بیٹا نہ جنے تو البتہ اسکی گنجایش ہے۔
(۱۹۸) اگر مجھے یہ علم پہلے سے ہوتا تو مین اپنی قلمرو مین سوکن کو حرم سرا
مین نہ لاتا اسلئے کہ رعیت فرزند کا حکم رکھتی ہی۔
(۱۹۹) ہندوستان مین عورتون نے اپنی جان بے بہا کو کم قیمت کر رکھا ہے

(۲۰۰) ہندوستان مین عورتون کے ستی ہونے کی رسم قدیم سے چلی آتی ہی
وہ مُردہ شوہر کے ساتھ جل کر کشادہ پیشانی سے جان دیدیتی ہے اور اپنے شوہر
کی رستگاری کا سبب جانتی ہی۔ مردون کی ہمت پر افسوس ہی کہ وہ عورتون
کی دستاویز سے اپنی رہائی ڈھونڈتے ہین۔

(۲۰۱) فرمان روائی بہت بڑی نعمت ہے اسی کے کارکردگی مین ہرکار کی شائستگی ہے
بادشاہون کو سپاس گذاری دادگری اور قدردانی اور اورون کو انکی
فرمان پذیری اور نیایش گری ضرور ہے۔

(۲۰۲) فرمان دہون کا دیکھنا خدا کی پرستش ہی۔ اہل زمانہ اسکو ظل اللہ کہتے ہین
اور حقا سایہ کو سایہ بتلاتا ہے اس لئے بادشاہ کا دیدار خدا کی یاد کا سرمایہ ہے۔

(۲۰۳) جہانبانی بڑی عنایت ہی اسکا فائدہ بہت آدمیون کو پہنچتا ہی اور اسکی
نیکیان انہین کو پہونچتی ہین۔

(۲۰۴) جو کام بندے کر سکتے ہین وہ بادشاہ کو نہین کرنے چاہئین اس لئے بادشاہ
اورون کی خطاؤن کا چارہ کرتا ہے اسکی لغزش کو کون درست کریگا۔

(۲۰۵) پایہ شناسی کا نام بادشاہی ہی کہ اسکے اندازہ کے موافق تلطف و قہر
آمادہ ہو۔

(۲۰۶) پایہ شناسی ہی پیرائیہ سعادت پذیرہی و دستمایہ کامروائی ہی۔

(۲۰۷) یہ جو لوگ کہتے ہین کہ بادشاہون کے قدم سے ایمنی اور آسودگی ہوتی
ہے۔ سچ ہی جب جماد اور رستنی خاصیتین رکھتی ہین تو برگزیدہ آدم کیون نہ رکھے
خاص کر وہ شخص جسکا کردار اہل جہان کی پاسبانی ہے۔

(۲۰۸) کارفرمائی اور فرمان پذیری مین بیم و امید ناگزیر ہین جسسے ہنگامہ صورت
آراستہ ہوتا ہے اور خلوت گاہ معنی فروغ پاتی ہی۔ لیکن زبردست گرانبار
خشم ہی سبک سر نہ ہو کر ہر کسی کے اندازہ اور مقام کو خرد سے تخمینہ کرے۔

(۲۰۹) جو بیم اور امید کے درمیان راہ چلتا ہے اسکی دین و دنیا آباد ہوتی ہین اسکے فروگذاشت سے گزند پہنچتی ہی۔

(۲۱۰) بیکاری تمام برائیون کا سر ہی۔ سعادت پژوہ کا کام یہ ہی کہ کوئی ہنر سیکھے اور اسکے کارکرد مین مشغول ہو اور داروغون کو ناگزیر ہی کہ دیدباتی مین سونہ جائین۔

(۲۱۱) داد گر کا خشم اسکے لطف کی مثل جہان آبادی کا سرمایہ ہے۔

(۲۱۲) کسی شخص کو ستم کرنا روا نہین ہی خاص کر بادشاہ کو کہ وہ پاسبان جہان ہے۔

(۲۱۳) فرمانروا ہون کی پرستش دادگری اور جہان آرائی مین ہی اور وارستون کی عبادت جان و تن کی گدازش مین ہی ساری کوشش اس سبب سے برپا ہوتی ہے کہ آدمی اپنی ناگزیر کو چھوڑکے اورون کی کارکرد مین مشغول ہوتے ہین۔

(۲۱۴) بادشاہ کو چار چیزون سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ زیادہ شکار کرنے سے ہمیشہ کھیلنے سے۔ رات دن مست رہنے سے۔ عورتون کے ساتھ سخت آمیزش سے

(۲۱۵) اگرچہ شکار مین ملکی تدابیر بھی بہت ہین لیکن مقدم یہ ہی کہ جان شکاری ایک ہنجار کے ساتھ ہو۔

(۲۱۶) سب کا جھوٹ بولنا برا ہوتا ہی اور بادشاہ کا اور زیادہ تر برا ہوتا ہے۔ اس گروہ کو سایہ خدا کہتے ہین۔ اور سایہ ہمیشہ سیدھا ہوتا ہے۔

(۲۱۷) داروغون کو دیدباتی کرنی چاہیئے کہ کوئی شخص اپنی خواہش سے اپنی پیشے کو نہ چھوڑے۔

(۲۱۸) ایران کے بادشاہ طہماسپ ایک مصرعہ بھول گیا شعلی نے وہ پڑھدیا۔ بادشاہ نے اوسکی کچھ مالش کی اور فرمایا کہ جب شاگرد پیشہ علم جانینگے تو بہت سے کاموں سے کمی کا رواج نہین ہوگی۔

(۲۱۹) بادشاہ اپنے نزدیکون سے خندہ و بازی کا خوگر نہ ہو۔

(۲۲۰) بادشاہ کو چاہیئے کہ وہ ہمیشہ ملک گیری کا قصد کرتا رہے تہین اسکے ہمسایہ سب مغلوب ہو جائینگے۔

(۲۲۱) سپاہ کو لڑائی کے کام مین مشغول رکھنا چاہیئے۔ کہ وہ کم ورزشی سے تن آسان نہو

(۲۲۲) بادشاہ کو چاہیئے کہ آدمیون کے مال و جان و ناموس دین کی نگہبانی مین تفرقہ کرے۔ آزو چشم کے گرا ہون کو جب بصیحت رہنمون نہو تو مالش کرنی چاہیئے۔

(۲۲۳) جو شخص بادشاہ کو شائستگی کے ساتھ یاد نہین کرتا تو اسکی نکوہش ہوتی ہے۔

(۲۲۴) بادشاہون کی باتین در کار حکم رکھتی ہین ہر کان آویزہ کا سزاوار نہین ہوتا

نصایح اکبری

بادشاہ کی عادت تھی کہ شائستہ خیر نگاہون کو منتخب کرتا تھا اور زیر دستون کی تیمار داری۔ خاص کر جو بزرگ نژاد شائستہ کاری کے پیرایہ سے آراستہ ہوتے یہ اسکی خوبی ستودہ تھی کہ خویش و بیگانہ کو کسوٹی پر کستا۔ نیک مردون کو برتر کرتا اور نیک نیتی کے ساتھ ہمسایہ کے مرزبانون کو غور سے دیکھتا اگر وہ خلق کے غم خوار ہوتے تو انکی دادگری اور آبادزندگی مین کوئی گزند نہ پہنچاتا اور انکی یاوری پر دل نہاد ہوتا۔ ورنہ لابہ گری کے سبب سے انکے سزا دینے سے باز نہ رہتا۔ مگر اول انکو نصیحت کرتا اور بیم و امید کی داستان سناتا جب کن کے سردارون نے ناہنجاری اختیار کی تو پیند گذاری کے لئے کارآگہون کو ان پاس بھیجا اور شاہزادہ سلطان مراد کو یہ نصیحتین کرکے روانہ کیا۔

اصل رضای الٰہی کی جستجو مین اندیشہ کو آباد کرے تاکہ اعمال نیک سرزد ہون پھر بیرونی نمایش کرے اور وقت اور اندازہ کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔ ہر عضو سے ایک پسندیدہ کام لے۔ بہت باتین کرنے سے اور ہنسنے سے باز رہے۔ رات دن کے تہائی حصہ سے زیادہ نہسوئے اور ملک کی سپاہ و آبادی مین اور راہ کی ایمنی مین اور سرتابون کے فرمان پذیر بنانے مین اور دزد رہزنون کے

پامال کرنے مین کوشش کرے۔ اس پیرایش بیرونی کے بعد فرخ خرد نی کرے
خواہش وخشم کو اپنے فرمان مین رکھو کہ خدا نے اس ہڈیون کے کاخ کے یہی دو پاسبان
مقرر کیے ہین۔ اول سے جو درخور ہو وہ حاصل کرے اور دوم سے جو نا سزا ہو اُس سے
پرہیز کرے۔ آدمی اپنے خود کو ایسا سلا دیتا ہے کہ جس سے یہ دو فوعنان بند
ہو جاتے ہین اور پیرایۂ زندگی مُردگی کا سامان ہو جاتا ہے شائستگی کی شناسائی
کو نہ چھوڑے اور کاخ فرمانی کی نیرو کو شائستگی سے تنومندی دے۔ ان چار دان کا توان
مین اعتدال کی طرف رغبت کرے اور کمی اور فزونی سے کہ سرمایۂ نکوہیدگی ہی دور
رہے۔ اس زمانہ مین تقلب و دوروئی کے بازار کو رونق ہو رہی ہے اس مین انصاف
اور ہوشمندی کو کام مین لائے۔ گوشہ نشین تارک الدنیا کی پرستش اور ہی اور دنیا کے
دل بستون کی نیایش اور ہے اگرچہ دونو کو اندیشہ کی آبادی ضرور ہی لیکن اوّل کو
آگہی اور دوم کو غفلت سزاوار ہی۔ ہر یک کار کے پایہ کو دریافت کرے اور نا ملائم کے
دیکھنے سے اپنی جگہ پر قائم رہو۔ مہر و کین و بیم و امید کو اندازہ اور مقام سے نہ گذارے
دے۔ بہت آدمی ایسے ہوتے ہین کہ اُن پر فقط چین پیشانی وہ کام کرتی ہے
جو دوسرے پر شمشیر و خنجر کرتے ہین۔ اختلاف مذہب کے سبب سے کارسازی سے
باز نہ رہے اور عوض لینے مین شورش نہ برپا کرے۔ راز کوئی کی انجمن کو کاردانون
سے آراستہ کیجے۔ اگر کوئی عذر کرے تو قبول کرے۔ اپنی رائے پر غرہ نہو
اور سوائے دو بین خیر سگال کے جو خود لرزان نہ ہو مشورہ کے لائق نہ جانے خوشخوئی
کو اپنی عادت بنائے۔ اور دستگیری کو ناکامی کے روز پر موقوف نہ رکھے۔ اور
اسکی فزونی سے اپنی شکوہ کو شکستہ نہ کرے۔ ہمیشہ کاس کو سب فائدون پر ترجیح
دے۔ اس طرح زندگی بسر کرے کہ گروہا گروہ بیگانے آدمیون کے خاص کر سوداگرون
کے دل اس سے آزردہ نہ ہون اس سے نیکنامی کا آوازہ بلند ہوتا ہے اور آدمی
سے اس کی قوت کے موافق خدمت کی امید رکھو۔ شناسائی مین چرب زبانی پر

بیان اکبر کی سرشت میں ان چیزوں کے سمانے اور چیزوں کے منا صب

ترلفیتہ نہ ہو۔ ان چار چیزون مین سی ہر ایک سی دوستداری پیدا ہوتی ہے اوّل دنیا کا
فائدہ اگرچہ گمان مین ہوتا ہے لیکن وہ دیر مین ہاتھ آتا ہی اور جلد ہاتھ سے
جاتا ہے دوم دینی بہرہ جو اول سی برعکس ہے سوم نیکذاتی وہ جان کے ساتھ
لگی رہتی ہی۔ اسکی پایندگی اور نا پائداری اپنے ساتھ ہے چہارم اخلاص۔ یہ
چارون باتین اپنے عقیدت گزینون مین غور سی دیکھنی چاہیئے اور شناسائی
کے اندازہ کے موافق کارکردگی کی بنیاد رکھنی چاہیئے آگہی نامون کی آمورش مین
کوشش کرے اور دانش کو کردار مین لائے۔ جو خرسند گوشہ نشین اور برہنہ زو لیدہ
ہین انکے دل کو ہاتھ مین لائے اور خدا کے جلال کے جو بودہ ہین انکے دیکھنے مین دلیری
نہ کرے سپاہ کی غمگساری مین ہمت لگائے اور انکا ماہوار وقت پر دے اور ہر شخص سے
اسکے موافق ستور و سلاح و خیمہ طلب کرے۔ نیکو خدمت کا پایہ بڑھائے اور قدیمی
نوکرون کو نظر انداز نہ کرے اور کشاورزون کی آبادی سی غافل نہ ہو رعیتی
منش و آگاہ دل کو ہر شغل پر معین کرے جو بغیر اپنی بزرگی کے اظہار کرنے کے آسایش
کے آرزو کے کامون کو شائستگی سے انجام دین اور اپنی دیدبانی بھی ان سے باز
نہ رکھے حق سگالون کا مرتبہ بڑھائے اور باطل پیشون کو نصیحت و مالش سے پیرایش
دے داوری مین سوگند و گواہ پر بس نہ کرے طرح طرح کی پرسش کرے اور پیشانی کے
نامہ کو پڑھکر اپنایا اور بنائے کوئی تازہ رسم ایسی نہ قائم کرے جسکا فائدہ تھوڑا اور
نقصان بہت ہو۔ ملک کی سرحدون کو آزمودہ کار جوان مردون کے سپرد کرے
اور راہ کی ایمنی کے فکر مین ایک لمحہ صبر نہ کرے۔ عافیت کے وقت مین ناکامی کے
زمانہ کو یاد کرتا رہے۔ اور ہر چیز کا چارہ تیار رکھے اور شائستہ کارپیشہ مین منتخب کرے
کسی کی راست گوئی سے برہم اور دل گرفتہ نہ ہو اور اپنی طبیعت کو اپنے اختیار
مین رکھے اور شورش طبیعت سے بچتا رہے۔

جہان قوم کی قوت و استعداد کسی خاص شے کے ہاتھ مین ہوتی ہی وہان آخر کو

آزادی باقی نہین رہی - چنانچہ راجستان کا یہی حال ہوا کہ وہان کے راجاؤن مین سے ایک جماعت - دہلی کے بادشاہون کو اپنا حاکم اعلے ماننے لگی اور انہون نے ان کو جوا کیا کہ اسکا اقتدار اور اختیار قائم رہی اوسنے برائے نام اپنی ریاستین مسلمان بادشاہون کو تفویض کین بادشاہون نے پھر اسکو واپس دیدین اور اسکو سناد لکھدین کچھ عرصہ کے بعد ان اسناد کی تجدید ہوتی رہتی تھی اور اسناد کے ساتھ راجاؤن کو خلعت ہاتھی گھوڑا - اسلحہ و جواہر بھی دیے جاتے تھے اور انکو موروثی خطابون پر اور القابون کا اضافہ ہوتا تھا اور جدید منصب ملتے تھے اور علم شاہی و نقارہ اور امارات شاہی عطا ہوتے تھے - یہ راجہ سوائے اطاعت شاہنشاہی کے معمولی نذرانہ اور پیشکش دیتے تھے خصوصاً نوروز کو اور اسکا عہد و پیمان کرتے تھے کہ جب بادشاہ ہم کو طلب فرمائیگا ہم مع تعداد معینہ بالعین حاضر ہون گے -

ہمایون بادشاہ کی چندر اجاؤن نے ملازمت اختیار کی تھی مگر انکی اعانت و امداد پر اعتماد نہ تھا اسلئے دانشمند عالی دماغ فرزند شہنشاہ اکبر ہی کا یہ حصہ تھا کہ اسنے اپنی سلطنت کی زمینت اور اپنے تخت کا پایہ رجپوتون کو بنایا - اس نے اپنی سلطنت کا اس خوش اسلوبی سے انتظام کرکے مستحکم کیا کہ کوئی اسکا مقابلہ نہین کرسکتا تھا - جو ملک اس نے اپنی قوت سے فتح کیا اُس کو اپنی نیک سیرتی اور خوش انتظامی سے برقرار رکھا وہ خوب جانتا تھا کہ اگر مین .... اپنی حکومت کو دکھا کر رجپوتون کو ہمیشہ دباؤن گا تو وہ اثر پذیر نہین ہوگی بلکہ خطرناک ہوگی اسلئے انکو خود سلطنت کے کامون مین ایسا دخیل کردیا کہ وہ اسکی حفاظت و اعانت مین خود بدل مستعد و ساعی ہو گئے -

اس نے یہ عزم مصمم کرلیا تھا کہ جو چنگیز و تیمور و بابر کی رگون مین داغرخان کے خون کی نہرین جاری ہوئی تھین انکو رجپوتون کے خالص خون سے مخلوط کرون کہ جس کے

سبب آپس مین وہ موانست پیدا ہو کہ رجپوت میری فرمان برداری پر زیادہ تر حاضر تیار ہو جائین بہ نسبت اسکے کہ وہ خالص تاتاری ہوتے۔ انکے ساتھ رشتہ مندی ہونے سے رجپوت راجاؤن کے عزیز و اقارب بڑے اعانت و مدد پر مستعد ہونگے جتنے سارے کے سارے رجپوت دوستدار ہو جائینگے یہ خیال سکا بالکل صحیح نکلا۔ اس کام کی ابتدا مین جو دشواریان پیش آئین انکا حال بہ نسبت ان مشکلون کے غیر معلوم ہو جنکا مقابلہ اسکو آخر مین کرنا پڑا۔ بیجوا کے خاندان مین نہ اکبر کا نہ اسکی اولاد کا کوئی بیاہ ہوا۔ اس خاندان نے کبھی شاہان دہلی سے اپنی لڑکیون کی شادی کرنے کو نہین پسند کیا۔ دہلی کے قریب امبر (جے پور) تھا اول اس نے شاہان دہلی سے اپنی لڑکیون کے بیاہنے کا طریقہ اختیار کیا راجہ بھگوانداس نے اپنی لڑکی ہمایون پادشاہ سے بیاہی پھر اس طریقہ کا رواج اکبر نے ایسا دیا کہ راجاؤن کی لڑکیون سے بڑے بڑے نامور شہنشاہ اور شہزادے پیدا ہوئے جنکی تفصیل یہ ہے کہ سلطان سلیم جو تخت نشین ہو کر جہانگیر شہنشاہ دہلی ہوا اور اسکا بیٹا شاہ جہان جو باپ کو بہت عزیز تھا اور بدبخت بیٹا خسرو اورنگ زیب شہنشاہ کا سرکش بیٹا اکبر سلطنت کے زوال کی حالت مین فرخ سیر نے اجیت سنگھ راجہ مارواڑ کی لڑکی سے شادی کی۔ اسکے بعد اس قسم کا بیاہ اور نہ ہوا گو ہندو امراء کی لڑکیون سے مسلمانون کی یہ رشتہ مندی مغلون کی سلطنت سے پہلے بھی ہوتی تھی مگر ان ہندو امیرزادیون کو مسلمان ہو کر رہنا پڑتا تھا۔ مگر مغل پادشاہون سے اس رشتہ مندی کی صورت مین وہ اپنے مذہب پر قائم رہتی تھین وہ مسلمان نہین ہوتی تھین بلکہ پادشاہون کو کچھ ہندو بنا لیتی تھین۔ یہ ہندو راجہ پادشاہون کے سسر ہو کر اپنے خرد سال بھانجون کے حامی ہوتے تھے اور انکی سلطنت کی ترقی کے خواہان اور انکے ساتھ سارے خوف و خطر مین شریک رہتے تھے۔

مسلمان بادشاہون اور راجپوت راجاؤن کے درمیان رشتہ ہونے کے نتائج

شہنشاہ اکبر نے جو اس رشتہ مندی کا رواج دیا اسپر ارباب الرائے مختلف رائیں رکھتے ہین بعض کہتے ہین کہ اس سے اکبر کو دو فتحین حاصل ہوئین اوّل یہ کہ ہندوؤن کی نسبت نیک رائے رکھنے لگے دوم راجاؤن کی تلوار اس کی حمایت کرنے لگی اور ان کی برچھیون کی نوکین اسکے تخت کو سہارنے لگین اگر خاندان تیموریہ کے بادشاہ اکبر کے ان اصول پر جمے رہتے تو انکی سلطنت لازوال ہو جاتی۔ مگر اکبر و جہانگیر و شاہ جہان کے اصول کے خلاف اورنگ زیب نے سلطنت کو بگاڑا گو وہ خود اپنی زندگی مین دینی تعصب کی وجہ سے سلطنت وسیع کا انتظام کرتا رہا۔ مگر اس نے ان لوگون کو ناراض کر دیا جنھون نے سلطنت کو معراج پر پہنچایا تھا۔ اورنگ زیب کی قوت و سطوت کے قائم مقام اسکے قائم مقامون کا ضعف جو ہوا اور بندہ غیر موانست ہوئی جس سے سلطنت کی خاک اڑ گئی۔ دوسرے ارباب الرائے یہ کہتے ہین کہ ترکون کی عادت مین داخل تھا کہ جہان وہ فتح کرتے وہان کی عورتون سے رشتہ مندی پیدا کرتے انہون نے یہان بھی اپنی عادت کے موافق یہی کیا۔ مگر اور ملکون مین اس عقد و پیوند سے فائدہ ہوا کہ انکی شکلین خوبصورت ہوگئین اور مہذب شائستگی حاصل ہوئی مگر اس ملک مین ترکی خون کے ساتھ ہندی خون کے پیوند پانے سے انکی نسل کی جلادت اور شہامت مین فرق آیا اور وہ جو بادشاہون کی سطوت و شجاعت و عظمت کا عرب اب ہندو راجاؤن کے دلون مین بیٹھا ہوا تھا وہ اس رشتہ مندی کی وجہ سے اوٹھ گیا۔ اس رشتہ مندی سے بھائی بندی اور ہمسری کا دعوی وہ کرنے لگے اور سلطنت کے کامون مین برابر کے مدعی ہو گئے۔ اسلئے اس رشتہ مندی کے پیوند سے مسلمانون کی سلطنت مین زوال کا بیج بویا گیا اور آخر کو ہندؤن نے مسلمانون کی سلطنت کو چھین لیا۔

تیسرے ارباب الرائے یہ کہتے ہین کہ ہندوستان مین جو قومین راجپوتون کی قوم جوان مرد بہادر اور غیرتمند اور اپنی عزت کے لئے جان نثار ایسی ہے جیسی کہ دنیا مین اور بہادر قومین ہین وہ مسلمانون کی عملداری سے پہلے آپس مین لڑ کر اور کٹ کٹ کر ضعیف

ہو گئی تھی۔ پھر انکی قوت غزنویون اور غوریون کی لڑائیون مین صرف ہوئی پھر افغانون سے انکی لڑائی رہی۔ مگر اکبر نے اپنی عقل و دانش سے وہ تدبیر کی کہ اس قوم کو بالکل نکما کر دیا۔ اسنے رجپوتون سے رشتہ مندی کرکے اور ان کو جاہ منصب مین بلند رتبہ بنا کے انکی آدھی قوم کو اپنا دوست و مطیع بنا لیا اور اس نصف قوم سے باقی نصف قوم کو جو مطیع نہ ہوئی مار کر تباہ کر دیا۔ غرض یون رجپوتون کا ایسا کام تمام کیا کہ جب مسلمانون کی سلطنت بگڑی اور قزاقون اور غارت گرون نے زور پکڑا تو اول اول رجپوتون نے اپنی ناعاقبت اندیشی کے سبب اس سے چشم پوشی کی اور کچھ پوشیدہ پوشیدہ فسادون کو برپا کرتے رہے اور یہ نہ سمجھے کہ اسکا اثر ہمپر پڑیگا غرض انکو اس انقلاب مین اور اقوام ہنود کی طرح عروج نہ ہوا وہ مطلق العنان اور صاحب اقتدار نہ ہوئی اس طرح اکبر کی دوستی سے جو انکی قومی قوت و ہمت شکستہ ہوئی وہ کبھی کسی دشمن سے بھی نہ ہوئی تھی۔ اسی طرح کی ارباب الرای رای زنی کرتے ہین اصل حقیقت تو کھلتی نہین مگر یہ رائین بھی دل بہلانے کے لئے اچھی ہین۔

بادشاہ کے شوق کی چیزین

جب بادشاہ لڑکا تھا اور کابل مین رہتا تھا۔ وہان اونٹ سے بڑا کوئی جانور نظر نہ آتا تھا وہ اونٹ پر سوار ہوتا تھا اور انکو لڑاتا تھا جب وہ ہندوستان مین آیا ہاتھی دیکھ کر اسکا شوق پیدا ہوا۔ یہ جانور صورت و سیرت مین عجیب ہی اگر اسکو کلانی مین پہاڑ سے تشبیہ دیجے تو غلط ہے پہاڑ مین حسن صورت ہی نہ رفتار ہی اگر سرعت و تیزی مین ہوا سے نسبت دیجے تو یہ صحیح نہین ہوا مین عرصہ نبرد مین ثابت قدمی اور خشم گینی سے لشکر کا درہم برہم کرنا کہان ہی۔ دور بینی و دریافت و فراست مین اگر گھوڑے کی برابر کہا جاے تو بیان واقع نہ ہوگا۔ وہ باخرد۔ دراز عمر۔ بدیع منظر عظیم شکل۔ بلند دریافت۔ سوار رہا ہے۔ فوج برہم زن۔ کوہ فگن عجیب جانور ہے کہ اسکی بدمستی و کینہ کشی کے لکھنے کے لئے ایک جدا کتاب کی ضرورت ہی۔ بادشاہ

ہاتھی اونٹ۔

اس مہیب پیکر بدیع ہیکل کو دیکھکر اسپر فریفتہ ہوگیا اسپر چڑھنے کی مشق الہی بڑھائی
کہ مست آدم کش بدخو فیل رہا ہاتھیون پر سوار ہونے لگا اُس بدمست بدخو ہاتھی
پر کہ جسنے اپنے فیلبان کو مارا ہوا اور کئی خون کئے ہون اور شہر مین شورش مچائی ہو
اسکے دانتون پر پانو رکھکر چڑھ جاتا اور بیٹھتا وکھیلتا بدمست عربدہ جو ہاتھی
سے لڑاتا تھا اور ان بدمست ہاتھیون کی لڑائی مین کہ جنکے پاس جانے سے
بڑے بڑے بہادرون کی جان نکلتی تھی وہ ایک ہاتھی سے دوسرے ہاتھی پر اچھل جاتا
ہاتھی پر نہ گدی ہو نہ جھول ہو فقط کلاوہ مین اسکے پانون اور پیٹھ پر اوسکی جما ہوا
ہو۔ ایک دفعہ کا ذکر ہو۔ دہلی مین بادشاہ بدمست ہاتھی لکھنہ پر سوار ہوکر
دوسرے ہاتھی سے لڑاتا تھا۔ لکھنہ ہاتھی نے دوسرے ہاتھی کو بھگا دیا اور
اسکے پیچھے بے تحاشا بھاگا وہ ایک گڈھے مین گرا اور ایسی حرکتین کین کہ بھوئی
جو اُسکے پیٹھ پر بیٹھا تھا زمین پر گرا اور بادشاہ بھی اوسپر سے گرا مگر پانو
کلاوہ مین اٹکا رہ گیا۔ لوگون نے کلاوہ سے پانو کو نکالا۔ جب ہاتھی
گڈھے سے نکلا تو اُسپر پھر وہ سوار ہوگیا۔ سو دفعہ سے زیادہ بادشاہ نے مست
ہاتھیون کو لڑایا ہوگا کبھی بادشاہ درخت یا چھت پر رہو بیٹھتا جب ہاتھی برابر آتا
تو اُسپر اچھل کر آن بیٹھتا۔

بادشاہ بڑا محقق تھا اُس نے ایک دفعہ ایک گروہ کو بھیجا کہ گنگا کے سرچشمہ کو تحقیق کرے
اُسنے ایک عجیب تجربہ کیا کہ انسان کی طبعی زبان کیا ہے یعنی اول انسان کونسی
زبان بولتا تھا مسلمانون کو دعوی تھا کہ اول عربی زبان بولی گئی۔ یہودی
کہتے ہین کہ عبرانی سب زبانون کی اصل ہو۔ ہندو اپنی سنسکرت کو سب زبانون
کی مان بتاتے ہین۔ اس تحقیقات کے لئے اسنے شہر سے باہر بہت دور ایک مکان
عالیشان سب ضروریات سے آراستہ کیا اور گنگ محل اسکا نام رکھا بہت سے
لڑکے لڑکیان پیدا ہوتے ہی ماں باپون سے لیکر اس محل مین داخل کین

زبان کی تحقیقات

دائیون کو دودھ پلانے کا حکم دیا۔ مگر ان کے سامنے بولنے سے منع کیا غرض ایسا اہتمام کیا کہ انکے کان مین انسان کی آواز نہ پہنچنے دے جب یہ لڑکے پانچ پانچ سات سات برس کے ہوئے تو انکو اپنے سامنے بلوایا تو سوائے غائین بائین کے انکے مُنہ سے کوئی لفظ نہین نکلتا تھا ہر زبان کے فضلا مقرر تھے کہ جو لفظ اول ان کی زبان سے نکلے اسکو امتحان کرین کس زبان کا ہے مگر انکی زبان سے کوئی لفظ ہی نہین نکلتا بلکہ وہ اشارون مین باتین کرتے تھے۔ غرض تجربہ مین ناکامی ہوئی۔ ہیرو ڈوٹس ایک قدیمی مورخ نے لکھا ہے کہ کسی فرعون مصر نے بھی تجربہ کیا تھا مگر اکبر کے تجربہ مین یہ زیادہ خوبی تھی کہ پھر ان بچون کو بولنا سکھایا گیا تو مشکل سے اونہون نے سیکھا۔ بدایونی نے بادشاہ کے اس تجربہ کو بھی بڑی حقارت سے اسطرح لکھا ہی کہ بچون کو گونگی دایون سے چار برس تک دودھ پلایا گیا مگر اسکے بعد انکو ایک لفظ بولنا نہین آیا۔ ابوالفضل یون لکھتا ہے۔

سنہ ۲۴ مین بادشاہ کی محفل مین ہر طرح کے علم کا ذکر ہوتا تھا اس نے فرمایا کہ ہر گروہ کی زبان دانی پیاپے شنوائی سی ہوتی ہی کہ ایک دوسری کی بات یاد کرتے ہین اگر ابتدا پیدایش سے وہ اس طرح پر کہ آدمی کی گفت گو انکے کان مین نہ جاے تو ضرور انمین بولنے کی قوت نہ ہوگی اگر انمین سے کوئی بولے تو اسکو ایزدی گفتار ہونے کا یقین کرنا چاہیئے مگر بعض سامعین کی پیشانی سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس سے انکار کرتے ہین ان کے دل نشینی کے واسطے ایسی سرزمین مین کہ اونکان کی آواز کوئی وہان نہ پہونچے ایک سرائے آبادکی اور وہان نوزادون کو رکھا۔ پرستی منشون کو پاسبانی کے لئے مقرر کیا کچھ زمانہ تک دائیان ان بچون کو دودھ پلائین۔ مگر اپنی زبان کو بند رکھین۔ عام لوگون نے اس سرائے کا نام گنگ محل رکھا بادشاہ اس عبرت سرا مین خود گیا کوئی آواز اس خاموش خانہ سے برآمد نہوئی اور اس آرام گاہ مین کوئی گفتار نہ سُنی باوجودیکہ اسپر چار سال گذر گئے تھے

مگر بچون کو گویائی سے کچھ بہرہ نہ تھا ایسی آوازین نکالتے تھے جیسے گونگے نکالا کرتے ہین
حالات اسد بیگ — ایک تاریخ مرزا اسد بیگ کی تصنیف سی ہی آہین مرزا نے ممتا کو
کا حال یہ لکھا ہی کہ مجھی بیجاپور مین کچھ ممتا کو ہاتھ لگا مین نے ہندوستان مین اسکو پہلے
نہین دیکھا تھا۔ مین نے اسکو لیا اور خوبصورت پائپ بنایا۔ اجین ہی سے منگائی دو تین ہاتھ
لمبی تھی اور اچھی طرح خشک کی گئی تھی اور اسپر رنگ کرایا اسکے دونو سرون مین جواہر اور
زمرد لگائی عقیق یمنی کی مہنال گاؤ دم بہم پہنچائی اور اسکو نے پر لگایا اور سونے
کا آتش افروز بنایا۔ عادل خان نے مجھے ایک پاندان دیا تھا جسپر نہایت عمدہ کام
کیا ہوا تھا اسمین مینے ایسا عمدہ ممتا کو بھرا کہ اگر اسکے پینے کو آگ لگائے تو سارا جلنے
لگے ان سبکو مینے ایک کشتی مین رکھا اور نے کے رکھنے کے واسطے مینے ایک چاندی کی نلی
بنوائی اور نلی کی اوپر سرخ ململ کا غلاف چڑھایا۔ جب بادشاہ کی خدمت مین حاضر
ہوا اور تحائف پیش کئے تو بادشاہ نے مجھ سے پوچھا کہ اتنے تھوڑے دنون مین ایسی
عمدہ اشیا کسطرح بہم پہنچائین۔ جب شیخی اور نے اور اسکے سامان پر اسکی آنکھ
پڑی تو اسکو تعجب ہوا اور ممتا کو جو چلم مین تھا دیکھ کر پوچھا کہ یہ کہان سے تجھے ہاتھ
لگا ہے۔ خان زمان خان نے کہا کہ یہ ممتا کو ہی مکہ مدینہ مین اسکا بہت رواج
ہے یہ حکیم حضور کے لیئے بطور تحفے کے لایا ہے۔ بادشاہ نے اسکے تیار کرنے کا مجھے حکم دیا
مینے اسکو بھر کر تیار کیا۔ بادشاہ اسکا دم بھرنے کو تھا کہ اس پاس ایک طبیب دوڑا ایا
اور اسکو پینے سے منع کیا۔ مگر بادشاہ نے کہا کہ میرے خوش کرنے کیلیئے وہ تھوڑا
سا ہی پیئے گا اور اس نے مہنال کو منہ مین لے کر دو تین دم کھینچے طبیب نے
بیتاب ہو کر کہا کہ مین اب یاد دہ پینے کی اجازت نہین دیتا بادشاہ نے مہنال منہ
سے نکال کر خان زمان کو دی اس نے بھی دو تین دھوئین کے بقے اڑائے پھر اپنے
پنے حکیم پاس اسکو بھیجا کہ وہ اسکے خواص کی تحقیق کر کے اطلاع دے۔ حکیم نے
جواب دیا کہ ہماری کتابون مین کہین اسکا ذکر نہین ہی۔ وہ کوئی نیا ایجاد ہے

اور نے چین کی ہی۔ انگریزی ڈاکٹرون نے تمباکو کی بہت تعریف لکھی ہی۔ امیر الحکماء نے کہا کہ یہ ایک دوا ایسی ہی کہ جسکا امتحان نہین ہوا اور اطبا نے اسکے باب مین کچھ نہین لکھا ہم کس طرح سے حضور سے اس مجہول شی کے خواص عرض کر سکتے ہین۔ مناسب نہین ہی کہ حضور اسکا استعمال فرمائین مین نے امیر الحکماء سی کہا کہ اہل فرنگ ایسے احمق نہین ہین کہ وہ تمباکو کا حال نہ جانتے ہون اور یون ہی پینے لگے ہون۔ انمین بعض ایسے باخبر ہین کہ کبھی خطا و غلطی نہین کرتے۔ تم کس طرح سے ایک چیز پر بغیر اسکے خواص دریافت کرنے کے اور امتحان کے رائے دے سکتے ہو جسکا اطبا اور سلاطین اور امرا کو اعتبار ہو اشیاء پر انکی برائی اور بھلائی تحقیق کر کے حکم لگانا چاہیئے۔ حکیم نے جواب دیا کہ ہم کو اہل فرنگ کی تقلید کرنی نہین چاہیئے اور ایک رسم کو جسکو ہمارے عقلائے حکم نہین دیا بغیر امتحان کے نہین جاری کرنا چاہیئے مین نے جواب دیا کہ کیا عجیب بات آپنے کہی ہی۔ آدم کے وقت سے اسدم تک ہر رسم کسی نہ کسی زمانہ مین نئی تھی وہ بتدریج رائج ہوتی گئی۔ جب کوئی نئی چیز داخل ہوتی ہی اور دنیا مین مشہور ہوتی ہی تو ہر ایک آدمی اسکو اختیار کرتا ہے۔ دانشمندون اور حکیمون کو چاہیئے کہ کسی چیز کے برے بھلے خواصون کی تحقیق کر کے اسکی تشخیص کرین اچھے خواص مدتون مین تحقیق ہوتے ہین چین کی چاء کو دیکھو جو پہلے زمانہ مین لوگون کو نہین معلوم تھی اس زمانہ مین رائج ہوتی ہی وہ بہت بیماریون کی دوا مین کام آتی ہی۔ جب بادشاہ نے اس مباحثہ اور میری دلائل کو سنا تو خان زمان سے کہا کہ تو نے دیکھا اسد کیا فرزانگی وزیرکی کی باتین کرتا ہے۔ اب حکیم کچھ اور عرض کرنے کو تھا کہ بادشاہ نے اوسکو چپکا کر کے مولوی صاحب کو بلایا۔ مولوی نے تمباکو کی بہت تعریف کی مگر حکیم صاحب کو کوئی نہ منوا سکا اسکے عمدہ طبیب ہونے مین شبہ نہ تھا۔

مین بہت سا تمباکو لایا تھا اور بہت سی نیچین مین نے انکو امراء مین تقسیم کیا پھر تو اسکی سب چاٹ ایسی لگی کہ مجھ سے تمباکو کے طلبگار ہونے لگے اور تمباکو کا رواج بہت

جلد ہوگیا۔ مگر بادشاہ نے اسکو نہین پیا۔ اس تمباکو کا بیان پرتگیزون کی کتابون سے
ایک اور طرح سے بیان کیا جاتا ہے کہ ایک نوجوان پرتگیز نے بادشاہ سے عرض کیا
کہ اگر حضور کی مرضی ہو تو مین عجیب و غریب تماشا دکھاؤن۔ بادشاہ نے فرمایا کہ
مین ہر عجیب چیز کے دیکھنے کا مشتاق ہون تو ضرور تماشا دکھا اس نے روشنی منگائی
اور چھپ کر تمباکو کو روشن کیا اور پائپ کی طرح پر ہاتھ رکھ کر منہ سے دھوان نکالنے
لگا بادشاہ نے یہ دیکھ کر ناک چڑھا کے کہا کہ یہ کیا تماشا ہے ایسے تماشے تو ہمارے
مداری کرتے ہین کہ ناک کے نتھنون سے دھوان کیا شعلے نکالتے ہین اور خوب پیتے کھاتے ہین تو تو اپنے
تماشے سے ایک دو پیسہ مہینہ بھی نہین کما سکتا۔ اسپر پرتگیز نے کہا کہ بیشک تماشا نہین
دکھایا۔ بلکہ یہ دھنوان دکھایا ہے جو خوش ذائقہ ہے اور اسسے انسان کا دل خوش
اور صاف ہوتا ہے اُس نے ہاتھ اوٹھا کر مٹی کا پائپ اور تمباکو نکال کر دکھایا
بادشاہ نے حکیم مین ابوالفتح گیلانی کو تمباکو دکھایا عبدالقادر بدایونی نے حکیم سے
کہا کہ یہ شیطان نے بہکانے کی تدبیر کی ہے تو ہرگز تمباکو کا امتحان نہ کرنا وہ شیطان کا
لایا ہوا ہے۔ جاسوسون اور نوکرون کے ذریعہ سے بادشاہ پاس پہنچا ہے۔ حکیم نے
آنکر دیکھا کہ بادشاہ بہت کھاس کھا ہے وہ پائپ کے کئی دم کھینچ چکا تھا اسلئے کھا ستا تھا
حکیم نے تمباکو کو سنجیدگی سے آزما کر عرض کیا کہ وہ خوش آیندہ اور صحت بخش ہے مگر اسکا
دھنوان پہلے صاف ہونا چاہیئے پانی مین پہلے گدزنا چاہیئے۔ بادشاہ نے
اسکی رائے سے اتفاق کیا۔ غرض اس طرح حقہ ایجاد ہوا۔

شہنشاہ اکبر کی عادت تھی کہ وہ بھیس بدل کر رعایا کے ضروری حالات کو دریافت
کیا کرتا تھا۔ بازارون مین جاکر نرخ اجناس معلوم کرتا تھا ایک دن وہ اس
طرح چلا جاتا تھا کہ ایک شخص نے اُس کو پہچان لیا اور ایک دوسرے آدمی سے
کہا کہ یہ اکبر جاتا ہے بادشاہ نے اُسے سُن لیا۔ جب وہ اسکے پاس آیا تو ایسا
منہ ٹیڑھا کر لیا کہ اس آدمی نے دیکھ کر کہا کہ یہ اکبر نہین ہے کوئی ٹیڑھا ہے۔

تغیر حال رعایا۔

سنہ ۹۹۱ مین بادشاہ نے راجہ جے مل کو گھوڑے کی ڈاک مین بھیجا تھا۔ تیزی کی نا ہنجاری اور افزونی تابش سے حدود جوسا مین اسکا چراغ زندگی افسردہ ہوا اس کی بیوی راجہ اودے سنگھ پسر رائے مالدیو عرف موٹا راجہ کی بیٹی تھی وہ ستی ہونے پر راضی نہین ہوتی تھی اسکا بیٹا اور چند اور جاہل رجپوت اپنی جہالت کے سبب سے زبردستی اسکو ستی کرنا چاہتے تھے۔ محل مین پہر دن چڑھے بادشاہ کو اسکی خبر ہوئی خدا ترس بادشاہ کو ترس آیا اور سوچا کہ اگر کسی اور امیر کو بھیجتا ہون تو اوسکے سینہ مین اپنا دل اور دل مین یہ درد کیونکر ڈال سکتا ہون مبادا وہ تاخیر کرے .....

اسلئے وہ اسپ بادپا پر سوار ہوکر اس سرزمین کو روانہ ہوا۔ لوگون کو اصل حقیقت پر آگہی نہ تھی بادشاہ کے اس طرح غائب ہونے سے ایک شورش برپا ہوئی اور دریدہ سر بیہودہ گویون نے خیال پرستی سے طرح طرح کی روش سے داستانین بنائین خلاص مند فدویون نے ہتیار بندی کی۔ لڑائی کا سا سامان کیا۔ بادشاہ کے ساتھ اس دوڑادوڑ مین کشتک کے آدمی بھی نہ پہنچ سکے چند جان نثار اور کئی خدمتگار رکاب مین رہے جب بادشاہ اس ہنگامہ کے قریب آیا تو جگنناتھ اور رائسال لگے گئے اور آشفتہ رائے سرگروہون کو گرفتار کرکے حضور کے روبرو لائے۔ بادشاہ نے کہا کہ انکی پیشانی سے پشیمانی ظاہر ہوتی ہے۔ جوش خشم کی حالت مین جان بخشی کی مگر مقید کیا۔ کچھ تھوڑے زمانہ مین بادشاہ اپنی یہ عدالت سترگا اور رافت والا و شجاعت بزرگ دکھاکر اپنے آرامگاہ مین آیا جس سے ترانۂ شادی بلند ہوا

شہنشاہ اکبر کے مذہبی خیالات

اس بادشاہ کے مذہبی خیالات معلوم کرنے کے مخازن میرے پاس یہ ہین اکبر نامہ۔ آئین اکبری۔ خافی خان کی منتخب اللباب۔ توزک جہانگیری۔ منتخب التاریخ عبدالقادر بدایونی۔ دبستان المذاہب ایشیاٹیک سوسائٹی کلکتہ کے مختلف

جو انگریزی محققین نے لکھے ہین۔

بادشاہ کے مذہب کا اصل حال ابوالفضل اور عبدالقادر بدایونی کی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے جسکو ہلوک مین صاحب نے بالترتیب لکھا ہے۔ باقی تحریرات انہین دو اہل علم کی تحریرون پر مبنی ہین جنپر محققین کی بنا کے کل پھول لگے ہوئے ہین۔

عبدالقادر بدایونی اکبر کا دشمن تھا اور ابوالفضل کا دوست تھا پس جب کسی شخص کے حال کو لایق دوست قابل دشمن دونو لکھین تو پھر کوئی اسکی برائی بھلائی چھپی نہین رہتی گو دونو کے بیان مین مبالغہ ہوتا ہے مگر عقل سلیم ان دونو کی تحریرون مین ثالث بالخیر ہو کر اصل حال کا استنباط کر سکتی ہے کہ کیا ہے۔ اول ہم مذہب کے باب جو کچھ منتخب التاریخ مین عبدالقادر نے لکھا ہے وہ لکھتے ہین اور پھر ابوالفضل نے جو لکھا ہے وہ تحریر کرتے ہین۔ دونو کی تحریرون سے جو نتایج محققین نے نکالے ہین انکو زیر رکھ لاتے ہین اور خطوط وحدانی کے اندر بعض اشارے یا رمزون کی تشریح کرتے ہین اور دیباچہ ان المذاہب کو بھی زیر نظر رکھتے ہین۔

آن ایام مین آخر ۹۸۷ھ) مین شیخ ابوالفضل خلف شیخ مبارک ناگوری بادشاہ کی درگاہ مین دوبارہ آیا (پہلی ملاقات ۹۸۰ھ مین ہو چکی تھی) اب اسکو علامی کہتے ہین اس نے ایک جہان مین آگ لگا دی۔ اسنے صباحیون (حسن صباح ایک مذہبی مشہور مکار ہی کا چراغ روشن کیا یعنی روز روشن مین چراغ جلایا اور بمقتضای من تخالف تعرف (جو مخالف کرتا ہی قوت پاتا ہے) اسنے کل امم کی مخالفت پر کمر خوب درست اور چست کی اسکو دربار اکبری مین بیشی کی خدمت ملی۔ . . . آیۃ الکرسی جسمین دقایق ونکات قرآنی بہت سے مندرج ہین اسکی تفسیر پیش کی کہتے ہین کہ یہ تفسیر اسکے باپ کی تصنیف سے تھی مگر اسنے اسکو نذر دیکر تحسین کی عزت حاصل کی اور تفسیر اکبری (۹۸۳) اسکی تاریخ تصنیف تھی۔ بادشاہ نے اسکو ان ملانون کی گوشمالی کے لئے خاطر خواہ پایا جو فرعون تھے یہ توقع بادشاہ کو مجھ سے نہ تھی۔

ابوالفضل کو جو ان ملانون سے مخالفت تھی اوسکی وجہ یہ تھی کہ جب اہل بدعت اور

شیخ ابوالفضل کی دوسری ملاقات بادشاہ اکبر سے

اسی قبیل کے لوگ جیسے کہ میر حبشی اور مشل انکی تھے گرفتار ہوئے تو شیخ عبدالنبی اور مخدوم الملک
اور کل علمائے متفق اللفظ والمعنی ہوکر بادشاہ سے عرض کیا کہ شیخ مبارک فرقہ مہدویہ مین
سے ہے اور ضال ومضل (خود گمراہ اور اوروں کو گمراہ کرنے والا) ہے ایک طرح کی
بادشاہ کی اجازت اسکے رفع دفع کرنے کے لیے لے کر بادشاہ کے سامنے اسکے حاضر کرنے کے
لئے محتسبون کو بھیجا۔ شیخ اپنے دو بیٹون سمیت مخفی ہوگیا تو اسکی مسجد کے منبر کو ان متعصبون نے
توڑ ڈالا اس زمانہ مین شیخ سلیم چشتی فتحپوری کا جاہ وجلال اوج پر تھا انکے پاس اول شیخ التجا
لایا کہ وہ بادشاہ سے التماس کرکے اسکی شفاعت کرادین شیخ سلیم نے بعض اپنے خلیفون کے ہاتھ
کچھ روپیہ شیخ مبارک پاس بھجوایا اور اس سے کہا کہ تمہارے لیے بہتر یہی ہے کہ اس دیار سے فرار کرو اور
گجرات مین چلے جاؤ۔ جب شیخ کو یہان سے ناامیدی ہوئی تو اس نے مرزا عزیز کوکہ کو اپنا
متوسل بنایا اسنے بادشاہ سے شیخ مبارک کی درویشی اور اوسکی اولاد کی فضیلت کی تعریف
کی اور عرض کیا کہ شیخ مرد متوکل ہے اس لیے کوئی زمین بھی انعام مین نہین لی ایسے فقیر کو گوشہ
گرفتار مین نہین جانتا کہ کس لئے ہے اس سفارش سے بادشاہ نے شیخ کے ایذا پہنچانے کا خیال بالکل
چھوڑا اور تھوڑی مدت مین زمانہ اسکے موافق ہوا شیخ ابوالفضل کو اپنی خدمت کے زور سے
اور بادشاہ کی حمایت سے اور زمانہ سازی وہمدردانہ وضع ومزاج شناسی اور غایت درجہ کی
خوشامد سے ایسے موقعے ملے کہ اسنے اس جماعت کو جسنے سعایت اور سعی نامشکور کی تھی
نہایت بری طرح سے رسوا کیا اسنے فقط انہین تجربہ کار عالمون کا استیصال نہین کیا بلکہ
کل ان خدا کے بندون کو خراب کیا جو مشایخ وعلماء وعوام صلحا، وضعفاء، ویتیم تھے ان کی
مدد معاش وظائف کو بند کیا اور حال وقال کی زبان سے یہ کہتا ؎

رباعی	
یارب بجہانیان وسیلے بدہست ۔	تمرد ان را جو پیشہ پیلے بدہست
فرعون وشان دست براورد بخشم	موسی وعصا وروز نیلے بدہست

جب اس وضع سے ان علماء کے حال مین خلل پیدا ہوا اور جنہون نے اسکے باپ کو ستایا تھا

تو یہ رباعی اکثر وہ پڑھا کرتا تھا

رُباعی

آتش بدوست خویش در خرمن خویش	چہ ان خود زدہ ام چہ نالم از دشمن خویش
کس دشمن من نیست منم دشمن خویش	ای وائے من دست من در امن خویش

جب بحث مین اسکے سامنے کسی مجتہد کا قول پیش کرتے تو وہ کہتا کہ فلان حلوائی۔ فلان کفش دوز۔ فلان چرم گر کا قول میرے لئے حجت نہین ہو سکتا۔ وہ سب مشائخ و علماء کا منکر تھا۔

عبادت خانہ و مباحثہ کا آغاز

سنہ ۹۸۳ مین عبادت خانہ کی عمارات تمام ہوئین بادشاہ نے فتحپور سیکری مین ایوان شاہی کے پاس یہ عمارت بنوائی تھی۔ ان تعمیرات کا منشا بیان ہوگا ان چند سالون مین (سنہ ۹۸۳ سے پہلے) فتوحات عظیمہ و غریبہ پے در پے حاصل ہوئی تھین اور ہر مملکت روز بروز فراخ ہوتا جاتا تھا مراد کے موافق کام برآتے تھے۔ کوئی مخالف جہان مین باقی نہ تھا۔ اسنے فقراء سے اور حضرت معینہ کی آستانہ کی مجاورون سے دوستی پیدا کی تھی۔ اکثر اوقات اسکے قال اللہ و قال الرسول مین گذرتے تھے۔ تصوف کے مسائل و مذاکرہ علمی و تحقیق مسائل حکمی و فقہی وغیرہ مین وہ مصروف رہتا تھا۔ اور اکثر اوقات کو جاگ کر خدائے عزوجل کے اسمون یاھو یاھادی کا ذکر کرتا تھا یہ اوسکو القاء ہوا تھا کہ ان دو ناموں کے ذکر سے معرفت حاصل ہوتی ہے فقرا انکو ہزار دفعہ پڑھتے ہین منعم حقیقی کی تعظیم نے اسکے دل مین جگہ پکڑلی تھی۔ وہ بعض نعمتون کے شکرانہ کے لئے یہ طریق نیازمندی و دردمندی صبح کو ایک چوڑی سل پر بیٹھتا۔ یہ سل ایک پرانے حجرہ کی تھی جو بادشاہی محلون کے سایہ مین آبادی سے ایک طرف تھا۔ اسپر مراقبہ کرتا اور فیض سحری حاصل کرتا اس نے سنا تھا کہ سلیمان کرانی (جسکا ذکر بہت کچھ ہو چکا ہے وہ سنہ ۹۷۱ سے سنہ ۹۸۱ تک حاکم بنگالہ تھا) کا ذکر سنا تھا کہ وہ سحر کو ڈیوڑھی پر مشائخ و علماء نامدار کے ساتھ تہجد کی نماز جماعت سے پڑھتا ہے اور صبح تک ان کی ساتھ

بیٹھکر تفسیر و تذکیر سنتا ہے صبح کی آغاز کے بعد مہمات ملکی اور سپاہی و رعیت کی داد و ستد مین مشغول ہوتا ہے اور تقسیم اوقات کرکے تضیع اوقات نہین کرتا مرزا سلیمان جو ایک بادشاہ صوفی مشرب و صاحب حال تھا اور مرید کرتا تھا اسکے آنے کی بھی خبر بدخشان سے تھی غرض ایسے بواعث تھے کہ شیخ عبداللہ نیازی سہرندی نے حجرہ کا نام عبادت خانہ رکھا (یہ شیخ پہلے شیخ الاسلام چشتی کا مرید تھا) اور پھر فرقۂ مہدویہ مین آگیا تھا (اسکا ذکر پہلے ہوچکا ہے) اس حجرہ کے چارون طرفون مین ایوان بنائے اور بیچ مین ایک تالاب بنایا جسکا نام انوپ تالاب رکھا اور اس حجرہ کا نام عبادت خانہ رکھا کہ آخر رفتہ رفتہ وہ عبادت خانہ ہوگیا۔ ملا شیری نے اس عمارت کے باب مین قصیدہ کہا ہے جسکی ایک بیت یہ ہے ؎

درین ایام دیدم جمع با اموال قارونی عبادتہا ی فرعونی عمارتہا ی شدادی

بادشاہ ہر نماز جمعہ کے بعد خانقاہ جدید شیخ الاسلام سے آکر اس عبادتخانہ مین ایک مجلس کرتا جسمین سوا مشایخ وقت و علماء و فضلاء اور جید مخصوص بادشاہون کے تقریبین و ندیمون کے کوئی اور طلب ہوتا اور اسمین افادت اور استفادت کی باتین ہر قسم کی

ہر شب جمعہ کو سادات و مشایخ و علماء و امراء کے گروہون کو بادشاہ بلاتا جب اس جماعت نے اپنی نشست کے مقام مین اور تقدیم و تاخیر مین بھی بدنفسی دکھائی۔ اور جھگڑے کھڑے کئے تو بادشاہ نے حکم دیدیا کہ امرا جانب شرقی مین اور سادات جانب مغربی مین اور علماء جانب جنوبی مین اور مشایخ جانب شمالی مین بیٹھین ان صفون مین خود بادشاہ نوبت بہ نوبت پھرتا اور اس جماعت سے باتین کرتا اور مقاصد کی تحقیق کرتا۔ طرح طرح کی خوشبوؤن سے مکان کو معطر کرتا۔ بیشمار زر اہل استحقاق کو دیتا جو مقربون کے ذریعہ سے عبادت خانہ مین چلے آتے تھے۔ فتح گجرات مین اعتماد خان گجراتی کے کتبخانہ سے جو نفیس کتابین ہاتھ لگی تھین وہ ان علماء کو خود اپنے ہاتھ سے تقسیم کین اور جو کتابین فاضل بچی تھین وہ امرا کو وجہ اختاس مین کہ جسکو ارماس یعنی زوال و تمن کہتے ہین دیتا تھا ایک دن رات کو علماء گردن کی رگین پھلا پھلا کر اور غل مچا مچا کر باتین کرنے لگے۔

مباحثہ کا نتیجہ

یہ بات بادشاہ کو ناگوار گذری اسنے عبدالقادر سے کہا کہ آیندہ جو اس جماعت میں نامعقول بات کہی اس کی مجھکو اطلاع دے میں اسکو مجلس سے اٹھا دونگا اس نے آصف خان سے آہستہ سے کہا کہ اسطرح تو اکثر علما مجلس سے اٹھائے جائینگے۔ بادشاہ نے پوچھا کہ اس نے کیا کہا تو آصف خان سے جو اسنے کہا تھا وہ عرض کیا تو بادشاہ خوش ہوا اور اسکا ذکر اپنی مجلس میں اپنے مقربین سے کیا۔

ایک دن حاجی ابراہیم سرہندی نے فتوی دیا کہ سرخ و زعفرانی لباس پہننا مباح ہے اور اس بات کے ثبوت میں ایک حدیث بھی نقل کی۔ اسکو میر عدل نے سنکر مجلس بادشاہی میں اسکو بدنخت ملعون کہکر گالیان دین اور عصا لیکر اوسکے مارنے کو چلا اوس نے اپنی تئیں حیلہ کرکے بچایا اس بیہودہ کو علما اور مفتیون سے نفرت ہوئی وہ کسی آدمی کے قصور غرور و تکبر کو معاف نہین کرتا اور تمام تکبر کی باتون میں اسکو علم میں تکبر کرنے سے نہایت نفرت تھی اب اس نے ان علماء عظیم کو ایذا پہنچانے کا قصد کیا اور جب اس کے مقربین کو بادشاہ کی نیت یہ معلوم ہوئی تو پھر علما پر سبطرح کے الزامون کا طومار باندھ دیا۔

اسواسطے بادشاہ نے مجلس میں مخدوم الملک مولانا عبداللہ سلطان پوری کو بلایا کہ اسکو ایذا پہنچاوے اور اسکے مقابلہ کے لئے حاجی ابراہیم و شیخ ابوالفضل کو اور نئے آدمیونکو بلایا۔ ابوالفضل نیا نیا مجلس میں آیا تھا وہ نئے مذہب و دین کا مجتہد تھا اور مرشد بحق اور داعی مطلق تھا۔ اور مباحثہ میں مخدوم الملک کی ہر بات میں بادشاہ دخل دیتا تھا پھر بعض مقربین بھی بادشاہ کے اشارہ سے اس سے کاوش و تراوش کے مقام میں آکر اسکی عجیب و غریب تقبیح کرنے لگے۔

خانجہان نے کہا کہ مخدوم الملک نے فتوی دیا ہے کہ اس زمانہ میں حج فرض نہین ہے بلکہ گناہ ہے جسکی وجہ اس سے پوچھی تو اس نے دلیل یہ بیان کی۔ کعبہ کی دو راہین ہین ایک عراق دوسری گجرات سے پہلے خشکی کی راہ قزلباشون کی نامزا باتین سننی پڑتی ہین اور دوسری دریا کی راہ میں غیر ملکون سے قول اور عہد لیا جاتا ہے۔ اور عہد نامہ پر

اس عہدنامہ پر حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر منقش ہوتی ہی
وہ بت پرستی کا حکم رکھتی ہی۔ دو نوطرح سی حج ممنوع ہی اور خان جہان نے یہ
بھی کہا کہ زکوٰۃ کے باب مین ایک اور حیلہ مخدوم الملک نے یہ نکالا ہی کہ آخر سال مین
جو خزانہ پاس ہو وہ اپنی منکوحہ کو بخش دی اور پھر اسپر ایک سال نہ گذرنے پاوی کہ اس
سے لے لے۔ اہل سنت پاس جو سال کے آخر مین بخشت ہوتی ہے اسپر زکوٰۃ دینا واجبی
ہے۔ بس اسی طرح نہ میان پر نہ بیوی پر زکوٰۃ فرض ہوگی اسکے حیلون کے ساتھ
بنی موسیٰ کے حیلہ بھی شرمندہ ہوتے تھے۔ اس نے مشائخ وفقرا کے ساتھ
خصوصاً پنجاب کے آیمہ اور اہل استحقاق کے ساتھ خست رزالت۔ خباثت۔ جہالت
مکاری۔ دنیا داری۔ ستمگاری کی اور ایسی طرح طرح کی حکایات اسکی اہانت واستخفاف و
مذمت کی تقریر مین آئی تھین جو قیامت کے دن سب کھینچی۔ جبراً قہراً اسکو کہنا
جب اس سی پوچھا کہ تجھ پر حج فرض ہی تو اس نے کہا کہ نہین (یعنی مفلس ہون) ان دونون
مین شیخ عبدالنبی کا عین جاہ وجلال تھا اور مخدوم الملک کے پیٹ کا اور زوال کا آغاز تھا
بادشاہ شیخ کی تعظیم واحترام کرتا تھا اور کبھی کبھی علم حدیث کے سننے کے لیے اس کے
گھر جاتا اور ایک دو دفعہ اسکی جوتیان اسکے پانون کے سامنے رکھین تھین۔
انہین مجلسون مین سی ایک مجلس مین بادشاہ نے پوچھا کہ کتنی اصل عورتون سی نکاح کرنا
درست ہی۔ علماء نے جواب دیا کہ چار حرہ عورتون سی زیادہ عقد نکاح باندھنا جائز نہین
ہے۔ اسپر بادشاہ نے فرمایا کہ مین عنفوان جوانی مین اس مسئلہ کا مقید نہین تھا جتنی
آزاد و بندہ عورتین چاہین مین نے جمع کرلین اب اسکا علاج کیا ہوسکتا ہے ہر ایک
شخص نے کچھ کچھ عرض کیا۔ بادشاہ نے فرمایا کہ ایک دن مین نے شیخ عبدالنبی سے
سنا کہ مجتہدون مین سی ایک نے تو ہو یان کرنی جائز رکھی تھین۔ لوگون نے عرض
کیا۔ ابن لیلےٰ مجتہد نے یہ لکھا ہے کہ اس آیت فانکحوا ما طاب لکم من النساء
مثنیٰ وثلاث ورباع کی عبارت سی ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اٹھارہ بیویان

کرنی جائز ہین (جس سے چاہو نکاح کرو عورتون مین سے دو دو یا تین تین یا چار چار
(جسنے نو ہو یان کہین اسنے ۲ + ۳ + ۴ = ۹ حساب لگایا اور جسنے اٹھارہ کہین (۲ +
۲ + ۳ + ۳ + ۴ + ۴) یعنی اٹھارہ کا حساب) مگر یہ روایتین مرجوح ہین عمل کے لائق
نہین پادشاہ نے آدمی بھیجکر شیخ عبدالنبی سے پوچھا اسنے جواب دیا کہ مین نے اختلافات
کا بیان کیا تھا کوئی اباحت کا فتوی نہین دیا۔ یہ بات بادشاہ کو گران معلوم ہوئی
اور فرمایا کہ شیخ نے ہماری ساتھ نفاق کی بات کی کہ اُس وقت کچھ اور کہا اور اس وقت
کچھ اور کہتا ہی یہ بات اُسکے دل مین بیٹھ گئی۔ اس مسئلہ مین بہت سی ردو بدل اور روایات
متنوعہ کے جمع کرنے کے بعد علمارنے یہ فتوی دیا کہ بطریق متعہ کے جسقدر عورتین کہ تسہ تک
مباح ہین اور یہ امام مالک کے مذہب مین جائز ہی اور شیعہ اس فرزند کو کہ متعہ سے
پیدا ہو بہ نسبت منکوحہ اولاد کے زیادہ عزیز رکھتے ہین برخلاف اہل سنت وجماعت کے
اس مسئلہ مین بہت سی اور باتین ہوئین جنکا بیان عبدالقادر نے نجات الرشید مین
بالاجمال لکھا ہی۔ موطا امام مالک کی نصیحت ان اُٹھا لایا جسمین امام مالک نے ایک حدیث
نقل کی تھی جس سے متعہ کا منع ہونا ثابت ہوتا تھا۔ ایک رات کو قاضی یعقوب و شیخ ابوالفضل و
حاجی ابراہیم اور ایک دو اور علمار حجرہ الوپ تلاؤ مین بادشاہ کی خدمت مین بلائے ہوئے
آنکر بیٹھے شیخ ابوالفضل مشائخ کے معارض مقرر ہوئے۔ جو روایتین کہ متعہ کے باب مین ابوالفضل
باپنے جمع کی تھین اس نے پیش کین اس اثنار مین بادشاہ نے ملا عبدالقادر کو بھی بلا کر
پوچھا کہ اس باب مین تمہاری رائے کیا ہی اس نے عرض کیا کہ ان ساری روایات مختلفہ و
مذاہب گوناگون کا حاصل اس ایک بات پر تمام ہوتا ہی کہ امام مالک اور شیعہ کے نزدیک بالاتفاق
متعہ مباح ہی اور امام شافعی [illegible] امام اعظم کے نزدیک حرام اگر کوئی قاضی مالکی حکم
اسکے اقتضاء کا کرے تو امام اعظم کے مذہب مین بالاتفاق متعہ مباح ہوتا ہی اس بات
کے سوائے سب قیل و قال و جنگ و جدال ہی۔ بادشاہ کو یہ بات بہت مستحسن معلوم ہوئی۔
اس باب مین قاضی یعقوب نے چون و چرا کی عبدالقادر نے کہا کہ کوئی چیز مختلف فیہ

ہوتا ہے وہ قاضی کی قضا مع علیین فیصل ہو جاتا ہی اس اصول کی مثال سی توضیح کی کہ قاضی یعقوب
معقول ہو گیا اور عجز کے ساتھ کہا کہ اب مین کیا کہون مبارک ہو کہ متعہ مباح ہی۔
پادشاہ نے قاضی حسین عرب مالکی کو اس ہرشتہ مین قاضی مقرر کیا اور قاضی یعقوب
کو معزول کیا۔ فوراً قاضی حسین نے اپنے مذہب کے موافق متعہ کے جواز کا حکم دیدیا جس سے
سارے مذہبون کے صدر سے لیکر مخدوم الملک و قاضی ملک کے چہرے بگڑ گئے اس سے
اب انکی خزان شروع ہوئی اور خریف کا زمانہ آگیا۔ اس واقعہ کے چند روز بعد مولانا
جلال الدین ملتانی کو کہ مدرس متجر تھا اگرہ سے طلب کر کے قضاء ممالک پر منصوب کیا اور
قاضی یعقوب کو صوبہ گور کا قاضی مقرر کر کے وہان بھیجدیا جہان کچھ دنون بعد وہ
گور مین گیا اس دن سے جب تک پادشاہ خود مجتہد ہوا اس باب مین خلاف و اختلاف
کا دروازہ بند نہ ہوا ان دنون مین پادشاہ نے پوچھا کہ اگر لفظ اللہ اکبر کا مہر مین کندہ
اور سکہ مین نقش کرائین تو کیسا ہی اکثر نے کہا کہ خوب ہی حاجی ابراہیم نے اسکے خلاف
کہا کہ اس ترکیب مین اور احتمال بھی ہی (اللہ اکبر کے دو معنی ہو سکتے ہین ایک یہ
خدا بڑا ہی دوم یہ کہ اکبر خدا ہی) اگر آیۂ ولذکر اللہ اکبر نقش فرمائین تو بہتر ہوگا اس سے وہ احتمال
قطع ہو جائیگا۔ یہ بات اسکی پادشاہ کو پسند یدہ نہ ہوئی اور فرمایا کہ یہ بات ظاہر
ہے بندہ کمال عاجزی کے سبب سے خدائی کا دعوی نہین کر سکتا مقصود ہمارا فقط مناسبت
لفظی ہی ہی نفس مدعا کو دوسری جانب لیجانا کیا معنے رکھتا ہے (اکبر نے گو خود اپنے
مدعا کو بیان کر دیا مگر بدایونی مین صاحب نے اپنی آئین اکبری کے ترجمہ مین اس پر حاشیہ
چڑھا دیا کہ پادشاہ اللہ اکبر اس ذوالمعنیین ہونے کے سبب پسند کرتا تھا۔ وہ مہر شاہی
مین سکہ مین کتابون کی پیشانی پر فرامانون وغیرہ پر اس کو استعمال کرتا تھا +
۹۸۳ھ مین حکیم ابو الفتح گیلانی اور حکیم ہمایون نور الدین مین بھائی آئے۔ حکیم ہمایون
نے اول نام اپنا حکیم ہمایون قلی بدلا اور پھر حکیم ہمام۔ قراری اسکا تخلص تھا۔ یہ
تینون بھائی گیلان سے آئے۔ بڑے بھائی نے ندیمی کے زور سے پادشاہ کے

حکیم ابو الفتح و حکیم ہمایون کا پادشاہ پاس آنا۔

مزاج مین عجیب تعصب و پیدا کیا اسکی صریح خوشامد کرکے دین و مذہب کی راہ مین اسکے ساتھ
چلا اور آگے چل کر جلدی سے اعلیٰ درجہ کا تقرب حاصل کیا چند مدت کے بعد ملا محمد یزدی ایران
سے آیا جسکو یزید بھی کہتے تھے اور انکے ساتھ مل گیا اس نے شان صحابہ مین بہ ملا مطاعن کرنے
شروع کیے اور اصحاب کی تقلین عجیب عجیب بنا کر بادشاہ کو چاہا کہ شیعہ بنا سے لیکن بیربر
اور شیخ ابوالفضل و حکیم ابوالفتح نے اس سے آگے قدم بڑھایا کہ دین سے اسکو منحرف کردیا
وحی و نبوت و اعجاز و کرامت و شرائع سے مطلق انکار کروادیا یہان تک نوبت پہنچائی کہ
عبدالقادر ان کی رفاقت مین نہ رہ سکا۔

انہین دنون مین قاضی جلال الدین اور اور علماء کو حکم ہوا کہ قرآن مجید کی تفسیر لکھین علماء کے
درمیان اسکا بڑا غوغا اٹھا۔

دیپ چندر ائے منجھولے نے مسخرہ پن سے یہ کہا کہ اگر خدا کے نزدیک گائے معظم نہین ہوتی تو قرآن
کی اول سورہ بقر کیون ہوتی اسپر سارا دربار ہنسا۔

بادشاہ کے سامنے تاریخ اسلام پڑھی جاتی جسمین روز بروز اسکا اعتقاد اصحاب کے ساتھ
فاسد ہوتا جاتا تھا۔ ان اصحاب سے گذر کر بادشاہ نے اور قدم بڑھایا کہ نماز و روزہ اور
تمام مسائل جو نبوت سے متعلق تھے انکا نام تقلیدیات رکھا یعنی غیر معقول اور دین کا مدار
عقل پر رکھا نہ نقل پر فرنگیون (پرتگیزون) کی آمد و رفت تھی انکے بعض اعتقادات کو اسنے
مان لیا اس سے متعصب عیسائی یہ سمجھتے ہین کہ اکبر عیسائی ہوگیا تھا۔ مگر بدایونی نے جو فقرہ یہ
لکھا ہے کہ بعضے اعتقادات ایشان را فراگرفتند اس سے مطلب یہ ہے کہ جو عقائد عیسائیون
کی عقل کے مطابق تھے انکو اوس نے مان لیا وہ ہر مذہب کے اعتقاد کو جو مطابق عقل کے ہوتا مانتا
تھا کچھ عیسائیون کی خصوصیت نہ تھی)

ہر خیال کہ عقل شان بندد ٭ چرخ بر عقل اہل آن خندد ٭

اسی سال مین ایک رات شیخ بدرالدین خلف صدق و سجادہ شیخ اسلام چشتی
بلائے گئے وہ نوکری سے نائب اور نائب باپ کا ہوکر اور توفیق پاکر گوشہ

ریاضت و مجاہدت و ذکر و فکر و تلاوت مین مشغول رہتا مراتب آلی واجب یہان رفع کیے گئے تھے انکا وہ پابند نہ ہوا اس لئے اسکی نشست و برخاست و کلام پر ایسی باتین بنائی گئین کہ اسکو ایذا ہوئی —

شروع ۹۸۳ھ مین جب بادشاہ مالوہ مین دیبال پور مین تھا۔ شریف آملی اس پاس آیا ہمدرد کا حال جیسے پانو کے کتے کا سا تھا کہ ایک دیار سے دوسرے دیار مین جاتا اور ایک مذہب سے دوسرے مذہب مین آتا۔ جدل کے بعد الحاد پر وہ جما۔ کچھ مدت تک بلخ مین روشن متصوفہ مبطل و بے صفا پر چلا۔ مولانا محمد زاہد کی خانقاہ مین درویشون کے ساتھ مولانا مخدوم الملک اعظم شیخ حسین خوارزمی کا بھتیجا بنا۔ مگر اسکو درویشی کو ساتھ مناسبت ذاتی نہ تھی اور بہرزہ گوئی اور پریشان باتین بہت کرتا تھا اس سبب سے مولانا نے اپنی خانقاہ سے اسکو نکال دیا اور اسکی شان مین یہ چند بیتین کہین جنمین سے ایک یہ ہے ؎ ہست یک ملحدی شریف بنام + ناتمامے بطور خویش تمام + وہ دکن مین سیر کرتا ہوا پہنچا۔ مذہب مین مقید نہ ہونے سے اسکا خبث ظاہر ہوا حکام دکن نے اسکو مارنا چاہا لیکن اسکو گدھے پر سوار کرکے شہر مین پھیرا کی۔ ہندوستان ایک وسیع ملک ہے اور یہان میدان اباحت فراخ ہے کسی کو کسی سے کچھ کام نہین ہے بخصوص جس طور کو چاہے اختیار کرے وہ افتان خیزان مالوہ مین بادشاہ کی منزل گاہ سے پانچ کوس اُترا۔ جن مہمل باتون کو وہ مُنہ سے اگلتا وہ بجاے نوش کے زہر مار ہوتین اور عام آدمیون کی مجلس مین اسکا ذکر ہوتا۔ عوام کالانعام نے خصوصاً عراق کے ملحدون نے اسکے گھر یہ ملحد حقیقت ایمان سے ایسے نکالے گئے تھے جیسے کہ خمیر سے بال اور نقطی عبارت انہین سے ہے وہی دجال کی سب سے اول پرستش کرنیوالون مین ہونگے اور اسکے اشارہ سے انہون نے یہ شہرت دی کہ وہ زمانہ عاشر ہزار سال جسمین حضرت عیسیٰؑ زمین پر آئینگے کا مجدد ہے اس شہرت کی خبر جب بادشاہ کو ہوئی تو اسکو ایک رات کو مجلس مین بلایا اور ایک مسجد مین جو کپڑے کی طولانی بنائی گئی تھی اور اس مین بادشاہ پنجگانہ نماز

شریف آملی کا بادشاہ پاس آنا۔

پڑھتا تھا آنمین سے خلوت کی باتین کرتا۔ اول دفعہ وہ ایسی صورت ہیات سے آیا۔ کہ دیکھنے سے ہنسی آتی تھی۔ گردن ٹیڑھی کئے ہوئے وہ کورنش بجالایا۔ دست بستہ دیر تک کھڑا رہا۔ اسکی چشم ازرق (کبری آنکھین) تھین جنکو آنحضرت کی دشمنی کی علامت کہتے ہین کذب و ریا و نفاق ٹپک رہا تھا۔ جب بادشاہ نے اوسکو بیٹھنے کا حکم دیا تو وہ سجدہ کرکے اونٹ کی طرح دوزانو بیٹھا پھر اسے بادشاہ کی دو بدو صحبت خلوت ہوئی اور اُس سے بادشاہ نے باتین پوچھین سوا مخدوم الملک کے یہان کوئی بھی کھڑا رہ نہ سکتا تھا۔ کبھی کبھی کہ آواز بلند ہوتی تھی تو علم کا لفظ سنتا تھا۔ وہ بہت خرافات بکتا تھا اور حقیقۃ الحقائق اور اصل الاصول اسکا نام رکھتا تھا۔

رباعی

تو کہ نہ ز ظاہر نہ ز باطن آگاہ	از کہ ز جہالت بہ بطالت اگاہ
مستغرق کفر و حقیقت گویند	لاحول ولا قوۃ الا باللہ

تمام اوسکا مدار محمود محوائی کی روش پر تھا۔ گیلان کے توابع مین سے سحوان ایک گانو کا نام ہی۔ صاحبقران امیر تیمور کے زمانہ مین محمود تھا۔ اسنے تیرہ رسالے جدا جدا لکھے ہین جنمین وہ مکر کی باتین لکھی ہین کہ کسی مذہب مین درست و راست نہین سوا رتیال کے جسکا نام علم و لفظ دجال لکھا ہی لچھہ حاصل نہین ہی۔ اس شقی الاشقیاء کی تصنیفات کا خلاصہ کتاب محرر کوزہ ہی۔ جو ضلالت کہ اسنے اسمین لکھا ہی مین کان کو اسکے سننے سے قی آتی ہی۔ اگر شیطان بھی اسے سنے تو ہنسی کے مارے لوٹ جاوے اس کثیف شریف نے کیا اور کیا تب شیخ ظہور لکھی ہے جسمین سوائے مہملات کے کچھ اور نہین ہی آئین میر عبدالاول کی جماعت کی تقلید کی ہی۔ ہر فقرہ نامربوط عام فریب کا عنوان می فرمود و ند بنایا وہ ایک عجب شیشہ گاؤ طرفہ منزل اور عربی مضحک ہی با وجود اس جہل کے مذہب اہل کے موافق ان اللہ ملکا یسوق الاہل الی اہل (اہل اہل سے ملتے ہین) اسکا کام ایسا بنا کہ اس نے زمانہ کے مزاج مین اپنا دخل پیدا کیا اور امراء ہزاری کے گروہ مین داخل ہو

اور ولایت بنگ مین مذہب حق (مذہب الٰہی کا) کے اعیان مین سے ہے اور صاحب اسباب
چہارگانہ ہے اور اس ملک مین بادشاہ کی نیابت کرکے مریدون و معتقدون کو ان
مراتب اخلاص پر پہنچاتا ہے ان مراتب کا مذکور عنقریب ہوگا۔

سنہ ۹۸۶ مین زیادہ تر اوقات عبادت خانہ مین علما و مشایخ کی صحبت مین بادشاہ
بسر کرنا خصوصاً جمعہ کے دن ساری رات جاگنا اور تحقیق مسائل دین کے اصول و فروع
مین مصروف رہنا۔ علما نے ایک دوسرے پر اپنی زبان کی تلوار سونتی اور تنافی و تقابل
کرنے لگے اور اختلاف مذاہب کی نوبت یہان تک پہنچی کہ ایک دوسرے کی تکفیر و تضلیل
کرنے لگے۔ عبدالنبی کے برخلاف سنی و شیعی و حنفی و شافعی بحث اپنی حد سے گذری اور
اصل اصول مین خلل انداز ہونے لگے۔ مخدوم الملک نے رسالہ لکھا اور اسپر یہ تہمت لگائی کہ
اس نے خضر خان سروانی کو نبی علیہ السلام کے گالی دینے پر متہم کرکے اور میر حبشی کو راضی
ہونے کی تہمت لگاکے دونو کو ناحق قتل کروادیا اسکے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہین ہے اسواسطے
کہ اسکے باپ نے اسکو عاق کیا ہے اور خونی ہوا سیر اور سکو ہی شیخ عبدالنبی نے پھر اوسکی
تجہیل و تضلیل کی اور ملا نے کچھ ادھر کچھ ادھر ہوکر دو گروہ سبطی و قبطی بن گئے اہل بدعت
بمقتضاے آراے فاسدہ اور شبہات باطلہ باطل کو صورت حق مین اور خطا کو صواب
لباس مین دکھانے لگے بادشاہ ایک نفیس جوہر اور طالب حق مطلق تھا۔ اسکی خود تعلیم
اچھی طرح نہین ہوئی تھی اسکے گرد اراذل و کافر و اہل بدعت و جہالت جمع ہوے
انھون نے اسلام کی صداقت مین بادشاہ کو مشتبہ کردیا۔ حیرت پر حیرت اوس پر
طاری ہوتی گئی اور جو اسکا اصل مقصد تھا۔ وہ مفقود ہوگیا۔ شرع مبین و دین متین
کی مضبوط دیوار شکستہ ہوئی اور پانچ برس بعد اس مین کوئی دین کا اثر باقی نہین رہا قصہ
منعکس ہوگیا۔

علماء کے تکفیر و تضلیل۔

پانچ چھ برس سے یہ برابر دستور تھا کہ اعیان درگاہ مین ایک شخص کو امیر حجاج بناتا
اور آدمیون کو اذن عام ہوتا کہ بادشاہی خرچ سے حج کو جاے اور زر نقد جنس

حج کا حال۔

وبیش قیمت تحفے۔ لاکھون روپیہ مکہ معظمہ مین مستحقین مین تقسیم کیے جاتے۔ چنانچہ اوسی ایک دفعہ خواجہ خاوند محمود کو میر حاج بناکر ۶ لاکھ روپیہ نقد و جنس حرمین شریفین کے مستحقون مین تقسیم کرنے کے لئے اور حرم مین مکان بنانے کے واسطے بھیجا اور خواجہ کی رخصت کے وقت خود محرم کے طریق پر سر و پا برہنہ احرام باندھکر چند قدم اسکے ساتھ گیا جسپر آدمیون مین ایک غل ہوا اور بہت رقت ہوئی اسی زمانہ مین خبر آئی کہ شاہ طہماسپ اس عالم سے رخصت ہوا۔ شاہ اسمعیل نامی اسکی جگہ جانشین ہوا جسکی تاریخ جانشینی مصرعہ اول دولت و فتح و ظفر ہوئی (۹۸۴ ف = ۸۰۰ ط + ۱۰۰ ک + ۸۴ ہ) اس نے حکم عام دیا کہ جسکا جی چاہے حج کو جاے اور خرچ راہ خزانہ شاہی سے لے ایک خلق کثیر حج کی سعادت سے فائز ہوئی مگر یہان یہ حال ہوگیا کہ کوئی حج کا نام نہین لے سکتا تھا اور جو اسکے لئے رخصت مانگتا مجرم و واجب القتل ہوتا تھا۔

۹۸۵ھ مین خبر آئی کہ شاہ طہماسپ کا بیٹا شاہ اسمعیل کو اسکی بہن پری خانم نے امیرون کے ساتھ سازش کرکے مار ڈالا میر حیدر معمائی۔ نے اس بادشاہ کی تاریخ جلوس شاہنشاہ روی زمین اور تاریخ وفات شہنشاہ زیر زمین لکھی اور ایران مین فوج مابہ (دمدار ستارہ) نمودار ہوا اور اسکا اثر وہان ظاہر ہوا کہ عراق مین ہیضہ مرض عظیم ہوا و تبریز و شیروان و ارزنجان کو رومیون نے لے لیا۔ بعد اسکے سلطان محمد خدابندہ ولد شاہ طہماسپ دوسری مان سے بادشاہ ہوا اور صحابہ کیا۔ یہ جو لعن طعن ہزار برس سے چلے آتے تھے اور بنی امیہ کو ناسزا باتین کہی جاتی تھین اونکی مدت پوری ہوئی یعنی تبرا موقوف ہوا مگر اس بلاد سے الحاد ہندوستان مین منتقل ہوا۔ نفاق آمدہ در ہند از بلاد عراق + عراق قافیہ میدان ہر بگذار الغرض بادشاہ کے مبدین ہونے کے باعث بہت سی باتین مگر اس سب سے کہ قلیل کثیر پر دلالت کرتا ہے انکا مختصر بیان تحریر و تقریر مین آتا ہے۔ ہر دیار کے طرح طرح کے دانا اور ارباب مذاہب اور ہان بادشاہ کے دربار مین آنے شروع ہوئے اور بادشاہ کی ہمزبانی سے مخصوص ہوئے۔ جس کا شیوہ و پیشہ شب و روز تحقیق و تفتیش کے سوا کچھ اور نہ تھا انہون نے بعد تحقیق و تفتیش کے غوامض علوم و دقائق حکم و عجائب اخبار و غرائب آثار بادشاہ کے روبرو بیان کئے کہ ان کے

بادشاہ کے مبدین ہونے کے دلائل جو ہدایو نی نے لکھے ہین۔

مجمل و مفصل بیان کو دفاتر مطول بھی اوا نہین کرسکتے۔ بادشاہ نے ہر ایک کی رائے کو سمع کیا
خصوصًا ان آدمیون کو جو مسلمان نہ تھے انمین سے جنکو بادشاہ اسکو اپنی طبیعت کے موافق پسند کرین
انکو انتخاب و التقاط کیا۔ جنکو اپنی مرضی کی خواہش کے خلاف دیکھا انسے احتراز و اجتناب
کیا۔ لڑکپن سے جوانی تک اور جوانی سے بڑھاپے تک کل مذاہب متنوعہ و مشارب مختلفہ
سے بادشاہ کی متنوعہ حالتین ہوئین۔ کتابون مین جو متعارف باتین دیکھی اور پڑھی
جاتی ہین انکے سوا بادشاہ کو ایک معرفت جداگانہ جو اسکی ذات کے ساتھ مخصوص تھی
حاصل ہوئی تھی اور ایک اعتقاد کی ہیولانی پیدا اسکے مراۃ ضمیر اور گنجینۂ خیال مین
مرتسم تھی اور کل رایون سے اسکے دل مین یقین کا بیج ۔ ۔ ۔ ۔ ہوا تھا کہ کل ادیان مین
عقلًا موجود ہین اور ارباب ریاضات و کشف و کرامات کل طوائف انام مین پیدا ہوئے ہین
جب حق سب جگہہ دائر ہے تو اسکا انحصار اس ایک دین و ایک ملت پر کہ نو پیدا ہوا ہو اور
ہزار سال بھی اسپر نہ گذرے ہون کیا لازم ہے۔ ایک کا اثبات اور دوسری کی نفی ترجیح
بلا مرجح کیون ہو۔

سمانی دسندھ مین ایک فرقہ ہے جو تناسخ کا قائل ہے اور برہمن جو بادشاہ کی خلوت جلوت
مین ادراک ملازمت و دولت صحبت مین سب پر سبقت رکھتے تھے اور کتب فضائل علوم
رسمی و حقیقی و حالات و مقالات و کمالات انسانی مین بجمیع وجوہ باعتبار کل
دانا ؤن و مرتاضون پر فائق تھے انہون نے اپنے دین کے صدق پر اور اور دین کے
دین کے بطلان پر دلائل عقلیہ و شواہد نقلیہ جو ان کتب و نظریات کو بدیہات کے حکم مین کردیتے
اور اسنے بادشاہ مین ایسا اعتقاد راسخ پیدا کیا کہ وہ کسی مشکک کی تشکیکات سے زائل
نہین ہوسکتا تھا اگر پہاڑ چور چور اور آسمان شق ہوجاتے حشر و نشر و معجزات و تقلیلات
جنکا ماخذ مشکاۂ نبوۃ تھا سب کو بالاطلاق رکھا ملت بیضا و حنفیۂ غرا پر بعض مطاعن
اہل کلام کی کتابون مین نکہ دیکھے تھے وہ ہمیشہ دلیلون سے انکے گوش زد کیے اور اپنی زبان
حال و قال سے اپنے مسلمان سلوک کرنے کی تحریص و ترغیب دی ۔

رباعی

میدار رقیب آن سہی قد را پند	کاندر رخ ہر کس چو گل از باد بخند
از حد جو بشد نصیحت آن شوخ گره	بر گوشۂ ابرو زند و سر پیش فگند

یعنی مذہبی تحقیقات آدمی کو ایسا برباد کرتی ہی جیسے گل کو باد (جو اوسکی پتیان گرادیتی ہی) بادشاہ نے ہرکھوتم برہمن (مہیر خرد نامہ یعنی سنسکھاس بتیسی کے مطلب بتلانے والے کو خلوت مین بلاکر یہ فرمایش کی کہ تمام اشیاء موجودات کے نام وید کے خاص زبان مین اختراع کری بعض اوقات اپنے قصر کے قریب جو اسکی خوابگاہ تھی دیہی برہمن کو چارپائی پر بٹھاکر اوپر کھینچتا (یہ معلق کرنا اس سبب سے شاید تھا کہ خوابگاہ مین زنانہ کے سبب سے وہ ملا نہین سکتا تھا) یا یہ کہ وہ اور چیزون کے چھونے سے ناپاک ہوجاے اُسے اسرار اور افسانے ہندؤن کے مذہب کی پوچھتا۔ اور بتون اور آگ و آفتاب کے پوجا کے اور کواکب کے تعظیم کے اور شیاطین ہنود کے احترام کے طریقے پوچھتا۔ اساطین ہنود برہما و مہادیو وشن وکشن رام و مہابھارت مین جنکا بنی نوع انسان سے ہونا توہوم ہی اور نہ ہونا متیقن۔ انمین سے ہندو اپنے زعم باطل مین بعض کو الٰہ بعض کو ملائک جانتے ہین اس واسطے انکی رسوم و عادات کو اعتبار کرکے بادشاہ اختیار کرتا اور تناسخ کے اعتقاد مین وہ راسخ ہوا اور اس قول کو وہ صحیح سمجھتا کہ کوئی مذہب نہین ہی جسمین تناسخ اپنا راسخ قدم نہین رکھتا۔ خوشامدی جو بادشاہ کا کلمہ بھرتے تھے انہون نے رسالے لکھے جسمین اس مسئلہ تناسخ کو دلائل سے ثابت کیا۔ ہندؤن کے مذہبی فرقے نامعدود ہین اور انکی کتابین بے شمار ہین مگر باوجود اسکے وہ اہل کتاب (یہود۔ عیسائی۔ مسلمان) نہین ہین بادشاہ کو ان کے مذاہب کی تحقیقات کا مزہ پڑگیا تھا۔ روز بروز اس خبیث شجر مین ایک نیا پھل لگتا تھا اور تازہ شگوفہ کھلتا تھا۔ شیخ تاج الدین دہلوی ولد شیخ زکریا جو دھنی جسکو اعیان مین سے تاج العارفین کہتے تھے وہ شیخ زمان پانی پتی کے رشید شاگردون مین سے تھا۔ یہ شیخ صاحب شرح لوائح اور بہت سی تصنیفات لائق فائق کا علم تصوف مین تھا

اور علم توحید مین وہ شیخ ابن عربی کا ثانی تھا اسنے نزہت الارواح کی شرح بسوط لکھی ہے
کتنے دنون تک اسکا تون کو اسی برہمن کی طرح جسکا بیان اوپر ہوا اسکو متعلق اپنے پاس بلاتا
ساری رات اہل تصوف کے مسلمات و ترہات سنتا تھا وہ چندان شرعی باتون کا مقید نہ تھا
اسنے وحدت الوجود کے مقدمات کو جو جھوٹے صوفیون کے اعتقاد مین داخل ہین اور آخر کو
وہ اباحت والحاد کو پہنچتے ہوتے ہین بادشاہ کے روبرو بیان کئے اور فرعون لعنۃ اللہ علیہ
ایمان کا مسئلہ کہ کتاب فصوص الحکم مین مذکور ہی و فرعون نے دعوی خدائی کیا تھا اسوسطی ملعون ہی مگر فصوص الحکم مین اور بعض اور کتابون مین لکھا ہی کہ فرعون نے موت کے وقت توبہ کی
اور حضرت موسی پر ایمان لایا اس لئے وہ دوزخی نہین ہی) بیان کیا اور رجا کو خوف پر
ترجیح دی (اسلام کا عقیدہ ہی کہ الایمان بین الخوف والرجا) ایمان خوف و رجا کے درمیان
ہی۔ اس سبب سے یہ گناہ ہی کہ خوف کو رجا پر یا رجا کو خوف پر ترجیح دین) اور اسی طرح کے
مسئلے کہ جنپر آدمی بالطبع از عقلی و مانع شرعی سے قطع نظر کرکے مائل ہوتے ہین بادشاہ کی خاطر
کئے اسلئے وہ باعث عظیم بادشاہ کے اعتقاد کے فتور کا احکام شرعی مین ہوا۔ اسنے
یہ بھی کہا کہ کفار کفار مین ہمیشہ رہنا تحقیق لیکن انکو دوام عذاب کا ہونا مشتبہ و متخص اور
نصوص قرآنی اور حدیث نبوی مین تاویلات کین اور انسان کامل عبارت خلیفۃ الزمان سے
بتلائی اور اسکی تعبیر سے یہ نتیجہ نکالا کہ بادشاہ کی ذات اقدس ہی اسی طرح کی جو باتین عین
واجب تھین انکو منعکس کرکے سمجھایا اور اس باب مین بہت خرافات بکا اور بادشاہ کے
واسطے سجدہ تجویز کیا اور اسکا نام زمین بوس کھا اور ادب بادشاہی کی رعایت کو فرض
عین شمار کیا اور اوسکے منہ کو کعبہ مرادات اور قبلہ حاجات قرار دیا اور اس باب مین
بعض روایات مجروحہ اور بعض مشایخ ہند کے مریدون کے عمل کو متمسک کیا بعد ازان
کہ بادشاہ عادل ذی شوکت و ذی شان انسان کامل کی فرد مطلق قرار پایا تو
مشایخ عظام مین سے بعض نے جیسے کہ شیخ یعقوب کشمیری تھا کہ صاحب تصانیف مشہورہ و
مرشد و مقتدا اس عصر تھا۔ ایسی ہی باتین بنا ملین اور عین القضات ہمدانی کی تمہیدات

باتون کو نقل کیا کہ آنحضرت مظہر اسم الہادی تھے اور شیطان اسم المضل کا مظہر ہی اس
دنیا کے کارخانہ مین دونو مظہرون کا ظہور ہوا۔ ان دونو مظہر کا ہونا ضرور تھا (اسلام مین
خدا کو خالق خیر و شر مانتے ہین اسلئے خدا ہی کو ہادی اور مضل سمجھتے ہین) اور اسی طرح ملا محمد
یزدی بھی معلق بادشاہ پاس پہونچا وہ طعن صریح اور ناسزائے قبیح خلفاے ثلاثہ پر کہتا اور
صحابہ کبار و تابعین و تبع تابعین و سلف و خلف صالحین متقدمین و متاخرین کی تکفیر و تفسیق
کرتا اور اہل سنت و جماعت کی تحقیر کرتا اور مذہب شیعہ کے سوا سب مذہبون کو خیال و
مضمحل بتلاتا۔ علماء مین یہ اختلاف تھا کہ اگر ایک فعل کو ایک ملا حرام کہتا تو دوسرا
اوسکو جسیلہ بنا کے حلال کہتا اس سبب سے بھی بادشاہ منکر مذہب ہوا۔ بادشاہ اپنے
عہد کے علماء کو بہ اعتبار جاہ و عظمت کے امام غزالی اور امام رازی سے بہتر جانتا تھا۔
جبان کی ان رکاکتون کو دیکھا تو اس نے سلف پر بھی یہ قیاس کیا اور اس سے منکر ہوا۔
ملا فتح اللہ کے بھی مراض دانا جنکو بادشاہ اور انکے مجتہد کامل کہتے ہین بادشاہ
پاس آتے تھے۔ یہ یوپ احکام مذہبی کو مصلحت وقت کی رعایت کرکے بدلتے رہتے تھے اور
بادشاہ بھی انکی عقول کچھ نہ سمجھتا تھا وہ بھی انجیل کو لاکر ثالث ثلاثہ کی دلائل گذرانے
لگے اور نصرانیت کی حقیقت کو ثابت کرکے ملت عیسوی کو ترویج دیتے تھے شاہزادہ
مراد کو حکم ہوا کہ چند کلمے انجیل کے پڑھنا پڑھے شیخ ابوالفضل اسکے لئے مترجم مقرر ہوا۔ پہلا فقرہ
جو یسوع المسیح کے تھا اسکا ترجمہ یہ ہوا مصرعہ اے نام تو بے نشان و کرشمو۔ (زر جلیس اور
کرشمو یعنی مسیحی مسیح) یعنی اے وہ کہ نام تیرا مہربان اور بسیار بخش ہی۔ شیخ فیضی نے اسپر دوسرا
مصرعہ یہ لگایا مصرعہ سبحانک لاسواک یا ہو (ہم تیری تعریف کرتے ہین تیرے
سوا کوئی خدا نہین ہی) یہ علامین عیسائی آنحضرت کو دجال بتاتے اور اس کی صفات
کو انکی ذات مین بتاتے جو دجالین سے ضد رکھتی تھین۔ بیربل ملعون نے بادشاہ کی خاطر
شان کیا کہ آفتاب خدا کا مظہر تام ہی۔ غلہ کا پکنا و زراعت و میوہ و سبزہ اسی کی
تاثیر سے ہوتے ہین اور عالم کی روشنی اور اہل عالم کی زندگی اسی سے وابستہ ہے

اجتہاد اکبری

پس تعظیم اور عبادت کے لائق وہ ہی - نیایش مین اس کے طلوع کی جانب منہ کرنا چاہیے نہ اسکے
غروب کی طرف فیضی نے شعر کہا ہی —

شعر

قسمت نگر کہ در خور ہر جوہری عطاست آئینہ باسکندر و با اکبر آفتاب

ایسی ہی دلیلون سے بیربل نے بتلایا کہ آتش و آب و سنگ و درخت اور تمام مظاہر کی پوجا نہ کرنی
گائے اور اسکے گوبر کی بھی پرستش کرے اور قشقہ لگائے اور ناپھے -
حکما اور فضلا جو بادشاہ کے مقرب اور خدا کے معتمد تھے ایسے دلائل بیان کرتے جس سے اور
اوپر کی باتون کو تقویت ہو وہ کہتے تھے کہ آفتاب نیر اعظم ہی اور تمام عالم کا عطیہ بخش اور
بادشاہون کا مربی ہی اور وہی بادشاہون کی قدرت کی اصل ہی - یہی سبب تھا کہ نوروز
جلالی کی تعظیم ہوتی تھی جب سے بادشاہ تخت پر بیٹھا تھا ہر سال اس روز بادشاہ جشن کرتا تھا
ہر روز بادشاہ لباس اسی خاص رنگ کا پہنتا تھا جو اس دن کے ستارہ کا ہوتا تھا -
ہر ستارہ ایک دن سے منسوب ہوتا ہی - ہندوؤن نے اوسکو تسخیر آفتاب کا عمل سکھایا تھا اسکو بطور
وظیفہ کے آدھی رات (یا شام) کو ہر روز طلوع آفتاب کے وقت پڑھتا تھا اسکو یہ بھی
یقین تھا کہ گائے کا مارنا گناہ ہی جسکی ہندو تعظیم کرتے ہین وہ اسکے گوبر کو پاک اور اس کے
گوشت کو حرام جانتے ہین - گایون کی عوض مین آدمیون کو خوب مارتے تھے - حکما اس کی
تائید مین کہتے ہین کہ علم طب نے فیصلہ کر دیا ہی کہ گائے کے گوشت کھانے سے امراض پیدا
ہوتے ہین اور وہ رودی الہضم ہے -
ملک گجرات کے شہر نوساری سے آتش پرست بھی بادشاہ پاس آئے تھے انہون نے
زردشت کے دین کو حق کہلایا آتش کی تعظیم کو عبادت عظیم بتلایا اور بادشاہ کو
اپنی طرف مائل کر کے کیانیون کی اصطلاحون و راہ روش سے ایسا واقف کیا کہ بادشاہ
نے ابوالفضل کو اسکا اہتمام مقرر کیا کہ شاہان عجم کی طرح پر آتش کدہ مین رات دن
آگ روشن کرے کبھی نہ بجھنے پائے -

بادشاہ عنفوان شباب سے حرم مین عموم کیا کرتا تھا - ہموم بھی ایک قسم کی آتش پرستی ہی - یہ کام اسکا اس سبب سے ہوتا تھا کہ اسکو اپنی ہندی بیویون سے محبت بہت تھی -

بہ پچیسوین سال کے جلوس کے نوروز مین بادشاہ نے آفتاب اور آگ کو سجدہ علانیہ کیا اور مقربون نے شمع و چراغ روشن ہونے کے وقت انکی تعظیم کے واسطے کھڑا ہونا اپنے اوپر لازم جانا جب سورج کنیا مین جاتا تو سمٹھی کو پوجا کے بعد ماتھے پر بادشاہ قشقہ لگا کے دولتخانہ مین آتا اور . . . . . برہمن راکھی جسمین جواہرات پروئے ہوتے اسکے ہاتھ مین باندھتے امرا اپنی حالت کے موافق موتی اور جواہر اس روز پیش کرتے اور بادشاہ کی طرح راکھی باندھتے - راکھی باندھنے کا رواج عام ہوگیا تھا (راکھی کے معنے لپیٹ کو لپیٹ کر ہاتھ مین باندھنے کے ہین -) اسلام کے برخلاف جو حکم کہ اور مذہبون کے آدمی بیان کرتے اوسکو بادشاہ نص قاطع گنتا -

اکبر کی مخالفت اسلام

اسلام کے تمام احکام کو نامعقول اور حادث جانتا اور فقہا عرب کو جو انکے واضع تھے بہت مفسد اور قطاع الطریق سمجھتا اسکے نزدیک اہل اسلام مطعون قرار پائے اور آخر کو وہ ان لوگون مین سے ہوگیا جنکی نسبت قرآن مین آیا ہی جسکا ترجمہ یہ ہی (وہ اپنی پھونک سے خدا کے نور کو بجھانا چاہتے ہین مگر خدا اپنے نور کو کامل کریگا گو کافر اس سے کارہ ہون -) بتدریج یہان تک نوبت پہونچی کہ اسکی ضرورت کچھ نہ رہی کہ اگر کوئی اسلام کی باطل ٹھیرائی جائے تو اسکی دلیل لائی جاوے -

بادشاہ کا خطبہ پڑھنا

سنہ ۹۹۷ بادشاہ اسکا طالب ہوا کہ ریاست دینی کو اپنی ریاست دنیوی کے ساتھ جمع کرے اسکو دوسری کی تبعیت سخت تکلیف دیتی تھی اس نے سنا تھا کہ آنحضرت اور خلفاء راشدین اور بعض سلاطین ذوی الاقتدار مثل امیر تیمور اور مرزا الغ بیگ خان گورگان وغیرہ بھی خطبہ خود پڑھا کرتے تھے - غرہ جمادی الاول سنہ ۹۹۷ فتح پور کی جامع مسجد مین کہ محل شاہی کے نزدیک تھی ممبر پر خطبہ پڑھنے بادشاہ بیٹھا اور ایک بارگی اسکے بدن پر لرزہ آیا اور بہت پریشان ہوکر شیخ فیضی کی بہنوئی نقیب خان

اورون کی مدد سی آدھی پڑھکر منبر سے نیچے آیا اور حافظ محمد امین خطیب کو حکم فرمایا کہ اتمام کرے اور وہ بیتین یہ ہین۔

ابیات

خداوندیکہ ما را خسروی داد	دل دانا و و بازوی قوی داد
بعدل و داد ما را رہنمون کرد	بجز عدل از خیال ما برون کرد
بود وصفش ز حد فہم برتر	تعالی اللہ شانہ اللہ اکبر

عقائد اسلام پر طعن اور مسائل فرعیہ شائع ہو رہے تھے۔ چند بدبخت ہندو اور ہندو مزاج مسلمان نبوت پر قدح صریح کرتے تھے۔ علماء بیدین اپنی تصنیفات مین خطبہ پر تبرا کرنے لگے اور فقط توحید پر اکتفا کرکے بادشاہ کے القاب لکھنے لگے اور حضرت رسالت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نام لینے کو برخلاف کذا بین (بدایونی کی مراد کذا بین سی ابوالفضل اور فیضی تھی) ابوالفضل نے تو آئین اکبری کا خطبہ اس طرح لکھا ہی جسطرح اسنے بیان کیا ہی۔ مگر فیضی پر یہ تہمت رکھی ہی۔ نلد من من بغت جسکا جی چاہے پرھے) مجال نہ تھی اور یہ بدنامی عالم کا باعث ہوا۔ ملک مین فتنہ و فساد ہونے لگا مگر باوجود اسکے خواص و عوام مین سی رذیل اور کمینہ آدمیون نے اسکی ارادت کا پٹہ گلے مین ڈالکر اپنا نام مرید رکھا امید و ترس سے مرید ہوتے تھے اور کلمہ حق زبان پر جاری ہونا ممکن نہ تھا۔

۹۸۷ھ مین ایک محضر نظر آیا کہ جسپر دستخط ان عالمون کے کئے ہوئے تھے۔ مخدوم الملک و شیخ عبدالنبی کہ صدر الصدور تھا و قاضی جلال الدین ملتانی کہ قاضی القضاۃ تھا۔ صدر جہان مفتی کل و شیخ مبارک کہ علماء زمان مین اعلم تھا اور غازی خان بدخشی کہ علم معقول مین بنیظیر تھا۔ اس محضر مین امام عادل کو مطلقاً مجتہد پر تفضیل دی گئی تھی اور اسکی ترجیح کی تجویز کو مسئلہ مختلف فیہ مین ضعیف روایتون سی درست کیا تھا تاکہ کسی کو مجال نہ رہے کہ اسکے احکام سی انکار کرے۔ خواہ شرعی ہون یا ملکی اور خود ہی اپنے تئین ملزم کرے مگر محضر نے سے اس بات مین طول بہت ہو گیا۔ بحث یہ تھی کہ اجتہاد و مجتہد کا اطلاق

کتابون کے خطبون مین لکھنے کا موقوف ہونا۔ بادشاہ کا مجتہد ہونا۔

کسی نہ ہو سکتا ہی اور امام عادل دانای مصالح ملکی کو کہ بمراتب مجتہد سی بہتر ہوتا ہی منصب حاصل
ہی کہ بحسب مصلحت وقت اور اقتضا زمان مسئلہ مختلف فیہ (جس مسئلہ مین اختلاف آرا ہو)
کو جاری کرے آخر کو اس تحریر پر جسکا بجنسہ ترجمہ کیا جاتا ہی۔

بعض نے رغبت سے بعض نے کراہت سے مہر کر دی۔ اس مبانی کی تشیید سے اور
اس معانی کی تمہید سے مقصود یہ ہی کہ عدالت سلطانی اور تربیت جہانبانی کی برکتون سے
ہندوستان امن مان کا مرکز اور عدل و احسان کا دائرہ بن گیا ہی اس مین طوائف
انام کے خواص و عوام نے خصوصًا علمای عرفان شعار و فضلای دقائق دثار جو ہاوئیہ نجات
کے ہادی ہین عرب و عجم سی اس دیار مین آکر اپنا توطن اختیار کیا ہی اور علماء نے کہ جامع فروع
و اصول اور حاوی معقول و منقول ہین اور دین و دیانت و صیانت سے موصوف ہین اس آیہ کریمہ
اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم (اطاعت کرو خدا کی اور اطاعت کرو رسول کی
اور اطاعت کرو انکی جو تم مین اولی الامر (صاحب حکم مسلمین) کے غوامض مین اور اس حدیث
صحیح مین ان احب الناس الی اللہ یوم القیامۃ امام عادل و من یطیع الامر فقد اطاعنی
و من یعص الامر فقد عصانی (بتحقیق خدا قیامت کے دن سب سے زیادہ دوست رکھتا ہے
امام عادل کو اور جو امیر کی اطاعت کرتا ہی وہ میری اطاعت کرتا ہی اور جو اس سے
پھرتا ہی وہ مجھ سی پھرتا ہی) اسی طرح کی اور حدیثون کے معانی مین تامل کافی کر کے اور
شواہد عقلیہ و دلائل نقلیہ سے یہ حکم دیا کہ سلطان عادل کا مرتبہ عند اللہ مجتہد سے زیادہ
ہی اور حضرت سلطان الاسلام کہف الانام امیر المومنین ظل اللہ علی العالمین ابو الفتح
جلال الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ ابدًا نہایت عادل نہایت عاقل
اور نہایت عالم باللہ ہی اسلئے اگر مسائل دین مین مجتہدین کے درمیان اختلاف واقع
ہوا اور وہ اپنی ذہن ثاقب فکر صائب سے اختلافات مین سی ایک جانب کو بھی آدمی
کی بہبودی کے لئے اور کبھی انتظام عالم کی مصلحت سے واسطے اختیار کر کے اس جانب کا حکم
فرمائے تو وہ متفق علیہ ہو جائیگا اور اتباع اسکا عوام پر لازم اور

نوشتہ شیخ

فرض ہوگا اور ایسی ہی اگر اپنی رای صواب نما کی بموجب کوئی حکم جو مخالف نص قرآنی کا نہ ہو اپنے احکام مین قرار دین اور اس سے اہل عالم کی تر فیہ ہوتی ہو تو اسپر عمل کرنا سب آدمیون پر لازم اور فرض ہے اور اس سے مخالفت کرنی عذاب اخروی اور خسران دینوی کا سبب ہوگا

یہ سچی تحریر حسبتہ للہ و حقوق اسلام کے اجراء کے اظہار کے لئے بموجب

محضر علماء دین اور فقہاء مہتدین کے تحریر پایا محررہ شہر رجب سنہ ۹۸۷ھ اس محضر کا مسودہ شیخ مبارک کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا اور ون نے اسپر کراہت سے تحریر کی تھی مگر شیخ مبارک نے رغبت سے اسکے نیچے یہ لکھا تھا کہ یہ ایک ایسا امر ہے کہ مین اسکا دل و جان سے خواہان اور برسون سے منتظر تھا جب بادشاہ کو یہ فتوی ہاتھ لگا تو اجتہاد کی راہ اسکے لئے کھل گئی اور امام کا زیادہ عاقل ہونا متحقق ہوگیا اور کوئی اسکا معارض نہین ہا اور تحلیل و تحریم یعنی (حلال و حرام ہونا) موقوف ہوئی اور حکم شرع پر امام کی عقل کو ترجیح ہوگئی۔ اسلام کا نام تقلید ہوگیا اور شیخ ابوالفضل کا حال بعینہ حیرتی شاعر سمرقندی کا سا ہوگیا کہ جب ماوراء النہریون سے ایذا پائی تو وہ ان سے مخالف ہوکر عراق کی پرانی لوٹریون مین مل گیا راہ بیراہ چلنے لگا۔ یہ ضرب المثل اسپر صادق آنے لگی اخترت النار علی العار (دوزخ کی آگ کو اختیار کیا اور دنیا کی عار نہ اٹھائی) —

اسی سال کی ۱۶ رجب کو بادشاہ اجمیر روانہ ہوا اسکے بعد اب تک چودہ سال ہوئے پھر وہان نہین گیا۔ ۲۵ شعبان کو وہ اجمیر سے پانچ کوس پر پیدل ہوکر زیارت کے لئے گیا۔ عاقل ہنستے تھے اور ..... کہتے تھے کہ کیا تعجب کی بات ہے کہ بادشاہ کو خواجہ اجمیری سے تو یہ اعتقاد ہے اور جو اصل الاصول و پیغمبر ہے اُسے انکار جسکو گوشہ دہن سے لاکھون ولی کامل مکمل مثل خواجہ قدس سرہ اٹھے اور ہر گوشہ مین موجود ہین۔

بادشاہ کی اجمیر مین سے پاپیادہ جانے پر

	قطعہ	
پری نہفتہ و دیو در کرشمہ و ناز درین چمن گل بے خار کس نہ چید آرے		بسوخت دیدۂ حیرت کہ این چہ بوالعجبی است چراغ مصطفوی با شرار بولہبی ست

جب ۹۸۲ھ مین مخدوم الملک اور شیخ عبدالنبی مکہ کو چلے گئے تو اس نے خلق کا امتحان کیا خلق قرآن و استحالہ وحی کے توغل مین اور نبوات و امامات (جو باتین امامت سے تعلق رکھتی ہین) کی تشکیک مین جن و ملک اور تمام مغیبات (جو چیزین دکھائی نہین دیتین) و معجزات و کرامات کا صریح انکار کیا اسنے ایمان کی متواتر شہادتون اور قرآن کی صداقت کے ثبوت سے انکار کیا اور اضمحلال بدن کے بعد بقاء روح اور اسکے عذاب ثواب کو بغیر از طریق تناسخ محال کہا اور ان ابیات کو دستاویز بنایا

مثنوی

از حقیقت بدست کورے چند	مصحفے ماند و گورے چند
گوز بانش سخن نمے گوید	سر قران کسے نمے جوید

ایضاً مستزاد

عید آمد و کارہا نکو خواہد کرد	چون روے عروس
ساقی مئی ناب در سبو خواہد کرد	چون خون خروس
افسار نماز و یوزبند روزہ	یک بار دگر
از گردن این خران فرو خواہد کرد	افسوس افسوس

یہ قرار پایا کہ علانیہ لوگ اس کلمہ کو پڑھین لا الہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ۔ مگر اس نے اسمین دیکھا کہ بڑا خلل پیدا ہوگا۔ اسنے اپنی حرم مین چند آدمیون کے کہنے پر اکتفا کی۔ لوگون نے فتحا است اسکی تاریخ کہی۔ بادشاہ نے قطب الدین خان و شہباز خان اور انکے امثال کو دین مبین کی تقلید ترک کرنے کی ترغیب دی۔ مگر انہون نے سختی کے ساتھ انکار کیا۔ قطب خان نے کہا کہ بادشاہان مغرب جیسے کہ سلطان قسطنطنیہ اور اور بادشاہ ہین جب یہ حال سنینگے تو کیا کہینگے سب ہی دین رکھتے ہین خواہ تقلیدی ہو یا نہ ہو۔ بادشاہ نے از روی اعراض و تعرض کے فرمایا کہ تو سلطان روم کی طرف سے نمائندہ یہ درشتی کرتا ہے تو نے

قطب الدین خان و شہباز خان کا مقابلہ بہ سبب باب بین۔

کیا کوئی جگہ اپنے لیئے وہان تجویز کی ہی کہ جب وہان جائیگا تو تجھکو ملجائیگی اور اس سے تیرا اعتبار پیدا ہو جائیگا تو ابھی وہان چلا جا - شہباز خان نے بھی اس باب مین تیزی و تندی اختیار کی ہیر بیر سگت جہنجی نے بھی دین پر صریح طعن کی تو اس نے اسکو فحش گالی دے کر کہا کہ اے کافر ملعون اب تو بھی ایسی باتین کہنے لگا تجھ سے تو مین ابھی سمجھ لونگا غرض بڑی بیمزگی ہوئی - بادشاہ نے عموماً اور شہباز خان سے خصوصاً بطور اجمال فرمایا کہ ہم حکم دیتے ہین کہ تمھاری بستر پر نجاست تجھری جوتی لگانی چاہیئے -

تمغا و جزیہ جونپور کے معاملات

اسی سال مین تمغا و جزیہ جسکی آمدنی کئی کروڑ دامون کی تھی بادشاہ نے موقوف کر دیا اور ملک مین اسکے باب مین تاکیدی فرامین بھیجدیئے -

اس سال مین محمد معصوم خان فرنخودی جونپور مین حاکم اور ملا محمد یزدی یہان کا قاضی القضات مقرر ہوا - یہ ملا صوبہ جونپور مین آیا اسنے بادشاہ کے خارج کرنیکا اور اس سے بغاوت کرنے کا فتوی دیا تو معصوم خان فرنخودی و محمد معصوم خان و میر مغز الملک دنبالیگ خان عرب بہادر تلوارین سونت کر بر جگہ لڑنے کو کھڑی ہوئی جنکی بڑی بڑی لڑائیون کا ذکر ہمنے پہلے لکھا ہی) ائمہ کہنے لگے کہ بادشاہ نے ہماری امداد معاش کی زمین مین دخل دیا - خدائے اوسکے ملک مین دخل دیا ارحم ترحم - جب بادشاہ کو ملا یزدی کے فتوی کی حقیقت معلوم ہوئی تو اسنے اسکو و مغز الملک کو جونپور سے آگرہ بلایا اور انکو جہناز مین ایک کشتی مین بٹھا کر ڈبوایا - جن ملانون سے اسکو بے اخلاصی کا توہم پیدا ہوا انکو نہاخانہ عدم مین بھیجا - علمائے لاہوری کو جلا وطن کیا - قاضی صدر الدین لاہوری کو جسکی تحقیق مخدوم الملک سے بڑھی ہوئی تھی ہیروج کی قضا پر و ملا عبد الشکور کو جونپور اور ملا محمد معصوم کو بہار مین نامزد کیا شیخ غضنفر کو مالوہ مین جلا وطن کیا اس صوبہ کی صدارت سکودی - یہی قیاس اوروں پر کرنا چاہیئے کہ ہر ایک کو غریب مقتضی المرام بنایا - مگر ہان شیخ معین الدین نبیرہ مولانا معین واعظ شہر کو کہ مقلد محض تھا

بسبب کبر سن کے بدستور رہنے دیا۔

حاجی ابراہیم سرہندی نے ایک رسالہ جسمین بزرگان دین کی جھوٹی فضیلتین خوشامد کے طور سے پادشاہ کے سامنے پیش کیا۔ اسکا جعل ظاہر ہوگیا۔ حاصل یہ تھا کہ اس پرانی کرمٹے کھائی ہوئی کتاب مین ایک عبارت جعلی شیخ عربی کی طرف سے بخط مجہول لکھی ہوئی تھی کہ صاحب زمان (امام مہدی) بہت سی بیویان کرینگے اور داڑھی منڈائینگے۔ اور چند اور صفتین جو خلیفۃ الزمان (اکبر) مین تھین انکو لکھا۔ اس نے بادشاہ کو امام مہدی بنایا۔ بادشاہ نے اسپر بہت عنایت کی۔ اس لئے یہ ایک حدیث موضوع کی کہ کسی صحابی کا بیٹا داڑھی منڈا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر سے گذرا تو آنحضرت نے فرمایا کہ اہل بہشت کی یہی ہیئات ہوگی۔ مگر شاہ فتح اللہ اور شیخ ابوالفضل اور حکیم ابوالفتح کی وہ دلیرانہ گفتگو کرتا تھا۔ اسکو بادشاہ پاس انھون نے ٹھیرنے نہین دیا قلعہ ستنجھور مین بھیجدیا کیا وہان ۹۹۷ھ مین مرگیا۔

اطراف کے علماء و مشایخ و مقتدا پاس فرمان بھیجے گئے کہ وہ بادشاہ کی درگاہ مین آئین کہ خود بادشاہ انکی مدد معاش و اوقاف کی تحقیق کرے ان سب نے موافق قاعدہ کے بادشاہ کی تسلیم و تعظیم کی اور اسکے ساتھ خلوت و جلوت مین صحبت رکھی اور اپنی رای کے موافق ان کے لئے زمین مقرر کی اور جس کسی کو اسنے یہ جانا کہ مرید کرتا ہے یا مجلس سماع یا کسی اور نوع کی خلاف کرتا ہے تو اسکا نام دکان داری رکھا اور انکو قلعون مین چڑھا دیا یا بنگالہ کی جانب بھیجدیا۔

۹۹۸ھ مین بادشاہ پاس علما و مشایخ و صوفی بہت سے ایسے خوشامدی والا آئے کہ جنپر یہ رباعی صادق آتی تھی۔

رباعی	
پوشیدہ مرقع اندرین خانے چند	بگرفت لطایات والف لانے چند
نارفتہ رہے صدق و صفا کا نے چند	بدنام کنندۂ نکونامے چند

انکی حرکات دیکھکر بادشاہ پہلے بزرگون پر بدگمان ہوگیا۔ اسی سال مین رذیل کمینے

حاجی ابراہیم سرہندی کا رسالہ جعلی کتاب مین ملانا۔ علماء و مشایخ پاس فرمان بھیجنا۔ بادشاہ کا امام مہدی بننا۔

جاہل عالم نمانے وہ کل باطل کو اتنا بلند کیا کہ یہ کہا کہ صاحب زمان (امام مہدی) ہندو اور مسلمان کے بہتر فرقون کے خلاف و اختلاف کا دور کرنیوالا ہے وہ بادشاہ ہی محمود سبکتگین کے سالون سے شریف یزدی نے استشہاد کرکے یہ تصریح کی کہ سنہ ۹۰۰ مین ایک باطل پرداز زندہ پیدا ہوگا اسکی تعبیر سب نے صاحب دین حق مشخص کی ہے۔ جو بحساب جمل نو سو نو مین پیدا ہوا ہے خواجہ مولانا شیرازی ملحد جعفر وان مکہ معظمہ سے وہان کے شرفاء کا ایک رسالہ اس باب مین لایا کہ احادیث صحیحہ کے موافق دنیا کی عمر سات ہزار سال کی ہے اب وہ سپری ہوئی اب مہدی موعود کے ظہور کا وقت ہے اور خود بھی ایک رسالہ تصنیف کرکے بادشاہ کے روبرو پیش کیا اور اسی طرح کے خرافات شیعون نے حضرت علی سے نقل کئے اور بعض نے یہ رباعی پڑھی جو حکیم ناصر (ناصر خسرو پانچوین صدی کا شاعر ہے وہ شیعہ آزاد خیال تھا اسکے اشعار اکبر کے زمانہ مین بہت پڑھے جاتے تھے۔ سے یا کسی اور شاعر سے منسوب کی جاتی ہے

رباعی

در نہ صد و ہشتاد و نہ از حکم قضا	آیند کواکب از جوانب یک جا
در سال اسد ماہ اسد روز اسد	از پردہ برون خرامد آن شیر خدا

غرض اس سے بادشاہ کو نبوت کا خیال ہوا اور پھر اس سے آگے بڑھ کر خدا ہونے پر نوبت پہونچی

بادشاہ نے ایک دن مجلس مین اہل مجلس سے پوچھا کہ اس زمانہ مین سب سے زیادہ عاقل کون ہے اسمین بادشاہون کا نام نہ لیا جائے کہ وہ مستثنیٰ ہین۔ ہر ایک شخص نے اپنے معتقد کا نام لیا۔ حکیم ہمام نے خود اپنے تئین سب سے زیادہ عاقل بتلایا اور ابو الفضل نے اپنے باپ کو۔ انہی دنون مین یہ چہار مراتب اخلاص بادشاہ نے مقرر کئے ترک مال جان و ناموس و دین۔ جو ان چارون کو بادشاہ پر قربان کرے اسکو چار مرتبہ دیئے جائین جو ایک کرے اسکو ایک درجہ اور علی ہذا القیاس۔ کل اہل مجلس نے اپنا نام لکھایا کہ ہم بادشاہ کے مرید مخلص ہین۔

شیخ قطب الدین جلیسری کو کہ ایک مجذوب خرابانی تھا بادشاہ نے شیخ جمال بختیار کو بھیجکر بلایا۔ فرنگیون سے اسکی بحث کرائی اور ارباب عقل و اجتہاد زمان کو بھی بلاکر

حاضر کیا شیخ نے کہا کہ آگ خوب بھڑکتی ہوئی روشن کرو جسکے اندر مین ہم اپنے معارض کے داخل ہون جو کوئی اس آگ سے سلامت نکل آئے وہی حق سمجھا جاے آگ روشن ہوئی شیخ نے ایک مرغی کی کمر مین ہاتھ ڈالا اور کہا کہ بسم اللہ ہم آگ مین جلین گے کسی قسم کی کی یہ جرأت ہوئی کہ وہ شیخ کی تھی آگ مین جا پڑا اس فقیر پر یہ شکایت ایسا تھا اسکو ہوا اور چند فقیر کہ مین بھی جوان تھا ہمراہ ہو لیے گئے اسطرح بہت سے اخراجات اور فقرا اور مقامون مین بھیجے یا اور اکثر کو قندھار بھیجا اور انکی عوض مین گھوڑے منگاے اسی زمانہ مین ایک جماعت تھی کہ مرید کرتے تھے اور الہامات مشہور تھی چھوٹے بڑے سبھی وہ نو مہل ایمان لیتے تھے اسکو گرفتار کرکے بادشاہ کے روبرو لاے جب بادشاہ نے پوچھا کہ تمنے ان خرافات سے توبہ کی ہی تو انہون نے کہا کہ توبہ ہماری لونڈی ہی اسی طرح شریعت و دین اسلام اور روزہ کے جدا جدا نام اختراع کرکے رکھے وہ بادشاہ کے حکم سے بھکر و قندھار بھیجے گئے اور وہان سے انکی عوض مین ترکی نژاد بچھیرے گھوڑون کے لیکر آئے۔

بادشاہ نے اپنے زعم مین یہ ٹھیرا لیا تھا کہ آنحضرت کے بعثت کے زمانہ سے ہزار سال گذر گئے یہی مدت اس دین کے بقا کی تھی وہ تمام ہوئی اور اب مخفی دعوی جو اسکے دل مین تھے انکے اظہار کا مانع کوئی نہین ہی۔ وہ مشایخ و علما کہ صلابت و ہیبت رکھتے تھے اور جنکا پاس و ملاحظہ کرنا ضرور تھا انکی بساط بھی خالی ہو گئی ہی اسلیے فراغ خاطر سے احکام اسلام کے ابطال کے درپے بادشاہ ہوا اور نئے ضوابط و قواعد مہمل و مختل مقرر کیے اعتقاد کے افساد کو رواج دیا سب سے اول یہ حکم دیا کہ سکہ مین تاریخ الف (ہزار) لکھی جاے اور آنحضرت کی وفات سے تاریخ الفی یعنی ہزار سال رحلت (ہجرت) سے لکھائی جاین نصایح و حکم کے لیے عجیب و غریب اختراع ہوتے تھے اسنے جو حکم ابداع کیے انمین عقل حیران ہوتی ہی۔ انمین سے ایک یہ تھا کہ بادشاہون کے آگے سجدہ کرنا لازمی ہی مگر اس سجدہ کا نام زمین بوس لیا جاے دوسرا شراب اگر بدن کی آسودگی کے لیے بطریق اہل حکمت پی جائے اور کوئی اس سے فتنہ و فساد نہ پیدا ہو تو مباح ہی برخلاف اسکے اگر کوئی شخص شراب پی کر مست ہوتا اور اسکے گرد بھیڑ لگتی اور غوغا ہوتا تو اسکو بڑی سیاست وہ کرتا عدالت کی بنیاد کی

بادشاہ کا مذہب کے اصل کی تبدیل کرنا ۹۹۰

ایک شراب فروشی کی دکان دربار کے دروازہ پر مقرر کی اور اس دربان کی خانون کو اس دکان کا اہتمام سپرد کیا کہ اصل نسل مین خمار تھی۔ شراب کا نرخ مقرر کیا تاکہ جو شخص ہماری کے علاج کے لیے شراب خریدی تو اپنا نام اور باپ دادا کا نام مشرف سی لکھا کر دکان پر لیجائے آدمی اس حیلہ سے نام لکھا کر شراب لے جاتے تھے۔ سچ جھوٹ کی کون تحقیق کرتا تھا شراب کی ایک دکان شراہیون کے لئے کھولی گئی۔ کہتے ہین شراب کی ترکیب اجزا مین لحم خنزیر (سور کا گوشت) بھی داخل تھا واللہ اعلم۔ باوجود اس احتیاط کے فتنہ وفساد برپا ہوتے تھے۔ ہر چند ایک جماعت کو بزور اس جرم مین عقوبت وایذا دی جاتی تھی مگر کوئی اسکا نتیجہ مرتب نہین ہوتا تھا۔ یہ از قبیل کج دار و مریز تھی اور ممالک وسعہ کی فاحشین جو بادشاہ کے تخت کے نیچے جمع ہوئین وہ حد وعد کے حصر سے باہر تھین انکو شہر سے باہر آباد کیا اور انکی آبادی کا نام شیطان پورہ رکھا اور وہان بھی محافظ دار وغہ اور مشرف مقرر کئے تاکہ جو شخص اس جماعت سے صحبت رکھے یا اپنے گھر بلاوے اول اپنا نام اور نسب لکھائے غرض آدمی اس جماعت کے ساتھ جماع کر سکتے تھے بشرطیکہ متقاضی (سائر کے محصول لینے والے) کو معلوم ہو جبتک داروغہ کو خبر نہ ہو۔ رات کو اہل طرب (ناچنے والی عورت) کو اپنے گھر بلا کر اپنے تصرف مین کسی صورت سے نہین لا سکتا تھا اور اگر کوئی چاہتا کہ کسی عورت کا ازالہ بکارت کرے اور یہ خواستگار نامی مقربون سی ہو تو اسکے واسطہ داروغہ بادشاہ سے اجازت حاصل کرتا اور کسی طرح یہ کام نہ ہوتا مگر جو بوند تھے وہ اس کام کو اور لباس مین کرتے اور بدستی اور سفاہت سے خونریزیان ہوتین اگر ایک گروہ کا قصاص ہوتا تھا تو دوسرا گروہ اس امر کو فخر کے ساتھ کرنے لگتا تھا

بیت

حسن بے پایان او چندانکہ عاشق میکشد	+	زمرہ دیگر بعشق از غیب سر بر میکشند

چند خواص جو شاہ حضین بادشاہ انکو بھی بلا کر تحقیق کرتا کہ کسنے انکا ازالہ بکارت کیا ہے۔ انکا نام دریافت کرتا اگر وہ امرائے نامدار معتبر ہوتے تو انکی تعذیب و

وتنبیہ کرتا۔ مدتون تک مقید رکھتا۔ اس جماعت مین سے ایک پیر بھی تھا کہ اپنے تئین مرید
با اخلاص گنتا تھا اور مراتب چہارگانہ مین پیش رو تھا الٰہیات اور فضائل اربعہ حکمت
عدالت شجاعت عفت سے اپنی تئین متصف ظاہر کرتا تھا مگر اپنی بنات تک نہین
چھوڑتا تھا۔ اس زمانہ مین اپنی جاگیر کرکورہ مین تھا۔ جب اسکو اپنی پردہ دری کی خبر
پہنچی تو اسنے چاہا کہ مین حج کی ہونے کی اجازت مانگون۔ مگر بادشاہ نے اسکی طلب کا
فرمان بھیجا اور اس کی استمالت کی وہ درگاہ مین آیا۔

گائے کا گوشت حرام تھا اسکا چھونا گناہ تھا۔ وجہ اسکی یہ تھی کہ بادشاہ خردسالی سے
ہنود و درنود کی صحبت مین رہا تھا ہندو گائے کو قوام عالم کا سبب سمجھتے تھے اسلئے گائے
کی تعظیم بادشاہ کے دل مین بیٹھ گئی تھی۔ ہندوستان کے بڑے بڑے راجاؤن کی
بیٹیان بادشاہ کے گھر مین تھین انھون نے بادشاہ کے مزاج مین ایسا تصرف پیدا
کیا تھا کہ گائے کا گوشت اور لہسن پیاز کا کھانا اور ڈاڑھی کا رکھنا (یہ تین چیزین بو سے بدبو
مین خلل ڈالتی ہین) چھوڑ دیا تھا وہ اس طرح کی چیزون سے کمال احتراز کرتا تھا اور مجلسون مین
ہندؤن کی بدعتون کو اچھے طور پر کرتا تھا۔ تاکہ اس سے ہندؤن کی دلجوئی اور
ان کے قبائل کی خاطر کی پیروی ہو۔ ہندو جن چیزون سے نفرت طبعی رکھتے تھے
بادشاہ ان سے پرہیز کرتا تھا۔ بادشاہ ڈاڑھی منڈانے کو اپنے ساتھ نہایت مرافقت
کرنا سمجھتا تھا اسلیئے اسکا رواج ہوگیا۔ مفاعیل و تفاعیل (قرم ساق بھیڑوون)
نے ڈاڑھی منڈانے کی وجہ یہ بیان کی کہ ڈاڑھی خصیتین سے پانی پیتی ہے اس وجہ سے
کسی خواجہ سرا کی ڈاڑھی نہین ہوتی۔ ڈاڑھی کے رکھنے مین نہ کچھ ثواب ہے نہ کچھ خطر ہے۔
آجکل کے نادان فقہا ڈاڑھی منڈانے کو عیب جانتے ہین۔ اگر نظر انصاف سے دیکھا
جاے تو یہ بات مدعا کے خلاف ہے۔ جھوٹے حیلہ ساز مفتیون نے یہ ایک روایت مجہول نقل
کی کہ یفعلہ بعض القضات کے یہ معنی بیان کیے کہ عراق کے بعضے قاضیون ڈاڑھی
منڈاتے تھے۔ حالانکہ اصل مین قضات کی جگہ عصات ہے جسکے معنے گنہگار کے ہین۔

عصمت کی تحریف کرکے قصنات بنالیا۔
نصارا کا ناقوس (گھنٹہ) بجانا اور صورت ثالث ثلثہ (صلیب) کا تماشا اور
انکے بلبان (سورچنگ) کا بجانا اور تمام لہو ولعب انکے یہان روز ہونے لگے اسکی
تاریخ کفر شائع بتد ہوئی دس بارہ برس کے بعد یہان تک نوبت آئی کہ اکثر
گمرا ہون نے جیسے مرزا جانی حاکم ٹھٹھہ اور اور مردودون نے اس مضمون کا خط
لکھ کر دیا جسکی صورت یہ ہی کہ مین فلان بن فلان ہون۔ اپنے طوع و رغبت شوق
قلبی سے دین اسلام مجازی و تقلیدی جو مین نے اپنے باپ دادا کا دیکھا تھا اور
اُسے سُنا تھا اسپر اب تبرا بھیجتا ہون اور اکبر شاہی دین الٰہی کو اختیار کرتا ہون
اور مراتب چہارگانہ اخلاص کہ ترک مال جان ناموس و دین مین قبول کرتا ہون
یہ خطوط کہ جو لعنت نامہ سے زیادہ تھے مجتہد جدید (ابوالفضل) کو سپرد ہوتے تھے
اور وہ انکے اعتماد اور تربیت کا سبب ہوتے تھے۔ قریب ہے کہ اس سے آسمان پھٹ جائین اور
زمین شق ہوجائے اور پہاڑ چورا ہوکر خاک ہوجائین۔
اسلام کے خلاف سور اور کتے کی نجس نہ رہی حرم و قصر مین وہ پلنے لگے صبح انکی زیارت
عبادت سمجھی جاتی تھی ہندؤن نے جو حلول کے قائل ہین یہ خاطر نشان کیا
کہ سور بھی ان دس مظہر الٰہی مین سے ایک ہی جنمین خدا نے حلول کیا ہی تعالی شانہ
عما یقولون۔ خدا تعالی کی بڑی شان ہی مگر وہ نہین ہی جو وہ کہتے ہین یہ جو بعض
عرفا سے منقول ہی کہ کہتے ہین دس صفات حمیدہ مین اگر ایک ان مین سے آدمی مین ہو تو
ولی ہوتا ہے اس سے بھی انہون نے کتے کی عظمت ثابت کی بعض مقربون نے
کہ جوش طبعی کے سبب سے ملک الشعرائی مین ضرب المثل ہین (فیضی) ہین۔ دسترخوان
پر کتون کو ساتھ بٹھاکر کھانا کھلانا شروع کیا بعض مردود ہندی وعراقی شاعرون
کی ایک جماعت نے اسکی تبعیت کی وہ کتون کی زبانون کو منہ مین لیتے اور اس سے
کچھ انکار نہ کرتے بلکہ اسپر فخر کرتے۔

غسل جنابت کی فرضیت بھی مطلق ساقط ہوئی اور اوسکی دلیل یہ بیان ہوئی کہ انسان
کا خلاصہ نطفہ منی ہی کہ وہی نیکون و پاکون کا تخم آفرینش ہی اسکے کیا نجس ہین بول و
براز کی خروج پر غسل واجب ہوا و راس لطیف کے خروج پر غسل واجب ہو۔ بلکہ مناسب
یہ ہی کہ اول غسل کرے اور بعد ازان جماع کرے ایسے ہی میت کہ جماد کا حکم رکھتی
ہی اسکی روح کے واسطے طعام پکانا کوئی حظ نہین رکھتا بلکہ آدمی جس روز پیدا ہوا ہو اوس
دن جشن عالی کرین اور اوسکا نام آئش حیات رکھین ایسی ہی سور اور شیر کا گوشت مباح
ہی آئین شجاعت کی صفت ہوتی ہی۔ وہ آدمی مین سرایت کرتی ہی۔ ایسے ہی چچا ماموں
اور قرابت قریبہ کی بیٹی سے شادی نہ کرین اس سے طرفین مین محبت و رغبت کم ہوتی
ہی۔ ایسے ہی بیٹے کا سولہ برس سے پہلے اور لڑکی کا چودہ سال سے پہلے نکاح ناجائز
ہو اس سے اولاد ضعیف پیدا ہوتی ہی سونا اور ابریشم پہننا عین فرض ہے۔
پہلے اس سے نماز روزہ و حج بھی ساقط ہو چکے تھے بعض اولاد الزنا جیسے کہ پیلا مبارک
شاکر و رشید شیخ ابو الفضل نے رسالے اس باب مین لکھے اور ائین ان عبادات کا
مسخر اور قدح بدلائل بیان کیا اور وہ بادشاہ کے مقبول ہوئے اور ترقیان پائین۔
تاریخ ہجری عربی کو بدل دیا اور اسکی جگہ سال جلوس کی ابتدا تاریخ مقرر ہوئی جو
۹۶۳ تھی اور نام مہینون کے اہل عجم کی رسم کے موافق مقرر کئے۔ ان تینون کے نام
کتاب نصاب مین لکھے ہین زردشتیون کی عیدون کی طرح سال بھر مین چودہ عیدین مقرر
ہوئین مسلمانون کی عیدین بے رونق اور موقوف ہوئین مگر خطبہ جمعہ ان لوگون کی
خاطر سے برقرار رہا کہ بڈھے مفلوک جاہل امین جائین برس و مہینے کا نام سال
ماہ الٰہی ہوا سکون اور مہرون مین تاریخ الف (۱۰۰۰) لکھا گیا جس سے یہ معلوم
ہو کہ دین متین محمد صلعم ہزار سال کے بعد ختم ہو گیا اور عربی کا پڑھنا اور جاننا
عیب مین داخل ہوا۔ فقہ و تفسیر و حدیث اور انکا پڑھنے والا مردود مطعون ہوا
علوم نجوم و حکمت و طب و حساب و شعر و تاریخ و افسانہ رائج ہوئے اور انکی

تحصیل فرض ہوئی - عربی زبان کے مخصوص حروف مثل ثا و حا و عین و صاد و ضاد و طا تلفظ مین برطرف ہوے - عبداللہ کو ابداللہ و احدی کو اہدی اور مثل انکی کہنا افضل سمجھتے تھے اور اسطرح کہنے سے خوش ہوتے تھے اور شاہنامہ فردوسی کے یہ دو بیتین اہل عرب کی توہین مین اکثر زبان پر لاتے تھے -

ابیات	
زشیر شتر خوردن و سوسمار	عرب را بجائے رسید است کار
کہ تخت عجم را کند آرزو	تفو باد بر چرخ گردان تفو

جو بیت کہ اشعار - تشبیہ آمیز اپنے مشرب کے موافق اساتذہ کے کلام مین سنتے انکو پسند کرتے - جیسے آنحضرت صلعم کے دو دانتون کے شہید ہو جانے کے باب مین مسجع کے اشعار ہین - علیٰ ہذا القیاس ارکان دین کے ہر رکن مین اور عقائد اسلامیہ کے ہر عقیدہ مین خواہ وہ اصول مین ہو یا فروع مین مثل نبوت و کلام و رویت و تکلیف و تکوین و حشر و نشر مین طرح طرح کے شبہے پیدا کرتے اور اوسکو مسخر اپن بناتے رویت کے معنے دیدار الٰہی کے جنت مین ہین سنی اس مسئلہ کے قائل ہین اور شیعہ انکار کرتے ہین اور تکلیف اس آدمی کو مکلف بالشرع کہتے ہین اول وہ مسلمان ہو دوم وہ عقل صحیح رکھتا ہو سوم وہ بالغ ہو - تکوین کے معنے دو معدوم کے درمیان پیدا ہونا - یہ ہستی معدوم اول اور معدوم ثانی کے درمیان ہے یعنی یہ عالم معدوم ہوگا اکبر اسکا منکر تھا وہ قیامت کا قائل نہ تھا اگر کوئی ان مسئلون کے معترض جواب مین آتا تو منع کیا جاتا - معلوم ہے کہ ایسی حالت مین کون مستدل یا مانع ہو سکتا تھا خصوصاً جبو قت کہ مقابل کی جانب توجہ نافذ بالامری اور قاہری ہو - مباحثہ مین مواسات ضرور ہے -

بیت	
آنکس کہ بقرآن و خبر زو نرہی	آنست جوابش کہ جوابش ندہی

بہت سی خان ومان ان مباحثون مین غارت ہوگئے اسکو ہرگز مباحثہ نہین کہنا چاہیئے بلکہ وہ مکابرہ ومشاغبہ تھا۔ بادشاہ کی خوشامد کے مارے دین فروش شکوک متروک کو ہر جگہ سے پیدا کرکے بطور تحفہ کے بادشاہ پاس لاتے تھے لطیفہ خوجہ کماور ا النہر کے بزرگون اور بزرگ زادون مین تھا اسنے شمایل ترمذی مین اس حدیث پر کہ کان جیدہ وثنۃ آنحضرت کی گردن مثل بت کے ہے) شبہ کیا کہ پیغمبر کی گردن کو بت کی گردن سے تشبیہ دینے کے کیا معنے ہین؟ اور ایسی ہی حدیث ناقہ قصوی جو جو سیرمین مشہور ہے اور قافلہ قریش کا لوٹ مار کرنا ابتداء ہجرت مین اور آنحضرت کا چودہ ازواج کا کرنا اور کسی عورت کا اپنے خاوند کا زوجہ نہ رہنا اگر آنحضرت اسکو اپنا زوجہ بنانا چاہین اور اسی طرح کی اور باتین بنا کے مذہب کے سامنہ تمسخر کرتے تھے جنکی تفصیل کے لیئے زمانہ دراز چاہیئے۔

رات کو اپنی مجالس انس مین بادشاہ اپنے مقربین کو حکم دیتا کہ وہ چالیس ابدال کی طرح بیٹھین اور جو شخص جانتا ہو وہ کہوے اور جو چاہے پوچھے۔ اگر کوئی مسئلہ علمی پوچھتا تو بادشاہ فرماتا کہ یہ ملانون سے جاکر پوچھے۔ جو بات عقل وحکمت سے متعلق ہو وہ ہمی پوچھے۔ کتب سیر کے پڑھنے کے وقت صحابہ رضی اللہ عنہم کے حق مین باتین بنائی جاتین خلفاء ثلاثہ کی خلافت کے وقت مین قضیہ فدک اور جنگ صفین وغیرہ کا ایسا ذکر ہوتا کہ کان انکے سننے سے بہری ہون انکو اپنی زبان پہ نہین لاسکتے۔ شیعہ غالب ومتقی مغلوب اخیار سب گھر خائف اور اشرار امین تھے ہر روز ایک تازہ حکم اور نیا شیوہ کہ جدید قدح ظہور مین آتا اور اپنا اثبات اور ون کی نفی مین دیکھتے اور اس نکتہ کو بھول گئے کہ ہر نفی منفی ہوتا ہے اس سبب سے مقبول مردود اور مردود مقبول تھے۔ عام کا لانعام کی زبان پر اللہ اکبر کے وظیفہ کے سوا کچھ اور مذکور نہ تھا۔ ملا شیری نے دس شعر کا قطعہ کہا ہے جس کے چند شعر نقل کئے جاتے ہین۔

شورش مغز است اگر در خاطر آرد بیدلے	گر خلایق مہر پیغمبر جدا خواہد شدن

خندہ می آید مرا ازین ہیئت بزل طرفگی	نقل بزم منعم و درد گدا خواہد شدن
پادشاہ امسال دعوی نبوت کردہ است	گر خدا خواہد پس از سالے خدا خواہد شدن

قاضیون کی شراب نوشی۔ قدم رسول۔

مجالس نوروزی مین اکثر علما و صلحا بلکہ قاضی و مفتی بھی قدح نوشی کرتے تھے۔ آخر مجتہدون نے خصوصاً ملک الشعرا (فیضی) سے کہا کہ این پیالہ را بکوری فقہا می خورم (فقہا اندھے ہین اونکے لئے یہ پیالہ پیتا ہون) حمل کے ۱۹ درجہ پر کہ شرف الشرف اور روز آخرین جشن نوروز کا ہے اسکی تعظیم و سب دنون سے زیادہ کرتے اور اسی دن امرا کو منصب و جاگیر کا اضافہ ہوتا اور اسپ خلعت مناسب مہمانی و پیش کش کے عنایت ہوتا تھا۔

اس سال مین گلبدن بیگم و سلمہ سلطان بیگم نے حج سے مراجعت کی اور انہین دنون مین ابوتراب و اعتماد خان گجراتی سفر حجاز سے آئے اور ایک پتھر بڑا بھاری جسکو ایک قوی ہیکل ہاتھی اٹھا سکتا ساتھ لائے اسپر ایک نقش پا معلوم ہوتا تھا۔ ابوتراب کہتا تھا کہ نقش قدم رسول ہی۔ پادشاہ نے چار کوس تک اسکا استقبال کیا اور امرا کو حکم دیا کہ باری باری سے چند قدم اسکو سر پر اوٹھا کر چلین اس طرح وہ قدم شہر مین پہنچا (ابوالفضل نے لکھا ہے کہ پادشاہ نے اس قدم کو کندھے پر رکھا اور اسکے سبب مسلمانون کو پادشاہ کے مذہب کی طرف جو وہم پیدا ہوا تھا وہ کم ہو گیا)

اسی سال مین خلوت مین پادشاہ کے روبرو بیربر سے شیخ مبارک ناگوری نے کہا کہ جیسی کہ تمہاری کتابون مین تحریفات ہوئی ہین ایسی ہی ہمارے دین مین بھی بہت سی تحریفات ہوئی ہین اسلئے دونو اعتماد کے قابل نہین۔

اسی سال مین بے عفت اور بے عافیت گمراہون نے پادشاہ سے کہا کہ ہجرت سے مدت ہزار سال کی ختم ہوئی کسواسطے شاہ اسمٰعیل اول کی طرح برہان قاطع (تلوار) کو کام مین نہین لاتے لیکن آخر کو یہ قرار پایا کہ پادشاہ کا دلی ارادہ مرور زمان مین تدبیر بے شمشیر سے ظہور پائیگا فی الواقع اگر پادشاہ کچھ روپیہ خرچ کرتا تو عوام تو کیا بلکہ خواص بھی اسکے شیطانی دام مین پھنس جاتے حکیم ناصر خسرو کی یہ رباعی

پڑھی جاتی۔

رباعی

ورنہصد و تیعین و فران می بینم	وز مہدی و دجال نشان می بینم
تا ملک بدل گردد یا گردد دین	سرّی کہ نہان است عیان می بینم

جب احداث دین کا مشورہ ہوا تو راجہ بھگوانداس نے کہا کہ مین خوش ہو کر یہ قبول کرتا ہون کہ دونو ہندؤن اور مسلمانون کا دین بد ہے مگر انکے سوا اور کونسا تیسرا طائفہ ہے اسکو فرمائیے کہ مین اس دین کو قبول کرون۔ بادشاہ نے کچھ معقولیت اختیار کرکے راجہ کو اس شدت سے باز رکھا۔ مذہب اسلام کے احکام کا تغیر وقوع و شیوع ہوتا جاتا تھا۔ احداث بدعت۔ اسکی تاریخ ہوئی۔

انہین دنون مین دربار مین جو پانچ وقت اذان اور نماز جماعت کے ساتھ ہوتی تھی موقوف ہوئی۔ نام احمد و محمد و مصطفیٰ اور مثل انکے باہر کے کافرون کے اور گھر کے اندر اہل حرم کی ہندو دخترون کے خاطر سے بادشاہ کو گران معلوم ہوئے اور بدتون مین اسنے اپنے مقربون مین سے بعض کے نام جو ان ناموں سے موسوم تھے موقوف کردیئے۔ مثلاً یار محمد خان اور محمد خان کا نام رحمت بولا جاتا اور لکھا جاتا۔ ان گمراہ اشقیا پر ایسے شریف نام کا اطلاق حیف تھا اور اسکا بدلا جانا ضرور کیا بلکہ واجب تھا اسلیئے کہ سور کے گلے مین جواہر کا باندھنا ستم ہے۔ یہ آگ آگرہ سے اٹھی جسنے چھوٹے بڑون کے گھر جلائے۔ اور آخر کو یہی آگ آتش زنون کے گور مین گئی خذلہم اللہ۔

ربیع الاول سنہ ۹۹۰ مین میر فتح اللہ شیرازی کہ الٰہیات و ریاضیات و طبیعیات اور تمام اقسام علوم عقلی و نقلی و طلسمات و نیرنجات و جر اثقال مین اپنا نظیر اس زمانہ مین نہین رکھتا۔ حکم کے موافق عادل خان حاکم دکن کے پاس سے فتح پور مین آیا۔ اس کو سنا تھا کہ وہ میر غیاث الدین منصور شیرازی کا شاگرد بیواسطہ ہے اور یہ استاد چندان نماز و عبادت کا مقید نہ تھا اس سے گمان ہوتا تھا کہ شاگرد بھی ایسا ہی ہوگا۔ وہ مذہب و دین بادشاہ کا ہمرو ہوگا مگر اسنے باوجود کمال جب

میر فتح اللہ شیرازی نماز جماعت کا دربار مین موقوف ہونا۔

جاہ و دنیاداری اور امرا پرستی کے اپنے مذہب مین اپنے تعصب مین کوئی بات اوٹھا نہین رکھی ۔ ۔ ۔ وہ عین دیوانخانہ خاص مین علانیہ یا مامیہ طریقہ پر ادائے نماز کرتا تھا کسی اور کا مقدور نہ تھا کہ اس طرح نماز پڑھتا اس سبب سے بادشاہ نے اسکو ارباب تقلید کے زمرہ مین شمار کیا اور اپنے مذہب مین اس سے اغماض کیا ۔ اسکے علم و حکمت و تدبیر کی رعایت کرکے اسکی پرورش مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا ۔ ایک رات کو بادشاہ نے میر فتح اللہ کی موجودگی مین بیربر سے کہا کہ یہ بات کیونکر عقل قبول کرتی ہے کہ ایک شخص ایک لحظہ مین باوجود اپنی جسم کے خوابگاہ سے آسمان پر جاے اور نوے ہزار باتین خدا سے کرے اور ہنوز اسکا بستر گرم ہوا ور وہ الٹا چلا آئے ۔ اور ایسے ہی شق القمر اور اسکی مثل اور باتین ہین پھر ایک پانوا پنا اوٹھا کر سب کو دکھایا اور یہ فرمایا کہ جب تک دوسرا پانوا پنی جگہ پر نہ ہو نا ممکن ہے کہ کھڑا رہون یہ احمقانہ حکایتون کو لوگ یقین کرتے ہین ۔ بدبخت بیربر اور گمنام بدبخت آمنا و صدقنا کہتے تھے اور اسکی تائید مین باتین بناتے تھے ۔ بادشاہ شاہ فتح اللہ کی طرف بار بار دیکھتا تھا مگر وہ گردن نیچے ڈالے ہوئے کچھ نہین کہتا تھا ۔ سراسر گوش بنا ہوا تھا

سنہ ۹۹ مین تمام ممالک محروسہ مین حکم جاری ہوا کہ اتوار کو جو آفتاب سے مخصوص ہے اور انکا روز ماہ آبان مین جو بادشاہ کے میلاد کا مہینہ ہے اور بعض ایام مہینہ مین مطلق جانور ذبح نہ کیے جائین ۔ یہ حکم ہندون کی خاطر سے دیا تھا جو کوئی ان دنون مین جانور ذبح کرتا اسکی بڑی سیاست ہوتی اور اسکا خانمان تاراج ہوتا اور خود بادشاہ تمام سال مین اور ایام متفرقہ کی تقریب مین چھ مہینے گوشت نہین کھاتا تھا اور ایسا ارادہ رکھتا تھا کہ گوشت کھانے کو بالکل ترک کردے سورج کی پوجا کو دن مین چار دفعہ صبح و شام دوپہر آدھی رات کو اپنے اوپر لازم کیا تھا ۔ اور سورج کے ایک ہزار ایک نام سنسکرت کے دوپہر کو سورج کی طرف متوجہ ہوکر حضور قبلہ سے پڑھتا اور دونون کان پکڑکر جھکتا تھا اور کانون کی اوپر کے

جوگیون کی ملاقات اور اور بدعات

گانا اور مثل اسکی اور حرکتین کرتا۔ ماتھے پر تلک لگاتا اور آدھی رات اور سورج نکلنے کے وقت نوبت بجواتا۔ مساجد و معابد ہندؤن کے فراش خانے اور چوکی خانے اسکے جماعت کا نام جاگ اور حی اعلی کا بلالا تلار رکھا۔ شہر مین گورستان اوکھیڑنے کا حکم انہین دنون مین شہر سے باہر مسلمان و ہندو فقرا کے کھانا کھلانے کے لئے دو محل تعمیر کرائے۔ ایک کا نام خیر پورہ اور دوسری کا نام دھرم پورہ رکھا۔ شیخ ابوالفضل کے چند آدمی موکل مقرر ہوے کہ وہ زر پادشاہی سے فقرا کو کھانا کھلاتے تھے۔ جوگیون کو گروہ کے گروہ آتے تھے اونکے لئے ایک سرائے آباد کی گئی اوسکا نام جوگی پورہ رکھا گیا۔ جوگیون مین بعض کو خلوت مین پادشاہ بلاکر باتین کرتا تھا۔ حقایق مختلفہ کے مجہولات و اعتقادات و اشغال و مراقبہ و سلوک و اطوار و جلسات و حرکات و سکنات خلع بدن و کیمیا و سیمیا و ریمیا انسے معلوم کرتا کیمیاگری خود سیکھی اور سونا بناکر لوگون کو دکھایا۔ شبہ رات کو جوگیون کا مجمع عظیم اطراف سے آتا اور پادشاہ اُن جوگیون مین جو بزرگتر ہوتے انکے ساتھ ہم پیالہ اور ہم نوالہ ہوتا۔ ان جوگیون نے پادشاہ کو بشارت دی کہ عمر طبعی سے تین چار گنے سے زیادہ جیئے گا اسکا پادشاہ کو یقین تھا۔ ان مقدمات کو اور قرائن سے بھی ایسا منتظم کیا۔ جس سے یہ یقین اسکے دل پر پتھر کی لکیر ہوگیا اور حکما اہل ہند بھی اسکی تائید کرتے تھے کہ عمرون مین نقصان دور قمر کے سبب سے ہی اور وہ اب ختم ہونیوالا ہے زحل کا دور شروع ہوگا اسکے بعد الوار و ادوار مجدد طول اعمار کے سورش ہونگے۔ چنانچہ کتب سماوی مین بھی یہ امر مذکور ہے بعض آدمیون کی عمر ہزار سال لکھی ہے۔ اور کتب ہندی مین آدمی کی عمر دس ہزار برس لکھی ہے اور بالفعل کوہ تبت مین ایک طائفہ لامہ ہے انکے زہاد و عباد دو سو سال اور اس سے زیادہ جیتے ہین اس طائفہ کی تقلید کرنے کے لئے پادشاہ معاشرت و اکل و شرب خصوصاً کم مین تقلیل کردی اور سر کی چندیا کے بال منڈوالے مگر اسکے گرد بال رکھے۔ پادشاہ کو

ایسا گمان تھا کہ کاملان مکمل کی روح چند یا سے نکل کر باہر جاتی ہے اور یہ جسم انسانی کا دسوان منفذ (دروازہ) ہی۔ اور اسوقت تجلی و گرج کی ایک آواز ہوتی ہی یہ دلیل مرت کی سعادت کی اور گنا ہون سے نجات کی ہے اور مذاہب تناسخ مین یہ عقیدہ حلول روح کی بادشاہ ذی شوکت و صاحب ناخذ الامر مین ہی۔

بادشاہ نے اپنے روش (مذہب) کا نام توحید الٰہی رکھا اور جوگیون کی اصطلاح کے موافق اپنے مریدان خاص کا نام چیلہ رکھا اور ایک طرفہ اراذل کا مکار مردار تھا کہ وہ دولت خانہ کے اندر نہین جا سکتا تھا وہ اس وقت کہ بادشاہ سدو سمی کو سورج کی پوجا کرتا تھا جھروکہ مین آتا اور جبتک بادشاہ کا درشن نہ کر لیتا مسواک طعام و آب سیر حرام تھا۔ رات کو ہر صاحب حاجت خواہ ہندو ہو یا مسلمان اور طرح طرح کے طوائف مرد اور عورت صحیح و سقیم کو اس جگہ بار عام کا حکم ہوتا دو طرفہ کارو بار اور گرمی ہنگامہ اور ازدحام عظیم ہوتا۔ بادشاہ آفتاب کے ایک ہزار ایک نام کی تسبیح پڑھ کر پردہ سے باہر آتا اور یہ ساری جماعت اسکو سجدہ کرتی اور مکار اور طرار برہمنون نے سورج کے ایک ہزار ایک اور نام بادشاہ کے لئے ترتیب دیے تھے وہ کہتے تھے بطریق حلول جیسے رام اور کرشن اور اور سلاطین ہنود اوتار ہوئے ہین ایسے ہی آج خود صاحب عالم بادشاہ اوتار کی صورت مین نمودار ہوا ہی تاکہ وہ اس زمین پر بازی کرے اور خوشامد کے لئے سنسکرت کے اشلوک (شعر) پہلے عالمون کے آسمضمون کا نقل کرتے کہ ہندوستان مین ایک بادشاہ عالمگیر پیدا ہوگا۔ برہمنون کا احترام اور گائے کی حفاظت اور دنیا کی عدالت سے نگہبانی کریگا اور پرانے کاغذون مین اپنی خرافات کو لکھ کر بادشاہ کو دکھلاتے تھے۔ بادشاہ کو ان سب باتون کا یقین ہوتا تھا مصرع خوشا سند ہر کرا گفتی خوش آمد۔ ان دنون مین بادشاہ نے فتحپور کے دیوانخانہ خاص مین حنفی کے دہ در دہ اور شیعون اور شافعیون کے قلتین کو پانی سے بھر دلایا اور اسکو تلوایا تو حنفیون کے دہ در دہ کا پانی باقی دہ کے قلتین سے زیادہ نکلا۔

چیلہ و جھروکہ درشن۔ بادشاہ کا اوتار ہونا۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ سنی اور شیعہ جدا جدا ہو جائین - ہندوستانی بالکل سنی گری اور عراقی تشیع کے قائل ہوئے -

بادشاہ پاس سنہ ۹۹۲ ملا الہ داد امروہوی اور ملا حشیری آئے وہ صدارت میان دوآب پنجاب پر مقرر تھے - خوشامد کے مارے ملا شیری نے ایک نظم ہزار شعر جسمین آفتاب کی تعریف مین ہزار قطعہ تھے پیش کی بادشاہ اس سے نہایت خوش ہوا - سنہ ۹۹۲ کے جشن مین بیلان (پیلون) ایک چادر بصورت گنبد اختراع کی ہوئی فرنگیون کی بھی برپا ہوئی اور بادشاہ کے اخلاص مین اور بہت آدمیون نے مال و جان و ناموس و دین فدا کیا اور اس قدر ارواح مقدس کا امتحان اس آئین مین ہوا کہ انکا حصر نہین ہو سکتا - آدمیون کا گروہ مرید ہوتا اور مذہب مشرف مین بادشاہ کے ساتھ موافقت کرتا بادشاہ بجاے شجرہ (جو پیر مریدون کو دیا کرتے ہین) کے اپنی شبیہ دیتا وہ رشد و دولت مین اخلاص کی علامت ہوتی اور اسکو غلاف مین جو جواہر سے مرصع ہوتا لپیٹ کر سر پر رکھتے - نامون کی پیشانی پر اللہ اکبر لکھے جانے کا حکم ہوا - قمار و سود حلال ہوا - اور علی ہذا القیاس اور محرمات - دربار مین ایک قمار خانہ بنایا گیا جواریون کو خزانہ سے پیسہ سودی ملتا اور سود و مثل (جواری جو اپنے جیت کے مال مین سے کچھ اس مجلس قمار کے حاضرین مین تقسیم کرتا) کفایت مین داخل تھا - لڑکی کے نکاح کو چودہ برس کی عمر سے پہلے اور لڑکے کی شادی کو سولہ برس سے پہلے منع کا حکم دیدیا اور قصہ خلاف حضرت صدیقہ سے بالکل منکر ہوے اور مطاعن کا ذکر تو کیا کیا جائے - جو کوئی اسپر نوحہ کرے وہ نوحہ پارہ کی طرح اڑ جائے مین نہین جانتا کون شخص ایسی باتین سن سکتا ہے عموماً تمام رسولون سے انکار اس سبب سے کیا گیا کہ وہ گنہگار تھے خصوصاً حضرت داؤد اور اوریا کے قصہ سے اور اسی کی مثل جس کسی کو اپنے اعتقاد کے موافق نہ پائے اوسکو مردود و مطرود ابدی جانتے اور اسکا نام مفتیہ رکھتے - اور دشمن شاہی کا دشمن بحکم ؎ انچہ بکارند ہمان بدروند

شروع ہزار شعاع و بادشاہ کا دین اختیار کرنا -

وہ خود عالم مین کفر و گمراہی مین مشہور ہوے اور انکا مجتہد و مرشد (ابو الفضل) ابو جہل مشہور ہوا ؎ بادشاہ بد و وزیر بدتر ہ ریاست دینی کے لئے ریاست دنیوی تیغ بنی اور تمام مہمات مین سے ریاست دین کے مٹانے کو اہم جانا اور باقی اور مہمات کو طفیلی - ناموس دین کی دکان بگاڑنے کے لئے بادشاہ نے حکم فرمایا کہ نوروز کو جو بازار لگا کرے وہ خاص و عام سے خالی کیا جاے اور بیگمین اور اہل حرم اور صاحب عفت عورتین آسمین تماشا و سیر کرین وہان بادشاہ زر بخشی کرتا اور جو باہر سے عورتین آتین انکو مہمان بناتا اور اسی مجلس مین لڑکے اور لڑکیون کے ناتے رشتے ٹھیراتا - بادشاہ کے مرید لوگ اس خیال سے ہوتے تھے کہ جاہ و منصب پائین اور اخلاص ہند ٹھیرین مگر بادشاہ نے انکے دماغ سے اس خیال کو دفع کیا - ہندوؤن کو جو اسکے نزدیک ناگزیر تھے جاہ و منصب دیتا - نصف لشکر اور نصف ملک ہندون کے ہاتھ مین تھا - ہندو مسلمان مین انکی برابر صاحب شوکت نہ مغل تھے نہ ہندوستانی مسلمان اور سواے ہندؤن کے ہر گروہ کی مالش اور کوشش جس طرح بادشاہ چاہتا ہوتا کرتا تھا انمین سے عزت و ناموس و اتفاق بالکل مسلوب ہو گیا تھا -

اسی سال مین سلطان خواجہ نے کہ وہ خاص مریدون مین سے تھا انتقال کیا اور اسکے دفن کرنے کے بعد قبر مین یہ اختراع ہوا کہ ... سورج کے مقابل اسکی جالی لگائی گئی کہ ہر صبح کو سورج کی روشنی جو گناہون کی پاک کرنیوالی ہے اسکے منہ پر پڑے کہتے ہین کہ اوسکے منہ پر زبانہ آتش بھی لگا دیا تھا - واللہ اعلم بحقیقۃ الحال -

یوسف زئی سے جو لشکر شاہی کو شکست ہوئی اس مین بیربر مارا گیا تھا بادشاہ کو اس کی برابر کسی امیر کے مرنے کا غم نہ ہوا وہ افسوس کرتا تھا کہ اس کا جسم نہ تھا لگا کر آگ مین جلایا جاتا - مگر اپنے دل کو اسطرح تسلی دیتا تھا کہ وہ سب قیود سے آزاد اور مجرد تھا اوسکے لئے نیر اعظم کی تابش پاک کرنے والی کافی ہے -

سنہ ۹۹۵ مین یہہ ضوابط اور احکام جاری ہوئے کہ کوئی شخص ایک عورت سے زیادہ

نکاح نہ کرے مگر اس صورت مین کہ بیوی بانجھ ہو ورنہ خدا کے ورزو بہ یکے جب عمر
کو ایام منقطع ہو جائین تو وہ شوہر کرنے کی خواہش نہ کرے۔ بیوہ عورتون کو شوہر
کرنے کی ممانعت نہ کی جاے جیسے کہ ہندو کرتے ہین اور ہندؤن کی خورد سال لڑکی
جسنے شوہر سے تمتع نہ اوٹھایا ہو وہ ستی نہ ہو اگر ہندؤن کو یہ امر دشوار معلوم ہو تو
منع نہ کرین جب آپس مین مریدون کی ملاقات ہو تو ایک اللہ اکبر کہے دوسرا جل جلالہ
کہے یہ بمنزلہ سلام اور جواب سلام کے ہو۔ راجہ بکرماجیت نے یہ اختراع کیا تھا
ہندی مہینے کی ابتدا ۱۳ تاریخ سے ہو مگر بادشاہ نے اسکی ابتدا ۱۲ تاریخ سے مقرر کی
اور ہندؤن کے تیوہار اس تاریخ کے موافق ہوا کرین اگرچہ اس باب مین گجرات و بنگالہ
مین سنہ ۹۹۰ مین فرمان جاری ہوئے تھے مگر اسپر عمل نہین ہوا۔
اراذل کو حکم ہوا کہ وہ شہر کے اندر عربی نہ پڑھین کیونکہ اس سے فساد کھڑے ہوتے ہین۔
ہندؤن کے مقدمات و معاملات کو برہمن پنڈت فیصلہ کیا کرین مسلمان قاضی فیصلہ
کیا کرے اگر حلف کی احتیاج ہو تو منکر کے ہاتھ مین گرم آہن رکھین اگر ہاتھ جلے تو وہ جھوٹا
ہے الا نہین تو سچا یا جلتے تیل مین اسکا ہاتھ ڈالین یا وہ پانی مین غوطہ کھائے اگر اتنی
دیر مین کہ تیر پھینکا جاے اور کوئی اسکو اٹھا لاے۔ وہ پانی سے سر نکال لے تو مدعا علیہ کو
حق مدعی دلایا جاے۔
مردہ جو دفن کیا جاے تو اوسکا سر مشرق کی طرف اور پانون مغرب کی طرف رکھی جائین
(مسلمانون کے قاعدہ کے برعکس ہے) سونے مین بھی یہ روش اختیار کی جاے۔
سنہ ۹۹۶ مین حکم ہوا کہ کل قومین علوم عربیہ کی تحصیل ترک کرین اور علوم نجوم و حساب و طب و
فلسفہ پڑھا کرین اسکی تاریخ کسادفضل ہوئی۔
عاشورہ محرم سنہ ۹۹۶ کو بادشاہ نے مان سنگھ کو جو بہار و پٹنہ کی حکومت پر مامور ہوا تھا
اور خانخانان کو خلوت مین بلایا اور مذہب کے امتحان کے لیئے باتین ہونے لگین۔
مان سنگھ نے بے تکلف عرض کیا کہ اگر مریدی عبارت جان سپاری سے ہو تو جان کو

حضور کے لئے اس کو ہمیشہ پر لئے پھرتا ہون اسکے امتحان کی ضرورت کیا ہے اور اگر اس کے سوائے کچھ اور بات دین کے معاملہ مین ہو تو مین ہندو ہون اگر فرمائیے تو مسلمان ہو جاؤن ان دو مذہبون کے سوائے کسی اور مذہب کو مین نہین جانتا کہ کوئی ہو بس اسی پر خیر گذری اگے کچھ اور گفتگو نہین بڑھی۔

اسی مہینے مین مرزا فولاد بیگ برلاس نے آدھی رات کو ملا احمد رافضی کو جو صحابہ کو گالیان دیتا تھا کسی بہانہ سے گھر بلاکر خنجر مارا جسکی ایک تاریخ آن زہ خنجر فولاد۔ اور دوسری خوف سقری ہوئی جسوقت وہ نزع کی حالت مین تھا تو عبد القادر نے اس کا چہرہ سور کا سا دیکھا تھا۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا۔ مرزا فولاد کو ہاتھی کے پانوئین باندھ کر شہر لاہور مین جب تک پھرایا کہ وہ شہید ہوا۔ حکیم ابو الفتح کی معرفت اُسنے پوچھا کہ تو نے ملا احمد کو مذہب کے تعصب کے سبب سے مارا تو اوس نے جواب دیا کہ اگر مجھے تعصب ہوتا تو اس سے کسی بڑے (ابو الفضل یا خود اکبر) کو مارتا۔ حکیم نے یہی بات بادشاہ سے عرض کی تو بادشاہ نے کہا کہ یہ بڑا حرام زادہ ہو اسکو زندہ نہین چھوڑنا چاہیئے۔ ورنہ اس کی مردانگی اور اہل حرم کی شفاعت کے سبب سے بادشاہ اسکی جان بخشی کر دیتا مقتول تین چار روز بعد قاتل سے مراغسل کے وقت شیعون نے اپنے مذہب کے قاعدہ کے موافق تبیح اسکی مقعد مین کی اور دریا مین غوطے دیئے اور دفن کے بعد اس قبر پر شیخ فیضی و شیخ ابو الفضل نے محافظ مقرر کئے باوجود اسکے جس سال بادشاہ کشمیر کی سیر کو گیا اسکے جسم کو اہل لاہور نے نکال کر جلایا۔

سنہ ۹۹۱ مین یہ امر قرار پایا کہ گائے کا بھینس کا۔ بھیڑ کا۔ گھوڑے کا اونٹ کا گوشت حرام سمجھا جائے اگر کوئی ہندنی اپنی خوشی سے ستی ہو تو کوئی مانع نہو مگر کوئی جبر و اکراہ سے ستی نہ ہونے پائے۔

بارہ برس سے پہلے کسی لڑکے کا ختنہ نہ ہو اور بعد اسکے لڑکے کو اختیار دیا جائے چاہے وہ کرے یا نہ کرے اگر کوئی شخص قسائی کے ساتھ کھائے تو اُس کا ہاتھ

احکام دین الٰہی

کاٹا جائے اور اگر کوئی اہلخانہ اسکے ساتھ کھائے تو جس انگلی سے کھایا ہو وہ قطع کیجاے
سنہ ۱۰۰۲ھ مین ریش تراش کے لئے تلاش ہوتی تھی
سنہ ۱۰۰۲ھ مین کوتوال کو وہ حکم دیئے گئے جو دفتر سوم مین آئین ۵ مین لکھے ہین اور
سوائے اسکے یہ نئے حکم تھے۔
اگر وہ شخص کو مریدون مین سے مرجاے خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو تو کچا اناج اور
پکی اینٹ اسکی گردن مین باندھ کر پانی مین ڈبو دین اور اگر پانی نہ ہو تو جلا دین
یا بطور اہل خطا کے درخت مین باندھ دین یہ حکم ایک اصول پر مبنی تھا جو بادشاہ نے قرار
دیا تھا مگر مین اسکو یہان نہین بیان کرتا۔
پسر و دختر عوام الناس جب تک کوتوالی کے چبوترہ پر کوتوال کے گماشتون کے
روبرو نہ گذرین اور دونو کی عمرون کی تحقیق نہ ہو وہ کد خدا نہون۔
عورت جو خاوند سے عمر مین بارہ برس بڑی ہو اس سے شوہر جماع نہ کرے
وہ جوان عورت کہ شہر کے کوچہ و بازار مین پھرتی ہو اور اپنا منہ نہین ڈھانکتی ہو
یا منہ کھلی پھرتی ہے اور ایسی ہی وہ عورت جو خاوند سے جھگڑا رکھے وہ محضر فوجدار
مین بھیجی جاوے وہان اسکا جو جی چاہے کرے قحط سالی اور مصیبت مین ماں باپون کو
اولاد کے بیچنے کا اختیار ہے مگر جب انکو مقدور ہو تو وہ قیمت واپس کرکے اپنی
اولاد کو لے سکتے ہین۔ جس ہندو کے لڑکے کو اسکی نارضامندی سے مسلمان کرلیا ہو
اگر وہ چاہے تو پھر اپنے دین آبائی کو اختیار کرلے کسی کو مذہب کے سبب سے تکلیف نہ
دی جاے۔ ہر شخص کو اختیار ہے کہ وہ اپنا مذہب کو چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار
کرے۔ اگر کسی مسلمان پر فریفتہ ہو کر مسلمان کا دین اختیار کرے تو اوسکو
جبراً و قہراً پکڑ کر اسکے اہل کو حوالہ کرین۔ اپنے اپنے مذہب کے معبد بنانے کا
سب کو اختیار ہے۔ بتخانہ گرجا۔ دخمہ جو بنائے اُس کا کوئی مانع نہ ہو
یہ دینی احکام ہین جنکا تھوڑا بیان کیا گیا ہے۔

ہین دونون مین عظیم خان جسنے شرفا مکہ کے ہاتھ سے بہت آزار اوٹھائے تھے حج کرکے پادشاہ
کی خدمت مین آیا جو برکتین حج سے حاصل ہوئی تھین انکو چھوڑ کر پادشاہی مریدون کے
سلسلہ مین داخل ہوا سجدہ اور تمام لوازم مذہب شاہی بجالایا اور ڈاڑھی کو بھی رخصت
کیا۔ مصاحبت اور ہمزبانی مین سب سے آگے ہوا۔ صوبہ خاندیس پورو حاجی پور اسکو جاگیر مین ملے
اور خدمت علامی (ابوالفضل) مین احکام مذہب یاد کئے

صدر جہان سنہ ۱۰۰۴

محرم سنہ ۱۰۰۴ مین صدر جہان مفتی ممالک محروسہ مع اپنے دو بیٹون کے اپنے حصول مقاصد کے
لیئے حلقۂ ارادت مین آیا اور جیسے کہ مچھلی جال مین شصت لگا تا جس سے مچھلی پکڑتے ہین
لیکن گرفتا ہوئی اسطرح اس نے شصت ارادت قبول کی اور ہزاری کا منصب پایا اور
عرض کیا کہ ڈاڑھی کے بیے کیا حکم ہوتا ہے اسپر حکم ہوا کہ اُڑا دو اور اس دن ملا علی
شوستری آیا کہ اپنے تئین اعلم العلماء سمجھتا تھا اور ان دونون مین بادشاہ کے حکم سے شاہنامہ
کو نثر مین لکھا تھا اس مین جہان آفتاب کا نام آیا وہان عظمتہ شانہ وعزشانہ اور اسی
طرح کے الفاظ لکھے شیخ زادہ گوسالہ خان نثاری اور ملا محمد شاہ آبادی اور صوفی احمد
کہ اپنے تئین غوث الاعظم کے فرزندون مین بتلاتا تھا مریدون مین شامل ہوئے
اور مراتب چہارگانہ اخلاص کے مقلد ہوئے اور ایک صدی سے پانچ صدی تک منصب
پایا اور ڈاڑھی کو موافق قاعدہ کے منڈایا اور بہشت کے غلمان معلوم ہونے لگے
موتراش چند تاریخ ہوئی۔ ان نو مذہبون کا حال ایسا تھا جیسے کہ نومسلم ہندؤن کا
نیا نوکر شیرمادے نیا مسلمان اللہ اللہ پکارے۔ اگر جمعے سرخ کپڑے پہنکر آتے
ہوئے اپنے خویشون مین جاتے تھے تو وہ کہتے تھے ای مردک یہ کپڑے کل پرانے ہو جائینگے
اور مسلمانی تیری گردن مین رہیگی۔ احمد صوفیک جو اپنے تئین مرید شیخ احمد مصری احمد اللہ
کا بلکہ خلیفہ کامل و مکمل شیخ کا کہتا تھا اسکا یہ بیان ہے کہ مین اپنے مرشد وقت کے اشارہ سے
دیار ہند مین آیا ہون میرے مرشد بارہا فرماتے تھے کہ سلطان ہند کو زفت ہوئی
ہے تو اسکی دستگیری کرکے تہلکہ سے نجات دیگا مگر یہان قضیہ اس کے برعکس ہوا۔

ہم نے اب ملا عبد القادر بدایونی نے جو اپنی تاریخ مین لکھا ہے اسکو ختم کیا ہے
اسکے تحریر کے موافق بادشاہ کے مرید اٹھارہ تھے جنمین ایک ہندو بیربل تھا باقی مسلمان
جنکے نام یہ ہین (۱) ابوالفضل (۲) فیضی اسکا بھائی ملک الشعرا (۳) شیخ مبارک ناگوری
اسکا باپ (۴) جعفر بیگ آصف خان قزوینی شاعر و مورخ (۵) قاسم علیخان شاعر
(۶) عبد الصمد مصور و شاعر شاہی (۷) اعظم خان کوکہ مکہ سے مراجعت کرکے (۸) ملا شاہ محمد شاہ آبادی
مورخ (۹) صوفی احمد (۱۰) صدر جہان میر صدر اور اسکے دو بیٹے (۱۳) میر شریف آملی۔
بنگال مین بادشاہ کا خلیفہ (۱۴) سلطان خواجہ صدر (۱۵) مرزا جانی حاکم ٹھٹہ (۱۶)
نقی شستری (۱۷) شیخ زادہ گوسالہ بنارسی (۱۸) بیربل نمبر (۱) سے (۶) تک کا بیان
آئین اکبری مین ہی اور باقی کا بیان بدایونی مین ہی۔ اس فہرست سے معلوم ہوتا ہے
کہ بادشاہ کے مریدون مین اہل علم بہت سے تھے۔

اب ہم منتخب التاریخ ملا عبد القادر بدایونی کو زیادہ تکلیف نہین دیتے جو کچھ ہم کو شہنشاہ
اکبر کے مذہبی خیالات و معاملات مین انتخاب کرنا تھا وہ منتخب کرلیا کوئی بات چھوڑی
نہین اس مضمون کو ملا نے ایسی خوش ترتیبی سے لکھا ہی کہ کسی اور تاریخ مین اس طرح نہین
تحریر ہوا اسنے اول سے کہ شہنشاہ کو اسلام کی حقیت مین کیون شبہات پیدا ہوئے
اور کیون کر انہون نے بڑھ کر یہ نوبت پہنچائی کہ اکبر کے دل مین اسلام کا نام باقی نہین رہا
اور اسنے بتدریج اپنا ہی مذہب قائم کرلیا خوب توضیح سے بیان کیا ہے اب اس تاریخ کے
بعد ہم دبستان المذاہب کو جو شہنشاہ اکبر کی وفات سے ستاسی برس بعد تصنیف
ہوئی ہی اور اسمین مذہب الٰہی کی طول طویل داستان لکھی ہے ہاتھ مین لیکر مطالعہ
کرتے ہین۔ تعلیم دہم اسنے عقائد الٰہیہ مین لکھی ہے اور وہ چار نظر پر مشتمل ہے
نظر اول مین ظہور خلیفۃ اللہ اور بعض اسکے معجزات جنکو برہان کہتے ہین تحریر ہین۔ نظر
دوم مین ارباب ادیان و مذاہب کے مختین جو حضرت خلیفۃ اللہ کے روبرو
ہوئین اور براہین خلیفۃ اللہ نظر سوم کو اکب کے فضائل مین نظر چہارم دستور العمل

اس کتاب کے مصنف نے اپنا نام نہین ظاہر کیا اسکا حال کچھ معلوم نہین کہ کون ہی مگر اسکا رجحان آتش پرستی کی طرف معلوم ہوتا ہے اسنے مذہب الٰہی کے بیان مین بہت کچھ منتخب التاریخ ملا عبد القادر بدایونی سے اور ابو الفضل کی آئین اکبری اور اکبرنامہ سے نقل کیا ہے جو باتین کچھ زائد اُس نے لکھی ہین صرف انکو نقل کرتے ہین باقی بیانون کے نقل کی ضرورت نہین سمجھی کہ ہم اونکو اصل سے نقل کر چکے ہین نقل کی نقل سے تحصیل حاصل ہوگی اس سے کیا فائدہ ہوگا۔

نظر اول مین دو معجزے خلیفۃ الحق کی پیدایش کے باب مین بیان کرتا ہے خواجہ محمود ابن محمود ابن خواجہ مرشد الحق کہ مرتاض صاحب حال تھے اُسنے دبستان المذاہب کے مصنف سے بیان کیا کہ میرا باپ کہتا تھا کہ مینے بڑے بڑے اولیا سے سُنا تھا کہ صاحب دین دنیا کا ظہور ہوگا۔ مین نہین جانتا تھا کہ صاحب فضل پیدا ہوگیا یا آئندہ پیدا ہوگا مینے رات کو وہ واقعہ دیکھا تو مین خواب سے بیدار ہوکر دفعۃً اُس زمین مین پہنچا جہان سعادتمند پیدا ہوا تھا یعنی تاریخ روز یکشنبہ شہر رجب سنہ ۹۴۹ مین حضرت جلال الدین اکبر فرزند سعادتمند ہمایون بادشاہ حمیدہ بانو بیگم سے متولد ہوا۔ دوسرا معجزہ یہ ہی کہ مرزا شاہ محمد مخاطب بہ عزیز خان خلف شاہ بیگ مخاطب بہ خان دوران خان ارغون سے مصنف دبستان نے لاہور مین سنہ ۱۰۴۹ مین سُنا کہ نواب عزیز خان کو کہ مخاطب بہ خان اعظم سے اس نے پوچھا کہ آپ اس باب مین کیا فرماتے ہین کہ حضرت عیسیٰ کی طرح اکبر نے اپنی ماں سے باتین کین تو اسنے یہ جواب دیا کہ میری والدہ کہتی تھین کہ سچ ہی۔

نظر دوم شیعہ سُنی کا مباحثہ لکھا ہے مگر یہ مباحثہ عالمانہ نہین ہی جو ایک دو باتین اسمین قابل لحاظ ہین وہ بدایونی کے بیان مین اوپر آگئی ہین پھر عیسائی اور مسلمان کا مباحثہ ہے جسمین کوئی لطف کی بات نہین پھر اسی مباحثہ مین نصرانی اور یہودی کی نوک جھونک مین داخل کردی ہی پھر ایک حکیم اور مسلمان و نصرانی و یہودی کا مباحثہ ہی اور آگے اس مذہب کے مباحثے لکھے ہین۔ حکیم نے جو باتین کہین ہین انمین سے اکثر ہمنے بدایونی کی

کتاب سے اوپر نقل کی ہین چند مضامین جو اوپر نہین بیان ہوے وہ یہ ہین کہ (۱)
شہنشاہ اکبر نے ایران روپیہ بھیجکر آردشیر زردشتی عالم کو ہندوستان مین اپنے پاس بلایا
(۲) ابوالفضل نے جو آیۃ الکرسی کی تفسیر تالیف کی تھی اسکے برعکس ایک خطبہ دو جزو کا
مہابھارت کے اول لکھا۔
(۳) بدایونی نے توصرف یہ لکھا ہے کہ کوئی ہندو کسی مسلمان پر فریفتہ ہوکر مسلمان
ہونا چاہے تو اسکو بالجبر پھیر کر اسکے اہل کو حوالہ کرین۔ دبستان مین یہ اسپر اور اضافہ کیا
کہ اگر کوئی مسلمان عورت ہندو پر فریفتہ ہو اور ہندؤن کا مذہب اختیار کرے تو اسکو
منع کرین اور ہندو نہ ہونے دین (مگر مسلمان عورت ہندو مذہب کسی طرح نہین اختیار
کرسکتی) (۴) ملا ترسون بدخشی سے کہ مسلمان حنفی مذہب تھا ۱۰۵۸ھ مین مصنف دبستان
نے سُنا کہ ایک روز مین سکندرہ مین کہ مرقد حضرت عرش آشیانی کا ہی زیارت کو گیا
اسکے ساتھ اور رفیق تھے جنمین سے ایک نے مقبرہ مطہرہ مین جانے سے انکار کیا اور خلیفۃ الحق
کی فضیحت کی یارون نے کہا کہ اگر حضرت عرش آشیانی کو علم باطنی ہوگا تو ضرور اس منکر
کو ضرر پہنچیگا اس وقت اسکی پانون کی انگلی ایک پتھر کے شگاف مین گھس گئی جسسے وہ ٹوٹ گئی
(۵) شاہ سلام اللہ سے ملتان مین صاحب دبستان کی ملاقات ہوئی تھی وہ ایک مرد
مجرد و موحد و مرتاض ہی خلقت سے بھاگتا ہے وہ کہتا تھا کہ جلال اکبر سے میری بہت
صحبت رہی ہی مین نے مکرر اسکو کہتے ہوے یہ سُنا کہ جو علم اب مجھے حاصل ہے اگر پہلے حاصل
ہوا ہوتا تو کسی عورت سے جفت نہ ہوتا اسلئے جو عورتین مجھ سے بڑی ہین وہ میری
ماں اور ہمسال خواہر اور خورد سال دختر اور یہی بات ایک میرے عزیز نے نواب
ابوالحسن مخاطب لشکر خان مشہدی سے نقل کی کہ حضرت جنت آشیانی بھی فرماتے تھے
(۶) شاہ اسلام اللہ یہ بھی فرماتے تھے کہ حضرت خلیفۃ الحق (اکبر) ارشاد کرتے تھے
کہ کاش میرا جسم ایسا بڑا ہوتا کہ اہل جہان اُسے کھاتے اور جانورون کو آزار نہ دیتے
(۷) اس نامدار بادشاہ کی ایک دین یہ تھی کہ ہر قسم کے آدمی فرنگی و یہودی و

وایرانی و تورانی کو وہ نوکر رکھتا تھا۔ اگر بادشاہ ایک ہی قسم کے گروہ کو نوکر رکھتا
وہ فساد کرتے ہین جیسے کہ اوزبکون اور قزلباشون نے اپنے سلاطین کو معزول کیا
شاہ عباس ابن سلطان خدابندہ صفوی نے اکبر کا اقتدا کرکے گرجیون (اہل جارجیا) کو
تربیت فرمایا۔ شہنشاہ اکبر کو میراث کی دولت پر نظر نہ تھی اور نہ وہ حسب و نسب کا لحاظ
کرتا تھا جسمین فرہنگ و آداب کی قابلیت دیکھتا اسکی پرورش کرتا۔ ابوالفضل
۔۔۔۔۔۔ نے اول دفتر کے آئین ۲۶ و آئین ۷۲ و ۷۷ و ۸۱ مین اور دفتر
دوم کے آئین ۱۸ و ۱۹ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ و ۲۵۔ اور دفتر سوم مین آئین ۱ و ۲
و ۵ و ۹ و ۱۰ مین اکبر کے خیالات مذہبی بیان کئے ہین مگر بعض مضامین اکبرنامہ
سے نقل کرتے ہین جو اُسکے مذہبی خیالات ظاہر کرتے ہین۔

۹۸۲ھ مین بہت دنون تک بارش نہین ہوئی۔ کسانون پر سخت مصیبت آئی
قحط کے مارے ایک خلقت نے دھائی مچائی۔ سب نے ایک دل و یک زبان ہوکر
بادشاہ سے عرض کیا کہ دادار توانا سے حضور رحمت کے دروازون کے کھلنے کے
لئے دعا فرمائین۔ اسپر بادشاہ نے ارشاد کیا کہ چاہنا دعا مانگنا ظاہر پرستون
کی رسم و عادت ہی۔ پروردگار مہربان سب کچھ جانتا ہے اور ہماری خواہش سے
پہلے لوحہ تقدیر پر جو ہونا ہے لکھا ہے۔ بندگان دین جو دعا مانگتے ہین انکی
غرض یہ ہوتی ہے کہ نادان ہوشیار ہو جائین اور نیازمندی کو جو سرمایۂ عبادت
ہے اختیار کرین۔ بندون کے حق مین خدا کی شفقت الہی ہماری طلب کی محتاج
نہین ہے کہ ہم اسکو یاد دلائین یا تعلیم کرین ع خدارا رحمت آموختی۔
اس حال مین بارش ہونے لگی۔

ابوالفضل نے جو عبادت خانہ کا حال اکبرنامہ مین لکھا ہی اسی مین بادشاہ کے مذہبی
خیالات کا چربہ اُتارا ہے اسمین سے اصل مطلب کو اخذ کرکے لکھتے ہین باقی مضامین
کو ترک کرتے ہین۔ بادشاہ نے رموز حق جوئی اور فرط معدلت پژوہی سے ایک

انجمن اعلیٰ کے لئے ایک تشیمن عالی بنایا۔ بادشاہ کا اندیشہ والا یہ تھا کہ میرے عہد سلطنت مین
ژرف نگاہی اور انصاف طرازی کے سبب سے جو ملک صفحہ رت کے کاردان تھے انکا ظہور ہو گیا
اور بہانہ ورزی اور سفارش گزینی کا بازار گرم نہین رہا اسی طرح جو اہل علم و عمل
اور اہل باطن ہین انکا امتحان بھی کیا جاے ادیان و ملل کی حقیقت و مذاہب و
مشارب کی تشخیص کا ظہور ہو۔ ہر ایک کی دلائل اور براہین کی تنقیح ہو اور خالص سونا
غلط انداز کھوٹ سے جدا ہو جائے دلون مین اسکی نیت صافی کی برکت سے
ایک شکوہ جداگانہ نے حسن انجام پایا اور حیلہ آرا اور تزویر فروش نہان خانہ
مین چھپ گئے اور جہان معنی کی جعبہ بارگاہ لگائی گئی اور پایہ شناسی بلندی گرا

۲۰ ماہ مہر الٰہی ۹۸۶ھ کو اس عبادت خانہ مین بزم تعلق مین خلوت تجرد کا
چراغ روشن ہوا۔ اور مدرسہ و خانقاہ کے دانش اندوزون کا نقد عیار گاہ
مین آیا دُر دسے صاف اور مکدر سے خالص جدا ہونا شروع ہوا۔ ظل الٰہی کی فراخی
حوصلہ چہرہ آرا ہوئی صوفی حکیم متکلم فقیہہ سنی شیعہ برہمن جتی سیورا چار پاک نصاریٰ
یہود صابی زردشتی اور سب طرح کے آدمی اس مجلس مین آئے اور جگجو پرخاش کنون کے
خوف بغیر وہ راز کے گنجینہ کشا ہوے ہر گروہ کے حقیقت بین انصاف طراز رعونت و
خود پرستی سے نکل کر کام کرنے لگے اور ژرف نگاہی اور تامل گزینی سے مسند
بزرگی سے نشاط جاوید جمع کرنے لگے۔ خود آرا الحاح پیشون نے بدگوہری اور
کم اندیشی سے گلزار پندار مین اپنے تئین داخل کیا اور اپنا سود زیان مین دیکھا
نادان ہمنشینون کی رہنمائی سے انکی رسوائی ہوئی بادشاہ کے سبب سے ہنگامہ
تقلید مین جو تاریک دوست تھے انکے لئے شمع تحقیق روشن ہوئی اور مدرسہ و
خانقاہ کا دودمان کسوٹی پر چڑھا۔ اور اس سے بہت لوگ غنی ہو گئے۔ بادشاہ
دنیا بخش دین آرائے کی ایسی شہرت ہوئی کہ طالبون کو وطن مین رہنا
تلخ معلوم ہونے لگا اور انہون نے سفر اختیار کیا اور درگاہ شاہنشاہی کیر

ہفت اقلیم کے مستعدون کا موطن اور ملل ونحل کے دانا یون کا مجمع ہوگیا۔ جو جہالت کی گیرہی وحیلہ اندوزی کے وسیلہ سے اہل دانش کے لباس مین آگئی تھی اسکی قلعی کھل گئی۔ بعض بعض بے شرم حیلہ اندوز یا وجو دظہور حق اور متواتر ملزم ہونے کے زبان درازی اور سینہ زوری اس خیال سے کرتے تھے جیسے پہلے فرمانروایون کی بے تمیزی سے مقاصد علمی ومطالب حکمی کی کمتر تشخیص ہوتی تھی اور دانا نما بیدانشون اور ہنرناک دانا یون کے حوالہ ہوتے تھے شاید اس محفل مین بھی ہمارا کام یون چل جائے مگر اس محقق حق جو بادشاہ کے روبرو شرمسار ہوکر گمنامی کے گوشہ مین بیٹھے اور جو خود پژوہ دلیل کے بندہ تھے وہ گوشہ نشینی سے نکل کر سربلند ہوئے اور کل دین ومذہب وعقل کا پایہ بلند ہوا اور دانش اندوزون کا ستارہ چمکا۔ علما متعصب اور فقہائے مقلد کا کام دشوار ہوا۔ وہ تقل آرائی اور چرب زبانی کے سبب اپنے تئین حکما کا سرآمد کہتے تھے انکا پردہ فاش ہوگیا قلب کار تبہ رائے کا گھر ہزارون تہمت وبہتان کا گھر بن گیا۔ ان کج منشون شورش انگیزون نے اس خدا پرست بادشاہ کی نسبت لامذہبی کا الزام لگایا۔ مگر بادشاہ باوجود سطوت ظاہری وباطنی کے اس گروہ کے پاداش کا درپے نہوا اپنی زبان کو انپر نفرین کرنے اور دل کو انسے نفرت کرنے سے باز رکھا اور اپنی خاطر کو اُن سے ملول نہین کیا۔

ایک رات کو عبادت خانہ کے اندر انجمن مین حقیقت کی روشنی چمک رہی تھی پادری روڈلف (رودلف) کہ افغانی کے دانشورون مین فہم وفطرت مین یکتا تھا۔ اس علمی انجمن مین نکتہ طراز تھا بعض تعصب اندیش نادرست مغالطہ آرائی اور پاسخ گوئی کرتے تھے محفل کی نوراِفزای انصاف سے روشن ہوا کہ انمین سے کوئی شاہراہ دلیل پر نہین چلتا تھا وہی متقدمین کی مانی ہوئی باتون کا تانا بانا بنتا تھا اور مما حقیقت کی کشایش پر کوئی توجہ نہین کرتا تھا۔ قریب تھا کہ ایک بار پردہ روے کار سے اُٹھ جائے

شرمسار ہو کر اس گفتگو کو چھوڑ کر انجیل کی تحریف کے باب مین گفتگو کرنے لگے اسکے اثبات
مین جسمیں کو خاموش نہ کر سکے پادری نے اپنی آرمیدہ خاطر اور یقین پیرا دل سے کہا کہ
حاشا یہ امور فروغ صدق نہین رکھتے اگر واقع مین یہ گروہ ہماری کتاب کی نسبت یہ
اعتقاد رکھتا ہے اور قرآن کو کلام ایزدی خالص جانتا ہے تو چاہیئے کہ آگ روشن
کی جاے ہم اپنی انجیل کو اور علما اپنی قرآن کو ہاتھ مین لیکر اس عیارگاہ راستی مین جلین
ہر یک اپنی راستگاری کو نشان حق جانے۔ سیاہ دلون نے اسکا جواب متعصبانہ
سجاجت کے ساتھ دیا۔ پادشاہ کو علماے کی یہ شتر دلی اور بے آزرمی ناگوار خاطر
ہوئی اور اسکی نکتہ آرائی سے علم کی بزم نور آگین ہوگئی۔ پادشاہ ہمیشہ ان راتون مین
دلاویز نکتے اور باتین کہتا۔ اس نے ایک رات کو یہ بیان کیا۔ زیادہ تر خراب رون
ظاہر آرایون کی ہمزبانی سے میرے دل مین یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ صورت آرائی اور
صرف مسلمانی بغیر پذیرائی اندرونی کے فائدہ دیتی ہے اس سبب سے بہت سے برہمنون کو
بیم افزائی اور زور آوری سے اپنے بزرگون کے دین مین لایا تھا مگر اب باطنی حقیقت کھلی تو
علم کی روشنی مین یہ نظر آیا کہ آشوب گاہ اختلاف مین پندار کی تیرگی اور خود بینی کی تاریکی
تہ پر تہ چڑھی ہوئی ہین بغیر دلیل کی مشعل کے کوئی قدم نہ رکھنا چاہیئے اور وہی روش
سودمند ہوتی ہے کہ خرد کی صوابدید سے اختیار کی جائے۔ پادشاہ کے خوف سے کلمہ شہادت
مُنہ سے پڑھنا اور ختنہ کرانا اور سر کو زمین پر رکھنا خدا جوئی نہین ہے۔

طاعت آن نیست کہ بر خاک نہی پیشانی ✤ صدق پیش آر کہ اخلاص چہ پیشانی نیست ✤

اس بادیہ خطرناک کا اول قدم یہ ہے کہ اپنی ہمت عالی اور فطرت والا سے اپنے
نفس سے لڑے جو طرح طرح سے خود آرائی کرتا ہے اور اپنے خواہش وخشہ کو
بزور علم سلطان خرد کا فرمان پذیر بنائے اور اپنے دل کو ناستودہ خویون سے خالی کرے
ممکن ہے کہ برہان کی روشنی پر وہ مغالطہ سے باہر نکال لائے اور حق پرست بنادے
جب سے دینداری کی حقیقت مجھے معلوم ہوئی تو ہم مین اپنے آئین پر یقین کی کوشش

کرتا ہون۔ جہان کو تمدن بادبے تمیزی نے گھیر رکھا ہی مختلف مذہبون کے آئین بیان ہوتے ہین اور ان کی سنجیدگی بادشاہ کی محفل مین مذکور ہوتی ہی۔ بادشاہ کے نزدیک دورائی عامہ کی کچھ قدر نہین وہ ہر مذہب مین جو پسندیدہ بات ہی تحسین کرتا ہی اور بارہا اسنے فرمایا ہی کہ آدمی وہ ہی کہ انصاف کو اپنی راہ طلب کا پیش رو بناہی اور ہر گروہ کی جو بات پسندیدہ خرد ہو اسکو اختیار کرے۔ شائد اس ہی وہ قفل جسکی کنجی گم ہو گئی ہے کھلجاے۔ اس تقریب مین ہندی نژادون کی حقیقت گرمینی کی ستایش اور اس فصاحت سے بیان

کی کہ وہ وفاداری کے لئے ان چار چیزون مال و جان و ناموس و دین کو دیدیتے ہین اور چار چیزون کے سوا دنیا مین کچھ اور نہین ہی۔ اس ملک کی عورتون کے ستی ہونے کی اس حالت مین بھی کہ اسکا زمانہ ناکامی سے گزرا ہو روشن بیانی سے گذارش کرکے عبرت افزا ہوا۔

نصارا کے پادریون سے بادشاہ نے کہا کہ تمھارے دین مین عورت کا احترام داخل ہی اور سوا ایک بیوی کے دوسری بیوی کرنی روا نہین ہی اسلئے اگر وفاداری اور جانفشانی اس گروہ کی عورتون مین ہوتی تو پھر ان کا تعجب نہ تھا تعجب تو یہ ہے کہ برہمن اپنے مذہب کے موافق کتنی ایک بیویان کرتے ہین اور انمین بہت سی کم پروائی اور بیباکی اور قدرشناسی سے خلوت سرا مین ناکام رہتی ہین اور باوجود اس ہیچ زندگانی کے بھی وہ مشغلہ دوستی مین گرم اور ہمتائی ہوتی ہین —

	بیت		
سوزند بہم زعشق سیراب		مجنون و فسانہ خوردہ یک تاب	

۲۰ شہریور ماہ ۱۰۰۰ کو ایک انجمن کارگہون کی جمع ہوئی اور آئین یہ قرار پایا کہ بادشاہ امام وقت و مجتہد روزگار ہے پہلے علماء مین جو مختلفات ہین انکے باب مین جو بادشاہ فیصلہ کردے اسکو تسلیم کرنے مین سب لوگ خوشنودی ابزدی جانین

بادشاہ کا مجتہد ہونا۔

ایک مختصر اس مضمون کا تیار ہوا مولانا عبداللہ سلطان پوری جسکا خطاب مخدوم الملک تھا
و شیخ عبدالنبی صدر نے کہ شیخ الاسلام تھا و غازی خان بدخشی و حکیم الملک اور اور بزرگ
و دانشمندون نے اسپر اپنی مہر کی بادشاہ نے سنا تھا کہ ائمہ مہدی اور خلفا و راشدین منبر
پر بیٹھکر خطبہ پڑھا کرتے تھے اور اس عبادت کو کسی اور کے سپرد نہین کرتے تھے اسلیئے وہ منبر
پر چڑھا اور اسنے وہی اشعار فیضی کے جنکا بیان اوپر کیا ہے پڑھے۔

قدیم سے یہ رسم چلی آتی ہو کہ ہمیشہ حق جو خدا کے بندون کی نسبت نادان
بیہودہ باتین بنایا کرتے ہین اور اپنے خرف ریزون کو بیش قیمت جواہر جانتے
ہین اور اپنے سنگ سیہ کو شب چراغ روشنائی اور گیتی نمائے خدا گانی جانتے
ہین۔ بادشاہ کی نسبت بھی دانا نادانون نے باتین بنانی شروع کین ہر طرف
ایک شورش ہوئی اور بدگوئی کی انجمنین جمع ہوئین۔ کسی طائفہ نے یہ کہا کہ بادشاہ
خدائی کا دعوی کرتا ہے۔ اسکا سبب یہ تھا کہ بعض آدمی بادشاہ کی یک جہتی مین
ایسے پیش قدم تھے کہ نصیر کے مشرب مین اور حسین منصور کے ذوق مین آنکر بادشاہ کو
مظہر حق جانتے تھے بادشاہ کا مذہب صلح کل تھا اسلیئے اسنے ان آشفتہ عقلون
کو سزا نہ دی۔ ایک گروہ یہ کہتا تھا کہ بادشاہ خدا کی پیغمبری کا دعوی کرتا ہے
اسکا سبب یہ تھا کہ بادشاہ دین دنیا کے نئے نئے آئین ایجاد کرتا تھا اور پہلے
لوگون کی باتون پر اعتراض کرتا تھا اور انہون نے بادشاہ کو دیکھا تھا کہ برخلاف
آئین کے اسنے خطبہ پڑھا۔ بادشاہ ان سب باتون کا تماشا دیکھتا۔ اپنی فرخ
جوصلگی سے کچھ انکے گزند کے درپے نہوتا اور بار بار یہ کہتا کہ سبحان اللہ ان
نادانون کے دل مین یہ بات کیونکر آتی ہے کہ مین ایک امکانی حدوث
آمود درماندہ طبائع الوہیت کا دعوی کرون وہ گروہ کہ ہا دیان آفاق
سے ہوا اور اسنے اپنے اعجاز کی شگرف کاری دکھاکر نبوت کا اظہار کیا ہو
اور اس پر ایک زمانہ گذر گیا ہو اور کئی دور ہو چکے ہون کہ اس معنی پر ورش

پائی ہوا اور وہ اب بھی افزون ہوتا جاتا ہو تو میرے دل مین کب یہ خیال آسکتا ہی
کہ مین انمین ہون۔ صورت پرست ظاہر بنگاہون کو معلوم نہین یہ خیال کیون سر آمید
کرتا ہے۔ ملامت کشی وطنز پروری صافی دلون کو فروغ دیتی ہے وہ ان
تیرہ رایون کی سرزنش نہین کرتے ایک طائفہ کو یہ خیال تھا کہ بادشاہ دین حمدی
کو ناسنودہ جانتا ہے اور اسکا سبب یہ تھا کہ بادشاہ اپنی فراخ مشربی کے
سبب سے اور عموم مہر افزائی کی جہت سے اور ظل الٰہی ہونے کی وجہ سے گروہا گروہ
آدمیون سے دوستی رکھتا تھا۔ خصوصاً ہر کیش کے دانش اندیشون کو اور ہر دین و
مذہب کے ریاضت اندوزون سے ہمیشہ مطالب دینی و مقاصد حقیقی کے دلیل پوچھتا تھا
مگر انکی بیدانشی اور کم پژوہی سے جو اسپر پکا فی کبھی نہ پایا خصوصاً اس زمانہ مین کہ
نصاریٰ کے فیلسوف بادشاہ کی محافل مین آئے اور متفقہون کی دار و گیر اور دانش گذاری کا
زمانہ آیا۔ دودمان آگہی کے بدنام کرنے والے کہ حیلہ سازی سے باوجود علم نہ ہونے
کے اپنے تئین دانشمند جتلاتے ہین شورش برپا کرنے لگے اور داد گری کے روز بازار ہونے
سے اور تمیز کے ہنگامہ کے گرم ہونے سے خجلت زدہ ہو کر نادانی کے جیب مین سر چھپانے
لگے اور خلوت کدون مین اپنے دمسازون سے کہنے لگے کہ ہمکو دین کا غم کھائے جاتا ہے
اور بادشاہ وقت جانبداری کے سبب سے ہمارے جواب کو نہین سنتا غرض بادشاہ پر
انہون نے یہ تہمت جھوٹی تھوپی انہون نے اسپر کچھ خیال نہین کیا کہ وہ خاندان نبوت کا
احترام اور بزرگ داشت ایسی کرتا ہے کہ پہلے کسی بادشاہ نے کمتر کی ہوگی۔ بادشاہ
کی توجہ سے بہت سادات سعادت اندوز مراتب عالی اور مناصب والا پر سربلند
ہوئے ہین اور ہمیشہ انکی آرزوئین بر آتی رہتی ہین اور بادشاہ نے منع کر دیا ہی کہ اس اثنا
مین سے کوئی اسکے قدمون پر سر نہ رکھے اور اسکے آستانہ پر ناصیہ فرسا نہ ہوا یک طبقہ
نے بیخ کج بینی اور بدنیتی سے بادشاہ کو گمراہ کیا کہ تشیع سے دل اُسکا آلودہ ہوا ہی
اور سادہ لوح سنیون کو انھون نے بہکا دیا اسکا سبب یہ تھا کہ بادشاہ دونو فریق

دلائل اپنی محافل مین سنتا اور ان دلائل مین سے جسکو راجح دیکھتا اسے قبول کرتا۔

بیانے کہ باشد حجت قوی	+	زنا فرجی باشد ارنش نہی +

پادشاہ کے دربار مین ایرانیون کے اعتبار پانے سے یہ بدگمانی شیعہ ہونے کی اور زیادہ ہوگئی مگر اسکے ساتھ وہ تعصب کے ..... سبب سے یہ نہین خیال کرتے تھے کہ تورانیون نے بھی بزرگی پائی ہو ایک گروہ پادشاہ پر برہمن کیش ہونے کی تہمت رکھتا تھا۔ اسکا سبب یہ تھا کہ پادشاہ اپنے فراخی حوصلہ کے سبب سے دانشمند برہمنون کو اپنے قریب بٹھا دیتا اور طوائف ہنود کا درجہ مصلحت ملکی کے لئے اور افزونی حقیقت کے واسطے بڑھاتا اور تمدن کی شائستگی کے واسطے انسے گرم خوئی کرکے عاطفت کرتا ان شبہات کے تین سبب تھے اول پادشاہ کی افزونی شناسائی کی وجہ سے اسکی بارگاہ مین علل و نحل کے دانشورون کا مجمع تھا اس وجہ سے کہ ہر آئین کے ساتھ چند شائستگیان ہوتی ہین پادشاہ انسے بہرہ یاب ہوتا تھا اور انصاف گزینی کی کثرت کے سبب سے وہ سنی طائفہ کے مجو کرنے سے دوسرے طائفہ کی نکوئی پر پردہ نہین ڈالنے دیتا تھا۔ دوم پادشاہ کی پیشگاہ مین صلح کل کے ہنگامہ نے رونق پائی تھی اور گروہا گروہ مردم مختلف الحال کامرانی صورت و معنی ہوتے تھے۔ سوم زمانہ کے تباہ سرشت کج گرا فرومایہ پادشاہ خیر و حق سگالی سے تھوڑے عرصہ مین نادانی سے شرمسار ہوکر اپنی بیدانشی کے زمانہ کی چارہ گری کے لئے لگاپو کرنے لگے اور بہت شکنجہ ناکامی مین گرفتار ہوکر اپنے کیفر کردار کو پہنچے۔

ہم نے اکبر کا مذہبی خیال کوئی چھوڑا نہین بلکہ بعض خیالات کو مکرر تحریرون مین لکھا ہے اسکو عبدالقادر بدایونی کی منتخب التاریخ اور ابوالفضل کی تصنیفات سے بالترتیب نقل کیا ہے اور کتابون سے بھی اخذ کیا ہے۔

اکبر نے ۱۰۱۴ھ مین وفات پائی اور ملا عبدالقادر کی تاریخ ۱۰۰۴ھ کے حالات پر ختم ہوئی۔ ابوالفضل نے ۱۰۱۱ھ مین وفات پائی اور اکبر کے مرنے سے پہلے اسکی آئین اکبری اور اکبرنامہ ختم ہوگئے پس اکبر کے مذہبی خیالات کے تغیرات کا ذکر آخر دس برس مین

کسی مورخ نے نہین لکھا۔

شہنشاہ اکبر کے خیالات مذہبی ہمیشہ بدلتے رہتے تھے معلوم نہین کہ اس آخر دس سال مین ان مین کیا تغیر و تبدل ہوا۔ جہانگیر کی توزک جہانگیری کا ترجمہ انگریزی زبان مین میجر پرائس صاحب نے کیا ہے۔ ترجمہ مین یہ فقرہ لکھا ہی کہ شہنشاہ نے سب سے بڑے مولوی کے ہاتھ پر توبہ کی اور کلمہ پڑھ کر جنتی مسلمانون کی طرح وہ اس دنیا سے رخصت ہوا۔ مگر اس مضمون کا کوئی فقرہ اس توزک جہانگیری مین موجود نہین ہی۔ جو سر ڈاکٹر سید احمد خان بہادر نے ۱۲۸۱ھ مین چھپوایا ہے اکبر ایسا ہر دل عزیز تھا کہ عوام کو اس طرح مرنے کا یقین تھا جو اسلام کہ اسکے زمانہ مین مروج تھا اُس نے اُس زمانہ مین ترک کیا تھا کہ اسکی عقل مین قوت اور سلامتی وصحت تھی اگر اسنی پیرانہ سالی مین پھر اپنے ایام طفلی کی اسلام پر مراجعت کی ہو تو اس مین تعجب نہین ہے اکثر مصلحان دین کی نسبت یہ بات کہی گئی ہی اور بعض اوقات وہ صحیح ہوئی ہے جب عقل مین بسبب کہن سالی کے ضعف آجاتا ہے تو وہ پھر اپنی ابتدائی حالت پر عود کرتی ہی اور ایام طفلی مین جو دل پر نقش جمے ہوئے تھے وہ پھر اپنا رنگ جمکا کے تازہ ہوجاتے ہین اس لئے اکبر کے مرنے کا حال جو اسکے بیٹے جہانگیر نے تحریر کیا ہے غالبًا وہ صحیح ہوگا عبد القادر بدایونی کی تحریر سے یہ استنباط ہوتا ہے کہ اول شہنشاہ اپنے تئین ان تمام حقوق کا مستحق سمجھتا جو بادشاہ کے خدا کی طرف سے مقرر ہین بعد ازان مجتہد بنا پھر پیغمبری کا دعوی کیا اور پھر خدا بنا ہی ابوالفضل کی تحریر جو اوپر نقل کی ہے اس سے ثابت ہوتا ہی کہ اکبر نے نہ کبھی خدا ہونے کا دعوی کیا نہ پیغمبر ہونے کا۔ دونو باتون کے باطل ہونے کو خود اکبر کی زبانی بیان کیا ہے۔ وہ مجتہد اس معنی کر اپنے تئین جانتا تھا کہ مسلمان قرآن شریف کی غلط بیانی سُنکر غلط کام کرتے ہین مجکو خدا نے اسکے صحیح معنے سمجھانے کے لئے مقرر کیا ہے۔

بادشاہ کی طبیعت حق جو تھی وہ ہمیشہ حق کی تلاش کے سوالات کیا کرتا تھا مگر کبھی اسکو

جواب باصواب نہ ملا کہ وہ حق کو ایسا پاتا کہ اوسکے دل کی تشفی و تسلی ہوتی گو اسکا دل حق پژوہ ہو مگر وہ ایسا قوی نتھا کہ اس کو ہم اُن اعلیٰ درجہ کے حق پژوہون مین شمار کرین جنہون نے دنیا مین اپنی حق یابی سے حق پرستی کا ہزارون دلون مین نقش جما دیا۔

سب کا خلاصہ یہ ہے کہ پہلے بادشاہ علما و تعصب آئین کے فتوون کے موافق مخالفان مذہب اسلام کو ایذا اور ضرر پہنچاتے تھے اور اسکو ہزارون اجر و ثواب کا منتج جانتے تھے بیگانون سے ان جہالت کیشون کے فتوون سے اخذ و جزر و اموال و عیال اطفال ..... اعظم عبادات رب الارباب مین سے شمار ہوتی تھی مگر فی الحقیقت وہ اطاعت نفس و ہوا پرستی تھی۔ اس بادشاہ نے کہ طریقہ معاش و معاد مین عقل خداداد رکھتا تھا صلح کل کا باب بٹھایا اور طوائف انام و طبقات خلائق کو یکساں شمار کیا اور اسنے کہا کہ خالق جہان آرا نے مختلف المشارب و متنوع المذاہب پر اپنا در فیض کھولا ہے اسکا لطف عام سب پر شامل ہے پس بادشاہ پر کہ ایزد متعال کا سایہ ہی واجب و لازم ہو کہ وہ تخالف و تنازع دینی منظور نظر نہ رکھے اور خدا کے بندون کو ایک نظر سے دیکھے اور اپنی عنایت کے پرتو کو آفتاب کے نور کی طرح نیک و بد پر یکساں چمکائے اور ہندو مسلمان و گبر و ترسا اور مذہبون سے صلح کل اختیار کرے اور کسی دین و مذہب مین تعرض نہ کرے۔ وہ اپنے قدیم دستور کے موافق پرستش کرین ؎

+ در حیرتم کہ دشمنی کفر و دین چرا ست + از یک چراغ کعبہ و بتخانہ روشن است +

ملانون اور درباریون نے جو مذہب کا مقابلہ کیا اسمین اکبر ہی غالب آیا مگر اس کا مذہب عوام الناس مین نہ پھیلا چند حکیمانہ طبیعت والون اور لالچی ملانون اور خوشامدی درباریون کے سوا، مذہب الٰہی کسی نے نہین اختیار کیا اکبر نے کبھی نہ اپنے مذہب پھیلانے کی سعی کی اور نہ اسکی اشاعت مین وہ اپنے اختیارات کو کام مین لایا نہ کسی کو مذہب اختیار کرنے پر مجبور کیا۔ یہ مذہب الٰہی اسکا اتنا بھی نہ چلا کہ

اشاعت دین الٰہی

جیسا کہ کبیر پنتھیون کا پنتھ چلایا بعض اور فقیرون کا طریقہ جاری رہا اکبر کے مرنے ہی دین الہی بھی مرگیا۔ اسکے مذہب مین کوئی نئی بات نہ تھی فقط اسکا اصل اصول صلح کل اور توحید الہی تھی اور وہ بقول عرفی یہ چاہتا تھا ؎

جہان بانیک و بد عرفی بسر کن کز پس مردن مسلمانت بزمزم شوید و ہندو بسوزند

افسوس ہو کہ یہ مذہب ہندوستان مین شائع نہ ہوا اگر وہ رواج پاتا تو اہل ہند کے سر پر تہذیب کا تاج لگ جاتا۔

ابوالفضل نے جو عیسائیون اور مسلمانون کا مباحثہ لکھا ہے وہ اور مسلمان مورخون اور خود پرتگیزی مورخون کے خلاف لکھا ہے۔

گبن ایک مشہور نامور بے نظیر مورخ سلطنت روم کی تنزل کی تاریخ کا گذرا ہے۔ وہ کچھ عیسائی مذہب کا ادب نہین کرتا تھا۔ ہمیشہ وہ اسلام کے مقابل مین عیسائی مذہب کی توہین اس طرح کرتا جس طرح ابوالفضل مذہب اسلام کی توقیر اور مذہبون کے مقابل نہین کرتا۔ اب ہم اکبر کے مذہب کی نسبت جو پرتگیزون نے اپنی تاریخون مین لکھا ہے اور اکثر اسکی نقل انگریزی تاریخون مین ہوتی ہی اسکو لکھتے ہین۔

اکبر کی سلطنت مین مغلون کے دربار مین ایک فرنگستانی مشن مذہبی آیا۔ اگرچہ اکبر خود کسی خاص مذہب کا پابند نہ تھا مگر اسکو دلی شوق تھا کہ وہ دنیا کے انسانون کے مختلف مذاہب کی تحقیق کرے اور انکی طرز عبادت اور اعتقاد ایمان سے واقف ہو۔ جب اس نے سنا کہ زمین کے ایک بعید فاصلہ سے نئی طرح کی آدمی آئے ہین اور انکا مذہب ہندوستان کے کل مذہبون سے نرالا ہے تو اسنے انکے بلانے کا اور انسے بحث کرنے کا ارادہ کیا۔ اس نے ایک خط گوا مین پرتگیزون کو لکھا کہ وہ اپنی مشنریون کو مع اپنی شریعت کے کتابون و انجیل کے یہان بھیجدین۔ یہ انکا اطمینان کردیا کہ انکی بڑی خاطر کی جائیگی۔ اس زمانہ مین مغلون کے نام سے خوف کے مارے اہل فرنگ کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہوتے تھے۔ مگر جو خدا پرست اس کام کے واسطے

منتخب کئے گئے۔ اونہون نے اس خوف کا کچھ خیال نہ کیا اور بیدھڑک یہ فیصلہ کیا
کہ ایسے کام کے لیے جسمین نتائج اعظم کی امید ہو خوف کے اندیشہ سے انکار کرنا
نہین چاہیئے ۳ر دسمبر ۱۵۶۹ء کو اے کوے وا۔ مون سوریٹ ان ریلوی کو پس سوئٹزر
روانہ ہوے جب مشنری سورت مین آئے تو اونکے ساتھ بادشاہی سوار ساتھ ہوے۔
اوّل وہ دریاے تاپتی سے اوترے۔ پھر دریاے نرمدا سے پھر مانڈو مین وہ آئے۔
جسکی پندرہ میل مین کھنڈرات دیکھنے سے یہ خیال انکو پیدا ہوا کہ دنیا کے بڑے شہرون
مین سے یہ ہوگا پھر وہ اجین کے بڑے شہر مین آئے راہ مین انہون نے بنیون کے توہمات
کو دیکھا کہ نہ وہ کسی جانور کو مارتے ہین اور نہ کسی زندہ کو مردہ ہوتے ہوئے دیکھتے
ہین وہ اپنے ضعیف اور علیل بھائی بندونکی تیمارداری مین غفلت کرتے ہین مگر پرندون اور
حیوانون کے واسطے انہون نے بڑے بڑے دار الشفا تیار کئے ہین۔ ایک پرتگیزی
کپتان نے روپیہ مارنے کی یہ ترکیب نکالی کہ وہ بہت سے کتون کو جمع کر لیتا۔ اور
بنیون سے کہتا کہ اگر انکے چھٹانے کے واسطے روپیہ نہ دوگے تو مین انہین مار ڈالونگا
ہر شہر مین انہون نے مختلف قد و قامت کے بتون کے مینار دیکھے جو عورتون کے ستی
ہونے کی یادگار پر بنائے گئے تھے مشنریون کی صورت شکل لباس وضع پر کبھی لوگ
طنز کرتے تھے اور کبھی بے تحاشا قہقہے لگاتے تھے مگر مغلون کی حراست کے سبب سے
کوئی انکو ستا نہین سکتا تھا۔ بہت سے گنگا کے جاتری انکو بالکل بھدا کئے ہوئے
راستے مین ملتے تھے۔ ۱۹ر فروری کو یہ مشنری فتحپور سیکری مین جہان بادشاہ رہتا تھا
آئے انکا استقبال سوارون اور شتر سوارون اور سانڈنی سوارون نے کیا
فوراً وہ شہنشاہ اکبر کے روبرو پیش ہوئے وہ کہتے ہین اکبر کا رنگ و چہرہ اہل فرنگ کا سا
تھا اسکے بشرہ سے فرہنگ و فراست برستی تھی عمر اسکی پچاس برس کی ہوگی اس نے
انکی تعظیم و تکریم کی اور اجناس و نقد انکو پیش کیا تو انہون نے لینے سے انکار کیا جس
سے اسکے دل مین نیک خیال پیدا ہوا۔ جب پادریون نے حضرت عیسیٰ کی تصویر

صلیب پر چڑھی ہوئی پیش کی تو اوسنے اپنا بے تعصب ہونا اس طرح ظاہر کیا کہ اسکی تعظیم و تکریم اپنے مذہب اور عیسائیون کے مذہب کے موافق کی اسکے آگے سر جھکایا گھٹنیون ٹیکا سجدہ کیا اور جب حضرت مریم کی تصویر جو زر و زیور سے آراستہ تھی پیش کی تو بادشاہ کی آنکھین چکا چوند ہو گئین اور اسکو وہ کہنے لگا کہ یہ ملکہ آسمان کی کیا اچھی شبیہ ہے پھر انجیل چار زبانون مین پادریون نے پیش کی تو بادشاہ نے اسے چوما اور سر پر رکھا۔ پھر بادشاہ نے مشنریون سے درخواست کی کہ وہ علماء اسلام سے مباحثہ کرین اسکو انہون نے قبول کیا اور وہ اسبات کو بڑی خوشی سے قبول کرتے ہین کہ انکو اپنی دلائل مین کامل فتحیابی ہوئی مگر اسکے ساتھ اونکو مجبوری یہ کہنا پڑتا ہے انکی دلائل نے انکے کور دل مخالفون پر کوئی اپنا اثر نہین کیا۔ شہنشاہ نے انسے ایسی امین بنا مین کہ جنسے انکو یہ امید نہ ہوئی کہ وہ عیسائی ہو جائینگا۔ مدتین گذر گئین کہ اس نے پادریون کے ساتھ خوش خلقی کا برتاؤ رکھا مگر انکو یہانے بتاتا رہا۔ کبھی عیسائی ہونے پر ثابت قدم نہ رکھا۔ آخر کو بادشاہ کے درباریون مینسے ایک نے ان مشنریون کو سمجھایا کہ انکو بادشاہ کے عیسائی ہونے کی توقع عبث ہی۔ بادشاہ تو فقط اس سے خوش ہوتا ہے کہ اسکے دربار مین مختلف خصلت اور رائے کے آدمی جمع ہون خاص کر وہ لوگ قدیمی اور نرالے ہون اسکو انکے مذہب اختیار کرنے کا خیال ذرا بھی دلمین نہین ہے بے شک بہت سے حالات جو انہون نے بیان کئے ہین اسسے یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ شہنشاہ فقط اسسے اپنا دل بہلاتا تھا گو مسخرا نہ بناتا ہو۔ شہنشاہ نے اُن سے کہا کہ مسلمانون کا بڑا عالم یہہ چاہتا ہے کہ وہ ہاتھ مین قرآن لیکر جلتی بھٹی مین جائے اور اُسے بغیر گزند اٹھائے اپنے مذہب کی راستی اور بزرگ عملگی ثابت کرے آپ کو بھی چاہیئے کہ اس طرح اپنی بائیبل کی راستی کا ثبوت دین۔ یہ پادری جو خرق عادات و کرامات کے قائل تھے وہ اس سوال سے نہایت متحیر و دق ہوئے پادریون نے یہ کہا کہ ہم نے متواتر مجلسون مین اپنی دلائل کی راستی کو ثابت کیا اسکے بعد ہم اپنے تئین ایسے ....

عقل کے خلاف اور مضر امتحان مین ڈالنا نہین چاہیئے پھر ایک دفعہ اور یہی قصہ پیش ہوا اور شہنشاہ نے کہا کہ پہلے مسلمانون کا ملا آگ مین کود یگا بشرطیکہ اسکے بعد آگ مین ایک پادری اپنے جانے کا وعدہ کرے اور اُس نے یہ بھی اشارہ کیا کہ وہ فقط یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ پادری جو یہاں دراندوعوی کرتے ہین وہ اس طرح انکو کیون کر ثابت کرتے ہین پادریون نے بہت سوچ سمجھ کر عاقلانہ اپنا عزم مصمم کیا کہ وہ اپنے ایمان و عقائد مذہبی کو اس مشتبہ امتحان مین نہ لائین - جب شہنشاہ مایوس ہوا کہ یہ تماشا آگ اور انجیل اور قرآن کا دیکھنے مین نہین آئیگا اور نیز پادریون کی باتون کے سننے کا شوق بھی کم ہو گیا تو اس نے پادریون سے ملنا بہت کم کر دیا کابل اور بنگال کے فسادون کے سبب سے بھی ان پادریون کو وہ بالکل بھول گیا پادریون نے بھی اپنی اقامت کو یہان بیفائدہ جانا وہ نئی ۱۵۸۳ء مین لاہور کو چلے گئے -

۱۵۸۵ء مین بادشاہ نے پھر دوسری دفعہ مشن کی درخواست کی اس مشن پر بھی وہی واقعات گذرے جو پہلے مشن پر گذرے تھے ابتداء مین خوب آؤ بھگت ہوئی پھر آخر مین اسکی کچھ پیش نہ گئی وہ بہت دنون یہان نہین ٹھیرے چار برس بعد پھر شہنشاہ نے انکو خط لکھ کر بلایا اور اسمین بہت وعدے کئے اور کلمات شفقت آیات لکھے تیسری دفعہ گورنمنٹ مشن کو بھیجکر میری سرور کرنے مین دریغ نہین کریگی اس وقت شہنشاہ لاہور مین تھا - لاہور جانے مین مشن کو دریاؤن سے کھنابات جانا اور برا مغربی جنگل طے کرنا پڑا کھنابات کے قریب مشن نے بیس ہزار آدمیون کو دیکھا کہ وہ گنگا کا اشنان کرنے جاتے ہین جنکی عقیدگی اور متین وضع سے پادریون کی دلون مین انکی نیکی کا خیال پیدا کیا ۲۲۰ لیگ کا سفر خشکی مین طے کرکے وہ ایک دریا پر پہنچے اور وہان سے دس لیگ طے کرکے لاہور مین آئے اس شہر کو وہ دلکشا اور جان افزا بتاتے ہین - دریا مین ایک جزیرہ تھا جسمین وہ شہنشاہ کے روبرو گئے وہان انکا استقبال اچھی طرح ہوا حضرت مریم کی تصویر جو نہایت خوبی سے آراستہ

کی گئی تھی اور پہلی تصویر سے وہ زیادہ خوبصورت تھی بادشاہ کو نذر کی گئی اسکی
بادشاہ نے بہت تعریف کی مشنریون کو بادشاہ کے عیسائی ہونے کی امید قوی
اس سبب سے ہوئی کہ اونہون نے دیکھا کہ اوسکو اپنے مذہب اسلام کی پاسداری ذرا نہین
ہے جب روپیے کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ مسجدون مین سے روپیہ نوٹ لیتا ہے (یہ
محض غلط لکھا ہے اسلئے کہ مسلمانون کی مسجدون مین کوئی خزانہ نہین رہتا) مگر اسکے ساتھ
انکو یہ مایوسی ہوئی کہ اونہون نے بادشاہ کو دیکھا کہ وہ آفتاب پرستی بڑی شدت سے
کرتا ہے اور حماقت سے اپنی ذات مین ایک قسم کی الوہیت جانتا ہے وہ ہر صبح کو
جھروکہ مین بیٹھتا ہے اور گروہا گروہ آدمی اسکے آگے سجدہ کرتے ہین بیمار بچون
پر وہ دم کرتا ہے مشنری شرقی تعظیم سے ناواقف تھے اسلئے انہون نے
غلطی کی کہ . . . اس تعظیم کو عبادت جانا شہنشاہ اسوقت دکن کی مہم پر جانا
تھا وہ اسکے لشکر کے ساتھ کچھ دور گوا کی طرف گئے الفنسٹن صاحب اپنی تاریخ ہند مین
اکبر کے مذہب کا حال خلاصہ یہ لکھتے ہین کہ اسکے مذہب مین خالص توحید تھی انسان
کی ضعیف خلقت کے سبب سے اسنے اس توحید پر چند رسوم ظاہری کے اضافہ کی
بھی اجازت دی تھی وہ حامی اسکا تھا کہ ہم پر لازم ہے کہ خدا کی عبادت اس
علم کے موافق کرین جو ہمکو اپنی عقل سے حاصل ہوا ہو عقل سے خدا کی وحدانیت
اور مرحمت کافی طور سے خوب ثابت ہوتی ہے خدا کی بندگی اور عاقبت کی
مسرت کی تلاش اس طرح کرنی چاہیئے کہ آدمی اپنی نفسانی خواہشون کو مارے اور
ایسے کام کرے کہ جس سے انسان کا بھلا ہو اور ہمکو کوئی عقیدہ یا عمل و رسم
وہ اختیار کرنی نہین چاہیئے جو کسی آدمی نے بنائے اور بتائے ہون کیونکہ اسمین
بھی ہماری طرح سہو و غلطی و خطا بھول چوک کی قابلیت ہوتی ہے اگر یہ امر قطعی
ضروری سمجھا جائے کہ ظاہری پرستش کے واسطے ایسی علامتین اور نشانیان مقرر
کی جائین جو انسان کے دل کو خدا کی طرف لے جائین تو اسکے نزدیک علامتین

آفتاب اور ستارون اور آگ مین موجود تھین۔ اکبر کے مذہب مین کوئی مرشد و پیر نہ تھا عام عبادات کا طریقہ کوئی نہ تھا۔ کھانے پینے کی قید کچھ نہ تھی مگر پرہیز کرنا ایسا ضرور تھا کہ جس سے روح کو سربلندی حاصل ہو اسکا دستور تھا کہ آفتاب کو سلام بہت کیا کرتا تھا۔ صبح اور آدھی رات کو عبادت کیا کرتا تھا اور دوپہر کو سورج کی طرف دھیان گیان کرتا تھا۔ بادشاہ یہ عبادت اپنی رعیت کے تعصب کے سبب سے کیا کرتا تھا اسکو خود اس پر کسی امر کا اعتقاد نہین تھا ابوالفضل نے خواہش کے لئے دعا کے باب مین لکھا ہے وہ ہمنے اوپر نقل کیا اکبر حق رسوم کا مقید تھا اور وہ اورون کو بھی انکے پابند ہونے کی اجازت دیتا تھا یہ امر مشتبہ ہے کہ انکو وہ اپنے خیال مین مستحکم جگہ دیتا ہو۔ اکبر بالطبع زاہد عابد تھا۔ ماوصف فلسفی اور عقل و حکمت پر چلنے کے وہ بہ نسبت اس مذہب کے جو اسکی عقل نے قائم کیا تھا زیادہ تر ایسے توہمات مین مبتلا تھا جنکو وہ جانتا تھا کہ ان کے سبب سے خدا سے قربت ہوگی۔ اسی وجہ سے پادریون نے جو حضرت عیسیٰ اور جناب مریم کی تصاویر پیش کین انکی پرستش کی۔

امرائے دربار اکبری

اس شہنشاہ کی تاریخ کے ساتھ ضرور ہے کہ ہم ان امرا و والا کے گروہ پرشکوہ بلند پایہ ہنرمند شناسا کا ذکر کرین جو اسکے دربار مین جمع ہوئے تھے۔ یہ بیان ایسی ستایش گری نہ ہو جو لوگون کو گران معلوم ہو اور یہ بھی نہ ہو کہ انکی خوبیان دکھائی جائین اور برائیان چھپائی جائین اگرچہ ان دونو باتون کے بیان کرنے پر جرأت کرنے کو یہان کے لوگ شرم و حیا کے خلاف خیال کرتے ہین مگر مین اسکو ایسا نہین سمجھتا جو جیسا ہی ویسا بیان کرتا ہون۔ ہم ان امرا کا بیان بہ ترتیب منصب اول بیان کرتے ہین مگر انکا حال جو پہلے مہمات ملکی مین بیان ہو چکا ہے وہ فروگذاشت اسلئے کیا گیا کہ ایک بات کو مکرر لکھنا تحصیل حاصل ہے۔

(۱۱) شاہزادہ سلیم - جو سلطان اکبر کا بیٹا سب سے بڑا تھا اسکی سلطنت کے بیان مین ہمنے جدا کتاب لکھی ہے -

ہشت ہزاری

(۲) شاہزادہ سلطان مراد فرزند دوم شہنشاہ اکبر جسکا بیان پہلے اس اقبال نامہ مین لکھا گیا

ہفت ہزاری

(۳) شاہزادہ سلطان دانیال فرزند سوم اسکا حال بھی اقبال نامہ اکبری مین لکھا ہے

پنج ہزاری

(۴) سلطان خسرو - جو شہنشاہ جہانگیر کا بڑا بیٹا تھا اسکا حال جہانگیر نامہ مین لکھا ہی -

(۵) میرزا سلیمان بن خان مرزا بن سلطان محمود بن ابوسعید - (۶) میرزا ابراہیم پسر میرزا سلیمان

ان زاؤن کا حال تاریخ بدخشان مین اچھی طرح بیان ہوا - (۷) شاہرخ پسر ابراہیم -

شہنشاہ اکبر نے سنہ ۱۰۰۱ مین مرزا شاہرخ سے اپنی بیٹی شکر النسا بیگم کا نکاح کیا اور اسکو مالوہ کا حاکم مقرر کیا - مالوہ اور دکن مین جو جو کام اسنے کیے وہ اقبالنامہ مین ہمنے بیان کیے ہین - اکبر کے آخر عہد مین اسکو منصب ہفت ہزاری کا عنایت ہوا اور وہ جہانگیر کے عہد مین بھی قائم رہا - سنہ ۱۰۱۷ مین یہین اسکا انتقال ہوا اور شہر کے باہر دفن ہوا اسکا بی بیگم کہ مرزا محمد حکیم کی دختر تھی اور اسکی رضیعی وہ ... نعش کو لیکر حجاز روانہ ہوئی - کہ مدینہ منورہ مین دفن کرے مگر بدو ن نے اسے لوٹ لیا نعش کو مکاری کی جماعت کو سپرد کرکے مدینہ بھیجا اور خود بصرہ مین آئی اور وہان سے شیراز گئی - الوردی خان حاکم فارس نے اسکا اعزاز و احترام کیا اور اصفہان بھیجا - سنہ ۱۰۲۱ مین شاہ عباس ماضی والے ایران نے اسکا نکاح مرزا سلیمان علی محول اپنے چچا سے کردیا لیکن ان دونو میان بیوی مین سلوک نہ ہوا - جہانگیر اپنی توزک مین لکھتا ہے کہ اگرچہ دنیا مین کوئی بے حقیقت زیادہ بدخشی سے نہین ہوتا مگر مرزا شاہرخ بدخشی سے نہین معلوم ہوتا تیس سال سے ہندوستان مین ہے مگر اب تک ہندی زبان نہین جانتا -

اسکی رحلت کے وقت چھہ بیٹے اسکے تھے (۱) حسن و حسین دو بیٹے تو ام تھے خسرو کے سہراب حسن بھاگا تھا کہ دوسرے روز جہانگیر نے دستگیر کرکے قید کیا (۲) مرزا سلطان اسکو جہانگیر بہت عزیز رکھتا تھا اسسے اپنی بیٹی بیاہنی چاہتا تھا کہ محل کے لوگون نے عرض کیا کہ اسکے گھر مین ہویان اسکی بہت ہین جب اس سے پوچھا تو اسنے بادشاہ کے قدم کی قسم کھاکے انکار کیا خواجہ سرا ... اسکے گھر مین جاکر اسکی بیویون کو لے آئے - جب سے وہ پایۂ اعتبار سے گر گیا - غازی پور مین اسکے جاگیر مقرر ہوئی اور وہین مرگیا (۳) مرزا بدیع الزمان معروف مرزا فیجو ہی وہ جہانگیر کے عہد مین بخشی دکن ہوا - بعد ازان مالوہ مین گجرات مین جاگیر پائی وہ مست استخوان شرارت اور فتنہ سے بھرا ہوا تھا - یہان تک بھائیون کو تنگ کیا کہ اسکو پٹنہ مین انہون نے قتل کر ڈالا اسکی ماں بادشاہ کی حضور مین فریاد لے کر آئی مگر جو خون کے مدعی ہونے کا حق تھا وہ نہ ادا کر سکی - اسکے بھائی کچھ دنون محبوس رہے (۴) مرزا مغل کے گھر مین دارا ب خان کے بیٹی تھی اور بسواڑہ مین پرگنہ سمکار جاگیر مین رکھا تھا (۵) مرزا محمد زمان بدخشان مین جاگیر رکھتا تھا وزکیہ کی شورش مین اسکار وزگار ختم ہوا - مدتون تک جعلی محمد زمان اوباشون کی دستاویز شورش تھی (۶) مرزا شجاع کو شاہ جہان کے زمانہ مین بڑا اعزاز حاصل ہوا اور اسنے بخاہت خان کا لقب اسکو دیا - جہانگیر اپنی توزک مین لکھتا ہے کہ مرزا شجاع کے چار بیٹے اور تین لڑکیان جو میرے باپ پر ظاہر نہین کہی گئی تھے میری پاس آئے مین نے لڑکونکو اپنی بندہاے معتبر کے حوالہ کیا اور لڑکیون کو محل کے خدمہ کے سپرد کیا کہ ان کی محافظت مین قیام و اقدام کرین -

(۸) مرزا مظفر حسین پسر سلطان حسین ولد بہرام مرزا ابن شاہ اسمٰعیل صفوی ۹۶۵ھ مین شاہ جہانگیر صفوی کے تصرف مین قلعہ قندھار آیا اسنے قندھار اور زمین داور و گرمسیر کو آب ہیرمند تک اپنے بھتیجے سلطان حسین مرزا کو دیا - بیس برس تک وہ اپنے چچا کے سایۂ عاطفت مین رہا اور ۹۸۱ھ مین شاہ اسمٰعیل ثانی ایران کا بادشاہ ہو گیا تو سلطان حسین کی طرف سے وہ متوہم اور وسوسہ ناک تھا وہ ہی اعمام کے قتل کو مرکوز خاطر رکھتا تھا مگر قوۂ مقابل مین

تھے لیکن سلطان حسین کا انتقال ہوا تو وہ ان سب رشتہ داروں کی جان ستانی کے درپے ہوا
سلطان حسین کے پانچ بیٹے تھے امین سے محمد حسین مرزا ایران گیا تھا مقتول ہوا۔ باقی چار بھائیوں
کی جان لینے کے واسطے شاہ قلی سلطان کہ حاکم قندھار مقرر ہوا تھا مامور ہوا اُسنے بداغ بیگ کو
ان بیگناہوں کی جان لینے کے لیئے بھیجا۔ صبح کو اسنے انکی جان لی ہوتی کہ ناگاہ بادشاہ
ایران کے مرنے کی خبر آئی جسنے ان کی جان بچائی جہد ایران کا بادشاہ خدابندہ
ہوا تو اسنے مظفر حسین مرزا کو جو سب بھائیون مین بڑا تھا قندھار کی حکومت دی اور زرین
داور کنارہ ہیرمند تک اس کے دوسرے بھائی رستم مرزا کو تفویض کی اور باقی دو بھائیون الوند مرزا
اور سنجر مرزا کو اسکے ساتھ کیا اور حمزہ بیگ والقدر مصاحب کو حمزہ کو کہ سلطان حسین کا وکیل تھا
ان مرزاون کے ساتھ کیا حمزہ بیگ نے ایسا اسیتلا پایا کہ مرزایون کی حکومت برائے نام
تھی مظفر حسین مرزا نے تنگ ہو کر حمزہ بیگ کا قصد کیا چند دفعہ صلح و جنگ کے بعد مظفر حسین نے وکیل
حمزہ بیگ کو محمد بیگ کی اعانت سے مار ڈالا - - - - - - - - - - محمد بیگ کے
مرزا نے وکالت کا امیدوار کیا تھا اس سبب سے مرزا رستم نے قندھار پر حملہ کرنے کا قصد کیا
مگر مظفر حسین مرزا کی کومک اسکے خسر ملک محمود سیستانی نے کی اسلئے رستم سے کچھ کام نہو سکا اور
زرین داور کو چلا گیا۔ مظفر حسین مرزا مستون مزاج تھا۔ محمد بیگ بھی آزردہ خاطر ہو کر
سیستان کو چلا گیا۔ ملک محمود سے لڑکر شکست پائی۔ ملک محمود نے یہ آدمیت کی کہ مرزا
کو گھر مین اوتارا اور اسکے سب سے محمد بیگ نے عذر خواہی کر کے مرزا کو قندھار مین طلب کیا
مرزا نے فرصت پاکر محمد بیگ کو مار ڈالا اور خود مستقل حاکم قندھار ہو گیا۔

خراسان کے امرا اوزبکیہ نے خصوص دین محمد سلطان اور باقی سلطان خواہرزادہ
عبداللہ خان والی توران نے کہ خراسان کی تسخیر کے لئے مامور تھے انہون نے مکرر قندھار
کی حدود مین افواج بھیجی اور مرزا سے آویزش کین اوزبک کی سپاہ کو شکست ہوئی
لیکن اسکے نہیب و غارت سے کبھی امن نہ ہوا ان اوزبکون کی لڑائیون مین چونکہ اکثر امیر
و عمدہ قزلباش مارے گئے تھے شاہ ایران نے کمک و اعانت کے وعدے کئے مگر

مگر کبھی انکو پورا نہ کیا کہ دفعتہً ہندوستان کی فوج کی آمد آمد کی خبر گرم ہوئی تو لوگ سراسیمہ ہوئے۔ رستم مرزا ہندوستان مین گیا تھا اور اسکو صوبہ ملتان تفویض ہوا تھا اس سے اور ہراس ہوا اسلئے مرزا نے ہند کا قصد کیا ہرچند عبداللہ خان نے استمالت نامہ لکھا کہ ایرانیون اور تورانیون کی عداوت قدیم سے چلی آتی ہے لیکن اس وقت تم ہم سے کچھ نہ ڈرو اور زنہار اپنا ملک مورد تاخت و تاراج ایرانیون کو نہ دو مرزا نے اسکو آلو دی پر محمول کیا اس زمانہ مین مظفر حسین کے باپ کا ایک نوکر قدیمی قزلباش جو ہندوستان کو بھاگ گیا تھا اور اکبر نے اسکو فراش بیگی مقرر کیا تھا قندھار مین آیا اور دولتخواہی کے پردہ مین اسنے مظفر کی ماں اور اسکے بڑے بیٹے کو اسپر راضی کر لیا کہ عنقریب قندھار کا الحاق ہندوستان سے ہو جائے۔

شہنشاہ اکبر نے شاہ بیگخان ارغون حاکم بنگش کو لکھا کہ ایلغار کر کے قلعہ قندھار پر متصرف ہو اور مرزا کو یہان بھیجدے جب شاہ بیگ قندھار مین داخل ہوا تو مرزا لشکر آراستہ کر کے باہر آیا مگر مرزا اپنی اس حرکت سے پشیمان ہوا اور شاہ بیگ کو کہلا بھیجوایا کہ آپ باہر آکر میرے مہمان ایک دن ہو جیئے مجھے مواجہہ مین کچھ باتین کہنی ہین غرض اسکی یہ تھی کہ قلعہ مین چھپ کر عذر خواہی کرے۔ شاہ بیگ ایک مرد کہنہ اور کاردان سپاہی تھا بھلا وہ اس کام کو کہ آسانی سے ہو سکتا تھا کیسے دشواری مین ڈالتا اسنے یہ عذر کیا کہ نیک ساعت مین داخل ہوا ہون اسلئے باہر آنا مناسب نہین جانتا جو کچھ آپ کو کہنا ہو مراسلات کے ذریعہ سے لکھئے ناچار ۹۸۳ھ مین مرزا مع چار بیٹون بہرام مرزا۔ مرزا حیدر۔ القاس مرزا۔ طہماس مرزا۔ ہزار قزلباش کے ساتھ شہنشاہ اکبر کی خدمت مین آیا اس نے فرزند کا خطاب اور پنج ہزاری منصب پایا اور اقطاع سنبل کہ قندھار سے کہین بڑی تھی اسکو ملی لیکن زمانہ کے مزاج سے مرزا کم آشنا تھا اور معاملہ نافہم تھا اسنے اپنے کام مین سہل انگاری اور بے پروائی اختیار کی کہ آرمند ستمگرون کو اپنا کام سپرد کیا رعایا بار بار اور کچھ سوداگر داد خواہ ہوئے

مرزا کو پسند کی گئی مگر سود مند نہ ہوئی ہوا آخرکار دادری سے ایسا تنگ دل ہوا کہ حجاز کی رخصت مانگی وہ قبول ہوئی پھر کچھ دنون بعد پشیمان ہوا شہنشاہ نے پھر اسکا قطاع و منصب بحال کر دیا پھر ۱۰۰۲ھ الٰہی مین مرزا کے آدمیون کی ظلم کی شکایت ہوئی کہ وہ ہوا ہوا اور نقدی اسکی مقرر ہوئی۔ مرزا حجاز روانہ ہوا مگر اول ہی منزل سے واپس چلا آیا شہنشاہ کی ملازمت کی مگر پھر اس نے اسکی خبر کچھ نہ لی پایۂ اعتبار سے وہ ساقط ہوا اور ہر روز زیادہ ضعیف ہوتا جاتا تھا مرزا ہندوستان کی کسی چیز سے خوش نہ ہوتا تھا سادہ لوحی سے کبھی ایران کا ارادہ کرتا تھا کبھی حجاز کا۔ روحانی غصہ و برخ کے سبب سے امراض جسمانی مین گرفتار ہوا ۱۰۱۷ھ مین انتقال کیا۔ جہانگیر ۱۰۱۴ھ جلوس مین اسکی لڑکی سے شاہزادہ سلطان خرم مخاطب بشاہجہان سے نکاح ہوا۔ قندہاری محل وہ مشہور ہوئی ۱۰۲۰ھ مین نواب پریہیز بانو بیگم اسے پیدا ہوئی اسکے بیٹون مین سے بہرام مرزا اور حیدر مرزا اور اسمٰعیل مرزا ہندوستان مین آئے اور حیدر مرزا شاہجہان کے عہد مین بلند مرتبہ پر پہنچا اور ۱۰۴۱ھ مین مر گیا اور بہرام مرزا کا بھی درجہ بلند ہوا۔

(۹) مرزا رستم صفوی۔ مظفر حسین قندھاری کا بھائی عمر مین چھوٹا مگر عقل و فہم مین بڑا تھا۔ پہلے لکھ چکے ۱۰۰۰ھ مین کہ سلطان محمد خدابندہ دارائے ایران نے قندھار مظفر حسین کو اور زمین داور رستم مرزا کو تفویض کی تھی جسمین اسکے بھائی ابوسعید مرزا و سنجر مرزا بھی شریک تھے مگر یہ ملک ایسا حقیر تھا کہ مرزا کی اور اسکے بھائیون کی معاش کو وفا نہین کرتا تھا اسلئے اس نے ملک محمود حاکم سیستان پر حملہ کیا کہ اسکے ملک کو اپنے ملک پر اضافہ کرے اول مظفر حسین نے اسکی مدد کی مگر اسنے آویزش کے بعد ملک محمود کی لڑکی سے نکاح کیا اور اسکا طرفدار ہو گیا اس سبب سے دونو بھائیون مین کشمکش و کلفت ہو گئی۔ مرزا رستم نے حمزہ بیگ للہ (محافظ) کی اعانت سے قندھار پر مکرر لشکر کشی کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اندنون خراسان پر اوزبک حملہ کر رہے تھے مرزا نے فراہ کو جاکر فتح کیا اور کئی دفعہ اوزبکون سے لڑکر لوائے مردانگی اور شجاعت بلند کیا پھر اسنے سیستان کی فتح کا

ارادہ کیا اور اس دیار پر الیغار کرکے چڑھ آیا۔ ملک محمود نے بعد محصن اور لوازم قلعداری کے
مرزا سے ملاقات کی اور مراسم خدمت بجا لایا مگر مرزا کو تہ خردون کے بہکانے سے
ایسا عالم مستی مین مغرور رہوا کہ ملک محمود کو محبوس کیا۔ گو اسکے بیٹے جلال الدین نے ایک جماعت
کو فراہم کرکے لڑنے کا قصد کیا اسنے مرزا ملک محمود کو مار ڈالا مگر جلال الدین کا مقابلہ نہ
کرسکا اسلیئے دادر کو بھاگ کر آیا دشمن نے اوسکا تعاقب کیا اور مرزا کو شکست دی پھر
خلق کی نظرون مین اسکی وقعت کچھ نہ رہی بڑا بھائی اسکا منتظر فرصت تھا اسنے غلبہ کرکے
زمین دادر کو لے لیا رستم مرزا نے تیزی کرکے قلات کو لے لیا ایک دن وہ شکار کو گیا تھا کہ
لوگون نے چاہا کہ قلات پر قابض ہون۔ مرزا کے ہان نے قلعہ داری کی لیکن کسی نمکحرام
نے اس ضعیفہ کی طرف ایک بندوق چھوڑی جس سے وہ مر گئی۔ اگرچہ مرزا نے بہت آدمیون
سے انتقام لیا اور انکو مار ڈالا مگر اسنے اوضاع زمانہ کو حسب دلخواہ نہ دیکھا تو سنہ
مین ہندوستان مین وہ مع اپنے بھائی سنجر مرزا اور چار بیٹون۔ مراد۔ شاہرخ۔ حسین
ابراہیم کے آیا شہنشاہ اکبر نے اسکو پنجہزاری کا منصب عطا کیا اور اقطاع ملتان اور پرگنہ
کے بہت سے گانو تفویض کیے۔ جو قندھار سے لہین بڑے تھے بعد ازان علم و نقارہ بھی عنایت
ہوا۔ مرزا کے آدمیون نے ملتان مین داد و ستد کو اعتدال سے بڑھایا تو سنہ
مین چیتوڑ کی جاگیر اسکے لئے مقرر کی گئی مرزا اس طرف جاتا تھا کہ کسی وجہ سے بادشاہ نے
اسکے سرہند سے بلا لیا۔ راجہ باسو . . . . اور شمالی کوہسار کے زمیندار سرکش ہورہے
تھے اسلیئے سنہ الٰہی مین مرزا کی تیوں مین پٹھان مقرر کرکے ان حدود مین بھیجا اور صفدر خان
کو اسکی یاوری کے لئے ہمراہ کیا مگر ان دونو مین ناسازی ہوئی راجہ بانے مئو کو سوار
کرکے بغوت فروشی کی بادشاہ نے جگت سنگھ پور راجہ مان سنگھ کو وہان بھیجا اور
مرزا کو اپنے پاس بلا کر سنہ مین رائے سین اور اسکے حوالی مین جاگیر مقرر کی اور وہان
بھیجدیا پھر اس نے مرزا دانیال کے ماتحت دکن مین خدمات کین سنہ مین جہانگیر نے
اوسکو بھکھر کا حاکم مقرر کیا مگر اس سبب سے کہ اوسنے ارغونیون کے ساتھ بدسلوکی کی وہ مغرول

ہوا جہانگیر نے اسکی لڑکی سے شاہزادہ پرویز کا نکاح کیا منصب شش ہزاری عنایت کیا اور
الہ آباد کا صاحب صوبہ بنایا۔ جب شاہجہان نے بنگال اور بہار کو مسخر کیا ہے تو عبداللہ خان
قصبہ جھوسی مین الہ آباد کے مقابل گنگا کے دوسری طرف لشکر آرا ہوا۔ مرزا قلعہ مین متحصن
ہوا۔ عبداللہ خان پاس سامان خوب بھا تو توپخانہ تا ہوا دریا سے گذر کر شہر مین آیا۔ ہر چند
رومی خان میر آتش شاہی وعدہ کرتا تھا کہ تھوڑی دیر مین قلعہ مفتوح ہوتا ہے مگر عبداللہ خان
کو ایسا بیجا اضطراب ہوا کہ وہ جھوسی مین چلا گیا تین دن نہ گذرے تھے کہ بادشاہ
کی آمد آمد کا آوازہ بلند ہوا۔ مرزا محنت سے چھوٹا اور آسایش و آرام مین پڑا۔
اکیسوین سال مین بہار کی صوبہ داری پر متعین ہوا اور شاہجہان کی اول سال جلوس مین
حکومت بہار سے معزول ہو کر بادشاہ کی خدمت مین آیا بوڑھا بہت ہو گیا تھا
اور تقرس کا عارضہ تھا اسلئے نوکری کی تکلیف سے معاف کیا گیا اور ایک لاکھ بیس ہزار
روپیہ سالانہ اسکا وظیفہ مقرر ہوا۔ فراغت سے آگرہ مین زندگی بسر کرتا تھا سنہ
جلوس مین شاہزادہ محمد شجاع کی شادی مرزا کی بیٹی سے ہوئی مصرعہ
مہد بلقیس بسر منزل جمشید آمد + تاریخ ہے۔ آگرہ مین ۷۲ برس کی عمر مین سنہ ۱۰۵۰ مین بجہان
سے مرزا رخصت ہوا۔ کہتے ہین کہ جب مرزا مرنے کو ہوا تو آگرہ کے متصدیون نے چاہا
کہ ضبط اموال کرین تو مرزا نے اپنی عمدہ عمدہ لونڈیون کو لباس مردانہ پہنا کر بندوق
ہاتھ مین دی اور آمادۂ جنگ ہوا اور کہا کہ وہ ہمارے ساتھ اور امرا کی طرح سلوک
نہین کر سکتے۔ متصدیون نے احتیاطاً بادشاہ سے عرض کیا۔ بادشاہ نے سوا لے
ہاتھیون کے سب اسباب معاف کر دیا۔ مرزا مرد دنیا تھا۔ زمانہ کے مزاج سے
خوب آشنا تھا اپنے بڑے بھائی کی نسبت زیادہ ضابطہ دان تھا۔ شاعر تھا
فدائی تخلص تھا یہ رباعی اسکی ہے۔ رباعی

برچیدہ دلم بساط ایمانی را		صبح باختہ ام نرد خدادانی را	
از بہر کہ بتبی قبلہ خود ساختہ ام		بر طاق نہادہ ام مسلمانی را	

(۱۰) بیرام خان خانخانان — ترکمان قراقویلوتک کی اعاظم طوائف مین سے بہارلو ایک قبیلہ ہی اور علی شکر بیگ بہارلو تک تین واسطہ سے بیرام خان پہنچتا ہے جب قرایوسف اور اسکے بیٹون قراسکندر و مرزا شاہ جہان کے سلسلہ دولت کا ارتفاع تھا تو عراق عرب و آذربائجان مین انکی سلطنت تھی اور علی شکر بیگ پاپن ولایت ہمدان و دینور و کردستان اقطاع مین تھی ابتک یہ ولایت قلمرو علی شکر مشہور ہے

قراقویلون کے استیصال مین بادشاہ اقاقویلو مصروف ہوا۔ اور حصار شادمان مین آیا تو سلطان محمد و مرزا پاس علی شکر کا بیٹا پیر علی پندرہ روز مقیم رہا اور پھر فارس کو چلا گیا اور حاکم شیراز سے لڑا اور ہزیمت پائی اور انہین دنون سلطان حسین مرزا کے آدمیون کے ہاتھون سے قتل ہوا۔ بعد ازان اسکا بیٹا یار علی بیگ نے شاہ اسمٰعیل صفوی کے عہد مین عراق سے نکل کر بدخشان مین سکونت اختیار کی اور وہان سے امیر خسرو شاہ پاس قندز مین گیا اور بعد اس کی انقضاء دولت کے اپنے بیٹے سیف علی بیگ کے ساتھ بابر بادشاہ کا ملازم ہوا بدخشان مین سیف علی بیگ کے بیٹا پیدا ہوا جسکا نام بیرم خان رکھا۔ باپ کے مرنے کے بعد وہ بلخ مین گیا اور یہان تحصیل علم کی اور سولہ برس کی عمر مین جنت آشیانی (ہمایون) کی خدمت مین آیا اور روز بروز اسپر عنایت زیادہ ہوتی گئی اور مصاحبت و امارت پر نوبت آگئی۔ اسکا باقی سب حال شرف نامہ ہمایون اور اقبال نامہ مین مفصل لکھا ہوا ہے۔ باقی یہ حال اور ہی۔

بیرام خان شعر مین بہت درست سلیقہ تھا اور قصائد غرا کہتا تھا۔ استادون کے اشعار مین دخل بجا دیتا تھا ایسے اشعار جمع کیے جنمین دخل دیا تھا اور اس مجموعہ کا نام دلیہ رکھا بیرام جب قندھار مین تھا تو ہمایون نے اسکو یہ رباعی لکھی تھی۔

رباعی	
ای آنکہ انیس خاطر محزونی	چون طبع لطیف خویشتن موزونی
بے یاد تو من نیم زمانے ہرگز	آیا تو بیاد من محزون چونی

بیرام خان نے یہ جواب لکھا۔

رباعی

اے آنکہ بذات سایۂ بیچونی — از ہر چہ ترا وصف کنم افزونی
چون میدانی کہ بے تو چون میگذرد — چون می پرسی کہ در فراقم چونی

کہتے ہین کہ ایک رات اس سے پادشاہ مخاطب تھا کہ اسکو غفلت آگئی پادشاہ نے کہا کہ مین تجھہ سے باتین کرتا ہون تو وہ متنبہ ہوکر بولا کہ مین بھی حاضر ہون لیکن مین نے سُنا ہے کہ ملازمت سلاطین مین جسم کی اور درویشون کی خدمت مین دل کی اور علماء کے آگے زبان کی پاسبانی کرنی چاہیئے مین اس فکر مین تھا کہ حضرت مین یہ تینون باتین جمع ہین مین کس کس کی نگہبانی کرون پادشاہ اس لطیفہ سے بہت خوش ہوا اور تحسین کی۔ طبقات اکبری مین لکھا ہے کہ بیرام خان کے پچیس ملازم پہچہاری کے منصب پر پہنچے اور صاحب علم و نقارہ ہوئے جسسے معلوم ہوتا ہے کہ عمدہ آدمیون کے انتخاب کرنے مین اسکو کیسا ملکہ تھا سچ یہ ہی کہ بیرام خان فضل و کمال و صلاح و تقوی و ہمت و کرم سے آراستہ تھا مدبر و شجاع و کاردان قوی دل تھا اس نے خاندان تیمور پر اپنے بڑے بڑے حق ثابت کئے تھے اس تخلل ایام مین کہ ابھی سلطنت کا انتظام نہین ہوا تھا کہ ہمایون مرگیا اور پادشاہزادہ خرد سال ناتجربہ کار کے پاس سوائے پنجاب کے سارا ملک تصرف سے نکلکر افغانون کے پاس تھا اور دعوی سلطنت کے لئے ایک گروہ انا لاغیری کا لوا بلند کرتا تھا اور ہر گوشہ مین کنارہ مین واقعہ طلب مخالفت کا نقارہ بجا رہے تھے اور امرا ڈرتے تھے کہ ہندوستان کی اقامت کا دل سے ارادہ نہین رکھتے تھے کابل جانے کے لئے مشورہ کرتے تھے مرزا سلیمان نے کابل مین اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا تھا بیرام خان ہی کی جگرداری اور ثبات پائی و حسن تدابیر و فکر صائب سے آب رفتہ بجو آمد سلطنت کو استقرار ہوا اکبر پادشاہ نے بھی طرح طرح کی دل جوئی و نوازش کے ساتھ کل مہمات اسکو تفویض کین اور قسمین کھا کر کہا کہ جو کچھ مناسب و صلاح کار ہو

عمل مین لائے اور مداہنت اور کسی کی مراعات منظور نہ رکھے اور کسی کی ملایمت سے نہ ڈرے اور یہ مصرعہ پڑھا۔ ع دوست کو دوست شود ہر دو جہان دشمن ازین جب بیرم زبروز اسکا تسلط اقتدار بڑھتا گیا حسد پیشہ نا توان بیٹون کے دلون مین خار چبھتا گیا۔ جھوٹی سچی باتین لگا لگاکے بادشاہ کا دل اُس سے پھیر دیا۔ خانخانان بھی اپنے اقتدار اور استقلال مین دوسرے کو چشم اعتبار سے نہ دیکھتا تھا اسکی خویشتن بینی و حجاب نے روز بد دکھایا اور ہمالک آفات مین پھنسایا سچ ہی حب الدنیا راس الخطا۔

(۱۱) منعم بیگ خانخانان۔ یہ جنت استیانی کے امراء دولت مین سے تھا اسکے باپ کا نام بیرام بیگ ہی وہ مجہول الحال۔ جب ہمایون بادشاہ کے پاس سے بھاگنے لگا اور اکبر کے پاس سے بھی فرار ہونے کا حال اور مہمات ممالک شرقیہ مین اسکا ذکر مفصل بیان کیا گیا۔

(۱۲) تردی بیگ خان ترکستانی۔ وہ ہمایون کے قدیم خدمت گذارون مین تھا۔ ہمایون اور اکبر کی سلطنت مین جو اسنے کام کئے وہ سب بیان ہوئے

(۱۳) خان زمان علی قلی۔ اسکے باپ کا نام حیدر سلطان اوزبک شیبانی تھا۔ حمام اور قزلباش مین جو لڑائی ہوئی تھی اسمین اسنے امارت کا درجہ پایا تھا۔ جب ہمایون بادشاہ نے عراق سے مراجعت کی ہی تو وہ مع اپنے دو بیٹون علی قلی اور بہادر کے اسکی ملازمت مین آیا تھا۔ قندھار کے تسخیر مین اسنے بہت سے کام کئے تھے جب بادشاہ کابل آیا تو راہ مین اسکے لشکر مین وبا آئی جسمین حیدر سلطان مرگیا علی قلی خان نے کابل مین اور ہندوستان کی فتح مین کارہای نمایان کئے۔ شرف نامہ و اقبال نامہ مین اسکے کامون کا اور بغاوت کا اور ماری جانے کا حال مفصل لکھا ہے۔

خان زمان امرای چہارہزاری مین نامور اور صاحب شکوہ تھا ہمت و جود و سپاہگری و سرداری مین ممتاز تھا اگرچہ وہ اوزبک تھا مگر اس نے ایران مین نشو و نما پایا تھا اور اسکی مان ایرانی تھی اسلئے اسکا مذہب امامیہ تھا اور وہ ذرا

وہ ذرا لقیہ نہین کرتا تھا طبع اسکی موزون تھی اور سلطان تخلص کرتا تھا۔
زمانیا جہان ایسٹ انڈین ریلوے کا سٹیشن ہی اس کا آباد کیا ہوا ہی۔
(۱۴) عبداللہ خان اوزبک - یہ ہمایون پادشاہ کے امرا مین سے تھا ہیمو کی
شکست کے بعد اسکو شجاعت خان کا خطاب ملا۔ اقبال نامہ مین مالوہ کی مہمات مین اسکا
حال لکھا ہی۔
(۱۵) شمس الدین محمد اتگہ خان ـــــ اسکے باپ کا نام میر محمد غزنوی تھا۔ وہ ایک درویش
منش دہقان تھا۔ غزنین مین بیس سال کی عمر مین اس نے خواب دیکھا کہ ماہ اس کی
بغل مین آیا جسکی تعبیر صحیح ہوئی کہ دولت عظیم اسکو وہ ہاتھ آئی کہ خاندان کی فخر ہوئی
اول وہ مرزا کامران کا نوکر ہوا۔ وہ قنوج کی لڑائی مین جو شیر شاہ اور ہمایون کے درمیان
ہوئی موجود تھا جب ہمایون کو شکست عظیم ہوئی اور وہ ہاتھی پر سوار ہوکر دریا کے
پار گیا۔ دریا کا کنارہ بلند تھا۔ پادشاہ جا نہین سکتا تھا تو ایک سپاہی نے پادشاہ کا
ہاتھ پکڑ کر اوپر کھینچ لیا۔ جب پادشاہ نے اسکا نام پوچھا تو اسنے کہا کہ میرا نام شمس الدین
ہی اور مولد میرا غزنین ہی اور مرزا کامران کا نوکر ہون جب وہ پادشاہ کی ملازمت
مین لاہور پہنچا اور پادشاہ کی ہمراہ ہوا اور خدمت مذکور کے صلہ مین اسکی بیوی کو
شہزادہ اکبر کی اتگہ (دائی) بنایا اور حاجی اتگہ کا خطاب اسکو دیا جب ہمایون ایران
گیا تو شہزادہ اکبر کی خدمت مین شمس الدین رہا اور جب ہمایون کو سلطنت پھر ہاتھ لگی
تو اسنے اسکو خطاب اتگہ خان کا دیا۔ جب ہمایون نے شہزادہ اکبر کو جاگیر مین سمبھل کا
حصار دیا تو شمس الدین کو اس پاس بھیجا۔
جب اکبر تخت نشین ہوا تو اتگہ خان اور امرا کے ساتھ مریم مکانی اور بیگمون کو کابل سے
لانے کے لئے مقرر ہوا۔ جب پادشاہ بیرام خان سے خفا ہوا تو اتگہ خان کو جو اپنی بیوی
بہین خوشاب مین تھی حکم بھیجا گیا کہ وہ لاہور کو اپنے بڑے بھائی میر محمد خان کو بھیجدو
کہ اسکے پاس حاضر ہو جب وہ آیا تو بیرام خان کا علم و نقارہ و توامان و توغ اس کو

مرحمت ہوا اور پنجاب کی حکومت اسکو تفویض ہوئی ابراہیم خان کو جالندھر کے قریب اس سے پہلے کہ اکبر آئے شکست دی اور بادشاہ کی خدمت مین سرہند مین آیا۔ بادشاہ نے اسکو اعظم خانی کا خطاب عطا کیا۔ منعم خان اور شہاب الدین نے ادھم خان کو اکسا کر ۱۲ رمضان ۹۶۹ھ کو اسکے ہاتھ سے اتکہ خان کو قتل کروا دیا۔ بادشاہ نے خان کے بیٹون اور بھائیون کی بہت تسلی اور تسکین کی اور انکے درجے بڑھے بلند کر دیئے۔ پنجہزاری سے ایکہزاری تک انکو منصب دیئے اس خاندان کا ایک گروہ تھا جسکو اتکہ خیل کہتے تھے اوسکی برابر کسی اور خاندان کے ارکان بلند درجہ نہین ہوئے

(۱۶) اتکہ خان کلان میر محمد شمس الدین محمد خان اتکہ کا بڑا بھائی ہی اسنے مرزا کامران اور ہمایون بادشاہ کی بہت عمدہ خدمتین کی ہین اور دور اکبری مین اس کارہائے نمایان کئے وہ مدتون تک مملکت پنجاب مین صاحب صوبہ تھا اور اکثر اس صوبہ کی حالات اتکہ خیل ہی کے پاس تھین کابل کے معاملات مین اسکا ذکر اقبال نامہ مین کیا گیا۔

پہلے عقلمندون نے بادشاہی کو باغبانی سے نسبت دی ہی جسطرح باغبان باغ کی آرایش کرتا ہے اور درختون کی پیرایش۔ انکو ایک جگہ سے اکھیڑتا ہے اور دوسری جگہ لگاتا ہے اور انکا انبوہ ایک جگہ نہین ہونے دیتا بقدر استعداد انکو شاداب رکھتا ہے اور بقدر صلاح انکے نشو و نما مین کوشش کرتا ہے اور بدسرشت درختون کو جڑ پیڑ سے اکھیڑتا اور ناراست اغصان کو تراشتا ہے اور اشجار علیحدہ علیحدہ تفریق کرتا ہے اور بعض کا بعض سے پیوند لگاتا ہے اور میوہاے گوناگون اور گلہاے رنگارنگ سے متمتع کرتا ہے اور اسی طرح کے کام کرتا ہے جو علم فلاحت مین مقرر ہین ایسی ہی بادشاہان دوربین اپنے ملازمون کے احوال کی تہذیب و تادیب و سیاست مین مراعات کرکے حکمت کے چراغ کو روشن کرتے ہین جس جگہ ایک جماعت باہم یکدل و یکزبان فراہم ہوتی ہی اور کثرت ہجوم و وفور ازدحام ہوتا ہے تو اول انکے اصلاح احوال کے لئے اور دوم اہل ملک کی رفاہیت کے واسطے

اس اجتماع کو متفرق کرتا ہے گو اس کثرت سی کوئی امر نا ملائم معلوم و مظنون نہ ہو اس تفرقہ کو سرمایہ جمعیت جانتے ہین اسلئے کہ دنیا بادۂ مرد افگن ہی تنگ مشربون کو وہ بدست کرتی ہی انسے ایمن نہین ہونا چاہیئے خصوصاً ایسے وقت مین کہ فتنہ اندوز و سخن ساز و تہمہ کار بہت سے ہون اس سبب امرائے خلافت منش اتکہ خیل کو کہ مدت سے پنجاب مین فراہم ہو رہی تھی اور ان حدود مین انتظام منتشر تھی ۱۳ سنہ الٰہی مین معزول کرکے بادشاہ نے حضور مین بلایا و ۱۹ سنہ مین دار الخلافہ اگرہ مین آئے بادشاہ نے انمین سے ہر ایک کو جاگیر سیر حاصل ..... عنایت کی سرکار سنبل خان کلان کو مرحمت ہوئی اور حسین قلیخان پنجاب مین مقرر ہوا ۹۸۱ھ مین رانا کے دوبارہ فتح کرنے کی اکبر نے خان جہان کو بطور منقلا کے بھیجا سفر مین سروہی (اجمیر) مین اسکو ایک راجپوت نے بغیر کسی وجہ کے زخمی کیا مگر وہ پندرہ روز مین اچھا ہو گیا جب گجرات فتح ہو گیا تو وہ پٹن مین کہ نہروالہ مشہور ہے مرزبان مقرر ہوا ۹۸۳ھ مین اسکی روح نے بدن سے تعلق نہ رکھا بدایونی اسکے علم کی بہت تعریف کرتا ہے ۔ خان کلان صاحب کمال تھا ترکی و فارسی مین شعر کہتا تھا اسکا ایک دیوان مرتب ہے جسمین قصائد و غزلین ہین غزنوی تخلص کرتا تھا موسیقی مین بھی مہارت رکھتا تھا کسی وقت اوسکی مجلس فضلاء اور شعراء سے خالی نہین ہوتی تھی رنگین سخنون اور دلنشین نغمون سے وہ اہل ذوق کا حلاوت بخش و طرب افزا تھا اسکا شعر ہے ۔

در جوانی حاصل عمرم بنا دانی گذشت ✤ انچہ باقی بود آنہم در پشیمانی گذشت

اسکا بیٹا فاضل خان ہزاری منصب رکھتا تھا جب مرزا کوکہ احمد نگر مین محصور ہوا ہی تو وہ مارا گیا اور اسکا دوسرا بیٹا فرخ خان تھا اسنے ۴۰ سنہ الٰہی مین پانصدی کا منصب پایا (۱۷) مرزا شرف الدین احراری ولد خواجہ معین ۔ یہ مرزا بڑا عالی خاندان ہے اسکا باپ خواجہ معین بیٹا خاوند محمود کا تھا جو پسر دوم خواجہ کلان کا تھا ۔ جسکا نام خواجہ خواجگان مشہور ہے اور خواجہ کلان بڑا بیٹا خواجہ نصیر الدین

عبد اللہ احرار کا نواسہ سبب سے شرف الدین حسین کو احراری کہتے ہین مرزا کا دادا
خاوند محمود ہندوستان مین گیا تھا ہمایون نے اسکی بہت تعظیم و تکریم کی اسنے کابل
مین وفات پائی۔
مرزا کا باپ خواجہ معین اپنی باپ کی حیاتی مین کاشغر گیا اور عبد اللہ خان
ذاتی کاشغر کے ہان اعتبار پیدا کیا اور رود خانہ نشیب کا حاصل اسکو تفویض ہوا
وہ علم معاش خوب جانتا تھا وہ بڑا متمول ہوگیا مگر اسکی طبیعت مین بخل و امساک غالب
تھا۔ خواجہ معین کا نکاح کبک بیگم دختر علاء الملک ترمذی سے ہوا تھا اور وہ مخدوم جہان بیگم
صبیہ سلطان ابو سعید مرزا کے بطن سے پیدا ہوئی تھی اس لئے مرزا شرف الدین کے رگون
مین خون تیموری بھی تھا۔ باپ سے مرزا کی بنتی نہ تھی اس لئے وہ اکبری خدمت مین آیا
باہم انگہ اور ادھم خان کی سعی سے تھوڑی مدت مین مرتبہ امارت اور منصب پنجہزاری
پر اسکی ترقی ہوگئی اور اجمیر اور ناگور کا متولی دار ہوگیا اپنی شجاعت و کاردانی کی قوت
سے اسنے ان اضلاع کے متمردون کو مٹایا۔ بادشاہ نے سنہ اکبری مین اپنی
بہن بخشی بانو بیگم کا نکاح اس سے کیا۔ باقی اور حال اقبال نامہ مین لکھا گیا کہ
کیا کیا ناشائستہ حرکتین اس نے کین۔

(۱۴) یوسف محمد خان کوکلتاش — یہ خان اعظم اتگہ کا بڑا بیٹا ہے اور شہنشاہ اکبر کا
کوکہ یا کوکلتاش ہی اس نے بارہ برس کی عمر مین اپنے باپ کے ساتھ بیرام خان کی
خدمت مین لڑائیون مین کارہائے نمایان کئے تھے اسلئے اسکو خانی کا خطاب ملا
جب اسکا باپ ادھم خان کے ہاتھ سے مارا گیا تو وہ مسلح ہوکر ادھم و ماہم انگہ سے
انتقام لینا چاہتا تھا مگر سیاست شاہی نے اسکی تسلی کردی باپ کے مرنے کے بعد
اسپر اور اسکے بھائی عزیز محمد کوکلتاش پر بادشاہ نے عنایات خسروانی کی اور بزم و
رزم مین اپنا مقرب بنایا۔ علی قلی خان زمان و بہادر خان و اسکندر خان کی فتنہ انگیزی
مین بادشاہ نے اسکندر خان کی سرکوبی کے لئے لکھنؤ یوسف خان کو بھیجا اسنے بادشاہ

عنایت سے پنجہزاری کا خطاب پایا۔ عین نوجوانی مین بادہ پیمائی کی کثرت سے بیمار ہوا ۹۹۳ھ مین فنا ہوگیا۔

انتباہ حکماء نے آب انگور مین انسان کی تقویت مزاج کے لئے مناسب تجربے کرکے فوائد کثیر دیکھے اور اسکے استعمال کو جائز رکھا ہے لیکن اسکی مقدار اور تقدیر وقت کی ہے مگر ہندیون مین وہ مثل جو ہر مقتل موروث امراض کثیرہ قرار پائی ہے اسکے پینے کے لئے منع شدید و تہدید بلیغ کی گئی اور بہ مصطفوی نے اسکی نہ بہت نہ تھوڑی پینے کی اجازت

(۱۹) ادہم خان کوکہ۔ یہ چھوٹا بیٹا ماہم انگہ کا ہے اسکی مان مشہور و معروف تھی مگر باپ اسکا مجہول تھا۔ غالباً وہ بادشاہی مظفر سے پیدا ہوا تھا۔ ماہم انگہ اکبر کے ساتھ درستی اخلاص مین بہ نسبت قوی رکھتی تھی آسایش کہوارہ سے آرایش تخت تک اسکی ملازمت مین ہمیشہ رہی۔ حرم مین وہ بہت با اعتبار تھی اسکا سب بیان اقبالنامہ مین

(۲۰) پیر محمد خان شروانی۔ اسکے باپ کا حال کچھ معلوم نہین وہ پنجہزاری امرا مین تھا پہلے وہ ملا تھا۔ قندھار مین بیرام خان کا ملازم ہوا۔ اسی کی بدولت مرتبہ امارت پر پہنچا اور اسی کی جانب سے وکالت پر مقرر ہوا۔

پیر محمد خان نے ایسی شوکت بہم پہنچائی کہ اسکے دسترخوان پر پانسو طباق چینی جاتی تھے تجمل و تخوت کے ساتھ کریم و سمیع بھی تھا۔ کئی دفعہ اس نے ہر ایک فوج مین پانچ پانچ سو گھوڑے انعام مین دیدئے اسمین خرد و سیاہ گری اور تعصب ملائی دونو جمع تھے۔

(۲۱) خان اعظم مرزا عزیز کوکہ۔ یہ چھوٹا بیٹا شمس الدین انکہ کا ہے وہ شہنشاہ اکبر کا ہم عمر تھا اور اسکے ساتھ کھیلا تھا۔ بادشاہ اسپر بہت عنایت کرتا تھا۔ ماں اسکی جی جی بیگم تھی جسکی خاطرداری بادشاہ اپنی سگی ماں سے بھی زیادہ کرتا تھا یہی سبب تھا کہ مرزا ہمیشہ بادشاہ کے ساتھ گستاخیان کرتا تھا اور وہ اسپر کچھ خیال نہین کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ میرے اور عزیز کے درمیان جو بے شیر ہے جس سے مین گذر نہین سکتا۔ ۹۷۵ھ مین سلطان مراد نے اسکی بیٹی سے نکاح کیا۔

سنہ ۳۰ مین اکبر نے مرزا کو کو اپنے پاس بلا لیا کئی برس سے وہ اس سے ملا نہ تھا۔ مگر اسکو بادشاہ کی مذہبی بدعتین جیسی کہ بادشاہ کو سجدہ کرنا اور داڑھی منڈانا پسند نہ تھا اس لئے بادشاہ پاس جانا ناگوار تھا جانے مین عذر کئے بادشاہ کو مذہب کی بابت صاف لکھا کہ عثمان و علی کی جگہ تو فیضی و ابوالفضل کو آپنے مقرر کیا ہے شیخین کی جگہ کسکو مقرر فرمائینگے حاصل یہ ہے کہ الٰہی جہاز مین بیٹھ کر حجاز روانہ ہوا اس نے چھوٹے بیٹے خورم و انور و عبداللہ و عبداللطیف و میر تقی و عبدالغفور اور چھ بیٹیان اور انکی مائین و سو ملازمین ساتھ لئے۔ بادشاہ کو اسکے جانے کا افسوس ہوا اسکے بڑے بیٹون شمسی اور شادمان کو منصب و جاگیر عنایت ہوئے شیخ عبدالقادر بدایونی نے اسکے حج جانے کی یہ تاریخ کہی

بجاے راستان شد خان اعظم ✤ ولے در زعم شاہنشاہ کج رفت ✤
چو پرسیدم بدل تاریخ این سال ✤ بگفتا میرزا کوکہ بہ حج رفت ✤ ✤

کہتے ہین کہ اسنے حرمین مین بہت روپیہ صرف کیا۔ روضہ مبارک کا خرچ پنجاہ سالہ شریف کے حوالہ کیا وہان حجرے خرید کر کے وقف کئے جب اسکو اپنے حال پر بادشاہ کی تازہ مہربانیون کا حال معلوم ہوا تو وہ ہندوستان کی طرف آیا اور بندر بلاول مین اترا اشرع سنہ ۳۱ مین بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اپنے منصب پر بحال ہوا اور صوبہ بہار کا بتول دار ہوا سنہ ۳۲ مین وکالت کا عہدہ ملا اور مہر بادشاہی عنایت ہوئی اور سنہ ۳۳ مین صوبہ ملتان جاگیر مین ملا سنہ ۳۴ مین محاصرہ آسیر مین بادشاہ کے ساتھ تھا انہین دنون مین مرزا کی والدہ کا انتقال ہوا جسکے تابوت کو بادشاہ نے اپنے کندھون پر اوٹھایا اور سوگواری مین بھدرا کیا۔ سر و مونچھون کے بال منڈائے اگرچہ یہ کوشش کی گئی کہ سوائے اسکے فرزندون کے کوئی اور بھدرا نہ کرے مگر بہت آدمیون نے اپنا بھدرا کرایا۔

سلطان خسرو پسر کلان شاہزادہ سلیم نے کہ راجہ مان سنگھ کا بھانجہ زادہ تھا مرزا کی بیٹی سے نکاح کیا۔ یہ سلطنت کے دو رکن رکین دولت خسروی کے ارتفاع مین

بڑی کوشش کرتے تھے خصوصاً مرزا کوکہ کو ایسی محبت تھی کہ وہ کہتا تھا کہ میں اس سے خوش ہوں کہ میری ایک جان
میں خسرو کی سلطنت کا مژدہ پہنچے اور دوسرے کان سے میری جان نکلجاے جب اکبر بیمار ہو کر مرنے کو ہوا
ہی تو ان لوگوں نے خسرو کے بادشاہ بنانے میں سعی کی مگر ناکامیاب رہے ابھی بادشاہ میں رمق جان باقی تھی کہ خبر فریدبخاری
امیروں نے جہانگیر کو بلا کر شہنشاہ کر دیا۔ ان لوگوں نے اگرہ قلعہ سے خسرو کو لیکر نکالا چاہا جانے کا قصد کیا مرزا غریب نے بھی اسکی
ارادہ کیا اور اپنے ساتھ کے کوراجہ بانبھیدیا اور خود بادشاہ کی تجہیز و تکفین میں مصروف ہوا خزانہ کا پہنچانا ضرور تھا
باربرداری کی جو زنبھی راجہ نے بھی عذر کیا ناچار مرزا تنہا قلعہ میں رہا اور بادشاہ کی تجہیز و تکفین میں مشغول ہوا۔
جب سال اول جہانگیری میں خسرو باپ سے بغاوت کر کے بھاگا تو یہ گمان تھا کہ مرزا کی عنایت سے اپنے تئیں بچا لیگا مرزا مرض عتاب میں آیا
کہتے ہیں کہ مرزا کفن پہنکر دربار میں جاتا تھا اور جانتا تھا کہ میں مارا جاؤنگا زبان اسکے
اختیار میں نہ تھی بیہودہ بکتا تھا امیر الامرا سے بیدھڑک گفتگو کرتا تھا بادشاہ دربار سے
اٹھا خلوت میں مشورہ کیا۔ امیر الامراء نے کہا کہ اسکے مارنے میں ذرا توقف نہیں کرنا
چاہیئے مہابت خان نے عرض کیا کہ میں مشورہ میں تو کچھ دخل دیتا نہیں سپاہی ہوں
شمشیر میرے پاس ہے اسکی کمر میں مارتا ہوں اگر اسکے دو ٹکڑے نہ ہوں تو میرے
ہاتھ کاٹ ڈالیئے جب خانخانان لودی پر نوبت آئی تو اسنے کہا مجھے اسکے طالع پر حیرت
ہے کہ جہان حضرت کا نام شہرت رکھتا ہے وہاں اسکا نام بھی مشہور ہے بظاہر
کوئی حرکت اسنے ایسی نہیں کی کہ وہ واجب القتل ہو اگر وہ مارا جائیگا تو خلق یہ کہیگی کہ
بے گناہ مارا گیا اس سے بادشاہ کا غصہ کچھ فرو ہوا کہ سلیمہ بیگم والدہ بھی بادشاہ
نے پس پردہ فریاد کی کہ اے حضرت مرزا کوکہ کی شفاعت کے لئے سب بیگمیں حاضر ہیں
اگر آپ تشریف لائیں تو بہتر ہے ورنہ ہم سب باہر آتے ہیں —— ناچار بادشاہ
محل میں گیا انکے مبالغہ سے اسکی عفو تقصیر کی اور افیون معتاد مرزا نے نہیں کھائی
تھی اپنے پاس سے دی اور اسکو اپنے گھر رخصت کیا انہیں دنوں میں ایک دن
خواجہ ابوالحسن ترسی نے مرزا کوکہ کا خط جو اس نے راجہ علیخان مرزبان خاندیس کو لکھا تھا

اور اس مین اکبر کی نسبت ایسے الفاظ لکھے تھے کہ کوئی نہین لکھتا اور اسیر کی فتح کے
بعد راجہ علیخان کے اسباب مین یہ خط خواجہ کے ہاتھ لگا تھا اور برسون سے اسکے
پاس تھا آخر کو اسکا ضبط نہ کر سکا جہانگیر کی نظر سے گذرانا۔ بادشاہ نے خان اعظم
کو دیا اسنے بے محابا پڑھنا شروع کیا۔ باربار ان حضور نے ہر جانب سے اوسپر لعن
طعن کی۔ بادشاہ نے فرمایا کہ اب تک محبت جو میرے باپ کو تیرے ساتھ
تھی وہی مانع تھی کہ مین تیرے سر کا بوجھ تیرے کندھون سے ہلکا نہین کرتا مین تجھے
جاگیر و منصب سے معزول کر کے نظر بند کرتا ہون۔ مگر پھر ۳ سنہ جلوس جہانگیری مین
گجرات کی صوبہ داری اوسکو دی گئی اسکا بڑا بیٹا جہانگیر قلی ملک کی حراست کے
واسطے نائب مقرر ہوا جب مہم دکن مین امراء کی بے اتفاقی سے کامیابی نہ ہوئی شاہزادہ اعظم
دس ہزار سوارون کے ساتھ کمک کے لئے بھیجا اسنے برہان پور سے رانا کی مہم مین جانے
کی درخواست کی۔ اور کہا کہ اگر اس جنگ مین مارا جاؤنگا تو شہید ہونگا جسکی خواہش
اسکی مہم کا سارا سامان اسکے سپرد ہوا جب برسر کار ہوا تو عرضداشت بھیجی کہ جب تک
بادشاہ خود نہین آئیگا یہ عقدہ دشوار حل نہ ہوگا اس لئے بادشاہ ۱۲ سنہ اجمیر مین آیا
اسکی التماس سے شاہزادہ شاہجہان رانا کی مہم مین مقرر ہوا مگر مدار کار اوسکی صوابدید پر
منحصر رہا۔ مگر اس شاہزادہ نے اسکے ساتھ ناپسندیدہ سلوک کئے کیونکہ اسکو خسرو کا طرفدار
جانتا تھا مہابت خان بھیجا گیا کہ اسکو اودی پور سے بادشاہ پاس لائے۔ سنہ مین وہ
اصفہان کے حوالہ ہوا کہ قلعہ کوالیار مین محبوس رکھے۔ مرزا کی زبانی نقل کرتے ہین کہ آصف خان
نے بادشاہ سے عرض کی مرزا میرے مرنے کے لئے دعا مانگتا ہے اور اس دعا کے لئے
خلوت و ترک حیوانات و جماع شرط ہے اور یہ سب باتین جس مین موجود ہین اس لئے
حکم ہوا کہ مرزا کے لئے اطعمہ گزیدہ گوشت مرغ و دراج کے لگائے جایا کرین مصرع
عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔ مرزا کو بالکل اس دعا کی خبر نہ تھی۔ ایک سال کے
بعد وہ زندان سے پھر آزاد ہوا اور اسے نوشتہ کیا گیا حضور مین کوئی حرف

نا پرسیدہ نہ کہے۔ زبان اسکے اختیار مین نہ تھی۔ اس سبب سے جہانگیر نے کہا کہ باپ کا ضامن ہو۔ اسنے عرض کیا کہ مین باپ کی سب باتون کا ضامن ہوسکتا ہون مگر زبان کا نہین ہوسکتا جب پادشاہ نے اسکا بخشی گری منصب بحال کرنا چاہا تو اسنے شاہجہان سے یہ نقل کی کہ جب عرش آشیانی (اکبر) نے خان اعظم کے منصب مین دوہزاری کا اضافہ کیا شیخ فرید بخشی وراجہ رامداس کو اوسکے گھر بھیجا کہ مبارکباد دین۔ وہ حمام مین تھا پہر بھر تک امرا اسکے دروازہ پر بیٹھے رہے بعد ازان وہ دیوانخانہ مین آیا اور اسکو بلایا۔ اسنے مبارکباد سنی اور بیٹھے بیٹھے سر پر ہاتھ رکھا اور انکو بغیر کسی مدارات کے رخصت کیا۔ یہ بات مجھے یاد ہے مجھے شرم آتی ہے کہ مرزا کو کہ اپنی بحالی منصب کے لئے کھڑا ہوکر تسلیم کرے اب باہم اسکی نیابت مین آداب بجالاؤ۔ ۱۸ سنہ مین دارو بخش پسر خسرو گجرات کی صوبہ داری پر نامزد ہوا مرزا کو کہ اسکا اتالیق مقرر ہوا۔ احمدآباد مین ۱۹ سنہ مین اجل طبعی اسکو آئی۔ جدت ذہن وسلامت بیان مین اسکو کمال تھا۔ تاریخ دانی مین مستثنیٰ تھا۔ کبھی کبھی شعر بھی کہتا تھا۔ خط نستعلیق خوب لکھتا تھا۔ دعا نویسی مین ید طولیٰ رکھتا تھا۔ عربی زبان نہین جانتا تھا۔ مصاحبت مین بے نظیر تھا۔ سخنہائے رنگین کہتا تھا۔ اسکا قول تھا۔ جب کوئی شخص کوئی بات کہتا ہے تو مین اسکو سچ جانتا ہون جب وہ آیمن مبالغہ کرتا ہے تو مجھے شبہ ہوتا ہے اور جب وہ سوگند کھاتا ہے تو اسکو دروغ جانتا ہون۔ اسکے لطائف ظرائف مین سے یہ ایک ہے کہ دولتمند آدمی کو چار بیویان کرنی لازم ہین ایک عراقی مصاحبت و ہنر باتی کے لئے دوم خراسانی سامان خانہ کے واسطے سوم ہندی زناشوئی کے واسطے چہارم ماوراء النہری اشلاق (تازیانہ زنی) کے لئے کہ اورون کو عبرت ہو۔ مگر وہ خبث و نفاق و درشت گوئی مین سب پر سبقت لے گیا تھا۔ بہت مغلوب الغضب تھا۔ پادشاہ نے جو مذہب الٰہی بنایا تھا اسکو لغو و بیہودہ جانتا تھا۔

خان اعظم کی اولاد بہت تھی (۱) سب مین بڑا بیٹا شمسی تھا جسکا حال اوپر بیان ہوا

اوسکو جہانگیر کے عہد مین جہانگیر قلی کا خطاب ملا (۲) مرزا شاہ دان اسکو شاہ خان کا خطاب ملا (۳) مرزا خورم - اسکو اکبر نے گجرات مین جونا گڈھ کا حاکم مقرر کیا تھا جہانگیر نے اوسکو کامل خان کا خطاب دیا اور وہ شاہزادہ خورم (شاہجہان) کے ساتھ دکن گیا (۴) مرزا عبد اللہ اسکو جہانگیر نے سردار خان کا خطاب دیا وہ اپنے باپ کے ساتھ گوالیار مین مقید ہوا تھا - (۵) مرزا النور — اسکی شادی زین خان کوکہ کی بیٹی سے ہوئی (۶) ان سب کو منصب پنجہزاری سے لیکر دو ہزاری تک ملے -

مرزا عزیز کی ایک بہن کی شادی عبد الرحیم خانخانان سے ہوئی -

(۲۲) بہادر خان شیبانی - برادر خرد خان زمان - اصل نام اسکا محمد سعید ہے وہ پنجہزاری امرا مین سے ہی طبیعت موزون رکھتا تھا - شعر کہتا تھا - باقی حالات اسکے اقبال نامہ مین لکھے گئے -

(۲۳) راجہ بہاری مل - پسر بر تھی راج کچھواہہ - بعض تاریخون مین راجہ پہاڑا مل لکھا ہے کچھواہہ کی قوم مین دو گروہ ہین - ایک راجاوت - دوسرا اسیکھاوت (شیخاوٹ) یہ راجہ راجاوت تھا - صوبہ اجمیر کے مضاف مین اور مارواڑ کے جنوب مین انبیر اسکے باپ دادا بوم نشین تھے - گو مارواڑ کی برابر انبیر نہ تھا مگر اُسسے سیر حاصل زیادہ تھا -

بہاری مل ہی رجپوتون مین اول ہی جو اکبر کی خدمت مین آیا ہے - اسکا ذکر شرف نامہ اور اقبال نامہ مین مذکور ہے -

اس سرزمین مین سب سے بڑا وہی تھا - قصبہ سانگانیر مین راجہ اپنے اکثر رشتہ دارون کے ساتھ بادشاہ کا بساط بوس ہوا - بادشاہ نے اسپر مہربانی کرکے اسکی قدر و شرافت کو بڑھایا - راجہ نے یہ چاہا کہ مین زمینداروں کے زمرہ سے نکل کر درگاہ بادشاہی کا مخصوص ہون اسلئے بادشاہ سے درخواست کی کہ اسکی بیٹی سے وہ بیاہ کرے - بادشاہ نے قبول کیا جب ..... بادشاہ نے اجمیر سے مراجعت کی ہے تو سانبھر مین راجہ نے اپنی بیٹی کا ڈولا بھجوایا - منزل رتن مین راجہ اپنے بیٹے بھگونت داس

اور پوتے کنور مان سنگھ کے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے ہندوستان کے
تمام راجاؤن اور رایون سے راجہ کی اور اسکے فرزندون اور پوتون کی قدر و منزلت بڑھائی
اور مراتب بزرگ اور مناصب ارجمند عنایت کئے راجہ کو پنج ہزاری کا منصب دیکر وطن کو
رخصت کیا اور راجہ بھگوانداس اور کنور مان سنگھ بادشاہ کے ساتھ آگرہ گئے اور بتدریج
مدارج اعلیٰ پر سرافراز ہوے۔ راجہ بہاری مل نے آگرہ مین انتقال کیا۔
کہتے ہین کہ ۹۶۷ھ مین دھولا رائے پسر سورائے انبیر کو آباد کیا تھا۔ بہاری مل اسکی اولاد مین
پیڑھی مین تھا۔

(۲۴) خانجہان حسین قلیخان یا بیگ سروالی بیگ ذوالقدر۔ یہ بیرام خان کا
بھانجا ہے اسکا باپ ولی بیگ ذوالقدر تھا کہ بیرام خان کے زمانہ مین سب امرا پر اعتبار
مین تفوق و برتری رکھتا تھا۔ خانجہان کے سارے کام اقبالنامہ مین تحریر ہین۔

(۲۵) سعید خان چغتائیہ بن یعقوب بیگ بن ابراہیم جابوق۔ مدتون سے اسکے
باپ دادا خاندان تیمور کے نامور ملازمون مین چلے آتے ہین اسکا دادا ابراہیم بیگ
جابوق امرای ہمایون مین سے تھا جسنے بنگالہ کی یورش مین نامور ی حاصل کی جونپور کے
قریب اسکے بیٹے یوسف بیگ پر جلال خان (سلیم شاہ) نے حملہ کیا اور مارڈالا اسکا
دوسرا بیٹا یعقوب بیگ جو سعید خان کا باپ تھا۔ ہمایون کے نامور امیرون
مین تھا۔ طبقات اکبری مین لکھا ہے کہ ہمایون کے عہد مین جہانگیر قلی بیگ جو حاکم
بنگالہ تھا اسکا بھائی تھا۔
عہد اکبری مین سعید کی ترقی عظیم ہوئی وہ دولت و اعتبار و سرداری اور نامآوری
مین اپنے باپ دادا سے بڑھ گیا۔ مدتون تک ملتان کا حاکم رہا ۲۲ سنہ الٰہی مین وہ
شاہزادہ سلطان دانیال کا اتالیق مقرر ہوا۔ جب پنجاب کے باشندون نے
شاہ قلی کی شکایتین متواتر کین وہ اسکی جگہ صوبہ دار پنجاب مین مقرر ہوا پھر راجہ
بھگوانداس اسکی جگہ مقرر ہوا اور اسکو سرکار سنبھل تیول مین کی ۲۸ سنہ الٰہی مین بادشاہ نے

اسکو اپنے پاس بلایا اور منصب سہ ہزاری عنایت کیا پھر وہ خاجی پور مین مرزا کوکہ کی جگہ مقرر ہوا۔ سنہ ۳۲ الہی مین جب بنگال مین وزیر خان مر گیا تو سعید خان بنگالہ کا صوبہ دار مقرر ہوا اور اس عہدہ پر وہ سنہ الہی تک قائم رہا اسکی ترقی پنجہزاری منصب تک ہوئی پھر ان سنہ اس کی جگہ مقرر ہوا اور وہ درگاہ شاہی مین آیا اور سال آیندہ پھر بہار کا صوبہ دار مقرر ہوا سنہ ۱۱ الہی مین ٹھٹہ مین مرزا غازی نے اپنے باپ جانی بیگ کے مرنے کے بعد خود سری اختیار کی تو بادشاہ نے جاگیر مین ملتان و بھکر تنخواہ مین دی اسنے یہان کے باغیون کو مطیع کیا۔

جب جہانگیر بادشاہ ہوا تو اسکو پنجاب کی حکومت پہ مجلکہ لیکر دی گئی کہ اگر اسکے خواجہ سرا ظلم کرین تو اسکا سر کاٹ لیا جاے مگر موت نے اسکو اپنے اس عہدہ پہ پہنچنے نہین دیا۔ سرہند کے باغ مین دفن کر دیا۔

کہتے ہین اسنے اپنی ساری مہمات کا اختیار چیتر بھوج کو حوالہ کیا تھا۔ خود خواجہ سرا لوگون پر شیفتہ تھا بارہ سو خواجہ سرا خوش چہرہ اور مقطع اسنے جمع کئے تھے انمین سب سے زیادہ برگزیدہ تین تھے وہ چار چار سو خواجہ سرا لون کو زیب و زینت و کیررات کو چوکی دیتے تھے اسکے بھولے پن کی حکایت لکھی ہے کہ جب وہ ملتان مین آیا تھا اسکے خزانہ مین سونا غیر مسکوک بہت تھا نوکرون نے عرض کیا کہ بنگالہ کی زمین مین سیلابی تھی اسلئے سونے کا وزن بڑھ گیا تھا۔ اب ملتان مین آفتاب مین کمال حرارت ہی اسکا وزن دس سیر کم ہو گیا ہے سعید خان نے کہا کہ بہت کم تفاوت ہوا ہمکو اس سے زیادہ کا گمان تھا۔ عہد اکبری مین یہ خیال نہین ہو سکتا کہ اسکے امرا مین جو بتدریج مراتب اعلی پر پہنچے ہون ایسے احمق ہون۔ شائد اسنے اپنی امارت کے سبب سے اغماض کیا ہو اسکے ایک خواجہ سرا یکدل نے اگرہ مین چہلہ کہ وہ پر قلعہ اور سرائے بنا کر ہلال آباد آباد کیا دوسرا خواجہ سرا اسکا اختیار خان اسکا وکیل تھا تیسرا خواجہ سرا اعتبار خان اسکی جاگیر کا فوجدار تھا

(۶) شہاب الدین احمد خان — وہ سادات نیشاپور سے تھا وہ ماہم انگہ کی

خویشی اور اخلاص رکھتا تھا وہ بیرام خان کا بڑا بیری تھا اسکے تباہ کرنے مین وہ بڑا سرگرم تھا۔

جب شہاب الدین احمد دہلی مین حاکم تھا تو اسنے فیروز شاہ کی نہر جو پرگنہ خضرآباد سے سفیدون تک بنی تھی مرمت کرائی اور اسکا نام نہر شہاب رکھا اس نہر کی دوبارہ مرمت شاہ جہان کے حکم سے اسکے سنہ ۲ جلوس مین مکرمت خان نے کی اور فیض نہر اسکا نام رکھا گیا اور نگ زیب کے عہد مین پھر وہ اٹ گئی تھی پھر اوسکی مرمت انگریزون نے کی۔

(۲۷) راجہ بھگوانداس پسر راجہ بہاری مل کچھواہہ — سنہ ۹۸۰ مین گجرات کی تسخیر کے بعد جنگ سرنال مین اسنے اپنی شجاعت سے شہنشاہ اکبر کی جان بچادی تھی۔ راجہ نے سنہ ۲۹ مین اپنی بیٹی کا بیاہ سلطان سلیم سے کیا۔ بادشاہ خود راجہ کے گھر بیٹے کو بیاہنے گیا۔ بہو کے چوڈول کو خود اور شہزادہ اوٹھا کر لایا۔ سنہ ۹۹۰ مین سلطان خسرو اسکے پیدا ہوا۔ سنہ ۱۰۳۱ مین پنجہزاری کے منصب پر بلند ہوا۔

وہ راجہ تو ڈرمل کی ارتھی کے ساتھ گیا تھا جب گھر آیا تو استفراغ کیا۔ حبس بول ہوا پانچ روز مین مرگیا اوسکے اعمال خیر مین سے لاہور کی مسجد جامع کی تعمیر ہے اسمین اکثر آدمی نماز جمعہ پڑھتے ہین۔

(۲۸) قطب الدین خان — شمس الدین خان اتگہ کا بھائی ہے۔ پنجاب مین وہ تیولدار تھا یہان اسنے بقاع خیر تعمیر کرائین۔

خاندان تیموریہ مین دو قول گرم کپڑا سے زیادہ کوئی خلعت گرانمایہ نہین بیگلر بیگی کا خطاب اعظم القاب مین سے ہے۔ یہ دونو اسکو مرحمت ہوئے اس خوشی مین اسنے ایک جشن عالی ترتیب دیا جسمین بادشاہ خود گیا اور شاہزادہ سلیم کو اپنے ہاتھون سے اسکے کندھے پر سوار کیا۔

قطب الدین خان کے بیٹے کورنگ خان نے مرزا خانخانان کے ماتحت گجرات مین کام کیا

اور مالوہ مین جاگیر پائی اور بعد ازان گجرات مین وہ ۹۹۹ھ مین مرگیا۔ طبقات اکبری مین لکھا ہی کہ نورنگ خان چار ہزاری منصب رکھتا تھا ۹۸۸ھ مین جونا گڈھ کا حاکم تھا۔ پسر دوم اسکا گوہر خان ہفت صدی تھا اور مرزا اعظم خان کوکہ کے ماتحت کام کرتا تھا اور گجرات مین بتول رکھتا تھا۔

(۲۹) خانخانان مرزا عبدالرحیم پسر بیرام خان۔ اسکی مان جمال خان میواتی کی بیٹی تھی۔ جب ملک سندھ سلطنت شاہی مین اسکی کوشش سے شامل ہوا تو ملا شکیبی نے جو خانخانان کا نوکر تھا فتح سندھ کی بابت ایک مثنوی کہی جس کی ایک بیت نیچے لکھی ہے اس فتح مین حاکم ٹھٹہ مرزا جانی بیگ آزاد ہوا تھا ؎

ہمائے کہ برچرخ کردے خرام ✣ گرفتی و آزاد کردی زدام

خانخانان نے شعر کے صلہ مین ہزار اشرفی دین اور مرزا جانی نے بھی ملا کو ایک ہزار اشرفی انعام دی اور کہا کہ رحمت خدا مرا ہما گفتی اگر شمال سگفتی زبانت کہ می گرفت ✣

خانخانان قابلیت و استعداد مین یکتای روزگار تھا۔ عربی۔ فارسی۔ ترکی۔ ہندی۔ (سنسکرت) مین کلہنی پڑھنے کا ملکہ رکھتا تھا شعر خوب سمجھتا تھا اور کہتا تھا تخلص رحیم کرتا تھا۔ کہتے ہین کہ بہت سے مروج زبانین وہ بول سکتا تھا۔ شجاعت مین وہ ضرب المثل تھا اسکی عجیب و غریب حکایتین مشہور ہین کہ ایک دن چٹھیون پر دستخط کرتا تھا کہ ایک پیادہ کی چٹھی مین غلطی سے ہزار ٹنکہ کی جگہ ہزار روپیے لکھے گئے۔ دستخط کرکے اس چٹھی کو بحال رکھا۔ کئی دفعہ شعرا کو زر سرخ انکے وزن کی برابر تول کر دیا ملا نظیری نے ایک دفعہ کہا کہ مین نے نہین دیکھا کہ ایک لکھ روپیہ کا تودہ کتنا بڑا ہوتا ہے۔ خانخانان نے خزانہ سے ایک لاکھ روپیہ منگا کر اسکا ڈھیر لگایا ملا نے کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ مین نے آج نواب کی بدولت اس قدر زر کا تودہ دیکھا۔ خانخانان نے روپیہ اسی کو دیدیا وہ ہمیشہ علما و درویشون کو ظاہر و پوشیدہ بہت روپیہ دیتا تھا۔ اور دور دور سالیانہ بھیجتا تھا۔ ہر فن کے اہل کمال کا اجتماع اسکے زمانہ مین ہوا حاصل یہ کہ وہ

سخاوت و شجاعت و دانش و تدبیر مین سرآمد روزگار تھا لیکن کینہ وری اور دنیا دوستی
و زمانہ سازی بہت کیا کرتا تھا اور دشمن کے ساتھ دوستی کے لباس مین دشمنی کرتا تھا
بدفعات تیس برس دکن مین رہا جو کوئی شاہزادون اور امیرون مین سے اسکی
کمک کو آیا اور اسکے ساتھ سلاطین دکن کا اخلاص اسنے دیکھا تو اسکی نسبت نفاق کو منصب
کہنے لگا۔ شیخ ابوالفضل نے بھی اسکے حق مین فتوی بغاوت دیا۔ عہد جہانگیری مین
ملک عنبر کے ساتھ دوستی مین متہم ہوکر بدلا گیا اسکے نوکر محمد معصوم نے یہ کورنگی کی کہ
بادشاہ سے عرض کیا کہ مکاتیب ملک عنبر کے شیخ عبدالسلام لکھنوی ملازم خانخانان
پاس ہین۔ مہابت خان نے اسکی پرورش مین اس بیچارہ پر ایسی تعذیب کی کہ وہ
جان سے گیا مگر افشاے راز مین لب کھولا۔

عہد اکبری مین خانخانان کی خدمات شائستہ مین یہ تین کارنمایان تھے (۱) فتح
گجرات (۲) تسخیر سندھ (۳) شکست دیل خان بیجاپوری۔ مگر جہانگیر کے عہد مین اس نے
کوئی بڑا کام نہین کیا اور باوجود درست دانائی اور مہم پسندیدہ کے ذلت اٹھائی
مگر جب جاوے ہاتھ آہین اوٹھایا ہمیشہ دربار کے اخبار کا جویا رہتا تھا۔ ڈاک چوکی مین
دو تین ہزار آدمی ہر روز روزنامچہ لکھ کر بھیجتے تھے۔ عدالت خانہ کچہری و چبوترہ مین
یہان تک کہ کوچہ و بازارون مین جاسوس مقرر تھے کہ جو کچھ افواہ عوام مین سنتے تھے
وہ تحریر مین لاتے تھے اور خانخانان پاس بھیجتے تھے وہ شام کو سب پڑھ کر سنا
جاتا تھا۔ باوجودیکہ خانخانان کا باپ امامیہ مذہب رکھتا تھا مگر وہ اپنے تسنن کا
اظہار کرتا تھا لوگ اسپر تقیہ کا گمان کرتے تھے۔ مگر اسکے بیٹے متعصب سنی تھے
خانخانان کے عمدہ ملازمون مین میان مہیم تھا اگرچہ کنیزک زادہ یا غلام ہو
تھا۔ مگر اصل مین وہ ایک راجپوت کا لڑکا تھا اوسکو مثل فرزندون کی خانخانان
نے پالا تھا کمال صلاح و تقوی رکھتا تھا دم واپسین نماز تہجد و چاشت و اشراق
قضا نہین کی۔ درویش دوست تھا۔ سپاہ سے برادرانہ ملاقات کرتا تھا لیکن

تند مزاج تھا۔ کوڑے ہمیشہ بجا تا رہتا تھا۔ ایک دن اس نے دیکھا کہ شاہجہانی راجہ بکرماجیت
واراب خان کے ساتھ تکیہ لگائے ہوئے ایک مسند پر بیٹھے ہیں۔ تو اس نے واراب سے کہا کہ
بیرام خان کے پوتے کی برابر برہمن بیٹھے۔ کاش مرزا ایرج کی عوض تیسرا ہوتا دونوں نے
اس سے عذر خواہی کی۔ آخر خانخانان کی طبیعت اسسے منحرف ہو گئی تھی اسنے سرکار
بیجاگڈھ کا محاصرہ لیا تو اس نے خانخانان سے بہت درشتی کی اور حافظ نصراللہ کہ
دیوان صاحب اختیار تھا منہ پر طمانچہ مارا اور شہر سے باہر نکال دیا۔ کہتے ہیں آدھی
رات کو خانخانان خود اسکو منا کر لے آیا۔ وہ شجاعت و تہور میں غضب تھا۔ جب
خانخانان کی قید کے فکر میں مہابت خان ہوا تو اول اس نے یہ چاہا کہ فہیم کو منصب کی
طمع دیکر اور وعدے کرکے فریفتہ کرے مگر وہ راضی نہ ہوا۔ مہابت خان نے اس سے
کہا کہ کب تک اپنی سپاہ گری پر ناز کریگا۔ فہیم نے ہر چند خانخانان سے کہا کہ یہاں غدر
ہو کر معلوم ہوتا ہے سپاہ اکہیں ذلت و خواری کی نوبت نہ آئے مستعد ہو کر حضور کا
عزم کرنا چاہئے مگر اسنے قبول نہ کیا جب اسکا آقا نظر بند ہوا اور مہابت خان نے پہلے
بادشاہی آدمی فہیم پاس بھیجوا کے اپنے بیٹے فیروز خان سے کہا کہ اتنی دیر تک
آدمیوں کو روکے رہو کہ میں وضو کرکے سلامتی ایمان کا دو گانہ پڑھوں اس سے
فراغت پاکر [illegible] جانبس آدمیوں کے جان فدا کی۔

(۳۰) راجہ [illegible] یہ راجہ بھگوت داس کچھواہہ کا بیٹا ہے وہ امبیر میں
پیدا ہوا تھا فرشتہ نے [illegible] راجہ بھگوت داس کا مقبلے بتاتے ہیں لیکن مسلمان
مورخوں نے کہیں اسکا ذکر نہیں کیا شاید اسکا سبب یہ ہو کہ ہندو حقیقی بیٹے اور متبنی
میں ذرا فرق بھی نہیں کرتے۔ شہنشاہ اکبر کبھی اسکو فرزند کہتا تھا کبھی مرزا راجہ ہندوؤں
کے مذہب میں دریا یا سمندر سے پار جانا منع ہے جب راجہ کو اس دریا کے پار جانے کا حکم
دیا تو یہ ہندی شعر بادشاہ نے لکھ کر بھیجا۔

سب بھوم ہے گوپال کا جس میں اٹک کیا ✦ جس کام میں اٹک ہے سو من اٹک ہوگا

سال ہم جہانگیری مین راجہ اجل طبیعی سے مرگیا پندرہ سو رانیون مین سے ساتھ ستی ہوئین اسکے بہت سے بیٹون مین سے فقط ایک بیٹا بھاؤ سنگھ زندہ تھا۔ راجہ نے حکومت بنگالہ مین عجب ثروت و دولت و طرفہ ساز و سامان بہم پہنچایا تھا اسکے نوکر سری و سرداری کرتے تھے۔ ایکدفعہ پندرہ پنجہزاری اسکی ماتحتی مین کام کرتے تھے بالاگھاٹ مین غلہ کا قحط ایسا ہوا کہ ایک روپیہ کے آٹے مین بھی آدمی کا پیٹ نہین بھرتا تھا ایک دن اسنے کچہری سے اوٹھ کر کہا کہ اگر مین مسلمان ہوتا تو ایک وقت طعام ہزار مسلمانون کے ساتھ کھاتا مگر مین سب کی رائش سفید ہون۔ مجھہ سے سب بھائی برگ تنبول . . . قبول کرین۔ سب سے اول خان جہان لودی نے ہاتھ سر پر رکھکر کہا کہ مجھے قبول ہے پھر اورون نے بھی قبول کیا۔ راجہ نے یومیہ ایکسو روپیہ پنجہزاری کا اور اس حساب سے اورون کا مقرر کیا ہر رات کو ایک خریطہ مین ہر شخص پاس یہ روپیہ جاتا اسکا نام اسپر لکھا ہوتا تاکہ کے سپاہیون کو رسد پہنچنے تک اجناس سستی قیمت پر وہ دیتا۔ تین چار مہینے مین یہ سفر اسی طرح طے ہوا۔ راہ مین مسلمانون کے واسطے حمام و کپڑے کی مسجد بنا کر ایستادہ کرتا

(۳۰) محمد قلی خان برلاس — یہ نژاد برمق یا برلاس سے ہے ہمایون کی خدمت گذاری سے اس نے ترقی پائی اور ملتان اسکو جاگیر مین ملا۔ اکبر کی ابتدای سلطنت مین وہ شمس الدین خان اتگہ کے ساتھہ امراء کے اہل و عیال کو کابل سے ہندوستان مین لایا اسکی جاگیر ناگور مین منتقل ہوئی۔ کچھہ تھوڑے دنون تک وہ مالوہ مین بھی حاکم رہا اور اسکے کام اپنے مقام پر بیان ہوئے ہین ۹۸۲ھ مین اسنے انتقال کیا۔

(۳۲) ترسون محمد خان — شاہ محمد خان سیف الملوک کا خواہرزادہ ہے سیف الملک غرجستان مضاف خراسان کا خود مختار حاکم تھا مگر شاہ طہماسپ کے اسکو اپنا مطیع بنایا ابتدا مین ترسون محمد خان بیرام خان کا ملازم ہوا۔ اسکی خدمات کا حال اقبالنامہ مین لکھا ہے ۹۹۲ھ مین معصوم خان نے اسکو گرفتار کرکے مار ڈالا۔

(۳۳) قیا خان گنگ — قیا کے معنے ترکی زبان مین زیب کے ہین اور گنگ کے معنے فارسی

زبان مین گنگے کے ہین) یہ امراء ہمایون مین سے ہے - ہمایون کے آخر عہد مین وہ کول جلالی کی حدود مین لوازم خدمت بجالایا تھا - وہ بیرام خان کا دوست تھا مگر سب سے اول وہ اُسے چھوڑ کر اکبر سے آن ملا تھا اور وہ ۹۸۸ھ مین مارا گیا - اُسکا بیٹا تردی خان منصب یک ہزار پانصدی رکھتا تھا وہ شاہزادہ دانیال کے ساتھ دکن گیا وہان وہ پایۂ اعتبار سے ساقط ہوا مگر ۱۰۱۴ھ مین پھر وہ بحال ہوا اور منصب دو ہزار و پانصدی اور پانچ لاکھ روپیہ انعام ملا -

امراء چار ہزاری و پانصدی

(۱۳۴) زین خان کوکہ — اسکی ماں کا نام بیجہ جان تھا اور وہ اکبر شہنشاہ کی ایک انگ تھی اسکا باپ مقصود علی ایک پاک طینت صدق و دیانت کے ساتھ متصف تھا اور مریم مکانی کا ملازم تھا اور اسکے ہودج کے حوالی سے کبھی جدا نہ ہوتا تھا اسکے بھائی خواجہ حسن یعنی زین خان کے چچا کی بیٹی سے شاہزادہ سلطان سلیم کا نکاح ہوا جسکے بطن سے ۹۹۷ھ مین پرویز پیدا ہوا - مہمات یوسف زئی اور سواد و بجور کی مہمات مین زین خان کی خدمتون کا حال پڑھو - زین خان کی بیٹی پر سلطان سلیم عاشق ہوا اور اسے شادی کرنے کا ارادہ کیا شاہزادہ کی بیراہی سے بادشاہ راضی نہ تھا - مگر جب اس نے دیکھا کہ بیٹے کا عشق بڑھتا گیا تو جشن ازدواج انعقاد پایا کامروائی کی کثرت کے ساتھ آبادہ ہمائی کی بھی شدت ہوتی گئی جس سے آگرہ مین ۱۰۰۱ھ مین پیمانہ زندگی لبریز ہوا - زین خان کو گیتون اور راگ کا بڑا شوق تھا اکثر باجے خوب بجاتا تھا شعر بھی کہتا تھا - اسنے ایک دفعہ بادشاہ کو بلا کر ایسے تکلف سے ضیافت کی کہ سب امیرون کو اُسپر رشک تھا - طوس کی شالین جو اوسوقت بہت کمیاب تھین انکا چبوترہ - ۲۰ گز طول و عرض مین بنایا اور تین حوضون مین سے ایک کو گلاب سے دوم کو زعفران سوم کو ارگجہ سے بھرا اور طوائف کو کہ ہزار سے زیادہ تھین احمد ضرور مین نہلایا - شیر و شکر کی ندیان بہائین صحن مین گلاب کا چھڑکاؤ کر دیا پیش کش مین جواہر و مرصع آلات ہاتھیون کے ساتھ دیئے - جیسے قلیچ خان گھوڑون کی اور

اور سعید خان خواجہ سرایون کی کثرت مین مشہور تھے ایسی ہی زین خان ہاتھیون کی کثرت مین مشہور تھا

(۳۵) مرزا یوسف خان پسر میر احمد رضوی - مشہد مقدس کے سادات صحیح النسب سے تھا شہنشاہ اکبر اسے بہت چاہتا تھا ۹۸۳ھ مین اسکو دو ہزار پانصدی کا منصب دیا اس کا حال جہانگیر کشمیر اور دکن مین دیکھو اسکو جالنور مین ۱۰۰۷ھ جلوس مین جمادی الاخری مین سفر آخرت پیش آیا اسکی نعش مشہد کو روانہ ہوئی - وہ اکثر سلطان پور مین رہا کرتا تھا - ہندوستان مین اس نے اپنا گھر اور مکان بہین بنایا تھا اوسکی سپاہ مین اکثر بہلیے تھے جنکو وہ ماہوار تنخواہ دیتا تھا -

چہار ہزاری منصب دار

(۳۶) مہدی قاسم خان - وہ ابتدا مین عسکری فرزند سوم فردوس مکانی کا نوکر تھا - اور اسکا کوکہ بھی تھا - اسکا بھائی عضنفر تھا اسکا حال ہمنے مرزا عسکری کے احمد آباد کی حکومت مین لکھا ہے جب ہمایون عراق سے واپس آیا ہے تو مہدی قاسم خان اسے ملا تھا عہد اکبری کے آغاز مین اسکو منصب چہار ہزاری ملا ۹۷۳ھ مین اکبر نے اسکو جونپور کا حاکم مقرر کیا اور عبد المجید آصف خان کو گرفتار کرنے کے لئے اسکو حکم دیا اسکے تعاقب مین گیا مگر پھر اسکے مزاج مین ایسی وحشت پیدا ہوئی کہ وہ بے اجازت شاہی کابل شریف چلا گیا - یہان سے وہ ایران و قندھار مین آیا ۱۰۰۳ھ مین بادشاہ کی خدمت مین آیا - بادشاہ نے اسکو تیول مین اودھ دیا وہ ۱۰۰۴ھ مین مر گیا حسین خان مرگیا اسکا بھائی اور داماد تھا - اسنے لاہور مین ایک باغ لگایا - جسکا نام باغ مہدی قاسم خان ہے -

(۳۷) مظفر خان ترکمنی - ترکمنیہ خراسان کی ایک الوس (قوم) کا نام ہے اسکا پورا نام خواجہ مظفر علی خان ترکمنی ہے وہ بیرام خان کا دیوان تھا جب بیرام خان دیوانہ نے بیرام خان کے اموال پر قبضہ کر لیا اور اسکے متعلقین کی اہانت کی تو بیرام خان نے اس پاس مظفر خان کو اسکی استمالت کے لئے دیپالپور سے بھیجا تھا شیخ محمد دیوانہ

اسکو مقید کرکے پادشاہ پاس بھیجدیا۔ اگرچہ بعض اعیان سلطنت نے بدلائل و وجوہ اسکے قتل کرنے کی صلاح دی مگر پادشاہ نے اسکو پرگنہ پرسرور کا عملدار بنایا۔ پھر اسکی حسن کفایت کے سبب سے دیوان بیوتات مقرر کیا۔ جب اسکی کاردانی و بلند استعدادی پادشاہ کے ذہن نشین ہوئی تو اسکو منصب دیوانی اور لقب مظفر خانی عنایت ہوا۔ راجہ ٹوڈرمل اسکا ہاتھ تھا۔ بدایونی لکھتا ہے کہ ان دونو مین ہمیشہ جھگڑا رہتا تھا خلقت یہ کہتی تھی کہ راجہ کو مال کا کام مظفر سے اچھا آتا ہے۔ لوگون نے مظفر خان کی تاریخ اس عہدہ پر مقرر ہونے کی ظالم کہی تھی —

اسنے سنہ ۹۱۳ھ مین قلمرو کی جمع نقدی کو دور کیا۔ بیرام خان کے زمانہ مین آدمیون کی کثرت اور روپیہ کی قلت کے سبب سے جمع کو برائے نام زیادہ کرکے مزید اعتبار کے لئے تنخواہین دیتے تھے اسنے اس کو موقوف کیا اور قانون گویون کا اظہار لیکہ ممالک محروسہ کی جمع کو تشخیص کرکے پیش کیا۔ اسکا حال اکبر نامہ مین مفصل لکھا ہے۔ داغ قانون جاری نہ تھا مظفر خان نے سپاہیون کی عطا و اجرا اور پادشاہ کے ملازمین کی تنخواہ مقرر کی اور سپاہیون کی تین قسمین مقرر کین —

سنہ ۹۱۴ھ مین معلوم ہوا کہ قطب پر مظفر عاشق ہوا اس معشوق کو پادشاہ نے زبردستی جدا کیا تو مظفر فقیر ہوگیا۔ پادشاہ نے پھر اسکے معشوق کو اس پاس بھجوا دیا۔

سنہ ۹۱۷ھ مین وہ پادشاہ کے ساتھ جونپور گیا تھا جب بہت سی بازیان مارا تو حضور مین نامناسب حرکات کرنے لگا جسکے سبب سے پادشاہ نے پایہ اعتبار سے اسکو ساقط کرکے رخصت کیا۔ مگر جب پادشاہ سورت کا محاصرہ کر رہا تھا تو وہ پادشاہ کی خدمت مین آیا۔ پادشاہ نے اسکا قصور معاف کیا وہ کچھ دنون مالوہ مین خدمات کرتا رہا کہ سنہ ۹۸۱ھ مین وہ وکیل سلطنت مقرر ہوا اعتماد الملک کا خطاب ملا اسکے حسن خدمات کا بیان مہمات مالوہ مین و بنگالہ و بہار مین بیان ہوا۔ وہ ربیع الاول سنہ ۹۸۸ھ مین مارا گیا آگرہ مین اسکی ایک جامع مسجد بنائی ہوئی ہے جو کھنڈر پڑی ہے اور نواب مظفر خان کی

مسجد کہلاتی ہے -

(۳۸) سیف خان کوکہ - یہ زین خان کا بڑا بھائی ہی کہتے ہین کہ اسکی ماں کے ہمیشہ لڑکیان پیدا ہوا کرتی تھین - کابل مین وہ حاملہ تھی تو اسکے باپنے کہا تھا کہ اگر اس دفعہ لڑکی جنے گی تو خانہ داری و ملاقات سے موقوف ہو گی وہ غصہ مین آکر مریم مکانی کی خدمت مین گئی اور یہ حال بیان کیا اور اسقاط حمل کی اجازت چاہی اکبر باوجودیکہ چھوٹی عمر کا تھا اسنے کہا کہ میری خاطر سے یہ کام نہ کر خدا تجھکو بیٹا دیگا - اسنے اس شہزادہ کے کہنے کو مژدۂ غیبی جانا اپنے ارادہ سے باز رہی اتفاقاً سیف خان پیدا ہوا ماباپون کو بہت خوشی ہوئی اونہون نے شاہزادہ کا شکریہ ادا کیا اکبر اس کے حال پر بہت عنایت کرتا تھا بادشاہ ہوتے ہی سیف خان کو باوجودیکہ آغاز شباب تھا منصب چارہزاری دیدیا وہ جوانمرد بڑا تھا سورت کے محاصرہ مین اسکی گولی لگی - ایک مہینے مین اچھا ہوا - احمد آباد کی لڑائی مین وزرخم کھاکر بادشاہ کی تلاش مین گیا اور دشمن سے لڑکر ملک بقا کو سدھارا بادشاہ کو ایسے مخلص راسخ قدم کے مرنے کا بڑا افسوس ہوا جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ وہ قرضدار مرا ہے تو اسکا سارا قرض اپنے پاس سے چکا دیا اور اسکے بیٹون شیر افگن خان اور امان اللہ کو اچھے منصب عنایت کئے

(۳۹) راجہ ٹوڈرمل کھتری - وہ لاہور مین پیدا ہوا کہتے ہین کہ ابتدا مین اسکو شیر شاہ نے تعلیم کیا تھا ۹۷۱ھ مین وہ مظفر خان کے ماتحت مقرر ہوا ۹۷۲ھ مین وہ بادشاہ کے ساتھ کمان زمان کے فسادون کے مٹانے مین بادشاہ کے ہمراہ تھا ۹۸۰ھ مین وہ گجرات کی جمع کی تشخیص کے لئے بھیجا گیا جب پٹنہ فتح ہو گیا تو ۹۸۸ھ مین اسکو علم و نقارہ مرحمت ہوا اور منعم خان کے ساتھ بنگال بھیجا گیا ہر چند سرداری و کارفرمائی خانخانان سے تعلق رکھتی تھی لیکن فوج کشی و دلدہی سپاہ مین مردانہ یورشون مین سرتابون اور مخالفون کی تنبیہ مین

اصل مین وہی اس مہم کی جان تھا جب داؤد خان کرانی کی جنگ مین

ور خانخانان زخمی ہوا تو راجہ جنگ مین ایسا ثابت قدم رہا کہ جسسے شکست فتح کی صورت بن گئی۔ جب راجہ پاس خانخانان اور خان عالم کی خبر ناخوش اور ناخوشی پہنچی تو برآشفتہ ہو کر کہا کہ اگر خان عالم مرا تو کیا غم اور اگر خانخانان چلا گیا تو کیا باک ہے اقبال شاہی ہمارے ساتھ ہے اس ولایت کا بندوبست کر کے حضور مین آیا اور بدستور سابق مقدمات مالی اور ملکی مین دخیل ہوا جب خانخانان بنگال کو گیا راجہ کو اسکے ہمراہ جانے کا حکم ہوا۔ اس دفعہ بھی اسکی یاوری سے گیا ہوا ملک ہاتھ لگا اور زر و نقد کو پکڑ کر عدم خانہ مین بھیجا اور ۹۸۳ھ مین چار سو ہاتھی اور غنائم کے ساتھ بادشاہ کی خدمت مین بھیجا۔ سال آیندہ مین وہ وزیر خان کی جگہ دوبارہ گجرات بھیجا گیا جسنے یہان کا کام نہین چلایا تھا وہ احمد آباد مین وزیر خان کے ساتھ انتظام کر رہا تھا کہ مظفر حسین نے مہر علی کولابی کے اغوا سے سرکشی کی وزیر خان چاہتا تھا کہ قلعہ مین جاے مگر راجہ تو ڈرمل لڑنے پر آمادہ ہوا اور ۹۸۲ھ مین دھولقہ کے حدود مین احمد آباد سے بارہ کوس پر مظفر کو شکست دیدی۔ وزیر خان کا قریب تھا کہ کام تمام ہوتا اگر راجہ اوسکی کمک کو نہ آتا۔ مظفر اس شکست کے بعد جونا گڈھ کو بھاگ گیا۔

اسی سال مین تو ڈرمل وزیر مقرر ہوا۔ جب بادشاہ اجمیر سے پنجاب کو روانہ ہوا تو راجہ کے وہ بت جنکی ہر روز خاص طرح پر پرستش نہین کر لیتا تھا کوئی اور کام نہین کرتا تھا گم ہو گئے راجہ نے اس غم مین خواب آشام کو چھوڑا مگر بادشاہ کی نصیحت سے اس تقلید دوست کی کچھ تسلی نہ ہوئی دارالوزارت کا کام اسکا منافقون نے قرار واقع نہ ہونے دیا۔

۹۸۴ھ مین تو ڈرمل دیوان شرف کا اشراف یعنی وکیل مقرر ہوا اسنے از سر نو ملکی و مالی معاملات کی بنا تازہ رکھی اور چند نئے ضابطے بنائے جو فرمان شاہی سے جاری ہوئے۔ اور جو سکون کے باب مین قیمتین بنائے تھے آئین اکبری مین انکا ذکر کیا ہے اور انکے قوانین کا بیان اقبال نامہ مین ہے سب سے بڑی بات اصلاح کی جو تو ڈرمل

داخل کی وہ یہ ہے کہ اسنے مال کے حسابون کی زبان اور خط کو بدل دیا پہلے یہ سارے حساب ہندی مین ہندی محرر رکھتے تھے تو ڈرمل نے حکم دیدیا کہ اب سے تمام حسابات فارسی مین لکھے جائین اس سبب سے اسنے ہندؤن کو فارسی زبان سیکھنے پر مجبور کیا۔ فارسی زبان کے داخل ہونے کا حال بعینہٖ ایسا ہے جیساکہ برٹش گورمنٹ مین دفترون مین انگریزی زبان کے داخل ہونے کا۔ فارسی زبان کی تحصیل ہندؤن کے لیے سرمایہ دولت ہی پہلے ہندو فارسی نہ پڑھنے کے سبب سے مسلمانون کی طرح اعلیٰ عہدے نہین پاتے تھے اب پانے لگے ہندؤن کے فارسی پڑھنے کے سبب اردو زبان پیدا ہوگئی۔

سنہ ۲۹ مین بادشاہ نے راجہ کے گھر جاکر اسکی عزت کو بڑھایا۔ سنہ ۳۲ مین ایک کھتری نے اپنی ذاتی دشمنی کے سبب رات کو راجہ کو ایک تلوار لگائی اور اپنے ٹکڑے ٹکڑے کرلیے۔ جب راجہ بیربر یوسفزئی کی لڑائی مین مارا گیا تو تو ڈرمل کو مان سنگھ کے ساتھ جو سپہ سالار مقرر ہوا تھا جانے کا حکم ہوا تھا۔

سنہ ۳۴ مین جب بادشاہ کشمیر مین گیا ہے تو لاہور مین اسکو منتظم مقرر کیا جب بادشاہ کابل کو جانے لگا ہے تو راجہ نے بادشاہ پاس عرضداشت بھیجی کہ میری و ہماری نے مجھ پر غلبہ کیا ہے موت قریب آگئی ہے اگر اجازت ہو تو سب چیزون کو چھوڑ کر گنگا کے کنارہ پر خدا کی یاد مین اپنی باقی زندگی بسر کرون۔ بادشاہ نے اسکو اجازت دیدی لاہور سے وہ ہردوار مین آیا کہ بادشاہ کا فرمان واپسی کے لیے آیا اسمین لکھا تھا کہ کوئی ایزدی پرستش زیردستون کی تیمارداری سے بہتر نہین ہے بہتر ہے کہ وہ آدمیون کے کام مین مشغول ہو۔ ناگزیر وہ واپس آیا مگر جلدی سے سنہ ۹۸۸ کی گیارہوین تاریخ کو زندگی اسکی ختم ہوئی۔ ابوالفضل نے اسکی نسبت لکھا ہے کہ تیزدستی و درستی خدمت گزینی اور بے طمعی اور مہمات کی مردانگی و بے ہمتون کی ہمت افزائی و معاملہ شناسی و کارطلبی و سربراہی مین وہ ہندوستان مین یگانہ روزگار تھا مگر کینہ ور اور انتقام کش تھا تھوڑی سی ملائمی بھی اوسکے دل مین نشو و نما پاتی تھی۔ یہ خصلت دور بین خردگزینون کے نزدیک نہایت

ناپسندیدہ ہی خصوصًا ریاست مندی مین جب کہ اہل عالم کی مہمات اسکو سپرد ہون اور
بادشاہ عالم کی وکالت مفوض ہو اگر تعصب دینی اسکے چہرہ فطرت کا غازہ نہ ہوتا تو اسکی
خصلت مین چندان نکوہیدگی نہ ہوتی سچ یہ ہے کہ اگر تعصب بازی و تقلید دوستی و کینہ توزی
نہ کرتا اور اپنے کیے پر اصرار نہ کرتا تو صورت مین اس معنی کر بزرگون مین سے ہوتا مگر باوجود ان
سب باتون کے وہ بے تعصبی کا رشتہ سی مین کم نظیر کیا بے عدیل تھا۔ بادشاہ فرماتا تھا کہ تودرمل
موالی ولی مین تند و ذہین رسا رکھتا ہے لیکن استغنا و خود پسندی اسکی مجھے خوش نہین معلوم ہوتی
بوالفضل سے اسکی بنتی نہ تھی۔ ایک دن بادشاہ سے اسنے راجہ کی شکایت کی تو بادشاہ
نے فرمایا کہ نواختہ را کمیتوان آنداخت۔

غرض راجہ تودرمل کی سپہ سالاری مین اور باقی کامون مین کمال اکبر کے تمام
امرا مین سبقت لے گئی ہے۔ ابوالفضل و مان سنگھ کی طرح وہ ہندوستان مین مشہور ہے
اسکا بیٹا دھورا منصب ہفت صدی رکھتا تھا۔ سندھ کی مہم مین وہ مارا گیا۔ لوگ کہتے ہین کہ
وہ گھوڑون کے نعل سونے چاندی کے لگواتا تھا۔

ٹوڈرمل کے نام مین ٹ و ڈ و ڑ کتابون مین لکھی جاتی ہی اور پرانی تاریخون مین اسکا
نام تول مل لکھا جاتا ہے تفریح الامارات مین لکھا ہے کہ توڈرمل کا باپ جب مرا ہے تو
اسکی بہت کم عمر تھی اور اسکی نان بڑی مفلوک الحال تھی۔ کم عمری مین عقل و شعور کے آثار
نمودار تھے۔ اول اسنے محرری کا ادنے عہدہ قبول کر لیا اور اس کمتر درجہ سے برتر مرتبہ
راجہ توڈرمل اپنے مذہب مین بڑا کٹا دیکا تھا اسنے جو دفاتر شاہی مین ہندی کی
جگہ فارسی کو رواج دلوایا۔ ظاہرا اپنے قوم کے خلاف معلوم ہوتا ہے مگر حقیقت مین یہ کام
اسکا بڑا اپنی قومی خیر خواہی کا تھا۔ ہندؤن مین اسنے فارسی زبان کے سیکھنے کا رواج
دلا کر انکو اہل قلم کے صیغہ ملازمت مین مسلمانون کی برابر کر دیا وہ ہندی لیکھک سے
اب اور بڑے بڑے عہدون پر سرافراز ہونے لگے۔

(۵۰) محمد قاسم خان نیشاپوری — وہ اعاظم نیشاپور سے ہے۔ جب یہان اوزبکون نے

ہنگامہ شورش برپا کیا تو خان مزبور وطن کو چھوڑ کر بیرام خان کی رفاقت مین آیا اسکندر سور کے ساتھ جنگ مین نیک خدمات کین اور جنگ ہیمو مین علی قلی خان زمان کے ساتھ ہراول مین ناموری حاصل کی۔ اجمیر و ناگور کو فتح کیا۔ کچھ دنون ملتان مین اور کچھ دنون مالوہ کی حکومت پر سرافراز رہا اور سارنگ پور مین مرگیا۔

(۱۴) وزیر خان برادر عبدالمجید آصف خان ہراتی۔ جب ان دونو بھائیون نے خانخانان و بہادر خان سیستانی کی قید سے رہائی پائی تو وہ کڑہ مانک پور مین آئے مظفر خان کی توسل سے وزیر خان نے اپنا اور اپنے بھائی کا قصور بادشاہ سے معاف کرایا۔ جب مرزا کوکہ ناظم گجرات معرض عتاب مین آیا تو وزیر خان گجرات بھیجا گیا اور وہان سپہ سالار مقرر ہوا۔ پھر ۲۲ سنہ مین تودرمل نے اس سے کام لیا۔ وزیر خان دربار مین بلایا گیا کوئی کام اسنے یہان اچھا نہین کیا پھر وہ ۲۵ سنہ مین اودھ مین حاکم مقرر ہوا۔ پھر مہم بنگال مین وہ کام کرتا رہا ۳۱ سنہ مین وہ اور محب علیخان دونو بنگال کے صوبہ دار مقرر ہوئے۔ ۹۵ سنہ مین وزیر خان نے انتقال کیا۔ اسکے بیٹے محمد صالح کو شہباز خان بخشی فوج نے باپ کی جگہ مقرر کیا مگر اسنے ایسی سرکشی کی کہ اسکو مقید کرکے بادشاہ پاس بھیجنا پڑا۔

(۱۴) قلیج خان اندجانی۔ اندجان ضلع فرغانہ مین دریا جیحون کے جنوب مین ہے سلاطین چغتائیہ کی خدمت مین اسکے باپ دادا خدمت کرتے چلے آئے ہین وہ صاحب نسب تھا اسکا دادا سلطان حسین مرزا کے ہان عمدہ عہدہ رکھتا تھا۔ ۷۸ سنہ مین بادشاہ نے قلعہ اہنین بنیاد سورت کو ایک مہینہ سترہ روز مین فتح کیا تھا۔ اس قلعہ کی حراست و صیانت قلیج خان کے سپرد ہوئی وہ اسی برس کی عمر مین ۲ رمضان ۱۰۳۰ سنہ مین پیشاور مین مرگیا۔ مرنے کے زمانہ مین وہ منصب شش ہزاری رکھتا تھا اور پانچ ہزار سوار کا افسر تھا قلیج خان صلاح و تقوی بہت رکھتا تھا۔ تشتن مین متعصب تھا۔ درس علوم و افادہ طلاب مین اشتغال کرتا تھا کہتے ہین کہ لاہور کی صوبہ داری مین وہ ایک بڑے مدرسہ کے اندر

فقہ و تفسیر و حدیث کے درس مین قیام کرتا تھا علوم شرعیہ کی ترویج مین کمال کوشش کرتا تھا طبع موزون رکھتا تھا الفتی تخلص کرتا تھا اسکے دو بیٹے مرزا سیف اللہ خان و مرزا حسین قلیچ اکبر بادشاہ کے عہد مین مناصب مناسب پر ممتاز ہوے قلیچ کے . . . . . .
معنے ترکی زبان مین شمشیر کے ہین پس قلیچ خان ایسا ہی نام ہے جیسے کہ شمشیر خان

(۴۳) صادق خان - یہ محمد باقر ہروی کا بیٹا ہے جو قراخان حاکم خراسان کا وزیر تھا جسنے بادشاہ طہماسپ سے بغاوت کی تھی - صادق خان اول ہندوستان مین آیا - اور بیرام خان کا نوکر ہوا رکاب داری کی خدمت پائی - تھوڑی مدت مین منصب و شاہی پایا - بیرام خان کے بعد وہ امیر ہوگیا - بادشاہ کا ہاتھی لعلخان اسکی غفلت سے غرق ہوگیا تھا اسلئے عتاب شاہی مین آیا مگر جب چند ہاتھی جرمانہ کے طور پر بادشاہ کی نذر کیے تو قصور معاف ہوا اور ولایت گڈھ و ولایت شرق بنگال و ملتان و تیراہ و دکن کی مہمات مین روس نے خدمات نمایان کین - دکن مین ۱۰۰۳ھ مین وہ شاہزادہ مراد کا اتالیق مقرر ہوا ۱۰۰۴ھ مین اسنے منصب ہزاری پایا - ملک دکن مین سپہ آرا مقرر ہوا - ۱۰۰۶ھ مین شاہ پور مین اسہال کے مرض سے ملک بقا کا مسافر بنا - آگرہ سے آٹھ کروہ پر دھولپور مین اسنے وطن بنایا تھا - یہان اسنے عالی شان سرا عمارت و مقبرہ بنایا اور اسکے گرد وہات آباد کیے - بڑا بیٹا اسکا زاہد خان ہے جسکا ذکر جدا بیان ہوگا اور بیٹے اسکے دوست محمد و یار محمد تھے - انمین سے کوئی شاہجہان کے عہد مین زندہ تھا

(۴۴) رائے رائے سنگھ پسر رائے کلیان مل - کلیان مل بیکانیر کا زمیندار قوم کا راٹھور رجپوت تھا وہ مالدیو کی چوتھی پیڑھی مین تھا - بیرام خان کا دوست تھا ۹۶۸ھ مین اکبر کی خدمت مین وہ مع اپنے بیٹے رائے سنگھ کے اجمیر مین آیا اور اپنی بھتیجی کو بادشاہ کے بیاہا - وہ اپنی چالیس برس کی عمر مین منصب و ہزاری رکھتا تھا ۱۰۰۱ھ مین رائے سنگھ نے جو دھپور وطن مالدیو مین توقف کرکے گجرات کی راہ روکی کہ باغی ممالک وسط مین نہ داخل ہون ابراہیم حسین کی و محمد حسین مرزا کی و چندر سین پسر راجہ مالدیو کی

لڑائیون مین اور سوانہ کی فتح مین جالور وسروہی و نادوت اور کابل بلوچون کی
وٹھلہ ورانا کی مہمات مین اچھی اچھی خدمتین کین بعض اوقات بادشاہی عتاب مین آیا
مگر اسکے قصور معاف ہوگئے۔ اکبر کے عہد مین تو اسکو منصب چار ہزاری ملا مگر جہانگیر کے
عہد مین وہ پنج ہزاری ہوا۔ جب جہانگیر خسرو کے تعاقب مین پنجاب جاتا تھا تو وہ محل کے
ہمراہ مامور ہوا تھا مگر اثنائے راہ مین وہ بے حکم اپنے وطن کو بیکانیر چلا گیا۔ شریف خان
نے اسکا یہ قصور معاف کرایا ۱۰۲۱ھ مین وہ عدم آباد کو سدھارا اسکے بیٹون کا حال
جہانگیر کی سلطنت مین بیان ہوگا

منصب دار رتبہ ہزار و پانصدی

(۱۵) شاہ قلی محرم بہارلو۔ یہ بیرام خان کا عمدہ نوکر تھا۔ ہیمو کو ہاتھی پر سے
پکڑکر اور ہاتھ پانو باندھ بادشاہ کے روبرو لایا تھا۔ قبول خان پر عاشق ہوا۔
اسکا بیان اقبالنامہ مین لکھا گیا۔ وہ بیرام خان کا آخر وقت تک دست راست بیرفادار
کے مرنے کے بعد بہت جلد وہ امیر ہوگیا پنجاب کا حاکم مقرر ہوا وہ بادشاہ کا ایسا
منظور نظر تھا کہ اوسکو بادشاہ اپنے محل مین لے گیا۔ شاہ قلی نے اپنے گھر جاکر اپنے تئین مجبوب
کیا یعنے فوطے اپنے نکال کر پھینک دیئے جب بادشاہ کو اسپر علم ہوا تو اسکو محرم کا خطاب دیا
۹۷۳ھ مین بادشاہ ایک ہتنی پر سوار ہوتا تھا کہ ایک مدمست ہاتھی اسپر آن چڑھا۔
جس سے بادشاہ گر کر بیہوش ہوگیا خبر اڑگئی کہ بادشاہ مرگیا اسلئے بہت سے پرگنون مین
لوٹ مچ گئی۔ میوات سے ریواڑی تک راجپوتون نے لوٹ لیا۔ شاہ قلی نے
خوب ان کی مرمت کی ۹۷۴ھ مین منصب چہار ہزاری اسے ملا پھر منصب پنج ہزاری اور
علم و نقارہ ۹۷۵ھ مین دارالخلافہ آگرہ مین عارضہ اسہال مین انتقال کیا۔
بیماری کی حالت مین سپاہ کو دو سال کی تنخواہ پیشگی دی اور مستحقون کو بہت خیرات
دی۔ نارنول مین اسنے اپنا وطن بنایا تھا وہان عالی شان عمارتین اور بڑی بڑی

اسکے اولاد مین بھی اسلئے تمام مال اسکا خزانہ شاہی مین آیا۔

(۴۴) اسماعیل قلیخان برادر خرد خان جہان۔ وہ جالندہر کی لڑائی مین گرفتار ہوا تھا وہ اپنے بھائی کے ساتھ بادشاہ کی خدمت مین سرافراز ہوا وہم بلوچستان مین کامیاب ہوا زابلستان کی حکومت مین افعال ناسزا کا مرتکب ہوا۔ بھکر سے مکروہانہ ہونے کا حکم ہوا مگر تضرع وزاری کے سبب سے وہ یوسف زئی کی مائش کے لئے متعین ہوا یہان بھی اُس نے کچھ کام نہین کیا۔ پھر وہ سنہ ۴۲ مین مالوہ مین جاگیردار مقرر ہوا پھر کالپی اپنی جاگیر مین گیا اور سنہ ۴۳ مین اسکو منصب پنجہزاری ملا وہ عیش دوست بڑا تھا کھانے پینے لباس فرش وظروف مین بہت تکلف کرتا تھا بارہ سو عورتین اسکے پاس تھین جب دربار مین جاتا تو انکے ازاربندون کو قفل لگا جاتا۔ آخر ان عورتون نے عاجز ہوکر اسکو زہر دے کر مار ڈالا اسکے تین بیٹے (۱) ابراہیم قلی (۲) سلیم قلی (۳) خلیل قلی تھے اول کو منصب سہ صدی اور باقی دو مین سے ہر یک کو منصب دوصدی ملا تھا

منصب داران سہ ہزاری

(۴۵) مرزا جانی بیگ ارغون حاکم ٹھٹھہ۔ ارغون کا حال تاریخ سندھ مین بیان ہوگا۔ سنہ ۴۲ خانخانان نے مرزا جانی بیگ کو شکستین دے کر مطیع کیا سنہ ۴۳ وہ بادشاہ پاس آیا۔ منصب سہ ہزاری پایا ملتان کی صوبہ داری کے ساتھ مخصوص ہوا مگر پھر اسکو سندھ مل گیا سنہ ۴۳ مین منصب سہ ہزار پالصدی پایا مرزا فراست و دانائی سے آراستہ تھا اسکے گفتار و کردار سے راستی و درستی اور شناسائی و آہستگی اسکی نشست و برخاست سے نمایان تھی چھوٹی عمر سے شراب پینے کا شوق تھا مگر اس حالت مین بھی کوئی ناہنجار حرکت نہین کرتا۔ کارکردہ گفتگو مین اپنا پاسبان رہتا مگر شراب کے بڑھنے سے بیمار ہوا رعشہ و سرسام مین گرفتار ہوا سنہ ۴۴ مین برہان پور مین قلعہ آسیر کی فتح کے بعد فنا ہوا۔

ایک دن بادشاہ کی مجلس مین کہتا تھا کہ آسیر جب قلعہ میرے پاس ہوتا تو سوال کسی

اسکو نہین نہ دیتا معاندون نے بادشاہ سے کہا۔ بادشاہ کے دل مین غبار
اوسکی طرف سے آیا ہی تھا کہ موت آگئی طبیعت اسکی موزون تھی حلیمی تخلص کرتا تھا۔
مرزا جانی بیگ کا بیٹا مرزا غازی بیگ تھا۔ جب باپ مرا ہے تو اوسکی عمر ۱۷ سال کی
تھی بادشاہ نے اسکو ملک سندھ کا حاکم مقرر کردیا مگر اسکے پاس سپاہ اتنی جمع ہوگئی
تھی کہ اپنے بادشاہ سے بغاوت کی مگر سعید خان بھکر جاکر اسکو دربار مین لایا۔
بادشاہ نے اسکو ملک سندھ دیدیا۔
جہانگیر جب تخت پر بیٹھا ہے تو اسکو سوا سندھ کے ملتان بھی اور ہفت ہزاری منصب ملگیا۔
اور قندھار کی کمک کو بھیجا گیا جسکو حسین خان شاملو حاکم ہرات نے گھیر کہا تھا اسکو فرزند کا
خطاب ملا۔ عباس اوسکو اپنی طرف پر چاہتا تھا اور کئی دفعہ اسکو خلعت بھیجے تھے۔ وہ ۱۰۱۸ھ
مین دفعۃً مرگیا اسکے مرنے کی تاریخ لفظ غازی ہے اسکے کچھ اولاد نہ تھی۔ باپ کی طرح وہ
بھی شاعر تھا۔ اپنا تخلص قاری کرتا تھا سب طرح کے ساز بجاتا تھا۔ شاعرون کو بہت
انعام دیتا تھا وہ صرف شراب نہین پیتا تھا بلکہ ہر روز ایک باکرہ عورت سے مباشرت
کرتا تھا سب جگہ سے یہ باکرہ اسکے لئے جمع کی جاتی تھین۔ ٹھٹہ مین کوئی رنڈی باقی
نہ تھی جو اسنے اپنا رشتہ نہ بتائی ہو۔
(۸۱۸) اسکندر خان اوزبک — اوزبک کے سلاطین زادون مین سے تھا اکبر شاہ
کی خدمات بجالایا۔ خانی کا خطاب پایا آگرہ کی حکومت ملی۔ ہیمو کے ساتھ مرکر سرہند کو
بادشاہ پاس بھاگا۔ پھر وہ پنجاب مین مظفر خان کی کمک کو گیا۔ پھر اودھ کا تیول دار
مقرر ہوا۔ خان زمان کی بغاوت مین شریک ہوا پھر توبہ کرکے بادشاہ کے پاس باریابت
کی اور سرکار لکھنؤ کا تیول دار مقرر ہوا جب لکھنؤ مین آیا تو بیمار پڑا اور ۹۸۰ھ مین دنیا سے گیا
(۸۱۹) آصف خان خواجہ عبدالمجید ہروی — شیخ ابوبکر تائیبادی کے فرزندون مین
سے ہے جو اپنے زمانہ کے صاحب کمالون مین سے تھا ۸۸۲ھ مین امیر تیمور ہرات کی
تسخیر کی طرف متوجہ ہوا تو ملک غیاث الدین یہان فرمان روا تھا تائیباد مین جب

آیا تو اسنے شیخ پاس اپنا آدمی بھیجا کہ آپ کسواسطے تیمور سے ملاقات نہین کرتے تو اوسنے کہا کہ مجھے امیر سے کیا کام ہے تو امیر خود شیخ پاس گیا اور اس سے کہا کہ آپنے ملک غیاث الدین کو نصیحت کیون نہین کی تو اُنھون نے جواب دیا کہ مینے نصیحت کی تھی مگر اُسنے نہین سُنی خدا تعالی نے تم کو اسپر مقرر کردیا اب مین تمکو نصیحت کرتا ہون کہ عدل کرو اگر عدل نہ کروگے تو خدا تم پر کسی دوسرے کو مقرر کریگا۔ امیر کہتا تھا کہ مجھے تیرتم کے درویشون کے ساتھ صحبت کا اتفاق ہوا ہے کہ دلمین خود غرضی کو دیکھا مگر شیخ کو اُس سے خالی پایا۔

خواجہ عبد المجید کے بھائی وزیر خان کا ذکر اوپر ہو چکا ہے وہ ہمایون کی سرکار کا دیوان تھا اکبر کے عہد مین وہ دیوان سے سردار ہوا اور جامع سیف و قلم ہوا۔ اسکو آصف خان خطاب ملا وہین کی حکومت ملی اور بتدریج صاحب علم و طبل ہوا منصب سہ ہزاری ملا چنار اور ٹھٹھہ اور ماندھو اور گدھہ کتنگہ کی مہمات مین جو کام خواجہ نے کیے وہ اقبالنامہ مین مرقوم ہین سنہ ۱۰ مین وہ باغی ہوکر خان زمان کے ساتھ مین گیا پھر اسکے جرائم معاف ہوئے سنہ ۱۲ مین وہ راجہ سنگہ کی ساتھ لڑائیون مین شائستہ خدمت بجا لایا اور جب قلعہ چتوڑ فتح ہوا تو آصف خان کو وہ عنایت ہوا۔ اسکے مرنے کی تاریخ نہ ماثر الامرا مین نہ طبقات مین لکھی ہے۔

(۵) مجنون خان قاقشال۔ عہد ہمایون مین وہ نارنول کا متولد اور تھا۔ جہان سے شیر شاہ کے غلام حاجی خان نے اسے نکال دیا عہد اکبری مین وہ گڑہ مانک پور کا جاگیر دار ہوا۔ خان زمان اور اسکے بھائی کی بغاوتون مین اُسنے کارہاے نمایان کیے۔ کالنجر کو تسخیر کیا گورکھپور کو خلاص کیا۔ گجرات مین کچھ بے عنوانی کی پھر بہار و بنگال کی مہمات مین شائستہ خدمات بجا لایا گھوڑا گھاٹ کو فتح کرکے عدم کو سدھارا۔ سہ ہزاری منصب رکھتا تھا۔ طبقات اکبری مین لکھا ہے کہ وہ پنج ہزاری منصب رکھتا تھا اور پانچہزار سوار اسکے نوکر تھے اسکا بیٹا جباری خان

چند سال مراسم نوکری اور کارگذاری مین سرگرم رہا - جب داغ کا آئین جاری ہوا
تو گروہ قاقشالیہ سے متوحش ہوکے کہ بغاوت کے آثار ظاہر کرنے لگے وہ بھی اس کام
مین شریک ہوا مگر پھر اسکو خانجہان کا خطاب ملا - پھر اسکو مدت تک زندان مین رہنا
پڑا پھر ۹۳۹ھ مین رہا ہوا -

(۵۱) شجاعت خان عرف مقیم خان عرب ـــــ یہ تردی بیگ کا بھانجا اخوریش
ہے - ہمایون پادشاہ نے اسکو مقیم خان کا خطاب دیا تھا وہ ہمایون کی خدمت
چھوڑکر مرزا عسکری سے جا ملا تھا پھر اسنے پادشاہ سے قصور معاف کرایا منعم خان کے
ساتھ شہنشاہ اکبر کی خدمت مین آیا ۹۷۰ھ مین مالوہ کی لڑائی مین شائستہ خدمات بجا
لایا - شجاعت خان کا خطاب پایا ۹۷۱ھ مین پادشاہ اسکے گھر مین مہمان ہوا
ایلغار نہ روزہ مین وہ پادشاہ کے ساتھ تھا - ایک دفعہ بزم شاہی مین اسنے کچھ
کلمات نامناسب منعم خان خانان کی نسبت کہے تھے اسکو سرزنش زبانی ہوئی
اور خانخانان پاس بھیجا گیا جسنے اسکا قصور معاف کیا ۹۷۲ھ مین منصب ہزاری
اوسکو ملا - ممالک شرقیہ مین وہ سپہ سالار اور حاکم ہوا ۹۸۸ھ مین اسکے نوکرون نے شہید
کیا اکبر نے اسکے قاتلون کو سخت سزا دی - ایک دفعہ جنگل مین پادشاہ نے اوسکی جان بھی
بچادی تھی -

اسکا ایک بیٹا قویم خان باپ کے ساتھ مارا گیا وہ نوجوان تھا علم موسیقی سے خوب باہر
تھا دوسرا بیٹا یقیم خان تھا اسے منصب ہفت صدی ملا تھا -

(۵۲) شاہ بداغ خان وہ اویماق کال کی اولاد مین تھا فراترک کی قوم کے دو
فرقے ایماق یا اویماق کہلاتے تھے وہ ہندوستان مین شہسواری مین مشہور تھے مغلون کے سوغ ایماق کہتے ہین
اور اس سے شہسوار مراد لیتے ہین ایس کی لفظ کے معنی ہندوستان مین کچھ سے کچھ ہوگئے (بداغ کے
معنی ترکی زبان مین شاخ کے ہین کمال کسی فرقہ کے بانی کے ہین) ہمایون کے عہد مین اپنی خدمات
پسندیدہ کے سبب سے امیر ہوگیا اور عہد اکبری مین بیجاپور دشمنون سے لڑتا تھا اس کی . . . . .

عوض مین پے در پے اسکے منصب اضافہ ہوتے گئے اور وہ امیر ہوگیا اور منصب سہ ہزاری
اسکو مل گیا سنہ ۱۰۰۱ مین جب بہادر خان سے لشکر شاہی نے شکست پائی تو بداغ خان
نہین بھاگا۔ گھوڑے پر سے گر کر گرفتار ہوا۔ پھر اس قید سے رہا ہوا مالوہ مین
اسکو حسن خدمات کے سبب سارنگ پور تمول مین ملا۔ اسنے مانڈو مین انتقال کیا قلعہ مانڈو
مین اسنے عمارت مطبوع اور مستحکم بنائی اور نیل کنٹھ اسکا نام رکھا اور اسپر پیت کندہ
کرائی ؎ توان کردن تمامی عمر را مصروف آب و گل ۔ کہ شاید یکدمے صاحبدلے آنجا نشیند
اسکے پیچھے میر معصوم بھکری نے جسکا تخلص نامی تھا یہ رباعی کندہ کی۔

رباعی

چندے دیدم شکستہ در صبح گاہ	بر کنگرہ مقبرہ شروان شاہ
فریاد کنان زروی عبرت گفت	کو آن ہمہ حشمت و کجا آن ہمہ جاہ

عہد جہانگیری مین ان عمارات کو رونق تازہ حاصل ہوئی۔

(۵۳) حسین خان تکریہ — مہدی قاسم خان کا بھانجا اور داماد تھا اول وہ بیرم خان کا
ماہ صفر سنہ ۹۶۵ مین لاہور کی حراست اسکے سپرد ہوئی کوئی ہندو کچھ روپیہ لیکر آیا اور اسکو
مسلمان سمجھکر اسنے تعظیم دی جب اسکو معلوم ہوا کہ وہ ہندو ہے تو اسنے حکم دیا کہ کوئی
ہندو اس پاس جھانک نہ سکے کہ کہنے پر بھی نہ لگائے۔ خدا یا کیا زرد کپڑا یہودی
امتیاز کے واسطے کندھے پر لگایا کرتے تھے اسکا ہندی ترجمہ تکریہ ہے اسی لئے اسکے نام کے
ساتھ تکریہ لگایا جاتا ہے۔ بیرم خان کے ساتھ وہ اور شاہ قلیخان اس وقت تک ساتھ
رہے کہ کوئی عزیزان مین اسکی ہمراہ نہ رہا تھا جب مہدی قاسم خان گڈھ سے دل برداشتہ
ہوکر راہ دکن سے حجاز کو روانہ ہوا تو وہ کچھ دور اسکے ساتھ گیا جب قصبہ ستوا اس پر کا لوٹنا
مرزاؤن کا غوغا مچ رہا تھا۔ ناچار وہ قصبہ مذکور مین مقرب خان کے ساتھ کہ یہان کا
تیول دار تھا متحصن ہوا۔ جب مقیم خان بھاگ گیا تو حسین خان باہر نکل کر ابراہیم حسین
مرزا سے ملا ہر چند اسنے اسکو رفاقت کے لئے کہا مگر اس نے قبول نہین کیا سنہ ۱۰۰۱ مین وہ

وہ بادشاہ پاس آیا قدر دانی کا بازار گرم تھا تھور و جلادت و خدمت گزینی اور کار طلبی اسکی بادشاہ کے دلنشین تھی باوجودیکہ وہ سپاہ کشیر کے کسی انتظام کو اچھی طرح نہین جانتا تھا اس امید پر کہ وہ اس سے شناسا ہو جائیگا اسکو منصب سہ ہزاری عنایت ہوا اپنے تیول محال مین دست تعدی دراز کیا اور اندازہ سے پاؤن باہر نکالا اسلئے بادشاہ شرقی ولایت مین گیا تو وہ بادشاہ کی خدمت مین نہ آیا۔ بادشاہ نے لوگون سے اسکا سبب پوچھا تو لوگون نے عرض کیا کہ اسکے خشک مزاج پر سودا غالب ہوا ہے اور زیردستون پر تاخت اور رعایا کو تاراج کرتا ہے بادشاہ نے اسکی جاگیر ضبط کر لی۔ جب پٹنہ فتح کر کے بادشاہ معاودت کر کے آگرہ مین آیا تو اثنا راہ مین بادشاہ پاس آیا۔ بادشاہ نے اوسکو مجرے کی اجازت نہ دی اس نے دنیا کو چھوڑ کر قلندری اختیار کی۔ بادشاہ نے پھر تازہ مہر بنائی کہ اپنی ترکش مین سے ایک تیر دیکر حکم دیا کہ اپنی جاگیر مین جو خالصہ مین داخل ہو گئی تھی جائے اور سرانجام سپاہ کا سامان کرے جب اس تقریب سے بادشاہ سے رخصت ہوا تو پھر اپنا وہی شیوہ ناستودہ اختیار کیا اور اس نواح کی غارت و تاراج مین دست جرأت دراز کیا بسنت پور سرکار کمایون کو غارت کرتا ہوا پہنچا۔ یہان سنا تھا کہ بہت سے دولت اور جواہر اور سونے کی کانین ہین یہان جنگ بے آئین کر کے شکست پائی ہندؤن کی گولی سے زخمی ہوا۔ وہان سے پھر اسکی شورش کے دفع کرنے کے واسطے صادق خان بادشاہ کی طرف سے روانہ ہو چکا تھا اس سبب سے آدمی جو اُس پاس جمع ہوئے تھے وہ پراگندہ ہوئے ہوا خواہون نے مصلحت بتلائی کہ معظم خانخان پاس جا کر اسکے وسیلے اپنے جرائم معاف کراؤ مگر اوسکو راہ مین قصبہ بارہ کے نزدیک پکڑ لیا۔ حسب الحکم آگرہ مین آیا اپنے گھر مین اُترا آتے ہی زخم جانکاہ سے مر گیا۔ اسکا بیٹا یوسف خان عہد جہانگیری مین امرا کے جرگہ مین داخل ہوا۔

حسین خان عبد القادر بدایونی کا مربی و محسن تھا اسنے اپنی تاریخ مین اس طرح ستائش کی ہے کہ وہ سنی مذہب پاک اعتقاد تھا ہمت مین بعید دل و شجاعت مین

یگانہ اور خرد و بزرگ کی تواضع مین یکسان تھا جب وہ لاہور مین تھا تو حضرت ختم النبیین کی متابعت
کے سبب سے رونق تھی اسنے ہزارون مساجد و متعبدون کی از سر نو مرمت کرائی ایک دن ایک
ہندو مسلمان کی صورت بنا کے آیا اسپر اسلام کا گمان کر کے قیام کیا تحقیق حال کے بعد
انفعال ہوا جسپر وہ حکم جاری کیا جسکا اوپر مذکور ہوا پھر اسنے حکم دیا کہ ہندو زین سوار
نہ ہون پالان پر بیٹھین کبھی چارپائی پر نہ سوتا نشست برخاست مین سادات کا
پاس کرتا - جماعت و تہجد کی نماز کبھی اسکی باختیار فوت نہین ہوئی - باوجود لاکھون اور
کروڑون کی جاگیر کے اسکے طویلہ مین ایک گھوڑا تھا کبھی وہ بھی دیدیتا تو سفر و حضر مین جب
ایک غلام و ملازم کوئی اپنا گھوڑا اسے نہ دیتا وہ پیادہ پا پھرتا یہ مصرعہ اسکے حال پر صادق
آتا تھا ع خان مفلس غلام با سامان + خزانہ جمع کرنے کی اسنے قسم کھائی تھی روز جنگ
مین وہ فاتحہ جو پڑھتا اسکی عبارت یہ تھی یا شہادت یا فتح - لوگ کہتے کہ فتح مقدم
کیجیے - یا فتح - یا شہادت کہیئے - تو وہ کہتا کہ مجھے اپنے عزیزون کے دیکھنے کا شوق بہت
زیادہ ہی بہ نسبت مخالفون کے باقی ماندہ کے - بارہا اسنے پندرہ ہزار روپیہ سے چالیس ہزار
روپیہ تک کی چٹھی سپاہ کو لکھدی اسنے یہ نذر کی تھی کہ جو غلام اسکے ملک مین آوے وہ اول
ہی دن سے آزاد ہو - جب مرا ہے تو ڈیڑھ لاکھ روپیہ کا قرض دار تھا وہ قرض خواہون
کے ساتھ نیک معاملہ ایسا تھا کہ انہون نے خوشی سے وصولی دستاویزون کو چاک
کر کے قرض معاف کیا اور وارثون سے کچھ دعوی نہین کیا اور سلام و درود اسپر بھیجا
عبد القادر لکھتا ہے کہ خلاصہ عمر کہ عنفوان جوانی ہے بخلاف اس رذل العمر کے کہ ہنگام
رذالت پیری اور سرگردانی ہی مین نے اسکی خدمت مین گذرانی ہی اور اسی کی تقریب
التفات سے مستحسن نشو و نما پاتا ہون شہرہ زمان و انگشت نمائے جہان ہوا ہون
اسکے احسان و بخششون کا شکر نہین ادا کر سکتا -

(۵) مراد خان پسر امیر خان مغل بیگ - سنہ ۹ مین اسنے گدھ کٹنکہ کی مہم مین آصف خان
کے ماتحت عمدہ خدمات کین سنہ ۱۱ مین مالوہ اسکو جاگیر ملی اور مرزا ؤن سے وہ

شہاب الدین احمد خان کے ماتحت خوب لڑائیاں لڑا مالوہ مین اجین اسکو جاگیر ملی۔
۹۷۳ھ مین مرزاؤن نے خاندیس پر حملہ کیا قلیچ خان کی مدد سے اُسنے مرزاؤن کو
نربدا پار اُتار دیا ۹۷۴ھ مین بٹن کی لڑائی مین مراد خان کی لڑائی کا تماشا دیکھتا رہا کوئی
۹۸۲ھ مین وہ منعم خان کے ساتھ بنگال کی مہم مین گیا۔ بنگال کے جنوب مشرق مین اُسنے
فتح آباد و سرکار ریوگلا کو فتح کیا اور اُڑیسہ مین جلیسر (جیسل سور) مین حاکم مقرر ہوا
۹۸۳ھ مین منعم خان خانخانان کی وفات کے بعد وہ ٹانڈہ مین آیا اسنے بنگال
کی آخر مہمات مین کوئی کارنمایان نہین کیا اسکا پردہ فاش ہونے کو تھا کہ ۹۸۸ھ
وہ اجل طبعی سے مر گیا اسکے مرنے کے بعد فتح آباد کے زمینداروں نے اُسکے بیٹون کو
دعوت مین بلا کر دغا سے مار ڈالا۔

(۵۵) حاجی محمد خان سیستانی — یہ بیرام خان کا عمدہ نوکر تھا وہ ہمیشہ
اسکے ساتھ صحبت و مشاورت رکھتا تھا ۹۶۱ھ مین جب ہمایون قندھار گیا ہے
حاجی محمد خان کو وہان سے اپنے ساتھ لیگیا آدمیون کو اسکی طرف سے یہ گمان تھا
کہ وہ فتنہ برپا کریگا۔ ہندوستان مین آکر بیرام خان کی سفارش سے اسکو خانی
کا خطاب ملا۔ اور امیر الامرا کی پدوی ملی ہوئی۔ اوّل ہی سال جلوس اکبری مین وہ
لاہور کا صوبہ دار مقرر ہوا اسنے ملا عبداللہ مخدوم الملک کو اس سبب سے شکنجہ مین کھنچوا
کر بادشاہ سے وہ بدلا لیا تھا اور افغانون سے وہ سازش رکھتا تھا جب بیرام خان
حج کو روانہ ہوا تو ایک دن بیرام خان نے اس سے کہا مجھے کسی شخص کی مخالفت
سے اس قدر کوفت نہین حاصل ہوئی کہ جسقدر تیری بیوفائی سے تو نے سارے حقوق
قدیم کو فراموش کر دیا۔

حاجی محمد خان نے جواب دیا کہ تو نے باوجود دعوی اخلاص اور افزونی تربیت
ہمایون اور اکبر اور شقاق اکبری کی بغاوت اختیار کی اور تلوار کھینچی۔
اگر مینے تیری صحبت کو ترک کیا تو کیا بُرا کیا تو بیرام خان شرمندہ ہو کر چپ ہو رہا

کام مرزا ملک کا اس نے نہین کیا۔

حاجی ہمیشہ بادشاہ کی خدمت مین رہا۔ معارک ہیجا مین مردانہ کام کرتا رہا۔ سنہ ہزاری منصب پایا۔ مرزاؤن کی بغاوت دبانے گیا سرکار مانڈو مین جاگیر پائی۔ سنہ ۲ مین منعم خان کا کمکی ہوکر بنگال گیا اور شہر گور مین وبا پھیلی اسی جوش فنا مین ۹۸۳ھ مین فنا ہوا

(۵۷) افضل خان خواجہ سلطان علی ترمیتی — ابتدا مین سرکار ہمایون مین شرف خزانہ تھا ۹۵۶ھ مین اسکی ترقی مشرف بیوتات کے عہدہ پر ہوئی ۹۵۷ھ مین جب منعم کامران کے کابل پر تسلط پایا تو اسکو قید کیا اور اُسسے جبر و تعدی کرکے نقد و جنس بہت لیا۔ جب ہمایون نے ہندوستان کو معاودت کی تو اسکو میر بخشی بنایا جب ہمایون نے دہلی پر حملہ کیا ہے تو خواجہ تردی بیگ کے ساتھ تھا اور قول کا افسر تھا۔ لڑائی مین اپنی جگہ نہین ٹھیر سکا اور اشرف خان زین محمد خان کے ساتھ بھاگ گیا۔ بیرام خان نے تردی بیگ کو ہلاک کیا اور خواجہ اور میر بخشی کو نفاق اور زرداری کے سبب سے نظر بند کیا یہ دونو بھاگ کر حج کو چلے گئے۔ ۹۶۳ھ مین اکبر کا آستان بوس ہوا۔ اور مرتبہ ہاے اور منصب ہزاری پایا۔ آگے اسکا حال معلوم نہین۔

(۵۸) شاہ بیگ خان ارغون مخاطب بہ خان دوران خان پسر ابراہیم بیگ حرکت۔ ابتدا مین وہ مرزا محمد حکیم کا نوکر تھا اور پشاور کا حاکم۔ جب مرزا مرگیا اور اسکے زن و فرزند کے لینے کے لئے راجہ مان سنگھ گیا ہے تو وہ مرزا کے بیٹون کو لیکر بادشاہ کی خدمت مین آیا۔ سوا دار اور بجور مین یوسفزئی کی مالش مین اپنی مردانگی کے سبب سے نام پیدا کیا خوشاب اسکو اقطاع مین ملا ۱۰۰۲ھ کی فتح مین خان خانان کے ساتھ کارہاے نمایان دکھائے دو ہزار پانصدی منصب پایا اور ۱۰۰۳ھ مین قندھار مین حاکم مقرر ہوا — اور الوس کاکر کو جو اس سرزمین مین مدتون سے رہزنی اور غارتگری کر رہے تھے خوب تاخت و تاراج کیا ۱۰۰۴ھ مین منصب سہ ہزاری و پانصدی پایا اول سنہ جہانگیری مین حسین خان شاملو حاکم ہرات نے اکبر کی وفات سے بعد قندھار کا محاصرہ کیا شاہ بیگ خوب دل قوی اور ہمت درست سے دن کو لڑتا

اور رات کو دشمنون کی آنکھون کے سامنے بزم نشاط آراستہ کرتا۔ ایک دن حسین خان کا ایلچی قلعہ مین آیا۔ گو غلہ تمام ہو چکا تھا مگر جسقدر باقی تھا اُسکے تو دے راستہ اور بازار مین لگوا دیے کہ دشمن کو عبرت ہو۔ کچھ دنون کے بعد شاہ عباس شاہ ایران کا عتاب حسین خان پر ہوا کہ کیون ہمارے حکم بغیر قندھار پر حملہ ہوا۔ اسلئے وہ بے نیل مقصود قندھار سے چلا گیا سنہ ۱۰۱۶ مین حسب الحکم جہانگیر کی خدمت مین قندھار سے کابل مین آیا منصب پنجہزاری اور خاندوران خان کا خطاب پایا۔ کابل کا صاحب صوبہ اور افغانستان کا منتظم مقرر ہوا مدتون تک یہان انتظم و نسق کرتا رہا۔ کبر سن سے ایسا کم قوت ہو گیا تھا کہ سوار نہین ہو سکتا تھا۔ اسلئے بادشاہ نے بلا کر ٹھٹھہ کا صوبہ دار کیا۔ سنہ ۱۰۳۱ مین پیری و سال خوردگی سے استعفا دیا۔ بادشاہ نے پرگنہ خوشاب جو اسکی قدیمی جاگیر تھی اوسکا حاصل پنجہزار روپیہ بطریق مدد خرچ کے مرحمت کیا۔

کہتے ہین جب وہ ٹھٹھہ جاتا تھا تو آصف خان سے رخصت ہونے آیا اس نے ملا محمد ٹھٹھی کی بھائیون کی جو اسکے مصاحب تھے سفارش کی شاہ بیگ نے سنا تھا کہ ملا کے بھائی .. آصفخان کی حمایت کے سبب سے حکام کو خاطر مین نہین لاتے ہین تو اسنے جواب مین کہا کہ اگر وہ سرحساب ہونگے تو بہتر ہوگا۔ ورنہ مین انکی کھال کھچوا ونگا۔ اُس سے آصف جاہ نہایت ناخوش ہوا اور اسکے کامون کو ایسا برہم زدہ کیا کہ منصب جاگیر چھوڑ کر گوشہ نشین ہوا شاہ بیگ ایک ترک سادہ سپاہی تھا جب اکبر نے اُسکو علم و نقارہ دیا تو اُس نے کہا کہ یہ کس کام آئینگے منصب بڑھایا جاے جاگیر دی جاے تو مین بادشاہی کام کے واسطے عمدہ سوار بہم پہنچاؤن۔ جہانگیر سے اسنے ایک دفعہ برسر دیوان کہا حضرت آپکے باپ کے دنگل مین اتنے جوان کھڑے ہوتے تھے کہ شاہ بیگ انکے آگے بشم کی برابر تھا اور اب جو جوان کھڑے ہین وہ شاہ بیگ کی پشم کی برابر

سنہ ۱۰۳۲ مین اس نے ایک ہزار سپاہ مغلون کی ایسی آراستہ دیکھا لی کہ جہانگیر دیکھکر دنگ رہ گیا۔ وہ دائم الخمر تھا۔ بنگ و افیون و کوکنار و شراب ملا کر پیتا تھا

اُسکا نام چارمغز رکھا تھا اسلئے چارمغز اخور اسکا نام مشہور ہو گیا تھا اسکے بیٹون مین
اوّل شاہ محمد خان تھا جسکا خطاب غزنین خان تھا۔ صاحب کمال تھا۔ ہزاری کا
منصب پایا تھا کہ مرگیا دوم یعقوب بیگ داماد مرزا جعفر آصف خان کا تھا ازل سے
تھا ترقی نہ ہوئی۔ اسد بیگ منصب سہ صدی رکھتا تھا۔ پچاس گھوڑون کا سردار تھا
(۵۸) خان عالم چلمہ بیگ پسر ہمدم کوکہ۔ یہ مرزا کامران کو کتلتا تھا۔ ہمایون کا
سفرچی تھا۔ سنہ ۹۱۰ مین مرزا کامران کی آنکھون مین میل کھینچی گئی اور وہ حج کو روانہ
ہوا تو یہ وفادار اُسکے ساتھ گیا۔ کامران کی وفات کے بعد وہ اکبر کی خدمت
مین آیا۔ تھوڑے دنون منصب سہ ہزاری اور خطاب خان اعظم پایا۔ حاجی پور کی
فتح اور بنگال و اڑیسہ کی مہم مین کارہاے نمایان کیے اور سنہ ۹۸۰ مین جنگ داؤد خان
مین مارا گیا کہتے ہین کہ وہ اس جنگ سے پہلے کہتا تھا کہ اس لڑائی مین اپنی جاں دیدونگا
دوستون سے توقع ہے کہ وہ میری جانفشانی بادشاہ سے عرض کردینگے۔ طبع موزون
تھی شعر کہتا تھا اور ہمدمی تخلص کرتا تھا باپ کے نام کے سبب سے یہ تخلص اس نے اختیار
(۵۹) محمد قاسم خان مہرجر۔ جمین آرائے خراسان ——— خاندان تیموریہ کے
قدیمی امراؤ مین دوست مرزا تھا اسکا یہ بھانجا تھا۔ سنہ ۹۵۸ مین جب مرزا کامران کا
محاصرہ ہمایون نے کوہ عقابین سے کیا ہے تو قاسم حسین مع اپنے چھوٹی بھائی خواجہ
محمد حسین کے قلعہ کے آہنین دروازہ مین سے نکل کر ہمایون کی خدمت مین چلا آیا
پھر اکبر کے عہد مین اُس نے بہ تدریج منصب سہ ہزاری پر ترقی کی اور قلعہ آگرہ کو اسنے
اپنے اہتمام سے آٹھ سال مین سات کروڑ ٹنکے یعنی ۳۵ لاکھ روپیہ مین تعمیر کرایا اور
سنہ ۹۹۳ مین آگرہ کا حاکم ہوا پھر سنہ ۹۹۵ مین کشمیر کی تسخیر مین کارہاے نمایان کیے کشمیریون
کی شرارت کے سبب سے اسنے یہان کی حکومت سے استعفا دیا سنہ ۹۹۷ مین وہ
دارالملک کابل کا مرزبان مقرر ہوا اسنے شاہرخ مرزا کے جعلی بیٹے کو اپنے
پاس رکھا تھا جسنے اسکی خواب گاہ مین جاکر اُسے مار ڈالا .....

اس قاتل کو قاسم خان کے بیٹے نے ہلاک کیا یہ واقعہ ۱۰۲۰ھ کا ہے۔

(۷۰) باقی خان کوکہ۔ اکبر کا کوکا اور ادھم خان کا بڑا بھائی اور ماہم انگہ کا بیٹا ہے۔ بادشاہ نے خود اسکی شادی کرائی اور آئین خود گیا سہ ہزاری منصب عنایت کیا تاریخ شیخ عبدالقادر بدایونی سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۰۰۰ھ مین وہ ولایت گڈھ منڈلہ مین جاگیردار تھا اور وہ یہین مرگیا۔

(۷۱) میر مغرالملک موسوی مشہدی۔ وہ موسوی مشہدی سیدون مین تھا یعنی حضرت موسی رضا امام ہشتم کی اولاد مین۔ انہین سیدون کا ایک شعبہ جو ایک اورمان سے پیدا ہوا ہے رضوی کہلاتا ہے وہ سہ ہزاری منصب رکھتا تھا۔ ۱۰۰۰ھ مین بادشاہ جونپور روانہ ہوا ہے تو مغرالملک کو بہادر اور اسکندر خان سے لڑنے کے لئے بھیجا تھا ان سے لڑ نہ سکا اور بھاگا۔

بہادر کے فتح ہونے کے بعد اسکو پرگنہ آرہ جاگیر مین ملا تھا مگر یہان وہ اور اُس کا بھائی دونو باغی ہوگئے۔ اسد خان اسکو پکڑ کر کشتی مین بٹھا کے بادشاہ پاس لایا تھا کہ اٹاوہ کے قریب اسکی کشتی ڈوب گئی اور وہ مرگیا۔

(۷۲) میر علی اکبر۔ یہ چھوٹا بھائی میر مغرالملک کا ہے اور عہد اکبری مین اسکو ۱۰۰۰ھ ہزاری کا منصب ملا۔ وہ تقدیم خدمات مین اپنے بڑے بھائی کا شریک تھا اُسنے شہنشاہ اکبر کا مولود نامہ لکھا تھا جسکے صلہ مین ایک پرگنہ بادشاہ نے انعام دیا وہ اپنے بھائی کے ساتھ باغی ہوگیا تھا اسلئے مقید ہوا۔

(۷۳) شریف خان پسر اتگہ خان ——— شمس الدین محمد خان اتگہ کا چھوٹا بھائی تھا ۱۰۰۰ھ ہزاری منصب رکھتا تھا۔ اول پنجاب مین پھر ۱۰۱۳ھ مین کار قنوج مین جاگیر رکھتا تھا تسخیر کوتھلیر مین بڑی دوڑ دھوپ کی۔ ۱۰۲۵ھ مین شاہزادہ مراد کا اتالیق مقرر ہوا۔ اسی سال مین مالوہ مین حاکم مقرر ہوا۔ گجرات اور دکن مین شائستہ خدمت بجا لایا۔ ۱۰۳۵ھ مین مالوہ سے بادشاہ کی خدمت مین آیا

اور اپنے وطن مالوف غزنین مین جہان وہ پیدا ہوا تھا قلعہ دار مقرر ہوا۔ شاہ بیگ اسکی جگہ گیا پھر اسکا حال نہین معلوم۔

اسکا بیٹا ناز بہادر گجرات مین جاگیر رکھتا تھا۔ پھر وہ مالوہ مین بدلا گیا۔ اسیر اور احمد نگر کی لڑائیون مین خدمات بجا لایا۔ ۹۷۶ھ مین تلنگانہ مین لڑائی مین مارا گیا۔ ابو الفضل نے اسے چھٹا لیا۔

منصب داران دو ہزاری و پانصدی

(۶۴) ابراہیم خان اوزبک یا شیبانی۔ امرائے ہمایونی مین سے تھا جس سال ہندوستان فتح ہوا ہے وہ شاہ ابو المعالی کے ساتھ لاہور مین متعین ہوا کہ اگر کوہستان سے نکل کر سکندر سور ملک پر دست انداز ہو تو وہ اسکا تدارک کرے اس کام کو اسنے احسن وجوہ سے انجام دیا پھر جونپور مین وہ خان زمان کے ساتھ آیا جب خان زمان نے اول دفعہ بغاوت کی ہے تو وہ اسکی معافی قصور کے لئے ضامن ہوا دوسری دفعہ خان زمان کی بغاوت مین وہ خود شریک ہوا پھر اسکا خان خانان کی سفارش سے قصور معاف ہوا۔ اور وہ خان خانان کے معینون مین مقرر ہوا۔ اسکے مرنے کی تاریخ معلوم نہین۔ طبقات اکبری مین اسکا منصب چار ہزاری لکھا ہے۔ اسکا بیٹا اسماعیل خان تھا کہ خان زمان نے اسکو سندیلہ جاگیر مین دیا تھا جب بادشاہ کی طرف سے سلطان حسین جلائر کو قصبہ کورملا تو اسے وہ لڑا اور شکست پاکر بھاگ گیا۔

(۶۵) خواجہ جلال الدین محمود بجوق (بجوق کے معنے ترکی زبان مین بینی بریدہ کے ہین) جلال الدین مرزا عسکری کا نوکر تھا وہ قندھار اور گرمسیر مین تحصیل مال کے لئے آیا تھا کہ ہمایون کا گذر ایران جانے کے لئے اس ضلع مین ہوا اسنے اپنا تمام نقد جنس اس کو نذر کیا۔ ہمایون نے اوسکو میر سامان کا خطاب دیا۔ جب ہمایون ایران سے پھر کر آیا ہے تو اسنے شاہزادہ اکبر کے ساتھ غزنین بھیجا کہ وہ اس ولایت مین حکمرانی

کرے - خواجہ بادشاہ قلی تھا وہ کسی کے ساتھ بے تقریب تواضع کے پیش نہین آتا تھا اور ہزل و مزاح سب سے کرتا تھا اسلئے امرا مین سے کوئی اسکا دوست نہ تھا - اکبر کے عہد مین اسکو منصب دو ہزار پانصدی مل گیا اور غزنین کو رخصت ہوا - بیرام خان اور منعم خان کی عداوت کے سبب سے مقید ہوا آنکھون مین سلائی پھری مگر کچھ بینائی باقی تھی کہ وہان سے بھاگ کر ہندوستان کو بھاگا مگر راہ مین منعم خان نے پکڑوا کے اسکو اور اسکے چھوٹے بھائی مسعود کو مروا دیا منعم خان نے ان بیگناہون کو مار کر بدنامی کا داغ اپنے اوپر لگایا -

(۶۶) حیدر محمد خان اختہ بیگی ـــــ ہمایون بادشاہ کے قدیم نوکرون مین تھا - ایران اسکے ساتھ گیا تھا بلخ مین جب گھوڑا اسکا مارا گیا تو اسنے اپنا گھوڑا دیدیا تھا - جب مرزا کامران نے ہمایون کے لشکر پر شب خون مارا ہے تو حیدر نے زخمی ہوکر بھی اپنی جگہ کو نہ چھوڑا - قندھار اور ہندوستان مین بادشاہ کے ساتھ رہا - بیانہ اسکو جاگیر مین ملا یہان غازی خان پدر سلطان ابراہیم فرمان روا تھا اسنے اس کو دغا سے مار ڈالا بادشاہ اسپر خفا ہوئے ہمیو بقال کی لڑائی مین شکست پائی - پھر کسی تقریب سے کابل گیا -

گجرات کی مہم مین شریک ہوا اور دو ہزار پانصدی کا منصب پایا -

جنت آباد گورمین دبا کے زمانہ مین ۹۸۳ھ مین وہ اور اسکا بھائی دونو مر گئے -

(۶۷) اعتماد خان گجراتی - سلطان محمود والی گجرات کا ایک ہندی غلام تھا - سلطان کو اسپر ایسا اعتماد تھا کہ اس نے اپنی حرم کا محرم اسکو بنایا اس نے احتیاط کا فوٹو کھا کر قطعہ حجولیت کیا اس سبب سے کہ عقل معاش و متانت وضع و صلاح ظاہری کی صفت رکھتا تھا وہ گجرات کے امرا و کبار مین تھا اور جب اکبر نے گجرات کو فتح کر لیا تو اسکا دولتخواہ بنا بادشاہ نے اسکو منصب دو ہزار پانصدی دیا طبقات اکبری مین لکھا ہے کہ چار ہزاری منصب دیا - ۹۹۵ھ مین اس دنیا سے رخصت ہوا -

(۶۸) پاینده خان مغل ـــــ برادر زادہ حاجی محمد خان کوکی ـــــ حاجی محمد خان

اور اسکے بھائی شاہ محمد کو ہمایون نے قتل کیا تھا جی جرأت مین مفرد تھا ہمایون بادشاہ نے بار بار
یہ کہا کہ بادشاہون کے ایسے خدمتگار ہونے چاہئین سنہ ۱۰ اکبری مین وہ شہنشاہ کی خدمت
مین منعم خان کے ساتھ آیا مالوہ کی فتح مین شریک ہوا سنہ ۱۹ مین بنگالے بھیجا گیا سنہ ۲۲ مین رانا
کی تنبیہ کو روانہ ہوا۔ پھر مظفر گجراتی کی لڑائی لڑا سنہ ۳۲ مین گھوڑا گھاٹ جاگیر مین ملا۔
سنہ ۱۷ مین پیرانہ سالی کی وجہ سے اسکی پنشن ہوگئی تھی سنہ ۲۴ مین وہ مرگیا۔

(۶۹) جگمنا تھ پسر راجہ بہاری مل — وہ شرف الدین حسین (۱۷) کے ہاتھ مین
بطور گرو کے تھا کچھ مدت کے بعد اسنے رہائی پائی اور بعد ازان اسپر بادشاہ کے
الطاف ہوئے۔ وہ اکثر مانسنگھ کے ساتھ مہمات مین شریک ہا سنہ ۲۱ مین جب مین رانا
پرتاب سنگھ نے بادشاہی سپاہ کا مقابلہ کیا ہے تو اسنے امداس پسر جیمل کو کہ مخالفون
نامور تھا اپنے ہاتھ کی ضرب سے مارا تھا سنہ ۲۳ مین پنجاب مین نمول پائی سنہ ۲۵ مین
پنجاب مین مرزا محمد حکیم کے حملہ روکنے کے لئے ہراول مقرر ہوا سنہ ۲۹ مین رانا سے وہ
لڑا۔ پھر مرزا یوسف خان کے ساتھ کشمیر گیا سنہ ۳۲ مین بادشاہ کی خدمت مین آکر سلطان
مراد کے ساتھ کابل کی طرف گیا سنہ ۳۶ مین شاہزادہ کے ساتھ مالوہ گیا پھر اوسکے
ساتھ دکن کی مہمات مین شریک ہا سنہ ۴۳ مین وہ شاہزادہ کی اجازت بغیر بادشاہ
کی خدمت مین چلا آیا اسلئے کچھ دنون عتاب شاہی مین رہا جب بادشاہ نے دکن سے
مراجعت کی ہے تو رنتھنبور مین وہ بادشاہ سے ملا اور ہی جاگیر بدستور بحال ہوا اور دکن بھیجا
سال اول جلوس جہانگیری مین شاہزادہ سلطان پرویز کے ہمراہ مہم رانا مین متعین ہوا
اور جب بادشاہ نے خسرو کے ہنگامہ کے سبب سے پرویز کو بلا لیا تو وہی کل سپاہ کا
سپہ سالار تھا اسی سال مین ضلع ناگور مین دولت ہنگامہ پرداز ہوا تو وہ اسکے دفع کرنے
کے لئے مامور ہوا سنہ ۲ جہانگیر مین اسکو پنجہزاری کا منصب اور تین ہزار سوار ملے اور اسکے بیٹے
رامچند کو دو ہزاری منصب اور پندرہ سو سوار ملے اور صوبہ دکن کو بھیجا گیا۔
رامچندر کا بیٹا راجہ مین روپ تھا جب شاہزادہ شاہجہان نے بغاوت کی ہے تو

تو وہ اُسکے ساتھ رہا اسکی تخت نشینی پر منصب دو ہزاری اور دو ہزار سوار اور علم و اسپ
بازین نقرہ و فیل اور پانچہزار روپیہ انعام ملا ۱۰۰۰ مین راجہ گج سنگھ کے ساتھ تعلقہ پر
نظام الملک کی تخریب کے لیئے متعین ہوا اور اسی سال مین عدم کا رستہ لیا۔ گوپال سنگھ
بیٹا چھوڑا۔

(۱۰) مخصوص خان سعید خان کا چھوٹا بھائی ہے ملتان مین اپنے بھائی کے ساتھ ۱۰۰۰
مین مہم گجرات مین شہباز خان کے ماتحت کام کرتا رہا شاہزادہ مراد کے ساتھ کابل
گیا وہان اکبر جب گیا تو اوسکی خدمت بھی کرتا رہا اسکے بھائی کا قصور بادشاہ نے معاف
کیا شاہزادہ سلیم کی بھی خدمات کرتا رہا وہ جہانگیر کی ابتدائے سلطنت مین زندہ تھا
تاریخ وفات معلوم نہین اسکا بیٹا مقصود باپ سے برگشتہ تھا اسلئے بادشاہ نے اوسکو
منصب نہین دیا۔

(۱۱) شیخ ابوالفضل — شیخ نے جو اپنا حال آئین اکبری مین لکھا ہے پہلے اس سے
خلاصہ کے طور پر لکھتے ہین پھر مآثر الامراء اور تاریخ عبدالقادر بدایونی مین اور مورخون
نے جو اسکی نسبت لکھا ہے اسے بیان کرینگے۔ وہ لکھتا ہے۔
تہیدستی کے سبب سے نسب سرا ہونا باپ دادا کی ہڈیون کی تجارت کرنی ہے اور
اپنی نادانی کا اظہار کرنا ہے اور شوریدہ مغزی سے اورون کے ہنر پر نازش کرنی
اور اپنے عیبون کا نہ دیکھنا ہے۔ مین اسباب مین کچھ لکھنا نہین چاہتا تھا اس دنیا مین
سلسلہ خاندان کا پابند مقصد پر نہین پہنچتا اور آبیاری انتساب صوری نزہتگاہ معنوی
مین کام نہین کرتی۔

ابیات

چو نادانان نہ در بند پدر باش	پدر بگذار تا فرزند ہنر باش
چو دود از روشنی نبود نشان مند	چہ حاصل زانکہ آتش رہست فرزند

زمانہ کے محاورہ مین نسب کو تخمہ۔ نژاد۔ ذات۔ اور اسی طرح کے الفاظ سے تعبیر

کرتے ہین اور اسکو عالی و سافل سے پابند کرتے ہین ہشیار دانا جانتا ہی کہ عالی خاندان ہونے
کے معنے یہ ہین کہ اسکے ابائے میانی مین کوئی ظاہری ثروت مین یا شناسائی حقیقت مین
غالب ہوگا۔ نام مین لقب مین حرفہ مین مسکن مین شہرت پائی ہوگی۔ وگرنہ عالم جو انسان
کو آدم صفی کی اولاد سمجھتے ہین اور داستان گذارون کی گفت و گو کے سبب سے کوئی
اور احتمال اُنکے دل نہا دنہین ہے تو خوب ظاہر ہے کہ اس معاملہ مین وہ دوری راہ کے سبب سے
بھٹک جاتے ہین اور اس گوہر گرامی کا اعتبار نہین کرتے پس بیدار دل کب اس افسانہ سے خواب
مین آتا ہے اور اسپر بھروسہ کرکے حقیقت پژوہی سے ہاتھ کو اُٹھاتا ہے۔ پسر نوح کو
ایزد شناسی پدر سے کیا فائدہ اور ابراہیم خلیل اللہ کو بت پرستی سے کیا زیان۔

بندۂ عشق شو ترک نسب کن جامی کہ درین راہ فلان بن فلان چیزے نیست

لیکن سرنوشت آسمانی سے صورت پرست رسمیون سے کام پڑا اور اس طائفہ
سے آمیزش ہوئی جو نسب کو حسب پر ترجیح دیتا ہے اسلئے کچھہ نسب کا حال
بیان کرکے ان لوگون کے آگے اپنا مائدہ بچھاتا ہون۔

آبائے کرام کی داستان دراز ہے آسمین کیون وقت اپنا ضائع کرون انمین
بعض لباس ولایت مین ایک گروہ علوم رسمی مین ایک طائفہ عمارت کے حامہ مین ایک
جماعت معاملہ گذاری مین اور ایک طبقہ تجرد و تنہائی مین بسر کرتا تھا۔ مدت سے ان
بزرگون کی وطن گاہ زمین یمن تھی شیخ موسی پنجمین جدکو ابتدائے حال مین خلق سے
وحشت ہوگئی۔ گھر بار چھوڑ چھاڑ مسافرت اختیار کی علم و عمل کے ساتھ جہان کی
سیر کی نویں صدی مین رے مین کہ سیوستان (سندھ) مین ایک نزہتگاہ ہے عزلت
قبول کی۔ خدا کیش حقیقت پژوہون کی صحبت و دوستی مین رہا۔ اگرچہ صحرا سے مدینہ
مین آیا مگر تجرد سے تعلق مین نہین چھوڑا وہ اپنے نفس لوامہ کے آرایستہ کرنے
مین مصروف رہا۔ اسکے بیٹے پوتے اُسی کی آئین پر چلتے رہے اور تحصیل علم مین مصروف رہے
دسوین صدی کے شروع مین شیخ خضر کے دل مین یہ آرزو آئی کہ بعض اولیا ہند

زیارت کرے اور دیار حجاز مین جاے اور اپنی قوم کو جاکر دیکھو وہ اپنے چند حویشون اور دوستون کے ساتھ ہند مین آیا اور شہر ناگور مین پہنچا۔ یحیاے بخاری اپنی مخدوم جہانیان کا جانشین تھا اور ولایت معنوی سے بہرہ رکھتا تھا و شیخ عبدالرزاق قادری بغدادی کہ سید عبدالقادر جیلی کی اولاد مین تھا اور شیخ یوسف سندی جسنے صورت و معنی کی سیر کی تھی اور بہت سے کمالات حقیقی جمع کئے تھے اور خلق کی رہنمائی اور ارشاد مین بسر کرتا تھا اور خلقت اوسکی راہ آوردسے ذخیرے لیتی تھی ان کا آرگاہ بزرگون کی گرم خوئی اور دلجوئی کے سبب شیخ خضر نے یہان توطن اختیار کیا۔

شیخ خضر کا بڑا بیٹا ۹۱۱ھ مین شیخ مبارک پیدا ہوا۔ چار سال کی عمر مین آگہی کے آثار نمایان تھے نو سال کی عمر مین سرمایہ ستر کسنے حاصل کیا چودہ سال کی عمر مین علوم متداولہ حاصل کر لیے۔ ہر علم مین اسکو متن یاد تھے۔ شیخ عطن کی خدمت مین وہ زیادہ رہتا تھا اور اپنے باطن کی پیاس کو اُسسے بجھاتا تھا۔ شیخ ترک نژاد تھا ایک سو بیس برس کی عمر مین مرا۔ سکندر لودی کی سلطنت مین یہان وطن بنایا اور شیخ سالار ناگوری کی خدمت مین علم کا پایہ والا پایا۔ شیخ نے توران اور ایران مین دورہ کیا تھا

القصہ شیخ خضر سندھ مین اس ارادہ سے گیا کہ وہان سے کچھ اپنے اقربا کو اس دیار مین لے آئے مگر اس سفر مین ہی سفر آخرت پیش آیا۔ ناگور کی حدود مین بڑا قحط پڑا وبائے عام پھیلی اور مادر و والدہ کے سوا سب مر گئے۔

شیخ مبارک (پدر ابوالفضل) کا ارادہ ہمیشہ جہان گردی کا اور ہر سرزمین کے بزرگون کے دیکھنے کا اور فیض ایزدی کی دریوزہ گری کا دل مین جوش کرتا تھا لیکن کدبانوے خاندان اجازت نہ دیتی تھی اور خاطر سعادتمند مین سرکشی نہ تھی اس کشاکش باطنی مین وہ شیخ فیاضی بخاری سے ملا تو اور دل مین شورش بڑھی۔ پھر خواجہ احرار کے چار مہینے تک سعادت حاصل کی اور دل کو طرح طرح کے حقائق سے پُر کیا اسی اثنا مین مادر و والدہ کا انتقال ہوا۔ وہی پدر بزرگوار کی تربیت کرتی تھی

مالدیو کا حادثہ برپا ہوا۔ پدر بزرگوار نے مجرد انہ دریا کے شور کی طرف کوچ کیا۔ قصد تھا کہ اس راہ سے معمورۂ عالم کی سیر کیجیے اور طرح طرح کے آدمیوں سے فیض حاصل کیجیے۔ احمد آباد گجرات میں بڑے بڑے عالموں سے ملاقات ہوئی اور ہر فن بزرگ میں اپنے سند عالی حاصل کی۔ ابن مالک۔ شافعی۔ ابو حنیفہ۔ حنبل۔ امامیہ میں اصولاً و فروعاً طرح طرح کا علم حاصل کیا اور سخت تگاپو کر کے اجتہاد کا درجہ حاصل کیا اگرچہ باپ دادا کا طریقہ ابو حنیفہ کی روش پر تھا لیکن شیخ مبارک تقلید سے کنارہ کر کے دلیل کی بندگی کرتا۔ اور علم ظاہر سے حقائق معنوی پر عبور کرتا اور نزہتگاہ صورت سے ملک حقیقت کا رہنما ہوتا تصوف و اشراق کے اسالیب کو پڑھا اور بہت سی کتابیں خاص کر شیخ ابن عربی و شیخ ابن فارض و شیخ صدر الدین قونیوی کا مطالعہ کیا۔ سب سے بڑی نعمت اسکو یہ ملی کہ خطیب ابو الفضل کا زمانی کی خدمت سے مشرف ہوا اسنے قدر دانی اور آدم شناسی کے سبب سے اسکو فرزند بنایا۔ اسی شہر میں پدر بزرگوار شیخ عمر ثنوی کہ اکابر اولیاء زمانہ میں تھا اور شیخ یوسف سے کہ ہوشیاران سرمست و ربودگان آگاہ دل میں تھا ہمنشین ہوا۔ اسی بزرگ نے شیخ کو سمجھایا کہ سفر دریا کا دروازہ بند ہے دار الخلافہ آگرہ کی طرف جانا چاہیئے وہاں اگر کارکشائی نہ ہو تو توران و ایران جانا چاہیئے حضرت کے اشارہ سے ۷۰ محرم ۹۵۰ھ کو آگرہ میں آیا یہاں شیخ علاء الدین مجذوب سے اتفاق صحبت ہوا اس نے اپنی مستی سے شیخ کی مین آنکر کہا کہ فرمان ایزدی ایسا ہے کہ اس شہر میں توقف کر۔ گردش کو ترک کر اور بہت سی خوشخبریاں سنائیں اور خاطر جو سفر پر آمادہ تھی اسکو آرام دیا۔ دریائے جمن کے کنارہ پر میر رفیع الدین صفوی کے جوار میں وہ فروکش ہوا اور اسی گھرانے میں اس نے اپنا نکاح کیا۔ جب ۹۵۵ھ میں میر کا انتقال ہوا تو والد بزرگوار نے اپنا گوشۂ عافیت اختیار کیا باطن کی درستی و شوئی میں اور ظاہر کی پاکیزگی میں ہمت صرف کی۔ گونا گون علوم کے درس میں مشغول ہوا کسی سے کچھ نہیں مانگتا جو کوئی اہل ارادت برسم اخلاص کچھ لاتا تو بقدر ضرورت اسمیں سے لیتا اور آدمیوں سے لینے میں عذر کر دیتا تھوڑے دنوں میں

اسکی نشستگاہ دانشوروں کی پناہ اور بزرگ وکوچک کی بازگشت ہوگئی لوگوں نے
حسد سے انجمن اور دوستی سے خلوتین آراستہ کیں اسکو نہ اول سے کچھ اندوہ ہوتا نہ
دوسرے سے خوشی - شیر خان وسلیم خان (شیر شاہ وسلیم شاہ) اور بزرگوں نے چاہا کہ
وجوہ سلطانی سے کوئی تیول مناسب مقرر ہو مگر اس ہمت بلند نے انکار کیا اور اس سے
اپنی منزلت کو افزائش دی -

شیخ مبارک کی نہاد مین رہنمائی سرشت ہوئی تھی اپنی مجلس کے آنیوالون کو اور آگاہی ہونیوالون کو وہ ہدایت کرتا اور بدخویون کی سرزنش کرتا - ظاہر پرست خویشتن دوست اس سے رنجیدہ ہوتے اور ناسزا اندیشے کرتے اپنی ہنگامہ آرائی اور معرکہ گیری اور کاندہی اسکے دل کے پاس بھی نہین آتی تھین اسلیئے وہ نہ حق سرائی مین نہ بدکارون کی کوشش مین تخفیف کرتا اور پرخاش جویون کی چارہ سگالی پر توجہ کرتا یہی سبب تھا کہ خدا نے اس کو سعادت گزین فرزند عنایت کیے اگرچہ وہ اپنی اوقات کو علمی گفتگو مین صرف کرتا

افغانون کے زمانہ مین حقیقی دانشمند یہان کمتر تھے - مگر جب ہمایون بادشاہ ہندوستان مین آیا تو چند ایرانی و تورانی دانشمندون نے آنکر یہان انجمن دانائی کو رونق دیدی جب شہنشاہ اکبر تخت پر بیٹھا تو اول ہی سال جلوس مین بڑا قحط پڑا اور تفرقہ آدمیون مین ہوا اور آبادی کی ویرانی ہوئی کچھ گھر ہی باقی رہے اور بھر وبا عالم نے اور خلقت کا کام تمام کیا اکثر بلاد ہندوستان مین تنگ دستی اور جانگزائی نے پاؤن پھیلائی مگر شیخ مبارک نے اپنے گوشہ عزلت کو نہ چھوڑا - جب ابوالفضل پانچوین سال مین تھا اس عمر مین اسکی وہ لیاقت تھی جسکا یقین کسی کو نہین آئیگا سختی روزگار نے خاندانون کو برانگندہ کیا اور ہزارون کو مار ڈالا مگر شیخ مبارک کے گھر مین سب عزت مرد چھپے ہوئے بڑے بہتر آدمی رہتے تھے انکی فراخ حالی و نشاط درویشی کو دیکھکر لوگ متحیر ہوتے تھے اور شیخ پر کیمیا گر و سحر خوان ہونے کا گمان کرتے تھے کبھی ایک سیر غلہ بہم پہنچا دیتے کی ہنڈیون مین جوش ہوتا اسکا آب تقسیدہ ان سب آدمیون مین تقسیم ہوتا

مگر اس پر بھی روزی کا غم اس گھر مین قدم نہ رکھتا اور سوائے خدا کی عبادت کے کوئی اور خیال دلون مین نہ آتا سختی سے اور شادمانی ہوتی اب شیخ مبارک پر یہ افترا باندھا کہ وہ فرقہ مہدویہ مین ہے اور اس باب مین بہت پریشان داستانین گھڑی گئین۔

ہند مین ایک گروہ ہے کہ میر سید محمد جونپوری کو مہدی موعود سمجھتے ہین اور اسمین مبالغہ کرتے ہین سلیم شاہ کے عہد مین شیخ علائی ایک جوان جسکا ظاہر و باطن آراستہ تھا وہ اس وادی مین پڑا۔ وہ شیخ مبارک سے ملنے آیا۔ فتنہ انگیز بہانہ جوئے ہر زہ سرائی شروع کی۔ زمانہ کے علماء کہ نادان دانش فروش اور زبر گیا یہ نوش نما ہین شیخ علائی کے مارنے پر مستعد ہوئے اور فتوی درست کیا شیخ مبارک نے انکے ساتھ موافقت نہین کی اور عقل و نقل سے انکی معاضدت مین نہ پایا۔ ہندوستان کے بادشاہ کے روبرو یہ معرکہ پیش ہوا۔ بادشاہ نے زمانہ کے علماء کو جمع کیا اور حکم شرعی کا استفسار کیا۔ شیخ مبارک کو بھی اسمین بلایا۔ اسنے سب کے برخلاف ارشاد کیا۔ اس دن سے لوگون نے شیخ کو مہدویہ ہونے سے متہم کیا پھر اس سبب سے اسپر شیعہ ہونے کی تہمت لگائی کہ ایک شخص سادات عراق سے آیا تھا وہ یگانۂ زمانہ تھا علم کو عمل کے ساتھ مقرون رکھتا تھا اور گفتگو کو کردار کے ساتھ یکسانی دیتا تھا علماء نے ایک دن اکبر سے کہا کہ میر کا پیش نماز ہونا روا نہین ہے جسکی گواہی مردود ہے تو اسکا اقتدا کیسے سزاوار ہو سکتا ہے۔

حنفی کتابون کی چند روائتین استشہاد کے لئے پیش کین کہ عراق کے اشراف کی شہادتین نہین سنی چاہئین مرزا پر بڑی بنی مگر شیخ مبارک سے اسکی اخوت تھی اسنے خوبان و ہمتون کو رد کیا اور ثابت کیا کہ اس عراق سے عراق عجم مراد نہین ہے بلکہ عراق عرب مراد ہے اس تہمت سے شیخ پر شیعہ ہونے کی تہمت جھوٹی ہے نہین سمجھو کہ شناسائی اور چیز ہے اور پیروی اور ہے سنہ ۱۰۰۷ مین شیخ مبارک گوشہ انزوا سے باہر آیا اور عجیب مصیبتون مین مبتلا ہوا جنمین سے نیچے کچھ لکھی جاتی ہین اگرچہ بیتہ حسد کے زنبور خانہ مین شورش تھی اور مار سوراخ حقد جوش مین تھا اور دوستی کا شب چراغ بیفروغ اور زمانہ کے نیکون کا دل بدی سے بستہ اور بیگانگی

دروازہ کشادہ تھا لیکن اسوقت مین کہ شیخ مبارک کے پایۂ انش کی بلندی نے بلندی پائی
اور بزرگان زمانہ اسکے شاگرد ہوئے اور اسکے پاس آدمیون کا ہنگامہ گرم ہوا اور اسنے
اپنی آئین کے موافق دوستون اور نیک خواہون کو بری عادتون اور خویون سے باز رکھا تو
علماء زمانہ و مشائخ روزگار کہ وہ شیخ مبارک کو اپنے عیبون کا آئینہ جانتے تھے اسکے
آزار کے درپے ہوئے انکو یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ اگر بادشاہ تک اسکی رسائی ہوگئی تو
ہماری تعلی کھلجائیگی اور کچھ آبرو باقی نہین رہیگی غرض انہون نے آپسمین صلاح مشورہ کرکے
ایک شخص کو جسکو شیخ مبارک نیک جانتا تھا سکھا پڑھا آدھی رات کو بھیجا وہ اس اندھیری
رات مین کانپتا لرزتا بسورتا روتا ہوا شیخ فیضی پاس آیا اور اسنے اُنسے کہا کہ لوگون
نے ہجوم کر رکھا ہے اور بہت سے مدعی پیدا کر رکھے ہین شیخ پر بہت سے بہتان باندھے
ہین۔ یہ لوگ صاحب اقتدار ہین۔ مین یہ حال دیکھکر آدھی رات کو آیا ہون ایسا نہ ہو کہ دن
ہوجائے اور پھر علاج نہ ہوسکے بہتر یہی ہے کہ کچھ دنون کے لیئے شیخ کو بغیر اس کے
کہ کسی کو خبر ہو ایک گوشہ مین لیجائے اور جب تک کہ دوست جمع ہون اسکو کنارہ کرنا
چاہیئے فیضی بیتاب ہوکر باپ پاس گیا اسنے متوکلانہ صوفیانہ باتین بنائین فیضی کی
عقل و ہوش بجا نہ تھی اسنے کہا کہ معاملہ کی بات اور ہوتی ہے اور استان تصوف
اور ہے اگر اس وقت آپ نہین جاتے ہین تو مین اپنے تئین مارتا ہون کہ رونے کا می کو نہ
دیکھون جب بیٹے نے یہ سنائی تو باپ نے اسکا کہنا مانا ابوالفضل کو بھی بیدار کیا
پھر اندھیری رات مین باپ اور دونو بیٹے گھر سے پیادہ نکلے نہ کوئی رہبر معین تھا
نہ رفتار کے لیئے پانون استوار تھے۔ شیخ صاحب نیرنگی تقدیر کا تماشا دیکھ رہے تھے
بیٹے دونو آپسمین تقریر کرتے تھے جو ایک کہتا تھا دوسرا اسکو رد کرتا تھا ابوالفضل کہتا تھا
کہ گھر چلو باپ اسکے ساتھ اتفاق رائے کرتا تھا مگر فیضی کسی طرح نہین مانتا تھا آخر کو جب دن
ہوا تو شیخ کے دشمنون نے بادشاہ کے سپاہیون کو اسکے گھر بھیجا کہ اوسکو لے آئین جب
یہ سپاہی گھر آئے اور شیخ کو نہ پایا تو شیخ ابوالبرکات کو پکڑ کر لیگئے اور شیخ کی جائداد کی دربان

بنا ہنو کے بادشاہ سے کہدی بادشاہ نے اس چھوٹے لڑکے کو چھوڑ دیا اور گھر پر سے سپاہیون کو بلا لیا۔
اور کہدیا کہ شیخ کہین سیر و تماشے کو گیا ہوگا ان دشمنون نے شیخ کو گھر سے تو نکالا ہی تھا
اب اُسکے درپے ہوئے کہ کسی نہ کسی طرح سے اسکو بادشاہ کے روبرو پکڑ کر بلانا چاہیئے
بادشاہ کی طرف سے جھوٹی موٹی باتین شیخ کی نسبت مشہور کر دین۔
شیخ اور اسکے دونو بیٹے مارے مارے پھرے کوئی انکو گھر مین جگہہ نہ دیتا تھا غرض
بہت دنون تک یہ مصیبت اُٹھا کر آگرہ مین گئے وہان بادشاہ پاس کچھ ایسے دوست
انکے جمع ہو گئے تھے کہ شیخ بادشاہ کی خدمت مین گیا اور وہان اسکی تعظیم و تکریم کی گئی
اور اسکے دشمنون کو ذلت ہوئی۔ جب بادشاہ دارالسلطنت مین لاہور مین آیا
تو اسنے ۹۹۵ھ مین شیخ کو یاد فرمایا وہ بادشاہ پاس گیا جب شیخ وہان سے واپس آیا
تو اس دنیا سے رخصت ہوا۔
عبدالقادر بدایونی لکھتا ہے کہ اس مخالفت اور درشتی کا سبب یہ تھا کہ جب اہل بدعت
گرفتار ہوتے تھے تو اسنے پہلے میر حبشی اور اسکے سوا شیخ عبدالنبی و مخدوم الملک اور
سائر علماء نے متفق اللفظ و المعنی ہو کر بادشاہ سے عرض کیا کہ شیخ مبارک مہدوی اہل
بدعت سے نہال و مسہل ہے یعنی خود گمراہ اور اورون کا گمراہ کرنیوالا ہے بادشاہ
سے اسکے طلب کی اجازت لیکر اسکے دفع رفع کے درپے ہوئے محتسبون کو شیخ کی حاضری کے
لئے بھیجا شیخ اپنے بیٹون سمیت روپوش ہو گیا تھا ان محتسبون نے اوسکی مسجد کا منبر
توڑ ڈالا شیخ نے شیخ سلیم چشتی فتحپوری سے کہ جنکا جاہ و جلال اوج پر تھا التجا کی کہ
وہ بادشاہ سے اسکی شفاعت کے لئے التماس کرین شیخ نے بعض خلفاء کے ہاتھ کچھ
خرچ اس پاس بھجوا دیا اور یہ پیغام دیا کہ تمہارے لئے بڑی مصلحت یہی ہے کہ گجرات
چلے جاؤ۔ جب شیخ یون ناامید ہوا تو مرزا عزیز کوکہ کا متوسل ہوا۔ اُس نے شیخ مبارک
کی بلائی اور درویشی کا اور اسکی اولاد کی فضیلت کا حال بادشاہ سے
عرض کیا اور کہا کہ وہ مرد متوکل ہے کچھ زمین بھی بادشاہی اوسے نہین ملی۔

یہ فقیر کیون نجیدہ کہا جاتا ہے۔ پادشاہ اوسکی ایذا سے دست بردار ہوا۔ تھوڑے ہی زمانہ اُسکا موافق آگیا۔

بدایونی اسکا اور حال یہ لکھتا ہے کہ وہ روزگار کے علمائے کبار مین سے تھا۔ صلاح و تقوی و توکل مین ابنائے زمان و خلائق دوران سے ممتاز تھا۔ ابتدائے حال مین ریاضت و مجاہدہ بہت کرتا تھا۔ امر معروف و نہی منکر مین اسطرح سعی تھا کہ اگر اسکی مجلس وعظ مین سونے کی انگوٹھی یا حریر یا سرخ موزہ یا سرخ زرچہ جامہ کوئی پہنکر آتا تو خود گھڑکتا کہ اسکو اُتارو۔ اور کوئی ازار ٹخنے سے نیچے پہنے ہوئے ہوتا تو فوراً اُسکے پائجامہ کترنے کا حکم دیتا۔ اگر نغمہ کی آواز گلی مین سُنتا تو بھاگ جاتا مگر آخر مین وہ نغمہ مین مشغوف ہوا کہ ایک دم بے استماع صوت و راگ و سرود و ساز کے آرام نہ لیتا۔ غرض طور مختلف اور اوضاع متلون کا مسالک تھا۔ کچھ مدت تک فغانون کے عہد مین شیخ علائی کی صحبت مین رہا۔ اوائل عہد اکبری مین جماعت نقشبندیہ کو استیلا ہوا تو اسنے اپنی نسبت سلسلہ کے ساتھ درست کی کچھ دنون مشائخ ہندانیہ مین داخل رہا۔ جب دربار کو عراقیون نے گھیرا تو انکے رنگ مین ہوگیا **تکلموا الناس علی قدر عقولھم** اسکا شیوہ تھا۔ بہرحال وہ علوم دینیہ کے درس مین اشتغال رکھتا تھا۔ علم شعر و فنون و سائر فضائل خصوصاً علم تصوف کو خوب جانتا تھا وہ اور علمائے ہند کی طرح نہ تھا شاطبی علم تجوید مین یعنی قرآن کی قرأت مین ایک کتاب ہی حفظ تھی حفظ اسکو پڑھاتا تھا۔ قرآن مجید کو دسون قرأتون مین پڑھ سکتا تھا۔ پادشاہون کے دروازہ پر کبھی نہین جاتا تھا۔ بہت خوش صحبت تھا آخر عمر مین ضعف بصر ہوا۔ مطالعہ سے باز رہا گوشہ نشین ہوا اس نے تفسیر کبیر کی مانند ایک تفسیر لکھی جسکی چار جلدین ضخیم ہین۔ منبع نفائس العیون اسکا نام ہے جب اس نے تفسیر تمام کی تو وہ قصیدہ فتحی تائیہ کو جسکی سات سو بیتین ہین اور قصیدہ نعت بن زبیر اور اور قصائد کو حفظ ورد کے طور پر پڑھتا تھا ۱۷ ذی قعدہ ۱۰۰۰ھ کو اس جہان سے رخصت ہوا۔ اس حادثہ کے ماتھ کوئی ماتم نظر نہین آیا۔ مگر افسوس ہے

حب دنیا و جاہ کی شومی سے لباس فقر مین کوئی جگہ آتشی دین اسلام کی نہین چھوڑی۔ جامع اوراق یعنی عبدالقادر نے عنفوان شباب مین آگرہ مین چند سال اسکی ملازمت مین رہکر کتابی سبق پڑھا ہی۔ اسکا بڑا حق مجھ پر ہے لیکن بعض امور دنیاوی اور دینی اور مال و جاہ کی حرص و زمانہ سازی و مکر و فریب اور تغیر مذہب و ملت مین غلو اسنے ایسے ظہور مین آئے کہ کوئی حق اسکا مجھپر باقی نہین رہا۔

یہ حال تو ابوالفضل کے بزرگون کا تھا اب وہ اپنا حال لکھتا ہے کہ اسمحرم ۹۵۸ھ کو مین پیدا ہوا ایک سال سے کچھ عمر بڑی تھی کہ مین بیماری بیماری باتین کرنے لگا پانچ سال مین غیر آگاہی ہوئی اور سواد حاصل ہوا۔ ساتوین سال مین باپ کے خزانون کا مخزن اور اسکے جواہر معانی کا پاسدار اور اسکے گنج کا مار بنا تعجب یہ ہے کہ مین ہمیشہ علوم مکتبی سے اور رسوم زمانی سے بھاگتا تھا اکثر اوقات مین کتاب کا مطلب نہین سمجھتا تھا۔ باپ اپنے طور پر ہر فن مین ایک مختصر کتاب تالیف کرکے سکھاتا اور اس سے میرا علم بڑھتا لیکن کوئی علم کی بات دلنشین نہین ہوتی۔ بعض باتین بطلقا مجھ مین نہین آتین بعض وقت اشتباہ مجھے آگے نہ چلنے دیتے زبان میری یاوری نہ کرتی کہ مین انکو کہتا اور حجاب الکنی لاتا یا سخن گذاری کی تہمتمندی نرکھتا۔ اس مجلس مین رہتا اور اپنے پر فکر کرتا اس اثنا مین ایک مظاہر کوئی سی علاقہ خاطر پیدا ہوا وہ مجھے مدرسہ مین لے گیا۔ دس سال یہان گذارے تحصیل علم مین رات دن مصروف رہا۔ علم کے شغل مین ایسا مصروف ہوتا کہ دو دو تین تین روز نہین کھاتا تو لوگون کو تعجب ہوتا مین نے انسے کہا کہ الفت و عادت سے استعجاب اٹھ جاتا ہے۔ بیمار کی طبیعت مرض کے معتاد مین ایسی پڑتی ہی کہ کھانے سے ہاتھ کھینچتی ہی تو کسی کو تعجب نہین ہوتا اگر تو جنہ معنوی سے فراموشی ہو تو کیا تعجب ہے۔ کتب متداولہ پڑھنے اور سننے سے ازبر ہو گئین کتابون کے پرانے ورقون سے مطالب دل کے صفحہ پر نئے ہو گئے مین متقدمین پر اعتراض کیا کرتا تو لوگ مجھے لڑکا سمجھ کر کچھ اس پر خیال نہین کرتے تھے جسسے میرا دل جلتا تھا۔

ایک دفعہ حاشیہ خواجہ ابوالقاسم کا مطول پر پڑھا مین ملا اور میر پر اعتراض کرتا تھا۔

بعض دوست اسکا مسودہ کرتے جاتے تھے وہ بالکل اس حاشیہ مین نکلے میرتدریس کا آغاز ہی تھا۔ حاشیہ صفا ہانی میری نظر سے گذرا کہ آدھے سے زیادہ دیوک (دیمک) خوردہ تھا طلب اسکے استفادہ سے نا امید تھے۔ مین نے کرم خوردہ کاغذ کو جدا کرایا اور اسکی جگہ سفید کاغذ لگایا اور صبح کو تامل کرکے مبدا و منتہا کو دریافت کرکے اسکا مسودہ مربوط کیا اور اسکو سفید کاغذ پر لکھایا اس اثنا مین درست کتاب ہاتھ لگی جب مقابلہ کیا گیا تو دو تین جگہ تغیر بالمرادف اور تین چار جگہ ایراد بالمقارب ہوا تھا سب کو دیکھ کر تعجب ہوا۔

ابوالفضل کا شہنشاہ کی خدمت مین جانا۔

۹۸۱ھ مین ابوالفضل مبارک حضرت شہنشاہ اکبر کا قدمبوس ہوا اسکی خود پرستی تخوت کا علاج ہوا اس ملاقات کا حال وہ خود اکبرنامہ مین اس طرح لکھتا ہے کہ جب مین پیدا ہوا تو پانچ سال کی عمر مین تمیز رسمی مجھے حاصل ہوئی۔ پدر صوری و معنوی کی نظر تربیت سے فنون حکمی و علوم نقلی مین مجھے اطلاع ہوئی۔ اگرچہ مجھپر دانش کا دروازہ کھلا۔ پیشگاہ حکمت مین داخل ہوا لیکن نامساعدی بخت سے خود بین اور خویشتن آرا ہوا کچھ دانون اپنے ہنگامہ کے رونق دینے مین سرگرم رہا۔ طالب علمون کے ہجوم سے میری رعونت بڑھی اس گروہ کی بے تمیزی و بے انصافی کی شورش سے بجرد اور اختیار عزلت کا نشہ سر مین چڑھا اگرچہ دن مین درس علوم مین مشغول رہتا لیکن راتون کو صحرا مین جا کر کوئی طلب کے شوریدون سے ملتا۔ ان گنجینہ دار تہیدستون سے دریوزہ ہمت کرتا۔ ظاہر بین دانایون کے اوپر صورت پرست تقلیدیون کے رواج بازار سے مین تحیر و سراسیمہ ہوتا۔ نہ چپ رہنے کی طاقت تھی۔ نہ حرفزنی کرنے کی قوت تھی اگر پدر بزرگوار کے مقدمات موعظت مجھے دست دیوانگی مین نہین لیجاتے تھے لیکن خاطر کی شورش کا علاج مفید نہین ہوتا تھا۔ کبھی دل چاہتا تھا کہ خطہ خطا کے دانایون پاس چلے کبھی کوہ لبنان کے مرتاضون کی طرف طبیعت میل کرتی تھی کبھی جوگیون کے ساتھ ہمزبانی کا شوق ہوتا تھا کبھی برگال کے پادریون

منفعی کا خیال دامنگیر ہوتا تھا کبھی موبدان فارس کی ہم نشینی اور زند و استا کی
رموز دانی خاطر کو بصیر کرتی تھی۔ میرا دل اپنے دیار کے ارباب صحو اور اصحاب سکر سے
تنگ تھا۔ اگرچہ طلب کی ناہار باپ کی تعلیم سے شکستہ ہوتی تھی لیکن میری درد کا درمان
ہمین ہوتا تھا اور اپنی نادانی سے نشاز ظاہری کو مخالف عقبیٰ جانتا تھا اور یہ وضع مجھے
نہایت بیقرار رکھتی تھی اور انکی صحبت سے مین دور رہنا چاہتا تھا نصیبہ کی یاوری سے
پادشاہ کی انجمن مین میری دانش پکتبی کی شہرت مذکور ہوئی برادر گرامی اور خیراندیش دوست
اور محبت گزین خویش اور شاگرد سب اسپر ہمزبان ہوئے کہ پادشاہ کی ملازمت سے مین مشرف
ہون۔ مجھے اسکا خیال نہ تھا اور خاطر تجرد گزین کو تعلق کا سودا سر اسیمہ کرتا تھا اس لئے
کہ میری چشم دور بین بھلی نہ تھی اور سلاسل تقید کے توڑنے مین ہمت مصروف تھی ناورد الوان
کی طرح ظاہر کو باطن کا نقیض اور قید کو اطلاق سے مغائر شمار کرتا تھا یہان تک کہ خدا
مجازی نے پردہ اٹھاکر حقیقت پر رہنمائی کی اور میرے پندار کو سر سے نکالا۔ ناگزیر
اوسکی رضا کو اپنی خواہش پر مقدم جانا۔ گو میری خاطر معانی کی گنجینہ دار تھی لیکن متاع
دنیا سے تہیدست تھی درگاہ والا کی پیشکش کے لئے مین نے آیۃ الکرسی کی تفسیر لکھی اور جب
پادشاہ دار الخلافہ مین آیا تو کورنش بجالایا اور اوس تفسیر کو اپنی تہیدستی کا عذر بنایا۔
پادشاہ نے حسن قبول فرمایا اور خاص نظر سے خوب دیکھا۔ دولت ملازمت سے کہ اکسیر
اہلیت ہی میری شورش خاطر کو تسکین دی پادشاہ کی محبت نے یکبارگی میری دل کو گھیر لیا
پادشاہ دیار شرقی پر یورش کے لئے چلا۔ گو مین نے اس درگاہ کے بزرگون سے توسل مین
ڈھونڈھا۔ ملازمت سے باز رہا لیکن پادشاہ کے ساتھ رابطہ روحانی میرے دل مین ہمیشہ
تاخن زنی کرتا تھا۔

اب تجدید ملازمت کا حال اکبر نامہ مین اسنے یہ خود لکھا ہے کہ ۹۸۲ھ کی شروع مین
دار الخلافہ آگرہ مین بجبہۂ خدمت سے ناصیہ فروز ہوا۔ دانش رسمی کی رعونت
اب تک دماغ مین چلی جاتی تھی باوجود فرط اخلاص و عقیدت کے دیار شرقی کے سفر سے

پہلو تھی کی۔ اگرچہ سفر کا سامان موجود نہ تھا لیکن دل خود بینی کا بت پرست ایسا تھا
کہ اُس نے اس سفر کا ارادہ بھی نہیں کیا اور اپنے علم کے تنکدہ میں ایسا رعونت افزا تھا کہ
غربت صوری اور نظارگی کی عزیمت دل میں جوش کرتی تھی لیکن باپ کی اجازت بغیر
میں سفر کو مبارک نہیں جانتا تھا اور باپ بھی مجھکو وداع نہیں کرتا تھا یہاں تک کہ دیار
شرقی سے مرحمت نامہ بڑے بھائی ابو الفیضی کا آیا کہ پادشاہ مجکو یاد کرتا ہے۔ مگر
سامان سفر ایسا نہ تھا کہ خدمت کے ارادہ کو قوہ سے فعل میں لاتا مگر دل میں آرزوے
ملازمت پیدا ہوئی اور سورہ فتح کی تفسیر لکھی کہ اسکو مجلس مقدس کا تحفہ بنائے جب اجمیر میں
پادشاہ آیا تو اسنے دوبارہ یاد فرمایا۔ یہ حال بڑے بھائی کے خط سے معلوم ہوا
اس سے پادشاہ کی قدمبوسی کا شوق اور بڑھا۔ جب پادشاہ فتحپور سیکری میں
آیا تو باپ سے اجازت لیکر فتحپور دوڑا گیا۔ یہاں کوئی مہربان نہ تھا کہ مہربانی مجھپر کرتا۔
میری رعونت یہ اجازت نہیں دیتی تھی کہ وسیلہ ڈھونڈھتا کوئی گھر نہ تھا کہ وہ اپنی
خلوت کا چراغ مجھ سے روشن کرتا۔ بھائی جو مجھ سے عمر میں اور دانش میں بڑا تھا اپنے گھر میں
لے گیا دوسرے روز جامع مسجد میں پادشاہ کی ملازمت حاصل ہوئی۔ توجہ پادشاہی
نے میرے نصیبہ کی یاوری کی ایک مدت تک اس مجمع دین و دنیا میں کہ ہزارہا دل و
نخل جمع تھے (عبادت خانہ میں جسکا حال اقبال نامہ میں درج ہے) پادشاہ مجھ سے
مخاطب ہوتا اور میرا حال جو مجھے خود بھی نہیں معلوم تھا وہ اپنی بزم کے خاصوں سے
کہتا پادشاہ کی مہربانی مجھے روز بروز بتدریج مرتفع کرتی گئی۔ میرا دوسرا جنم تو یہ ہوا
کہ پھر شکم پندار سے ملک نیاز میں آیا۔ تیسرا جنم یہ کہ صلح کل کی اطمینان کی بارگاہ میں
صدر نشین ہوا چوتھا جنم یہ کہ صلح کل کے خارستان سے نکل کر محبت کے گلستان
ہمیشہ بہار میں عشرت پیرا ہوا پانچوان جنم یہ تھا کہ مجھے یہ لگاؤ ہوئی کہ اس باغستان
بے خار میں ایک عرفہ عالی عمارت کو قبول کروں تاکہ پادشاہ کی نظر عاطفت سے
رضاے کل کی سعادت حاصل ہو جس سے دوئی نیست ہو۔ چھٹا جنم یہ تھا کہ پھر مجھے

یہان نشیمن دلنشین حاصل ہوا کہ بادشاہ کی رہنمونی سے چہار طاق تسلیم کی پیشگاہ مین مربع نشین آگہی ہوا اور سالتوان جنم یہ کہ جب مرون تو بار تعلق کو دوش فطرت سے ڈال کر خلوت کدہ ہستی نیست نما مین عشرت آلود ہون کہ فارغ دلی اور کشادہ پیشانی سے بارگاہ فقر الہی مین فرصت تجرید اور رخصت تفرید کا ارمغان لے جاؤن۔ کہ پھر مجھے موطن تناسخی یا موقف حشری مین آٹھوین جنم کی آرزو نہ ہو۔ ان ملاقاتون کا حال عبدالقادر بدایونی اس طرح لکھتا ہے کہ شیخ ابوالفضل خلف شیخ مبارک ناگوری کہ جو علامی لکھا جاتا ہے اسکے علم کی شہرت جہان مین ہے چراغ صباحیون کو روشن کیا ہے جو روشن دن مین چراغ جلانے کا حکم رکھتا ہے اور بمقتضاے من تخالف تصرف جمیع امم کی مخالفت پر کمربستہ ہوکر بادشاہ کی ملازمت کی اور تفسیر آیۃ الکرسی کہ جسمین کچھ قرآنی دقایق و نکات درج ہین بادشاہ کی نذر کی کہتے ہین کہ وہ اسکے باپ کی تصنیف سے تھی تفسیر اکبری اسکی تاریخ ہوئی ہے فرعون صفت ملانون کی گوشمالی کے لئے اسکو خاطر خواہ بادشاہ نے پایا بادشاہ کی حمایت سے اور اپنی زور خدمت و زمانہ سازی و بیدماغی و مزاج شناسی و خوشامد سے وہ اقصی الغایت کو پہنچا اسنے فرصت کے وقت عجمت علماء کی جسنے سعایت و سعی نامشکور کی تھی اقبح وجوہ سے رسوا کیا اور انکے استیصال کا باعث ہوا بلکہ موجب تخریب جمیع عباد و مشائخ و علماء و عوام صلحا و ضعفاء و ایتام کا ہوا انکی مدد معاش اور وظائف کو موقوف کرایا۔ زبان حال و قال سے وہ ہمیشہ کہا کرتا تھا۔

رباعی	
یارب بجہانیان دلیلے بفرست	نمرود ان را چون پشہ نیلے بفرست
فرعون وشان دست برآورد ستند	موسی وعصا و رود نیلے بفرست

جب اس وضع سے خلل وقتی پر ہوئے تو یہ رباعی اکثر اسکی زبان پر تھی۔

رباعی	
آنش بدو دست خویش در خرمن خویش	چون خود زدہ ام چہ نالم ار دشمن خویش

کس دشمن من نیست مبیناد دشمن خویش اے وائے من دست من و دامن خویش

اگر بحث کے وقت مجتہدین کا قول اس سے کہا جاتا تو وہ یہ کہتا کہ یہ سخن فلان حلوائی فلان کفش دوز کا فلان چرم گر کا ہے ہمارے لئے حجت مین لاتے ہو۔ تمام مشائخ و علما کی نفی کرتا تھا۔ ابوالفضل اور اسکے بھائی ابوالفیض فیضی کا اثر جو اکبر کے اور اور آدمیون کے مذہب پہ ہوا اسکا مفصل حال ہمنے اکبر کے مذہب کے بیان مین لکھا ہے۔ مہمات دکن مین جو اس نے خدمات شائستہ کین اسکا اور اسکے مارے جانے کا حال ہمنے اقبال نامہ مین بیان کیا ہے۔ مآثر الامرا مین لکھا ہے کہ خان اعظم نے اسکے فوت ہونے کی تاریخ یہ کہی ہے۔ تاریخ ۔ تیغ اعجاز نبی ابن سر باغی بریدہ + کہتے ہین کہ شیخ نے خواب مین آکر کہا کہ میری تاریخ فوت ہندہ ابوالفضل ہے۔ شاہ ابوالمعالی قادری کہ مشائخ لاہور مین سے تھے نقل کرتے ہین کہ مجھے ابوالفضل کے کامون سے انکار تھا ایک رات مین نے خواب مین دیکھا کہ مجلس جناب رسالت مآب مین ابوالفضل کو حاضر کیا حضرت نے جبہ مبارک شیخ کے منہ پہ ڈال کر فرمایا کہ یہ مرد حیات چند روزہ مین افعال بد کا مرتکب ہوا تھا مگر منجانب حق بخشا گیا شعر اول یہ ہے ؎ الٰہی بیکان را بوسیلہ ننگی سرفرازی بخشی + و بدان را بمقتضائے کرم دلنوازی کنی ۔ اسکی نجات کا سبب ہوئی۔ شیخ کی تکفیر زبان زد خواص و عوام بعض اسکو ہندو بعض آفتاب پرست بعض دہریہ کہتے ہین غایت درجہ لوگ اسکو الحاد و زندقہ سے نسبت کرتے ہین مگر جو لوگ انصاف دوست ہین وہ اسکو متصوفہ کے مقلدون مین صلح کل و وسعت مشرب اور ادعائے ہمہ اوست و خلع ربقہ شریعت اور الزام طریقہ اباحت سے منسوب کرتے ہین ؎ بدنام کنندہ نکو نامے چند ۔ صاحب عالم آرائے عباسی نے لکھا ہے کہ شیخ ابوالفضل نقطوی تھا اور اسکی دلیل یہ لکھی ہے کہ اسنے میر سید احمد کاشی کو منشور لکھا تھا۔ میر مذکور اس طائفہ کے اکابرین سے تھا اسنے بہت رسالے علم نقطہ مین لکھے ہین۔

سنہ ۱۰۰۰ مین جب ایران مین ملحد کشی ہوئی ہو تو کاشان مین شاہ عباس نے میر کو اپنے
ہاتھ سے قتل کیا ہو۔ علم نقطہ بھی الحاد و زندقہ و اباحت و توسیع مشرب ہو سو مین عالم
کو قدیم مانا ہے حشر و قیامت و اعمال نیک و بد کی سزا جزا سے انکار کیا ہے دنیا کی
عزت و ذلت کو ہی جنت و دوزخ مانا ہے ذخیرۃ الخوانین مین لکھا ہے کہ شیخ ابو الفضل
راتون کو درویشون کے گھرون مین جاتا تھا اور اشرفیان نذر دیتا تھا اور التماس
کرتا تھا کہ اُسکی سلامتی ایمان کے لئے دعا کرین۔ یہ اُسکا تکیہ کلام تھا کہ کیا کرنا چاہیے
وہ ران پر ہاتھہ مارتا اور سرد آہ کھینچتا۔ کبھی ناسزا لفظ زبان پر نہین لایا۔ اس کی
سرکار مین نہ نوکرون پر غیر حاضری پر حرجانہ ہوتا نہ کوئی معطل ہوتا جسکو وہ مقرر
کرتا اوسکو تا مقدور تغیر نہ کرتا اُسکا قول تھا کہ کسی شخص کو نوکر رکھہ کر موقوف کرنا خفت
عقل پر حمل ہوگا کنا دانستہ کسواسطے ایسے آدمیون کو تربیت کیا جب آفتاب برج حمل مین
آتا تو اپنے سارے کارخانون کو دیکھتا اور اسکی موجودات لکھہ کر اپنے پاس رکھتا اور دشائر
کو جلا دیتا اور کل پوستا مستعمل کو سوائے پاجامہ کے جسکو وہ اپنے سامنے جلواتا نوروز
کے دن نوکرون مین تقسیم کر دیتا۔ اسکو اشتہا عجیب تھی کہتے ہین کہ سوائے آب ہیمہ
کے بائیس سیر وزن مین کھانا اسکے لئے پکتا اسکا بیٹا شیخ عبد الرحمن سفرہ چی بن کر بیٹھتا اور
باورچیخانہ کا مشرف سلمان کھڑا رہتا۔ جس کھانے مین شیخ دو مرتبہ ہاتھ ڈالتا وہ
دوسرے روز بھی پکایا جاتا اگر کوئی چیز بدمزہ پکتی تو وہ بیٹے کو کھلاتا بیٹا باورچیون
کو چشم نمائی کرتا مگر وہ خود اُس سے کچھہ نہ کہتا۔ مہم دکن مین شیخ جس تعزہ اور ضابطہ
کام مین لاتا تھا اُس سے زیادہ تصور مین نہین آسکتا۔ چالیس اونٹون مین شیخ کے لئے
مسند بچھتی اور ہر روز ہزار لنگری طعام خاصہ تمام امرا مین تقسیم ہوتا اور باہر نہ
گرنی فرش پاکر کے ہر شخص کو جو بھوکا ہو کھچڑی پکی پکائی ملتی تھی۔ کہتے ہین کہ جب شیخ
وکیل مطلق تھا۔ ایک روز خانخانان مرزا جانی بیگ حاکم تھٹہ کو ساتھہ لیکر
اسکی ملاقات کو گیا۔ شیخ پلنگ پر دراز لیٹا ہوا اکبر نامہ کو دیکھتا تھا اصلا متوجہ نہوا

اسی قدر کہا کہ آئے بیٹھئے۔ مرزا جانی بیگ کہ سلطنت کا دماغ رکھتا تھا بہت پیچ و تاب مین آیا۔ خانخاناں نے بڑی منت و سماجت کرکے مرزا کو شیخ کے گھر لے گیا تو شیخ نے دروازہ پر آکر استقبال کیا اور حد سے زیادہ تواضع کی اور مرزا سے کہا کہ مین آپکا ہم شہر ہون۔ مرزا نے متحیر ہوکر خانخاناں سے پوچھا کیا وہ نخوت یا یہ فروتنی۔ خانخاناں نے کہا کہ اس روز وہ تورنگ وکالت نظر کے سامنے رکھتا تھا سایہ بمثل اصل کام کرتا تھا آج برادرانہ ملاقات ہے قطع نظر تمام چیزون کے شیخ فن انشا طرازی مین طرفہ سحرکاری کرتا تھا باوجودیکہ وہ تکلفات منشیانہ اور تصنیفات مرسلانہ سے عاری ہے۔ مگر اسکی طرز مین اس قسم کی متانت سخن و استخوان بندی کلمات و نسبت مفردات و ترکیب مستحسنہ و فقرات بیگانہ موجود ہین کہ کوئی دوسرا اسکا تتبع نہایت مشکل سے کرسکتا ہے اس بیان کی صداقت تاریخ اکبری سے ہوتی ہے اسنے التزام کیا ہے کہ الفاظ فارسی کا استعمال زیادہ کرون اس لئے اُسے کہتے ہین کہ شیخ خمسہ نظامی کو نثر مین لکھا ہے اس فن مین اسکا یہ کمال ہے کہ بہت سی مطالب بدیہی البطلان کو بادشاہ کی ستایش کے لئے ایسی چند تمہیدون کے ساتھ تحریر کرتا ہے کہ بغیر غور کے وہ سمجھ مین نہین آتے ایسی زیادہ کیا اسکی تحریر کی تعریف ہوسکتی ہے کہ عبداللہ خان بادشاہ بخارا نے لکھا کہ عیسا مین ابوالفضل کی قلم سے ڈرتا ہون ایسا اکبر کے تیر سے نہین ڈرتا۔ ہندوستان مین سب جگہ وہ بڑا منشی مشہور ہے اسکے مکتوبات مدرسون اور مکتبون مین پڑھائے جاتے ہین گو سبتدی کو وہ مشکل معلوم ہوتے ہین مگر وہ فارسی زبان کے کامل ہونے مین اگر آدمی فارسی زبان سے خوب ماہر ہو اور ابوالفضل کی طرز تحریر کو بھی جانتا ہو تو اسکی تصنیفات پڑھنے مین عجب لطف آتا ہے اسکی انشا ایسی بے نظیر ہے کہ نہ اسکا تتبع ہوسکتا ہے کسی نے کیا ہے۔

ابوالفضل کی کتابون مین مضامین کی پاکیزگی قابل تعریف ہے۔ اس بات کو وہی سمجھتے ہین کہ جو مشرقی علم ادب سے واقف ہین اسکی ساری تصنیفات مین کہین فحش الفاظ نہین

عورتون کا ذکر بے حرمتی کے ساتھ نہین فضائل و رذائل کا جہان ذکر ہے وہان انکی تعریف اعلیٰ درجہ کی ہے اور بداخلاقی پر لعنت ملامت کی ہے بلوک مین صاحب اور گلیڈون صاحب نے اسکی بڑی تعریف یہ کی ہے کہ وہ سچ کا عاشق ہے اور رائے بڑی بلند و عمدہ رکھتا ہے۔

گو ابوالفضل پر سب مصنف یہ الزام لگاتے ہین کہ اسنے بادشاہ کو دین اسلام اور پیغمبر سے پھیر دیا مگر وہ اس پر ذرا نہین خیال کرتے ہین کہ اسنے بادشاہ کو بتلایا کہ وہ اپنے فرائض کے ادا کرنے کی قدر جانے جب سے وہ اکبر کی ملازمت مین آیا تب سے مختلف المذاہب اقوام پر حکومت کرنے کا وہ اصول قائم کیا جو اسلام نے چندہی اور ملکون مین قائم کیا تھا جسکا نتیجہ مسالمت مذہبی تھا۔ کین صاحب نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ مشرق اور مغرب مین کوئی مدبر ملکی ابوالفضل سے پہلے ایسا نہین پیدا ہوا جو مسالمت مذہبی کے باب مین رائے اسکی برابر رکھتا ہو۔ اگر اکبر کو اس قانون مسالمت کی ضرورت خود معلوم ہوئی تھی تو ابوالفضل ہی اسکی تشریح کرنے والا اور مسلم سے اسکے لئے لڑنے والا تھا اگر خان خانون کی تلوارون نے ملک فتح کئے تو ابوالفضل کے قلم نے دلون کو فتح کیا اور اہل ملک کو بادشاہ کی رعیت ہونے پر راضی کیا۔ اکبر کا اسلام سے پھرنا سب کو فراموش ہوگیا۔ مگر خاندان مغلیہ مین سے کسی بادشاہ کا رعایا کا مائی باپ بنا اوسکی برابر یاد نہین اورنگ زیب نے گو اسلام کی طرف معاودت کی اور اسکے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ لکھا جاتا ہے مگر اسکے ساتھ ہی سلطنت کا زوال مذہبی مسالمت کے ترک کرنے سے شروع ہوگیا۔

ابوالفضل کی تصنیفات سے کتب مفصلہ ذیل ہین۔

(۱) اکبرنامہ مع آئین اکبری ۔ اکبرنامہ کی تین جلدین ہین۔ آئین اکبری اسکی چوتھی جلد ہے۔ یہ آئین ۴۲ سنہ اکبری مین ختم ہوئی۔ پھر ۴۳ سنہ مین برار کی فتح کے سبب سے اسمین کچھ ترمیم ہوئی۔ اسمین ۴۶ سال کا حال سلطنت کا لکھا ہے باقی سلطنت کے

حالات کا خمیمہ عنایت اللہ محب علی نے لکھا ہے ۔

(۲) مکتوبات علامی جسکو انشاء ابوالفضل بھی کہتے ہین آئین اور سلاطین اور امرا کے نام نامی اور کتابون پر دیباچے اور بعض اور مضامین لکھے ہین اونکو عبدالصمد بن افضل محمد نے جمع کیا ہے وہ ابوالفضل کا بھانجا اور داماد تھا ۔ مدارس کے درس مین یہ انشا جاری ہے اسکے تین دفتر ہین سوانح اکبری مین دیباچہ مین امیر حیدر حسین بلگرامی نے لکھا ہے کہ اس کتاب کے چار دفتر ہین ۔ مگر دفتر چہارم کمیاب ہے شاید اس نے ابوالفضل کی انشاء کو جسمین اسنے خاص رشتہ دارون کے نام خط لکھے ہین ۔ چوتھا دفتر سمجھ لیا ہوگا ۔

(۳) عیار دانش جسکا بیان ہمنے عہد اکبری کی تصنیفات کے اندر لکھا ہے ۔ ابوالفضل کی تصنیفات سے ان کتابون کے سوا اور کتابین ہین ۔ رسالہ مناجات ۔ جامع اللغات کشکول ۔ تفسیر آیۃ الکرسی اور تفسیر فاتحہ سورہ فتح یہ دونو تفسیرین بادشاہ کی نذر مین دین سنسکرت کی کتابون کے ترجمہ ہین جو اُس نے حصہ لیا ۔ اسکا بیان عہد اکبری کی تصنیفات کے عنوان مین دیکھو ۔ محمد عسکری بلگرامی نے اپنی در المنثور مین ابوالفضل کے حالات مین یہ لکھا ہے کہ کشمیر کی مسجد پر جو کتبہ ذیل ہے وہ ابوالفضل کی تصنیف سے ہے ۔

الٰہی بہر خانہ کہ می نگرم جویائے تو اند و بہر زبان کہ می شنوم گویائے تو ۔

کفر و اسلام در رہت پویان ۔ وحدہٗ لاشریک لہ گویان

اگر مسجد است بیاد تو لغرۂ قدوس میزنند ۔ و اگر کلیساست بشوق تو ناقوس می خوانند

گہ معتکف دیرم و گہ ساکن مسجد ۔ یعنی کہ ترا می طلبم خانہ بخانہ +

اگر خاصان ترا بہ کفر و اسلام کاری نیست + این ہر دو را در پردۂ اسلام تعلم بازی

کفر کافر را و دین دیندار را + ذرۂ دردے دل عطار را

این خانہ بیت ایتلاف قلوب موحدان ہندوستان خصوصاً معبود پرستان عرصۂ کشمیر یافتہ ؎

بفرمان خدیو تخت و افسر ۔ چراغ آفرینش شاہ اکبر ۔ نظام اعتدال ہفت معدن ۔ کمال اشراق

ہر کہ نظر صدق نیفتہ این خانہ را خراب سازد باید کہ تخت معبد خود را بیندازد چہ اگر نظر بر دل است با ہمہ ساختنی و اگر چشم بر آب و گل است ہمہ بر انداختنی۔

ابیات

خداوندا چو دادی کار دادی		مدار کار بر نیت نہادی	
تو ئی بر ہر کا دانیت آگاہ		بہ پیش شاہ داری نیت شاہ	

ابوالفضل نے آئین اکبری مین لکھا ہے کہ آج آخر سال ۴۰ الٰہی کا ہے پھر میرا دل ہوا تو لینے کا ارادہ رکھتا ہے اور باطن مین ایک نئی شورش ہو رہی ہے

شعر

مرغ دل از نغمہ داؤد نمیداند آزاد کنندش کہ نہ مرغ قفس است این

مجھے معلوم نہین کہ میرے حال کی نوبت کہان تک پہنچیگی اور میرا کیا انجام ہوگا اور سفر واپسین کس منزل مین پیش آئیگا مگر ابتدائے آفرینش سے اب تک متواتر محبت الٰہی کی حمایت مین رہا ہون امید ہے کہ آرامگاہ جاوید مین جاؤن۔

خدا کی نعمتون کا شمار کرنا ایک طرح کی سپاس گذاری ہے اسلئے اسمین کچھ لکھتا ہون (۱) اول نعمت جو مجھے ملی ہو وہ یہ ہے۔ نژاد بزرگ رکھتا ہون امید ہے کہ میرے باپ دادا کی پاکی کے سبب میرے گناہ کا بھی چارہ ہوا اور شورش درد دلی کا ایسا ہی مداوا ہو جیسے کہ درد کا دارو سے آتش کا پانی سے گرم کا سرد ہے عاشق کا دیدار سے ہوتا ہے۔

(۲) سعادت روزگار اور ایمنی زمانہ (۳) طالع مسعود کہ مین ایسے مبارک زمانہ مین پیدا ہوا کہ سلطنت کا پاک سایہ مجھپر پڑا (۴) شریف الطرفین (۵) سلامتی اعضا و اعتدال قوی و تناسب اعضا (۶) ماباپون کی امتداد ملازمت کہ درونی و بیرونی آفتون کے لئے حصار اور حوادث الفسی و آفاقی کے واسطے پناہ ہے (۷) بہت صحت اور نوشدارو کی تندرستی (۸) منزل شائستہ (۹) روزی سے

بیمعنی اور حال سے خرسندی (۱۰) والدین کی رضا جوئی کا شوق روز افزون (۱۱) باپ کی عاطفت حوصلہ سازگار سے زیادہ اور طرح طرح کی عنایتین مجھپر وہ ابوالاباسی دونون کے ساتھ اختصاص دیتا ہے (۱۲) درگاہ ایزدی کی نیازمندی (۱۳) زاویہ نشینان حق گزین کی اور درست عیار خود پژوہون سے دریوزہ گری (۱۴) توفیق بردوام (۱۵) اقسام علوم کی کتابون کی فراہمی بے مذلت خواہش کے ہر کیش کا رازدان ہونا اور دل کا کثرت سے بیزار ہونا (۱۶) باپ کا ہمیشہ علم پر تحریص دینا اور خیالات پریشان مین نہ مصروف ہونے دینا (۱۷) سعادت افزا ہمنشین (۱۸) عشق صوری کا میرے لئے منزلگاہ کمال کا رہبر ہونا گو وہ اور خاندانون کی شورش کا سبب ہوتی ہے۔ (۱۹) بادشاہ کی ملازمت کہ جستجو نیا جنم اور تازہ سعادت حاصل ہوئی (۲۰) رعونت سے خلل کر بادشاہ کی ملازمت مین آنا (۲۱) بادشاہ کی برکت سے صلح کل پر رسائی کہنے سے چپ مین کچھ آنا ہر طائفہ کے نیکون سے آشتی کی۔ بدون کا عذر قبول کرکے انسے مصالحت کی۔ اللہ تعالی آگہی کی روشنی سے نقش بدی کو دور کرے (۲۲) بادشاہ کے ساتھ ارادت (۲۳) بغیر کسی کے سفارش اور اپنی لگاؤ سے بادشاہ کا اعتبار بخشنا (۲۴) دانش آموز سعادت گزین رضا جوے نیکوکار بھائیون کا ہونا۔ اپنے بڑے بھائی کا ذکر کیا کرون آئین کمالات صوری اور معنوی جمع تھے وہ بغیر میری رضا کے قدم باہر نہین رکھتا تھا۔ اس نے میری دلجوئی مین اپنے تئین وقف کردیا تھا میری سرکردگی مین وہ پامردی کرتا تھا۔ وہ میری نیک اندیشی کو بہت مرد اپنی سمجھتا تھا۔ اپنی تصانیف مین قصیدہ فخریہ مین فرماتا ہے۔

قصیدہ

جائیکہ از بلندی دلبستی سخن رود	از آسمان سرآمد و از خاک کمترم
با این چنین پدر کہ نوشتم مکارمش	در فضل مفتخر ز گرامی برادرم
ہرسان علم و عقل ابوالفضل کردمش	دارد زمانہ مغز معانی معطرم

صد سالہ رہ میان من و دولت دکمال	در عمر گراز و دو سہ سالے فزون تم	
در چشم باغبان نشود قد راو بلند	گر از درخت گل گذرد شاخ عرعرم	

یہ میرا بھائی ۹۵۸ ہجری مین پیدا ہوا تھا۔ دوسرا بھائی شیخ ابو البرکات ہے وہ ۹۶۰ ہجری مین پیدا ہوا تھا گو وہ علم مین پایہ والا نہین رکھتا تھا مگر معاملہ دانی و شمشیر آرائی و کارشناسی مین پیش قدمون مین شمار ہوتا ہے۔ نیک ذاتی و درویش پرستی و خیر سگالی مین ممتاز ہے۔ تیسرا بھائی شیخ ابو الخیر ہے ۲۲ جمادی الاول ۹۶۷ کو پیدا ہوا اسکی خوئی سودہ مین مکارم اخلاق و شرائف اوصاف تھے۔ زمانہ کے مزاج کو خوب پہچانتا تھا۔ زبان کو مثل اور اعضا کے قابو مین رکھتا تھا۔ اکبرنامہ مین لکھا ہے کہ وہ شاہزادہ دانیال کے ساتھ بھیجا گیا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بادشاہ کا ملازم تھا۔ چوتھا بھائی شیخ ابو المکارم ۲۳ شوال ۹۷۶ کو پیدا ہوا ابتداے عمر مین اسکے مزاج مین شورش تھی۔ مگر باپ کی ہدایت سے وہ راہ پر آگیا اور معقول و منقول کو باپ سے پڑھا۔ علم حکمت کو امیر فتح اللہ شیرازی سے سیکھا دل سے راہ رکھتا ہے امید ہے کہ ساحل مقصود پر پہنچ جائے ان چارون بھائیون اور ابو الفضل کی ان ایک بہن تھی جسکا انتقال ۹۹۲ مین ہوا۔

پانچون بھائی شیخ ابو تراب ۲۳ ذی الحجہ ۹۸۸ کو پیدا ہوا۔ اسکی ماں اور تھی وہ دربار مین آیا اور کسب و کمال مین مشغول رہتا ان کے سوا دو اور بھائی ہین شیخ ابو الحامد جو ۳ رجب ۹۹۲ کو اور شیخ ابو راشد جو غرہ جمادی الاول ۹۹۲ کو پیدا ہوا۔ اگرچہ وہ حرم سے پیدا ہوئے ہین مگر آثار اصالت انمین ظاہر ہین۔ ان بیٹون کے پیدا ہونے سے پہلے باپ مر گیا مگر انکے نام وہ مرنے سے پہلے رکھ گیا تھا۔ اگرچہ بڑا بھائی مر گیا۔ جسکا ایک عالم کو غم ہوا امید ہے کہ اور بھائیون کی عمر دراز ہو اور خیرات صوری و معنوی سے سربلند ہون

(۲۵) کد خدائی عالی خاندان مین۔ جسکی کاشانہ ظاہر کو رونق اور نفس کجکلہ کو بہار لگی۔ تین بیویان تھین جنمین سے ایک ہندی۔ دوسری ایرانی تیسری کشمیری تھی (۲۶) گرامی فرزند کا ۱۲ شعبان ۹۷۹ کو پیدا ہونا باپ نے بیٹے کا نام عبد الرحمن رکھا

اگرچہ ہندوستانی نژاد ہے مگر مشرب یونانی رکھتا ہے۔ علم سیکھتا ہے۔ زمانہ کے سودیان سے خوب واقف ہے۔ نیک بختی کے آثار ظاہر ہین۔ پادشاہ نے اپنے کوکون کے ساتھ منسلک کیا ہے۔

(۲۷) پوتے کا پیدا ہونا جو ۳ ذی قعدہ ۹۹۰ھ کو پیدا ہوا۔ پادشاہ نے اوسکا نام شوتن رکھا (۲۸) کتب اخلاق کا مطالعہ (۲۹) نفس ناطقہ پر علم ہونا۔ مدتون تک مقدمات بیانی عیانی کا طلبگار رہا۔ ان روش کے صاحبون سے بہت آمیزش کی دلائل ذاتی وشہودی اکتسابی نظری نظرون مین آئے مگر شبہ کی راہ نہ بند ہوئی۔ دل کو آرام نہ ہوا عقیدت کی برکت سے یہ عقدہ حل ہوا اور دلنشین ہوا کہ نفس ناطقہ ایک لطیفہ ربانی سوائے بدن کے ہے اسکو خاص تعلق پیکر عنصری سے ہے (۳۰) بزرگان صورت کی شکوہ نے مجھے پارسا گوہری کے سبب گفتار حق سے باز نہین رکھا میری دانش وبینش مین وہ راہزن نہین ہوئے مالی وجانی ناموس کی گزند کے خوف نے میری عزیمت مین تفرقہ نہ ڈالا اختیار آب کردار نے اپنی جوہر بنائی (۳۱) اعتبارات دنیا کی طرف بے میلی۔ (۳۲) اکبرنامہ کا لکھنا۔ اگرچہ اسمین اکبر کا حال لکھا ہے مگر وہ طرح طرح علم کا ایک چشمہ سار ہے اور گروہا گروہ دانش کا معدن کاگذار جدمنشون کا رہنمون۔ خندہ فروش ہزل سرایون کو اس سے فائدہ۔ خوردون کے واسطے سرمایہ نشاط جوانون کے واسطے اسباب عبرت۔ بڈھے روزگارون کی تجربون کو اسمین ایک جگہ پائین اور زر وسیم کے بخشنے والے آئین مردمی کو اُسسے پہچانین گوہر بینائی کے لئے خرم وزان گاہ۔ آزادی کی گیاہ کے لئے پرورد زمین۔ کارگاہ ہنر کا بحر۔ صبح سعادت کا روزن۔ گوہر آفرینش کا دریائے ژرف سیادت نہاد۔ ناموس آرا روش اُس سے سیکھتے ہین۔ حق پژوہ دیندار نامۂ اعمال کی دیدبانی سے عشرت جمع کرتے ہین۔ ہر متاع کے سوداگر اُسسے سود حاصل کرتے ہین۔ پہلوانی کے میدان کا جان نثار ہمت ناموری کا سبق اُسسے پڑھتے ہین۔ تن گداز نفس آرا نیکوکاری اُسسے حاصل کرتے ہین۔ نجتا وزاخلاص طراز اُسسے ذخائر بے منتہی جمع کرتے ہین نرہنگاہ حقیقت آرا جشن گرین اسکی یاوری سے اپنا

مقصد حاصل کرتے ہین۔

ابیات

یکے نامۂ ساختم پرشگفت	کہ ہر دانشے زو توان بر گرفت
چنان گفتم این نامۂ نغزرا	کہ روشن کند خواندنش مغزرا

ان سخنون کے سبب سے یہ مژدہ دل کے کان مین آتا ہے کہ فاتحہ بالخیر ہوا اور ابدی دعا یاوری کرے۔ اگر یہ پور مبارک (مبارک کا بیٹا) مورد اضداد اور عبرت نامۂ جہانیان ہے اور اسکی مہر وکین کا ہنگامہ شورش کر رہا ہے۔ ایزد پرست حق پژوہ اسکو ابوالاحد کہتے ہین اور دادار عیال کا یگانہ بندہ جانتے ہین۔ عرصہ داوری کے پہلوان اسکو ابوالبہتہ کہتے ہین۔ ہستی دشمن کے یکتاؤن مین خیال کرتے ہین۔ خرد مند اسکو ابوالفطر کہتی اور اس دودمان عالی مین منتخب اسکو جانتے ہین۔ دفاتر عوام مین کہ آشوب خانہ بے تمیزی ہی بعض اسکو پرستاری دینے سے نسبت دیتے ہین اور اس گرداب مین ڈوبا ہوا سمجھتے ہین اور بعض اسکو کفر الحاد مین منہمک گمان کرتے ہین اور اسکی نکوہش و سرزنش کے لئے انجمنین بناتے ہین ؎ صد داستان بوالعجب آید بروے کار ٭ چیزان شوند گر دو سہ حرفے رقم کنم ٭ الحمد للہ کہ ان باتون سے اس زمانہ کی شگرف کاری کے تماشے سے باہر نہین جاتا اور برے بھلے کہنے والون کی خیر سگالی نہین چھوڑتا اور زبان و دل کو آفرین و نفرین سے آلودہ نہین کرتا۔

ابیات

ثنا سندہ گر مبت شوریدہ مغز	نہ مہرہ شناسد ز دینار نغز
ہنر تا بداز مردم گوہری	چو نوراز مہ و تابش از مشتری

شیخ مبارک کی چار بیٹیون کا ذکر تاریخ مین آتا ہے۔

(۱) ایک بیٹی اوسکی خداوند خان دکنی سے بیاہی ہوئی تھی جسکو بدایونی راضفی بتلاتا ہے وہ گجرات مین کری کے اندر مر گیا۔

(۲) دوسری بیٹی حسام الدین سے بیاہی گئی۔

(۳) راجہ علیخان حاکم خاندیس سے تیسری بیٹی بیاہی گئی جسکے بیٹے صفدر خان نے

سنہ مین منصب ہزاری پایا۔

(۴) اسلام خان سے چوتھی بیٹی لاڈلی خانم پیدا ہوئی وہ سنہ ۱۰۱۸ مین خاوندسے پانچ برس پہلے مرگئی اسکے مقبرہ کو روضہ لاڈلی بیگم کہتے ہین وہ اکبر کے مقبرہ سکندر خان سے مشرق مین دو میل آگرہ کے قریب ہے سنہ ۱۰۱۸ مین وہ تعمیر ختم ہوئی برٹش گورنمنٹ نے ایک ہندو کے ہاتھ اس روضہ کو بیچڈالا جسنے سنگ مرمر کی سب پچین کھود کھاد بیچڈالین۔ احاطہ کے سوا روضہ کا کوئی اور نشان باقی نہین رہا دروازہ پر یہ طغرا لکھا ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ وہ یقتضی ہذا الروضہ للعالم ربانی والعارف الصمدانی جامع العلوم شیخ مبارک اللہ قدس سرہ قد وقف ببنائہ بحر العلوم شیخ ابوالفضل سلمہ اللہ تعالیٰ فی ظل دولۃ الملک العادل یطلبہ المجد والاقبال والاکرام جلال الدنیا والدین اکبر بادشاہ غازی خلد اللہ تعالیٰ ظلال سلطنتہ باہتمام حضرت الی البرکات فی سنہ اربع الف اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس سنہ مین روضہ بنا آئین فیضی کا انتقال ہوا تھا شیخ مبارک سنہ مین مرا تھا۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ آگرہ کے مقابل جمنا کے بائین کنارہ پر دونو شیخ مبارک اور فیضی دفن ہوئے جہان وہ اول آباد ہوئے۔ کیونکہ ابوالفضل آئین مین آگرہ کے بیان مین یہ لکھتا ہے کہ دریا کے دوسری طرف حضرت فردوس مکانی (بابر) نے چار باغ لگایا تھا۔ مین اول وہان پیدا ہوا تھا یہین اوسکے باپ بھائی کی خوابگاہ بنی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ مبارک کو روضہ مین لیجاکر دفن کیا ہوگا جو روضہ پر یہ طغرا لکھا گیا۔

ابوالفضل کا بیٹا شیخ عبدالرحمن مشہور ہے۔ سنہ اکبری مین وہ بیس برس کا تھا کہ اکبر نے اوسکو سعادت یار کوکہ کے بھائی کی بیٹی سے بیاہا اس سے بیٹا پیدا ہوا جسکا نام اکبر نے بشوتن رکھا (یہ نام اسفندیار کے بھائی کا تھا جسکا نام شاہنامہ مین اکثر آتا ہے) جب ابوالفضل دکن مین سپہ سالار تھا تو عبدالرحمن باپ کا تیر بروے ترکش تھا جسوقت کوئی کام ایسا ہوتا کہ اوسکے کرنے مین اور آدمی تامل کرتے تو وہ کرتا جہان

ضرورت ہوئی۔ عبدالرحمن کو شیخ بھیجتا وہ اپنی ہوشیاری اور مردانگی سے اس کام کو
انجام دیتا ۱۰۱۷ھ مین ملک عنبر حبشی نے علی مردان خان حاکم تلنگانہ کو لڑکر گرفتار کیا
اور اس ولایت پر متصرف ہوا شیخ نے اسکو شیر خواجہ کے ساتھ اس سے لڑنے کو بھیجا
عبدالرحمن نے ناندیرا اور گوداوری سے عبور کرکے بالجر کے قریب ملک عنبر کو شکست دی
عبدالرحمن شجاعت و کاردانی مین درست اندیش تھا۔ گو جہانگیر نے اسکے باپ کو قتل کرایا تھا
مگر بادشاہ کی طرف سے اسکو غبار خاطر نہ تھا اور اپنی زور خدمت و حسن پرستاری سے
افضل خان کا خطاب اور منصب دو ہزاری پایا ۱۰۳۳ھ جہانگیری مین وہ بہار و پٹنہ
مین صاحب صوبہ مقرر ہوا اور گورکھپور کا اسکی جاگیر پر اور اضافہ ہوا اور اوسنے
سلطان خسرو جعلی جسنے بڑا مفسدہ مچایا تھا زیر کیا۔ اس مہم مین بخشی دیوانی خالصہ
کی تھی اسکو بادشاہ نے حکم دیا کہ اسکے سر اور داڑھی منڈاکر اور جاپدرا اوڑھاکر اور اُلٹے
گدھے پر بٹھاکر ہمارے پاس بھیجدو اور سر راہ شہر و قصبون مین اسکی تشہیر کرو
دنومین افضل خان بیمار ہوا بادشاہ کے پاس آنکر ایک مدت تک ایک وکیل کے الم مین
۱۰۳۹ھ مین وارفتا سے ملک بقا کو گیا۔ اسکے بیٹے بشوتن نے ۱۰۴۱ھ جہانگیری
مین منصب ہفت صدی کا پایا اور شاہجہان کی سلطنت کے دسوین سال تک وہ
پانچ سو گھوڑون کا سردار مقرر ہوا اور اسی عہدہ پر ۱۰۴۶ھ مین انتقال کیا۔

دو ہزاری منصب دار

(۴۲) اسمٰعیل بیگ دولدی یا اسمٰعیل خان دولدی ——

دولدی قوم برلاس کا ایک فرقہ ہے بیگ خان لقب خان کے لقب سے کم درجہ کا ہے
اور بیگلربیگی کا درجہ خانخانان سے کم ہے ——

اسمٰعیل بیگ ابرای بابری مین سے ہے اور دلاوری اور مدبری مین مسلم وقت تھا۔
قندہار کے محاصرہ مین مرزا عسکری کے پاس سے بھاگکر وہ ہمایون بادشاہ کے پاس
آیا تھا۔ فتح قندھار کے بعد وہ زمین داور کا حاکم مقرر ہوا۔ محاصرہ کابل مین اس نے

مرزا کامران کے نوکر شیر علی کو جو قافلہ لوٹنے کے لئے قلعہ سے باہر آیا تھا پھر قلعہ مین جانے نہین دیا وہ ہمایون بادشاہ سے باغی ہوکر مرزا کامران پاس چلا گیا اور مرزا ہی کے ساتھ گرفتار ہوا اور منعم خان کی سفارش سے ہندوستان کی یورش مین بادشاہ کے ساتھ آیا

(۷۳) میر بابوس الیغور (الیخو) چغتائیہ کا مشہور فرقہ ہے۔

(۷۴) اشرف خان میر منشی۔ محمد اصغر سبزواری۔ یہ سادات حسینی مشہد مقدس سے تھا صاحب طبقات اکبری نے اسکو سادات عرب شاہی سے لکھا ہے یہ تباین عموم خصوص کی وجہ سے شائد ہوا ہو ابوالفضل نے جو اسکو سبزواری لکھا ہے وہ کاتبون کی تحریفات سے ہے اصغر علی فن انشا و دقائق سخن مین ید طولی رکھتا تھا وقت یابی اور موشگافی مین سر مو فرق نہین چھوڑتا تھا۔ خطاطی و خوشنویسی مین ہفت قلم استاد تھا۔ خصوصاً تعلیق و نسخ مین سرآمد روزگار و یگانہ دھر۔ علم جفر کو عمل کے ساتھ جانتا تھا۔ ہمایون کا اول ملازم ہوا اُس نے میر منشی کا خطاب دیا ہندوستان کی فتح کے بعد میر عرض اور میر مالی کا عہدہ ملا۔ بیرام خان نے جس روز تردی بیگ کو قتل کیا ہے اس میر منشی کو قید کیا تھا پھر وہ حجاز کو چلا گیا۔ وہان سے اکبر شہنشاہ کی خدمت مین وہ آیا اور اشرف خانی کا خطاب پایا دو ہزاری منصب پایا گورکی وبا مین ۹۷۳ھ مین دنیا سے سدھارا موزون طبع تھا۔ کبھی کبھی شعر کہتا تھا شاہجہان کے عہد مین اسکا بیٹا ابوالمظفر پانچ سو سوارون کا افسر تھا۔

(۷۵) سید محمود۔ سادات بارہ مین اول بھی سید ہے جو دولت تیموریہ مین درجہ امارت پر پہنچا اول وہ بیرام خان کا ملازم ہوا۔ سال اول جلوس اکبر مین علی قلیخان شیبانی کے ہمراہ ہیمو بقال کے دفع کرنے کے لئے مقرر ہوا۔ وہ بہت سی خدمات شائستہ بجا لایا قلعہ بدھکر اسنے زور شمشیر سے فتح کیا۔ وہ بھولا بھالا سید تھا۔ جب بادشاہ کے روبرو اس فتح مین اپنے تردد ات کا بیان کرنے لگا تو آصف خان نے کہا کہ میر جی یہ فتح اقبال بادشاہی سے ہوئی ہے اوسنے یہ جانکر کہ اقبال کسی بادشاہ کے امیر کا نام ہوگا

یہ جواب دیا کہ اس جگھ اقبال بادشاہی نہ تھا مین اور میری بھائی تھے جنھون نے
دو مہینے تلوار چلائی بادشاہ نے سکار اکر اسپر بہت طرح کی عنایت کی ایک دن بطور
کنایہ کے اس سے کسی نے پوچھا کہ سادات بارہ کا نسب نامہ کہان تک پہنچتا ہی وہ فوراً آگ
مین جو رات کو ملنگون نے روشن کی تھی کود پڑا اور کہنے لگا کہ اگر مین سید ہون
تو آگ مجھپر اثر نہ کریگی اور اگر نہین ہون تو جلجاؤنگا ایک گھنٹہ تک آگ مین کھڑا رہا۔
آدمیون نے منت کرکے نکالا مجلی کفش پہنے ہوئے تھا اسکا خواب تک نہین جلا۔
دو ہزاری منصب رکھتا تھا ۹۸۰ھ پیمانہ عمر اسکا بسر نہ ہوا۔ سید قاسم و سید ہاشم
اسکے دو بیٹے تھے۔

(۷۶) عبداللہ خان مغل۔ اسکی بیٹی سے اکبر نے شادی کی تھی جس سے بیرام خان
اس سبب سے ناراض ہوا کہ اسکی بہن کا نکاح مرزا کامران سے ہوا تھا۔

(۷۷) شیخ محمد بخاری — وہ ہندوستانی سید تھا اور شیخ فرید بخاری کا
طغائی یعنی مامون تھا وہ عقل مین اور بادشاہ کے ساتھ حسن عقیدت مین ممتاز تھا
مدتون اسکی خدمت مین رہا دو ہزاری منصب پایا۔ اجمیر مین درگاہ کی تولیت
اسکو سپرد ہوئی دولقہ کی لڑائی مین زخمی ہوکر ۹۷۹ھ مین دنیا سے سفر کیا۔ اسکے
مرنے کے بعد بادشاہ نے قدرشناسی کرکے اسکا قرض چکا دیا —

(۷۸) سید حامد بخاری — سید میران بن سید مبارک کا بیٹا تھا سید مبارک
مرلے گجرات مین تھا اپنے وطن اوچھ سے وہ ایک گھوڑا لے کر گجرات مین آیا تھا
ایک دن رستہ مین ایک فیل مست نے اسپر حملہ کیا اسنے ایک تیر اسکی پیشانی پر ایسا
لگایا کہ سوائے سوفار کے کوئی نشان اسکا نہ دکھائی دیتا تھا اس زور سے اہل گجرات
اسکے تیر کی قسم کھاتے ہین اوسکو پٹن دولقہ و دوندوقہ مین تیول ملی تھی وہی تیول
اسکے پوتے سید حامد کو ملی اسنے بادشاہ کی بہت جگھ خدمات شائستہ کین منصب دوہزاری
پایا۔ جلالہ سے بگرام مین ایک سو پچاس اوزبکون کو لیکر لڑا اول ہی اسکے تیر لگا مگر وہ

لڑتا رہا۔ ۹۹۳ھ مین اسکا کام تمام ہوا اور اس لڑائی مین چالیس آدمی اسکے عزیزون و خویشون مین ہلاک ہوئے۔

(۷۹) دستم خان پسر رستم ترکستانی۔ اسکی مان بخیہ بیگی یا بجیسہ بیگم ہاہم انگہ کی دوست تھی وہ محل شاہی مین آمد و رفت رکھتی تھی۔ بادشاہ کے ساتھ وہ کھیلا تھا۔ ۹۹۳ھ مین رستم خان کے مغرالملک نے ساتھ عبداللہ خان اوزبک کے مقابلہ مین خوب کام کیے ۱۰۰۱ھ مین مرزا عزیز کوکہ کے ساتھ پٹن مین خدمات شائستہ بجالایا کہ علم اوسکو مرحمت ہوا ۱۰۰۲ھ مین رنتھنبور اسکو تیول مین ملا اور پھر اجمیر کی ایالت ملی ۱۰۰۵ھ مین الہ آباد بھدر اور راجہ بہاری مل کے بھائی کے بیٹے موہن۔ سورداس۔ ہلوک سی بغیر اجازت کے پنجاب سے اپنے وطن لوٹی مین چلے آئے دستم خان کو اُن سے لڑنے کا حکم ہوا اُسنے اُن کو شکست دی مگر خود زخمی ہوکر اس دنیا سے رخصت ہوا اکبر بادشاہ نے اسکی مان کی تسلی کے لئے کہا کہ وہ تمام عمر مین صرف مجھ سے تین سال جدا رہا اور یہ تجھ سے بہت سالون تک علیحدہ رہا اسلئے مجھو اسکی مفارقت کا رنج تجھ سے زیادہ ہے۔ مآثر مین لکھا ہے کہ وہ سہ ہزاری منصب رکھتا تھا۔

(۸۰) شہباز خان کنبوہ ـــــ قوم کنبوہ کی شان مین یہ ایک شعر زبان زد خاص و عام ہے۔ ؎ اگر قحط الرجال افتد ازین شان اُنس کم گیری + یکے افغان دوم کنبوہ سوم بدذات کشمیری + معلوم ہوتا ہے کہ متاخرین مین سے کسی بے تمیز شاعر نے یہ شعر کہا ہے اکبر جہانگیر کے عہد تک کنبوہ معزز عہدون پر ممتاز تھے۔

شہباز خان کا جد ششم حاجی جمال ہے کہ مخدوم بہاء الدین زکریا سے ملتانی کا مرید تھا کہتے ہین ایک درویش نے مخدوم سے سوال کیا کہ للہ ہر پیغمبر کے نام لیکر مجھے ایک اشرفی دو۔ مخدوم متفکر ہوا۔ حاجی نے کہا کہ مجھے حوالہ کیجیے وہ اسے گھر لے گیا اور اس سے کہا کہ ہر پیغمبر کے نام پر مجھ سے اشرفی لی اُس نے دس پیغمبرون کے نام لیکر اشرفیان لین اور کہا کہ اس سے زیادہ نام مجھے یاد نہین۔ جب مخدوم کو معلوم ہوا تو اسکے حق مین یہ دعا دی کہ تیری قوم کے درمیان کوئی

خفیف العقل ہو چنانچہ اکثر اس فرقہ کے آدمی ہند مین جدت ذہن مین مشہور ہین شہباز خان ابتدائے حال مین باپ دادا کی طرح زہد و درویشی مین بسر کرتا تھا۔ پھر کو توال ہو گیا اور مقدمات مین ایسی احتیاط کی کہ اکبر شہنشاہ کا منظور نظر ہوا ایک صدی منصب سے دو ہزاری منصب پہ نوبت پہنچی میر توزک مقرر ہوا اسکی حسن خدمات کا بیان اقبال نامہ مین اپنی جگہ لکھا ہوا ہے۔ اجمیر مین ۱۰۰۸ھ مین اسکا انتقال ہوا اسکی قبر حضرت معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ کی قبر کے پاس ہی۔ صلاح و تقوی اوسکا مشہور ہے۔ وہ شریعت کا پابند بہت رکھتا تھا رسم و رواج کے موافق وہ داڑھی نہین کتروا تا تھا۔ شراب نہین پیتا تھا۔ تہجد و اشراق و سنت عصر کبھی قضا نہ ہوئی۔ کبھی بیوضو نہ رہتا۔ ہاتھ مین تسبیح رکھتا۔ وظیفہ پڑھتا رہتا عصر و مغرب کے درمیان کسی سے بات نہین کرتا۔ ایک دن عصر کی قریب اکبر بادشاہ فتحپور سیکری کے تالاب پر ہوا کھا رہا تھا اور شہباز خان کا ہاتھ پکڑے ہوئے اس سے باتین کرتا تھا وہ ہر وقت آفتاب کو دیکھتا تھا۔ حکیم علی سے کچھ فرق

پر حکیم ابوالفتح کھڑا تھا اس سے کہنے لگا کہ اگر آج شہباز خان نماز عصر قضا نہ کرے تو ہم جانینگے کہ واقعی دیندار ہے۔ جب نماز کا وقت تنگ ہوا تو بادشاہ سے نماز کے لیے عرض کیا بادشاہ نے فرمایا کہ قضا پڑھ لینا ہمکو اکیلا چھوڑ کر کہان جاؤگے اختیار شہباز خان ہاتھ چھٹا کر اور ڈوپٹہ بچھا کر نماز پڑھنے لگا۔ نماز کے بعد وظیفہ شروع کیا بادشاہ ہر لمحہ اسکے سر پر ہاتھ لگاتا تھا کہ اٹھو۔ حکیم ابوالفتح نے کہا کہ اس عزیز کے شغل مین خلل ڈالنا انصاف نہین ہو اور آگے بڑھ کر بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور کا لطف انتہا کا بیحساب ہے اور یہ آپ کے مراحم کا امیدوار ہے بادشاہ نے اسکو چھوڑ دیا اور ان کی طرف متوجہ ہوا شیخ ابوالفضل اسکے باب مین لکھتا ہے کہ ہر گونہ پرستاری مین اور سپاہ کی سرداری مین کم ہمتا تھا اگر تقلید پرست نہ ہوتا تو فرومندگی کا طراز لیتا۔ ہمت و بخشش مین بھی نظیر نہین رکھتا تھا اسکے خرچون کو دیکھ کر لوگ متحیر ہوتے تھے اور جانتے تھے کہ سنگ پارس اسکے پاس ہے۔ کہتے ہین کہ اسکے دس نوکر ایسے تھے کہ ایک لاکھ روپیہ سالیانہ

یا تھا۔ جنگ برہم پتر مین اس پاس نو ہزار سوار تھے۔ ہر شب جمعہ کو حضرت کی فاتحہ دے کر سو اشرفیون کی شیرینی تقسیم کیا کرتا تھا۔ کمبوہ کی قوم کو اس قدر روپیہ دیا تھا کہ اس قوم کا کوئی آدمی ہندوستان مین پریشان و بدحال نہ تھا اسکے مرنے کے بعد بھی پچاس سال تک اشرفیان اور روپئے اسکے دفائن و خزائن مین نکلتے رہے تعجب یہ ہے کہ ۱۰۰۰ھ اکبری تک اسکو دو ہزاری سے زیادہ منصب نہین ملا اسکے بیٹون کی کچھ ترقی نہین ہوئی انعام اللہ اسکا بیٹا بکلانہ کا واقعہ نویس تھا اور اسمین اسکی عمر کٹ گئی اسکا بھائی اکرام اللہ خان ۱۰۰۲ھ مین بہت رشد رکھتا تھا۔ شروع ۱۰۰۳ھ مین اجل طبعی سے مرگیا۔

(۱۸) درویش محمد اوزبک — یہ بیرام خان کا دوست تھا جسکو شیر محمد نے پانیر نجیر اکبر پاس بھیجا تھا بادشاہ نے اسکا قصور معاف کردیا۔

(۱۹) شیخ ابراہیم۔ شیخ سلیم فتحپور سیکری کے بڑے بھائی شیخ موسی کا بیٹا اور اسکا داماد ہے وہ مدتون تک شاہزادون کی خدمت مین آگرہ کے اندر سرگرم رہا اور جب اکبر کابل گیا ہے تو آگرہ کا پاسبان اسکو مقرر کیا تھا ۹۹۹ھ مین اس نے انتقال کیا۔

(۲۰) عبدالمطلب خان پسر شاہ بداغ خان — ابتدا مین وہ مرزا شرف الدین حسین خان کے ساتھ میر تھا کی تسخیر مین شریک ہوا مہمات عظیم مین خدمات شائستہ بجالایا ۹۷۲ھ مین فتح دوست پسر علی دوست یار بیگی کے قتل کی تہمت مین آن کر کچھ دنون عتاب شاہی مین گرفتار رہا ۹۷۳ھ مین کالپی مین بادشاہ اسکے گھر گیا ۹۷۴ھ مین جلالہ تاریکی کی لڑائی مین فکر و اوہام کی کثرت سے سودائی ہوکر بادشاہ پاس آیا وقت موعود پر نیستی سرا کو گیا اسکا بیٹا شیرزاد عہد جہانگیری مین منصب پانصدی اور دو سو سوارون کی افسری پر مامور ہوا۔

(۲۱) اعتبار خان ناظر۔ اس خواجہ سرا کا نام خواجہ عنبر تھا وہ بابر کا مقرب تھا

ہمایون پاس عراق کے سفر مین وہ مریم مکانی کو لایا تھا۔ ہمایون کے مرنے کے بعد اکبر نے بھی اسکو کابل کو اپنی والدہ مریم مکانی کے لانے کے لئے بھیجا تھا سنہ ۳ جلوس مین وہ اسے لایا۔ کچھ دنون بعد وہ دہلی کی حکومت پر ممتاز ہوا اور وہین مر گیا۔

(۸۹) راجہ بیربر برہمن ——— اس راجہ کا نام مہیش داس تھا وہ برہمن اور بھاٹ تھا وہ بے بضاعت کم مایہ تھا پریشان حالی اور خستگی مین گذرانتا تھا۔ لیکن فرہنگ و دانش کا مجموعہ تھا۔ رسائی ادراک اور درستی فہم مین اپنی اقران و امثال پر ممتاز تھا۔ اکبر کی تخت نشینی پر وہ کالپی سے بادشاہ کی خدمت مین آیا اور اپنی لطیفہ گوئی اور سخن سنجی کے سبب مجلس بادشاہی کے ندیمون اور مخصوصون مین داخل ہوا اور بتدریج تمام ارباب قرب و خصوصیت پر سبقت لے گیا۔ بادشاہ اسکو مصاحب دانشور راجہ بیربر کہہ کر مخاطب ہوتا تھا۔ ہندی شعر خوب کہتا تھا اسلئے اسکو خطاب کبرای (ملک الشعرا) کا ملا۔ نگرکوٹ کا حال اور مہم یوسف زئی مین اسکے مارے جانے کا بیان اقبالنامہ مین درج ہے۔ اگرچہ راجہ کو منصب دو ہزاری تھا۔ مگر مصاحبت و خصوصیت کا پندار اسکو بڑا تھا۔ اسکے مرنے کے غم مین بادشاہ نے دو روز کھانا نہین کھایا اور کیف معتاد پر مائل نہین ہوا بادشاہ کا کسی کے مرنے پر ایسا برا حال نہین ہوا جیسا کہ اوسکے مرنے پر۔

ابوالفضل نے مرزا عبدالرحیم خانخانان کو جو فرمان لکھا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بادشاہ کے دل مین اوسکی جگہ عجیب تھی اور ایک ربط خاص تھا اسکے اظہار عقیدت مین یہ عبارت لکھی ہے کہ بعض موانع اگر نہ واقع ہوتے تو مین خود جاکر اوسکی نعش کو اپنی آنکھون سے دیکھتا اور اپنی عطوفت و مہربانی کو جو اسکے ساتھ تھی ظاہر کرتا ؎ کدام دل کہ ازینو واقعہ جگر خون نیست ✤ کدام دیدہ ازینو واقعہ جگرگون نیست ✤ راجہ بیربر جود و سخاوت مین زمانہ مین یکتا تھا۔ بخشش و انعام مین شہرۂ آفاق۔ فن موسیقی مین مہارت تمام رکھتا تھا۔ کبت و دوہرے جو اس کے

مشہور ہین اور لطائف و نکات اسکے خلایق کی زبان پر ہین۔ ہر مہینہ مجلس کرتا تھا
اسکا بڑا بیٹا لالہ نام اپنے لائق منصب کہتا تھا بدخوئی و خود کامی سے خرچ اپنے اندازہ
سے زیادہ رکھتا تھا۔ خواہشین فراخ رکھتا تھا جب آمدنی زیادہ نہ ہوئی تو بادشاہ سے سنہ
اکبری مین اجازت لیکر جوگی ہوگیا۔ بدایونی اس راجہ کی نسبت یہ لکھتا ہے کہ سنہ
کی جھوٹی اور پاجیانہ باتون مین سے جو محالات سے بھی ایک قدم بڑھائے ہوئے
ہین بیربر ملعون کے زندہ ہونے کی خبر ہے باوجودیکہ وہ جہنم کے ساتوین طبقہ مین پہنچ چکا تھا
اسکا مجمل بیان یہ ہے کہ جب ہندؤن نے دیکھا کہ اس ناپاک سے بادشاہ کو بسیار
خاطر بہت تھا اور اسکی مفارقت سے اضطراب مین تھا تو ہر روز یہ شہور کرتے تھے کہ
نگرکوٹ مین کوہستان کے اندر جوگیون اور سنا سیون کے ساتھ وہ سیر کرتا پھرتا ہے
بادشاہ کو اسکا یقین تھا اسلئے کہ اسکو علاقہ دنیا سے مجرد جانتا تھا اور اسکو دور نہین
جانتا تھا کہ اس نے لباس فقیری اختیار کیا ہو اور واقعہ یوسف زئی کی شرمندگی کے مارے
یہان نہ آیا ہو۔ احمقون نے اس خبر کو سچ جان کر لاہور مین اسکی داستانین بنانی شروع
کین اور ایک شخص نے نگرکوٹ مین جاکر حال تحقیق کیا تو معلوم ہوا کہ یہ فقط باتین ہی ہین
اصل اسکی کچھ نہین۔ بعد ازان یہ سنا کہ کالنجر مین جو اس کتے کی جاگیر تھی وہ چلا گیا ہے
محال کالنجر نے اس مضمون کی عرضداشت بھیجی کہ ایک حجام نے جو محرم اسرار تھا۔
بیل ملنے کے وقت علامات بدنی کو دیکھ کر بیربر کو پہچانا ہے اور وہ پوشیدہ رہتا
ہے۔ ہندو کروری نے یہ جعل کر رکھا تھا کہ ایک بے گناہ مسافر خون گرفتہ کو چھپا رکھا تھا
اور مشہور کر دیا تھا کہ وہ بیربر ہے بادشاہ نے حجام کو اپنے پاس حاضر ہونے کا حکم
دیا کروری حجام کو بھیج سکا نہین مگر اس مسافر کو اخفار حال کے لئے مارڈالا اور بادشاہ کو
کہلا بھیجا کہ وہ بیربر تھا جسکی اجل آگئی اور بادشاہ کی بابوسی کی سعادت نہ پائی بادشاہ
نے اسکا دوبارہ ماتم کیا۔ کروڑی اور اورون کو طلب کرکے کچھ دنون شکنجہ مین رکھا کہ
کسوطرح ہم کو پہلے خبر نہ کی اور بہت سا روپیہ اُس سے ڈنڈ اس بہانہ سے لیا۔

بدایونی اور شہباز خان اور مسلمانون کو راجہ بیربر سے اس سبب سے نفرت
پیدا ہوئی تھی کہ انکو یقین تھا کہ اسی راجہ نے بادشاہ کو آفتاب پرست بنایا ہے
(۸۶) اخلاص خان اعتبار خواجہ سرا بھی امراء دو ہزاری مین داخل تھا
(۸۷) بہار خان محمد اصغر — ہمایون کا نوکر تھا۔ دو ہزاری منصب رکھتا تھا
سنہ مین مر گیا۔
(۸۸) شاہ فخر الدین پسر میر قاسم — وہ موسوی سید شہد کا تھا وہ سنہ
ہمایون کے ساتھ ہندوستان مین آیا وہ سب لڑائیون مین شریک ہوا اکبر
کا خطاب پایا۔ اجمین کا حاکم مقرر ہوا پھر پٹن کا حاکم مقرر ہوا سنہ کے شروع مین
(۸۹) راجہ اچلدیو بگھیلہ۔ ملک بھٹہ کا زمیندار تھا اور بابر کے جواہی واقعات مین
ہندوستان کے مین بڑے راجہ بیان کئے ہین ان مین وہ ایک تھا اسی راجہ
دربار مین تانسین کلاوت جو فنون نغمہ سرائی مین لاجواب تھا حسن صورت مین
نازک خیالی مین کوئی اسکی مثل نہین ہوا راجہ کمال قدردانی کرتا تھا اور اس سے انس رکھتا
تھا۔ جب اس کے کمالات کے وصف اکبر شہنشاہ نے سنے تو سنہ جلالی مین جلال خان
قورچی کو راجہ کے پاس بھیجا اور تانسین کو اپنے پاس بلایا۔ راجہ انکار نہ کر سکا۔ تانسین کو
ساز و سامان بجمل ہدیون کے ساتھ روانہ کیا۔ بادشاہ کی خدمت مین جب وہ آیا تو اول
ہی روز مین اسکو دو کروڑ دام کرد و لاکھ روپیے رائج الوقت ہوتے ہین بادشاہ نے
انعام دئے۔ تقریبون مین بہت کچھ انعام دیتا رہا۔ باقی حال اس راجہ کا ہم گڈھ
قلعہ باندھو کی تسخیر مین اقبال نامہ مین پڑھو۔
(۹۰) لشکر خان محمد حسین خراسانی — وہ میر بخشی و میر عرض تھا سنہ مین مظفر خان
(۳۷) نے اوسکو معزول کیا سنہ مین وہ بادشاہ کے دربار مین شراب پی کر آیا۔
بادشاہ نے اسکو گھوڑے کی دم سے بندھوا کر قید خانہ مین بھیجدیا پھر وہ رہا ہو کر
منعم خان کے ماتحت مہم بنگال مین بھیجا گیا کوڈی کی لڑائی مین زخمی ہوا اور پھر مر گیا

دو ہزار یا ایک ہزار سپاہ اس پاس رہتی تھی۔

(۹۱) سید احمد بارہ ——— یہ سید محمود کا چھوٹا بھائی تھا۔ گجرات کی مہمات مین اُس نے کارہائے نمایان کئے ۹۸۵ھ مین وہ مرگیا۔

(۹۲) کاکر علی خان چشتی ——— وہ ہمایون کے ساتھ ہندوستان مین آیا۔ گدھ کٹنگہ اور خیرآباد کی لڑائی مین خدمات شائستہ بجا لایا ۹۸۰ھ مین پٹن کی لڑائی مین مارا گیا۔

(۹۳) رائے کلیان مل۔ زمیندار بیکانیر ——— رائے سنگہ کا بیٹا تھا جسکا بیان (۱۱۲) مین کیا گیا۔

(۹۴) ظاہر خان میر فراغت پسر میر خورد اتالیق شاہزادہ دانیال ——— وہ امراء ہمایون مین تھا۔ اکبر بادشاہ کا مصاحب تھا۔ اس لئے اکبر کے مامون خواجہ معظم دیوانی کے بکڑنے مین بڑی مدد کی تھی۔

(۹۵) شاہ محمد خان قلاتی ——— قلات کا تلفظ اہل قلات کلات کرتے ہین۔ بیرام خان کا دوست تھا جسنے قندھار اسکے بالکل سپرد کیا تھا۔ قندھار مالوہ کی مہمات مین اسنے کام کئے ۹۷۶ھ مین منصب دو ہزاری پایا۔ ۹۷۷ھ مین پٹن کی لڑائی مین زخمی ہوا۔

(۹۶) رائے سرجن ہاڈا۔ اکثر اسکو رائے ہاڈا کہتے ہین۔ (ہاڈا چوہانون کے ایک فرقہ کا نام ہے۔ سرکار رنتھنبھور کو ہاڈوتی کہتے ہین۔ رائے سرجن پہلے رانا کی خدمت مین تھا اپنے تئین رنتھنبھور مین محفوظ سمجھ کر مغلون سے لڑا تھا۔ مگر جب اس قلعہ کو اکبر نے فتح کرلیا تو اُس نے بادشاہ کی ملازمت اختیار کی اور خدمات شائستہ مختلف مہمات مین بجا لایا ۱۰۰۱ھ مین مرگیا۔

(۹۷) شاہم خان جلائر ——— (جلائر ایک چغتائی قوم کا نام ہے اس کے باپ کا نام بابا بیگ تھا جسکو ہمایون نے جونپور مین حاکم مقرر کیا تھا۔ شاہم خان نے

بنگال اور اڑیسہ کی مہمات اور بعض اور مقامات مین خدمات کین مزاج مین اسکے ظلم تھا
سنہ ۱۰۰۱ھ مین اسکو دو ہزاری منصب ملا تھا۔

(۹۸) آصف خان (مرزا قوام الدین) جعفر بیگ بدیع الزمان ولد آقائے ملا دوراں
قزوینی کا بیٹا مشہور ہے۔ شاہ طہماسپ شاہ ایران کے زمانہ مین مرزا بدیع الزمان کاشان
کا وزیر تھا۔ مرزا جعفر بیگ اپنے باپ دادا کے ساتھ مجلس شاہ مین آمد و رفت رکھتا تھا
سنہ ۹۸۵ھ مین نوجوانی کے عالم مین عراق سے ہند مین وارد ہوا اپنے چچا مرزا غیاث الدین علی
آصف خان بخشی کی ہمراہ اکبر بادشاہ کی خدمت مین آیا۔ بادشاہ نے اسکو منصب
بستی دہ خلی آصف خان عنایت کیا اس کم منصبی پر راضی نہین ہوا۔ دربار کے مجرا اور
آمد و رفت کو ترک کیا۔ یہ استغنا بادشاہ کو ناگوار ہوا۔ مگر پھر بادشاہ سے اسنے رجوع
کی اور مہمات عظیم مین شریک ہوا۔ خدمات شائستہ کین۔ گھوڑا گھاٹ مین اپنے اجل طبعی
سے مر گیا۔ صدحیف از آصف خان تاریخ ہے۔ وہ صاحب کمال تھا۔ سب فنون
مین ایک فنی تھا۔ ہر ہنر کو سمجھتا تھا۔ اسکی فطرت بلند کا شہرہ تھا وہ کہا کرتا تھا جس بات
کو مین بدیہہ نہ سمجھون وہ بے معنی ہوگی۔ ایک نگاہ مین تمام سطر پڑھ لیتا تھا فراست و
دانائی و کاردانی و اجرائے مہام ملکی و مالی مین اسکو ملکہ تھا۔ ظاہر و باطن آراستہ تھا
اسکے شعر و انشا مین کمال متانت ہوتی تھی۔ گل و گلزار باغ و چمن کا شوق بہت تھا
نخل و نہال اپنے ہاتھ سے لگاتا تھا اور اپنے ہاتھ سے بیل سے دست کاری کرتا۔ بیوپان
اسکی بہت تھین۔ بیماری دلیپ مین ایک سو سہیلیان اسکے گھر سے برآمد ہوئین۔ اسکے
بیٹے بیٹیان بہت تھین۔ اسکے بیٹون مین کوئی آگے نہین بڑھا۔

منصب دو ہزار پانصدی

(۹۹) شیخ فرید مرتضیٰ خان بخاری ——— (۱۰۰) سامانچی خان پور جملہ بیگ (سامان
ترکی زبان مین کاہ کو کہتے ہین۔ سامانچی وہ جو کاہ کی نگہبانی کرے (۱۰۱) تردی خان
پسر قیا خان گنگ (۱۰۲) مہر خان انیس الدین ملازم ہمایون (۱۰۳) رائے گوکلداس سیسودیہ

اکبر نامہ مین اسکا نام رائے درگا چند راوت لکھا ہے۔ پرگنہ رام پور مین جسکو اسلام پور بھی کہتے ہین اور وہ چتور کے پاس ہی اسکے باپ دادا سب رہتے تھے چالیس برس اکبر کی خدمت مین رہا (۱۰۲) بادھو سنگھ پسر راجہ بھگوانداس (۱۰۵) سید قاسم

منصب داران چہ ہزاری دویست و پنجاہی

(۱۰۶) رائے سال درباری شیخاوت اسکے باپ کا نام راجہ سوجا پسر رائے شیخاوت ہی حسن خان سور پدر شیر شاہ اول اُس کا نوکر ہوا تھا۔ کچھواہہ کے دو فرقے ہین ایک راجاوت جسمین مرزا راجہ مان سنگھ کا خاندان ہے دوم شیخاوت جس کے راجہ لونکرن و راجہ رائسال اور انکے اقربا ہین کہتے ہین کہ انکے اسلاف مین سے کسی کے ہان [illegible] ہوا تھا۔ ایک درویش کی دعا سے اسکے ہان بیٹا پیدا ہوا اسکا نام شیخ رکھا گیا اسسے یہ خاندان شیخاوت سے منسوب ہوا۔ پہلے ہزار دویست و پنجاہ کا منصب ہوتا تھا مگر بعد ازان موقوف ہوا اور یہ قرار پایا کہ ہزار سے آگے پانصدی سے کم [illegible]

منصب داران ہزاری

(۱۰۸) حسب علی خان پسر میر خلیفہ — میر خلیفہ سلطنت بابر کا رکن اعظم تھا جس کا حال بابر نامہ مین لکھا ہے (۱۰۹) سلطان خواجہ عبد العظیم پسر خواجہ خاوند دوست (۱۱۰) خواجہ عبد اللہ پسر خواجہ عبد اللطیف (۱۱۱) خواجہ جہان امین ہرات (۱۱۲) [illegible]

[illegible] پسر ملا عبد الرزاق گیلان۔ بعد الرزاق مدلون [illegible] عہدہ پر ممتاز رہا ہے سنہ ۹۷۲ شاہ ایران نے اسکو زندان [illegible] مین دم اسکا نکل گیا۔

[illegible] بھائی حکیم ہمام و حکیم نور الدین کے ہندوستان مین آیا [illegible] مین شریک بودت طبع و حدت فہم و علوم رسمی و کمالات صوری

ممتاز زمان تھا سنہ ۲۰ مین بادشاہ کی خدمت مین آئے - ہر یک اپنی لیاقت کے موافق سرافراز ہوا ابوالفتح شائستہ زیادہ تھا اور مزاج روزگار سے آشنا تھا اس لئے جلد ترقی کی سنہ ۲۴ مین صدارت و امینی صوبہ بنگالہ پر مقرر ہوا اگرچہ منصب مین ہزاری تھا مگر رتبے مین وزارت و وکالت سے بڑھا ہوا تھا وہ اجل طبعی سے دستور کے مضافات مین مرگیا حسن ابدال مین دفن ہوا جہان بادشاہ اسکی فاتحہ پڑھنے گیا یہ حکیم دقیقہ شناس ہوشیار مغز بیدار دل عالی فطرت تھا فیضی نے اسکا مرثیہ لکھا - کریم الصفات و محسن الذات تھا شعرائے وقت کا ممدوح تھا عرفی نے اکثر قصائد اسکی مدح مین کہے ہین - اسکا بھائی حکیم نورالدین قراری تخلص کرتا تھا وہ اکبر کے حکم سے بنگالہ گیا کچھ ترقی نہین کی وہین مرگیا اسکا مقولہ تھا کہ دوسرے شخص پر اظہار ہمت کرنا اظہار طمع ہی - بازاری کو ملازم کرنا خود اپنے تئین بدخو کرنا ہے - جسپر اعتماد کیجیے وہ معتمد ہے - وہ حکیم ابوالفتح کو ہمہ دنیا کہتا - حکیم ہمام کو مرد آخرت کہتا اور اپنے تئین دونو سے برکنار سمجھتا -

(۱۱۳) شیخ جمال پسر محمد نجتیار ——— اسکی بہن حرم سرائے اکبری کی مہتمم تھی اسی کی سفارش سے بھائی کو ہزاری منصب ملا تھا - شراب نوشی کے سبب سے بادشاہ نے اسے قید مین کچھ دنون رکھا تھا مگر اس نے اس اپنی بری عادت کو چھوڑا نہین -

(۱۱۴) جعفر خان پسر قزاق خان - (۱۱۵) شاہ فنای پسر میر بخشی (۱۱۶) اسد اللہ خان تبریزی (۱۱۷) سعادت علیخان بدخشانی (۱۱۸) روپسی بیراگی برادر راجہ بہارمل (نمبر ۲۳)

(۱۱۹) اعتماد خان خواجہ سرا (۱۲۰) باز بہادر پسر سجاول خان سور (۱۲۱) اودی سنگھ پسر رائے مالدیو — اسی راجہ کی بیٹی جگت گسائینی سے جہانگیر کا بیاہ ہوا تھا جسسے شاہزادہ خرم پیدا ہوا (۱۲۲) خواجہ شاہ منصور شیرازی - (۱۲۳) قتلق قدم خان اختہ بیگی (ترکی زبان مین قتلق کے معنے مبارک کے ہین) (۱۲۴) علی قلیخان اندارابی قندز کے جنوب مین اندراب ایک شہر ہے اگر کابل سے ایک خط مستقیم شمال کی

طرف طالقان تک پہنچا جاے تو وہ اسکے قریب گذرتا ہے (۱۲۵) عادل خان پسر شاہ محمد قلاتی (۹۵) ایک دفعہ شکار مین ایک شیر اکبر پر حملہ کرنے آیا کہ عادل خان نے اسکے منہ مین اپنا ایک ہاتھ دیدیا اور دوسرے ہاتھ مین خنجر سے شیر کا منہ زخمی کیا مگر اسکے دونو ہاتھ شیر نے پکڑ لئے اور آدمیون نے آکر شیر کو مارا۔ عادل خان زخمی ہوا اور اسی سبب سے مرگیا۔

(۱۲۶) خواجہ غیاث الدین علی آصف خان قزوینی (۱۲۷) فرخ حسین خان پسر قاسم حسین خان (۱۲۸) معین الدین احمد خان فرنخودی (فرنخود ایک شہر سمرقند کے پاس ہے) (۱۲۹) محمد قلی توقبائی (چغتائی قوم کا ایک فرقہ توقبائی ہے)

(۱۳۰) مہر علیخان سلدوز (سلدوز چغتائی فرقہ کا نام ہے) (۱۳۱) خواجہ ابراہیم بدخشی (۱۳۲) سلیم خان کاکر (۱۳۳) حبیب علیخان (۱۳۴) جگ مل چھوٹا بھائی راجہ بہاریمل (۱۳۵) الغ خان حبشی (الغ خان کے معنی ترکی زبان مین خانخانا کے ہین (۱۳۶) مقصود علی خان (۱۳۷) قبول خان —

منصب داران نہ صدی

(۱۳۸) کوچک علیخان کولابی (کولاب ایک شہر بدخشان مین ہے طول ۷۰ درجے عرض ۳۸ درجہ (۱۳۹) سعادت خان سنبل ہمایون کا غلام (۱۴۰) شیر محمد میر عدل (امروہہ کا سید) (۱۴۱) رضوی خان مرزا میرک رضوی سید مشہد (۱۴۲) مرزا نجات خان برادر سید میرک (۱۴۳) سید ہاشم پسر سید محمود بارہ —

(۱۴۴) غازی خان بدخشی (اسکا نام قاضی نظام تھا) اس کی تصنیف سے بہت کتابین ہین سجدہ جو اکبر کے دربار مین ہوتا تھا اسکا موجد یہی تھا۔ (ابوالفضل کا بہنوئی تھا) (۱۴۵) فرحت خان مہتر سکائی غلام ہمایون (۱۴۶) رومی خان استاد سپہی رومی (۱۴۷) سمانجی خان قورغوجی (۱۴۸) شاہ بیگ خان پسر کوچک علیخان بدخشی (۱۴۹) مرزا حسین خان برادر مرزا نجات خان (۱۵۰) حکیم زنبیل برادر مرزا محمد طبیب سبزواری (۱۵۱) خداوند خان دکنی (ابوالفضل کا بہنوئی) ایک دن ابوالفضل

اسکے ضیافت کی اور امراء کو بلایا۔ ہر نوکر کے آگے نو قابین کھانے کی اور ایک لنگری گوسفند بریان اوڑن کی کمی۔ خداوند خان کے آگے بہت سی رکابیان مرغ و ورنگ اور طرح طرح کے ساگ و سان کی چنین تو وہ ناخوش ہو کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ ہمارے سامنے مرغ کا کباب استہزا اور مسخرا بنانے کے لئے رکھا جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا تو اُس نے خداوند خان سے کہا کہ یہ چیزین ہندوستان کے معمولی تکلفات مین ہین مگر اسکا دل ابوالفضل سے صاف نہ ہوا اور پھر اُسکے گھر نہ گیا۔ اسی سبب سے ہندوستان مین اہل دکن حماقت و سخافت عقل مین مشہور ہوے۔

(۱۵۲) میرزادہ علی خان پسر محترم خان (۱۵۳) سعادت مرزا پسر خواجہ خضر خواجہ خان (۱۵۴) شمال خان چیلہ (۱۵۵) شاہ غازی خان سید تبریزی (۱۵۶) فاضل خان پسر خانخانان (۱۵۷) معصوم خان پسر منعم الدین فرنخودی (۱۵۸) تولک خان قوچین — (۱۵۹) خواجہ شمس الدین خوافی (خواف ایک ضلع خراسان مین ہے اکثر نقشون مین ہرات کے مغرب مین خاف لکھتے ہین)۔

(۱۶۰) جگت سنگھ پسر کلان راجہ مان سنگھ (۱۶۱) نقیب خان پسر میر عبداللطیف قزوینی (۱۶۲) میر مرتضیٰ سبزواری سید (۱۶۳) شمس پسر خان اعظم مرزا کوکہ (۱۶۴) میر جمال الدین حسین — سید انجوی (۱۶۵) سید راجو بارہہ (۱۶۶) میر شریف آملی (۱۶۷) حسین بیگ شیخ عمری (۱۶۸) شیرویہ خان پسر شیر افگن خان (۱۶۹) نظر بے اوزبک (۱۷۰) جلال خان پسر محمد خان بن سلطان آدم گکھر — (۱۷۱) مبارک خان پور کمال خان گکھر (۱۷۲) تاش بیگ خان مغل (۱۷۳) شیخ عبداللہ پسر شیخ محمد غوث (۱۷۴) راجہ راج سنگھ ولد راجہ اسکرن کچواہہ (۱۷۵) رائے بھوج پسر رائے

سرجن +	منصب داران هشت صدی	

(۱۷۶) شیر خواجہ (۱۷۷) مرزا خرم . . . . . پسر خان اعظم مرزا کوکہ

	منصب داران هفت صدی	

(۱۷۸) قریش سلطان پسر عبدالرشید خان حاکم کاشغر (۱۷۹) فرابہادر عم زادہ مرزا حیدر پسر مرزا محمود (۱۸۰) مظفر حسین مرزا پسر ابراہیم حسین مرزا (۱۸۱) قندوق خان اوزبک برادر بیرام اوغلان (۱۸۲) سلطان عبداللہ برادر خیر مادری سلطان قریش (۱۸۳) مرزا عبدالرحمن برادر زادہ امیرزا حیدر (۱۸۴) قیا خان پسر صاحب خان - (۱۸۵) دربار خان عنایت اللہ پسر نکلتو خان قصہ خوان (۱۸۶) عبدالرحمن خان پسر مؤید خان (۱۸۷) قاسم علیخان - (۱۸۸) باز بہادر خان پسر شریف خان (۱۸۹) سید عبداللہ خان پسر میر خواند (۱۹۰) دھارو پسر راجہ تودرمل (۱۹۱) احمد بیگ کابلی (۱۹۲) حکیم علی گیلانی (۱۹۳) گوہر خان پسر قطب الدین خان انگہ (۱۹۴) صدر جہان مفتی (۱۹۵) تحنۃ بیگ کابلی - (۱۹۶) رائے سیتر داس کھتری (۱۹۷) شیخ عبدالرحیم لکھنوی - (۱۹۸) مہیدنی رائے چوہان (۱۹۹) ابوالقاسم نمکین (۲۰۰) وزیر بیگ جمیل - (۲۰۱) طاہر یوسف الملوک (۲۰۲) بانو نگلی -

منصب داران شش صدی

(۲۰۳) محمد قلی ترکمان (۲۰۴) بختیار بیگ گرد شاہ منصور -

ابوالفضل نے آئین اکبری میں جس ترتیب سے منصب داروں کے نام اس صدی تک لکھے ہیں وہ نقل کی - اگر ہم سب منصب داروں کا مفصل حال لکھتے تو اقبال نامہ ہم کو دوبارہ نقل کرنا پڑتا اس لئے کہ ان کل منصب داروں ہی کے کارہائے عظیم کا مجموعہ اکبر کی سلطنت کی تاریخ ہے اسلئے ہمنے ان منصب داروں کا فقط نام یا جو حال انکا لکھنا ضروری تھا وہ لکھ دیا ہے جنکو انکا حال مفصل دیکھنا ہو وہ اقبال نامہ کے اوراق گردانی کرکے پڑھ لیں ابوالفضل نے جو فہرست منصب داروں کی لکھی ہے اُس سے یہ دو بڑی باتیں معلوم ہوتی ہیں اول یہ ہندوستان کے مسلمان بہت ہی کم منصب دار تھے زیادہ تر ترک و ایرانی اور افغان منصب دار تھے دوم ہندو بھی اعلےٰ منصبوں پر ممتاز تھے ۵ ۱ ہم منصب داروں میں ۱۵ ہندو تھے - مگر جو منصب دار معزول ہو گئے تھے یا جنہوں نے بغاوت کی

انکے نام اکثر اس فہرست سے خارج ہین جیسے شاہ ابوالمعالی خواجہ حشم برادر زادہ اکبر بابا خان قاقشال معصوم خان کابلی عرب بہادر جیاری لیکن بعضون پر بھی فروگذاشت ہوئے ہین جیسے خضر خواجہ۔ سلطان حسین جلائر۔ کمال خان گکھر۔ میر غوث۔ نورنگ خان پسر قطب الدین خان۔ مرزا قلی۔ راجہ اسکرن انکے سوائے اور بھی فروگذاشت ہوئے اسکا سبب بتانا کہ کیون فروگذاشت ہوئے مشکل ہے۔ غرض اکبر جو فاتح ہند تھا اس نے گو اعلے درجہ کے عہدے ترکون اور ایرانیون اور افغانون کو دئے مگر اسنے ہندوستانی مسلمانون اور ہندؤن کو بھی انکے دینے مین دریغ نہین کیا۔ راجہ ٹوڈرمل کا درجہ بادشاہ کے بعد تھا۔ مال کے کام کا وہی مختار تھا۔ مان سنگھ۔ بھگوانداس۔ راجہ بیربل جنگی کامون مین بڑے بااقتدار تھے اوّل درجہ جو منصب کا پنجہزاری تھا اسمین تیس مین تین ہندو اور چار ہزاری منصب مین نو مین دو ہندو سہ ہزاری منصب مین سترہ مین ۸ ہندو تھے غرض تمام اعلے درجہ کے عہدہ دارون مین ستاون ہندو تھے علاوہ انکے ہندوستانی مسلمان بھی تھے اور شاہ جہان کے عہد مین ہندؤن کے اعلی عہدہ دارون کی تعداد دوچند ہوگئی تھی۔

ٹوڈ صاحب اپنی تاریخ راجستان مین لکھتے ہین کہ اکبر کے ۱۶ منصبدارون مین ۴۷ رجپوت منصب دار تھے جنکے پاس دوسو سے کر دس ہزار تک سپاہ تھی اور کل سپاہ ان پاس ۵۷ ہزار تھی جو کل منصب دارون کی سپاہ پانچ لاکھ سترہ ہزار کا دسواں حصہ تھا ان ۴۷ منصب دارون مین ہزاری سے لیکر پنجہزاری تک منصب رکھتے تھے اور ۳۰ کا دوصدی سے ہزاری تک منصب تھا۔ امیر (جے پور) و مارواڑ و بیکانیر و بوندی و جیسلمیر و بوندیل کھند و شیخاوت کے راجاؤن کے منصب تھے۔ امیر کے راجہ کا منصب پنجہزاری تھا۔ بیکانیر کا راجہ رائے سنگھ چار ہزاری منصب رکھتا تھا چندیری و کرولی و دتیا کے خود مختار راجہ اور بڑی بڑی ریاستون اور شیخاوت کے اعلی درجہ کے زمیندار چار صدی سے لیکر ہفت صدی تک منصب رکھتے تھے ہم اورنگ زیب

سلطنت کے آخر مین ہندو مسلمان کے اعلے عہدون کے پانے پر زیادہ بحث کرینگے
بدایونی نے لکھا ہے کہ صاحب تاریخ نظامی نے امراے اکبری کا ذکر لکھا ہے جنمین سے
اکثر متوفی غیر مرحوم ہین اسلئے انکے بیہودہ حالات کے ذکر سے مین اپنے قلم کو آلودہ نہین
کرتا مشایخ عصر و علماء و حکماء کا ذکر اسنے خوب لکھا ہے طبقات اکبری مین بعض
اعلے درجہ پر منصب دارون کا ذکر نہایت مختصر لکھا ہے اور اسکے بیان اور ابوالفضل
اور ماثر الامراء کے بیانون مین کہین کہین اختلاف ہے۔

دانش اندوزان جاوید دولت

بادشاہ نے اس گروہ کی پانچ قسمین کین ہین۔ اول ان بزرگون کی ہین جو اپنی خوش
قسمتی سے اسرار بیرونی و اندرونی کی بینائی رکھتے ہین اور اپنی والا فطرتی سے اور فراوانی
حوصلہ سے دونو مین کمال رکھتے اور بادشاہ کے فیض پذیر ہین دوم وہ جو تدبیر
مین صورت پر کمتر نظر رکھتی ہین مگر فروغ دل سے فراوان شناسائی رکھتی ہین۔
سوم معقول و منقول دونو پر نظر رکھتے ہین۔ چہارم نقل مین اشتباہ رکھتے برہان کے
سوا کسی کو دستاویز نہین گردانتے۔ پنجم تقلید پیشگی و نقل پرستی کی تنگنا سے باہر
قدم نہین رکھتے ہر ہر قسم کے اور فرقے بہت ہین۔

ظاہر و باطن آشنا

(۱) شیخ مبارک ناگوری جنکا بیان اوپر ابوالفضل کے بیان مین ہو چکا ہے
بدایونی نے جو انکی نسبت لکھا ہے وہ بھی نقل کیا گیا ہے۔

(۲) شیخ نظام اٹھیے وال۔ اٹھیے ایک قصبہ توابع لکھنو سے ہے وہ سلوک و جذب
دونو رکھتے تھے ابتدا حال مین علوم مکتسبہ کے طلبہ مین داخل تھے مگر اپنی فطرت
عالی کے سبب سے فنا و گی طرف رجوع تھے۔ ہمیشہ آنکھ ورق پر بستہ اور
دل حق کے ساتھ پیوستہ رکھتے تھے عمر کے دونون مین پیر سے رخصت
ہوئے اور تکمیل پاکر قصبہ اٹھیے مین قناعت کرکے گوشہ گزین ہوئے اور کبھی

اس قصبہ سے سوائے چند خدا دوست دوستون کے ملاقات کو نہ جاتے وہ نماز جمعہ سے پیشتر نماز ظہر کی جماعت کے ساتھ پڑھتے تھے وہ اپنی کسر نفسی کے سبب سے شاذ و نادر بہ کسی کو کرتے تھے وہ ملاقات مین ہر شخص سے مناسب حال اُسکے زبان سے کلمہ نکالتے پھر سوائے قرآن وحدیث اور مشائخ کبار کی سخنون کے اور بات نہ کرتے وہ ہر شخص کو خواہ امیر ہو یا فقیر کچھ نقد یا نک دیتے تھے وہ نمک کو کہا کرتے تھے کہ بہتر مرضون کی دوا ہے جس کسی کو وہ دشنام دیتے تھے تو پھر تحسین کے قابل وہ کام کرتا جسپر لعنت بھیجتے تھے وہ کار رحمت کرتا۔ سنہ ۹۷۹ھ مین اس دار فنا سے رحلت کی۔

(۲) شیخ نظام الدین نارنولی ـــــ سلسلہ چشتیہ مین تھے۔ نارنول ہندوستان کا مشہور شہر ہے چالیس برس تک مسند ارشاد پر استقرار رہا۔ ابتدائے جوانی سے آخر عمر تک دہلی مین حضرت قطب عالم خواجہ قطب الدین بختیاری کے عرس مین پیادہ پا جاتے تھے وہ بے تکلفی و بے تعینی سے فقرا اور اغنیا سے برابر نسبت رکھتے تھے اور سب طرح کے آدمیون کو مرید کرتے تھے وفات انکی سنہ ۹۹۷ھ مین ہوئی واہ نظام انکی تاریخ وفات ہے۔

(۳) شیخ ادھن جونپوری ـــــ سلسلہ چشتیہ مین تھے۔ عمر طبعی سے بھی زیادہ عمر پائی انکے بیٹے پوتے پڑپوتے بہت سے تھے انکے سامنے بیٹے ایسے بوڑھے ہو گئے تھے کہ معلوم نہین ہوتا تھا کہ باپ کون ہے اور بیٹا کون شریعت و طریقت و حقیقت سے جوامع الکلم فرماتے تھے کہ نہ عوام ایسی تقریر کر سکین نہ خواص سنہ ۹۷۰ھ مین جونپور مین نقاب خفا عالم فنا سے چہرہ پر کھینچی۔ شیخ ادھن تاریخ وفات ہے۔

(۴) میان وجیہ الدین احمد آباد۔ نسبت انکی علوی مگر انہون نے اسکو شہرت نہ دی وہ علما و کبار اور کار شناس سے تھے۔ صاحب صلاح و تقوی و مجاہدہ۔ جادۂ شریعت پر مستقیم۔ گوشہ قناعت مین مقیم۔ ہمیشہ درس علوم مین اشتغال رکھتے تھے جمیع علوم عقلی و نقلی مین انکی قدرت اس مرتبہ پر تھی کہ بہت کم کتابین ایسی ہین جنکا وہ درس

نہ دیتے تھے غرض انکے انفاس متبرکہ سے فیض ہر وقت پہنچتا تھا۔ بہت آدمی ان پاس محبت زدہ و بیمار دعا کے لئے آتے تھے۔ کبھی وہ اہل دنیا کے خانہ پر نہین گئے بہت ہی کم خانہ و مسجد سے باہر قدم رکھا۔ موٹا کپڑا پہنتے۔ جو کچھ فتوح ہوتی اسکو تقسیم کر دیتے ۹۹۸ھ مین اس سرائے وحشت سے چلے شیخ وجیہ الدین بے الف لام کے تاریخ وفات

(۵) شیخ رکن الدین ——— ولد رشید شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے مین ارباب وقت مین سے تھے۔ اہل حشمت و شوکت پاس کبھی نہین جاتے تھے عزلت نشین تھے۔

(۶) شیخ جلال الدین قنوجی ——— مجذوب سالک تھے۔ ملتان انکے باپ دادا کا وطن تھا وہ قنوج مین رہتے تھے۔ کبھی جذب کی حالت کو غلبہ ہوتا تھا۔ چارپائی کی ادوان کو مین ڈال کر بازار مین پھرتے تھے اور مصیبت افزا اور درد انگیز فریاد دین مچاتے تھے اور دیدین غیر مکرر وقوع مین آتی تھین۔

(۷) شیخ الہدیہ خیرآباد ——— علما متبحرین سے تھے۔ ابتدائے احوال مین برسون درس و افادۂ علوم ظاہری مین عمر بسر کی۔ پھر طریقۂ صوفیہ پر رجوع کی۔ توکل و تجرید و ایثار اختیار کیا۔ اہل دنیا کو ترک کیا۔ کسی کی ضیافت بھی قبول نہین کی۔ شیخ سے محمد حسین خان نے ایک دن پوچھا کہ سالار مسعود کہ عوام ہند مین پیر مشہور کرتے ہین کون تھے۔ فرمایا کہ ایک پٹھان تھا کہ شہید ہو گیا۔ ۴۲۳ھ مین وفات پائی

(۸) شیخ عبدالغفور اعظم پوری ——— خاندان چشتیہ مین مرید تھے۔ کمالات صوری و معنوی رکھتے تھے۔ ہر چند طالب مناسبت کم رکھتا مگر شیخ اسکو بے اختیار اہل خدمت بناتا علوم دین کا درس دیتا۔ کلام بلاغت فرجام اسکا شور انگیز دلون کو راحت پہنچاتا اور زبان معجز بیان اسکی مشکل جانون کی مرہم بنتی اسکی حسن صورت و خوبی سیرت کی شہرت الہی تھی۔ علم تصوف مین صاحب تصنیف ہین ۱۰۳۸ھ مین دار البقا کو رحلت کی اعظم پور مین مدفون ہوئے۔

(۹) شیخ عبدالعزیز دہلوی۔ صاحب مکارم اخلاق تھے۔

(۱۰) مولانا حسام الدین سرخ لاہوری ـــــ وہ علماء لاہور سے انتساب رکھتے تھے علوم دین اور فلسفہ سے ماہر تھے۔

(۱۱) شیخ پنجو۔ انکو لوگ غلطی سے بچو کہتے تھے وہ سنہ ۹۶۹ مین مرگیا۔

(۱۲) مولانا اسمٰعیل ـــ وہ اہل عرب مین سے تھے۔ شیخ حسین کے دوست تھے وہ ہمایون کے مدرسہ دہلی مین درس دیتے تھے وہ بڑے دولت مند تھے انکو چورون نے گھر مین داخل ہوکر مار ڈالا۔

(۱۳) مادھو سرسوتی۔

(۱۴) مادھوسودھن۔ (۱۸) رام تیرتھ۔

(۱۵) میان اسرم۔ (۱۹) نرسنگھ۔

(۱۶) ہرجی سور۔ (۲۰) پرسندر۔

(۱۷) دامودر بھٹ (۲۱) آدات

اہل باطن

(۲۲) شیخ رکن الدین محمود کمانگر۔ (۲۳) امان اللہ

(۲۴) خواجہ عبدالشہید ـــ خواجہ ناصرالدین عبداللہ احرار کے پوتے نہایت بزرگ صاحب کمال تھے ہندوستان مین بادشاہ نے ان کو پنشن جمیاری وظیفہ مین دیا۔ خواجہ کے سبب سے دو ہزار فقرا اور مستحقین پرورش پاتے تھے جب مرنے کے دن آئے تو سمرقند چلے گئے اور کہہ گئے کہ مین اپنی ہڈیون کے لئے جاتا ہون سمرقند مین جاکر چھٹے روز رحلت کی۔

(۲۵) شیخ موسیٰ ـــ آہن گر تھے۔ کشف وکرامات مین مشہور تھے اکبر کی اوائل سلطنت مین مرگئے لاہور مین مدفون ہوئے۔

(۲۶) بابی بلاس۔

(۲۷) شیخ علاء الدین مجذوب تھے آگرہ مین رہتے تھے صاحب کمال تھے۔

(۲۸) شیخ یوسف ہرکن ـــــ مجذوب لاہوری کشف و کرامت مین مشہور
(۲۹) شیخ برہان امین زہد و توکل و تقوی۔ ارباب عزلت و تجرید و استغنا مین
سے تھے۔ کالپی مین ایک نہایت تنگ و تاریک حجرہ مین رہتے تھے۔ پچاس سال تک
ترک حیوان کیا اور اکثر شیر و شیرینی پر بسر کرتے تھے آخر عمر مین پانی پینا چھوڑ دیا تھا
طریقہ مہدویہ رکھتے تھے اگرچہ علوم عربیہ نہین پڑھے تھے مگر قرآن کی تفسیر خوب کرتے
تھے سنہ ۹۶۷ مین انتقال کیا۔ سو برس کی عمر تھی اپنے حجرہ مین مدفون ہوئے۔
(۳۰) شیخ گپور بابا مجذوب گوالیاری سادات حسینی سے تھے۔ ابتدائے
حال مین سپاہ گری کرتے تھے پھر نوکری کو ترک کرکے سقے بن گئے۔ راتون کو بیوہ
عورتون کے گھر مین پانی پہنچاتے تھے اور خلائق کو بے اجرت پانی پلاتے پھر ایسا
جذبہ ہوا کہ سب کاروبار کو چھوڑ دیا اور محاورہ کے موافق باتین نہ کرتے۔ گوالیار کے
بازار کے ایک محلہ مین کہین رہتے تھے مراقبہ مین سرافگندہ رہتے تھے۔ جو کوئی
حاضرین مین سے دل مین سوال لیتا اسکا جواب بطور ہذیان کے دیتے۔ راتون کو
ہمیشہ قیام کرتے کبھی روتے کبھی ہنستے سنہ ۹۷۲ مین رات کو نعرہ زنان اپنے دروازہ سے گر کر
جان بحق تسلیم کی فیضی نے تاریخ اوسکی گپور مجذوب کہی ہے۔
(۳۱) شیخ ابو اسحاق فرنگ یا مجذوب کالولاہوری ـــــ انکے باپ کا نام
کالو تھا لاہور کے آدمی انکے معتقد تھے وہ دانشمند متجرد و متوکل و متورع تھے۔ ارباب
دنیا کے گھر پر کبھی قدم نہ رکھا اور نہ ان سے کچھ چاہا ہمیشہ روزہ رکھتے۔ صوفی مشرب تھے
جمیع علوم کے جامع تھے۔ ہمیشہ حق کے ساتھ مشغول رہتے جب تک ان سے
کچھ پوچھو نہین وہ بات نہین کرتے تھے پھر ایک مجذوب کے مرید ہونے سے
انکا دل نفسانیت سے پاک ہوگیا علماء رسمی سے زیادہ ممتاز ہوگئے سنہ ۹۹۶
مین انتقال کیا عمر سو سال سے زیادہ تھی۔
(۳۲) شیخ داؤد جھبٹی وال ـــــ جھبٹی لاہور کے قریب ایک قصبہ ہے ان کی

باپ داؤد اعوب سے آنکر شیث پور مین ملتان کے اندر آباد ہوے اور شیخ داؤد یہین پیدا ہوے
ماباپون کے جلد مرنے سے وہ یتیم ہوگئے اُنکے بڑے بھائی رحمت اللہ نے انکی پرورش کی
لاہور مین آنکر مولانا اسماعیل آچہ کی خدمت مین ایسی تحصیل علم کی کہ ایک علامی
ہوگئے - حضرت غوث الاعظم کی روح نے انمین حلول کیا - شیخ ہر سال کئی دفعہ
جو کچھہ فتوح سے حاصل ہوتا تھا سب کو لٹا دیتے تھے - سوائے مٹی کی ہنڈیا اور پرانے
بورئیے بیوی پاس کچھہ نہ چھوڑتے باوجود اسکے حضرت غوث الاعظم کا میلاد بڑی
دھوم دھام سے کرتے لاکھا آدمی اسمین جمع ہوتے سب کو خانقاہ کے لنگر سے
کھانے کو ملتا وہ صاحب کشف و کرامات تھے ریاضات شاقہ کرتے تھے - علوم
ظاہری کو ابتدا مین تحصیل کیا پھر متوکل و گوشہ نشین ہوکر اہل دنیا کے گھر کبھی گئے
سلیم شاہ نے بلایا تو عذر کیا کہ دعاے غائبانہ کافی ہے دنیا داروں کی صحبت
سے بھاگتے تھے - الفقر فخری انکا شعار تھا - ہمیشہ ایثار اور طالبون کو ارشاد
کرتے ۹۸۳ھ مین بارگاہ وصال مین انتقال کیا - شیخ داؤد تاریخ وفات ہے
(۳۴) شیخ سلیم چشتی ـــــ شیخ فریدالدین شکر گنج کی اولاد مین سے ہین اصل
انکی دہلی ہے خشکی و تری کی راہ سے دو دفعہ ہندوستان سے حرمین الشریفین
طواف کو وہ گئے - روم بغداد شام نجف اشرف اور بلاد مغرب کی سیر کی -
بائیس حج کئے اول مرتبہ چودہ اور دوسرے مرتبہ چار - مکہ معظمہ مین اور مدینہ منورہ مین
چار سال اقامت کی - عرب مین انکا نام شیخ الہند مشہور ہے سلطان سلیم کی پیدائش
اور بادشاہ کی عقیدت انکے ساتھ پہلے بیان ہوچکی ہے - عربی عبارت لکھنے مین
بڑی مہارت تھی - ایک مکتوب عربی انکا تاریخ بدایونی مین لکھا ہے - ۹۷۹ھ
مین انتقال کیا شیخ ہندی تاریخ وفات ہے -
(۳۵) شیخ محمد غوث گوالیاری ـــــ سلسلہ نظاریہ مین سے ہین شیخ بایزید بسطامی تک
انکو نسبت ہے - ابتداے حال مین بارہ برس چنار کے دامن کوہ مین اور اس

نواحی کے اندر ریاضت شاقہ کھینچیں اور غارون مین سکن رکھا اور درخت کے پتون کو غذا بنایا - باقی حال قبالنامہ مین پڑھو -

اسی برس کی عمر مین آگرہ مین رحلت کی اور گوالیار مین مدفون ہوے - لفظ من کبھی زبان پر نہین آیا - لفظ فقیر سے اپنے تئین تعبیر کرتے - غلہ کے دینے کے وقت یہ کہتے کہ فلان شخص کو اسقدر میم و نون دیدو تاکہ لفظ من زبان پر نہ آئے - ایک کروڑ ٹنکہ یدد معاش تھی - تواضع ایسی تھی کہ ہندؤن کی تعظیم سر و قد دیتے - اس سبب سے اہل فقر کچھ اُن پر ملامت کرتے - مآثر مین لکھا ہے کہ شیخ کی نوّے لاکھ روپیہ کی جاگیر تھی اور سوا ہاتھی انکی سپاہ مین تھی - اکبر انکا مرید تھا -

(۳۵) رام بہادر ——— (۳۶) جدروپ - معقول و منقول کے جاننے والے

(۳۷) میر فتح اللہ شیرازی ——— سادات شیراز سے تھا - اپنے زمانہ مین علم اعلیٰ تھا مدتون تک فارس کے حکام و اکابر کا مقتدا رہا تھا علوم عقلی حکمت و ہیات و ہندسہ و نجوم و رمل و حساب و طلسمات و نیرنجات و جر اثقال خوب جانتا تھا - ان فنون مین اسکی ایسی استعداد تھی کہ اگر بادشاہ رصد بنوانے پر متوجہ ہوتا تو وہ بنا دیتا - علوم عربیہ و حدیث و تفسیر و کلام سے خوب واقف تھا بہت سی اسکی تصانیف ہین جو مستند سمجھی جاتی ہین - میر اگرچہ محاسن مین نہایت خلیق و متواضع نیک خلق تھا - مگر نعوذ باللہ جسوقت وہ پڑھاتا تھا تو شاگردون کو فحش گالیان دیتا اس سبب سے اسکے شاگرد بہت کم تھے اور کوئی شاگرد رشید لائق بھی نہین ہوا - چند سال دکن مین عادل خان پاس رہا وہ اسکا بہت معتقد تھا - پھر شہنشاہ اکبر کی خدمت مین آیا - عضد الملکی کا خطاب پایا - کشمیر مین ۹۹۷ھ مین وفات پائی تخت سلیمان مین مدفون ہوا - فرشتہ بود اسکی تاریخ ہے - طبقات مین لکھا ہے کہ اسنے توپچی بنائی تھی کہ خود حرکت کرتی تھی - آٹا پیستی تھی - ایک آئینہ بنایا جو دور اور نزدیک کی اشکال غریبہ دکھاتا تھا - ایک چرخ بنایا کہ جس سے بارہ بندوقین سر ہوتی تھین

کچھ دنون وہ مہمات جدال و اشغال دیوانی مین مشغول رہا۔ ابوالفضل اور اس حکیم کے درمیان جو مراسلت ہوئی ہے۔ وہ ایک دفتر دانش پڑھنے کے قابل ہے۔

(۳۸) میر مرتضیٰ ——— امیر سید شریف جرجانی کے ہمنائر مین سے ہے اسنے عالم متجر ابن حجر مکی سے حدیث پڑھی تھی ۹۷۷ھ مین وہ ہندوستان مین دکن مین آیا اور دکن سے آگرہ مین گیا اور یہان عطایائے خسروانی سے بہرہ مند ہوا۔ دھلی مین ۹۷۸ھ مین وفات پائی۔ حضرت امیر خسرو کے مقبرہ مین دفن ہوا پھر نعش اوسکی مشہد مین بھیجی گئی۔ علامہ زعالم رفت۔ تاریخ انتقال ہے۔ علوم عقلی خوب جانتا تھا ریاضیات و حکمت کا درس دیتا تھا۔

(۳۹) مولانا سعید ترکستانی ——— اسکو سمرقندی بھی کہتے ہین ۹۷۰ھ مین ماوراالنہر سے ہندوستان مین آیا اور مراحم بادشاہانہ سے ممتاز ہوا اپنے زمانہ کے بڑے دانشمندون مین شمار ہوتا۔ بادشاہ کو اسکی صحبت بہت پسند تھی۔ درویشی و انکسار طبیعت پر غالب تھا خوش طبع تھا تقریر فصیح و ملیح تھی۔ شاگردون پر مشفق و مہربان تھا۔ ہندوستان سے کابل گیا اور وہان ۹۷۰ھ مین رحمت خداوندی کے ہمسایہ مین آیا۔

(۴۰) حافظ تاشکندی ——— جسکو ماوراالنہر مین حافظ کہتے تھے وہ دانشمند متجر تھا کل علوم کو خوب جانتا تھا خصوصاً عربیت مین کامل تھا۔ علماء ماوراالنہر اسکی بزرگی مانتے تھے۔ سپاہی وضع تھا ہمیشہ ترکون کی طرح ترکش کمر مین باندھ کر سوار ہوتا تھا۔ ۹۷۷ھ مین ہندوستان مین آیا۔ بادشاہی ملازمت سے مشرف ہوا۔ انعامات و زر سے سرافراز ہو کر گجرات کی راہ سے حرمین شریفین کی زیارت کو گیا۔ پھر روم مین گیا جہان اوسکی عزت ہندوستان سے وہ چند ہوئی۔ وزارت کے لیئے اس سے کہا اس نے انکار کیا۔ اپنے وطن کو مراجعت کی اور ملک عدم کی راہ لی ———

(۴۱) مولانا شاہ محمد ——— شاہ محمد ارباب مناصب کی سلک مین داخل تھا۔

شجاعت و شہامت کی صفت سے موصوف تھا کرم و کرامت سے کہ لازمۂ عرب ہے
موسوم حسن ادب و تواضع مین معروف۔ علوم عربیہ و ادبیہ مین مہارت ایسی تھی کہ اسکو
ثانی کسائی کہنا چاہیئے اسکی بہت رقعے تاریخ بدایونی مین لکھے ہین۔

(۴۲) مولانا علاؤالدین ——— وہ لارستان سے آیا تھا اسلئے اسکو لاری کہتے
تھے وہ مولانا کمال الدین حسین کا بیٹا اور مولانا جلال دوانی شافعی کا شاگرد تھا وہ کچھ
مدت تک حضرت شہنشاہی کا استاد بھی رہا۔ دربار مین ایک دفعہ وہ خان اعظم سے آگے
کھڑا ہو گیا تو میر توزک نے اُس سے کہا کہ پیچھے ہٹو یہ کہہ کر کہ کسلئے احمقون سے آگے ایک عالم نہ
کھڑا ہو وہ دربار سے چلا گیا اور پھر کبھی نہین آیا سنبل مین چار ہزار ٹنکہ کی زمین اس کو
سیورغال مین ملی تھی یہین وہ مرگیا۔

(۴۳) مولانا شیخ حسین اجمیری مشہور ہے کہ وہ حضرت خواجہ معین الدین سجزی
چشتی کی اولاد مین سے ہے بعض دشمنون کے مشایخ فجیوری کی رہنمونی سے جو اپنی
ابناء جنس کے استیصال مین ساعی جمیل کرتے تھے یہ ثابت کیا کہ حضرت معین الدین چشتی
کی اولاد نہ تھی اسلئے وہ اجمیر کی تولیت سے محروم کیا گیا شیخ کو بڑا مقدور تھا اس صوبہ
مین بادشاہانہ زندگی بسر کرتا تھا اس لئے بادشاہ نے اسکے خراج کا حکم مکہ معظمہ کی طرف
دیا وہ حج کو گیا اور سفر حجاز سے آنکر پھر بادشاہ کے پاس حاضر ہوا مگر شرائط آداب جو
ایجاد ہوئی تھین وہ نہ بجا لایا۔ اسے بادشاہ نے اُسے بے اخلاص جانا قلعہ بکر مین جس کا
حکم دیا۔ چند سال یہان قید رہا شیخ کے معتمدون کی سفارش سے بکر سے اسکی طلب کا حکم
ہوا وہ اور قیدیون کے ساتھ بادشاہ کے روبرو آیا

اور قیدیون نے بادشاہ کو سجدہ کرکے خلاصی پائی مگر اس پیر معمر ہفتاد سالہ نے بوضع
قدیم تعظیم و تسلیم کی اسلئے پھر بادشاہ نے اسکو بکر بھیجا وہان تین سو بیگہ وجہ معاش مقرر
کردی اسکی اولاد بڑے صاحبزادے سے ملنے کے لئے بیتاب تھی مگر اس سے ملنے کی بھی اجازت
نہین دی اور کہدیا کہ وہ اسکو اپنے پاس بلالے ہمیشہ اسکی ریاضت و عبادت مین

گذرتی صائم الدھر و قائم اللیل رہتا۔

(۴۵) مولانا میر کلان ——— ملا خواجہ کہ خراسان کے مشائخ کبار مین سے تھے انکا پوتا یہ ہی۔ شیخ جلال الدین ہردی کا مرید تھا ۹۸۱ھ مین اسی برس کی عمر مین آگرہ مین مرا اور یہین مدفون ہوا۔ اس خیال سے ساری عمر مجرد رہا کہ مبادا اسکی بیوی اسکی ماں کی اطاعت نہ کرے اس کی ایک برس بعد اسکے مرنے سے مری۔ جہانگیر کا اول استاد وہی تھا۔

(۴۶) غازی خان بدخشی ——— اسکا نام قاضی نظام تھا ملا عصام کا شاگرد تھا۔ عقلی و نقلی دانش مین یکتاے روزگار تھا۔ شیخ حسین خوارزمی کا مرید تھا طریقہ صوفیہ صافیہ سے مناسبت تمام رکھتا تھا اپنے ذہن رسا و فکر بلند سے بدخشان مین درجہ امارت حاصل کیا۔ کابل کے محاصرہ مین منعم خان اور مرزا سلیمان کی صلح اسنے کرائی۔ ۹۷۱ھ مین بادشاہ کی خدمت مین جونپور مین آیا ایسی خدمات شائستہ بجالایا کہ ایک ہزاری منصب پایا۔ غازی خان کا خطاب پایا ۹۹۰ھ مین ستر برس کی عمر مین منصب اودھ مین سفر واپسین پیش آیا۔ صاحب تصانیف معتبر ہے۔ شیخ علامی نے اسکے حال مین لکھا ہے کہ سپاہ گری سے اپنی دانائی کا چہرہ روشن کیا اور شمشیر سے اپنی قلم کا مرتبہ بڑھایا۔ صوفیان صافی کے علم رسمی مین فروتنی کے ساتھ نمائش کرتا اور شائستگی کے ساتھ ظاہری آزادی رکھتا ہمیشہ چشم گریان اور دل تپندہ رکھتا کہتے ہین کہ اول جسنے اکبر کے آگے سجدہ کرنے کا طریقہ ایجاد کیا وہ یہی تھا ملا عالم کابلی کہ فضلاء وقت سے تھا اسکو ہمیشہ حسرت رہی کہ کاش مین اس امر کا مخترع ہوتا۔

(۴۷) مولانا صادق حلوائی۔ سمرقندی ہے مکہ سے بادشاہ کی خدمت مین چند سال ہندوستان مین رہ کر کابل گیا اور وہان افادہ سے شغل رکھتا تھا۔ مرزا محمد حکیم کو درس دیتا تھا۔ پھر سمرقند مین چلا آیا ۱۰۰۰ھ مین زندہ تھا۔

(۴۸) حاجی ابراہیم بادشاہ۔ نقلی کلام سے آگاہ اور عقلی کلام کا شناسا۔

(۴۹) مولانا پیر محمد ـــــ نمبر ۲۰ منصب داران کا دیکھو۔

(۵۰) مولانا عبدالباقی ـــــ وہ صدر تھا۔

(۵۱) مرزا مقیم اوزبک ـــــ ملا احمد جنید کا شاگرد تھا۔ علوم جدل و مناظرہ مین مستعد و مستحضر مگر تقریر فصیح نہین تھی۔ اثنار درس مین ایسی ادائین کرتا تھا کہ ہنسی آتی تھی بدقیافہ و کوسہ تھا۔ صلاح و تقوی رکھتا تھا۔ ماوراالنہر سے ہند مین آیا۔ چار سال تک آگرہ کی مسجد خواجہ معین الدین فرنخودی مین پڑھایا اور پھر حج کو گیا دہلی بستر برس کی عمر مین رحلت کی

(۵۲) مولانا زادہ لشکر۔

(۵۳) مولانا محمد ـــــ وہ لاہور مین رہتا تھا سنہ ۱۰ مین نوے برس کی عمر تھی بدایونی اسکو مولانا محمد مفتی لکھتا ہے ـــــ

(۵۴) قاسم بیگ ـــــ وہ واحدالعین قندھاری ملا تھا علوم عقلی و نقلی کا درس دیتا ـــــ

(۵۵) مولانا نورالدین ترخان ـــــ جامع اقسام علوم حکمت تھا۔ شاعر تھا مگر آخر عمر مین شعر سے توبہ کی۔ نوری تخلص تھا۔ وہ مدت تک دہلی مین مقبرہ ہمایون کا متولی رہا پہلے وہ مرگیا۔ طبقات مین لکھا ہے کہ ریاضی دان اور نجومی تھا۔ مآثر مین لکھا ہے کہ وہ خراسان مین جام مین پیدا ہوا اور مشہد مین تعلیم پائی۔ وہ بابر کے پاس آیا اور پھر ہمایون کا رفیق رہا اس لئے ان دونون کو اسطرلاب کا شوق تھا۔ وہ ہمایون کے ساتھ عراق گیا اور بیس برس تک اسکی خدمت مین رہا اسکا تخلص نوری تھا اسکو نوری سفیدون بھی کہتے ہین کچھ دنون سفیدون اپنی جاگیر مین رہا تھا اکبر نے اسکو خطاب خان کا دیا پھر ترخان کا اور سمانہ مین اسکو مقرر کیا۔

(۵۶) نمرابن (۵۷) مادھو بھٹ (۵۸) سری بھٹ (۵۹) بشن ناتھ (۶۰) رام کشن (۶۱) بیجھ دھر مصر (۶۲) باسدیو مصر (۶۳) باھن بھٹ (۶۴) بدیا نوس (۶۵) گوری ناتھ (۶۶) گوپی ناتھ (۶۷) کشن پنڈت (۶۸) بھیا چارج ـــــ

(۶۹) بھاگیرت بھٹا جارج (۷۰) کاشی ناتھ بھٹا جارج —

اطبا

(۷۱) حکیم مصری طب مین صاحب علم و عمل۔ علوم نقلی مین ماہر۔ علوم عربیہ مین مثل دعوات اسماء علم حروف سے واقف۔ کشادہ رو و خوش صحبت و مبارک قدم کبھی کبھی شعر بھی کہتا تھا۔ سیدھا سادھا بیغرض۔ بعض معالجات مین مسیحائی کی۔ برہان پور خاندیس مین عمر پوری ہوئی —

(۷۲) حکیم الملک —— اسکا نام شمس الدین تھا وہ اور اکثر حکیمون کی طرح گیلان سے بادشاہ کی ملازمت کے لئے آیا تھا۔ حکمت و طب مین اپنے وقت کا جالینوس تھا۔ علوم نقلی و رسمی مین سب سے مستثنیٰ و ممتاز۔ بندگان خدا کا خیر خواہ۔ اپنے دین مین راسخ و ثابت قدم۔ آشنا پرور۔ ہمیشہ طلبکا مربی انکو بغیر پڑھائے کھانا نہ کھاتا۔ مشائخ و علما کے معرکہ کی ویرانی ہوئی تو حسب الامکان اسنے مخالفان دین سے جدل کی آخر کو اوسسے تائب ہوئی۔ مکہ معظمہ رخصت لے کر چلا گیا اور وہان ۹۸۸ مین فوت ہوا۔

(۷۳) ملا میر —— اسکو طبقات مین ملا میر طبیب ہراتی اور ملا عبد الحق یزدی کا پوتا لکھا ہے —

(۷۴) حکیم ابو الفتح گیلانی — نمبر ۱۱۲ منصب دارون کا دیکھو۔

(۷۵) حکیم زنبیل بیگ — مرزا محمد طبیب شیرازی کا بھائی ہے۔ علم مین ممتاز اور بادشاہی مقربون مین سرافراز تھا۔

(۷۶) حکیم علی گیلانی علوم و فنون مین خصوصاً طب و ریاضی مین پوری مہارت تھی اپنے وقت مین اطبائے حاذق مین سے تھا۔ کمال پریشانی و افلاس مین اپنی ولایت سے ہند مین آیا تھا اکبر کے ملازمون مین داخل ہوا ایک دفعہ بادشاہ کو حکم سے بول مریض و صحیح دگا دوخرون کے قاروره کو کے روبرو لائے اس نے سب کو اپنے مطابق واقع کے بتلا دیا اس وقت سے اسکا مرتبہ اور اعتبار زیادہ ہوا —

پادشاہی مصاحبت وقرب کے دولت حاصل ہوئی اور ثروت ومکنت مین
اور امرار کے ساتھ ہمسر ومساوی ہوگیا۔ بیجاپور مین بطور سفیر گیا۔ علی عادل شاہ
والی بیجاپور نے اسکا استقبال کیا۔ سامان نفائس تیار کرکے حکیم کو روانہ کرنا چاہتا
تھا کہ اگہان ۹۹۸ھ مین مرگیا۔ حکیم علی نے ایک عجیب حوض بنایا تھا کہ اسکے اندر سے
ہوکر ایک مکان کے اندر راہ جاتی تھی اور تعجب یہ ہے کہ اس راہ سے پانی اس مکان مین نہین جاتا
تھا۔ شہنشاہ اکبر خود حوض مین خوطہ مارکے اور تین زینے اُتر کر اس مکان مین گیا جسمین دس
بارہ آدمی سماتے تھے فرش خواب ورخت پوشش تھا۔ حاضری طعام موجود۔ چند کتابین
طاق پر رکھی ہوئی۔ ایک قطرہ پانی کا اسکے اندر نہ جاتا تھا۔ پادشاہ وہان کچھ دیر ٹھیرا
آدمیون کا عجب حال جب تک کہ وہ باہر آیا سنہ تک منصب ہفت صدی پر وہ
پہنچا۔ جب پادشاہ اسہال کے مرض مین مبتلا ہوا اس نے علاج کیا اسکا حال بادشاہ
کے علالت کے بیان مین پڑھ لو۔

سنہ ۱۰۱۴ھ مین جہانگیر اس حوض کی سیر کو آیا اور حکیم کو منصب دو ہزاری عنایت کیا۔
اسکے چند روز بعد وہ مرگیا وہ ہر سال چھ ہزار روپیہ کی دوائین اور شربت غریبون کو
مفت تقسیم کرتا تھا۔

(۷۷) حکیم حسن اسکی حذاقت کی شہرت تھی مگر علم اسکو بہت نہ تھا۔ صاحب مکارم اخلاق
ومحامد اوصاف تھا۔

(۷۸) حکیم ارسطو۔

(۷۹) حکیم فتح اللہ ——— کچھ کتب طب اس نے پڑھی تھین اور علم ہیئات سے واقف
تھا۔ قانون کی شرح فارسی زبان مین لکھی جہانگیر کی اوّل سال سلطنت مین منصب ہزاری
تین سو سوار رکھتا تھا۔ پادشاہ نامہ مین لکھا ہے کہ وہ اپنے ملک کو چلا گیا اور خودکشی
کی اسکا پوتا فتح اللہ شاہ جہان کا طبیب تھا۔

(۸۰) حکیم مسیح الملک ——— درویش و پاک اعتقاد تھا۔ طبابت مین کامل تھا

دکن سے ہند مین آیا شاہزادہ مراد کے ساتھ گجرات و دکن مین گیا۔ مالوہ مین اجل نے رشتۂ امل کو
کوتاہ کیا۔

(۸۱) حکیم جلال الدین مظفر اردستانی ——— اردستان ایران مین ایک شہر کاشان
و اصفہان کے درمیان واقع ہے۔ کم عمری مین شاہ طہماسپ کا طبیب بنا اور نوجوانی مین ہند
ہند مین آیا تو اسکی قدر ہوئی۔ اگرچہ علمیت بہت نہین رکھتا مگر تجربہ اسکا پورا تھا مزاج مین
اسکے صلاحیت تھی اور ہاتھ مین شفا ———

(۸۲) حکیم لطیف اللہ گیلانی ——— طب مین اسکی حذاقت مشہور ہے علم اسکا خوب تھا۔

(۸۳) حکیم سیف الملک لنگ ——— اسکو سیف الملوک بھی اس سبب سے کہتے ہین کہ اس نے
کئی اپنے پادشاہی مریضون کو مارا تھا وہ دماوند کا رہنے والا تھا فضیلت علمی و حکمی کے ساتھ
رذیلت شعر و ہجو کو جمع کیا تھا۔ شجاعت تخلص تھا۔ یہ اتفاقات سے ہے جس مریض کے سر پر
جاتا پہنچا اجل اس دردمند کے پاس آتا۔ اس سبب سے ظرفا نے سیف الحکما اسکا نام مشہور
کیا تھا۔ چند سال بیرام خان کے عہد مین ہند مین رہا اور پھر اپنے ملک کو چلا گیا۔

(۸۴) حکیم ہمام ——— حکیم ابو الفتح گیلانی کا بھائی ہے اسکا نام ہمایون تھا۔ جب اکبر شہنشاہ
کی خدمت مین آیا تو پاس ادب سے اپنا نام ہمایون قلی رکھا پھر بادشاہ نے حکیم ہمام کے
نام سے مشہور کیا۔ خط شناسی و شعر فہمی مین یگانہ تھا طبیعات و طبابت سے بھی آشنا تھا
شگفتہ پیشانی پارسا گوہر شیوا زبان۔ ندیم منش تھا۔ اگرچہ منصب شش صدی اور بکاول کی
کی خدمت رکھتا تھا مگر بادشاہی مصاحبت و قرب مین بلند پایہ تھا ۹۸۱ھ مین وہ عبداللہ خان
والی توران پاس بھیجا گیا اور والی توران کو بادشاہ نے لکھا کہ حکیم ہمام مخلص راست گفتار اور
مرد درست کردار ہے ابتدائے ملازمت سے بساط قرب کا ملازم رہا ہے اسکی دوری کسی حیلے سے
نہین تجویز کی۔ برسم رسالت اسکو بھیجتا ہون ہماری ملازمت مین چونکہ اسکی نسبت متحقق ہے اسلئے
وہ مدعاؤن کو بواسطہ موقف عرض مین پہنچائیگا اگر آپ کی مجلس شریف مین یہی اسلوب مرعی
ہوگا تو ہم مین اور تم مین مکالمہ بواسطہ ہوگا۔ اسکی غیبت مین بادشاہ نے کئی دفعہ فرمایا

کہ جب سے حکیم ہمام گیا ہے کھانے کی لذت جاتی رہی ہے۔ حکیم ابوالفتح بادشاہ نے کہا کہ تیری برادری مین حکیم ہمام کی جدائی سے کسکا دل ایسا نگران نہ ہوگا جیسا ہمارا دل ہے۔ حکیم ہمام کی مثل کب پیدا ہوتے ہین ۹۳۳ھ مین توران سے اسنے معاودت کی۔ ابوالفتح کی موت پر ایک ماہ گذرا تھا۔ جب وہ بادشاہ پاس آیا تو اسکی تسلی کے لئے بادشاہ نے کہا کہ تیرا تو ایک بھائی مرا ہے اور میرے دس بھائی ۹۴۴ھ مین تپ دق مین دو مہینے تک مبتلا رہا پھر پیمانۂ عمر لبریز ہوا اسکے دو بیٹے تھے ایک حکیم حاذق دوم خوشحال۔

(۸۵) حکیم عین الملک علم مین رتبہ عالی رکھتا تھا اور صاحب اخلاق حمیدہ تھا۔ مان کی طرف سے محقق دوانی کے ساتھ اسکو نسبت تھی۔ ابتدا مین وہ بادشاہ کی بزم و رزم مین شریک مصحبت ہوتا ۹۷۰ھ جلوس مین احمد آباد مین چنگیز خان پاس بھیجا گیا وہ خان مذکور سے پیش کش لیکر واپس آگرہ مین بادشاہ کی خدمت مین آیا ۹۷۱ھ مین اعتماد خان گجراتی پاس بادشاہ کا دلاسا نامہ لیکر گیا اور اسکو مع ابوتراب کے بادشاہ کی خدمت مین لایا ۹۷۹ھ مین بادشاہ کے ساتھ دیار مشرقی مین گیا۔ عادل خان حاکم بیجاپوری کی رہنمائی کے لئے دکن مین گیا ۹۸۲ھ مین وہان سے واپس آیا پھر حدود دھنبل مین فوجدار ہوا ۹۸۶ھ مین عرب بہادر و نیابت خان نے اس نواح مین شورش اٹھائی تو اسنے قلعہ بریلی کو نہایت مستحکم کیا۔ اپنے حسن تدبیر سے اسنے نیابت خان کو اپنے ساتھ بلا لیا۔ لڑکر مخالفون کو پریشان کیا۔ اسی سال بنگالہ مین صدارت پر سرافراز ہوا ۹۸۱ھ مین صوبہ آگرہ مین بخشی ہوا پھر وہ خان اعظم کے ہمراہ دکن گیا۔ خان مذکور نے اسکی جاگیر ہنڈیہ کھیڑلی دیا تھا اس لئے ۹۸۵ھ مین بے طلب وہ بادشاہ پاس چلا آیا۔ بادشاہ نے دربار بند کیا۔ بعد دریافت کیفیت کورنش کی پھر وانگی ہوئی اور اپنے پرگنہ پر بحال ہوا ۱۰۰۳ھ مین عدم آباد مین گیا۔ شعر کہتا تھا۔ دوائی تخلص کرتا تھا منصب پانصدی رکھتا تھا۔ پرانی بریلی مین مرزائی محلہ مین ایک مسجد جسکا نام مرزائی یا بادشاہی مسجد ہی تعمیر کی اسکے کتبہ پر ۹۸۷ھ لکھے ہین اس سن مین سنبل کا فوجدار تھا۔

(۸۶) حکیم شفائی — اسکا تخلص شفائی تھا۔ وہ اپنے تئین مظفر ابن محمد الحسینی الشفائی کہتا تھا وہ اصفہان مین پیدا ہوا تھا۔ شاہ عباس صفوی کا دوست تھا ۱۰۳۷ھ مین اسکا انتقال ہوا اسکی تصنیف سے ایک مثنوی ہے۔

(۸۷) حکیم نعمت اللہ (۸۸) حکیم دوائی (۸۹) حکیم طالب علی (۹۰) حکیم عبدالرحیم۔

(۹۱) حکیم روح اللہ (۹۲) حکیم فخر الدین علی (۹۳) حکیم اسحاق (۹۴) شیخ حسن (۹۵) شیخ بیبا شیخ حسن طبیب سرہندی کا بیٹا ہے۔ جراحی مین کمال تھا۔ اکبر کو جو زخم شکار مین ہرن نے لگایا تھا اسکا علاج اُس نے خوب کیا تھا۔

(۹۶) مہادیو (۹۷) بھیم ناتھ (۹۸) نارائن (۹۹) سیوا جی۔

طبقات مین یہ اور ہندو حکیم لکھے ہین۔ بھیرون۔ جو کابل مین جراح تھا۔ درگا مل بڑا محال درگا مل بڑا جراح تھا۔

تقلید پیشہ و نقل پرست

(۱۰۰) میان حاتم سنبلی — عالم جامع معقول و منقول تھا خصوصاً کلام و اصول و فقہ عربیت مین چالیس دفعہ اُس نے مفتاح و مطول کا بسم اللہ سے تا ہمت تک پڑھائی۔ شیخ عبدالقادر بدایونی کا استاد تھا ۹۶۸ھ مین عالم فانی کو گیا۔ شیخ عبدالحلیم اسکا لائق بیٹا تھا جو ۹۹۰ھ مین پدر بزرگوار سے جا ملا باقی اور چند پسر ناخلف وارث تھے۔

چند بناز پرورم مہربتان سنگدل ✤ یاد پدر نمیکند این پسران ناخلف

(۱۰۱) میان جمال خان — دہلی مین مفتی تھا اپنے باپ شیخ نصیر الدین اور اپنے بھائی شیخ لاون کا شاگرد تھا۔ قوم کا کمبوہ تھا۔ اپنے زمانہ مین اعلم العلماء تھا۔ علوم عقلیہ و نقلیہ مین خصوصاً فقہ و کلام و عربیت و تفسیر مین بے نظیر تھا مفتاح کی دو شرحون پر محاکمہ لکھا ہے۔ عضدی کو کہ انتہا کی کتاب ہے چالیس مرتبہ اول سے آخر تک پڑھایا ہے ہمیشہ درس کہتا۔ افادہ علوم دینی فرماتا ملوک و سلاطین کے گھر کبھی نہین جاتا۔ حکام کے نزدیک معزز و محترم اکثر شاگرد اُسکے دانشمند تھے عمر اسکی نوے برس سے بھی کچھ

کچھ زیادہ تھی سنہ ۹۸۴ھ مین دار البقا کو رحلت کی ۔

(۱۰۲) شیخ عبدالقادر ـــــ اچھ کا رہنے والا اور مخدوم شیخ حامد قادری کا بیٹا تھا جو چاند پور ضلع ملتان مین بطور امانت کے مدفون ہوا تھا عبدالقادر اور شیخ موسیٰ کے درمیان سجادہ شیخت کی بابت مناقشہ رہتا تھا شیخ موسیٰ اکثر اوقات لشکر مین برسون رہا کرتا تھا شیخ نے فتحپور مین ایک بادشاہ کو کوکنا کھانے کو منع کیا اسلئے بادشاہ کے ساتھ مصاحبت راست نہ آئی ایک دن وہ دیوانخانہ فتحپور مین جماعت سے فارغ ہو کر نفل پڑھتا تھا بادشاہ نے کہا کہ شیخ نماز نفل اپنے گھر مین پڑھنا ۔ اسنے جواب دیا کہ بادشاہ سلامت یہ ملک نہین ہے کہ اس مین آپ کا حکم ہو ۔ بادشاہ نے رنجیدہ ہو کر کہا کہ شیخ کیا جاہل ہے ۔ جب تو ہم سے ملک نہین چاہتا تو ہمارے ملک مین بھی نہ رہو ۔ اسی وقت شیخ باہر آیا مدد معاش چھوڑ کر اور اپنے بھائی کے نزاع کو ترک کر کے اچھ مین چلا آیا ۔ شیخ موسیٰ نے باپ کے عظام رمیم کو اچھ مین لا کر دفن کیا اور اتباع شریعت کیا ۔ فتوحات اتنی ہوتی تھین کہ کسی اور مدد معاش کی حاجت نہ تھی بعد چند سال کے اس نے بادشاہی نوکری قبول کی امرائے پانصدی مین داخل ہوا شیخ موسیٰ بادشاہ کے حضور مین نماز کے وقت آتا ۔ عین دیوانخانہ خاص و عام مین اذان کھہ کر نماز پڑھتا اور کوئی اسکو کچھ نہ کہتا ۔ ملتان مین اسکو جاگیر ملی ۔ شیخ عبدالقادر فقر کی عزت و جاہ مین کامیاب ہوئے ۔

(۱۰۳) شیخ احمد ـــــ طبقات مین اسکو شیخ حاجی احمد لاہوری لکھا ہے ۔ عصمت

(۱۰۴) مخدوم الملک ـــــ یہ خطاب لطف اللہ سلطان پوری کا ہے وہ کتب انبیا اور شمائل النبی کا مصنف ہے ۔ ہمایون بادشاہ نے اسکو خطاب مخدوم الملک و شیخ الاسلام کا دیا تھا وہ بڑا متعصب سُنّی تھا ۔ ابوالفضل کو ابتدا سے وہ جانتا تھا کہ یہ بڑا مفسد ہے ۔ اکبر کے خیالات کے باب مین اسکا حال پڑھو وہ سنہ ۹۹۰ھ مین گجرات مین مکہ معظمہ سے مراجعت کر کے احمد آباد مین فوت ہوا ۔ بادشاہ کی عنایت سے اس پاس تنکا روپیہ تھا کہ مرنے کے بعد تین کروڑ روپیہ اسکے خزانہ سے نکلا ۔

(۱۰۵) مولانا عبدالسلام — طبقات میں لکھا ہے کہ وہ لاہور مین رہتا تھا اور بڑا عالم تھا مرآۃ مین لکھا ہی کہ وہ بڑا فقیہ تھا۔ بیضاوی کی شرح اُسنے لکھی ہے نوے برس سے زیادہ عمر مین شاہجہان کے سال اوّل جلوس مین مرا ہے۔

(۱۰۶) قاضی صدرالدین عالم متبحر تھا اہل تصوف وسلوک کا معتقد تھا بہت خوش طبع و خوش صحبت تھا۔ شیخ مخدوم الملک کا مشہور شاگرد تھا۔ وسیع المشرب ایسا تھا کہ عوام اُسپر الحاد کا گمان کرتے تھے اسپر حسن ظن غالب تھا جسکا شیوہ تجرید کا دیکھتا اگرچہ وہ بظاہر بدعتی ہوتا اس پاس اعتقاد جاتا اور ہاتھ باندھ کر اسکے سامنے کھڑا ہوتا اور اسکی باتون کو حجت جانتا۔ ایک دن ایک بدعتی مجذوب بن کر آیا وہ حسب عادت اسکی تعظیم کے لئے کھڑا ہوا۔ اس مجذوب کارنے کہا کہ حضرت خضر میرے ساتھ رہتے ہین۔ قاضی جی نے اُس سے کہا کہ میری ملاقات حضرت خضر سے کرا دیجے اسنے کہا کہ اس وقت تو مجھے اپنی لڑکی کی کنگھی کی فکر ہے۔ تنگہ تلاش کرتا ہون بعد فراغ خاطر کے حضرت سے ملاقات کرا دونگا قاضی جی نے اُسے سات سو تنکہ دیدیے وہ چند روز بعد آن کر مولانا کو دریا کے کنارہ پر لے گیا اور ایک بہت لمبے قد آدمی کو دوسرے کنارہ پر دکھایا اور کہا کہ یہ حضرت خضر ہین ملنے چلو قاضی کو تاہ قد تھا اس نے کہا کہ مجھے تیرنا نہین آتا اسنے کہا کہ مین نے آپ کو حضرت خضر کو بتلا دیا آپ اگر نہین مل سکتے تو اس مین میرا قصور کیا ہے غرض ایسی ایسی حکایتین جو قابل لکھنے کے نہین بہت مشہور ہین اسی حکایت سے قاضی کی سادہ لوحی کا قیاس ہو سکتا ہی

بادشاہ نے بندر بہروج کا اسے قاضی مقرر کیا وہین مر گیا۔ قابل بیٹا شیخ محمد نام اسکا جانشین ہوا۔ لاہور مین بھی کچھ تھوڑے دنون قاضی صاحب نے قضاوت کی تھی

(۱۰۷) مولانا سعداللہ — پوربی ہے بیانہ مین رہتا تھا۔ اپنے زمانہ مین علم نحو مین اپنا نظیر نہین رکھتا تھا۔ نوعمری سے شیخ محمد غوث کی خدمت مین رہتا تھا پھر دعوات اسمامین مشغول ہوا۔ بیانہ مین ایک خانقاہ بنائی۔ وہان مدتون تک طالب العلم اور اہل سلوک کی تلقین اور ہدایت کرتا رہا۔ ستر برس تک سوائے دودھ و نبات

ومیوون کے افطار نہین کیا بخشش بہت کرتا تھا۔ آخر عمر مین وہ ساکت ہوگیا اور اپنے حجرہ مین تنہا عزلت قبول کی۔ فرزندون تک اپنے پاس نہین آنے دیتا تھا۔ ۱۰۰۹ھ مین اس عالم سے خرامان ہوا اور اپنی خانقاہ مین مدفون۔ اسکی نعش پر ایک چڑیا آن پڑی تھی جسے دیکھنے والون کو بڑا تعجب ہوا۔

(۱۰۸) مولانا اسحاق ——— شیخ کالو کا بیٹا ہے۔ لاہور مین رہتا تھا شیخ سعد اللہ و شیخ منور کا ہمعصر اور شاگرد اسکے بڑے نامور ہوئے سو برس سے زیادہ عمر کا ہوکر ۹۹۶ھ مین مرگیا۔

(۱۰۹) میر عبداللطیف قزوینی ——— سادات حسینی سیفی سے علوم عقلی ونقلی سے بہرہ کافی رکھتا تھا۔ جب شاہ طہماسپ صفوی نے اسکو اور اسکے باپ میر یحییٰ کو اس سبب سے قید کرنے کا حکم دیا کہ مذہب اوسکا سنت والجماعت تھا۔ باوجود قید مین پڑکر مرگیا مگر بیٹا بھاگ کر گیلان کے پہاڑون مین پڑا چھپا۔ پھر بادشاہ ہند کی خدمت مین آیا اسکے انعام واحسان سے محظوظ ہوا۔ بادشاہ کے دیوان خواجہ حافظ کے چند سبق اُسے پڑھے۔ ۵ رجب ۱۰۰۵ھ مین فتحپور مین دار السرور کو انتقال کیا۔ فرزند رشید اسکا مرزا غیاث الدین علی اخوند جسکا لقب نقیب خان تھا علم سیر وتاریخ واسماء الرجال مین اسکی مثل نہ کوئی عرب مین تھا نہ ہند مین شب و روز بادشاہ کی خدمت مین رہتا۔ اسکو فارسی ہندی تواریخ وقصص وحکایات وافسانے سناتا۔ وہ بادشاہ کا جزو حیات بن گیا تھا ایک لحظہ جدا نہ ہوتا تھا۔ تھوڑے عرصہ مین وہ مرگیا

(۱۱۰) میر نور اللہ شوستری ——— وہ شوستر سے آیا تھا حکیم ابو الفتح کی سفارش سے اکبر تک اسکی رسائی ہوئی۔ وہ شیعہ تھا سنیون مین تقیہ کرتا تھا۔ امام ابو حنیفہ کی فقہ سے بھی خوب واقف تھا۔ جب لاہور کے قاضی شیخ معین نے پیرانہ سالی کے سبب سے عہدۂ قضا چھوڑا تو اسکی جگہ وہ لاہور کا قاضی مقرر ہوا اس نے رشوت کا دروازہ بالکل بند کردیا اپنے عہدۂ قضا مین سوائے گواہ کی شہادت کے کچھ نہین لیا کسی گستاخ پر جہانگیر نے سیاست قتل کردیا

(۱۱۱) مولانا عبدالقادر ——— مدتون تک شہنشاہ اکبر کا استاد رہا۔ بادشاہ نے حج کا حکم اسکو دیا وہ حج کرکے لاہور مین عبادت مین مشغول ہوا۔

(۱۱۲) قاضی عبدالسمیع ـــ وہ میان کالی تھا۔ میان کالی شہر قندہار اور بخارا کے دو پہاڑوں کے درمیان مین ایک مقام ہے۔ بدایونی نے لکھا ہے کہ وہ روپیہ لیکر شطرنج کھیلتا تھا۔ شراب پیتا تھا۔ اکبر نے سنہ ۹۹۰ مین قاضی جلال الدین ملتانی کی جگہ قاضی القضات مقرر کیا تھا

(۱۱۳) مولانا قاسم ـــ قندھاری واحد العین تھا علوم عقلی و نقلی کا درس دیتا تھا

(۱۱۴) قاضی حسن قزوین کا رہنے والا تھا اور قلعہ آسیر کے محاصرہ مین خدمات شائستہ بجالایا۔ صورت آراستہ رکھتا تھا۔

(۱۱۵) ملا کمال طبقات اکبری مین شیخ کمال کولابور کا رہنے والا خلیفہ خواجہ سلیم چشتی کا

(۱۱۶) شیخ یعقوب مجمع فضائل تھا۔ حاجی تھا شیخ ابن حجر سے حدیث کی سند حاصل کی تھی شیخت کے لباس مین سفر بہت کیا تھا اور اکثر عرب و عجم کے مشائخ اعظم سے ملا تھا اور ارشاد و ہدایت کی اجازت حاصل کی تھی۔ ہند و کشمیر مین اسکے بہت مرید تھے۔ صاحب تصانیف تھا۔ آخر عمر مین ایک تفسیر لکھی تھی بادشاہ اوسکو بہت عزیز رکھتا تھا شعر مین اسکا ذوق دون مرتبہ تھا مگر اسکے فکر سے کبھی اسکا ذہن خالی نہین ہوتا تھا۔ صرفی تخلص کرتا تھا ـــ

(۱۱۷) ملا عالم ـــ یہ وہی ملا ہین جنکو یہ حسرت رہی کہ مین سجدہ اکبری کا موجد کیون نہ ہوا۔ یہ کابل کا رہنے والا تھا خوش طبع و شگفتہ و بے قید تھا۔ سنہ ۹۹۱ مین وفات پائی۔ فوائح الولایت تصنیف کی جسمین حکماء و علماء و شعراء کا احوال لکھا ہے ـــ

(۱۱۸) شیخ عبدالنبی ـــ صدر الصدور تھا وہ شیخ احمد بن شیخ عبدالقدوس گنگوہی کا بیٹا تھا۔ چند مرتبہ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ مین گیا اور وہان علم حدیث پڑھا جب پھر کر آیا تو آبا و اجداد کی روش کے برخلاف سماع و غنا سے منکر تھا۔ محدثین کی روش پر چلتا تھا۔ تقوی و طہارت و عبادت ظاہری سے اشتغال رکھتا تھا جب منصب صدارت پر پہنچا تو مدد معاش و وظائف و اوقاف خلائق کو ایسے دیے کہ پہلے نہین دیے گئے تھے۔ بادشاہ کو بھی اُس سے ایسا اعتقاد تھا کہ جو تلوار اٹھا کر اس کے روبرو رکھی تھین مگر مخدوم الملک اور علماء کی مخالفت سے یہ تعظیم و تکریم باقی نہین رہی

ایک برہمن کے قتل کرانے پر اپنے عہدہ صدارت سے معزول ہوا سنہ ۹۹۱ھ مین سنہ ۹۹۲ھ مین اسکا انتقال ہوا وہ اپنے تئین امام ابوحنیفہ کی اولاد مین بتاتا تھا۔

(۱۱۹) شیخ بھیک ـــــ یہ شیخ کاکوری مین جو لکھنؤ کے قریب ہے رہتا تھا۔ بدایونی اسکو شیخ بھیکن لکھتا ہے۔ وہ اعلم العلماء متورع و متشرع تھا۔ برسون درس و افادہ خلائق مین مصروف رہا۔ حافظ کلام مجید تھا اور سات قرأت مین پڑھتا تھا۔ تصوف کی کوئی بات مجلس مین نہین کہتا خلوت مین محرمان راز اور اہل علم سے کہتا۔ سنہ ۹۸۱ھ مین انتقال فرمایا۔

(۱۲۰) شیخ ابوالفتح گجراتی ـــــ میر سید محمود جونپوری کا داماد تھا۔ سلسلہ جہدو یہ کی روش پر راسخ و ثابت قدم باستقلال تھا کہ نظر کیا گجرات مین شیخ گدائی کے ساتھ بہت دوستی رکھتا تھا بیرام خان کے زمانہ مین وہ کسی ضرورت کے سبب سے آگرہ مین آیا تھا۔ تھوڑے دنون مین یہ جلسہ برہم ہوگیا۔ تو وہ گجرات چلا گیا اسکے مرید ہونٹون پر سرخی لگاتے تھے ہاتھ مین سنگریزہ رکھ لیتے تھے۔

(۱۲۱) شیخ بہاء الدین مفتی۔ آگرہ مین سکونت تھی عالم و عابد تھا۔

(۱۲۲) قاضی جلال الدین ملتانی ـــــ اصل مین قلعہ بکر کے توابع کا رہنے والا تھا دانشمند متبحر و حق گو و حق پرست تھا۔ ابتدائے حال مین تجارت کرتا تھا۔ اواسط مین درس مین مشغول ہوا۔ چند سال آگرہ مین افادت فرمائی۔ قاضی یعقوب کے معزول ہونے کے بعد وہ عہدہ جلیل القدر قضا پر مامور ہوا۔ دیانت و امانت کی صفات رکھتا تھا مگر بیٹے کی ناخلفی سے وہ دکن بھیجا گیا۔ وہان سے حج کو گیا اور وہین وفات پائی۔

(۱۲۳) شیخ ضیاء الدین یا ضیاء اللہ ـــــ بادشاہ نے شیخ کو آگرہ مین طلب کرکے عبادت خانہ مین جگہ دی تھی۔

(۱۲۴) شیخ عبدالوہاب (۱۲۵) شیخ عمر۔

(۱۲۶) میر سید محمد میر عدل ـــــ امروہہ علاقہ سنبل کے رہنے والا تھا۔ صاحب صلاح و تقوی و ورع تھا۔ بادشاہ کے ملازمون مین داخل ہوکر ایسا اختصاص

حاصل کیا کہ میر عدل کے منصب پر ممتاز ہوا اور اس جلیل القدر منصب مین عدالت و انصاف و صدق و امانت کا طریق اختیار کیا جب تک وہ اس دیار مین رہا دین اسلام مین کسی کو بدعت پیدا کرنے کی قدرت نہ تھی ۹۸۳ھ مین بکر کی حکومت اسکو تفویض ہوئی یہین ۹۸۶ھ مین انتقال کیا۔

(۱۲۷) مولانا جمال ـــــ طبقات مین لکھا ہے مدرس ملتانی تھا۔ بدایونی لاہور کے ایک محلہ تلہ کار رہنے والا بتاتا ہے۔

(۱۲۸) شیخ احمدی فیاضی ایٹھی وال ـــــ علماء کبار مین سے ہے صاحب تقوی و ریاضت و مجاہدت تھا شیخ نظام الدین ایٹھی وال کا ہمعصر تھا۔ ایسا ضعیف و من ہو گیا تھا کہ چل پھر اٹھ بیٹھ نہین سکتا تھا۔ اس حال مین ایک سال مین قرآن شریف حفظ کر لیا۔ کتب درسیہ اسکو ایسی ازبر تھین کہ اگر شاگرد کتاب غلط پڑھتا تو وہ صحیح کر دیتا تفسیر حدیث و سیر و تاریخ خوب جانتا تھا ـــــ

(۱۲۹) شیخ عبدالغنی بدایونی ـــــ بداؤن مین جب طالب علمی کرتا تھا تو حال پیر غالب ہوتا تھا اور نغمہ سننے سے بیشعور ہو جاتا تھا۔ روزگار کی تلاش مین دہلی مین آیا۔ یہان کا حاکم تاتار خان تھا۔ جو اہل جاہ کے لباس مین اہل اللہ تھا اسکا ملازم ہوا کتب درسیہ کی تحصیل تمام کی مدتون درس دیا پھر سب کچھ چھوڑ چھاڑ گوشہ نشین ہوا۔ ۱۰۰۰ھ مین خانخانان اسکی ملاقات کو گیا جب اس نے نصیحت کے لئے التماس کیا تو فرمایا کہ اتباع سنت محمدی کو اپنے اوپر لازم جان اسکو بعض شریرون نے فرمان بھیجکر دہلی سے لاہور بلایا مگر اس نے عذر کیا ـــــ

(۱۳۰) شیخ عبدالواحد بلگرامی ـــــ بلگرام قنوج کے توابع مین تھا وہ صاحب فضائل و کمالات و ریاضت و عبادات تھا۔ اخلاق پسندیدہ و صفات رضیہ رکھتا تھا۔ خود ہندی راگ راگنی بناتا۔ اُن پر اسکو حال آتا۔ سب کچھ چھوڑ کر نزہت الارواح پر شرح محققانہ لکھی اور اصطلاحات صوفیہ مین چند رسائل لکھے اُن مین ایک کا نام سنابل ہے اور اور بھی اسکی تصنیفات ہین ۔

(۱۳۱) میران صدر جہان ——— یہ پہانی مین پیدا ہوا تھا۔ یہ ایک قصبہ تو ابع لکھنؤ یا قنوج سے تھا۔ وہ مرد فاضل خوش طبع تھا۔ اکبر شہنشاہ کی خدمت سے وہ شیخ عبدالغنی صدر کی وساطت سے مشرف ہوا تھا۔ جب عبداللہ خان اوزبک والی توران نے بادشاہ اکبر کو لکھا کہ ارسال رسل مین بڑا موانع یہ تھا کہ دین سے آپکا انحراف تمام خلائق تھا بادشاہ نے ۱۰۰۱ھ میران کو حکیم ہمام کے ساتھ ایلچی گری کے لیئے توران روانہ کیا۔ مذہب کے مقدمہ کی بابت یہ صرف دو شعر اپنے نامہ مین لکھے۔

قطعہ

قیل ان الا لہ ذو ولد		قیل ان الرسول قد کہنا	
مانجار اللہ والرسول معًا		من لسان الوری تکیفانا	

۱۰۰۲ھ مین توران سے میران نے معاودت کی اور کابل مین بادشاہ سے ملا۔ ۱۰۰۳ھ مین جشن آبان ماہ مین مجلس بادہ پیمائی مین میر صدر جہان مفتی اور میر عبدالحی میر عدل دونونے ساغر سے پیا تو بادشاہ نے یہ حافظ کا شعر پڑھا ؎

در دور پادشاہ خطا بخش وجرم پوش + حافظ قرابہ کش شد و مفتی پیالہ نوش

۱۰۱۴ھ تک ہفتصدی پر پہنچا اور خدمت صدارت پر مقرر ہو بعد ازان ترقی کرکے پایہ امارت اور منصب دو ہزاری پر پہنچا۔ شیخ عبدالنبی صدر سے چہل حدیث کا سبق لیتا تھا تو میران بطور خلیفہ کے تھا۔ شاہزادہ سلیم اوسکو بہت دوست رکھتا تھا۔ اس نے ایک دن اس سے وعدہ کیا کہ اگر سلطنت کی نوبت میری آئے تو بتا کہ قرض تمہارا ادا کرون یا جو منصب تم چاہو وہ دون۔ میران نے ادائے قرض اپنے ذمہ لیا۔ منصب چار ہزاری کی درخواست کی۔ جہانگیر نے بادشاہ ہو کر منصب چار ہزاری دیا اور صدارت کو قائم رکھا اور قنوج جاگیر مین دیا۔ وہ محسن نافع الخلق تھا اس نے اپنے عہد مین اپنی صدارت مین مدد معاش آدمیون کو دی کہ آصف خان جعفر نے بادشاہ سے عرض کیا کہ عرش آشیانی کے عہد مین جو پچاس سال کے عرصہ مین دیا گیا تھا وہ پانچ

برس کے عرصہ مین اسنے دیا۔ ایک سو بیس برس کی عمر تھی اصلا اسکی عقل و حواس مین فتور نہ تھا فقط ہڈیان باقی تھین۔ ہمیشہ ضعف سے بستر پر پڑا رہتا تھا جب بادشاہ کے حضور مین آتا تو جب جاہ و برتری سے بے استعانت غیر زینہ پر آمد و رفت کرتا۔

نیست گاہ نماز از ضعف قدرت برقیام ۔ لیک بیش بادشاہ ایستاد تا شب بے صدا

۱۰۲۲ھ مین ودیعت حیات سپرد کی۔ طبع موزون تھی۔ ابتدا حال مین اشعار کہتا۔ جب اسکو خدمت افتا ملی تو شریعت غرا کا پاس کرکے پھر شعر کہنا چھوڑ دیا۔ اسکا بڑا بیٹا میر بدر عالم گوشہ نشین تھا۔ پسر دوم سید نظام مرتضی خان امارت کے درجہ پر پہنچا۔

(۱۳۲) مولانا اسمٰعیل ——— ایک وہ ہین جنکا اوپر ذکر نمبر ۱۲ مین ہوا۔ طبقات مین ایک لاہور کا مفتی اور دوسرا اودھ کا مفتی اسی نام کا لکھا ہے۔

(۱۳۳) ملا عبدالقادر ——— عبدالقادری بداؤن مین ۹۴۷ھ مین پیدا ہوا۔ اس سبب سے دو برس اکبر سے پہلے پیدا ہوا اسکے باپ کا نام تھا شیخ ملوک شاہ اور وہ شیخ بہجو سنبلی کا خلیفہ تھا۔ اسنے ۹۶۹ھ مین وفات پائی۔ عبدالقادر بداؤنی مین لکھا ہے وہ علوم عقلی و نقلی سے واقف تھا اور بڑے بڑے کامل فاضلون و عابدون سے اس نے ظاہری و باطنی علوم کی تحصیل کی تھی وہ علم موسیقی اور تاریخ اور علم ہیئات سے خوب ماہر تھا۔ خوش آواز بڑا تھا قرأت خوب جانتا تھا۔ اس لئے وہ بادشاہ کے عبادت خانہ مین امام ہر چار شنبہ کے لئے مقرر ہوا تھا۔ جلال خان قورچی کی وساطت سے وہ اول اکبر کی خدمت مین پہنچا تھا وہ چالیس برس تک شیخ مبارک اور فیضی اور ابوالفضل کے پاس رہا مگر کبھی انمین باطنی اتحاد نہ ہوا۔ وہ ان کو بدعتی جانتا تھا اور مسلمان نہین سمجھتا تھا۔ اس تعصب مذہبی کے سبب سے ہمیشہ جان کا دشمن بھی رہا شہنشاہ اکبر کے حکم سے رامائن کا ترجمہ کیا جسکا حال ہمنے تصنیفات عہد اکبری مین لکھا ہے ۲۴ ہزار اشلوکون کا ترجمہ کیا ایک سو پچاس اشرفی اور دس ہزار تنکہ انعام پائے مہابھارت کے ایک حصہ کا ترجمہ کیا۔ تاریخ رشیدی کا انتخاب کیا

اور بحر الاثمار علم حدیث مین اور نجات الرشید ایک اور کتاب تصنیف کی۔ ایک تاریخ منتخب التواریخ تصنیف کی جسسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شہنشاہ اکبر کا سخت دشمن تھا۔ اسمین اکبر کی برائیان بھلائیان بہ نسبت اکبرنامہ اور طبقات اکبری و مآثر رحیمی کے زیادہ لکھی ہین خاص کر مذہبی خیالات اکبر کے زیادہ توضیح سے بیان کئے ہین مشائخ و فضلاء و علماء و شعرا کے حالات نہایت دلچسپ لکھے ہین ۹۷۸ھ کی ابتدا تک یعنی اکبر کے مرنے سے گیارہ برس سے پہلے تک کی تاریخ ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس سال مین جہان سے رخصت ہوگیا۔ یہ کتاب مخفی رہی مرآۃ العالم مین لکھا ہے کہ وہ جہانگیر کے عہد مین مشتہر ہوئی۔ جب عبدالقادر کی اولاد نے بادشاہ سے کہا کہ ہمکو اس کتاب کا علم نہ تھا تو وہ نہایت رنجیدہ ہوا۔ تزک جہانگیری مین اس کتاب کی بابت کچھ نہین لکھا مگر مآثر رحیمی مین جو یہ شکایت لکھی ہے کہ سوا سے طبقات و اکبرنامہ کے کوئی تاریخ اکبر کے عہد کی موجود نہین ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے ۱۰۲۵ھ تک یہ کتاب مشتہر نہین ہوئی تھی۔

(۱۳۵) شیخ جوہر۔

(۱۳۶) شیخ منور وہ لاہور مین پیدا ہوا اسکی قوت حافظہ مشہور تھی۔ نامور عالم تھا۔ اسنے مشارق الانوار (حدیث) بدیع البیان ارشاد قاضی پر شرحین تصنیف کین جب علماء کا اخراج دربار شاہی سے ہوا تو وہ گوالیار کے قلعہ مین قید ہوا اور ۱۰۱۱ھ مین مرگیا۔ اسکا بیٹا شیخ کبیر ہے بڑا عالم تھا احمد آباد مین ۱۰۳۷ھ مین مرگیا۔

(۱۳۷) قاضی ابراہیم جسکو بدایونی نے حاجی ابراہیم محدث لکھا ہے۔ وہ آگرہ مین زہد و تقوی و ورع و درس علوم دینی خصوصاً علم حدیث مین بہت توجہ کرتا تھا۔ اسکے شرع و تورع کا تقید آدمیون کے ساتھ اختلاط اور ارتباط کا مانع تھا امر معروف نہی منکر کرتا تھا۔ حسب الطلب عبادت خانہ مین آیا تو مراسم تکلفات و آداب ملوک کا مقید نہ ہوا۔ وعظ کہتا و نصیحت کرتا۔

(۱۳۸) مولانا جمال (۱۳۹) شیخ سین (۱۴۰) بھان چند۔ اجتک تو ہمنے ان مشائخ و علماء

فضلاء کا نام لکھا جنکا ذکر آئین اکبری مین ابو الفضل نے تحریر کیا ہے مگر اب ہم بعض مشائخ کا ذکر تاریخ بداؤنی اور طبقات اکبری اور اور کتابون سے کرتے ہین ۔

شیخ عبد الحق دھلوی ۔ اس عہد کے افضل الفضلاء مشہور محدثون مین سے تھے کعبۃ اللہ مین جاکر بعد ادائے حج مدت مدید تک محض تحقیق وصحت احادیث کے لئے وہان مقیم رہے ۔ علوم عقلی ونقلی مین سو کتابین تصنیف کی ہین شرح مشکاۃ و تاریخ مدینہ جسمین ائمہ طاہرین اور ظلم و تعدی مخالفین کا ذکر کمال حق عقیدت سے کیا ہے ۔ انکی تصنیفات مین تکمیل الایمان بڑی مشہور کتاب ہے اسمین عقائد اور مشہور تالیفات کا ذکر ہے ۔ سو سال سے زیادہ عمر ہوئی جہانگیر کے آخر عہد مین انکا انتقال ہوا جو علم باعمل کے لئے تقوی اور صلاح لازم ہین وہ انمین تھے ۔ دم واپسین تک ادائے فرض وسنن مین کوئی طریقہ فروگذاشت نہین ہوا ۔ کعبۃ اللہ سے آنکر اکثر زبان صدق بیان سے فرماتے تھے کہ بیت اللہ مین جاکر تحقیقات احادیث مین جب تک مین نے اوقات صرف نہین کی مجھے معلوم نہ ہوا کہ بہت سی احادیث صحیح ہین انکا مقبرہ دہلی مین حضرت خواجہ قطب الدین کے قبر کے پاس ہے ۔

(۲) خواجہ باقی باللہ ـــــ اس عہد مین مقتدائے زمان تھے ۔ صفات ذاتی وکسبی و خوارق انکے مشہور ہین گوشہ نشینی مین اکثر اوقات بسر کرتے تھے مخلوق سے کم ملتے تھے اکثر علوم عقلی ونقلی سے بہرہ تمام رکھتے تھے ۔ شاہجہان آباد مین قدم شریف کے متصل جہان آبادی نہ تھی انکی خانقاہ تھی وہین اب آرام کرتے

شعرائے عہد اکبری

اس گروہ آفرین طراز و نام آرائے کا ذکر بھی حق گذاری کے لئے ناگزیر ہے نہانخانہ معنی مین شعر ابراہ رکھتے ہین ۔ انکا ضمیر روشن فیض ایزدی کی تابش گاہ ہے لیکن وہ اپنے گوہر کی بیش قیمتی سے واقف نہین ہوتے اور اسکو سستا بیچ ڈالتے ہین ۔ کمینون کی مدح کرتے ہین اشرافون کی ہجو وگرنہ صرف الفاظ کا پیوند

دینا ہی بڑا عجب خیز ہے چہ جائے کہ معانی والا کی دریافت ؎

آنکہ سخن را بہ سخن ضم کند	قطرۂ از خون جگر کم کند
ہر کہ سخن را بہ سخن باز بست	معجزہ گر نیست کرامات ہست

تم یہ گمان نہ کرو کہ مین ظاہری پیوند دینے کو کہتا ہون۔ حق سے باطل دانا سے نادان گوہر سے خرمہرہ۔ باوجود بہت دوری کے بظاہر نزدیک ہین پیوند معنوی صورت کی ہم ترازو ہونے کے بغیر نہین پیدا ہوتا۔ اسکا پہچاننا مشکل ہے اور تولنا اسکا اور زیادہ مشکل ہے اس سبب سے بادشاہ شاعر و شاعری کی طرف متوجہ نہین ہوا۔ خیالی باتون کی تھوڑی سی بھی قدر نہین کرتا نادان جانتے ہین کہ یہ طرز گفتار بادشاہ کو پسند خاطر نہین اسلئے شاعرون سے دل برداشتہ رہتا ہے باوجود اس حال کے بھی ہزارون قافیہ سنج و نظم آرا ہمیشہ آستانہ پر لگے رہتے ہین اور بہت سے شاعر ایسے ہین جنھون نے دیوان لکھے اور داستان طرازی کی۔ انمین سے صرف ہم ایک شاعر کا حال اور باقی بعضون کے نام لکھ دیتے ہین۔

(۱) شیخ ابوالفیض فیضی ——— یہ بڑا بیٹا شیخ مبارک ناگوری کا اور بڑا بھائی شیخ ابوالفضل علامی کا ہے۔ اسکے خاندان کا حال ابوالفضل کے بیان مین لکھ چکے ہین وہ ۹۵۴ھ مین پیدا ہوا اپنے جودت ذہن و دقت طبع سے مجمع علوم سے بہرہ وافر حاصل کیا حکمت و عربیت مین زیادہ توجہ کی۔ طبابت اختیار کی مفلسی ہمراہون کا علاج شروع کیا۔ فکر معاش سے تنگ حال تھا۔ ایک دن باپ کے ساتھ شیخ عبدالنبی صدر اکبری پاس گیا اور اپنا حال بیان کیا اور سو بیگہ کی مدد معاش کی استدعا کی شیخ نے تعصب مذہبی کے سبب سے اسکو اور اسکے باپ کی سرزنش کی اور حقارت کے ساتھ مجلس سے نکال دیا فیضی کو غیرت آئی اور اسنے یہ ارادہ کیا کہ بادشاہ وقت سے روشناسی اور راہ ہوف پیدا کیجئے بعض ماریایون کی وساطت سے بادشاہ کے سر شیخ کے فضل و کمال سخن طرازی و بلاغت گستری کا مذکور ہوا ۹۷۷ھ مین

جب بادشاہ قلعہ چیتور کی فتح کو جاتا تھا اسنے شیخ کی طلب کا حکم دیا ایک طائفہ اہل مدارس کا اس خاندان کا بداندیش تھا اسنے اس طلب عاطفت کو مطالبہ عتابی کا عنوان بنایا۔ حاکم دارالخلافہ کو حکم بھیجا۔ چار شنبہ ۲۰ ربیع الاول کو صبح کو ترکون کی ایک جماعت نے فیضی کے گھر کو گھیر لیا۔ دشمن یہ سمجھے تھے کہ شیخ مبارک اپنے فرزند کو چھپائے گا اور مغدرت مین بھیجے گا۔ جس سے اسکو آرام پہنچے گا اُس وقت گھر مین فیضی نہ تھا قریب تھا کہ دشمنون کی شورش کی کشمکش شروع ہو کہ اس اثنا مین فیضی آگیا شورش مٹ گئی۔ اب یہان تنگ دستی تھی۔ سفر کا سامان پاس نہ تھا آخر شاگردون کی سعی سے یہ مشکل آسان ہوئی اسکو رخصت کیا سارے گھر کو غم تھا۔ مگر اس سانحۂ غم نما کا انجام نشاط ہوا کہ بادشاہ نے اسپر غریب نوازی کی۔ یہ ایک لطیفہ مشہور ہے معلوم نہین سچ ہے یا جھوٹ کہ جب فیضی بادشاہ کے دربار مین آیا تو وہ چاندی کے کٹہرے سے جسکو لفظ پنجرہ کہتے ہین باہر کھڑا تھا کہ اس وقت اسنے یہ قطعہ پڑھا تو۔

قطعہ

بادشاہا درون پنجرہ ام	از سر لطف خود مرا جا دہ
زانکہ من طوطی شکر خائم	جائے طوطی درون پنجرہ بہ

اس قطعہ کو بادشاہ نے بہت پسند کیا اور اسی روز سے بتدریج قربت مصاحبت بڑھتی گئی۔ اسنے شیخ عبدالنبی صدر کے ایسے عیوب بادشاہ کے دلنشین کئے کہ وہ اپنے منصب اور رتبے سے گرا۔ حجاز کو بھیجا گیا جان اور مال خواری و ذلت کے ساتھ دیئے فیضی نے نحوی شعر کو اعلےٰ مرتبہ پر پہنچایا تھا ۹۳۳ھ مین ملک الشعراء کا خطاب پایا۔ ۹۳۱ھ مین اس نے ارادہ کیا کہ خمسہ نظامی کی زمین کو جو لانگاہ طبع کرے مخزن اسرار کی برابر مرکز ادوار تین ہزار اشعار کی اور خسرو شیرین کے مقابل سلمان بلقیس اور لیلی مجنون کی بجائے لکھی ہر یک چار چار ہزار اشعار کی اور ہفت پیکر کے وزن پر ہفت کشور اور سکندر نامہ کی بحر مین اکبر نامہ ہر یک پانچ پانچ ہزار اشعار کا لکھے اور تھوڑے دنون مین اس پنج نامہ کی ہر یک کتاب کی کچھ داستانین لکھین مگر انکے تمام کرنے پر دل نہاد نہ ہوا —

کہتا تھا کہ اب نقش ہستی کے مٹنے کا وقت آیا ہے نہ بلند نامی کے پیشطاق کے نگارین کرنے کا
پادشاہ نے ۹۳۹ھ مین انکے انجام دینے کی اسپر تقید کی اور حکم دیا کہ اول نلدمن افسانہ منوں
ہو اُسنے اسی سال مین اسکو ختم کرکے پادشاہ کی نظر کے سامنے گذرانا لیکن مدت سے اسکو
تنہائی پسند تھی خموشی اختیار کی تھی دشوار پسندی کے سبب سے وہ اپنی گرامی کالا کو بازار
مین نہ لاتا - تارک ہمت پر دست نوازش نہ رکھتا - فطرت والا کو شعر کے لئے نیچے
نہ اُتارتا - اسلئے خمسہ ختم نہ ہوا ضیق النفس کی بیماری شروع ہوئی اس حال مین یہ
شعر کہے -

ابیات

دیدی کہ فلک چہ زہرہ نیرنگی کرد	مرغ وہم از قفس شب آہنگی کرد
آن سینہ کہ عالمی دروی گنجید	تا نیم دمے برآورم تنگی کرد

ایام بیماری مین بار بار یہ شعر پڑھتا تھا ؎

گر ہمہ عالم بہم آیند تنگ ✤ بہ نشود یکے مور لنگ

۱۰ صفر ۱۰۰۴ھ مین انتقال کیا - فیاض عجم اُسکی تاریخ وفات ہے چالیس برس کے
قریب فیضی تخلص کرتا تھا - بعد ازان علامی کے وزن پر فیاضی تخلص کیا - نلدمن مین
وہ لکھتا ہے -

ابیات

زین پیش کہ سکہ ام سخن بود	فیضی رقم نگین من بود
اکنون کہ شدم بعشق مرتاض	فیاضیم از محیطہ فیاض

شیخ کی تالیف سے ایک سو ایک کتابین ہین جو اسکے فضل پر شاہد قوی ہین
سواطع الالہام بے نقط تفسیر لکھی - حیدر معمائی نے سورہ اخلاص سے اسکی تاریخ
نکالی ہے - دس ہزار روپیہ اسکو صلا ملا - موارد الکلم اخلاق مین بھی بے نقط
لکھی ہے علماء عصر نے اعتراض کیا کہ اب تک کسی بڑے عالم نے علم تفسیر مین
بے نقط نہین لکھا تو شیخ نے کہا کہ جب کلمہ طیبہ جیسے ایمان موقوف ہے بے نقط ہے
اسسے زیادہ اور دلیل اسکی فضیلت کی کیا ہو سکتی ہے - شیخ کی چار ہزار تین سو

کتابین صحیح و نفیس سرکار شاہی مین داخل ہوئین۔ بادشاہ کے ساتھ مصاحبت شیخ
کی علم و کمال کے سبب سے تھی۔ شاہزادون کی تعلیم کے لئے اکثر وہ مامور ہوتا۔ حکام دکن
پاس ایک دفعہ سفارت مین بھیجا گیا تھا۔ چار صدی منصب پایا تھا۔
اسنے مال و دولت کی زیادتی کو اپنے نیاز کی افزایش کا دستمایہ بنایا اور روزگار
کی تنگی کو سرمایۂ انشاط۔ اسکا گھر حوصلہ و بیگانہ و دوست و دشمن کے لئے کھلا رہتا تھا اسکے
گھر مین بے سامان آرام پاتے۔ حکمت نامون کو غور سے پڑھتا اور دیدہ کی راہ سے دل کو
غذا دیتا۔ اکثر طبابت کرتا اور مفلس بیمارون کا علاج کرتا۔ فنون شعر مین دلاویز سخن اسکی
یادگار ہین۔ ابوالفضل نے اسکے مرنے کے دو برس بعد ان اشعار کو جمع کیا ہے۔ کہتے ہین کہ
جسوقت فیضی کے جان بلب ہونے کی خبر بادشاہ کو پہنچی تو وہ اسی وقت اُس پاس آیا اور
اسکا سر ہاتھ سے اوٹھایا اور کئی دفعہ کہا کہ شیخ جی تم کیون نہین بولتے مگر اس وقت
زبان مین تاب و توان کہان تھی کہ وہ کچھ بولتا۔ اس وقت بادشاہ نے زمین پر اپنی
پگڑی دے مارے اور رونے پیٹنے لگا۔ جب ہوش مین آیا تو گھر نہ گیا بلکہ ابوالفضل ہاتھ
ایک جدا مکان مین بٹھا آیا اور اسکو تسلی تشفی دی۔ شیخ عبدالقادر بدوانی جو ان دونو
بھائیون کا سخت دشمن تھا جلے پھپولے پھوڑے ہین اور فیضی کا حال یہ لکھا ہے کہ وہ سخن
فنون جزئیہ و معما۔ عروض و قافیہ۔ تاریخ۔ نعت طب۔ خط۔ انشا مین زمانہ مین اپنا
عدیل نہین رکھتا تھا۔ اوائل مین تخلص فیضی کرتا تھا اور آخر مین اپنے چھوٹے بھائی کی خطاب
علامی کے وزن پر تخلص فیاضی رکھا جسکے علو شان معلوم ہو۔ مگر وہ سازگار نہ ہوا۔
ایک دو مہینے کے بعد دنیا سے سفر کیا اور بہت حسرت ساتھ لے گیا۔ وہ جدو ہزل کا
مخترع۔ اور عجب و کبر و حقد۔ نفاق۔ خباثت و ریا و حب جاہ و رعونت کا مجمع تھا۔
اہل اسلام سے عناد و عداوت رکھتا۔ اصل اصول دین پر طعن کرتا اصحابہ کرام کے
مذہب کی توہین کرتا۔ تابعین و سلف و خلف متقدمین و متاخرین و مردہ و زندہ
مشائخ کی بے ادبی کرتا۔ علماء و صلحاء و فضلاء کو رات دن ظاہر برا بھلا کہتا برخلاف

دین جمیع محرمات کو مباح اور فرائض کو محرم جانتا تھا۔ بے نقط تفسیر بدنامی کے دور کرنے کے لئے عین حالت مستی و خبابت مین لکھی۔ کتے اسکے ورقون کو پائمال کرتے تھے۔ یہی سبب تھا کہ جب مرنے کا وقت آیا تو وہ کتے کی طرح بھوکتا تھا جب اسکے آخر وقت پادشاہ عیادت کو گیا ہے تو اُسپر بھی وہ بھوکا اس بات کو پادشاہ نے خود برسر دیوان بیان کیا۔ اسکا مُنہ سُوج گیا تھا اور سارے ہونٹ سیاہ تھے۔ پادشاہ نے ابوالفضل سے پوچھا کہ کیا فیضی بھی ملتا تھا جو یہ ہونٹ کالے ہین اُس نے جواب دیا کہ خون کی قے آنے سے یہ سیاہی ہو گئی ہے اسکی تاریخین مرنے کی بھی اُسنے لکھی ہین ؎

سال تاریخ فیضی مردار	شد مقرر بچار مذہب ما
سال فوتش چہ سگ بسقر مرد	سال تاریخ خالد فی النار

چالیس برس تک شعر کہا مگر درست شعر کہنا نہ آیا۔ امتحان بندی اسکی خوب ہوتی مگر مصالح شعر کا مغز نہ ہوتا۔ وہ سرتاپا بیمزہ ہوتا شطحیات و فخریات و کفریات مین اسکا سلیقہ مشہور تھا لیکن ذوق عشق حقیقت و معرفت و چاشنی روحانی قبول خاطر نہین رکھتا تھا وہ اپنی تصنیفات کو لکھا کر مفت لوگون کو دیتا تھا مگر کوئی نہین لیتا تھا۔ جب وہ دکن مین تھا اور مین نے اوسکو دامن کوہ کشمیر سے خط بادشاہ کی بے التفاتی اور کورنش بند ہونے کا حال لکھا تو اُس نے میری سفارش مین بادشاہ کو یہ خط لکھا کہ وہ اکبرنامہ لکھا ہوا ہی جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ملا عبدالقادر اہلیت تمام رکھتا ہے اور علوم رسمی جو ہندوستان کے ملا پڑھتے ہین وہ جانتا ہے میری باپ سے کسب و فضیلت کی ہے اور ۳۰ برس سے مین اسکو جانتا ہون فضیلت علمی کے سوائے طبع نظمی و سلیقہ انشا عربی و فارسی رکھتا ہے اور کچھ نجوم ہندی و حساب بھی جانتا ہے نغمہ ولایت و ہندی و شطرنج مین بھی وقوف رکھتا ہے۔ باوجود ان تمام فضائل کے بے طمعی و قناعت و کم تردد رکھتا ہے۔ راستی و درستی و ادب اسمین ہین اکثر رسوم تقلید کو ترک کیا ہے۔ درگاہ پادشاہی سے اخلاص و عقیدت رکھتا ہے۔ جب کوتھل میر کو لشکر متعین ہوا ہے تو وہ التماس کرکے جان پاری

کے لئے گیا اور وہان تردد کرکے زخمی ہوا اور حضور نے اسکا انعام دیا۔ اول مرتبہ اسکو جلال خا
توپچی خدمت اقدس مین لایا اور عرض کیا کہ مینے ایک نام حضرت کے لیئے پیدا کیا ہے کہ جس سے
حضور بہت خوش ہونگے۔ میر فتح اللہ نے بھی اسکا حال عرض کیا تھا اور اسکی آخری خدمت سے
بھی وہ مطلع ہے لیکن مشہور ہے کہ ع جوی طالع زخوارے ہنر یہ۔ مین خود اسکے قصور
معاف کرنے کے لئے نہین آسکتا اسلئے عرض رسا ہون کہ اسکی خطا معاف ہو فقط انتہا
خود لکھتا ہے کہ اگر کوئی کہے کہ فیضی کی جانب سے اس قدر اخلاص پھر اسکی یہ مذمت کرنا کس
مذہب مین جائز ہے تو یہ مین کہونگا کہ تمام حقوق سے حق دین و حفظ عہد برتر ہے آج
ہم فیضی کی اس فیاضی اور آشنا پروری پر تحسین کرتے ہین اور بداؤنی کی خباثت پر لعنین
اور نامور شاعرون کے نام یہ ہین۔ خواجہ حسین ثنائی مشہدی۔ عرفی شیرازی ہیلی ہرجی
نظیری نیشاپوری۔ عرفی شیرازی کے ان دو شعرون سے جو نیچے لکھے ہین بعض آدمی یہ نتیجہ نکالتے
ہین کہ وہ ان دونو بھائیون فیضی و ابوالفضل سے ناراض تھا ؎

یوسف نفس مرا زآسیب اخوان دور دار ۔۔۔ کاین حسود ان گرگ سیرت زبا این بے گناہ

نافہ بیغول ہم زادند در راہ سلوک ۔۔۔ بافساد گرگ انہا رند در تنہ دیگ چاہ

مسٹر ڈنی سن انگلستان کا ملک الشعرا ہے اسنے خواب کے طور پر نظم لکھی اسکا ترجمہ لکھتے ہین۔

خواب مسمی بہ سن

اکبر اور ابوالفضل ۔۔۔ محل فتحپور سیکری کے سامنے ۔۔۔

وقت شب

اکبر کے مورخ نے پوچھا ای قومون کے نور آج شب کو کس بات نے تجھکو پریشان
کر رکھا ہے۔ اکبر نے ستارون کی طرف دیکھ کر ابوالفضل کی طرف سر پھیرا اور
کہا۔ مین نے ایک خواب دیکھا ہے۔ ممکن ہے کہ وہ غلط ہو لیکن مین نے
اپنا دل خدا کی طرف رجوع کیا اور خواب کے خلاف دعا کرتا رہا۔ دعا کرنی اور

دعا کے موافق عمل کرنا۔ یہ دونون باتین اللہ کی عبادت ہین لیکن وہ دعائین جنکے بعد انکے مطابق اعمال ظاہر نہین ہوتے انکی مثال اُن خوبصورت ماؤن کی سی ہوتی ہے جو مردہ بچے جننے مین خود مرجاتی ہین مینے خدا کے سامنے اقرار کیا ہے کہ اس عظیم الشان سلطنت مین جسکو شمشیر نے کہ انسان کو مغلوب کرتی ہے تاکہ امن پر قبضہ ہو فتح کرکے مجھکو دیا ہے مین راستی اور انصاف سے ہمیشہ کام کرون خواہ مجھ کو کیسے ہی خواب نظر آیا کرین اللہ میرا راہ نما ہو ہمیشہ —

اے میرے شریف دوست اور اے میرے خیر طلب مشیر میرے پہلو مین آکر بیٹھ جبتک ہم اور تم ایک ہین مین اس تنہا شخص کی طرح نہین ہوتا جو بادشاہ کے باغ مین جاتا ہے اور ادھر اُدھر پھر کر ہر خوشنما پودے سے خوبصورت پھول چنتا ہے تاکہ اُن سے ایک تاج سجائے جو بادشاہ ہی کے لیئے صرف ہو بلکہ وقت مناسب پر اس جنگ و جدال کی سرزمین ہند مین ہر مسلمان برہمن اور بدہ مسیحی اور آتش پرست کے لئے ہو—

تیسرے بھائی نے اللہ کی تعریف مین کیا خوب کہا ہے "اے خدا تیری شان نے عقل کو حیرت مین ڈال رکھا ہے۔ حکمت کی راہون نے جو تیرے کمال کا رستہ بتلاتی ہین ریگ بیابان کے ذرون کو اندھا کر دیا ہے۔ ہم تیرے ایجاد عشق کا الف تک نہین پڑھ سکتے — اللہ اپنے تئین جانتا ہے۔ انسان نہ اپنی اور نہ اللہ کی معرفت حاصل کرسکتا ہے کیونکہ ہر ملت و مذہب کے فرقہ کا چھوٹے سے چھوٹا حصہ یہ ہی دعوی رکھتا ہے کہ مین ہی صرف اُس طریقت پر ہون جو کامل ہے باقی جسقدر ہین سب تباہی کے مستحق ہین۔ کیا گلاب کنول سے کہیگا کہ تو کوئی پھول نہین ہی۔ کیا کھجور سرو سے دعوی کریگی کہ مین ہی صرف حسن رکھتی ہون۔ کیا آم خربوزہ کو ٹھکرا کر یہ کہے گا کہ صرف میرا ہی وہ پھل ہی جسکو انسان کے لئے اللہ نے بنایا ہے۔ دیکھو اللہ کی زندہ نبض اس عالم کے ہر جزو مین کس طرح تڑپ رہی ہے اگر آسمان کا

ہر ایک ستارہ یہ دعویٰ کرے کہ بس مین ہی فلک پر ایک انجم ہون تو افلاک پر وہ آسمانی موسیقی پیدا ہو جسکو یونانی فلسفی (فیثا غورث) نے کبھی خواب مین بھی نہ سُنا ہوگا۔

سب مین نور ہے اور نور تھوڑا یا بہت چھانٹون کے ساتھ عبادت کے انسانی طریقون مین ظاہر ہے مگر ہمارے علماء دین جو سبز مسندون پر بیٹھ کر ناریون کی ایذاؤن پر غور و فکر فرماتے ہین وہ سب وحشی جانورون کی مانند ہین جو ابھی قفس مین بند کیے گئے ہین جسقدر قفس تنگ ہے اسی قدر انکا غصہ اور پیچ و تاب زیادہ ہے یہ لوگ بڑی گستاخ نظرون سے میرے مقابلہ پر آتے ہین یہ کچھ تعجب کی بات نہین ہے مین آخر وہ ہی ہون جسنے کہدیا ہے کہ کتا تک پاک ہے۔ لحم خنزیر چکھ سکتے ہین اور شراب پی سکتے ہین وہ یہ بھی بخوبی جانتے ہین کہ جب کبھی ہمارے آزاد قصر مین جہان حکمت کی باتین اور مذہب کے مسائل آزادی کے ساتھ بیان ہوتے ہین انہون نے معمولی شرعی قیل و قال کی ہے تو مین نے انکی باتون مین ایسی ہی موجون کی آواز سُنی جو تنگ پانی مین جوش کھاتی تھین لیکن یہ آواز وہ صوت عظیم نہ تھی جو حقیقی بہتے سمندر کی ہوتی ہے۔ کسی قوم کو اپنے قدیم مذہب کے احاطہ سے خارج کرکے زبردستی اپنے ملت کی حدود مین محصور کرنا عقل اور شان سلطانی کے خلاف ہے میرے عہد سلطنت کی نورانی صبح (یعنی ابتدائی زمانہ سلطنت کا) پر اس شرمناک بادل کی سرخی ظاہر مین تھی جب کہ مین نے (نیا مذہب جاری کرنا چاہا) مین لوگون کی جات اور مذہب کے جھگڑون سے متنفر ہون لیکن مین لوگونکو انکی مرضی کے موافق عبادت کرنے دیتا ہون ۔ اور کسی طرح کا محصول غیر مذہب والون سے حاصل نہین کرتا۔ مین ہر مذہب و قوم والون مین بہادر اور شجاع آدمی مشورت اور دوستی کے لئے انتخاب کرتا ہون اور کافر کے لفظ سے نفرت کرتا ہون۔ قرآن اور شمشیر کے نام سے مجھ مین لغزش آجاتی ہے (ہچکچاتا ہون) مسیحی وصلیب کے الفاظ پر سہم جاتا ہون) لیکن مسیحون کی پاک کتاب بتاتی ہے کہ "اللہ عشق ہے" اور جب کہ گودا کے پادری نے اپنے پیغمبر ابن مریم کا قول نقل کیا کہ "اے بچو ایک دوسرے

پیار کرو اور اچھا چاہو انکا بھی جو تم پر ظلم کرتے ہین،، ہمنے یہ سنکر خیال کیا کہ اس قول مین ایک بادل کو ہٹا کر وہ نورانی شعاع پیدا ہوئی ہے جو آفتاب اسلام سے بھی ہمین نکلتی تجھکو یاد ہوگا کہ غصہ و غضب سے کس طرح اس بوسیدہ مذہب (غالباً اسلام سے مطلب ہے) کے در و دیوار ہل گئے تھے۔ جب اس پیشین گو پادری نے اپنے آقا مسیح کو پاکی اور انصاف کا سورج کہا یعنی اللہ اس روئے زمین پر آیا اور اپنے بندون کو سچائی اور انصاف کی خاطر سے بھیجا۔ (مذہبی تعصب نے یہ اشعار شاعر سے کہلائے ہین)۔

یہ تو کیا کہتا ہے؟ کیا قدیم ایران مین اللہ کو عشق کا آفتاب اور عشق کو راستی کی کمند نہین کہا گیا ہے۔

کیا یہ قدیم ایران کی آواز تھی۔ نہین بلکہ مین جانتا ہون کہ ضعیف شیخ ابوسعید کا قول تھا شیخ پر عور مین چلاتی تھین کہ یہ ملحد و کافر ہے اور اسکے سر پر چھتون سے غلاظت پھینکی تھی یہ شیخ وہ تھا کہ جو راز الٰہی کو گاتا تھا اور جسنے خدا کے عشق مین اپنے آپکے کو محو کر دیا تھا اللہ آفتاب ہے جو دنیا مین اس وقت تک دھندلا نظر آتا ہے جبتک مین پر صبح خانی کی عبادت آفتاب نصف النہار کی چمک مین محو نہ ہو جائین۔ یہ وقت وہ ہوگا جب ایک مذہب دوسرے مذہب کے خلاف غلط شہادت نہ دیگا۔

بلکہ نور کی تیزی مین اپنی حدود کو پہچانے اور اپنے سے گذر کر سچائی کی محبت اور محبت کی سچائی مین ازل تک ہمیشہ آسانی سے متحرک رہیگا۔

آفتاب + آفتاب۔ لوگ مجھ زردشتی پر ملامت کرتے ہین۔ آفتاب ہماری زمین کو گرما کر اناج اور پھل دیتا ہے۔ ہمارے کھیتون پر تبسم کرتا ہے۔ آہین چاہے تیری کھیتی ہو۔ یا میری۔ شیعہ اور سنی دونون کے خون کو حرارت بخشتا ہے۔ اسلئے آفتاب کو ابدی و ازلی نشان مانو۔ جو سلاطین اپنی کل رعایا سے ایک سی محبت اور ایک سا قانون سب کے لئے رکھتے ہین اس بنا پر کیونکر آفتاب کی عظمت نہ کرین اپنے اچھے افعال سے انسان کے حق مین ایسے سلاطین

نور ہوتے ہین —

لیکن یہ نور ہماری حضور سے ایک شخص کے چہرہ پر چمکنے نہ پایا تھا کہ کل صبح ہمارے پاس وہ آیا دو نو آنکھون مین غصہ سے نار جہنم مشتعل تھی وہ آتے ہی چلایا !! کیا تو آسمان سے نیا قرآن ہمارے لئے لایا ہے۔ کیا تو پیغمبر ہے۔ تو معجزہ دکھا سکتا ہے اسکا وحشیانہ غصہ چاہتا تھا کہ مجھکو اٹھا کر کہین پھینکدے لیکن وہ کامیاب نہ ہوا۔ معجزہ — کیسا معجزہ۔ معجزہ نہ مین دکھا سکتا ہون نہ وہ۔ اور نہ کوئی اور۔ مین صرف اتنا کر سکتا ہون کہ حیات انسانی کو تاریک تحیر مین عقل کی مشعل دکھلادون اور متحیر ہو کر کائنات عالم کے معجزہ کو دیکھون اوسکی عظمت کے خیال مین محو ہو جاؤن۔ جس نے یہ سب کچھ بنایا اور جانتا ہے جو ہے اور جو وہ نہین ہے جسکو مین دیکھ رہا ہون۔ باقی سب ظاہری صورتین ہین اور خفیف رسوم جو مختلف قومون کے ساتھ اپنا رنگ جدا جدا دکھاتی ہین۔ لیکن اے دوست تو جانتا ہے کہ یہ ظاہری صورتین ( ) بھی میرے نزدیک ضروری ہین۔ صرف اتنا لازم ہے کہ وہ شخص جو احتیاط اور مہربانی کے ساتھ خلق خدا پر حکومت کرتا ہے اس کو چاہیے کہ ان ظاہرا صورتون کو ایسے سانچے مین ڈھالدے جو سب کے لئے موزون ہو جاوین —

یہ ظاہرا صورتین کیا ہین۔ خوبصورت لباس ہین۔ کہین سادے کہین قیمتی چست یا ڈھیلے جو ادھر اودھر اڑتے پھرتے ہین ان مین جو حرارت ہے وہ دل کی حرارت ہے ان مین جو حرکت ہے وہ ہاتھ پیرون کی حرکت ہے۔ جب پرانے ہو جاوین تو انکی جگہ نئے بدلے جا سکتے ہین یہ صورتین فطرت کے بازار مین روحانی کھلائی جاتی ہین۔ یہ انسان مین خدا کے ہونے کی خاموش امیدین ہین جو بول اٹھتی ہین۔ یہ علم ہین جو اس قوت کا نشان دیتے ہین۔ جو نظر نہین آتی لیکن دور سے سب پر حاکم اور قادر ہے۔

وارث ہے مگر یہ میرا خواب کیسا وحشت ناک ہے مین دیکھتا ہون کہ سلیم تیری طرف بُری نظرون سے دیکھتا ہے گویا تو وہ ہے جس نے مجھکو صلاح اور مشورہ دینے مین شرک اور لامذہبی کی شراب پلادی ہے۔

مین نے یہ خواب دیکھا کہ ایک پتھر رکھ کر مین نے ایک مقدس معبد تعمیر کیا ہے جو نہ بت خانہ ہے نہ مسجد نہ کلیسہ۔

یہ عمارت بلند اور سادہ تھی اور اسکے دروازے آسمان کی نسیم کے لیئے ہر وقت کھلے رہتے تھے۔ راستی۔ امن۔ محبت۔ انصاف۔ اس گھر مین آکر بس گئے تھے۔ ہم اور تم اس قصر عالیشان کو کھڑے دیکھتے اور خوش ہو رہے تھے کہ دفعتہً ہنسنے کی آواز آئی جیسے کوئی کسی کو چھیڑتا ہے اور یہ الفاظ سُنائی دیئے "نیا قرآن" اسکے بعد دفعتاً سلیم کا نام سُنا اور فوراً تجھ کو دیکھا کہ میرے سامنے مرکر گرا۔ سیاہ پر والے۔ عزرائیل نے مجھہ کو بھی مغلوب کیا لیکن چونکہ موت کے بعد سماعت و بصارت ہے مین نے اپنے فرزند اور اُن کو جو اسکے پیرو تھے دیکھا کہ میری تعمیر کے ایک ایک پتھر کو علٰحدہ کرکے اسکو کھنڈر کر دیا ہے اور اس کھنڈر سے لاکھون مظلومون کی چیخون اور کوسنون کی آوازین اس طرح بلند ہوئی ہین جیسا کہ پہلے کبھی حال تھا۔ مین اس حالت کو دیکھ کر آہین بھرتا تھا کہ غرب کی سمت سے ایک اجنبی قوم آئی اور اُس نے میرے قصر کے ایک ایک پتھر کو پھر جمع کیا اور راستی۔ امن۔ محبت۔ انصاف پھر اُس مین آئے اور آباد ہو گئے۔

میدانون مین ستی کی آگ پھر نہ نظر آئی اور نہ کم سن بیوی اور بیون کی پُر درد آہین سنائی دین۔ سب تعریف اللہ کی ہے جسکے ہاتھ سے اوس نے چاہا میرے مقصد کو پورا کروایا۔ لو۔ اب نوبت کی آواز آنے لگی ہے۔ محل مین سب جاگ اُٹھے اور صبح نے رات کی سیاہ پلکون کو

دلہوت ہے مگر یہ میرا خواب کیسا وحشت ناک ہے۔ مین دیکھتا ہون کہ سلیم تیری طرف بڑی نظرون سے دیکھتا ہے گویا تو وہ ہے جس نے مجھکو صلاح اور مشورہ دینے مین شرک اور لامذہبی کی شراب پلا دی ہے۔

مین نے یہ خواب دیکھا کہ ایک پتھر رکھ کر مین نے ایک متعدس معبد تعمیر کیا ہے جو نہ بت خانہ ہے نہ مسجد نہ کلیسہ۔

یہ عمارت بلند اور سادہ تھی اور اسکے دروازے آسمان کی نسیم کے لیئے ہر وقت کھلے رہتے تھے۔ راستی۔ امن۔ محبت۔ انصاف۔ اس گھر مین آکر بس گئے تھے۔ ہم اور تم اس قصر عالیشان کو کھڑے دیکھتے اور خوش ہو رہے تھے کہ دفعتہً ہنسنے کی آواز آئی جیسے کوئی کسی کو چھیڑتا ہے اور یہ الفاظ سنائی دیئے "نیا قرآن" اسکے بعد دفعتاً سلیم کا نام سنا اور فوراً تجھ کو دیکھا کہ میرے سامنے مرکر گرا۔ سیاہ پر والے۔ عزرائیل نے مجھ کو بھی مغلوب کیا لیکن چونکہ موت کے بعد سماعت و بصارت ہے مین نے اپنے فرزند اور اُن کو جو اُسکے پیرو تھے دیکھا کہ میری تعمیر کے ایک ایک پتھر کو علیحدہ کرکے اسکو کھنڈر کر دیا ہے اور اس کھنڈر سے لاکھون مظلومون کی چیخون اور کوسنون کی آوازین اس طرح بلند ہوئی ہین جیسا کہ پہلے کبھی حال تھا۔ مین اس حالت کو دیکھ کر آہین بھرتا تھا کہ غرب کی سمت سے ایک اجنبی قوم آئی اور اُس نے میرے قصر کے ایک ایک پتھر کو پھر جمع کیا اور راستی۔ امن۔ محبت۔ انصاف پھر اُس مین آئے اور آباد ہو گئے۔

میدانون مین سستی کی آگ پھر نہ نظر آئی اور نہ کم سن بیوی اور بچون کی بردرد آہین سنائی دین۔ سب تعریف اللہ کی ہے جسکے ہاتھ سے اوس نے چاہا میرے مقصد کو پورا کروایا۔ لو۔ اب نوبت کی آواز آنے لگی ہے۔ محل مین سب جاگ اُٹھے اور صبح نے رات کی سیاہ پلکون کو

روز بیدار کے گلابی رخسارون سے اٹھا دیا۔ آؤ سورج کی تعریف گائین
وہ گا رہے ہین اب ہمکو بھی چلنا چاہیے۔

سورج کی تعریف

پھر تو آسمان پر چمکتا ہوا بڑھا ـــــ پھر تجھ کو مین نے چمکتا ہوا دیکھا۔
ہر صبح تیری پیدایش کا دن ہے۔ انسان کی آنکھ اور دلکو تو خوش کر رہا ہے
ہر صبح ہم تجھ کو یہان آکر سلام کرتے ہین۔ اور تیرے سامنے بہت جھکتے
ہین۔ تو مثل خدا کی ہے۔ تو نہ بدلنے والا بدلنے والے افلاک پر ہے
تو پرچھائین کا پیدا کرنے والا اور تو ہی پرچھائین کا مٹانے والا ہے
ملکون ملکون اپنی روشنی کو تیرون کی طرح بھیجتا ہے۔
یہان تیرے دربار کے لاکھون شاعر بادشاہ پکار کر تیرے استقبال کو
کھڑے ہین اور جس وقت تو آکے راگون مین تیری تعریف گانے بیٹھتے ہین
پرند گاتے ہین۔ پھول کھلتے ہین۔ آدمی اس گنبد نیلگون
کے سایہ مین جھکتے ہین اسکی عبادت مین جو ازلی و ابدی
ہے اور جو اس شعلے نور مین موجود ہے
جس سے وقت کو اندازہ
کرتے ہین۔

احوال دوازدہ صوبہ

بابر کے عہد سے ہندوستان کے انتظام وبندوبست کے ایک نئی صورت پیدا کی اور شیر شاہ نے سلطنت کے تو بالکل صحیح اصول قائم کئے اونسے ساری قوموں اور فرقوں کو انتظام سلطنت میں شریک کر لیا - یہ بیج جو اونسے بویا تھا وہ اکبر کی آبیاری سے بڑا بارور درخت ہوا - اکبر نے اپنی ابتدا سلطنت میں شیر شاہ کے تمام ضوابط و سررشتے و صیغے بدستور قائم رکھے - شیر شاہ و سلیم شاہ کی قابلیتوں اور لیاقتوں کا شہنشاہ اکبر السیا قائل تھا کہ اونکو ملائک السلاطین کہتا تھا - گو شیر شاہ نے ہمایوں سکے باپ کو ہندوستان سے شکستیں دیکر نکالا تھا - ابوالفضل نے جو سلطنت کے آئین وضوابط بیان کئے ہے اوسکا بیان ہم لکھہ چکے ہیں - اب دوازدہ صوبہ کا حال جو اونسے لکھا ہے وہ نہایت مختصر بیان کرتے ہین اور اسپر کچھ اضافہ اور اسکا نقشہ جو انگریزی تاریخون کے ساتھہ چھاپا جاتا ہے اوسکو بھی اپنے نقشون کی جلد مین چھاپتے ہیں

اکبر کی سلطنت کے بعض صوبے یورپ کی سلطنت کے برابر و وسعت رکھتے تھے -

سنہ الٰہی مین شہنشاہ اکبر کی قلمرو مین ۳۷، ۲ قصبے اور ۱۵ سرکارین تھین جب جمع دہ سالہ مقرر ہوئی ہے تو ان صوبون کی جمع ۳ ارب ۶۲ کروڑ ۹۷ لاکھہ ۵۵ ہزار ۲ سو چھیالیس دام تھے یعنے ۹ کروڑ ۷ لاکھہ ۴۳ ہزار ۸ سو اکیاسی روپے اور ۱۲ ہزار برگ تنبول تھے - بادشاہ نے اپنے ملک کو بارہ حصون مین تقسیم کیا اور ہر حصہ کا نام صوبہ رکھا - اور اوس کو کسی ملک یا شہر کے نام سے موسوم کیا - ان صوبون کی تفصیل یہ ہے کہ

(۱) الہ آباد (۲) آگرہ (۳) اودہ (۴) اجمیر (۵) احمد آباد (۶) بہار (۷) بنگالہ (۸) دہلی (۹) کابل (۱۰) لاہور (۱۱) ملتان (۱۲) مالوہ +

جب دکن مین برار و خاندیس و احمد نگر فتح ہو گئے تو یہ تین صوبے اور بڑہ کر پندرہ صوبے ہو گئے - ہم ان صوبون کا بیان مشرق سے جو پائین ہند ہے شروع کرتے ہیں اور زابلستان پر جو بالائے ہند ہے ختم کرتے ہیں

درازی بندر چاٹگانو سے گڈھی تک چار سو کوس اور پہنا
شمالی کوہ سے سرکار مداران تک دو سو کوس ——— جب اس صوبہ پر ملک اوڈیسہ
کا اضافہ ہوا تو اس صوبہ کا طول ۴۴ کوس اور عرض ۲۳ کوس بڑہ گیا اس کے مشرق
مین دریاے شور شمال جنوب مین کوہ مغرب مین بہار مشرق مین اراکے ولایت بھائی
ہے اوسکو بھی اس ملک مین شمار کرتے ہین - اس ولایت کے پہلو مین راجہ آشام
کا ملک ہے - اسکی فرد شکوہ کی بڑی بائین بنائی جاتی ہین جب راجہ مرتا ہے تو اوس کے
خاص مرد و زن کشادہ پیشانی سے زندہ درگور ہو جاتے ہین - اسے پایان تک
پیوستہ اور اوسکے چپ مین ختا جسے مہاچین مین جاتے ہین جسکو باچین کہتے ہین
دار الملک خان بالغ سے دریاے شور تک چالیس منزل مین ایک نہر کاٹی ہے اوسکے
کنارے پتھر و چونہ سے بنائے ہین - مشرق و جنوب کے درمیان ایک فراخ ملک ہے
جسکا نام ارخنگ ہے - بندر چاٹگانو اسمین ہے - یہان کے آدمیون کا مذہب ہندو
مسلمانون کے مذہب سے نرالا ہے - اونکی ماں سگی ماں کے سوا سب سے ازدواج
جائز جانتے ہین اسکے قریب پیگو ہے جسکو جین کہتے ہین - پرانی کتابون مین اوس کو
دار الملک چین لکہا ہے -

فلزات کے کانون پر گھ دتیرہ کی قومون مین لڑائی رہتی ہے - بنگالہ
بنگالہ کا اصلی نام بنگ ہے - پہلے فرماندہون نے سارے ملک مین بیس گز چوڑی اور دس گز
اونچی خیابانیں بنائی تہین اور اونکو آل کہتے تہے - بنگ اور آل ملکر بنگالہ زبان زد
خلائق ہوا - ہر مقام مین دریاؤن کی افراط ہے - باین گنگا مین یہ صوبہ واقع ہے -
یہان کے آدمی سوا دھوتی کے کچھہ اور لباس نہین پہنتے عورتون کے ہر کاموں کا مدار ہے
نرسل و بانس کے مکانات بناتے ہین جنمین سے بعض پانچ پانچ ہزار روپے کی لاگت
کے ہوتے ہین وہ بہت دیر پا ہوتے ہین - آمد شد کشتی پر ہوتی ہے خاص کر بارش
مین لڑائی و بار برداری اور تیز روی کے لئے طرح طرح کی کشتیان بناتے ہین -

قلعہ گیری کے لئے ایسی کشتیان تیار کرتے ہیں کہ جب ساحل پر جائیں تو وہ ایسی بلند ہو جائیں کہ قلعہ پر آسانی سے غالب آئیں۔

اس دریا میں خواجہ سرا تین طرح کے ہوتے ہیں (۱) صندلی۔ (۲) بادامی۔ (۳) کافوری۔ اول کے تینوں عضو کو جڑ سے کاٹ دیتے ہیں اونکو اطاسی بھی کہتے ہیں۔ دوسرے میں قدرے آلت فعلی ہوتا ہے سوم خصیتین کو بچنے سے مل مل کر نابود کر دیتے ہیں یا نکال لیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ آدمی کے سوا جس جاندار کو خصی کیجئے اوسکی سرکشی کم ہو جاتی ہے مگر اسے مردم زاد کی سرکشی بڑھ جاتی ہے۔

جنت آباد ایک پرانا شہر ہے کئی دفعہ دار الملک رہ چکا ہے اوسکا نام لکھنوتی زبان زد خلائق ہے بعض اوسکو گور بھی کہتے ہیں جنت آشیانی ہمایون نے لکھنوتی کا نام بہشت آباد رکھا تھا

چاٹگانو ایک بڑا شہر سمندر کے کنارہ پر ہے وہ ایک عمدہ بندر ہے جہاں فرنگی اور اور تاجر آتے جاتے ہیں۔ ساتگانو اور ہگلی دو اور بندر ہیں جنین آدہ کوس کا فاصلہ ہے دونو فرنگیوں کے پاس ہیں اڑیسہ ایک جدا ملک ہے وہ بنگالہ میں داخل ہے اس میں ایک سو نو پختہ قلعے ہین اس میں ایک عورت کئی کئی خاوند کرتی ہے۔ تاڑ پر لوہے کے قلم کو ہاتھ میں لے کر لکھتے ہیں۔ کٹک میں ایک سنگین قلعہ ہے اور اس ملک میں جگن ناتھ کا بڑا مندر ہے +

اس صوبہ بنگال میں ۲۴ سرکارین ہیں ۸۷ محال جمع ۵۹ کروڑ ۸۴ لاکھ ۵۹ ہزار ۳ سو ادنیس دام سب نقد ہے۔ ۳ ہزار ۳ سو بیس سوار۔ آٹھ لاکھ ایک ہزار ایک سو پچاس پیادے ۱۱۰۰ ہاتھی ۴ ہزار دو سو ساٹھ توپ چار ہزار چار کشتی۔

گنڈھی سے رہتاس تک ۱۲۰ کوس لمبا اور ترہت سے شمالی کہسار تک سو کوس چوڑا مشرق مین بنگالہ مغرب میں الہ آباد و اودھ۔ شمال و جنوب مین کوہ برزگ۔ دریا ہے ہیں سرکار بہار مین موضع راج نگر مین سنگ مرمر کی کان ہے۔ اس سنگ مرمر کے زیور بناتے ہیں

(۲) صوبہ بہار

یہان گیا کا معبد ہے اوسکو برہما سے منسوب کرتے ہیں مونگیر میں دریائے گنگ سے کوہ تک
ایک سنگین دیوار کھنچی ہوئی ہے اوسکو سرحد بنگالہ کہتے ہیں ترہت مدتونسے دارالعلم رہتا
کوہ پر ایک قلعہ ہے پٹنہ بڑا شہر ہے بنگال اور بہار دونو ملکر ملک فرانس کی برابر ہین
اس صوبہ میں ۷ سرکار ۱۹۹ پرگنے جمع ۲۲ کروڑ ۱۹ لاکھ ۱۹ ہزار ۴ سو
۴ دام ضبطی ۲۳۸ زمین پیمودہ ۲۴ لاکھ ۴۴ ہزار ایک سو بیس بیگہ ہے
۱۷ کروڑ ۲۶ لاکھ ۸۱ ہزار ۷ سو جو ستر دام نقد ہے اور اس میں سے ۴ کروڑ ۹۲ لاکھ ۳۷ ہزار
۶ سو ۳۱ دام سیورغال بلومی ۱۱ ہزار ۴ سو ۵۱ سوار اور ۴ لاکھ ۴۹ ہزار ۳ سو پچاس پیادے
اور سو کشتی ان دونو صوبون کی مال گزاری ڈیڑھ کروڑ روپیہ انگریزی تخمینہ ہے۔

طول میں سنجھولی جونپور سے جنوبی کوہ تک ۱۶۰ کوس عرض میں گنڈ جو ساسے گھاٹم پور تک
۱۲۰ کوس مشرقی بہار شمال میں اودہ جنوب مین باندھو غرب میں آگرہ۔ الہابادکا
پہلا نام پیاگ (پریاگ) ہی اکبر شہنشاہ نے اسکا نام الہابادیا الہاباس رکھا ہے اس میں
قلعہ بنایا ہے اور عمدہ عمدہ محل اس میں تعمیر کئے ہیں۔ پریاگ کو ہندو معابد کا بادشاہ
سمجھتے ہین اوس کے قریب گنگا جمنا سرستی آپس میں ملتی ہیں سرستی الوپ ہوگئی ہے
ان تینون دریاؤن کے ملاپ کو ترپنی کہتے ہیں بنارس اصل میں بارانسی ہے ایک
بڑا شہر ہے۔ برنہ اور اسی ندیون کے درمیان پرانی کتابون میں اوسکو کاسی لکھا ہے
کمان کی شکل کا شہر ہے جسکی زد گنگا ہے یہان ایک بت خانہ ہندؤن کا کعبہ ہے
جہان جاتری آکر پرکما کرتے ہین مدتون سے یہہ شہر ہندؤن کا دارالعلم ہے اور دور
دور سے تحصیل علم کے لئے یہان طلبہ آتے ہیں اور جان و تن کی گذارش کرتے ہیں۔

جونپور بڑا شہر ہے کالنجر بڑا قلعہ ہے۔ کاری بھیرون جسکے اٹھارہ ہاتھ
ہیں کالنجر کی دیبی ہے۔

اس صوبہ میں ۱۰ سرکار ۱۷۷ پرگنے جمع ۴ کروڑ ۴۴ لاکھ ۷۴ ہزار ۸ سو ۱۹ دام اور بارہ
پان اوسکے اندر ۱۳۱ ضبطی زمین پیمودہ ۳۹ لاکھ ۶۸ ہزار ۸ بیگہہ ۳ بسوہ ۱۵ سکار زر جمع

(۴۱) اودھ

۴۰ کروڑ ۲ لاکھ ۱۷ ہزار ۲ سو چوبیس دام اور ۴۶ پرگنے نقدی جنکی مال گذاری ۹۴ لاکھ ۵۶ ہزار ۵ سو ۹۵ دام اٹین سے ایک کروڑ ۱۱ لاکھ ۵۶ ہزار ۴ سو سترہ دام سیورغال بومی ۱۱ ہزار ۳ سو ۷۵ سوار - ۲ لاکھ ۳۷ ہزار ۸ سو ستر پیادے - ۳۲۳ ہاتھی -

سرکار گورکھپور سے قنوج تک لمبا ۳۵ کوس شمالی کوہ سے سدہ پور صوبہ الہ آباد تک چوڑا ۱۵ کوس - شرق مین بہار شمال مین کوہ جنوب مین مانک پور غرب مین قنوج اودھ (اجودھیا) ہند کے بڑے شہرونمین سے ہے طول بلد ۱۸ ۲۱ ۶ عرض بلد ۲۷ ۲۲ - کسی بڑے پرانے زمانہ مین ۱۴۸ کوس طول مین اور ۳۶ کروہ عرض مین یہ شہر آباد تھا - وہ پرانے معابد میں سے ہے شہر کے گرد خاک چھانتے ہیں اور سونا پاتے ہیں یہ شہر راجہ رامچندر کی راجدھانی ہے - اسکے پاس دو قبریں چھ چھ سات سات گز کی لمبی ہیں جنکو عوام الناس حضرت شیث و حضرت ایوب کی خوابگاہ جانتے ہیں - فیض آباد کا شہر اوس کے پاس ہے -

بہرائچ بڑا شہر دریائے سرو کے کنارہ پر ہے - سالار مسعود اور حبیب سالار کی قبرین مین مسلمانون کو اونسے بہت اعتقاد ہے - موضع دد کون مین دار الضرب ہے -

نیمکہار ایک بڑا قلعہ ہے - لکھنو دریا گومتی کے کنارہ پر بڑا شہر ہے - کھیری ایک قصبہ سئی ندی کے کنارہ پر ہے وہان کے آدمی کشتی میں سوار ہو کر نیزہ سے مچھلی کا شکار کرتے ہین - بلگرام ایک قصبہ خوش ہوا ہے یہان کے اکثر آدمی خوش فہم و سرد و سرا ہوتے ہیں ایک کنوان ہے اگر چالیس وزاد سکا پانی کوئی آدمی پیے تو شناسائی و حسن منظر میں زیادہ ہو جاتا ہے -

اس صوبہ میں سرکار ۳۸ پرگنے زمین بمیودہ ایک کروڑ ایک لاکھ ۱۰ ہزار ایک سو اسی بیگھہ جمع ۲۰ کروڑ ۱۲ لاکھ ۵۸ ہزار ایک سو ۷۰ دام اس میں سے ۸۵ لاکھ ۱۴ ہزار چھ سو اٹھاون دام سیورغال - بومی ۷ ہزار ۶ سو ۴ سوار - ایک لاکھ ۹۸ ہزار دو سو پچاس پیادے ۵۹ ہاتھی انگریز مورخ لکھتے ہیں کہ دو صوبون الہ آباد اودھ مین اکثر صوبہ دار ایک ہی کا کرتا تھا

ان دونو کا رقبہ ملکر اُر لینڈ سے بڑا ہوگا مالگزاری اونکی ایک کروڑ ۳۳ لاکھ سی کچھ زیادہ ہی

طول میں گھاٹم پور الہا باس سے بلول دہلی تک ۵۰۷ کوس عرض مین قنوج سے چندیری مالوہ تک مشرقی حد گھاٹم پور شمالی دریا گنگ جنوبی چندیری غربی بلول آگرہ بڑا شہر ہے پانچ کوس تک اسکے درمیان دریا بہتا ہے۔ اکبر بادشاہ نے سنگ سرخ سے ایک قلعہ بنوایا ہے پانچسو سے زیادہ اس مین کوشک بنگالہ و گجرات کی وضع بنوائے ہیں پہلے آگرہ ایک گانون تھا سکندر لودی نے اوسکو پائے تخت بنایا۔ پھر اکبر نے اوس کو اور رونق دی اوسکے نام پر اس شہر کا نام اکبر آباد مشہور ہوا۔

فتح پور ایک گانون بیانہ کا تہا جسکو سیکری کہتے تہے۔ وہ دار الخلافہ سے بارہ کوس پر ہے۔ شہنشاہ اکبر نے اوسکو ایک عمدہ شہر بنا دیا سنگین قلعہ بنایا۔ اوس کے دروازون پر دو سنگین ہاتھی بنوائے۔

بیانہ پہلے ایک بڑا شہر تھا اس میں قلعہ تھا بہت سے محل اور تہ خانے تہے ابتک اوسمیں آلات جنگ کھود کر نکالتے ہیں صوبہ آگرہ کو صوبہ بیانہ بھی کہنے لگے ہیں۔

متھرہ۔ جمنا کے کنارہ ایک شہر ہے۔ اسمیں بڑے بڑے بتخانے اور پرستش کدہ ہیں کالپی۔ ایک بڑا شہر ہے اسمیں بزرگون کی قبریں بہت ہیں۔

قنوج۔ پہلے زمانہ مین ہندوستان کا دار الملک تھا۔

گوالیار۔ نامور قلعون میں سے ہے۔ دروازے پر سنگین فیل تعجب دلاتے ہیں۔ پہلے فرمان رہون کی بڑی بڑی عمارتیں ہیں جو وہین لوہے کی کان ہے۔ جادو نفس صنعتگر اور دولتمند خوبرو پیدا ہوتے ہین

الور بھی ایک شہر ہے وہان تانبا بہت نکلتا ہے۔

اس صوبہ مین ۱۳ سرکاریں ۲۰۳ پرگنے زمین پیمودہ ۲ کروڑ ۸۷ لاکھ ۶۲ ہزار ایک سو نواسی بیگہ ۱ بسوہ۔ جمع ۵۴ کروڑ ۶۲ لاکھ ۵۰ ہزار ۳ سو ۴ دام اسمیں ایک کروڑ ۲۱ لاکھ ۵ ہزار ۳ سو ۴ دام سیورغال بومی پچاس ہزار ۶ سو اکیاسی سوار

صوبہ دار الخلافہ آگرہ۔

(۶) صوبہ مالوہ +

۵ لاکھ ۷۷ ہزار ۵ سو ۷۰ پیادے ۴۴۱ ہاتھی۔

طول مین پایان گدھ سے بانسواڑہ تک ۲۴۵ کوس عرض مین چندیری سے مندسور تک ۲۱۵ کوس مشرقی حد باندھو شمالی زور جنوبی بگلانہ مغربی گجرات۔ اجمیر۔ کوہ جنوبی اوسکی آب و ہوا کا اعتدال و زمین کا پیداوار مشہور ہے ضرب المثل ہے کہ مالوہ مین کوئی بھوکا نہیں سہتا ہر قدم پر آب و نان موجود ہے۔

اجین ایک بزرگ شہر ساحل سپرا پر ہے ہندوؤن کی بڑی پرستشگاہ ہے۔

گدھا ایک ملک جداگانہ پر درخت ہی چندیری پرانا شہر ہے اسمین سنگین قلعہ ہے اوسمین چودہ ہزار سنگین بڑے مکان اور تین سو چوراسی بڑے چوڑے چکلے بازار۔ اور بارہ ہزار مسجدین ہین۔

مندو ایک بڑا شہر ہے اوسکے قلعہ کا دور بارہ کروہ ہے۔ اس دیار مین سنگ پارس نکلتا ہے جسکی کہانیان عجیب و غریب مشہور ہین۔

قصبہ دھار راجہ بھوج کی تخت گاہ تھی۔

اس صوبہ مین ۱۲ سرکار ۱۳۰ پرگنے۔ زمین پیمودہ ۴۲ لاکھ ۶۶ ہزار ۲ سو ۱۱ بیگہ ۱۶ بسوہ جمع ۲۴ کروڑ ۶ لاکھ ۹۵ ہزار ۵۲ دام آئین سے ۱۱ لاکھ ۵ ہزار ۴ سو ۳۳ دام صوبہ خالصہ ہے بومی ۲۹ ہزار ۶ سو ۶ سوار ۴ لاکھ ۷۰ ہزار ۳ سو ۶۱ پیادے ۹۰ ہاتھی۔ اس صوبہ کا رقبہ صوبہ اودہ کے رقبہ کی برابر ہے۔

(۷) صوبہ خاندیس (خانديس)

اس آباد سرزمین کو خاندیس کہتے ہین جب قلعہ آسیر فتح ہوا اور شہزادہ دانیال کو یہ ملک شہنشاہ اکبر نے عنایت کیا تو شہزادہ کے نام پر اس صوبے کا نام داندیس رکھا طول مین بورگانوے سے جو ہندیہ سے پیوستہ ہے للنگ تک جو ولایت احمدنگر سے متصل ہے ۱۵۰ کوس عرض مین جالمود و برار سے پیوستہ ہرپال تک کہ مالوہ سے ملا ہوا ہے ۵۰ کوس کہیں کہیں ۲۵ کوس۔ مشرقی حد برار شمالی مالوہ جنوبی گالنہ مغربی مالوہ کے کوہ جنوبی رود بار بہت ہین +

آسیر۔ ایک بہت اونچے پہاڑ پر قلعہ ہے اوسکے گرد اور تین قلعے ہیں جو استواری اور بلندی میں کمتر نظیر رکھتے ہیں اوس کے پیچھے ایک بڑا شہر آباد ہے۔

برہانپور ایک بڑا شہر تاپتی کے کنارہ پر ہے۔

اس صوبے میں ۳۲ پرگنے کشت و کار سے بہت کم خالی ہیں اسکے بہت سے دیہات شہروں کی مانند ہیں۔ کشادرز فرمان پزیر و کارگزار بومی کولی و بھیل و گوندیہ لوگ شیر کو فرمان پزیر کر لیتے ہیں۔

اسکی جمع ایک کرور ۲۶ لاکھ ۴۰ ہزار ۴۶۰ تنکہ برآری ہے جب آسیر فتح ہو گیا تو جمع ڈیوڑھی ہو گئی۔ برآری ہر تنکہ میں ۴۰ دام اعتبار کرتے ہیں اسلئے [۵۴ کرور ۵۲ لاکھ ۹۴ ہزار ۲ سو ۴۰ دام اکبری] جمع ہوئی۔ انگریزی تاریخوں میں ایک کرور تیرہ لاکھ روپیہ کے قریب لکھی جاتی ہے۔

اصل نام اس کا وردائٹ ہے وردا ندی ہے ٹٹ کنارہ کو کہتے ہیں طول میں بتالہ سے بیراگڈہ تک ۷ سو کوس عرض میں بیدر سے ہنڈیہ تک ۸ کوس۔ مشرق میں بیراگڈہ پیوستہ بستہ شمال میں ہنڈیہ جنوب میں تلنگانہ مغرب میں مہکر آباد۔ یہ ملک وجنوبی کوہ کے درمیان ہے جنمیں سے ایک کو بندھ کہتے ہیں گاویل سترمالہ میل گڈھ اسپر ہیں دسرے کو سہیادر کہتے ہیں ماہور و رام گڈہ اسپر ہیں آب و ہوا۔ زراعت نہایت عمدہ اسمیں بہت سی ندیاں ہیں۔ سب میں اچھی ندی گنگ گومتی ہے اوسکو گودا وری بھی کہتے ہیں ہندو تاپتی کی گنگا کو مہادیو سے نسبت دیتے ہیں اور اوسکو گومتی سے اوسکے عجب افسانے بیان ہوتے ہیں اسکی بڑی پرستش ہوتی ہے کوہ سہیادر سے ٹرنبک کے نزدیک سے نکلتی ہے۔ احمد نگری ولایت میں گذرتی ہوئی برار میں آتی ہے اور تلنگانہ میں جاتی ہے جب مشتری اسد میں آتا ہے تو آدمی دور دور سے پرستش کے لئے آتے ہیں۔ تالی اور پیتی کی بھی پوجا ہوتی ہے۔ دنول گانو کے نزدیک سے پورنا ندی نکلتی ہے۔ اس ملک میں چودھری کو دیس مکھہ کہتے ہیں اور قانون گو دیس پانڈیہ مقدم کو پٹیل و پٹواری کو کل کرنی

(۱۸) صوبہ برار

ایلچپور ایک بڑا شہر ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وہ پائے تخت ہی وہان بنفشہ کا پھول بڑا خوشبودار ہوتا ہے بھوبن چنپہ اوسکو کہتے ہین زمین سے ملا ہوا پیدا ہوتا ہے اُس سات کوس پر گاویل ایک بزرگ قلعہ ہی جسکی نظیر کم ترملتی ہے اس مین ایک چشمہ ہے جسمیں ہتیارون کو آب دیتے ہیں ۔

پنار ایک سنگین قلعہ ہے ایک پشتہ پر اوسکے تین طرف دو ندیان ہیں ۔

کھیرلہ ۔ زمین پر سنگین حصار ہی اوسکے درمیان ایک کوہچہ ہی اوسکی پرستش ہوتی ہی اوسکے چار کوس پر ایک چاہ ہی جس جانور کی ہڈیان اوسمین ڈالیں پتھر ہوجاتی ہیں خرمہرہ کی مانند ہوتی ہیں مگر چھوٹی ۔ اس کے مشرق میں ایک زمیندار ہے چاتوا نام ہے پاس ۲ ہزار سوار ۵۰ ہزار پیادون سو سے زیادہ ہاتھیون کا خدیو ہے ۔ اسی کی مانند ایک زمیندار دادہی رہی ہے ۔ سو سوار پنج ہزار پیادے اوسکے زیر حکم ہیں ۔ شمال میں ناہرا ایک زمیندار ہے دو سو سوار ۵ ہزار پیادے اس پاس رہتے ہین پہلے اسکے پاس ایک زمیندار ہتیارا ایک تھانہ اب اوسکی زمین کے اور مالک ہوگئے ہیں سب زمیندار قوم کے گوند ہیں اونکی زمین میں فیل صحرائی بہت پیدا ہوتا ہے ہمیشہ وہ حاکم مالوہ کے مطیع تھے پہلے مرزبان گڈھ کے اور اب سرکار ہندیہ کے ۔

شرنالہ پہاڑ پر ایک بڑا قلعہ ہی بہت عمارتین اس مین بنی ہوئی ہیں اسکے پاس ہیرا زمیندار رہتا ہی دو سو سوار اور پانچہزار پیادے اس پاس رہتے ہیں دوسرا زمیندار ڈونگرخان ہے ۵۰ سوار اور ۳ ہزار پیادے اس پاس رہتے ہیں ۔ یہ دونو اوس گونڈ سے ہیں ۔

بالاپور کے نزدیک دو ندیان ہیں اوسکے گرداگرد خوشرنگ پتھر طرح طرح کے ہوتے ہیں لوگ اونکو تراش کر اپنے پاس رکھتے ہیں اسّے چھہ کوس پر شاہزادہ سلطان مراد نے اپنا بنگاہ بنایا تھا شاہپور اسکا نام رکھا تھا جو ایک عمدہ شہر ہوگیا ۔

سبل گڈھ کے نزدیک ایک چشمہ ہی کہ چوب اور اوسکے سوا جو چیز اس مین ڈالو وہ پتھر ہوجاتی ہی کلم قدیمی عمدہ شہرونمیں سے ہی گاؤدیش عمدہ ہوتی ہی اوسکے پاس ایک مین ہی جسکا نام

سب جیو ہو وہ الوگن نڈ سے ہی چاندا نام سے زبان زد خلائق ہی۔ ہزار سوار چالیس ہزار پیادے
اوس پاس ہیں +
ہیرا گڈھ میں الماس کی کان ہے اسمیں تصویر دار پارچہ اور دریا رچہ بھی خوب بنا جاتا ہے۔
بت جیو اسپر قابض تھا تھوڑا عرصہ گذرا کہ وہ اسے چھین گیا۔ فیل صحرائی بہت ہوتے ہیں
باسم کے پاس بوع میان رہتے ہیں انکو ھتکران کہتے ہیں ایک لاکھ سوار پانچہزار پیادے
ان پاس ہیں انمیں زیادہ نخوت فروش و تمرد گزین آدمی ہوتے ہیں ایک اور زمیندار ہے
جسکو بنجارہ کہتے ہیں سو سوار اور دو ہزار پیادے اس پاس رہتے آج کل ایک عورت
سرداری کرتی ہے دونو قوم کے چیوت ہیں۔
ماہور پہاڑ پر ایک عمدہ قلعہ ہے اوسکے پاس ایک بت خانہ ہے دُرگا سے منسوب ہے۔ اس ملک
میں اس کو بجگڈ تھا کہتے ہیں گاؤمیش خوب ہوتا ہی آدھ من یا اوسے زیادہ دودھ دیتا ہے
بومی یہاں کا اندر جیو راجپوت ہی سو سوار ہزار پیادے اس پاس رہتے ہیں اور اسکو
رانا کہتے ہیں۔
مانگڑک پہاڑ پر ایک عمدہ قلعہ ہے اوسکے گرد بڑا جنگل ہے۔ چاندا کے نزدیک ہے۔ ابھی
عملداری میں نہیں آیا۔
سرکار پاتھری میں جنیتورا ایک قصبہ ہی ہمیشہ جواہر و نفائس کی خرید فروخت وہاں ہوتی ہے
ملنگانہ قطب الملک کے ملک سے متعلق تھا۔ کچھ دنوں سے مرزبان برار نے لے لیا ہے
ایندور و زمل میں ضخ لاد وغیرہ کی کانیں ہیں نگین آدمنا ہے گزیں تراشتے ہیں
گاؤ بہت عمدہ ہوتی ہے تعجب ہی کہ یہاں خروس ایسا ہوتا ہے کہ اوسکی ہڈیاں اور خون
سیاہ فام ہوتے ہیں چنانچہ ایک بوی دیس مکھہ ہے اسکے فضائل عمدہ ہیں۔
رانگر (رائگر) مضبوط قلعہ پہاڑ پر ہے اور اوسکے گرد بہت جنگل ہے صحرائی فیل بہت۔
ابھی وہاں عمل شاہی نہیں ہوا۔ لنار مہکر کا پتہ ہی۔ اسکی بڑی پرستش ہوتی ہے
برہمن اوسکو بشن گیا کہتے ہیں۔ گیا تین جگہ ہیں۔ جہاں پن کرنے سے باپ دادا کو نجات

ہوتی ہے۔ ایک پہاڑ میں گیا بڑ مہا سے منسوب ہے یا اوگیا جسکو رد در سے منسوب کرتے ہیں وہ بیجاپور کے پاس ہے اور یہ ایک حوض ہے چشمہ دار بہت گہرا۔ لمبان جوڑان میں ایک کوس اسکے گرداونجا پہاڑ ہے۔ آب شور اسمین ہوتا ہے۔ اگر اوسکے اندر کنارہ پر کھودین تو شیریں پانی نکلتا ہے۔ آنگینہ وصابون وشورہ کا مایہ اوس سے خوب حاصل ہوتا ہے بہت محصول اس سے حاصل ہوتا ہے۔ کوہ کے اوپر چشمہ ہے اوسکا دہن گاؤ کی شکل کا ہے اور تیسری گیا ایک چشمہ کوہ پر ہے۔ اوسکا دہنہ گائے کی شکل کا ہے۔ بندر بہت ہوتے ہین بیتالہ۔ ایکلے ستوار قلعہ پہاڑ پر ہے۔ پتال نگری اوسکے مضافات سے ہے ۲۴ بتخانے کہ کوہ مین تراشے ہین ہر ایک بت نہایت نادر ہے۔

اس صوبہ مین تیرہ سرکار ۴۲ پرگنے ہین مدت سے یہان بندوبست ہوا ہے۔ اس دیار کا ٹنکہ دہلی کے ۸ ٹنکہ کی برابر ہوتا ہے۔ اصل جمع سارے تین کروڑ ٹنکہ تھی جسکے ۵۰ کروڑ دام ہوتے ہین کچھ دکھنیون نے بڑہا کر ۴ کروڑ ۵۰ لاکھ ۵۰ ہزار ۳ سو ۵۰ ٹنکہ کر دئے ہین سلطان مراد کے زمانہ مین ۲۶ لاکھ ۳۰ ہزار ۴ سو ۵۴ ٹنکہ برار کا اضافہ ہوا تھا یہ سب ۶۰ کروڑ ۳۶ لاکھ ۳ ہزار ۲ سو ۷۰ دام دہلی کے ہوئے۔ انمین سے ۲ پرگنے سرکار کے حکم سے داخل چاندا کے ہین جس کی جمع مقرر نہیں ہوئی اور سرکار کھیرلہ سے ۲۲ پرگنے چالو ۱۱ اور بعض اور زمین دار رکھتے ہین +

صوبہ گجرات

طول مین برہان پور سے جگت تک ۳۰۲ کوس عرض مین جالور سے بندر دمن تک ۲۴۰ کوس اور اندر سے بندر کھمبایت تک ۱۰۰ کوس۔ مشرق مین خاندیس شمال مین جالور و جنوب مین بندر دمن و کھمبایت مغرب مین جگت کہ ساحل دریا کے سور پر ہے اور کوہ جنوبی عمدہ رود مار یتھور دریا۔ سابرمتی۔ مانک مہندری۔ نربدہ۔ تپتی۔ سرستی۔ دو چشمے ہین جنکو جمنہ و گنگا کہتے ہیں۔ ہوا اعتدال کے نزدیک پیدائش کم ہوتی۔ پیشتر لنفی ہے بندوبست بہلا ہی رہتا ہے کھیتی اور باغ کے گرد زقوم لگاتے ہین جس سے ایک عمدہ حصار

(۱۶) صوبہ گجرات +

بچاتا ہے اس سبب سے یہ ملک بڑا دشوار گذار ہو جاتا ہے بعض آدمی پیش بینی سے چوڑی چوڑی بنیادین رکھتے ہیں اور ان پر دیوارین جنمین کا واک ہوتے ہیں بناتے ہین اور اون مین مخفی راہین رکھتے ہیں - سوار اکثر بہلی پر ہوتے ہیں بے شمار نقاش خاتم بند اور پیشہ ور رہتے ہین صدف کا کام ایسا بناتے ہین کہ خوش خط معلوم ہوتا ہے قلمدان و صندوقچے بناتے ہیں - روم و فرنگ و ایران کے طرح طرح کے قماش کی تقلید کرتے ہیں - شمشیر و جمدھر و کھپوہ و تیر و کمان خوب بناتے ہین جواہر کی خرید فروخت ہوتی ہے روم و عراق اور اور مقاموں سے نقرہ آتا ہے -

پہلے اسکا پایۂ تخت پٹن تھا - پھر کچھ دنون چانپانیر ہوا اور اب احمد آباد ہے - یہ ایک بڑا شہر ہے نہایت عمدہ طرح سے آباد ہوا ہے - سابرمتی کے کنارہ پر ہے - عرض بلد ۲۳ ۳۰ خوش ہوائی مین اور سالون اقلیم کے اسباب مجود رکھنے مین اپنا جواب کم رکھتا ہے اسمیں دو قلعے ہیں اسکے باہر ۳۶ معمورہ ایک خاص نمط پر ہیں ہر ایک کا نام پورہ ہے - ہر ایک پورہ مین جو شہر کے لئے ضروری چیزین ہوتی ہیں موجود ہیں - اب ۸۴ پورے آباد ہیں انیس ہزار سنگین مسجدین ہیں اور ہر مسجد مین دو منارہ اور نادر کتابے - رسول آباد کے پورہ مین شاہ عالم بخاری کا مزار ہے - احمد آباد سے تین کوس پر ایک قصبہ پتوہ ہے قطب عالم پدر شاہ عالم اور بزرگون کی خوابگاہ ہے اور اوسکے پاس نہایت عمدہ باغ ہین - ایک ہاتھہ کی برابر پارچہ قطب عالم کی درگاہ مین ہے جس کا کچھہ حصہ چوب و کچھہ سنگ کچھہ حصہ آہن ہے عجیب عجیب استانین اوسکے باب مین گھڑی جاتی ہیں تین کوس پر ایک موضع سرکھیج ہے اس مین شیخ احمد کھٹو کی قبر ہے سلطان احمد کی جسکے نام پر احمد آباد بسایا گیا ہے اور بہت سے سلاطین کی یہان قبرین ہیں - نیل یہان کا عمدہ ہوتا ہے دم جاتا ہے - بارہ کوس پر محمود آباد ایک شہر ہے سلطان محمود نے اسے آباد کیا تہا - چار کوس مربع مین نشین کاخ بنائے ہیں اسکے گرد ایک دیوار کھینچی ہے دو ہزار آدہ کوس تک ایک باغ و سرمنزل بنایا ہے آہو اور طرح طرح کے شکار انمین چھوڑے ہین +

اجین میں ایک بہین کا رہنے والا مرزبان ہے نراین داس اسکا نام ہی۔ بہت دیا صنت گر ہے
اول غلہ گائے کو کہلاتا ہے اور اوسکے گوبر میں سے جو دانے نکلتے ہین اونکو چنکر اپنی غذا کرتا
ہے اور برہمن کو بڑا مقدس سمجھتا ہی۔ اوسکو الوس راٹھور بہین بزرگ سمجھتے ہیں پانچسو سوار
اور دس ہزار پیادے اُس پاس ہین بندر گھوگہ و کنبھایت اس سرکار میں ہے کنبھایت
بہت بڑا بندرگاہ ہے۔ طرح طرح کے سوداگر اور بہت سی عمارتیں اور اسباب اسمیں ہین گھوگہ
سے جہاز روانہ ہوتا ہے اور وہیں آتا ہے بجرے و کشتیان جنکا نام نادی ہے کنبھایت مین لاتے ہیں
جھالوارہ قدیم زمانہ مین ایک ملک جدا تھا۔ اس مین بارہ سو دیہات آباد تھے طول میں
۷ کوس عرض میں ۴ کوس تھا۔ دس ہزار سوار اور اسی قدر پیادے اسمین رہتے تھے
اب اس مین دو ہزار سوار اور ۳ ہزار پیادے رہتے ہین اسکا حاکم حاکم گجرات کا ماتحت رہتا ہے
اسکے چار حصون مین زیادہ تر الوس جھالہ رہتے ہین اب اسکو سرکار احمد آباد کا ایک پرگنہ شمار
کرتے ہین۔ پٹن مین ۵۰ قلعے ہیں ایک سنگین دو سر اخشتی طول بلد ۱۱۷ ۱۰ و عرض بلد ۲۳ ۴۴
سدھ پور ایک قصبہ ہی سرستی کے کنارہ پر بڑا معبد ہے۔
برنگر قدیمی بڑا شہر ہے تین سو بتخانے اسمین ہیں۔ ہر ایک بتخانہ کے پاس ایک تالاب ہے
اور بہت برہمن اس مین بستے ہیں۔
چانپانیر نہایت عمدہ قلعہ بہت اونچے پہاڑ پر ہے۔ ڈھائی کوس تک دشوار گذار ہے
کئی جگہ دروازے لگائے ہیں اور ایک جگہ ۶۰ گز کاٹ کر تختہ بند کیا ہے وقت پڑا وسکو کام میں لاتے ہیں
سورت نامور بنادر میں سے ہے اوسکے قریب دریا تپتی گذرتی ہے۔ سات کوس پر
دریا رشور سے ملتی ہے۔
رانیر۔ اُس طرف دریا کے ایک بندر اوس کے توابع میں سے ہے پہلے زمانہ مین ایک بڑا شہر تھا
بندر کھنڈیوی۔ بلسار بھی اس کے مضافات میں ہے۔ زردشتی کیش آدمیون نے فارس سے
آکر یہان اپنا گھر بنایا ہی۔ زند و پاژند پڑھتے ہیں اور دخمی بناتے ہین۔ بادشاہ کے صلح کل
ہونے کے سبب سے ہر طائفہ کامیاب ہوتا ہی۔ بادشاہی کارپردازون کی اور سرحد کے سپاہیون کی

بے پروائی سے اس سرکار کا بہت حصہ ابھی سے اہل فرنگ کے ہاتھ مین ہے جیسے کہ دمن۔
سنجان وتارا پور وماہم اور بہت سے اور شہر اور بندر اہل فرنگ کے پاس ہین
بہر وچ مین ایک عمدہ قلعہ ہے۔ آب نربدہ اسکے کنارے جاکر شور دریا مین ملتا ہے اسکو
بڑے بندرون مین شمار کرتے ہین بندر کاوی۔ گندھار بھاوبھوت بھنکورا اور توابع مین
اس کے نزدیک قصبہ ہالسنوت ایک شکارگاہ ہے۔

سرکار سورٹھ ایک ملک جداگانہ تھا ۵۰ ہزار سوار و ایک لاکھ پیادے اس مین تھے قوم
گھلوت اس مین بزرگی رکھتی تھی۔ طول مین بندر کھوگہ سے بندر آرامرا تک ۱۲۵ کوس
اور عرض مین سرودھا سے بندر دیو تک ۷۰ کوس شرق مین احمد آباد شمال مین ولایت کچھ
جنوب و غرب مین دریا و شور۔ ہوا اسکی سازگار۔ میوہ گل فراوان۔ اس صوبہ مین
۹ سرکار ۱۹۸ پرگنے اونکے درمیان تیرہ بندر ہیں جمع ۴۳ کروڑ ۶۸ لاکھ ۲۲ ہزار
تین سو ایک دام و ایک لاکھ ۶۲ ہزار ۲۸ بیگہ محمودی حاصل بنادر زمین بیمودہ سوا سو بیگھ
کے جو نقدی ہے ایک کروڑ ۶۹ لاکھ ۳۶ ہزار ۳ سو ستر بیگہ ۳ بسوہ۔ اس مین سے ۴ لاکھ
۴۰ ہزار ۲ سو جو بہتر دام سیورغال بومی ۱۲ ہزار ۴ سو ۴ سوار اکسٹھ ہزار ایک سو پیادے۔
طول مین موضع بھکر و مضافات انبیر سے بیکانیر و جیسلمیر تک ۱۶۸ کوس عرض مین نہایت
سرکار اجمیر سے بالسنوارہ تک ۱۵۰ کوس۔ شرق مین دارالخلافہ شمال مین قصبات دہلی
جنوب مین گجرات مغرب مین دیبال پور ملتان۔ زمین ریگستانی۔ پانی دور سے کھینچ کر نکلتا ہے
کشت وکار کا مدار بارش پر ہے۔ ہوا معتدل کے نزدیک نالستان بہت گرم۔ ربیع
کم ہوتی ہے جواری اور لہدڑہ موٹھ بہت۔ ساتوان آٹھوان حصہ غلہ کا دیوان کو دیتے ہیں
اور تقد کم۔ عوام الناس بھوش بالس کے جھونپڑون مین خرگاہ کی طرح رہتے ہیں آئین
کوہ جنوبی اور دستور گذار جاہیں۔ یہ صوبہ میوار و مارواڑ و ہاڈوتی سے بنا ہے صوبہ اجمیر
کو یہ سمجھو کہ وہ راجپوتانہ کے ساتھ مشترک حدود رکھتا ہے۔ اس صوبہ مین سات سرکار
و ۱۹۷ پرگنے۔ زمین بیمودہ دو کروڑ ۱۴ لاکھ ۳۵ ہزار ۹ سو ۴۱ بیگہ ۷ بسوہ جمع نقدی

(۱۰) صوبہ اجمیر

۲۸ کروڑ ۴۸ لاکھ ایک ہزار ۵ سو پچپن دام اس مین سے ۲۳ لاکھ ۲۶ ہزار ۳ سو ۳۶ دام سیورغال
بوجی ۸۶ ہزار ۵ سو سوار ۳ لاکھ ۴ ہزار پیادے راجپوت -

صوبہ دہلی

اقلیم سوم سے طول مین پلول سے لودھیانہ تک جو ساحل دریاے ستلج پر واقع ہے ۱۶۵ کوس
اور عرض مین سرکار ریواڑی سے کوہ کمایون تک ۱۴۰ کوس اور حصار سے خضر آباد تک ۱۳۰ کوس
مشرق مین دار الخلافہ آگرہ مشرق و شمال کے درمیان خیر آباد صوبہ اودھ شمالی کوہستان
سے پیوستہ جنوب مین صوبہ آگرہ و اجمیر مغرب مین لدھیانہ اسکے عمدہ دریا گنگ و جمن ہین
ان دونو دریاؤن کا آغاز اسی صوبہ مین ہوتا ہے - گھگھر اور بہت سی ندیان ہین بیشتر
کوہ شمالی سے وہ نکلتی ہین - آب و ہوا اعتدال کے نزدیک - زمین بہت سیلاب بعض جگہ
زراعت سہ فصلہ ہوتی ہے - ایرانی و تورانی و ہندی میوے اور طرح طرح کے پھول بہت سنگ
خشت کی عمارت عالی چشم کی فروغ افزا اور دل کی عشرت افروز ساتون ولایتون کا اسباب
یہان ایسا موجود رہتا ہے کہ کہیں اور کمتر رہتا ہوگا -

دہلی بہت پرانے شہرون مین سے ہے - اول اوسکا نام اندرپت تھا - طول بلد ۱۴ و ۴۸
عرض بلد ۲۸ و ۱۵ - اوسکو جو اقلیم دوم سے بعض کہتے ہین وہ غلطی کرتے ہین اوس کے
عرض بلد کو دیکھین - کوہ جنوبی (اروالی) کا آغاز یہان سے ہوتا ہے سلطان قطب الدین
اور سلطان شمس الدین قلعہ پتھورا مین رہتے تھے سلطان غیاث الدین بلبن نے اس
قلعہ کو گورستان سمجھا - دوسرا قلعہ بنایا - عمارت دل کشا بنائی جو گنہگار اس مین جاتا رہائی
پاتا - معز الدین کی قباد نے جون دریا کے کنارہ پر ایک شہر آباد کیا اسکا نام کیلوکھری رکھا
قران السعدین مین اس شہر و قصر کی تعریف حضرت امیر خسرو نے لکھی ہے - اب وہان
جنت آشیانی کی خوابگاہ ہے یعنی ہمایون کا مقبرہ ہے اور ایک عالیشان عمارت نئی بن گئی ہے
سلطان علاء الدین نے ایک اور شہر کی بنیاد رکھی اور اپنا قلعہ بنایا اوس کا نام سیری رکھا
تغلق آباد تغلق شاہ کی یادگار ہے اوسکے بیٹے سلطان محمد نے ایک شہر بنایا اور بلند

ایوان بنائے اور ہزار ستون سنگ رخام کے لگائے اور منازل دل کشا بنائیں سلطان فیروز نے اپنے نام سے ایک شہر فیروز آباد آباد کیا اور دریاء جون کو کاٹ کر شہر کے قریب لایا فیروز آباد سے تین کوس پر ایک اور کوشک بنایا اور جہان نما اُسکا نام رکھا۔ تین بڑی نقشبین بنائین کہ تین اہل حرم کے ساتھہ سوار ہوکر جاتا۔ وہ ایک دریا کی طرف ۵ جریب۔ دوسری جہان نما کی طرف دو کوس۔ تیسری دہلی قدیم کی طرف پانچ کوس جنبت آشیانی (ہمایون) قلعہ اندریت کی تعمیر کراکے دین پناہ نام رکھا۔ شیر شاہ نے دہلی علائی کو ویران کرکے ایک جدا شہر شیر گڈہ آراستہ کیا۔ اکثر اس شہر کے آثار شیوا زبانی کرتے ہیں اور ٹیلے بروے اندر زیر پڑتے ہیں لیکن اب پچھلی دہلی سب سے زیادہ ویران ہے اور اوسمین گورستان آباد ہین۔ خواجہ قطب الدین اوشی و شیخ نظام الدین اولیا۔ شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی و ملک یار پیران شیخ صلاح و ملک کبیر اولیا۔ مولانا محمد۔ حاجی عبدالوہاب۔ شیخ عبداللہ قریشی و شیخ شمس ترک بیابانی و شیخ شمس اوتاد و امیر خسرو ساو رہتے ایزد شناس۔ حق پرست اس سرزمین مین خواب واپسین مین آرام کرتے ہیں سلطان شہاب الدین غوری سلطان شمس الدین سلطان ناصر الدین غازی و سلطان غیاث الدین۔ و سلطان سکندر لودی کی خواب گاہیں ہیں۔ بہت سے زندہ آدمیون نے خوابگاہ واپسین کے لئے دل گڑن جائیں اور باغ بنائے ہیں۔ طبیعت پژدہ صدون کو سرمایہ شاد خواب عشرت و خرد بندون کے لئے داروے بیداری۔

کوہ اسلام آباد میں ایک چشمہ بہت گہرا ہے اس میں ہمیشہ گرم پانی جوش کرتا ہے اوسکو پربھاس کنڈ کہتے ہیں۔ اوسکو ہندو بڑی عبادت گاہ جانتے ہیں سوامی سرسیسر نے پہاڑ کے تیس بیگہ کو گہرا کھود کر ایک عبادت گاہ بنائی تھی آج کے دن وہ پہلی طرح اپنی کہنگی کی داستان کہتی ہے۔

بدائون ایک بڑا شہر ہے بہت اولیا کی قبرین اُس مین ہیں۔

اس صوبہ کے کوہ شمالی کے نزدیک حصہ کو کوہ کمایون کہتے ہیں۔ کان طلا۔ نقرہ۔ کرم پیلا

وآہن مس - زرنیخ وسنگار کی اس میں ہیں - آہو شکیں وگاؤ قطاس - کرم پیلہ - وباز وشاہین - اور شکاری جانور وعسل واسپ گوٹ بہت وہان ہوتے ہیں - سرکار سنبل مین بہت شکار ہوتا ہے کرگدن (گینڈا) بھی ہوتا ہے -

ہانسی ایک بڑا شہر ہے شیخ فرید شکر گنج کے خلیفہ شیخ جمال کی خوابگاہ ہے قصبہ سہنہ کے قریب ایک کولاب پہاڑ پر ہے کہ ہمیشہ اوسمین گرم پانی جوش کرتا ہے کان گوگرد کی نیرنگی دکھاتا ہے -

حصار سلطان فیروز کا آباد کیا ہوا ہے جمنا سے نہر کاٹکر اوسکے اندلایا - کسی الٰہی پرستار نے اوسکو فرماندہی کی نوید دی تھی - اوسکی خواہش سے یہ نہر بنائی - تعجب ہے کہ قصبہ سرسا کے پاس ایک کولاب مین یہ نہر داخل ہوکر ناپدید ہوگئی اس حوض کو بھد راکہتے ہیں اس زمین مین لودبار کم اور آب چاہ بہت دور نکلتا ہے -

سہرند - نامور شہرون مین سے ہے حافظ رحمتہ کا باغ دیکھنے والون کی نشاط افزائی کرتا ہے - بھانبسر بزرگ معبد ہے - دریا سرستی اوسکے پاس گذرتی ہے ہندؤن کو اوسکی طرف پرستش کا بہت میل ہے - اوس کے نزدیک کولاب ہے کرکھیت اوسکا نام ہے دور دور سے آدمی نہان اشنان کے لیے یہان آتے ہین مہا بہارت کی لڑائی یہین ہوئی ہے اس صوبہ مین ۸ سرکار ۲۳۲ پرگنے ہین زمین پیمودہ دو کروڑ ۸۵ لاکھ ۴۶ ہزار ۸ سو ۱۶ بیگہ ۱۹ اسوہ - جمع ۶۰ کروڑ ۱۶ لاکھ ۱۵ ہزار ۵۵ دام - اس مین سے ۳ کروڑ ۳۷ لاکھ ۵۷ ہزار ۷ سو ۳۹ دام سیورغال - بومی ۳۱ ہزار چار سو ۹۰ سوار - ۲ لاکھ ۴۲ ہزار ۳ سو دس پیادے -

طول مین آب ستلج سے دریاے سند تک ۱۸۰ کوس عرض مین بھنبر سے چوکھنڈی مضافات سنگرہ تک ۸۶ کوس مشرق مین سرہند - شمال مین کشمیر - جنوب مین بیکانیر اجمیر - مغرب مین ملتان - چھ عمدہ دریا اس میں ہیں اور سب کوہ شمالی سے نکلتے ہین ستلج جسکا پرانا نام شتدرو ہے اسکا سرچشمہ کوہ کاھلور ہی - اس دریا کے کنارہ پر - روپڑ

ماچھیواڑہ۔ لودھیانہ ہیں۔ گندبوہ پر بیاہ اس سے ملتا ہے۔ بیاہ کا پہلا نام بیپا شا ہے
اوسکا آغاز بیاہ کنڈ سے ہوتا ہے جو کوہ کلو کے نزدیک ہے۔ سلطانپور اس دریا کے
نزدیک ہے۔ راوی اسکا پرانا نام ایراوتی ہے۔ کوہ بھدرال سے نکلتی ہے دارالملک
لاہور اسپر ہے۔ چناب اسکا پہلا نام چندر بھاگا ہے۔ کوہ کشتوار کے اوپر دو خوشگوار
چشمے نکلتے ہیں ایک کو چندر دوسرے کو بھاگا کہتے ہیں اور کشتوار کے نزدیک وہ ملکر اس
دریا کے نام سے مشہور ہیں۔ بہلول پور سردھرہ و ھزارہ میں وہ گذرتا ہے بہت (جہلم)
پہلے لوگ اسکو بدستا کہتے تھے۔ اسکا آغاز ایک حوض سے ہوتا ہے جو کشمیر میں برگنہ ویر
ناگ میں ہے۔ وہ سری نگر دارالملک کشمیر کے درمیان گذر کر ہندوستان میں آتا ہے۔
بہیرہ اوسکے کنارہ پر ہے۔ سندھ کا آغاز کشمیر کا شہر کے درمیان بتلاتے ہیں۔ بعض جتا
میں حدود سواد و اٹک بنارس و چچہارہ سے بلوچستان میں گذرتا ہے۔ شہنشاہ اکبر نے
ستلج و بیاہ کے دوآب کا نام بیتہ جالندھر رکھا۔ بیاہ و راوی کے درمیان کا نام باری دوآبہ
راوی و چناب کا نام رچنا اور چناب و بہت (جہلم) کے درمیان کا نام جھٹ رکھا۔ بہت
و سندھ کے درمیان کا نام سندساگر۔ ستلج سے بیاہ تک ۵۰ کوس کا بیاہ سے راوی تک
۱۷ کوس کا۔ راوی سے چناب تک ۴۰ کوس کا اور راوی سے بہت تک ۴۰ کوس کا اور بہت سے
سندھ تک ۶۸ کوس کا فاصلہ ہے۔ یہ ملک آباد ہے آب و ہوا اوسکی بہت ساز گار ہے بہت
میں اپنی نظیر کمتر رکھتا ہے۔ اکثر حصہ اسکا کنوؤں کے پانی سے سرسبز ہوتا ہے ایران
و توران کا سا جاڑا نہیں پڑتا لیکن ہندوستان کے اور مقامات سے زیادہ سخت ہوتا
ہے۔ بادشاہ کی توجہ سے توران و ایران ہندوستان کا عمدہ اسباب وجود میں آتا ہے
بعض جاریگ شوی کرنے سے طلا و نقرہ و مس و روی و جست و برنج و شیشہ عمدہ
یہاں ہنرمند نادر کار طرح طرح کے ہوتے ہیں۔ لاہور دوآبہ باری میں ایک بڑا شہر ہے
بزرگی اور انبوہی مردم اوسکی مثل کمتر ہیں پرانی زیچوں میں لہاور دیکھا ہے
طول بلد ۱۰۰ ۴۲ عرض بلد ۳۱ ۵۰۔ شہنشاہ اکبر نے یہاں قلعہ دار کرخشت پختہ

بنایا ہے۔ چونکہ کچھہ دنون وہ اسکا پایہ تخت رہا اسلیے عالیشان کارخ بنائے گئے اور دلکشا باغون سے شاداب کیا گیا۔ ہر طرح کے آدمی یہان آباد ہوئے اور طرح طرح کے نادر کام اونہون نے یہان کئے۔ انبوہی وبزرگی مین اندازہ سے گذر گیا۔ نگرکوٹ پہاڑ پر ایک شہر ہے۔ اسکے قلعہ کو کانگڑہ کہتے ہیں وہ بڑے اونچے پہاڑ پر ہے۔ شہر کے نزدیک ایک مہامائی کی زیارت گاہ ہے جسکو ہندو منوادارا یزدی جانتے ہیں۔ دور دور سے زیارت کو آتے ہیں اور اپنی مرادین پاتے ہیں۔ تعجب یہ ہے کہ اپنی خواہش روانی کے لیے زبان کاٹتے ہیں بعض کی چند ساعت مین اور بعض کی ایک دو روز مین زبان درست ہوجاتی ہے۔ اگرچہ حکمت پیشہ لوگ زبان کو روئیدہ جانتے ہیں لیکن اسطرح جلدی سے اسکا بڑھ جانا تعجب خیز ہے۔ اوسکو افسانون مین ہنجوا یہ مہادیو کا ہندو کہتے ہیں۔ اور اس گروہ کے دانا اوسکی قدرت کو اس نام کے سبب سے جانتے ہیں۔ اوسکا حال یون بیان کرتے ہیں کہ اوسنے اپنے نا ملایم کام دیکھہ کر اپنے تئین ہلاک کیا۔ اور اوسکی پیکر چار جگہ جاکر پڑی۔ سر اور بعض اعضا شمالی کوہ کشمیر مین کامراج کی طرف اوسکا نام سارد ھا ہے۔ کچھہ اعضا بیجاپور دکن کے نزدیک اوسکو تلجا بھوانی کہتے ہیں۔ کچھہ مشرقی مین کامرو کے نزدیک گئے اوسکو کامچھا کہتے ہیں اور جو اپنی جگہ پر ہے اوسکو جالندھری کہتے ہیں اور اس سرزمین کو اسکا مدار سمجھتے ہیں اس کے نزدیک کی جگہہ مشعل کی مانند شعلے طرح نکلتے ہیں اور بعض مثل لوکے اوٹھتے ہیں۔ آدمی اونکی زیارت کو جاتے ہیں اور شعلہ پر طرح کی چیزین چڑھاتے ہیں اور اسسے خستگی کی امید رکھتے ہیں اونکے اوپر گنبد بنایا ہے وہان ایک عجیب منگامہ رہتا ہے تحقیق یہان معدن گوگرد ہے عامہ اوسکو خارق عادت جانتے ہین سندساگر کے وسط مین ہنس آباد کے نزدیک ایک پاضتکدہ بالناتھہ جوگی کا ہے اسکو تلہ بالناتھہ کہتے ہین ہندوستان کے اہل ریاضت اوسکو بزرگ سمجھتے ہیں اور اوسکی زیارت کو جاتے ہین خاصکر جوگی۔

اس نواح مین نمک سنگ بھی ہوتا ہی۔ اوسکا پہاڑ طول مین ۲۰ کوس ہے اوس سے نمک تراشکر

جدا کرتے ہیں اور بعوض اوسکے لاتے ہیں اور اسسے جو کچھ حاصل ہوتا ہی تین حصے اوسکے کھودنے والون کو دیتے ہین اور ایک حصہ اوسکے لانے والونکی مزدوری ہوتی ہے سوداگر آدھے دام سے لیکر دو دام تک فی من خریدتے ہیں اور دو دو روپیہ میں بیچتے ہیں اور زمیندار ہر من پیچھے دس دام لیتا ہی اور سوداگر اس من پیچھے ایک روپیہ دیوان کو دیتے ہین اور بہت سے ہنرمند اس نمک کے طبق و سرپوش و رکابی و چراغدان بناتے ہیں۔

اس صوبہ مین پانچ دوآبہ اور ۲۳ پرگنے ہین زمین پیمودہ ایک کروڑ ۱۶ لاکھ ۵۵ ہزار ۳۰۷ بیگہ ۳ بسوہ جمع ۵ کروڑ ۹۴ لاکھ ۸ ہزار ۴ سو ۲۳ دام اوسکے اندر ۸ لاکھ ۵۶ ہزار ۵ سو ۹۴ دام سیورغال بومی ۵۴ ہزار ۴ سو ۱ سوار و ۴ لاکھ ۲۶ ہزار ۸۶ پیادے۔

اس سے پہلے کہ اس صوبہ مین ٹھٹھہ کا اضافہ ہو طول فیروزپور سے سیوستان تک ۴۰۳ کوس عرض مین خطہ پور سے جیسلمیر تک ۱۰۸ کوس۔ پیچھے طول کچھ و مکران تک ۶۶ کوس شرق مین سرکار سہرند پیوستہ ہے شمال مین دریا شور جنوب مین صوبہ اجمیر مغرب مین کچھ و مکران۔ ملتان ہندوستان کے پرانون شہرون مین سے طول مین ۱۰۷ ۳۵ عرض بلد ۲۹ ۵۲ اہین خشتین قلعہ اور بلند منارے سے شہر کا حسن زیادہ ہو گیا ہے شیخ بہاء الدین زکریا کی اور بہت اولیا کی خوابگاہ ہے۔

بھکر ایک عمدہ قلعہ ہے اوسکو پرانی کتابون مین منصورہ لکھتے ہیں۔ جیہون دریا ملکر اوسکے نیچے سے گذرتے ہین۔

سیوی و بھکر کے درمیان ایک بڑا دشت ہے گرمیون مین تین مہینے اس مین لو چلتی ہے دریاے سند چند سال مین جنوب سے شمال کو بہنے لگتا ہے اور اوسے بہت دور تک بہا جاتے ہین اسلیے وہان مکان خس اور نی اور لکڑی کے بناتے ہیں۔

اس صوبہ مین ۳ سرکار ۸۲ پرگنے ہین سب ضبطی۔ زمین پیمودہ ۳۲ لاکھ ۴۷ ہزار ۹ سو ۳۸ بیگہ ۴ بسوہ جمع ۱۵ کروڑ ۴۱ لاکھ ۴ ہزار ۶ سو ۹ دام اس مین سے ۳ لاکھ ۵۹ ہزار ۹ سو

(۱۴۱) صوبہ ملتان۔

صوبہ کابل + سرکار کشمیر +

دام سیور غال ہے۔ لو بمی ۱۱ ہزار ۷ سو ۵ سوار و ایک لاکھ ۶۵ ہزار ۶ سو ۵۰ پیادے
کشمیر۔ پکلی۔ بنیر۔ سواد۔ بجور۔ قندہار۔ زابلستان جسکا پایۂ تخت پہلے غزنہ تھا اور اب
کابل ہے۔ اس صوبہ مین یہ سرکارین ہین ہر ایک کا حال لکھا جاتا ہے۔

طول مین قنبر و پیرسے کشن گنگ تک ۱۲۰ کروہ عرض مین دس کوس سے ۲۵ کوس تک
شرق مین پرستان و دریائے چناب شرق جنوب مین باہنال و کوہ جمو شرق شمال مین بہت
کلان۔ مغرب مین پکلی و دریائے کشن گنگ۔ مغرب جنوب مین ولایت گکھر۔ مغرب شمال
مین بہت خرد چارون طرف شمالی کوہ ہندوستان سے ۲۶ راہین کشمیر کو جاتی ہین لیکن راہ
بھنبھر و پکلی سب سے زیادہ عمدہ راہ ہے اسمین زیادہ تر سوار جاسکتے ہیں۔ بھنبھر کی راہ
بہت نزدیک ہے اور اوسکے کئی شعبے ہین اونمین تین عمدہ اور بہتی دتر پہلے اسی راہ
سے لشکرون کی آمد و رفت تھی۔ دوم پیر پنجال شہنشاہ اکبر تین دفعہ اسی راہ سے
کشمیر کی سیر کو آیا۔ اگر اس کوہسار پر گاؤ گھوڑے کو جلال کرین تو اوسی وقت ابر و باد
کا جوش رہتا ہے برف و بارینہ برستا ہے سوم تنک تلہ۔

کشمیر ایک دلکشا ملک ہے اگر اوسکو ایک باغ ہمیشہ بہار مع ایک قطعہ آسمانی کے
کہین تو بجا ہے۔ اگر اسکو بیک وحون کا عشرتکدہ اور گوشہ تسینون کا خلوت کدہ کہین تو
سزاوار ہے۔ پانی خوشگوار آبشار سا معہ افروز ہوا سازگار۔ توران و ایران کی طرح
برف و باران۔ ہندوستان کی برسات مین وہان ہمیشہ مینہ برستا ہے۔ زمین آبی۔
خشک جنگل روح افزا بنفشہ۔ گل سرخ۔ نرگس کے جنگل کے جنگل خودرو۔ پھولونکی گنتی نہین
ہوسکتی۔ بہار و خزان دونو بہت نادر۔ تمام مکان چوبین چو منزلہ اور اوسے زیادہ
منزل کے مکان بناتے ہین دیوار بندکی رسم نہین۔ چھت کے اوپر لالہ بوتے ہیں
بہار مین اوسکی عجیب نمایش ہوتی ہے۔ تماشیانہ پائین مین جانور و اسباب رکھتے ہین۔
دوسرے آشیانہ مین آرام کرتے ہیں اور بترے اور چوتھے آشیانے مین کچھ چھت خانہ رکھتے
ہین لکڑی کی افراط ہے اور زلزلے بھی بہت آتے ہیں اسلئے سنگین و خشتی مکان

نہین بناتے مگر پرانے بتخانے جو بنے ہوئے ہین اونہین دیکھکر تعجب ہوتا ہے کہ کیونکر ان
زلزلون مین قایم رہے - آج کل وہ سب خراب پڑے ہین پشمینہ کا کام طرح طرح کا ہوتا ہے
خاص کر شال کا - ساتون ولایتون مین شامل یہانسے ارمغان کے طور پر جاتی ہے - یہان سب سے
بدتر دزبون ترچیز یہان کے آدمی ہین تعجب ہے کہ باوجود آدمیون کے زیادتی اور سبزہ
زندگی کے کمی کے دزدی و دریوزہ گری بہت کم ہے سوار شاذ و شاذ کے بہت میسر ہوتے
ہین خربوزہ وسیب و شفتالو اور زردالو بہت خوب ہوتے ہین - انگور اگرچہ بہت ہوتا ہی
لیکن اچھا نہین ہوتا اور زیادہ تر وہ درخت توت پر پھل دیتا ہے توت کم کھاتے
ہین اوسکے پتے کرم پیلہ کے کام آتے ہیں - گلگت و تبت سے بیج لاکے بوتے
ہیں تو وہ زیادہ اچھا پھل دیتا ہے زیادہ تر خورش برنج و شراب ماہی اور طرح طرح
کی سبزی ہے - سبزی تو خشک کرکے رکھ چھوڑتے ہین برنج پختہ کو رات کو باسی رکھکر
کھاتے ہین - شالی بہت ہوتی ہے مگر اچھی میسّر نہیں ہوتی - گندم چھوٹا و سیاہ فام
کم ہوتا ہے اور کمتر کھاتے ہین نخود و جو تو بالکل ناپدید ہے - گدھے کی برابر گوسفند
ہوتی ہے - اوسکو ھنڈہ کہتے ہین بہت نازک و خوش مزہ و گوارا ہوتی ہے - آدمیونکی
زیادہ تر پوشش پشمین ہوتی ہے - ایک جامہ کو برسون تک یہان پہنتے ہیں - گھوڑا
چھوٹا زود آور گرانبہا بہت ہوتا ہے فیل و شیر نہیں ہوتا - گاؤ سیاہ رنگ بہت سجی ہوتی
ہے مگر دودہ و روغن بہت عمدہ ہوتا ہے - بڑے شہرین جتنے ہنر پیشہ ہوتے ہین وہ
یہان ہیں - بازار کی رسم کمتر ہے اپنے گھرون میں خرید و فروخت کا ہنگامہ گرم
ہوتا ہے - بچھوا اور جانور جان آزار شہر میں نہیں ہوتے - ایک پہاڑ مہل دیوتا
جہانتک اوسکی چوٹی دیکھی جائے کہین سانپ نظر نہیں آتا - کبک و پیش و پشہ و مگس
بہت - بندوقون کی کثرت کے سبب سے غلیل نہیں دکھائے دیتے اوسکو ایکبارگی کا بنانے
ہین کشتیون مین سوار ہوکر کولابون کی سیر کرتے ہین شکاری جانور ہوا میں مرغابی کو
شکار کرکے کشتیون میں لاتے ہیں اور کبھی پانی کے اندر اپنے پانون کے پنجے سے اوسکو پکڑ

اوسپر بیٹھ جاتے ہین تو بہت تعجب ہوتا ہے - گوزن وکبک کا بھی شکار ہوتا ہے پلنگ کا
بھی شکار کرتے ہین باکشی کا مدار کشتی پر ہے - آدمی بھاری بھاری بوجھ پیٹھ پر لاد کر پہونچا
توردی کرتے ہین - ملاح اور درود گر کی دکان خوب گرم رہتی ہے - یہ قوم بہت ہے
اگرچہ اہل ملک کی زبان خاص ہے لیکن علمی کتابین انکی سنسکرت ہین ہین اونکا
خط بھی جداگانہ ہے - اس مین کتابت کرتے ہین - اور توز ایک درخت کا پوست ہوتا ہے کہ تہوری
سی کاریگر لیسے اوسکے ورق ورق ہوجاتے ہین اوسپر لکھتے ہین اور وہ برسون رہتے ہین
پرانی کتابین سب اوسپر لکھی ہوئی ہین سیاہی ایسی بناتے ہین کہ شست وشو سے
نہین مٹتی - اگرچہ قدیم زمانہ مین یہان سنسکرت کے علم کا رواج تہا لیکن اب
طرح طرح کے علم اور دانائے روزگار یہان موجود ہین ہند کی مانند طبابت و اختر
شناسی ہے - چار دیوار تقلید کی رہنے والے یہان بہت سے شتی اور کچھ امامی
و نوبخشی ہین اونمین ہمیشہ دشمنی کے سبب سے لڑائیان رہتی ہین زیادہ تر یہان ایرانی
و تورانی آدمی ہین - خینا گرہت ہین لیکن ایک آہنگ مین گاتے ہین اور اپنی ہر ایک
تال سے ہر ایک کے جگر پر ناخن لگاتے ہین - اس ملک مین سب سے زیادہ شائستہ برہمن ہین
اگر تقلید گرہنی وعادت پرستی سے اونکو رہائی نہین ہوئی مگر خدا تعالی کی عبادت مین
بے ساختگی کے ساتھ مشغول ہوتے ہین اور اپنے مخالف مذہب پر طعن و طنز نہین کرتے
نہ زبان سے سوال کرتے ہین نہ نگاہ سے میں پانون رکھتے ہین میوہ دار درخت لگاتے ہین
یہی اونکا سرمایہ روزی ہے گوشت نہین کہاتے عورت نہین کرتے دو ہزار
آدمی اوس گروہ کے ہونگے تو بچہ اس ملک مین ۱۶ ماشہ کا ہوتا ہے ہر ماشہ مین ۶ سرخ
مہر طلا کا وزن ۱۶ دانی اور ہر دانی مین ۶ سرخ دہلی کے متعارف مہروں سے چار سرخ اسمین زیادہ
ہوتے ہین - ساسنو ایک چاندی کا سکہ ۹ ماشہ کا ہے - پنجہوس کا سکہ ہوتا ہی
دام کے چوتھائی حصہ کے برابر اوسکو کسیرہ کہتے ہین اسے آدہی بارہ کا نی ہوتی ہے چوتہائی
حصہ اسکا شکری ہوتا ہے - چار کسیرہ کو راہت کہتے ہین - ۴۰ کسیرہ کو ساسنو - ڈیڑہ ساسنو کا سکہ

دھوسا سنو کو ایک لک شہنشاہی شمار کے موافق وہ ایک ہزار دام ہوتے ہیں ساری ولایت
ہندی حکیم پرستش گاہ جانتے ہیں انمیں ۴۵ خاص مہادیو کے نام شمار کرتے ہیں ۴۴ پشت
کے نام ۳۲ برہما کے نام ۴۲ درگا کے نام سات سو جگہ سانب کی دیکر بنائی ہے اور اوس کو
پوجتے ہیں اور اوسکی عجیب عجیب داستانیں کہتے ہیں۔

سرحد نگردار السلطنت کے طول میں چار فرسنگ ہے دریا بہت دیار و بچھہ کل اوسکے اندر گذرتے
ہیں۔ بچھلا دریا خشک ہوجاتا ہے دوسرے میں پانی اتنا کم ہوجاتا ہے کہ کشتی نہیں چل سکتی
مدت سے یہ شہر آباد ہے اور بہت کاریگروں کا گھر ہے۔ شال نہایت عمدہ بنتے ہیں۔ پشم
سقلات بہت ملائم بناتے ہیں۔ ورمہ و پٹو اور پشمینہ تیار کرتے ہیں لیکن یہ پشمینہ
تبت کا عمدہ ہوتا ہے۔ میر سید علی ہمدانی چند روز اس شہر میں آیا اوسکی خانقاہ یادگار ہے
شرق میں ایک کوہچہ ہے جسکا نام کوہ سلیمان مشہور ہے۔ شہر سے ملے ہوئے دو
برے کولاب ہیں سارے سال پر آب رہتے ہیں تعجب ہے کہ باوجود لطافت و گوارائی
آب کے مدتہا اور ازسے گندہ نہیں ہوتے۔ تحقیق یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس
میں اگرا و گتا ہے۔ ساری زمین نسقی غلہ بخبتی ہے ضبط زمین و زر و سیم کی داد و ستد
کی رسم نہیں ہے صارجہات میں سے ایک جزو نقد ہے۔ نقد و جنس کا حساب خروار
سے کرتے ہیں اگرچہ مدت سے تو وہ کا نام لیا جاتا ہے لیکن دو حصوں سے زیادہ اٹھاتے
ہیں۔ بادشاہ کی دادگری کے سبب سے ادھا بازیافت ہوتا ہے قاضی کے قرار کے موافق
۳۰ لاکھ ۴۳ ہزار و ۵ خروار ۱۱۰ ترک جمع تھی ہر خروار میں ۳ من ۸ سیر اکبر شاہی
ایک وزن پل ہے جو دو دام کی برابر وزن رکھتا ہے اوسکا آدھا دوچھائی بھی کام
میں آتا ہے ۱/۲ آدھے پل کو سیر کہتے ہیں اور دو سیر کو نیم من اور چار سیر کو ایک ترک اور
۱۶ ترک کو ایک خروار۔ اور اکبر شاہی ۸ سیر کا ایک ترک ہوتا ہے۔ قاضی نے چند سالوں کا
نرخ جمع کرکے اوسط نکالا تو خروار کی قیمت ۲۹ دام ہوئی اور خروار نقدی ۱۳ ۱/۸ دام آئین
بیشین کے موافق برقرار رکھی پس جمع مبلغ ۷ کروڑ ۴۶ لاکھ ۷۰ ہزار ۴ سو ۱۱ دام ہوئے اسکے اندر

۹ لاکھ ۱ ہزار ۶ سو ۶۳ خروار ۱ د ۸ ترک جسکے نقد یہ حساب کے موافق ایک کروڑ ۲۰ لاکھ ۲۲ ہزار
ایک سو ۳۸ دام ہوے اور آصف خان نے یہ جمع مقرر کی ۳۰ لاکھ ۹۰ ہزار ۴ سو ۳۰ خروار
منجملہ اوسکے ۱۰ لاکھ ۱۱ ہزار ۳ سو ۳۰ ½ خروار نقدی - بادشاہ نے زر باج تمغا معاف کردیا
اس سبب سے ۶۷ ہزار ۴ سو ۴۰ ½ خروار کی کمی ہوئی - یا یہ کہو کہ ۸ لاکھ ۹۰ ہزار ۴ سو ۳۰ دام
گھٹ گئے - آسودگی کشاورز کے لئے ۵ دام خروار کی قیمت مین گھٹا دئے گئے اگرچہ
خروار مین جمع آصف خان کی ۶ ہزار ۳ سو ۹۲ خروار ۵ ترک جمع قاضی علی سے زیادہ ہے
لیکن بہ سبب بخشش کے حساب نقابین ۸ لاکھ ۶۰ ہزار ۴ سو ۳۰ ½ دام کی کمی ہوئی اسی
سبب سے اونہنے خروار نقدی پر کم بہا ہے بہت خیال رکھا - جو جمع قاضی علی نے دفترخانہ کو
سپرد کی اسمین ۴۸ پرگنے تھے اور آصف خان کی نسخہ مین ۳۸ پرگنے تھے - اصل مین یہی
۳۸ پرگنے تھے قاضی علی نے پرگنون کی تقسیم کچھ اور طرح سے مواضع کو ادھر اُدھر
کرکے کی تھی -

پہلے لوگون نے ملک کے دو حصے کئے تھے مشرقی حصہ کو مراج کہتے تھے اور مغربی کو
کامراج اب کہ کشمیر سے بہت سی سپاہ نکل آئی ہے اسکا یہ حال ہے کہ بومی ۴ ہزار ۸ سو ۹۲
سوار و ۲ ۹ ہزار ۴ سو پیادے -

طول مین ۳۵ کروہ عرض مین ۵ کروہ مشرق مین کشمیر - شمال مین کنتور جنوب مین
بنگاہ الوس گکھر - مغرب مین اٹک بنارس - اسکے کوہستان مین ہمیشہ برف برستی ہے
دشت گاہ مین کبھی کبھی گرما سے سرما زیادہ ہوتا ہے - برسات ہندوستان کی سی ہوتی
ہے - تین دریا کشن گنگ بہت - سندھ اسمین بہتے ہیں - زبان یہان کی کشمیر کی
نہ ہندوستان کی نہ ایرانستانی کی مانند ہے -

اس سرکار مین تین ولایت ہین - بنبر سواد بجورا دل طول مین ۱۶ کروہ عرض مین ۱۲
شرق مین بنگلی - شمال مین کنتور و کاشغر جنوب مین اٹک بنارس غرب مین سواد ہندوستان
سے دو راہ جاتی ہین اگر یوہ شیرخانی و کوتل بلندری - اگرچہ دونو دشوار گذار ہین مگر اول

سخت تر ہے۔ دوم طول مین ۳۰ کروہ عرض مین ۵ سے ۱۵ کروہ مشرق مین بنیر شمال مین کنتور کا شعر جنوب مین بگرام مغرب مین بجور بہت سے دیے ہیں۔ درہ ومغار کے نزدیک کہ کا شعر سے ملتا ہے قصبہ نگلنور حاکم نشین ہے۔ ہند سے دو راہین جاتی ہین گرمیوں مین یخ شیر خانہ گرمی سردی بہت نہیں ہوتی برف برستا ہی لیکن دشت مین تین چار روز زیادہ نہین کہسار مین تمام سال زمستان۔ ہندوستان کی بارش کے موسم مین یہان بہار ہوتی ہے۔ ریزش ابر ہوتی ہے۔ بہار وخزان دونو عجیب ہندوستان وتوران کے پھول دونو ہوتے ہین۔ بنفشہ ونرگس کے جنگل خودرو طرح طرح کے میوے خودرو باز جرہ شاہین گزیدہ ہوتے ہین لوہے کی کان یہان ہے۔ قسوم طول مین ۵ سے ۲۵ کروہ عرض مین ۵ سے ۱۰ کروہ۔ شرق مین سواد۔ شمال مین کنتور کا شعر جنوب مین بگرام مغرب مین گنیر۔ نورکل۔ کابل سے زیادہ درے اسمیں ہیں۔ کبہ ایک پرانا قلعہ استوار ہے اور اوسکو حاکم نشین کہتے ہین۔ امیر علی ہمدانی نے یہیں انتقال کیا۔ وصیت کے موافق ختلان مین اسکی لاش گئی۔ اسکی ہوا سواد کی سی ہے۔ لیکن سردی گرمی کچھ زیادہ ہوتی ہے۔ تین راہون سے زیادہ راہین ہین۔ ایک ہندوستان سے جاتی ہے اوسکو راہ دوش کول کہتے ہیں اور دو کابل سے جاتی ہیں ایک کو سمج اور دوسری کو کمرد نورکل کہتے ہین۔ زیادہ آسان راہ دوش کول ہے اسکے ایک متصل دشت ہے کوہ و دریائے کابل وسندہ کے درمیان طول مین ۳۰ کروہ عرض ۲ سے ۲۵ کروہ

اس سرکار مین کوہ ودشت ہیں یوسف زئی کی بنگاہ ہے شہنشاہ اکبر کے عہد مین اس ملک کے بدگوہر کچھ مارے گئے کچھ اسیر ہوئے کچھ تابع ہوگئے۔

ایک ولایت ہی جنوب مشرق مین کابل سب مین افغان رہتے ہیں زیادہ قوم شرانی کرلانی۔ دزیری۔

طول مین قلات بجارہ سے غزنی وغرجستان تک ۳۰ کروہ عرض مین سندہ سے فرہ تک ۲۰ کروہ مشرق مین سندہ۔ شمال مین غزنی وغرجستان۔ جنوب مین سیوی مغرب مین فرہ

سرکار راہون دوش کول

سرکار شنبار

شرق وشمال کے درمیان کابل وغزنین شہر ہیں برف کم برستا ہی مگر کہسار مین ہمیشہ برستا ہے
۱۸ دینار کو تومان کہتے ہیں - ہر تومان ۸۰۰ درم کا ہوتا ہے خراسان کا تومان ۱۲ روپیہ کا
تومان عراق کا ۶ روپیہ کا - بیشتر جنوب کے حزوار سے حساب کرتے ہیں - اس مین ۴ من قندہار
کے اور دس من ہندوستان کے ہوتے ہین -

قندھار دارالملک ہی طول بلد ۱۰ ۶۰ وعرض ۳۳ ۳۰ - دو قلعے ہین سخت گرم
سرما کم - لیکن دی وبہمن مین یخ واد لون سے بھر جاتے ہیں - تین چار سال کے بعد برف
کی ریزش سے نشاط ہوتی ہے - گل ومیوہ بہت - گیہون بہت سفید دور دور تک ارمغان جاتا ہے - پانچ کوس پر ایک پہاڑ ہے اوسکو اذدر کوہ کہتے ہیں — ایک غار اوسمین غار
جمشید مشہور ہے - چراغ روشن کرکے اوسمین جاتے ہین - دم ایسا گھٹتا ہی کہ اسکا اندازہ
نہیں کرسکتے - قلات سے ۸ کروہ پر ایک بڑا پہاڑ ہے - اوسکی کمر مین ایک غار ہے اوسکو غار شاہ
کہتے ہیں - گندم وجو کو سیدیری کہتے ہیں اور ۲۴ گز جریب سے ناپتے ہین لیکن اگر کبھی جریب مجازی اختیار
کرتے ہین ہر ایک ۴۴ انگشت مجموع ۴۴ گز قندھاری - خالصہ مین دس حزوار سے دو ویہ ان
صیغہ مال وجہات کو دیتے ہیں اور کشت وکار ساتطرح کی ہوتی ہے - دقرین اعلی کا نشان تعین
کرتے ہیں اور ہر جریب کا حاصل ۳ حزوار دہان کے ۴ من لیتے ہین - اعلی واوسط کا نشان
تعین وطا کرتے ہیں ۲½ حزوار بیس من لیتے ہیں اور اوسط کا نشان علی کرتے ہین جریب ۲ حزوار
سولہ من لیتے ہیں اوسط ادنی کا طاروال نشان کرتے ہین جریب مین ۱½ حزوار ضبط کرتے ہیں
بارہ من لیتے ہیں ادنی کو وال سے نشان کرتے ہیں جریب مین ایک حزوار خیال کرتے ہیں اور ۸ من لیتے ہیں
ادنا واد نا کا وال اور دالین نشان کرتے ہیں جریب مین بیس من گمان کرتے ہین چھ من لیتے
ہین ادنی ادنی کا دالین نشان کرتے ہین جریب مین ۴ من تصور کرکے ۴ من لیتے ہیں - اگر ہرگز گوئیرو
ضبط نہین ہوتی تو تہوہ پر عمل کرتے ہیں دو حصے خداوند زراعت کو اور سیوم تین حصے کرتے ہیں ایک
حصہ سرکار دیوان مین دو حصون کو اخراجات حکمی وصولی مین شمار کرتے ہیں -

طول مین ایک بنارس سے کہ ساحل سندہ ہے ہندوکوہ تک ۱۵۰ کروہ عرض مین قراباغ قندھار سے

چنان سلسلہ کوہ مغرب میں ہندوستان غرب شمال میں کوہ ہندوکش کے درمیان شمالی اندراب و خاشان و ہندوکوہ درمیانہ جنوب میں قرابل و نغز آب و ہوا کی تعریف نہیں ہوسکتی اگرچہ جاڑا اعتدال سے باہر ہوتا ہے مگر گزند نہیں پہنچاتا گرم سیر و سرد سیر ایسا کہ ایک ہی دن میں ایک عالم سے دوسرے عالم میں پہنچاتا ہے۔ باوجود اس یمدق و قشلاغ کا نشان معمورہ میں کم ہے۔ دشت و کوہ میں برف ہوتی ہے دشت میں جبکہ آفتاب برج قوس میں آتا ہے اور کوہ میں جب آفتاب برج میزان میں آتا ہے موسم گرما میں بھی سیوطرح طرح کے مگر خربزہ بہت اچھا نہیں ہوتا۔ زراعت ہی زیادہ نہیں ترکاری۔ ہر چار طرف پہاڑ بلند بلند ہیں کہ وہاں غنیم کا جلد جابد آنا دشوار ہے۔ کابل بدخشان و بلخ کے درمیان ہندوکوہ واسطہ ہے سات راہیں ہیں جنمیں سے تورانی آمدورفت کرتے ہیں ہندوستان سے پانچ راہیں (۱) کرپہ درکوتل طے کرنے کے بعد جلال آباد آتا ہے (۲) راہ خیبر یہ راہ ایسی بن گئی ہے کہ عرابہ جاتا ہے (۳) بنگش (۴) راہ نغز (۵) راہ قرابل اس ملک میں ہر طائفہ اپنی بولی بولتا ہے گیارہ زبانیں مروج ہیں (۱) ترکی (۲) مغولی (۳) فارسی (۴) ہندی (۵) غلجائی (۶) پشاوری (۷) براہوی (۸) گبری (۹) تزکی (۱۰) المغانی (۱۱) عربی +

پہلے عقلمند کابل قندہار کو ہندوستان کا دروازہ کہتے ہیں۔ ایک سے توران کو جاتے ہیں اور دوسرے سے ایران کو۔ ان دو فراخنائے کی نگہبانی سے ہندوستان بیگانوں سے امن رہ سکتا ہے اس دیار میں سمرقند و بخارا کی طرح پر گنہ متصل بہ قریات پر ہوتا ہے اوسکو تومان کہتے ہیں۔

غزنین اقلیم سوم سے ہے۔ ذیل عبارت اس سے ہے وہ سلطان محمود و سلطان شہاب الدین اور بادشاہوں کا پایۂ تخت تھا۔ پہلے اس ولایت کو ولایستان کہتے تھے کچھ قندھار کا حصہ بھی اسمیں شامل تھا۔ حکیم سنائی اور بہت سے اولیا کی خوابگاہ ہے۔ ایک ندی شمال سے جنوب کو جاتی ہے زراعت اسی سے سرسبز ہوتی ہے۔ کسان بہت محنت کرتے ہیں ہر سال نئی خاک لاتے ہیں تاکہ زراعت ہو وہ اراضی کابل سے زیادہ پھل دیتی ہے۔ ریئس یہاں بہت ہوتا ہے ہندوستان میں یہاں سے جاتا ہے فقط

تمت

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔